کنز العقبیٰ

مؤلف

صاحبزادہ محمد سلیم شامی بہل ویسی نقشبندی

خلیفہ مجاز

تاج العارفین قطب الاقطاب

حضرت عبد النبی شامی نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آستانہ شامی

۲۴۴-جی گلشن راوی لاہور

فون: ۷۳۱۵۰۳۷

ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم۔ الملک القدوس السلام المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر الخالق الباری المصور لہ الاسماء الحسنیٰ۔ الغفار۔ القہار۔ الحمید

الوھاب الرزاق الفتاح العلیم القابض الباسط الخافض الرافع المعز المذل السمیع البصیر الحکم العدل اللطیف الخبیر الحلیم العظیم الغفور الشکور العلی الکبیر الحفیظ المقیت الحسیب الجلیل الکریم الرقیب مجیب الواسع الحکیم الودود المجید الحق الشہید

القوی الرشید الوارث الباقی البدیع الھادی النور النافع الغنی المغنی الجامع المقسط مالک الملک الرؤف العفو المنتقم التواب البر المتعالی الوالی الباطن الظاھر الآخر الاول المؤخر المقدم المقتدر القادر الصمد الواحد ذوالجلال المحیی المعید المبدی

الماجد۔ الواجد القیوم۔ الباعث المعید المحصی۔ الولی۔ المتین۔ الوکیل۔ الباعث۔ المجید

هو الله الذی لا اله الا هو الرحمن الرحیم الملک القدوس السلام المؤمن المهیمن العزیز
الجبار المتکبر الخالق الباری المصور له الاسماء الحسنیٰ - الغفار القهار الحمید

الوهاب الرزاق الفتاح العلیم القابض الباسط الخافض الرافع المعز المذل السمیع البصیر الحکم العدل اللطیف الخبیر الحلیم العظیم الغفور الشکور العلی الکبیر الحفیظ المقیت الحسیب الجلیل الکریم الرقیب المجیب الواسع الحکیم الودود العزیز الحق الشہید

الصبور الرشید الوارث الباقی البدیع الهادی النور النافع الضار المغنی الجامع المقسط مالک الملک ذوالجلال الرؤف العفو المنتقم التواب البر المتعالی الوالی الباطن الظاهر الآخر الاول المؤخر المقدم المقتدر القادر الصمد الواحد الاحد الماجد الغنی المعطی المانع

کنز الحق ۱

مؤلف

صاحبزادہ محمد سلیم شاہی۔ بہلول بسی نقشبندی

خلیفہ مجاز

تاج العارفین قطب الاقطاب

حضرت عبدالنبی شاہی نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آستانہ شاہی
۲۴۴۔جی گلشن راوی لاہور
فون: ۷۴۱۵۰۳۷

الماجد - الواجد القیوم - الممیت المعید المحصی الولی - المتین الوکیل - الباعث - المجید

نام کتاب ــــ کنز العقبیٰ (آخرت کا خزانہ)

مُولّف ــــ صاحبزادہ محمد سلیم شامی بہل اویسی نقشبندی عفی عنہ

ناشر ــــ صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی خلف الصدق فیض الرحمٰن شامی

پیش لفظ ــــ جناب جسٹس میاں محبوب احمد، چیف جسٹس فیڈرل شریعت کورٹ پاکستان

تقریظ ــــ الشیخ حضرت میاں عبدالغفور عرشی قادری، فاضلی، سروری، سلطانی مدظلہ العالی

سیاحِ لامکاں ـ الحاج فقیر ساجد جاوید اکبر نوری، سروری، قادری، قلندری، چشتی مدظلہ العالی

سیکرٹری حکومتِ پنجاب

کمپیوٹر کمپوزنگ ـ جناب رانا مقصود سرور قادری و جناب محمد عقیل صاحب

طبع ــــ چوہدری احسان الحق خلف الصدق چوہدری رحمت علی، مالک فائن پرنٹنگ

پریس ۴۸ لوئر مال، لاہور

اشاعت سوم ـ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ مطابق دسمبر ۲۰۰۰ء

تعداد ــــ ۱۱۰۰

تقسیم ــــ فی سبیل اللہ برائے نجاب مُولّفِ و معاونین

منجانب ــــ ① صاحبزادہ محمد سلیم شامی بہل اویسی نقشبندی عفی عنہ

آستانہ شامی ۲۴۴ جی، گلشن راوی لاہور

② الحاج محمد نذیر، مالک مکتبہ شامی (شالیمار نوٹ بک)

خالد کمپلیکس ۴۰ اردو بازار، لاہور

نوٹ ــــ ① ہر سورۃ مبارکہ کے دائیں بائیں ترتیب نزول و مصحفی ملاحظہ فرمائیں۔

② سلسلہ اشاعتِ عام کے لئے عطیات بشکریہ قبول کئے جائیں گے

ت

ث

ج

چ

ح

خ

د

۴۲۵۹

ز

ش

(بقیہ صفحہ ۱۲۳۹ پر ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۷۸۶
لا الہ الا اللہ
وفاقی شرعی عدالت
پاکستان

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمام رسولوں اور نبیوں کی سروری و سرداری ہمارے پیغمبر نبی مکرم رسول محتشم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا فرمائی اسی طرح تمام الہامی کتب میں سے قرآن حکیم کو ممتاز اور بلند درجہ عطا فرمایا۔

علوم و معارف، حقائق و معانی اور اسرار و رموز کے سمندروں کو قرآن مجید کے حرفوں اور لفظوں میں اس طرح سمویا گیا کہ اس کا ایک ایک لفظ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سچائیوں پر دلیلِ کامل اور برہانِ ناطق بن گیا۔

پہلے آنے والے رسولؑ خود بھی محدود زمانے کے لئے تھے اور ان پر اترنے والے صحیفے بھی محدود زمانوں کے لئے ہدایت کے سرچشمے بنائے گئے۔ اسی لئے ان رسولوں کی سیرتوں اور ان صحیفوں کے لفظوں کو محفوظ رکھنے کی ضرورت نہ پڑی۔

ہمارے رسولؐ سید المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چونکہ تا قیامت ساری انسانیت کا مقتدیٰ و رہنما بنا کر بھیجا گیا اور قرآن پاک کو آنے والے تمام زمانوں کے لئے ہدایت و رہنمائی کا مصدر و منبع بنایا گیا اس لئے مشیتِ ایزدی نے سیرتِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور قرآن حکیم دونوں کی حفاظت کا بہترین انتظام فرمایا۔

یہی وجہ ہے کہ صدیوں پہ صدیاں گذر جانے کے باوجود اس سراج منیر کی کرنوں کو

ڈھونڈلایا نہیں جاسکا۔

اللہ رب العزت نے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ فرما کر قرآن پاک کی حفاظت کا جو اعلان فرمایا تھا اس کی حکیمانہ کارفرمائیاں آج بھی جاری ہیں۔ قرآن پاک کو پڑھا گیا' یاد کیا گیا' نمازوں میں دہرایا گیا۔ ہر فجر کے تازہ لمحوں اور ہر رات کی بھیگتی گھڑیوں میں اس کی تلاوت سے آوازوں کو سجایا گیا۔ اس کے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زیر زبر شد مد کے ساتھ کمال حفاظت و احتیاط سے سینوں میں محفوظ کیا گیا۔ گویا انسانی سینوں کو قرآنی الفاظ کا گنجینہ بنایا گیا اور پھر ان خزانوں کو نسل در نسل آگے سے آگے پہنچایا گیا۔

ہونٹوں نے قرآن کریم کے لفظوں کو چوما۔ اذہان نے ان کے معنی و اسرار پر سوچا اور پھر قلموں نے عقیدت و محبت بھری تشریح و تفسیر کے انبار لگادیے۔ حیرت و استعجاب کی بات یہ ہے کہ لیل و نہار کی تلاوت' نسل در نسل' سینہ بہ سینہ لفظ لفظ کی حفاظت اور تشریح و تفسیر کے یہ سارے حسین سلسلے آج بھی جاری و ساری ہیں۔ نہ زبانیں تھکی ہیں نہ جی بھرے ہیں' نہ ذہن رکے ہیں اور نہ قلم تھمے ہیں۔ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کا فیضان فزوں سے فزوں تر ہو رہا ہے اور حقیقت یہی ہے کہ جیسے جیسے زمانہ آگے بڑھتا جائے گا قرآن پاک اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت نئی سے نئی شان میں جلوہ گر ہوتی جائے گی۔

قرآنی علوم پر اہل علم نے اپنے اپنے ذوق و محبت اور اپنی اپنی استعداد و ہمت کے مطابق قلم آرائی کی ہے۔

زیر نظر کتاب کنزُ النعمٰی بھی جناب محمد سلیم شاہی کے ذوق کی ترجمان ہے۔ انہوں نے جس قدر جگر کاوی' دیدہ ریزی' محنت و لگن سے یہ گلدستہ تیار کیا ہے۔ وہ لائق تحسین ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے مولف کی محنت اور قرآن حکیم سے ان کی محبت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ فاضل مولف کے بقول انہوں نے کنزُ النعمٰی کو درج ذیل موضوعات سے مرتب و مزین کیا ہے۔

① قرآن پاک کی ۱۱۴ سورتوں کو نزول کے حساب سے ترتیب دیا گیا ہے۔

② ۶۲۳۶ آیات مبارکہ کا رکوع کے حساب سے ترجمہ دیا گیا ہے۔

(٣) ٥٥٨ رکوعات کی شرح پیش کی گئی ہے۔

(٤) ١٧٤٦ مضامین و عنوانات کو حروف تہجی کے حساب سے ترتیب دیا گیا ہے۔

(٥) کتاب کے ہر صفحہ کو اللہ تعالیٰ کے اسمائے حُسنیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی سے مزین کیا گیا ہے۔

(٦) قرآن حکیم کی حقانیت پر علم الاعداد کی روشنی میں حیران کن گفتگو کی گئی ہے۔

(٧) قرآن پاک کی جملہ آیات' کلمات' حروف اور رکوعات مبارکہ کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

(٨) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت جو مذاہب رائج تھے ان کا نقشہ دیا گیا ہے۔

(٩) سورتوں کا محل نزول بھی لکھا گیا ہے۔

قارئین کرام!

میری دعا ہے کہ خداوند کریم اپنے حبیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے فاضل مولف کی یہ کوشش اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کتاب کے پڑھنے والوں کو قرآن حکیم کی روزانہ تلاوت کرنے' قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے اور اس کی تعلیمات و افکار کو دنیا بھر میں پھیلانے کی تڑپ نصیب فرمائے۔

میاں محبوب احمد
چیف جسٹس
فیڈرل شریعت کورٹ' پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

سب تعریفیں اس ذات مقدس کے لئے ہیں جو واجب الوجود اور واحدہٗ لا شریک ہے- اور بے انتہا درود و سلام آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بموجب اِنَاَّ مِنْ نُورِ اللّٰہِ والخَلق کُلھُم مِنْ نُورِی- جو کچھ بھی ہے انہیں کا ظہور ہے- یعنی

کیا شانِ احمدیؐ کا چمن میں ظُہور ہے
ہر گُل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نُور ہے

مسلمانوں کے نزدیک ہدایت و ارشاد کا اصل سرچشمہ اور ضابطہ حیات قرآن مجید ہے اس لئے آیات و دلائل کی نسبت آخر فیصلہ اسی کی عدالت میں ہونا چاہئے- قرآن مجید میں اکثر انبیاء علیہم السلام کی سوانح حیات کے ضمن میں آیات و معجزات کا بیان ہے- جو ان کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ سے عطا ہوئے تھے- جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیات و دلائل انبیاء علیہم السلام کی سوانح کا تذکرہ ضروری ہے-

زیر نظر کتاب کنز العقبیٰ جو کہ ۱۲۵۰ صفحات پر مشتمل ہے- عالی جناب صاحبزادہ محمد سلیم شاہی مدظلہ العالی کی تالیف لطیف ہے- جس میں قرآن پاک کا اردو سلیس ترجمہ بمع شرح ۱۷۴۲ عنوانات پر مشتمل ہے- علاوہ ازیں قرآن پاک کے اعداد ۹ ہیں- اور اس کا متن بھی ۹ ہے- یعنی ابتدا بھی ۹ عدد سے ہے اور انتہاء بھی ۹ عدد تک-

کتاب کی تشکیل و تکمیل میں جناب الشیخ صاحبزادہ محمد سلیم شاہی بہلولوی نقشبندی صاحب مدظلہ العالی نے مہک آور پھول اور نادر نگارشات کو ترتیب نزول کی

وصل دینے کی سعادت حاصل کی ہے۔

جس طرح قرآن پاک کا عدد ۹ اور اس کا متن بھی ۹ ہے اسی طرح قرآن پاک میں ۱۹ کا ہندسہ اور کائنات میں ۹۲ کا ہندسہ چھپایا ہوا ہے۔ چنانچہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے الفاظ بھی ۱۹ ہیں اور عدد بھی ۱۹ ہیں۔ حقانیت قرآن الحکیم علم الاعداد کی روشنی میں آپ نے انتہائی محنت شاقہ سے زیر نظر کتاب کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ یہ انہی کا حصہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کی اس محنت شاقہ سے تالیف کردہ کتاب سے ناظرین کے علم الاعداد اور روحانیت کے باطنی فیض میں اضافہ کرے اور مخلوق خدا کی رہنمائی کا ذریعہ بنائے آمین۔

عالیجناب الشیخ صاحبزادہ محمد سلیم شاہی صاحب مدظلہ العالی خلف الرشید عالیجناب الشیخ صاحبزادہ عبدالحکیم شاہی جو کہ حضور تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت عبدالنبی شاہی نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کی دسویں پشت میں ہیں آپ کے متعلق حضور تاج العارفین حضرت الشیخ عبدالنبی شاہی نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ناچیز کو ۱۹۸۳ء میں بشارت دی کہ محمد سلیم شاہی کو ہم نے اپنا نائب اور خلیفہ مجاز نامزد کیا ہے۔ آپ یہ پیغام محمد سلیم شاہی کو پہنچا دیں۔ چنانچہ علی الصبح میرے مطب میں ایک مریضہ آئی جب میں نے ان کا اسم دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ میں بیگم حفیظ الرحمٰن شاہی ہوں تو مجھے فوراً" رات کی بشارت کا خیال آگیا۔ میں نے اسی وقت ان سے دریافت کیا کہ بی بی صاحبہ آپ صاحبزادہ محمد سلیم شاہی کو جانتی ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ وہ ہمارے عزیز ہیں میں ان کو خوب جانتی ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ ان کو میرا یہ پیغام دے دیں کہ حکیم عرشی نے آپ کو یاد کیا ہے انہوں نے جناب شاہی صاحب کو میرا پیغام پہنچا دیا۔ دوسرے روز محمد سلیم شاہی صاحب مدظلہ العالی تشریف لے آئے۔ اس وقت آپ کلین شیو تھے یعنی داڑھی وغیرہ نہیں تھی۔ میں نے دوران ملاقات جناب محمد سلیم شاہی صاحب کو مبارک باد پیش کی اور بشارت سنائی کہ تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت الشیخ عبدالنبی شاہی

نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اپنا نائب اور خلیفہ مجاز نامزد کیا ہے۔ یہ پیغام سنتے ہی شاہ صاحب کی حالت دگرگوں ہوگئی اور یک دم آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور طبیعت مجذوبانہ رنگ اختیار کر گئی۔ آپ کی بصیرت قلبی اس قدر روشن ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔ جس کی شہادت یہ ہے کہ آپ نے مندرجہ ذیل کتب تالیف فرما کر فی سبیل اللہ تقسیم کیں :۔

① مجموعۃ الاسرار (مکتوبات شریف)۔
② تذکرہ تاج العارفینؒ۔
③ جواہر شکر گنج و سلاسل انوار فی سیرالابرار۔
④ کنز الطالبین من مراۃ المتقین۔

جو کہ طالبان حق کے لئے مشعل راہ ہیں۔

میری یہ پرخلوص دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کی اس کاوش عظیم کو آپ کے مریدین کیلئے خصوصاً اور تمام سلسلہ ہائے بزرگانؒ کے مریدوں کے لئے عموماً باعث نفع علم سلوک و طریقت بنے۔ آمین ثم آمین۔

دعاگو

الشیخ حکیم میاں عبدالغفور عرشی قادری
فاضل سروری سلطانی عفی عنہ

قادریہ شفا خانہ عقب جامع مسجد المینار
۱۰ کریم پارک نواں کوٹ ملتان روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہدیہ ءسپاس

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ والعَاقِبَۃُ لِلمُتَّقِینَ والصّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ علٰی رَسُولِہِ الکَرِیم۔
اول و آخر تمام تعریف صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کیلئے ہے جس کیلئے تمام تر عظمت و کبریائی ہے۔ جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اسماء سکھائے جو قادر مطلق ہے جس کے امر کے بغیر کوئی چیز منصہء شہود پر نہیں آسکتی۔ درود ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی آل اور تمام اصحاب پر۔

اللہ جلّ جلالہ ' عمّ نوالہ ' کا پاک کلام ہر کلام سے عظیم تر ہے۔ اس کلام کو پہنچانے والے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام تمام فرشتوں سے افضل ہیں۔ جن کے ذریعے یہ کلام پاک حضور علیہ الصلوۃ والسلام تک پہنچایا گیا وہ تمام انبیاء سے اعلیٰ و افضل اور جس امت تک یہ کلام پاک پہنچا ہے وہ بھی سب امتوں سے افضل ہے۔ کیا ہم اس عظیم اور اشرف امت کے صحیح رکن ہیں؟ یہ جاننے کیلئے ہمیں خود کو قرآن پاک میں تلاش کرنا چاہیے۔ کلام پاک کو دل سوزی سے پڑھیں اس میں غور و فکر کریں اور اس کی بتائی ہوئی سیدھی راہ پر گامزن ہوں کیونکہ دینی و دنیاوی سعادتوں اور کامرانیوں کا راز اس میں پنہاں ہے اور اوصافی اور اخلاقی بیماریوں کا شافی اور مکمل علاج بھی اس نسخہء کیمیا میں مضمر ہے۔

قرآن پاک کی تلاوت کرنے یا وعظ کی مجلس میں شامل ہو کر اس کے اسرار و رموز معلوم کرنے سے تب ہی کچھ فائدہ ہو سکتا ہے جب اس کے احکام پر کما حقہ عمل کیا جائے اور اس کے اسرار و رموز کو دل و دماغ میں جگہ دی جائے اور اپنے اخلاق کو اس کے سانچے میں ڈھالا جائے۔ اگر ایسا نہیں تو پھر نہ تو روزانہ تلاوت قرآن پاک کا فائدہ اور نہ درس میں بیٹھ کر کچھ حاصل۔ یہ محض ظاہر داری اور ریا کاری ہوگی جس کی سزا خداوند کریم کے ہاں عذاب الیم ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھ

کہ ایک شخص کو حاکم وقت کا پروانہ ملتا ہے اور وہ ایسی زبان میں ہوتا ہے جس کے ابجد سے بھی بیچارہ نا آشنائے محض ہے۔ یہی حال ہمارا ہے کہ قرآن پاک کو طاق یا الماری میں بڑے ادب و احترام کے ساتھ رکھتے ہیں مگر ہم اس کی زبان کو جاننے سمجھنے کے لئے کوئی کوشش نہیں کرتے بلکہ اس کی تعلیم سے یکسر بے بہرہ ہیں۔ اپنے طرز عمل سے دوسرے مذاہب کے طریقوں کو اپناتے ہیں حالانکہ قرآن پاک کی تعلیم ہی میں دین و دنیا پنہاں ہیں۔ جہاں جسم کو توانا و تندرست رکھنا ضروری ہے وہاں روح کو بھی مردہ اور پژمردہ ہونے سے بچانا بھی از حد لازمی ہے۔

یہ ایک قدرتی امر ہے کہ ہر ماں باپ کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ ان کی اولاد لائق ہو اور دنیا میں ان کا نام روشن کرے۔ اس خواہش کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ زندگی کی تمام تر پونجی اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت اور ان کی خواہشات کو پورا کرنے کیلئے صرف کر دیتے ہیں یہاں تک کہ اکثر لوگ حلال و حرام کی تمیز کو بھی یکسر بھول جاتے ہیں۔ جو اولاد اپنے ماں باپ کی رہنمائی کے مطابق عمل کرتی ہے وہ کامران و کامیاب ہوتی ہے اور جو اولاد اپنے ماں باپ کے تابع نہیں ہوتی وہ ساری عمر پریشان و پشیمان ہی رہتی ہے یہی معاملہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان ہے۔ جس نے اپنی مخلوق کی تعلیم و تربیت کیلئے اپنے انبیاء علیہم السلام اور رسول مبعوث فرمائے اور انہیں کی زبان میں صحیفے اور الہامی کتابیں نازل فرمائیں تاکہ انسان ان پر عمل پیرا ہو کر اپنی دنیوی و اخروی زندگی کے ثمرات سے بہرہ یاب ہو۔

آخر میں قرآن پاک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عربی زبان میں نازل فرمایا جو انسان کیلئے مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا سورۃ "ص" آیت ۲۹ میں ارشاد ہے۔ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ مُبٰرَكٌ لِّیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِهٖ وَ لِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ یہ بابرکت کتاب (قرآن) ہے جو ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف نازل کیا تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور کریں اور عقلمند لوگ نصیحت حاصل کریں۔

مندرجہ بالا فرمان ہائے خداوندی کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بندۂ ناچیز قرآن پاک کی ۱۱۴ سورۂ مبارکہ کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح بہ عنوان "کنز المتقی" (خزینۂ آخرت)

برائے افادۃ الناس بلا معاوضہ پیش کر رہا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قبولیت تام عطا فرمائے۔ آمین۔

اس سے پیشتر چار کتابیں یعنی مجموعۃ الاسرار (مکتوبات شریف تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت عبدالنبی شامی نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تذکرہ تاج العارفین، جواہر شکر گنج و سلاسل انوار فی سیر الابرار اور کنز الطالبین من مراۃ المتقین برائے افادۂ عام تقسیم فی سبیل اللہ کی جا چکی ہیں تاکہ نجات کا باعث بنیں۔

اللہ جل جلالہ و عم نوالہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے بندۂ ناچیز کو اپنے خاص فضل و کرم سے توفیق و سعادت عظیم بخشی کہ زیر نظر کتاب کو ترتیب نزول کی شکل میں مکمل کر کے عوام الناس کی خدمت میں فی سبیل اللہ پیش کروں تاکہ میری اور میرے معاونین کی دین و دنیا میں نجات کا باعث بن سکے۔ حقیقتاً یہ عظیم شرف و سعادت محض میرے پیر و مرشد کامل و اکمل تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت عبدالنبی شامی نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ کرم کا فیض و تصرف ہے جنہوں نے مولف کو عرصہ اڑھائی سو سال بعد یعنی سنہ ۱۹۸۳ء میں اپنا خلیفہ مجاز مقرر فرمایا اور بروز پیر بارہ بجے شب مورخہ ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۹۷ء کو اپنے ۲۷۲ سالہ عرس مبارک کے موقع پر جلوہ افروز ہو کر نہ صرف مولف کو مبارک باد دی بلکہ بہ نفس نفیس اپنے سینہ مبارک سے لگا کر مصافحہ بھی کیا۔ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا عین فضل و کرم ہے جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔

فیڈرل شریعت کورٹ کے چیف جسٹس عالیجناب میاں محبوب احمد صاحب نے اپنی نجی اور سرکاری مصروفیات کے باوجود کتاب ہذا کی "پیش لفظ" رقم فرمائی جبکہ مولف کے پیر بھائی شیخ حضرت حکیم میاں عبدالغفور عرشی قادری مدظلہ العالی نے تقریظ تحریر کرنے کی سعادت حاصل کی۔ میری اللہ تبارک و تعالیٰ سے صدق دل سے دعا ہے کہ وہ ان حضرات کو دنیا و آخرت میں کامرانی اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

سید المرسلین خاتم النبین آنحضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

ارشاد گرامی ہے "مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاس لَم یَشکر اللّٰہ" جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تبارک وتعالی کا بھی شکر گزار نہیں ہو سکتا، یہ بڑی ناسپاس گذاری ہوگی اگر میں ان اولیاء عظام مفکر مفسر احباب دوستانِ گرامی قدر کا ذکر نہ کروں جنہوں نے زیر نظر کتاب المبین کی تکمیل کے سلسلے میں ہر مرحلے پر معاونت اور مالی اعانت فرمائی میں انکا تہہ دل سے شکر گزار اور بے حد ممنوں ہوں ۔ علاوہ ازیں عالیجناب عزت مآب الحاج سیدی ساجد جاوید اکبر نوری 'سروری' قادری، قلندری چشتی مدظلہ العالی سیکرٹری حکومت پنجاب نے نہ صرف گاہے بگاہے گراں قدر اور بلند پایہ علمی مشوروں سے نواز بلکہ ہر قدم پر رہنمائی بھی فرمائی جناب احسان الحق خلف الصدق چوہدری برکت علی مالک نیو فائن پرنٹنگ پریس ۴۸۔ اے لوئر مال لاہور نے طباعت میں آدھی رعایت فرمائی جیسے جناب الحاج محمد نذیر خلف الصدق محمد صادق مالک مکتبہ شامی (شالیمار نوٹ بک) خالد کمپلیکس ۴۰ اردو بازار لاہور نے جلد سازی کے اخراجات ادا کر کے اپنے اپنے نام صدقہ جاریہ میں درج کروالئے ۔ برخوردار شبیر احمد صیامی خلف الصدق الحاج صوفی شمس الدین مالک پتنگا پریس لاہور نے کتاب ہذا کو اسمائے حسنٰی باری تعالی اور اسمائے حسنٰی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مزین فرمایا جبکہ جناب صوفی علامہ محمد اظہر اقبال قاضی خوش نویس بے دل اور جناب محمد عرفان نے بلا معاوضہ ٹائیٹل مہیا فرمایا۔ اشاعت سوم کے لئے جناب رانا مقصود سرور خاں خلف الصدق رانا محمد سرور خاں نے بلا معاوضہ کمپوزنگ کر کے معاون کا حق ادا کیا اور جناب صفدر حسین پسر ایم۔ امام بخش نے کاپی پیسٹنگ کے کام کو سرانجام دیا۔

مولف کے ساتھ برادرم شیخ احسان الحق خاور سہروردی اور جناب چوہدری سلیم احمد ایڈوکیٹ نے پروف ریڈنگ میں ہاتھ بٹایا جبکہ مسٹر جسٹس ڈاکٹر منیر احمد مغل جج عدالت عالیہ لاہور ہائیکورٹ لاہور جناب محمد عالم مختار حق اور پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی نسیم صاحب نے بھی از بس مفید اور گراں قدر مشوروں سے نوازا۔ مولف ان تمام احباب کا بھی تہہ دل سے شکر گزار ہے جنہوں نے اس کار خیر میں بھر پور تعاون فرمایا اور مالی امداد فراہم کی۔

بندہ آخر میں رب العزت کی بارگاہ عالیہ میں دست بہ دعا ہے کہ وہ اس حقیر کاوش کو شرف قبولیت بخشے اور معاونین کو اپنے خاص الخاص فضل وکرم سے ثواب دارین عطا فرمائے ۔ آمین ثم آمین۔

داتا کی نگری: عروس البلاد لاہور۔

احقر العباد
صاحبزادہ محمد سلیم شاہی بہل اویسی نقشبندی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

① سورۃ العلق

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں انیس آیات مبارکہ اور ایک رکوع ہے۔ جن کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

منظوم ترجمہ:۔

اُٹھ! اپنے رب کے اسم پاک سے آپ "اے نبی" پڑھیئے
کیا ہے جامہء خلقت عطا "ہر چیز کو" جس نے
بشر کو لوتھڑے سے خون کے جس نے بنایا ہے
تلاوت کیجئے قرآن کی "اور یہ سمجھ لیجئے"
کہ رب ہے آپ کا وہ سب سے برتر مہرباں جس نے
علوم انساں کو ہیں اک خامہء "بیجاں" سے سکھلائے
سکھائیں اس کو وہ باتیں کہ نا واقف تھا وہ جن سے
غضب ہے واقعی حد سے تجاوز کر چلا انساں
کہ مستغنی سمجھ بیٹھا ہے اپنے آپ کو "ناداں"
یقینا آپ کے رب کی طرف ہے لوٹنا سب کو
مخاطب کیا کبھی دیکھا نہیں اس شخص کو تو نے
کہ جو بندے کو میرے روکتا ہے "دعوت حق سے"
"خصوصاً" جبکہ وہ بہر نماز استادہ ہوتا ہے
بھلا یہ تو نے دیکھا وہ اگر ہے سیدھے رستہ پر
سکھایا کرتا ہے تقوے کی باتیں یا کہ "سرتاسر"
مخاطب یہ بھی کیا دیکھا کہ اس نے صاف جھٹلایا
ہماری آیتوں کو اور ان سے اس نے منہ موڑا

وہ کیا لاعلم ہے اس سے کہ سب کچھ دیکھتا ہے رب

نہیں ہر گز اب بھی جو باز آیا نہ وہ کافر

گھسیٹیں گے اسے ہم اس کی پیشانی کے بل آخر

وہ پیشانی جو کاذب ہے وہ پیشانی جو خاطی ہے

تو اب آواز دے لے وہ بھی اپنے ہم سرشتوں کو

پکارے لیتے ہیں ہم بھی جہنم کے فرشتوں کو

نہیں ہر گز نہیں مطلق نہ اس کا مانئے کہنا

خدا کو سجدہ کیجئے اور تقرب چاہئے اس کا

شرح:۔ اس سورت مبارکہ کی پہلی پانچ آیتیں جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مژدہ بعثت کے وقت لے کر آئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھلائی گئیں اور باقی آیتیں اس وقت نازل ہوئیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم شریف میں نماز پڑھنی شروع کی اور ابوجہل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھمکیاں دے کر اس سے روکنے کی کوشش کی۔ واقعہ یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن حسب معمول غار حرا میں بیٹھے خدا تعالیٰ کی عبادت کر رہے تھے کہ اچانک جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا پڑھئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں تو پڑھنا نہیں جانتا اس پر جبرائیل علیہ السلام نے تین بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زور زور سے دبایا اور بار بار یہی کہا کہ پڑھئے اللہ کا نام لے کر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنا شروع کر دیا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ

(ا) خدا نے انسان کو ایسی چیز سے پیدا کیا جس میں نہ کوئی زندگی تھی اور نہ اس کی کوئی شکل و صورت۔ پھر پیدا کرنے کے بعد اس کو علم و فضل سے سرفراز کیا اس پر اسے چاہئے تھا کہ خداوند تعالیٰ کے ان احسانات کو پہچانتا اور اس کا شکر گزار ہوتا مگر وہ اپنی غفلت اور نسیان کے باعث بجائے درگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہونے کے سرکشی اور نافرمانی اختیار کر لیتا ہے اور یہ نہیں سوچتا کہ اس حیات دنیا کے بعد اسے پھر لوٹ کر وہیں جانا ہے جہاں سے آیا تھا۔

(۲) انسان کی سرکشی کا حال دیکھو کہ خود عبادت کرنا تو درکنار وہ ایسا گستاخ اور شوخ چشم ہے کہ جب ہمارا کوئی بندہ عبادت کرنے لگتا ہے تو وہ اسے ایسا کرنے سے روکتا اور اس کے راستے میں حائل ہوتا ہے۔

(۳) ذرا سوچو تو سہی کہ اگر یہ شخص راہ ہدایت پر ہوتا تو نیکو کاری سے کام کرتا اور دوسروں کو تقویٰ و طہارت کی تعلیم دیتا۔ تو کیا اس کے لئے زیادہ اچھا نہ ہوتا۔

(۴) کیا وہ اتنا نہیں سوچتا کہ اگر اس نے اللہ کو اللہ کے کلام کو اور انبیاء اور ان کی تعلیمات کو جھٹلایا اور کبر و نخوت سے کام لیا تو ایک دن ان افعال بد کی پاداش میں اس کو چوٹی سے پکڑ کر کھینچا جائے گا اور نہایت ذلت و رسوائی سے دوزخ کی آتش سوزاں کے سپرد کیا جائے گا۔

(۵) اے طالب حق خبردار! ایسے سرکش اور عاقبت نااندیش لوگوں کی بات کبھی سننا اور ان کا کہا کبھی نہ ماننا بلکہ سیدھی راہ پر قائم رہنا اور وہ یہی ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ کی عبادت کرو۔

(۲) سورۃ القلم (۶۸)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں باون آیتیں اور دو رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۳۲:- قسم ہے قلم کی جو کچھ وہ لکھتی ہے۔ آپ اپنے رب کے فضل سے دیوانہ نہیں اور تحقیق آپ کے لئے بے انتہا ثواب ہے جس کا سلسلہ کبھی منقطع نہ ہوگا اور اس میں بھی قطعاً کوئی شک نہیں کہ آپ بڑے ہی خوش خلق ہیں۔ سو اب آپ دیکھ لیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کون دیوانہ ہے۔ آپ کا رب اچھی طرح جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹک گیا ہے اور وہ ان کو بھی جانتا ہے جو راہ راست پر ہیں۔ سو آپ ان جھٹلانے والوں کا کہا نہ مانیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ آپ ذرا نرمی برتیں تو وہ بھی ملمع سازی سے کام لیں۔ اور نہ کسی قسم کھانے والے ذلیل آدمی کی باتوں میں نہ آنا۔ جو لوگوں پر عیب لگاتا اور چغلیاں کھاتا پھرتا

ہے۔ نیک کاموں سے روکتا حد سے تجاوز کرتا اور گنہگار ہے سرکش ہے اور علاوہ ازیں بدنام بھی ہے۔ اس سبب سے کہ مال و اولاد رکھتا ہے جب اس کو ہمارے احکام سنائے جاتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو اگلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں۔ ہم جلد ہی اس کی ناک پر داغ لگائیں گے۔

ہم نے ان کو جانچا ہے جس طرح ہم نے باغ والوں کو جانچا تھا۔ جب انہوں نے قسم کھائی کہ صبح ہوتے ہی ضرور اس کے پھل توڑ لیں گے اور انہوں نے انشاء اللہ نہ کہا۔ پس راتوں رات آپ کے پروردگار کی طرف سے ان پر ایک پھرنے والا (عذاب) پھر گیا جبکہ وہ سوئے پڑے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ باغ صبح تک کٹی ہوئی کھیتی کی طرح ہو گیا پھر صبح کے وقت انہوں نے ایک دوسرے کو آواز دی کہ سویرے سویرے ہی کھیت میں جا پہنچو اگر پھل توڑنے کا ارادہ ہے۔ چنانچہ وہ چل دیئے اور چپکے چپکے ایک دوسرے سے کہتے جاتے تھے کہ آج کوئی مانگنے والا محتاج تمہارے باغ میں داخل نہ ہونے پائے اور اس زعم پر کہ وہ خیرات کو روک دینے پر قادر ہیں لپکے چلے گئے اور جب اس کو دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم تو راستہ بھول گئے ہیں۔ پھر سوچا اور بولے راستہ نہیں بھولے۔ بلکہ برگشتہ قسمت ہیں۔ ان میں سے ایک نے جو سب سے بہتر تھا کہا کہ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم کیوں اس کا شکر نہیں کرتے۔ تب کہنے لگے کہ ہمارے رب کی ذات پاک ہے۔ بیشک ہم ظالم تھے سو وہ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ کہنے لگے ہائے شامت ہم حد سے بڑھ نکلے تھے بعید نہیں کہ ہمارا رب ہم کو اس سے بہتر کوئی چیز اس کے بدلے میں دیدے اب ہم اپنے رب کی طرف مائل ہوتے ہیں دنیا میں یوں عذاب ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب تو اس سے کہیں بڑھ کر ہوگا۔ کاش ان کو معلوم ہوتا۔

شرح:- اس سورت میں اللہ تبارک تعالیٰ نے قلم اور قلم سے لکھی ہوئی تحریر کی قسم کھائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قلم کو اللہ تبارک تعالیٰ کے ہاں کتنا بلند درجہ حاصل ہے اور اس طرح قلم سے لکھی ہوئی تحریر کی اس کے ہاں کیا عظمت ہے۔

اہل مکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے کہتے تھے کہ آپ دیوانہ ہیں کوئی کہتا کہ آپ شیطان کے اثر میں ہیں۔ بعض کا خیال تھا کہ آپ شاعر ہیں یہ اسلام کا ابتدائی دور تھا لہٰذا آپ کی تسلی کے لئے اللہ تبارک تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ وہ شخص جس پر اللہ کے اتنے بڑے احسان ہوں اور وہ اپنے انبیائے زمان سے ہر بات میں افضل و اعلیٰ ہو مثلاً "اعلیٰ درجہ کا فصیح' اول درجہ کا حکیم و دانا' دشمنوں تک کے دلوں کو مسحور کر لینے والا' یتیموں کا والی اور غریبوں کا ماویٰ' امین اتنا کہ دشمن و دوست متفقہ طور پر اس کی امانت کو تسلیم کرتے ہوں' نیک اتنے کہ تمام عمر میں کوئی بدی چھوٹی یا بڑی سرزد نہ ہوئی ہو۔ کیا وہ دیوانہ قرار دیا جا سکتا ہے اور کیا اس کو دیوانہ کہنا خود اپنے آپ کو دیوانہ ثابت کرنا نہیں؟ تاریخ کے اوراق اس بات کے شاہد ہیں کہ ایسے دیوانوں نے کتنے بڑے کام کیے اور ان کو دیوانہ کہنے والے کس طرح ہلاک و برباد ہوئے۔ پھر اس طرح آئندہ بھی قلم کی بدولت تاریخ کے اوراق اس بات کی شہادت دیتے رہیں گے کہ آج جس کو تم دیوانہ کہتے ہو وہ کتنا بڑا مصلح کتنا بڑا معلم اور کتنا عظیم الشان رسول ہے۔

فرمایا اے رسول آپ ان لوگوں کی پرواہ نہ کریں اور اپنا کام کیے جائیں۔ آپ کو جو تکالیف پیش آئیں گی ان کا بہترین بدلہ دیا جائے گا۔ دیوانوں کے اقوال و افعال بالکل غیر منظم' غیر مرتب اور بے فائدہ و لایعنی ہوتے ہیں۔ برعکس اس کے آپ کی زبان پر ہمیشہ قرآن کے الفاظ ہیں اور آپ کے افعال ان الفاظ کی خاموش مگر جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ آپ جو کچھ کہتے ہیں وہی کرتے ہیں اور یہ چیزیں کسی دیوانے کسی شاعر کسی مجذوب یا کسی قصہ گو کو حاصل نہیں ہوتیں۔ آپ ان لوگوں کے خرافات کو سن کر دلگیر نہ ہوں ان لوگوں کو معلوم ہو یا نہ ہو مگر ہم کو خوب معلوم ہے کہ کون سیدھی راہ پر گامزن ہے اور کون ٹیڑھی راہ پر۔

اہل مکہ نے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عزم مصمم دیکھ کر معلوم کر لیا کہ کوئی چیز آپ کو بت پرستی کی مذمت سے باز نہیں رکھ سکتی اور ہم آپ کو نقصان بھی نہیں پہنچا سکتے تو انہوں نے آپ سے یہ کہنا شروع کر دیا کہ آپ ہمارے بتوں اور بت پرستی کو برا نہ کہیں ہم آپ کے اللہ کو برا نہیں کہیں گے اور نہ آپ کی مخالفت کریں گے اس کا نام مداہنت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے کہ اے رسول! ان جھوٹے ذلیل طعنہ باز اور چغلیاں کھانے والے' نیکی کے کاموں سے روکنے' حدود سے تجاوز کرنے

والے گنہگار، سرکش اور بدنام لوگوں کا جو کفروانکار کی راہ پر چل رہے ہیں آپ ہرگز کہا نہ مانیں اوران کے جھانسے میں ہرگز نہ آئیں دین کے معاملہ میں مداہنت کیا معنی۔

فرمایا اگر کوئی شخص مال و دولت رکھتا ہو، صاحب اولاد ہو، قوت و طاقت اور جتھہ بندی کا مالک بھی ہو تو ضروری نہیں کہ وہ اتنا لائق بھی ہو جائے کہ اس کی ہربات کو مانا جائے اور خدا اور رسول کے احکام کے مقابلے پر اس کی رائے اور خیال کو بھی جگہ دی جائے۔

فرمایا ایسے شخص یا اشخاص کو ہم دنیا میں ہی ذلیل و رسوا کر کے رکھ دیتے ہیں۔ ولید بن مغیرہ قریش کا ایک سردار تھا جس میں یہ تمام اوصاف بدپائے جاتے تھے۔ فرمایا اے لوگو! مال و دولت اور جتھہ بندی کا ہونا انسان کی آزمائش کا ذریعہ ہے۔ انسان کو ان اشیاء پر مغرور نہیں ہونا چاہیے۔ ایسی آزمائشیں اس سے قبل بھی ہوتیں رہی ہیں پھر ایک قصہ بیان فرمایا کہ ایک مخیر شخص کے بیٹے نہایت بخیل تھے ان کا ایک باغ تھا جب وہ پک کر تیار ہوگیا تو انہوں نے کہا کہ ہم اس میں سے بطور خیرات کے کسی کو کچھ نہیں دیں گے۔ ان میں سے منجھلے بھائی نے کہا کہ اگر ہم نے ایسا کیا تو غلطی ہوگی۔ باپ کا طریقہ نیکوکاری پر مبنی تھا۔ فقیر فقراء کو دیں گے تو وہ دعا کریں گے ایسا ہرگز نہ کرو۔ مگر اکثریت نے یہی طے کیا کہ فقیروں کو کچھ نہ دیا جائے۔ اب انہوں نے سوچا کہ جب باغ میں فصل کاٹنے کو جائیں گے تو فقراء حسب عادت آ ہی جائیں گے پھر ان سے چھٹکارا مشکل ہوگا۔ لہٰذا بجائے دن کے رات کو چل کر پھل اتار لیں اور صبح ہونے تک تمام فصل گھر لے آئیں اس پر اتفاق ہوگیا اور ان کو صبح جا کر فصل کاٹ لانے کا اتنا یقین تھا کہ انشاء اللہ تک منہ سے نہ کہا چنانچہ وہ کچھ رات رہے اٹھے اور خوشی خوشی چل دیئے جب وہ وہاں پہنچے تو خلاف توقع وہاں کا منظر کچھ اور ہی دکھائی دیا۔ حیران و ششدر ہو کر رہ گئے اور کہنے لگے کہ ہو نہ ہو ہم راہ بھول گئے ہیں مگر جب اوسان درست کر کے دیکھا تو سمجھے کہ نہیں راہ تو نہیں بھولے یہ تو ہماری قسمت پھوٹ گئی ہے۔ باغ ہی جل کر راکھ ہوگیا ہے۔ اس پر جیسا کہ قاعدہ ہے وہ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ کوئی کہتا تم نے ایسا کہا تھا کوئی کہتا تم نے ایسا کہا تھا۔ اس منجھلے بھائی نے کہا کہ بھائیو میں نے تم کو متنبہ کر دیا تھا۔ کہ یہ خطرناک قدم نہ اٹھانا مگر تم باز نہ آئے۔ یہ ہم سب کی غلطی ہے ہماری سرکشی اور غفلت

کی سزا سب کو مل گئی ہے۔ مگر مایوس نہ ہونا چاہئے اپنے گناہوں سے توبہ کرلیں تو عین ممکن ہے کہ خدا ہم کو پھر خوشحال کردے۔

ترجمہ آیات ۳۴-۵۲:- اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈرنے والوں کے لئے ان کے رب کے پاس نعمتوں سے معمور باغ ہوں گے۔ کیا ہم فرمانبرداروں کو گنہگاروں کے برابر کردیں گے۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے تم کیسے فیصلے کرتے ہو۔ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم یہ باتیں پڑھتے ہو کہ جو چیز تم پسند کرو گے وہ ضرور تم کو ملے گی۔ کیا تم نے ہم سے قسمیں لے رکھی ہیں جو قیامت تک چلی جائیں گی کہ تم کو وہ کچھ ملے گا جو تم فرمائش کرو گے۔ ان سے پوچھئے کہ ان میں سے کون اس کا ذمہ لیتا ہے۔ یا انہوں نے خدا کے کوئی شریک ٹھہرا رکھے ہیں اگر ایسا ہے تو چاہئے کہ وہ اپنے شریکوں کو لے آئیں اگر وہ سچے ہیں جس دن پنڈلی سے پردہ اٹھا دیا جائے گا اور لوگوں کو سجدہ کی طرف بلایا جائے گا تو یہ لوگ سجدہ نہ کرسکیں گے۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی اور ان پر ذلت چھائی ہوگی اور اس سے پہلے دنیا میں ان کو سجدہ کی طرف بلایا جاتا تھا اور اس وقت وہ اچھے خاصے تھے۔ سو مجھے، جو اس کلام کو جھٹلاتے ہیں ان سے نپٹ لینے دو اور ہم آہستہ آہستہ ان کو جہنم کی طرف لے جائیں گے اور ان کو علم بھی نہ ہوگا۔ اور میں انہیں ڈھیل دیئے جاتا ہوں۔ بلاشبہ میری تدبیر محکم ہے کیا آپ ان سے کوئی معاوضہ طلب کرتے ہیں جو وہ اس تاوان کے بوجھ سے دبے چلے جارہے ہیں یا ان کے پاس غیب کی خبریں ہیں جو لکھتے جاتے ہیں۔ سو آپ اپنے رب کے حکم کا صبر سے انتظار کیجئے اور مچھلی والے حضرت یونس کی طرح نہ ہو جایئے۔ جب اس نے تنگ آکر نہایت غم میں پکارا۔ اگر اس کے رب کا احسان اس کی دستگیری نہ کرتا تو وہ چٹیل میدان میں پھینک دیئے جاتے اور ان کا برا حال ہوتا۔ پھر اسی کے رب نے اس کو نوازا اور پھر نیکو کاروں میں اسے کردیا اور وہ لوگ جو کافر ہیں جب قرآن کو سنتے ہیں تو اپنی نگاہوں سے گھور گھور کر آپ کو پھسلا دینا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو دیوانہ ہے اور یہ قرآن تو تمام جہان کے لئے نصیحت ہے۔

شرح:- اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ یہ انسان کی خام خیالی ہے کہ وہ دنیاوی اشیاء کے پیچھے مارا مارا پھر رہا ہے۔ اگر وہ تقویٰ و طہارت کو اختیار کرے تو اس کے لئے بہشت بریں کے نعمتوں بھرے باغات ہوں گے اور اے لوگو! یہ جو تمہارا خیال ہے کہ اگر ان

مفلس اور قلاش مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اپنے ہاں سے انعامات دے گا تو ان سے بدرجہ اولیٰ ہم عطا کریں گے۔ کیونکہ اگر اس نے اپنی عنایات اور فضل و کرم کے لئے دنیا میں ہمیں منتخب کیا ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ آخرت میں بھی ہم پر اسی طرح اپنی عنایات کی بارش نہ کرے۔

فرمایا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم ایک وفادار غلام جو ہمیشہ اپنے آقا کی حکم برداری کرتا رہتا ہے اور ایک نافرمان اور سرکش شخص جو کبھی آقا کا کہنا مانتا ہی نہیں دونوں کو ایک ہی درجہ دیدیں اور دونوں کو ایک ہی نظر سے دیکھیں۔

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! تمہاری ذہنیتوں کو کیا ہو گیا ہے تم کس طرح کی باتیں سوچتے اور کیسے فیصلے کرتے ہو۔ کیا تمہارے اس عقیدے کی تائید میں کہ جو یہاں خوشحال ہیں آگے چل کر بھی خوشحال ہوں گے۔ کوئی آسمانی کتاب ہے جسے پڑھ کر تم نے ایسا سمجھ لیا ہے۔ اگر ہو تو لاؤ دکھاؤ یا کیا تم نے ہم سے قسم لے رکھی ہے جو قیامت کے دن پوری ہو کر رہے گی کہ جو تم مانگو گے وہی تم کو دیا جائے گا۔ بتاؤ کون اس بات کا ذمہ لیتا ہے کہ جو کچھ تم نے سوچ سمجھ رکھا ہے وہ ضرور تم کو ملے گا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں اور ان کو جو اس قرآن کو جھٹلاتے ہیں اپنے اپنے حال پر چھوڑ دیں اور دیکھیں کہ یہ لوگ کس طرح آہستہ آہستہ جہنم کی آتش سوزاں میں جا داخل ہوتے ہیں۔ فرمایا کتنے افسوس کا مقام ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگ آپ کی بات نہیں مانتے اور اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے اور اس طرح آہستہ آہستہ جہنم میں چلے جا رہے ہیں۔ کیا آپ ان سے کسی چیز کے خواہاں ہیں جس کے بوجھ سے بھاگتے ہیں اور آپ کی بات نہیں سنتے یا ان کے پاس غیب کی کوئی خبر آ گئی ہے۔ جسے قرآن کی طرح انہوں نے خود لکھ رکھا ہے اور ان کو یقین ہو گیا ہے کہ اس کے خلاف نہیں ہو گا اور اس طرح وہ آپ کی اتباع سے مستغنی ہو گئے ہیں۔

فرمایا اے ہمارے رسول! آپ ان لوگوں کی مخالفت اور شوریدہ سری سے گھبرائیں نہیں اور ہمت اور حوصلہ کو نہ چھوڑیں۔ حضرت یونس نے ہمت ہار دی تھی وہ لوگوں کی مخالفت سے گھبرا اٹھے اور بلا اجازت شہر چھوڑ کر چل دیئے۔ اس پر ان کو یہ سزا دی کہ مچھلی کے پیٹ میں قید کر دیا۔ جہاں انہوں نے معافی مانگی اور اپنے گناہ کی بخشش طلب

کی۔ اگر ہمارا فضل و کرم نہ ہوتا تو مچھلی کے پیٹ سے نکلنے کے بعد بھی چٹیل میدان میں ہی پڑے رہتے اور کوئی نہ پوچھتا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ یہ لوگ آپ کو دیوانہ سمجھتے ہیں حالانکہ ان کی اپنی حرکات دیوانوں کی سی ہیں اور قرآن کریم میں کوئی چیز نہیں جس سے انسان غیض و غضب میں آئے۔

(۳) سورۃ المزمل (۷۳)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں بیس آیتیں اور دو رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۱۹:۔ اے کپڑے میں لپٹنے والے رات کو بجز تھوڑے سے وقت کے نماز میں کھڑے رہا کرو۔ آدھی رات تک یا اس سے کچھ کم یا کبھی زیادہ اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔ ہم آپ پر عنقریب ایک بھاری فرمان نازل کریں گے بلاشبہ رات کا اٹھنا نفس کو زیر کرتا ہے اور جو بات منہ سے نکلتی ہے درست نکلتی ہے۔ دن کے وقت بلاشبہ آپ کو بہت مصروفیت رہتی ہے اور اللہ کے نام کا ذکر کرو اور سب سے تعلق توڑ کر اسی کے ہو رہو۔ وہ مشرق اور مغرب کا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں سو آپ اس کو اپنا کارساز بنائیں اور وہ جو باتیں کرتے ہیں آپ ان کو صبر سے برداشت کریں اور اچھے طریق سے ان سے مجتنب رہیں اور مجھے ان خوشحال جھٹلانے والوں سے نپٹ لینے دیں اور ان کو تھوڑی مہلت دیدیں۔ ہمارے پاس بلاشبہ ان کیلئے بیڑیاں ہیں اور آگ ہے اور ایسا کھانا ہے جو گلے میں پھنس جائے اور دردناک عذاب ہے۔ جس دن زمین اور پہاڑ کانپیں گے اور پہاڑ بھربھرے ٹیلوں کی مانند ہو جائیں گے اس میں شک نہیں کہ ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جو قیامت کے دن گواہی دیں گے جس طرح ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا سو فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اس کو بہت سخت پکڑا۔ پس اگر تم نے بھی انکار کیا تو اس دن سے کس طرح بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔ جس دن آسمان پھٹ جائے گا۔ اس کا وعدہ عمل

میں آ گر رہے کا بلاشبہ یہ ایک نصیحت ہے پس جو چاہے اپنے رب کا راستہ اختیار کرلے۔

شرح:۔ نبوت کی گرانبار ذمہ داریوں سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام جب پہلی دفعہ متعارف ہوئے تو گھبرائے اور گھر جا کر خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا مجھ پر چادر اوڑھاوو۔ المزمل سے اسی طرف اشارہ ہے۔ اس سورت میں زہد و عبادت کی ترغیب دیکر بتایا گیا ہے کہ مبلغ اسلام میں کون کون سی خوبیاں ہونی چاہئیں وہ کس قدر عبادت گذار شب بیدار محنت کش مستقل مزاج اور خدا یاد ہونا چاہیے۔ ان آیات کریمہ کا بغور مطالعہ کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تبلیغ و رسالت کا کام کوئی آسان کام نہیں جو ہر شخص اٹھ کر کرلیا کرے۔ اس کے بعد اگر ہم اپنے زمانے کے مبلغین اسلام کی ناکامی کے اسباب تلاش کرنا چاہیں تو باسانی معلوم ہو جاتے ہیں گو اس سورت میں تمام تر خطاب حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے ہے۔ مگر حکم اس کا عام ہے اور خاص طور پر علمائے کرام صوفیائے عظام اور مبلغین اسلام کو متنبہ کیا گیا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اے ہمارے رسول آپ سب سے بڑے اور پہلے مبلغ اسلام ہیں۔ اٹھیں اور رات کو ہماری عبادت کیا کریں کم از کم آدھی رات اور زیادہ سے زیادہ جتنا وقت آپ کا جی چاہے عبادت میں گزارا کریں اور اس دوران میں قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر اور سوچ سوچ کر اس طرح پڑھا کریں کہ لفظ لفظ کا مفہوم و معنی ذہن نشین ہوتا اور دل میں اترتا چلا جائے۔

فرمایا یہ رات کی عبادت کا ہم نے آپ کو حکم دیا ہے تو اس میں بھی آپ ہی کا فائدہ ہے کیونکہ تم کو اس عظیم الشان فرض کے لئے تیار ہونا ہے جو تبلیغ کہلاتا ہے۔ اور وہ ادا نہیں ہو سکتا جب تک انسان کو اپنے اوپر پورا پورا قابو حاصل نہ ہو۔ مزے کی نیند اور بستر کی راحت کو چھوڑنا کچھ آسان کام نہیں لہذا رات کا اٹھنا انسان کو محنتی' جفاکش' ریاضت پسند اور بااصول بنا دیتا ہے۔ اس کا نفس خوب زیر ہو جاتا ہے۔ اور اسے عادت پڑ جاتی ہے کہ مشکل سے مشکل کام پر حوصلہ و ہمت سے ہاتھ ڈال لے اور جب تک اس میں کامیاب نہ ہو چھوڑنے کا نام نہ لے۔ علاوہ ازیں اس وقت منہ سے جو بات نکلتی ہے وہ دل سے مطابقت رکھتی ہے۔ کیونکہ انسان کو کامل طور پر یکسوئی اور اطمینان حاصل ہوتا ہے مگر دن میں یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی۔

فرمایا خدا کی عبادت کا حق یوں ادا ہوتا ہے کہ انسان تمام کام کاج اور تمام دھندوں سے فارغ ہو کر ایک طرف لو لگا کر بیٹھ جائے اور اس کا ہو کر رہے اس کے ذہن میں کوئی دنیاوی اور مادی چیز نہ ہو وہ "گاؤ آمد و رفت" کے جنجال میں نہ پھنسا ہوا ہو۔ فرمایا یوں تو دن رات مجھ معبود یگانے اور کارساز حقیقی ہی کے نام کو یاد رکھنا چاہئے مگر مجھ سے لو لگانے اور کیفیات قلبی کے حاصل کرنے کا وقت رات ہی ہے۔

فرمایا اس سے ایک تو آپ کو صبر و تحمل کی مشق ہو جائے گی جس کی ایک مبلغ دین کو سخت ضرورت ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ مخالفوں کی باتوں کو ایک کان سے سنو اور دوسرے کان سے نکال دو اور پورے صبر سے کام لو اور ایسے طریقے پر چھوڑو کہ تم انہیں دشمن بننے کا کوئی موقع نہ دو۔ اور خود ان کے ساتھ بات کرنے کا راستہ محدود ہونے دو تاکہ تبلیغ کے فرائض کی ادائیگی میں کوئی کمی واقع نہ ہو۔ آپ کی طرف سے یہ باتیں ہونی چاہئیں مگر اس کے باوجود جو لوگ آپ کو اور قرآنی تعلیمات کو جھٹلائیں گے ان سے ہم خود نپٹ لیں گے کہ وہ یاد رکھیں گے ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر ان کو دوزخ کی آتش سوزاں کے ڈھیر میں بھونا جائے گا اور کھانے کو ایسا کھانا دیا جائے گا جو حلق سے نیچے اترے ہی نہیں اور یہ عذاب اس وقت ہو گا جب قیامت آئے گی۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اے اہل جہاں! تم کو کچھ یاد ہے کہ اس سے قبل ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی اسی طرح تمہاری رشد و ہدایت کے لئے بھیجا تھا مگر تم نے ان کی فرمانبرداری سے انکار کر دیا۔ سو تمہیں یاد رہے کہ اس وقت ہم نے تمہارے ان بزرگوں کو کس طرح ہلاک کیا تھا۔ لہٰذا اگر تم بھی باز نہ آئے تو اسی طرح ہلاک و برباد کر دیئے جاؤ گے۔ سنو! اس دن کے عذاب سے ڈرنا چاہئے جس دن جوان بھی بوڑھے ہو جائیں گے۔ اور آسمان پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔

ترجمہ آیت بیس:- اس میں شک نہیں کہ آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ دو تہائی رات اور آدھی رات اور ایک تہائی رات کے قریب عبادت کے لئے اٹھتے ہیں اور تمہارے ساتھ کے لوگ بھی اور اللہ ہی رات اور دن کا ٹھیک اندازہ رکھتا ہے اسے معلوم ہے کہ تم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے سو وہ تم پر مہربان ہوا۔ لہٰذا جتنی آسانی سے ہو سکے قرآن پڑھ لیا کرو۔ اسے معلوم ہے کہ بعض تم میں سے بیمار ہوں گے اور بعض خدا کے

فضل کی تلاش میں ملک میں سفر کر رہے ہوں گے اور بعض خدا کی راہ میں مصروف جہاد و قتال ہوں گے سو جتنا آسانی سے ہو سکے تم اسے پڑھ لیا کرو اور نماز پڑھو اور زکوۃ ادا کرو اور اللہ کی راہ میں خوشدلی سے خرچ کرو اور جو نیکی بھی تم اپنے لئے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ پاؤ گے اور اللہ سے گناہوں کی معافی مانگو بے شک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

شرح:۔ آدھی رات یا اس سے کچھ کم یا زیادہ کی شب بیداری کا جو حکم گزشتہ رکوع میں آیا تھا اس میں یہاں کچھ تخفیف کر دی گئی ہے اور تعین و مقدار وقت کی قید کو بالکل اٹھا دیا ہے اور فرمایا ہے کہ رات کو اٹھو تو ضرور مگر اسی قدر جتنا آسانی سے اٹھ سکو اور صرف اتنا قرآن پڑھو جس کے پڑھنے میں تمہیں کوئی دقت درپیش نہ آئے۔ کیونکہ تم کو بیمار بھی ہونا ہے سفر میں بھی جانا ہے اور آگے چل کر جہاد فی سبیل اللہ میں بھی حصہ لینا ہے۔ ان سب باتوں کے پیش نظر یہ تخفیف کی جاتی ہے کہ رات کو اٹھو تو ضرور مگر بقدر استطاعت و طاقت۔ پہلا حکم پورے ایک سال تک نافذ رہا اور تاریخ بتاتی ہے کہ اس وقت تک جتنے لوگ مسلمان ہو چکے تھے انہوں نے کتنی وفاداری سے اس پر عمل کیا اور ہم دیکھتے ہیں وہی لوگ تھے جنہوں نے آگے چل کر تمام دنیا کا مقابلہ کیا اور وہ صبر و استقلال ہمت و شجاعت' ریاضت و محنت اور پاک نفسی دکھائی جس کا دعویٰ قرآن نے اس سورت کے ابتدا میں کیا تھا مگر جب سے مسلمانوں نے شب بیداری کو چھوڑ دیا ہے ان کو اپنے اوپر کوئی قابو نہیں رہا اور وہ صفات عالیہ ان میں پیدا ہونے سے رہ گئی ہیں جن سے ہمارے وہ بزرگ متصف تھے جنہوں نے اسلام کو دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچا دیا تھا۔ افسوس کے اس تخفیف سے مسلمانوں نے پورا پورا فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ اس کو نظرانداز کر کے سخت نقصان اٹھایا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اے مسلمانو! رات کو اٹھو کہ جس قدر آسانی سے ہو سکے ہمارے بتائے ہوئے طریقے سے قرآن کی تلاوت کرو۔ علاوہ ازیں نماز پڑھو' زکوۃ دو اور دینی اغراض کے واسطے جہاں ضرورت پڑے اللہ کی راہ میں خوشدلی سے خرچ کرو۔ اس طرح تم جو کچھ آگے بھیجو گے وہ اعمال نیک کی صورت میں خدا کے پاس محفوظ رہے گا اور اس کے عوض میں تم کو بہتر اور کئی گناہ زیادہ اجر ملے گا۔ ہاں بتقاضائے بشریت اگر تم سے

کوئی خطا ہو جائے تو اللہ سے گڑگڑا کر معافی مانگو وہ تمہیں معاف کر دے گا کیونکہ وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

(۴) سورۃ المدثر (۷۴)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں چھپن آیتیں اور دو رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۳۱:۔ اے کپڑے میں لپٹنے والے اٹھو اور لوگوں کو خدا کے عذاب سے ڈراؤ اور اپنے رب کی عظمت بیان کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو اور نجاست سے دور رہو اور اس نیت سے نہ دو کہ زیادہ کے طالب ہو اور اپنے رب کے لئے صبر کرو جب صور پھونکا جائے گا تو یہ دن بڑا ہی سخت دن ہو گا کافروں کے لئے قطعاً" آسان نہ ہو گا۔ چھوڑ دیجئے مجھے اور اس کو جسے میں نے تنہا پیدا کیا اور بہت سامان و دولت دیا اور اس کے پاس رہنے والے بیٹے دیئے اور دنیا کا تمام سامان اس کے لئے مہیا کر دیا پھر بھی وہ یہی خواہش رکھتا ہے کہ میں اسے اور دوں۔ ہرگز نہیں وہ ہمارے احکام کا مخالف رہا ہے اب اس میں بڑی چڑھائی چڑھاؤں گا۔ اس نے غور و فکر کیا اور تجویز کی۔ اس پر خدا کی مار ہو کیسی تجویز کی پھر اس پر خدا کی مار ہو اس نے کیسی تجویز کی پھر دوبارہ غور کیا پھر تیوری چڑھائی اور پھر برا سا منہ بنا لیا پھر پیٹھ پھیر کر چلا گیا اور غرور کا اظہار کیا اور کہنے لگا یہ تو ایک جادو ہے جو سینہ بسینہ چلا آ رہا ہے۔ یہ محض انسانی کلام ہے عنقریب میں اس کو دوزخ میں داخل کروں گا اور تمہیں کیا معلوم ہے کہ دوزخ کیا چیز ہے نہ باقی رہنے دیگی اور نہ چھوڑے گی اور آدمی کو جھلس کر رکھ دے گی اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں۔ اور ہم نے دوزخ کے محافظ فرشتے ہی مقرر کئے ہیں اور ان کی تعداد منکروں کے لئے ایک ذریعہ آزمائش ہے تاکہ وہ لوگ کہ جن کو کتاب ملی ہے یقین کر لیں اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کا ایمان اور بڑھے اور اہل کتاب اور مسلمانوں کو کوئی شبہ باقی نہ رہے اور تاکہ وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے نیز وہ لوگ جو کافر ہیں کہہ دیں کہ اللہ کو اس مثال سے کیا مطلوب تھا۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اسی طرح گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ ہدایت

دکھاتا ہے اور تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا قطعاً" کوئی نہیں جانتا اور یہ تو لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہے۔

شرح:۔ گزشتہ سورت میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو مزمل کے خطاب سے یاد فرمایا تھا۔ یہاں مدثر کے نام سے یاد کیا ہے دونوں لفظ تقریباً" ہم معنی ہیں۔ یہ سورت بھی ابتدائی سورتوں سے ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے ہمارے رسول لوگوں کی مخالفت ان کی شوریدہ سری اور دریدہ دہنی سے ڈر کر آپ کو یوں لحافوں وغیرہ میں لپٹے بیٹھے نہیں رہنا چاہئے۔ آپ کا کام ہے تبلیغ سو آپ اپنے کام میں مشغول رہیں اور لوگوں کو خدا کی نافرمانی اور عذاب آخرت سے ڈراتے رہیں نیز اپنے رب کی بڑائی بیان کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ رکھیں۔ اٹھو اور کپڑوں کو صاف ستھرا اور دل کو غیر اللہ کی یاد سے پاک کرکے مشغول عبادت ہو جایئے اور لوگوں کی تبلیغ کے بدلے میں ان سے کچھ طلب نہ کریں۔ بلکہ محض اپنے رب کے بھروسے پر کام کرتے جائیں۔ مانا یہ لوگ روز آخرت کو نہیں مانتے اور آپ کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں مگر یہ کوئی فکر کی بات نہیں جس دن وہ گھڑی آئے گی جب صور پھونکا جائے گا تو یہ دن ان لوگوں کے واسطے بڑا مشکل ہوگا اور ولید بن مغیرہ کو جو عرب میں مال و دولت اور کثرت اولاد کی رو سے یکتائے زمان ہے اور آپ کی مخالفت کر رہا ہے اس کے حال پر چھوڑ دو اس کو تبلیغ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اس کی ناشکر گزاری کا یہ عالم ہے کہ باوجودیکہ ہم نے اس کو تمام دنیاوی نعمتوں سے سرفراز کیا ہے وہ زیادہ ہی زیادہ طلب کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ہمارے احکام کی خلاف ورزی میں لگا رہتا ہے۔ اس نے ایک دفعہ حلقہ بگوش اسلام ہونے کا وعدہ کرکے پھر دوبارہ کفر پر جمے رہنے کو ترجیح دی ہے۔ تو اس کی پاداش میں اور نیز اس امر کی پاداش میں جو یہ قرآن کو جادو بتاتا ہے ہم عنقریب اسے دوزخ کی نذر کریں گے اس کے بعد دوزخ کا ایک مبہم سا تصور پیش کیا ہے کہ وہ ہے کیا چیز۔

فرمایا دوزخ وہ خطرناک جگہ ہے جو انسان کو جلا کر راکھ کر دیگی اس پر انیس فرشتے متعین ہوں گے جو دیگر ملائکہ کے افسر ہوں گے اور ہر کام کے ذمہ دار ہوں گے تفسیر عزیزی میں حضرت شاہ عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انیس کے عدد کا حکمتوں کو کھول کر بیان کیا ہے۔ جس کو شوق ہو تفسیر عزیزی میں دیکھ لے۔

مشرکین نے انیس کا تعین سن کر حقارت آمیز قہقہ لگایا کہ ہم لوگ تو لاکھوں کی تعداد میں ہیں انیس ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ فرمایا ان کو کیا معلوم کہ ان فرشتوں میں کتنی طاقت ہے پھر فرمایا کہ اس قسم کی مثالیں اور ایسے بیانوں سے کافروں کا کفر وانکار اور زیادہ بڑھ جاتا ہے اور وہ گستاخیاں کر کے اور زیادہ مستوجب سزا ہوتے ہیں۔

فرمایا یہ جو فرشتے ہیں تو یہ آپ کے رب کا لشکر ہیں اور ان کا ذکر جو ہم کرتے ہیں تو اس لئے کہ لوگ نصیحت حاصل کریں اور ڈر جائیں۔

ترجمہ آیات ۳۲-۵۶:- ہاں ہاں چاند کی قسم اور رات کی جب وہ جانے لگے اور صبح کی جب روشن ہو کہ دوزخ بری چیز ہے لوگوں کے لئے ڈراوا ہے۔ اس کیلئے جو تم میں سے آگے بڑھنا چاہے یا پیچھے ہٹنا چاہے۔ ہر ایک شخص اپنے اعمال کے لئے خدا کے روبرو ذمہ دار ہے سوائے داہنی طرف والوں کے جو بہشت میں باہم مل کر سوال کریں گے گنہگاروں سے کہ تم کو کون سی چیز دوزخ میں لے آئی وہ جواب دیں گے کہ ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ مسکینوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے اور بیہودہ بحث کرنے والوں کے ساتھ ہم بھی بیٹھے فضول بحثیں کیا کرتے تھے اور ہم قیامت کے دن کو ہمیشہ جھٹلایا کرتے تھے حتی کہ ہم کو موت آگئی۔ سو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت ان کے کسی کام نہ آئے گی۔ ان کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ نصیحت سے منہ موڑتے ہیں گویا کہ وہ بدکنے والے گدھے ہیں جو شیر سے بدک کر بھاگتے ہیں بلکہ ان میں سے ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ اسے کھلے ہوئے صحیفے ملیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا ان لوگوں کو آخرت کا خوف ہی نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا یہ قرآن سرتاپا ایک نصیحت ہے پھر جو کوئی چاہے اسے یاد رکھے اور وہ اس کو یاد بھی نہیں رکھ سکیں گے مگر اسی وقت کہ خدا چاہے وہی ہے جس سے ڈرنا چاہئے اور وہی بخشنے والا ہے۔

شرح:- اس رکوع میں دوزخ کا ایک منظر دکھایا گیا ہے۔ فرمایا ہے کہ ہر شخص اپنے اپنے اعمال کے لئے ذمہ دار ہے پس برے کام کرنے والے دوزخ میں جائیں گے اور نیک کام کرنے والے بہشت بریں میں مزے کریں گے۔ پھر بتایا ہے کہ دوزخ میں وہی لوگ جائیں گے جو نہ نماز پڑھتے ہیں نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے ہیں بلکہ مجالس میں بیٹھے فضول بحثوں میں پڑے رہتے ہیں اور روز جزاء کو جھٹلاتے ہیں۔ ان کے نزدیک صرف زندگی اتنی

سی ہے جو انسان اس دنیا میں گزار دیتا ہے۔ اس کے بعد کی زندگی کے وہ قائل نہیں اور نہ اس بات کو مانتے ہیں کہ خدا کے ہاں نیک کاموں کا اچھا صلہ اور برے کاموں کی سزا ہے مگر جس روز وہ دوزخ میں پڑیں گے تو ان سب باتوں کا اعتراف کریں گے کہ آج جبکہ ہم نے عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے ہمیں یقین آگیا ہے مگر اس سے قبل تو ہم مانتے ہی نہ تھے۔

فرمایا اس قسم کے لوگ ہوں گے جن کو شفاعت سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا اور حقیقت یہ ہے کہ ان کے حق میں شفاعت کریگا ہی کون اور جن بتوں پر ان کو ناز ہے وہ تو اتنے عاجز ہیں کہ اپنے نفع و نقصان پر اختیار نہیں رکھتے ان کو کیا فائدہ دیں گے۔ فرمایا ان کی یہ حالت ہے کہ جب ان کو نصیحت کی باتیں سنائی جاتی ہیں تو یہ ایسے بھاگ نکلتے ہیں جیسے وحشی گدھے شیر سے ڈر کر بھاگتے ہیں۔ فرمایا یہ قرآن سرتاسر نصیحت ہے مگر نصیحت اس وقت حاصل کر سکتے ہیں جب خدا چاہے۔ فرمایا میں ہی ہوں جس سے انسان کو ڈرنا چاہیے اور میں ہی ہوں جو اپنے بندوں کی خطاؤں کو بخشتا ہے۔

(۵) سورۃ الفاتحہ (۱)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اور اس میں سات آیتیں ہیں جن کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

منظوم ترجمہ:-

خدا ہی کے لئے ہر قسم کی تعریف زیبا ہے
وہ مولا' پالنے والا جو سارے عالموں کا ہے
بڑا ہی مہرباں ہے وہ نہایت رحم والا ہے
"بہ ہر عنوان" وہ مختار کل روز جزا کا ہے
خداوندا عبادت کرتے ہیں ہم تو فقط تیری
تجھی سے "اے خدا" درخواست کرتے ہیں اعانت کی
دکھا دے ہم کو سیدھا راستہ ان نیک بندوں کا

کہ جن پر تو نے اپنی نعمتوں کا فیض پہنچایا

وہ "بندے" جو نہ تو تیرے غضب کی زد میں آئے ہیں

نہ وہ راہ ہدایت سے "کسی عنوان" بھٹکے ہیں

شرح:- یہ سورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ معظمہ میں نازل ہوئی تھی اس میں صرف سات آیتیں ہیں چونکہ قرآن مجید کا افتتاح اسی سورت سے ہوا ہے اس لئے اسے سورۃ فاتحہ کہتے ہیں۔ اس سورت میں خدائے ذوالجلال نے اپنی چار اہم صفات کو بیان کر کے تمام مخلوقات سے اپنی حمد و ستائش کا طریق بتایا ہے کہ کیونکر زبان اس کی تعریف میں کھلے اور کیا کیا صفات اس کی طرف منسوب کی جائیں۔

ارشاد ہے کہ تمام ستائش اللہ کو سزاوار ہیں جو تمام جہان کو نہ صرف پیدا کرنے والا ہے بلکہ پرورش کرنے اور مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے۔ جو رحمٰن ہے اور بغیر کسی استحقاق کے اپنے بندوں پر فضل و کرم کرتا ہے۔ سورج کی روشنی' ہوا' پانی' بچے کی پرورش کے لئے ماں کی چھاتیوں میں دودھ پیدا کرنا' یہ سب اس کی شان رحمانیت کے کرشمے ہیں۔ وہ رحیم ہے یعنی تھوڑے سے کام پر بھی امید سے زیادہ اجرت دیتا ہے۔ کاشتکار کو دیکھو ایک دانہ بوتا ہے اور سینکڑوں پاتا ہے۔ اپنے ماننے والوں اور نافرمانوں کو بلا امتیاز روزی دینا اسی کی شان رحمانیت ہے۔ وہ جزا اور سزا کے دن کا مالک ہے۔

لوگو! اگر اس کی آغوش رحمت میں آنا چاہتے ہو تو تم بھی وہ صفات پیدا کرو جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں یعنی غریبوں کی پرورش کرو۔ لوگوں پر رحم کرو ہر شخص کو اس کے کام کا پورا بلکہ بہتر معاوضہ دو۔ ماتحتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ بنی نوع انسان کے ساتھ پورا پورا انصاف کرو اور اس کی حق تلفی نہ کرو۔ وہی ایک ذات عبادت کے لائق ہے۔ اور اسی کا بتایا ہوا راستہ سیدھا راستہ ہو سکتا ہے۔ پس یاد رہے کہ تمہاری جبین نیاز کسی اور کے آستان عقیدت پر نہ جھکے اور تمہارا دست سوال کسی دوسرے کے آگے دراز نہ ہو۔ جب جھکو اسی کے حضور جھکو اور جب مانگو اسی سے مانگو اور ہمیشہ اسے شاہد و علیم جان کر یوں التجا کرو کہ اے اللہ ہم تیرے سوا نہ کسی کے سامنے سر بسجود ہوتے ہیں اور نہ تجھے چھوڑ کر دوسروں سے کچھ طلب کرتے ہیں۔ صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے امداد چاہتے ہیں۔

اے اللہ! ہم بالکل بے خبر ہیں ہم نہیں جانتے کہ کیا طرز زندگی اختیار کریں اور کس طرح تیرے غضب سے بچیں؟ اس لئے تو اپنے فضل و کرم سے ہمیں بے خار اور سیدھی راہ پر چلا اور ہمیشہ اسی طریق پر قائم رکھ۔

اے اللہ! ہم تیرے ان انعام یافتہ بندوں کے نقش قدم پر چلنا چاہتے ہیں جو تیری بارگاہ میں مقبول ہیں اور جن کو تو نے نگاہ غضب و غصہ سے نہیں دیکھا اور جو سیدھی راہ سے بھک نہیں گئے۔ ہمیں توفیق عطا کر کہ ہم اس پاک مقصد میں کامیاب ہوں۔

اگر اس سورت کو قرآن پاک کا عطر کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کیونکہ عقائد اسلامی عبادت کی روح اور قرآنی تعلیمات کا خلاصہ کمال اختصار اور جامعیت کے ساتھ اس چھوٹی سی سورت میں آ گیا ہے۔ قرآن کریم کا باقی حصہ سورۂ بقرہ سے والناس تک اسی اجمال کی تفصیل ہے۔ اگر کوئی شخص اس سورت کے مطالب کو اچھی طرح سمجھ لے تو وہ اسلام کی حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہو سکتا ہے۔

(۶) سورۃ اللھب (۱۱۱)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں پانچ آیتیں ہیں جن کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

منظوم ترجمہ:-

شکستہ بولہب کے خود ہی دونوں ہاتھ ہو جائیں
"سراپا" مبتلا ہو جائے وہ خود بھی ہلاکت میں
نہ دولت اس کے کام آئے نہ خود اس کی کمائی ہی
وہ ڈالا جائے گا اک شعلہ ساماں آگ میں جلدی
اور "اس کے ساتھ" اس کی زوجہ "بدکیش و سرکش بھی"
کہ جو ہے پشت پر ایندھن کا گٹھا لادنے والی
پڑی ہے جس کی گردن میں کھجوروں کی بٹی رسی

شرح:- ابولہب عبدالعزیٰ حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک چچا تھا جو

ابو جہل کے ساتھ شامل ہو کر آپ کی انتہائی درجہ کی مخالفت کرتا تھا۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کے مشہور پہاڑ بو قبیس پر کھڑے ہو کر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا اور کہا کہ دیکھو میں ایسے مقام پر کھڑا ہوں جہاں سے پہاڑ کی دونوں جانب میں روشنی میں تم کو بھی دیکھ رہا ہوں اور جو چیز تم سے او جھل ہے اسے بھی دیکھ رہا ہوں کیا تم اس بات کو مانتے ہو کہ اگر میں یہ کہوں کہ پہاڑ کی دوسری جانب ایک فوج گراں ڈیرے ڈالے پڑی ہے اور تمہیں غفلت میں پا کر ہلاک کر دینا چاہتی ہے۔ ہر ایک نے کہا کہ آپ صادق القول ہیں آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ آپ جو فرمائیں گے درست ہو گا۔

اس پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے متعلق تمہاری یہی رائے ہے تو سن لو کہ جس طرح میں ان حالات سے واقف ہوں اسی طرح آخرت کی مجھے پوری پوری خبر ہے۔ تم غفلت میں پڑے ہو اس سے جاگو اور آخرت کا کچھ سامان کرو ورنہ انجام بہت برا ہو گا۔ اس پر ابولہب نے آپ کو برے الفاظ سے یاد کیا اور بد دعائیں دیں۔

ابولہب کی بددعا کے جواب میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا یہ نالائق جس ہلاکت و بربادی کی آرزو ہمارے رسول کے لئے کرتا ہے وہی ہلاکت خود اسے پیش آئے گی۔ یہ مال و دولت جس پر اس کو گھمنڈ ہے اس کے کسی کام نہ آسکے گا بلکہ وہ یقینی طور پر شعلہ زن آگ کی نذر ہو گا اور اس کی بیوی جو اس کی معاون ہے وہ بھی نہایت حسرت و عبرت کی موت مرے گی۔ چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ قرآن کی پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔

(۷) سورۃ التکویر

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں اُنتیس آیتیں اور ایک رکوع ہے جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ:۔ جب سورج ماند پڑ جائے اور جس وقت تارے بے نور ہو جائیں اور جب پہاڑوں کو چلایا جائے اور جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں اور جب وحشی جانور جمع کیے جائیں اور جب دریا جوش ماریں اور جس وقت روحوں کو ان کے جسموں

کے ساتھ ملایا جائے اور جس وقت اس لڑکی سے جو زندہ درگور کی گئی تھی پوچھا جائے کہ کس گناہ کے بدلے ماری گئی اور جب اعمال نامے کھولے جائیں اور جب آسمان کی کھال کھینچی جائے اور جب دوزخ دھکائی جائے اور جب بہشت قریب لائی جائے اس وقت ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیا لے کر حاضر ہوا ہے۔ سو مجھے قسم ہے ان ستاروں کی جو الٹے پیچھے ہٹنے لگتے ہیں اور چلتے چلتے چھپ جانے والوں کی اور رات جب خوب تاریک ہو جائے اور صبح جب طلوع ہو بیشک یہ پیغام ذی عزت فرشتے کا پہنچایا ہوا ہے۔ جو قوت والے صاحب عرش کے پاس درجہ رکھنے والا ہے وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے اور وہ امین ہے اور تمہارا رفیق کچھ دیوانہ نہیں ہے اور اس نے اس جبرائیل کو آسمان کے روشن کنارے پر دیکھا ہے اور غیب کی باتیں بتانے میں کچھ بخل نہیں کرتا۔ اور یہ قرآن کسی مردود شیطان کی بنائی ہوئی باتیں نہیں ہیں۔ پھر تم کدھر کو چلے جا رہے ہو۔ یہ تو تمام جہان کے لوگوں کے لئے ایک نصیحت ہے۔ جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلنا چاہیں اور تم کچھ چاہ نہیں سکتے مگر جو اللہ چاہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

شرح:۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ان حوادثات کا ذکر کیا ہے جو قیامت کے دن رونما ہوں گے تاکہ ان کی عظمت دکھائی جائے اور ان کا خوف دلوں پر بٹھایا جائے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ ہر شخص کو اس دن اس کے اعمال دکھائے جائیں گے اور نیکی اور بدی کا پتہ چل جائے گا اور وہ شک و شبہ جس میں انسان پڑا ہوتا تھا بالکل اٹھ جائے گا حتی کہ جس شخص نے ذرا برابر نیکی کی ہوگی وہ بھی دیکھ لے گا اور جس نے ذرا برابر برائی کی ہوگی وہ بھی اس کے سامنے آجائے گی اور وہ حوادث جو قیامت کی ابتدا سے لے کر حساب کے وقت تک وقوع پذیر ہوں گے یہ ہیں:۔

سورج کا بے نور ہو جانا۔ تاروں کا گر جانا اور پہاڑوں کا ہوا میں اڑتے پھرنا۔

یہ وہ حوادث ہیں جو قیامت کے آنے پر اول اول ظہور پذیر ہوں گے اور حکمت الٰہی کا یہ تقاضہ ہوگا کہ زمین الٹ پلٹ ہو جائے گی اور اس دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

فرمایا وہ اتنی سخت گھڑی ہوگی کہ انسان کو اپنی محبوب سے محبوب ترین چیز سے جدائی بھی شاق نہ گزرے گی۔ ہر شخص کو اپنی جان کی فکر پڑی ہوگی اور خوف کا یہ عالم ہوگا کہ وحوش تک ڈر کے مارے ایک جگہ جمع ہو جائیں گے حالانکہ امن کی صورت میں

وہ کبھی اکٹھا ہونا پسند نہیں کرتے۔ غرض یہ کہ اس عالم کون و فساد کا تمام نقشہ ہی درہم برہم ہو جائے گا۔ ایک طرف دوزخ میں آگ بھڑکائی جائے گی دوسری طرف جنت کو اہل جنت کے قریب ترلایا جائے گا۔ اور ہر شخص کو اس کا اعمال نامہ واضح طور پر دکھایا جائے گا۔

اس کے بعد پانچ ستاروں عطارد' زہرہ' مریخ' مشتری اور زحل کی قسم کھا کر اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ قرآن ہم اس عظیم الشان فرشتے کے توسط سے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کر رہے ہیں جو مجلس عالیہ میں سب کا سردار اور امین تسلیم کیا گیا ہے چونکہ کفار حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو دیوانہ کہتے تھے اس لئے فرمایا کہ تمہارے رفیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیوانہ نہیں ہیں بلکہ اس قدر عالی مرتبہ ہیں کہ آپ نے جبرائیل امین کو اپنی آنکھوں سے آسمانوں پر دیکھا ہے اور ادھر فرشتے کی یہ حالت ہے کہ وہ کوئی ایسی بات جو ہم نبی کو بتانا چاہیں بتانے میں بخل سے کام نہیں لیتا۔ رہا تمہارا یہ قول کہ قرآن شیطانی کلام ہے۔ سو یہ تمہاری حماقت کا نتیجہ ہے۔ سن رکھو یہ ہمارا کلام ہے اور ایسے لوگوں کی رہنمائی کے لئے ہے جو سیدھی راہ پر چلنا چاہیں۔

(۸) سورۃ الاعلیٰ (۸۷)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ اس میں انیس آیتیں اور ایک رکوع ہے جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ:۔ اپنے پروردگار عالیشان کے نام کی تسبیح کیا کرو۔ وہ جس نے پیدا کیا اور بہت درست بنایا اور وہ جس نے کہ ہر چیز کا اندازہ کیا پھر راہ دکھائی اور وہ جس نے زمین سے چارہ نکالا پھر اس کو سیاہ کوڑا کر دیا۔

ہم آپ کو اس طرح پڑھائیں گے کہ اسے ہرگز نہیں بھولیں گے مگر جو اللہ چاہے بلاشبہ وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور چھپی ہوئی بات کو بھی اور ہم آپ کو آسانیاں بہم پہنچائیں گے۔ سو اگر سمجھانا نفع دے تو لوگوں کو سمجھاتے رہو۔ جس کو ڈر ہو گا وہ سمجھ جائے گا اور بدبخت اس سے علیحدہ ہی رہے گا۔ وہ جو بڑی سخت آگ میں داخل ہو گا پھر وہاں نہ مرے گا

اور نہ زندہ رہے گا۔

یقیناً "اس شخص نے فلاح پائی جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہو حالانکہ آخرت کی زندگی بہتر اور زیادہ پائیدار ہے۔ بلاشبہ یہ بات پہلے صحیفوں میں بھی تھی یعنی ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

شرح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اپنے رب کی تسبیح کیا کرو یعنی اس کے ناموں کو اس طرح یاد کرو کہ ہر وقت اس کی صفات اور احکام یاد رہیں تاکہ کسی وقت اس کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ ہو سکے۔

خدا وہ ہے جس نے تمام کائنات کو بنایا اور نہایت ہی اچھا اور درست بنایا سو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کو پہچانیں اور اس کے حکموں کو یاد رکھیں۔ وہی ہے جس نے اس کائنات عالم کو پیدا کیا اور ایسی حکمت اور دانائی سے پیدا کیا کہ اور کسی کے بس کی وہ چیز ہی نہیں۔ پھر ان اشیاء کی موت اور فنا بھی اس کے قبضے میں ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ جانوروں کے واسطے اس نے چراگاہیں بنائی ہیں اور پھر ان کی پیداوار کو خشک کر کے بھوسہ بنا دیتا ہے۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرماتا ہے کہ گو کاروبار نبوت بے حد مشکل اور فرائض تبلیغ بے حد دشوار ہیں مگر ہم آپ کے لئے آسان کر دیں گے۔ آپ اپنا کام کئے جائیں اور لوگوں کو نافرمانی کے نتائج و عواقب سے آگاہ کرتے رہیں وہ لوگ جن کی طبیعت میں اتقاء ہے وہ خود بخود آپ کی بات کو مان لیں گے اور جن کی طبیعت میں شقاوت ہے وہ آپ سے اور آپ کی تبلیغ سے الگ رہیں گے اور آتش دوزخ کی نذر ہوں گے۔

فرمایا دوزخ کے عذاب سے وہی بچیں گے جو اپنے دل کو رذائل و خیانت سے پاک کریں اور جو دل کی صفائی باطن کی پاکیزگی اور خشوع اور خضوع سے اس کی عبادت کے لئے حاضر ہوتے ہوں۔ اے لوگو! اغراض نفسانی کی خاطر دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت کے فائدے کہیں زیادہ اور دیرپا ہیں۔ صحیفہ حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت موسیٰ علیہ السلام میں بھی یہی تعلیم دی گئی تھی مگر تمہاری عادت ہے کہ تم دنیا کے نقد بہ نقد سودے پر آخرت کے دیرپا اور بہتر معاوضہ کو ضائع کر دیتے ہو۔

۹ سورۃ الیل ۹۲

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں اکیس آیتیں اور ایک رکوع ہے جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ:۔ قسم ہے رات کی جب چھا جائے اور دن کی جب روشن ہو اور اس کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا۔ بیشک تم لوگوں کی کوششیں مختلف ہیں سو جس کسی نے اللہ کی راہ میں دیا اور ڈرتا رہا اور اچھی بات کو سچ جانا تو ہم بہت جلد اس کے لئے نیکی کی راہ مگر جس نے بخل سے کام لیا اور خدا کے احکام کی پرواہ نہ کی اور اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم اس کے لئے بدی کی راہ پر چلنا آسان کردیں گے اور جب گڑھے میں گرے گا تو اس کی دولت اس کے کسی کام نہ آئے گی۔ سنو راہ سجھانا ہمارا کام ہے اور دنیا و آخرت دونوں ہمارے ہاتھ میں ہیں۔ سو ہم نے تم کو دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرایا ہے اس میں وہی گرے گا جو بدبختی ہے یعنی وہ جس نے جھٹلایا اور منہ موڑ لیا اور پرہیزگار کو اس سے بچا لیا جائے گا۔ یعنی اس کو جو اپنا دل پاک کرنے کے لئے اللہ کی راہ میں اپنا مال دیتا ہے اور کسی کا اس پر احسان نہیں جس کا بدلہ اتارنا اس کو مقصود ہو مگر اس کو تو صرف اپنے پروردگار عالیشان کی رضا جوئی مطلوب ہے اور بس اور خدا اس سے بہت جلد راضی ہوگا۔

شرح:۔ اس سورت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے رات کی قسم کھائی ہے اور رات سے مراد اندھیرا ہے اس کے بعد دن کی قسم کھائی ہے کیونکہ وہ رات کا لازمہ ہے یعنی جہاں رات کا ذکر آئے دن کا آنا ضروری ہے۔ اس کے بعد مذکر اور مونث کے پیدا کرنے والا وہی خدائے علیم و قدیر ہے۔ اس موقع پر اپنی قسم کھانے سے منشا غالباً" اپنے علیم و محیط ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

فرمایا کہ انسان کی کوششیں مختلف قسم کی ہیں یعنی نیک اور بد، مفید اور مضر، مخلصانہ اور ریاکارانہ، تکذیبانہ اور تصدیقانہ، متقیانہ اور فاجرانہ، وہ جن کا انجام برا ہے اور جن کا انجام اچھا ہے۔

فرمایا جو کوئی حاجت مند کی حاجت پوری کرنے یا کسی مصیبت زدہ کی مصیبت دور

کرنے یا عوام الناس کو نفع پہنچانے کے لئے مال و دولت خرچ کرے اور برے کام کرنے اور لوگوں کو ایذا پہنچانے سے ڈرے اور ظاہر اور باطن کی بے حیائیوں سے بچے اور نفس کو ارتکاب گناہ سے بچائے رکھے کہ نیکی کرنے میں فائدہ ہے اور برائی میں نقصان تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ان دونوں راہوں میں سے آسان تر راہ کو اور بھی آسان کر دیتا ہے۔ نیکی کی راہ تقویٰ و طہارت کو آسان راہ اس لئے کہا ہے کہ انسان کی فطرت میں سوچ بچار فکر و تدبر اور نیکو کاری کا مادہ رکھا ہے لہٰذا جب انسان کو یہ معلوم ہو جائے اور اسباب کے آثار اس کے اعمال سے ظاہر ہونے لگیں تو اللہ اس کے لئے وہ راہ آسان کر دیتا ہے جس کی طرف فطری طور پر وہ مائل ہے اور یہ مقام اس کے لئے تکمیل نفس کا مقام ہے جس سے وہ دنیا اور آخرت کی خوبیاں حاصل کر سکتا ہے۔

مگر جو اس کے خلاف مال کو روکے رکھتا ہو بے پرواہ رہتا ہو اور صداقت کو نہ مانتا ہو تو اس کے لئے وہ راہ جو دونوں میں سے مشکل تر ہے آسان کر دی جاتی ہے۔ بدی کی راہ کو اس لئے مشکل کہا گیا ہے کہ اس کے اختیار کرنے میں اسے کوئی مددگار نہیں ملتا نہ فطرت نہ انسان اور اگر چند لوگ مل کر کوئی جماعت بنا لیں اور برائی پر اڑ جائیں تو خدا کوئی اور جماعت پیدا کر دیتا ہے جو ان کا سر توڑ کر ان کو درہم برہم کر دیتی ہے اور برائی کو مٹا کر رکھ دیتی ہے۔ فرمایا ایسے شخص کو ہلاکت سے کون چیز بچا سکتی ہے اور ان کی دولت اس کو کیا فائدہ دے سکتی ہے۔

(١٠) سورۃ الفجر (٨٩)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں تیس آیتیں اور ایک رکوع ہے۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:

ترجمہ:۔۔۔ قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی اور رات کی جب وہ گزرنے لگے عقلمند کے لئے ان چیزوں کی قسم بڑی قسم ہے۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے عاد کے ساتھ کیا کیا یعنی عاد ارم کے ساتھ جو اس قدر قد آور تھی کہ ان

کا مثل دنیا بھر میں پیدا نہیں کیا گیا اور ثمود جو وادی القریٰ میں بڑے بڑے پتھروں کو تراشا کرتے تھے اور میخوں والے فرعون کے ساتھ جنہوں نے ملکوں میں سرکشی اختیار کر رکھی تھی اور ان میں فتنہ و فساد کو بڑھا رکھا تھا۔ پس ان پر آپ کے رب نے عذاب کے کوڑے برسائے بیشک آپ کا رب تاک میں ہے مگر انسان ایسا ہے کہ جب اللہ ان کو آزماتا ہے اور عزت و نعمت بخشتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ میرے خدا نے مجھے عزت دی ہے اور جب اس کو آزما کر اس کی روزی تنگ کر دیتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ میرے خدا نے مجھے ذلیل کر دیا ہے ہرگز نہیں نہ تو تم یتیموں کی عزت کرتے ہو اور نہ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو اور مردوں تک کا مال سمیٹ سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور مال و دولت سے انتہائی درجہ کی محبت رکھتے ہو۔ ہاں ہاں جب زمین کو توڑ پھوڑ کر چکنا چور کر دیا جائے گا اور آپ کا رب اور قطار در قطار فرشتے آموجود ہوں گے اور دوزخ کو سامنے لایا جائے گا اس دن انسان کو سمجھ آئے گی مگر اب سمجھ آنے کا کیا فائدہ؟ کہے گا اے کاش! میں نے اس زندگی کے لئے کچھ آگے بھیجا ہوتا۔ پس اس روز خدا ایسی سزا دے گا جو کسی نے نہ دی ہو اور ایسی گرفت کرے گا کہ کسی نے نہ کی ہو۔ اے چین پکڑنے والی روح اپنے رب کی طرف آجا تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی ہو تو میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری بہشت میں داخل ہو۔

شرح:- اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اوقات روشن کی قسم کھا کر دنیا کو متنبہ کیا ہے کہ جو کوئی ہمارے احکام کی، ہمارے رسول کی اور ہماری کتابوں کی مخالفت کرے ان کو جھٹلائے اور اس پر عمل پیرا نہ ہو خواہ کیسی ہی طاقت کا مالک ہو ہمارے عذاب سے نہیں بچ سکتا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ عاد کو جو عرب عاربہ تھے ذرا دیکھو دنیا میں ان کا کوئی مثل نہ تھا۔ اسی طرح ثمود کو دیکھو جو عرب بائدہ تھے اور جنہوں نے پہاڑوں کو تراش تراش کر پتھروں کے محل تیار کر رکھے تھے اور فرعون کو دیکھو جس کے ہیکل دنیا میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ انہوں نے جو سرکشانہ روش اختیار کی اس سے تم واقف ہو پھر انہوں نے دنیا میں جو فساد برپا کیا وہ بھی اہل دنیا کو یاد ہے۔ جانتے ہو ان کا انجام کیا ہوا۔ ہم نے عذاب کا کوڑا جو ان پر برسایا تو آج ہمیں ان کا کوئی نشان تک دکھائی نہیں دیتا۔ سنو! خدا تمہارے اعمال سے

خوب واقف ہے اور وہ سرکشوں اور باغیوں کو سزا دیئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ مگر انسان کی حالت یہ ہے کہ اگر خدا اس کی آزمائش کی خاطر اسے وسعت و طاقت دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ہاں خدا نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ میں تو اس کا برگزیدہ ہوں اس نے مجھے اپنی عنایات کے لئے منتخب کیا ہے وہ دوسروں کو نگاہ حقارت سے دیکھنا شروع کر دیتا ہے۔ نہ اسے آخرت کا ڈر رہتا ہے اور نہ اعمال بد کی جزا اور سزا کا خوف۔

اس کے برعکس اگر اسے آزمانے کے لئے اس کی روزی تنگ کر دی جاتی ہے تو سمجھنے لگتا ہے کہ خدا نے مجھے ذلیل کر دیا ہے۔ حالانکہ اکثر اوقات روزی کی تنگی نہ اہانت و تذلیل کے لئے ہوتی ہے نہ عتاب و غضب کا نشان بلکہ اس کا مقصد محض سونے کو نکھار کر کندن بنانا ہوتا ہے۔ تاکہ انسان کا ایمان کندن کی طرح خالص ہو جائے مگر انسان کی کوتاہ نظری دیکھو کہ وہ فقر و افلاس کو جو اس کے واسطے عین باعث رحمت تھا اسے اپنے لئے اہانت و تذلیل کا سامان خیال کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا نے مجھے ذلیل کیا ہے۔

فرمایا بات یہ ہے کہ اگر تمہارے دولتمندوں کی آنکھوں کو سرکشی و بغاوت اندھا نہ کر دیتی اور تمہارے مفلس لوگوں کی بصیرت پر اپنے آپ کو ذلیل سمجھنے کا پردہ نہ پڑ جاتا اور تم ارتقائی مدارج صحیح طور پر حاصل کرتے رہتے تو تمہارے اندر دوسروں کی تکلیف و راحت کا احساس پیدا ہوتا چنانچہ یتیموں کی حالت کو دیکھ کر تمہارے دلوں میں رحم پیدا ہو جاتا اور تم ان کی مدد کرتے اور بھوکوں کو دیکھ کر تمہارے دلوں کو بے چینی سی ہو جاتی سو تم ان کو کھانا کھلاتے۔ حق داروں کے حقوق ہڑپ نہ کر جاتے۔ مردوں کا مال ناجائز طریق سے نہ کھاتے اور مال و دولت سے اتنی محبت نہ کرتے پس رزق کی فراخی دی جائے تو ہم کو کوئی فائدہ حاصل نہ ہوتا تمہاری یہ زندگیاں اسی غفلت و بیخبری میں گذر جائیں گی اور ایک روز جب یہ تمام سلسلہ کائنات درہم برہم ہو جائے گا اور قیامت برپا ہوگی اور جہنم کو سامنے لاکھڑا کر دیا جائے گا تو اس وقت انسان کو بھولی ہوئی باتیں یاد آئیں گی اور وہ کف افسوس ملنے لگے گا۔ وہ یاد کرے گا کہ میں اس فراخی اور دولت و عزت کی فراوانی سے یہ فائدے حاصل کر سکتا تھا مگر افسوس میں نے حاصل نہ کئے۔ اسی طرح وہ جو تمام عمر تنگ دست رہا وہ یاد کرے گا کہ مجھے جو موقع دیا گیا تھا میں اس سے یوں فائدہ حاصل کر سکتا تھا مگر میں نے وقت رائیگاں گزارا اور غلط خیالات میں پڑا رہا۔

فرمایا اس دن کے عذاب کا کیا حال پوچھتے ہو ایسا عذاب نہ تم نے کبھی دیکھا ہے نہ سنا مگر وہ جو اس ابتلا سے کامیابی کے ساتھ گذر جائیں گے اور دولتمندی و فراخی یا تنگ دستی و افلاس سے پورا پورا فائدہ اٹھا کر آخرت کا سامان مہیا کریں گے ان پر خدا کی صد ہزاراں رحمتیں ہوں گی اور ان امن و اطمینان کے پتلوں کو اللہ تعالیٰ اپنے بہشت بریں میں داخل کرے گا۔

(۱۱) سورۃ الضحیٰ (۹۳)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں گیارہ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔ جن کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

منظوم ترجمہ:۔

قسم ہے روشنیٔ صبح کی اور لمحۂ شب کی
وہ جس دم ڈھانک لے "آکر بساط عالم گیتی"
نہ تو ساتھ آپ کا چھوڑا ہے زنہار آپ کے رب نے
نہ وہ ناخوش ہوا ہے آپ "کی ذات گرامی" سے
یقیناً" آپ کے حق میں تو ہے "اے مرسلؐ داور"
"جہان" آخرت اس پہلی "منزل" سے کہیں بہتر
بہت جلد آپ کا رب آپ کو وہ نعمتیں دیگا
کہ جن کو پا کے راضی آپ ہو جائیں گے "حد درجا"
تو کیا پایا نہ اس نے آپ کو حال یتیمی میں
پھر اس نے آپ کو بخشا ٹھکانا "غور فرمائیں"
اور اس نے آپ کو نا محرم اسرار پایا تھا
پھر اس نے آپ کو رستہ دکھایا "دین برحق کا"
اور اس نے آپ کو نادار پایا "قبل بعثت کے"

تو اس نے کر دیا خوشحال "تزویج خدیجہ سے"

لہٰذا آپ سختی سے یتیموں سے نہ پیش آئیں

اور "اس کے ماسوا" سائل کو بھی زنہار مت جھڑکیں

اور اپنے رب کے انعامات کو بھی یاد فرمائیں

شرح:۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدا میں جب وحی آنی شروع ہوئی تو اس کی شدت کے باعث آپ اکثر اوقات گھبرا جایا کرتے تھے ممکن ہے یہی وجہ ہو کہ کچھ عرصہ کے لئے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے وحی کا نازل کرنا موقوف کر دیا تھا۔

اعدائے اسلام نے جن کا کام ہی نکتہ چینی کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنا تھا یہ اڑانا شروع کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا نے اب اس کو چھوڑ دیا ہے وہ اس سے ناراض ہو چکا ہے اب اس کو کوئی نہ الہام ہوتا ہے نہ ہو گا۔

حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اس سے کڑھتا اور آپ رنجیدہ خاطر نظر آتے اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے دوپہر کی روشنی اور آدھی رات کے اندھیرے کی قسم کھا کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ دن کی تھکاوٹ سے استراحت پانے کے لئے آدھی رات کا اندھیرا بھی ضروری ہے۔ تاکہ قویٰ انسانی کی جو طاقت دن کی تگ و دو کے باعث خرچ ہو جاتی ہے وہ رات کو آرام کرنے سے عود کر آئے۔

چنانچہ اس عظیم الشان حقیقت کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ہمارے رسول ہم نے آپ کو نہ اکیلا چھوڑا ہے نہ ہم آپ سے ناراض ہیں یہ کچھ عرصہ تک جو وحی نازل نہیں ہوئی تو اس کا صرف یہ باعث تھا کہ آپ کی طبیعت پر وحی کی شدت کے باعث جو بوجھ سا پڑ گیا تھا اسے ہلکا کر دیا جائے اور کچھ عرصہ تک آپ کو آرام کرنے دیا جائے تاکہ اس سے زیادہ تیز رفتاری اور ہمت و حوصلہ سے تبلیغ جیسے مشکل کام کو سرانجام دے سکیں آپ دیکھیں گے کہ آئندہ آپ کی ہمت بہت زیادہ ہو گی اور آپ پر ہماری اتنی عنایات ہوں گی کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ خیال کرو کہ آپ ایک یتیم تھے ہم نے اپنی حفاظت میں لیکر پرورش کیا پھر آپ قوم کی اصلاح اور بہبودی کے عشق و غم میں گھل رہے تھے سو آپ کو وہ سامان ہدایت دیا۔ سو اب مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ شکر کا مقام ہے لہٰذا اظہار تشکر کے طور پر یتیموں کے ساتھ حسن

سلوک سے پیش آئیں اور حاجتمندوں کو اپنے دروازے سے بے نیل و مرام واپس نہ لوٹنے دیں بلکہ ہم نے آپ پر جو عنایات کی ہیں ان کے جواب میں آپ بھی لوگوں پر ہر ممکن مہربانی کرتے رہیں۔

(۱۲) سورۃ الانشراح (۹۴)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ اس میں آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے جن کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

منظوم ترجمہ:۔

کشادہ کیا نہیں فرمایا ہم نے آپ کی خاطر
"سراسر" آپ کا سینہ "بہ علم باطن و ظاہر"
اور اس بارگراں سے آپ کے خود آپ کو ہم نے
سبکساری عطا فرما نہ دی کیا "ہر طریقہ سے"
کہ جس نے آپ کی پشت مبارک توڑ رکھی تھی
اور "اس کے ماسوا دنیا و عقبیٰ میں بہ ہر معنیٰ"
بڑھائی شان ہم نے آپ کے ذکر گرامی کی
تو بیشک ہر تہی دستی کے ہمرہ اک فراخی ہے
یقیناً" ہمرکاب ہر زبوں حالی بحالی ہے
تو جب بھی پایئے فرصت عبادت میں لگے رہئے
اور اپنے رب سے کیجئے عرض حاجت پوری رغبت سے

شرح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو دل کی تمام تنگیوں کو جو انسان میں تقاضائے بشریت پائی جاتی ہیں بالکل دور کر دیا ہے۔ اور جسمانی قوت و طاقت کے علاوہ ان تمام اوصاف سے آپ کو متصف کر دیا ہے۔ جو اخلاق عظیم کے لئے ضروری و لابدی ہیں پھر قوم کی اصلاح کے غم اور فکر کا بوجھ بھی آپ سے دور کر دیا ہے۔ اور چار دانگ عالم میں

آپ کی شہرت کا ڈنکا بجا دیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ آپ نے سختیاں سہی ہیں اور ممکن ہے کہ بعض اور سختیاں بھی پیش آئیں مگر سختی کے بعد آسانی کا آنا لازمی چیز ہے۔ ہاں ہاں ہر سختی کے بعد آسانی کا حاصل ہونا ایسا ضروری ہے جیسے دو جمع دو کا حاصل چار ہوتا ہے سو اب لوگوں کی اصلاح اور فرائض نبوت سے آپ فراغت حاصل کریں تو ذکر و اذکار میں مشغول ہو جایا کریں۔

(١٣) سورۃ العصر (١٠٣)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں تین آیتیں اور ایک رکوع ہے۔ جن کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

منظوم ترجمہ:۔

زمانہ کی قسم انساں خسارہ پانے والے ہیں
بجز ان کے کہ جو "اس دین پر" ایمان رکھتے ہیں
جو اچھے کام "یعنی پیروی دین" کرتے ہیں
بلاغ امر حق اور صبر کی تلقین کرتے ہیں

شرح:۔ عصر کے معنی زمانہ اور دہر کے ہیں۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ فلاں وقت منحوس تھا اور فلاں گھڑی کیسی نحس تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر بتایا کہ وقت میں تو نحوست نہیں ہوتی ہاں تمہارے افعال کی ضرور نحوست ہوتی ہے۔ سنو! وقت ایک طرح کا تمہارا راس المال ہے جس طرح دکاندار کے پاس تجارت کے لئے ایک راس المال محفوظ رہتا ہے اور اسے منافع بھی ہوتا ہے مگر جو بے پرواہی اور فضول خرچی سے اپنے راس المال کو استعمال کرے وہ سب کچھ کھو بیٹھتا ہے۔ اس طرح وہ لوگ جو وقت کی قدر و قیمت سے ناآشنا ہیں اور اسے فضول ضائع کرتے ہیں وہ سخت خسارہ اٹھاتے ہیں۔

فرمایا وقت ان لوگوں کا ضائع نہیں ہوتا جن کے دلوں میں ایمان ہے اور جن کے عمل نیک ہیں جو ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے اور اللہ کی راہ میں محنت و مشقت

برداشت کرنے کی وصیت کرتے رہتے ہیں اور وہی فی الحقیقت دنیاوی زندگی کے سودے میں فائدہ اٹھاتے ہیں۔

(۱۴) سورۃ العدیت (۱۰۰)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ اس میں گیارہ آیتیں اور ایک رکوع ہے جن کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

منظوم ترجمہ:۔

قسم ہے "غازیوں کے" اسپائے "برق فطرت" کی
تگ و دو کرتے ہیں جو ہانپ کر "وقت ہم آویزی"
وہ پھر کرتے ہیں ٹاپیں مار کر چنگاریاں پیدا
سحر کے وقت پھر کرتے ہیں وہ حملہ "قیامت کا"
وہ پھر اپنی تگ و دو سے اڑاتے ہیں غبار "آخر"
صف دشمن میں در آتے ہیں وہ درانہ وار "آخر"
یقیناً" سخت ناشکرا یہ انساں اپنے رب کا ہے
اور اس حالت سے پوری واقفیت بھی وہ رکھتا ہے
اور "از سر تا قدم" ہے غرق وہ دنیا کی الفت میں
تو آیا کیا نہیں واقف ہے وہ "اس روز محشر سے"
کئے جائیں گے زندہ سب مکیں جس روز قبروں کے
اور ان لوگوں کے دل کا حال ظاہر سربسر ہوگا
کہ ہے اس روز کی حالت سے ان کی با خبر مولا

شرح:۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے گھوڑوں کی قسم کھا کر انسان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے کہ اگرچہ انسان اور حیوان میں بہت فرق ہے مگر غازی کا گھوڑا زبان حال سے شہادت دے رہا ہے کہ جو لوگ مالک حقیقی کی دی ہوئی روزی کھاتے

اور اس کی بے شمار نعمتوں سے شب و روز فائدہ حاصل کرتے ہیں پھر اس کے باوجود اس کی فرمانبرداری نہیں کرتے۔ وہ جانوروں سے زیادہ ذلیل و حقیر ہیں۔ ایک شائستہ گھوڑے کو مالک گھاس کے تنکے اور تھوڑا سا دانہ کھلاتا ہے تو وہ اتنے سے احسان پر اپنے مالک پر جان قربان کر دیتا ہے جدھر سوار اشارہ کرتا ہے ادھر ہی چلا جاتا ہے۔ دوڑتا اور ہانپتا ہوا ٹاپیں مارتا اور غبار اٹھاتا گھمسان کے معرکوں میں جا گھستا ہے۔ گولیوں کی بارش میں تلواروں اور سنگینوں کے سامنے کسی جگہ منہ نہیں پھیرتا۔ بلکہ بعض اوقات وفادار گھوڑا سوار کو بچانے کے لئے اپنی جان خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ کیا انسان نے ایسے گھوڑوں سے کچھ سیکھا کہ ان کا بھی کوئی پالنے والا مالک ہے جس کی وفاداری میں اسے جان و مال خرچ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ بیشک انسان بڑا ناشکر گزار نالائق ہے کہ ایک گھوڑے یا کتے کے برابر بھی وفاداری نہیں دکھلا سکتا۔ فرمایا تعجب کی بات یہ ہے کہ اس قسم کی مثالیں اکثر اس کے مشاہدہ میں آتی رہتی ہیں اور اس کی چشم بصیرت ان سے آگاہ ہوتی رہتی ہے مگر مال و دولت کی حرص و ہوا اسے اندھا کر کے رکھ دیتی ہے اور وہ اس کے جال میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔ کیا اسے خیال نہیں آتا کہ مر چکنے کے بعد اس کو یہیں ختم نہیں ہو جانا بلکہ قبر میں مدفون ہونے کے بعد پھر اسے اٹھایا جائے گا اور اس کے تمام راز ہائے سربستہ کو جو کہ اس کے سینے کی گہرائیوں میں پنہاں تھے ظاہر کر دیا جائے گا۔ اس دن اس کے تمام اخلاص و محبت یا نفاق و ریا کا راز طشت از بام ہو جائے گا اور ان کو بتا دیا جائے گا کہ تم کیا کرتے رہے تھے۔

(۱۰۸) سورۃ الکوثر (۱۵)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ اس میں تین آیتیں اور ایک رکوع ہے۔ جن کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

منظوم ترجمہ:-

یقیناً ہم نے بے پایاں بھلائی آپ کو بخشی
تو "اس کے شکر میں" پڑھیئے نماز آپ "اپنے مولا کی"

اور "اس کے راستہ میں پیش" کیجئے آپ قربانی
کہ بے نام و نشاں تو آپ کا بدخواہ ہے خود ہی

شرح:- ابتراس شخص کو کہتے ہیں جس کے پیچھے کوئی اس کا نام لینے والا نہ ہو۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نرینہ اولاد نہ تھی لہٰذا کفار کہا کرتے تھے کہ آپ نعوذ باللہ ابتر ہیں۔ آپ کے بعد کوئی آپ کا نام لینے والا نہیں۔ اس طعنہ آمیز باتوں کا جواب اللہ تبارک وتعالیٰ نے یوں دیا ہے کہ خیر و برکت کی چیز جس سے انسان کا نام باقی رہے صرف اولاد ہی نہیں اس کے علاوہ اور بھی بے شمار چیزیں ہیں۔

فرمایا ہم نے اپنے نبی کو خیر کثیر" عطا کی ہے یعنی ہر وہ چیز عطا کر دی ہے جو اس کے نام کو ہمیشہ لوگوں میں زندہ رکھے۔ پھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو حکم دیا کہ اے پیغمبر! لوگوں کی باتیں آپ کو غمگین نہ کریں۔ جس چیز میں کچھ بھی خیر و برکت ہے ہم نے آپ کو اس کا مالک بنا دیا ہے۔ لہٰذا شکریئے کے طور پر آپ اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں اور ہر قسم کی قربانی کو لازم قرار دیں اور یقین رکھیں کہ آپ کا نام کبھی اہل عالم کو نہ بھولے گا۔ ہاں یہ آپ کے دشمن جو آج بیٹھے باتیں بناتے ہیں ان کا کہیں نام و نشان تک نہ رہے گا۔

(۱۶) سورۃ التکاثر (۱۰۲)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔ جن کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

منظوم ترجمہ:-

تمہیں غافل بنایا ہے "بہ ہر تقدیر" کثرت نے
یہاں تک کہ تم اپنے مرقدوں تک ہو پہنچ جاتے
نہیں، تم پر بہت ہی جلد کھل جائے گا حال اس کا

نہیں ہرگز نہیں تم پر یہ ظاہر جلد تر ہوگا
ارے اے کاش ہوتی تم کو اس کی پوری آگاہی
کہ بیشک دیکھ لو گے جلد تم "صورت" جہنم کی
پھر اس کو دیکھ لو گے تم یقیں کی آنکھ سے خود ہی
پھر اس دن تم سے ساری نعمتوں کی پوچھ گچھ ہوگی

شرح:۔ اس سورت میں انسان کے لئے ایک تنبیہہ ہے۔ اسے اس بے ثبات زندگی اور موت کی شدت سے واقف کیا گیا ہے۔

فرمایا یہ دنیا اور اس کے لوازمات بالکل فانی اور بے وفا ہیں مگر تم کو اس کے انتظامات' مال و دولت کے حصول اور دیگر کاروبار زندگی میں اتنے منہمک ہو جاتے ہو کہ تمہیں وہ خدا ہی بھول جاتا ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور جس نے ہر طرح کی نعمتیں تمہیں عطا کیں۔

حتی کہ تمہارا یہ انہماک ایک دن تم کو قبر کے کنارے لیجا کر کھڑا کرتا ہے۔ مگر تم کو پتہ نہیں چلتا فرمایا مال و دولت کی حرص سے تمہیں کوئی کامیابی نہیں ہو سکتی۔ کامیابی وہی ہے جو حق اور صداقت کے اتباع سے حاصل ہو۔

فرمایا اگر طلب مال و دولت اور حصول جاہ و حشمت کا یہ انہماک ترک کر دو تو بہتر اور آج ہی سے آخرت کا یقین کر لو تو اچھا ورنہ ایک دن دولت و ثروت کے جمع کرنے کا یہ جذبہ تمہیں دوزخ میں لے جائے گا۔ اس وقت علاوہ دوسرے سوالات کے تم سے یہ بھی پوچھا جائے گا کہ جن نعمتوں سے تم نے فائدہ اٹھایا کیا تم نے کبھی ان کی بناء پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا تھا۔ اگر نہیں کیا تو کیوں؟ اور اس کی سزا تم کو ملنی چاہئے یا نہیں۔

(۱۷) سورۃ الماعون (۱۰۷)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں سات آیتیں اور ایک رکوع جن کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

منظوم ترجمہ:-

بھلا اس شخص کو بھی "اے مخاطب" تو نے دیکھا ہے
کہ جو دین خدا کی "سربسر" تکذیب کرتا ہے
یہ وہ ہے جو جھڑکتا ہے "بہر عنوان" یتیموں کو
وہ کچھ ترغیب بھی قطعاً" نہیں دیتا ہے لوگوں کو
مساکین "اور اہل فقر" کو کھانا کھلانے کی
لہٰذا ابتری ہے واسطے ان اہل طاعت کے
تساہل جو کہ برتا کرتے ہیں اپنی نمازوں سے
وہی افراد جو سب کام کرتے ہیں دکھاوے کے
جو روکا کرتے ہیں لوگوں کو ادنیٰ شے بھی دینے سے

شرح:- معمولی برتنے کی چیزیں جن کی عام طور پر لوگوں کو ضرورت رہتی ہے۔ عربی زبان میں "ماعون" کہلاتی ہیں اس سورت میں ان متکبر و مغرور لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو دنیاوی مال و دولت کے نشے میں نیک و بد اعمال کی جزا و سزا ہی کے منکر ہیں۔ اور اس انکار کے نتیجہ کے طور پر یتیموں کو دھکے دے کر اپنے ہاں سے نکال دیتے اور مسکینوں کو جو نان شبینہ کے محتاج ہوتے ہیں روٹی تک کے لئے نہیں پوچھتے۔

فرمایا ان کے لئے اور ان نمازیوں کے لئے بڑی خرابی ہے جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں اور جو کام بھی کرتے ہیں دکھلاوے کے لئے کرتے ہیں اور اتنے بخیل اور لالچی ہیں کہ کسی چیز کا دے دینا تو درکنار معمولی اور بے حقیقت چیزیں بھی عارضی طور پر دینے کے لئے حوصلہ نہیں نکال سکتے۔

(۱۸) سورۃ الکافرون (۱۰۹)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں چھ آیتیں اور ایک رکوع ہے جن کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

منظوم ترجمہ:۔

یہ فرما دیجئے اے کافرو میں تو نہیں کرتا
عبادت ان "بتوں" کی جن کی تم سب کرتے ہو پوجا
نہ تو تم ہی عبادت اس "خدا" کی کرنے والے ہو
کہ جس کی بندگانی میں ادا کرتا ہوں "اے لوگو"
نہ میں ہی بندگانی ان کی کرنے والا ہوں جن کی
کیا کرتے ہو تم پوجا "بہ ہر شام و سحرگاہی"
نہ تم اس کے پجاری ہو کہ جو معبود ہے میرا
مبارک تم کو دین اپنا مجھے کافی ہے دین اپنا

شرح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے ہمارے پیغمبر اہل عالم کو سنا دیجئے کہ تم جن معبودوں کی عبادت کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کرتا۔ یہ ممکن نہیں کہ میں تمہارے معبودان باطل کی پرستش کروں گا اور مجھے یہ بھی علم ہے کہ تم کبھی معبود برحق کو سجدہ نہیں کرو گے تو تم اپنے دین پر جمے رہو اور میں اپنے دین پر قائم ہوں۔

(۱۹) سورۃ الفیل (۱۰۵)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے جن کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

منظوم ترجمہ:۔

مخاطب تو نے کیا "اس وقت کا منظر" نہیں دیکھا
ترے رب نے کیا، کیا ہاتھیوں والوں سے برتاوا
بنا دی کیا نہ اس نے بے نتیجہ ان کی مکاری
اور ان سب پر ابابیلوں کی فوج اس نے مسلط کی
کنکری مٹی کے چھرے مارتی تھیں ان پہ جو پیہم

بس ان کو کر دیا کھائے ہوئے چارے کے مثل "اکدم"

شرح:- حبشہ کے عیسائی حاکم کا یمن میں ابرہہ نامی ایک گورنر تھا۔ جسے اپنی روز افزوں ترقی پر بڑا ناز تھا حتی کہ اس نے یہ سوچا کہ تمام عرب کا مرکز اجتماع بجائے مکہ معظمہ کے صنعا قرار دیا جائے جو اس کا اپنا پایہ تخت تھا۔ اس مقصد کے پیش نظر اس نے ایک عظیم الشان گرجا بنایا اور تمام اردگرد کے ممالک کو دعوت دی کہ وہ آئیں اور اسی جگہ خدا کی عبادت کریں مگر خانہ خدا کو چھوڑ کر جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے مرجع انام چلا آتا تھا۔ کوئی بھی صنعا کے گرجے کی طرف متوجہ نہ ہوا بلکہ اہل عرب نے تو اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ کسی عرب نے گرجے کے قریب کہیں آگ سلگائی تھی اس کی کوئی چنگاری ہوا میں اڑ کر گرجے میں جا پڑی جس سے اسے بہت کچھ نقصان پہنچا۔ ابرہہ نے جھنجلا کر خانہ کعبہ پر لشکر کشی کر دی اور تہیہ کر لیا کہ خانہ کعبہ کو منہدم کر کے چھوڑے گا۔ اس خیال سے اس نے ایک ایسا لشکر مرتب کیا جس میں کچھ ہاتھی بھی تھے۔ یہ واقع حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارک سے پچاس روز قبل کا ہے۔ الغرض اس کا خوفناک لشکر مکہ معظمہ کے دامان کوہ میں اترا۔ ادھر غیرت خداوندی نے چھوٹے چھوٹے جانور نمودار کیے جن کے پاؤں اور پروں میں کچھ اس قسم کی چھوٹی چھوٹی کنکریاں تھیں کہ وہ جس کے اوپر جا پڑتیں ہلاک ہی کر دیتیں۔ جن سے اس لشکر جرار کا ایک بڑا حصہ ہلاک ہو گیا اور جو باقی رہے جان بچا کر صنعا کو بھاگے۔ ابرہہ بھی زخمی ہو چکا تھا وہ بھی بھاگ گیا۔ مگر صنعا جا کر مر گیا۔

اس تاریخی قصہ کے بیان کرنے سے اللہ تعالیٰ کا مقصد اس قدر ہے کہ ہم اگر چاہیں تو بڑی سی بڑی دنیاوی طاقت کو معمولی سے معمولی جماعت کے ہاتھوں ذلیل و رسوا کر کے رکھ دیں۔ گویا مسلمانوں کو سمجھایا گیا ہے کہ اگر تم ان مقاصد مقدسہ کو لیکر اٹھو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں سکھائے ہیں تو دنیا میں بڑی سے بڑی طاقت تمہاری راہ میں رکاوٹ پیدا نہیں کر سکتی۔

(۲۰) سورة الفلق (۱۱۳)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے

جن کا بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:

منظوم ترجمہ:۔

یہ کہئے مانگتا ہوں میں اماں اس "ذات یزداں" کی
کہ جو خالق ہے ہنگام سحر کے نور تاباں کی
مضرت سے ان اشیاء کی جنہیں پیدا کیا اس نے
اور اس تاریکیاں پھیلانے والی رات کی شر سے
مسلط جب کہ وہ ہو جائے "کل اکناف عالم پر"
اور ان سب سحر کرنے والیوں کی بھی شرارت سے
کہ جو گنڈوں میں منتر پھونکنے والی ہیں پڑھ پڑھ کے
اور "ان کے ماسوا" اس وقت حاسد کی شرارت سے
وہ مصروف حسد جس وقت ہو "اپنی عداوت سے"

شرح:۔ قرآن مجید کا آغاز اس بات سے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام اہل تقویٰ کے لئے قابل ہدایت ہے اور اختتام اس بات پر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں یکتا ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ آخر کی تین سورتوں میں بندوں کو آفات و بلیات ارضی و سماوی سے محفوظ رہنے کی دعا تلقین کی گئی ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اے لوگو! تین چیزوں کے شر سے ہماری پناہ میں آنے کی دعا کیا کرو۔

(۱) شب تاریک کی ظلمت سے جس میں انسان شر و فساد کی طرف مائل ہوتا ہے۔

(۲) اس چیز سے جو دل میں برے خیالات پیدا کرے۔

(۳) ان حاسدوں سے جو دوسروں کی فارغ البالی سے جلتے ہیں اور ان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۲۱) سورۃ الناس (۱۱۴)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی، اس میں چھ آیات مبارکہ اور ایک

رکوع ہے۔ جن کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:

منظوم ترجمہ:۔

یہ کہئے مانگتا ہوں میں اماں اس "ذات یزداں" کی
جو رب ہے جو ملک ہے جو کہ ہے معبود انساں کی
بدی سکھلا کے پیچھے ہٹنے والے کی شرارت سے
کیا کرتا ہے پیدا وسوسے جو دل میں انساں کے
وہ شیطاں خواہ قوم جن سے ہو یا نوع انساں سے

شرح:۔ گزشتہ سورت میں اللہ کی ایک صفت بیان کر کے تین چیزوں کے شر سے پناہ مانگنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی تین صفات بیان کی گئی ہیں اور صرف ایک چیز سے پناہ مانگنے کا طریق سکھایا گیا ہے۔

فرمایا! اے لوگو پروردگار عالم کی پناہ طلب کرو جو تمام انسانوں کا رب ہے۔ بادشاہ اور معبود ہے تم ہر شخص کے وسواس کے شر سے میری پناہ میں آنے کی دعا کیا کرو۔ جو تمہارے دلوں میں وسوسے پیدا کرے خواہ وہ از قسم جن ہو یا انسان، قلب انسان حیات کا مرکز ہے۔ اگر اس میں وسوسے اور خیالات فاسدہ جاگزیں ہو جائیں تو ان کا اثر افعال و اعمال پر لازمی طور سے پڑتا ہے اور انسان اعمال حسنہ سے محروم ہو جاتا ہے۔

(۲۲) سورۃ الاخلاص (۱۱۲)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی، اس میں چار آیات مبارکہ اور ایک رکوع ہے۔ جن کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:

منظوم ترجمہ:۔

یہ کہہ دیجئے کہ یکتا اور بے پرواہ وہ مولا ہے

نہ اولاد اس کی ہے کوئی نہ وہ بیٹا کسی کا ہے
اور اس کا کوئی ہمسر بھی نہیں ہے "بزم ہستی میں"

شرح:- اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی واحدنیت کو شرک کی تمام آلائشوں سے پاک و صاف بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ قرآن کریم کے ایک تہائی حصہ میں توحید کے مضمون کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علی وسلم نے اس سورت کو قرآن کریم کا تہائی بیان فرمایا ہے۔ کفار دریافت کیا کرتے تھے کہ جس کی عبادت کا آپ حکم دیتے ہیں وہ کون ہے اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ اے پیغمبر فرمایا دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کے سوا کوئی ہستی مرتبہ الوہیت میں اس کی شریک و سہیم نہیں۔ کسی ہستی کے ساتھ دوسری ہستی کی شرکت تین وجہ سے ہو سکتی ہے یا تو وہ ہستی دوسرے کی محتاج ہو یا رشتہ توالد و تناسل رکھتی ہو یا کسی کے ساتھ مساوی الدرجہ ہو۔ اس سورت میں ان تینوں کی نفی کر دی گئی اور بتایا ہے کہ

(۱) وہ ذات واحد صمد یعنی بے نیاز ہے۔ اپنے افعال میں کسی کی دست نگر یا محتاج نہیں۔ اسی طرح اہل ہنود کے عقیدے کی تردید کی ہے جو خدا کو روح اور مادہ کی محتاج تسلیم کرتے ہیں۔

(۲) نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ اس کو کسی نے جنا اس طرح نصاریٰ کے عقیدے کی تردید کر دی گئی ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں۔

(۳) کوئی ہستی اس کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ اسی طرح مجوسیوں کے عقیدے کی تردید کر دی گئی ہے۔ جو اہرمن کو خدا تعالیٰ کا مد مقابل تسلیم کرتے ہیں۔

اس مختصر سورت میں اللہ تعالیٰ کی توحید کاملہ کا ایک ایسا جامع اور مانع بیان ہے کہ اب خدا کی الوہیت میں کسی کی شرکت کا امکان ہی باقی نہیں رہا۔

(۴۳) سورۃ النجم (۵۳)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ... میں باسٹھ ... اور تین رکوع

ہیں۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:

ترجمہ آیات ۱۔۲۵:۔ قسم ہے ستارے کی جب وہ غروب ہونے لگے تمہارا رفیق نہ گمراہ ہوا ہے نہ بہکا ہے اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے بلکہ وہ وحی ہے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے اس کو بڑی قوتوں والے نے تعلیم دی ہے۔ وہ جو بڑا زور آور ہے سو وہ پورا نظر آیا اور وہ نیچے کنارہ پر تھا پھر وہ قریب ہوا اور آگے بڑھا یہاں تک کہ دو کمان کا یا اس سے بھی کم فرق رہ گیا پھر اللہ نے اپنے بندے پر وحی کی جو وحی کرنا چاہی۔ رسول نے جو کچھ دیکھا آپ کے دل نے اس سے دھوکہ نہیں کھایا۔ پھر کیا تم ان کی دیکھی ہوئی چیز میں جھگڑتے ہو اور آپ نے اس کو ایک اور بار بھی دیکھا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جس کے قریب ہی آرام سے رہنے والی جنت ہے۔ جس وقت کہ سدرۃ المنتہیٰ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا آنکھ نے غلطی کی نہ اسے دھوکہ ہوا۔ انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں پھر کیا تم نے لات اور عزیٰ کو بھی دیکھا اور تیسرے منات کو بھی۔ کیا تمہارے لئے بیٹے ہیں اور اس کے لئے بیٹیاں تب تو یہ بے انصافی کی تقسیم ہے۔ یہ تو صرف نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گھڑ لئے ہیں۔ ان کے لئے خدا نے کوئی سند نہیں بھیجی۔ یہ لوگ صرف وہم اور اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں حالانکہ ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آ چکی ہے۔ کیا انسان جس چیز کی تمنا کرتا ہے وہ اسے مل جاتی ہے! سنو! آخرت کی اور اس دنیا کی بھلائی اللہ ہی کے پاس ہے۔

شرح:۔ گزشتہ سورت کا اختتام اس حکم پر ہوا تھا کہ ستاروں کے ڈوبنے کے بعد بھی اے پیغمبر! آپ عبادت میں مشغول رہا کریں۔ اس جگہ ستاروں کی قسم کھا کر جو اللہ تعالیٰ کی عزت و عظمت کے مظہر ہیں یہ کہا ہے کہ لوگو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ گمراہ ہیں اور نہ بہکے ہوئے ان کی جو بات ہوتی ہے وہ وحی ہوتی ہے جو ہم بذریعہ وحی یا الہام بتا دیتے ہیں اور وہ اپنی من مانی خواہشات کے تبع ہو کر کوئی بات نہیں کرتے۔ یہ وحی کا سلسلہ اور پیغمبر کی تعلیم و تربیت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے ہم کر رہے ہیں جو بڑا طاقتور اور نہایت قوی ہے چنانچہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اپنی اصلی صورت میں ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے اس شرقی افق پر دیکھا جہاں سے سورج نمودار ہوا کرتا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنے مستقر سے نیچے اترے اور حضور علیہ

الصلوۃ والسلام کے بہت قریب ہو گئے یہاں تک کہ درمیان میں دو ہاتھ یا دو کمان کا فاصلہ رہ گیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بھیجی اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے جبرائیل علیہ السلام کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور دل نے اندر سے کہا کہ آپ جو کچھ دیکھ رہے ہیں یہ بالکل ٹھیک ہے اس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ ایسا کلام جو اللہ تعالیٰ نازل کرے جبرائیل علیہ السلام لائے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر نازل ہو۔ کیا اس میں کوئی شک کی کوئی گنجائش باقی رہ سکتی ہے۔ فرمایا حضور الصلوۃ والسلام نے ایک ہی بار جبرائیل علیہ السلام کو نہیں دیکھا بلکہ دو بار دیکھا ہے۔ دوسری بار سدرۃ المنتہا پر جو کہ جنت میں ایک مقام ہے۔ اکثر علماء فرماتے ہیں کہ یہ بیری کا ایک درخت ہے جس کی جڑیں چھٹے آسمان میں اور پھیلاؤ ساتویں آسمان پر ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بہت سے بزرگان دین علمائے کرام اور صوفیائے کرام نے ان آیات کو معراج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات سے تطبیق دی ہے اور بتایا ہے کہ قوتوں والی زبردست ہستی سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم دی وہ جو عرش پر قائم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے وقت اللہ تعالیٰ کے اس قدر قریب ہوئے کہ صرف دو کمان کا فاصلہ رہ گیا اور اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے بالمشافہ گفتگو کی اور اس مقام پر پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا جو مشاہدہ کیا اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ نے وہاں جو کچھ دیکھا اس میں کوئی غلطی نہیں کھائی چنانچہ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق کے وہ نشانات دیکھے جو عظمت و جبروت میں اپنی نظیر نہیں رکھتے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ تم اس خدا کے سامنے سر جھکاؤ جو عرش پر ہے اور تمام نظام عالم کا خالق و مالک ہے۔ مگر تم من گھڑت بتوں کے پیچھے پڑے ہو۔ دیکھو تو لات' عزی اور منات وہ بت جن کی تم پوجا کرتے ہو۔ ہیں کیا چیز؟ محض بے جان پتھر یہ تو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے سربسجود ہونے کا حکم کہاں دیا ہے یا تم اپنی ہی مرضی کر رہے ہو۔ فرمایا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ بت ہمارے سفارشی بنیں گے حالانکہ یہ ان کی خیالی

آرزوئیں اور امیدیں ہیں کیونکہ دنیا اور آخرت کی بھلائی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

ترجمہ آیات ۲۶-۳۲:- اور بہت سے فرشتے آسمان میں ہیں جن کی شفاعت کسی کے کچھ کام نہیں آتی مگر بعد اس کے کہ اللہ جس کے لئے چاہے اجازت دے اور پسند کرے وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے فرشتوں کے زنانے نام رکھتے ہیں حالانکہ اس بات کا انہیں کچھ علم بھی نہیں وہ تو محض وہم کی پیروی کرتے ہیں اور حق بات کے مقابلے میں وہم کچھ بھی کام نہیں آتا۔ سو آپ اس کی پرواہ نہ کریں۔ جس نے ہماری یاد سے منہ پھیر لیا اور دنیاوی زندگی کے سوا اور کچھ نہ چاہا ان کا علم یہیں تک پہنچا ہے۔ آپ کے رب کو خوب معلوم ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہ خوب جانتا ہے کہ کون ہدایت پر ہے۔ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین پر ہے سب اللہ ہی کے لئے ہے تاکہ وہ برے کام کرنے والوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے اور جو لوگ نیک کام کرتے ہیں ان کو نیک صلہ دے۔ یعنی ان لوگوں کو جو بڑے بڑے گناہوں سے اور بیحیائی کے کاموں سے بچتے ہیں سوائے چھوٹی چھوٹی لغزشوں کے آپ کا رب بیشک بڑی مغفرت والا ہے وہ تم کو اسی وقت سے اچھی طرح جانتا ہے جب سے تم کو اس نے زمین سے پیدا کیا تھا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں جنین (بچے) ہی تھے۔ سو اپنے کو بہت پاک صاف نہ جتاؤ وہ پاکبازوں کو خوب جانتا ہے۔

شرح:- گزشتہ رکوع میں سفارش اور شفاعت کا ذکر تھا یہاں بتایا ہے کہ یہ بت تو کیا چیز ہیں خدا کے بڑے بڑے مقرب فرشتے بھی اتنی جرات و ہمت نہیں رکھتے کہ اس کے ہاں کوئی کسی کی سفارش یا شفاعت اپنی مرضی سے کر سکیں وہ کسی کے حق میں دعا مانگتے ہیں یا خیر خواہی چاہتے ہیں تو وہ بھی اسی کے حکم و ارشاد سے۔ اس کے بعد فرمایا کہ منکرین حق کی ایک حماقت یہ ہے کہ وہ فرشتوں کے نام عورتوں پر رکھتے ہیں۔ فرمایا یہ ان لوگوں کے خود تراشیدہ خیالات ہیں۔ کوئی یقینی بات ان کے پاس نہیں۔ یقینی چیز وہی ہے جو خدا کی جانب سے بندہ کو بتائی جائے اور ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ وہم و گمان حقیقت کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں۔

علاوہ دیگر حقائق و معارف کے اس رکوع کے آخر میں انسان کے اعمال کی قدر و قیمت بڑھانے والی ایک نہایت ضروری چیز کا ذکر کیا ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں کا طرز

عمل آج بالکل اس کے خلاف چلا جا رہا ہے اور یہی بہت حد تک ہماری اخلاقی کمزوریوں اور پستیوں کا باعث ہے۔ فرمایا کہ اگر تقویٰ کی کچھ توفیق اللہ نے دی ہو تو شیخی نہ جتاؤ۔ وہ سب کی بزرگی اور پاکبازی کو جانتا ہے اور اس وقت سے جانتا ہے جب تم نے ہستی کے اس دائرہ میں بھی قدم نہ رکھا تھا۔ آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنی اصلیت کو نہ بھولے جس کی ابتدا مٹی سے تھی۔ پھر بطن مادر کی تاریکیوں میں ناپاک خون سے پرورش پاتا رہا۔ آخر میں اگر اللہ نے اپنے فضل سے ایک بلند مقام پر پہنچا دیا تو اس کو اس قدر بڑھ چڑھ کر دعویٰ کرنے کا استحقاق نہیں جو واقعی متقی ہوتے ہیں وہ دعویٰ کرتے ہوئے شرماتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ کمزوریوں سے پوری طرح پاک ہونا بشریت کی حد سے باہر ہے۔ بچتا وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ بچائے۔

ترجمہ آیات ۳۳-۶۲:- کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے منہ پھیر لیا اور تھوڑا سا دیا اور ہاتھ روک لیا۔ کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے کیا اسے معلوم نہیں کہ موسیٰ (علیہ السلام) کے صحیفوں میں کیا ہے اور نیز ابراہیم علیہ السلام کے جس نے وفاداری کا اظہار کیا یہ کہ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور یہ کہ انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کے لئے وہ کوشش کرتا ہے۔ اور یہ کہ آدمی کی اپنی کوشش جلدی ہی دیکھی جائے گی پھر اسکو پورا پورا بدلہ ملے گا اور یہ کہ آخر کار سب کو آپ کے رب کے پاس ہی پہنچنا ہے اور یہ کہ وہی ہنساتا ہے اور رلاتا ہے اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے اور یہ کہ اس نے نر اور مادہ کا جوڑا پیدا کیا ایک قطرۂ آب سے جبکہ وہ ٹپکایا جاتا ہے۔ اور یہ کہ دوبارہ زندہ کرنا اسی کے ذمہ ہے۔ اور یہ کہ وہی غنی کرتا ہے اور وہی دولت دیتا ہے اور یہ کہ وہی شعریٰ (ستارے) کا رب ہے اور یہ کہ اس نے عاد اول کو ہلاک کیا اور ثمود کو پھر کسی کو باقی نہ چھوڑا اور اس سے پہلے نوح (علیہ السلام) کی قوم کو کیونکہ وہ بڑے ظالم اور سرکش تھے اور قوم لوط کی الٹی بستیوں کو دے ٹپکا۔ پھر ان بستیوں کو گھیرا جن چیزوں نے گھیرا سو (اے انسان) تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلائے گا۔ یہ نبی پہلے ڈرانے والوں میں سے ایک ڈرانے والا ہے۔ آ پہنچی آنے والی جس کو اللہ کے سوا کوئی ظاہر نہیں کر سکتا۔ کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں اور تم کھیل رہے ہو۔ سو اللہ کو سجدہ کرو اور اس کی عبادت بجا لاؤ۔

شرح:- اس رکوع کی ابتدائی آیات ولید بن مغیرہ کے متعلق ہیں۔ اگرچہ حکم عام ہے مگر ایک خاص موقع پر جس کا ولید بن مغیرہ سے تعلق ہے نازل ہوئی۔ کہتے ہیں کہ ولید حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے مواعظ حسنہ سن سن کر آخر مائل بہ اسلام ہو گیا مگر تھوڑے ہی عرصے کے بعد پھر انکار کر گیا اور پتھر دل ہو گیا۔ فرمایا یہ لوگ کیوں بے خوف ہیں۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ آخرت کا عذاب ضرور ہو کر رہے گا اور کیا قرآن سے پہلے جو کتابیں نازل ہوئی ہیں ان میں انہوں نے نہیں پڑھا کہ اللہ کے ہاں اپنے اعمال کے لئے جوابدہ وہی ہے جو اکتساب کرتا ہے اور یہ کہ انسان کو اسی چیز کا ثمرہ ملتا ہے جس کے لئے وہ کوشش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی کی محنت رائیگاں نہیں جانے دیتا۔ اس کے بعد بتلایا ہے کہ انسان کی خوشی و غمی موت و حیات اور امیری اور غریبی سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ خدا ہی ہر چیز کا حقیقی مالک ہے اور اس نے گستاخ اور شریر قوموں کو اس سے پہلے ہلاک کیا ہے۔ سو اگر تم نگاہ حق بین کو کھول کر دیکھو تو خدا کی کسی نعمت سے انکار نہ کر سکو گے۔ آخر میں فرمایا کہ تم کو چاہئے کہ قرآن پر ایمان لاؤ اور اس پر عمل پیرا ہو کر ہماری عبادت اور فرمانبرداری میں مشغول ہو جاؤ۔

اس کے بعد ملک عرب میں بسنے والی ان اقوام گزشتہ کا ذکر کیا جو اپنے زور و قوت اور عقل و دانش کی بنا پر یگانہ روزگار تسلیم کی گئی تھیں۔ مثلاً" عاد اور ثمود وغیرہ۔ ان اقوام کے زور و قوت اور ان کے استحکام و دولت کی یہ کیفیت تھی کہ اور تو اور خود ان کو بھی کبھی یہ وہم نہ گزر سکتا تھا کہ ایک دن آئے گا جب دنیا میں ہمارا نشان تک باقی نہ رہے گا اور ہماری یہ تمام طاقت خاک میں مل کر رہ جائے گی۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اقوام سابقہ کے ان حالات سے درس عبرت حاصل کرو اور یقین رکھو کہ خواہ تم کتنی ہی قوت و طاقت کے مالک کیوں نہ ہو جاؤ جب ہمارے عذاب نے آکر گرفت کی تو تمہارے بچاؤ کی کوئی صورت باقی نہ رہے گی۔

بعض لوگوں کی عادت ہوا کرتی ہے کہ جب ان کو نافرمانی کے نتائج و عواقب سے ڈرایا جاتا ہے تو وہ بس ہنس دیتے ہیں اور بات ٹال کر نکل جاتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے لوگو! یہ باتیں ہنسنے کی نہیں رونے کی ہیں سو تمہیں چاہئے کہ کل کو پیش آنے والے واقعات سے ڈر کر ہمارے سامنے سجدہ میں گر جاؤ اور اپنے گناہوں کی معافی حاصل کر کے بقیہ ایام زندگی ہماری فرمانبرداری اور عبادت میں گزار دو۔

(۲۴) سورۃ عبس (۸۰)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی' اس میں بیالیس آیتیں اور ایک رکوع ہے۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:

ترجمہ:۔ تیوری چڑھائی اور منہ پھیرلیا اس بات پر کہ ان کے پاس ایک اندھا آیا اور آپ کو کیا خبر ہے کہ شاید وہ سنور جاتا یا نصیحت سنتا تو نصیحت اس کے کام آتی لیکن جو پرواہ نہیں کرتا آپ اس کی فکر میں ہیں حالانکہ آپ پر کوئی الزام نہیں اگر وہ پاک نہ ہو لیکن جو شخص آپ کے پاس دوڑا ہوا آتا ہے اور وہ ڈرتا بھی ہے تو آپ اس سے تغافل برتتے ہیں یوں نہیں یہ قرآن تو ایک نصیحت ہے۔ پس جو کوئی چاہے اس کو پڑھے۔ وہ ہمارے ہاں بڑی قابل عزت اوراق میں لکھا ہوا ہے۔ جو اونچے رکھے ہوئے نہایت ستھرے ہیں اور ایسے لکھنے والے فرشتوں کے ہاتھ میں رہتے ہیں جو بڑے عزت والے اور نیکوکار ہیں۔ آدمی پر خدا کی مار! کتنا ناشکر گزار ہے۔ ذرا دیکھو تو خدا نے اس کو کس چیز سے بنایا ایک قطرہ آب سے اس نے اسے پیدا کیا پھر اس کی ہر چیز کا اس نے اندازہ باندھ دیا پھر اس کی راہ آسان کردی پھر اس کو موت دی پھر قبر میں داخل کیا۔ پھر جب چاہے گا اس کو اٹھا کھڑا کرے گا۔ سچ تو یہ ہے کہ خدا نے اس کو جو حکم دیا تھا وہ اس نے پورا نہیں کیا۔ چاہئے کہ انسان اپنے کھانے کی طرف دیکھے کہ ہم نے کیسے اچھی طرح پانی برسایا پھر ہم نے زمین کو چیر پھاڑ کر اس میں اناج اگایا اور انگور اور ترکاریاں اور زیتون اور کھجوریں اور گھنے گھنے باغ اور میوے اور گھاس تمہارے اور تمہارے چوپاؤں کے فائدے کے لئے۔ پھر جب آئے گی وہ کانوں کے پردے پھاڑنے والی۔ جس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا اور اپنے ماں اور باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے۔ اس دن ہر شخص کو ایسا فکر لاحق ہوگا جو اسے دوسروں سے بے پرواہ کردے گا یعنی ہر ایک کو اپنی ہی پڑی ہوگی۔ اس دن بہت سے چہرے روشن ہوں گے خنداں اور شاداں اور بہت سے چہرے اس دن غبار آلودہ ہوں گے ان کے اوپر سیاہی چھائی ہوگی یہی وہ لوگ ہیں جو کافر اور بدکار تھے۔

شرح:- یہ سورت حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خالہ زاد بھائی تھے۔ آپ نابینا تھے اور مہاجرین اول میں سے تھے۔ مدینہ منورہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اکثر امامت کرایا کرتے تھے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدم موجودگی میں اذان دیا کرتے تھے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ معظمہ میں ہی تھے آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت قریش کے چند سردار عتبہ، شیبہ، ابوجہل، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیہ بن خلف اور ولید بن مغیرہ بیٹھے تھے۔ اس امید سے کہ یہ مسلمان ہو جائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دعوت اسلام دے رہے تھے۔ ابن ام مکتوم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا اور پڑھایا ہے آپ مجھے بھی سکھا اور پڑھا دیجئے اور مکرر سہ کرر اپنا مطالبہ دہرایا کیونکہ اسے معلوم نہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چند اشخاص کے ساتھ بیٹھے گفتگو کر رہے ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کا بیچ میں دخل دینا ناگوار گزرا اور یہ ناگواری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک پر نمایاں ہو گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ پھیر لی اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بصورت انتباہ فرمایا ہے کہ نابینا کا ضعف اور اس کا فقر سخت کلامی اور عدم توجہ کا باعث نہ ہونا چاہئے کیونکہ وہ ایک نیک دل اور پاک طینت ہے۔ جب حکمت و دانش کی کوئی بات سنتا ہے تو اسے یاد رکھتا ہے جس سے شرک کی آلائشیں جاتی رہتی ہیں اور وساوس شیطانی اس سے دور ہو جاتے ہیں مگر یہ دولتمند جو بڑی طاقت والے ہیں۔ اکثر جھگڑالو اور کند ذہن ہیں ان کی طرف جانا اور ان کو پکارنا محض اس لئے کہ وہ صاحب اقبال ہیں۔ بیفائدہ چیز ہے۔ کیونکہ انسان کی قوت اس کے دل کی زندگی اور اس کی ذکاوت طبع اذعان حق سے ظاہر ہوتی ہے۔ باقی مال و منال، جاہ و حشم اور تاج و تخت تو آنے جانے والی چیزیں ہیں۔ دولت ایک چلتی پھرتی چھاؤں ہے آج یہاں کل وہاں گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دے رہے ہیں کہ اے نبیؐ! اگر آپ قدم آگے بڑھانا چاہتے ہیں تو

عقل ذکی اور قلب نقی کی طرف بڑھائیں مگر جو حق سے منہ موڑ کر جاہ و قوت اور مرتبہ بزرگی کی طرف جائے اس کو راہ راست پر لانے کی فکر کرنا آپ کے لئے ضروری نہیں۔ یہ ایک ادب ہے جو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا گیا ہے۔ جسے اگر وہ سیکھ لیں تو آج اقوام عالم میں سب سے زیادہ صاحب نصیب ہو جائیں۔

علاوہ ازیں اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ ہم نے انسان کو کس عجیب و غریب طریقے اور کتنی معمولی چیز سے بنایا ہے مگر وہ بڑا ہو کر اپنی اصلیت کو بالکل بھول جاتا ہے اور حد ادب سے بڑھ کر باتیں کرنے لگتا ہے۔ سو اگر وہ حد کے اندر رہے تو اخروی زندگی میں آرام پائے گا ورنہ دائمی عذاب میں مبتلا ہو گا۔

(۲۵) سورۃ القدر (۹۷)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی، اس میں پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔ جن کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

منظوم ترجمہ:۔

اسے تو اک مبارک رات میں ہم نے اتارا ہے
خبر ہے آپ کو آخر مبارک رات وہ کیا ہے
وہ برکت والی شب ہے جو کہ الف شہر سے بہتر
فرشتے اور جبرائیلؑ اس میں نازل ہوتے ہیں "یکسر"
امور خیر لے کر حسب ارشاد اپنے مولا کے
سراسر خیر و برکت سے بھری یہ رات ہے "بیشک"
یہ اس کی برکتیں رہتی ہیں قائم صبح صادق تک

شرح:۔ لیلۃ القدر وہ رات ہے جس رات قرآن پاک کا نزول شروع ہوا۔ قرآن پاک کی بعض دیگر آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رات رمضان شریف میں ہے اور حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رات کو رمضان شریف کے آخری عشرہ میں

تلاش کرنا چاہئے۔ اس سورت میں اس رات کی فضیلت و منزلت بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ اس رات کو کوئی معمولی رات تصور نہ کرو۔ یہ تو خیر و برکت کے لحاظ سے ہزار ماہ سے بہتر ہے۔ کیونکہ اس رات تمام فرشتوں کو جو کسی نہ کسی کام پر مامور ہیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی آئندہ سال کے فرائض تفویض کئے جاتے ہیں۔

فرمایا طالبان حق کے لئے اور رضا جویان الٰہی کے واسطے اس رات ہر طرح کی سلامتی ہے اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ مقبولیت کا وقت اس تمام رات میں کچھ تھوڑا سا وقت ہوتا ہے۔ جس کا تعین کسی مصلحت کی بنا پر نہیں کیا گیا بہرحال مغرب سے لے کر فجر تک اس کو تلاش کرنے سے کسی نہ کسی وقت ضرور کامیابی ہو سکتی ہے۔

(۹۱) سورۃ الشمس (۲۶)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی' اس میں پندرہ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔ جن کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

منظوم ترجمہ:۔

قسم ہے مہر عالمتاب اور اس کے نور تاباں کی
قسم ہے چاند کی جو اس کے بعد آئے "سرگیتی"
قسم ہے دن کی جس دن خوب چمکا دے وہ سورج کو
قسم ہے رات کی' اس کی چمک پر جب وہ غالب ہو
قسم گردوں کی اور اس ذات کی جس نے اسے چھایا
قسم گیتی کی اور اس کی کہ جس نے اس کو پھیلایا
قسم ہے جاں کی اور اس کی درستی اس کو جس نے دی
پھر اس کو بخش دی قدرت برائی اور بھلائی کی
یقیناً" مل گیا سر رشتہ اس کو بامرادی کا
کہ جس نے نفس کو اپنے بنایا خوب پاکیزا
اور ایسا شخص رسوا ہو گیا جس نے "بہ ہر عنواں"

بنا رکھا ہے اپنے نفس کو آلودۂ عصیاں

بہ وجہ سرکشی تکذیب کی تھی قوم صالحؑ نے

اٹھا تھا جبکہ وہ سب سے بڑا بدبخت ان میں سے

تو "اس موقعہ پہ" ان سے اس طرح صالحؑ نے فرمایا

کہ تم ناقے اور اس کے پانی پینے پر نظر رکھنا

تو اس کے باوجود ان سب نے پیغمبرؑ کو جھٹلایا

اور اس کے پاؤں کو "بے محابا" قطع کر ڈالا

بس ان کی اس جسارت کی سزا میں ان پہ مولا نے

ہلاکت کر دی نازل "یک بیک اوج سماوی سے"

پھر اس نے یہ ہلاکت ان کے حق میں عام فرما دی

اور اس کو کوئی پروا بھی نہ تھی اس کے نتیجے کی

شرح:۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی توجہ ایک بہت اہم حقیقت کی طرف مبذول کی ہے اس لئے کائنات کی تمام بڑی بڑی چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں۔ مثلاً "سورج، چاند، دن، رات، آسمان زمین کی اور اپنی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اسلوب محاورہ عرب کے مطابق یقین پیدا کرنے کے لئے اختیار کیا ہے ورنہ ارباب حقیقت جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو قسمیں کھانے کی نہ ضرورت ہے نہ احتیاج۔

وہ اہم حقیقت کیا ہے جس کے اثبات کے لئے سب قسمیں کھائی گئی ہیں فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کو نیکی اور بدی کے راستے دکھائے ہیں۔ اب اسے اختیار ہے جو راستہ چاہے اختیار کرلے اس کے بعد اس صداقت کا اعلان فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے نفس کا تزکیہ کرے گا وہ فلاح پا جائے گا اور جو اس کی استعدادوں کو دبا دے گا وہ نامراد رہے گا۔ فجور کہتے ہیں نفس انسانی کی اس حالت کو جو اسے ہلاکت اور صریح خسارہ کی طرف لے جاتی ہے اور تقویٰ کہتے اس کی اس حالت کو جو اسے برے انجام اور ایسے اعمال سے بچاتی ہے۔ جو اس کی شقاوت کا باعث ہوں سو جو کوئی نیکی کی راہ اختیار کرے وہ فلاح پاتا ہے اور جو کوئی بدی کی راہ پر چلے وہ نامراد اور ناکام رہتا ہے۔ اس نے فرمایا کہ جو کوئی برائی کی راہ پر چلے اور شہوات بہیمہ کا مطیع ہو جائے تو اس نے وہی کام کئے جو تمام حیوان کرتے

ہیں اس نے عقل و دانش کا کوئی ثبوت نہ دیا جو بالخصوص انسان کا حصہ ہے۔ اس کے بعد ثمود کا تذکرہ فرمایا ہے کہ ثمود نے جو ایک بہت بڑی زبردست قوم تھی ازراہِ سرکشی اپنے نبی صالح علیہ السلام کو جھٹلایا اور جب ان سے کہا گیا کہ اس اونٹنی کو اللہ نے نبی کی صداقت کا ایک نشان ٹھہرایا ہے سو اس کے لئے پانی پینے کی باری مقرر کر دو اور جس دن اس کی باری ہو تم اپنے جانوروں کو پانی نہ پلاؤ۔ تو انہوں نے اس بات کی پرواہ نہ کی اور اونٹنی کو زخمی کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان کو ہلاک کیا بلکہ نشان تک مٹا دیا۔ پس اسی تذکرہ میں جواب قسم ہے یعنی روشنی اور اندھیرے اور نفس انسانی کی قسمیں کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! ہم کو ان چیزوں کی قسم کہ اگر تم ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانو گے اور آپ کی اتباع نہ کرو گے تو یاد رکھو کہ جس طرح ہم نے قوم ثمود کو جو تم سے کہیں بڑھ کر زور و قوت والے تھے ہلاک کر دیا تھا۔ تمہیں بھی ہلاک کر دیں گے۔ چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ منکرین حق کو کس طرح بدر کے میدان اور دوسرے مقامات پر مولی گاجر کی طرح کاٹ کر رکھ دیا گیا اور کس طرح ان کا نام و نشان مٹا دیا۔

(۲۷) سورۃ البروج (۸۵)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی، اس میں بائیس آیتیں اور ایک رکوع ہے۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ بمع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ:۔ قسم ہے آسمان کی جس میں برج ہیں اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور گواہ کی اور جس کے مقابلے میں گواہی دیتا ہے اس کی کہ خندقوں والے کافر مارے گئے وہ ایندھن سے بھر کر آگ سلگا رکھنے والے جب وہ اس میں بیٹھے تھے اور جو کچھ وہ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے تھے وہ اسے دیکھ رہے تھے اور ان کو ان سے صرف اس بات کا رنج تھا کہ وہ خدائے زبردست ستودہ صفات پر ایمان لائے تھے۔ اس پر جس کے لئے آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت ہے اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ تحقیق وہ لوگ جنہوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذا دی پھر توبہ نہ کی تو ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے جلنے کا عذاب بھی ہے

بلاشبہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کر گئے ان کے لئے ایسے باغ ہوں گے جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی یہ بڑی ہی کامیابی ہے۔ آپ کے رب کی گرفت یقیناً "بڑی سخت ہے۔ بلاشبہ وہی اول بار پیدا کرتا ہے وہی دوبارہ پیدا کرے گا اور وہ بڑا بخشنے والا اور محبت کرنے والا ہے۔ مالک عرش کا بڑی شان والا ہے۔ جو کچھ چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔ کیا آپ تک لشکروں کے حالات بھی پہنچے ہیں یعنی فرعون اور ثمود کے مگر کافر قرآن اور ان واقعات کو جھٹلانے میں لگے ہیں۔ اور اللہ ان کو سب طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ سنو! اس میں جھٹلانے کی کوئی بات نہیں بلکہ یہ تو بڑی شان کا قرآن ہے۔ جو لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

شرح:۔ بروج جمع ہے برج کی جس کے معنی لغت میں قلعہ، محل اور بارہ برجوں کے ہیں۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے بارہ برجوں کی روز قیامت کی اور شاہد و مشہود کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جس طرح اخدود ہلاک و برباد ہوئے عین اسی طرح وہ لوگ خانماں برباد اور ذلیل و رسوا ہوں گے جو مسلمانوں کو محض اس لئے تکلیف دے رہے ہیں کہ وہ ایک خدا کے پجاری ہیں اور اہل دنیا کو پیغام امن و راحت دے رہے ہیں۔ اصحاب اخدود کے متعلق علمائے کرام نے کئی واقعات لکھے ہیں مگر ترمذی شریف میں جو واقع مذکور ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی زمانے میں ایک بادشاہ تھا جس کے پاس ایک جادوگر تھا جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ اگر مجھے کوئی ہوشیار اور ہونہار لڑکا مل جائے تو اس کو اپنا علم سکھا دوں تاکہ میرے بعد یہ علم مٹ نہ جائے۔ چنانچہ ایک لڑکا تجویز ہوا جو اس کے پاس جا کر روز درس ساحری لے کر آیا کرتا تھا۔ لڑکے کے راستے میں ایک عیسائی راہب رہتا تھا جو نیکوکار اور مومن صفت انسان اور دین حق کا متبع تھا۔ لڑکا اس کے پاس بھی جانے لگا اور ہوتے ہوتے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے دین حق کو قبول کر لیا اور تزکیہ نفس اور ریاضت و عبادت کرتے کرتے ولایت و کرامت کے درجے تک جا پہنچا ایک روز لڑکے نے دیکھا کہ کسی بڑے جانور نے راستہ روک رکھا ہے جس کی وجہ سے خلق خدا پریشان ہے اس نے ہاتھ میں ایک پتھر لیکر دعا کی کہ خدایا! اگر وہ دین جس پر ہم ہیں سچا ہے تو یہ جانور اس پتھر سے مارا جائے یہ کہا اور پتھر پھینک مارا جس سے وہ جانور مر گیا۔ لوگوں میں مشہور ہوا کہ اس لڑکے کو کوئی عجیب و غریب علم آیا ہے۔ سن سنا کر کوئی اندھا بھی اس کے پاس آ گیا اور کہنے لگا کہ میری آنکھیں اچھی کر دو۔ اس نے کہا کہ اچھا کرنے والا تو خدا ہے جس کا نہ کوئی شریک ہے نہ ساتھی۔ ہاں اگر تو اس پر ایمان لے آئے

تو میں دعا کروں گا اور امید ہے کہ وہ تجھے آنکھیں دیدے گا چنانچہ اس طرح کی کئی باتیں بادشاہ کے کانوں تک پہنچیں اس نے غصے میں آکر راہب' لڑکے اور اندھے تینوں کو طلب کیا اور بحث و مباحثہ کے بعد راہب اور اندھے کو قتل کرا دیا اور لڑکے کے متعلق حکم دیا کہ اونچے پہاڑ سے گرا کر ہلاک کر دیا جائے مگر خدا کی قدرت یہ ہوئی جو لوگ اس کو گرانے کے لئے گئے تھے وہ خود گر کر ہلاک ہو گئے مگر لڑکا صحیح و سالم بچ کر آ گیا۔ پھر دریا میں غرق کئے جانے کا حکم دیا مگر وہاں جو غرق کرنے گئے تھے وہ خود غرق ہو گئے اور لڑکا بچ گیا۔ آخر لڑکے نے کہا اگر مجھ کو مارنا ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ سب لوگوں کو ایک وسیع میدان میں جمع کر کے اور مجھے سولی پر لٹکا کر مجھ پر تیر مارا جائے اور کہا جائے "بسم اللہ رب العلام" چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور لڑکا اپنے رب کے نام پر قربان ہو گیا۔ لوگوں کو پہلے سے لڑکے کے تمام حالات معلوم تھے۔ یہ حیرتناک واقعہ دیکھ کر بلا تکلف ہر ایک زبان سے نکلا کہ "امنا رب العلام" کہ ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے بادشاہ حیران ہوا کہ جس کی روک تھام کے لئے اتنا کچھ کیا تھا آخر وہی ہوئی پہلے تو کوئی اکا دکا مسلمان ہوا مگر اب تمام خلقت ہی مسلمان ہو گئی ہے۔ اس پر اس نے حکم دیا کہ بڑی بڑی خندقیں کھودی جائیں اور ان میں آگ بھر دی جائے جو کوئی اسلام سے نہ پھرے اسے خندقوں میں ڈال دیا جائے۔ آخر بیشمار بیگناہ مسلمان اس آگ کی نذر ہوئے اور ظالم بادشاہ اور اس کے امرا کو قطعاً "ڈر نہ آیا کہ ہم بے گناہوں کا خون بہا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو یہ ستم و ظلم منظور نہ تھا۔ آخر اس نے اس بادشاہ اور اس کے معاونوں کو بھی تباہ و برباد کر دیا۔ اس سورت میں اس طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ اصحاب الاخدود کی طرح کبھی بھی مسلمانوں کو تنگ کریں گے ان کے لئے علاوہ دنیاوی ہلاکت و بربادی کے اخروی عذاب بھی تیار ہے۔

(۹۵) سورۃ التین (۲۸)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی' اس میں آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

جن کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

منظوم ترجمہ:۔

قسم انجیر کی، زیتون کی اور طور سینا کی
اور اس شہر امانتدار کی "یعنی کہ بطحا کی"
کہ بیشک ہم نے انساں کو حسین انداز میں ڈھالا
پھر اس کے بعد اس کو آخری پستی میں لا ڈالا
سوائے ایسے لوگوں کے کہ وہ ایمان بھی لائے
اور "اپنی زندگی میں" کام بھی کرتے رہے اچھے
لہٰذا ان کو ہوگا مرحمت ایسا ثواب اس کا
جو "دیگر" دائمی "یعنی کہ غیر منقطع" ہوگا
تو اب کیا، امر باعث ہے ترے انکار محشر کا
بھلا سب حاکموں سے بڑھ کے حاکم کیا نہیں مولا

شرح:۔ والتین والزیتون سے اس مقام مقدس کی قسم کھانا مطلوب ہے جہاں یہ درخت بکثرت پائے جاتے ہیں یعنی فلسطین جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے اور سینین سے مراد وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے شرف ہمکلامی بخشا تھا۔ بلد الامین سے مراد مکہ معظمہ ہے اور امین یا امن والا مکہ معظمہ کو اس واسطے کہا گیا ہے کہ اس میں قتل اور ایذا دہی قطعاً" ممنوع ہے۔

ان قسموں کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا ہے وہ اپنی سرکشی کی وجہ سے اچھی چیزوں کو چھوڑ کر خود بری باتوں کے پیچھے پڑتا اور ذلیل ہوتا ہے۔ جب تک اس کا دھیان نافرمانی کی طرف نہ گیا تب تک وہ جنت میں عزت کے مقام پر فائز رہا مگر جب اس نے اپنی فطرت کی مخالفت کی تو وہ جو فرشتوں سے بھی بہتر تھا حیوانوں میں جا ملا اور ان سے زیادہ گیا گزرا ہو گیا۔

فرمایا وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے ہیں وہ اپنی فطرت پر قائم ہیں اور وہ رذالت نفسانی کا شکار ہونے سے بچے رہتے ہیں۔ لہٰذا ان کے لئے لا انتہا اجر ہوگا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ کیا ان حقائق و معارف کو معلوم کرنے کے بعد بھی کوئی شخص

نیک و بد اعمال کی جزا سزا کے نتائج کو جھٹلا سکتا ہے اور کیا تم اب بھی نہیں سمجھتے کہ احکم الحاکمین صرف خدا ہی ہے۔

(۲۹) سورۃ القریش (۱۰۶)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی' اس میں چار آیتیں اور ایک رکوع ہے۔ جن کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

منظوم ترجمہ:۔

قریش قوم رکھتی ہے سفر سے چونکہ دلچسپی
وہ گرمی اور جاڑے کے سفر سے رغبت ان سب کی
تو لازم ہے عبادت وہ کریں اس گھر کے مولا کی
کہ جو ان کو عطا کرتا رہا ہے بھوک میں روزی
اور ان لوگوں کو ہر اک خوف میں جس نے بچایا ہے

شرح:۔ مکہ معظمہ کے رہنے والے اکثر قبائل قریش تھے جو اپنی معیشت کے لئے تجارت کرتے تھے ان دنوں وسائل آمدورفت بہت محدود تھے اور سفر کرنا بڑی جان جوکھوں کا کام ہوتا تھا۔ چونکہ مکہ معظمہ خانہ خدا تھا اس واسطے تمام عرب اہالیان مکہ کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے انہی لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ ہمارا احسان دیکھو کہ نہ تم زراعت کر سکتے ہو اور نہ تمہیں کوئی دستکاری آتی ہے پھر بھی تمہیں بہترین روزی دیتے ہیں اور پھر تمہیں ہر طرح محفوظ بھی کر دیا ہے۔ لہٰذا تمہارا بھی فرض ہے کہ اس خدائے قدوس کی عبادت کرتے رہا کرو۔

(۳۰) سورۃ القارعہ (۱۰۱)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی' اس میں گیارہ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

جن کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضراتؒ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

منظوم ترجمہ:۔

وہ شور انگیز شے، آخر، وہ شور انگیز شے کیا ہے
ہوا کچھ آپ پر ظاہر وہ شور انگیز شے کیا ہے
سب انسان ہوں گے بکھری ٹیریوں کی طرح سے جس دن
جبل ہو جائیں گے مانند دھنکے اون کے جس دن
لہٰذا پلہ اس دن جس کے ایماں کا گراں ہوگا
مزا پائے گا وہ اک عیش والی زندگانی کا
مگر وہ شخص، ہلکا ہوگا پلہ جس کے ایماں کا
تو اس کا دائمی مسکن "مقام" ہاویہ ہوگا
اور اس کی بھی خبر ہے آپ کو وہ ہاویہ کیا ہے؟
وہ اک شعلہ فشاں آتش "بحکم حق تعالیٰ ہے"

شرح:۔ القارعہ سے مراد قیامت ہے۔ جس کی گھبراہٹ سے دل لرز جائیں گے۔ فرمایا تم کو اس بات کا اندازہ نہیں ہو سکتا کہ یہ حادثہ کیسا ہوگا۔ بہرحال اس کی بعض خصوصیات اور اوصاف بیان کئے جاتے ہیں تاکہ تم کو اس کا کچھ اندازہ ہو سکے۔ سنو! اس دن لوگ اپنی گھبراہٹ اور پریشانی میں اس طرح مارے مارے پھریں گے جس طرح پتنگے اڑتے پھرتے ہیں اور پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح ہو جائیں گے۔

فرمایا اس دن پریشانی و بیقراری کے عالم میں وہ لوگ جن کے ترازو کا پلہ نیک اعمال بھاری کر دیں گے ان کو ہر طرح کی سہولت دی جائے گی اور وہ مزے کی زندگی گزاریں گے۔ مگر جن کے اعمال نیک کا پلہ ہلکا رہے گا ان کو ہاویہ یعنی دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ جس کی آتش سوزاں آپ اپنی نظر ہے۔

(۳۱) سورۃ القیمتہ (۷۵)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی، اس میں چالیس آیتیں اور اور دو رکوع

ہیں۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

ترجمہ آیات ۱-۳۰:- مجھے روز قیامت کی قسم ہے اور قسم ہے اس نفس کی جو برائی پر ملامت کرے۔ کیا انسان خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہ کریں گے کیوں نہیں ہم اس بات پر بھی قادر ہیں کہ اس کو پورا پورا درست کر دیں مگر انسان تو چاہتا ہے کہ آئندہ بھی نافرمانی کرتا رہے۔ وہ پوچھتا ہے کہ بھلا قیامت کا دن کب ہوگا پھر جب اس کی آنکھیں پتھرا جائیں گی اور چاند بے نور ہو جائے گا اور سورج اور چاند ایک مقام پر اکٹھے ہو جائیں گے تو انسان کہے گا کہ آج بھاگ کر کہاں جاؤں۔ کہیں بچاؤ کی جگہ نہیں اس دن خدا ہی کے پاس ٹھہرنے کی جگہ ہوگی۔ اس دن انسان کو بتایا جائے گا کہ اس نے کیا آگے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑا بلکہ آدمی اپنا آپ گواہ ہے۔ گو کتنے ہی بہانے پیش کرے۔ اے نبی! آپ وحی کے نازل ہوتے وقت اپنی زبان کو نہ چلایا کریں کہ اس کو جلدی جلدی سیکھ لیں۔ اس کو جمع کرنا اور آپ کو پڑھا دینا ہمارا کام ہے۔ پھر جب ہم اس کو پڑھ چکیں اس وقت آپ پڑھیں۔ پھر اس کو کھول کر بیان کر دینا بھی ہمارا کام ہے۔

سنو! اے منکرو تم دنیا سے محبت رکھتے ہو اور آخرت کو ترک کیے دیتے ہو۔ سنو کتنے ہی چہرے اس روز تر و تازہ ہوں گے۔ اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے اور بہت سے چہرے اس روز اداس و بے رونق ہوں گے۔ کیونکہ ان کو یقین ہوگا کہ ان کے ساتھ ایسی سختی کی جانے والی ہے جو ان کی کمر توڑ دے گی۔ جس وقت جان گلے کی ہنسلی تک آ پہنچے گی۔ اور کہا جائے گا کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا اور اسے یقین آ جائے گا کہ جدائی کا وقت آ پہنچا ہے۔ اور ایک پنڈلی دوسری پنڈلی پر لپٹ جائے گی اس دن تمہارے رب کی طرف تمہیں جانا ہوگا۔

شرح:- جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس سورت میں قیامت کا ذکر آیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ انسان یہ خیال کرتا ہے کہ جب وہ مر کر مٹی میں مٹی ہو جائے گا تو دوبارہ اس کی ہڈیاں جمع نہ ہو سکیں گی۔ مگر اس کو معلوم نہیں کہ ہم اس کی انگلیوں کی پوروں تک ہو بہو اسی طرح بنا کر کھڑا کریں گے۔

فرمایا جب قیامت آئے گی تو نظام شمسی و قمری بھی درہم برہم ہو جائے گا اس دن انسان کو چھپ کر بیٹھنے کی کوئی جگہ بھی میسر نہیں آئے گی۔ اور دوزخ کی لپیٹ سے نکلنا

محض ناممکن ہوگا۔ اس دن ہر شخص کو خدا ہی کے پاس جا کر ٹھہرنا ہوگا۔ وہاں اس کو تمام اعمال سے خواہ وہ نیک ہوں یا بد مطلع کیا جائے گا اور کوئی عذر قابل پذیرائی نہ ہوگا۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو جب ابتدا میں وحی آنا شروع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ الفاظ کو جلدی جلدی دہرایا کرتے تھے۔ مبادا کوئی لفظ ذہن سے اتر نہ جائے اس پر ارشاد ہوتا ہے کہ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں اس قرآن کا نازل کرنا پھر اس کو ترتیب دینا اور آپ کو پڑھانا ہمارا کام ہے۔ پس جب جبرائیل علیہ السلام پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا چکیں اس کے پیچھے پیچھے آرام سے آپ بھی دہرالیں اور اس معاملہ میں نہایت اطمینان سے کام لیں کیونکہ پڑھنا یاد کرانا اور اس کے مطالب کا کھول کھول کر بیان کرنا ہمارا ہی کام ہے۔

اس کے بعد حضور علیہ الصلوۃ والسلام خاموش بیٹھ کر وحی کو سنتے رہتے اور جب جبرائیل علیہ السلام پڑھ چکتے تو پھر زبان مبارک سے آخر تک لفظ بلفظ وحی کو دہرا لیتے۔ یہ بھی ایک معجزہ ہے کہ ایک ہی دفعہ سننے کے بعد خواہ کتنا کلام ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حفظ ہو جاتا۔

آگے ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر جس طرح ہم آپ کو وحی کا کلام لفظ بلفظ یاد کرانے پر قادر ہیں بالکل اسی طرح انسان کے اعمال جو دنیا میں کرتا ہے ایک دن ہم من و عن اس کے سامنے موجود کر دیں گے اور اسی طرح ان کی ہڈیوں کے منتشر اجزا کو جمع کر کے موت کے بعد پھر زندہ کر کے کھڑا کر دیں گے۔ مگر انسان کی عادت ہے کہ وہ نقد اور جلد از جلد حاصل ہونے والی چیز کو پسند کرتا ہے اور ذرا دیر سے حاصل ہونے والی چیز کو چھوڑ دیتا ہے۔ اسی طرح چونکہ نیکوکاری کا پھل آخرت ہی میں انسان کو ملتا ہے اور وہ دیر سے ملے گا لہٰذا انسان آخرت کو پس پشت ڈالتا ہے اور دنیاوی مفاد کے پیچھے دوڑتا ہے مگر اس کو کیا معلوم کہ قیامت کے روز جب اس امتحان کا نتیجہ نکلے گا جو انسان دنیا میں دیکھ رہا ہے تو اس نتیجہ کو سن کر کئی چہرے ہشاش بشاش نظر آئیں گے اور کئی ایک اداس ہو جائیں گے۔

فرمایا انسان موت کے آنے سے پہلے پہلے بڑی شیخی کا اظہار کرتا ہے۔ مگر جب روح ہنسلی تک آپہنچتی ہے اور زندگی سے پوری مایوسی ہو جاتی ہے تو پھر تم دیکھتے ہو کہ ڈاکٹروں

اور طبیبوں کی تو کچھ چلتی نہیں نہ زور و قوت اور مال و دولت کام آتا ہے۔ اس وقت جھاڑ پھونک کرنے والوں کی تلاش تک لگ جاتے ہیں مگر مریض کو یقین کامل ہو جاتا ہے کہ اب اس کی جدائی کا وقت ہے پھر بیہوشی اور جان کی تکلیف سے اس کی پنڈلیاں ایک دوسرے پر چڑھ جاتی ہیں اور نہایت مشکل کا سامنا ہوتا ہے اور یہیں سے سفر آخرت کی تیاری شروع ہو جاتی ہے۔

ترجمہ آیات ۳۱۔۴۰:۔ مگر وہ نہ یقین لایا اور نہ اس نے نماز پڑھی بلکہ خدائی احکام کو اس نے جھوٹ سمجھا اور روگردانی کی پھر اکڑتا ہوا اپنے گھر کی طرف چلتا بنا۔ افسوس ہے تجھ پر افسوس ہے تجھ پر۔ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اسے یونہی چھوڑ دیا جائے گا۔ کیا وہ قطرہ آب نہیں تھا جو ٹپکایا گیا تھا۔ پھر لوتھڑا ہوا پھر اس میں اللہ نے جان ڈالی اور اس کو درست کیا۔ پھر نر اور مادہ کی دو قسمیں بنائیں۔ کیا ایسا خدا مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا۔

شرح:۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی خام خیالی کی تردید فرمائی ہے۔ کہ جو کچھ ہے یہی جہان ہے۔ جس کی زندگی جس طرح گزر جائے وہی غنیمت ہے۔ فرمایا موت کے وقت جو بے حد تکلیف اور مصیبت کا وقت ہوتا ہے انسان کو یاد آتا ہے کہ اوہ! نہ میں نے پیغمبروں کو سچ جانا نہ خدا کی عبادت کی بلکہ ہمیشہ ان کو جھٹلاتا رہا اور نماز و عبادت سے پہلو تہی کرتا رہا۔ میں نے ہمیشہ غرور و تکبر کا اظہار کیا سو اب مجھے خرابی پر خرابی نظر آرہی ہے۔

(۳۲) سورة الھمزة (۱۰۴)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں نو آیتیں اور ایک رکوع ہے۔ جن کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

منظوم ترجمہ:۔

خرابی ہے بڑی اس عیب جو بدمست غیبت کی
کمال حرص و رغبت سے اکٹھا جس نے دولت کی

"وفورِ شوق سے" جو اس کو گنتا رہتا ہے پیہم
سمجھتا ہے یہ مال اس کا رہے گا دائمی ہمدم
نہیں ہرگز نہیں اس آگ میں وہ ڈالا جائے گا
جو کر دیتی ہے چکنا چور "سارے جسم کے اعضا"
بھلا کیا اے نبیؐ واقف ہیں آپ "اس کی حقیقت ہے"
خدا کی آگ دہکائی ہوئی ہے جو کہ شدت سے
دلوں تک جا پہنچتی ہے جو "اکدم جسم کو چھو کر"
وہ آتش بند کر دی جائے گی ان "بدنہادوں" پر
وہ سب اس آگ کے لمبے ستونوں میں گھرے ہوں گے

شرح:۔ بعض لوگوں کی عادت ہے کہ وہ اپنے اعمال و افعال کو تو نہیں دیکھتے دوسروں کو طعنے دینے اور ان پر نکتہ چینی کرنے کے لئے بڑے زبان دراز ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ محض یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں دنیاوی مال و اسباب موت کے خوف کو ان کے دلوں سے محو کر دیتا ہے وہ اس حیات فانی کو حیات جاودانی سمجھنے لگتے ہیں۔ موت ہی کا خوف ایک ایسا خوف ہے جو انسان کو افعال بد سے روک سکتا ہے۔ جب انسان موت کو بھلا دے پھر کوئی چیز بدکاری سے اس کو مانع نہیں آسکتی۔ اس سورت میں اس قسم کے لوگوں کی مذمت آتی ہے۔ اور متنبہ کیا گیا ہے کہ ان کا انجام بے حد برا ہونے والا ہے۔

فرمایا دولتمند طبقہ سمجھتا ہے کہ یہ مال کبھی ان سے جدا نہیں ہوگا۔ بلکہ ہمیشہ ان کی آفات ارضی و سماوی سے بچاتا رہے گا۔ حالانکہ یہ محض ایک خام خیالی ہے۔ مال و دولت کسی کو موت سے نہیں بچا سکتی۔ سب دولت یوں ہی پڑی رہ جائے گی اور ان کو دوزخ کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

(۳۴) سورۃ المرسلت (۷۷)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی' اس میں پچاس آیتیں اور دو رکوع ہے۔
جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ا۔ ۴۰:۔ قسم ہے ان خوش آئندہ ہواؤں کی جو نرم نرم چلتی ہیں پھر قسم ہے ان تند ہواؤں کی جو زور سے چلتی ہیں اور قسم ہے ان کی جو بادلوں کو پھیلا دیتی ہیں پھر ان ہواؤں کی جو ان کو ایک دوسرے سے جدا کر دیتی ہیں۔ پھر ان فرشتوں کی قسم جو نصیحت لاتے ہیں تاکہ حجت تمام ہو یا ڈر سنایا جائے۔ تم سے جو وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ پھر جب ستارے ماند پڑ جائیں گے اور جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے اور جب رسول وقت مقررہ پر جمع کئے جائیں گے۔ اس دن کے واسطے ان چیزوں میں تاخیر کی گئی ہے۔ فیصلہ کن دن کے لئے جب ہر ایک چیز کا دوٹوک فیصلہ کیا جائے گا اور تمہیں کیا معلوم کہ فیصلہ کا دن کیسا ہو گا۔ سنو جھٹلانے والوں کے لئے اس دن تباہی ہے کیا ہم نے اگلے نافرمان لوگوں کو ہلاک نہیں کر دیا اور پھر ان کے پیچھے اور لوگوں کو بھیجا۔ اس طرح ہم گنہگاروں کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ سنو! جھٹلانے والوں کے لئے اس دن تباہی ہے۔ کیا ہم نے تم کو حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا پھر اس کو ایک محفوظ جگہ پر رکھا ایک مقررہ وقت تک پھر ہم نے اس کا ایک اندازہ مقرر کیا سو ہم کیسا اچھا اندازہ مقرر کرنے والے ہیں۔ جھٹلانے والوں کے لئے اس دن تباہی ہے۔ کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی نہیں بنایا زندوں کو اور مردوں کو اور علاوہ ازیں اس میں بڑے اونچے اونچے پہاڑ ہم نے بنائے اور تم کو میٹھا پانی پلایا۔ جھٹلانے والوں کے لئے اس دن تباہی ہے۔ اب اس کی طرف چلو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اس سائے کی طرف چلو جس کے تین حصے ہیں نہ اس میں ٹھنڈک ہے اور نہ وہ آگ کی تپش سے بچا سکے گا۔ وہ آگ اتنے بڑے انگارے برسائے گی جیسے محل گویا کہ وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں جھٹلانے والوں کے لئے اس دن تباہی ہے۔ یہ وہ دن ہے کہ لوگ نہ بات کر سکیں گے اور نہ ان کو اجازت دی جائے گی کہ وہ عذر ہی پیش کر سکیں۔ جھٹلانے والوں کے لئے اس دن تباہی ہے۔ یہ وہ دن ہے جبکہ ہر بات کا دوٹوک فیصلہ کیا جائے گا۔ ہم نے تم کو اور اگلوں کو جمع کیا ہے پھر اگر تمہارے پاس کوئی تدبیر ہے تو آزما دیکھو۔ جھٹلانے والوں کے لئے اس دن تباہی ہے۔

شرح:۔ اس سورت میں دیگر ابتدائی مکی سورتوں کی طرح حشر و نشر اور جزا و سزا کا یقین دلایا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ کس طرح قیامت کا آنا ممکن الوقوع اور کیوں ضروری ہے۔ المرسلات، العاصفات، الناشرات، الفارقات اور الملقیات سے مراد بعض نے

ہوائیں بعض نے فرشتے اور بعض نے پیغمبر لئے ہیں اور بعض نے پہلی چار سے مراد ہوائیں اور پانچویں سے مراد فرشتے لئے ہیں۔

فرمایا ان ہواؤں کی قسم جو بخارات وغیرہ کو اٹھا کر آسمان کی طرف لے جاتی ہیں اور بادلوں کو ادھر ادھر پھیلا دیتی ہیں۔ اور جہاں جہاں اللہ کا حکم ہوتا ہے ان کو تقسیم کر دیتی ہیں اور پھر جب بارش ہو جاتی ہے تو بادلوں کو ادھر ادھر منتشر کر دیتی ہیں۔ ہمیں ان ہواؤں کی قسم ان فرشتوں کی قسم جو ان کاموں پر مامور ہیں اور ان پیغمبروں کی قسم جو تبلیغ دین کے لئے باران رحمت کی طرح برستے ہیں۔ کہ قیامت جس کے وقوع پذیر ہونے کا ہم نے تم سے وعدہ کر چکے ہیں یقیناً" واقع ہو کر آئے گی۔ اس وقت ستارے مٹ جائیں گے۔ آسمان چھلنی چھلنی ہو جائے گا۔ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور رسولوں کو حکم دیا جائے گا کہ مقررہ اوقات پر پیشی کے لئے حاضر ہوں۔

فرمایا جانتے ہو کہ ان امور کو کس وقت کے لئے ٹال رکھا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ امور ہم نے اس وقت کے لئے اٹھا رکھے ہیں جب ہر چیز کا دوٹوک فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ ایسا دن ہو گا جب ان کفران نعمت کرنے' قرآن کو جھٹلانے' رسولوں کو نہ ماننے' اپنی ضمیر سے غداری کرنے والوں کے لئے بہت خرابی کا دن ہو گا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ کیا ہم نے ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے موت کا پیالہ پلایا نہیں پھر تم کو جو انہیں کے نقشِ قدم پر چلے جا رہے ہو کیوں موت کے گھاٹ اتار کر انہیں کے ساتھ نہ ملا دیں گے فرمایا مجرموں کے ساتھ یقیناً" ہم یہی سلوک کریں گے اور اس دن ان کے لئے بعید خرابی اور بڑی مصیبت ہو گی۔

فرمایا تم ذرا اپنی اصلیت کو دیکھو کہ ایک قطرہ منی سے جو خود تمہاری نگاہ میں قابل نفرت ہے ہم نے تمہیں پیدا کیا۔ ایک وقت معین تک تمہیں ماں کے پیٹ میں قید رکھا اور پھر مکمل انسان بنا کھڑا کیا۔ اس پر بھی جو لوگ ہماری قدرت کو تسلیم نہیں کرتے ان کے لئے سخت خرابی اور بڑا عذاب ہو گا۔

فرمایا کیا تم روز مرہ نہیں دیکھتے کہ تم کو زمین اپنے اندر سمیٹے چلی جا رہی ہے اور اس پر تم رہتے سہتے ہو گویا زمین ہی سے تم پیدا ہوتے ہو اور اس میں مر کر چلے جاتے ہو پھر اس پر فلک بوس اور بھاری پہاڑ بھی گاڑ دیئے ہیں اور اس میں سے پانی کے چشمے بھی بہا دیئے

ہیں اس کے باوجود جو لوگ ہماری قدرتوں کو نہیں مانتے قیامت کے دن ان کے لئے بڑی خرابی کا سامنا ہوگا۔

قیامت کے روز جب حساب کتاب کے لئے خلقت جمع ہوگی تو ان کے سروں پر بجائے ٹھنڈے سائے کے ایسا پھانکوں والا سایہ ہوگا جس میں سایہ کی خصوصیت نہ پائی جائے گی اور نہ گرمی سے بچاؤ حاصل ہوگا۔ فرمایا اس دن دوزخ کی آگ سے اتنے بڑے شرارے نکلیں گے جیسے اونچے اونچے محل ہوتے ہیں۔ اور وہ ان کو زرد اونٹوں کی شکل میں نظر آئیں گے۔ الغرض اس دن ان کے لئے بڑی خرابی ہوگی۔

فرمایا اس دن لوگوں کو بتا دیا جائے گا کہ یہ دن وہ ہے جس میں دو ٹوک فیصلہ کیا جائے گا اس دن تمہارے ساتھ ان کو بھی شامل کر دیا گیا ہے جو تم سے پہلے ہو گزرے تھے۔ اگر تم ہماری گرفت سے نکلنے کی کوئی تدبیر کرنا چاہتے ہو تو بیشک کر دیکھو مگر یاد رکھو کہ تمہارا کوئی چارہ نہ چل سکے گا۔ اور بڑی خرابی اور عذاب کا سامنا ہوگا۔

ترجمہ آیات ۴۱ - ۵۰:- بلاشبہ اللہ سے ڈرنے والے بہشت کے سائے اور چشموں میں ہوں گے اور میوے جس قسم کے وہ چاہیں گے ان کو میسر آئیں گے اور حکم دیا جائے گا کہ جو نیک عمل کرتے رہے ہو۔ ان کے صلہ میں اب مزے سے کھاؤ' پیو' نیکو کاروں کو ہم یوں ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔ جھٹلانے والوں کے لئے اس دن بڑی تباہی ہے۔ کھاؤ اور تھوڑے دن فائدہ اٹھا لو بیشک تم گنہگار ہو۔ جھٹلانے والوں کے لئے اس دن تباہی ہے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدا کے آگے جھکو تو وہ نہیں جھکتے۔ جھٹلانے والوں کے لئے اس دن تباہی ہے۔ اب اس کے بعد وہ کیا بات ہے جس پر یہ لوگ ایمان لائیں گے۔

شرح:- فرمایا جو لوگ دنیا میں ایمان لائیں گے اور تصدیق و تسلیم سے کام لیتے رہے' ان کو جنت میں ہر طرح کی سہولت اور اللہ تعالیٰ کے تمام انعامات حاصل ہوں گے ہاں جھٹلانے والوں کے لئے بڑی خرابی ہوگی۔ سنو! اگر تم قرآن پاک کو نہیں مانتے تو اس کے بعد کس چیز پر ایمان لاؤ گے۔

سورة ق

(۳۴) (۵۰)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی' اس میں پینتالیس آیتیں اور تین رکوع ہیں۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۱۵:-- قسم ہے قرآن مجید کی بلکہ ان کو تعجب ہوا ہے کہ ان کے پاس انہیں میں سے ایک ڈرانے والا آیا ہے۔ سو کافروں نے کہہ دیا کہ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ جب ہم مرجائیں گے اور مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں گے تو دوبارہ زندہ ہوں گے جو بعید از قیاس ہے۔ ہم کو معلوم ہے کہ زمین ان میں سے کتنا گھٹاتی ہے اور ہمارے پاس ایسی کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے بلکہ انہوں نے حق کو جھٹلایا جب وہ ان تک پہنچا سو وہ الجھن میں پڑے ہیں کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو کس طرح بنایا اور آراستہ کیا اور اس میں کوئی شگاف نہیں اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں ہم نے پہاڑوں کو جما دیا اور اس میں ہر قسم کی پر رونق چیزیں اگائیں تاکہ ہر رجوع ہونے والا انسان نشانات قدرت کو دیکھے اور اللہ کو یاد کرے۔ اور بادلوں سے ہم نے مینہ برسایا جس میں بڑی برکت ہوتی ہے پھر اس کے ساتھ ہم نے باغ اور کٹنے والی کھیتی کا اناج اگایا اور اونچی اونچی کھجوریں اگائیں جن کے گابھے تہہ بہ تہہ ہیں۔ یہ بندوں کو روزی دینے کے لئے ہے اور اس پانی کے ساتھ ہم نے مردہ شہر کو زندہ کیا اسی طرح قبروں سے نکلنا ہوگا۔ اس سے پہلے نوح کی قوم' کوئیں والوں نے' ثمود نے' عاد' فرعون اور لوط کی قوم نے بھی جھٹلایا تھا۔ اور بن کے رہنے والوں اور تبع کی قوم نے بھی جھٹلایا تھا۔ سب نے رسولوں کو جھٹلایا سو وہ عذاب کے مستحق ہوئے۔ کیا ہم پہلی دفعہ پیدا کرنے سے تھک گئے ہیں؟ بلکہ یہ لوگ دوبارہ پیدائش کے بارے میں شبہ کر رہے ہیں۔

شرح:-- تمام مکی سورتوں کی طرح اس میں بھی اعتقاد' حشر و نشر اور جزا سزا کا ذکر کیا ہے گزشتہ سورتوں میں بارہ حکم صادر کئے تھے۔ اس سورت میں بتایا ہے کہ اخروی زندگی میں نجات اس کے لئے ہے جو ان احکامات پر چلے اور جو خلاف ورزی کرے اس کے لئے جہنم اور مصیبت کی زندگی ہوگی۔

فرمایا ہمیں اس قرآن مجید کی قسم کہ یہ رسول جن کے ذریعے ہم دنیا کو اپنے احکام سنا رہے ہیں بالکل سچے ہیں گو نہ ماننے والے تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں ایک شخص جو ہم ہی میں سے ہے ہم جیسا ہی ہے۔ ہماری ہی طرح کھاتا پیتا اور سوتا جاگتا ہے وہ کس طرح رسول بن گیا۔ علاوہ ازیں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مر کر مٹی میں مل کر مٹی ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنے کا مسئلہ بھی ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ حشر و نشر کو ناممکن سمجھتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ آسمان جو ان کے سروں پر کھڑا ہے کیا اس کو ہم نے نہیں بنایا؟ کیا اس کو تاروں سے ہم نے نہیں سجایا اور کیا اس میں ان کو کوئی بھی رخنہ دکھائی دیتا ہے۔ پھر زمین کو بچھونے کی طرح سطح آب پر نہیں بچھا دیا۔ اور پانی پر اسے قائم رکھنے اور ہلنے جلنے سے بچانے کے لئے کیا اس میں پہاڑوں کی شکل میں میخیں نصب نہیں کیں اور پھر لوگوں کے کھانے کے لئے ہر قسم کی پیداوار کی صلاحیت اس میں نہیں رکھ دی اگر یہ سب چیزیں ہیں اور لوگ روز مرہ بلا کسی رکاوٹ کے ان کا مشاہدہ کرتے ہیں تو پھر ان کو اس امر میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے کہ وہ خدا جو ایسی ناممکن اشیاء کو پیدا کر سکتا ہے بنا سکتا ہے اور جب چاہے فنا کر سکتا ہے تو پھر انسان کو ایک بار یا دوبار پیدا کرنا اس کے لئے کیا مشکل ہے اور فنا کرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اس کو جزا سزا دینا اس کے لئے کیوں محال ہے۔

فرمایا بات صرف اس قدر ہے کہ ان حقائق سے وہی لوگ واقف ہو سکتے ہیں جو آنکھوں سے دیکھنے اور دل سے سوچنے سمجھنے کا کام لیتے ہیں اور حق بات معلوم ہونے کے بعد اپنے خالق اور مالک کے سامنے سر عبودیت جھکا دیتے ہیں فرمایا دیکھو تو سہی کہ ہم نے کس طرح آسمانوں سے مینہ برسایا۔ کس طرح اس میں خیر و برکت کا مادہ رکھا کیونکر اس سے باغ باغیچے غلہ اور اناج اور دیگر کھیتیاں انسان کے لئے تیار کیں۔ پھر آسمانوں سے باتیں کرنے والے کھجور کے درخت جس کے خوشے تہہ بہ تہہ ہوتے ہیں تمہاری روزی کے حامل بنائے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جب ایک مدت تک بارش نہ ہونے کی وجہ سے زمین خشک اور بستیاں مردہ ہونے لگتی ہیں تو ہم کس طرح اسے تر و تازہ کر کے اس میں سے نہایت خوشنما پھول اور نہایت ذائقہ دار میوے پیدا کر دیتے ہیں۔ پس جس طرح زمین کے مردہ ہو جانے کے بعد ہم اس میں سے پھل پھول اور حشرات الارض نکال

دیتے ہیں بالکل اسی طرح ہم تم کو بھی قبروں سے نکال کھڑا کریں گے۔ دیکھو راہ انکار نہ اختیار کرو کیونکہ تم سے قبل جس جس قوم نے یہ راہ اختیار کی تھی وہ تباہ کر دی گئی۔

ترجمہ آیات ۱۶-۲۹:- اور البتہ ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں کہ اس کے دل میں کیا خیالات آتے ہیں اور ہم تو اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں جب وہ ضبط کرنے والے فرشتے اس کے دائیں اور بائیں بیٹھے رہتے ہیں وہ کوئی لفظ بھی منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر محافظ فرشتے اس کو ضبط تحریر میں لانے کے لئے تیار رہتے ہیں اور موت کی بیہوشی فی الحقیقت آ پہنچی یہ وہ چیز ہے کہ جس سے تو بھاگا کرتا تھا اور صور پھونکا جائے گا یہی ہے عذاب کا دن اور ہر شخص اس طرح آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہ ہوگا تو بلاشبہ اس سے غفلت میں تھا سو ہم نے تجھ سے پردہ ہٹا دیا۔ آج تیری نگاہ بڑی تیز ہے اور اس کا ساتھی کہے گا کہ جو کچھ میرے پاس تھا حاضر ہے حکم ہوگا اے دونو فرشتو! ہر ناشکر گزار سرکش کو جہنم میں ڈال دو جو لوگوں کو نیکی سے منع کرتا حد سے گزرنے والا اور شک کرنے والا تھا۔ جو اللہ کے ساتھ اوروں کو معبود ٹھہراتا تھا سو اس کو تم دونوں سخت عذاب میں ڈال دو پھر اس کا ساتھی شیطان کہے گا کہ اے ہمارے رب میں نے اس کو گمراہ نہیں کیا وہ خود ہی پرلے درجہ کی گمراہی میں تھا۔ حکم ہوگا کہ میرے پاس مت جھگڑو اور میں تو تمہیں پہلے ہی تنبیہہ کر چکا تھا۔ میرے ہاں حکمتوں میں تبدیلی نہیں ہوتی اور نہ میں اپنے بندوں پر ظلم کیا کرتا ہوں۔

شرح:- درحقیقت انسان خدائے لایزال کی بے انتہا قدرتوں کا ایک بڑا خزانہ ہے اگر یہ اپنے حالات میں غور کرے تو اس کو بیشمار دلائل صاف صاف مل جائیں گے کہ خدا تعالیٰ کی قدرتیں اور اس کا علم بے انتہا ہے کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں۔

فرمایا دیکھو ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ اب اگر انسان اپنی پیدائش پر غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ نہ تو وہ از خود پیدا ہو گیا ہے نہ خدا کے سوا کوئی اور اسے پیدا کر سکتا ہے۔ پھر اس کا خدا اس سے اتنا قریب ہے کہ اس کے نہان خانہء دل میں بھی جو راز پنہاں ہوتا ہے وہ اس سے بھی واقف ہوتا ہے۔ یوں سمجھو کہ اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہے۔ علاوہ ازیں ہر شخص کے ساتھ دائیں اور بائیں طرف ایک ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے دائیں طرف والا اس شخص کی تمام نیکیاں تمام افعال حسنہ اور

تمام اقوالِ طیبہ ایک دفتر میں لکھتا جاتا ہے اور بائیں طرف والا اس کی تمام برائیاں تمام افعالِ سیئہ اور تمام افعال خبیثہ کو معرض تحریر میں لاتا رہتا ہے گویا کہ کسی شخص کے منہ سے کوئی بات اچھی یا بری نہیں نکلتی جو اس کے دفتر اعمال میں مندرج نہ ہوتی ہو۔ یہاں تک کہ موت کی بیہوشی آطاری ہوگی اور لاکھ کوئی بھاگنا چاہے یا اس سے بچنے کی تدبیر کرے مگر موت سے بچ نہیں سکتا۔ پس جب تم ایسے ہزاروں واقعات دیکھ رہے ہو تو تمہیں اس قادر مطلق خدا کا یقین کیوں نہیں آتا۔ ہاں یاد رکھو کہ موت کے بعد قیامت کا ایک دن ضرور آئے گا جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔ اس دن ہر متنفس خدا کے حضور پیش ہو کر جوابدہ ہو گا کہ وہ دنیا میں کیا کرتا رہا۔

ارشاد ہو گا کہ آج ہم نے تمام پردے تیرے سامنے سے ہٹا دیئے ہیں اور تیری نگاہ تیز ہے لہٰذا اپنا نامہ اعمال دیکھ اور ان حقائق کا مشاہدہ کر جن کا تمہیں انکار تھا۔ ان کے بعد فرشتوں کو حکم ہو گا کہ ہر اس شخص کو جو ناشکر گزار و سرکش تھا نیکی سے لوگوں کو منع کرتا تھا ہماری قائم کردہ حدود کو توڑا کرتا تھا۔ آخرت اور جزا و سزا کے بارے میں شک کیا کرتا تھا اور مشرک تھا اس کو دوزخ میں پھینک دو۔ اس وقت شیطان کہے گا کہ خدایا! میں نے قطعاً اس کو گمراہ نہیں کیا یہ تو خود ہی گمراہی میں پڑا ہوا تھا۔

ارشاد ہو گا کہ تمہاری صفائی کی ضرورت نہیں واقعات جو کچھ بھی ہیں ہمارے سامنے ہیں اور ہم کسی کو بلاوجہ سزا نہیں دیں گے۔

ترجمہ آیات ۳۰-۴۵:- جس دن ہم جہنم سے کہیں گے کہ کیا تو بھر چکی ہے وہ کہے گی کہ کیا کچھ اور بھی ہے اور پرہیزگاروں کے لئے جنت کو قریب تر لایا جائے گا وہ کچھ دور نہ ہو گی۔ یہ ہے وہ جس کا تم سے وعدہ تھا۔ ہر رجوع کرنے والے اور حقوق کا خیال رکھنے والے کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو بن دیکھے اللہ سے ڈرے اور رجوع کرنے والا دل لے کر آئے ان کو حکم ہو گا کہ جنت میں سلامتی سے چلے جاؤ۔ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے وہاں جو کچھ وہ چاہیں گے میسر آئے گا اور ہمارے پاس اس سے بڑھ کر بھی ہے۔ اور اس سے قبل ہم نے بہت سی جماعتوں کو جو ان سے بھی زیادہ طاقتور تھیں برباد کر کے رکھ دیا پھر وہ شہروں کو چھانتے پھرتے تھے کہ کیا بھاگ نکلنے کے لئے کوئی جگہ ہے۔ بیشک اس میں نصیحت ہے ایسے شخص کے لئے جس کے پاس دل ہو یا جس نے پوری توجہ

سے بات سنی۔ اور البتہ ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے مابین ہے چھ دنوں میں پیدا کیا اور ہمیں قطعاً کوئی تکان نہ ہوئی۔ سو جو کچھ لوگ کہتے ہیں اس پر صبر سے کام لیں اور سورج کے چڑھنے اور چھپنے سے پہلے اپنے رب کی تسبیح و تمجید بیان کرتے رہیں اور کچھ رات سے اس کی تسبیح بیان کرنا شروع کریں اور نماز کے بعد بھی اور جس دن پکارنے والا قریب کی جگہ سے پکارے گا اس کو سننا۔ جس دن کہ لوگ بلاشبہ ایک چنگھاڑ سنیں گے وہی دن قبروں سے نکلنے کا ہوگا۔ بلاشبہ ہم زندہ کرتے اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری طرف سب کو پھر کر آنا ہے۔ جس دن کے زمین پھٹنے کے بعد وہ دوڑتے ہوئے نکل آئیں گے۔ لوگوں کا یہ جمع کرنا ہمارے لئے بالکل آسان ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں اس کا ہم کو خوب علم ہے اور آپ ان پر زبردستی نہیں کر سکتے پس آپ اس شخص کو جو میرے عذاب سے ڈرے قرآن سے سمجھاتے رہیں۔

شرح:۔ اس حکم کے بعد جب گنہگار دوزخ میں چلے جائیں گے اور دوزخ سے پوچھا جائے گا کہ کیا کچھ باقی ہے یا سب جگہ پر ہوگئی مگر اس کی فراخی کا یہ عالم ہوگا کہ وہ کہے گی کہ اگر کچھ اور ہے تو اسے بھی لے آؤ۔ اس کے برعکس اہل جنت کو بجائے ہانک کر لے جانے کے جنت ہی کو ان کے قریب لایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ جگہ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ سو وہ جو خدا سے غائبانہ ڈرا کرتے تھے اور رجوع کرنے والا دل اپنے سینوں کے اندر رکھا کرتے تھے وہ امن و امان کے ساتھ اس میں داخل ہو جائیں اور خوشی سے ہمیشہ اس میں رہیں وہ جو چیز طلب کریں گے ان کو وہی دی جائے گی۔

ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! کئی قومیں جو تم سے بھی زیادہ طاقتور تھیں ایک دن ان کے افراد کی ہم نے یہ حالت کر دی تھی کہ انہیں کہیں ڈھونڈھنے سر چھپانے کے لئے جگہ نہ ملتی تھی۔ سو یہ باتیں ایسی ہیں کہ جن کے سینوں میں دل ہیں یا جو کان دھر کر بات کو سنتے ہیں ان میں ایسے واقعات صد ہزاروں عبرت کے سبق اپنے اندر رکھتے ہیں۔ ہماری قوت و طاقت کا اس سے اندازہ کرو کہ ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور تمام کائنات کو کل چھ دن میں پیدا کیا اور اس دوران میں ہمیں ذرا برابر تکان نہ ہوئی۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! اگر لوگ آپ کے پیغام نہ مانیں تو آپ صبر سے کام کئے جائیں اور خدا کی عبادت ہر روز صبح و شام اور رات دن جیسا کہ آپ کو سکھا دی گئی

ہے کرتے رہیں اور اس دن کا انتظار کریں جب صور پھونکنے والا صور پھونکے گا اور فرشتہ پوچھے گا کہ آج کس کی حکومت ہے؟ فرمایا: یہی وہ دن ہو گا جس دن لوگ قبروں سے نکل کر حشر میں جمع ہوں گے۔ اہل عالم سن رکھیں کہ خدا ہی ہے جو زندگی بخشتا اور موت دیتا ہے اور اسی کی طرف سب کو پھر پھرا کر جانا ہے۔

فرمایا منکرین حق جو کچھ کہتے ہیں وہ ہم سے مخفی نہیں سوائے پیغمبر! جو کوئی میری سزا سے ڈرے اس کو قرآن مجید سنا دیجئے اور دوسروں کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے کیونکہ آپ کسی کو جبراً منوا نہیں سکتے۔

(۳۵) سورۃ البلد (۹۰)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی' اس میں بیس آیتیں اور ایک رکوع ہے۔ جن کا ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ:۔ مجھے قسم ہے اس شہر کی درانحالیکہ آپ اس میں مقیم ہیں نیز باپ اور اس کی اولاد آدم اور بنی آدم کی کہ ہم نے انسان کو ایسا پیدا کیا ہے (کہ وہ اکثر) مصیبت میں رہتا ہے کیا اسے گمان ہے کہ کسی کا بس اس پر نہ چلے گا۔ کہتا ہے کہ میں نے ڈھیروں مال خرچ کر دیا کیا اس کا گمان ہے کہ اس کو کسی نے نہیں دیکھا؟ کیا ہم نے اس کو دو آنکھیں نہیں دیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ اور اس کو دونوں راستے دکھا دیئے مگروہ شکر کی گھاٹی میں سے ہو کر نہ نکلا اور آپ کو کیا خبر ہے وہ گھاٹی کیا ہے۔ سنو وہ کس کی گردن کا چھڑانا ہے یا بھوک کے دنوں میں کھانا کھلانا ہے۔ یتیموں کو جو قرابت دار بھی ہوں یا محتاج خاک نشین کو پھروہ ایمان والوں میں سے ہو اور ان میں سے ہو جو ایک دوسرے کو صبر اور برداشت سے کام لینے اور رحیم و مہربان ہونے کی تاکید کرتے ہیں۔ یہ لوگ بڑے خوش نصیب ہوں گے اور وہ لوگ جنھوں نے ہمارے احکام سے انکار کیا وہ منحوس اور بدنصیب ہوں گے ان کو آگ میں داخل کر کے نکلنے کے سب دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔

شرح:۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے کہ اگرچہ یہ منصب نبوت بیحد مشکل مقام ہے مگر آپ کو مایوس نہیں ہونا چاہئے اور

مکہ والے اگرچہ آپ کی مخالفت میں سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں مگر اس شہر کی عظمت و حرمت اور آپ کی موجودگی کے باعث ہم ان لوگوں کی اس طرح تربیت کریں گے جیسے باپ اپنے بیٹوں کی تربیت کرتا ہے۔

فرمایا انسان کو دیکھو شروع سے لے کر آخر تک اس کی زندگی سختیوں اور جھمیلوں کا ایک لامتناہی سلسلہ نظر آتی ہے وہ پیدائش سے لے کر مرنے تک مختلف مصیبتوں اور تکلیفوں میں سے گزرتا ہے کہیں روزی کی فکر ہے کہیں بیماری کا غم کہیں اولاد کی تربیت کی فکر ہے۔ الغرض کسی دم انسان کو چین نہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے تھا کہ وہ منکسر المزاج ہوتا اور اس میں عجز و درماندگی پیدا ہوتی مگر یہاں الٹا معاملہ ہے وہ غرور نفس میں اتنا بڑھ جاتا ہے کہ اپنے آپ سے اوپر کسی کو سمجھتا ہی نہیں۔ اس کی یہ حالت ہے کہ اگر اسے کہا جائے کہ نیکی کی راہ میں کچھ خرچ کرو تو کہتا ہے کہ میں نے اپنی دولت اللہ کی راہ میں لٹادی ہے اور اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے۔

یہ ان دولتمند بخیل زر پرستوں کی حالت ہے جو دولت جمع کرتے رہتے ہیں اور جب کوئی ان سے کہتا ہے کہ اللہ کے لئے بھی کچھ خرچ کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارا کام ہی یہی ہے حالانکہ یہ صریح جھوٹ ہوتا ہے۔ وہ خدا کی راہ میں قطعاً" کچھ خرچ نہیں کرتے بلکہ اپنے نفس کے کہنے پر کرتے ہیں اور ذاتی مفاد یا نام و شہرت کے لئے کرتے ہیں۔

فرمایا کیا انسان کو خیال نہیں آتا کہ اس کے اعمال کا بدلہ اور اس کے جھوٹ کی سزا ضرور ملے گی۔ فرمایا انسان کو ہم نے دو آنکھیں' زبان اور دو ہونٹ اس لئے دیئے ہیں کہ وہ ان کی مدد سے راہ حق کو دیکھے اور دوسروں کی رہنمائی کرے پھر اس کو نیکی اور بدی کی بھی راہیں دکھا دی ہیں۔ نیکی کی راہ بڑی دشوار گزار گھاٹی کی مانند سمجھو کیونکہ شہوات نفسانی اور حرص و طمع سے بچنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا کہ دشوار گزار گھاٹی سے گزرنا۔

فرمایا اس گھاٹی سے گذرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تم غلاموں کو آزاد کرو۔ بھوکوں کو کھانا کھلاؤ خستہ حال مسکینوں کی خبر گیری کرو۔ قریبی رشتہ دار یتیموں کی حفاظت کرو۔ اور پھر باہم نرمی اور حسن سلوک سے پیش آؤ۔ فرمایا ایسے لوگ بابرکت اور بڑے نصیب والے لوگ ہوں گے مگر جو دوسری راہ اختیار کرتے ہیں جو اگرچہ بظاہر بڑی آسان ہے ان کو دوزخ کی آگ میں ڈال کر اوپر سے دروازے بند کر دیے جائیں گے کہ اس میں پڑے

(۳۶) سورة الطارق (۸۶)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی، اس میں سترہ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ:۔ قسم ہے آسمان کی اور اندھیرے میں آنے والے کی اور آپ کو کیا خبر کہ اندھیرے میں آنے والا کیا ہے وہ چمکتا ہوا تارہ ہے۔ کوئی ایسا متنفس نہیں جس پر کوئی نگہبان نہ ہو۔ پس انسان کو چاہئے کہ وہ دیکھے وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ ایک ایسے آب سے پیدا کیا گیا ہے جو اچھل کر نکلتا ہے اور پیٹھ اور سینے کے بیچ سے نکلتا ہے۔ بیشک وہ اس کو لوٹانے پر بھی قادر ہے جس دن انسان کے دل کے بھید جانچے جائیں گے تو اس دن نہ اس کا کچھ زور چلے گا اور نہ کوئی مدد کرنے والا ہوگا۔ قسم ہے بارش لانے والے آسمان کی اور زمین پھٹنے والی کی کہ بلاشبہ قرآن ایک قطعی بات ہے اور یہ کچھ ہنسی کی بات نہیں ہے بلاشبہ لوگ داؤ پیچ کرنے میں لگے ہیں۔ اور میں بھی ایک تدبیر کر رہا ہوں سو آپ کافروں کو تھوڑی سی مہلت دے دیجئے اور کچھ عرصہ کے لئے ان کو چھوڑ دیجئے۔

شرح:۔ عالم سماوی اور مافیہا کی قسم کھا کر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہر شخص پر ہم نے محافظ قائم کر رکھے ہیں جو اس کے نیک و بد اعمال کو دیکھتے رہتے ہیں اور ان کے اعمال لکھتے رہتے ہیں۔ سو اعمال بد سے بچنے اور ہماری طرف رجوع کرنے کے لئے انسان کو چاہئے کہ وہ دیکھے کہ اس کی اصلیت کیا ہے اور جس چیز سے اس کو پیدا کیا گیا ہے کیا اسے معلوم نہیں کہ وہ ایک قطرہ منی سے پیدا ہوا ہے اور جس طرح وہ پہلے بے نام و نشان تھا۔ اسی طرح خدا دوبارہ اس کو بے نام و نشان کرنے پر قادر ہے۔ سو اس بات کو بھولنا نہیں چاہئے کہ جس روز اس کے اعمال کی تمام قلعی کھل جائے گی۔ اس دن نہ دنیا کی کوئی طاقت اس کو فائدہ دیگی اور نہ کوئی مددگار کام آئے گا۔ اسکے بعد عالم علوی اور عالم سفلی دونوں کی قسم کھا کر ارشاد ہوتا ہے کہ یہ قرآن قول فیصل ہے کوئی سرسری بات نہیں جو اس سے تم اعتراض کرو۔ ان آیات میں الوہیت معاد اور رسالت تینوں عقیدوں کی توضیح کی ہے اور

آخری دو تین آیات میں منکران حق کی مساعی اور ان کی حالت کا ذکر کیا ہے فرمایا جو لوگ اپنی عادات و خصائل کو نہیں چھوڑتے اور آپ کی بات نہیں مانتے اور لوگوں کو اپنی خواہشات پر چلنے کی ترغیب دیتے ہیں ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیجئے ہم ان سے خود نپٹ لیں گے۔

(۳۷) سورۃ القمر (۵۴)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی' اس میں پچپن آیتیں اور تین رکوع ہیں۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۱-۲۲:- قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا اور اگر یہ لوگ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو روگردانی کرتے ہیں اور کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ ایک جادو ہے جو ہمیشہ سے چلا آتا ہے اور انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا اور اپنی خواہشات پر چلے اور ہر ایک کام کا ایک وقت مقرر ہے اور ان کے پاس بہت سی ایسی خبریں پہنچ چکی ہیں جن میں کافی تنبیہہ ہے۔ علاوہ ازیں سراسر نادانی کی باتیں ہیں۔ پس ڈرانے والی باتیں ان کے لئے مفید نہیں ہوئیں۔ سو آپ ان سے کنارہ کش رہئے جس وقت ایک بلانے والا ایک ناگوار چیز کی طرف بلائے گا۔ ان کی نظریں جھکی ہوئی ہوں گی اس دن وہ قبروں سے اسی طرح نکل پڑیں گے کہ وہ گویا بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں پکارنے والے کی طرف دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے اور کافر کہتے جا رہے ہوں گے کہ یہ دن تو بڑا ہی دشوار ہے۔ ان سے پہلے حضرت نوح (علیہ السلام) کی قوم نے پیغمبر کو جھٹلایا۔ انہوں نے ہمارے بندے کی تکذیب کی اور کہا کہ یہ دیوانہ ہے اور اسے دھمکی دی لہٰذا اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں ان کے مقابلے میں کمزور ہوں سو تو ان سے میرا انتقام لے۔ پس ہم نے زور کی بارش سے آسمان کے دہانے کھول دیئے اور زمین میں سے چشمے بہا دیئے۔ پھر زمین و آسمان کا پانی ایک مقرر شدہ کام کے لئے مل گیا اور ہم نے اس کو ایک تختوں اور کیلوں والی کشتی پر سوار کیا جو ہماری آنکھوں کے سامنے چلتی تھی یہ انتقام کے لئے کیا گیا تھا۔ جس کو کافر نہیں مانتے تھے۔ اور البتہ ہم نے اس کو ایک نشان عبرت بنا چھوڑا پھر کوئی ہے جو سوچے سمجھے پھر کیا ہوا میرا

عذاب اور میرا ڈرانا اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے پھر ہے کوئی سوچنے والا۔ عاد نے جھٹلایا تھا سو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا کہ ہم نے ان کے اوپر ایسے منحوس دن میں جس کی نحوست کسی طرح نہیں ٹلتی تھی ایک سخت آندھی بھیجی جس نے لوگوں کو اس طرح اکھاڑ مارا کہ گویا وہ کھجور کے درختوں کی جڑ سے اکھڑے ہوئے تنے ہیں۔ سو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا۔ اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے پھر ہے کوئی سوچنے والا۔

شرح:- اس سورت میں چونکہ معجزہ شق القمر کا ذکر ہے اس لئے اس مناسبت کی بنا پر اس کا نام القمر ہے۔ ہجرت سے پیشتر کا واقعہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں تشریف فرما تھے۔ رات کا وقت تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر مخالفین بھی وہاں جمع تھے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی فوق العادۃ نشانی کا مطالبہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا آسمان کی طرف دیکھو! انہوں نے جو نگاہ اٹھائی تو دیکھا چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا ہے۔ ایک ٹکڑے ان میں مغرب کی طرف اور دوسرا مشرق کی طرف چلا گیا۔ جب لوگوں نے خوب اچھی طرح اس نظارہ کو دیکھ لیا تو پھر دونوں ٹکڑے آپس میں مل گئے مگر اس پر بھی وہ لوگ ایمان نہ لائے اور کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند پر یا ہم پر جادو کر دیا ہے۔ اس واقعہ کو معجزہ شق القمر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

بعض کے نزدیک یہ واقعہ قیامت کے روز ظہور میں آئے گا مگر حق یہ ہے کہ قیامت کے روز تو چاند کی کیا خصوصیت ہے تمام نظام شمسی درہم برہم ہو جائے گا۔ شق القمر کا وقوع پذیر ہونا قدرت خداوندی کے سامنے کچھ بعید نہیں کیونکہ نبی کے ہاتھوں ایسی بات کا ہو جانا معجزہ کہلاتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ اے منکران حق تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ چاند کس طرح پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا ہے۔ حالانکہ تمہارے نزدیک ایسا ہو جانا محض محال ہے۔ اسی طرح قیامت کے روز باقی تمام نظام شمسی کے توڑنے یا درہم برہم کرنے میں بھی ہمیں نہ کوئی دقت ہو گی اور نہ وقت خرچ ہو گا۔ مگر تم ایسے آدمی ہو کہ جب ایسا معجزہ تمہیں دکھا بھی دیا جاتا ہے تو پھر بھی تم یہی کہتے ہو کہ یہ ایک جادو ہے۔ جو اکثر مدعیان نبوت سے ظاہر ہوتا رہا ہے۔ سو جس طرح وہ جاتے رہے یہ بھی چلتا رہے گا۔

فرمایا اسی طرح تم نے حق کو جھوٹ جانا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی حالانکہ تم کو کئی ایک ایسی اطلاعیں دی گئی ہیں جن میں کافی سے زیادہ ڈانٹ تھی اور بڑی عقل و دانش کی باتیں۔ مگران باتوں نے تم پر کوئی اثر نہ ڈالا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! ان کو چھوڑ دو اور قیامت کے روز کا انتظار کرتے رہو اس کے بعد میدان حشر میں جمع ہونے کی حالت کا نقشہ کھینچ کر دکھایا گیا ہے۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کا واقعہ بیان کیا ہے۔ جو چھوٹے پیمانے پر ایک قیامت تھی۔ اس طوفان سے صرف وہی بچا جس کو اللہ تعالیٰ نے بچایا ورنہ تمام دنیا غرقاب ہو کر رہ گئی۔ فرمایا اس واقعہ کو ہم نے دنیا کے لئے ایک درس عبرت بنا رکھا ہے۔ تاکہ حضرت انسان سوچے کہ خدا کا عذاب اور اس کا ڈرانا کیسا ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ہم نے قوموں کے کئی ایک عبرت خیز واقعات قرآن میں بیان کر کے تمہیں پوری طرح واقف کر دیا ہے۔ نیز قرآن کا سمجھنا ہر شخص کے لئے آسان کر دیا ہے جو کوئی سمجھنا چاہے آئے سوچے اور سمجھے۔ اس کے بعد عاد کی تباہی کی طرف اشارہ کر کے سمجھایا ہے کہ جس طرح اقوام عالم میں سے گاہ بگاہ ہم کسی نہ کسی قوم کے لئے ایک قیامت صغریٰ قائم کر دیتے ہیں اسی طرح ایک دن اس تمام کائنات کے بسنے والوں پر قیامت کھڑی کریں گے سو تم میرے عذاب سے ڈرو اور قرآن کو سوچنے اور سمجھنے کی طرف آؤ۔

ترجمہ آیات ۲۳-۴۰:- ثمود نے پیغمبروں کی تکذیب کی۔ انہوں نے کہا کہ کیا! ہم اپنے میں سے ایک انسان کی پیروی کریں تو ہم گمراہی اور جنون میں پڑ جائیں۔ کیا ہم سب میں سے صرف اسی پر نصیحت نازل ہوئی ہے۔ بلکہ یہ بڑا جھوٹا اور لپاٹیا ہے یہ کل ہی جان جائیں گے کہ کون جھوٹا اور لپاٹیا ہے۔ ہم ان کو آزمانے کے لئے عنقریب ایک اونٹنی بھیجنے والے ہیں سو تم اس کا انتظار کرو اور صبر سے کام لو اور ان کو آگاہ کر دو کہ ان کے درمیان پانی کی باری مقرر کر دی گئی ہے۔ ہر فریق اپنی باری پر حاضر ہوا کرے گا پھر انہوں نے اپنے رفیق کو بلایا۔ اس نے اونٹنی کو پکڑ کر اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ سو دیکھ لو کہ میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا۔ ہم نے ان پر ایک زور کی چیخ کا عذاب نازل کر دیا تو وہ ایسے ہو گئے جیسے باڑ چورا ہو جائے اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے پھر ہے کوئی سوچنے والا۔ لوط کی قوم نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی۔ ہم نے ان پر پتھروں

کی بارش کی سوائے لوط کے گھر کے کہ ہم نے ان کو سحر ہوتے ہی بچا لیا یہ ہمارا فضل و کرم تھا۔ اس طرح ہم ان لوگوں کو جزا دیتے ہیں جو شکر گزاری کریں۔ لوط نے ان کو ہماری گرفت سے ڈرا بھی دیا تھا مگر وہ اس کے ڈرانے میں حجتیں نکالنے لگے اور اس سے اس کے مہمانوں کو بارادۂ بد لیجانے لگے تو ہم نے ان کی آنکھیں بے نور کر دیں اور کہا کہ میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ چکھو اور ان کو صبح کے وقت ہی اسی دائمی عذاب نے جو مقرر ہو چکا تھا آلیا۔ سو میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ چکھو اور البتہ ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے پھر ہے کوئی سمجھنے والا۔

شرح:- فرمایا! عاد کے بعد ثمود نے بھی ہمارے نشانات اور احکام کو جھٹلایا اور ہمارے نبی کو تکلیف دی تو ان کا جو انجام ہوا وہ بھی سن لو کہ ہمارے عذاب کی ایک ہی چیخ سے ان کے کلیجے پھٹ گئے اور سب تباہ برباد ہو کر رہ گئے۔ اس کے بعد قوم لوط کی بے اعتدالیوں کو دیکھو اور ہمارے پیغمبر کی تگ و دو کو اور ہمارے عذاب کی وجہ سے ان کا جو برا حال ہوا وہ بھی تمہارے لئے درس عبرت ہونا چاہیے۔ جب ہمارا عذاب ان پر آیا تو وہ اندھے ہو گئے۔ کہ ادھر ادھر ٹھوکریں کھاتے پھرتے تھے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اس کے بعد ہم نے ان کی بستیاں الٹ دیں اور اوپر سے پتھر برسائے اور کہا کہ لو ہمارے عذاب کا مزہ چکھ لو۔ فرمایا جو کوئی بہ نظر غائر قرآن کا مطالعہ کرے اس کے لئے ہم نے ان کا سمجھنا آسان کر دیا ہے۔

ترجمہ آیات ۴۱-۵۵:- اور آل فرعون کے پاس کئی ڈر سنانے والے آئے مگر انہوں نے ہمارے نشانات کو جھٹلایا سو ہم نے ان کو ایسا پکڑا جیسے زبردست صاحب قدرت پکڑا کرتا ہے۔ کیا تم میں سے جو کافر ہیں وہ ان سے بڑھ کر ہیں یا کتابوں میں تمہارے لئے نجات لکھ دی گئی ہے۔ یا کہتے ہیں کہ ہم سب بڑے بدلہ لینے والے ہیں۔ عنقریب یہ جماعت شکست کھا جائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ بلکہ قیامت ان کے وعدے کا وقت ہے اور قیامت بڑی آفت اور بڑی ناگوار چیز ہے۔ بیشک گنہگار لوگ غلطی اور جنون میں پڑے ہیں۔ جس دن وہ آگ میں منہ کے بل گھسیٹے جائیں گے۔ ان سے کہا جائے گا کہ اب آگ کا مزہ چکھو۔ ہم نے ہر چیز کو اندازے سے پیدا کیا ہے اور ہمارا حکم تو یکبارگی ایسا ہوتا ہے کہ جیسے آنکھ جھپکنا اور ہم تمہارے کتنے ساتھ والوں کو ہلاک کر چکے ہیں پھر ہے

بھولی سوچنے والا اور ہر وہ کام جو یہ لوگ کر چکے ہیں تحریروں میں موجود ہے۔ اور ہر ایک چھوٹا اور بڑا کام لکھا جا چکا ہے۔ جو لوگ اللہ سے ڈرنے والے ہیں وہ بلاشبہ جنت کے باغوں اور اس کی نہروں (میں) جو عزت و صداقت کی جگہ ہے بادشاہ قادر مطلق کے نزدیک بیٹھے ہوں گے۔

شرح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جس طرح مذکورہ بالا واقعات سے ہر سمجھدار انسان یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ یہ چھوٹے پیمانے پر قیامت کا نمونہ ہیں۔ اسی طرح فرعون اور اس کی قوم کی تباہی بھی قیامت ہی کا نمونہ تھی۔ کیا فرعون اور اس کے لاؤ لشکر کو بھی خیال آ سکتا تھا کہ وہ تاج و تخت اور عیش و عشرت سے محروم کئے جائیں گے اور دریا میں غرق ہو کر ایک حسرت ناک موت مریں گے۔ اگر کوئی شخص ان سے ایسی بات کہتا تو وہ گستاخی سے اس کی زبان کاٹ دیتے مگر جب ہمارے عذاب کی گرفت نے ان کو سختی سے پکڑا تو وہ اس سے بچ نہ سکے۔

فرمایا اے لوگو! کیا تم میں سے کافر پہلے کافروں سے کچھ اچھے ہیں جو کفر و عصیان کی سزا میں تباہ نہیں کئے جائیں گے؟ یا اللہ کے ہاں ان کو کوئی پروانہ لکھ دیا گیا ہے کہ تم جو چاہو کرو تم سے کوئی باز پرس نہ ہوگی یا وہ یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہمارا مجمع یا جتھا بہت بڑا ہے سب مل کر ایک دوسرے کی مدد پر آ جائیں گے۔

فرمایا ان سرکش اور باغی قوموں کی ہزیمت و شکست کے حالات تم قرآن میں پڑھ کر معلوم کر چکے ہو مگر یہ ہزیمت و شکست اس کے مقابلہ میں کوئی چیز ہی نہیں جو قیامت کے روز ان کو دیکھنی نصیب ہوگی۔ علاوہ ازیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے مخالفین کے لئے بھی اس میں ایک تنبیہہ ہے کہ اگر تم مخالفت سے باز نہ آئے تو بہت جلد تمہاری جمعیت کو پریشان کر دیا جائے گا اور تم پشت پھیر کر بھاگ کھڑے ہو گے قیامت کا دن تمہارے لئے ایک آفت ہوگی اور تمہارے اوپر ایک بڑی تلخ گھڑی آئے گی۔ جو لوگ اس وقت غفلت کے نشہ میں پاگل بن رہے ہیں ان کا یہ سودا دماغ میں سے اس وقت نکلے گا جب اوندھے منہ دوزخ کی آگ میں گھسیٹے جائیں گے۔ دیکھو ہر وہ چیز جو پیش آنے والی ہے اللہ کے علم میں پہلے سے موجود ہے۔ وہ اس سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتی۔ ہم چشم زدن میں جو چاہیں کر ڈالیں کسی چیز کے بنانے یا بگاڑنے میں ہم کو کچھ دیر نہیں لگتی نہ

کوفت ہوتی ہے تمہاری قماش کے بہت سے کافروں کو ہم پہلے تباہ کر چکے ہیں پھر تم میں اتنا کوئی سوچنے والا نہیں کہ ان کے حال سے عبرت حاصل کر سکے۔ مجرموں کی زہرہ گداز حالت بیان کرنے کے بعد متقین کا خوش آئندہ انجام بتایا ہے کہ وہ اپنی سچائی کی بدولت اللہ اور رسول کے سچے وعدوں کے موافق ایک پسندیدہ مقام میں ہوں گے جہاں انہیں اس شہنشاہ مطلق کا قرب حاصل ہوگا۔

(۳۸) سورۃ صٓ (۸۶)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی' اس میں اٹھاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱۔ ۱۴:۔ قسم ہے قرآن سمجھانے والے کی۔ اس کی تعلیمات میں کوئی نقص نہیں بلکہ کافر ہی غرور اور مخالفت میں پڑے ہیں۔ ان سے پیشتر ہم بہت سی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں اور وہ اسی وقت چلانے لگے کہ جو مخلصی کا وقت نہ تھا اور انہوں نے اس بات پر تعجب کیا کہ انہیں میں سے ایک ڈرانے والا آیا ہے اور کافروں نے کہا کہ یہ تو جھوٹا جادوگر ہے۔ کیا اس نے تمام معبودوں کا ایک معبود قرار دیا ہے یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے اور انہیں میں سے سرکردہ لوگ یہ کہتے ہوئے چلائے کہ چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو بیشک اس بات میں کوئی غرض پنہاں ہے ہم نے گزشتہ اقوام میں ایسی باتیں نہیں سنیں یہ تو ایک بناوٹی بات ہے کیا ہم میں سے اس شخص پر اللہ کا کلام نازل ہوا ہے بلکہ ان کو میری نصیحت میں ہی شک ہے بلکہ انہوں نے میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا۔ کیا ان کے پاس آپ کے زبردست اور فیاض رب کی رحمت کے خزانے ہیں یا ان کے پاس آسمانوں کی اور زمین کی اور ان دونوں کے مابین جو کچھ ہے ان کی بادشاہت ہے۔ تو ان کو چاہئے کہ سیڑھیاں لگا کر آسمان پر چڑھ جائیں یہ بھی لوگوں کا ایک گروہ ہے جن کو دوسرے گروہوں کی طرح شکست ہوگی۔ ان سے قبل نوح کی قوم اور عاد اور میخوں والے فرعون اور ثمود اور لوط کی قوم اور بن والوں نے رسولوں کو جھٹلایا یہی تباہ شدہ گروہ تھا ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا سو وہ میرے عذاب کے مستحق ہوئے۔

شرح:- حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا ابو طالب بیمار ہوئے تو ابوجہل وغیرہ قریش ان کی بیمار پرسی کے لئے آئے۔ ان سے شکایت کی کہ آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں کو باطل اور نکما کہتا ہے۔ آپ اسے منع کریں۔ چنانچہ ابوطالب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تو ایک ہی بات کہتا ہوں اور وہ بھی ایسی کہ اس کے دل سے قائل ہو جانے کے بعد تمام دنیا ہمارے زیر نگین ہو سکتی ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ ایک نہیں اگر دس ایسی باتیں بھی ہوں جن سے ایسا عظیم الشان نتیجہ نکل سکے تو ہم نہ صرف سننے بلکہ ماننے کے لئے تیار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صرف اتنا ماننے کی ضرورت ہے "لا الہ الا اللہ" اللہ تعالیٰ کی ہستی کے سوا کوئی اور عبادت و فرمانبرداری کے لائق نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا تھا کہ تمام حاضرین چیں بہ جبیں ہونے لگے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ چیز اس وضاحت سے بیان فرمائی کہ ہر ایک شخص دل سے دراصل قائل ہو گیا۔ اس پر اس سورت کی پہلی آٹھ آیتیں نازل ہوئیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ یہ عظیم الشان قرآن جو سراسر مفید نصیحتوں اور اچھی باتوں کا مجموعہ ہے وہ زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ جو لوگ مجھے نہیں سمجھتے ان کی اپنی طبیعتیں غرور و نخوت اور معاندانہ مخالفت کا شکار ہیں۔ اگر یہ لوگ ان باتوں کو چھوڑ دیں تو انہیں راہ حق صاف نظر آنے لگے اور اگر یہ اپنی بات پر جمے رہے تو بھی ان کا نقصان ہے کیونکہ ان سے پہلے جن جن لوگوں نے ہمارے رسولوں کی مخالفت کی اور ہماری تعلیمات کو پس پشت ڈالا ان کو ہم نے سطح ارض سے مٹا دیا تھا۔ اب بھی اگر کوئی قوم وہی طرز عمل اختیار کرے گی تو ہم ان کو بھی ویسی ہی سزا دیں گے۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر جو جو شکوک و شبہات لاتے تھے ان کا تذکرہ ہے۔ فرمایا وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی فرشتہ آسمان سے اترتا اور آکر ہمیں کہتا کہ میں خدا کی جانب سے بشیر و نذیر ہوں تو ایک بات بھی ہوتی مگر ہم میں سے ایک آدمی اٹھتا ہے اور ہمیں ڈرانے اور دھمکانے لگتا ہے اور اپنے آپ خدا کا فرستادہ بن بیٹھا ہے اس کو سحر کاری اور جادوگری کے کچھ کلمات آ گئے ہیں۔ جن کے زور سے یہ ہمیں مرعوب کر لیتا ہے۔ مگر تم اپنے آبائی مذہب پر جمے رہو اور اس کی بات کو نہ سنو۔

خدا تعالیٰ از راہ تعجب ان سے دریافت کرتے ہیں کہ تم لوگ جو محض ایک بندۂ مجبور ہو بڑی بڑی باتیں کیوں بناتے ہو۔ تمہارا کس چیز پر قبضہ ہے۔ کس چیز پر تمہیں اختیار ہے جو تم خدا کے کاموں پر نکتہ چینی کرنے کے لئے آتے ہو۔ تمہارا بس نہ آسمان پر چل سکتا ہے نہ زمین پر نہ تم کسی کا کچھ بگاڑنے پر قادر ہو اور نہ سنوارنے پر تو پھر خدائی معاملات و انتظامات میں تمہاری نکتہ چینی بیجا مداخلت کے برابر ہے۔ تم سے قبل قوم نوح علیہ السلام وعاد، فرعون، ثمود اور قوم لوط وغیرہ نے رسولوں کو جھٹلایا تھا۔ ان کو یہ سزا ملی کہ آج ان کا نام ونشان تک سطح ارض پر کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ سو اگر تم نے ہمارے رسول کی مخالفت کی تو تمہیں بھی ایسے ہی حالات سے دوچار ہونا پڑے گا۔

ترجمہ آیات ١٥-٢٦:- اور یہ لوگ صرف ایک چیخ کے منتظر ہیں جس میں کوئی وقفہ نہ ہوگا اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! یوم حساب سے پہلے ہی ہمیں ہمارا حصہ دیدے۔ آپ صبر سے ان کی باتیں سنیں اور ہمارے بندے داؤد کو جو بڑی طاقت اور قوت والا تھا یاد کریں۔ بیشک وہ رجوع کرنے والا تھا۔ ہم نے پہاڑوں کو اس کا تابع کردیا جو صبح وشام اس کے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور پرندے بھی اس کے ساتھ جمع ہو کر تسبیح کرتے سب اس کے تابع فرمان تھے اور ہم نے ان کی سلطنت کو مضبوط کردیا اور اس کو حکمت بخشی اور تقریر وفیصلہ کا سلیقہ دیا آپ کو ان دعویداروں کی بات معلوم ہے وہ دیوار پھاند کر عبادت خانہ میں آگئے جب وہ داؤد کے پاس آئے تو وہ گھبرا گیا انہوں نے کہا آپ ڈریں نہیں ہم دو مخالف فریق ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے ہمارے درمیان حق وانصاف سے فیصلہ کردیجئے اور بے انصافی سے کام نہ لیجئے اور ہمیں سیدھی راہ دکھایئے۔ بیشک یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے۔ یہ کہتا ہے کہ وہ بھی مجھے دیدے اور گفتگو میں مجھ کو دباتا ہے۔ داؤد نے جواب دیا کہ وہ اپنی دنبیوں میں تیری دنبی بھی ملا لینے کو جو کہتا ہے تو یہ اس کا فعل ظالمانہ ہے اور اکثر شرکا ایک دوسرے پر ظلم کیا کرتے ہیں سوائے ان لوگوں کے جو ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں اور ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں اور داؤد نے سمجھا کہ ہم نے اس کی آزمائش کی ہے سو اس نے اپنے رب کی مغفرت طلب کی اور سجدے میں گر پڑا اور خدا کی طرف رجوع ہوا پھر ہم نے اس کو معاف کردیا اور بلاشبہ ہمارے ہاں اس کے لئے

خاص مرتبہ ہے اور عمدہ ٹھکانا ہے۔ اے داؤد ہم نے تمہیں زمین میں اپنا نائب بنایا ہے سو تم حق و انصاف سے فیصلہ کیا کرو اور اپنی خواہش پر نہ چلنا ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھکا دے گی۔ وہ لوگ جو اللہ کی راہ سے بھک جاتے ہیں ان کو اس وجہ سے کہ انہوں نے حساب کو بھلا رکھا تھا سخت عذاب ہوگا۔

شرح:۔ اس رکوع میں حق سبحانہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ انسان کی ہلاکت ہماری ایک ہی ڈانٹ سے ظہور پذیر ہو سکتی ہے۔ اس کے پاس کوئی طاقت نہیں جو اسے ہمارے عذاب سے بچا سکے۔ لہٰذا اے پیغمبر! آپ کو کسی مخالفت سے متاثر نہیں ہونا چاہئے۔ اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کے مختصر حالات بیان کئے ہیں اور ارشاد فرمایا ہے کہ داؤد علیہ السلام ایک ایسا قوی، بہادر، دانا اور سیاست دان پیغمبر تھا کہ وحوش و طیور تک اس کے مطیع اور فرمانبردار تھے وہ اعلیٰ درجہ کا خطیب اور عادل تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ دو فریق لڑتے جھگڑتے آپ کے محل میں ایسے وقت آدھمکے جو اس نے عبادت کے واسطے مقرر کر رکھا تھا۔ اور کسی شخص کو ملنے کی اجازت نہ ہو سکتی تھی۔ یہ لوگ کسی طریقہ سے محل کی دیوار پھاند کر اچانک آپ کے پاس آ گئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام گھبرا گئے کہ یہ دشمن ہیں جو کسی برے ارادہ سے یہاں آئے ہیں۔ آپ کو غصہ آیا اور ڈانٹ کر پوچھا کہ تم اس وقت کیوں آئے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم سے ڈرنے کی بات نہیں ہم دو فریق ہیں اور دونوں میں ایک بات پر جھگڑا ہے آپ سے اس بات کا فیصلہ چاہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے سنایا کہ ہم میں سے ایک کے پاس ننانوں دنبیاں ہیں اور ایک کے پاس ایک ہی دنبی ہے۔ ننانوے والا چاہتا ہے کہ حیلے بہانے سے دوسرے فریق کی ایک دنبی بھی لے لے وہ اپنا مقصد نکالنے کے لئے مجھ سے تلخ کلامی کرتا ہے اور دھمکیاں دیتا ہے اور اپنے حق کی فوقیت میں چند ایسے دلائل پیش کرتا ہے جو بالکل حق پر مبنی نہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ واقعی تم پر ظلم کر رہا ہے۔ اور اکثر شرکائے کار ایک دوسرے سے ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ یہ بات ہو چکنے کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام نے غور کیا کہ یہ واقعہ بھی میرے صبر و تحمل کا ایک امتحان تھا۔ مجھ سے غلطی ہوئی میں نے انہیں ڈانٹا۔ خدایا تو ارحم الرحمین ہے میری خطاؤں کو بخش دے۔ میں تیرے سامنے سربسجود کناں ہوں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اس دوران میں ان سے جو غلطی ہوئی ہم نے اس سے قطع نظر

کرلی اور فرمایا کہ اے داؤد علیہ السلام تو در حقیقت اس دنیا میں میرا نائب ہے تیرا فرض ہے کہ ہمارے احکام کو دنیا میں نافذ کرے اور دیکھے کہ صحیح طریقے سے ان پر عمل ہو رہا ہے یا نہیں لہٰذا جب لوگوں کے فیصلے تیرے سامنے آئیں تو پورا حق وانصاف پیش نظر رکھنا چاہیے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ بیان فرما کر ایک طرف تو مبلغ اعظم حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو صبر و تحمل اور خلافت و دیانت سے کام لینے کی تلقین کی دوسری طرف یہ بتایا کہ جو کوئی ہمارا ہو رہا ہے اس کا بال تک بیکا نہیں ہو سکتا۔ تیسری چیز یہ بتائی گئی ہے کہ انسانی فطرت کا تقاضا یہی ہے کہ طاقتور کمزور کو کھا جائے۔ بڑا حصہ دار چھوٹے حصہ دار کو ہڑپ کر جائے۔ بجز ان لوگوں کے جو پاکباز اور متقی ہوں۔

ترجمہ آیات ۲۷-۴۰:- اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے بیفائدہ پیدا نہیں کیا یہ ان لوگوں کا خیال ہے جو منکر ہیں۔ جن منکروں کے لئے دوزخ کی آگ کی خرابی ہے یا کیا ہم ایمان والوں کو ان کی مانند قرار دیں گے جو زمین میں فساد مچاتے ہیں یا متقی لوگوں کو بدکاروں ایسا قرار دیں گے۔ یہ بابرکت کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے۔ تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور عقلمند لوگ نصیحت حاصل کریں اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا۔ کیسا اچھا تھا وہ بندہ بلاشبہ وہ خدا کی طرف رجوع ہونے والا تھا۔ جب اس کے سامنے شام کے وقت اصیل اور عمدہ گھوڑے پیش کئے گئے تو اس نے کہا کہ میں اس مال کی محبت کو اپنے رب کی عبادت سے زیادہ عزیز سمجھتا ہوں یہاں تک کہ سورج اوٹ میں چھپ گیا۔ اس نے حکم دیا ان کو میرے پاس پھر لاؤ اور وہ ان کی پنڈلیاں اور گردنیں ملنے لگا اور بیشک ہم نے سلیمان کی آزمائش کی اور اس کے تخت پر ایک جسم لا ڈالا تب وہ خدا کی طرف رجوع ہوا۔ اس نے دعا کہ کہ اے میرے رب مجھے معاف کردے اور مجھے ایسی حکومت عطا کر جو میرے بعد کسی کو زیبا نہ ہو بیشک تو بڑا عنایت کرنے والا ہے۔ پھر ہم نے ہواؤں کو ان کے تابع کر دیا کہ وہ ان کے حکم کے ماتحت چلتی تھیں جدھر وہ جانا چاہتا تھا اور تمام عمارتیں بنانے والے اور غوطہ خور جنات اس کے تابع فرمان کر دیئے اور دوسرے جنات بھی جو بیڑیوں میں جکڑے رہتے تھے۔ یہ ہماری بخشش ہے خواہ (اس کے ذریعے اوروں پر) احسان کرو خواہ نہ کرو آپ کو پورا اختیار ہے اور ہمارے ہاں اس کے لئے بلند رتبہ ہے اور بہت عمدہ ٹھکانا

ہے۔

شرح:۔ اس رکوع میں ایک بڑے ضروری اور اہم امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ ارشاد ہوا ہے کہ اگر انسان کو چند روز زندہ رہ کر مرجانا ہو اس کے بعد حساب کتاب نہ دینا ہو تو پھر یہ تمام کارخانہ بازیچہء اطفال بن کر رہ جاتا ہے اور زمین و آسمان اور اس کائنات کی پیدائش کا کوئی مقصد ہی نہیں ہو سکتا فرمایا کوئی چیز بلا ضرورت پیدا نہیں کی گئی۔ منکرین حق کا گمان غلط ہے اور اس غلط گمانی ہی کی بنا پر ان کو دوزخ کی آتش سوزاں کے سپرد کیا جائے گا۔ دیکھو دنیا میں کئی طرح کے لوگ موجود ہیں۔ بعض وہ ہیں جو ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے ہیں بعض کافر ہیں۔ اگر آخرت کا حساب کوئی چیز نہ ہو تو پھر نافرمان اور مفسد لوگ جو دنیا میں شور و فتنہ برپا کئے رکھتے ہیں ان ایمان والے نیکو کاروں سے کہیں مزے میں رہیں گے جن کی عمریں ریاضت و عبادت کی صعوبتیں جھیلنے اور دنیا میں امن قائم رکھنے کی غرض سے ایثار و قربانی میں گزرتی ہیں۔

فرمایا ایسے ہی مسائل کو سمجھنے کے لئے ہم نے اس قرآن کو نازل کیا تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور و خوض کریں اور عقلمند حضرات اس سے نصیحت حاصل کریں اس کے بعد فرمایا کہ ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حضرت سلیمان علیہ السلام عطا کیا اور وہ بھی ایک بہترین انسان اور فرمانبردار نبی تھے۔ ایک دن شام کے وقت ایک نہایت اعلیٰ نسل کے سبک قدم اور تیز رفتار گھوڑے ان کے سامنے لائے گئے۔ آپ نے ان کی دوڑ لگوائی اور دیکھ بھال میں اس قدر مشغول ہوئے کہ سورج چھپ گیا اور یادالٰہی کا وقت جاتا رہا۔ آپ پشیمان ہوئے کہ میں نے یہ کیا غلطی کی کہ اس مال کی محبت میں اپنے رب کی یاد سے غافل رہا۔ مگر معاً خیال آیا کہ میں لہو و لعب میں مشغول نہ تھا جہاد کے گھوڑے تھے ان کی طاقت و شوکت کا امتحان کر رہا تھا۔ آخر ان گھوڑوں کو تیار کرنا اور ان کی قوتوں کا جائزہ لینا بھی یادالٰہی سے خالی نہیں یہ بھی اسی کے دین کی خدمت ہے۔ چنانچہ آپ نے حکم دیا کہ ان کو دوڑاتے ہوئے واپس لاؤ اور پھر ان کی گردنوں اور ٹانگوں کو تھپکا اور ملاحظہ کرنے میں مصروف ہوئے اس قصہ کے بیان سے شاید حضرت سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام کے شوق جہاد، آپ کی فوجی طاقت اور ذکر الٰہی سے محبت کا جتانا مقصود ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ ہم نے سلیمان علیہ السلام کی آزمائش کی ایک موقعہ پر اس کی سلطنت کے ارکان

ایسے تھے جن میں روحانی طاقت نام کو بھی نہ تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے تحت حکومت کے خلاف سازشیں ہونے لگیں اور حکومت کا بوجھ ان کو گراں معلوم ہونے لگا۔ یہ تکلیفیں محض اس واسطے فرو ہو گئیں کہ وہ ہر وقت ہماری طرف رجوع رہتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے دعا کی کہ اے میرے رب مجھے ایسی سلطنت عطا فرما کہ میرے بعد ایسی سلطنت کسی کو نہ ملے۔ جس پر ہم نے ہوا اور جنات کو اس کے قابو میں کر دیا کہ جو چاہیں ان سے کام لیں اور ایسے وزیر مہیا کئے جو آنکھ جھپکنے سے پہلے ملکہ سبا کا تخت حاضر کرنے کی طاقت رکھتے تھے۔ جس کا ذکر آئندہ سورہ سبا میں آئے گا۔

ترجمہ آیات ۴۱ – ۶۴:۔ اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے رنج اور تکلیف پہنچائی ہے ہم نے کہا کہ اپنا پاؤں زمین پر دے مار (اور لو) یہ ایک ٹھنڈا چشمہ نکل آیا نہانے اور پینے کو اور ہم نے اس کو اس کا اہل عیال بخشا اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور بھی (یہ ان پر) ہماری طرف سے ایک مہربانی تھی اور عقلمندوں کے لئے سامان نصیحت (اور ہم نے کہا کہ) اپنے ہاتھ میں تیلیوں کا مٹھا لو اور اسے مارو اور قسم نہ توڑو۔ ہم نے واقعی اس کو بڑا صابر پایا۔ وہ بہت ہی اچھا بندہ تھا بیشک وہ بہت رجوع ہونے والا تھا۔ اور ہمارے بندوں ابراہیمؑ اسحاق اور یعقوب کو یاد کرو جو صاحب قوت اور صاحب بصارت تھے۔ بلاشبہ ہم نے ان کو دار آخرت کی یاد کیلئے خاص طور پر چن لیا تھا اور بیشک وہ ہمارے ہاں برگزیدہ اور نیک بندوں میں ہیں اور اسماعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو یاد کرو اور یہ سب نیک لوگ تھے۔ یہ حالات بجائے خود نصیحت ہیں اور پرہیزگاروں کے لئے واقعی عمدہ ٹھکانا ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغات جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوں گے۔ وہ وہاں تکیہ لگا کر بیٹھے ہوں گے وہ وہاں بہت سے میوے اور شربت طلب کریں گے اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی ہم عمر عورتیں ہوں گی اور کہا جائے گا یہ وہ چیز ہے جس کا تم سے روز حساب کو ملنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ بلاشبہ یہ ہماری بخشش ہے جو کبھی کم نہ ہوگی۔ یاد رکھو سرکشوں کے لئے بہت برا ٹھکانا ہے۔ جہنم کہ جس میں وہ جائیں گے سو وہ بہت ہی بری جگہ ہے اس کا مزہ چکھو ابلتا ہوا پانی اور پیپ اور اس طرح کی کئی اور چیزیں ہوں گی۔ یہ ایک اور گروہ تمہارے ساتھ گھس رہا ہے ان کے لئے خوش آمدید نہیں یہ دوزخ میں پڑنے والے ہیں۔ وہ کہیں گے بلکہ تم ہی ہو کہ تمہارے لئے

خوش آمدید نہیں تم ہی تو اس مصیبت کو ہمارے آگے لائے ہو۔ سو دوزخ برا ٹھکانا ہے۔ وہ کہیں گے کہ ہمارے رب اس مصیبت کو جو ہمارے آگے لایا ہے اس کو دوزخ میں دونا عذاب دے اور کہیں گے کہ کیا بات ہے جو ہم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جن کو شریروں میں ہم شمار کیا کرتے تھے۔ جن سے ہم ہنسی کیا کرتے تھے یا ہماری نظریں ان سے چوک گئی ہیں۔ بلاشبہ دوزخیوں کا باہم جھگڑنا درست ہے۔

شرح:- اس رکوع میں اسی اختصار کے ساتھ حضرت ایوب علیہ السلام کے صبرو شکر اور امتحان اور ابتلا کا ذکر ہے فرمایا حضرت ایوب علیہ السلام کسی بیماری کا شکار ہوئے اور اس سے بہت تنگ آگئے یہاں تک کہ صبرو تحمل کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ آپ نے ہم سے دعا کی کہ خدایا میری غلطی اور غفلت سے مجھے یہ مرض لگ گیا ہے جو میرے گناہوں کی سزا کی شکل میں نمودار ہوا ہے۔ میں تجھ سے اور صرف تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ مجھے اپنی پناہ میں لے لے اور اس کو مجھ سے دور کر دے کیونکہ تو اور صرف تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اس دعا کے جواب میں ہم نے حضرت ایوب علیہ السلام کے واسطے اس کے پاؤں تلے پانی کے چشمے بہا دیئے۔ جن کا پانی پینے اور استعمال کرنے سے آپ کی تمام تکلیفیں دور ہو گئیں اور آپ کو مکمل صحت ہو گئی یہاں تک کہ مرض کے دوران میں ایک حادثہ کے ذریعہ ان کا اہل و عیال جو تباہ ہو چکا تھا اس سے بھی دوگنے افراد ان کو دیئے۔ اس کی طفیل کئی اوروں پر بھی ہم نے اپنی رحمت نازل کی اور ایوب علیہ السلام کے حالات' اس کے صبرو شکر' اس کے جذبہ تسلیم و رضا اور اس کے خلوص و محبت کو ہم نے اوروں کے لئے قابل تقلید بنایا۔ اس کے بعد آپ کو ایک قسم میں سچا ہونے کی راہ بتلائی ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام بیمار تھے کہ بیوی سے کسی بات میں ناراض ہو گئے اور غصے میں آکر کہا کہ صحت ہوتی ہے تو تجھے سو کوڑے ماروں گا۔ اللہ کا کرنا وہ بیوی آخری وقت تک آپ کے ساتھ وفادار اور آپ کی خدمت گزار کہ ڈھونڈنے سے اس کی مثال نہ ملے۔ فی الحقیقت اس کی خطا بھی کوئی نہ تھی۔ بیمار آدمی بعض دفعہ بلاوجہ آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ کچھ ایسا ہی واقع معلوم ہوتا ہے۔ حاصل کلام آپ تندرست ہوئے تو قسم کو پورا کرنا چاہا مگر بڑے تذبذب میں پڑے کہ درحقیقت تو میری ہی غلطی تھی۔ میری بیوی کا اس میں کوئی قصور نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ جھاڑو کا ایک مٹھا لیکر جس میں

کم از کم سو تیلیاں ہوں بیوی کو ایک دفعہ مار دیجئے۔ پس اس کے لئے اتنی ہی سزا کافی ہے۔ اس کے بعد چند دیگر انبیائے کرام کے حالات بیان فرما کر ارشاد کیا ہے کہ ان لوگوں نے محنت اور مشقت اور خلوص و محبت سے کام لیکر فریضہء تبلیغ کو ادا کیا جس کے صلے میں ہم نے ان کو کئی انعامات بخشے اور آخرت کی خوشگوار زندگیاں عطا کیں۔ فرمایا یہ لوگ اور ان کے متبعین تو اپنی زندگیاں دنیا میں بھی خوش اسلوبی اور خدا کی رضامندی کے مطابق گزار گئے۔ اور آخرت میں بھی ان کو جاودانی راحتیں مل گئیں مگر نافرمانوں کے واسطے بدترین ٹھکانا ہے یعنی دوزخ۔ گویا ان کو آگ میں رہنا' جلنا اور بار بار وہی عذاب جھیلنا ہو گا۔ ابلتا پانی اور بہتی پیپ ان کو پینے کے لئے دی جائے گی۔ پھر جس قسم کے یہ لوگ ہیں ایسے ہی ان کے ساتھی ہوں گے جو سب کے سب جہنم میں ڈالے جائیں گے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو مطعون کریں گے اور ایک دوسرے پر ذمہ داری ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ اس کے بعد ان کو وہ غریب لوگ یاد آئیں گے جن کا تمسخر دنیا میں اڑایا کرتے تھے اور خیال کریں گے کہ شاید وہ جنت میں ہوں گے۔

ترجمہ آیات ۶۵-۸۸:- کہہ دیجئے کہ میں تو صرف آگاہ کرنے والا ہوں اور معبود صرف وہی اللہ ہے جو یگانہ ہے اور سب پر غالب ہے۔ وہ جو آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب کا رب ہے اور سب پر غالب اور سب کو بخشنے والا ہے۔ کہہ دیجئے کہ یہ عظیم الشان خبر ہے تم اس سے منہ پھیر رہے ہو۔ مجھے عالم بالا والوں کی کوئی خبر نہ تھی جبکہ وہ جھگڑ رہے تھے۔ مجھے تو وحی کے ذریعے صرف یہی بتایا جاتا ہے کہ میں محض صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔ جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے ایک انسان بنانا چاہتا ہوں۔ پس جب میں اسے مکمل طور پر بنا چکوں اور اس میں روح پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑنا۔ سو تمام کے تمام فرشتوں نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے۔ اس نے غرور کا اظہار کیا اور نافرمان بن بیٹھا۔ پوچھا اے ابلیس! تجھے کس چیز نے اس کو سجدہ کرنے سے روکا جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ کیا تو غرور میں آگیا یا تو بلند مرتبہ تھا۔ ابلیس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں کیونکہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے بنایا ہے۔ فرمایا یہاں سے نکل جا تو مردود ہے اور قیامت تک تجھ پر میری لعنت ہے۔ ابلیس کہنے لگا کہ اے میرے رب مجھے قیامت کے دن تک

مہلت دے۔ فرمایا جا تجھے مہلت ہے یعنی قیامت کے دن تک۔ ابلیس نے کہا کہ تیری عزت کی قسم میں ان سب کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے ان بندوں کے جو مخلص ہیں۔ فرمایا ٹھیک بات یہ ہے اور میں ہمیشہ ٹھیک بات ہی کہا کرتا ہوں۔ میں تجھ سے اور تیرے سب ماننے والوں سے دوزخ کو بھر دوں گا۔ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا اور نہ میں بناوٹ کرنے والا ہوں۔ یہ اقوام عالم کے لئے ایک نصیحت ہے اور تھوڑے ہی زمانے کے بعد اس کا حال ضرور تم کو معلوم ہو جائے گا۔

شرح:۔ اس رکوع میں بتلایا ہے کہ مبلغ اسلام کو چاہئے کہ انبیائے سابقین علیہم الصلوۃ والسلام کے حالات و کوائف کو مدنظر رکھے اور اپنے فریضہء تبلیغ میں کوئی کسر واقع نہ ہونے دے۔ فرمایا کہ مبلغ کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی نافرمانی سے ڈراتا رہے اور یہ تعلیم شد و مد سے دیتا رہے کہ خدائے یگانہ و غالب کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں کیونکہ ارض و سما کے بنانے اور ذی حیوۃ چیزوں کو روزی دینے کا اور ان کی حفاظت کا انتظام اس خدا کے ہاتھ میں ہے جس نے ان کو بنایا۔ جو تمام کائنات پر قدرت رکھتا ہے اور اس کا قصور معاف کر دینے کا کامل اختیار رکھتا ہے۔

فرمایا اے پیغمبر! آپ لوگوں کو سنا دیجئے کہ قیامت کی خبر اور حشر اور نشر کے واقعات کوئی معمولی اور ہنسی کی باتیں نہیں ہیں جو تم سرسری طور پر منہ موڑ کر ان سے چھٹکارا کر لو گے۔ ان باتوں کو ذرا غور اور فکر سے سوچو پھر میری صداقت پر بھی ایمان لاؤ کیونکہ میں تم سے اس وقت کے حالات بیان کر رہا ہوں جب تم ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے جب ملائکہ کرام حضرت انسان کے متعلق باہمی مباحثوں میں مصروف تھے۔ میں تمہیں اس زمانے کی باتیں سناتا ہوں سنو میں تمہیں اللہ کی نافرمانی سے ڈراتا ہوں اور تمہیں واضح کئے دیتا ہوں کہ میں اس قادر مطلق اور خدائے یگانہ کا سچا رسول ہوں۔

فرمایا لوگوں کو سنا دیجئے کہ جب خدا نے بشر کو پیدا کرنا چاہا تو سب سے اول ملائکہ کرام سے کہا کہ دیکھو میں ایک انسان بنانے کا ارادہ کرتا ہوں پھر اسے بنا کر اس میں اپنی روح پھونکی جس سے وہ بے شمار کمالات کا حامل بن گیا اور چونکہ اس طرح وہ تمام مخلوقات سے اشرف و اعلیٰ قرار دیا گیا تھا۔ ہم نے ملائکہ کرام کو اس کی تعظیم کرنے اور اس کے کمالات کا اعتراف کرنے کا حکم دیا ملائکہ کرام از راہ ادب و احترام اس کے

سامنے سجدے میں گر پڑے اور ادب بجالائے مگر ابلیس نے ایسا نہ کیا۔ وہ سمجھا کہ میری شان بشر سے کہیں اعلیٰ ہے۔ خدا کا یہ حکم مجھ پر عائد نہیں ہوتا اس کا یہ قیاس برتری اس کو لے مرا اور وہ منکر حق ٹھہرا۔ حق تعالیٰ نے پوچھا کہ تو نے کیوں ایسا کیا ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ خدایا! آگ ہر طرح سے مٹی سے افضل ہے تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اس کو مٹی سے پھر مجھے اس پر کیوں فضیلت نہ ہو۔

ارشاد ہوا! تیری یہ کج بحثی اور غرور تیری گمراہی کا باعث ہوئے ہیں۔ سو جا دور ہو جا۔ اس نے گڑگڑا کر التجا کی کہ مجھے قیامت تک مہلت دی جائے اور مجھے آج ہی فوراً ہلاک کر کے نہ رکھ دیا جائے۔ ارشاد ہوا کہ اچھا اسی طرح سہی تجھے قیامت تک مہلت ہے جو کرنا چاہے کر لے۔ اس نے کہا کہ کروں گا کیا۔ اس بشر کو جس کی بدولت آج میں راندۂ درگاہ قرار دیا گیا ہوں۔ تیرے مخلص بندوں کے علاوہ سب کو گمراہ کر کے چھوڑوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یاد رکھ کہ قیامت کے روز میں تجھے اور تیری پیروی کرنے والوں کو جہنم میں ڈالوں گا۔ اس تذکرہ کے بعد حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو ارشاد ہوتا ہے کہ لوگوں کو سنا دیجئے کہ تبلیغ پر میں تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا یعنی اس میں میری کوئی ذاتی غرض نہیں ہے۔ پھر تم کو کیوں بدگمانی ہے۔ یہ قرآن ترجمان کے سمجھانے اور انہیں بھلائی کی راہ بتلانے کے لئے نازل ہوا ہے اور اس کی صداقت کا علم تمہیں موت کے بعد معلوم ہو جائے گا۔

(۳۹) سورۃ الاعراف (۷)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی' اس میں دو سو چھ آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۲-۱۰:۔ یہ ایک کتاب ہے جو آپ کی جانب نازل کی گئی ہے۔ سو اس کی وجہ سے آپ کے سینے میں کوئی تنگی نہیں ہونی چاہئے تاکہ آپ اس کے ذریعہ سے لوگوں کو عذاب آخرت سے ڈرائیں اور ایمان والوں کے لئے نصیحت ہے لوگو تمہارے

رب کی جانب سے تمہاری طرف کچھ نازل کیا گیا ہے اس پر چلو اور خدا کو چھوڑ کر اور رفیقوں کی پیروی نہ کرو۔ افسوس تم بہت ہی کم نصیحت حاصل کرتے ہو اور کتنی ہی بستیاں ہیں جن کو ہم نے ہلاک کر ڈالا اور ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت آیا یا جبکہ وہ دن کو سو رہے تھے جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا تو ان کا کہنا اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ وہ بول اٹھے کہ واقعی ہم ظالم تھے۔ پھر ان لوگوں سے ہم ضرور ہی پوچھیں گے جن کی طرف رسول بھیجے گئے اور رسولوں سے بھی ضرور پوچھیں گے۔ پھر چونکہ ہم جانتے ہیں سب حالات ان کو بتا دیں گے اور ہم کہیں غائب تو تھے ہی نہیں اور تول اس دن کی برحق ہے پھر جس کا پلہ بھاری ہوگا وہی لوگ نجات پانے والے ہوں گے اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال لیا کیونکہ وہ ہمارے احکام کے ساتھ ناانصافی کرتے تھے اور ہم نے زمین میں تمہارے رہنے کو جگہ دی اور اس میں تمہاری ضروریات زندگی کے سامان رکھے مگر افسوس تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔

شرح: ۔ اس سورت میں صداقت دین کا بصیرت افروز بیان ہے اور خدا کے بعض رسولوں کے حالات اور ان کی تبلیغی جدوجہد کا ذکر ہے۔ اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کر دیا گیا ہے کہ جنت و جہنم خود انسان کے اپنے اعمال کے نتائج و عواقب ہیں۔ جو ایمان لائے گا نیک عمل کرے گا رسولوں کی بات پر کان دھرے گا۔ خدا کا فرمانبردار ہوگا وہ آنے والی زندگی میں راحت و آرام سے رہے گا اور جنت میں رہے گا۔ اور جو رسولوں کو جھوٹا کہے گا خدا کا نافرمان ہوگا کفر و شرک سے اپنے اعمال کو ملوث کرے گا اور شیطان کے قدم بقدم چلے گا جہنم میں ڈالا جائے گا اور بڑی ہی سخت زندگی سے دوچار ہوگا۔ اس رکوع میں پیغمبر اسلام علیہ التحیتہ والسلام کو مخاطب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ اے لوگوں کے سردار! یہ عظیم الشان کتاب آپ کی طرف اس واسطے نازل کی گئی ہے کہ اس کے مطابق آپ لوگوں کو نافرمانی کے نتائج و عواقب سے ڈرائیں اور جو لوگ ایمان لے آئیں انہیں نصیحت و موعظت کی باتیں بتائیں اس میں شک نہیں کہ یہ کام بڑا ہی عظیم الشان ہے اور ہمت بلند چاہتا ہے مگر آپ کو تنگدل نہ ہونا چاہئے اور نہ ہمت ہارنی چاہئے بلکہ بہانگ دہل لوگوں کو سنا دینا چاہئے کہ اے لوگو! خدا کی جانب سے جو کچھ نازل ہوا ہے اسی پر چلو اور اسے چھوڑ کر دوسروں کو رفیق نہ بناؤ اور یہ بھی ان کو بتا دو کہ جن لوگوں نے متذکرہ بالا

بات کے ماننے سے کبھی بھی انکار کیا ہے ہم نے ان کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ پھر جب نافرمانوں کو ان کی نافرمانی کی سزا ملتی ہے تو وہ اس بات کے کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ واقعی سب قصور ہمارا ہی تھا۔ ہم ہی ظالم تھے۔ لوگو! اس بات کو یاد رکھو کہ تبلیغ حق کے لئے جن ہستیوں کو تمہاری طرف بھیجا گیا تھا وہ صرف اپنے ہی اعمال کے لئے جوابدہ ہیں اور جن لوگوں کو انہوں نے تبلیغ کی تھی وہ اپنے اعمال کے لئے جوابدہ ہوں گے۔ یہ بات تمہیں کبھی بھولنی نہیں چاہیے کہ تمہارے نیک و بد اعمال ایک دن وزن ہونے والے ہیں۔ پس جس شخص کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا وہ فائز المرام قرار دیا جائے گا۔ جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا وہ خائب و خاسر ہوگا۔ پس اے انسان! جس خدا نے تجھے پیدا کیا زمین میں جائے قیام بخشی اور کھانے پینے کا سامان عطا کیا اسی کا ہو کر رہ۔ اور اس کا شکر ادا کرتا رہ مگر افسوس صد افسوس کہ انسان بہت ہی کم شکر گزار واقع ہوا ہے۔

ترجمہ آیات ۱۱-۲۵:- ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری شکل و صورت بنائی پھر ہم نے فرشتوں کو کہا کہ آدم کے آگے جھکو۔ پس سب کے سب جھک گئے مگر سوائے ابلیس کے وہ جھکنے والوں میں شامل نہ ہوا۔ خدا نے پوچھا کہ تجھے کس بات نے روکا تھا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جبکہ میں حکم دے چکا تھا۔ کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں کیونکہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے پیدا کیا۔ ارشاد ہوا یہاں سے نیچے اتر جا کیونکہ یہ تیرے لئے مناسب نہیں کہ تو یہاں رہ کر تکبر کرے سو نکل باہر ہو یقیناً" تو ذلیلوں میں سے ہے۔ کہنے لگا مجھے مہلت دیدیجئے اس دن تک کہ لوگ اٹھا لئے جائیں فرمایا تجھے مہلت ہے۔ ابلیس نے کہا کہ جیسا تو نے مجھے بے راہ کر دیا ہے میں بھی تیرے سیدھے راستہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا۔ پھر یقیناً" ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کے داہنے سے اور ان کے بائیں سے ان کے پاس آؤں گا اور ان میں سے اکثر کو تو شکر گزار نہ پائے گا۔ فرمایا یہاں سے خوار اور راندہ ہو کر نکل جا! البتہ جو ان میں سے تیری پیروی کرے گا میں یقیناً" ان سے اور تم سب سے دوزخ کو بھر دوں گا اور اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو پھر جہاں سے دونوں چاہو کھاؤ مگر اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم دونو ظالم قرار پاؤ گے۔ پھر شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈال دیا تاکہ ان سے جو اعضاء پوشیدہ رکھے گئے تھے انہیں ان کو کھول دکھائے اور کہا کہ تمہارے رب

نے تمہیں اس درخت سے اور کسی وجہ سے نہیں روکا مگر محض اس لئے کہ دونوں فرشتے نہ بن جاؤ یا کہیں اس میں ہمیشہ رہنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ اور ان سے قسمیں کھا کھا کر کہا کہ واقعی میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں۔ پھر دونوں کو فریب دیکر پھسلا لیا پس ان کا درخت کو چکھنا ہی تھا کہ ان کے پوشیدہ اعضاء انہیں دکھائی دینے لگے اور لگے بہشت کے پتوں سے اپنے جسم کو ڈھانپنے اور ان کے رب نے انہیں پکار کر کہا کہ کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت سے منع نہیں کر دیا تھا اور کیا یہ نہیں کہا تھا کہ شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے۔ وہ دونوں فوراً" کہہ اٹھے اے ہمارے رب ہم نے اپنا نقصان کیا اور اگر تو ہمیں نہ بخشش دے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور خائب اور خاسر ہو جائیں گے۔ فرمایا! نیچے اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ اور تمہارے لئے زمین قرار کی جگہ ہے اور مقرر زمانہ تک فائدہ اٹھانا۔ فرمایا اسی میں تم زندگی بسر کرو گے اور اسی میں مرو گے تو پھر اسی میں نکالے جاؤ گے۔

شرح:- ارشاد ہوتا ہے کہ اے انسانو! جب ہم نے تمہیں پیدا کرنا چاہا تو سب سے پہلے تمہارے باوا آدم کو پیدا کیا اور فیصلہ کر لیا کہ تمام مخلوقات کا سردار آدم اور اولاد آدم ہی کو بنایا جائے چنانچہ آدم علیہ السلام کی برتری کا سکہ جمانے کی خاطر ہم نے ملائکہ کو جو آدم علیہ السلام سے پہلے معرض وجود میں آچکے تھے اور ہماری مقرب ترین مخلوق تھے۔ حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کے سامنے جھک جاؤ۔ کیونکہ زمین پر عنقریب مخلوقات پیدا کی جانے والی ہے۔ اس سب کا سردار آدم ہی کو بنایا جائے گا اور اس اعتبار سے وہ ہمارا نائب ہو گا۔

ملائکہ نے سمجھا کہ آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے جس کی سرشت میں بگڑ جانا اور اسی طرح کے ہزاروں عیوب ہیں یہ تو کچھ اچھا ثابت نہ ہو گا مگر جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے اوصاف جمیلہ سے ان کو واقف کر دیا تو وہ سمجھ گئے اور سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس جس کی سرشت میں تکبر تھا اکڑ بیٹھا اور کہنے لگا کہ آدم کی برتری کی منطق میری سمجھ میں نہیں آتی۔ میں بہر کیف اس سے بہتر ہوں۔ جس طرح آگ ہر لحاظ سے مٹی سے بہتر ہے پھر میں جو آگ سے پیدا کیا گیا' آدم سے جو مٹی سے بنایا گیا کس طرح کم درجہ ہوا۔ ابلیس کی اس نافرمانی اور اس کے غرور و تکبر پر خدا کو غضب آیا اور فرما دیا کہ

تیرے جیسے نافرمانوں کے لئے جنت میں جگہ نہیں۔ یہاں سے نکل جا۔ ابلیس سٹ پٹایا اور اسے اپنی معزولی اور اخراج سے آدم پر اور غصہ آیا کیونکہ اس نے سمجھا کہ نہ اس کا معاملہ پیش ہوتا نہ آج مجھے یہ روز بد دیکھنا نصیب ہوتا۔ عرض کرنے لگا بار خدایا تو نے مجھے ذلیل و خوار اور راندۂ درگاہ تو کر دیا مگر میری ایک آخری درخواست قبول کر لے۔ فرمایا وہ کیا ہے؟ کہنے لگا کہ قیامت کے دن تک مجھے اور میری ذریت کو یہ مہلت ملنی چاہئے کہ ہم آدم اور بنی آدم سے کسی نہ کسی طور پر انتقام لے سکیں۔ فرمایا جاؤ تمہیں مہلت ہے جو چاہو کرنا۔ ابلیس کہنے لگا خدایا! جس طرح تو نے مجھے بے راہ کیا ہے میں بھی تیری صراط مستقیم کے سرے پر ڈیرا جما کر بیٹھوں گا اور بنی آدم کو جو تیری راہ اختیار کرنا چاہیں گے۔ دائیں سے بائیں سے، آگے سے اور پیچھے سے آکر ورغلاؤں گا اور جس طرح ہو گا ان پر سیدھی راہ گم کر کے ہی چھوڑوں گا جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تو بہت ہی کم لوگوں کو شکر گزار اور ثابت قدم پائے گا۔

ارشاد ہوا! جا دور ہو اور جنت سے نکل جو تیری پیروی کرے گا تیرا شاگرد بنے گا اور تیرے نقش قدم پر چلے گا۔ ان سب کو تیرے سمیت آتش دوزخ کے حوالے کیا جائے گا۔ اور فرمایا کہ اے آدم! تم میاں بیوی جنت میں رہو اور باغ میں سے جو پھل کھانا چاہو کھاؤ۔ یہ ایک درخت ہے اس کا پھل کھانا تو ایک طرف رہا تم اس کے قریب تک نہ جانا ورنہ تمہیں نقصان پہنچے گا۔ کچھ عرصہ گزرا تو شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ پیدا کرنا شروع کر دیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ جو خلعت ان کو عطا ہوا ہے اور جو مقام عزت ان کو مل چکا ہے اس سے ان کو محروم کر دے۔ چنانچہ کہنے لگا کہ دیکھو! ہر شخص فانی ہے آج نہیں تو کل اسے موت کے گھاٹ اترنا ہے۔ باقی یا تو ذات خدا رہنے والی ہے یا وہ جو اس درخت کا پھل کھائیں گے۔ جس سے تمہیں منع کر دیا ہے اور منع کرنے سے مقصد بھی یہی تھا۔ کہ کہیں تمہیں بھی ہمیشگی کی زندگی حاصل نہ ہو جائے۔ یا تم بھی فرشتہ نہ ہو جاؤ چنانچہ ان کے سامنے قسمیں کھائیں اور ان کو یقین دلایا کہ دیکھو میں تو صرف تمہاری خیر خواہی کے خیال سے ایسا کہتا ہوں ورنہ میرا ذاتی فائدہ اس میں کیا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ وہ اس کے قریب آگئے اور شجر ممنوع کا پھل توڑ کر کھانے لگے۔ ابھی اس کا چکھنا ہی تھا کہ لباس جنت ان سے چھن گیا اور وہ آن واحد میں ننگے نظر آنے لگے اور مارے شرم کے باغ جنت کے

پتوں سے اپنے آپ کو ڈھانپنے لگے۔ پس خدا کی جانب سے ایک آواز آئی کہ کیا تمہیں اس درخت کے قریب پھٹکنے سے منع نہیں کر دیا تھا اور نہیں کہہ دیا تھا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے اس کے فریب میں نہ آنا۔ پس آدم و حوا دونوں نے فوراً ہی پکار کر کہہ دیا کہ خدایا! واقعی ہم نے اپنے پاؤں پر کلہاڑا مارا ہے اور اگر تو ہماری یہ غلطی معاف نہ کر دے اور پھر اپنے دامن رحمت میں نہ چھپالے تو ہمارا کوئی ٹھکانا نہیں اور ہم سے بڑھ کر کوئی خائب و خاسر نہ ہوگا۔ حکم ہوا کہ اچھا اب تو جنت سے نکل جاؤ نافرمان جنت میں نہیں رہ سکتے۔ زمین میں رہ کر ڈیرا جماؤ تجھے اور تیری اولاد کے لئے ایک وقت تک دنیاوی امور اور دنیاوی اشیاء سے فائدہ اٹھانے کی اجازت ہوگی پس تم زمین میں ہی پیدا ہوا کرو گے وہیں زندگی بسر کیا کرو گے اور وہیں مرو گے۔ جب دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے تو تمہیں زمین ہی سے نکال کھڑا کیا جائے گا۔

ترجمہ آیات ۲۶ - ۳۱ ۔۔ اے اولاد آدم ہم نے تمہارے لئے لباس اتارا جو تمہاری شرم کی چیزوں کو چھپائے اور باعث زینت بھی ہو اور پرہیزگاری کا لباس یہ بہتر ہے۔ (یاد رکھو) یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔ تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ اے اولاد آدم شیطان تمہیں بہکا نہ دے جس طرح اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکال باہر کیا ان سے ان کا لباس اتروا دیا تاکہ ان کی پردہ کی چیزیں ان کو دکھا دے۔ یہ شیطان اور اس کا لشکر تمہیں ہر وقت اس طرح دیکھ رہا ہے کہ تم ان کو نہیں دیکھتے ہو بیشک شیطانوں کو ہم نے ان لوگوں کا دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے اور یہ لوگ جب بے حیائی کا کوئی کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریق پر پایا ہے اور خدا نے بھی ہم کو یہی حکم دیا ہے۔ اے پیغمبر اسلام کہہ دیجئے کہ اللہ بے حیائی کے کاموں کے لئے حکم نہیں دیتا۔ کیا تم اس کے متعلق وہ باتیں کہہ رہے ہو جن کا تمہیں علم ہی نہیں۔ کہہ دیجئے کہ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے۔ ہر نماز کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھو اور اس کو مخلصانہ نری فرمانبرداری کے خیال سے پکارو۔ اللہ نے جس طرح تمہیں پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح موت کے بعد دوبارہ لوٹو گے۔ اس نے ایک گروہ کو تو راہ ہدایت دکھائی اور ایک گروہ پر گمراہی کا ثبوت ہو چکا۔ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنایا اور سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں اے اولاد آدم! ہر نماز کے وقت اپنے آپ

کو آراستہ کرلیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور حد سے آگے نہ بڑھو۔ بیشک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

شرح:- گزشتہ رکوع میں تخلیق انسان اور آدم علیہ السلام و ابلیس کا ایک بصیرت افروز قصہ بیان ہوا ہے۔ اس رکوع میں ان شاندار نتائج کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جو اس قصہ سے ماخوذ ہوتے ہیں ارشاد ہوتا ہے کہ اے انسان جس طرح آدم علیہ السلام کو ہم نے ایک شاندار خلعت جنت میں پہننے کو کہا تھا۔ اسی طرح تمہیں بھی حکم دیا جاتا ہے کہ ایسا لباس زیب تن کیا کرو جس میں شرم و حیا پایا جائے اور تمہاری زینت کا بھی باعث ہو۔ مگر یاد رکھو دلوں پر لباس تقویٰ کا ہونا بے حد ضروری ہے۔ لباس تقویٰ یہ ہے کہ تمہارا دل کبھی خدا کی نافرمانی کی جرأت نہ کرے اور تم جو کچھ کھاؤ پیو اور پہنو محض اسی کی خوشنودی اور اسی کے احکام کی تعمیل میں کھاؤ پیو اور پہنو اور عبرت حاصل کرنے کے لئے بادا آدم کا افسوسناک واقعہ ہمیشہ یاد رکھو۔ اے بنی آدم! اس بات کو کبھی نہ بھولو کہ شیطان آزمائشوں میں ڈالنے اور تمہارا لباس تقویٰ چھیننے کے لئے قسم کھا چکا ہے اور اس کی ذریت ہاتھ دھو کر تمہارے پیچھے پڑ چکے ہیں۔ وہ تمہارے ساتھ وہی کرنا چاہتے ہیں جو انہوں نے آدم علیہ السلام اور حوا کے ساتھ کیا تھا اور ہمارے ہاں یہ فیصلہ شدہ امر ہے کہ جو شیطان کی بات پر کان دھرے گا اس کا کہا مانے گا اس کے نقش قدم پر چلے گا وہ شیطان کا دوست شمار کیا جائے گا اور اس کا حشر بھی شیطان ہی کے ساتھ ہوگا۔ دیکھو شیطان، خصلت انسانوں اور ان کے مریدوں کا یہ طریقہ ہوگا کہ جب وہ کوئی برا، ممنوع اور بے حیائی کا کام کیا کریں گے اور انہیں منع کیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ ہم تو اپنے باپ دادا کو یہی کرتے دیکھتے آئے ہیں اور خدا نے اس بات کا حکم دیا ہے۔ نعوذ باللہ۔

اے بندگان خدا! یاد رکھو خدا کبھی ایسے کام کا حکم نہیں دیتا جس میں بے حیائی اور برائی پائی جاتی ہو۔ یہ لوگ خدا کے متعلق ایسی بات کہتے ہیں جس کا انہیں مطلق علم نہیں۔ اے پیغمبر اسلام! اپنی امت سے کہہ دیجئے کہ حق و انصاف کو اپنا وطیرہ بناؤ اور عبادت کے اوقات میں نہایت مطیعانہ اللہ کی جناب میں کھڑے ہو جایا کرو اور اس کا نام پکارا کرو۔ اور اسی سے اپنی حاجات طلب کرو۔ یاد رکھو جس طرح اس نے تمہیں "نیستی" سے پیدا کیا اسی طرح جب تمہارا نام و نشان تک مٹ چکا ہو گا تو وہ پھر تمہیں دوبارہ پیدا

کرکے نیک کو جزا اور بد کو سزا دے گا اور اس بات کو یاد رکھو کہ انسان کا ایک گروہ تو سیدھی راہ اختیار کرے گا مگر ایک ایسا گروہ بھی ہوگا جو اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے کفرو ضلالت کی گمراہیوں میں پھنس جائے گا اور وہ وہی ہوں گے جو خدا کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا کارساز، رہنما اور دوست بنائیں گے۔ اور اس زعم باطل میں مگن ہوں گے کہ بس وہ ہی سیدھی راہ پر ہیں۔ اے اولاد آدم! کسی بات میں حسد سے نہ گزرو۔ جائز حد تک کھاؤ پیو اور پہنو مگر خدا کو کبھی نہ بھولو اور عبادت کے اوقات میں دلوں کو سنوارو اور لباس پہنو اور قصہ آدم کو ہمیشہ یاد رکھو کہ کہیں تم بھی معتوب الٰہی نہ گردانے جاؤ۔

ترجمہ آیات ۳۲-۳۹:- کہہ دیجئے کہ اللہ نے زینت کا جو ساز و سامان اپنے بندوں کے لئے پیدا کیا ہے اس کو اور کھانے کی صاف ستھری چیزوں کو کس نے حرام ٹھہرایا ہے۔ فرما دیجئے یہ چیزیں دنیا میں ایمان والوں کے لئے ہیں اور قیامت کے دن خاص طور پر انہی کے لئے ہوں گی۔ اس طرح ہم اپنی آیتوں کو ان لوگوں کے لئے تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں جو جانتے بوجھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب نے تو بےحیائی کی باتیں خواہ کھلی ہوں یا پوشیدہ اور گناہ کے کام اور ناحق زیادتی اور یہ بات کہ تم اللہ کے ساتھ اس کو شریک کرو جس کے حق میں اس نے کوئی سند نہیں اتاری اور یہ کہ اللہ پر وہ باتیں کہو جن کا تمہیں کوئی علم نہیں۔ حرام قرار دیا ہے اور ہر گروہ کے لئے ایک وقت مقرر ہے پس جب ان کا وہ مقررہ وقت آ جائے گا تو وہ اس سے ایک گھڑی پیچھے رہیں گے نہ آگے بڑھیں گے اے اولاد آدم! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں جو تمہیں میری آیتیں پڑھ کر سنائیں تو جو تقویٰ اختیار کرے گا اور نیکوکار بن جائے گا پس ایسے لوگوں پر نہ کوئی خوف طاری ہو گا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے سرکشی کی وہ لوگ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کے احکام کو جھٹلائے۔ ان لوگوں کے نصیب میں جو لکھا ہے وہ انہیں مل جائے گا حتیٰ کہ جب ہمارے فرستادے ان کی جان قبض کرنے کے لئے ان کے پاس آئیں گے تو کہیں گے کہ کہاں ہیں وہ جنہیں اللہ کو چھوڑ کر تم پکارا کرتے تھے کہیں گے کہ وہ تو ہم سے کہیں غائب ہو گئے ہیں۔ اور اپنے آپ ہی کے خلاف شہادت دیں گے کہ وہ فی الحقیقت کافر تھے۔ حکم ہو گا جو گروہ جنوں اور انسانوں

میں سے تم سے پہلے گزر چکے ہیں ان کے ساتھ تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ جس وقت بھی کوئی گروہ دوزخ میں جائے گا دوسرے گروہ پر لعنت کرے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ سب کے سب اس میں جمع ہو جائیں گے تو پچھلی امتیں پہلی امتوں کے متعلق کہیں گی۔ اے ہمارے رب ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا۔ اس لئے ان کو آتش دوزخ کا دگنا عذاب دے۔ حکم ہو گا ہر ایک کے لئے دگنا ہے مگر تم جانتے نہیں۔ اور یہی امتیں پچھلی امتوں سے کہیں گی کہ تم کو بھی تو ہم پر کوئی فضیلت نہیں ہے سو تم بھی جو کچھ کرتے رہے ہو اس کے بدلے میں عذاب چکھو۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں ارشاد ہوا تھا کہ انسان کو چاہیے کہ ظاہر و باطن کی صفائی رکھے اور شیطان کے پیچھے نہ لگے۔ یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ لوگوں کا یہ خیال غلط ہے کہ زینت اور خوبصورتی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے بنائی ہے اس کا استعمال کرنا اور عمدہ عمدہ کھانے کی چیزیں کھانا حرام ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ دنیا میں سب انسان ان چیزوں میں شریک ہیں جس کو جو کچھ اور جس قدر میسر آئے وہ اس سے فائدہ اٹھائے۔ مگر آخرت کی زندگی میں یہ چیزیں صرف ان لوگوں کو عطا ہوں گی جو دنیا کی زندگی کے دوران میں اللہ پر ایمان لائے ہوں گے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر اسی ایک بات پر انسان غور کرے تو اسے معلوم ہو کہ ہم نے کس قدر تفصیل سے اس بات کو بیان کر دیا ہے۔ فرماتا ہے کہ وہ زینت و خوبصورتی جس میں اتقاء پرہیزگاری اور خوف خدا ہو حرام نہیں۔ حرام اگر ہے تو وہ زینت و خوبصورتی ہے جس میں بیحیائی پائی جائے۔ خواہ وہ بے حیائی ظاہر ہو یا پوشیدہ پھر گناہگاری کے کام دوسروں پر زیادتی اور اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا حرام قرار دیا گیا ہے۔ اے انسان اس بات کو یاد رکھ کہ تجھے صرف ایک مقررہ زمانے تک یہاں رہنا ہے۔ اس کے بعد جب تیرا زمانہ ختم ہو گیا تو ایک لحظہ کے لئے بھی دنیا میں نہ ٹھہر سکے گا۔ اے اولاد آدم! جب تمہارے پاس ہمارے فرستادے آئیں اور ہمارے احکام تمہیں سنائیں تو تم میں سے جو ہم سے ڈرے گا اور اپنی اصلاح کرے گا تو اس کو کسی طرح کا خوف و غم نہیں مگر جو لوگ اپنی ضد پر اڑے رہے اور ہمارے احکام کی پروا نہ کی نہ اصلاح حال کی ان کا نتیجہ وہی ہو گا جو دوسرے منکرین حق کا ہوا یعنی آنے والی زندگی میں انہیں آتش دوزخ کے حوالے کیا جائے گا جس میں پڑے سڑتے رہیں گے۔

فرماتا ہے کہ اے انسان جس بات کا تجھے کتاب الٰہی نے صحیح صحیح علم نہ دیا ہو اسے جھوٹ موٹ اللہ کے سر نہ تھوپ اور نہ خدا کے ان احکام کی خلاف ورزی کر جو تیرے پاس پہنچ چکے ہیں ورنہ تیری قسمت میں جو سزائیں مقرر ہیں وہ سب تم کو پہنچیں گی اور ذرہ بھر رعایت نہیں ہوگی فرماتا ہے کہ دنیا میں خواہ تم کچھ خیال کرتے رہو مگر آخرت میں جب ہر شخص کو خدا کے روبرو ہو کر حساب دینا ہوگا تو پھر کوئی حمائتی یاد نہ آئے گا۔ اور انسان کو مجبوراً یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ واقعی اس نے منکرانہ زندگی گزاری ہے۔ اس واسطے اس قسم کے تمام گروہ ہائے انسان کو حکم دیا جائے گا کہ جاؤ سب آگ میں داخل ہو جاؤ پھر تم ایک دوسرے کے سر الزام دو گے اور کہو گے ہماری تو کوئی غلطی نہیں۔ ہم نے فلاں فلاں کو ایسا کرتے دیکھا اور سمجھا کہ یہ ہم سے پہلے تھے انہیں کا طریقہ صحیح ہوگا۔ لہٰذا ان کے پیچھے لگ گئے یا فلاں فلاں نے ہم کو ایسا سنایا اور سمجھایا۔ ہم نے خیال کیا کہ یہ اہل علم ہیں۔ خدا لگتی کہتے ہیں ہم نے مان لیا مگر آہ! آج ہمیں یہ روز دیکھنا پڑا ہے کہ آگ میں دھکیلے جا رہے ہیں خدایا ہم کو چھوڑ دے اور ان کو پکڑ لے اور ہمارا عذاب بھی انہیں کو دے۔ ارشاد ہوگا نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ گمراہ کرنے اور گمراہی قبول کرنے والے سب ایک دوسرے کے بھائی بند ہیں۔ خواہ وہ عالم ہوں یا جاہل۔ جوان ہوں یا بوڑھے۔ تم سب برابر ہو کوئی کسی سے کم نہیں لہٰذا سب کو برابر عذاب کا مزہ چکھنا ہوگا۔

ترجمہ آیات ۴۰ - ۴۷:- بالیقین یاد رکھو کہ جن لوگوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان سے سرکشی کی ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے تا آنکہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے ہو کر نہ گزر جائے اور اسی طرح ہم مجرموں کو سزا دیتے ہیں۔ ان کے لئے آگ ہی کا بچھونا ہوگا اور اوپر سے آگ کا اوڑھنا۔ اور ہم اسی طرح ظالموں کو سزا دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے ہم کسی شخص کو بھی اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے یہی لوگ جنتی ہیں یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور ان کے سینوں میں از قسم کینہ جو کچھ تھا اسے ہم نکال دیں گے اور ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ پکار اٹھیں گے۔ اس خدا ہی کے لئے تعریف و ستائش ہے جس نے ہمیں یہ راہ دکھائی ہم تو کبھی بھی یہ راہ نہ پا سکتے اگر اللہ ہم کو راہ نہ دکھاتا۔ ہمارے رب کے رسول واقعی حق د

صداقت کے ساتھ آئے تھے اور ان سے پکار کر کہہ دیا جائے گا اے لوگو! یہ جنت ہے تمہارے اعمال کی وجہ سے تمہیں اس کا وارث ٹھہرایا گیا ہے اور جنت والے دوزخ والوں کو پکاریں گے کہ جو کچھ ہمارے رب نے ہم سے وعدہ کیا تھا تم نے بھی اسے سچا پایا؟ وہ کہیں گے کہ ہاں! پھر ایک آواز دینے والا ان میں آواز دے گا کہ ظالموں پر خدا کی لعنت۔ جو لوگ اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور اس میں کجی پیدا کرنے کے خواہش مند تھے اور آخرت کے بھی منکر تھے۔ ان دونوں جماعتوں کے درمیان ایک آڑ ہے یعنی اعراف اور اس اعراف پر بھی کچھ لوگ ہوں گے جو ہر ایک کو ان کے نشانوں سے پہچان لیں گے اور اہل جنت کو پکاریں گے کہ تم پر سلامتی ہو۔ ابھی یہ جنت میں داخل نہ ہوئے ہوں گے اور دلوں میں اس کے خواہشمند ہوں گے اور جب ان کی نگاہیں دوزخ کی طرف جا پڑیں گی تو وہ کہہ اٹھیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ان ظالموں کے ساتھ شامل نہ کر۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع کا سلسلہ مضمون جاری رکھتے ہوئے اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ ہمارے احکام ماننے سے انکار کریں اور متکبرانہ زندگی گزاریں ممکن نہیں کہ ان کے لئے ہم اپنی رحمت کے دروازے کھولیں۔ انہیں کبھی جنت میں داخل نہ کیا جائے گا۔ ایسے لوگوں کے نیچے اور اوپر آگ ہی آگ ہوگی اور اسی طرح کے عذابوں سے ان کو ان کی زیادتیوں کی سزا دی جائے گی۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہوں گے اور عمل بھی نیک کرتے رہے ہوں گے وہ صرف انہیں امور کے لئے جوابدہ ہوں گے۔ جو ان کی طاقت کے برابر ہوں۔ اور انہی لوگوں کو جنتی قرار دیا جائے گا۔ یہ لوگ ہر قسم کی نجاست ظاہری و باطنی سے پاک و صاف ہوں گے اور اگر دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ کچھ کدورت رکھتے بھی ہوں گے تو وہ بھی اب ان کے دلوں سے نکال دی جائے گی اور ترانہ شکر گا گا کر کہیں گے کہ بار خدایا! تو ہی لائق تحمید و توصیف ہے جس نے ہمیں سیدھی راہ دکھائی۔ واقعی تیرے رسول حق و صداقت لے کر آئے تھے۔ ادھر فرشتہ غیب منادی کرے گا کہ سنو! تم نے دنیا میں جو نیک کام کئے تھے اس کے عوض میں تم جنت کے وارث بنائے گئے ہو۔ اہل جنت اہل دوزخ کو پکار کر کہیں گے دیکھ لو دنیا میں تم ہماری ہنسی اڑایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ مرنے کے بعد کون دوبارہ اٹھے گا۔ اور کسے جزا و سزا ملے گی مگر آج تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ اللہ نے ہم سے جو وعدے کئے تھے وہ

سب سچے نکل آئے ہیں۔ اب ذرا تم بھی بتاؤ کہ اللہ نے نافرمانی پر جو سزائیں دینے کی وعید فرمائی تھی کیا وہ سچی ثابت ہوئی ہے یا نہیں۔ وہ اعتراف کریں گے کہ ہاں ہر ایک بات حق ثابت ہوئی ہے۔ پھر فرشتہ غیب منادی کرے گا کہ کفرو شرک کرنے والے ظالموں پر خدا کی لعنت ہو۔ کیونکہ وہ خلق خدا کو خدا کے راستے سے روکنے' اور دین الٰہی میں کجی تلاش کرتے تھے اور روز آخرت سے سراسر منکر تھے۔

ترجمہ آیات ۴۸-۵۳:- اور اہل اعراف ان لوگوں کو جن کو وہ ان کے نشانوں سے پہچانتے ہیں پکاریں گے اور کہیں گے کہ تمہارے جتھے اور تمہارا تکبر کرنا تمہارے کچھ کام نہ آیا۔ کیا یہی لوگ تھے جن کی نسبت تم قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ان پر اللہ رحمت نہیں کرے گا۔ ارشاد ہوگا جنت میں چلے جاؤ تمہارے لئے نہ ڈر ہے اور نہ غم کھاؤ گے اور دوزخ والے اہل جنت کو پکاریں گے کہ ہم پر تھوڑا سا پانی ہی انڈیل دو یا جو کچھ اللہ نے تمہیں کھانے کو دیا ہے اس میں سے کچھ ہمیں بھی دو۔ وہ کہیں گے کہ اللہ نے یہ دونوں چیزیں منکرین حق پر حرام قرار دی ہیں۔ ان لوگوں پر جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا تھا اور جنہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا پھر آج ہم ان کو بھلا دیں گے جس طرح کہ وہ اپنے اس دن کی ملاقات کو بھولے ہوئے تھے اور جس طرح انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا تھا اور ہم نے ان کو ایک کتاب پہنچا دی ہے جس کی ہم نے علم و دانش سے تفصیل کر دی ہے اور ایمان والوں کے لئے یہ ہدایت اور رحمت کا سامان ہے۔ کیا یہ لوگ اس کی صداقت کو دیکھنے کے منتظر ہیں جس روز اس کی صداقت ظاہر ہوگی تو جن لوگوں نے اس کو پہلے بھلا رکھا تھا کہہ اٹھیں گے کہ بیشک ہمارے رب کے رسول حق و صداقت لے کر آئے تھے تو کیا اب ہمارے لئے کوئی سفارش کرنے والا ہے کہ وہ ہماری سفارش کر دے یا ہمیں واپس بھیج دیا جائے کہ جو کچھ ہم عمل کرتے رہے ہیں اس کے خلاف عمل کریں یقیناً" ان لوگوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈال لیا اور اب انہیں وہ سب افتراپردازیاں بھول گئی ہیں جو یہ کیا کرتے تھے۔

شرح:- وہ خدا کے بندے جو عذاب و ثواب کا منظر ایک درمیانی سطح سے مشاہدہ کر رہے ہوں گے اہل دوزخ میں سے لوگوں کو پہچانتے ہوں گے ان سے دریافت کریں گے کہ بتاؤ اب تمہاری نعمتیں کیا ہوئیں اور تمہارا وہ تکبر کیا ہوا۔ تم تو ان اہل جنت کو دنیا

میں دیکھ دیکھ کر کہا کرتے تھے کہ اللہ کی رحمت ان لوگوں پر کبھی نہیں ہو سکتی۔ اہل اعراف کو ارشاد ہو گا کہ تم بھی جنت میں داخل ہو جاؤ جہاں تمہارے لئے کوئی خوف و ہراس نہیں۔ دوزخی جنتیوں سے کہیں گے کہ ہمیں تھوڑا سا پانی پلا دو یا جو کچھ اللہ نے تمہیں جنت میں دیا ہے اس سے ہمیں بھی کچھ دو۔ اہل جنت کہیں گے کہ جنت کا کھانا تمہارے لئے حرام ہے کیونکہ تم نے خدا کے دین کو مخول سمجھ رکھا تھا اور دنیاوی زندگی کے فریب میں آگئے تھے۔ دیکھو جس طرح تم نے خدا کی ملاقات کے دن کو بھلا رکھا تھا اسی طرح آج تمہیں خدا نے بھلا دیا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! ہم نے تمہیں ایک ایسی کتاب دی ہے جو علم' ہدایت اور رحمت سے بھرپور ہے۔ اب تم نہ تاویلات تلاش کرو نہ عذاب خداوندی کو بلاؤ ورنہ سفارشیوں کو تلاش کرو گے اور کوئی نہیں ملے گا۔ یا دنیا میں واپس آکر صحیح طریق عمل کو اختیار کرنے کے خواہاں ہوں گے۔ مگر سب بیفائدہ خائب و خاسر ہوں گے اور جو من گھڑت باتیں تراشتے رہے ہو' وہ سب بھول جائیں گے۔

ترجمہ آیات ۵۴-۵۸ - لوگو بیشک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دنوں میں بنایا پھر عرش پر قائم ہوا۔ وہی رات کو دن کا پردہ پوش بناتا ہے رات ہے کہ اس کے پیچھے پیچھے لپکی چلی آتی ہے اور اس نے سورج' چاند اور ستاروں کو اپنے حکم کا تابع فرمان بنا دیا۔ سن رکھو کہ تخلیق اور فرمانروائی کا حق صرف اسی کو سزاوار ہے۔ اللہ بڑی ہی بابرکت ذات ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ لوگو! خدا کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارو۔ اللہ حد سے گزرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتا۔ اور زمین پر انتظام ملک درست ہو جانے کے بعد فساد نہ پھیلاؤ اور امید سے اس کی عبادت کرو بلاشبہ اللہ کی رحمت نیکو کاروں سے بہت قریب ہے اور وہی ہے جو باران رحمت کے آگے آگے خوشخبری کے لئے ہوائیں بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب بھاری بھاری بادلوں کو یہ ہوائیں اٹھا لیتی ہیں تو کسی مردہ بستی کی طرف ہم اسے ہانک دیتے ہیں پھر اس سے پانی برساتے ہیں پھر پانی سے ہر قسم کے پھل پیدا کرتے ہیں اسی طرح ہم مردوں کو نکالیں گے تاکہ تم اس سے نصیحت حاصل کرو۔ اور جو زمین اچھی ہے اس کا سبزہ خدا کے حکم سے خوب نکلتا ہے۔ اور جو زمین ناقص ہے اس سے کچھ نکلتا بھی ہے تو نکمی ہی چیز۔ اسی طرح ہم ان لوگوں

کے لئے جو شکر گزار ہیں اپنی آیتیں طرح طرح سے بیان کرتے ہیں۔

شرح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! تمہارا رب خالق اور معبود وہی ذات ہے جس نے زمین و آسمان کو چھ دن میں پیدا کیا جو دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن کو لاتا ہے۔ سورج، چاند اور ستاروں کو اپنے حکم سے مطیع کئے ہوئے ہے۔ لوگو! اس نے کائنات کو پیدا کیا اور وہی اس پر حکمرانی کر سکتا ہے۔ تم اپنے رب کو ہمیشہ یاد کرتے رہو اور اپنی فروگزاشتوں پر گڑگڑا کر اور خفیہ خفیہ اظہار ندامت کرتے رہو اور کبھی اس کے احکام سے سرکشی نہ کرو۔ وہ سرکشوں کو پسند نہیں کرتا۔ خدا کی عبادت کرو کہ آنے والی زندگی میں آتش دوزخ سے بچ سکو اور جنت کی خوشگوار زندگی حاصل ہو۔ دیکھو یہ کتنی بڑی بات ہے کہ ہم ہوائیں پیدا کرتے ہیں جو تمہارے لئے باران رحمت کی خوشخبری لاتی ہیں اور جب وہ پانی سے بھرے بادلوں کے ساتھ بھاری ہو جاتی ہیں تو ہم اسے ایک ایسے خطہ زمین اور شہر کی طرف بھیج دیتے ہیں جہاں کے رہنے والوں کو خشک سالی نے آدبایا ہو اور بارش سے مایوس ہو چکے ہوں۔ ایسی حالت میں ہم ان بادلوں کے ذریعہ سے اپنی رحمت یعنی بارش ان پر برسا دیتے ہیں۔ پھر وہاں پر ہر قسم کی پیداوار، پھل پھول اور میوے اس مردہ زمین سے نکال دیتے ہیں تاکہ وہاں کے باشندے خوشحال زندگی بسر کریں اور خدا کا شکر بجا لائیں۔ اگر تم غور سے دیکھو تو اس میں تمہارے لئے بڑی نصیحت و موعظت ہے۔

لوگو! اس طرح جب تم مرنے کے بعد مٹی میں مل کر مٹی ہو جاؤ گے اور تمہارا نشان تک بھی نہ ہوگا تو تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ کیا ہی اچھا ہو جو تم اس بات کو سمجھو اور خدا کی فرمانبرداری کرنے لگو۔

دیکھو جو زمین جوہردار ہوتی ہے اگر اس پر بارش ہو تو عمدہ عمدہ روئیدگیاں پیدا ہوتی ہیں اور وہ ہر قسم کے پھل پھول اور پودے اگاتی ہے۔ مگر نکمی اور خراب زمین سے سرکنڈا ہی نکلتا ہے اور بس یہی حال انسانی طبائع کا ہے کہ وہ جو نیک طبیعت رکھتے ہیں ان پر تذکیر و موعظت کا اثر ہوتا ہے اور وہ جو تمام جوہر کھو بیٹھتے ہیں ان پر کسی بات یا نصیحت کا اثر نہیں ہوتا اور ہم بار بار اس طرح احکام بیان کرتے ہیں کہ لوگ سمجھیں مگر صرف وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جن میں شکر گزاری کی عادت ہے۔

ترجمہ آیات ۵۹-۶۴:... بلاشبہ ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ سو اس

نے کہا کہ اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ بیشک مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ ہم تو تمہیں یقیناً" کھلی گمراہی میں دیکھ رہے ہیں۔ نوح نے کہا۔ اے میری قوم! مجھ میں تو کوئی گمراہی کی بات نہیں بلکہ میں تو تمام جہان کے پروردگار کی طرف سے رسول ہوں۔ تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچاتا ہوں اور تمہارا بھلا چاہتا ہوں اور اللہ کی طرف سے مجھے ان باتوں کا علم ہے جن کو تم نہیں جانتے کیا تمہیں تعجب ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کوئی نصیحت کی بات تمہیں میں سے ایک آدمی کے ذریعہ سے آئی ہے تاکہ تمہیں ڈرائے تاکہ تم متقی بن جاؤ اور اس لئے بھی کہ تم پر رحمت ہو پھر انھوں نے اس کے بعد بھی نوح کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو اور ان لوگوں کو جو کشتی میں ان کے ساتھ تھے نجات دی اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ان کو ہم نے غرق کر دیا یقیناً" وہ لوگ اندھے ہو رہے تھے۔

شرح:۔ شروع سورت میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے مخاطب فرمایا ہے کہ قرآن ذکر و نصیحت کا باعث ہے۔ اس کے بعد لوگوں کو تلقین کی ہے کہ بہر حال خدا کی اطاعت کریں۔ پھر عذاب کا ذکر کیا اور وزن اعمال کی بحث ہے۔ اس کے بعد قصہ آدم علیہ السلام اور شیطان کا تذکرہ ہے اور بنی آدم کو ضروری ہدایت دی ہیں۔ اس رکوع سے لے کر آخر تک ان تعلیمات خداوندی کا ذکر ہے جو مختلف انبیائے کرام اپنے اپنے زمانے میں دیتے چلے آئے ہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کی تعلیم کا لب لباب یہی ہے کہ نیک عمل کی سچی روح پیدا کی جائے اور انسان کو فرض شناس، حق گو اور بے ضرر ہستی بنایا جائے وہ اپنے ہم جنس کی عزت، خیر خواہی اور آرام و سہولت کے لئے ایسا ہی کوشاں رہے جیسا کہ خود اپنے لئے ہے اور ساتھ ہی اس بات کا بھی یقین رکھے کہ دنیاوی زندگی ایک عارضی امتحان گاہ ہے جسے آن واحد میں چھوڑنے کا حکم آسکتا ہے اور پھر آگے چل کر نیک و بد اعمال کے نتائج بھگتنے ہیں جن سے کسی کو چھٹکارا نہیں۔ مثلاً" حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ان الفاظ میں احکام خداوندی پہنچائے اے لوگو! تم صرف اللہ کی عبادت کرو اسکے سوا کسی کو عبادت کا حق نہیں پہنچتا اور اگر تم اس کی عبادت میں اور ہستیوں کا حق بھی سمجھو گے تو مجھے اس دن کا خیال کر کے بڑا ہی ڈر لگتا ہے جب تمہیں

اس نافرمانی کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ مگر انسان ہمیشہ سے کچھ ایسا مطلق العنان چلا آیا ہے کہ آج کل کے مغربیت زدہ اور آزاد مسلمانوں کی طرح سب نے جواب دیا کہ آپ تو ایک غلط چیز کی رٹ لگا رہے ہیں اور الٹے راستے پر چلے جا رہے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کہنے لگے بھلے لوگو! میں تو اللہ کا فرستادہ ہوں میں کیسے الٹی راہ چل سکتا ہوں۔ میرا وظیفہ تو صرف اس قدر ہے کہ احکام خداوندی تم تک پہنچا دوں۔ تمہیں نصیحت کر دوں اور جن باتوں کا تمہیں علم نہیں وہ تمہیں بتا دوں مگر تم اس بات کو تعجب سے دیکھتے ہو کہ مجھ جیسا انسان خدا کا رسول ہو جائے۔

ترجمہ آیات ۶۵ - ۷۲ :- اور اسی طرح عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں سو کیا تم اس سے نہیں ڈرتے۔ اس کی قوم میں سے جن لوگوں نے انکار کیا ان کے سرداروں نے کہا ہم تو بیشک تمہیں حماقت میں دیکھتے ہیں اور تم کو یقیناً" جھوٹا سمجھتے ہیں۔ ہود نے کہا کہ اے میری قوم! مجھ میں ذرا بھی حماقت نہیں بلکہ میں تو تمام کائنات کے پروردگار کی طرف سے رسول ہوں۔ میں تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں۔ کیا تمہیں تعجب ہے کہ تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک آدمی کی معرفت تمہارے رب کی طرف سے نصیحت کی بات آئی ہے؟ تاکہ تمہیں نافرمانی کے نتائج و عواقب سے ڈرائے اور یاد کرو کہ جب نوح کی قوم کے بعد اس نے تمہیں جانشین مقرر کیا اور قد و قامت اور طاقت میں اوروں سے بڑھا دیا تو تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ فلاح پاؤ۔ وہ کہنے لگے کیا تم اس واسطے ہمارے پاس آئے ہو کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں ان کو چھوڑ دیں؟ سو اگر تم سچے ہو تو جس عذاب کا ڈراوا دکھاتے ہو وہ ہمارے پاس لے آؤ۔ ہود نے کہا تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب واقع ہو گیا۔ کیا تم میرے ساتھ ان ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے بڑوں نے خود گھڑ لئے ہیں حالانکہ اللہ نے ان کے حق میں کوئی سند نازل نہیں کی سو تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظرین میں سے ہوں۔ پھر ہم نے اس کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ تھے اپنی رحمت سے نجات دی اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ان کی جڑ کاٹ دی اور وہ ایمان

لانے والے نہ تھے۔

شرح:- پھر اس کے بعد دنیا کی ایک عظیم الشان قوم عاد کی طرف ان کے اپنے ہی بھائی حضرت ہود علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا۔ انہوں نے بھی وہی تعلیمات دہرائیں اور کہا کہ اے لوگو! اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کوئی ہے ہی نہیں جس کی عبادت کی جائے۔ پس نافرمانی کے نتائج و عواقب سے ڈرو۔ اور میری بات مان لو۔ قوم کے سردار جو آج کل کے بڑے سیاستدانوں اور وڈیروں کے بھائی بند تھے وہ کہنے لگے کہ ہم اور ہماری قوم تجھے بیوقوف اور جھوٹا خیال کرتی ہے ہم تیری بات نہیں مانیں گے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے کہا کہ میں تو اللہ کا فرستادہ ہوں مجھ سے بیوقوفی کا کیا تعلق۔ میں تو تمہیں اللہ کے احکام پہنچاتا اور نصیحت کرتا ہوں مگر تم ہو کہ اس بات پر تعجب کئے بیٹھے ہو کہ ہم میں سے ایک نے نبوت کا دعویٰ کر لیا ہے یہ کیسے ممکن ہے سنو! قوم نوح کے بعد اللہ نے تمہیں دنیا بھر کے انسانوں پر فوقیت دی ہے اور اپنا نائب تمہیں مقرر کیا ہے۔ پس شکر بجا لاؤ اور خدا ہی کو یاد کرو کہ تمہاری اخروی زندگیاں بھی شاندار ہو جائیں۔ انہوں نے نہ ماننا تھا نہ مانا اور صاف کہہ دیا کہ جو کچھ ہمارے بڑے کرتے چلے آئے ہیں وہ درست ہے۔ غلط ہے تو' ہم تو اسی کے پابند رہیں گے۔ بتوں سے استمداد اور انہیں پکارنے کو ہم نہیں چھوڑ سکتے۔ اگر اس بات پر ہمیں عذاب ہو سکتا ہے تو جاؤ عذاب لے آؤ۔

حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا بتوں کو تم نے خود تراش لیا ہے اور یہ محض نام ہیں نام ہمیں نہ نقصان دے سکتے ہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ان کے معبود ہونے کے متعلق اللہ نے کوئی سند ہی نازل کی ہے۔ پس تم اس ضد کو چھوڑ دو اور اگر نہیں چھوڑتے تو آؤ عذاب الٰہی کا انتظار کریں۔ چنانچہ وہ نافرمان لوگ عذاب کی لپیٹ میں آ کر تباہ ہوئے اور حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے بچا لیا۔

ترجمہ آیات ۷۳-۸۴:- اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے پاس روشن دلیل آ چکی ہے۔ یہ خدا کی اونٹنی ہے جو تمہارے لئے نشان ہے اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے۔ اور برائی کی نیت سے اسے ہاتھ تک نہ لگاؤ کہ تم کو کہیں دردناک عذاب نہ آئے۔ اور اس وقت کو یاد کرو

جب عاد کے بعد تمہیں زمین میں جانشین مقرر کیا اور زمین میں تمہیں جگہ دی کہ اس کے میدانوں میں تم محلات تعمیر کرتے اور پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے تھے تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو اور زمین پر فتنہ وفساد نہ کرتے پھرو۔ اس کی قوم کے متکبر سرداروں نے ان غریب لوگوں سے جو ایمان لے آئے تھے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ صالح واقعی اپنے رب کی جانب سے بھیجے ہوئے ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ بیشک جو احکام دے کر ان کو بھیجا گیا ہے ہمارا ان پر ایمان ہے۔ متکبروں نے کہا کہ جس بات پر تم ایمان لائے ہو ہم تو اس کا انکار کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اسی اونٹنی کو زخمی کر دیا اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور کہنے لگے۔ اے صالح اگر تم واقعی رسول ہو تو جس عذاب کا ڈراوا دکھاتے ہو اسے لے آؤ۔ پس زلزلے نے انہیں اچانک آلیا سو وہ اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے۔ اس وقت حضرت صالح (علیہ السلام) نے ان سے منہ پھیرا اور کہا اے میری قوم! میں نے اپنے رب کا پیغام تم کو پہنچا دیا اور تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم نصیحت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے اور ہم نے لوط کو بھی بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم ایسا بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے جہان بھر میں کسی نے نہیں کیا یعنی تم عورتوں کو چھوڑ کر شہوت رانی کے لئے مردوں کی طرف جھکتے ہو۔ حالانکہ تم حد فطرت سے گزرنے والے ہو اور اس کی قوم کا اس کے سوا کوئی جواب ہی نہ تھا کہ کہنے لگے اپنے گاؤں سے ان کو نکال باہر کرو کیونکہ یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔ پس ہم نے اس کو اور اس کے اہل خانہ کو نجات دی سوائے اس کی بیوی کے کہ وہ انہیں باقی ماندہ عذاب پانے والے لوگوں میں رہی اور ہم نے ان پر پتھروں کی بارش کی۔ سو دیکھو مجرموں کا کیا انجام ہوا۔

شرح:- پھر تاریخ تمہیں بتائے گی کہ ثمود نامی بھی ایک عظیم الشان قوم گزری ہے۔ ان کی ہدایت کے لئے حضرت صالح علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مبعوث کیا۔ انہوں نے بھی آکر بس خدا کے سامنے سر بسجود ہونے اور صرف اس ایک کی عبادت کرنے کو کہا مگر انہوں نے نہ مانا۔ پھر ان سے کہا کہ دیکھو یہ اونٹنی جو میرے پاس ہے یہ اللہ کی ایک نشانی ہے اس کو ہرگز نہ مارنا اور زمین میں چلنے پھرنے دینا ورنہ اللہ کا عذاب تم پر نازل ہوگا۔ انہوں نے اس ممانعت کی بھی کوئی پروا نہ کی۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو طرح طرح سے احسانات خداوندی یاد دلائے اور کہا دیکھو قوم عاد کے بعد دنیا میں

تمہارا ثانی کسی قوم کو پیدا نہیں کیا۔ تمہیں انتہائی درجہ کی عقلمندی اور زور و قوت عطا کی ہے۔ تم کو چاہئے کہ خدا کے احسانات کو یاد کرو اور زمین میں سرکشی و نافرمانی نہ پھیلاؤ مگر قوم کے سردار مخالفت پر تلے بیٹھے تھے وہ ایک بات بھی نہ مانتے تھے۔ انہوں نے قوم سے دریافت کیا کہ ان تعلیمات کے بارہ میں تمہارا کیا خیال ہے جو حضرت صالح علیہ السلام آج کل پھیلا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ سچ کہتے ہیں اور ہمیں ان باتوں پر کلی ایمان ہے مگر متکبروں نے انکار کر دیا اور حضرت صالح علیہ السلام کے لائے ہوئے احکام سے منہ موڑا اور کہا کہ ہم تو صالح علیہ السلام کو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا نبی تسلیم نہیں کرتے۔ صرف انکار پر ہی صبر نہیں کیا بلکہ انکار کرنے والوں کو ساتھ لیا اور خدا کی نشانی یعنی حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو زخمی کر دیا۔ پس ان پر عذاب خداوندی آیا اور ان کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا اور دنیا کو ان کے فتنہ و فساد سے پاک کر دیا۔ اس وقت حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اے قوم! میں نے تمہاری انتہائی خیر خواہی کی مگر تم اپنے خیر خواہوں کی قدر نہیں جانتے۔

اس کے بعد حضرت لوط علیہ السلام کو دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا۔ اس زمانے میں فحاشی و بے حیائی کی حد ہو چکی تھی۔ بدکار قوم عورتوں کو چھوڑ کر لڑکوں سے عشق بازی کی عادی ہو گئی تھی۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ہرچند ان کے اس فعل بد کے خلاف جدوجہد کی اور ان کو سمجھایا اور کہا کہ تم ایسے فعل کا ارتکاب کر رہے ہو جو دنیا میں کسی نے نہیں کیا اور وہ یہ کہ تم شہوت کے وقت بجائے عورتوں کے مردوں سے اپنی ضروریات پوری کرتے ہو۔ مگر ان لوگوں نے نہ یہ بات ماننی تھی نہ مانی بلکہ الٹا حضرت لوط علیہ السلام کی پھبتیاں اڑاتے اور تمسخر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ میاں پاکباز! اگر ہماری حرکات ناشائستہ اور گندہ ہیں تو ہمارے شہر سے باہر نکل جاؤ۔ ہم تو اس فعل کو برا نہیں سمجھتے۔ نتیجہ وہی ہوا جو ہونا تھا۔ یعنی خدا نے ان پر پتھروں کی بارش کی اور ان کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیا۔ اور آج دنیا میں اس قوم کا کہیں نام و نشان بھی نظر نہیں آتا۔

کاش اس زمانے کے لوگ قوم لوط کے انجام کو دیکھتے اور خدا کے اس عذاب سے سبق لیتے جو اس قوم پر نازل ہوا۔ یہ اس کا دستور ہے کہ وہ جرم کی نوعیت کو دیکھتا ہے اور جرم کرنے والوں کو نہیں دیکھتا کہ کون ہے اور کون نہیں۔ پس اگر وہ جرم قابل سزا ہے تو

ضرور سزا ملے گی خواہ مجرم کوئی ہو۔ مسلمان ہو یا غیر مسلم سید ہو یا آقا' عالم ہو یا جاہل' اسی وجہ سے حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی بھی ان نافرمانوں کے ساتھ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئی۔

ترجمہ آیات ۸۵ - ۹۲:- اور مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا اس نے کہا اے میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تمہارے پاس تمہارے رب کی روشن دلیل آ چکی ہے۔ تم ماپ اور تول پورا پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور ملک میں انتظامات درست ہو جانے کے بعد فساد نہ پھیلاؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم میں ایمان ہو اور ہر راستے پر یوں نہ بیٹھو کہ لوگوں کو ڈراتے دھمکاتے رہو اور اللہ کے راستے سے ان کو روکتے رہو جو اللہ پر ایمان لائیں اور لوگو اس راہ کے لئے کجی ڈھونڈھنے اور اس وقت کو یاد کرو جب تم تھوڑی سی تعداد میں تھے اس نے تمہیں زیادہ کیا اور اس بات کو بھی دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہوا اور اگر ایک ایسا گروہ ہے جو ایمان نہیں رکھتا تو تم صبر کرو۔ حتیٰ کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے اور وہی بہترین حاکم ہے۔ ان کی قوم کے سرکش سرداروں نے کہا کہ اے شعیب! ہم آپ کو اور جو آپ کے ہمراہ مومن ہیں یقیناً اپنی بستی سے نکال باہر کریں گے یا آپ لوگ ہمارے مذہب میں پھر لوٹ آیئے۔ شعیب نے کہا کہ کیا اگر ہم پسند نہ کریں گے تو بھی؟ بیشک ہم اللہ پر جھوٹ بہتان باندھیں گے اگر ہم تمہارے دین میں پھر لوٹ آئیں اس کے بعد کہ اللہ نے ہم کو اس سے نجات دی اور یہ ہمارے لئے ہرگز زیبا نہیں کہ ہم اس میں پھر داخل ہوں مگر یہ کہ ہمارا رب ہی ویسا چاہے از روئے علم ہمارا رب ہر چیز پر حاوی ہے۔ ہم نے اللہ پر توکل کیا۔ اے ہمارے رب ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق و صداقت کے ساتھ فیصلہ فرما دے اور تو ہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے اور اس کی قوم کے سرداروں میں سے جن لوگوں نے کفر اختیار کیا تھا کہا کہ اگر تم نے شعیب کی پیروی کی تو یقیناً" خسارہ اٹھاؤ گے۔ پھر ان کو زلزلہ نے آ پکڑا سو اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے جن لوگوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی وہ گویا کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے۔ وہ لوگ جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا وہی خسارہ اٹھانے والے ہوئے۔ پھر شعیب ان سے منہ موڑ کر چل دیئے اور کہا اے میری قوم! میں نے اپنے رب کے بھیجے

ہوئے احکام بلاشبہ تمہیں پہنچا دیئے اور تمہاری خیرخواہی کی سو میں نہ ماننے والی قوم پر کیوں کر افسوس کروں۔

شرح:- پھر مدین کے رہنے والوں کی طرف ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو احکام دے کر بھیجا اس زمانے میں بھی یہی مرض موجود تھا جو آج کل عام پھیلا ہوا ہے۔ یعنی بیوپار اور روزمرہ کے معاملات میں جھوٹ' دھوکا' فریب' کم تولنا' کم ماپنا' ناقص اور خراب چیز کا دینا اور اس کے عوض پوری قیمت وصول کرنا۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلائل لایا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ماپ تول میں کمی نہ کرو اور اس طرح دنیا میں فساد پیدا نہ کرو کیونکہ یہ گناہ عظیم ہے۔ اس سے بچو اور لوگوں کو ان کی چیزیں پوری پوری دیا کرو۔ نیز احکام خداوندی کو بیان کرنے والوں اور ان پر عمل کرنے والوں کی امداد کرو اور ان کی بات مانو۔

تم سے پہلے جن لوگوں کو نافرمانی کی سزائیں مل چکی ہیں ان کی مثال پیش نظر رکھو اور ان سے عبرت کا سبق حاصل کرو اور اگر کسی وقت حق و باطل' صدق اور کذب کا مقابلہ آ جائے تو تم حق پر ثابت قدم رہو اور اس کے عوض ہر قسم کے مصائب اور تکلیف کو برداشت کرو مگر حق و انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دو تا آنکہ بارگاہ خداوندی سے کوئی فیصلہ صادر نہ ہو جائے۔ ایک طرف تو حضرت شعیب علیہ السلام وعظ و نصیحت کر رہے تھے اور لوگوں کو تمام قسم کے اخلاقی عیوب سے نفرت دلا رہے تھے دوسری طرف سرکشوں اور گستاخوں کی شیطانی طاقتیں کام کر رہی تھیں۔ انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کا جواب دیا تو یہ کہ اے شعیب! تم ان باتوں سے باز آؤ اور لوگوں میں افتراق نہ ڈالو ورنہ یاد رکھو کہ تم اور تمہارے ساتھی جلاوطن کر دیئے جاؤ گے اور سب سے بہتر تو یہ بات ہے کہ باپ دادا کے مذہب کو نہ چھوڑو۔ حضرت شعیب علیہ السلام فرمانے لگے بھلے لوگو! میں نے تمہارے باپ دادا کے مذہب کو نفرت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے اور میرے متبعین کو ان خرافات سے بچایا اور اگر اب ہم پھر وہی مذہب اختیار کریں تو بھلا ہم سے بڑھ کر خدا کی تکذیب اور اس پر افترا باندھنے والا کون ہو گا۔ خدا ہمیں بچائے ہم تو حتی الوسع از خود ایسا کرنے والے نہیں پھر حضرت شعیب علیہ

السلام نے اللہ پاک سے یوں درخواست کی "فرمایا تجھے ہر چیز کا علم ہے کون سی بات ایسی ہے جو تجھ سے پوشیدہ ہے اور میری تو یہ حالت ہے کہ میں نے ہر ایک معاملہ تیرے سپرد کر رکھا ہے سو اب میرے اور میری قوم کے درمیان فیصلہ کردے کیونکہ تجھ سے اچھا کوئی منصف ہے ہی نہیں" مگر مخالفوں کی اب بھی آنکھیں نہ کھلیں۔ انہوں نے لگاتار مخالفت جاری رکھی اور لوگوں کو آپ کی پیروی کرنے سے منع کرتے رہے نتیجہ یہ ہوا کہ ایک زلزلہ آیا اور ایسا سخت آیا کہ کسی کو دوڑ کر شہر سے نکل جانے اور جان بچانے کی مہلت نہ ملی۔ سب بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے اور یہ کیفیت ہو گئی کہ ڈھونڈو تو کہیں ان کا نشان تک نہ ملے۔ گویا وہ کبھی تھے ہی نہیں یہ تھے ان کی نافرمانی کے نتائج و عواقب جن سے بار بار قرآن کریم ہم مسلمانوں کو ڈراتا ہے اور بار بار کہتا ہے کہ ایسا کرو اور ایسا نہ کرو تاکہ تم بچ جاؤ مگر آہ! آج کس قدر مسلمان ہیں جو ان زہرہ گداز مثالوں سے عبرت حاصل کر رہے ہیں۔ مثالوں اور قصوں کے بیان کرنے اور تاریخی حالات سنانے سے صرف اسی قدر مقصود ہوتا ہے کہ انسان کو جو بات تلخ تجربوں کے بعد جا کر معلوم ہو سکتی ہو۔ وہ اسے قبل از وقت ہی بتا دی جائے۔ تجربے کے بعد اصلاح کرنے یا تجربہ سے فائدہ اٹھانے کی مہلت شاذ و نادر ہی کسی کو نصیب ہوتی ہے اور اسی طرح عمر تمام تر رائیگاں جاتی ہے۔ برعکس اس کے جن کو تجربہ شدہ چیز مل جائے اور وہ اتنے عقلمند ہوں کہ اس پر بلا تامل عمل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے تیار ہو جائیں ان سے بڑھ کر کوئی سعادت مند نہیں اور ان کی عمر حقیقتاً کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔

ترجمہ آیات ۹۴ – ۹۹:۔ اور ہم نے کسی بستی میں نبی نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہاں کے رہنے والوں کو سختی اور تنگی میں مبتلا نہ کیا ہو تاکہ وہ عاجزی کریں۔ پھر تکلیف کی جگہ راحت کو بدلا۔ یہاں تک کہ انہوں نے خوب ترقی کی اور کہنے لگے کہ ہمارے باپ دادوں کو بھی اسی طرح سختی اور راحت پیش آچکی ہے پس ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا اور انہیں اس کی خبر تک نہ تھی اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور اللہ سے ڈرتے تو ہم ان پر زمین و آسمان کی تمام برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی پس ہم نے انہیں ان کے اعمال کی سزا میں پکڑ لیا۔ کیا بستیوں والے اس بات سے نڈر ہو گئے ہیں کہ راتوں رات ان پر عذاب آجائے اور وہ سو رہے ہوں۔ کیا بستیوں والے اس بات سے بےخوف

ہو گئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن دہاڑے آموجود ہو اور وہ کھیل کود میں مشغول ہوں۔
کیا یہ لوگ اللہ کی تدبیر سے بےخوف ہو گئے ہیں سو اللہ کی تدبیر سے سوائے گھاٹا پانے والے لوگوں کے کوئی بھی بےخوف نہیں ہوتا۔

شرح:۔ قوم شعیب علیہ السلام کے سر پر جو تباہی آئی اس کا ہولناک منظر گزشتہ رکوع میں دکھایا جا چکا ہے۔ اس رکوع میں فطرت انسانی کا ایک ایسا خاکہ کھینچا ہے جو رہتی دنیا تک دیکھنے والوں کے لئے مشعل ہدایت بن سکتا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ روز اول سے ہم نے یہ قاعدہ ٹھہرا رکھا ہے کہ انسان کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام بھیجے جائیں تاکہ وہ انہیں دنیاوی زندگی خوشگوار طریق پر گزارنے اور آخرت میں مقامات قرب حاصل کرنے کے طور طریقے بتائیں مگر دیکھا گیا ہے کہ اکثریت نے ہمیشہ ان کی مخالفت کی ہے۔ پر جب ہم نے دیکھا کہ اب پانی سر سے گزر چکا ہے اور ان کمبخت لوگوں نے کوئی بات نہیں مانی تو پھر ہم نے ان کی آنکھیں کھولنے اور بعد میں آنے والوں کے لئے ایک درس عبرت مہیا کرے گی غرض سے ہمیشہ ایسی قوموں پر آسمانی عذاب نازل کئے اور انہیں طرح طرح کی تکلیف میں مبتلا کیا تاکہ وہ اپنے غلط مسلک کو چھوڑ دیں کیونکہ یہ چیز انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ جب اسے دکھ پہنچتا ہے تو پھر وہ اللہ اللہ پکارنے لگتا ہے مگر خوشحالی میں وہ فرعون سرکش بن کر رہ جاتا ہے۔

فرماتا ہے کہ اگر یہ لوگ مخالفت کی بجائے دل سے مومن ہو جاتے اور نافرمانی کے نتائج و عواقب سے ڈرنے لگتے تو زمین و آسمان میں جو چیز بھی یہ لوگ مانگتے ہم ان کو دیتے اور کبھی تنگ حال اور ذلیل و خوار نہ رکھتے لیکن انسان راہ ہدایت کے قبول کرنے سے ہمیشہ انکار ہی کرتا رہا۔

فرماتا ہے لوگو! ذرا سوچو تو کیا مجھے اس قدر طاقت نہیں کہ اگر کسی قوم کو چاہوں کہ وہ رات کو سوئے تو اسے ہمیشہ کی نیند سلا دوں یا دن کے وقت لہو و لعب میں مشغول ہو تو وہیں اسے مٹی کا ڈھیر بنا کر رکھ دوں۔ خداوند تعالیٰ پوچھتا ہے کہ اے مسلمانو! کیا لوگ خدا کی تدابیر اور اس کی طاقت و قوت قہرمانی سے بےخوف ہیں؟ یاد رکھو کہ خدا کی گرفت سے صرف وہی لوگ نہیں ڈرتے جو اپنی غلط کاریوں کی وجہ سے خسارہ اٹھانے کے عادی ہو چکے ہیں۔

ترجمہ آیات ۱۰۰-۱۰۸:- کیا ان لوگوں پر جو گزشتہ مالکان زمین کے بعد زمین کے وارث ہوئے یہ بات واضح نہیں ہوئی کہ اگر ہم چاہتے تو ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو عذاب میں پکڑ لیتے اور ہم ان کے دلوں پر مہر کر دیتے سو وہ نصیحت کی بات کو بھی نہیں سنتے۔ اے پیغمبر یہ چند بستیاں ہیں جن کے حالات ہم آپ کو سناتے ہیں اور یقیناً" ان لوگوں کے پاس ان کے پیغمبر معجزات لے کر آئے تھے پھر جس چیز کو یہ لوگ پہلے جھٹلا چکے تھے یہ نہ ہو سکا کہ اس کو مان لیں۔ اللہ اسی طرح نہ ماننے والوں کے دلوں پر مہر کر دیتا ہے اور ان میں سے اکثر کو ہم نے قول و قرار کا پکا نہیں پایا اور اس میں سے اکثر کو ہم نے نافرمان ہی پایا۔ پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنے نشانات کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا مگر انہوں نے ان نشانات کو جھٹلایا۔ سو دیکھئے کہ فساد برپا کرنے والوں کا کیا انجام ہوا اور موسیٰ نے کہا کہ اے فرعون! میں دنیا جہان کے پروردگار کی طرف سے رسول ہوں۔ میرے لئے یہی زیبا ہے کہ خدا کے متعلق جو بات بھی کہوں سچ کہوں میں بلاشبہ تمہارے رب کی طرف سے روشن دلائل لے کر تمہارے پاس آیا ہوں سو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دو۔ فرعون نے کہا کہ اگر آپ کوئی نشانی لے کر آئے ہیں تو اس کو پیش کیجئے اگر آپ سچے ہیں۔ چنانچہ موسیٰ نے اپنا عصاء ڈال دیا سو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ صاف اژدہا ہے اور بغل سے اپنا ہاتھ جو نکالا تو اچانک وہ دیکھنے والوں کے لئے سفید نورانی ہو گیا۔

شرح:- گزشتہ رکوع میں مضمون کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا ہے کہ لوگ جب نافرمانی کرتے کرتے اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ دل بالکل ہی مسخ ہو جائیں پھر ان کے دلوں کی وہی شکل ہو جاتی ہے جو اس چیز کی ہو جس کا منہ بند کر کے اوپر سے اس پر ایک مضبوط سی مہر کر دی جائے۔ تاکہ اس میں کچھ داخل نہ ہو اور نہ کچھ نکل سکے۔ پس جب ان کے دل مہر بلب ہو جاتے ہیں تو وہ ٹیڑھی راہ پر چلے جاتے ہیں۔ اس وقت ان سے لاکھ کہو سنو ان پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔

فرماتا ہے افسوس تو اس بات پر ہے کہ انسان کسی بات کو سوچتا ہی نہیں۔ اگر سوچے تو اسے معلوم ہے کہ اگرچہ اس نے خوشحالی اور دولتمندی بڑوں سے ورثہ میں حاصل کی ہے مگر ہم چاہیں تو ایک منٹ میں اس سے سب کچھ چھین لیں اور اس کو کنگال

بتا دیں پھر معلوم نہیں کہ اس دولت اور اس دنیائے فانی پر انسان کیوں اس قدر مرتا ہے اور اس کے نشہ میں کیوں اس قدر سرشار رہتا ہے کہ ہمیں بھی بھول جاتا ہے اور دنیائے دون میں تباہ و برباد بھی ہوتا ہے اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! قرآن کریم میں ہم نے گذشتہ قوموں اور لوگوں کے جو حالات و قصص بیان کئے ہیں صرف اس لئے کہ آنے والی دنیا اس سے درس عبرت حاصل کرے اور جن غلطیوں اور کمزوریوں کا شکار پہلے لوگ ہو چکے ہیں ان سے آپ کی اتباع کرنے اور قرآن کے ماننے والے ہمیشہ بچے رہیں۔ سنو! جس طرح آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے اسی طرح آپ سے پہلے بھی کئی رسول بھیجے جا چکے ہیں۔ مگر لوگ ہمیشہ اپنے ہی خیالات و عقائد پر قائم رہے اور رسول کا پیغام سن لینے کے بعد بھی انہوں نے اپنے عقیدہ و عمل میں اصلاح نہ کی۔ نہ انہوں نے رسم و رواج کو چھوڑا۔ وہ توہم پرستی پر اسی طرح جمے رہے جیسے پہلے تھے۔ سو وہ لوگ ہمیشہ سنگدلی کا صحیح نمونہ بنتے چلے آئے ہیں۔ سنگدلی یہی ہے کہ جب انسان کے سامنے حق و صداقت کو پیش کیا جائے تو بھی وہ راہ حق کی طرف نہ آئے اور اپنے پہلے غلط عقائد پر جما رہے۔

سنو! کتنے ہی پیغمبروں کے قصے تمہیں سنائے جا چکے ہیں موسیٰ اور فرعون کے حالات بھی تمہیں بتائے گئے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کے امراء کو جو عوام پر اپنا پورا تسلط جمائے ہوئے تھے کہا کہ "اے فرعون! مجھے اس پروردگار عالم نے تمہاری طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے جو ہم تم سب کا رب ہے۔ کئی نشانات مجھ کو عطا کئے ہیں۔ تمہارے لئے مناسب یہی ہے کہ تم میری ان باتوں کو بالکل درست مان لو۔ بنی اسرائیل کو اپنی غلامی سے آزاد کر کے میرے ساتھ جانے کی اجازت دے دو۔ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی بات کو نہ مانا اور کہا کہ اگر تمہارے پاس نبوت کے نشانات ہیں تو دکھاؤ محض تمہارے کہنے سے ہم کس طرح مان جائیں' موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے لو دیکھو اگر نشانات ہی دیکھنا ہے تو دیکھائے دیتا ہوں۔ آپ نے عصاء زمین پر پھینکا اس نے آن واحد میں اژدھا کی شکل اختیار کرلی اور بھاگا کافروں کی طرف کہ انہیں نگل جائے۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے پکڑ کر فرعون اور اس کے درباریوں کی جانیں بچائیں۔ پھر ایک اور نشان بھی دکھایا وہ یہ کہ ہاتھ بغل میں دبا کر جو

نکالا تو وہ چاند کی طرح چمکنے لگا اور ان کی آنکھیں خیرہ ہونے لگیں۔

ترجمہ آیات ۱۰۹-۱۲۶:۔ فرعون کی قوم کے سردار کہنے لگے کہ بلاشک یہ تو بڑا علم والا جادوگر ہے۔ چاہتا ہے کہ تمہیں تمہارے ملک سے نکال دے۔ اب کہو کہ تم کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا موسیٰ اور اس کے بھائی کو تو مہلت دیں اور تمام شہروں میں ہرکارے بھیج دیں جو تمہارے پاس تمام اہل علم جادوگروں کو لے آئیں تو فرعون کے پاس تمام جادوگر آ گئے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم غالب آئے تو ہم کو ضرور انعام ملے گا۔ فرعون نے کہا ہاں اور تم مقرب بھی بنو گے۔ جادوگروں نے کہا اے موسیٰ! یا تو آپ پہلے ڈالیں یا ہم پہلے ڈالتے ہیں۔ موسیٰ نے کہا تم ہی ڈالو۔ سو جب انہوں نے ڈالا تو لوگوں کی آنکھوں کو مسحور کر دیا اور اس طرح ان کو خوف زدہ کر دیا اور بڑا بھاری جادو کیا اور ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ اپنا عصا ڈال دو سو ناگہاں وہ ان چیزوں کو جو انہوں نے بنائی تھیں نگل گیا۔ پس حق ثابت ہو گیا اور جو کام وہ کر رہے تھے وہ باطل ثابت ہوا۔ پس انہیں وہاں شکست ہوئی اور وہ ذلیل و خوار ہو کر واپس آئے اور تمام جادوگر سجدہ میں گر پڑے۔ کہنے لگے ہم دنیا جہان کے رب پر ایمان لائے جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے۔ فرعون نے کہا کہ تم قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دیتا ایمان لے آئے ہو یہ ایک چال ہے جو تم نے اس شہر میں اس واسطے چلی ہے کہ اہالیان شہر کو یہاں سے نکال باہر کرو۔ پس عنقریب تمہیں اس کا نتیجہ معلوم ہو گا۔ میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں الٹے سیدھے کاٹ ڈالوں گا پھر تم سب کو سولی پر چڑھاؤں گا۔ وہ کہنے لگے ہم تو سب اپنے رب کے پاس ہی واپس لوٹ کر جانے والے ہیں اور تم ہم سے کس بات کا انتقام لیتے ہو۔ کیا اس بات کا کہ جب ہمارے پاس ہمارے رب کے احکام پہنچے تو ہم ایمان لے آئے اے ہمارے رب! ہمیں صبر عطا فرما اور ہمیں اسلام کی حالت میں موت دے۔

شرح:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ معجزات دکھانے چاہے تھے کہ سب لوگ ان پر ایمان لے آتے اور سعادت ابدی حاصل کرتے۔ مگر فرعون تو ابھی کچھ بولا نہ تھا کہ اس کے حاشیہ نشین خوشامد خور درباری جھٹ بول اٹھے موسیٰ تو ایک کامل جادوگر معلوم ہوتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ ہم لوگوں کو ڈرا ڈرا کر ملک سے باہر نکال دے اور اپنی سلطنت قائم کر لے فرعون نے پوچھا تو پھر تمہاری کیا مرضی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ آپ فی الحال ان

دونوں بھائیوں کا تو کوئی فکر نہ کریں مگر تمام ملک میں ہرکارے اور ڈھنڈورچی بھیج دیں وہ ان تمام بڑے بڑے ماہر فن جادوگروں کو بلا لائیں جو آپ کے زیر سایہ بستے ہوں وہ آ جاتے ہیں تو ابھی موسیٰ کا سب پول کھل جاتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور جتنے بڑے بڑے شعبدہ باز اور افسون ساز تھے دربار شاہی میں جمع ہو گئے ان سے ذکر کیا گیا کہ یہ معاملہ ہے وہ ہنس کر کہنے لگے ہم سب تماشہ آپ کو دکھائے دیتے ہیں مگر آپ ہم سے وعدہ کریں کہ اگر ہم نے موسیٰ پر غلبہ حاصل کر لیا تو کیا ہمیں انعامات ملیں گے؟ فرعون نے بڑے زور سے ان کو انعامات دینے کا وعدہ کیا اور کہا کہ علاوہ انعامات کے تمہیں دربار نشینی کا منصب بھی عطا کیا جائے گا۔ الحاصل دن مقرر ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے معجزات دکھانے کے لئے طلب کئے گئے۔ وہ آئے اور آتے ہی کہنے لگے۔ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ حق کو ہمیشہ باطل پر غلبہ دے گا تم اس بات کو مان جاؤ۔ جادوگر کہنے لگے پہلے آپ کوئی چیز دکھائیں گے یا ہم دکھائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم ہی پہلے دکھاؤ چنانچہ انہوں نے شعبدہ بازی کر کے ایسا تماشا دکھایا کہ لوگ حیران ہو گئے جب وہ اپنا کرشمہ دکھا چکے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے معجزات دکھائے جن کو دیکھتے ہی تمام جادوگر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے اور کہنے لگے کہ جو کچھ انہوں نے دکھایا ہے یہ جادو نہیں یہ چیز تو جادوگری سے کہیں بعید معلوم ہوتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے واقعی سچ کہا تھا۔ ہم تو صدق دل سے ایمان لاتے ہیں۔ چنانچہ اس پر فرعون اور اس کے حاشیہ نشینوں نے ان بیچاروں کو بہت ڈرایا دھمکایا اور اذیتیں بھی دیں مگر وہ آخر وقت تک یہی کہتے گئے کہ نہیں موسیٰ علیہ السلام جو کچھ کہتے ہیں بالکل ٹھیک ہے خدا ہم کو ایمان پر ثابت قدم رکھے خواہ ہماری جانیں بھی چلی جائیں اب پھر کفر و شرک اختیار نہیں کر سکتے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے پروردگار سے یوں دعا کی کہ خدایا! ہمارے دلوں کو صبر کی نعمت عظیم عطا فرما اور ہماری موت ایسی حالت میں آئے کہ ہم حقیقی معنوں میں تیرے فرمانبردار ہوں۔

ترجمہ آیات ۱۲۷-۱۲۹:- اور فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ کیا تم موسیٰ اور اس کی قوم کو یونہی چھوڑ دو گے کہ وہ ملک میں فساد برپا کرتے پھریں اور تمہیں اور تمہارے معبودوں کو ترک کر دیں۔ کہنے لگا ہم عنقریب ان کے بیٹوں کو مار ڈالیں گے

اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھیں گے اور ہم تو ہر طرح ان پر غالب ہیں۔ موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ سے مدد طلب کرو اور صبر کرو۔ زمین خدا کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے دیدے اور آخر کار کامیابی انہی کو ہوتی ہے جو پرہیزگار ہوں۔ وہ کہنے لگے کہ ہمیں تو تکلیفیں ہی پہنچتی ہیں۔ آپ کے آنے سے پہلے بھی اور آپ کے آنے کے بعد بھی موسیٰ نے فرمایا امید ہے کہ عنقریب تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کردے اور زمین میں تمہیں جانشین مقرر کردے پھر دیکھئے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

شرح:۔ اس رکوع میں ایک طرف فرعون کے انتہائی مظالم کا ذکر ہے اور دوسری طرف بنی اسرائیل کی انتہائی بزدلی اور گستاخی کو ظاہر کیا گیا ہے۔ سرداران ملک نے فرعون سے مطالبہ کیا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کا کوئی ایسا بندوبست کرے کہ ہمارے خلاف زبان نہ کھول سکیں تاکہ ملک میں ایسا ہی امن اور چین قائم رہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے تھا۔ فرعون نے کہا کہ ہم پہلے ہی سے ان کے بیٹوں کو ہلاک کردیتے ہیں اور لڑکیوں کو لونڈیاں بنا لیتے ہیں۔ ہم تو ہر طرح سے زیادہ طاقتور اور زبردست ہیں۔ ان میں ہمت نہیں کہ وہ ہمیں مغلوب کرسکیں۔ ان کے پاس دولت ثروت نہیں۔ ان کے پاس اسلحہ حرب نہیں وہ لڑنا نہیں جانتے۔ ان کی کوئی تنظیم نہیں کہ تمہیں خوف ہو۔ ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ساتھ تبلیغی سرگرمیوں میں مشغول تھے۔ انہوں نے قوم سے کہا کہ دیکھو اسباب ظاہری نہ ہونے سے مت ڈرو۔ تم اپنی لو خدا سے لگاؤ۔ اسی سے مدد طلب کرو اور سختیوں پر صبر کرو یاد رکھو تمام زمین کا مالک حقیقی خدائے عزوجل ہی ہے اگر اس کا کوئی بندہ موجود ہو تو وہ اسے حکومت عطا کرتا ہے اور اگر اس کا فرمانبردار موجود نہ ہو تو نافرمانوں میں سے جو زیادہ مادی اسباب فراہم کرے اور قوت مہیا کرے۔ وہ جس خطہ پر چاہے مسلط ہو جائے پھر جب کوئی فرمابردار قوم پیدا ہو جائے تو نافرمانوں کو ان کے لئے جگہ خالی کرنی پڑے گی۔ قوم نے کہا کہ ہمارے لئے تو وہی مصیبت رہی۔ پہلے بھی ہم کو تنگ کیا جا رہا تھا اور نہ معلوم کب تک ان مصائب میں ہمیں مبتلا رہنا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مجھے تو پوری امید ہے کہ خدا تمہارے دشمن کو ہلاک کرے گا اور نافرمانوں کو ختم کرکے تمہارا تسلط جما دے گا پھر وہ تمہیں بھی دیکھے گا کہ آیا تم بھی اسی طرح نافرمانیوں پر تو نہیں اتر آتے اور سرکش تو نہیں

بن جاتے۔

ترجمہ آیات ۱۳۰-۱۴۱:- اور ہم نے آل فرعون کو خشک سالی اور کمی پیداوار کے عذاب میں گرفتار کیا تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ پس جب ان کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ ہمارا حق ہے اور اگر ان کو کوئی تکلیف پہنچتی تو موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی نحوست قرار دیتے۔ دیکھو اللہ کے نزدیک نحوست انہیں کی ہے لیکن ان میں اکثر اس بات کو نہیں مانتے اور فرعون کے لوگوں نے کہا کہ خواہ آپ کوئی بھی نشانی ہمارے پاس لائیں تاکہ اس کے ساتھ آپ ہم کو مسحور کریں پھر بھی ہم آپ کو نہیں مانیں گے۔ پس ہم نے ان پر طوفان بھیجا اور ٹڈیاں اور جوئیں اور مینڈک اور خون کہ سب الگ الگ نشانیاں تھیں مگر انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرموں کی قوم تھی اور جب ان پر عذاب واقع ہوتا تو کہنے لگتے اے موسیٰ! ہمارے واسطے اپنے رب سے اس طور پر کہ اس نے آپ کو سکھا رکھا ہے دعا کیجئے اگر آپ نے ہم پر سے اس عذاب کو اٹھا دیا تو ہم ضرور آپ پر ایمان لے آئیں گے اور آپ کے ساتھ ضرور بنی اسرائیل کو بھیج دیں گے۔ پھر جب ہم نے ان سے اس عذاب کو ایک خاص وقت تک کہ وہ اس تک پہنچنے والے ہی تھے ٹال دیا تو انہوں نے فوراً بد عہدی کی۔ پس ہم نے ان سے انتقام لیا سو ہم نے ان کو گہرے پانی میں غرق کر دیا کیونکہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے اور ان سے غفلت برتتے تھے۔ اور ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اس زمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جس میں کہ ہم نے برکت رکھی ہے اور آپ کے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل پر پورا ہو گیا اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا اور جو محلات فرعون اور اس کی قوم بنایا کرتی اور جو بیلیں وہ کوٹھے پر چڑھا کرتے تھے ان سب کو ہم نے ملیامیٹ کر کے رکھ دیا اور بنی اسرائیل کو سمندر پار پہنچا دیا تو ایک قوم پر ان کا گذر ہوا جو اپنے بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ کہنے لگے اے موسیٰ! ہمیں بھی ایک معبود بنا دیجئے جس طرح کہ ان لوگوں کے معبود ہیں۔ انہوں نے کہا بلاشبہ تم بے سمجھ قوم ہو۔ بیشک یہ لوگ جس دین میں ہیں وہ مٹ جانے والا ہے اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں محض باطل ہے۔ کیا میں اللہ کو چھوڑ کر تمہارے لئے کوئی معبود تلاش کروں حالانکہ اس نے تم کو تمام اہل جہان پر فضیلت دی ہے اور جب ہم نے تم کو آل فرعون سے نجات دلائی جو تمہیں سخت ایذا دیتے اور تمہارے بیٹوں کو قتل کر دیتے

اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی بھاری آزمائش تھی۔

شرح:۔ چنانچہ فرعون اور اس کی قوم کو بد اعمالیوں اور نافرمانیوں کی پاداش میں کئی سزائیں بھگتنی پڑیں اور یہ سزائیں محض اس واسطے دی گئیں کہ وہ ان سے درس عبرت حاصل کریں اور آئندہ کے لئے کفر و شرک سے توبہ کرلیں مگر قوم فرعون اس راستے پر ہرگز نہ آئی۔ چنانچہ جب کبھی ان پر کوئی مصیبت نازل ہوتی اور وہ کسی بلا میں گرفتار ہوتے تو کہہ دیتے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے ہم پر یہ وبال آرہا ہے۔ یہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اعمال کی شامت ہے وہ ہمارے معبودوں کی نہیں مانتا اس واسطے ہمارے خدا ہم سے ناراض ہو کر یہ تکلیفیں ہم کو دے رہے ہیں اور کبھی خوشحالی کا دور دورہ ہوتا تو وہ خوشی سے پھولے نہ سماتے اور کہتے کہ دیکھا کہیں وہ لوگ بھی خوشحال ہو سکتے ہیں جو خدا کے نافرمان اور معتوب و مقہور گردانے گئے ہوں۔ ہماری خوشحالی اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمارا طریق عمل غلط نہیں۔ جب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام آل فرعون کو وعظ و نصیحت کرتے رہے یہی جواب سنتے رہے اور وہ برابر یہی کہتے رہے کہ اے موسیٰ! ہمیں تم کوئی بھی معجزہ دکھاؤ ہم نہیں مانیں گے۔ پس ان پر یکے بعد دیگرے کئی عذاب نازل ہوئے۔ مثلاً "سب سے پہلے دریائے نیل میں ایک ایسا طوفان آیا کہ ان کے کھیت اور اکثر بستیاں تباہ کرکے رکھ گیا۔ پھر ٹڈی آئی اور جو کھیتیاں طوفان کی زد سے بچ گئیں تھیں ان کو کھا کر ختم کر گئی۔ اس کے بعد ان کے کپڑوں میں اس قدر جوئیں پڑیں کہ کوئی بھی نہ بچ سکا۔ پھر مینڈک اس کثرت سے پیدا ہوئے کہ ان کے کھانے پینے کی چیزوں میں گھس جاتے اس طرح گویا ہم نے آل فرعون پر عرصہ حیات تنگ کر دیا۔ سب سے آخر میں ان کی تمام چیزوں میں لہو نظر آنے لگا۔ تازہ میوے چیرو تو ان سے خون بہے' کھانے کی چیزوں کو ہاتھ لگاؤ تو وہ خون آلودہ نظر آئیں۔ پانی پیو تو اس سے خون کی بو اور مزہ آئے۔ آخر وہ تنگ آگئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے التجا کی کہ دعا کیجئے اور ہمارے سر سے گوناگوں عذاب کو ٹلوا دیجئے ہم آپ کو رسول برحق مان لیتے ہیں۔ چنانچہ خدائے عز و جل نے یہ عذاب بھی ان پر سے ٹال دیا۔ جب عذاب ٹل گیا تو پھر وہی کج بحثیاں کرنے لگے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت پر ایمان نہ لائے۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ

شائد اب کبھی ہم پر کوئی عذاب مسلط نہ ہوگا۔ مگر یہ ان کا خیال خام تھا ہم نے ان سب کو یہ سزا دی کہ سب کو دریائے نیل میں غرق کر دیا۔ ہمارے رسول اور ہمارے احکام کو جھٹلانے کی انہوں نے وہ سزا پائی کہ دنیا کے لئے ہمیشہ ان کی مثال درس عبرت بنی رہے گی۔ اس کے بعد دنیا نے دیکھا کہ فرعون اور اس کی قوم کو ان کی دولت و ثروت اور باغات و محلات سمیت صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا گیا۔ ان کے اسباب مادی بالکل ان کے کام نہ آئے۔ اور وہ بنی اسرائیل جو بالکل نہتے، ننگے اور بھوکے تھے حاکم وقت بنا دیئے گئے اور ہر قسم کی نعمتوں سے سرفراز کئے جانے لگے۔ پھر دیکھو کہ یہی بنی اسرائیل خوشحالی اور کامیابی کے نشہ میں بد اعتدالیاں کرنے لگے چنانچہ کنعان کو آتے ہوئے وہ راستے میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گذرے جو بت پرست تھی۔ ان کو دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ہم کو بھی ایسے بت بنا دیجئے۔ ہم بھی اس طرح ان کی پرستش کریں گے۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سخت ناراض ہوئے اور کہا کہ جاہلو! یہ لوگ اور ان کے بت سب کے سب عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جانے والے ہیں اور دنیا دیکھے گی کہ ان کا طریقہ عمل محض باطل تھا۔ تم خدا کا شکر کرو کہ ہر طرح کی غلامی سے نجات پا کر آئے ہو۔ اب نئی غلامی میں کیوں پھنستے ہو۔ تم صرف خدائے واحد کا شکر کرو جو سب کائنات عالم کا پروردگار ہے اور جس نے رسالت و حکومت تمہارے خاندان کو عطا کر کے اہل عالم پر اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ تم ہی سب سے افضل و اعلیٰ ہو۔ دیکھو! ایک وہ زمانہ تھا کہ تمہارے لخت جگر بیٹوں کو تمہاری آنکھوں کے سامنے قتل کیا جاتا تھا اور تمہاری معصوم بچیوں کو لونڈیاں بنایا جاتا تھا۔ دیکھو اس میں تمہارے لئے کس قدر جانکاہی اور ذلت تھی اور اس مصیبت سے کس طرح بظاہر بچاؤ نظر نہ آتا تھا سو اگر خدا تمہاری مدد نہ کرتا تو ایک دن آتا کہ تم صفحہ ہستی سے مٹا دیئے جاتے مگر اسی کے ساتھ تم شرک کرتے ہو۔ یاد رکھو اگر اس کی نافرمانی کرو گے یا اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ گے تو قبطیوں سے بھی زیادہ دردناک اور عبرت خیز سزا کا مزا چکھو گے۔

ترجمہ آیات ۱۴۲-۱۴۷:- ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اور ہم نے دس راتیں اور بڑھا کر ان کی تکمیل کر دی سو ان کے رب کا چالیس رات کا وعدہ پورا ہوا موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میرے پیچھے میری قوم میں نیابت کرنا اور ان کی

اصلاح کرتے رہنا اور مفسدوں کی راہ نہ چلنا اور جب موسیٰ ہمارے وعدہ پر آئے اور ان کے رب نے ان سے باتیں کیں تو موسیٰ نے کہا اے رب تو مجھے اپنے تئیں دکھا کہ میں تجھے ایک نظر دیکھ لوں۔ ارشاد ہوا تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے البتہ پہاڑ کی طرف دیکھو اگر وہ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تم بھی مجھے دیکھ لوگے۔ پس جب اس کے رب نے نور کا چکارا پہاڑ کو دکھایا تو اس کو پاش پاش کر دیا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ پس جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے تیری ذات پاک ہے میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں۔ ارشاد ہوا اے موسیٰ! میں نے اپنی رسالت اور کلام کے ساتھ تجھے تمام لوگوں پر برگزیدہ کیا ہے پس جو کچھ میں نے تمہیں دیا ہے لے لو اور شکر گزار رہو اور ہم نے تختیوں پر موسیٰ کے لئے ہر طرح کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی پس مضبوطی سے ان کو تھام لو اور اپنی قوم کو بھی حکم دو کہ وہ ان کی بہترین باتوں پر عمل پیرا ہوں۔ میں تمہیں عنقریب نافرمانوں کے گھر دکھاؤں گا۔ اور میں بہت جلد ان لوگوں کو اپنے احکام پر عمل کرنے سے روک دوں گا جو زمین پر ناحق تکبر کرتے ہیں اگر وہ تمام قسم کی نشانیاں بھی دیکھ لیں گے تو بھی ان پر ایمان نہ لائیں گے اور ہدایت کا راستہ دیکھ لیں تو اس کو اختیار نہ کریں گے اور اگر گمراہی کی راہ دیکھ پائیں تو اس پر چلنے لگیں گے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے غافل رہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات کو اور آخرت کے پیش آنے کو جھٹلایا ان سب کا کیا دھرا اکارت گیا۔ ان لوگوں کو جو سزا ملے گی تو انہیں کے اعمال کی۔

شرح:۔ اس رکوع سے بنی اسرائیل کی بے اعتدالیوں کا ذکر شروع ہوتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جب بنی اسرائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معیت میں مصر سے کنعان آگئے تو ہم نے موسیٰ کو ایک ضابطہ قانون دینا چاہا جو آج توریت کے نام سے مشہور ہے۔ ہم نے موسیٰ سے کہا کہ فلاں پہاڑی پر تیس روز تک عبادت میں مشغول رہو اور دنیاوی کام میں حصہ نہ لو۔ جب تیس روز گذر گئے تو ہم نے کہا کہ دس روز اور اس طرح عبادت کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اس پہاڑی پر آئے تو اپنے پیچھے اپنے بھائی ہارون کو اپنا نائب مقرر کر آئے تھے اور کہہ آئے تھے کہ قوم کا خیال رکھنا۔ انہیں اسی بد اعتدالی میں نہ پڑنے دینا اور نہ مفسدوں کا طرز عمل اختیار کرنا یہاں جب چالیس روز گزر گئے تو

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند عز و جل سے درخواست کی کہ مجھے اپنے تئیں دکھا دیجئے ارشاد ہوا تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ بہرحال سامنے کے پہاڑ پر نظر دوڑاؤ۔ میں وہاں تجلی کی ایک جھلک دکھاتا ہوں اگر پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تم بھی جو پہاڑ کا سا دل رکھنے والے ایک انسان ہو مجھے دیکھ لوگے۔ مگر جب نور کا پرتو پہاڑ پر پڑا تو پہاڑ چورا چورا ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے۔ حواس قائم ہوئے تو پکار اٹھے کہ خدایا! تو اس سے کہیں بالاتر ہے کہ ہماری آنکھیں تجھے دیکھ سکیں۔ میں نے توبہ کی اور سب سے پہلے میں تجھ پر ایمان لاتا ہوں۔

پس ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ! میں نبوت کے واسطے تجھے ہی منتخب کرتا ہوں۔ میں کسی سے بات نہیں کرتا مگر تجھے ہم کلام ہونے کا شرف بخشتا ہوں۔ سو تجھے آج جو کچھ عطا ہو رہا ہے اس کو بصد شکریہ قبول کرو۔ ہم نے ان تختیوں میں جو تجھے عطا کی جا رہی ہیں ہر قسم کی نصیحت کی باتیں لکھ دی ہیں۔ پس ان باتوں کو مضبوطی سے تھام لو۔ اور ان ہی کے مطابق اپنی قوم کو حکم دو اور انہیں تاکید کردو کہ وہ ان کی اتباع کریں باقی رہے وہ لوگ جو دنیا میں سرکشانہ زندگی بسر کر رہے ہیں اور ہمارے احکام کی پرواہ نہیں کرتے تو جلد از جلد تم دیکھ لوگے کہ ان کا کیا انجام ہوتا ہے۔ اے موسیٰ! جو لوگ ضد پر اڑ جائیں اور ہماری پرواہ نہ کریں ان کو تم لاکھ معجزے دکھاؤ وہ ماننے والے نہیں۔ ان کو کوئی غلط راستہ نظر آ جائے تو وہ اس پر چلنے کے لئے بے تاب ہوں گے۔ مگر جب سیدھی راہ ان کے سامنے پیش کرو تو اس پر چلنے کی ہمت ہی نہیں کرتے اس کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ وہ ہماری آیتوں سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں۔ اور ہمارے احکام کی پرواہ کرنا تو درکنار الٹا انہیں جھٹلاتے ہیں۔ اب ایسے لوگ جو ہمارے احکام کی پرواہ نہ کریں نہ قیامت کے دن سے ڈریں ظاہر ہے کہ کتنے ہی نیک کام کیوں نہ کریں انہیں فائدہ نہ ہوگا اور بد اعمالیوں کی انہیں سزا ضرور دی جائے گی۔

ترجمہ آیات ۱۴۸-۱۵۱:- اور موسیٰ کے بعد اس کی قوم نے اپنے زیوروں کا ایک بچھڑا بنا لیا جو ایک جسم تھا جو گائے کی طرح آواز رکھتا تھا۔ کیا انہوں نے یہ بھی نہ دیکھا کہ وہ نہ تو ان سے بات کرتا ہے اور نہ ان کو سیدھی راہ دکھا سکتا ہے انہوں نے یوں ہی اسے معبود ٹھہرا لیا اور اپنے آپ پر ظلم کمایا اور جب وہ نادم ہوئے اور انہوں نے دیکھا

کہ وہ واقعی گمراہ ہو گئے تو کہنے لگے کہ ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے اور بخش نہ دے تو بلاشبہ ہم گھاٹے میں رہیں گے اور جب موسیٰ غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف لوٹے تو کہنے لگے کہ میرے بعد تم نے میری بڑی نیابت کی۔ کیا تم اپنے رب کے حکم سے پہلے ہی جلدی کر بیٹھے اور موسیٰ نے تختیاں پھینک دیں اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے۔ اس نے کہا اے میری ماں جائے ان لوگوں نے مجھے ناتوان سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالیں۔ سو مجھ پر دشمنوں کو مت ہنساؤ اور مجھے ان ظالموں کے ساتھ نہ ملاؤ۔ موسیٰ نے کہا کہ اے میرے رب مجھ کو اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہم کو اپنی رحمت میں داخل کرلے اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

شرح:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس دن رات کوہ طور پر رہے۔ پیچھے گستاخ قوم نے اپنے سونے چاندی کے زیوروں کو جمع کر کے اور انہیں پگھلا کر ایک بچھڑے کی شکل کا ایک بت بنا لیا اور ایسی حکمت سے کہ وہ ایک طرح کی آواز بھی نکال سکتا تھا۔ انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ محض ایک بت بے جان ہے جو نہ ان سے بات کر سکتا نہ کسی کی بات کا جواب دے سکتا اور نہ ان کی کسی طرح کی رہنمائی کر سکتا ہے الحاصل وہ اس کی بے فائدہ پوجا کرنے لگے اور مشرک بن کر اپنے آپ پر ظلم کیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس آئے تو سخت غضبناک ہوئے توریت کی تختیاں زمین پر پھینک دیں اور کہنے لگے کہ تم نے میرے بعد کس قدر برا کام کیا تمہیں اتنی جلدی کیا پڑی تھی۔ عبادت کا طریقہ جب بھی خدا بتاتا بتا دیتا الغرض ان کی تنبیہہ سے بچھڑے کی پجارگی کی حقیقت ان پر واضح ہو گئی اور سخت نادم ہوئے اور لگے توبہ کرنے۔ اپنی قوم کو سمجھانے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی سے باز پرس کی اور سر کے بالوں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ انہوں نے عجز و انکساری کے ساتھ درخواست کی کہ بھائی مجھے لوگوں کے سامنے رسوا نہ کرو۔ انہوں نے مجھے بالکل اکیلا اور کمزور سمجھا اور میرا کہنا مطلق نہ مانا بلکہ مجھے تو قتل کر دینے کی دھمکیاں دیتے رہے آپ کی بدسلوکی دیکھ کر یہ لوگ مجھ پر اور ہنسیں گے۔ مجھے معاف کیجئے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ خدایا! ہم کو اپنی رحمت میں لے لے اور ہم دونوں بھائیوں کو بخش دے تو بڑا ہی رحم کرنے والا ہے۔

ترجمہ آیات ۱۵۲-۱۵۷:۔ بیشک جن لوگوں نے گوسالہ کو معبود بنایا تھا ان پر

بہت جلد ان کے رب کی طرف سے عذاب نازل ہوگا اور دنیا کی زندگی میں ذلت بھی اور اسی طرح ہم افترا پردازوں کو سزا دیا کرتے ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے برے کام کئے پھر اس کے بعد توبہ کرلی اور ایمان لے آئے تو بیشک آپ کا رب توبہ کے بعد بخش دینے والا مہربان ہے اور جب موسیٰ کا غصہ کم ہوا تو ان تختیوں کو اٹھالیا اور ان میں جو کچھ لکھا ہوا تھا وہ ان لوگوں کے لئے سرمایہ ہدایت و رحمت تھا یہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور موسیٰ نے اپنی قوم میں سے ستر آدمی ہمارے مقررہ وقت کے لئے چن لئے پھر جب ان کو زلزلے نے آلیا تو کہا کہ اے میرے رب اگر تو چاہتا تو ان کو اور مجھ کو بھی اس سے پہلے ہلاک کر دیتا۔ کیا ہم میں سے چند بیوقوفوں کی حرکت پر تو ہم کو ہلاک کر دے گا۔ یہ تو تیری طرف سے محض ایک آزمائش تھی جس کو چاہے تو گمراہ کر دے اور جس کو چاہے سیدھی راہ دکھادے تو ہی ہمارا کارساز ہے۔ سو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بخشنے والوں سے بہتر ہے اور ہمارے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی لکھ اور آخرت میں بھی ہم فی الحقیقت تیری طرف رجوع کرتے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ میں اپنا عذاب جس کو چاہتا ہوں اس کو پہنچاتا ہوں اور میری رحمت ہر ایک چیز پر چھائی ہوئی ہے۔ سو میں اس بھلائی کو ان لوگوں کے واسطے ضرور لکھ دوں گا جو پرہیز گاری اختیار کرتے اور زکوۃ دیتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں وہ لوگ جو ایسے رسول، نبی اُمّی کی پیروی کرتے ہیں۔ جن کو وہ اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ جو ان کو نیکی کے کام کرنے کو کہتے اور برے کاموں سے روکتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال قرار دیتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان کے لئے حرام ٹھہراتے ہیں اور ان پر سے ان کے بوجھ اور طوق جو ان پر تھے اترواتے ہیں۔ سو وہ لوگ جو ان پر ایمان لاتے اور ان کو تقویت پہنچاتے اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی پیروی کرتے ہیں جو ان کے ساتھ نازل ہوا یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

شرح:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کے جواب میں خداوند عزوجل نے فرمایا کہ وہ لوگ جنہوں نے بچھڑے کی پوجا کی ہے وہ دنیاوی زندگی میں ذلیل و خوار ہوں گے اور ان کے پروردگار کا غضب ان پر نازل ہوگا۔ اور جو لوگ اپنے مشرکانہ افعال پر نادم ہیں اور آئندہ کے لئے انہوں نے توبہ کرلی ہے۔ ان کے لئے ہم گناہ معاف کرنے اور رحم

کرنے والے ہیں۔
اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غصہ فرو ہوا اور انہوں نے توریت کی ان تختیوں کو جو زمین پر غصے کے عالم میں دے ماری تھیں اٹھالیا۔ جو اپنے اندر سراسر ہدایت و رحمت صرف ان لوگوں کے لئے تھی جو اس کے طالب تھے۔ اور جو اس کی طرف مائل ہی نہ تھے ان کو نہ ہدایت کا کوئی فائدہ ہوا اور نہ رحمت الٰہی کا۔ وہ جیسے پہلے تھے ویسے ہی کورے کے کورے بعد میں رہے۔ ہاں! تو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر توریت لینے کے لئے گئے تھے اپنے ساتھ بنی اسرائیل کے ستر آدمی لیتے گئے انہوں نے وہاں یہ گستاخانہ مطالبہ کیا کہ ہم تو خدا کو ان آنکھوں سے دیکھیں گے تب مانیں گے ورنہ نہیں۔ پس اس گستاخی کی پاداش میں ان پر ایک ایسا زلزلہ آیا کہ زمین ان کے پاؤں تلے سے نکل گئی۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سمیت وہ سب کے سب بیہوش ہو کر زمین پر آ رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو جلدی ہوش میں آ گئے اور درگاہ باری تعالیٰ میں یوں عرض پرداز ہوئے کہ خدایا! ہم نے خود ہلاکت کا سامان پیدا کیا اور اگر تو چاہتا تو اس سے پہلے ہی ہم کو ملیامیٹ کر دیتا مگر تیری رحمت ہمیشہ ہمارے شامل حال رہی جس طرح اس سے پہلے تو ہماری لغزشوں کو معاف کرتا چلا آیا ہے اسی طرح اب بھی کر اور بے وقوفوں کی گستاخی کی وجہ سے ہم کو ہلاک نہ کر تیری آزمائش ایسی ہے کہ بعض لوگ ان پر پورے نہیں اتر سکتے مگر بعض اولوالعزم اور نیک بندے باحسن وجوہ تمام مراحل و منازل طے کر جاتے ہیں اور راہ ہدایت پر گامزن رہتے ہیں تو سب کا پروردگار ہے۔ ہم کمزور انسانوں کے گناہ بخش دے اور ہم پر رحم کر تیرے سوا اور کون ہے جن سے گناہوں کی معافی طلب کی جائے۔ تو ہی حاکم الحاکمین ہے۔ خدایا حکم دے دے کہ ہم دنیا میں بھی دکھ درد سے بچے رہیں اور آخرت میں بھی ہم پر عذاب نہ ہو۔

ارشاد ہوا اے موسیٰ! میری رحمت ہر شخص کے لئے ہے مگر میرا عذاب ان نافرمانوں کو ضرور ہوگا جن کو میں سزا دینا چاہوں گا۔ اور جو یہ کہتے ہو کہ ہمارے حق میں رحمت لکھ دو تو کسی فاجر شخص کے لئے ایسا نہیں ہو سکتا۔ ہاں ان سب کے لئے رحمت لکھ دی جاتی ہے جو ہم سے ڈریں گے۔ زکوٰۃ ادا کریں گے اور ہمارے احکام کو مانیں گے۔ اور جو ہمارے بھیجے ہوئے رسول امی کی اتباع کریں گے جن کا ذکر توریت و انجیل میں ہے

وہ ہر نیک کام کی ترغیب دے گا۔ ہر برے کام سے لوگوں کو منع کرے گا صاف ستھری اور پاکیزہ چیزوں کو لوگوں کے لئے حلال قرار دے گا اور گندی اور قابل نفرت چیزوں کو حرام ٹھہرائے گا۔ اور ان فضول عادات و رسوم کو مٹا دے گا جو ان کے گلے کا ہار بنی ہوں گی۔ پس اے موسیٰ! جو لوگ اس نبی امی پر ایمان لائیں گے اس کی مدد کریں گے اور اس کا دست راست بنیں گے اور قرآن یعنی اسی نور کی جو اس نبی امی کے ساتھ نازل کیا جائے گا اتباع کریں گے وہ لوگ شاد کام ہوں گے اور وہی نجات اخروی حاصل کر سکیں گے۔

ترجمہ آیات ۱۵۸-۱۶۲:- کہہ دیجئے اے لوگو! بلاشبہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں وہ اللہ جس کے لئے تمام آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سو اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی امی پر جو اللہ اور اس کے کلام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی پیروی کرو تاکہ تمہیں ہدایت حاصل ہو۔ اور موسیٰ کی قوم میں چند لوگ ایسے بھی ہیں جو حق کے ساتھ راہ دکھاتے اور حق کے مطابق انصاف کرتے ہیں اور ہم نے ان کو بارہ قبیلوں میں گروہ در گروہ تقسیم کر دیا اور جب موسیٰ کی قوم نے اس سے پانی طلب کیا تو اس کی طرف ہم نے وحی کی کہ اپنے عصا سے پتھر کو مارو سو اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے تمام لوگوں نے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کر لیا اور ہم نے ان پر بادلوں کا سایہ کر دیا اور ان پر من و سلوا نازل کیا اور جو کچھ ہم نے تمہیں حلال اور طیب دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا۔ اور جب ان کو حکم دیا گیا کہ اس گاؤں میں رہو سہو اور اس جگہ سے جہاں چاہو کھاؤ اور مغفرت طلب کرو۔ اور دروازہ میں عاجزانہ طور سے داخل ہونا ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے۔ ہم نیک کام کرنے والوں کو بہت جلد فراوانی دیں گے پھر ان میں سے ان لوگوں نے جو ظالم تھے۔ اس بات کو جو ان کی تلقین کی گئی تھی دوسری بات سے بدل دیا۔ تب ہم نے ان کے ظلم کی وجہ سے ان پر آسمان سے عذاب بھیجا۔

شرح:- سوائے پیغمبر! آپ دنیا کو سنا دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں سنو اللہ وہی ہے جو زمین اور آسمان کا مالک اور معبود برحق ہے۔ وہی اشیاء عالم کو پیدا کرتا ہے اور وہی انہیں فنا کرتا ہے۔ پس تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اس نبی امی کو جس کے

متعلق تمہاری کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے کلام پر ایمان رکھتا ہے۔ مان لو اور اس کی اتباع کر کے راہ ہدایت پاؤ اور اے پیغمبرؐ کو تمہاری مخالفت بڑے شد و مد کے ساتھ ہوگی مگر حق پرستوں کا ایک گروہ امت موسیٰ علیہ السلام میں سے ایسا بھی ہوگا جو بالکل توریت کے مطابق چلے گا اور اسی کے موافق اپنے تمام اعمال و افعال کو ڈھال لے گا۔ یہود کے بارہ فرقے خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بن چکے تھے جن کی بنیاد قبائل کے نظام پر رکھی گئی تھی۔ جنگل میں جب پانی کی ضرورت محسوس ہوئی تو معجزانہ طریق سے ہر ایک کے لئے الگ الگ گھاٹ بنا دیئے گئے اور ہم نے بادلوں کا سائبان بھی ان پر پھیلا دیا۔ کھانے کو انہیں من و سلویٰ میسر تھا اور ہر پاکیزہ اور ستھری چیز ان کے لئے مباح تھی۔ مگر وہ اس قدر کج رو تھے کہ زیادتیاں اور گستاخیاں کرنے سے باز نہ آئے۔ چنانچہ جب ان کو یہ حکم دیا گیا کہ بیت المقدس میں فاتحانہ داخل ہوتے وقت خدا کی حمد شکر بجالانا اور اس کی فرمانبرداری کا اظہار کرنا تو ہم تمہارے گناہ بخش دیں گے۔ لیکن اس ظالم قوم نے ہمارے ارشادات کے بالکل مخالف طرز اختیار کیا بجائے اس کے کہ توبہ کر کے مغفرت مانگتے لگے گندم اور غلہ مانگنے اور بجائے خدا کے روبرو عجز و انکساری دکھانے کے لگے غرور اور تکبر کا مظاہرہ کرنے۔ چنانچہ یہ چیزیں خداوند جل و اعلیٰ کو ناپسند تھیں اس واسطے یہ قوم ظالم و سرکش گردانی گئی اور بجائے برکات آسمانی کے عذاب آسمانی ان پر نازل ہوا۔

ترجمہ آیات ۱۶۳-۱۷۱:- اے پیغمبر ان یہودیوں سے اس گاؤں کا حال پوچھے جو سمندر کے کنارے پر تھا جب وہ ہفتہ کے دن شرعی حد سے بڑھ جاتے تھے کیونکہ جب ان کا ہفتہ کا دن ہوتا تھا تو مچھلیاں ابھر ابھر کر ان کے سامنے آتیں اور جب ہفتے کا دن نہ ہوتا تو نہ آتیں۔ اسی طرح ہم ان کو فسق و نافرمانی کی وجہ سے آزماتے تھے اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا کہ تم کیوں ایسے لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے ہو جنہیں خدا تباہ کرنے یا سخت ترین سزا دینے والا ہے انہوں نے کہا کہ ہم تمارے پروردگار کے حضور اپنے اوپر سے الزام اتارنے کو ایسا کرتے ہیں اور اس واسطے بھی کہ شاید وہ باز آجائیں۔ پھر جب ان باتوں کو بھول گئے جو ان کو سمجھائی جاتی تھیں تو ہم نے ان لوگوں کو تو بچا لیا جو برائی سے منع کرتے تھے اور ہم نے ان لوگوں کو جو ظالم تھے ان کی نافرمانی کی وجہ سے

عذاب میں گرفتار کیا۔ پھر جس کام سے ان کو روکا گیا تھا جب اس میں وہ حد سے بڑھ گئے تو ہم نے ان سے کہہ دیا کہ ذلیل و خوار بندر بن جاؤ اور جب آپ کے رب نے حکم دیا کہ ان پر قیامت تک ایسے لوگوں کو مسلط رکھے گا جو انہیں سخت تکلیفیں پہنچاتے رہیں گے۔ بلاشبہ آپ کا پروردگار بہت جلد سزا دینے والا ہے نیز وہ بڑی مغفرت اور بڑی رحمت والا بھی ہے اور ہم نے ان کو دنیا میں کئی گروہ بنا کر تقسیم کر رکھا ہے ان میں سے نیکوکار بھی ہیں اور ان میں سے اس کے برعکس بھی ہیں اور ہم نے ان کو خوشحالیوں اور بدحالیوں سے ہر طرح آزمایا کہ شاید وہ باز آجائیں۔ پھر ان کے بعد نالائق جانشین آئے جو کتاب کے وارث بنے۔ اس دنیائے حقیر کے مال و متاع کو تحریف کے بدلے میں بلا تامل قبول کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عنقریب ہماری مغفرت ہو جائے گی۔ اور اگر پھر ایسا ہی مال ان کے پاس آنے لگے تو اسے بھی قبول کر لیں۔ کیا ان سے یہ عہد جو کتاب اللہ میں موجود ہے نہیں لیا گیا کہ اللہ کے متعلق صرف وہی بات کہیں جو سچ ہو اور انہوں نے جو کچھ اس میں تھا پڑھ بھی لیا اور آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے کہیں بہتر ہے جو پرہیزگار ہیں۔ تو کیا تم اس قدر بھی نہیں سوچتے اور وہ لوگ جو کتاب کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں یقیناً "ہم ایسے نیک لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے اور جب ہم نے ان کے اوپر پہاڑ کو سائبان کی طرح لا معلق کیا اور انہیں یقین ہو گیا کہ اب گرا۔ جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اسے مضبوطی سے تھامے رہو اور جو کچھ اس کے اندر ہے اسے یاد رکھو تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

شرح:- یہود کی چند بے اعتدالیوں کا ذکر گزشتہ رکوع میں بتایا جا چکا اور انسان کو نافرمانیوں پر جو سزا ملتی ہے اس کی طرف بھی مختصر سا اشارہ کر دیا گیا۔ اس رکوع میں یہود کی ایک اور بہت بڑی نافرمانی کا ذکر ہے اور اس نافرمانی کی وجہ سے ان کو جس نتائج و عواقب کا سامنا ہوا اس کا بیان ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ سمندر کے کنارے یہود کی ایک بستی تھی وہاں مچھلیاں بکثرت ہوا کرتی تھیں۔ ہم نے یہود کو حکم دے رکھا تھا کہ ہفتہ کا دن ذکر و عبادت کے لئے خالص کر دو اور لہو و لعب بالخصوص مچھلی کا شکار اس روز ہرگز نہ کیا کرو۔ چھ دن دنیاوی کام کاج کے لئے کافی ہیں۔ اس سمندر کی مچھلیوں نے جب دیکھا کہ چھ دن تو ہمیں بکثرت شکار کیا

جاتا ہے اور ساتویں دن کوئی شکاری نہیں آتا تو وہ چھ دن سمندر میں کنارہ سے دور جا کر چھپی رہتیں اور ساحل کے قریب نہ پھٹکتیں۔ شکاری اکثر ناکام جاتے۔ اب اہل بستی کو ساحلی لوگوں کی طرح مچھلیاں کھانے کی سخت عادت تھی وہ مجبور ہو گئے کیونکہ یا تو عوام کو مچھلی میسر نہ تھی اور اگر تھی بھی تو بڑی گراں لہٰذا بعض آزاد منش اور سرکش طبائع نے آہستہ آہستہ ہفتہ کے روز مچھلی کا شکار کرنے کی جرات کی۔ انہوں نے دیکھا کہ اس دن توقع سے زائد مچھلیاں قابو میں آ جاتی ہیں۔ چنانچہ ان کی دیکھا دیکھی دوسروں کو بھی جرات ہو گئی اور اب تو اکثر لگے ہفتہ کے روز ہی مچھلی کا شکار کرنے اور اس طرح بعض لوگ مچھلی پکڑنے، بعض بیچنے، بعض خریدنے اور بعض اس کے متعلق دوسرے کاموں میں اس قدر مشغول رہتے اور خدا کو سب نے بھلا دیا عبادت سے قاصر رہنے لگے۔ خدا کے نیک بندوں نے بہت سمجھایا اور وعظ و نصیحت کی مگر انہوں نے کج بحثیاں کرنی شروع کر دیں کہ بھائی! چھ روز تو مچھلی دینے نہ آئے اور ساتویں روز نہ ہمیں پکڑنے کی اجازت نہ فرصت اس طرح ہم تو خود بخود ہلاک ہوئے۔ پیٹ بھرا ہو گا تو خدا بھی سوجھے گا۔ دین یہ نہیں کہ کاروبار چھوڑ دو اور بیٹھے اللہ اللہ کیا کرو۔ دین تو یہ ہے کہ بھوکے نہ مرو۔ حلال کی کمائی کر کے کھاؤ اور دوسروں کو کھلاؤ۔ آج بھی جن مسلمانوں کو نماز پنجگانہ یا نماز جمعہ یا روزہ رمضان کی تاکید کی جاتی ہے وہ بھی قریباً" اسی قسم کے جواب دیتے ہیں۔ سو آہستہ آہستہ یہود کی یہ حالت ہو گئی کہ ہفتہ کے روز کا احترام ان کے دل سے بالکل اٹھ گیا اور وہ اعلانیہ نافرمانی کرنے لگے۔ پس خدا کے ہاں سے حکم ہو گیا کہ جاؤ اگر تمہیں ہمارے احکام کا پاس نہیں تو اپنے کیے کی سزا بھگتو۔ چنانچہ وہ لوگ اپنی بد اعمالیوں کی پاداش میں بندر بنا دیئے گئے باقی ماندہ قوم کو حکم ملا کہ گناہ و سرکشی نے تمہارے تمام جوہر کھو دیئے ہیں لہٰذا اب ہمیشہ ذلت کی حالت میں اپنی زندگیاں گزارو اور ان گستاخیوں اور نافرمانیوں کی پاداش میں تمہیں یہ سزا بھگتنی ہو گی کہ قیامت کے روز تک تم کہیں بھی برسر حکومت نہ ہو گے۔ ہمیشہ تم پر ایسے لوگوں کی حکومت مسلط ہو گی جو تمہیں نگاہ نفرت سے دیکھیں اور زندگی بھر کبھی چین نہ لینے دیں اور اس کے بعد جب تمہارا رشتہ حیات منقطع ہو جائے گا تو اخروی زندگی کا سخت ترین عذاب تمہیں بھگتنا ہو گا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! میں یہ نہیں چاہتا کہ تمہیں خواہ مخواہ عذاب میں مبتلا کر

دوں۔ بلکہ جو جس چیز کا مستحق ہوگا وہی پائے گا۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ یہ نہ سمجھو کہ تمام یہودی قوم اس طرح کی نافرمان اور شوخ چشم تھی۔ نہیں نہیں ان میں بھی کئی فرقے اور گروہ تھے۔ ان میں نیکو کار بھی تھے اور بدکار و بد نیت بھی۔ وقتاً فوقتاً ان کو بھی مصائب و تکلیف میں گرفتار کیا جاتا تھا تاکہ مجھے نہ بھولیں۔ ابتدا میں تو یہ لوگ اچھے رہے مگر بعد میں آنے والے نالائق و ناخلف پیدا ہوئے اور دنیادار اسباب و دنیا پر ایسے لٹو ہوئے کہ سرمایہ حیات ہی اس کو خیال کرنے لگے۔ ان کو نہ تو توریت کے احکام کا پاس رہا نہ ناصحان قوم کی بات کی پرواہ۔ حالانکہ تمام قوم سے یہ عہد لیا جا چکا تھا کہ تمہیں صرف تعلیمات توریت پر چلنا ہوگا اور بس اور واضح الفاظ میں سنا دیا گیا تھا کہ اخروی زندگی کی خوشیاں اور کامرانیاں صرف ان لوگوں کے لئے ہوں گی جو مجھ سے ڈریں گے توریت پر عمل کریں گے اور نماز ادا کریں گے۔ پھر جو لوگ نیک کام کریں گے ان کے اعمال ضائع نہیں جائیں گے مگر یہود نے کسی ایک کی بھی پرواہ نہ کی۔ کیا بدقسمتی سے موجودہ مسلمان کی حالت بھی یہی نہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ یہود سے مضبوط اور پختہ عہد لینے کے لئے ان پر پہاڑ معلق کر دیا گیا اور کہا گیا کہ توریت کو مضبوطی و استحکام سے تھامے رہو ورنہ مصائب کے پہاڑ تمہارے سر پر لا کھڑے کئے جائیں گے مگر انہوں نے اس وقت تو مان لیا اور بالآخر پھر مکر گئے۔

ترجمہ آیات ۱۷۲-۱۸۱:- اور اے پیغمبر! جب آپ کے رب نے بنی آدم سے یعنی ان کی پشت سے ان کی نسل کو نکالا اور ان کو انہیں پر گواہ بنایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا کیوں نہیں ہم اس پر شاہد ہیں۔ کہیں قیامت کے دن تم یہ نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس سے محض بے خبر تھے۔ یا یوں کہو کہ شرک تو ہمارے باپ دادوں نے کیا تھا اور ہم تو انہیں کی نسل ہیں۔ جو ان کے بعد آئے۔ تو کیا تو ہمیں ان غلط کاروں کے افعال پر ہلاک کر دے گا اور اسی طرح ہم اپنی آیتوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ رجوع کریں اور اے پیغمبر! ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنایئے جس کو ہم نے اپنی نشانیاں دی تھیں پھر وہ ان سے نکل گیا۔ پھر شیطان ان کے پیچھے لگ گیا پس وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔ اگر ہم چاہتے تو اس کا درجہ ان نشانیوں کی وجہ سے بلند کر

دیتے۔ لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کرنے لگا۔ سو اس کی مثال کتے کی سی ہے اگر اس پر حملہ کردو تو وہ زبان نکال لیتا ہے اور اگر اسے چھوڑ دو تو بھی زبان نکالتا ہے۔ یہی مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ تو یہ قصے آپ ان کو سنا دیجئے تاکہ وہ غور و فکر کریں۔ ان لوگوں کی یہ مثال بہت ہی بری ہے جنہوں نے ہمارے احکام کو جھٹلایا۔ اور اپنے آپ پر ظلم کرتے رہے راہ ہدایت پر تو وہی ہے جس کو اللہ ہدایت دے اور جس کو وہ گمراہ کردے وہی لوگ خسارہ میں ہیں اور ہم نے بہت سے جنوں اور انسانوں کو جہنم ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔ ان لوگوں کے دل و دماغ تو ہیں مگر وہ ان کے ساتھ سوچتے نہیں اور ان کی آنکھیں بھی ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان بھی ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں۔ یہ لوگ چوپاؤں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر گمراہ ہیں۔ یہی لوگ غافل و بے خبر ہیں اور اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں سو اس کو انہیں ناموں سے پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں کی غلط تاویلیں کرتے ہیں انہیں بہت جلد ان کے اعمال کی سزا ملے گی۔ اور ہماری مخلوقات میں ایسے لوگ بھی ہیں جو حق و صداقت کی رہنمائی کرتے ہیں۔ اور اسی کے مطابق انصاف بھی کرتے ہیں۔

شرح:- اس سورت مبارکہ میں مختلف انبیائے کرام کے مختصر حالات اور ان کی تعلیمات کا نچوڑ اور لب لباب نہایت اختصار کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ اس رکوع میں ایک بڑی دور کی اور بے حد گہری بات کی طرف اشارہ ہے اور ہمارے نزدیک یہ اشارہ لطیف اس روشنی سے مشابہ ہے جو کسی ایسے شخص کو دکھائی جائے جو چاروں طرف سے اندھیروں میں گھرا ہوا اور راہ نہ پانے کی وجہ سے یا تو پتھر کی طرح جما کھڑا رہے یا ادھر ادھر ٹٹولتا ٹٹولتا قدم تو اٹھائے مگر خاردار جھاڑیوں میں الجھ کر رہ جائے پھر جب اسے روشنی کا ایک جلوہ نظر آئے تو وہ نہایت ہوشیاری اور احتیاط سے اپنی راہ کا ایک انداز قائم کرے اور اس پر منزل مقصود تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائے۔ پس کیا ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو روشنی کے اس جلوہ سے فائدہ اٹھانے کی سعادت نصیب ہو۔

ارشاد ہوتا ہے کہ جس قدرت کاملہ سے ہم انسان کو پردۂ کتم سے نکال کر عالم شہود میں لے آتے ہیں اور بالآخر پھر اسے پردۂ کتم میں لے جا کر چھپا دیتے ہیں جب ہم

نے تکوین عالم کا ارادہ کیا تو اسی قدرت کاملہ سے ان تمام ارواح و نفوس سے جو روز ازل سے لے کر تا قیامت آنے والے تھے پیدا کر کے پوچھا کہ جانتے ہو تم کو کس نے پیدا کیا ہے تمام ارواح و نفوس نے بیک زبان کہا کہ خدایا تو ہی ہمارا خالق و رب ہے۔ فرمایا دیکھو اس پر تم میں سے ہر ایک شاہد رہے اور میں تم سب پر شاہد ہوں۔ یہ عہد و قرار تم سے اس واسطے لیا گیا ہے کہ جب تمہیں اجسام خاکی کے اندر مقید کیا جاوے گا کہ کہیں تم مجھے بھول نہ جاؤ۔ غرور و سرکشی میں آکر مجھ سے بے پرواہ نہ ہو جاؤ اور جب تمہیں قیامت کے روز اس نافرمانی کی سزا دینے لگوں تو کہیں تم یہ نہ کہنے لگو کہ خدایا! ہم نے جب ہوش سنبھالا تو جس طرح اپنے بڑوں کو کرتے پایا سو ان ہی کی لکیر پر ہم بھی چلنے لگے۔ اب اگر ہمارے بڑوں نے ہمارے سامنے غلط نمونہ پیش کیا تو ہمارا کیا قصور۔ پس ان کو سزا دے اور ہم سے مواخذہ نہ کر۔ ارشاد ہوتا ہے کہ آج کے روز تم نے جس بات کا اعتراف کیا ہے تمہارا فرض ہے کہ اس بات کو یاد رکھو اور اگر تم میں سے کوئی شخص خواہ وہ تمہارا بڑا ہو یا چھوٹا اس عہد و قرار کو بھول جائے تو تم اس سے الگ ہو جاؤ اور اسے اس کے حال پر چھوڑ کر خود وفادار رہو۔ تمہاری وفاداری تمہارے ہی کام آئے گی اور وہ اپنی بد عہدی کا آپ نقصان اٹھائیں گے۔ اس کے بعد پیغمبر علیہ التحیۃ والسلام کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ بنی آدم سے جو عہد و قرار لیا گیا تھا اس کی کیفیت تو تم سن چکے۔ اب تم اپنی زبانی ان لوگوں کی حالت کا نقشہ کھینچ کر دنیا کو دکھاؤ جو اس عہد "الست" کو بھول چکے ہیں اور بنی آدم نے وفاداری کا عہد و قرار کیا تو ہم نے ان کو عزت و فضیلت کا خلعت عطا کیا اور تمام مخلوقات سے اشرف و اعلیٰ ٹھہرایا۔ مگر جن لوگوں نے عہد شکنی کی انہوں نے گویا خلعت و فضیلت کو اتار پھینکا اور منجملہ اس ادنیٰ مخلوق کے ہو گئے جو عقل و شعور سے یکسر خالی ہے۔ چونکہ دنیا میں ہم نے انسان کو اس کی اپنی مرضی کے مطابق تمام اختیارات کے استعمال کی اجازت دے دی ہے اس واسطے اس ذلیل حالت کے قبول کرنے سے ہم اسے روکتے نہیں اور وہ بھی بجائے اس کے کہ بلندی کی خواہش کرے۔ پستی ہی کی طرف جاتا ہے۔ وہ اس پستی میں جوں جوں گہرا جاتا ہے۔ اسی قدر انسانیت کے مدارج عالیہ سے بعید تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ یوں سمجھ لو کہ اس کی حالت کتے کے مشابہ ہو جاتی ہے۔ کتے کو تم دیکھتے ہو کہ اگر اس پر حملہ کیا جائے تو کبھی بالشت بھر زبان نکال کر ہانپنے لگتا ہے اور اگر

اسے آرام سے بٹھائے رکھو تو بھی ہانپتا رہتا ہے۔ کسی لحظہ سے قرار اور اطمینان نہیں اس کے بعد فرمایا کہ جو لوگ اقرار اور وفاداری کو بھول جاتے ہیں ان کی مثالیں کیا بیان کی جائیں۔ بہت ہی بری مثالیں ہیں۔ پس اے لوگو! اللہ ہی سے ہدایت طلب کرو اور اس بات سے ڈرتے رہو کہ کہیں تمہیں گمراہی میں ہی نہ پڑا رہنے دے۔ کیونکہ جو لوگ گمراہی میں پڑے رہیں وہی مقاصد حیات میں پورا نہ اترنے کی وجہ سے نقصان میں رہتے ہیں۔

فرماتا ہے کہ تمام انسان ایک جیسے نہیں ان میں نیک بھی ہیں اور بد بھی۔ اور جو جہنم تیار ہے تو ان ہی میں بد لوگوں کے لئے یہ جہنم میں جانے والے لوگ حیوانات سے بھی بدتر ذہنیت کے لوگ ہیں۔ ظاہراً اپنے ہم جنس انسانوں جیسے دل رکھتے ہیں مگر وہ ایسے دل ہیں جو عقل و شعور سے کورے ہیں۔ گو وہ لوگ ظاہر آنکھیں بھی رکھتے ہیں مگر وہ ایسی آنکھیں جو برے بھلے میں مفید و مضر میں اور حق و باطل میں تمیز کر سکیں۔ ان کے کان بھی ہیں مگر ایسے کان جن میں سننے کی صلاحیت نہیں۔ پس ایسی مخلوق کا کیا نام رکھو گے؟ حیوان؟ نہیں نہیں! یہ حیوانوں سے بھی بدتر ہیں۔ اور ان سے بھی زیادہ بے راہ، زیادہ جاہل اور زیادہ بیہوش۔ لوگو! خبردار کہیں یہ نہ کہہ دینا کہ خدا ہی گمراہ کرتا اور وہی انسان سے صفات حسنہ چھین کر ان کو صفات بد حیوانیہ سے متصف کرتا ہے۔ نہیں نہیں خدا کا کوئی وصف برا نہیں۔ اس کا کوئی کام برا نہیں۔ یہ کج بحثیاں ملحد بے دین لوگوں کی اختراعیں ہیں۔ خدا نے تم کو ڈھیل دے رکھی ہے۔ آزاد چھوڑ رکھا ہے اور فاعل مختار بنایا ہے۔ سو جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ یاد رکھو کہ جو بو کر گندم کاٹنے کی توقع کرنا احمقوں کا شیوہ ہے۔

ترجمہ آیات ۱۸۲-۱۸۸:- اور جو لوگ ہمارے احکام کو جھٹلاتے ہیں ہم عنقریب انہیں آہستہ آہستہ گرفت میں لیں گے کہ انہیں معلوم بھی نہ ہوگا۔ اور میں انہیں ڈھیل دوں گا بلاشبہ میری تدبیر بہت معقول ہے۔ کیا انہوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ ان کے رفیق کو کسی قسم کا جنون نہیں وہ تو صاف ڈرانے والے ہیں۔ کیا ان لوگوں نے آسمانوں اور زمین کے انتظام اور ان چیزوں کو جو اللہ نے پیدا کی ہیں نظر غائر سے نہیں دیکھا اور نہ اس بات پر غور کیا کہ شائد ان کی مدت عمر ہی قریب الاختتام ہو پھر تم ہی بتاؤ کہ اس کے بعد وہ اور کس بات پر ایمان لائیں گے۔ جن کو اللہ گمراہ کر دے کوئی بھی اس کو راہ دکھانے والا

نہیں اور وہ ان کو ان کی سرکشی میں سرگرداں چھوڑ دیتا ہے۔ اے پیغمبر! لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہو گا آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو میرے رب ہی کے پاس ہے۔ وہی اس کو اس کے وقت پر ظاہر کرے گا وہ آسمانوں اور زمین میں ایک بھاری حادثہ ہو گا تمہیں تو بس اچانک ہی آلیگی اے پیغمبر! آپ سے تو اس طرح پوچھتے ہیں گویا آپ اس کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو بس اللہ ہی کے پاس ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ کہہ دیجئے کہ میں اپنی جان کے لئے نہ کسی نفع کا اختیار رکھتا ہوں نہ کسی ضرر کا مگر اس قدر جو اللہ کو منظور ہو اور اگر میں غیب جانتا تو اپنے لئے بہت کچھ فائدہ حاصل کر لیتا اور مجھ کو کوئی تکلیف بھی نہ پہنچتی۔ میں تو صرف ڈرانے والا اور جو ایمان رکھتے ہیں ان کو خوشخبری دینے والا ہوں۔

شرح:۔ اس رکوع میں ایک اور حقیقت پر روشنی ڈالی ہے اور ایک بڑے تکلیف دہ کانٹے کو انسانی قلوب سے نکال کر باہر پھینکنے کا سامان مہیا کیا ہے۔ فرمایا ہے کہ اے حق پرستو! تم دنیا میں دیکھتے ہو کہ لوگ سرکشی تمرد ایسے افعال قبیحہ میں بھی دن رات مصروف رہتے ہیں۔ قوانین الہیہ کی توہین بھی کرتے ہیں اور ہر وہ کام جو خدا کی ناراضگی اور اس کے عذاب کا مستوجب ہو کر گزرتے ہیں۔ مگر ان تمام باتوں کے باوجود تم دیکھتے ہو کہ وہ عیش و تنعم اور راحت و فرحت کی زندگیاں گزارتے ہیں۔ دنیاوی طاقتیں سب کی سب ان کے قدم چومتی ہیں! سنو! یہ کاٹھ کی ہنڈیا والی بات ہے جو روز روز نہیں چڑھا کرتی۔ وہ بہت جلد اپنے کئے کی سزا چکھ لیں گے۔ حق کو ثبات ہے اور استقلال مگر دروغ کو فروغ نہیں۔ تم انجام کو دیکھو کہ اس غفلت اور بھول کے کیا نتائج ان لوگوں کو پیش آنے والے ہیں۔

اے پیغمبر! آپ ان حقائق و معارف کی طرف لوگوں کی توجہ پھرا دیں۔ آپ کے زمانے کے لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ تو عقلمند اور صحیح القلب انسان ہیں دیوانہ نہیں، مجنون نہیں آپ وہ ہستی ہیں جو لوگوں کو عذاب آخرت سے ڈرانے اور انہیں ابدی راحت کی طرف بلاتے ہیں۔ آپ کی بیان کردہ تمام نشانیوں کو زمین و آسمان میں اور ہر اس شے میں موجود پا رہے ہیں جسے ہم نے پیدا کیا ہے اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ حیات دنیا ابدی نہیں پس جو لوگ آپ کی بات کو سچ نہیں سمجھیں گے اور قرآن پر ایمان نہیں

لائیں گے ان کے لئے اور کون سی بات باقی رہ گئی ہے۔ اب بھی جو نہ مانے تو وہ ایسا گمراہ ہے کہ اس کے ہدایت یافتہ ہونے کی کوئی توقع ہی باقی نہیں۔ وہ گمراہی کے دریاؤں میں بہتا بہتا دور تک بہہ جائے گا اور بالآخر وہیں غرقاب ہو کر رہ جائے گا۔ ہم اس کو وہاں سے نکالنے والے نہیں۔

اے پیغمبر! لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں قیامت کا صحیح صحیح پتہ دیجئے کہ وہ کب آنے والی ہے۔ سو ان کو آپ یہ بتا دیں کہ قیامت کوئی معمولی چیز نہیں۔ قیامت تو ایک ایسے واقعہ کا نام ہے جس کے وقوع پذیر ہونے سے دنیا مافیہا کی سب چیزیں پناہ مانگتی ہیں اس کا علم ہم نے کسی کو نہیں عطا کیا وہ جب آئے گی اچانک آئے گی۔ لہٰذا تم علی الاعلان لوگوں کو سنا دیجئے کہ قیامت کا علم صرف خدائے واحد کو ہے مجھے تو صرف اتنا ہی علم ہے اور نفع حاصل کرنے اور نقصان سے بچنے کا صرف اتنا مقدور ہے جس قدر خداوند تعالیٰ نے مجھے خود عطا کر رکھا ہے اگر ہر قسم کا علم غیب مجھے حاصل ہوتا تو میں یقیناً" ہر مضرّت سے بچ جایا کرتا اور ہر طرف سے کامیابی ہی کامیابی حاصل ہوتی مگر تم دیکھتے ہو مجھے اذیتیں بھی پہنچتی ہیں۔ دشمن بھی ستاتے ہیں۔ بیماریاں بھی آتی ہیں۔ لوگوں کی شرارتوں کے جال میں بھی پھنس جاتا ہوں۔ دولت مند بھی نہیں ہوں۔ شاہانہ شان و شوکت بھی نہیں رکھتا۔ پس اگر علم غیب سے بہرہ مند ہوتا تو ان تمام اذیتوں اور تکلیفوں سے بچ جاتا۔ لوگو سنو! مجھے ان باتوں سے قطعاً" کوئی تعلق نہیں میرا فرض منصبی تو یہ ہے کہ لوگوں کو نافرمانی کے نتائج و عواقب سے ڈراؤں اور فرمانبرداری کے خوشگوار نتائج سے آگاہ کروں۔

ترجمہ آیات ۱۸۹-۲۰۶:- وہ وہی ذات ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا ہے اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس سے دل لگائے پھر جب مرد عورت سے مقاربت کرتا ہے تو اسے ہلکا سا حمل ہو جاتا ہے جسے وہ لئے پھرتی ہے پس جب وہ بوجھل ہو جاتی ہے تو دونوں مل کر اپنے رب سے دعا کرتے ہیں کہ خدایا! اگر تو نے ہمیں صحیح و سالم بچہ عنایت فرمایا تو ہم بالضرور شکر گزار ہوں گے۔ پس جب وہ انہیں صحیح و سالم بچہ عنایت فرماتا ہے تو وہ دونوں اس چیز میں اللہ کے شریک ٹھہرانے لگتے ہیں جو اس نے ان کو دی ہے سو ان کے شرک سے اللہ کی ذات بہت بلند ہے۔ کیا یہ ایسوں کو شریک ٹھہراتے ہیں

جو کوئی چیز بھی پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود مخلوق ہیں اور وہ ان کی مدد کی طاقت بھی نہیں رکھتے اور نہ ہی خود اپنی مدد کر سکتے ہیں۔ اور اگر آپ ان کو ہدایت کی طرف بلائیں تو وہ آپ کی پیروی نہیں کریں گے۔ آپ کے لئے برابر ہے آپ ان کو دعوت دیں یا خاموش ہو رہیں۔ وہ لوگ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہارے جیسے بندے ہی ہیں۔ پس تم ان کو پکارو تو چاہئے کہ وہ بھی تمہاری بات مان لیں اگر تم سچے ہو۔ کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑتے ہیں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہیں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں۔ اے پیغمبر! کہہ دیجئے تم اپنے شریکوں کو بلا لو پھر جو تدبیر چاہو اختیار کر لو اور مجھ کو کوئی مہلت نہ دو۔ بلاشبہ میرا کارساز تو وہی اللہ ہے جس نے کتاب نازل کی اور وہی تمام نیکوکار لوگوں کی کارسازی کرتا ہے اور تم جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ نہ تو تمہیں مدد پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ خود اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں۔ اگر آپ ان کو ہدایت کی طرف بلائیں تو وہ سنتے نہیں اور آپ نے انہیں دیکھا کہ وہ بظاہر تو دیکھتے حالانکہ وہ آنکھوں سے دیکھ سکتے ہی نہیں درگزر ہی کریں اور نیکی کا حکم دیتے رہیں اور جاہلوں کی پرواہ نہ کریں اور اگر شیطان کی طرف سے آپ کے دل میں کوئی وسوسہ پیدا ہو تو اللہ سے پناہ طلب کر لیا کریں بیشک وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ یقیناً" وہ لوگ جو پرہیزگار ہیں جب شیطان کی طرف انہیں کوئی وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو وہ خبردار ہو جاتے ہیں حتی کہ فورا" بصیرت سے کام لینے لگتے ہیں اور ان لوگوں کے بھائی بند ان کو گمراہی میں کھینچے لئے جاتے ہیں پھر کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے اور جب آپ ان کے پاس کوئی حکم نہیں لاتے تو کہتے ہیں آپ نے اسے خود کیوں نہیں بنا لیا۔ کہہ دیجئے کہ میں تو اسی بات کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ یہ تمہارے رب کی جانب سے بصیرت کی باتیں ہیں اور جو ایمان رکھتے ہیں ان کے لئے ہدایت و رحمت ہے۔ اور جب قرآن پڑھا جائے تو تم اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور آپ اپنے دل میں عاجزی اور خوف کے ساتھ چپکے چپکے بغیر آواز بلند کئے ہوئے اپنے رب کو صبح و شام یاد کریں اور غفلت شعار لوگوں میں سے نہ ہو جایئے گا۔ بیشک وہ جو آپ کے رب کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت کرنے سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں بتایا جا چکا ہے کہ پیشتر اس کے کہ بنی آدم دنیا میں ظہور پذیر ہوتے۔ اللہ عزوجل نے اپنی قدرت کاملہ سے سب ارواح سے یہ عہد و اقرار لیا تھا کہ وہ دنیا میں جا کر اسے بھولیں گے نہیں اور سوائے اس کے کسی کو اپنا کارساز، پروردگار اور قاضی الحاجات نہیں تسلیم کریں گے۔ یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ اس کے بعد جب انسان کو دنیا میں بھیجا گیا تو تھوڑے عرصہ کے بعد ہی بڑوں سے لیکر چھوٹوں تک سب خدا کے ساتھ شریک ٹھہرانے لگے۔ مثلاً" والدین کو جب یہ امید ہوئی کہ اللہ ان کو اولاد دینے والا ہے تو پہلے انہوں نے دعائیں کیں کہ خدایا! اگر بچہ صحیح و سالم اور تندرست پیدا ہوا اور جیتا رہے تو ہم مارے ممنونیت کے ہر وقت تیرے سامنے سرنگوں رہیں گے مگر جب ان کے حسب منشا خدا نے انہیں بچہ دے دیا تو کہنے لگے کہ صاحب یہ بچہ فلاں دیوتا اور فلاں بت کے طفیل ہمیں ملا ہے۔ اور بعض منچلوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ یہ بچہ تو فلاں دیوتا یا فلاں بت نے دیا ہے۔ حالانکہ ان کے دیوتا، دیویاں اور بت سب میرے محتاج ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ انسان اس قدر ظالم اور جاہل واقع ہوا ہے کہ باوجود اس امر کے کہ وہ دیکھتا ہے کہ حقیقتاً" ہمارے سوا کوئی کسی کا نہ خالق ہے نہ رزاق۔ نہ کوئی کسی کا کچھ بگاڑ سکتا ہے نہ سنوار سکتا ہے۔ پھر بھی وہ دوسروں کے سامنے سرنگوں ہوتا اور ذلیل ہو کر ان کو اپنا قبلہ حاجات قرار دیتا ہے جو اپنے ہاتھ، پاؤں کا بھی آپ مالک نہ ہو۔ جو آنکھوں اور کانوں کے لئے کسی دوسری ہستی کا محتاج ہو وہ بھلا ان کی کیا مدد کرے گا۔ خاک؟

اے پیغمبر! دنیا کو سنا دو کہ مجھے سوائے خدا کے کسی سے کچھ واسطہ نہیں۔ وہی معبود برحق ہے۔ میں اس کی عبادت کرتا ہوں اور وہی میرا کارساز حقیقی ہے۔ لہٰذا اسی کا محتاج ہوں۔ وہ خدائے برحق ہے۔ جس نے یہ قرآن مجید نازل کیا ہے۔ وہ صرف نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔ تم خدا کو چھوڑ کر جس سے بھی مدد طلب کرو گے وہ تمہیں مدد نہیں دے سکے گا۔ پس کسی سے ایسی چیز طلب کرنا جو نہ اس کے پاس ہو اور نہ اس کے پیدا کرنے پر قادر ہو بڑی جہالت کی بات ہے۔

اے پیغمبر! تم اپنے تبلیغی کام میں برابر لگے رہو اور درگذر کرنے کا شیوہ اختیار کرو۔ جو لوگ متعصب ہوں ان سے زیادہ تعرض نہ کرو۔ جن میں نیکی کی ذرا صلاحیت

موجود ہو ان کو نیکی کی راہ دکھاؤ۔ متعصب اور جاہل لوگ خود بخود راہ راست پر آ جائیں گے اور تمہاری بات پر جو لوگ کان دھریں۔ ایمان لے آئیں اور برے کاموں سے بچنے لگیں ان سے کہو کہ وہ کسی لحظہ خدا کو نہ بھولیں اور شیطانی پھندوں میں نہ پھنسیں۔ اگر ان کا یہ طریق عمل رہا تو ان کے دل کبھی غفلت کی لپیٹ میں نہیں آئیں گے۔ اور منکرین حق کی کج بحثیوں کے جواب میں تم صرف اس قدر کہہ دیا کرو کہ میں تو ایک ایسا انسان ہوں جو پروردگار عالم کے حکموں کا مطیع ہوں۔ میں نے تم کو جو باتیں بتا دی ہیں وہ تمہارے غافل دلوں کو بیدار کرنے کے لئے بالکل کافی ہیں۔ میری بتلائی ہوئی راہ پر چلنا ہی راہ ہدایت پر چلنا ہے اور یہی بخشش و رحمت کی راہ ہے۔ جب قرآن کے احکام تمہیں سنائے جائیں تو ہمہ تن گوش بن کر سنا کرو اور کامل خاموشی اختیار کر رکھو اس طریق کار سے تمہیں وہ باتیں معلوم ہو جائیں گی جو بخشش و رحمت کا باعث ہوا کرتی ہیں اور جب تم ان پر عمل کرو گے تو یقیناً "صد ہزاراں رحمتوں کے مستحق قرار دیئے جاؤ گے۔ نیز تمہارے لئے ضروری ہے کہ خدا کا خیال کسی وقت بھی تمہارے ذہن سے نہ اترے۔ صبح و شام اسے یاد رکھو یہ ضروری نہیں کہ اونچی اونچی اللہ اللہ پکارتے پھرو اس کو یاد رکھنا اس کے اوامر و نواہی کو یاد رکھنا ہے۔ پس جس کسی کو اس کے اوامر و نواہی یاد نہیں تو وہ غافل ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ ملائکہ کی طرح بلند مرتبت بن جاؤ تو عبادت سے جی نہ چراؤ اور اس کے حضور سر بسجود ہونے میں سستی نہ کرو اور نہ غفلت برتو۔

(۴۰) سورۃ الجنّ (۷۲)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی' اس میں اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۱۹۔۔ اے پیغمبر! اعلان کر دیجئے کہ مجھے وحی کے ذریعے بتایا گیا ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے مجھے قرآن پڑھتے سنا پس انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک

عجیب قرآن سنا ہے جو راہ ہدایت دکھاتا ہے سو ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اب تو ہم کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور یہ کہ ہمارے پروردگار کی شان بڑی بلند ہے۔ اس نے نہ تو کسی کو اپنی بیوی بنایا ہے نہ بیٹا اور یہ کہ ہم میں سے جو احمق تھا وہ اللہ کی نسبت بڑھ بڑھ کر باتیں کیا کرتا تھا اور ہم خیال کیا کرتے تھے کہ انسان اور جن اللہ کی نسبت جھوٹ نہیں بولتے اور انسانوں میں سے بعض لوگ جنوں کے بعض افراد کی پناہ لیا کرتے تھے۔ ان لوگوں نے انہیں اور بھی زیادہ مغرور کر دیا۔ اور جس طرح تم خیال کیا کرتے ہو انہوں نے بھی خیال کر رکھا ہے کہ اللہ کسی کو دوبارہ زندہ نہیں کرے گا اور ہم نے آسمان کو بھی ٹٹولا تو اسے بڑے مضبوط چوکیداروں اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا اور یہ کہ ہم آسمان کے کئی بیٹھنے کے ٹھکانوں پر باتیں سننے کے لئے جا بیٹھا کرتے تھے مگر جو اب سننا چاہے تو وہ اپنے لئے ایک شعلہ تیار پاتا ہے۔ اور ہم نہیں جانتے کہ زمین پر بسنے والوں کو کوئی نقصان پہنچانا مطلوب ہے یا اللہ تعالیٰ ان کے حق میں بہتری کا ارادہ رکھتا ہے اور ہم میں بعض تو نیک ہیں اور بعض کچھ اور طرح کے ہیں ہم بھی مختلف طریقوں پر تھے اور ہمیں یقین ہے کہ ہم نہ تو زمین میں اللہ کو ہرا سکتے ہیں اور نہ بھاگ کر اسے ہرا سکتے ہیں اور ہم نے جب یہ ہدایت نامہ سنا یا تو اس پر ایمان لے آئے پھر جو کوئی اپنے رب پر ایمان لے آئے گا وہ نہ تو کسی نقصان سے ڈرے گا اور نہ کسی کے ظلم سے اور ہم میں بعض فرمانبردار ہیں اور بعض سرتابی کرنے والے۔ سو جنہوں نے فرمانبرداری اختیار کر لی انہوں نے سیدھی راہ ڈھونڈھ نکالی اور جو سرتابی کرنے والے ہیں وہ دوزخ کا ایندھن ہوں گے۔ اگر وہ سیدھی راہ پر قائم رہتے تو ہم ان کو افراط سے پانی دیتے تاکہ ان کو اس میں آزمائیں اور جو کوئی اپنے رب کی یاد سے روگردانی کرے گا وہ اس کو کٹھن عذاب میں داخل کرے گا۔ مسجدیں تو اللہ کے لئے ہیں سو تم خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ پکارو اور جب اللہ کا بندہ کھڑا ہوا کہ اس کو پکارے تو لوگوں کا اس پر جھرمٹ بندھنے لگتا ہے۔

شرح:۔ اس سے پہلے بھی ایک جگہ یہ واقعہ گزر چکا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صبح کی نماز میں قرآن مجید پڑھ رہے تھے کہ چند جنوں نے آکر سنا اور قرآن مجید کی تاثیر، بلاغت، فصاحت اور مضامین پر غور کر کے یہ اندازہ لگایا کہ یہ کسی بندہ کا کلام نہیں یقیناً" خدا کا کلام ہے چنانچہ وہ ایمان لے آئے اور اپنی بستی میں آکر اوروں کو

اطلاع کی کہ ہم سے آج ایسا واقعہ پیش آیا ہے اس سورت میں اس کی تفصیل ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ ہمارا رسول قرآن پڑھ رہا تھا کہ جنوں کی ایک جماعت آئی اور اسے قرآن سننے کا اتفاق ہوا۔ جب وہ سن چکے تو انہوں نے فوراً کہہ دیا کہ یہ ایک عجیب کتاب ہے کیونکہ اس کا حرف حرف اور اس کا ہر شوشہ رشد و ہدایت کی طرف بلاتا ہے۔ لہٰذا ہم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور جو کچھ بیان کرتا ہے سب درست ہے اور بجا گو ہماری گزشتہ زندگیاں خدا کے ساتھ شرک کرتے گزری ہیں۔ اب ہم اقرار کرتے ہیں کہ آئندہ ایسا نہ کریں گے۔ اور یہ جو ہم لوگ کہتے تھے کہ اللہ کی بیوی بھی ہے اور فرشتے اس کی بیٹیاں ہیں تو یہ بھی ہماری غلطی تھی۔ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے خدا کے معاملے میں کوئی جھوٹ بات نہ کہے۔ اس سے پہلے بعض لوگ جنوں سے مدد لیا کرتے تھے جس سے جنوں کو اور بھی جرات ہو گئی تھی۔ مگر اب ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ جنوں کے یہ اختیارات بھی اب ان سے چھن گئے ہیں۔ کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ آسمان پر جہاں سے وہ بعض خبریں سن سنا کر لایا کرتے تھے۔ سخت پہرے لگ گئے ہیں۔ پہلے ہم آسمان کے نزدیک بعض مقامات پر گھات لگا کر بیٹھ جاتے اور ادھر ادھر کی کچھ باتیں سن آیا کرتے تھے۔ کیونکہ زیادہ رکاوٹ نہ تھی مگر اب یہ حالت ہے کہ اگر کوئی اوپر جاتا ہے تو فوراً اس پر شہاب ثاقب پھینکا جاتا ہے جس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس تبدیلی سے یا تو اہل عالم کو کوئی فائدہ پہنچانا مقصود ہے یا ان کو کسی نافرمانی کی پاداش میں نقصان پہنچانا مطلوب ہے۔ آج سے پہلے ہم مختلف گروہوں اور فرقہ بندیوں میں منقسم تھے۔ کوئی ہم میں سے نیک تھا کوئی بد کوئی ہدایت پر تھا کوئی گمراہ کوئی فرمانبردار تھا کوئی نافرمان۔ مگر جب ہم نے قرآن سن لیا ہے ہمیں یقین کامل ہو گیا ہے کہ کسی کو طاقت نہیں کہ وہ قرآن کی نافرمانی کرکے خدا کے عذاب سے بچ سکے یا بھاگ کر کہیں جا سکے۔ لہٰذا ہم سنتے ہی ایمان لے آئے ہیں۔ سو جو کوئی اپنے رب پر ایمان لے آئے گا اسے تو کسی طرح کا خوف ہی نہیں اور جو کوئی قرآن کو سننے کے بعد بھی مسلمان نہ ہوا اور اپنے رب پر ایمان نہ لایا وہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔

یہ تھیں وہ باتیں جو مسلمان جنوں نے قرآن سننے کے بعد اپنی بستی میں جا کر کیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ہمارے رسول اہل مکہ جو قحط کی صعوبتیں آج

کل جھیل رہے ہیں اور پریشانیوں میں مبتلا ہیں اگر یہ ہماری بتائی ہوئی سیدھی راہ پر چلتے اور قرآن پر عمل پیرا ہوتے تو ہرگز ہرگز ان مصیبتوں میں گرفتار نہ ہوتے۔ قحط اور خشک سالی کی بجائے فراوانی اور باران رحمت کے مزے اڑاتے اور عزو وقار کی زندگیاں بسر کرتے۔ مگر انہوں نے ایسا نہ کیا ہماری نصیحتوں کو نہ سنا اور ہماری یاد کو سرے سے بھلا ہی دیا۔ ایسے لوگوں کو ہم روز بروز عذاب کے قریب تر کرتے جایا کرتے ہیں۔ سو یہی حال ان کا ہو رہا ہے۔

سنو! مسجدیں محض اس لئے ہیں کہ ان میں بیٹھ کر اللہ کو یاد کیا جائے اور اس کے ساتھ کبھی کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے مگر اہل مکہ تم نے خانہ کعبہ کی مسجد میں بت بنا رکھے ہیں اور ہماری عبادت کے ساتھ ساتھ بتوں کی عبادت بھی کرتے ہو۔ گویا ایک طرح سے ان کو شریک بنا رکھا ہے۔ تمہارا یہ فعل بالکل ناروا اور مستوجب سزا ہے۔ دیکھو ہمارا رسول قرآن پڑھ کر سناتا ہے تو تم کس طرح جھرمٹ کے جھرمٹ اور ہجوم در ہجوم اس کے گرد جمع ہو جاتے ہو۔ چاہئے کہ تم اس کی بات سن کر اسے اپنے دلوں میں جگہ دو اور اس پر عمل پیرا ہو جاؤ۔

ترجمہ آیات ۲۰-۲۸:- کہہ دیجئے کہ میں تو اپنے رب کو پکارتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا۔ فرما دیجئے کہ میرے اختیار میں نہ تمہارا نقصان ہے اور نہ نفع۔ کہہ دیجئے کہ مجھے خدا سے کوئی پناہ نہیں دے سکتا اور نہ اس کے سوا میرے لئے کوئی جائے پناہ ہے ہاں میرے ذمے اللہ کے احکام اور اس کے پیغاموں کو پہنچا دینا ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو اس کے لئے دوزخ کی آگ ہوگی جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ اس چیز کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے تب جان لیں گے کہ کس کے مددگار کمزور اور تعداد میں تھوڑے ہیں کہہ دیجئے کہ میں نہیں جانتا کہ آیا وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے قریب ہے یا میرا رب اس کے لئے میعاد ٹھہرا دے گا۔ وہ عالم الغیب ہے اور اپنے غیبی علوم پر کسی کو مطلع نہیں کرتا ہاں اپنے کسی ایسے رسول کو جس کو منتخب کر لے پھر اس کے آگے پیچھے چوکیدار مقرر کر دیتا ہے تاکہ جان لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے ہیں اور ان کے سارے معاملات اس کے احاطہ علم میں ہیں اور تمام چیزوں کو

اس نے اپنی نظر میں گن رکھا ہے۔

شرح:- اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ مخالفین اسلام جو اسلام اور پیغمبر اسلام سے دور بھاگتے ہیں محض حماقت جہالت اور ضد سے ایسا کرتے ہیں ورنہ تعلیمات اسلامیہ میں کون سی ایسی بات ہے جو ان کو ناپسند ہے یا کسی کو بھی ناپسند ہو سکتی ہے۔ فرمایا اے ہمارے رسول! لوگوں کو بتا دیجئے کہ تعلیمات قرآنیہ کا لب و لباب یہ ہے کہ خدائے یگانہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو سہیم و شریک نہ بناؤ دوسرے یہ مت سمجھو کہ کوئی کسی کو نفع دے سکتا ہے یا نقصان پہنچا سکتا ہے حتیٰ کہ میں بھی جو اس کا آخری رسول ہوں کچھ نفع و نقصان اپنے اختیار میں نہیں رکھتا یعنی اگر بالفرض میں اپنے فرائض میں کوتاہی کروں تو کوئی شخص نہیں جو مجھ کو اللہ کے ہاتھ سے بچالے اور کوئی جگہ نہیں جہاں بھاگ کر چلا جاؤں اور اس کے عتاب سے بچ سکوں۔ میرا کام صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام تم لوگوں تک من و عن اور بلا کم و کاست پہنچا دوں۔ ہاں اگر تم ان کو نہ مانو گے تو اپنے اللہ کی اور میری نافرمانی کرو گے تو اللہ تم کو سزا دے گا اور وہ یہ کہ تم کو دوزخ کی آتش سوزاں کے سپرد کردے گا۔

سنو! آج تم کو اپنی جتھہ بندی اور اپنے ساتھیوں کی تعداد پر بڑا ناز ہے مگر وہ دن دور نہیں جب تم کو پتہ چل جائے گا کہ کس کے ساتھی کمزور اور گنتی میں بڑے تھوڑے تھے۔ باقی رہا وہ وعدہ جو جلدی پورا ہونے والا ہے یا دیر میں۔ تو اس کا علم بھی مجھے نہیں دیا گیا۔ کیونکہ یہ ایک غیب کی بات ہے اور خدا اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ ہاں اگر کچھ بتانا ہوتا ہے تو صرف اپنے محبوب و مرتضٰی رسولوں کو بقدر ضرورت بتاتا ہے۔ اور اس کا انتظام بھی ایسا کرتا ہے کہ اس کے علاوہ دوسرا کوئی کچھ سننے نہ پائے۔ فرمایا! یہ انتظامات ہم نے اس لئے کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دیکھ لے کہ آیا فرشتوں نے رسولوں کو اور رسولوں نے لوگوں کو ہمارے احکامات بلاکم و کاست پہنچا دیئے ہیں اور اتمام حجت کردیا ہے؟

(۳۶) سورۃ یٰسٓ (۴۱)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں تراسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۲-۱۲:- قسم ہے قرآن باحکمت کی بیشک آپ رسولوں میں سے ہیں۔ سیدھی راہ پر ہیں۔ یہ قرآن غالب و مہربان خدا کی طرف سے نازل کیا گیا ہے تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جس کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے تھے سو وہ غفلت میں پڑے ہیں۔ بیشک ان میں سے اکثر عذاب کے مستوجب ہو چکے ہیں۔ سو وہ ایمان نہیں لائیں گے ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں جو ٹھوڑیوں تک ہیں اس لئے ان کے سر اوپر کو اٹھے رہ گئے ہیں اور ہم نے ان کے آگے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار کھڑی کر دی اس طرح ہر طرف سے ان کو گھیر دیا۔ سو وہ نہیں دیکھتے اور ان کے حق میں برابر ہے کہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ آپ صرف ان کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت پر چلے اور بن دیکھے اللہ سے ڈرے سو ایسے شخص کو اجر عظیم اور مغفرت کی خوشخبری دیجئے۔ بیشک ہم مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور جو کچھ وہ آگے بھیجتے اور جو کچھ پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اس کو ضابطہ تحریر میں لے آتے ہیں اور ہر ایک چیز کو ہم نے واضح کتاب میں ضبط کر رکھا ہے۔

شرح:- متعدد احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز کا دل ہوتا ہے اور قرآن کریم کا دل سورۃ یٰسین ہے اس کو تلاوت کرنے اور اس کے معانی پر غور و خوض کرنے کا بڑا ثواب بتایا گیا ہے۔ اس سورۃ کی ابتدا اس امر سے ہوئی ہے کہ قرآن کریم اپنی شان اعجازی و حکیمانہ تعلیمات اور ناقابل انکار مضامین کے لحاظ سے اس بات کا گواہ ہے کہ وہ ان پڑھ نبی جو اس کو لے کر آیا ہے یقیناً" وہ اللہ کا بھیجا ہوا اور بلاشک و شبہ سیدھی راہ پر ہے۔ اس کی پیروی کرنے والوں کو اس بات کا قطعاً" کوئی اندیشہ نہیں ہے کہ وہ سیدھی راہ سے بھٹک جائیں گے۔

فرمایا! یہ تعلیم اس خدائے قادر و مطلق کی طرف سے ہے کہ اگر تم ان پر عمل پیرا نہ ہو گے تو وہ تمہیں سزا دے گا اور اگر تم ان پر عمل کرو گے تو اجر و ثواب کی نعمتوں سے مالا مال کر دیئے جاؤ گے۔ اس کے بعد فرمایا کہ تبلیغ حق کا جو کام آپ کے سپرد ہوا ہے وہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ آپ کو اس قرآن کے ذریعے صدیوں کے ان سوئے ہوئے انسان نما وحوش کو جگانا ہے جو قوانین انسانیت کو طاق نسیاں پر رکھ چکے ہیں وہ جہلائے مطلق ہیں نہ سمجھ و شعور رکھتے ہیں نہ علم و عقل۔ نہ دلوں میں رحم و ترس ہے اور نہ نیکی

اور بدی کے نتائج و عواقب سے آگاہ ہیں۔

ترجمہ آیات ۱۳-۳۲:- اور ان کو ایک بستی والوں کا قصہ سنایئے جب وہاں کئی رسول آئے تھے جب ہم نے ان کی طرف دو کو بھیجا تو انہوں نے انہیں جھٹلا دیا پھر تیسرے کے ذریعے ہم نے ان کی تائید کی سو ان نبیوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا تم ہمارے جیسے شہری تو ہو اور خدا نے کچھ بھی نازل نہیں فرمایا تم محض جھوٹ بولتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف ہی بھیجے گئے ہیں اور ہمارا فرض تو صرف پیغام صریح کا پہنچا دینا ہے۔ انہوں نے کہا ہم تو آپ لوگوں کو منحوس سمجھتے ہیں اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم کو پتھروں سے ہلاک کر ڈالیں گے اور تم کو ہماری جانب سے بہت دردناک سزا ملے گی۔ رسولوں نے کہا تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے کیا اگر تم کو نصیحت کی جائے تو یہ نحوست ہے بلکہ تم حد سے گزرنے والے ہو۔ اور شہر کے دور مقام سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اس نے کہا اے میری قوم ان رسولوں کی بات مانو۔ ان لوگوں کی بات مانو جو تم سے کسی عوض معاوضے کے خواہاں نہیں اور راہ ہدایت پر ہیں اور کیا وجہ ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور سب اس کی طرف لوٹائے جائیں گے کیا میں خدا کو چھوڑ کر ایسے معبود اختیار کروں کہ اگر خدا مجھے تکلیف پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش نہ مجھے کچھ فائدہ پہنچا سکے اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں اگر میں ایسا کروں تو میں یقیناً" صریح گمراہی میں جا پڑوں گا۔ میں تمہارے پروردگار پر ایمان لایا ہوں سو میری بات سنو۔ ارشاد ہوا کہ جا جنت میں داخل ہو۔ اس نے عرض کی کہ اے کاش! میری قوم کو بھی یہ بات معلوم ہوتی کہ کس سبب سے میرے رب نے مجھے بخشا ہے اور اپنے معززین میں قرار دیا ہے اور اس کے بعد ہم نے اس کی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہیں اتارا اور نہ ہمیں لشکر اتارنے کی ضرورت تھی وہ عذاب تو بس ایک سخت آواز تھی کہ وہ بجھ کر رہ گئے۔ ایسے بندوں کے حال پر افسوس ہے ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جس کی انہوں نے ہنسی نہ اڑائی ہو۔ کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ان سے قبل ہم نے کتنی قوموں کو ہلاک کیا ہے۔ جو کبھی ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے اور سب کے سب ہمارے روبرو حاضر کئے جائیں گے۔

شرح:- اس رکوع میں مثال کے طور پر ایک قصہ بیان کیا ہے جس سے ثابت کیا ہے

کہ رسولوں کا آنا اور منکروں کا انکار کوئی نئی بات نہیں اس سے پیشتر بھی ایسے کئی واقعات ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ ایک گاؤں تھا جہاں کے لوگ بت پرست تھے خدا کے دو رسول ان لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے کے لئے گئے مگر گاؤں والوں نے ان کی باتوں پر کان نہ دھرا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کے لئے ایک تیسرا شخص بھی بھیج دیا اور اب تینوں نے مل کر وعظ و نصیحت کا سلسلہ شروع کیا۔ وہ صرف یہی بات کہتے کہ اے لوگو! ہمیں خدائے رحمٰن کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ ہم تمہیں اس کے احکام سے آگاہ کریں اور جس اخلاقی پستی میں پڑ کر تم اپنی زندگی اور عاقبت دونوں کو گنوا رہے ہو۔ اس سے تمہیں نکالیں۔ وہ کہنے لگے تم کس طرح رسول بن گئے ہو۔ ہم میں تم میں کیا فرق ہے۔ تم بھی تو آخر ہماری طرح ہو اور جو یہ کہتے ہو کہ خدا نے یہ احکام نازل کئے ہیں سو اس نزول کی ہمیں سمجھ نہیں آتی۔ تم افترا پردازی کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا قسم بخدا! ایسا نہیں ہم واقعی اس کے رسول ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ اس کے احکام کو ہر حال میں تم تک پہنچا دیں اس زمانے میں وہاں قحط تھا لوگ کہنے لگے کہ اے رسولو! جب سے تم نے ہمارے شہر میں قدم دھرا ہے ہم قحط کی مصیبت میں گرفتار ہو رہے ہیں۔ ہو نہ ہو یہ تمہاری ہی نحوست کا نتیجہ ہے۔ تم ہمارا شہر چھوڑ کر فوراً" نکل جاؤ ورنہ ہم تمہیں پتھر مار مار کر جان سے ہلاک کر دیں گے اور سخت تنگ کریں گے۔ رسولوں نے کہا بھلے لوگو! تم غلطی پر ہو۔ یہ قحط سالی تمہاری شامت اعمال کی وجہ سے ہے۔ ہماری نحوست نہیں کیونکہ ہم تو وہی بات کرتے ہیں جو خدا کو پسند ہیں اور اس کی خوشنودی کا باعث ہیں۔ آؤ تم بدکاریوں سے باز آ جاؤ اتنے میں اس شہر کی کسی دوسری جانب سے ایک آدمی آیا اور اس نے اس بحث میں حصہ لے کر رسولوں کی حمایت کرنی چاہی اس نے کہا کہ لوگو! میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ واقعی خدا کے رسول ہیں اور یہ تبلیغ کسی لالچ کے خیال سے نہیں کرتے جو کچھ کہتے ہیں سب درست اور ٹھیک ہوتا ہے۔ سنو! یہ کہتے ہیں کہ صرف ایک خدائے واحد کی عبادت کرو۔ بت پرستی کو چھوڑ دو سو ان کا کہنا بالکل بجا ہے۔ ہمیں صرف اسی خدائے یگانہ کے سامنے سر جھکانا چاہئے اور اسی کے خوف سے لرزنا چاہئے جس نے ہم کو پیدا کیا ہے اور جس کے پاس پھر ہمیں لوٹ کر جانا ہے ان بتوں کی دہلیزوں پر سر جھکانے کا کیا فائدہ جو نہ

مشکل میں کام آسکیں نہ کچھ سنوار سکیں اگر کوئی سچے خدا کا پلہ چھوڑ کر ان خیالی خداؤں سے دامن گیر ہوتا ہے تو وہ یقیناً "صریح گمراہی میں پڑتا ہے میں اعلان کرتا ہوں کہ جو کچھ یہ رسول کہہ رہے ہیں حق اور بجا ہے اور میرا اس پر ایمان ہے اس پر لوگوں نے فرط جوش اور غضب میں آکر بت پرستی کے نشے میں اس حق گو مرد کو قتل کر دیا۔ وہ سیدھا اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر انعامات الٰہی سے مالا مال ہو گیا۔ کیونکہ شہید تھا اس نے وہاں بھی یہ آرزو ظاہر کی کہ اے کاش! اس کی قوم اس کی بات پر کان دھرتی اور جو انعامات آج مجھے عطا ہو رہے ہیں وہ بھی ان سے متمتع ہوتی۔ الغرض ان لوگوں نے رسولوں کی باتوں کو نہ مانا۔ راہ راست پر نہ آئے اور تباہ برباد ہو گئے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ایسے کئی عبرتناک انجام دنیا کی قومیں دیکھ چکی ہیں مگر پھر بھی اہل دنیا سبق حاصل نہیں کرتے۔ حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ اس چند روزہ زندگی کو گزارنے کے بعد اس کے حضور میں پیش ہوں گے اور اپنے اچھے برے کی جزا سزا پائیں گے۔

ترجمہ آیات ۳۳-۵۰:- اور ان کے لئے ایک نشان مردہ زمین ہے ہم نے اسے زندہ کیا یعنی شاداب اور اس میں سے اناج نکالا سو اس سے لوگ کھاتے ہیں اور اس میں ہم نے کھجوروں اور انگوروں کے باغ لگائے اور اس میں چشمے جاری کئے تاکہ لوگ اس کے پھلوں میں سے کھائیں اور ان چیزوں کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا پھر یہ کیوں شکر گزار نہیں ہوتے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ان سب چیزوں کے جوڑے بنائے ان میں سے جن کو زمین اگاتی ہے اور خود ان کو بھی اور ان چیزوں کو بھی جو ان کے علم میں بھی نہیں جوڑا جوڑا بنایا اور ان لوگوں کے لئے رات بھی ایک نشانی ہے کہ اس میں سے ہم دن کو نکالتے ہیں سو وہ یکایک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں اور آفتاب اپنی قرار گاہ کی طرف چلا جا رہا ہے۔ یہ انداز ہے اس خدا کا جو غالب اور باخبر ہے اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر دیں یہاں تک کہ وہ پرانی شاخ کی مانند رہ جاتا ہے نہ سورج کے لئے زیبا ہے کہ وہ چاند کو جا لے اور نہ رات ہی دن سے پہلے نمودار ہو سکتی ہے۔ اور تمام اپنے اپنے مدار میں تیرتے رہتے ہیں اور ان کے لئے ایک نشانی یہ ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا اور ان کے لئے ہم نے کشتی ہی کی طرح چیزیں پیدا کیں جن پر یہ سوار ہوتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر دیں پھر نہ ان کا کوئی فریاد رس ہو اور نہ چھڑائے جا

سکیں مگرہاں یہ ہماری مہربانی ہے اور وقت مقرر تک ان کو نفع پہنچانا ہے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم اس سزا سے ڈرو جس سے دوچار ہو اور جو بعد کو ہوگی تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی ایسی نہیں آئی جس سے انہوں نے منہ نہ موڑا ہو اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے تم کو دیا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو یہ کافر ایمان لانے والوں سے کہتے ہیں کہ کیا ہم کسی ایسے شخص کو کھانا کھلائیں جس کو خدا چاہتا تو خود کھلا دیتا۔ تم تو صریح گمراہی میں ہو اور پوچھتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ قیامت کب پورا ہوگا۔ یہ لوگ بس ایک آواز سخت کے منتظر ہیں جو ان کو اچانک آ پکڑے گی اور یہ لڑ جھگڑ رہے ہوں گے پھر یہ نہ تو کسی کو وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے اہل و عیال کے ہاں لوٹ کر جا سکیں گے۔

شرح:۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے سامنے اپنی کمالات قدرت کو گنانا شروع کیا ہے اور بتایا ہے کہ معبود حقیقی صرف وہی ہو سکتا ہے جو ایسی قدرت رکھے اور چونکہ خدائے یگانہ کے علاوہ کوئی ہستی ان قدرتوں کی مالک نہیں لہٰذا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں۔ فرمایا دیکھو اور غور کرو کہ زمین میں کس نے جان ڈالی ہے۔ وہ کون ہے جو اس میں طرح طرح کے درخت رنگ رنگ کے پھول اور میوے پیدا کرتا ہے۔ تم خوب سمجھ سکتے ہو کہ یہ چیزیں خالق کے بغیر نہیں بنیں جس نے کھجوروں اور انگوروں کے باغ لگائے ہیں اور جس نے زمین میں پانی کے چشمے جاری کئے ہیں۔ وہی تمہارا معبود حقیقی ہے۔ وہ تم پر اتنا مہربان ہے کہ تمہارے کھانے پینے کا سامان اور تمہاری ضروریات کو بغیر مانگنے کے پورا کرتا ہے پھر افسوس ہے کہ اگر تم اس کے شکر گزار نہ بنو۔ سنو رات بھی تمہارے لئے ایک نشان حق ہے چنگے بھلے روشن دن کو ایک طرف کر دیا جاتا ہے۔ تم اندھیرے میں بیٹھے کے بیٹھے رہ جاتے ہو۔ پھر سورج کو دیکھو وہ بلا ناغہ روز طلوع ہوتا اور غروب ہو جاتا ہے۔ اپنے فرض کو بجا لانے میں کوئی غلطی نہیں کرتا۔ چاند کو دیکھو کہ وہ اپنی منازل کے طے کرنے میں کتنا مستعد ہے۔ سورج چاند کے کام میں حارج نہیں ہو سکتا اور رات دن کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ ہر کام اپنے اپنے متعین اوقات پر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ پھر کتنی ناشکری ہے جو تم حق اطاعت بجا نہ لاؤ۔ حکایت ایک عیسائی عالم نے جو قرآن پاک کی جامعیت کا قائل نہ تھا مسلمان عالم سے پوچھا کہ خدا قرآن میں کیا کہتا ہے

کہ ہم نے چاند کی منازل مقرر کر دی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چاند چند معین منازل طے کرتا ہے اب ان منازل کا ذکر قرآن میں کہیں بھی نہیں آیا لہٰذا اس طالب علم کو جو اس بات کا ثبوت بھی قرآن سے ہی چاہے کہ چاند کتنی منزلیں سال میں طے کرتا ہے؟ مایوس ہونا پڑے گا۔ کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ ان منزلوں کی تعداد قرآن میں مذکور ہے۔ اور اگر مذکور نہیں تو پھر قرآن کا دعویٰ کہ وہ تبیان لکل شئی ہے کیوں کر تسلیم کیا جائے؟ اس عالم نے کہا پادری صاحب قرآن نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ چاند سال بھر میں کتنی منزلیں طے کرتا ہے۔ پادری حیران رہ گیا اور اس سے پوچھا کہ وہ کون سی آیت ہے۔ جس سے آپ نے یہ مفہوم نکالا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ لفظ "قدرناہ" کے حروف کی الگ الگ قیمت ابجد کے لحاظ سے معلوم کرکے ان کو جمع کر دیں۔ ان ہندسوں کا جو مجموعہ ہوگا وہی منزلوں کی تعداد ہوگی یعنی ۳۶۰ پادری بے اختیار پکار اٹھا کہ مولوی صاحب واقعی اس میں ہر چیز کا بیان ہے مگر اسے سمجھنے کے لئے ذوق سلیم کی ضرورت ہے۔ نظام ارضی و سماوی کو قائم کرکے انسان کو جو فائدہ اللہ نے پہنچایا ہے اس کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ تمہارے لئے اسباب حمل و نقل کو میسر کرنا بھی ہماری عنایت میں سے ہے۔ مگر تم ہو کہ جب ان اسباب سے فائدہ اٹھاتے ہو تو اپنے آپ ہی کو بڑا سمجھنے لگتے ہو حالانکہ تمہیں اتنا بڑا بنا دینے کے بعد بھی کہ تم آسمان اور زمین پر ایک طرح کی حکومت کرنے لگتے ہو۔ اور سمندر پر چلتے اور بے روک ٹوک اس میں سفر کرتے ہو۔ اتنا ضعیف و ناتواں رکھا ہے اگر وہ تمہیں نیست و نابود کرنا چاہے تو ایک لحظہ میں کر سکتا ہے۔

فرمایا انسان ان تمام نشانات حق کو دیکھتا ہے مگر ان پر غور و فکر نہیں کرتا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ راہ حق سے بھٹک کر اپنی زندگی کو ذلیل و خوار کر لیتا ہے۔ فرمایا ایسے لوگوں سے اگر کہا جائے کہ تم کو خدا نے آسودہ حال بنایا ہے۔ غریبوں کی مدد کرو تو وہ جواب دیتے ہیں کہ تم تو کہتے ہو کہ خدا ہر کسی کا خود رزاق ہے پھر کیا وہ ان غریبوں کو کھانے کے لئے نہیں دیتا جو ہم دیں۔ ان کا یہ جواب گستاخی و بے ادبی پر محمول کیا جائے گا۔ اس طرح وہ قیامت کے دن کو بھی نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اگر قیامت آسکتی ہو تو آج ہی لے آؤ۔ ایسا کہنا بھی ادب و احترام کے منافی ہے۔ فرمایا ایسے لوگ اپنے آپ کو بہت بڑی ہستی سمجھ کر ایسی باتیں کرتے ہیں مگر جب فنا کا وقت آئے گا تو یہ ایک جھڑک سہنے کی تاب

بھی نہ لا سکیں گے۔

ترجمہ آیات ۵۱-۶۷:- جب صور پھونکا جائے گا تو یہ فوراً قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف لپکنے لگیں گے کہیں گے ہائے محرومی! ہمیں کس نے ہماری خواب گاہوں سے جگا دیا۔ یہ وہی قیامت ہے جس کا وعدہ خدائے رحمٰن نے ہم سے کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔ محض ایک آواز ہی تو ہوگی کہ وہ یکایک سب کے سب ہمارے حضور لا حاضر کیے جائیں گے سو اس دن کسی شخص پر کچھ ظلم نہ کیا جائے گا اور تم کو جو بدلہ ملے گا تو انہیں اعمال کا جو تم کیا کرتے تھے بلاشبہ اہل جنت اس دن اپنے اپنے شغلوں میں دل بہلا رہے ہوں گے وہ اور ان کی بیویاں سایہ تلے تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ ان کو وہاں تمام میوے میسر ہوں گے اور جو کچھ وہ طلب کریں گے ان کو ملے گا۔ ان کے پروردگار کی طرف سے ان کو سلام پہنچایا جائے گا اور اے مجرموں! آج تم ان سے الگ ہو جاؤ۔ اے بنی آدم! کیا میں نے تم سے اس بات کا عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ میری ہی پرستش کرنا۔ یہی سیدھی راہ ہے اور وہ تم میں سے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر چکا سو کیا تم عقل و خرد سے کام نہیں لیتے یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ تھا۔ اس کفر و انکار کے صلے میں جو تم نے روا رکھا آج اس میں جاؤ آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ہم سے ان کے ہاتھ باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں بھی وہ سب کچھ بتا دیں گے جو وہ کرتے تھے۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھوں کو ضائع کر دیتے پھر یہ راستے کی طرف دوڑتے تو کیسے دیکھتے اور اگر ہم چاہتے تو ان کی صورتیں مسخ کر دیتے پھر یہ نہ آگے بڑھ سکتے اور نہ پیچھے ہٹ سکتے۔

شرح:- اس رکوع میں آخرت کا تھوڑا سا حال بتایا ہے۔ فرمایا! ہم کو جب یہ منظور ہوگا کہ اس دنیا کو ختم کر دیں تو ایک دفعہ صور پھونکا جائے گا جس سے ہر ایک زندہ چیز مر کر فنا ہو جائے گی پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا جس سے تمام وہ مخلوق جو روز ازل سے صور اول تک مر چکی تھی زندہ ہو کر اپنی اپنی قبروں سے نکل کر میدان حشر میں جمع ہو جائے گی اس کے بعد محاسبہ اعمال شروع ہوگا۔ جس کے دوران میں نہ کسی کے ساتھ زیادتی کی جائے گی نہ کسی پر ظلم ہوگا۔ جو جو کچھ کسی نے کیا ہوگا اس کا ثمرہ اسے ملے گا۔ وہ لوگ جو جنتی قرار پائیں گے وہ خوش و خرم نظر آئیں گے اور عیش و راحت کی زندگی پائیں گے۔

خدا کی طرف سے ان کو سلام بھیجا جائے گا اور گنہگاروں کو حکم دیا جائے گا کہ تم ان سے الگ ہو جاؤ۔ ہم نے تم سے عہد لیا تھا کہ تم شیطان کی فرمانبرداری نہ کرو گے بلکہ تم ہمیشہ میری ہی عبادت کرو گے اور اسی سیدھی راہ سے مجھ تک پہنچنے کی کوشش کرو گے۔ تم نے ہماری بات نہ مانی اور شیطان نے تم میں سے اکثر کو گمراہ کر دیا۔ سو جس جہنم سے تمہیں دنیا میں ڈرایا جاتا تھا وہ یہ ہے آج اپنے کفر و انکار کی بدولت تمہیں اس میں داخل ہونا ہے۔ ہم نے تمہاری زبانوں کو بند کر دیا ہے اور باقی اعضا و جوارح کو گویائی بخش دی ہے چنانچہ تمہارا ہر ایک عضو بتائے گا کہ وہ کیا کرتا رہا ہے۔ افسوس تم پر کہ تمہیں جو قویٰ بخشے گئے تھے تم نے ان سے صحیح کام نہ لیا اور انہیں خدا کی فرمانبرداری میں استعمال کرنے کی کوشش نہ کی۔ خیال کرو کہ اگر ہم تمہیں قویٰ عطا نہ کرتے یا ان میں سے کسی کی طاقت زائل کر دیتے تو تمہارا کیسا برا حال ہوتا۔

ترجمہ آیات ۶۸-۸۳:- اور جس کو ہم لمبی عمر عطا کرتے ہیں اس کے خلقی قویٰ کو الٹا گھٹاتے چلے جاتے ہیں سو کیا یہ نہیں سوچتے اور ہم نے آپ کو شعر گوئی نہیں سکھائی اور نہ یہ فن ان کے لئے زیبا ہے وہ تو محض نصیحت ہے اور روشن قرآن ہے تاکہ وہ اس کو جو زندہ ہو عذاب سے ڈرائے اور منکروں پر حجت تمام ہو۔ کیا انہوں نے بغور نہیں دیکھا کہ ہم نے ان کے لئے وہ چیزیں پیدا کیں جن کو ہمارے دست قدرت نے بنایا پھر یہ ان کے مالک بن بیٹھے ہیں اور ہم نے ان کا مطیع بنا دیا سو بعض تو ان میں سے سواری کے لئے ہیں اور بعض کو یہ کھاتے ہیں اور ان کے لئے ان میں ان سے اور فائدے بھی ہیں اور پینے کی چیزیں بھی پھر وہ شکر کیوں نہیں کرتے اور انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اور معبود بنا رکھے ہیں تاکہ ان کو مدد ملے۔ وہ ان کی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے وہ خود لشکروں کے لشکر حاضر کئے جائیں گے سو ان کی باتیں آپ کو غم زدہ نہ کریں ہم کو معلوم ہے جو ان کے دلوں میں پنہاں ہے اور جن کا یہ اظہار کرتے ہیں کیا انسان نے غور نہیں کیا کہ ہم نے اس کو ایک قطرۂ آب سے پیدا کیا ہے پھر وہ کھلے بندوں جھگڑنے لگا اور ہمارے بارے میں مثالیں بیان کرتا ہے۔ اور اپنی حقیقت کو بھول گیا ہے کہتا ہے کون ہڈیوں کو زندہ کرے گا جبکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی۔ کہہ دیجئے وہی ان کو زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی مرتبہ بنایا تھا وہ اپنی ہر مخلوق کو جانتا ہے۔ وہ جو تمہارے لئے ہرے بھرے درختوں سے آگ

پیدا کر دیتا ہے پھر تم اس سے آگ سلگاتے ہو۔ کیا وہ خدا جس نے آسمانوں کو پیدا کیا اور زمین کو اس بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ ان کی طرح اور پیدا کر دے کیوں نہیں وہ خالق ہے اور باخبر ہے۔ اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرے تو وہ اسے کہہ دے "ہو" پس وہ ہو جاتی ہے۔ سو وہ خدا جس کے قبضہء قدرت میں تمام کائنات کی بادشاہت ہے وہ پاک ہے اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

شرح:- اس رکوع میں قرآن کریم کے ایک نافع اور مفید کتاب ہونے کا ذکر ہے فرمایا جو حقائق اوپر بیان کئے گئے ہیں یہ کوئی شعرانہ تخیل کا نتیجہ نہیں نہ بیکار باتیں ہیں بلکہ یہ ٹھوس نصیحتیں اور روشن دلیلیں ہیں یہ نری طبع آزمائی اور خیالی تک بندیاں نہیں ہیں بلکہ خدائے یگانہ کا کلام ہے جو اس لئے نازل ہوا کہ مردہ دلوں میں زندگی کی روح پھونکے اور عالم انسان کی اصلاح کرے۔ دیکھو! ہم نے چارپایوں اور مویشیوں کو تمہارا ایسا مطیع کیا ہے کہ جس کو چاہو سواری میں لاؤ اور جس کو چاہو کھاؤ۔ علاوہ ازیں اور کئی طرح کے فائدے ان سے تم اٹھاتے ہو مگر اس کے باوجود تم میں سے بعض ایسے ناشکر گزار ہیں کہ وہ بجائے اس کے کہ خدا کا شکر بجالائیں اور اس کی عبادت کریں خود ساختہ بتوں کو پوجتے اور شیطان کی پیروی کرتے ہیں جو نہ دنیا میں ان کی کوئی مدد و اعانت کر سکتے ہیں نہ آخرت میں ان کے کام آسکتے ہیں وہ ان کی مدد کیا کریں گے اپنی مدد آپ بھی نہیں کر سکتے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ جب لوگوں کو ان کی مدد و اعانت کی ضرورت ہو وہ ان کو گرفتار کرا دیں پھر جا کر ان کو معلوم ہو گا کہ جس کی حمایت میں عمر بھر لڑتے رہے تھے وہ کس طرح نکمے و ناکارہ ثابت ہوئے ہیں۔ اس کے بعد اسلام کے سب سے بڑے مبلغ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ بت پرستی کو نہیں چھوڑتے اور ہمارے سامنے سر عبودیت خم نہیں کرتے ان کی مخالفت سے تمہیں دل برداشتہ نہیں ہونا چاہئے۔ ان کے پاس کوئی ایسی طاقت نہیں جو آپ کو شکست دے سکے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو انسان کے قبضے میں طاقت بھی کیسے ہو سکتی ہے وہ ایک نطفہ سے پیدا ہوا ہے۔ مگر اپنی اصل کو بھول گیا ہے۔ اسے یاد نہیں رہا کہ یہ تمام قوتیں خدا نے ہی اسے عطا کی تھیں وہ اپنی نادانی سے خدا ہی کے ساتھ لڑتا اور جھگڑتا ہے اور اس کو ماننے سے انکار کرتے ہوئے سو طرح کی مثالیں بیان کرتا ہے اور حشر و نشر کا قائل نہیں ہوتا اور کہتا ہے کہ انسان جب مر کر مٹی کے

(۴۲) سورۃ الفرقان (۲۵)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی' اس میں ستتر آیتیں اور چھ رکوع ہیں۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۹:- بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر حق و باطل میں تمیز کرنے والا قرآن بھیجا تاکہ تمام کائنات انسان کو وہ آگاہ کرے۔ وہ وہ ہے جو تمام آسمانوں کا اور زمین کا بادشاہ ہے اس کے اولاد نہیں اور نہ اس کی بادشاہی میں کوئی اس کا شریک ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور پھر اس کا اندازہ مقرر کیا اور لوگوں نے اس کے علاوہ اور معبود بنا رکھے ہیں جو کوئی چیز بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود مخلوق ہیں اور اپنے آپ کو بھی نہ نقصان سے بچا سکتے ہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ ان کے قبضے میں موت اور زندگی ہے اور نہ مر کر اٹھ کھڑا ہونا اور کافر کہتے ہیں کہ یہ تو محض بہتان ہے جو اس نے خود تراشا ہے اور لوگوں نے اس میں اس کی مدد کی ہے بیشک یہ لوگ ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوتے ہیں اور انہوں نے کہا کہ یہ اگلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں جو اس نے لکھ لئے ہیں اور جو اسے صبح و شام پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ کہہ دیجئے کہ قرآن کو اس نے نازل کیا ہے جو آسمانوں کے اور زمین کے تمام بھیدوں سے واقف ہے بیشک وہ غفور اور رحیم ہے اور انہوں نے کہا کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا کہ اس کے ساتھ آگاہ کرنے کو رہتا۔ یا اس کی طرف کوئی خزانہ آ پڑتا یا اس کے پاس کوئی باغ ہوتا جس میں سے وہ کھایا کرتا اور ظالموں نے کہا کہ تم تو ایسے آدمی کی پیروی کرتے ہو جس پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ دیکھئے ساتھ مٹی ہو جائے گا تو کس طرح زندہ ہو سکتا ہے۔ ایسے لوگوں کو کم از کم اتنی بات ضرور ذہن نشین کرا دینی چاہئے کہ جس نے اس وقت تم کو پیدا کیا جب تمہارا نام و نشان نہ تھا۔ وہ تمہیں دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے۔ اس کے علم اور اس کی قدرت کی کوئی انتہا نہیں۔ وہ ہرے بھرے پتوں سے آگ بھی نکال سکتا ہے پھر وہ خدا جو آسمان و زمین جیسی اشیاء پیدا کر سکتا ہے کیا وہ دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا؟

تو سہی آپ کی نسبت کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں یہ گمراہ ہو چکے ہیں للہٰذا راہ نہیں پا سکتے۔

شرح:- اس سورت کا مضمون سراسر توحید پر ہے۔ توحید کا عقیدہ انسان کے اندر سب سے زیادہ قوت پیدا کرتا ہے وہ دلوں کو مضبوط کرتا اور شرک کی نجاست سے پاک کرتا ہے۔ جہاں ایک خدا کو پوجنے والا شخص دنیا اور ما فیہا سب سے مستثنیٰ ہوتا ہے وہاں ایک مشرک دنیا کی ہر شے سے ڈرتا ہے اس کا دل بیحد کمزور اور مذبذب ہوتا ہے۔ وہ ایک خدا کو چھوڑ کر سب دنیا کا بننا چاہتا ہے۔ مگر دنیا اس کو اپنا نہیں بناتی۔ اس کے برعکس خدا پرست تمام دنیا کو چھوڑتا ہے اور خدا کو اپنا بنانا چاہتا ہے۔ خدا اس کی محنتوں کو اکارت نہیں جانے دیتا اس کو انعام دیتا ہے اور دنیا بھی اس کے پاؤں پڑتی ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے قرآن کریم کو ایک ایسی کتاب بنایا ہے جو حق و باطل اور توحید و شرک کے مابین پورا پورا امتیاز کر کے رکھ دیتی ہے اس کتاب کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو خدائی نافرمانی سے ڈرایا جائے۔ اس کے بعد خدا کی تعریف فرمائی ہے کہ خدا وہ ہے جو زمین و آسمان پر بلا شرکت غیرے حکومت کرنے پر قادر ہے اور ہر ایک چیز کو پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ فرمایا! خدا کی ان قدرتوں کو بعض لوگ نہیں دیکھتے اور انسان یا دیگر اشیاء کی پرستش کرنے لگتے ہیں حالانکہ وہ اشیاء بھی خدا کی پیدا کی ہوئی ہوتی ہیں۔ وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود اپنی ہستی کے لئے میرے محتاج ہیں۔ وہ نہ اپنا بھلا کر سکتے ہیں نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ زندگی پر قابو رکھتے ہیں نہ مارنے کی قدرت رکھتے ہیں اور لوگ ان کے متعلق جو قصے کہانیاں مشہور کر لیتے ہیں وہ ان کی محض اپنی اختراع ہوتی ہے۔ جسے چند ایک لوگ تراش لیتے ہیں اور پھر اوروں کے ساتھ مل کر ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگتے ہیں۔ اور ہماری الہامی کتابوں کو پرانے اور فرسودہ قصوں سے تعبیر کرنے لگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ فرسودہ قصے نہیں ہیں بلکہ اس خدا کا کلام ہے جو زمین و آسمان کا مالک ہے فرماتا ہے لوگوں کا یہ کہنا بھی فضول ہے کہ خدا کا رسول ہماری طرح کھاتا اور سوتا جاگتا ہے۔ یہ انسان ہو کر کس طرح رسول ہو سکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول کے ساتھ ایک فرشتہ بھی ہونا چاہئے جو اس امر کی تائید کرے کہ ہاں یہ اللہ کا رسول ہے اور

اگر تم نہ مانو گے تو نقصان اٹھاؤ گے اور اللہ کے عذاب میں پڑو گے۔ اس طرح منکروں کی باتوں کو رد کرنے سے اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو اس قدر ذلیل خیال نہ کرے کیونکہ اللہ نے انسان کا مرتبہ سب سے بلند ٹھہرایا ہے۔ وہ اشرف المخلوقات ہے لہٰذا وہ فرشتوں سے کسی طرح کم نہیں۔ پھر اس کا یہ وہم بے فائدہ کہ خدا کا رسول فرشتہ ہی ہو سکتا ہے اور اگر انسان ہو تو اس کی تائید کے لئے فرشتے کا ہونا ضروری ہے۔ اور ان کی یہ بات بھی بے معنی ہے کہ نبی کے پاس ایک بیشمار خزانہ ہونا چاہئے جس سے وہ خرچ کرے یا اس کے پاس کوئی شاندار اور خوبصورت باغ ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کبھی مخالفین ہمارے نبی کو کہتے ہیں کہ اس پر جادو ہو گیا ہے حالانکہ یہ سب بہتان اور افترا ہے اور یہ سب تمثیلیں گمراہ کن اور گمراہی پر مبنی ہیں۔

ترجمہ آیات ۱۰-۲۰۔ بابرکت ہے وہ جو اگر چاہے تو ان سے کہیں اچھے باغات جن کے نیچے نہریں رواں ہو آپ کے لئے مہیا کر دے اور آپ کو محلات عطا کرے۔ بات یہ ہے کہ یہ قیامت کے منکر ہیں اور جو کوئی قیامت کا انکار کرے ہم نے اس کے لئے دوزخ کی آتش سوزاں تیار کر رکھی ہے۔ دوزخ جب ان کو دور سے دیکھے گی تو یہ لوگ اس کے غصے سے بھری آواز کو چیختے چلانے کو سنیں گے۔ اور جب ان کو اس کے کسی تنگ مقام میں ہاتھ پاؤں جکڑ کر ڈال دیا جائے گا تو وہاں موت کو پکاریں گے آج ایک ہی موت کو نہ پکارو بہت سی موتوں کو پکارو۔ پوچھئے کہ کیا یہ چیز اچھی ہے یا ہمیشگی کی جنت جس کا پاکبازوں سے وعدہ ہے۔ یہ ان کا بدلہ اور رہنے کی جگہ ہے جو کچھ وہ چاہیں گے وہاں ان کو ملے گا وہ ہمیشہ وہاں رہیں گے۔ آپ کے رب نے اپنے اوپر یہ وعدہ لازم قرار دے لیا ہے اور یہ اس لائق ہے کہ اس سے مانگ لیا جائے۔ اور جب وہ ان کو اور جن کی اللہ کے سوا یہ عبادت کرتے ہیں جمع کرے گا تو ان سے پوچھے گا کہ کیا تم نے میرے بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود رستے سے بھٹک گئے تھے۔ وہ کہیں گے سبحان اللہ! اس بات کا ہمیں حق نہ تھا کہ تجھے چھوڑ کر ہم اور مددگار بنائیں۔ لیکن تو نے ان کو اور ان کے بڑوں کو آسودگی عطا کی۔ یہاں تک کہ یہ تیری یاد کو بھول گئے اور یہ ہلاک ہونے والی قوم تھی۔ تمہارے معبودوں نے اس بات کی تردید کر دی ہے جو تم بیان کرتے تھے سو اب نہ تم عذاب کو ٹال سکتے ہو نہ کسی سے مدد حاصل کر سکتے ہو اور تم میں سے جس نے یہ ظلم کیا ہم اسے بہت

بڑی سزا کا مزہ چکھائیں گے۔ اور ہم نے آپ سے پیشتر بھی جو رسول بھیجے تھے وہ بھی کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے اور ہم نے تم کو ایک دوسرے کے لئے آزمائش بنایا ہے۔ کیا تم صبر کرو گے اور آپ کا پروردگار سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

شرح:- گزشتہ رکوع میں اللہ تعالیٰ نے رسول کے مخالفین کے اعتراضات کا ذکر کیا تھا اور بتایا تھا کہ ان سب کے اعتراضات' جہالت' گمراہی اور ظلم پر مبنی ہیں۔ یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ اگر ہم اپنے نبی کو خزانے یا باغات دینا چاہیں تو کیا کوئی بہت بڑی بات ہو گی۔ فرماتا ہے اگر میں چاہوں تو یہ چیزیں بھی دیدوں مگر یہ چیزیں اگرچہ تمہاری نظر میں بڑی وقعت رکھتی ہیں۔ خدا کے ہاں بڑی ہی معمولی ہیں۔ فرمایا کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ تم اپنے گناہوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے دوزخ میں دھکیلے جاؤ اور ایک خوفناک زندگی بسر کرو یا تمہیں یہ منظور ہے کہ ہمیشگی کے جہان میں تمہارا داخلہ ہو جو کچھ تم چاہو تمہیں ملے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن لوگوں کی دنیا میں پرستش ہوتی رہی ہے ان سے حشر کے روز پوچھا جائے گا کہ کیا تم نے لوگوں کو گمراہ کر کے کہا تھا کہ ہمیں اپنا قبلہ حاجات بناؤ۔ یا انہوں نے خود ایسا کیا ہے۔ وہ جواب دیں گے کہ سبحان اللہ! ہم سے ایسا ہو سکتا تھا۔ کہ اس طرح تیری صریح مخالفت کرتے ہمارے انداز میں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے دنیا کے نشے میں آ کر تیری مخالفت کی ہے اور خواہشات نفسانی کے پیچھے لگے ہیں اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال گئے ہیں۔ فرماتا ہے جس شخص نے کوئی بات حق و انصاف کو چھوڑ کر کی ہو گی ہم اس کو سخت عذاب میں ڈالیں گے۔

فرمایا انبیاء کرام ہمیشہ اسی طرح چلے آئے ہیں۔ وہ انسان ہوتے تھے اور انسانوں میں مل جل کر رہتے تھے اور دنیا کو سبق دیتے تھے کہ دیکھ لو اگر تم بھی اللہ کے محبوب بن جاؤ تو تم بھی دنیا و آخرت ہر دو جگہ میں عزت و احترام حاصل کر سکتے ہو۔ بہرحال خدا تمہارا امتحان کرتا ہے وہ دولت اور غریبی میں انسان کا خلوص اور اس کی محبت کو معلوم کرنا چاہتا ہے اور صبر کرنے والوں کو دیکھتا اور نیک جزا دیتا ہے۔

ترجمہ آیات ۲۱-۳۴:- اور جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے انہوں نے کہا کہ ہم پر فرشتے کیوں نازل نہیں کئے گئے یا ہم اپنے رب کو دیکھ لیتے انہوں نے اپنے آپ کو بڑا سمجھ لیا ہے اور بہت سرکش ہو گئے ہیں۔ جس دن وہ فرشتوں کو دیکھ لیں گے

اس دن گنہگاروں کے لئے کوئی خوشی کی بات نہ ہوگی اور کہیں گے خدا کرے تم نظر نہ آؤ۔ اور ہم نے ان کے اعمال کی طرف جو توجہ کی تو ان کو اڑتی ہوئی خاک کی مانند کر دیا۔ اہل جنت اس دن بہترین جگہ قیام کریں گے اور بہترین خواب گاہ پائیں گے اور جس دن آسمان بدلی پر سے پھٹ جائے گا اور فرشتوں کو لگاتار اتارا جائے گا اسی دن حقیقی بادشاہی خدائے رحمان ہی کے لئے ہوگی اور یہ دن کافروں کے لئے بے حد سخت ہوگا اور نافرمان شخص جس دن اپنا ہاتھ کاٹے گا اور کہے گا کہ اے کاش! میں نے رسول کے ساتھ رستہ اختیار کیا ہوتا ہائے میری کمبختی کاش! میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اس نے مجھے ذکر و نصیحت سے جبکہ وہ میرے پاس آچکی تھی بہکا دیا اور شیطان انسان کو رسوا کرنے والا ہے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہیں گے کہ اے میرے رب! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا اور اس طرح ہم نے ہر نبی کے لئے گنہگاروں میں سے دشمن بنا دیئے ہیں اور آپ کا رب ہدایت دینے اور مدد کرنے کو کافی ہے اور کافروں نے کہا کہ قرآن ان پر لیکدم کیوں نازل نہیں کیا گیا۔ اس طرح اس لئے نازل کیا گیا کہ آپ کے قلب کو اس سے مضبوط و قائم رکھیں اور ہم نے اسے تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے اور آپ کے سامنے وہ جو اعتراض پیش کرتے ہیں ہم اس کا صحیح اور خوب مفصل جواب بھیج دیتے ہیں۔ وہ لوگ جن کو منہ کے بل چلا کر دوزخ کی طرف ہانکا جائے گا ان کا ٹھکانا بھی برا ہے اور رستے سے بھی بھٹکے ہوئے ہیں۔

شرح:- مگر جن کو یہ امید نہیں کہ حساب دینا ہے وہ سزا کے خوف سے بے فکر ہو کر گستاخانہ کلمات زبان سے نکالنے لگتے ہیں۔ مثلاً" کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہم پر فرشتے وحی لے کر کیوں نہیں آتے یا خدا سامنے آکر ہم سے ہم کلام کیوں نہیں ہوتا یا خود خدا سامنے آکر تمہارے دعویٰ کی تائید کیوں نہیں کرتا۔

فرمایا ایسی گستاخانہ باتیں کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے کو بہت بڑا سمجھ رکھا ہے ذرا غور کرو کہ یہ لوگ وحی اور فرشتوں کے آنے کی تمنا رکھتے ہیں اور باوجود ایسی سیاہ کاریوں کے دنیا میں ان آنکھوں سے خداوند قدوس کو دیکھنے اور شرف ہمکلامی چاہتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ گھبراؤ نہیں ایک دن آنے والا ہے جب فرشتے تم کو نظر آئیں گے لیکن ان کو دیکھنے سے تم جیسے مجرموں کو کچھ خوشی حاصل نہ ہوگی۔ جو لوگ آج فرشتوں

کے نزول کا مطالبہ کرتے ہیں اس دن پناہ طلب کریں گے اور چاہیں گے کہ ان کے اور فرشتوں کے درمیان کوئی مضبوط اوٹ قائم ہو جائے چنانچہ فرشتوں کو جواب دیں گے کہ آج عزت و کامیابی ہمیشہ کے لئے تم سے چھین لی گئی ہے۔ فرمایا! کہ وہ ہم کو بلاتے تھے اور اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے تھے سو ہم جلوہ کناں ہیں مگر ان کی عزت بڑھانے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ ملیامیٹ کر دیں۔ اس دن وہ غریب اور مسکین لوگ جن کی یہ ہنسی اڑایا کرتے تھے عیش و راحت کی زندگی بسر کریں گے اور وہ لوگ جنہوں نے ناعاقبت اندیشی سے ہمارے احکام کی پروانہ کی تھی۔ مارے افسوس کے اپنے ہاتھ کاٹیں گے۔ اور کہیں گے کاش! ہم نے ایسا نہ کیا ہوتا ہم رسول خدا کی مخالفت کرنے کی بجائے ان کے ساتھ ہوتے اور شیطان کے پھندے میں نہ پھنستے۔ شیطان نے ساری زندگی کو تباہ کر دیا اور بالآخر غداری کر کے چھوڑ دیا۔ آنے والے وقت کا صحیح صحیح علم انسان کو از خود معلوم نہیں ہو سکتا۔ اس کے معلوم ہونے کے دو ہی طریقے ہیں ایک الہامی کتابوں کے ذریعے دوسرے موت کے بعد۔ اگر کوئی شخص الہامی کتابوں کی پرواہ نہ کرے تو موت فیصلہ کرے گی۔ مگر اس وقت فیصلہ سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ کیونکہ عمل کرنے کا زمانہ ختم ہو چکا ہوگا۔

ان آیات میں آخرت کا جو نقشہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کھینچ کر دکھایا ہے وہ اس قدر ہولناک ہے کہ کوئی مسلمان ان آیات کو سمجھنے کے بعد مذہب سے بے پرواہ نہیں ہو سکتا بشرطیکہ وہ عقل سلیم رکھتا ہو۔ قرآن پاک میں صرف یہی ایک جگہ ہے جہاں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو دربار الٰہی میں مدعی اور ان کی قوم کو مدعا علیہ کی شکل میں دکھایا گیا ہے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شکایت کو ان الفاظ میں ادا کیا گیا ہے کہ خدایا! میری اس قوم نے اس قرآن کو جو تیرا کلام اور تیرے احکام پر مشتمل ہے دنیا میں چھوڑ دیا اور ان کی پرواہ نہیں کی۔ مسلمانوں کو غور کرنا چاہئے کہ آیا یہ دعویٰ کہیں ان کے خلاف تو دائر نہیں ہو سکتا۔ اگر بد نصیبی سے انہیں کے خلاف حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی عدالت میں مقدمہ چلا دیا پھر کس کو وکیل اور کس کو سفارشی بنا کر لائیں گے۔ کس قدر افسوسناک امر ہے کہ مسلمانوں نے ایک زمانے سے قرآن کو بالکل چھوڑ رکھا ہے۔ ان کی تعلیمات سے منہ پھیر لیا ہے۔ ان کا رنگ اور روپ ان کی وضع قطع اور ان

کے اخلاق و عادات سب یورپ کی لامذہبیت اور الحاد کے زیر اثر آ چکے ہیں۔ نہ وہ شکلوں سے پہچانے جاتے ہیں نہ اسلامی روایات میں سے کوئی روایت ان میں پائی جاتی ہے۔ تو ان حالات میں اگر حضور علیہ الصلوۃ والسلام اس زمانہ کے لوگوں کے خلاف قیامت کے روز رب جلیل کی عدالت میں دعویٰ دائر کر دیں تو کیا آپ حق بجانب نہیں ہوں گے؟ کیا اس کا امکان ہے یا نہیں؟ پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمان خواہ وہ عوام ہوں یا علماء اس طرف سے بے فکر بیٹھے ہیں۔ اور کافروں کا یہ اعتراض بالکل بودا ہے کہ قرآن ایک بار ہی کیوں نازل نہیں کیا گیا۔ فرمایا کہ اس میں ہمارے پیش نظر کئی مصلحتیں ہیں اگر ہم یکبارگی تمام قرآن اتار دیتے تو تم لوگ ان مصلحتوں سے یکسر محروم رہتے ہیں۔

ترجمہ آیات ۳۵۔۴۴:۔ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے ساتھ اس کے بھائی ہارون کو وزیر مقرر کیا۔ سو ہم نے ان کو حکم دیا کہ ان لوگوں کی طرف جاؤ جنہوں نے ہمارے نشانات کو جھٹلایا ہے۔ تو ہم نے ان کو بالکل ہلاک کر دیا اور نوح کی قوم نے بھی جب رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو غرق کر دیا اور ہم نے ان کو لوگوں کے لئے نشان عبرت بنایا اور ظالموں کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے اور عاد اور ثمود اور اصحاب الرس اور کئی قوموں کو بھی ہلاک کر دیا جو ان کے درمیان ہوئیں اور ہم نے سب کے سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کیں اور سب کو ہلاک کر دیا اور ان کا اس بستی پر بھی گذر ہو چکا ہے۔ جس پر بری طرح پتھروں کا مینہ برسایا گیا کیا انہوں نے اسے نہیں دیکھا بلکہ وہ دوبارہ زندہ ہونے کی امید ہی نہیں رکھتے اور جب یہ لوگ آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کی ہنسی اڑانے لگتے ہیں کہ کیا یہ وہ شخص ہے جس کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اگر ہم اپنے دیوتاؤں کے بارے میں ثابت قدمی سے کام نہ لیتے تو یہ ضرور ہم کو گمراہ کر چکا ہوتا اور جب وہ عذاب کو دیکھ لیں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون رستہ سے بھٹکا ہوا ہے۔ کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا ٹھہرا رکھا ہے تو کیا آپ اس پر نگران ہو سکتے ہیں۔ یا کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان میں سے اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں؟ وہ تو محض جانور ہیں بلکہ وہ راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

شرح:۔ اس کے بعد اقوام سابقہ کے حالات کی طرف توجہ دلائی ہے ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کی قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا مگر اس قوم

نے ان کی تعلیمات کو سننے سے انکار کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو ہم نے صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا اسی طرح ہلاکت کی کئی مثالیں اس سے پہلے بھی موجود ہیں مثلاً "نوح کی قوم نے اپنے پیغمبر کی بات کو نہ مانا۔ وہ اسی طرح غرق آب کئے گئے کہ رہتی دنیا تک طوفان نوح کو کوئی بھول نہیں سکتا۔ اس کے بعد عاد اور ثمود اور متعدد اقوام کو جنہوں نے اپنے رسولوں کی بات نہ مانی ہم نے خاک سیاہ کر کے رکھ دیا جاؤ ڈھونڈو۔ کیا تمہیں ان کا کوئی نشان ملتا ہے۔ فرمایا ان لوگوں کی تباہی کے وجوہات یہ تھے کہ اول تو انہوں نے نبیوں کی باتوں پر عمل نہ کیا دوسرے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر حساب دینے پر ایمان نہ لائے تیرے رسولوں کی تعظیم نہ کی اور چوتھے خواہشات نفسانی پر چلتے رہے۔ فرمایا جن لوگوں میں مذکورہ بالا چار باتیں پائی جائیں ان میں اور چارپایوں میں کوئی فرق نہیں بلکہ ایسے انسان تو چارپایوں سے بھی زیادہ غافل اور گمراہ ہوا کرتے ہیں۔

افسوس اس زمانے کے مسلمانوں میں یہ تمام باتیں موجود ہیں۔ الا ماشاء اللہ مسلمان اپنے نبی کی بات پر عمل پیرا نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیمات کو ایک ایک کر کے چھوڑ رکھا ہے۔ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر حساب دینے پر بھی ایمان نہیں۔ اگر ہوتا تو گستاخانہ طور پر قرآن کی صریح نصوص کے خلاف عمل کرنے کی جرات نہ ہوتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی تعظیم یہ تھی کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اسوۂ حسنہ پر عمل کیا جاتا مگر مسلمانوں نے زبانی جمع خرچ تک تعظیم نبوی کو محدود کر رکھا ہے۔ باقی رہا خواہشات نفسانی پر چلنا سو یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ آج مسلمان کا خدا اس کا مذہب اس کا رسول محض اس کی ذاتی خواہشات ہیں وہ اگر خدا کا کوئی حکم مانتا ہے تو اس لئے کہ یہ اس کی ذاتی خواہش اس حکم ربانی کے مطابق ہے۔ اگر بدقسمتی سے ایسا ہو جائے کہ اس کی ذاتی خواہش یا مفاد کے خلاف قرآن کا حکم واقع ہو تو وہ نہایت دیدہ دلیری سے اس کی تاویلیں کرتا اور نہایت شرمناک طریقے سے اسے پس پشت ڈال دیتا ہے۔

ترجمہ آیات ۴۵-۶۰:- کیا آپ نے اپنے رب کو نہیں دیکھا کہ وہ کس طرح سایہ کو بڑھاتا ہے اگر وہ چاہتا تو اسے ساکن کر دیتا۔ ہم نے آفتاب کو اس پر رہبر مقرر کیا۔ پھر اسے ہم آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹ لیتے ہیں اور وہی تو ہے جس نے رات کو تمہارے لئے لباس اور نیند کو راحت اور دن کو چلنے پھرنے کے لئے بنایا۔ اور وہی تو ہے جو

ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے آگے بشارت کے لئے بھیجتا ہے اور ہم آسمان سے پاک پانی برساتے ہیں تاکہ اس کے ساتھ ہم مردہ شہر کو زندہ کردیں اور اسے بہت سے چوپایوں اور آدمیوں کو جو ہم نے پیدا کئے ہیں پلاتے ہیں اور ہم نے اس کو ان میں تقسیم کردیا تاکہ وہ غور کریں مگر اکثر لوگ ناشکری کئے بغیر نہ رہے اور اگر ہم چاہتے تو ہر گاؤں میں ایک ڈرانے والا بھیجتے سو آپ کافروں کی پیروی نہ کریں اور ان کا مقابلہ پورے زور سے کرتے رہیں اور وہی تو ہے جس نے دو دریاؤں کو ملا دیا۔ یہ میٹھا خوشگوار ہے اور یہ کھاری کڑوا اور دونوں کے درمیان ایک پردہ اور ایک رکاوٹ سی پیدا کردی اور وہی تو ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا اور اسے نسب والا اور سسرال والا بنایا اور آپ کا رب قادر ہے۔ اور لوگ خدا کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو نہ نفع دے سکتی ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتی ہیں اور کافر تو اپنے رب کی مخالفت پر تلا ہوا ہے۔ اور ہم نے آپ کو خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ کہہ دیجئے میں تم میں سے اس پر کوئی مزدوری طلب نہیں کرتا مگر یہ کہ جو چاہے اپنے رب کی طرف رستہ اختیار کرے اور اس زندہ رہنے والے پر بھروسہ رکھے جو کبھی مرے گا نہیں اور اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح بیان کیجئے وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے پوری طرح واقف ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو اور ان دونوں کے مابین کی کائنات کو چھ دن میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر مستوی ہوا۔ وہ رحمٰن ہے۔ پس اس کے متعلق کسی باخبر سے پوچھ لو اور جب اسے کہا جاتا ہے کہ تم خدائے رحمٰن کو سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں کہ رحمٰن کون ہے کیا جس کو تم کہو گے اس کو ہم سجدہ کریں اور وہ نفرت میں اور بڑھتے ہیں۔

شرح:۔ اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی عنایات گنواتا ہے جس سے مقصود یہ کہنا ہے کہ ان عنایات سے فائدہ اٹھانے کے بعد کیوں ناشکر گزار ہوتے ہو اور کیوں خالق و معبود کی عبادت نہیں کرتے فرمایا سایہ کو گھٹتے بڑھتے دیکھتے ہو اگر غور کرو تو تمہیں معلوم ہو کہ اس میں تمہارے لئے کتنا بڑا نفع ہے۔ فرمایا اگر ہم چاہتے تو سایہ ایک ہی جگہ قائم رہتا۔ پھر تم دیکھتے کہ یہ امر تمہارے لئے کتنا تکلیف دہ ہوتا۔ اسی طرح اگر ہمیشہ ہی دن ہوتا اور رات تمہارے آرام کے لئے نہ آتی تو تم ہر وقت روزی کی تلاش میں ایسے سرگرداں ہوتے کہ ہلاک ہو جاتے۔ پھر ہواؤں کو دیکھو کہ وہ تمہارے پاس باران رحمت

کی خوشخبری لاتی ہیں اور مردہ زمین کو تر و تازہ کرکے تمہیں پھل پھول اور اناج مہیا کرتی ہیں۔ مگر اکثر لوگ ہمارے ان انعامات کو جانتے بوجھتے ناشکر گزاری کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اب تک اپنے رسولوں کو بھیجتے رہے ہیں کہ وہ لوگوں کو ہماری نافرمانی و ناشکر گزاری کے نتائج و عواقب سے آگاہ کریں۔ اور عذاب دوزخ سے ڈرائیں۔ اس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی رحمت کا ایک کرشمہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ تم اکثر سمندروں اور دریاؤں میں دیکھو گے کہ دو رنگ اور دو ذائقہ کا پانی ایک ہی سمندر میں موجود ہے اور اس طرح موجود ہے کہ باوجود اپنی مائعیّت کے ایک دوسرے سے الگ رہتا ہے۔ غور کرو کہ کیا یہ کوئی معمولی بات ہے۔ پھر اسی طرح پانی کے ایک قطرہ سے قوی ہیکل انسان بنا کھڑا کیا مگر اس کی پست ذہنیت نے اس کا سر بجائے خدائے رحمٰن کے سامنے جھکانے کے ایسی ایسی ہستیوں اور ایسے ایسے بے جان بتوں کے سامنے جھکایا جو اس کو نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان فرمایا ان لوگوں کو جو محض میری عبادت کریں اور میرے احکام پر عمل پیرا ہوں آخرت کی خوشگوار زندگی کی خوشخبری سنائیں اور جن بدبختوں نے ہم سے روگردانی اختیار کر رکھی ہے ان کو عذاب دوزخ سے ڈرائیں شائد کہ وہ راہ ہدایت پر آجائیں فرمایا انسان کو چاہئے کہ وہ اس بات کو ہمیشہ یاد رکھے کہ عبادت کے لائق صرف وہی معبود حق ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور جو کائنات عالم کا خالق ہے۔

ترجمہ آیات ۶۱-۷۷:- مبارک ہے وہ ذات جس نے آسمانوں میں برج بنائے اور ان میں نہایت روشن چراغ اور چمکتا ہوا چاند پیدا کیا اور وہ وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین بنایا۔ اس شخص کے لئے جو نصیحت حاصل کرنا چاہے یا شکر گزاری کا قصد کرے اور خدا کے بندے تو وہ ہیں جو آہستگی کے ساتھ زمین پر چلتے ہیں اور جب ان سے جاہل لوگ مخاطب ہوتے ہیں تو وہ سلام کہتے ہیں اور وہ لوگ جو اپنے رب کے آگے سجدہ کرکے اور قیام کرکے رات گزارتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو خرچ کرنے پر آئیں تو فضول خرچی نہ کریں اور تنگدلی سے کام لیں اور ان کی گزران افراط اور تفریط کے درمیان ہوتی ہے اور وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ اور معبودوں کو نہیں پکارتے اور جس کے قتل کو خدا نے حرام ٹھہرایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر حق پر اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو افعال قبیحہ کا مرتکب ہو گا وہ گناہ کی سزا پائے گا۔ قیامت کے دن

اسے دونا عذاب ہوگا اور وہ وہاں ہمیشہ رسوائی کے ساتھ رہے گا۔ مگر جس شخص نے توبہ کرلی اور ایمان لے آیا اور عمل نیک کیا ان لوگوں کی برائیوں کو بھی اللہ نیکیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو توبہ کرتا ہے اور اچھے عمل کرتا ہے حقیقتاً وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی بیہودہ جگہ کے پاس سے گزرتے ہیں تو شریفانہ انداز سے گزرتے جاتے ہیں اور وہ لوگ جن کو ان کے رب کی آیات سے سمجھایا جاتا ہے تو ان پر وہ بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گر پڑتے اور وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہماری بیویوں اور بچوں کی طرف سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا دے ان ہی لوگوں کو جنت میں بالا خانے ملیں گے۔ اس سبب سے کہ انہوں نے صبر سے زندگی بسر کی اور فرشتے ان کو دعا و سلام کہتے ہوئے ملیں گے وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے جو ٹھہرنے اور رہنے کی بہترین جگہ ہے کہہ دیجئے میرے رب کو تمہاری کچھ پروا نہیں اگر تم اس کو نہ پکارو گے تو تم نے اس کے حکموں کی تکذیب کی ہے سو اس کی سزا لازمی ہوگی۔

شرح:۔ فرمایا اگر تم برکتیں حاصل کرنا چاہتے ہو تو یاد رکھو تمہیں صرف خدائے قدوس کو پکارنا اور صرف اس کے سامنے سر بسجود ہونا ہوگا۔ دیکھو! یہ اس کا کتنا بڑا کرشمہ ہے کہ اس نے آسمان میں متعدد برج بنا رکھے ہیں اور ان برجوں میں سورج اور چاند ایسے اجرام فلکی رکھ کر تمہاری دنیا کو روشن و منور کر دیا کہ تم اندھیرے اور تاریکی میں نہ پڑے رہو۔ پھر تمہارے آرام اور تمہاری آسائش کے لئے دن اور رات کو تسلسل بخشا۔ مگر افسوس! کہ تم ہماری ان مصلحتوں اور نعمتوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے اور شکر بجا نہیں لاتے۔ اس کے بعد اپنے بندوں کی صفات شمار کیں ہیں تاکہ وہ لوگ جو اس کے بندے بننے کے خواہاں ہیں لاعلمی میں نہ رہیں اور مقصود کی تلاش میں کوئی غلط اقدام نہ کر بیٹھیں فرمایا میرے بندے وہ ہیں جو

(۱) غرور و تکبر میں مبتلا نہ ہوں اور جب مغرور اور جاہل لوگوں سے واسطہ پڑے تو ان کو دور ہی سے سلام کر کے گزر جائیں۔

(۲) راتوں کو اٹھ اٹھ کر میری عبادت کریں بیہوش سوتے رہنے یا برے کام کرنے میں رات کو برباد نہ کریں۔

(۳) عذاب جہنم سے ہر وقت خائف رہیں اور پناہ مانگتے رہیں کیونکہ نافرمانوں کو جہنم کا عذاب ضرور ہو کر رہے گا۔

(۴) خرچ کے معاملہ میں نہ مسرف ہوں نہ بخیل۔ بلکہ اعتدال پسند ہوں۔

(۵) اللہ تبارک و تعالٰی کے ساتھ کسی ہستی کو خواہ وہ زندہ ہو یا مرچکی ہو شریک نہ ٹھہرائیں۔

(۶) کسی متنفس کو بلاوجہ اور بلاقصور قتل نہ کریں۔

(۷) زنا کے مرتکب نہ ہوں کیونکہ اس گناہ کا ارتکاب قیامت کے دن انسان کو ذلیل و رسوا کرے گا۔ اور دگنے عذاب کا موجب ہوگا۔ الا یہ کہ وہ توبہ کرے اور اس کے بعد پھر کبھی ایسے گناہوں کا مرتکب نہ ہو۔

(۸) فضول اور لغو باتوں اور کھیل تماشے میں وقت نہ گزاریں۔

(۹) جب ان کو اللہ تبارک وتعالٰی کے احکام اور اس کا کلام سنایا جائے تو گوش ہوش سے سنیں اور اس پر عمل کریں۔

(۱۰) خدا سے اور صرف خدا سے اس بات کے خواہاں رہیں کہ وہ ان کی ازواج و اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے اور لوگوں کی رہنمائی کا فخر عطا کرے۔

یہ دس صفات جن لوگوں میں پائی جائیں ان کو بجا طور پر خدا کے بندے اس کے محبوب اور خدمتگار کہا جا سکتا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کو آنے والی زندگی میں نہایت عظیم الشان مستقر اور بہترین محلات رہنے کو عطا کئے جائیں گے۔ ان کو کبھی ناخوشی اور تکلیف کا شکار نہ ہونا پڑے گا۔ جو بات بھی ان کے کانوں میں پڑے گی خوش آئند ہوگی۔ جو کلمہ بھی ان کی زبان سے نکلے گا شیریں ہوگا۔ برعکس اس کے جو لوگ جھٹلائیں گے ان کو سزا سے کسی طرح چھٹکارا نہ ہوگا۔ آخرت کی ہلاکت تو ہے ہی دنیا میں بھی اگر حق و باطل کی مڈبھیڑ ہوگی تو باطل کی دھجیاں اڑ جائیں گی۔ چنانچہ غزوہ بدر اور دیگر غزوات اس امر کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

سورۃ فاطر (۳۵) (۴۳)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں پینتالیس آیتیں اور پانچ رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۷:۔ تمام حمد و ثنا اس معبود حقیقی کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور فرشتوں کو جن کے دو دو تین تین اور چار چار پر ہیں اپنا قاصد بنانے والا ہے۔ مخلوقات کی پیدائش اور بناوٹ میں جو کچھ چاہتا ہے زیادہ کر دیتا ہے بیشک اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اللہ لوگوں کے لئے جو رحمت کھول دے کوئی اس کو بند کرنے والا نہیں اور جسے وہ بند کر دے اسے جاری کرنے والا اس کے بعد کوئی نہیں اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔ اے لوگو! اللہ کے احسان جو تم پر ہیں ان کو یاد کرو کیا اللہ کے سوا کوئی ایسا خالق ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزی پہنچائے کوئی معبود نہیں مگر وہی پھر تم کدھر بہکے چلے جا رہے ہو اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو آپ سے قبل بھی رسول جھٹلائے گئے ہیں اور بالآخر تمام امور کو اسی کی طرف لوٹایا جائے گا۔ اے لوگو! اللہ کا وعدہ بلاشبہ برحق ہے سو تم کو دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈالنے پائے اور نہ خدا کے بارے میں شیطان تمہیں فریب میں رکھے۔ شیطان بلاشبہ تمہارا دشمن ہے سو تم بھی اس کو دشمن ہی سمجھو۔ وہ تو محض اپنے گروہ کو بلاتا ہے۔ تاکہ وہ آتش دوزخ میں پڑیں۔ وہ لوگ جنہوں نے راہ کفر اختیار کی ان کے لئے سخت عذاب ہوگا اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل بھی کرتے رہے ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔

شرح:۔ فرمایا لوگو! تم کیوں دھوکے میں پڑے ہو اور کیوں خدا کو بھول گئے ہو۔ تم ہر وقت ہر لحظہ اسی کی صفت و ثنا اور اسی کی مدح و ستائش کرو۔ جس نے آسمانوں کو کھڑا کیا جس نے زمین کو پھیلایا اور نظام عالم کو چلانے کے لئے نہایت تیز رفتار امور قائم کئے سنو! وہ قادر مطلق ہے کہ جو کچھ چاہے پیدا کر دیتا ہے اور جسے چاہے فنا کر دیتا ہے۔ وہ قادر مطلق ہے جس کے کام میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آتی۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی نعمتیں یاد دلاتا ہے اور پوچھتا ہے کہ جو

نعمتیں تمہیں عطا کرتے ہیں وہ کسی اور سے بھی تمہیں میسر آسکتی ہیں؟ سنو! آسمان سے اور زمینوں سے تمہاری روزی نازل کی جاتی ہے اور علاوہ ازیں اور بھی جس قدر تمہاری ضروریات ہیں وہ بھی ہم ہی پورا کرتے ہیں۔ تمہیں معلوم ہو گا کہ بجز ہمارے کوئی ہستی تمہاری ضروریات و حاجات کو پورا نہیں کر سکتی مگر تم اندھے ہو کر بے دھیان مسافت زندگی کو طے کرتے چلے جا رہے ہو۔ رسولوں کو جھٹلا رہے ہو اور آخرت سے غافل بیٹھے ہو۔ لوگو! تم سے خدا نے جو وعدے کئے ہیں وہ سب درست ہیں اور پورے ہو کر رہیں گے۔ مثلاً" تمہیں ضرور ایک نہ ایک دن مرنا ہے۔ قیامت کو ضرور واقع ہونا ہے اور تمہیں اس قادر مطلق کے سامنے حاضر ہو کر حساب دینا ہے۔ شیطانی فریب میں مت آؤ اور خدا کو مت بھلاؤ اور اپنے بچاؤ کے لئے شیطان کو اپنا دشمن سمجھو کیونکہ وہ اور اس کے ساتھی دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور جو لوگ ان کے فریب میں آتے ہیں وہی عذاب دوزخ کی لذتیں جھیلنے کے مستوجب ہو جاتے ہیں۔ برعکس اس کے جو لوگ ایمان لے آتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں وہ مقصد حیات کو پا لیتے مزے کی زندگی گزارتے اور خدا کے عفو و رحمت کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

ترجمہ آیات ۸ - ۱۴:- تو کیا جس شخص کے برے اعمال خوبصورت کر کے دکھائے گئے ہوں اور وہ انہیں نیک اعمال سمجھنے لگے اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے ہدایت دیتا ہے سو آپ ان پر افسوس کر کے جان نہ دیدیں جو کچھ یہ لوگ کرتے ہیں اللہ کو اس کا علم ہے۔ اللہ وہ قادر مطلق ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے پھر ہوائیں بادل کو ابھارتی ہیں۔ پھر ہم اس (بادل) کو ایسے شہر کی طرف ہانک دیتے ہیں جو مردہ پڑا ہو۔ سو اس کے ساتھ زمین کے مرے پیچھے ہم اسے دوبارہ زندہ کرتے ہیں اسی طرح جی اٹھنا ہے جو عزت حاصل کرنا چاہے کہ ہر طرح کی عزت اللہ ہی کے پاس ہے اچھی اچھی باتیں اس تک پہنچتی ہیں اور نیک اعمال اس کے مدارج کو بلند کرتے ہیں اور جو لوگ برے اعمال کا ارتکاب کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور ان لوگوں کی سب تدبیریں ملیامیٹ ہو جائیں گی اور اللہ وہ ہے جس نے تم کو مٹی سے پھر پانی کے ایک صاف و مصفی قطرے سے پیدا کیا پھر تمہیں جوڑے جوڑے بنایا اور مادہ کے پیٹ میں جو کچھ ہوتا ہے اور جو کچھ وہ جنتی ہے وہ لازمی طور پر اللہ کے علم میں ہوتا ہے۔ اور کسی بڑی عمر والے کی عمر میں کوئی زیادتی نہیں کی جاتی نہ اس کی عمر سے کچھ گھٹایا جاتا ہے مگر کتاب میں لکھا ہوا ہے یہ بات اللہ کے لئے آسان

ہے اور دونوں دریا برابر نہیں ہیں یہ میٹھا ہے جس کا پانی خوشگوار ہے اور یہ کھاری ہے تلخ اور ہر ایک میں سے تم تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو جسے تم پہنتے ہو اور تم اس میں کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ چیرتی ہوئی چلتی ہیں تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم اس کا شکر بجا لاؤ۔ وہ رات کو دن کے اندر اور دن کو رات کے اندر داخل کرتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو تابع فرمان بنا رکھا ہے۔ سب وقت معین تک چلتے رہیں گے یہی معبود حقیقی تو تمہارا پروردگار ہے۔ بادشاہی اس کی ہے اور وہ جن کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ تو کھجور کے ایک چھلکے کے برابر اپنا اختیار نہیں رکھتے۔ اگر ان کو پکارو بھی تو وہ تمہاری پکار کو نہیں سنیں گے اور اگر سن پائیں تو حاجت روائی نہیں کر سکیں گے۔ اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک سے انکار کر دیں گے۔ اور جس طرح وہ باخبر تمہیں بتا سکتا ہے دوسرا نہیں بتا سکے گا۔

شرح:- اس رکوع میں انسان کے غرور نفس اور فریب خوردگی کو نہایت عمدہ طریق سے سمجھایا ہے۔ فرمایا بعض لوگ ایسے ہیں کہ وہ برے کام کرتے ہیں مگر انہیں اچھی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ شرک کرتے ہیں مگر اپنے آپ کو موحد کہتے ہیں۔ عبادت سے کوسوں دور ہیں مگر عابد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں فرمایا یہ لوگ گمراہ ہیں ان کے حال پر افسوس بھی نہیں کرنا چاہیے۔ خدا کو معلوم ہے کہ ان کے دلوں میں کیا روگ ہے اور کیا ناپاکی۔ تم ان لوگوں کی باتوں میں نہ آؤ بلکہ نہایت منصف مزاج بلکہ خدا کی قدرتوں کا مطالعہ کرو۔ دیکھو بادل کس طرح اٹھتے ہیں۔ ہوائیں کیسے چلتی ہیں۔ بارش کیسے ہوتی ہے۔ زمین کس طرح خشک ہو کر پیداوار سے انکار کر دیتی ہے۔ پھر بارش سے سیراب ہو کر تر و تازہ ہو جاتی ہے۔ دیکھو جس طرح مردہ زمین کو دوبارہ زندہ کیا جا سکتا ہے اسی طرح تمہارے مرجانے کے بعد ہم تمہیں بھی زندہ کر سکتے ہیں۔ پھر قیامت کے روز حشر و نشر میں شک و شبہ کرنے کے کیا معنی؟

فرمایا دنیا میں اگر عزت حاصل کرنے کا تمہیں خیال ہو تو اصل عزت خدا کے احکام کے سامنے سر جھکانے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ باطل کے ذریعہ اور نافرمانی و سرکشی کو کام میں لا کر اگر تم کوئی عزت حاصل کر لو تو وہ ناپائدار اور دھوکا اور فریب ہے ایسے لوگوں نے جو کھیل بنایا ہوتا ہے اس کا تار و پود بکھر کر رہ جاتا ہے۔ تم دیکھو تو سہی جو خدا تمہیں مٹی

سے بنا کر یہ شکل و شباہت دے سکتا ہے جو تمہارے اندر روح پھونک کر تمہیں چلنے پھرنے سمجھنے سوچنے اور بات چیت کرنے کی طاقت عطا کر سکتا ہے۔ وہ جس نے مذکر و مونث کی تقسیم کی۔ وہ جس کے حکم اور علم کے بغیر نہ کوئی بچہ پیدا ہو سکتا ہے نہ مر سکتا ہے۔ وہ جو عمریں بڑھاتا اور کم کرتا ہے کیا وہ اتنا نہیں کر سکتا کہ تمہاری ضروریات کو پورا کر سکے۔ پھر اسے چھوڑ کر تم ادھر ادھر کیوں مارے مارے پھرتے ہو۔ اس کی شان کے کرشمے دیکھنے ہو تو جاؤ کھاری اور میٹھے سمندروں پر جا کر دیکھو۔ تمہیں عجیب عجیب راز معلوم ہوں گے۔ دریاؤں اور سمندروں میں تمہارے کھانے کے تازہ بتازہ گوشت موجود ہیں۔ پہننے کے لئے زیورات' تجارت کرنے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لئے کشتیاں موجود ہیں۔ سورج اور چاند کو تمہارے لئے اس طرح مسخر کیا ہے کہ وہ وقت پر طلوع ہوتے وقت پر غروب ہوتے اور تمہیں اپنے فوائد سے مستفیض کرنے سے قطعاً انکار نہیں کر سکتے۔ دیکھو تمہارا خدا وہ ہے جو تمہارے لئے ایسی ایسی نعمتیں پیدا کرتا۔ ایسے ایسے انتظامات مقرر کرتا اور تمہاری پرورش کرتا ہے مگر جن پر تم نگاہیں لگائے رکھتے ہو اور جو تمہارے قبلہ حاجات ہیں ان کے پاس تو کھجور کا چھلکا بھی نہیں جو وہ تمہیں دے سکیں اگر تم ان کو بلاؤ تو وہ جواب نہیں دے سکتے اور تو اور وہ خود قیامت کے دن تمہاری طرف سے کانوں پر ہاتھ دھریں گے اور کہیں گے کہ ہم نے تو کسی کو شرک پرستی پر مجبور نہیں کیا تھا۔ نہ ترغیب ہی دی تھی فرمایا یہ تنبیہہ بروقت ہے تاکہ بعد میں تم نہ کہو کہ ہم کو خبر نہیں ہوئی۔

ترجمہ آیات ۱۵-۲۶:- اے لوگو تم سب اللہ کے محتاج ہو اور وہ سب سے بے نیاز ستودہ صفات ہے اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور تمہاری جگہ کوئی دوسری مخلوقات لا کھڑی کرے اور یہ چیز خدا کے لئے کچھ دشوار نہیں اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور اگر کوئی بوجھ سے دبا ہوا اپنا بوجھ اٹھوانے کے لئے کسی کو بلائے گا تو اس کا ذرا بھر بوجھ نہیں اٹھایا جائے گا خواہ وہ قریبی ہی ہو۔ آپ صرف ان لوگوں کو آگاہ کر سکتے ہیں جو بغیر دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے وہ اپنے ہی لئے ایسا کرتا ہے اور سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور نابینا اور بینا برابر نہیں اور نہ اندھیرا اور روشنی اور نہ سایہ اور دھوپ اور نہ

زندہ اور نہ مردہ برابر ہیں۔ اللہ جس کو چاہتا ہے سنوار دیتا ہے اور جو قبروں میں ہیں آپ ان کو نہیں سنا سکتے۔ آپ صرف ڈرانے والے ہیں ہم نے آپ کو حق و صداقت کے ساتھ خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں ڈرانے والا نہ گزرا ہو اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلایا کرتے تھے۔ ان کے رسول ان کے پاس روشن دلائل صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے۔ پھر جن لوگوں نے انکار کیا میں نے ان سے مواخذہ کیا سو ان کے حق میں میرا عذاب کیسا ہوا۔

شرح:- اس رکوع میں ارشاد ہوا ہے کہ انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو اچھی طرح سے سمجھ لے کہ وہ خدا کا محتاج ہے اور خدا کسی کا محتاج نہیں وہ چاہے تو تمام مخلوق کو تباہ و برباد کر کے کوئی دوسری مخلوق لے آئے مگر مخلوق خدا کے خلاف کسی بات میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ فرمایا انسان اپنے اعمال کے لئے آپ خدا کے سامنے ذمہ دار ہے۔ اگر کوئی نیک ہو تو اس کی نیکی و اجر کا ثواب کسی دوسرے کو نہیں مل سکتا اور اگر کوئی شخص برا ہو تو اس کے برے ہونے کی وجہ سے دوسرے کسی شخص کو بھی نقصان نہیں پہنچ سکتا اس کے بعد فرمایا نافرمانی کے نتائج و عواقب سے تو محض وہی لوگ ڈرتے ہیں جو اولاً خدا کو مان لیں اور اس کے بعد پابند صلوۃ ہوں۔ یہ اعتقاد اور پابندی عبادت انسان کے دل کو پاک کر دیتی ہے اور عاقبت بخیر ہوتی ہے۔ فرمایا منکران حق کو ایمان والوں سے وہی نسبت ہے جو اندھوں کو آنکھوں والوں سے یا اندھیروں کو روشنی سے یا دھوپ کو سایہ سے یا مردہ کو زندہ سے فرمایا! ایسے اندھے اندھیروں میں پھنسے ہوئے اور مردہ روح اور مردہ دل والے انسانوں کو راہ راست پر نہیں لا سکتا ہے جس طرح تم مردہ جسموں کو اپنی بات سنا نہیں سکتے اس طرح تم منکران حق کو بھی راہ راست پر نہیں لا سکتے۔ ہاں تمہارا وظیفہ تو یہ ہے کہ تم نافرمانی کر کے نتائج و عواقب اور آنے والے عذاب سے لوگوں کو متنبہ کرتے رہے۔ فرمایا اے پیغمبر! لوگ مانیں یا نا مانیں ہم نے آپ کو اپنا سچا فرستادہ بنا کر بھیجا ہے تاکہ آپ ان لوگوں کو جو راہ راست پر چلتے اور خدا کی فرمانبرداری کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیں کہ اللہ ان سے خوش ہے اور جو سیدھی راہ پر گامزن نہ ہوں ان کو متنبہ کریں کہ آگے آنے والی زندگی کی صعوبتیں اتنی کڑی ہوں گی کہ وہ برداشت نہ کر سکیں گے۔ اگر اس پر وہ آپ کی بات نہ مانیں تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے۔ وہ اپنی گمراہی

کی آپ سزا بھگتیں گے اگر انہیں یقین نہ آئے تو جو نافرمان قومیں ان سے قبل گزر چکی ہیں ان کے حالات و کوائف سے آگاہی حاصل کر کے معلوم کریں کہ ان پر عذاب کیسے آیا۔

ترجمہ آیات ۲۷-۳۷:- کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے بادلوں سے مینہ برسایا سو اس کے ذریعے سے ہم نے مختلف رنگ کے میوے نکالے اور پہاڑوں میں سفید اور سرخ حصے ہیں جن کے رنگ مختلف ہیں اور بعض گہرے سیاہ ہیں اور اسی طرح انسانوں' جانوروں اور چوپایوں کے مختلف رنگ ہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی اس سے ڈرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ اللہ غالب بخشنے والا ہے۔ وہ لوگ جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے ظاہرہ و پوشیدہ خرچ کرتے ہیں وہی حقیقتاً ایسی تجارت کی توقع رکھتے ہیں جس میں کبھی گھاٹا نہ پڑے تاکہ اللہ ان کے صلے ان کو پورے پورے دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ بھی دے وہ حقیقتاً بخشنے اور شکریہ قبول کرنے والا ہے۔ اور ہم نے آپ کی طرف جو کتاب وحی کے طور پر بھیجی ہے وہ حق پر مبنی ہے اور اس سے پہلے جو کتابیں نازل ہو چکی ہیں اس کی تصدیق کرتی ہے۔ بیشک اللہ اپنے بندوں سے باخبر اور ان کے حالات کو دیکھنے والا ہے۔ پھر اپنے بندوں میں سے جن کو ہم نے منتخب کیا ان کو کتاب کا وارث بنا دیا سو ان میں سے بعض اپنے حق میں ظلم روا رکھتے ہیں اور بعض ان میں متوسط درجے کے ہیں اور بعض ان میں سے اللہ کے فضل سے نیکی کرنے میں پیش قدم ہیں یہی سب سے بڑا فضل ہے یہ باغات ہیں ہمیشہ رہنے کے جن میں وہ داخل ہوں گے۔ وہاں وہ سونے کے کنگن اور موتی پہنیں گے اور وہاں ان کا لباس حریر ہو گا اور کہیں گے کہ اس خدائے ستودہ صفات کا شکر ہے کہ اس نے ہم سے غم کو دور کیا۔ ہمارا رب یقیناً" بخشنے والا اور شکریہ قبول کرنے والا ہے۔ جس نے ہم کو اپنے فضل سے دار بقا میں لا اتارا۔ اس میں نہ ہم کو کوئی تکلیف پہنچے گی نہ تھکاوٹ ہو گی۔ اور وہ لوگ جنہوں نے راہ کفر اختیار کی ہے ان کے لئے آتش دوزخ ہے نہ تو ان کو قضا ہی آئے گی کہ وہ مر جائیں اور نہ اس کا کچھ عذاب ان پر سے ہلکا کیا جائے گا اس طرح ہم ہر ایک منکر کو سزا دیں گے اور وہ اس میں فریاد کریں گے۔ اے ہمارے رب ہم کو یہاں سے نکال ہم نیک عمل کریں گے۔ برخلاف ان کاموں کے جو ہم

کیا کرتے تھے۔ کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جو شخص نصیحت حاصل کرنا چاہتا کر سکتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا۔ سو مزہ چکھو ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں۔

شرح:۔ اس رکوع میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی کئی اور قدرتیں بیان ہوئی ہیں مثلاً ارشاد ہوتا ہے کہ بارش کے نازل ہونے پر غور کرو۔ تو تمہیں معلوم ہو کہ اس میں خدا نے کتنی مصلحتیں پنہاں کر رکھی ہیں۔ سنگلاخ مردہ، خشک بنجر زمین پر بارش نازل ہوتی ہے اور رنگ برنگ کی بوٹیاں طرح طرح کے درخت، عجیب عجیب پودے رونما ہوتے ہیں اسی طرح زمین کو دیکھو مختلف رنگ، مختلف استعداد اور مختلف طاقتیں اس میں پائی جاتی ہیں۔ حالانکہ سب ایک ہی زمین ہے اسی طرح انسان، حیوان، پرند، چرند اور درندے انواع و اقسام ہیں۔ اگر ان باتوں پر غور کرو تو لاتعداد عجائبات قدرت کا تمہارے لئے انکشاف ہو۔ فرمایا جو لوگ عجائبات قدرت کا علم حاصل کرتے ہیں اور خدا کے سامنے سر عبودیت جھکا دیتے ہیں وہی فی الحقیقت خدا کی نافرمانی سے ڈرتے اور اس کی عبادت کرتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کے گناہ اور ان کی خطائیں خدا معاف بھی کر دیتا ہے۔ فرمایا اگر تاجرانہ نقطہ نگاہ سے بھی دیکھو تو تمہیں یقین آ جائے گا کہ جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں، نماز ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جو کچھ دے رکھا ہے اس کو ہر ممکن طریقہ سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ وہی فلاح و نجات پاتے ہیں۔ اور وہی فائدے میں رہتے ہیں کیونکہ اس محنت و کاوش کا جو اجر ملے گا وہ کہیں زیادہ ہو گا۔ فرمایا جو احکام اور تعلیمات ہم نے قرآن میں نازل کئے ہیں وہ آخری و حتمی ہیں اور ان کی صداقت میں قطعاً کوئی شک نہیں کرنا چاہئے۔

سنو قرآن کریم کے وارث تین طرح کے لوگ ہوں گے۔ ایک تو وہ جو اس کے احکام کی حکم عدولی کر کے اپنے لئے خود ہی مصیبت کا باعث بن جائیں گے یعنی اپنی جانوں پر آپ ہی ظلم کریں گے۔ ایک وہ جو درمیانی درجہ کے لوگ ہوں گے جن کے دل میں قرآن کا عشق ہو گا جو اس کی تعظیم و تکریم پوری طرح کریں گے مگر بعض کوتاہیاں ان سے سرزد ہو جائیں گی اور بعض گناہوں کے وہ مرتکب ہوں گے مگر بعض لوگ ایسے بھی ہوں گے جو اس پر پوری طرح عامل ہوں گے یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ کوئی شخص عامل

قرآن ہو۔ ایسے لوگوں کے لئے جو قرآن کریم کے متبع ہیں آنے والی زندگی میں بہترین آسائش گاہیں ہوں گی اور ہر طرح کی آسانیاں میسر ہوں گی اور وہ بھی اپنے خدا سے بڑے خوش ہوں گے کہ ان کو اس نے حزن و ملال سے بچالیا ہے اور دنیا اور محشر کا غم دور کیا۔ گناہ بخشے اور دنیا کی چل چلاؤ اور ناپائیداری کی تکلیف وہ زندگی سے نجات دلا کر استقلال و ہیشگی کی آرام دہ نیند عطا کی۔ پہننے کو بہترین اور عمدہ لباس عطا کیا۔ دنیاوی تکالیف کو دور کیا مشقتوں سے نجات دلائی۔ اب نہ بیماری اور بڑھاپے کا خطرہ رہا نہ سامان معیشت کا فکر و رنج۔ مگر برعکس اس کے منکروں کی یہ حالت ہوگی کہ دوزخ کی آگ میں ڈالے جائیں گے جہاں نہ ان کو موت آئے گی نہ عذاب ختم ہوگا۔ وہاں وہ روئیں گے چیخیں چلائیں گے مگر کوئی ان کی دادرسی کو نہ پہنچے گا۔ فرمایا ایسے ناشکروں کو ہمارے ہاں یہی سزا ملا کرتی ہے۔

فرمایا دنیا میں یہ لوگ جو کام کیا کرتے تھے انہی کو بہترین اور صحیح ترین سمجھا کرتے تھے مگر ایسے عذاب کو دیکھ کر ان کی آرزو ہوگی کہ اگر ہم ذرا دوزخ سے نکل جائیں تو ہم خوب نیکیاں سمیٹ کر لائیں اور فرمانبردار بن کر حاضر ہوں۔ ان کو جواب دیا جائے گا کہ ہم نے تم کو عقل دی تھی جس سے تم سمجھتے تھے اور کافی عمر دی جس میں اگر تم سوچنا چاہتے تو سب نیک و بد سوچ کر سیدھا راستہ اختیار کر سکتے تھے حتی کہ تم میں سے بہت سے لوگ بڑی بڑی دراز عمریں پا کر فوت ہوئے اس کے بعد ایسے ایسے مبلغین حق بھیجے اور ایسے ایسے واقعات رونما کئے جن سے تم نصیحت حاصل کر سکتے تھے۔ مگر تم نے نصیحت حاصل نہ کی۔ سو اب اپنی غلط کاری کا مزہ چکھو۔

ترجمہ آیات ۳۸-۴۵:- اللہ آسمانوں اور زمین کے تمام پوشیدہ و مخفی رازوں کو جاننے والا ہے کیونکہ وہ دل کی باتوں تک کو جانتا ہے۔ وہ وہ ہے جس نے تم کو زمین میں نائب بنایا۔ جو راہ کفر اختیار کرے گا وہ اپنے کفر کا آپ نقصان اٹھائے گا اور منکرین کا کفر خدا کے ہاں کچھ ناراضگی ہی بڑھاتا ہے اور کافروں کا انکار اس طرح ان کے گھاٹے میں اضافہ کر دیتا ہے۔ پوچھئے کہ کیا تم نے اپنے ان شریکوں کو نہیں دیکھا جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو۔ دکھاؤ تو سہی انہوں نے زمین سے کیا پیدا کیا ہے یا آسمانوں کے بنانے میں ان کا کچھ حصہ ہے یا کیا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ وہ اس میں سے کسی دلیل پر

قائم ہیں بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے سے نرے دھوکے کی باتوں کا وعدہ کرتے چلے آئے ہیں۔ بلاشبہ اللہ آسمانوں کو اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ کہیں اپنی جگہ نہ چھوڑ دیں۔ اور اگر وہ اپنی جگہ سے ٹل جاتے تو اس کے سوا ان کو کوئی تھام نہ سکتا وہ یقیناً بردبار اور بخشنے والا ہے اور انہوں نے اللہ کی بڑی پکی قسمیں کھائی تھیں کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آئے گا تو وہ سب قوموں میں سے زیادہ راہ راست پر ہوں گے مگر جب ان کے پاس ڈرانے والا آ پہنچا تو اس سے ان کی بیزاری ہی بڑھی اور یہ دنیا میں اپنے کو بڑا سمجھنے اور بڑی تدبیریں سوچنے سے ہوئی اور بری تدبیر کرنے والے کی تدبیر اس پر لوٹ کر پڑتی ہے تو کیا یہ لوگ پہلے لوگوں کے سے برتاؤ کا انتظار کر رہے ہیں۔ سو آپ اللہ کے دستور میں کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے۔ اور نہ آپ اللہ کے دستور میں کوئی تغیر پائیں گے۔ کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں سو انہیں چاہئے کہ وہ ان لوگوں کا انجام دیکھیں جو ان سے پہلے ہو چکے ہیں حالانکہ وہ ان سے از روئے قوت زیادہ بڑھے ہوئے تھے اور اللہ ایسا نہیں کہ آسمانوں میں اور زمین میں کوئی چیز اس کو عاجز کر سکے وہ بلاشبہ جاننے والا اور قدرت رکھنے والا ہے۔ اور اگر خدا لوگوں کے اعمال پر مواخذہ کرنے لگتا تو روئے زمین پر کوئی جاندار نہ بچتا۔ لیکن وہ ان کو ایک وقت مقرر تک ڈھیل دیتا رہتا ہے۔ پھر جب ان کا مقررہ وقت آ جائے گا پس وہ اپنے بندوں کو دیکھ لے گا۔

شرح:۔ اس رکوع میں خداوند تعالیٰ نے اپنی قدرت ہائے کاملہ اور انسان کی بے بضاعتی کا ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ بندوں کے سب کھلے چھپے احوال اور دلوں کے بھید ہم کو معلوم ہیں۔ کسی کی نیت اور استعداد ہم سے پوشیدہ نہیں ہم اسی کے موافق معاملہ کرتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ جو لوگ اب چلا رہے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دو پھر ایسی خطا نہ کریں گے وہ بالکل جھوٹ کہہ رہے ہیں۔ اگر بار بار چھوڑ کر بار بار لوٹائے جائیں تو بھی باز نہ آئیں۔ کیونکہ ان کی افتاد طبع ہی کچھ ایسی ہے فرمایا! اگلی امتوں کی طرح تم کو زمین پر آباد کیا تمام مخلوقات پر تم کو حکومت دی۔ تمام انعامات و عنایات سے تمہیں نوازا۔ سو اس کے بعد بھی اگر تم ناشکری کرو گے تو اس کی سزا آپ ہی بھگتو گے۔ فرمایا تمہارا کفر خدا کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس میں تمہارا ہی نقصان ہے۔ دریافت فرماتا ہے کہ اپنے معبودوں کے احوال میں غور کر کے بتاؤ۔ کہ زمین کا کون سا حصہ انہوں نے

بنایا۔ آسمانوں کے بنانے یا تھامنے میں ان کا کس قدر حصہ ہے۔ اگر کچھ نہیں تو آخر خدا کس طرح بن بیٹھے۔ کچھ تو سوچ بچار اور عقل و ہوش سے کام لو۔ فرماتا ہے اگر تمہارے پاس کوئی عقلی دلیل نہیں ہے تو کوئی ایسی نقلی دلیل پیش کرو کہ قابل اعتبار ہو۔ اگر وہ بھی نہیں تو پھر اس مشرکانہ دعویٰ کی سند تمہارے پاس کیا ہے کہ اللہ کے نزدیک یہ ہمارے شافع ہوں گے۔ اور اس کے عذاب سے بچالیں گے۔ بلکہ اس کے قرب کا ہمارے لئے موجب بنیں گے۔ حالانکہ یہ خالص دھوکا اور نرا فریب ہے۔ اور وہاں بڑے سے بڑا مقرب بھی کسی دشمن دین کی سفارش میں لب کشائی نہیں کر سکتا۔

فرمایا دیکھو تو آسمان اور زمین میں کتنے بڑے کُرّے ہیں۔ ان کو اس طرح قابو میں رکھنا کہ اپنے مرکز سے کوئی نہ ہلے۔ یہ خدائے یگانہ ہی کے بس کی بات ہے اور اگر یہ کُرّے اپنے مرکز سے ہٹ جائیں تو پھر کوئی ہے بجز اس کے کہ ان کو تھام سکے۔

عرب کے لوگ جب سنتے کہ اقوام گزشتہ نے انبیاء کی اس طرح نافرمانی کی تو کہتے کہ کبھی ہم میں ایک نبی آئے تو ہم ان قوموں سے بہتر طریق پر نبی کی اطاعت و فرمانبرداری کریں اور حق رفاقت ادا کریں۔ مگر جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی بھیجا اور نبی بھی ایسا جو تمام انبیاء سے بڑھ کر شان و عظمت والا ہے اور وہ اوروں سے بھی زیادہ حق کی مخالفت کرنے لگے۔ ان کے غرور تکبر نے ان کو اجازت نہ دی کہ وہ نبی کے سامنے سر اطاعت جھکائیں۔

فرماتا ہے کہ وہ جو تم میں سے بہت زیادہ قوت و طاقت رکھتے تھے وہ اللہ کی گرفت سے نہ بچ سکے۔ تم کون ہوتے ہو جو اس کا مقابلہ کر سکو۔ تمہیں چاہیے کہ اس بات کو سمجھ لو کہ زمین و آسمان کی کوئی طاقت خدا کو عاجز نہیں کر سکتی علم اس کا محیط اور قدرت اس کی کامل ہے پھر وہ عاجز آئے تو کیوں۔

ارشاد ہوتا ہے اگر سوچو تو کیا اتنا ہی ہمارا احسان کیا کم ہے کہ ہم تمہارے گناہوں کو دیکھتے اور اس کے باوجود تمہاری روزی نہیں روکتے۔ اگر ہم ہر چھوٹی موٹی بات پر مواخذہ کرنا شروع کر دیتے تو کوئی جاندار روئے زمین پر باقی نہ رہ سکتا۔ محاسبہ اعمال اور نیک و بد کی جزا سزا کے لئے اس نے ایک خاص وقت مقرر کر رکھا ہے۔ یہاں کی زندگی کے قوانین و ضوابط وہاں کی زندگی سے بالکل جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں اور چونکہ وہ اپنے

بندوں کے احوال سے پوری طرح واقف ہے اس لئے کسی کے ساتھ ناانصافی کا معاملہ نہ یہاں ہوتا ہے نہ وہاں ہوگا۔

(۱۹) سورۃ مریم (۴۴)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی' اس میں اٹھانویں آیتیں اور چھ رکوع ہیں۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:

ترجمہ آیات ۲-۴۰:- یہ تیرے رب کی اس رحمت کا ذکر ہے جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی۔ جب اس نے اپنے رب کو دبی آواز سے پکارا۔ کہا اے میرے رب! میرے بدن کے جوڑ کمزور ہو گئے ہیں اور سر بڑھاپے کی وجہ سے سفید ہو گیا ہے اور میرے رب! میں کبھی تجھ سے مانگ کر محروم نہیں رہا اور میں اپنے بعد اپنے اقارب سے ڈرتا ہوں اور میری عورت بانجھ ہے سو مجھے اپنی عنایت سے ایک وارث عطا کر۔ جو میرا اور خاندان یعقوب کا وارث ہو اور اے میرے رب! اس کو پسندیدہ بنا۔ اے زکریا! ہم تمہیں ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا۔ ہم نے اس کا ہمنام اس سے قبل پیدا نہیں کیا۔ زکریا نے کہا اے رب! میرے ہاں لڑکا کیونکر پیدا ہوگا۔ جب کہ میری بیوی بانجھ ہے۔ اور میں بڑھاپے کی حد کو پہنچ گیا ہوں۔ فرمایا! اس طرح ہوگا تیرے رب نے فرمایا کہ یہ بات میرے لئے آسان ہے اور میں نے اس سے پہلے تمہیں بھی پیدا کیا تھا اور تم کچھ بھی نہ تھے۔ کہا کہ اے میرے رب! میرے لئے کوئی نشان مقرر فرمایئے۔ فرمایا! تیری نشانی یہ ہے کہ تو تین رات تک برابر لوگوں سے بات چیت نہ کر سکے گا۔ سو وہ محراب سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور اس کو اشارہ سے کہا کہ تم صبح و شام عبادت کرتے رہو۔ اے یحییٰ اس کتاب کو قوت سے پکڑے رہو۔ اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دیدی تھی اور اپنے ہاں سے رحمدلی اور پاکیزگی بخشی تھی اور وہ پرہیزگار تھے اور اپنے والدین کے حق میں نیک تھے اور سرکش اور نافرمان نہ تھے اور ان پر سلام ہے جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن وہ مریں گے اور جس دن وہ زندہ ہو کر اٹھیں گے۔ اور کتاب میں

مریم کا بھی ذکر کیجئے۔ جب وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر مشرق کی طرف ایک جگہ چلی گئی۔ پھر ان سے پردہ کر لیا۔ اس وقت ہم نے ان کی طرف جبرائیل کو بھیجا اور وہ ان کے سامنے ٹھیک آدمی کی شکل میں آکھڑے ہوئے۔ مریم کہنے لگی کہ اگر تم پاک باز ہو تو میں تم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں۔ انہوں نے کہا میں تو تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں۔ تا کہ میں تمہیں ایک پاکیزہ لڑکا عطا کروں۔ انہوں نے کہا میرے لڑکا کیسے ہو گا؟ حالانکہ مجھے کسی انسان نے چھوا تک نہیں اور نہ میں بدچلن رہی۔ فرمایا اسی طرح ہو گا آپ کے رب نے فرمایا ہے کہ یہ کام میرے لئے آسان ہے اور یہ اس لئے کہ ہم انہیں لوگوں کے لئے نشان بنا دیں اور اپنی رحمت قرار دیں۔ اور یہ بات طے ہو چکی ہے اس پر وہ حاملہ ہو گئیں اور اسے لے کر وہ دور ایک جگہ جا بیٹھیں۔ پھر دردزہ انہیں کھجور کے تنے کی طرف لے آیا۔ کہنے لگیں کاش! میں اس سے پہلے ہی مر چکی ہوتی اور بھولی بسری ہو جاتی۔ پھر درخت کے نیچے سے فرشتے نے آواز دی کہ غم نہ کھاؤ تمہارے رب نے تمہارے نیچے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف جنبش دو اس سے تم پر تازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی۔ سو کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ پھر تم اگر کسی آدمی کو دیکھ پاؤ تو کہہ دو کہ میں نے خدائے رحمٰن کے لئے روزے کی منت مان رکھی ہے۔ اس لئے ہرگز آج کے دن کسی سے بات نہ کروں گی۔ پھر وہ بچے کو گود میں اٹھائے قوم کے پاس آئیں انہوں نے کہا اے مریم! تم نے بہت برا کام کیا ہے۔ اے ہارون کی بہن! تمہارا باپ کوئی برے آدمی نہ تھے اور نہ تمہاری ماں ہی بدکار تھیں۔ اس پر اس نے اسے بچے کی طرف اشارہ کیا وہ کہنے لگے کہ ہم جھولے کے بچے سے کس طرح بات کریں۔ بچہ بول اٹھا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور نبی بنایا ہے اور جہاں کہیں میں رہوں مجھے مبارک قرار دیا ہے اور جب تک زندہ ہوں مجھے نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کا حکم دیا ہے اور نیز مجھے اپنی ماں کا خدمتگار بنایا ہے۔ اور مجھے سخت گیر اور بدبخت نہیں بنایا اور مجھ پر سلام اور رحمت ہے۔ جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا یہ ہے عیسیٰ ابن مریم۔ یہ سچی بات ہے جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔ خدا کو زیب نہیں کہ اس کے ہاں اولاد ہو وہ پاک ہے جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اسے صرف اتنا کہہ دیتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے اور بیشک اللہ میرا بھی رب ہے اور

تمہارا بھی رب ہے سو اسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھی راہ ہے۔ پھر اہل کتاب کے گروہوں نے ایک دوسرے سے اختلاف کیا تو ان لوگوں کے لئے افسوس ہے۔ جو بڑے دن خدا کے حضور کھڑا ہونے سے انکار کریں گے۔ جس دن وہ ہمارے پاس آئیں گے کس قدر سننے والے اور کس درجہ بیزار ہوں گے۔ مگر آج نافرمان لوگ صریح گمراہی میں ہیں اور ان کو حسرت کے دن سے آگاہ کیجئے جب ہر ایک بات کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اور وہ غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ بیشک ہم ہی زمین کے اور لوگوں کے جو اس پر ہیں وارث ہیں اور ہماری طرف وہ لوٹائے جائیں گے۔

شرح:۔ اس سورت میں اپنے چند برگزیدہ بندوں کا حال بیان فرمایا ہے۔ لب لباب تمام سورت کا یہ ہے کہ بندگان دین کو مخلوق خدا سے اپنی پرستش و عبادت نہیں کرانی چاہئیں۔ وہ ہمیشہ خدا کی عبادت کرنے کی تعلیم و تلقین کرتے رہے ہیں اور خود بھی اسی کے سامنے سر بسجود رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام کے ذکر سے سورت کا آغاز ہوتا ہے کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام بوڑھے ہو گئے اور سر میں بال بھی سفید آ گئے تو ایک دن ہم سے یوں دعا کرنے لگے کہ اے خدا! میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے مجھے تو نے کوئی فرزند عطا نہیں کیا جو میرا، میری روایات کا اور میرے علوم و فنون کا صحیح وارث ہو اور مجھے اس امر کا بہت خوف ہے کہ کہیں میرے بعد میرے نقش قدم پر چلنے والا ہی کوئی نہ رہے۔ خدایا! میں نے جب کبھی تجھ سے دعا مانگی ہے میں مایوس و محروم نہیں ہوا اور اب بھی مجھے توقع ہے کہ مایوس نہیں ہوں گا۔ سو مجھے ایک فرزند عطا کر جو میرا اور آل یعقوب کا جائز وارث ہو اور ہمارا نام روشن رکھ سکے۔ نیز تیرا محبوب اور فرمانبردار ہو۔ اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو یحییٰ نامی لڑکا عطا کیا۔ جو بعد میں ایک جلیل القدر پیغمبر ہوا۔ مگر جب حضرت زکریا علیہ السلام کو یہ مژدہ سنایا گیا کہ تمہاری دعا سن لی گئی ہے اور یحییٰ نامی لڑکا تمہیں عطا کیا جائے گا۔ وہ متعجب بھی ہوئے اور خوش بھی اور پوچھنے لگے خدایا! مقبولیت دعا کی نشانی کیا ہے۔ کیونکہ بظاہر جو حالات ہیں یعنی میرا بوڑھا ہونا اور میری بیوی کا بانجھ ہونا وہ کوئی امید نہیں دلاتے۔ ارشاد ہوا کہ جب وقت آئے گا تو تم تین دن تک متواتر گفتگو نہیں کر سکو گے۔ چنانچہ حسب بشارت حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ آپ بچپن ہی سے حکیم اور متقی تھے۔ والدین کے حق میں بیحد شفیق، نرم دل

اور عوام میں ملنسار تھے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے اسے مبارک گھڑی میں پیدا کیا۔ مبارک گھڑی میں وفات دی اور مبارک گھڑی میں اسے دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

اس کے بعد حضرت مریم کا ذکر شروع ہوتا ہے جس طرح حضرت زکریا علیہ السلام کے ہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت عجیب و غریب حالات کے ماتحت ہوئی اسی طرح بلکہ اس سے بہت زیادہ حیران کن حالات میں حضرت مریم کے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت کا قصہ یوں ہے کہ حضرت مریم جن کو زمانہ طفولیت میں ہی ان کی والدہ نے بیت المقدس کی نذر کر دیا تھا۔ اپنے خالو حضرت زکریا علیہ السلام کی زیر نگرانی عنفوان شباب تک ہیکل ہی میں تعلیم پاتی رہیں۔ آپ ایک پاک باز' عفت شعار' خدا ترس عورت تھیں اور یہی وجہ تھی کہ ہیکل میں رہنے والے حضرت زکریا علیہ السلام تک آپ کی تعظیم کرتے تھے۔ ایک دن اتفاق سے حضرت زکریا علیہ السلام آپ کے حجرے میں آئے۔ آپ نے دیکھا حضرت مریم کے پاس بے موسم کا پھل دھرا ہے۔ آپ نے تعجب کا اظہار کیا اور پوچھا کہ کہاں سے آیا ہے؟ آپ نے عرض کیا کہ خدا نے بھیجا ہے اور اس کے لئے ایسا کرنا مشکل نہیں۔ اسی واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ایک دن بیٹھیں تھیں کہ فرشتہ انسانی لباس میں آپ کے پاس آیا۔ چونکہ وہ اجنبی تھا۔ آپ دہشت زدہ ہو گئیں اور کہنے لگیں کہ اگر تم خدا ترس ہو تو میں خدائے رحمٰن کا واسطہ دے کر تم سے التجا کرتی ہوں کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ فرشتہ نے کہا کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ میں انسان نہیں فرشتہ ہوں۔ اس لئے آیا ہوں کہ تجھے ایک فرزند پاک نفس کی بشارت دوں۔ اس پر آپ پہلے سے بھی زیادہ تعجب اور خوف زدہ ہوئیں اور فرمانے لگیں کہ میں نے نہ شادی کی نہ بدکار ہوں پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میرے ہاں لڑکا پیدا ہو۔

فرشتہ نے کہا خدائے مطلق کے لئے کچھ مشکل نہیں۔ وہ بلا اسباب و ذرائع کے بھی سب کام کر سکتا ہے اور چاہتا ہے کہ تمہارے لڑکے کو لوگوں کے لئے نشان حق بنائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خدا کی قدرت سے حضرت مریم کو حمل ہو گیا اور جب مدت حمل پوری ہو گئی اور بچہ جننے کا وقت آیا تو آپ بہت گھبرائیں اور کہنے لگیں کہ خدایا! اس شدت درد

کو برداشت کرنے کی نسبت اگر میں پہلے مرچکی ہوتی کہیں بہتر ہوتا مگر فرشتہ غیب نے کہیں پاس ہی سے آواز دی ڈرو نہیں۔ اس مکان سے نکل کر دوسرے مکان میں چلی جاؤ جس کے صحن میں کھجور کا درخت ہے جب درد کی شدت ہو تو تازہ تازہ کھجوریں کھاؤ اور چشمے کا تازہ پانی پیو۔ اس طرح کچھ افاقہ رہے گا اور اگر کوئی شخص تمہارے پاس اس دوران میں آئے تو اسے کہہ دو کہ میں نے آج خاموشی کا روزہ رکھا ہے۔ میں کسی انسان سے بات نہیں کروں گی۔ حاصل کلام اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور حضرت مریم ان کو گود میں اٹھا کر ہیکل میں لائیں۔ لوگ دیکھ کر غم و غصہ سے بھر گئے اور سمجھے کہ خدانخواستہ حضرت مریم زنا کی مرتکب ہوئی ہیں۔ لہٰذا انہوں نے سخت سست کہنا شروع کیا۔ آپ نے گود کے بچے کی طرف اشارہ کیا وہ ہنسے اور کہنے لگے کہ بھلا کل کا بچہ کیا بات کرے گا۔ اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود بول اٹھے کہ میں اللہ کا فرمانبردار انسان ہوں۔ اس نے مجھے نبی بنایا ہے۔ اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ نیز والدہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا مجھے حکم ہوا ہے اور میری ولادت، موت اور میرے حشر کے دن کو مبارک ٹھہرایا ہے۔ اس گفتگو کے بعد لوگ ششدر رہ گئے اور اس بات کو مان گئے کہ فی الواقع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ایک معجزہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت مریم پر زنا کا الزام نہ لگایا۔ ورنہ وہ آپ کو یہودی قانون کے مطابق سنگسار کر دیتے۔ اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور بقیہ حالات یہی کچھ ہیں جو یہاں بیان کئے گئے ہیں مگر لوگ افراط و تفریط میں گرفتار ہیں۔ حتیٰ کہ بعض آپ کو خدا کا بیٹا تصور کرتے ہیں اور بعض آپ کو نبی بھی نہیں مانتے۔ فرماتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدت العمر یہی واعظ کرتے رہے کہ میں اللہ کا بیٹا نہیں ہوں اس کا ایک بندہ ہوں۔ وہ ہم سب کا رب ہے اور ہمیں اس کی عبادت کرنی چاہئے اور اس کی عبادت کرنا سیدھی راہ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد لوگوں نے آپ کی تعلیمات کی مختلف تاویلیں کیں اور آپ کے حقیقی مقصد ہی کو بھول گئے جس کا نتیجہ انہیں قیامت کے روز بھگتنا پڑے گا۔ اس دن وہ اپنی آنکھوں سے ہر اس چیز کو جسے وہ جھٹلایا کرتے تھے دیکھ لیں گے اور اپنے کانوں سے ہر ایک فیصلہ کو سنیں گے۔ مگر اب پچھتائے کیا ہو جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

ارشاد ہوتا ہے کہ انسان کو چاہئے کہ اس یوم حسرت کے آنے سے پہلے وہ اپنی غفلت کو دور کردے اور اس بات پر یقین کرے کہ اس کے لئے سطح ارض پر بقا نہیں ہے اور اسے مختصر سی زندگی گزارنے کے بعد اس جہان کو بالآخر خیرباد کہنا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ ان حقائق کے پیش نظر ابھی سے احتیاط ملحوظ رکھے۔

ترجمہ آیات ۴۱-۵۰:- اور کتاب میں ابراہیم کا ذکر کیجئے بیشک وہ نہایت سچے نبی تھے۔ جب انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا! تم ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہو جو نہ سنتی ہیں اور نہ دیکھتی ہیں اور نہ تمہارے کچھ کام آسکتی ہیں۔ اے ابا! مجھے وہ علم حاصل ہے جو تمہیں نہیں۔ سو میری پیروی کیجئے۔ میں تمہیں سیدھی راہ پر ڈال دوں گا۔ ابا! شیطان کی پوجا نہ کرو۔ شیطان خدائے رحمٰن کا نافرمان ہے۔ اے ابا! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں خدائے رحمٰن کی طرف سے آپ پر عذاب نازل نہ ہو پھر آپ شیطان کے ساتھی ہو جائیں گے۔ اس نے کہا کہ اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے بیزار ہے۔ اے ابراہیم اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کروں گا اور مجھ سے ہمیشہ کے لئے دور ہو جا۔ ابراہیم نے سلام علیک کہا اور کہا کہ میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا بیشک وہ مجھ پر بہت مہربان ہے اور میں تم سے اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو ان سے کنارہ کش ہوتا ہوں اور اپنے رب کو پکارتا ہوں۔ امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہیں رہوں گا۔ سو جب اس نے ان سے اور اللہ کو چھوڑ کر جن کی وہ پوجا کرتے تھے ان سے کنارہ کشی اختیار کرلی تو ہم نے اسے اسحٰق اور یعقوب بخشے اور ہر ایک کو ہم نے نبی بنایا۔ اور ان پر اپنی رحمت ارزانی کی اور ان کے تذکرہ جمیل کو بلند کیا۔

شرح:- اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مختصر حالات زندگی بیان کئے ہیں۔ فرمایا کہ وہ بڑے خوش گو اور صداقت شعار تھے چنانچہ انہوں نے بلا رو رعایت اپنے باپ سے کہہ دیا کہ تم لوگ کیوں ایسی چیزوں کی پوجا کرتے ہو جو نہ تمہاری بات سنتی ہیں نہ آنکھوں سے تمہیں دیکھتی ہیں اور نہ کسی نقصان سے تمہیں بے پروا کر سکتی ہیں۔ سنو مجھے اللہ نے وہ علم عطا کیا ہے جو تمہیں حاصل نہیں۔ پس چاہئے کہ تم میری پیروی کرو کہ یہی سیدھی راہ ہے اور شیطان کی عبادت نہ کرو۔ کیونکہ وہ اللہ کا نافرمان ہے۔ اور انسان کو نافرمانی سکھاتا ہے جس کا نتیجہ سخت عذاب ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی موحدانہ باتوں کو سن کر آذر سخت ناراض ہوا اور کہنے لگا اے ابراہیم! اگر تو ایسی باتوں سے باز نہ آیا تو میں تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک کر دوں گا۔ حضرت خلیل علیہ السلام نے دیکھا کہ توحید ناشناس سے واسطہ پڑ گیا ہے۔ وہ کسی طرح ماننے والا نظر نہیں آتا۔ اسی لئے سلام علیک کہہ کر بحث کو بند کر دیا۔ اور کہا میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں کہ وہ تمہارے گناہ بخش دے اور تمہیں راہ ہدایت پر چلنا نصیب کرے۔ باقی اگر میری اپنی نسبت پوچھو تو سن لو کہ میں نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ اور تمہارے معبودوں کو بھی اور اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں۔ مجھے کامل امید ہے کہ خدا مجھے کبھی محروم نہیں رکھے گا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس جرات ایمانی اور حق گوئی کے باعث ہم نے اس پر کرم کیا اور اسحٰق اور یعقوب علیہ السلام ایسے الوالعزم نبی اس کی اولاد میں سے مبعوث کئے اور ہر ایک کو صداقت شعار بنایا۔

ترجمہ آیات ۵۱ - ۶۵:- اور کتاب میں موسیٰ کا ذکر کیجئے بے شک وہ برگزیدہ تھے اور رسول و نبی تھے اور ہم نے انہیں طور کی داہنی طرف سے آواز دی اور رازداری کی گفتگو کے لئے انہیں نزدیک بلایا۔ اور ہم نے اپنی رحمت سے ان کو ان کا بھائی ہارون نبی عطا کیا اور کتاب میں اسماعیل کا ذکر کیجئے وہ بلاشبہ وعدے کے سچے تھے اور رسول بھی تھے اور نبی بھی اور اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم کرتے رہتے تھے اور اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ تھے اور کتاب میں ادریس کا ذکر کیجئے وہ بے شک سچے نبی تھے اور ہم نے انہیں بلند مرتبہ عطا کیا تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ منجملہ انبیاء کے آدم کی نسل سے اور ان لوگوں کی نسل سے جن کو ہم نے نوح کے ساتھ کشتی پر سوار کیا اور ابراہیم اور یعقوب کی نسل سے اور ان لوگوں سے جن کو ہم نے ہدایت دی اور برگزیدہ قرار دیا۔ جب ان کے سامنے خدائے رحمٰن کے احکام پڑھے جاتے تھے تو وہ سجدہ کرتے اور روتے ہوئے گر پڑتے تھے۔ پھر ان کے بعد چند ناخلف آئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات نفسانی کے پیچھے پڑ گئے۔ سو بہت جلد وہ گمراہی کی سزا پائیں گے۔ بجز اس کے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل نیک کئے سو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر مطلق ظلم نہ ہو گا۔ ہیشگی کے لئے ایسے باغوں میں جن کا وعدہ خدائے رحمٰن نے اپنے بندوں سے غائبانہ کر رکھا ہے۔ بلاشبہ اس کا وعدہ آکر رہے گا۔

وہاں کوئی لغو بات نہ سنیں گے مگر سلام سلام اور ان کو وہاں ان کی روزی صبح و شام ملتی رہے گی۔ یہ وہ جنت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اس شخص کو دیا کرتے ہیں جو پرہیزگار ہو اور ملائکہ نے کہا کہ ہم اتر کر نہیں آتے مگر آپ کے رب کے حکم سے۔ اسی کا ہے جو ہمارے سامنے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو اس کے درمیان ہے اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں۔ وہ رب ہے، آسمانوں کا اور زمین کا اور اس کا جو ان کے مابین ہے۔ آپ اس کی عبادت کیجئے اور اسی کی عبادت پر قائم رہے۔ بھلا آپ کو اس کا کوئی ہم نام معلوم ہے۔

شرح:۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ، حضرت اسماعیل اور حضرت ادریس علیہم السلام کے مختصر سے ابتدائی حالات بیان ہوئے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک مخلص رسول تھے۔ ہم نے ان کو ہمکلامی کا رتبہ بخشا اور حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی جو ان کا بھائی تھا نبی بنا دیا۔ اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بھی جو ایک صادق الوعد پیغمبر تھے۔ ہم نے عالی مرتبہ بنایا۔ وہ بھی انبیائے کرام کی طرح اپنے اہل اور امت کو فرمانبرداری اور عبادت گزاری کے لئے تلقین کرتے رہے یہی وجہ تھی کہ وہ بھی ہمارے مقرب اور پسندیدہ قرار پائے۔

فرمایا حضرت ادریس علیہ السلام بھی ایک سچے نبی تھے۔ اور ان کو ہم نے بڑا بلند مرتبت بنایا تھا۔ متذکرہ بالا انبیائے کرام کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے یا حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل میں سے چند لوگ ہیں جن کو ہم نے نبی بنا کر دنیا میں بھیجا اور اپنی عنایت وافرہ سے نوازا۔ ان کی یہ کیفیت تھی کہ جب اللہ کا کوئی حکم ان کے سامنے پڑھا جاتا وہ روتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے۔ مگر جب ان لوگوں کا وقت گذر گیا۔ تو ان کے بعد ایسے نالائق پیدا ہوئے جن کے دلوں میں بجائے خشیت الٰہی کے نفسانی خواہشات کا زور تھا۔ سو جہاں ان کے پیشروؤں کو آخرت کے بلند ترین درجے عطا کئے جائیں گے۔ ان کو دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ڈالا جائے گا۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے دور الحاد و بے دینی میں ان انبیائے کرام کے اسوۂ حسنہ کو نہ چھوڑا۔ ان کو دائمی جنت کی نعمتیں عنایت ہوں گی۔ جنت کے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ ایسی جگہ ہے جہاں دنیاوی

خلشوں میں سے کوئی خلش بھی نہ پائی جائے گی۔ اور صرف ایسے ہی لوگوں کو یہ جگہ نصیب ہوگی جو دنیا میں فرمانبرداری کی زندگی گذار چکے ہوں گے۔ اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا ہے کہ ملائکہ کرام خود بخود اپنی مرضی سے زمین پر نازل نہیں ہوا کرتے وہ اس وقت نازل ہوتے ہیں جب خدائے عز وجل کی طرف سے ان کو کوئی حکم پہنچتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ زمین و آسمان اور ان کے مابین جو کائنات ہے اللہ تبارک وتعالیٰ سے پوشیدہ نہیں اور ہر چیز کا جزوی و کلی علم اسی ذات بیہمتا کو ہے جس کا نہ کوئی ثانی ہے نہ ہمنام۔

ترجمہ آیات ۶۶ - ۸۲:- اور انسان کہتا ہے کہ کیا جب میں مرجاؤں گا پھر جلدی ہی زندہ ہو کر نکلوں گا۔ کیا انسان کو یاد نہیں کہ اس سے قبل ہم نے اس کو پیدا کیا حالانکہ وہ کوئی چیز نہ تھا۔ آپ کے رب کی قسم ہم ان کو اور شیطانوں کو ضرور اکٹھا کریں گے پھر ہم ان کو حاضر کریں گے کہ جہنم کے گرداگرد گھٹنوں کے بل گرے ہوں گے پھر ہر گروہ میں سے اس گروہ کو جدا کریں گے۔ جو خدائے رحمٰن کے آگے سب سے زیادہ اکڑتا تھا۔ پھر ان کو بھی خوب جانتے ہیں جو اس میں گرنے کے زیادہ مستحق ہیں اور تم میں سے کوئی نہیں جس کا اس پر گذر نہ ہو۔ اس بات کا آپ کے رب نے حتمی طور پر فیصلہ کر دیا ہے۔ پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیدیں گے جنہوں نے پرہیز گاری اختیار کی اور نافرمانوں کو وہاں اوندھا پڑا رہنے دیں گے اور جب ان کے سامنے ہماری کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو کافر ہیں ان سے جو ایمان لائے ہیں کہتے ہیں کہ دونوں فریقوں میں سے کون سا فریق مرتبے اور مجلس کے لحاظ سے عمدہ ہے۔ اور ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی جماعتوں کو ہلاک کر دیا جو اثاثہ اور نمود کے لحاظ سے ان سے اچھی تھیں کہہ دیجئے کہ جو گمراہی میں (پڑ جاتا ہے) اسے خدائے رحمٰن ڈھیل دیئے جاتا ہے حتی کہ جب وہ اپنی آنکھوں سے اسی چیز کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے (یعنی) یا عذاب کو یا قیامت کو تو یا انہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ کون بری حالت میں ہے اور کس کی فوج کمزور ہے۔ اور وہ لوگ جو ہدایت قبول کرتے ہیں اللہ ان کو ہدایت میں اور بڑھاتا ہے اور باقی رہنے والی نیکیاں آپ کے رب کے نزدیک ثواب اور انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہیں۔ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے ہمارے احکام کو ماننے سے انکار کیا اور کہنے لگا کہ مجھے آخرت میں مال اور اولاد دی جائے گی۔ کیا اسے

غیب کی خبر معلوم ہو گئی ہے یا اس نے خدائے رحمٰن سے کوئی عہد لے لیا ہے۔ ہر گز نہیں جو کچھ وہ کہتا ہے۔ ہم اسے لکھ لیتے ہیں اور اس کے لئے عذاب بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ اور جو کچھ وہ بتلاتا ہے اس کے مرنے کے بعد اس کے ہم وارث ہوں گے اور وہ ہمارے پاس تن تنہا آئے گا۔ لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر کئی معبود بنا رکھے ہیں تاکہ وہ ان کے لئے عزت کا باعث ہوں۔ ایسا ہرگز نہیں وہ جلد ہی ان کی عبادت سے انکار کریں گے اور ان کے مخالف ہو جائیں گے۔

شرح:- چند انبیائے کرام کے تذکرے کے بعد عامتہ الناس کی ذہنیت کا بیان ہے ارشاد ہوتا ہے کہ انسان کو اس بات میں بہت حد تک شبہ ہے کہ اس دنیاوی زندگی کے گزار چکنے کے بعد پھر اسے دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور دنیاوی زندگی کے دوران میں اس نے جو اچھے یا برے اعمال کئے ہیں ان کی سزا یا جزا دی جائے گی۔ فرماتا ہے کیا اسے یاد نہیں کہ پہلی مرتبہ جب ہم نے اسے پیدا کیا تھا اس وقت اس کا نام و نشان تک نہ تھا۔ پھر اب جب کہ پہلے کی نسبت کئی چیزیں موجود ہیں ہمیں اس کی دوبارہ تخلیق میں کیا مشکل پیش آئے گی۔

ارشاد ہوتا ہے کہ یہ شیطانی وسوسے ہیں جو انسان کو گمراہ کرتے ہیں اور حقیقت حال وہی ہے جو قرآن میں بیان کر دی گئی ہے۔ جو لوگ اس کے خلاف اعتقاد رکھیں گے وہ سب حشر کے دن اکٹھے کر کے دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جب سے ہم نے اس دنیا کو پیدا کیا ہے کتنی قومیں ہلاک ہو چکی ہیں کہ جن کو دوبارہ زندہ ہونے کا اور اعمال کے محاسبہ کا یقین نہیں ان کو اس وقت یقین آئے گا جب عذاب نازل ہونا شروع ہو جائے گا یا قیامت سر پر آکھڑی ہو گی۔ انسان کو اپنی وہ حقیقت جسے ہم نے قرآن کریم میں کھول کر بتا دیا ہے وہاں بالکل عریاں نظر آئے گا اور اس وقت اس کے کام صرف وہی باقی رہنے والی نیکیاں نظر آئیں گی جو وہ دنیا میں کر چکا ہے اور اس کے بعد حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ مبارک کے ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے خباب بن ارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جلیل القدر صحابی تھے۔ آپ کو ایک شخص عاص بن وائل سہمی سے کچھ قرضہ لینا تھا۔ آپ تقاضا کے لئے گئے۔ تو اس نے کہا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ دو میں تمہارا قرضہ ادا کر دیتا ہوں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تو

دوبارہ پیدا ہو کر آئے تب بھی ایسا نہ کروں گا۔ اس نے جواب دیا کے مر چکنے کے بعد جب میں دوبارہ زندہ ہوں گا تب بھی میرے پاس مال و اولاد اس طرح ہوگا۔ میں اسی وقت دے دوں گا۔ اس قصہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ہے کہ کوئی اس سے پوچھے کہ آیا تمہیں غیب کا علم حاصل ہوگیا ہے یا خدا نے تم سے کوئی اس قسم کا معاہدہ کیا ہے۔ جو ایسی باتیں کرتے ہو۔ فرمایا یہ جھوٹ ہے اور گناہ کی بات ہے۔ ہم ایسی باتوں کو انسان کے اعمال نامہ میں لکھ لیتے اور ان کی ہر نوع کی لاف و گزاف کو قابل مواخذہ قرار دیتے ہیں۔ اس کے بعد ناخلفوں کی مذمت ہے۔ جو خدائے تعالیٰ کی عبادت سے انکار کرتے اور جدا جدا کئی معبود ٹھہرا لیتے ہیں۔

ترجمہ آیات ۸۳-۹۸:۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ ہم نے کافروں پر شیطانوں کو چھوڑ رکھا ہے کہ وہ انہیں ابھارتے رہتے ہیں۔ سو آپ ان کے معاملہ میں جلدی نہ کریں ہم تو ان کے لئے دن گن رہے ہیں۔ جس دن ہم پرہیزگاروں کو خدائے رحمٰن کے پاس گروہ بنا کر جمع کریں گے اور گنہگاروں کو جہنم کی طرف پیاسا ہانکیں گے۔ یہ لوگ سفارش نہ کر سکیں گے مگر جس نے خدائے رحمٰن سے اقرار لیا ہوگا اور کہتے ہیں کہ خدائے رحمٰن بیٹا رکھتا ہے۔ اے لوگو! تم بڑی بھاری بات بنا لائے ہو۔ جس کی وجہ سے ممکن ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر جائیں۔ اس سبب سے کہ انہوں نے خدائے رحمٰن کے لئے بیٹا قرار دیا ہے حالانکہ خدائے رحمٰن کو زیبا نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے۔ جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین پر ہیں یہ سب خدا کے حضور بندے ہو کر آئیں گے۔ اللہ نے ان سب کو احاطہ کر رکھا ہے اور ان کی پوری پوری گنتی کر رکھی ہے اور ہر ایک قیامت کے دن اس کے سامنے تنہا حاضر ہو گا۔ بیشک وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور نیک کام کرتے رہے خدائے رحمٰن ان کے لئے دوستی پیدا کرے گا۔ تو ہم نے قرآن کو آپ کی زبان میں اس لئے آسان کر دیا کہ آپ اس سے پرہیزگاروں کو بشارت دیں اور جھگڑالو لوگوں کو اس سے ڈرائیں اور ان سے پہلے ہم نے کتنی جماعتوں کو ہلاک کیا ہے۔ کیا ان میں سے کسی کو آپ دیکھتے ہیں یا کسی کی آواز بھی سنتے ہیں۔

شرح:۔ یہاں شیطان اور شیطان سیرت لوگوں کا ذکر ہے۔ فرماتا ہے کہ جو لوگ حق

بات ماننے سے انکار کر دیتے ہیں شیطان ان پر مسلط ہو جاتا ہے۔ جو انہیں گناہ پر آمادہ کرتا ہے فرماتا ہے کہ ایسے لوگ عذاب جہنم کے مستوجب ہیں جو ان کے لئے ہم نے تیار کر رکھا ہے اس وقت خواہ وہ کسی کی سفارش لائیں مطلق قبول نہ کی جائے گی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ سب سے بڑا گناہ جو کسی انسان سے سرزد ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کسی کو خدا کا بیٹا قرار دے۔ اس گناہ کے خوف سے آسمان پھٹ سکتے زمین شق ہو سکتی اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ہر وہ متنفس جو زمین پر ہے یا آسمان پر خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ ہے کوئی اس کا بیٹا نہیں ہو سکتا۔

فرمایا! ہم نے ان باتوں کو قرآن کریم میں واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔ اب جو شخص چاہے فرمانبرداری کی راہ اختیار کرے اور سیدھا جنت میں جائے اور جو چاہے نافرمانی کا وطیرہ اختیار کرے اور دوزخ کا ایندھن بنے۔

سورہ مریم میں خدا تعالیٰ نے بتایا تھا کہ میرے لئے کوئی امر مشکل نہیں جو چاہوں کروں۔ ناممکن کو ممکن کر دینا میرے اختیار کی بات ہے۔ سورۂ طٰہٰ میں بتایا گیا ہے کہ نبوت کا عطا کرنا ہمارے لئے کچھ مشکل نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ کی تلاش میں گئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہمکلام ہوئے اور نبی بن گئے۔

(۴۵) سورۃ طٰہٰ (۲۰)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو پینتیس آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح کے قارئین حضرات کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا ہے :-

ترجمہ آیات ۲-۲۴:- ہم نے آپ پر اس قرآن کو اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں بلکہ ایسے شخص کی نصیحت کے لئے اتارا ہے جو خوف رکھتا ہے۔ اس کو اس نے نازل کیا ہے جو زمین اور اونچے اونچے آسمانوں کا پیدا کرنے والا ہے یعنی خدائے رحمٰن نے نازل کیا ہے جو عرش پر مستوی ہے۔ اسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین پر ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور جو کچھ زمین کے نیچے ہے۔ اگر تم

بات پکار کر کہو تو وہ پوشیدہ باتوں کو اور مخفی تر رازوں کو بھی جانتا ہے۔ اللہ ایسا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کے اچھے اچھے نام ہیں اور کیا آپ کو موسیٰ کا واقعہ معلوم نہیں جب انہوں نے آگ کو دیکھا تو اپنے گھر والوں سے کہا تم یہاں ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے۔ ممکن ہے کہ اس میں سے تمہارے لئے چنگاری لے آؤں یا آگ پر کسی رہبر کو پاؤں۔ سو وہ جب وہاں پہنچے تو ان کو آواز دی گئی کہ اے موسیٰ میں تمہارا رب ہوں سو اپنی جوتیاں اتار دو تم یہاں طویٰ کی مقدس وادی میں ہو اور میں نے تمہیں منتخب کیا ہے۔ تو جو کچھ تجھے حکم دیا جا رہا ہے اسے سنو! بیشک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں سو میری ہی عبادت کرو اور مجھے یاد رکھنے کے لئے نماز پڑھا کرو۔ یقین رکھو کہ قیامت آنے والی ہے میں اسے مخفی ہی رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو اس کی کوشش کا بدلہ ملے۔ تو وہ شخص جو ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے۔ کہیں تمہیں اس سے باز نہ رکھے ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے اور اے موسیٰ! تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ میری لاٹھی ہے۔ میں اس پر سہارا لگاتا ہوں اور اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں اور بھی کئی فائدے مجھے اس سے حاصل ہوتے ہیں۔ فرمایا! اے موسیٰ اسے پھینک دو تو انہوں نے اسے پھینک دیا تو وہ ناگہاں سانپ بن کر دوڑنے لگا۔ فرمایا! اسے پکڑ لو اور ڈرو نہیں ہم ابھی اس کی پہلی حالت پر اسے لوٹا دیں گے۔ اور اپنا ہاتھ اپنی بغل سے لگاؤ۔ وہ بغیر کسی عیب کے سفید چمکتا ہوا نکل آئے گا یہ دوسری نشانی ہے تاکہ ہم تمہیں اپنے بڑے بڑے نشان دکھائیں۔ فرعون کے پاس جاؤ اس نے سرکشی اختیار کر رکھی ہے۔

شرح:۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر جب قرآن پاک نازل ہونا شروع ہوا تو آپ تمام تمام رات قیام کرتے جس سے آپ کے پاؤں پر ورم ہو جاتا۔ دوسری طرف کافروں کی مخالفت آپ کو چین نہ لینے دیتی تھی۔ آپ دن بھر ان کی ریشہ دوانیوں کا جواب دینے میں مصروف رہتے اور رات بھر عبادت میں چنانچہ مخالفین نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ قرآن اچھا نازل ہوا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مصیبت میں ڈال دیا اس پر سورۂ مبارکہ کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں اور ارشاد ہوا کہ اے پیغمبر! قرآن پاک کو ہم نے تم پر اس لئے نازل کیا ہے کہ تم لوگوں کو نافرمانی کے نتائج و عواقب سے ڈراؤ۔ اس لئے قرآن نازل نہیں ہوا کہ تمہیں یا کسی اور کو مشقت و مصیبت میں ڈال دے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ

نے اپنے علم کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ کہ جس چیز کو تم سر مخفی کہتے ہو یا جو باتیں تمہارے دلوں میں کھٹکتی ہیں میں ان سے بھی واقف ہوں۔

اگر انسان صرف اس قدر بات دل سے مان لے کہ خدائے مطلق سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں تو نہ اس کی نافرمانی کر سکتا ہے اور اس کی یاد سے اس کا دل غافل ہو سکتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مدین سے مصر کو جا رہے تھے اور آپ کا اہل و عیال آپ کے ساتھ تھا۔ تو آپ کہیں راستہ بھول گئے۔ رات کا وقت تھا آپ نے آگ کی چنگاری دور سے دیکھی اور اپنے اہل سے کہا کہ میں وہاں جاتا ہوں ممکن ہے وہاں کوئی رہبر مل جائے جو ہماری رہنمائی کر سکے۔ مگر در حقیقت وہ آگ نہ تھی۔ اللہ عزوجل کے نور کی تجلی تھی۔ جب آپ اس مقام پر پہنچے جہاں آگ جلتی دکھائی دیتی تھی تو آپ کو غیب سے ایک آواز آئی کہ اے موسیٰ! میں تمہارا رب ہوں اور میں نے تجھے اپنا نبی مقرر کیا ہے۔ پس تجھے چاہیے کہ جو کچھ میں حکم دوں اسے کان دھر کر سنے۔ دیکھ اور یقین کر کہ میں ہی وہ خدائے یگانہ ہوں جو تیرا پروردگار ہے۔ پس تو میری ہی عبادت کر اور نماز پڑھ۔ قیامت عنقریب آئے گی مگر میں اس کا صحیح وقت کسی کو بتانا نہیں چاہتا تاکہ ہر متنفس کامل آزادی سے عمل کرے۔ چاہیے کہ جو لوگ قیامت کو تسلیم نہیں کرنے والے ان کی پیروی نہ کریں۔ ورنہ وہ بھی انہیں کی طرح گمراہ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ میری لاٹھی ہے۔ باری تعالیٰ نے فرمایا! کہ اب یہ محض عصا ہی نہیں ہے بلکہ یہ ایک عجیب و غریب چیز ہے اور اس میں سے یہ اعجاز رکھ دیا گیا ہے کہ اگر تو چاہے کہ یہ سانپ بن جائے تو اسے زمین پر پھینک دے سانپ بن جائے گا۔ اور جب پھر دوبارہ پکڑے گا تو یہ وہی عصا کا عصا ہوگا۔ اسی طرح اپنے ہاتھ کو اگر تو بغل میں دبا کر باہر نکالے تو وہ چمکنے لگے گا۔ دیکھ! یہ مافوق العادۃ چیزیں ہیں جو تجھے عطا کی جا رہی ہیں۔ اب تجھے چاہیے کہ فرعون کے پاس جائے اور اسے سمجھائے کہ وہ ہماری نافرمانی سے باز آ جائے۔

ترجمہ آیات ۲۵-۵۴:- موسیٰ نے دعا کی اے میرے رب میرا سینہ کھول دے اور میرا معاملہ آسان کر دے اور میری زبان سے لکنت کو دور کر دے تاکہ وہ میری بات سمجھیں اور میرے کنبہ میں سے میرا ایک معاون قرار دے۔ میرے بھائی ہارون کو۔ اس

سے میری ڈھارس بندھا اور میرے کام میں اسے شریک کر۔ تاکہ ہم تیری بہت بہت تسبیح کریں اور تجھے بہت بہت یاد کریں۔ بیشک تو ہمارے حالات کو دیکھتا ہے۔ فرمایا! اے موسیٰ! تم نے جو کچھ مانگا بیشک تمہیں دے دیا گیا اور ہم نے تم پر ایک بار اور احسان کیا ہے۔ جب ہم نے جو کچھ کہنا تھا تمہاری ماں سے بذریعہ وحی کہہ دیا۔ کہ تو اسے ایک صندوق میں ڈال دے پھر اس صندوق کو دریا میں ڈال دے پھر دریا سے اسے ساحل تک پہنچا دوں گا۔ جہاں سے اسے میرا اور اس کا دشمن اٹھا لے گا اور میں نے تم پر اپنی محبت ڈال دی تاکہ تو میرے سامنے پرورش پائے۔ جب تمہاری بہن گئی اور کہنے لگی کہ کیا میں تمہیں بتاؤں جو اس کی کفالت کرے۔ سو ہم نے تمہاری ماں کے پاس لوٹا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کھائے اور تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا تو ہم نے تمہیں غم سے نجات دی اور تمہیں آزمائش میں ڈالا۔ پھر تم کئی سال تک اہل مدین میں رہے۔ پھر اے موسیٰ! وقت مقرر پر تم وہاں سے آئے۔ اور میں نے تمہیں اپنے لئے پسند کر لیا۔ تم اور تمہارا بھائی میری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یاد میں تساہل نہ کرو۔ تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ کہ اس نے سرکشی اختیار کر رکھی ہے اور اس کے ساتھ نرمی سے بات کرنا ممکن ہے کہ وہ نصیحت حاصل کرے یا خوف کھا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اے ہمارے رب! ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں وہ ہم پر زیادتی نہ کرے یا زیادہ سرکش نہ ہو جائے۔ فرمایا! تم ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا ہوں سو تم دونوں اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم دونوں تیرے رب کے پیغمبر ہیں ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو روانہ کر دو۔ اور انہیں تکلیف نہ پہنچاؤ۔ ہم تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانی لے کر آئے ہیں اور جو ہدایت قبول کر لے اس کے لئے سلامتی ہو۔ بیشک ہمارے پاس اس کا حکم پہنچا ہے کہ عذاب اس کے لئے ہے جو جھٹلائے اور منہ پھیرے۔ اس نے کہا کہ اے موسیٰ تمہارا رب کون ہے۔ اس نے کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر ایک چیز کو صورت و کل بخشی پھر رہنمائی فرمائی۔ اس نے کہا کہ سابقہ قوموں کا کیا حال ہے کہا اس کا علم میرے رب کو ہے جو لوح محفوظ میں درج ہے۔ میرا رب نہ غلطی کرتا ہے نہ بھولتا ہے۔ وہ خدا جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش کی طرح بچھایا اور اس میں تمہارے لئے رستے نکالے اور آسمان سے مینہ برسایا اور پھر ہم نے اس پانی سے مختلف قسم کی نباتات پیدا کیں۔ تم

کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو بھی چراؤ بیشک اس میں عقلمندوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

شرح:- اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ خدایا! یہ بار بہت گراں ہے۔ پس میرا سینہ کھول دے کہ اسے اٹھا سکوں نیز اس کام کی مشکلات کو میرے لئے آسان کر دے اور میری زبان میں روانی پیدا کر دے تاکہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں اور میرے بھائی ہارون کو میرا دست بازو بنا۔ تاکہ وہ مجھے تقویت بہم پہنچائے اور میرے کام میں میرا شریک ہو تاکہ ہم دونوں تیرا ذکر بلند کر سکیں۔ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا! کہ اے موسیٰ! جو کچھ تو نے مانگا ہے تجھے دے دیا گیا ہے اور یہ تجھ پر ہمارا دوسرا عظیم الشان احسان ہے۔ پہلا احسان یہ ہے کہ جب تو پیدا ہوا تو بحکم فرعون قبطی حاکم تجھے قتل کر دیتے مگر ہم نے تیرے بچاؤ کی تدبیر کی اور تجھے تمام حوادث سے محفوظ اور تیرے دشمن ہی کے گھر میں تجھے تربیت دی اور اس کے پر شکوہ محل میں تجھے پروان چڑھایا اور پھر ایسی تدابیر اختیار کی کہ تیری ماں کا کلیجہ بھی ٹھنڈا رہے وہی تجھے دودھ پلاتی رہی۔ وہی تیری نگران اور محافظ رہی۔ پھر جب تو جوان ہوا تو اہل مدین میں عرصہ تک رہا اور اب تجھے نبی بنا دیا گیا ہے اور تم دونوں بھائیوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ تم میرے احکام لے کر جاؤ اور میرا ذکر بلند کرو اور دیکھو! اس میں کوئی تساہل نہ ہو۔ تم دونوں جب فرعون کے پاس جاؤ تو اس کے ساتھ نرمی سے باتیں کرو۔ ممکن ہے وہ اس طرح نصیحت حاصل کرے یا اس کے دل میں خوف اور اللہ کا ڈر پیدا ہو جائے۔ اس پر دونوں کہنے لگے کہ ہمارے رب! ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر اس کے پاس جا کر اس طرح تبلیغ کرنے لگے تو وہ ہم پر کہیں سختی ہی نہ کرے۔ ارشاد ہوا کہ ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں کون ہے جو تمہارا بال بھی بیکا کر سکے۔ تم جا کر کہو کہ اے فرعون! بنی اسرائیل کو ہجرت کی اجازت دیدے۔ وہ تمہارے استبداد کو اب برداشت نہیں کر سکتے۔ انہیں مت ستا۔ ہم تیرے رب کے فرستادہ ہیں اور تمہیں بتایا گیا ہے کہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے معاملہ میں جھوٹ بولے گا یا بے پروائی کرے گا اسے دوزخ کی آگ میں جلنا ہوگا۔ چنانچہ وہ دونوں بھائی گئے اور فرعون سے اسی طرح کہا۔ اس نے پوچھا اے موسیٰ تمہارا رب کون ہے۔ آپ نے جواب دیا میرا رب وہ ہے جو تمام کائنات ارضی وسماوی کا خالق ہے جو زمین پر انسانی ضروریات کی تمام اشیاء

پیدا کرتا ہے اور تمہیں حکم دیتا ہے کہ کھاؤ پیو خوش رہو اور ہماری عبادت کرو۔

ترجمہ آیات ۵۵-۷۶:- ہم نے تمہیں زمین ہی سے پیدا کیا ہے اور اس میں تمہیں لوٹائیں گے اور ہم دوبارہ اسی میں سے تمہیں نکالیں گے اور اس کو یعنی فرعون کو ہم نے اپنی تمام نشانیاں دکھائیں مگر وہ جھٹلاتا اور انکار ہی کرتا رہا اور کہا کہ اے موسیٰ! کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اپنے جادو کے زور سے ہمارے ملک سے نکال دو تو ہم بھی تمہارے مقابلہ میں ایسا ہی جادو پیش کریں گے سو ہمارے اور اپنے درمیان ایک وقت مقرر کرلو جس کے نہ ہم خلاف کریں اور نہ تم ایک ہموار میدان میں یہ مقابلہ ہو۔ موسیٰ نے کہا اچھا تم سے میلہ کے دن کا وقت طے ہے اور یہ لوگ دن چڑھے جمع ہو جائیں۔ سو فرعون لوٹ گیا اور اپنے حیلہ و مکر کو جمع کرکے پھر آیا۔ موسیٰ نے ان جادوگروں سے کہا کہ تمہاری بدبختی ہے تم اللہ پر جھوٹ نہ باندھو ورنہ وہ تمہیں عذاب سے غارت کردے گا۔ اور جس نے کبھی افترا کیا ہے وہ نامراد ہی رہا ہے۔ تو باہم وہ اپنے معاملہ میں بحث کرنے اور چپکے چپکے سرگوشیاں کرنے لگے۔ انہوں نے کہا کہ یہ دونوں محض جادوگر ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہارے ملک سے اپنے جادو کے ذریعہ نکال باہر کریں اور تمہارے عمدہ مذہب کو مٹا دیں۔ سو تم اپنے حیلہ و مکر کو جمع کرلو پھر قطار باندھ کر آؤ اور جو آج غالب آرہا ہی کامیاب ہو۔ انہوں نے کہا اے موسیٰ یا تو تم پہلے اپنا عصا ڈالو یا ہم ہی پہلے ڈالتے ہیں۔ موسیٰ نے کہا کہ نہیں تم ہی پہلے ڈالو سو ناگہاں ان کی رسیاں اور لکڑیاں ان کے جادو کے ذریعے سے موسیٰ کو ایسی نظر آنے لگیں کہ وہ دوڑتی ہیں۔ تو موسیٰ نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا۔ ہم نے کہا موسیٰ ڈرو نہیں بلاشبہ تم ہی غالب ہو۔ اور جو تمہارے ہاتھ میں ہے اسے زمین پر ڈال دو جو کچھ انہوں نے بنایا ہے وہ اسے نگل جائے گا۔ وہ محض جادو کا فریب ہے اور جادوگر کچھ بھی کرے کامیاب نہیں ہوتا۔ پس تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لے آئے۔ فرعون نے کہا کہ تم قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دیتا ایمان لے آئے ہو۔ بیشک یہ تمہارا بزرگ ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے۔ سو میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں الٹے سیدھے کٹوا دوں گا اور تمہیں کھجور کے تنوں پر سولی چڑھا دوں گا اور تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کس کا عذاب زیادہ سخت اور باقی رہنے والا ہے۔ انہوں

نے کہا ان روشن دلائل کے ہوتے ہوئے جو ہمارے پاس پہنچ چکے ہیں اور اس کے مقابلہ میں جس نے ہمیں پیدا کیا ہے ہم تمہیں ترجیح نہ دیں گے۔ تو تم جو کچھ کرنا چاہو کر ڈالو تمہارا حکم اس دنیا تک ہی ہے۔ ہم بیشک اپنے رب پر ایمان لے آئے ہیں تاکہ وہ ہماری خطائیں معاف کر دے اور اسے بھی جو کچھ تو نے ہمیں جادو کی قسم سے مجبور کر کے کرایا ہے اور اللہ بہت بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ یاد رکھو کہ جو اپنے رب کے پاس مجرم ہو کر آئے گا اس کے لئے جہنم ہے۔ نہ وہ وہاں مرے گا نہ زندہ رہے گا اور جو اس کے پاس مومن ہو کر آئے گا جس نے نیک عمل کئے ہوں گے تو ایسے لوگوں کے لئے بلند درجے ہیں۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ اس شخص کا بدلہ ہے جس نے پاکیزگی کی زندگی گزاری۔

شرح:- گزشتہ رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے مطالبہ کا ذکر تھا۔ یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ فرعون کو اپنے تمام نشانات حق دکھا دیئے مگر اس نے سب کو جھٹلایا اور کسی کو بھی نہ مانا۔ کہا تو یہ کہا کہ اے موسیٰ! تیرا مقصد اس قدر نظر آتا ہے کہ مدین سے شعبدہ بازی اور جادوگری کے جو کرتب سیکھ کر آیا ہے ان کے زور سے ہمیں ملک سے باہر نکال دے اور خود قابض ہو جائے۔ ہم تیرا ہر طرح مقابلہ کرنے کو تیار ہیں۔ اگر تو چاہتا ہے تو شعبدہ بازی ہی میں مقابلہ کرے تو ایک دن مقرر کر لے اور حتمی وعدہ کر لے کہ اس دن میدان میں آ جائے گا تو ہمیں منظور ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس طرح سہی۔ میلے کے دن صبح سویرے لوگوں کو بلا لو۔ چنانچہ یہی بات قرار پائی فرعون اٹھ کر چلا گیا۔ ساحران ملک کو جمع کرانے میں مصروف ہو گیا اور پھر وقت مقررہ پر سب کا اجتماع ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مخالفین سے خطاب کر کے فرمایا کہ سنو! خدا تعالیٰ کے متعلق کوئی بے پایاں، بے ثبوت اور من گھڑت بات مت کہو ورنہ اس کا عذاب تم پر نازل ہو گا اور یہ بھی یاد رکھو کہ جو شخص جھوٹ پر قائم ہو وہ یوں بھی ناکام رہا کرتا ہے۔ اس پر ان میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں بالآخر فرعون نے اپنے ساحروں کو مخاطب کر کے کہا کہ دیکھو کہ یہ دو جادوگر ہیں جو تمہیں تمہارے ملک سے نکال دینا چاہتے ہیں اور تمہاری بہترین تہذیب کو مٹا دینا چاہتے ہیں پس تم جو کچھ کر سکتے ہو متفق ہو کر دکھاؤ اور یاد رکھو کہ جو آج کے دن غالب

آئے گا وہی کامیاب شمار ہوگا۔ اس تقریر نے فرعون کے جادوگروں میں ایک تازہ روح پھونک دی اور انہوں نے کہا کہ اے موسیٰ اگر تو ابتدا کرنا چاہتا ہے تو کر ورنہ ہم ابتدا کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اجازت دی کہ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں تم پہلے کر لو۔ چنانچہ انہوں نے کچھ رسیاں اور لکڑیاں زمین پر پھینکیں اور نظروں کو کچھ ایسا مسحور کیا کہ وہ چیزیں چلتے پھرتے سانپ نظر آنے لگیں حضرت موسیٰ دل میں ڈرنے لگے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے وحی بھیجی کہ موسیٰ ڈرو نہیں اپنے عصا کو زمین پر پھینک دو۔ چنانچہ عصا کا پھینکنا تھا کہ ان کا تمام جادو کافور ہو گیا اور جادوگر سجدے میں گر پڑے اور پکار کر کہنے لگے کہ ہم حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کے رب پر ایمان لاتے ہیں۔ اب فرعون کے غیض و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اور وہ کہنے لگا کہ تم میری اجازت سے پہلے ہی موسیٰ کے رب پر ایمان لے آئے۔ اب تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹوں گا اور کھجوروں کے درختوں کے ساتھ باندھ کر سولی چڑھاؤں گا۔ پھر تمہیں معلوم ہو گا کہ کس کی سزا زیادہ سخت ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت آپ کے خیال میں جو کچھ آئے کر گزریں۔ ہم کو جو کچھ کرنا تھا کر لیا۔ آپ زیادہ سے زیادہ ہماری اس عارضی زندگی تک ہمارے ان فانی جسموں پر حکومت کر سکتے ہیں۔ ہمیں اس کی پرواہ نہیں ہماری تمنا ہے کہ خدائے ذوالجلال ہماری لغزشیں معاف کر دے کیونکہ ہم جان چکے ہیں کہ جو شخص گنہگاری کی حالت میں خدا کے سامنے حاضر ہو گا اسے جہنم میں ڈالا جائے گا۔ جہاں نہ موت آئے گی نہ آرام کی زندگی حاصل ہوگی مگر جو شخص مومن ہو کر خدا کے حضور میں پیش ہو گا اس کے لئے ہر طرح کا سامان عزت مہیا ہے۔ جو کبھی اس سے چھینا نہیں جائے گا۔

ترجمہ آیات ۷۷-۸۹:- اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں کو راتوں رات نکال لے جائے اور دریا میں عصا مار کر ان کے لئے خشک راستہ بنا دو۔ نہ پکڑنے کا خطرہ رہے گا نہ ڈر۔ پھر فرعون اپنے لشکروں سمیت ان کے پیچھے ہو گیا سو دریا نے جیسا کچھ ان کو گھیرنا تھا گھیر لیا۔ اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کر دیا اور صحیح رہنمائی نہ کر سکا۔ اے بنی اسرائیل ہم نے تمہیں تمہارے دشمنوں سے نجات دی اور ہم نے تم سے کوہ طور کی داہنی جانب کا وعدہ کیا اور ہم نے تم پر من و سلویٰ نازل کیا۔ اور حکم دیا جو

پاکیزہ اشیاء تم کو ہم نے دی ہیں انہیں کھاؤ اور اس معاملہ میں زیادتی نہ کرو ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا۔ اور جس پر میرا غضب نازل ہوا تو وہ ہلاک ہوا۔ اور جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے پھر سیدھی راہ پر چلے اس کے گناہوں کو میں ضرور بخشنے والا ہوں۔ اے موسیٰ! تم اپنی قوم سے جلدی کر کے کیوں آگے آگئے۔ موسیٰ نے کہا کہ اے رب! وہ سب میرے پیچھے ہیں اور میں تیری طرف جلدی جلدی آگیا ہوں۔ کہ تیری رضا حاصل کروں۔ فرمایا بلاشبہ ہم نے تمہارے بعد تمہاری قوم کو آزمائش میں ڈال دیا ہے اور ان کو سامری نے گمراہ کیا ہے۔ موسیٰ غم و افسوس سے بھرے ہوئے قوم کے پاس واپس آئے کہنے لگے کہ اے میری قوم! کیا تمہارے رب نے تم سے ایک اچھا وعدہ نہیں کیا تھا۔ پھر کیا زمانہ تمہارے لئے زیادہ طویل ہو گیا تھا۔ یا تم نے چاہا تھا کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر غضب آ نازل ہو جو تم نے میرے وعدہ کی خلاف ورزی کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے اختیار سے وعدہ شکنی نہیں کی بلکہ ہم پر قوم قبط کے کچھ زیورات کا بوجھ لاد دیا گیا تھا۔ اس کو ہم نے سامری کے کہنے سے آگ میں ڈال دیا اور سامری نے بھی اسی طرح اپنے زیور کو ڈال دیا۔ تو اس نے ان کے لئے بچھڑے کی سی شکل بنا نکالی۔ جس سے ایک آواز آئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ یہ تمہارا معبود ہے اور موسیٰ کا معبود بھی۔ مگر وہ بھول گئے ہیں۔ کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ وہ ان کی بات کا جواب نہیں دیتا اور نہ ان کے نقصان اور نفع کا مالک ہے۔

شرح:— گذشتہ رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے معرکہ کا ذکر تھا۔ جس میں فرعون نے ایک بھاری شکست کھائی۔ یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو اپنے ساتھ ملا لیا تو ہم نے اسے حکم دیا کہ ان کو راتوں رات یہاں سے نکال لے جا۔ اور بلا خوف اور کھٹکے کے دریا میں سے گذر جا تمہیں کوئی گزند نہ پہنچے گا اور نہ تم کو کوئی پکڑ سکے گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور فرعون نے اس کا تعاقب کیا اور معہ اپنے لاؤ لشکر کے غرق ہو گیا۔

اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مخاطب فرمایا ہے اور اپنے احسانات یاد دلا کر ارشاد کیا ہے کہ اے بنی اسرائیل فرعون اور اس کی قوم کے چنگل سے جب ہم نے تم کو نجات دی اس وقت کو یاد کرو۔ پھر ہم نے کوہ طور کے دامن میں تم سے

وعدہ کیا تھا کہ تمہیں تمام جہان پر فضیلت دی جائے گی۔ چنانچہ ظالموں کے خوف سے تمہیں اطمینان دلایا اور بھوک اور ناداری کی مصیبت سے بھی تمہیں مخلصی عطا کی اور رزق کی اس قدر فراوانی کر دی کہ ہر صاف ستھری اور پاک چیز تمہارے استعمال میں آنے لگی اور کہا کہ سرکشی نہ کرنا اور حلال کو حرام نہ ٹھہرانا ورنہ تم پر غضب نازل ہو گا۔ اس سے پہلے جس قدر لغزشیں اور گناہ تم کر چکے ہو اگر ان سے توبہ کر لو اور آئندہ کے لئے نیک کردار بن جاؤ تو تمہارے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ مگر اس نافرمان قوم نے اللہ تعالیٰ کے تمام احسانات کو بھلا دیا اور بجائے اس یگانہ کی عبادت کرنے کے بت پرستی شروع کر دی اور سامری کی سازش میں گرفتار ہو گئے ہو چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ذمہ دار تھے ان سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے پوچھا کہ تمہاری قوم ایسا کیوں کر رہی ہے۔ ان کو اس گمراہی سے روکو۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کے پاس آئے اور پوچھا کہ اے قوم! کیا میں نے تم سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنا احسان عظیم تم پر کرنے والا ہے۔ کیا اس دوران میں عرصہ دراز گزر گیا تھا۔ جو تم نے اتنی بے صبری کا مظاہرہ کیا یا کیا تم نے خواہ مخواہ اس بات کو پسند کیا کہ اللہ کا غضب تم پر نازل ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے از خود کوئی بات نہیں کی۔ واقعہ یوں ہے کہ جب ہم مصر سے بھاگے تھے تو ہمارے پاس کچھ زیورات تھے جو سامری نے ہم سے طلب کئے۔ جب ہم نے اس کو تمام زیورات جمع کر دیئے تو اس نے آگ پر ان کو پگھلایا اور اس سے گائے کے بچھڑے کی مورتی بنا دی۔ بعد ازاں اس میں کچھ ایسی چیز ڈال دی کہ اس سے آواز نکلنے لگی۔ اس پر سامری نے ان لوگوں کو جو وہاں حاضر تھے کہا کہ یہی تمہارا معبود ہے۔ پس اس کی عبادت کرو۔ ارشاد ہوتا ہے کہ کیا وہ لوگ اتنے ہی بے سمجھ تھے کہ اس پر بھی غور نہ کر سکے۔ کہ وہ نہ تو ان کی بات کا جواب دے سکتا ہے اور نہ کسی کو نفع اور نقصان پہنچا سکتا ہے۔

ترجمہ آیات ۹۰ – ۱۰۴:- اور اس سے قبل ہارون نے ان سے کہا تھا کہ اے میری قوم! اس سے تمہاری آزمائش کی گئی ہے اور تمہارا رب بلاشبہ خدائے رحمٰن ہے۔ سو میری پیروی کرو اور میرا حکم مانو۔ انہوں نے کہا جب تک موسیٰ ہمارے پاس نہ لوٹیں ہم برابر اس کی پوجا پر قائم رہیں گے۔ موسیٰ نے کہا کہ اے ہارون! جب تو نے ان کو دیکھا

تھا کہ وہ گمراہ ہو گئے ہیں تو تجھے اس بات سے کس نے منع کیا تھا۔ کہ تو میری پیروی کرے پھر کیا تو نے میری نافرمانی کی۔ ہارون نے کہا کہ اے میرے ماں جائے بھائی مجھے نہ داڑھی سے پکڑیں اور نہ سر کے بالوں سے۔ میں اس بات سے ڈرتا رہا۔ کہیں آپ یہ نہ کہہ دیں کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا ہے۔ اور میری بات کا خیال نہیں رکھا۔ موسیٰ نے کہا کہ اے سامری! تیرا کیا حال ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے جو کچھ دیکھا ہے وہ اوروں نے نہیں دیکھا۔ میں نے رسول کے نقش قدم سے ایک مٹھی بھر مٹی اٹھائی تھی پھر وہ میں نے اس قالب میں ڈال دی تھی اور یہی بات میرے دل کو اچھی لگی۔ موسیٰ نے کہا کہ تو جا عمر بھر تو یہی کہتا رہے گا کہ مجھے کوئی نہ چھوئے اور تجھ سے ایک اور وعدہ ہے جو تجھ سے قطعاً ٹلنے کا نہیں اور اپنے اس معبود کو دیکھ۔ جس کی تو عبادت کرتا رہا ہے ہم اسے جلا دیں گے پھر اسے دریا میں بکھیر دیں گے۔ بیشک تمہارا معبود صرف وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔ اس طرح ہم آپ کو گزشتہ واقعات بیان کرتے ہیں اور ہم نے آپ کو اپنے پاس سے نصیحت کی کتاب عطا کی ہے۔ جو اس سے منہ پھیرے وہ قیامت کے دن تک اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھائے گا یہ لوگ اس حالت میں ہمیشہ رہیں گے اور قیامت کے دن ان کا بوجھ اٹھانا ان کے لئے بہت برا ہوگا۔ جس دن صور پھونکا جائے گا اور مجرموں کو ہم اس دن ایسی حالت میں جمع کریں گے کہ ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی وہ آپس میں چپکے چپکے باتیں کرتے ہوں گے کہ تم محض دس دن دنیا میں رہے ہو۔ جو کچھ وہ کہتے ہیں ہم اسے خوب جانتے ہیں جبکہ وہ جو ان سے طریقے میں بہتر ہے کہے گا کہ تم تو محض ایک دن وہاں رہے ہو۔

شرح:۔ ایک طرف سامری کا جادو بنی اسرائیل پر چل رہا تھا تو دوسری طرف حضرت ہارون علیہ السلام بھی کچھ خاموش نہ تھے۔ انہوں نے قوم سے کہا کہ خبردار! یہ تمہارا امتحان ہے۔ تمہارا معبود یہ بچھڑا نہیں ہو سکتا۔ معبود حقیقی تو وہی ہے جو تمہارا پروردگار حقیقی ہے۔ پس تم سامری کی بات نہ سنو! میری طرف دھیان کرو اور جو کچھ کہوں مانتے جاؤ مگر بچھڑے کی محبت ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکی تھی۔ لہٰذا انہوں نے جواب دیا کہ جب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام نہ آئیں ہم تو ٹلنے والے نہیں۔ حضرت ہارون علیہ السلام کو بالآخر ان سے علیحدگی اختیار کرنی پڑی۔ مگر اب جو حضرت موسیٰ علیہ

السلام واپس آئے تو انہوں نے آتے ہی حضرت ہارون علیہ السلام کو پکڑا اور پوچھا کہ جب یہ لوگ بت پرستی پر مائل ہوئے تھے تو تو نے ان کو کیوں نہیں روکا۔ کیا تو نے مجھ سے سرکش ہونے کا ارادہ کر لیا تھا۔ چنانچہ آپ نے غصے میں آکر اپنے بھائی کو داڑھی سے پکڑ لیا اور قریب تھا کہ آپ مزید سختی کرتے مگر انہوں نے کہا کہ اے میرے ماں جائے بھائی میں نے ہرچند کوشش کی مگر یہ لوگ نہ مانے بالآخر میں نے سوچا کہ اگر میں نے سختی سے کام لیا تو ممکن ہے کہ قوم کے اندر تفریق پیدا ہو جائے اور آپ مجھے اس کا ذمہ دار قرار دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے کہ میرے بھائی کا کوئی قصور نہیں یہ کسی اور شخص کی شرارت ہوگی چنانچہ آپ نے سامری کو بلایا اور پوچھا تجھے کیا ہو گیا تھا۔ اس نے عرض کیا کہ جب ہم دریائے نیل عبور کر رہے تھے تو جبرائیل کے نقش قدم میں مجھے ایک ایسی چیز نظر آئی جو کسی دوسرے نے نہ دیکھی۔ چنانچہ میں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے بہت ہی برا کام کیا۔ اب تیری یہی سزا ہے کہ دیوانہ اور کوڑھی کی طرح کہتا پھرے کہ مجھے کوئی نہ چھوئے اور تیرے معبود کا جو حشر ہونا چاہئے وہ دیکھ تیری نظروں کے سامنے میرے ہاتھوں ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس مورتی کو زمین پر دے مارا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور فرمایا کہ اب اس کو آگ میں ڈال کر راکھ بناؤں گا اور اس راکھ کو سمندر کے حوالے کروں گا۔ اس کے بعد آپ نے قوم کی طرف رخ کیا اور فرمایا کہ لوگو! تمہارا معبود حقیقی وہی ایک معبود یگانہ ہے جسے ہر بات کا علم ہے۔

اس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ پرانے لوگوں کے عبرت آموز قصے ہیں جو شخص ان سے فائدہ اٹھا لے وہ خوش قسمت ہے اور جو نہ مانے وہ نہ ماننے کی سزا بھگتے گا اور آتش دوزخ کی نذر ہوگا۔ فرمایا اس وقت سے ڈرو جب تم پچھتاؤ گے اور کہو گے کہ ہم تو محض ایک دن دنیا میں ٹھہرے ہیں ورنہ ضرور نیک عمل کرتے۔

ترجمہ آیات ۱۰۵-۱۱۵:- لوگ آپ سے پہاڑوں کے متعلق سوال کرتے ہیں تو ان سے کہہ دیجئے کہ میرا رب ان کو اڑا کر بکھیر دے گا۔ سو ان کو ہموار میدانوں کی طرح بنا دے گا۔ تم اس میں نہ کوئی کجی دیکھو گے اور نہ ٹیلہ اور بلندی اس روز پکارنے والے کے پیچھے ہو لیں گے۔ جس کے سامنے انحراف کی جرات نہ ہوگی اور خدائے رحمٰن کے سامنے تمام آوازیں پست ہو جائیں گی۔ سو تم آہٹ کے سوا کچھ نہیں سنو گے۔ اس دن

شفاعت فائدہ نہ دے گی۔ مگر اس شخص کو جسے خدائے رحمٰن اجازت دے اور اس کی بات کو پسند فرمائے۔ جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے وہ اسے خوب جانتا ہے اور لوگ اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے اور خدائے حی و قیوم کے سامنے سب سر جھکائے جائیں گے اور جس نے نافرمانی کا بوجھ اٹھایا وہ نامراد رہا اور جو نیک کام کرے اور وہ مومن بھی ہو تو اسے ظلم کا خوف ہوگا نہ نقصان کا اور اس طرح ہم نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے اس میں طرح طرح کے ڈراوے بیان کئے ہیں تاکہ لوگ پرہیز گاری اختیار کریں یا وہ ان کے لئے نصیحت پیدا کر دے۔ سو وہ اللہ جو بادشاہ حقیقی ہے بلند مرتبہ ہے اور قبل اس کے کہ اس کی وحی جو آپ کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ پوری نازل ہو چکے قرآن پڑھنے میں تعجیل نہ کیا کیجئے اور کہا کیجئے کہ خدایا میرے علم میں اضافہ کر۔ اور ہم نے اس سے پہلے آدم سے عہد لیا تھا۔ مگر وہ بھول گئے اور ہم نے ان کے ارادے میں قصد و اختیار نہیں پایا۔

شرح:- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتحان نبوت ابتداء میں تمام قبائل و اقوام عرب نے کیا۔ مختلف ذرائع سے آپ کو پرکھا گیا۔ دیکھنا صرف یہ مقصود تھا کہ جو جو شرائط و صفات انبیاء کرام میں پائی جانی چاہئیں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں موجود ہیں۔ جب سمجھدار طبقہ کو آپ کی صداقت پر یقین آگیا تو اکثریت نے آپ کو تسلیم کر لیا منجملہ ان امتحانی سوالات کے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھے گئے ایک یہ بھی تھا کہ جب قیامت آئے گی تو بقول آپ کے ہر ایک چیز فنا ہو جائے گی تو کیا پہاڑ بھی ٹوٹ پھوٹ جائیں گے یا اسی طرح قائم رہیں گے۔ اس جگہ اس سوال کا جواب ارشاد ہوتا ہے کہ تم پہاڑوں کو کوئی بڑی چیز سمجھتے ہو گے۔ مگر سنو! قیامت کے دن ان کی یہ کیفیت ہوگی کہ روئی کے گالوں کی طرح اڑ جائیں گے۔ اور زمین ایک چٹیل میدان بن جائے گی۔ جس میں کوئی معمولی سا ٹیلہ تک نظر نہ آئے گا اور خوف کا یہ عالم ہوگا کہ پاؤں کی آہٹ کے سوا کوئی آواز سنائی نہ دیگی۔ قواعد و ضوابط کی پابندی کا یہ حال ہوگا کہ کوئی شخص کسی کی سفارش نہ کر سکے گا۔ سوائے اس شخص کی جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ اجازت بخشیں۔ اس روز صرف وہی لوگ بیخوف ہوں گے جنہوں نے نیک اعمال کئے ہوں گے۔ چونکہ قرآن پاک کے ذریعے تمام اقوام عالم کو تبلیغ کرنا مقصود تھا۔ اس واسطے قرآن پاک کو عربی زبان

میں نازل کیا اور نافرمانی کے نتائج و عواقب سے اچھی طرح آگاہ کر دیا تاکہ لوگ ڈر جائیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر جب وحی نازل ہوئی تو آپ کو بیحد خوشی ہوتی اور آپ جلدی جلدی الفاظ کو دہرانے لگتے۔ اس پر ارشاد ہوا کہ اے پیغمبر! اطمینان کے ساتھ وحی کو سنا کرو اور دعا کیا کرو خدایا میرے علم میں اضافہ کر۔

ترجمہ آیات ۱۱۶-۱۲۸:- اور یاد کیجئے جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ تم آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سوائے ابلیس کے سجدہ کیا اس نے انکار کیا۔ تو ہم نے کہہ دیا کہ اے آدم! یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے وہ تمہیں جنت سے نکلوا نہ دے ورنہ تمہیں تکلیف ہوگی۔ یہاں تم نہ بھوکے رہو گے اور نہ برہنہ اور نہ یہاں پیاسے رہو گے اور نہ دھوپ برداشت کرو گے۔ شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈال دیا اس نے کہا کہ اے آدم! بھلا میں تمہیں ہمیشگی کا درخت بتاؤں اور ایسی بادشاہت بتاؤں جو کبھی پرانی نہیں ہوتی۔ پھر انہوں نے اس میں سے کھا لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی برہنگی ان پر ظاہر ہو گئی اور لگے اپنے اوپر بہشت کے پتے چپکانے اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی سو وہ حقیقی راہ سے بھٹک گئے۔ پھر ان کے رب نے انہیں برگزیدہ کیا۔ پھر ان پر مہربان ہوئے اور ان کو ہدایت دی فرمایا تم دونوں کے دونوں یہاں سے نیچے اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ پھر اگر تم کو میری طرف سے پیغام ہدایت پہنچے تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ رستے سے بھٹکے گا اور نہ تکلیف و زحمت میں پڑے گا اور جو میری یاد سے منہ پھیر لے گا اس کے لئے تنگی سے زندگی بسر کرنا ہوگا اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا کہ اے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا ہے میں تو دنیا میں آنکھوں والا تھا۔ حکم ہوگا کہ یونہی تیرے پاس ہمارے نشانات آیا کرتے تھے مگر تو نے ان کو بھلا دیا اور اسی طرح آج تجھے بھی بھلایا جا رہا ہے اور اسی طرح ہم اس کو بدلہ دیں گے۔ جس نے زیادتی کی اور اپنے رب کے حکموں پر ایمان نہیں لایا اور آخرت کا عذاب یقیناً" بہت سخت اور دیرپا ہے کیا ان کی اس بات نے رہنمائی نہیں کی کہ ان سے پہلے ہم نے کئی قوموں کو ہلاک کر دیا جن کے رہنے کے گھروں میں یہ چل پھر رہے ہیں۔ اس بات میں ان لوگوں کے لئے یقیناً" کئی نشانیاں ہیں جو عقل والے ہیں۔

شرح:- اس رکوع میں نافرمانی اور نافرمانوں کی ابتدا کا ذکر ہے ارشاد ہوتا ہے کہ جب

ہم نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ملائکہ کرام کو حکم دیا کہ اسے سجدہ کرو چنانچہ ما سوائے ابلیس کے سب نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ ہم نے حضرت آدم علیہ السلام کو یہ بات القا کر دی کہ شیطان تیرا دشمن ہے۔ تم دونوں میاں بیوی اس کی باتوں میں نہ آنا۔ ورنہ خراب ہو گے۔ یہاں تمہیں نہ پیاس کی زحمت ہو گی نہ گرمی کی سختیاں جھیلنی ہوں گی۔ مگر شیطان کی بات چل گئی اور اس نے حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں وسوسہ پیدا کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لباس جنت چھین لیا گیا اور جنت سے نکل کر زمین پر آ رہنے کا حکم دے دیا گیا۔

بعد ازاں آپ کو معلوم ہوا کہ میں نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی ہے اس پر آپ نے اظہار ندامت کیا اور توبہ کی کہ آئندہ کبھی ایسا نہ ہو گا۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی اور حکم دیا کہ اب تم سطح زمین پر ہی بسیرا کرو۔ اور پھلو پھولو۔ تمہاری اولاد میں سے جو ہمارے احکام پر چلتا رہے گا اسے نہ تو کوئی ڈر ہو گا اور نہ وہ کوئی تکلیف میں گزرے گا اور جس طرح اس نے خدا کو دنیا میں بھلایا ہو گا۔ اسی طرح جزا و سزا کے دن عنایات خداوندی اس کو بھلا دے گی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو حکم ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر اب تک صدہا اقوام گذر چکی ہیں جو نافرمانی کی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔ دانشمند لوگ اگر ان سے سبق عبرت حاصل کرنا چاہیں تو یقیناً" ان کے لئے بہتر ہو گا۔

ترجمہ آیات ۱۲۹ - ۱۳۵:- اور اگر آپ کے رب کی طرف سے پہلے ہی حکم صادر نہ ہو چکا ہوتا اور وقت مقرر نہ ہوتا تو عذاب لازم ہو جاتا۔ پس جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں اس پر صبر کیجئے اور اپنے رب کی حمد و ستائش کیا کیجئے سورج کے نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اور رات کی بعض گھڑیوں میں بھی تسبیح کیا کیجئے اور دن کے اطراف میں بھی تاکہ آپ اس سے خوش ہوں اور آپ ان چیزوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھئے کہ جو ہم نے کافروں کے مختلف گروہوں کو دے رکھی ہیں۔ یہ محض دنیا کی رونق ہے ہم ان کو آزمانا چاہتے ہیں اور آپ کے رب کا عطا کردہ رزق بہتر اور دیر تک قائم رہنے والا ہے۔ اور آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجئے اور اس پر قائم رہئے۔ ہم آپ سے روزی کے طالب نہیں بلکہ ہم آپ کو رزق دیتے ہیں اور عاقبت پرہیز گاروں ہی

کے لئے ہے اور وہ کہتے ہیں کہ یہ اپنے رب کی طرف سے کوئی نشان کیوں نہیں لائے۔ کیا ان کے پاس پہلی کتابوں کی واضح دلیل نہیں پہنچی اور اگر ہم ان کو اس سے پہلے ہلاک کر دیتے تو یہ کہتے کہ اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا کہ ہم پیشتر اس کے کہ ذلیل و خوار ہوتے تیرے احکام پر عمل کرتے۔ کہہ دیجئے! ہر ایک منتظر ہے سو تم بھی انتظار کرو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کون سیدھی راہ پر چلنے والا ہے اور کون ہدایت پانے والا ہے۔

شرح:۔۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! لوگوں کی نافرمانیوں کو اگر دیکھا جائے تو ابھی ان پر عذاب آنازل ہو مگر ہم نے ہر کام کے لئے الگ الگ وقت کر رکھے ہیں۔ یعنی اگر تاخیر عذاب کا حکم اور قیامت کا وقت مقرر نہ ہو چکا ہوتا تو کفار قریش پر ابھی عذاب نازل ہو جاتا۔ پس آپ کو چاہئے کہ یہ لوگ قرآن پر طعن اور آپ کی تکذیب کے سلسلے میں جو کچھ کہتے ہیں اس پر صبر کریں اور اوقات مقررہ پر نماز ادا کرتے رہیں۔ طلوع آفتاب سے پہلے نماز فجر اور غروب سے پیشتر عصر کا وقت ہے اور رات کی بعض ساعتوں سے مغرب اور عشا کی نمازیں مراد ہیں اور دن کے اطراف کا مطلب نماز ظہر ہے کیونکہ ظہر کا وقت زوال کے قریب ہے یہی وقت پہلے نصف دن کا آخری کنارا اور پچھلے نصف یوم کا پہلا کنارا ہے۔

فرمایا ہمارے بعض نافرمانوں کو دیکھو گے کہ وہ مالی حالت کی رو سے بڑے کامیاب ہیں۔ تم اس پر تعجب نہ کرو۔ خدا کے نافرمان لوگوں کے لئے مال و دولت بھی ایک امتحان کا سامان ہے۔ اور اسی سے وہ مبتلائے عذاب ہوتے ہیں۔ بہتر وہ زندگی ہے جس کا انجام بہتر ہو لہٰذا تم اپنے متعلقین کو خواہ وہ تمہارے ماننے والے ہوں خواہ وہ تمہارے رشتہ دار ہوں یہی ہدایت کرو کہ وہ ہماری عبادت کریں اور مشکلات کو صبر و استقامت کے ساتھ جھیلیں۔ یہ عنقریب سب پر کھل جائے گا کہ کون سیدھی راہ پر گامزن ہے اور کون رشد و ہدایت کی نعمتوں سے بہرہ مند ہے۔

(۴۶) سورۃ الواقعہ (۵۶)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں چھیانوے آیتیں اور تین رکوع ہیں

جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۳۸:۔ یاد کرو جب وہ واقع ہونے والی وقوع پذیر ہو جائے گی جس کے وقوع پذیر ہونے کو کوئی چیز جھٹلا نہیں سکتی بعض کو پست کر دے گی اور بعض کو بلند۔ جس وقت زمین پر بڑے زور کا زلزلہ آئے گا اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور غبار کی طرح اڑتے پھریں گے اور تمہارے تین گروہ بن جائیں گے۔ ایک تو دائیں طرف والے، سو دائیں طرف والوں کا کیا کہنا اور ایک بائیں طرف والے سو بائیں طرف والوں کا کتنا برا حال ہے اور جو لوگ آگے ہوں گے وہ آگے ہی ہوں گے یہ مقرب لوگ ہیں جو نعمتوں بھرے باغوں میں رہیں گے۔ ان میں سے بہت سے اگلے لوگوں میں سے ہوں گے اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں سے جڑاؤ تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے ان کے ارد گرد چھوٹے بچے جو ہمیشہ بچے ہی رہیں گے۔ آب خورے اور آفتابے اور ایسی خالص شراب کے جام لئے گھوم رہے ہوں گے جن سے نہ درد سر ہوگا اور نہ اس سے ان کو بے ہوشی ہوگی اور میوے جن کو وہ پسند کریں گے اور پرندوں کا گوشت جو ان کا جی چاہے اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں جو مستور موتیوں کی مانند ہوں گی۔ ان کے نیک اعمال کا بدلہ ہوگا جو وہ کرتے رہے وہاں نہ تو وہ لغو کلام سنیں گے اور نہ گناہ کی بات۔ بجز سلام سلام کی آوازوں کے جو ہر طرف سے ان کے کانوں میں آئیں گی۔ اور دہنی طرف والے سو دہنی طرف والوں کا کیا کہنا وہ بے خار بیریوں کے درختوں اور تہہ بہ تہہ کیلوں اور دراز سایوں اور پانی کے جھرنوں اور میووں کے ایسے ڈھیروں میں رہیں گے جن کی فصل نہ تمام ہوگی اور نہ ان سے کسی کو روکا جائے گا اور بلند فرش ہوں گے۔ ہم نے ان حوروں کو ایک خاص طریقے سے بنایا ہے پھر ان کو کنوارا رکھا' پیاری پیاری اور ہم عمر بنایا داہنے ہاتھ والوں کے لئے۔

شرح:۔ اس سورت میں پھر واقعہ قیامت اور اس کے وقوع پذیر ہونے کے دلائل کو قدرے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس میں زیادہ تر تین چیزیں بیان کی ہیں اول یہ کہ قیامت ضرور آئے گی دوسرے یہ کہ اس دن لوگ دو طرح کے ہوں گے ایک نیک دوسرے بد۔ یعنی ایک وہ جو عنایات الٰہی کے مستحق قرار دیئے جائیں گے دوسرے وہ جو خدا کے مغضوب ٹھہریں گے تیسری بات کہ انسان کو اس کی اصلیت' بے بضاعتی اور بے

ثباتی کی طرف دھیان دلایا ہے۔ اور پھر بتایا ہے کہ تیری کتنی نادانی ہے کہ اس قدر حقیر ہونے کے باوجود خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے اور پھر بتایا ہے کہ تیری اس گستاخی کا کیا نتیجہ ہوگا۔ قیامت کے وقوع پذیر ہونے کا اعتقاد انسان کے ایمان و اعمال پر بہت زیادہ اثر رکھتا ہے۔ اس دن کا تصور یہ ہے کہ خداوند کریم اپنی تمام مخلوقات کو اس دن جمع کرکے یہ اعلان کرے گا کہ فلاں فلاں نے دنیا میں نیک کام کئے اور میرے احکام کو مانا اور فلاں فلاں برائیوں میں پڑا رہا۔ اور میرے احکام کی خلاف ورزی میں زندگی کے دن گذارتا رہا۔ پھر اس اعلان کے بعد نیکوکاروں اور فرمانبرداروں پر اپنے انعامات کی بارش کرے گا اور بدکاروں کو ہمیشہ کے لئے عذاب کی نذر کرے گا۔ جو لوگ اس اعتقاد کو اپنے دل کے اندر جاگزیں کر لیتے ہیں ان کے اعمال و اخلاق سدھر جاتے ہیں اور وہ منشائے الٰہی کے مطابق اپنی زندگی گزارتے ہیں مگر جن کو اس بات کا یقین نہیں وہ فرعون مزاج بن کر اور بے پرواہی سے ایام زندگی کو برباد کرتے رہتے ہیں۔

فرمایا جب وہ دن آئے گا تو کوئی چیز اپنی جگہ پر قائم نہ رہے گی اور کسی کو اطمینان و سکون حاصل نہ ہوگا۔ انسان بے ہوش ہو جائے گا زمین لرزنے لگی۔ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور اسی طرح اڑیں گے جیسے غبار اڑتا ہے۔ گویا یہ نظام شمسی اور نظام ارضی تمام درہم برہم ہو جائے گا۔ اس کے بعد ایک نئی زندگی کی ابتدا ہوگی اور انسان تین جماعتوں میں منقسم ہو جائے گا ایک وہ جن کے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں ملیں گے اور دوسرے وہ جن کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور تیسرے وہ جو سب سے آگے ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا سب سے زیادہ قرب حاصل ہوگا۔ دائیں ہاتھ میں اعمال نامے لینے والے بھی نہایت خوش نصیب ہوں گے۔ مگر برا حال ہوگا ان کا جن کے بائیں ہاتھوں میں اعمال نامے دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد ان لوگوں کی جگہ کا ذکر کیا ہے جو آگے آگے ہوں گے یعنی وہ جنہوں نے دنیا میں ظہور حق کے بعد سب سے اول ایمان و اطاعت کی طرف سبقت کی اور ہر طرح فضل و کمال کے حاصل کرنے میں اوروں سے پیش قدمی کی۔ فرمایا ان لوگوں کو جنت میں بھی سب سے پہلے اور سب سے اعلیٰ درجہ کی جگہیں دی جائیں گی۔ اس کے بعد ان کی زندگیوں کا نقشہ کھینچا ہے وہ یاد رکھنے کے لائق ہے اور وہی لوگ کچھ اس چیز کا لطف اٹھا

سکتے ہیں جن کو مبداء فیض سے ژرف نگاہی پاکدامنی اور قلب سلیم عطا ہوا ہے۔ بچارا سقیم القلب کوتاہ نگاہ اور آلودۂ گناہ کیا سمجھ سکے کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کا جو قرآن کے الفاظ میں موتیوں کی طرح صاف ستھرے نظر آ رہے ہوں گے پانی پلانا کس قدر خوشی اور لطف کا نظارہ پیدا کر دیتا ہے۔ داہنے ہاتھ میں اعمال نامے حاصل کرنے والے بھی ایک نہایت عمدہ جگہ میں ہوں گے اور تمام وہی نعمتیں ان کو میسر آئیں گی جن سے ان کے دل خوش ہوں گے اور تمام آرزوئیں پوری ہو جائیں گی۔

ترجمہ آیات ۳۹۔۴۷:۔ اگلے لوگوں میں سے بھی ایک گروہ ہوگا اور پچھلے لوگوں میں سے بھی ایک گروہ اور بائیں ہاتھ والے تو یہ بائیں ہاتھ والے کیسے برے ہیں وہ گرم ہوا اور کھولتے ہوئے پانی میں اور دھوئیں کے سائے میں ہوں گے جو نہ ٹھنڈا ہوگا نہ فرحت بخش۔ وہ پہلے واقعی ناز و نعمت میں پلے تھے اور اس بڑے گناہ پر اصرار کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا پھر ہم کو اٹھایا جائے گا اور کیا ہمارے باپ دادوں کو بھی کہہ دیجئے ہاں پہلے بھی اور پچھلے بھی۔ سب اکٹھے ہونے والے ہیں ایک مقررہ دن کے وقت پر۔ پھر تم اے گمراہو اور جھٹلانے والو۔ البتہ تم کو تھوہر کا درخت کھانا ہوگا۔ اور اس سے پیٹ بھرنا ہوگا اور پھر اوپر سے گرم پانی پینا ہوگا۔ سو پیاسے اونٹ کی طرح پیئے جاؤ گے۔ قیامت کے دن یہ ان کی مہمانی ہوگی۔ ہم ہی نے تم کو پیدا کیا پھر کیوں تم سچ نہیں مانتے۔ بھلا دیکھو تو پانی کا وہ قطرہ جو تم ٹپکاتے ہوء کیا تم اس کو بناتے ہو یا ہم ہیں بنانے والے۔ ہم نے تمہارے لئے موت مقرر کر دی ہے اور ہم کو کوئی عاجز نہیں کر سکتا کہ ہم تمہاری جگہ اور قوم لے آئیں جو تمہاری مانند ہو اور تم کو ایسی جگہ لا کھڑا کریں جس کو تم جانتے ہی نہیں اور تم نے ہمارے پہلی بار پیدا کرنے کو جان ہی لیا ہے پھر کیوں نہیں سوچتے۔ کیا تم نے اس کھیتی کو دیکھا ہے جو بوتے ہو۔ کیا تم اس کو اگاتے ہو یا ہم اس کو اگانے والے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اس کو چورا چورا کر دیں سو تم باتیں ہی بناتے رہ جاؤ۔ کہ اب تو ہم پر تاوان ہی پڑ گیا بلکہ ہمارے تو نصیب ہی پھوٹ گئے۔ بھلا دیکھو تو اس پانی کو جسے تم پیتے ہو۔ کیا تم نے اسے بادل سے اتارا ہے یا ہم اتارتے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اس کو کھاری کر دیں پھر تم ہمارے شکر گزار کیوں نہیں ہوتے۔ بھلا دیکھو تو اس آگ کو جسے تم سلگاتے ہو کیا تم نے اس کا درخت پیدا کیا تھا یا ہم

اس کے پیدا کرنے والے ہیں۔ ہم نے اس کو عبرت دلانے اور مسافروں کے فائدے کے لئے بنایا ہے۔

شرح:۔ اس رکوع میں ان لوگوں کا ذکر ہے جن کے بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا فرمایا ان کمبختوں کو اس سایہ میں رکھا جائے گا جو دوزخ کی آگ کے کالے دھوئیں سے پیدا ہوگا۔ جس سے نہ جسمانی آرام ملے گا نہ روحانی خوشی حاصل ہوگی نہ ٹھنڈک پہنچے گی نہ عزت حاصل ہوگی۔ بلکہ ذلیل و خوار ہو کر اس کی تپش میں بھنے چلے جائیں گے۔ فرمایا! یہ ان کی دنیاوی خوشحالی کا جواب ہوگا۔ جس کے غرور میں انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے ضد باندھ رکھی تھی۔ فرمایا! ان لوگوں کو ایسی سزا محض اس لئے دی جائے گی کہ ان لوگوں نے دنیا میں نبیوں کی تکذیب کی اور جھوٹی قسمیں کھا کھا کر یہ کہا کہ مرنے کے بعد ہرگز ہرگز کوئی زندگی نہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ بھلا انسان مرچکنے کے بعد جب ہڈیوں کی ایک مٹھی بن کر رہ جاتا ہے اور وہ ہڈیاں بھی بالاخر مٹی میں مل کر مٹی ہو جاتی ہیں۔ تو پھر کس طرح وہ دوبارہ پیدا ہو سکے گا۔ وہ از راہ تمسخر پوچھتے ہیں کہ جب ان کو جو قبروں میں ہیں اٹھایا جائے گا تو کیا ہم سے صدیوں قبل بھی جو لوگ ہوئے ہیں ان کو بھی دوبارہ زندہ کر کے ہمارے ساتھ ملایا جائے گا۔ فرمایا! یہ تھے ان لوگوں کے بنیادی اعتقادات جنہوں نے ان کے اعمال کو متاثر کیا۔ سو ان کو بتا دیا جائے گا کہ ہاں ہاں دیکھو سب کے سب ایک وقت معلوم پر اکٹھے کر لئے گئے ہو۔ سو اب اس کفر و تکذیب کے بدلے جو تم سے سرزد ہوتی رہی ہے۔ آج تھوہر کا خاردار درخت کھاؤ۔ اسی سے پیٹ بھرو اور اوپر سے ابلتا ہوا پانی پیو اور پیاسے اونٹ کی طرح پئے جاؤ۔ کیونکہ یہ ہے انصاف کا دن۔ ارشاد ہوتا ہے کہ منکران حق سے ذرا پوچھ دیکھو کہ جب تم کو خدا نے اول بار پیدا کیا تو کیا وجہ ہے کہ تم دوبارہ پیدا ہونے کو سچ نہیں مانتے۔ ہمارے سوا کون ہے جو پانی کے قطرے سے ایسی خوبصورت تصویر کھینچتا اور اس میں جان ڈال دیتا ہے۔ فرمایا زندہ کرنا مارنا سب ہمارے قبضہ و اختیار میں ہے۔ جب وجود و عدم کی باگ ہمارے ہاتھ میں ہوئی تو مرنے کے بعد اٹھا دینا کیا مشکل ہے۔ فرمایا ہم اس بات پر بھی قادر ہیں کہ اگر تم نافرمانوں کو اور جہاں میں لے جانا چاہیں تو لے جائیں اور تمہاری جگہ اور لوگوں کو بسا دیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ بظاہر زمین کے اندر تم بیج ڈالتے ہو لیکن زمین کے اندر اس کی پرورش کرنا پھر

ارشاد ہوتا ہے کہ دیکھو ہم نے کئی درخت ایسے پیدا کر دیئے ہیں جن کی رگڑ سے آگ پیدا ہوتی ہے اور آگ جو فائدے اپنے اندر رکھتی ہے تم اس سے ناواقف نہیں ہو اچاہئے کہ اے انسان تو ہمیشہ اپنے رب کے نام کی تسبیح و تقدیس بیان کرتا رہ۔

ترجمہ آیات ۷۴-۹۶:- سو تم اپنے پروردگار کے نام کی جو بڑی عظمت والا ہے تسبیح بیان کرو۔ پس قسم ہے ستاروں کی منزلوں کی اور اگر سمجھو تو یہ بہت ہی بڑی قسم ہے۔ بیشک یہ قرآن بڑی قدر و منزلت والا قرآن ہے۔ جو لوح محفوظ میں مرقوم ہے۔ اس کو وہی چھوتے ہیں جو پاک ہیں یہ پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ کیا تم اس بات سے منکر ہو اور تم نے اپنا وظیفہ ہی یہ بنا لیا ہے کہ اسے جھٹلاتے رہو۔ پس کیوں نہیں روکتے جب کسی کی جان حلق تک آپہنچے اور تم اس وقت دیکھ رہے ہو اور ہم تمہاری نسبت اس کے قریب تر ہوتے ہیں لیکن تم تو نہیں دیکھتے پھر ایسا کیوں نہیں کہ اگر تم کسی کے اختیار میں نہیں ہو اس کو لوٹا کیوں نہیں لیتے۔ پھر اگر وہ مقرب لوگوں میں سے ہوگا تو آرام و آسائش اور نعمتوں بھرے باغ اس کے لئے ہوں گے اور اگر وہ دائیں ہاتھ والوں سے ہوگا تو سلامتی ہو تمہارے لئے دائیں ہاتھ والوں کی طرف سے اور اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہوا تو کھولتے ہوئے پانی سے اس کی مہمانی ہوگی اور دوزخ میں جانا ہوگا۔ بلاشبہ یہ بات یقیناً" حق ہے سو تم اپنے رب کی جو بڑی عظمت والا ہے تسبیح بیان باہر نکال کر ایک لہلاتی کھیتی بنا دینا کس کا کام ہے۔ اس کے متعلق تو ظاہری اور سطحی دعویٰ بھی تم نہیں کر سکتے کہ یہ چیز ہماری تیار کی ہوئی ہے۔ کھیتی پیدا کرنے کے بعد اس کا محفوظ اور باقی رکھنا بھی ہمارا ہی کام ہے۔ ہم چاہیں تو کوئی آفت بھیج دیں۔ جس سے ایک دم میں ساری کھیتی بھسم ہو کر رہ جائے گی۔ پھر تم آپس میں بیٹھ کر باتیں بنانے لگو کہ میاں ہمارا تو بڑا بھاری نقصان ہو گیا بلکہ سچ پوچھو تو بالکل خالی ہاتھ ہو گئے۔ فرمایا! بارش بھی ہمارے حکم سے آتی ہے اور زمین کے خزانوں میں وہ پانی ہم ہی جمع کرتے ہیں۔ جو تمہاری جان ہے تم کو کیا قدرت تھی کہ پانی بنا لیتے یا خوشامد اور زبردستی کرکے بادل سے اسے لے لیتے۔ ہم چاہیں تو میٹھے پانی کو بدل کر کھاری بنا دیں جو تم سے نہ پیا جا سکے نہ کھیتی کے کام آئے پھر بھی تم ہمارا احسان نہیں مانتے کہ ہم نے میٹھے پانی کے کتنے خزانے تم کو دے رکھے ہیں۔

کرو۔

شرح:- اس رکوع میں قرآن کی ایک بڑی عظیم الشان اور کثیرالمنفعت کتاب ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے تاروں کے ڈوبنے کی قسم کھائی ہے اور فرمایا کہ کہیں دھوکے میں نہ رہنا۔ قرآن ایک بڑی ہی مفید پر منفعت اور عظمت والی کتاب ہے۔ جو لوح محفوظ میں ہمارے پاس لکھی ہوئی موجود ہے۔ اس کو ہمارے پاک فرشتے ہی چھوتے ہیں تم بھی بلا وضو اس کو نہ چھوؤ اور یاد رکھو کہ اس کے مضامین تک صرف انہی لوگوں کی رسائی ہے جو صاف دل اور پاکیزہ اخلاق کے مالک ہیں۔ آیت ۶۹ یعنی "لَا یَمَسُّہٗ" کے دونوں معنی ہیں یہ بھی کہ اس کو جب ظاہری ہاتھوں سے چھوؤ تو طہارت کا التزام کرلو اور یہ بھی کہ اس کے معانی و حقائق تک پاکیزہ قلب لوگوں کو دسترس حاصل ہے۔

فرمایا ذرا اپنی موت کا وقت یاد کرو جب جان حلق تک آپہنچے گی اور تم ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ جاؤ گے دیکھو ایسے واقعات روزمرہ تمہاری آنکھوں کے سامنے گذرتے ہیں اور اگر تم کسی کے اختیار میں نہیں تو اس وقت تم مرنے والے کی روح کو روک کیوں نہیں لیا کرتے۔ اسے کیوں نکلنے دیتے ہو۔

فرمایا وہ لوگ جو قرآن کو مانتے اور اس پر عمل کرتے ہیں وہ ہمارے مقرب ہیں۔ جان نکلنے کی ان کو ایک گونہ خوشی ہوتی ہے۔ اور نعمتوں بھرے باغوں کی ان کو خوشبوئیں آتی ہیں اور خدا کی طرف سے ان کو سلام بھیجا جاتا ہے۔ مگر وہ لوگ جو قرآن کو جھٹلاتے ہیں وہ گمراہ ہیں ان کی مہمانی کھولتے ہوئے پانی سے کی جائے گی اور ان کو دوزخ کی آتش سوزاں کے سپرد کیا جائے گا۔ فرمایا یقین رکھو کہ یہ باتیں جو تمہیں بتائی گئی ہیں بالکل اسی طرح ہوں گی سو تم اپنے پروردگار عالیشان کی تسبیح و تقدیس کرتے رہا کرو۔ اور اس کی فرمانبرداری اور عبادت گذاری میں وقت کاٹو۔

(۴۷) سورۃ الشعراء (۲۶)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں دو سو ستائیس آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۲-۹:- یہ کتاب روشن کی چند آیات ہیں۔ شائد آپ اپنے آپ کو اس غم سے ہلاک کر دیں گے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ان پر کوئی نشانی اتار دیں جس کے سامنے ان کی گردنیں جھک جائیں اور ان کے پاس جو نئی خدائے رحمٰن سے نصیحت کی کوئی نئی بات آتی ہے وہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ سو یہ تکذیب کر چکے اب ان کے سامنے وہ حقیقتیں آموجود ہوں گی جن کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ کیا انہوں نے زمین کو غور سے نہیں دیکھا ہم نے کس قدر ہر نوع کی عمدہ چیزیں اس میں اگائی ہیں اس میں لوگوں کے لئے بلاشبہ نشانی ہے مگر ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے۔ اور آپ کا رب بیشک غالب و مہربان ہے۔

شرح:- یہ سورت مکہ معظمہ میں اس وقت نازل ہوئی جبکہ مخالفوں کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہر طرف سے سخت ہجوم تھا اور اسلام کی روح افزا باتیں ان کو عجیب و غریب معلوم ہوتی تھیں۔ لہٰذا وہ مسئلہ نبوت پر طرح طرح کے شبہات وارد کیا کرتے۔ جب جواب سن کر عاجز آ جاتے تھے تو اپنی خواہش کے مطابق ہر شخص ایک عجیب و غریب معجزے کا طالب ہوتا تھا کوئی کہتا تھا کہ اس خشک پہاڑی جگہ میں نہر جاری کر دو۔ علی ہذا القیاس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں قوم کی خراب حالت کی اصلاح کا جوش تھا۔ دردمندی حد سے بڑھی ہوئی تھی۔ ان کے نہ ماننے اور کج بحثیاں کرنے سے نہایت رنج ہوتا تھا۔ اس لئے اس سورت میں آپ کو تسلی دی گئی کہ اگر یہ ایمان نہ لائیں گے تو کیا آپ غم میں گھٹ کر اپنے آپ کو ہلاک کر دیں گے۔ اس کے بعد چند اولوالعزم انبیاء اور ان کی سرکش امتوں کا تذکرہ کر کے یہ بتلایا کہ پہلے لوگ بھی ایسا ہی کیا کرتے آئے ہیں۔ چونکہ عرب میں شاعری کا بڑا زور تھا اس لئے قرآن کو بھی اس کی تاثیر اور فصاحت و بلاغت کی وجہ سے شعر سے تعبیر کرتے تھے۔ اس لئے سورۃ کے آخر میں شعرا کی حقیقت بھی بیان کر دی کہ وہ واہی تباہی باتیں اشعار میں جمع کیا کرتے اور ہر وادیء سخن میں حیران و پریشان پھرا کرتے ہیں۔ برخلاف قرآن مجید کے کہ اس میں سراسر راستی، مکارم اخلاق اور توحید و عبادت الٰہی کے بلند پایہ مضامین ہیں۔ اس سورۃ کا پایہ فصاحت و بلاغت خاص طور پر بہت زیادہ بلند ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ مخالفوں کی باتوں پر نہ جاؤ اور اگر وہ مخالفت پر اڑے ہوئے ہیں تو ان کی پرواہ نہ کرو۔ وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اس سے قبل بھی لوگوں نے

نبیوں کو جھٹلایا تھا جو حشر ان کا ہوا وہی حشر ان لوگوں کا ہو گا۔

ترجمہ آیات ۱۰-۳۳:- اور اس واقعہ کو یاد کیجئے جب آپ کے رب نے موسیٰ کو حکم دیا کہ تم ان ظالم لوگوں کے پاس جاؤ یعنی قوم فرعون کے پاس۔ کیا یہ ڈرتے نہیں۔ موسیٰ نے کہا کہ اے میرے رب! میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے اور میرا دل تنگ ہو گا اور میری زبان نہیں چلے گی سو ہارون کو پیغام بھیج دیجئے اور میرے ذمہ ان کا ایک الزام ہے مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے قتل کر ڈالیں گے۔ فرمایا! ہرگز نہیں تم دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں سنتے ہیں سو تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم پروردگار عالم کے بھیجے ہوئے ہیں کہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے۔ فرعون نے کہا کیا ہم نے تجھے بچپن میں اپنے ہاں نہیں پالا تھا اور تو برسوں ہمارے ہاں رہا اور وہ حرکت بھی تم نے کی تھی جو کی تھی اور تم بڑے ناسپاس ہو موسیٰ نے کہا بیشک میں نے اس وقت یہ حرکت کی تھی اور میں پیغمبر تھا۔ سو میں تم سے ڈر کر بھاگ نکلا پھر میرے پروردگار نے مجھے دانائی عطا کی اور مجھے پیغمبروں میں کیا اور کیا یہ بھی کوئی احسان ہے جو تو مجھے جتلا رہا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے۔ فرعون نے کہا کہ پروردگار کون ہے۔ موسیٰ نے جواب دیا کہ وہ رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اگر تمہیں یقین ہو۔ جو لوگ اس وقت اس کے گرد تھے فرعون نے ان سے کہا کیا تم سنتے نہیں۔ موسیٰ نے کہا وہ تمہارا اور تمہارے گزشتہ بڑوں کا پروردگار ہے۔ فرعون نے کہا کہ تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے دیوانہ ہے۔ موسیٰ نے کہا وہ مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا پروردگار ہے اگر تم سمجھ سکو۔ فرعون نے کہا اگر تو نے میرے سوا کوئی اور معبود بنایا تو میں تجھے قید کر دوں گا۔ موسیٰ نے کہا کہ اگرچہ میں تیرے پاس روشن چیز لایا ہوں۔ فرعون نے کہا اگر تم صداقت پر ہو تو اسے پیش کرو۔ پس موسیٰ نے اپنا عصا پھینک دیا اور وہ ناگہاں صاف اژدہا نظر آنے لگا اور بغل میں سے ہاتھ نکالا تو وہ دیکھنے والوں کو چمکتا ہوا نظر آنے لگا۔

شرح:- اس رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعونیوں کی مڈبھیڑ کا ذکر ہے اور بتایا ہے کہ فرعونیوں کو باوجود اپنی شان و شوکت کے کس طرح زک اٹھانی پڑی اور بے سرو سامان اسرائیلیوں کو غلبہ حاصل ہوا۔

فرمایا ہم نے موسیٰ کو فرعون کی طرف جانے کا حکم دیا تو وہ اپنی بے سرو سامانی کو دیکھ کر کہنے لگا کہ خدایا ویسے تو مجھے کوئی انکار نہیں مگر میں ایک کمزور و ناتواں انسان ہوں۔ مخالف کے دبدبے اور رعب سے نہ زبان چل سکے گی نہ ہمت ہی پیدا ہو گی لہٰذا میرے بھائی ہارون کو میرے ساتھ شامل کیا جائے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہارون کو بھی نبی مقرر کر دیا۔ اب دونوں گئے اور فرعون کو دعوت ایمان دی اور اسرائیلیوں کی سیاسی آزادی کا مطالبہ کیا مگر وہ کب ماننے والا تھا الٹا جوش میں آ گیا اور اپنے احسان جتانے لگا کہ اب تک تم جس شاخ پر بیٹھے تھے آج اسی شاخ کو کاٹنے آئے ہو۔ میں نے تمہاری پرورش کی اور شہزادوں کی طرح پالا مگر تم ہو کہ میری ہی بیخ کنی پر آمادہ ہو گئے۔ الغرض طرح طرح سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مرغوب کرنا چاہا مگر انہوں نے جواب دیا کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں خدا کے حکم سے کر رہا ہوں اپنی مرضی سے نہیں۔ باقی رہے وہ احسانات جو تم جتاتے ہو تو تمہارا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ تم نے میری قوم کو غلام بنا رکھا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ قوم تو غلامی کی زنجیروں میں جکڑی کراہ رہی ہو اور میں تمہارے احسانات کو جو محض میری ذات سے وابستہ ہیں دیکھتا ہوا قوم کی اصلاح سے قاصر رہوں اور احکام خداوندی تم کو نہ پہنچاؤں فرعون نے غصہ میں آ کر کہا کہ تمہارا رب کون ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا۔ وہ رب ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے اور تمام کائنات عالم کا مالک ہے۔ ہم تم اور ہر وہ چیز جسے تم دیکھتے ہو اور محسوس کرتے ہو اسی کی عنایات کا نتیجہ ہیں۔ فرعون کے ارد گرد جو حاشیہ نشین بیٹھے تھے۔ اس نے ان سے کہا کہ سنو! موسیٰ کیا کہہ رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں کوئی غلط بات نہیں کہہ رہا۔ وہ تمہارا بھی رب ہے اور تم سے پہلے جو تمہارے بڑے گزر چکے ہیں ان کا بھی رب تھا۔ یہ تمہاری بے بصیرتی ہے جو آج تم اس کی اطاعت و فرمانبرداری سے گریز کر رہے ہو۔ فرعون اور اس کے حاشیہ نشینوں نے جب یہ سنا تو وہ لاجواب ہو گئے اور کہا تو یہ کہا کہ موسیٰ دیوانہ ہے یہ ایسی باتیں کرتا ہے جن میں کوئی معقولیت نہیں مگر چونکہ بعض اس کی پیروی کر کے فرعون کی حکومت کے لئے خطرہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس لئے اسے تنبیہہ کر دیا جائے کہ اگر باز نہ آیا تو قید خانے میں ڈال دیا جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ مجھے تمہاری دھمکی کی پرواہ نہیں میں جو بات کہوں گا واضح اور غیر مبہم کہوں گا۔ فرعون نے کہا وہ کون

سے معجزے ہیں جن سے تو ہمیں ڈراتا ہے۔ آپ نے اسی وقت اپنے عصا کو زمین پر پھینک دیا۔ وہ آنِ واحد میں اژدھا کی شکل بن کر انہیں کھانے کو دوڑا۔ جس سے ان کی روح پرواز کرنے لگی مگر آپ نے جلدی سے اس پر ہاتھ رکھ دیا اور پھر وہ عصا کا عصا بن گیا۔ بعد ازاں آپ نے بغل میں سے اپنے ہاتھ کو نکالا تو وہ اپنی اصلی ہیت کو چھوڑ کر ایک نورانی شکل اختیار کر گیا اور چمکنے لگا۔ یہ چیز بھی ان مادہ پرستوں کے لئے کچھ کم حیران کن نہ تھی۔ وہ انگشت بدندان رہ گئے مگر جب انسان کی طبیعت گناہ و نافرمانی کرتے کرتے مسخ ہو جائے تو پھر حق کو قبول کرنا اس کے لئے بے حد مشکل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہی حال ان بدبختان ازلی کا ہوا۔

ترجمہ آیات ۳۴-۵۱:- فرعون نے ان سرداروں سے جو اس کے اردگرد بیٹھے تھے کہا یہ تو بڑا عالم جادوگر ہے یہ چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں تمہارے ملک سے باہر نکال دے۔ سو اب تمہاری کیا رائے ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسے اور اس کے بھائی کو تو مہلت دیجئے اور تمام شہر میں ہرکارے بھیج دیجئے جو آپ کے پاس تمام بڑے بڑے علم والے جادوگروں کو لے آئیں۔ سو تمام جادوگر مقرر دن کو جمع کیے گئے اور لوگوں سے کہا گیا کہ تم بھی اکٹھے ہو جاؤ۔ شاید ہم جادوگروں کی پیروی پر ہی مجبور ہوں اگر وہ غالب رہیں۔ چنانچہ جب جادوگر آئے تو انہوں نے اس سے کہا کہ اگر ہم غالب رہے تو کیا ہمیں کچھ انعام بھی ملے گا۔ فرعون نے کہا ہاں اور اس صورت میں تم میرے مقربین میں سے ہو جاؤ گے۔ موسیٰ نے ان سے کہا جو چیز تمہیں ڈالنا ہو ڈال دو تو انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں زمین پر دے پھینکیں اور کہنے لگے فرعون کے اقبال کی قسم ہم ہی غالب رہیں گے۔ پھر موسیٰ نے بھی اپنا عصا ڈالا تو ناگہاں جو چیزیں انہوں نے جھوٹ موٹ کی بنائی تھیں یہ ان کو نگلنے لگا۔ تب تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے کہ ہم پروردگار عالم پر ایمان لائے جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے۔ فرعون نے کہا کہ پیشتر اس کے کہ میں تمہیں اجازت دیتا تم ایمان لے آئے۔ بلاشبہ یہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادوگری سکھائی ہے۔ سو عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا تمہارے ہاتھ اور پاؤں الٹے سیدھے کٹوا دوں گا۔ اور تم سب کو سولی پر چڑھا دوں گا۔ انہوں نے کہا مضائقہ نہیں ہم یقیناً" اپنے رب کے پاس لوٹ کر جانے والے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا رب ہماری لغزشیں معاف کر دے کہ ہم پہلے

ایمان لانے والے ہیں۔

شرح:۔ فرعون کے حاشیہ نشین فرعونیت میں اس سے بھی دو قدم آگے تھے۔ اگر وہ قبول حق کو آمادہ ہوتا تو بھی حاشیہ نشینوں کی خوشامد اسے اس پر آمادہ نہ ہونے دیتی۔ چنانچہ ان تمام معجزات کو دیکھ لینے کے بعد انہوں نے فرعون کو تسلی دی کہ حضرت سلامت گھبرائیں نہیں یہ ایک ماہر فن جادوگر ہے جس نے اس علم میں کمال حاصل کر لیا ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ملک بھر میں اس جیسا کوئی اور جادوگر نہ ہوگا۔ اگر حضور حکم دیں تو ملک کے تمام جادوگر ایک مقام خاص پر اور ایک وقت متعین میں جمع ہو جائیں اور پھر ان سب کا مقابلہ ہو۔ اور ممکن نہیں کہ یہ سب کا مقابلہ کر سکے۔ اسے شکست ہو جائے گی اور خود بخود ان باتوں سے باز آ جائے گا۔ نہ قید کرنے کی ضرورت نہ جلاوطن کرنے کی حاجت چنانچہ ایسا ہی ہوا اور فرعون نے حکم شاہی سے تمام ملک بھر کے جادوگروں کو بلا لیا اور سب کو انعامات اور مقرب خاص بنا لینے کا لالچ دیا۔ بشرطیکہ کہ وہ موسیٰ کو پچھاڑنے اور زک دینے میں کامیاب ہو جائیں۔ چنانچہ انہوں نے خوشی خوشی موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کی تیاریاں شروع کر دیں اور طرح طرح کی تدابیر سوچنے لگے۔ اور میدان میں آ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ پہلے آپ کوئی کرشمہ دکھانا چاہتے ہیں یا ہم سے کچھ دیکھنے کی خواہش ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ بھائی تم ہی کچھ دکھاؤ۔ انہوں نے یہ کہا کہ چند رسیاں اور چند لکڑیاں زمین پر پھینک دیئے۔ اور کچھ ایسے کلمات پڑھ کر ان پر پھونکے کہ وہ چھوٹے چھوٹے سانپ بن کر لوگوں کو چلتے پھرتے نظر آنے لگے۔ اور ایک طرح کا خوفناک منظر انہوں نے پیش کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب ان کی کارستانی دیکھی تو اپنا عصا زمین پر دے مارا جو دیکھتے دیکھتے ایک عظیم الشان اژدہا بن کر دوڑنے لگا اور ان رسیوں کے سانپوں کو نگل کر فرعون کی طرف بڑھا۔ فرعون نے دیکھا کہ اب ہلاکت سر پر ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے التجا کی کہ بچا لے۔ چنانچہ آپ نے بڑھ کر اس پر ہاتھ رکھ دیا اور پھر وہ عصا کا عصا بن گیا۔ جادوگر جو مقابلہ کو آئے تھے یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے اور چونکہ جادو کی حقیقت سے خوب واقف تھے جھٹ پہچان گئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جادوگر نہیں ہیں۔ ان کو کوئی روحانی قوت حاصل ہے ورنہ انسان جو کچھ بغیر تائید غیبی کر سکتا تھا وہ سب ہم نے کر دکھایا ہے۔ ہمارا مقابلہ دراصل جادوگروں

مقابلہ نہ تھا بلکہ حق و باطل کا مقابلہ تھا۔

ہم باطل پر تھے اس لئے ہمیں شکست ہوئی لہٰذا ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رب پر ایمان لاتے ہیں۔ حقیقتاً" یہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کے رب ہی کی عنایات کا نتیجہ ہے۔ کہ ان کا مقابلہ کسی سے ممکن نہیں۔ جادوگروں کے اس قبول حق کو دیکھ کر فرعون اور اس کے ساتھیوں کا غیض و غضب آپے میں نہ رہا اور لگے وہ ان کو دھمکیاں دینے کہ تم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر حکومت کے خلاف ایک سازش کی ہے۔ لہٰذا تمہیں تختہ دار پر لٹکایا جائے گا۔ اور دردناک سزائیں دی جائیں گی انہوں نے نہایت بے باکانہ طور پر جواب دیا کہ ہم اپنے رب کی طرف جارہے ہیں اور اس بات کا مطلق ڈر نہیں کہ تو کیا کرتا ہے اور کیا نہیں۔ یہ زندگی چند روزہ ہے آخر ایک دن مرنا ہے چند روز پہلے کیا اور پیچھے کیا ہماری خواہش ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری لغزشوں کو معاف کردے اور ہمارے ایمان کو قبول کرے۔

ترجمہ آیات ۵۲-۶۸:- ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے نکلو کیونکہ تمہارا تعاقب کیا جانے والا ہے۔ تو فرعون نے تمام شہروں میں ہرکارے بھیج دیئے۔ یہ ایک چھوٹی سی جماعت ہے اور ہمیں غصہ دلانے والی باتیں کررہی ہے اور ہم سب کے سب ڈر رہے ہیں۔ پھر ہم نے ان کو باغات اور چشموں سے اور خزانوں اور عمدہ عمدہ جگہوں سے نکال باہر کیا یہ بات اس طرح ہوئی اور ہم نے بنی اسرائیل کو ان کا وارث بنا دیا۔ تو انہوں نے دن چڑھے بنی اسرائیل کا تعاقب کیا۔ جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا کہ ہم تو پکڑے گئے۔ موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں میرا رب میرے ساتھ ہے وہ میری رہنمائی کرے گا۔ اس وقت ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ دریا پر اپنا عصا مار پس دریا پھٹ گیا اور ہر ایک ٹکڑا بڑے پہاڑ کی مانند نظر آنے لگا اور دوسروں کو وہاں ہم نے اور قریب کردیا اور موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو تو بچالیا پھر دوسروں کو غرق کردیا بلاشبہ اس واقعہ میں نشانی ہے۔ مگر ان میں اکثر ایمان نہیں لاتے اور آپ کا رب بلاشبہ غالب اور مہربان ہے۔

شرح:- اس معرکہ آرائی کے بعد دونوں فریقوں میں کھلے بندوں عداوت کا اظہار ہونے لگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ جو لوگ تمہارے تابع ہیں ان کو ساتھ لے

کر مصر سے ہجرت کر جاؤ اور اپنے قدیمی ملک کنعان میں جا بسو۔ ادھر فرعون نے حکم دے دیا کہ تمام ملک اسرائیلیوں کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جائے اور ان مٹھی بھر آدمیوں کو پیس کر رکھ دو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگرچہ قبطیوں کے پاس بیشمار طاقت تھی مگر وہ ہمارے مقابلہ کی تاب نہ لا سکتے تھے۔ انہوں نے مخالفت کرنی چاہی تو ہم نے خود انہیں پیس کر رکھ دیا۔ وہ جو کل تک عظیم الشان عمارتوں دیدہ زیب باغوں اور سونے چاندی کے خزانوں میں مزے سے رہتے تھے آج بیکس و بے نوا ہو کر دوسروں کی غلامی پر قناعت کرنے لگے۔ اور اسرائیلی ان کے دیکھتے دیکھتے ملک شام کی بادشاہی پر قابض ہو گئے۔ قبطیوں نے ہرچند مقابلے کی کوشش کی مگر ان کی تمام طاقت بالآخر دریائے نیل کی نذر ہوئی اور وہ ایسے ہو گئے کہ کبھی تھے ہی نہیں۔ اس آیت سے بعض لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ اسرائیلی اس واقعہ کے بعد مصر کی حکومت پر متمکن ہو گئے تھے۔ حالانکہ یہ واقعہ نہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ اس کے سینکڑوں سال بعد تک قبطی مصر میں رہے۔ کبھی برسر حکومت اور کبھی محکوم۔ ایک عرصہ کے بعد جا کر ان کی طاقت ختم ہوئی مگر وہ شان و شوکت نہ رہی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دنوں میں تھی۔ اس کے برعکس اللہ تبارک و تعالیٰ نے قبطیوں سے بھی زیادہ شان و شوکت اسرائیلیوں کو عطا کی۔ اگرچہ مصر میں نہیں مگر شام میں ان کے مقابلہ کی کوئی حکومت نہ تھی اور یہی ان آیات کا مفہوم ہے۔

<u>ترجمہ آیات ۶۹ - ۱۰۴:-</u> ان کو ابراہیم کا قصہ سناؤ۔ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے پوچھا کہ تم کس کی عبادت کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم بتوں کی پرستش کرتے ہیں اور انہیں کی عبادت پر قائم ہیں۔ ابراہیم نے پوچھا جب تم ان کو پکارتے ہو کیا وہ تمہاری آواز سنتے ہیں یا تمہیں وہ نفع پہنچاتے ہیں یا تمہارا کوئی نقصان کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہم نے اپنے بڑوں کو اسی طرح کرتے پایا ہے۔ ابراہیم نے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو تم بھی اور تمہارے پہلے باپ دادا بھی وہ سب کے سب میرے دشمن ہیں سوائے رب العالمین کے وہ جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ وہی مجھے سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی شفا بخشتا ہے اور وہ جو مجھے مارے گا اور پھر اس کے بعد زندہ کرے گا۔ اور وہ جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ میرے گناہوں کو قیامت کے دن بخش دے گا۔ اے میرے رب مجھے

علم و دانش عطا کر اور نیکو کاروں میں شامل کر اور میرے بعد جو نسلیں آنے والی ہیں میرا ذکر ان میں جاری رکھ اور مجھ کو نعمتوں بھرے جنت کا وارث بنا اور میرے باپ کو بخش دے بیشک وہ گمراہوں میں سے ہے۔ اور قیامت کے دن مجھے رسوا نہ کر۔ جس دن نہ مال فائدہ دے گا نہ اولاد ہاں جو قلب سلیم لے کر اللہ کے پاس آئے جنت پاکبازوں کے لئے قریب کر دی جائے گی اور گمراہوں کے لئے دوزخ ظاہر کر دی جائے گی۔ اور ان سے کہا جائے گا وہ جن کی تم عبادت کیا کرتے تھے کہاں ہیں۔ یعنی وہ جن کی پوجا تم اللہ کو چھوڑ کر کرتے تھے کیا وہ آج تمہاری مدد کرتے ہیں یا بدلہ لے سکتے ہیں۔ پھر وہ اور تمام گمراہ اوندھے منہ اس میں ڈالے جائیں گے اور ابلیس کے لشکر سب کے سب وہ آپس میں جھگڑیں گے اور کہیں گے اللہ کی قسم ہم بلاشبہ کھلی گمراہی میں تھے۔ جبکہ ہم تمہیں رب العالمین کے برابر سمجھتے رہے اور ہم کو گمراہ کیا ہے تو صرف ان مجرموں نے۔ سو آج نہ تو ہماری سفارش کوئی کرنے والا ہے اور نہ کوئی سچا دوست۔ اگر ایسا ممکن ہو کہ ہم دوبارہ دنیا میں جا سکیں تو ہم یقیناً "مومن" ہوں۔ بلاشبہ اس واقعہ میں نشانی ہے۔ مگر ان میں اکثر ایمان نہیں لاتے اور آپ کا رب غالب اور مہربان ہے۔

شرح: — اس رکوع میں ارشاد ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبل ایک قوم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مخالفت پر کفر و الحاد کی ترویج و اشاعت میں کوشاں تھی۔ اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سمجھایا کہ اے قوم! بت پرستی چھوڑ دو یہ ایک نجس فعل ہے بھلا بیجان بت تمہاری کیا بات سنیں گے۔ تمہیں کیا نفع دیں گے اور کیا نقصان پہنچائیں گے انہوں نے کہا سب ٹھیک سہی مگر ہمارے لئے باپ دادا کی تقلید کو چھوڑنا بیحد مشکل ہے اور ہمارا اعتقاد ہے کہ اگر ہم بتوں کی پوجا نہ کریں تو وہ ہم سے ناراض ہو کر ہمیں نقصان پہنچاتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ تمہارا محض وہم ہے۔ دیکھ لو کہ تم اور تمہارے بت سب میرے مخالف ہیں مگر کوئی بھی میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ سب سے زیادہ مجھے ہدایت کی ضرورت ہے۔ وہ براہ راست مجھے خدا سے پہنچتی ہے۔ پھر مجھے کھانے پینے کے سامان کی احتیاج ہے اس کا کفیل بھی خدائے رزاق ہے۔ بیمار ہوتا ہوں تو اللہ مجھے شفا بخشتا ہے۔ خطا کرتا ہوں تو اس سے معافی کا خواستگار ہوتا ہوں۔ امید ہے کہ وہ مجھے بخش دے گا۔ میں اس سے التجا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اپنی رحمت سے نعمتوں بھرے

باغوں میں داخل کرے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ میرے باپ کے گناہوں کو بھی بخش دے اور اسے سیدھی راہ دکھادے تاکہ وہ بھی ایمان لے آئے۔ میں اس ؐ سے التجا کرتا ہوں کہ وہ قیامت کے دن کسی طرح مجھے ذلیل نہ کرے۔ وہ ایسا کڑا دن ہے کہ اس دن نہ دوست کام آئیں گے نہ اولاد جو چیز کام آسکتی ہے وہ صرف قلب سلیم ہے۔ جو صرف اتقاءیعنی خوف خدا سے پیدا ہوتا ہے اور اتقاہی سے انسان جنت کو پہنچ سکتا ہے مگر جو لوگ صاحب اتقا نہیں ان کے دلوں میں کجی ہے اور کجی والے دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ اور ان سے پوچھا جائے گا۔ کہ تم جن کی عبادت کرتے تھے وہ کہاں ہیں۔ کیا آج وہ تمہاری مدد کرسکتے ہیں یا بدلہ لینے کی طاقت رکھتے ہیں؟ جب اللہ تعالیٰ ان کو لاجواب پائے گا تو ان کو دوزخ میں داخل کرنے کا حکم دے گا۔ اس دن تمام طاغوتی افواج کو اپنے کئے کی سزا مل جائے گی۔ ان کی تمنا ہوگی کہ اگر وہ دوبارہ دنیا میں واپس بھیجے جائیں تو پھر کبھی خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں مگر توبہ اور عمل کا وقت گذر چکا ہوگا۔ دوبارہ دنیا میں واپس آنا مشکل ہوگا۔ لہٰذا انہیں ہمیشہ دوزخ میں رہنا' جلنا اور سزائیں بھگتنا ہوگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے آخرت کا علم بروقت اپنے بندوں کو پہنچا دیا ہے مگر اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور گمراہی میں عذاب جاودانی کو مول لیتے ہیں۔

ترجمہ آیات ۱۰۵ - ۱۲۲:- نوح کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جب ان سے ان کے بھائی نوح نے کہا کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو۔ میں تمہارے لئے رسول امین ہوں۔ سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس پر کوئی معاوضہ نہیں چاہتا میرا معاوضہ تو پروردگار عالم کے ذمے ہے۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ انہوں نے جواب دیا کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں حالانکہ تیری پیروی رذیل لوگ کرتے ہیں۔ نوح نے جواب دیا کہ مجھے کیا معلوم کہ وہ کیا کرتے ہیں ان کا حساب میرے پروردگار کے ذمہ ہے کاش تم سمجھتے۔ اور میں ایمان والوں کو اپنے پاس سے ہٹانے والا نہیں ہوں۔ میں تو محض کھلے بندوں ڈرانے والا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر تم اس سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں پتھر مار کر ہلاک کر ڈالیں گے۔ نوح نے کہا کہ اے میرے رب! میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے سو تو میرے اور ان کے درمیان قطعی فیصلہ فرمادے اور مجھے اور ایمان والوں کو جو میرے ساتھ ہیں ان سے نجات دیدے۔ چنانچہ ہم نے ان کو اور جو ان کے ساتھ بھری

ہوئی کشتی میں سوار تھے نجات دی۔ اس کے بعد جو باقی رہے ان کو ہم نے غرق کر دیا۔ اس واقعہ میں بھی نشان عبرت ہے مگر ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے اور آپ کا رب ہی سب پر غالب اور مہربان ہے۔

شرح:۔ اس رکوع میں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کی کشاکش کا ذکر ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام بھی اپنی قوم کے ایک معزز فرد تھے۔ اور ان کے نزدیک بڑے امین اور معتمد تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ میں اللہ کا ایک رسول ہوں اس کی ہر ایک بات اور اس کا ہر ایک حکم تم تک پہنچا دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ پس تم اللہ کی نافرمانی سے ڈرو اور میری اطاعت کرو کہ خدا کی خوشنودگی حاصل کر سکو۔ میں اپنے لئے تم سے کسی ذاتی فائدے کا خواہشمند نہیں ہوں۔ یہ کوشش جو رات دن کرتا ہوں سب اس لئے ہے کہ خدا کے احکام بجا لاؤں۔ اپنی محنت کا ثمرہ خدائے قدوس سے چاہتا ہوں۔ تم سے نہیں چونکہ میری کوئی ذاتی غرض اس میں پنہاں نہیں لہٰذا تمہیں چاہئے کہ میری بات کے ماننے میں مطلق پس و پیش نہ کرو اور خدا کی نافرمانی سے ڈرتے رہو۔ مگر وہ لوگ بڑے متکبر اور سرکش تھے کہنے لگے اے نوح! تیرے ماننے والے سب کے سب نچلے درجہ کے لوگ ہیں۔ ہمیں تو ایسے لوگوں کے ساتھ ملنے ملانے میں شرم آتی ہے اگر ہم تیری اطاعت قبول بھی کر لیں تو بھی ان لوگوں کے ساتھ مل کر رہنا ہمارے لئے ممکن نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے جواب دیا کہ تم دھوکے میں پڑے ہو۔ ان ایمانداروں کو نگاہ حقارت سے دیکھنا سخت غلطی ہے۔ میں کسی طرح انہیں اپنے پاس سے ہٹا نہیں سکتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کو ایمان کی قدر ہے اور تقویٰ کی نہ جاہ و جلال کی۔ تم جو چاہو کرو مگر یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے نتائج خوشگوار نہ ہوں گے۔ میرا فرض تمہیں اصل حالات سے آگاہ کرنا تھا۔ سو وہ میں نے کر دیا ہے اس پر وہ لوگ بڑے چین چین ہوئے اور کہنے لگے اے نوح! اپنے وعظ کو آج سے چھوڑ دے ہم کبھی تیری بات ماننے کو تیار نہیں اور اگر باوجود اس تنبیہ کے تو نے اپنا سلسلہ جاری رکھا تو ہم پتھر مار مار کر تجھے ہلاک کر دیں گے۔ پس حضرت نوح علیہ السلام نے ان کی جانب سے مایوس ہو کر اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اس نافرمان قوم صفحہ ہستی سے مٹا دے اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی اس دل سے نکلی ہوئی دعا کو قبول کیا اور حضرت نوح علیہ السلام آپ کے کنبہ اور چند ایماندار حضرات کے علاوہ تمام

نافرمانوں کو جن میں آپ کا ایک لڑکا بھی تھا غرق کر کے رکھ دیا۔

ترجمہ آیات ۱۲۳-۱۴۰:- اسی طرح عاد نے رسولوں کو جھٹلایا جب ان کے بھائی ہود نے ان سے کہا کیا تم اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے نہیں۔ سنو! میں تمہارے لئے رسول امین ہوں سو تم اللہ کی نافرمانی کے نتائج و عواقب سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اسبات کا کوئی معاوضہ نہیں چاہتا میرا معاوضہ تو پروردگار عالم کے ذمے ہے۔ کیا تم ہر اونچی جگہ پر بے فائدہ عمارتیں بناتے ہو اور بڑے بڑے محل بناتے ہو شائد تم ہمیشہ زندہ رہو گے۔ اور جب تم پکڑتے ہو تو ظالمانہ پکڑتے ہو۔ سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور اس ذات اقدس سے ڈرو جس نے تمہاری ان چیزوں سے مدد کی جن کو تم جانتے ہو۔ اس نے تماری چوپایوں سے اور اولاد سے مدد کی اور باغوں اور چشموں سے۔ مجھ کو تمہارے معاملہ میں بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے انہوں نے جواب دیا ہمارے لئے یکساں ہے خواہ تم نصیحت کرو یا نہ کرو۔ یہ تو پہلے لوگوں کی عادتیں ہیں اور ہمیں قطعاً عذاب نہیں ہو گا۔ الغرض انہوں نے ہود کو جھٹلایا لہٰذا ہم نے ان کو ہلاک کر دیا بلاشبہ اس میں نشان عبرت ہے مگر ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے اور آپ کا رب بلاشبہ غالب اور مہربان ہے۔

شرح:- حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں کو بہت سمجھایا اور کہا کہ اللہ سے ڈرو۔ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے ہے میں تم سے کوئی معاوضے کا خواہاں نہیں۔ میں تو اللہ سے اپنی محنتوں کا ثمرہ چاہتا ہوں۔ میرے اخلاص کو دیکھو اور اس تعلیم کو جو تمہیں دے رہا ہوں میرا مقصد صرف یہ ہے کہ تم اللہ کی نافرمانی سے احتراز کر کے عذاب دوزخ سے بچ جاؤ تمہارے روز مرہ کے مشاغل کچھ ایسے فضول واقع ہوئے ہیں کہ تم ان سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ تمہاری محنت اور تماری دولت یادگاریں بنانے پر صرف ہوتی ہے ایسی یادگاریں جن کو تم سمجھتے ہو کہ ہمیشہ رہیں گی حالانکہ معاملہ یہ نہیں ہے۔ یہ چند روزہ کھیل ہے جس میں تم سب کچھ بھول چکے ہو اور مقاصد عالیہ کو چھوڑ کر غرور و فریب کے پیچھے پڑے ہو۔ سن لو! نہ تم ہمیشہ رہنے والے ہو اور نہ تمہارے محلات۔ لہٰذا چاہئے کہ اس معاملہ کو غور سے سوچو اور اپنی زندگیوں کو ضائع نہ کرو۔ تم نے خدا کو بالکل بھلا رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تم جب آپس میں کسی سے مواخذہ

کرنے لگتے ہو تو انصاف و اعتدال کی حد سے بے دھڑک گزر جاتے ہو۔ یہ سخت غلطی ہے چاہئے کہ خدا کا خوف کبھی تمہارے دل سے محو نہ ہو۔ اس نے تمہیں ہر طرح کی نعمتیں عطا کی ہیں۔ مویشی دیئے ہیں۔ اولاد دی ہے۔ باغات دیئے ہیں اور علاوہ ازیں بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں جن کو تم خوب جانتے ہو۔ ان تمام باتوں کو سننے کے بعد قوم عاد نے جواب دیا کہ اے ہود! تیرے ان وعظوں کا ہم پر کوئی اثر نہیں ہوتا تو پرانے لوگوں کے قصے ہم کو سناتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہم کو مرنے کے بعد کوئی عذاب نہیں ہوگا۔ ان کے اس گستاخانہ جواب کے پیش نظر ہم نے اس عظیم الشان قوم کو خاک کا ڈھیر بنا کے رکھ دیا۔

ترجمہ آیات ۱۴۱-۱۵۹:- ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا جب ان کے بھائی صالح نے ان سے کہا کیا تم اللہ کی نافرمانی سے نہیں ڈرتے۔ میں تمہارے لئے رسول امین ہوں۔ سو تم اللہ کی نافرمانی کے نتائج و عواقب سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ میں اس پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا میرا معاوضہ تو پروردگار عالم کے ذمے ہے۔ کیا جو چیزیں دنیا میں ہیں تمہیں ان میں بے خوف چھوڑ دیا جائے گا یعنی باغوں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور کھجوروں میں جن کے خوشے لطیف و نازک ہوتے ہیں اور تم پہاڑوں میں خوشی سے تراش تراش کر گھر بناتے ہو۔ پس تم اللہ کی نافرمانی کے نتائج و عواقب سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور حد سے گزر جانے والوں کی بات نہ مانو۔ جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔ انہوں نے جواب دیا کہ تم پر تو جادو ہو چکا ہے۔ تم محض ہم جیسے بشر ہو۔ اگر صداقت پر ہو تو کوئی نشانی پیش کرو۔ صالح نے کہا یہ اونٹنی ہے اس کے پانی پینے کی باری ہے اور ایک مقرر روز تمہاری باری ہے۔ اس کو تکلیف نہ دینا ورنہ تمہیں بڑے دن کا عذاب آ پکڑے گا۔ تو انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر پشیمان ہوئے سو ان کو عذاب نے آ پکڑا بلاشبہ اس وقعہ میں نشان عبرت ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

شرح:- اس رکوع میں ثمود کی ہلاکت کا عبرت انگیز بیان ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جب قوم عاد تباہ ہو چکی تو ثمود نے ان کے نقش قدم پر چلنا شروع کر دیا۔ ہم نے انہی میں سے ایک نیک انسان حضرت صالح کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ اس نے بھی حضرت ہود علیہ السلام کی طرح اپنی قوم کو بہت سمجھایا بجھایا مگر انہوں نے ایک نہ مانی۔ آپ نے ان کو بتا دیا کہ

تمہارے باغات تمہاری فصلیں تمہارے محلات اور تمہاری کوٹھیاں سب یہیں پڑی رہ جائیں گی۔ تم نے فضول ان میں دل لگا رکھا ہے۔ تمہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے نتائج و عواقب سے ڈرو اور میری پیروی کر کے نجات اخروی حاصل کرو۔ تم عاد جیسی ہلاکت شدہ قوموں کے نقش قدم پر نہ چلو۔ کیونکہ انہوں نے دنیا میں فساد پھیلایا اور امن قائم کرنے کی کوشش نہ کی۔ یہی وجہ تھی کہ خدائے تعالیٰ نے ان کو تباہ کر دیا اور ان کی جگہ تم کو پیدا کیا اب اگر تم بھی انہی کے نقش قدم پر چلو گے تو اسی طرح تم کو بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔ اور عاقبت میں بھی دوزخ کا عذاب سہنا ہوگا۔ انہوں نے جواب دیا کہ تجھے ایک طرح کا وہم ہو گیا ہے اور تو ایک ہی رٹ لگائے جا رہا ہے اگر تو نبی ہے تو ہمیں کوئی معجزا دکھاؤ آپ نے کہا کہ دیکھو یہ ایک اونٹنی ہے اگر تم نے اسے کوئی ایذا دی تو خدا تمہیں ہلاک کر دے گا۔ انہوں نے پیغمبر کی بات کو مجذوب کی بڑ سمجھا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان پر ایک آندھی بھیجی جس نے ان کے مکانات اور درختوں کو اکھاڑ پھینکا اور اس قوم کو بھی زیر و زبر کر دیا۔

ترجمہ آیات ۱۶۰-۱۷۵:- لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا جب ان کے بھائی لوط نے ان سے کہا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔ سنو! میں تمہارے لئے رسول امین ہوں لہٰذا تم اللہ کی نافرمانی سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا۔ میرا معاوضہ تو محض رب العالمین کے ذمے ہے۔ کیا سارے جہان میں سے تم ہی مردوں پر مائل ہوئے ہو اور تمہارے لئے تمہارے پروردگار نے جو بیویاں پیدا کی ہیں ان کو چھوڑ دیتے ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ تم حد سے گزر جانے والی قوم ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے لوط! اگر تو باز نہ آیا تو تجھے ہم یہاں سے نکال دیں گے۔ لوط نے کہا میں تمہارے اعمال سے بیزار ہوں۔ اے میرے رب مجھے اور میرے خاندان کو ان لوگوں کے اعمال کے وبال سے بچا لے سو ہم نے اس کو اور اس کے خاندان کو بچا لیا مگر ایک بڑھیا کہ پیچھے رہ گئی پھر دوسروں کو ہم نے ہلاک کر دیا اور ہم نے ان پر پتھروں کی بارش کی۔ سو جن لوگوں کو ڈرایا جا رہا تھا ان پر کیسی بری بارش ہوئی۔ بلاشبہ اس واقعہ میں نشان عبرت ہے مگر ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے۔ اور آپ کا رب بلاشبہ سب پر غالب اور مہربان ہے۔

شرح:- اس رکوع میں ایک اور شریر قوم کا حال ظاہر کیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے پیغمبر

حضرت لوط علیہ السلام کو سخت ایذا دی ان کی کوئی بات نہ مانی اپنی شرارتوں سے کبھی باز نہ آئے۔ خلاف فطرت افعال قبیحہ کے ارتکاب نے ان کے دل و دماغ کو بالکل اندھا کر رکھا تھا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ان سے کہا کہ تم خدا سے ڈرو اور میری فرمانبرداری کرو تاکہ تمہیں سیدھی راہ پر لے چلوں۔ میں اس رہنمائی سے کسی معاوضہ کا خواہاں نہیں۔ سنو! تم خلاف فطرت افعال قبیحہ کو چھوڑ دو۔ یہ سخت گناہ ہے۔ اس مقصد کے لئے اللہ نے جو قانون ٹھہرا دیا ہے اس کی خلاف ورزی تمہارے لئے عذاب دردناک کا باعث ہوگی اور خدا کا عذاب کوئی معمولی چیز نہیں جس سے تم بے خوف رہ سکو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے لوط! تو بڑا پاک باز بنا پھرتا ہے اگر ان باتوں کو چھوڑ دے تو بہتر ورنہ ہم تجھے اپنے ملک سے باہر نکال کریں گے۔ اس کے بعد جب دیکھا کہ وہ قوم کس طرح راہ ہدایت پر آنے والی نہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے کنبے کو سوائے حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کے سب کو بچالیا۔ اور باقی قوم کو ایک زلزلے کے جھٹکے سے تباہ کر دیا۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم جس بدکاری کا شکار تھی وہ سب کو معلوم ہے۔ جو ان کو سزا ملی یعنی زلزلے سے تباہی۔ اس سے بھی کوئی مسلمان ناآشنا نہیں۔ تاریخ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس گناہ کا ارتکاب کرنے والی تمام قوموں کو یہی سزا ملتی آئی ہے۔ بہار اور کوئٹہ کے زلزلے جن کی یاد لوگوں کے دلوں میں ابھی تازہ ہے اسی فعل بد کے نتائج ہیں۔

ترجمہ آیات ۱۷۶ - ۱۹۱:- اس طرح اصحاب ایکہ نے رسولوں کو جھٹلایا جب شعیب نے ان سے کہا کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو۔ میں تمہارے لئے رسول امین ہوں۔ لہٰذا تم اللہ کی نافرمانی کے نتائج سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور اس پر میں تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا۔ میرا معاوضہ رب العالمین کے ذمے ہے۔ پیمانہ پورا پورا بھر کر دیا کرو اور لوگوں کو نقصان نہ پہنچایا کرو اور ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے مت دو اور ملک میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔ اور اس ذات اقدس سے ڈرو جس نے تم کو پیدا کیا اور اگلی مخلوقات کو بھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ تم پر تو جادو ہو چکا ہے اور تم بھی تو ہم جیسے بشر ہو اور ہم تمہیں محض جھوٹا تصور کرتے ہیں۔ سو تم ہم پر آسمان سے پتھر برسا دو اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہو۔ اس نے کہا جو کچھ تم کرتے ہو میرا رب اس کو جانتا

ہے۔ مگر انہوں نے اس کو جھٹلایا تو سائے کے دن کے عذاب نے ان کو آپکڑا بلاشبہ وہ بڑے سخت دن کا عذاب تھا۔ بلاشبہ اس واقعہ میں بھی لوگوں کے لئے نشان عبرت ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

شرح:۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی تباہی کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت کے اسباب بیان فرمائے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اس قوم کو یہ مرض تھا کہ وہ سودا سلف کے تولنے میں بڑی بددیانتی سے کام لیا کرتے تھے جس کسی کو کچھ تول کر کچھ دینا ہو۔ اسے تول میں کم کر دیتے اور رقم پوری وصول کرتے چونکہ اسی طرح ناجائز طور پر لوگوں کی حق تلفی ہوتی تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے جلیل القدر پیغمبر حضرت شعیب علیہ السلام کے ذریعے لوگوں کو بتا دیا کہ کم تولنا سخت گناہ ہے اور بڑے دردناک عذاب کا موجب۔ لہٰذا تم اس رویہ سے باز آؤ اور دنیا میں بے چینی نہ پھیلاؤ۔ مگر وہ قوم نہ مانی بلکہ الٹا آپ کو مخول کرنے اور ہنسی ٹھٹھا اڑانے لگے۔ کوئی کہتا یہ دیوانہ ہے اس کے دماغ پر اثر ہے۔ کوئی کہتا کہ آخر شعیب بھی تو ہماری طرح کا ایک انسان ہے۔ اسے عالم بالا کی باتیں کرنے کا کیا حق حاصل ہے۔ یہ کیسے نبی بن گیا۔ اس میں کون سی خصوصیت ہے۔ علی ہٰذالقیاس وہ اس طرح کی سینکڑوں کج بحثیاں کرتے۔ آخر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی کو سچا ثابت کیا اور جھٹلانے والوں کو ان کی گستاخی کی ایسی سزا دی کہ وہ زمین میں دھنس گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ گزشتہ اقوام وافراد کی یہ باتیں جو تمہیں سنائی گئی ہیں۔ کیا یہ عبرت کے لئے کافی نشان نہیں۔ فرمایا یہ تمام باتیں ہیں مگر سبق صرف وہی لوگ سیکھتے ہیں جن کے دلوں میں ایمان ہو۔

ترجمہ آیات ۱۹۲-۲۲۷:۔ یہ قرآن پروردگار جہاں کا اتارا ہوا ہے۔ اسے روح الامین لے کر نازل ہوا۔ اس نے اسے آپ کے دل پر نازل کیا ہے۔ تاکہ آپ ڈرانے والے ہوں۔ عربی زبان میں جو بالکل واضح ہے اور اس کی خبر پہلے صحیفوں میں بھی ہے۔ کیا ان کے لئے یہ نشانی کافی نہیں ہے کہ اس کو بنی اسرائیل کے علماء جانتے ہیں اور اگر ہم یہ قرآن کسی عجمی پر نازل کرتے پھر وہ اسے انہی پڑھ کر سناتا تو وہ اس پر ایمان نہ لاتے۔ اسی طرح ہم نے کفر کو مجرموں کے دل میں داخل کیا۔ وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ دردناک عذاب کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں۔ سو وہ اچانک ان کے سامنے آ

موجود ہوگا اور ان کو خبر بھی نہ ہوگی۔ اس وقت وہ کہیں گے کہ ہم کو کچھ مہلت بھی ملے گی۔ تو کیا وہ ہمارے عذاب کو جلدی طلب کر رہے ہیں بھلا دیکھئے تو اگر ہم زندگی سے ان کو برسوں تک بہرہ مند رکھیں پھر ان پر وہ عذاب آئے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے تو یہ بہرہ مندی ان کو فائدہ نہ پہنچا سکے گی اور ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر اس کے لئے ڈرانے والے بھیجے تھے۔ یہ ایک نصیحت ہے اور ہم کسی پر ظلم نہیں کرتے اور قرآن کو شیطان لے کر نہیں اترتے۔ اور یہ ان کے لئے زیبا بھی نہیں اور نہ اس پر وہ قادر ہیں۔ کیونکہ وہ تو سننے کی جگہ سے الگ کر دیئے گئے ہیں۔ پس اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارنا ورنہ تم کو عذاب دیا جائے گا۔ اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو نافرمانی سے ڈراؤ۔ اور مومن جنہوں نے تمہاری پیروی اختیار کی ہے ان سے شفقت و مہربانی سے پیش آؤ۔ پھر اگر وہ نافرمانی کریں تو ان سے کہہ دو کہ میں تمہارے اعمال سے بے تعلق ہوں اور خدائے عزیز و مہربان پر توکل کرو جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہو اور نمازیوں میں تمہارے اٹھنے بیٹھنے کو بھی بلاشبہ وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترا کرتے ہیں۔ ہر جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں جو جھوٹی باتیں سننے کے لئے کان لگائے رکھتے ہیں اور ان میں سے اکثر جھوٹے ہوتے ہیں اور شاعروں کی پیروی تو گمراہ کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر وادی میں حیران و پریشان پھرتے ہیں اور ایسی باتیں کہتے ہیں جن پر خود عمل نہیں کرتے۔ بجز ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے رہے اور اللہ کو بہت بہت یاد کرتے رہے۔ اور جب ان پر ظلم کیا گیا تو اس کے بعد انہوں نے بدلہ لے لیا اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے ان کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس جگہ لوٹ کر جاتے ہیں۔

شرح:— اس سورت کی ابتداء اس بات سے ہوئی تھی کہ قرآن واضح اور عام فہم مضامین پر مشتمل ہے اور توحید باری کی تبلیغ کرتا ہے تاکہ انسان کہیں اپنے خالق اور رازق خدا سے دور نہ پڑے اور آنے والی زندگی میں عذاب دوزخ نہ سہنا پڑے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ بہت کم ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اس حقیقت پر غور کرتے ہیں اور راہ راست پر چلتے ہیں اس واسطے ہم نے نبیوں کے بھیجنے کا سلسلہ قائم کیا تاکہ ان کو یہ بھولا ہوا سبق یاد کروائیں۔ فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالآخر یہ سلسلہ آپ تک آ پہنچا ہے

اور یہیں آ کر ختم ہوتا ہے۔ اب آپ ان کی نافرمانیوں اور سرکشیوں کو دیکھ دیکھ کر دل ہی دل میں کڑھتے ہیں اور اس غم میں اپنے آپ کو ہلاک کر دینا چاہتے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں آپ کا فرض تبلیغ ہے اس میں دل و جان سے کوشش کیجئے جو نہ سنے اس کا غم نہ کھائیں۔ کیونکہ زمانہ قدیم سے انسان کی عادت چلی آئی ہے کہ وہ دنیا میں آ کر خدا کو بھول جاتا ہے اور غرور نفس میں پڑ کر اپنے آپ کو ہلاک کر لیا کرتا ہے۔ چنانچہ زمانہ گزشتہ میں تمہیں اس قسم کی کئی مثالیں نظر آئیں گی۔ مثلاً" قبطیوں نے اپنے زمانے میں جس سرکشی سے کام لیا اور وہ اپنی نظیر آپ تھا۔ ہم نے ان لوگوں کی ہدایت کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔ مگر وہ نہ مانے اور تباہ ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے بھی بت پرستی کو نہ چھوڑا۔ اسی طرح عاد' ثمود اور قوم شعیب نے کیا۔ علیٰ ہذالقیاس بے شمار ایسی قومیں گذر چکی ہیں جو گمراہی پر اڑی رہیں اور ہلاک ہوئیں لہذا آپ کو غم نہ کھانا چاہئے اس آخری رکوع میں ارشاد فرمایا کہ ان گزشتہ اقوام کے جو قصص آپ کو بتائے گئے ہیں ان سے مقصود یہ ہے کہ آنے والی نسلوں کو معلوم ہو جائے کہ ہم نے رہتی دنیا تک انسان کی ہدایت کے لئے اس قرآن کو نازل کر دیا ہے۔ لہذا انہیں چاہئے کہ اس کی تعلیمات سے کبھی غافل نہ ہوں اور عذاب آسمانی کے نازل ہونے سے پہلے پہلے ہی ایمان لے آئیں اور اگر عذاب نازل ہونے سے پہلے یا موت آنے کے قبل انہوں نے اپنی اصلاح نہ کر لی تو پھر ان کو کوئی چیز آنے والے عذاب سے بچا نہیں سکے گی فرمایا! یہ تمام اقوام جن کی ہلاکت کے حالات تم سن چکے ہو دوزخ کے عذاب سے ڈرائی جا چکی تھیں۔ کیونکہ ہمارا دستور ہے کہ جب تک ہم اتمام حجت نہیں کر لیتے تب تک کسی قوم یا فرد کو ہلاک نہیں کرتے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ یہ قرآن جیسا کہ اکثر معاندین اسلام کہتے ہیں نہ شیاطین کی اختراع ہے اور نہ کسی شاعر کا کلام۔ یہ ان کے بس کی چیز ہی نہیں۔ یہ تو خدائے رحمٰن کا کلام ہے۔ پھر فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ کا کام اپنے گھر سے شروع کرو۔ سب سے پہلے نزدیک ترین رشتہ داروں کو قرآن کے احکام سناؤ اور انہیں اپنے ساتھ شامل کرو۔ پھر اس دائرہ کو وسیع تر کرتے جاؤ اور جو لوگ ایمان لے آتے ہیں ان کے ساتھ انتہائی محبت و اخلاص کا سلوک کرو اور جو نہ مانیں ان کو چھوڑ دو نیز ان لوگوں کو سنا دو کہ تم اپنے زمانے کے شاعروں کو بڑی چیز سمجھے بیٹھے ہو۔ مگر در حقیقت وہ کچھ بھی نہیں۔ ان کا قول ان کے فعل کے

مطابق نہیں۔ وہ دور از کار خیالات لانے کے لئے دور دراز وادیوں میں سر مارتے پھرتے اور خیال آرائیاں کر کے اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی اتباع محض گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ ہدایت یافتہ حضرات ان کے پیچھے نہیں لگتے۔ ہاں تمام شاعر ایک جیسے نہیں۔ بعض ایمان والے صالح خو اور نیکو کار بھی ہوا کرتے ہیں۔ جو زیادہ تر اللہ کا ورد کرتے ہیں اور برے کام کرنے اور ایذا دینے سے باز رہتے ہیں۔ بہرحال جو لوگ قرآن کو خدا کا کلام نہ مانیں اور اس پر عمل پیرا نہ ہوں تو آپ دیکھیں گے کہ وہ کس بری جگہ لوٹ کر جاتے ہیں۔

(۴۸) سورۃ النمل (۲۷)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ترانویں آیتیں اور سات رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱۔ ۱۴:۔ یہ قرآن اور کتاب روشن کی آیتیں ہیں۔ مومنوں کے لئے باعث ہدایت و بشارت ہیں۔ وہ جو نماز پڑھتے زکوۃ دیتے اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے اعمال کو ان کے سامنے بنا سنوار کر پیش کیا ہے سو وہ بھکے بھکے پھرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے بدترین عذاب ہے۔ اور آخرت میں یہی لوگ خسارے میں رہیں گے۔ اور آپ کو حکیم و علیم خدا کی طرف سے قرآن عطا کیا جاتا ہے۔ جب موسیٰ نے اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ میں نے آگ دیکھی ہے میں جلد ہی تمہارے پاس وہاں سے کوئی خبر لاؤں گا تاکہ تم اسے تاپو۔ سو جب موسیٰ اس کے پاس آئے تو آواز دی گئی کہ جو آگ کے اندر ہے وہ بھی بابرکت ہے اور جو اس کے ارد گرد ہیں وہ بھی۔ اللہ جو تمام عالم کا پروردگار ہے پاک ہے۔ اے موسیٰ! میں ہی معبود حقیقی ہوں۔ غالب اور حکمت والا اور اپنا عصا ڈال دو۔ تو جب موسیٰ نے اسے دیکھا کہ ہل رہا ہے۔ گویا سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر وہاں سے بھاگ نکلے اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ ہم نے آواز دی کہ اے موسیٰ ڈرو مت۔ میرے ہاں پیغمبر ڈرا نہیں کرتے۔ ہاں جس نے ظلم کا ارتکاب کیا پھر برائی کے بعد اسے نیکی سے بدل دیا تو میں بخشنے والا مہربان ہوں اور

اپنے ہاتھ کو گریبان میں ڈالو بغیر کسی تکلیف کے چمکتا ہوا نکلے گا۔ یہ ان نو نشانات میں سے ہیں جن کو فرعون اور اس کی قوم کے پاس تم لے جاؤ بیشک وہ بڑی سرکش قوم ہے۔ جب ان کے پاس ہمارے بین احکام آئے تو وہ کہنے لگے کہ یہ تو ایک صریح جادوگری ہے اور انہوں نے از راہ ظلم و سرکشی اس سے انکار کیا حالانکہ ان کے دل ان نشانات حق کو مان چکے تھے۔ سو دیکھئے کہ ان مفسدوں کا کیسا انجام ہوا۔

شرح:۔ ایک بار حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر کسی ایسے مقام پر سے گزرا کہ جہاں چیونٹیوں کے بل تھے چیونٹیوں نے جب لشکر کو آتے دیکھا تو ان میں سے ایک نے کہا کہ اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ بیخبری میں تم پاؤں تلے روندی جاؤ چونکہ چیونٹی کا ذکر اس سورت میں جس انداز سے کیا گیا ہے وہ بڑا اہم ہے۔ لہٰذا اس سورت کا نام النمل ٹھہرا۔ نمل عربی میں چیونٹی کو کہتے ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نملہ نامی قوم عمالیق کا ایک قبیلہ تھا جو ملک شام کی ایک وادی میں رہتا تھا۔ انہوں نے جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی افواج قاہرہ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ اپنے اپنے مکانوں کے اندر گھس جاؤ ورنہ یہ لشکر تمہیں اپنے پاؤں تلے روند دیں گے۔ مگر یہ تاویل دور از قیاس معلوم ہوتی ہے کیونکہ خدا نے حیوانات کو بھی علم و ادراک دیا ہے جن سے وہ باہم ہمکلام ہو سکیں اور ایک دوسرے کو اطلاع دے سکیں یہ الگ بات ہے کہ ہم ان کی ہمکلامی اور گفتگو کو نہیں سمجھ سکتے۔ مگر جس طرح آج مڑبوس بنگالی درختوں کی باہمی گفتگو اور اس کے احساسات کا پتہ چلا سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ انسان اس سے زیادہ آسانی کے ساتھ جانوروں کی بولیوں کو سمجھ سکے کیونکہ جانوروں کی حرکات و سکنات اور لب و لہجہ ہمیں بعض وقت صاف طور پر بتاتا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے گفتگو کر رہے ہیں۔ پس اگر جانوروں کی بولیوں کا علم انسان کے لئے ناممکن نہیں تو پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کو اگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان سے بہرہ ور کر دیا تو کون سی محال بات ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ قرآن اور لوح محفوظ کی آیات ان لوگوں کے لئے جو ان پر ایمان لائیں سراسر ہدایت اور ایک بشارت نامہ ہے۔ ایمان لانے والوں کی صفات یہ ہیں کہ وہ نماز پڑھتے' زکوۃ ادا کرتے اور قیامت کو مانتے ہیں۔ فرمایا یاد رکھو جو لوگ قیامت کو نہیں

مانتے ان کو سیدھی راہ کبھی نصیب نہیں ہوتی وہ ایسے سرگرداں ہو جاتے ہیں کہ اپنے الٹے اور نامناسب افعال کو بھی اچھا سمجھتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ دوزخ کا عذاب جھیلیں گے۔ فرمایا تمہارا ایمان اس وقت کامل ہو سکتا ہے جب اس قرآن کو خدائے حکیم و علیم کا کلام سمجھو اور اس پر تمہارا عمل ہو۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا ہے۔ جب وہ اپنے خسر حضرت شعیب علیہ السلام کے گھر سے واپس اپنی بیوی کو لے کر مصر میں جا رہے تھے۔ سردی کا موسم تھا رات کو رستہ میں دور سے آگ کی چمک نظر آئی۔ بیوی سے کہا کہ تم ٹھہرو میں جا کر تمہارے تاپنے کے لئے آگ لاتا ہوں۔ اور وہاں جو کوئی ہوگا اس سے رستہ کی خبر پوچھوں گا۔ کیونکہ آپ رستہ بھول گئے تھے۔ جب وہاں آئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سبز درخت آگ کا شعلہ ہو رہا ہے۔ وہ دراصل حق کی تجلی تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کو دیکھ کر حیرت میں رہ گئے۔ آواز آئی کہ حیران نہ ہو میں خدا ہوں جو تمہیں بلا رہا ہوں اور تم کو منصب نبوت پر فائز کرنا چاہتا ہوں۔ تجھے چاہئے کہ فوراً فرعون کے پاس جائے اور اسے ہم پر ایمان لانے اور عبادت شعار بننے کی تلقین کرے اور اس سے کہے کہ وہ بنی اسرائیل کو غلامی سے آزاد کر دے تاکہ وہ اپنے وطن کنعان کو واپس جائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ میں بسرو چشم حاضر ہوں مگر زبان میں روانی نہ ہونے کی وجہ سے با اثر گفتگو نہیں کر سکتا۔ علاوہ ازیں فرعون کی ہیبت سے بھی ڈرتا ہوں لہٰذا اگر کوئی ایسی صورت ہو جائے کہ مجھے ان باتوں میں تیری خاص مہربانی سے بہرۂ وافر نصیب ہو تو شائد یہ کام میرے لئے آسان ہو جائیں۔ ارشاد ہوا! ڈرنا فضول ہے۔ دیکھ اگر تو نے اپنے عصا کو زمین پر پھینکا تو وہ ایک اژدہا کی شکل اختیار کرے گا۔ جس سے تیرے دشمن خائف ہو جائیں گے۔ علاوہ ازیں اگر تو اپنا ہاتھ بغل میں سے نکال کر لوگوں کے سامنے پیش کرے گا تو وہ چاند کی طرح چمکنے لگے گا اور بات کرنے کے لئے حضرت ہارون علیہ السلام کو تیرا معاون مقرر کر دیتا ہوں تاکہ اس جانب سے بھی تیرا اطمینان ہو جائے۔ فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے مگر فرعون اور اس کی قوم ایمان نہ لائی۔ جس کی ہم نے ان کو سخت سزا دی۔

ترجمہ آیات ۱۵-۳۱:- ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم عطا کیا اور ان دونوں نے کہا تھا کہ اس اللہ کے لئے تمام حمد و ثنا ہے جس نے ہم کو اپنے بہت سے مومن بندوں پر

فضیلت دی اور سلیمان داؤد کے وارث ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور اس میں ہر چیز عطا کی گئی ہے۔ بیشک یہ اس کا صریح فضل ہے اور سلیمان کے لئے جنوں' انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کئے گئے۔ جن کو روک روک کر رکھا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ جب وہ چیونٹیوں کی وادی میں آئے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیو! اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں سلیمان اور اس کا لشکر تمہیں پاؤں تلے نہ روند ڈالے اور انہیں تمہاری خبر بھی نہ ہو۔ اس پر سلیمان مسکرا کر ہنس پڑے اور کہنے لگے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے اس احسان کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے اور یہ میں نیک عمل کر سکوں جو تجھے پسند ہوں۔ اپنی رحمت سے مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل کر لے۔ اور پرندوں کی حاضری لی تو کہا کہ کیا بات ہے جو میں ہدہد کو نہیں دیکھتا کیا وہ غائب ہو گیا ہے۔ تو میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر ڈالوں گا۔ یا وہ میرے سامنے معقول دلیل پیش کرے۔ وہ تھوڑی دیر باہر رہا پھر آ کر کہا کہ میں وہ خبر لایا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں اور سب سے پہلے آپ کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ میں نے وہاں ایک عورت کو دیکھا ہے جو ان کی ملکہ ہے اور اسے ہر چیز میسر ہے۔ اور اس کے پاس ایک بڑا تخت حکومت ہے۔ میں نے اس کو اور اس کی قوم کو خدا کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے پایا ہے اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نظروں میں خوشنما کر دکھائے ہیں۔ سو اس نے ان کو سیدھی راہ سے روک رکھا ہے۔ پس وہ ہدایت پر نہیں۔ حتیٰ کہ وہ اس معبود حق کو سجدہ نہیں کرتے جو آسمان اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو ظاہر کرتا ہے اور تمہارے ڈھکے چھپے اور اعلانیہ کاموں کو جانتا ہے۔ سنو! اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی عرش عظیم کا رب ہے۔ سلیمان نے کہا اچھا ہم دیکھیں گے کہ آیا تو سچ کہتا ہے یا جھوٹوں میں سے ہے؟ جا میرے اس خط کو لے جا اور ان کی طرف پھینک دے پھر ان کے ہاں سے لوٹ آ اور دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ ملکہ سبا کو جب وہ خط ملا تو اس نے کہا کہ اے سردارو! مجھے ایک گرامی نامہ ملا ہے۔ یہ سلیمان (علیہ السلام) کی طرف سے ہے اور خدائے رحمٰن اور رحیم کے نام سے شروع ہوتا ہے۔ لکھا ہے کہ تم میرے مقابلہ میں سرکشی نہ کرو اور فرمانبردار ہو کر میرے پاس چلی آؤ۔

اور ان کے رعب و اقتدار کا ذکر فرمایا۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام دونوں ہمارے شکر گذار بندوں میں سے تھے اور اس بات کو تسلیم کیا کرتے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہم کو اپنے اکثر بندوں پر فضیلت عطا کی ہے اور علم اشیاء سے بہرہ ور فرمایا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ لوگو! ہمیں جانوروں کی بولیوں کا بھی علم دیا گیا ہے اور اس کے علاوہ جس چیز کی ہمیں ضرورت ہے وہ ہمیں اس نے عطا کر رکھی ہے یہ اس کا بڑا ہی بے پایاں احسان ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے رعب و اقتدار اور جاہ و جلال کا یہ حال تھا کہ جب اس کی افواج قاہرہ جو انسانوں جنوں اور پرندوں پر مشتمل ہوا کرتی تھیں جمع کی جائیں تو وہ بے شمار قطاریں بن جاتیں جو ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ و منسلک ہوتیں۔ ایک دفعہ آپ اپنی فوج کے ساتھ چلے آ رہے تھے کہ ایسی وادی سے گذر ہوا جہاں چیونٹیاں بہت ہوا کرتی تھیں۔ ایک چیونٹی نے لشکر کو آتے دیکھا تو اس نے دوسری چیونٹیوں میں اعلان کر دیا کہ دیکھنا حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر جرار آ رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں اپنے پاؤں تلے روند دیں۔ لہٰذا اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس آواز کو سن لیا اور آپ مسکرا اٹھے۔ مسکراہٹ کا مطلب غالباً" یہ تھا کہ آپ نے چیونٹی کی بات کو سمجھ لیا تھا۔ جو کسی دوسرے انسان کے بس کی بات نہ تھی۔ اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے پکارا خدایا مجھے توفیق دے کہ میں تیرے ان احسانات کا جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیے ہیں شکریہ ادا کروں اور ایسے کام کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور اپنے بندوں کی فہرست میں مجھے بھی شامل کر لے۔

پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی افواج میں پرندے بھی ہوا کرتے تھے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے دیکھا کہ ہدہد فوج سے غائب ہے۔ چونکہ وہ بلا اطلاع غیر حاضر تھا آپ ناراض ہوئے کہ ایسا کیوں ہوا اور ارشاد فرمایا کہ جب ہدہد واپس آئے گا تو اسے سخت سزا دی جائے گی۔ مگر تھوڑی ہی دیر گزرنے پائی تھی کہ وہ واپس آگیا اور آکر یوں گویا ہوا کہ میں ملک یمن کے شہر سبا میں گیا تھا اور وہاں سے ایک نادر خبر لایا ہوں جو آپ کے لئے یقیناً" بڑی دلچسپی کا باعث ہوگی۔ میں نے دیکھا ہے اس ملک کی حکومت ایک عورت کے ہاتھ میں ہے جو بڑی صاحب توفیق ہے۔ اور خدا تعالیٰ

نے اسے ہر ایک نعمت عطا کر رکھی ہے۔ جس تخت حکومت پر وہ بیٹھتی ہے وہ بھی ایک بڑا عظیم الشان تخت ہے۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ وہ سب سورج پرست ہیں اور سورج پرستی ہی کو درست سمجھتے ہیں مگر یہ ہدایت پاتے دکھائی نہیں دیتے کہ اس خدائے حکیم کو سجدہ کریں جو زمین اور آسمان کے پوشیدہ رازوں سے واقف ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ اس خدائے مطلق کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا! بہت بہتر۔ ابھی تمام حالات منکشف ہو جائیں گے۔ تو میرے اس خط کو لے جا جب دربار لگا ہو تو ملکہ کے سامنے اسے پھینک کر خود الگ ہو جا اور اس بات کو دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتی ہے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

ملکہ نے خط کو اٹھایا اسے پڑھا اور درباریوں سے کہا کہ اے امیران دربار یہ ایک قابل عزت خط مجھے ارسال کیا گیا ہے اس میں یہ کلمات لکھے ہیں۔

منجانب حضرت سلیمان علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تم میرے مقابلے میں تکبر نہ کرو اور مطیع ہو کر میرے پاس آجاؤ۔

ترجمہ آیات ۳۲-۴۴:- ملکہ نے کہا اے سردارو میرے معاملہ میں مجھے مشورہ دو۔ میں کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم رائے نہ دو۔ انہوں نے کہا کہ ہم طاقتور اور سخت جنگجو ہیں اور معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے۔ دیکھ لو کہ ہمیں کیا حکم دینا چاہتی ہو۔ اس نے جواب دیا کہ بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تباہ کر دیتے ہیں وہاں کے معززین کو ذلیل کر دیتے ہیں اور یہ لوگ بھی اسی طرح کریں گے اور میں ان کی طرف کچھ ہدیہ بھیجتی ہوں اور دیکھنا چاہتی ہوں کہ قاصد کیا جواب لاتے ہیں۔ جب وہ قاصد سلیمان کے پاس آیا تو اس نے کہا کیا تم مال و دولت سے میری مدد کرنا چاہتی ہو۔ سنو! اللہ نے جو کچھ مجھے دے رکھا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے۔ جو اس نے تم کو دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفہ پر خوش ہو رہے ہو گے۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں جا ان کے پاس لوٹ جا ہم اپنے ایسے لشکروں کے ساتھ چڑھائی کریں گے جن کے مقابلہ کی طاقت ان میں نہیں ہوگی اور ان کو وہاں سے ہم ذلیل کر کے نکال دیں گے اور وہ بے عزت ہوں گے سلیمان نے کہا کہ اے سردارو! کون تم میں سے میرے پاس ملکہ سبا کا تخت اٹھا لائے گا۔

اس سے پہلے کہ وہ لوگ میرے پاس فرمانبردار ہو کر آئیں۔ جنوں میں سے ایک طاقتور جن نے کہا کہ اس سے پیشتر کہ آپ اپنے اجلاس سے اٹھیں میں اس کو آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا اور میں یقین دلاتا ہوں کہ میں اس بات پر قدرت رکھتا ہوں اور قابل اعتماد ہوں۔ ایک شخص جس کے پاس کتاب الٰہی کا علم تھا کہنے لگا کہ میں آپ کے پاس اس کو پیش کر سکتا ہوں آنکھ جھپکنے سے پہلے۔ سو جب سلیمان نے اسے اپنے پاس رکھا دیکھا تو کہا کہ یہ میرے رب کے فضل کا نتیجہ ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ آیا میں شکر کرتا ہوں ناشکری اور جو شکر کرتا ہے وہ اپنے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب اس سے بے نیاز اور صاحب کرم ہے۔ سلیمان نے کہا اس کے تخت کی شکل بدل ڈالو تاکہ ہم دیکھیں کہ وہ عقلمند ہے یا ان لوگوں میں سے ہے جو سوجھ بوجھ نہیں رکھتے۔ پھر جب وہ آئی تو اس سے پوچھا گیا کیا آپ کا تخت بھی ایسا ہی ہے تو اس نے کہا یہ تو گویا بالکل وہی ہے اور ہمیں اس سے پہلے آپ کی صداقت کا علم ہو چکا تھا اور ہم فرمانبردار ہیں اور اب تک جو روکے رکھا تو اس چیز نے کہ وہ خدا کے سوا دوسروں کی پوجا کی عادی تھی اور منکرین میں سے تو تھی ہی اس سے کہا گیا کہ محل میں جاؤ جب اس نے فرش کو دیکھا تو سمجھی کے پانی کا حوض ہے اور اپنی پنڈلیاں کھول دیں سلیمان نے کہا کہ یہ ایک محل ہے جو شیشوں کا بنایا گیا ہے وہ بول اٹھی اے میرے رب میں اپنے آپ پر ظلم کرتی رہی اور اب سلیمان کے ساتھ اللہ پر ایمان لاتی ہوں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

شرح:۔ ملکہ نے ان سے پوچھا کہ کہو اس معاملہ میں کیا رائے ہے۔ کیونکہ میں نے تمہاری رائے لئے بغیر کبھی کسی امر کا فیصلہ نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر دیکھا جائے تو ہمارے پاس ہر طرح کی قوت ہے اور ہماری قوم سخت جنگجو واقع ہوئی ہے۔ ہم ہر ایک حملہ آور کا بخوبی مقابلہ کر سکتے ہیں۔ مگر پھر بھی تو مصلحت کو ہم سے بہتر جانتی ہے۔ ملکہ نے کہا تمہارا کہنا درست ہے مگر اس بات کو بھی یاد رکھو کہ جب حملہ آور بادشاہ کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیا کرتے ہیں اور ایسا انقلاب عظیم برپا کر دیا کرتے ہیں کہ عزت والے ذلیل ہو جاتے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ اس بادشاہ کی طرف ایک تحفہ ارسال کروں اور دیکھوں کہ وہ کیا جواب دیتا ہے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس قاصد تحفہ لے کر پہنچے تو ان کے سردار سے آپ

نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مجھ پر عنایت ہے اس نے مجھے بہت مال و دولت دے رکھا ہے۔ مجھے تحفہ تحائف کا لالچ نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ دنیا میں اللہ کا دین پھیلے اور انسان صرف ایک خدا کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی دوسری چیز کو شریک نہ کرے تو اس تحفہ کو واپس لے جا اور اپنی قوم سے جا کر کہہ دے کہ اگر وہ میرے فرمانبردار نہ بن گئے اور خدا کا دین انہوں نے قبول نہ کیا تو ایسے لشکروں کے ساتھ ان پر چڑھائی کروں گا کہ اس کی تاب نہ لا سکیں گے اور ذلیل و خوار ہو کر اپنے وطن سے نکلیں گے۔ یہ کہہ کر قاصد کو رخصت کیا اور اپنے درباریوں سے کہا کہ تم میں سے کون ملکہ کے تخت کو میرے پاس اٹھا کر لا سکتا ہے۔ قبل اس کے کہ وہ ہمارے مطیع ہو کر آئیں۔ ایک بڑے قوی جن نے کہا کہ حضور دربار برخاست ہونے سے پہلے پہلے میں اسے اٹھا کر لے آؤں گا اور آپ کے سامنے پیش کر دوں گا۔ آپ جانتے ہیں کہ میں طاقتور بھی ہوں اور امانت دار بھی۔ مجھ سے انشاء اللہ کوئی خیانت نہ ہو گی۔ مگر اس شخص نے جو اسم اعظم کا عامل تھا کہا میں پلک جھپکنے سے پہلے اسے یہاں لا حاضر کر سکتا ہوں۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کر دکھایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس پر خدا کا شکر بجا لائے کہ اس نے ایسے ایسے طاقتوروں کو اس کے قبضہ میں رکھا ہے۔ فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے اتنے بڑے احسانات مجھ پر اس لئے کرتا ہے کہ دیکھے آیا میں اس کا شکر گزار ہوتا ہوں یا نہیں اور اصلیت یہ ہے کہ جو خدا کا شکر گزار ہوتا ہے وہ اس کا اپنا فائدہ ہے۔ اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو تو کسی کی احتیاج نہیں وہ خود سب کا داتا ہے۔ اب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس ملکہ کو حیران کرنے اور اس پر یہ بات واضح کرنے کے لئے کہ اس کی ہر بات قابل اعتماد نہیں اور یہ کہ جس طرح علم اشیاء میں انسان غلطی کر سکتا ہے اسی طرح خدا کے معلوم کرنے میں بھی اس سے غلطی ہو سکتی ہے۔ یہ کیا کہ اس کے تخت میں جس پر وہ بیٹھا کرتی تھی کچھ تبدیلیاں کر دیں اور جب وہ آئی تو اس سے پوچھا کہ آیا یہی تیرا تخت ہے۔ ملکہ نے اسے دیکھا تو کہنے لگی کہ میرا تخت بھی تقریباً ایسا ہی تھا۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس پر ثابت کر دیا کہ یہی دراصل اس کا تخت تھا۔ اسے مغالطہ لگا ہوا تھا کہ وہ اسے چیز دیگر سمجھے بیٹھی تھی۔ اس پر وہ آپ کے علم کی قائل ہو گئی اور کہنے لگی کہ ہم پہلے ہی سن چکے تھے کہ آپ بڑے زیرک اور

بڑے عالم انسان ہیں اور اللہ تبارک وتعالٰی نے آپ کو بڑی قوتیں عطا کر رکھی ہیں۔ اسے سمجھنے کے بعد ہم پہلے ہی آپ کے فرمانبردار ہو چکے تھے۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس پر یہ واضح کر دیا کہ تم جو سورج پرستی کرتی ہو تو یہ بھی تمہاری ایک غلطی ہے بعد ازاں موقع پا کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ کا ایک اور امتحان لیا۔ آپ نے ایک ایسا محل بنوایا جس کے صحن میں پانی کا حوض تھا۔ جس میں رنگ رنگ کی مچھلیاں تھیں مگر اس کو اوپر سے صاف بلور یا سفید شیشے سے بند کر دیا آپ نے ایک دن اس محل کے صدر میں تخت بچھوا دیا تھا اور دربار قائم کیا ادھر ملکہ کو حکم دیا کہ وہ صحن میں سے گزر کر دربار میں حاضر ہو چنانچہ ملکہ گزرنے لگی تو اس نے دیکھا کہ پانی ہی پانی ہے مگر سمجھی کہ ٹخنوں سے اوپر نہ ہوگا لہٰذا اس نے پائنچے اٹھا لئے اور پنڈلیاں ننگی کر کے گزرنے گی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جواب دیا کہ پانی نہیں ہے بے دھڑک اوپر سے گزر آؤ۔ اس نے جب اس کی حقیقت کو پایا تو بہت شرمسار ہوئی اور کہنے لگی کہ واقعی انسان کا علم بہت ناقص ہوتا ہے صحیح علم وہ ہے جو اللہ تبارک وتعالٰی کی جانب سے ہو۔ اس پر اس نے اعلان کر دیا کہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی رہنمائی میں رب العالمین پر ایمان لاتی ہوں۔

ترجمہ آیات ۴۵ - ۵۹:- بلاشبہ ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ اس نے کہا تم اللہ کی عبادت کرو۔ تو وہ دو گروہ ہو کر آپس میں جھگڑنے لگے صالح نے کہا کہ میری قوم! تم نیکی کرنے سے پہلے برائی کے لئے کیوں جلدی کرتے ہو۔ تم اللہ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے تاکہ اللہ تم پر رحم کرے۔ وہ کہنے لگے ہم نے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو منحوس پایا ہے۔ صالح نے کہا کہ تمہاری نحوست اللہ کی طرف سے ہے بلکہ تم ایک ایسی قوم ہو جن کی آزمائش ہو رہی ہے اور اس شہر میں نو شخص تھے جو ملک میں فساد پھیلاتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپس میں قسمیں کھاؤ کہ ہم رات کو صالح اور اس کے اہل وعیال پر جا پڑیں گے اور ان کو مار ڈالیں گے اور پھر اس کے دعویدار سے کہہ دیں گے کہ ہم نے تو اس کے اہل وعیال کی موت کا منظر دیکھا ہی نہیں اور ہم اس میں بالکل سچے ہیں اور انہوں نے ایک تجویز سوچی اور ہم نے بھی ایک تجویز سوچ لی اور ان کو کچھ خبر نہ ہوئی۔ سو دیکھو ان کی تجویز کا کیا حشر ہوا۔ ہم

نے ان کو اور ان کی قوم سب کو ہلاک کر ڈالا۔ اب یہ ان کے گھر میں جو ان کے ظلم کی وجہ سے گر پڑے ہیں اس میں جاننے والے لوگوں کے لئے نشان عبرت ہے اور ہم نے ان لوگوں کو نجات دی جو ایمان لے آئے اور نافرمانی کے نتائج سے ڈرا کرتے تھے اور ہم نے لوط کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم بیحیائی کرتے ہو اور تم دیکھتے ہو کہ یہ بیحیائی ہے کیا تم شہوت کی خاطر عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کی طرف مائل ہوتے ہو حقیقت یہ ہے کہ تم بڑی جاہل قوم ہو۔ ان کی قوم کے پاس اس کے سوا اور کوئی جواب نہ تھا کہ لوط کے گھرانے کو اپنے شہر سے نکال باہر کرو یہ بڑے پاکباز بنے پھرتے ہیں تو ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو سوائے اس کی بیوی کے نجات دی۔ عورت کے متعلق مقدر تھا کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں ہوگی اور ہم نے ان پر خوفناک مینہ برسایا اور جو مینہ ان لوگوں پر برسایا جن کو آگاہ کر دیا گیا تھا برا تھا۔ کہہ دیجئے! تمام حمد و ثنا اللہ کے لئے ہے اور سلام ہے اس کے ان بندوں پر جن کو اس نے چن لیا کیا اللہ بہتر ہے یا وہ بت جن کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

شرح:۔ اس رکوع میں حضرت صالح علیہ السلام کا کچھ تھوڑا سا قصہ بیان فرمایا ہے۔ ور حقیقت گزشتہ سورت میں یہ واقعہ بالتفصیل ذکر کیا تھا۔ یہاں بس اس کا تتمہ سا ذکر کیا گیا ہے۔ فرمایا جب حضرت صالح علیہ السلام نے وعظ اور دعوت اسلام شروع کی تو دو فریق ہو گئے۔ ایک اہل توحید کا اور دوسرا گمراہوں کا اور دونوں باہم جھگڑنے لگے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم نہ مانو گے تو عذاب الٰہی نازل ہوگا۔ وہ کہنے لگے کہ جب ہم نافرمانی کر رہے ہیں تو پھر کیوں وہ نازل نہیں ہوتا۔ اس پر حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا سے برائی کیوں مانگتے ہو۔ اس سے بھلائی طلب کرو۔ حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کے بعد ان پر کچھ خشک سالی کا حملہ ہوا۔ اس پر وہ حضرت صالح علیہ السلام سے کہنے لگے کہ یہ خشک سالی تیرے اور تیرے ساتھیوں کی نحوست کی وجہ سے ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ایسا نہیں۔ یہ تمہارے اعمال بد کی نحوستوں کا نتیجہ ہے۔ اور تم کو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ذریعے آزمانا چاہتا ہے۔ مگر انہوں نے اس جواب پر غور نہ کیا۔ اور ان میں سے نو آدمیوں نے جو شہر کی چھٹے ہوئے بدمعاش تھے یہ تہیہ کیا کہ چلو رات کے وقت حضرت صالح علیہ السلام کو قتل کر دیں اور صبح کے وقت جب مجرموں

کی تفتیش ہونے لگے تو ہم اپنی لاعلمی کا اظہار کردیں مگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو ان کے شر سے محفوظ رکھا اور اس قوم کی قوم کو عذاب آسمانی کے ذریعے ہلاک کردیا فرمایا! اس گستاخ قوم نے ہمارے نبی کو ایذا دینی چاہی اس پر ہم نے ان کی شرارتوں کی سزا دنیا ہی میں دیدی۔ اور قوم کی قوم کو ہلاک کردیا۔ چنانچہ اب جا کر ان کے کھنڈرات دیکھو۔ تو تمہیں ایک عجیب سبق عبرت حاصل ہو۔ فرمایا حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ ہم نے ان لوگوں کا بال بھی بیکا نہیں ہونے دیا تھا جو حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اور اس کے فرمانبردار تھے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ گزشتہ اقوام اور انبیائے کرام کی معرکہ آرائیوں کا ذکر کرنے کے بعد ہمیشہ یہ فرماتا ہے کہ نافرمانوں کو ہم نے دنیا ہی میں ہلاک کردیا اور آخرت میں بھی ان کی زندگی بڑی تلخ ہوگی۔ اس سے وہ تمام موجودہ اقوام درس عبرت حاصل کرسکتی ہیں۔ جن کے اعمال قرآن کے خلاف ہیں اور جو سنت نبوی پر چلنے یا نہ چلنے کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ اس کے بعد حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا مختصر سا ذکر فرمایا اور کہا ہے کہ یہ قوم غیر فطری طور پر اپنی خواہشات نفسانی کو پورا کرنے کی عادی تھی۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ہمیشہ ان کو منع کیا اور باز رکھنے کی کوشش کی مگر کسی نے پیغمبر کی بات پر کان نہ دھرا بالآخر ہم نے تمام نافرمان قوم کو جس میں حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی بھی شامل تھی عذاب آسمانی کی نذر کردیا اور ان پر پتھروں کی بارش برسا کر انہیں ہلاک کردیا۔

ترجمہ آیات ۶۰-۶۶:- بھلا آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور کس نے آسمان سے تمہارے لئے مینہ برسایا پھر مینہ کے ذریعے ہم نے شاداب و خوبصورت باغ لگائے۔ یہ تمہارے بس کی بات نہ تھی کہ تم ان کے درختوں کو اگاتے۔ کیا خدا کے ساتھ اور معبود بھی ہے۔ بلکہ یہ لوگ کج روی اختیار کررہے ہیں۔ بھلا کس نے زمین کو قرار گاہ بنایا اور اس کے اندر ندی نالے بنائے اور اس کے لئے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں میں حد فاصل رکھی۔ کیا اللہ کے ساتھ اور معبود بھی ہے نہیں بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔ بھلا کون ہے جو بے چین اور بیقرار کی سنتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور تکلیف کو دور کردیتا ہے اور زمین پر تم کو جانشیں مقرر کرتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ اور معبود بھی ہے مگر تم بہت ہی کم سوچتے ہو۔ بھلا کون ہے جو تم لوگوں کی جنگل اور دریا کے اندھیروں میں

رہنمائی کرتا ہے اور کون ہے جو اپنی رحمت کے آگے ہواؤں کو خوشخبری کے لئے بھیجتا ہے کیا اللہ کے ساتھ اور معبود بھی ہے۔ اللہ ان سے برتر ہے جن کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ بھلا کون ہے جو مخلوقات کو پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے پھر اس کو بار بار پیدا کرتا ہے اور کون ہے جو تم لوگوں کو آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ اور معبود بھی ہے نہیں ان لوگوں سے کہئے کہ اگر تم سچے ہو تو دلیل پیش کرو ان سے کہئے کہ جس قدر مخلوق آسمانوں اور زمین میں ہے ان میں سے غیب کی باتیں خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور نہ لوگوں کو معلوم ہے کب اٹھا کھڑے کئے جائیں گے۔ بلکہ آخرت میں ان لوگوں نے شکست کھائی بلکہ وہ اس کے بارے شک میں پڑے ہیں بلکہ یوں کہئے کہ اس کی طرف سے نابینا ہیں۔

شرح:- گزشتہ صفحات میں انبیاء سابقین اور ان کی اقوام کے حالات بیان ہوئے تھے اور بتایا گیا تھا کہ جن اقوام نے انبیاء کی تعلیم پر عمل نہ کیا انہیں ہلاک کر کے جو انسانی طاقت سے باہر ہیں اور صرف اس کے بس کی چیزیں ہیں تاکہ انسان ان باتوں پر غور کر کے اپنا سر اس کے سامنے جھکائے۔ اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری سے سر مو انحراف نہ کرے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ پہلے یہ تو بتاؤ کہ یہ آسمان اور یہ زمین کس کی صنعت اور کس کی تخلیق کا نتیجہ ہے۔ پھر زمین کو جو تمہارے رہنے اور بسنے کا مقام ہے رنگارنگ کے درختوں اور طرح طرح کی روئیدگی اور سبزیوں سے ایسا سجایا ہے کہ تمہارے دل کو لبھائے، تم ذرا بھی غور کرو گے تو معلوم ہو جائے گا کہ اس میں سے کوئی بات بھی تمہارے قابو اور بس کی نہیں ہے۔ اور نہ میرے سوا کوئی ایسی ذات ہے جو یہ کام کر سکے اگر کسی کے اندر تم ان کمالات کو پاتے ہو تو اس کا نام لو اور اگر ایسا نہیں تو پھر جن لوگوں یا بتوں پر تمہارا اعتماد ہے۔ ان کو تم کیوں خدا کے برابر سمجھتے ہو۔ پھر دیکھو کہ زمین کو پانی کی سطح پر اس طرح مضبوط کر کے قائم کیا ہے کہ ہلے جلے نہیں اور اس کے اوپر اور نیچے دریا بہا دیئے ہیں کہ تمہیں پانی کے حاصل کرنے میں جو تمہاری غذا کا جزو لاینفک ہے تکلیف نہ ہو۔ پھر زمین پر پہاڑ جما دیئے جس میں تمہارے لئے صد ہزاراں فائدے ہیں۔ کیا میرے سوا کسی کو یہ طاقت حاصل ہے کہ وہ بھی یہ چیزیں پیدا کر سکے۔ اگر نہیں تو تم کیوں خدا کی مہربانیوں کی ناشکری کرتے ہو۔ اور کیوں اس کے سامنے سر بسجود نہیں ہو جاتے۔ اسی

طرح یہ بھی بتاؤ کہ جب تم سخت بیمار ہو کر جان بلب ہو جاتے ہو یا کسی اور مصیبت میں گرفتار ہو جاتے ہو تو کون ہے جو تم کو شفا بخشتا۔ تمہاری مشکل کشائی کرتا ہے کیا تمہیں یہ فوائد کسی اور ہستی یا کسی بت سے بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر اللہ کے ساتھ کون معبود ہوا۔ جب اس کا کوئی ساجھی نہیں تو تم کیوں سیدھی راہ پر نہیں چلتے۔ اس طرح تری اور خشکی میں خدا تمہارے لئے روشنی کرتا ہے اور اپنی رحمت سے بارش لانے والی ہوائیں بھیجتا ہے۔ کیا یہ کام کوئی اور بھی کر سکتا ہے۔ اگر نہیں تو پھر تم کیوں دوسروں کے سامنے ناصیہ فرسائی کرتے ہو اگر وہ ایسے ایسے کام کر سکتا ہے تو کیا پھر تمہاری ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتا۔ وہی ہے جس نے اس کائنات کو پیدا کیا اور وہی پھر اسے معدوم کر دے گا۔ وہی تمام مخلوق کو روزی پہنچاتا ہے۔ سو تم اس کی ناشکری نہ کرو۔ ہاں جو کچھ تمہیں کہا گیا ہے اگر اس کے خلاف تمہارے پاس کوئی دلائل ہوں تو لا کر پیش کرو اور اس بات کو یاد رکھو کہ زمین و آسمان کے بھید کسی کو معلوم نہیں بجز خدا کے اور کسی کو معلوم نہیں کہ نظام کائنات کب درہم برہم کیا جائے گا۔ انسان کا علم اس بارے میں بالکل محدود ہے۔ یا یوں کہو کہ وہ آنے والے خیالات سے بالکل اندھا ہے۔

ترجمہ آیات ۶۷ - ۸۲:- جو لوگ کافر ہیں کہتے ہیں کہ کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے تو کیا پھر بھی ہم نکالیں جائیں گے یہ وعدے پہلے بھی ہم سے اور ہمارے باپ دادا سے ہوتے چلے آئے ہیں یہ محض اگلے لوگوں کے قصے ہیں۔ ان سے کہہ دیجئے کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو مجرموں کا کیسا انجام ہوا ہے۔ ان پر آپ غم نہ کیجئے اور نہ ان کی ریشہ دوانیوں سے آپ تنگ دل ہوں اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو۔ کہہ دیجئے ممکن ہے کہ اس عذاب کا کچھ حصہ جس کے لئے تم جلدی کر رہے ہو جو تمہارے نزدیک آ پہنچا ہو اور آپ کا رب لوگوں پر بہت مہربانی کرتا ہے مگر ان میں سے اکثر شکر گزار نہیں ہوتے اور آپ کا رب جانتا ہے جو کچھ ان کے سینے میں پنہاں ہے اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں اور آسمان اور زمین میں کوئی مخفی چیز ایسی نہیں جو کتاب واضح میں نہ لکھی ہو۔ یہ قرآن بنی اسرائیل پر اکثر باتوں کو واضح کرتا ہے جن میں وہ ایک دوسرے سے اختلاف کرتے تھے اور یہ قرآن بلاشبہ ایمان والوں کے لئے باعث ہدایت و رحمت ہے۔ آپ کا رب ان کے درمیان اپنے حکم سے فیصلہ کر دے گا اور وہ

غالب اور علم والا ہے۔ سو آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں بلاشبہ آپ صریح حق پر ہیں۔ آپ مردوں کو اپنی باتیں نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو اپنی آواز سنا سکتے ہیں۔ جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر چل دیں اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے روک کر رستہ دکھا سکتے ہیں۔ آپ تو صرف ان لوگوں کو سنا سکتے ہیں جو ہمارے احکام پر ایمان لاتے ہیں سو وہ مسلمان ہیں۔ اور جب اللہ کا وعدہ ان کے حق میں پورا ہو جائے گا تو ہم زمین میں سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا حالانکہ لوگ ہماری باتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے۔

شرح:- اس رکوع میں منکرین کی کج بحثی اور اس کے جوابات کو نقل کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے منکر ہیں ان کا اعتراض ہے کہ جب وہ مر کر ایک دفعہ گل سڑ جائیں گے اور مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں گے تو پھر دوبارہ زندہ ہونا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔ یہ باتیں تو ہم زمانہ قدیم سے سنتے چلے آرہے ہیں اور اتنا جانتے ہیں کہ یہ بس پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں۔ سو ان کو یہ جواب دینا چاہیے کہ اگر تم گھروں سے نکل کر اطراف و اکناف عالم کی سیر کرو تو تمہیں معلوم ہو جائے کہ دنیا میں بیشمار قومیں پیدا ہوئیں اور بیشمار تباہ ہو کر چلی گئیں۔ کسی کو یہاں بقا نہیں یہ لوگ بڑی بے باکی سے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ قیامت کب آنے والی ہے اور وہ عذاب جو نافرمانوں کو ملنے والا ہے۔ وہ کب ہونے والا ہے سو ان کو بتا دینا چاہیے کہ پوری قیامت جو تمام کائنات عالم پر یک دم آئے گی اس کے لئے تو ایک دن مقرر ہے۔ مگر اس قیامت کا نمونہ تمہیں کچھ نہ کچھ دکھایا جا سکتا ہے اور وہ بھی اس لئے کہ تمہیں امکان قیامت میں کوئی شک نہ رہے۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ کا عذاب جو زلزلہ وغیرہ کی شکل میں آکر دنیا کے مکینوں کو گاہ بگاہ حیران کر جاتا ہے۔ اس کی طرف سے ایک تنبیہہ ہوتی ہے اس طرح جب ہم چاہیں گے اس دنیا کو تہ و بالا کر کے رکھ دیں گے۔ چنانچہ قرآن میں گزشتہ لوگوں کے جس قدر قصے بیان ہوئے ہیں ان کا مقصد صرف یہی ہے کہ انسان ماضی سے سبق سیکھ کر حال کی اصلاح کرے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن اور اس کے قصص کو ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت و رحمت بتایا گیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی ان واقعات سے سبق نہ سیکھے گا وہ خدائے علیم و عزیز کے پاس پہنچ کر فیصلہ کو پالے گا۔

فرمایا اے پیغمبر اسلام! وہ لوگ جو حق سے منہ موڑ چکے ہیں اور دل کو نور حق سے

محروم کرکے ظلمت میں رہنے کا عادی بنا چکے ہیں ان کو زندہ مت سمجھو وہ چلتے پھرتے مردے ہیں۔ وہ حرکت کرنے والی کاغذی تصویریں ہیں وہ پتھروں کی مورتیاں ہیں جو کوئی بات بھی سننے کی اہل نہ ہوں۔ پس آپ ان اندھوں کو سیدھی راہ پر نہیں ڈال سکتے کیونکہ حق بات کو صرف وہی سنتے ہیں جن کے سینوں کے اندر ایمان ہو۔

ترجمہ آیات ۸۳-۹۳:- جس دن ہر امت میں سے اس گروہ کو جمع کریں گے جو ہمارے حکموں کو جھٹلایا کرتے تھے۔ ان کو صف بستہ کرکے کھڑا کریں گے۔ حتی کہ جب وہ آ جائیں گے خدا ان سے پوچھے گا کہ کیا تم نے میرے احکام کو جھٹلایا تھا حالانکہ ان احکام کو اچھی طرح سمجھا بھی نہ تھا۔ اگر یہ نہیں تو تم کیا کرتے رہے ہو اور ان کے ظلم کی وجہ سے ان کے حق میں عذاب کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ وہ بات بھی نہ کر سکیں گے۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے رات بنائی ہے تاکہ وہ اس میں آرام کریں اور دن کو روشن بنایا ہے بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔ اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو جو مخلوق آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے وہ سب گھبرا اٹھیں گے مگر جسے خدا چاہے اور ہر ایک اس کے دربار میں دبا جھکا حاضر ہوگا اور تم پہاڑوں کو دیکھتے ہو تو خیال کرتے ہو کہ وہ جمے کھڑے ہیں مگر یہ قیامت کے دن بادلوں کی طرح اڑتے پھریں گے۔ یہ اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا بیشک وہ تمہارے اعمال سے واقف ہے۔ جو نیکی لے کر آئے گا اس کو اس سے بہتر بدلہ ملے گا اور ایسے لوگ اس دن کی گھبراہٹ سے مطمئن ہوں گے اور جو برائی لے کر آئے گا اس کو منہ کے بل آگ میں ڈالا جائے گا اور کہا جائے گا تمہیں صرف انہی اعمال کی سزا دی جا رہی ہے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے۔ ان سے کہہ دیجئے مجھے تو صرف یہی حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر کے مالک کی عبادت کروں جس نے اس کو عزت دی ہے اور سب کچھ اس کا ہے اور مجھے یہ حکم ملا ہے کہ اس کے فرمانبرداروں میں رہوں اور یہ کہ قرآن پڑھ کر سناؤں سو جو ہدایت حاصل کرتا ہے اپنے ہی فائدے کے لئے حاصل کرتا ہے اور جو گمراہ رہتا ہے تو اسے کہہ دیجئے کہ میں تو محض خدا کی نافرمانی سے ڈرتا ہوں اور کہئے کہ خدا کا شکر ہے وہ عنقریب ان کو اپنی نشانیاں دکھائے گا اور تم ان کو پہچان لو گے اور جو کام تم کر رہے ہو اللہ اس سے

غافل نہیں۔

شرح:۔ اس رکوع میں ان منکرین کی حیات ثانیہ کا نقشہ دکھایا گیا ہے۔ جنہوں نے خدا کے احکام پر عمل کرنے اور اس کے نشانات حق کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دیا فرمایا کہ قیامت کے بعد روز حشر کے دن ان لوگوں کو ایک جگہ اکٹھا کر کے کہا جائے گا کہ تم نے ہمارے احکام کو ماننے سے روگردانی کی تھی۔ لہٰذا آج اس امر کی سزا چکھو۔ اگر تم ایمان لانا چاہتے تو دور جانے کی ضرورت نہ تھی۔ دن اور رات پر غور کرتے تو تمہاری آنکھیں کھل جاتیں اور تم ایمان لے آتے مگر جب صور پھونکا جائے گا تو زمین اور آسمان کے تمام جاندار مخلوق گھبراہٹ میں پڑ جائے گی اور ہر شخص شرم اور رعب کا مارا خدا کے حضور میں سرنگوں ہو جائے گا۔

اس دن انسان تو انسان کسی اور چیز کو بھی قرار نہ ہوگا۔ یہ سر بفلک پہاڑ اس دن روئی کے گالوں کی طرح فضائے آسمانی میں اڑتے نظر آئیں گے۔ الحاصل تمام نظام عالم درہم برہم ہو جائے گا۔ اس دن وہی شخص اس ہیبت ناک عذاب کی شدت سے بچ سکے گا جس کے دل میں جذبہ ایمان کار فرما ہوگا۔ اور جس کے اعمال نیک ہوں گے۔ مگر جن لوگوں نے اپنی عمر سیاہ کاری میں گذاری ہوگی اس کو دوزخ کی آگ میں اوندھے منہ پھینکا جائے گا اور اس طرح انہیں برے اعمال کی سزا دی جائے گی۔

فرمایا اے پیغمبر اسلام! لوگوں کو سنا دیجئے کہ میں اس واسطے بھیجا گیا ہوں کہ خدائے بلند و برتر کی عبادت کروں اور فرمانبرداری کے ساتھ زندگی گزاروں اور دنیا کو دعوت دوں کہ میرے نقش قدم پر چلے۔ تاکہ لوگ اخروی زندگی کی مشکلات سے بچ جائیں اور دنیا میں بھی عزت سے دن گزاریں۔ میرا فرض ہے کہ میں قرآن پڑھ کر لوگوں کو سناؤں اور سمجھاؤں۔ سو جو قرآن سے ہدایت پائے گا وہ اپنا بھلا کرے گا اور جو گمراہی اختیار کرے گا اسے زبردستی ہدایت پر لگایا نہیں جا سکتا۔ میرا کام تو آخرت کی مشکلات و مصائب سے باخبر کر دینا ہے۔ ان سے ڈرنا نہ ڈرنا تمہارا کام ہے۔ یاد رکھو خدائے یگانہ تمہیں ایسے ایسے نشانات دکھائے گا جن سے تم اس کی قدرت اور ہستی کے قائل ہو جاؤ گے۔ نیز وہ تمہیں تمہارے اعمال کی جزا سزا بھی ضرور دے گا کیونکہ وہ بے خبر نہیں۔

(۴۹) سورۃ القصص (۲۸)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں اٹھاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۲-۱۳:۔ یہ کتاب روشن کی آیتیں ہیں۔ ہم موسیٰ اور فرعون کے سچے سچے حالات آپ کو ان لوگوں کی خاطر سناتے ہیں جو ایمان لے آئے ہیں۔ فرعون نے ملک میں سرکشی اختیار کر رکھی تھی اور وہاں کے باشندوں کو گروہ در گروہ بنا رکھا تھا جن میں سے ایک گروہ کو اس قدر کمزور کر دیا کہ وہ ان کے لڑکوں کو جان سے مار ڈالتا اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ بڑا فتنہ پرداز تھا اور ہم چاہتے تھے کہ ان لوگوں پر جن کو وہاں کمزور سمجھا جاتا تھا۔ ایک احسان کریں اور ان کو ملک کا سردار بنا دیں اور انہی کو وارث ٹھہرائیں اور ملک میں ان کے پاؤں جما دیں اور فرعون وہامان اور ان کے لشکروں کو ان کی جانب سے جس بات کا ڈر تھا وہ دکھا دیں۔ اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف یہ وحی بھیجی کہ تو اپنے بچے کو دودھ پلاتی رہ اور جب اس کے متعلق خطرہ لاحق ہو گا تو اسے دریا میں ڈال دینا اور نہ تو خوف کرنا اور نہ رنج کرنا ہم یقیناً" اسے تیرے پاس لوٹا دیں گے اور اسے رسولوں میں سے ایک رسول بنا دیں گے۔ چنانچہ جب موسیٰ کو دریا میں ڈال دیا گیا تو فرعون کے آدمیوں نے اسے اٹھا لیا تاکہ وہی ان کی دشمنی اور رنج کا باعث ہو۔ اس میں شک نہیں کہ فرعون' ہامان اور اس کے لشکر سب غلطی پر تھے اور فرعون کی بیوی نے کہا یہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے ہلاک نہ کرو۔ ممکن ہے کہ یہ ہمیں نفع دے یا اسے ہم اپنا بیٹا ہی بنا لیں مگر وہ انجام سے بے خبر تھے اور موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہو گیا۔ قریب تھا کہ وہ اس راز کو فاش کر دیتی اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ رکھتے۔ غرض یہ تھی کہ وہ اعتقاد میں ثابت قدم رہے اور اس نے موسیٰ کی بہن سے کہا کہ جدھر یہ صندوق جائے تو اس کے پیچھے پیچھے جا چنانچہ وہ ایک طرف ہو کر اسے دیکھتی رہی اور انہیں اس کا علم بھی نہ ہوا۔ اور ہم نے پہلے ہی سے موسیٰ پر سب کے دودھ حرام کر رکھے تھے۔ پس موسیٰ کی بہن نے کہا کیا میں تمہیں ایسے گھر کے لوگ نہ

بتاؤں جو تمہارے لئے اس کو پالیں اور وہ اس کے خیر خواہ ہوں گے۔ سو ہم نے اسے اس کی ماں کے پاس واپس بھیج دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غم نہ کرے تاکہ اس کو معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔

شرح:۔ سورت نمل میں انسان کی توجہ توحید باری تعالیٰ کی طرف مبذول کرائی گئی تھی اور بتایا گیا تھا کہ انسان کو چاہئے کہ وہ صرف ایک خدا کی عبادت کرے اور اس کا فرمانبردار بنا رہے۔ منکروں کی منطق اور ان کی سرکشیوں کے المناک نتائج کا بھی ذکر تھا۔ اس سورت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ مذکور ہوا ہے۔ جس میں توحید و شرک اور حق و باطل کے معرکہ کا ذکر ہے۔ جیسا کہ سورت نمل کے خاتمہ پر فرمایا تھا کہ ہم لوگوں کے اعمال سے ناواقف نہیں۔ لہٰذا جو لوگ سرکشی اور انکار کا وطیرہ اختیار کرتے ہیں ان کو ہم اپنے نشانات جلد ہی دکھا دیتے ہیں۔ اس مقام پر فرعون کی تباہ کاریوں کا دکھانا بے حد ضروری تھا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! آؤ آپ کو کھری کھری اور عام فہم باتیں سنائیں۔ اور آپ یہ باتیں عوام الناس تک پہنچا دیں۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے نصیحت آموز اور عبرت خیز قصے ہیں اور اس لئے بیان کئے جا رہے ہیں کہ لوگ ان کو پڑھ اور سن کر متنبہ ہو جائیں۔ فرمایا فرعون نے دنیا میں متکبرانہ روش اختیار کر رکھی تھی اسرائیلیوں پر بیشمار مظالم روا رکھے تھے اور ان کو محض غلام بنا رکھا تھا۔ جس طرح چاہتا ان کی جانوں کے ساتھ کھیلتا آخر دست قدرت نے اسرائیلیوں کی یاوری کرنی چاہی اور مشیت ایزدی نے فیصلہ کیا کہ ان غلام اسرائیلیوں کو اقوام عالم کا امام اور لیڈر بنایا جائے اور تخت حکومت پر متمکن کیا جائے۔ آخر اسرائیلیوں کے مخالفین فرعون، ہامان اور ان کی افواج قاہرہ کے خدشات حق بجانب نکلے اور آنے والے انقلاب عظیم کی بنیاد رکھ دی گئی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اگرچہ حکومت کے قانون کے مطابق ان کو مار ڈالنا چاہئے تھا مگر قدرت نے ایک معجزہ نما طریق سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جان بچائی اور ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام بھی خود فرعون کے گھر میں کر دیا۔ چنانچہ فرعون کی بیوی نے جو ایک نیک نہاد عورت تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا بیٹا بنا لیا اور اہتمام سے ان کی پرورش کی۔ ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دل کو بھی جو مارے خوف و ہراس کے بےچین تھا ہم نے مضبوط کر دیا اور اسے دایہ بنا کر اس کا

بیٹا اس کے حوالہ کر دیا۔ جس سے اس کو اپنی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور حاصل ہو گیا اور اسے معلوم ہو گیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا وعدہ بیشک سچا ہے۔

ترجمہ آیات ۱۴-۲۱:- جب موسیٰ جوان ہوا اور پورا طاقتور ہوا تو ہم نے اسے حکمت و علم عطا کیا اور نیک بندوں کو یونہی ہم صلہ دیا کرتے ہیں۔ اور ایک دن کا ذکر ہے کہ وہ ایسے وقت شہر میں داخل ہوا جب یہاں کے لوگ غافل سوئے پڑے تھے وہاں انہوں نے دو آدمیوں کو آپس میں لڑتے دیکھا ایک تو اس کی قوم میں تھا اور دوسرا دشمنوں میں سے تھا۔ تو جو آدمی اس کی قوم سے تھا اس نے اس سے اس کے خلاف مدد چاہی جو اس کے دشمنوں میں سے تھا۔ موسیٰ نے اسے ایک مکا مارا چنانچہ اس کا کام تمام کر دیا۔ بعد میں موسیٰ نے کہا کہ یہ ایک شیطانی کام تھا بیشک شیطان ہمارا دشمن اور ہمیں گمراہ کرنے والا ہے۔ اس وقت موسیٰ کہنے لگے اے میرے رب میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا پس تو مجھے بخش دے سو خدا نے اسے بخش دیا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اس پر موسیٰ نے کہا کہ اے میرے رب تو نے جو مجھ پر احسان کیا ہے میں کبھی گنہگاروں کا مددگار نہیں بنوں گا۔ الغرض صبح کو ڈرتے ڈرتے شہر میں داخل ہوئے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ اچانک وہی شخص جس نے کل اس سے مدد چاہی تھی وہ پھر اس کو پکارنے لگا۔ موسیٰ نے اس سے کہا کہ تو صریح گمراہ ہے۔ جب موسیٰ نے اسے پکڑنا چاہا جو ان دونوں کا دشمن تھا تو اس نے کہا کہ اے موسیٰ کیا تو مجھے بھی اسی طرح مار ڈالنا چاہتا ہے جس طرح تو نے کل ایک شخص کو مار ڈالا تھا۔ تو تو صرف یہ چاہتا ہے کہ ملک بھر میں جور و ستم کرتا پھرے اور نیک بن کر نہیں رہنا چاہتا اور شہر کی دوسری طرف سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اس نے کہا کہ اے موسیٰ! سرداران قوم تمہارے متعلق مشورہ کر رہے ہیں کہ تمہیں ہلاک کر ڈالیں سو تو یہاں سے نکل جا بیشک میں تیرے خیر خواہوں میں سے ہوں۔ سو موسیٰ وہاں سے ڈرتا ہوا نکل کھڑا ہوا کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ کہا کہ اے میرے رب مجھے ان ظالم لوگوں سے نجات دے۔

شرح:- خیر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جوان ہوئے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں علم و حکمت سے بہرہ ور کیا اور اس طرح اسے نیک خو، خوش اخلاق اور سعادت گزار ہونے کا صلہ دیا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ دوپہر کے وقت جبکہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں

آرام کر رہے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اتفاق سے دیکھا کہ دو شخص جن میں سے ایک قبطی اور دوسرا اسرائیلی تھا اسرائیلی کمزور اور ڈرپوک تھا۔ قبطی دست دراز اور زبردست تھا اس لئے اسرائیلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر فریاد کی۔ کہ مجھے اس کے ظلم و تعدی سے بچا لیجئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کو لاکھ سمجھایا بجھایا مگر وہ نہ مانا آخر آپ کو غصہ آ گیا اور آپ نے طیش میں آ کر اسے ایک مکا رسید کیا جس کے صدمے سے وہ جانبر نہ ہو سکا اور سیدھا موت کے گھاٹ اتر گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غصہ فرو ہوا تو انہوں نے سوچا کہ میں نے ناروا حرکت کی ہے۔ مجھے کسی کی جان لینے کا حق نہ تھا۔ شرعاً" اور قانوناً" میں مجرم ہوں اور یہ جو اپنے آپے سے باہر نکل کر میں نے جلد بازی کا مظاہرہ کیا ہے یہ دراصل شیطانی فعل ہے اور قابل تعزیر۔ الغرض شرم و ندامت کے مارے آپ نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کی کہ خدایا میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے مجھے بخش دے میں گنہگار ہوں اور تو بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اس پریشانی میں تھے کہ اگلے دن جب وہ بازار سے گزر رہے تھے تو پھر اسی اسرائیلی کو ایک آدمی سے لڑتے دیکھا۔ اس نے چیخ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو امداد کے لئے پکارا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام موقع پر آئے اور کہنے لگے کہ تو بڑا برا آدمی ہے جو ہر شخص کے ساتھ لڑتا رہتا ہے۔ آپ نے اسے کہنے سننے کے بعد اس کے دشمن کو پکڑ کر الگ کرنا چاہا۔ اسرائیلی نے سمجھا کہ آپ مجھے پکڑنے لگے ہیں۔ لہٰذا ڈر کے مارے وہ فوراً" بول اٹھا کہ جس طرح کل تو نے ایک آدمی کو ہلاک کر دیا تھا۔ کیا اسی طرح آج مجھے بھی ہلاک کرنے کا خیال ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ بہت بری بات ہے اور ظالموں اور زبردستوں کا طریقہ ہے۔ نیکو کاروں کا طریقہ نہیں۔ اتنے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوئی خیر خواہ بھاگا بھاگا آیا اور کہنے لگا کہ حکومت کے اداروں میں یہ چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں کہ آپ نے کل جو آدمی مار ڈالا تھا اس کے عوض میں آپ کو جان سے مار ڈالا جائے۔ لہٰذا میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ جس طرح ہو سکے یہاں سے بھاگ جاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ سن کر ڈر گئے اور خدا سے التجا کی کہ وہ ظالموں کے پنجہ سے انہیں بچا لیں۔

ترجمہ آیات ۲۲-۲۸:- جب وہ شہر مدین کی طرف روانہ ہوا۔ کہا کہ قریب ہے

کہ میرا رب مجھے رستہ دکھا دے اور جب مدین کے پانی کے کنوئیں پر پہنچا تو وہاں لوگوں کی ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ پانی پلا رہی ہے اور ان سے الگ دو عورتوں کو دیکھا جو بکریوں کو روکے کھڑی تھیں۔ موسیٰ نے کہا تمہیں کیا کام ہے انہوں نے جواب دیا کہ ہم اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلا سکتیں جب تک دوسرے چرواہے پانی پلا کر نہ لے جائیں اور ہمارا باپ ایک بوڑھا آدمی ہے تو موسیٰ نے ان کے لئے بکریوں کو پانی پلا دیا پھر سائے تلے چلا گیا اور کہا کہ اے میرے رب! اپنے خوان نعمت سے تو مجھے کچھ بھی بھیج دے میں اس کا حاجتمند ہوں۔ چنانچہ دو لڑکیوں میں سے ایک شرم و حیا سے چلتی ہوئی اس کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میرا باپ تجھے بلاتا ہے کہ تو نے ہمارے لئے جو پانی پلایا تھا اس کا معاوضہ ادا کرے۔ پھر جب موسیٰ اس کے پاس آیا اور اس سے اپنا قصہ بیان کیا اس نے کہا ڈرو نہیں تم ظالموں سے بچ گئے ہو۔ ان لڑکیوں میں سے ایک نے کہا کہ ابا! اسے ملازم رکھ لیجئے۔ یہ بہتر ہے کہ آپ جو ملازم رکھیں اسے توانا اور با اخلاق ہونا چاہئے۔ اس پیر مرد نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کو تیرے ساتھ بیاہ دوں اس شرط پر کہ تو آٹھ سال میری خدمت کرے اگر تو نے دس سال پورے کر دیئے تو یہ تیرا احسان ہوگا۔ اور میں نہیں چاہتا کہ تجھ پر سختی کروں انشاء اللہ تعالیٰ تو مجھے نیک پائے گا۔ موسیٰ نے کہا کہ آپ کے اور میرے درمیان یہ طے رہا دونوں میں سے جونسی مدت پوری کر دوں مجھ پر کوئی مطالبہ نہیں ہوگا اور جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اللہ اس پر گواہ ہے۔

شرح:۔ جان کے خوف سے بالآخر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شہر چھوڑنا پڑا۔ لہٰذا مصر سے نکل کر عرب جانے کا تہیہ کر لیا۔ ان دنوں مدین میں حضرت شعیب علیہ السلام کا چرچا تھا۔ آپ بڑے ضعیف العمر تھے اور قوم کو وعظ و نصیحت کر کے تھک چکے تھے کوئی راہ راست پر نہ آتا تھا۔ چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طبیعت میں قدرت نے بچپنے ہی سے صلاحیت ڈال رکھی تھی آپ نے ہجرت کا فیصلہ کیا تو سیدھی مدین کی راہ کی۔ چلتے چلتے آپ مدین پہنچ گئے۔ گاؤں کے باہر ایک کنواں تھا جہاں لوگ پانی پیتے اور اپنی بکریوں کو پانی پلایا کرتے تھے۔ آپ اس کنوئیں پر پہنچے اور پانی پینے کے لئے ٹھہر گئے آپ نے وہاں دیکھا کہ دو لڑکیاں پانی پلانے کی باری کا انتظار کر رہی ہیں اور نہایت مسکین صورت بنائے کھڑی ہیں۔ آپ کو انہیں دیکھ کر رحم آیا اور پوچھا کہ تم کیوں کھڑی ہو۔ انہوں نے

کہا کہ بکریوں کو پانی پلانا ہے اور ہماری باری ابھی آئی نہیں۔ جب تک یہ تمام لوگ اپنے اپنے ریوڑوں کو پانی پلا کر چلے نہ جائیں ہم یہاں کھڑی ہیں۔ ہمیں ناتواں عورتیں سمجھ کر کوئی شخص ہمیں پہلے پانی پلانے نہیں دیتا اگر ہمارا کوئی بھائی ہوتا یا خاندان سے کوئی مرد اس فریضہ کو ادا کر سکتا تو وہ یقیناً" ہم سے پہلے باری حاصل کر لیا کرتا۔ سو ایسا کوئی ہے نہیں۔ باپ ہے سو وہ بوڑھا اور ناتوان پس ہم مصیبت کی ماری یہاں کھڑی ہیں۔ جب موقعہ ملے گا ہم بکریوں کو پانی پلا کر گھر جائیں گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان بچاریوں کی بے کسی پر ترس آیا۔ آپ تنو مند اور زور آور جوان تھے۔ جھٹ کنویں کی طرف بڑھے اور ڈول پکڑ کر پانی نکالنے اور ان لڑکیوں کی بکریوں کو پانی پلانے لگے۔ جب تمام بکریاں پانی پی چکیں تو آپ پیچھے ہٹ گئے۔ لڑکیاں بکریوں کو لے کر گھر چلی گئیں۔ باپ نے دیکھا کہ آج لڑکیاں بڑی جلدی آگئیں ہیں۔ پوچھا کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ انہوں نے تمام ماجرا سنایا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے ایک لڑکی سے کہا کہ فوراً" جاؤ جہاں وہ مسافر ملے اسے بلا لاؤ۔ وہ اسی کنوئیں پر آئی تو ایک درخت کے نیچے اسے بیٹھا پایا اور کہا کہ میرے والد بزرگوار آپ کو یاد کرتے ہیں آپ اٹھ کر اس کے ساتھ چل دیئے جب گھر پہنچے تو ان لڑکیوں میں سے ایک نے کہا کہ اگر آپ اس نوجوان کو ملازم رکھ لیں تو بہت بہتر ہو۔ اس پر حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تو آٹھ دس سال تک میری بکریاں چرائے تو میں اپنی دونوں لڑکیوں میں سے ایک تیرے نکاح میں دے دوں گا۔ اور انشاء اللہ وعدہ وفا کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مان گئے اور عرض کرنے لگے کہ خواہ آٹھ سال کام کروں خواہ دس سال اسے میری مرضی پر چھوڑ دیجئے اور اللہ کو گواہ کر لیجئے۔

ترجمہ آیات ۲۹۔۴۲:۔ جب موسیٰ نے وہ مدت پوری کر دی اور اپنی اہل کو لے کر چلا تو راستے میں کوہ طور کے ایک جانب آگ دکھائی دی اور اپنی اہل سے کہا کہ یہاں ٹھہرو مجھے آگ نظر آئی ہے۔ شاید میں وہاں سے تمہارے لئے کوئی خبر لاؤں یا آگ کا انگارہ لاؤں تاکہ تم اسے سینکو۔ سو جب یہاں پہنچا تو اس مبارک جگہ میں اس وادی کے دائیں کنارے سے ایک درخت کی جھاڑی مبارک میں سے آواز آئی کہ موسیٰ میں ہی وہ اللہ ہوں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور یہ کہ اپنا عصا پھینک دے چنانچہ جب اس نے

دیکھا کہ ہل رہا ہے گویا ایک اژدھا ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پیچھے گھوم کر بھی نہ دیکھا۔ ہم نے کہا اے موسیٰ آگے بڑھ آؤ اور ڈرو نہیں کیونکہ تم ہر طرح امن میں ہو۔ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو بغیر کسی نقص کے وہ چمکتا ہوا سفید نکل آئے گا اور خوف رفع کرنے کے لئے پھر اپنے بازو اپنی طرف سکیڑ لو۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے سرداروں کے لئے دو معجزے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ بڑے بدکار لوگ ہیں۔ موسیٰ نے کہا کہ اے میرے رب! میں نے ان میں سے ایک شخص کو قتل کر ڈالا تھا۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔ اور میرا بھائی ہارون مجھ سے زیادہ فصیح اللسان ہے لہٰذا تو اسے میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج تاکہ وہ میری تصدیق کرے کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔ فرمایا ہم نے تیرے بھائی سے تیرے بازو کو مضبوط کر دیں گے اور تم دونوں کو غلبہ دیں گے وہ لوگ تم تک پہنچ بھی نہ سکیں گے۔ ہمارے نشانات کے ساتھ جاؤ تم اور تمہارے پیرو غالب رہیں گے۔ پس جب موسیٰ ان کے پاس ہمارے کھلے نشانات لے کر آیا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو ایک خود ساختہ جادو ہے۔ اور ہم نے اس کا ذکر اپنے اگلے باپ دادا سے نہیں سنا۔ اور موسیٰ نے کہا کہ میرا رب اس کو خوب جانتا ہے جو اس کے پاس سے ہدایت لے کر آیا ہے اور جن کے لئے عاقبت کا گھر ہے۔ بلاشبہ نجات نہیں پائیں گے اور فرعون نے کہا کہ اے سردارو! میرے علم میں میرے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اے ہامان! تم میرے لئے گارے کی اینٹوں کو آگ لگوا دو اور پکواؤ پھر ایک محل تیار کراؤ تاکہ میں اوپر چڑھ کر موسیٰ کے معبود کو دیکھوں اور میں تو موسیٰ کو جھوٹا تصور کرتا ہوں اور فرعون اور اس کے لشکروں نے ناحق ملک میں سرکشی کی اور انہوں نے یقین کر لیا کہ ان کو کبھی ہماری طرف لوٹ کر آنا ہی نہیں ہے۔ لہٰذا ہم نے اس کو اور اس کے لشکروں کو گرفتار کیا اور پھر انہیں دریا میں پھینک دیا۔ سو دیکھو ظالموں کا انجام کیسا ہوا اور ہم نے ان کو پیشوا بنایا تھا۔ جو دوزخ کی طرف لوگوں کو بلاتے تھے۔ اور قیامت کے دن ان کی مطلق مدد نہیں کی جائے گی۔ اور اس دنیا میں ہم نے ان کے پیچھے لعنت لگا دی۔ اور قیامت کے دن بھی ان کا حال بہت ہی برا ہوگا۔

شرح:۔ بالآخر موعودہ وقت آگیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح حسب وعدہ ایک لڑکی سے ہو گیا۔ اس کے بعد اہل و عیال سمیت آپ نے مصر کا رخ کیا۔ جب بحر

قلزم کے قریب پہنچے تو کوہ طور کے دامن میں آپ راہ بھول گئے۔ اتفاق سے اس وقت ان کو کوہ طور پر آگ کی روشنی دکھائی دی۔ آپ نے بیوی سے کہا آپ یہاں بیٹھ جائیں اور میں آگ کے مقام پر پہنچ کر راہ کی خبر لاتا ہوں اور اگر ہو سکا تو سینکنے کے لئے آگ بھی لے آؤں گا۔ مگر آپ جب وہاں پہنچے تو نہ آگ تھی اور نہ کوئی بشر تھا۔ حیران تھے کہ کیا ماجرا ہے۔ اتنے میں ایک آواز آئی کہ اے موسیٰ! یہاں کوئی مادی چیز نہیں۔ میں تیرا پروردگار ہوں۔ سو حیران مت ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ تجھے اپنی نشانات حق دکھاؤں لہٰذا تیرے ہاتھ میں جو عصا ہے اسے زمین پر پھینک دے۔ آپ نے جونہی عصا پھینکا وہ پھن دار سانپ کی طرح چلنے لگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھاگ کھڑے ہوئے۔ مگر پھر آواز آئی کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ سامنے آکر اسے پکڑ لے چنانچہ پکڑا تو پھر وہ عصا بن گیا پھر فرمایا اپنا ایک ہاتھ بغل میں سے گذار کر نکال۔ نکالا تو چاند کی طرح چمکنے لگا۔ آپ حیران ہوئے کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ مگر آواز آئی کہ ڈر مت اور اسے پھر اپنی بغل میں سکیڑ لے تاکہ ویسا ہی ہو جائے۔ یہ ہماری رحمت سے ایسا ہوا ہے۔ کسی بیماری سے نہیں۔ اے موسیٰ ان دو معجزوں کے ساتھ تو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس جا۔ وہ بدکار لوگ ہیں۔ ان کو سمجھا کہ راہ راست پر آجائیں۔ آپ نے عرض کیا کہ خدایا میں نے ان کی قوم کا ایک شخص قتل کر دیا تھا۔ وہ مجھے قتل نہ کر دیں۔ اور اگر مجھے اسی فریضہ پر بھیجنا ہی ہے تو میرے بھائی ہارون کو جو مجھ سے زیادہ فصیح البیان ہے میرا ساتھی مقرر کر تاکہ میں جو کچھ کہوں وہ اس کی تصدیق کرے اور لوگوں سے منوا لے۔ ارشاد ہوا اسی طرح سہی۔ ہم تیرے بھائی کو بھی تیرا دست بازو بنائے دیتے ہیں اور یہ بھی تسلی دیتے ہیں کہ تم اور تمہارے ساتھی ہی اس معرکہ حق و باطل میں کامیاب ہوں گے۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں سے چل کر سیدھے فرعون کے پاس پہنچے اور جاکر تبلیغ حق کرنے لگے۔ مگر فرعون کب ماننے والا تھا وہ کہنے لگا کہ یہ محض تیرا افترا ہے۔ کیونکہ ہم نے یہ باتیں اس سے قبل اپنے بزرگوں سے کبھی نہیں سنیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ بات میرے رب کو خوب معلوم ہے کہ کون ہدایت پر ہے اور کون گمراہ میں تو اس قدر جانتا ہوں کہ جو لوگ ہدایت پر نہیں اور ظالمانہ روش اختیار کئے بیٹھے ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پائیں گے فرعون نے اپنے درباریوں سے کہا کہ دیکھو میں تو جانتا تھا کہ میرے سوا تمہارا

کوئی معبود نہیں۔ مگر موسیٰ آج ایک ایسے معبود کا پتہ دے رہا ہے جس کا ہمیں علم نہ تھا۔ اس کے بعد فرعون نے ہامان سے کہا کہ میرے لئے ایک اونچا محل تیار کراؤ تاکہ میں اس پر چڑھ کر موسیٰ کے خدا کو دیکھوں اور اس سے باتیں کروں۔ کیونکہ موسیٰ کہتا ہے کہ میں نے کوہ طور پر چڑھ کر خدا سے باتیں کیں ہیں مگر میں سمجھتا ہوں کہ وہ جھوٹ کہہ رہا ہے۔ الغرض نہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کو قبول کیا اور نہ اس کی قوم نے۔ بالآخر ان کی سرکشی اس قدر بڑھ گئی کہ ہم نے ان کو دریا کے اندر پھینک دیا اور بری طرح ان کی مٹی خراب کی۔ ان لوگوں کو ہم نے نافرمانی کی سزا دنیا میں یہ دی تھی کہ وہ کسی کو نیکی کی طرف بلاتے ہی نہ تھے اور قیامت کی سزا ان کو ایسی ملے گی کہ کوئی شخص بھی ان کی مدد نہ کر سکے گا۔ اس دنیا میں بھی ان کے گلے میں لعنت کا پھندا پڑا رہا اور قیامت کے دن بھی ان کا برا حال ہو گا۔

ترجمہ آیات ۴۳۔۵۰:- پہلی امتوں کو ہلاک کرنے کے بعد ہم نے موسیٰ کو ایک ایسی کتاب دی جو لوگوں کے لئے سراسر بصیرت، ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ اور جب موسیٰ کی طرف حکم بھیجا تو آپ طور کے مغربی جانب موجود نہ تھے اور نہ آپ ان لوگوں میں تھے جو بچشم خود دیکھتے بلکہ ہم نے ادھر کئی قومیں پیدا کیں اور ان کو گزرے ہوئے مدتیں گزر گئی ہیں نہ آپ اہل مدین میں رہے ہیں کہ ان کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے تھے بلکہ ہم آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجنے والے ہیں اور نہ آپ طور کے دامن میں تھے جب ہم نے موسیٰ کو آواز دی تھی لیکن آپ کے رب کی جانب سے یہ ایک مہربانی ہے تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں۔ جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ نصیحت پکڑیں اور مبادا ان پر کوئی مصیبت ان کے اپنے ہی کرتوتوں کی وجہ سے آنازل ہو اور وہ کہنے لگیں کہ اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف کیوں کوئی رسول نہ بھیجا کہ ہم تیرے حکموں کی پیروی کرتے اور ایمان لانے والوں میں سے ہوتے۔ پھر جب ہماری طرف سے صداقت ان کے پاس آپہنچی تو کہنے لگے کہ جیسی کتاب موسیٰ کو دی گئی تھی ویسی آپ کو کیوں نہیں ملی۔ کیا موسیٰ کو جو کتاب ملی تھی اس کو یہ لوگ جھٹلا نہیں چکے ہیں۔ کہنے لگے کہ یہ دونوں مجسم جادو ہیں ایک دوسرے کے موافق اور کہا کہ ہم کسی کو نہیں مانتے۔ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو اللہ کے

ہاں کوئی ایسی کتاب لے آؤ جو ان دونوں کتابوں سے ہدایت میں زیادہ بہتر ہو تو میں بھی ان کی پیروی کروں گا۔ پھر اگر وہ آپ کی بات تسلیم نہ کر سکیں تو جان لیجئے کہ وہ محض اپنی خواہشات کے پیچھے لگے ہیں اور اس شخص سے زیادہ کون گمراہ ہو گا جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کی پیروی کرے۔ بلاشبہ اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ ع ۵

شرح:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا کی جانب سے توریت نامی ایسی کتاب دی گئی جس میں لوگوں کی ہدایت کا سامان تھا۔ اور سراسر رحمت و برکت تھی۔ مقصد یہ تھا کہ جس طرح ہو سکے لوگوں کو نصیحت کر کے راہ راست پر لایا جائے ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر اسلام ہم نے اس تفصیل کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات و واقعات سنائے ہیں کہ کوئی شخص ان سے واقف نہ تھا۔ نہ ان واقعات کا مشاہدہ کرنے والا آج کوئی موجود ہے کیونکہ ان واقعات کو اب زمانہ دراز گذر چکا ہے۔ لوگوں کو چاہئے کہ یہ دیکھ کر آپ کو سچا نبی تسلیم کر لیں کہ آپ ان کو ایسے واقعات بتا رہے ہیں جو نہ آپ کا مشاہدہ ہیں اور نہ تجربہ اور نہ کسی سے سنے سنائے ہیں۔ مگر اس کے باوجود بالکل درست ہیں۔ اگر وحی الٰہی کے ذریعے یہ باتیں نہ بتائی جاتیں تو اور کوئی صورت ممکن نہیں ہو سکتی جس سے یہ واقعات معلوم ہو سکیں۔ بہرحال لوگوں کو عذاب سے ڈرانا اور ان حالات و واقعات سے سبق سیکھنا چاہئے ورنہ اس فانی زندگی کے اختتام پر وہ پچھتائیں گے۔

یہاں سے پھر اس رسولوں کے بھیجنے کے مسئلہ کو دلائل سے بیان کیا ہے اور فرماتا ہے کہ ہم نے اس لئے رسول بھیجا کرتے ہیں کہ جب اعمال بد کی سزا لوگوں کو دی جانے لگے تو وہ یہ نہ کہیں کہ اگر اللہ ہمارے پاس رسول بھیجتا تو ہم ضرور آیات الٰہی پر چلتے اور ایمان لا کر اس مصیبت سے یقیناً" بچ جاتے۔ مگر جب دین حق آیا تو لوگ اس میں شبہات پیدا کرنے لگ گئے اور کہنے لگے اس رسول کو ایسے معجزے کیوں نہ دیئے گئے جو موسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے تھے۔ فرماتا ہے کہ کیا اگلے لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کا انکار نہیں کیا تھا۔ افسوس کی بات ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کو جادوگر بتاتے ہیں۔ اے پیغمبر اسلام! لوگوں کو مخاطب کر کے پوچھیں کہ اگر قرآن سے بہتر کوئی دستور العمل تمہارے پاس ہے تو وہ لاؤ۔ اور قرآن سے مقابلہ کر لو۔ اگر تمہارا دستور العمل بہتر نکلا تو میں بھی اس کی پیروی کر لوں گا۔ فرمایا اگر وہ کوئی ایسی

کتاب یا دستور العمل نہ لا سکیں تو ظاہر ہو جائے گا کہ وہ اپنی خواہشات پر چلتے ہیں اور جھوٹی حجتیں کرتے ہیں اور جو ایسا کرے وہ یقیناً "سب سے زیادہ گمراہ" بے انصاف اور ہٹ دھرم ہے اور ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب نہیں ہوا کرتی۔

ترجمہ آیات ۵۱-۶۰:- لوگوں کے لئے ہم اپنے احکام مسلسل بھیجتے رہے ہیں تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔ جن لوگوں کو ہم نے قرآن سے پہلے کتاب دی وہ اس پر بھی ایمان لے آتے ہیں۔ اور جب ان کو قرآن پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لے آئے یہ ہمارے رب کی طرف سے برحق ہے ہم تو درحقیقت پہلے ہی سے اس کو مانتے تھے۔ یہی لوگ ہیں جن کو ان کے صبر کی وجہ سے دوہرا اجر دیا جائے گا اور یہ لوگ نیکی سے برائی کو دور کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب لغویات سنتے ہیں تو اس سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے عمل ہمارے لئے اور تمہارے عمل تمہارے لئے ہیں۔ ہماری طرف سے تم کو سلام ہو ہم جاہلوں کو نہیں چاہتے۔ اے پیغمبر! آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جس کو چاہے ہدایت دے سکتا ہے اور وہ ان سے خوب واقف ہے۔ جو ہدایت یافتہ ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہم آپ کے ساتھ ہدایت کی پیروی کرنے لگیں تو ہم کو اپنی جگہ سے اچک لیا جائے گا لیکن کیا ہم نے ان کو حرم مکہ میں جہاں ہر طرح امن ہے جگہ نہیں دی۔ جہاں ہر قسم کے پھل کھچے چلے آتے ہیں یہ ہماری طرف سے ان کا رزق ہے مگر ان میں سے اکثر اس بات کو نہیں جانتے اور ہم نے کتنی ہی بستیوں کو ہلاک کر ڈالا جن کو اپنی معیشت پر بڑا ناز تھا۔ سو یہ ان کے گھر ہیں جو ان کے بعد بہت ہی کم آباد ہوئے ہیں اور ہم ہی ان کے وارث ہوئے۔ اور اے پیغمبر! آپ کا رب بستیوں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک کہ وہ ان کے بڑے شہر میں رسول نہ بھیج لے۔ جو ان کو اس کے احکام پڑھ پڑھ کر سنائے اور ہم بستیوں کو ہلاک نہیں کرتے مگر اس صورت میں جب کہ ان کے باشندے نافرمانی اختیار کر لیں۔ اور تمہیں جو کچھ دیا گیا ہے وہ دنیاوی زندگی کا سامان اور اس کی زیب و زینت ہے اور جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ بہت بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔ کیا تم لوگ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔

شرح:- منکرین اسلام آنحضرت صلی اللہ علی وسلم پر اعتراض کیا کرتے تھے کہ جس

طرح توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یکبارگی نازل کی گئی تھی۔ اسی طرح قرآن کیوں یکبارگی آپ پر نازل نہیں کیا گیا۔ اس کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا ضرورت کے مطابق اس واسطے نازل کیا ہے کہ لوگوں کو اس کے مطالب ذہن نشین کرنے میں کوئی دقت نہ ہو۔ یکبارگی بوجھ کے پڑ جانے سے وہ گھبرا نہ جائیں۔ چنانچہ وہ لوگ جو قرآن سے قبل نازل شدہ آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں وہ قرآن کو بھی مانتے ہیں اور اس کی فرمانبرداری پر فخر بجا لاتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ فی الحقیقت اجر و ثواب کے مستحق ہیں۔ کیونکہ ایک تو وہ ایمان لاتے ہیں دوسرے مخالفوں کی تکلیفوں کو سہتے ہیں۔ پھر برائی کے جواب میں بھلائی سے کام لیتے ہیں اور خدا کے فضل و کرم سے جو کچھ انہیں عطا ہوا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب لوگوں کی فضول اور واہیات باتوں کو سنتے ہیں تو ان میں شامل نہیں ہوتے۔ بلکہ الگ ہو کر یہ کہتے ہیں کہ تمہارے اعمال تمہارے کام آئیں گے اور ہمارے اعمال ہمارے کام۔ لہٰذا ہم جاہلوں کا ساتھ نہیں چاہتے۔ اس کے بعد فرمایا کہ ہدایت کسی کے بس کی بات نہیں۔ خدا جس کو اس کا مستحق دیکھتا ہے اسے ہدایت عطا کر دیتا ہے اور جو اسے مستحق نظر نہ آئے اس کے لئے خواہ لاکھ کوشش کی جائے کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور نہ ایسے لوگوں کو خدا ہدایت دیتا ہے۔ فرمایا بعض لوگ جن کو قبول حق میں تامل ہوتا ہے کہا کرتے ہیں کہ اگر ہم اپنے باپ دادا کے رسم و رواج چھوڑ کر اسلام کو جو ایک نیا دین ہے قبول کر لیں تو لوگ ہم سے قطع تعلق کر لیں گے۔ اور ہمارے لئے اس ملک میں رہنا مشکل ہو جائے گا۔ چونکہ ہم ان لوگوں کے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے۔ لہٰذا ہم نیا مذہب بھی قبول نہیں کر سکتے۔ فرماتا ہے کہ ایسا خیال کرنا انسان کی بڑی ہی تنگ نظری کا ثبوت ہے۔ کیونکہ اس کو روز مرہ کا مشاہدہ ہے کہ ہم اسے اس طرح روزی پہنچاتے ہیں کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ اور وہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ جب اسے اپنے سرو سامان اور اطاعت و قوت پر ناز پیدا ہو جاتا ہے تو ہم اسے آن واحد میں بے سرو سامان اور مجبور محض بنا کر رکھ دیتے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ آج تک جس قدر قومیں عذاب آسمانی سے تباہ ہوئیں ان کی تباہی کا باعث صرف اس قدر تھا کہ انہوں نے خدا کی عبادت سے انکار کیا۔ پسندیدہ اخلاق کو چھوڑ کر بری عادات کو اختیار کیا اور رسول کی اطاعت و فرمانبرداری سے گریز کیا فرمایا!

جب تک کوئی قوم ایسی نافرمانیاں نہیں کرتی ہم اسے آسمانی عذاب سے ہلاک نہیں کرتے۔ بعد میں بتایا ہے کہ لوگوں کے نافرمان ہو جانے اور سرکشی کی زندگی گزارنے کا باعث صرف یہ امر ہوتا ہے کہ روپے پیسے اور مال و منال کی محبت ان کے دلوں میں گھر کر جاتی ہے۔ اور وہ آخرت سے غافل ہو جاتے ہیں حالانکہ دنیا ایک عارضی اور ناپائیدار مقام ہے اور آخرت ہمیشہ رہنے کی مستقل جگہ ہے۔ مگر انسان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔

ترجمہ آیات ۶۱-۷۵:- کیا وہ شخص جس سے ہم نے نیک وعدہ کیا ہے اور وہ اس کو پانے والا بھی ہے اس شخص کی مانند ہے جس کو ہم نے دنیاوی زندگی کا ساز و سامان دیا پھر وہ قیامت کے دن ان لوگوں کی صف میں ہو گا جو جوابدہی کے لئے حاضر کئے جائیں گے اور جس دن خدا ان کو بلا کر پوچھے گا کہ میرے شریک کہاں ہیں جن کو تم شریک سمجھتے تھے۔ وہ لوگ جو خدا کے عذاب کے مستوجب قرار پا چکے ہوں گے بولیں گے کہ ہمارے رب یہی وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے بہکایا جس طرح ہم گمراہ تھے اسی طرح ہم نے ان کو گمراہ کیا۔ ہم ان سے دستبردار ہو کر تیرے حضور میں آتے ہیں یہ ہماری عبادت نہیں کیا کرتے تھے اور کہا جائے گا کہ اپنے شریکوں کو بلاؤ سو وہ ان کو بلائیں گے مگر وہ ان کو جواب نہیں دیں گے اور وہ اپنے عذاب کو دیکھ لیں گے کاش یہ لوگ دنیا میں ہدایت پاتے اور جس دن خدا ان کو بلا کر پوچھے گا کہ تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا اس دن ان لوگوں کو کوئی بات نہ سوجھ پڑے گی۔ اور وہ آپس میں ایک دوسرے سے کچھ پوچھ بھی نہ سکیں گے۔ لیکن جس شخص نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل نیک کئے قریب ہے کہ وہ فلاح پانے والوں میں سے ہو اور آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے منتخب کرتا ہے۔ انتخاب لوگوں کے اختیار میں نہیں۔ اللہ پاک ہے اور جیسی باتیں لوگ ان سے منسوب کرتے ہیں وہ ان سے بہت بلند ہے اور آپ کا رب جانتا ہے جو کچھ ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں اور وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے۔ اور اسی کی حکومت ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پوچھئے بھلا دیکھو تو اگر اللہ ہمیشہ روز قیامت تک کے لئے رات تم پر مسلط کئے رہے تو اللہ کے سوا کون ایسا معبود ہے جو تمہارے لئے روشنی لے آئے تو کیا تم سنتے

نہیں۔ پوچھئے بھلا بتاؤ تو اگر اللہ ہمیشہ قیامت تک کے لئے دن قائم رکھے تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو ہمارے لئے رات کو لے آئے جس میں تم آرام پاؤ۔ کیا تم اس صریح بات کو نہیں دیکھتے اور اس کی رحمت ہی تو ہے کہ اس نے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا تاکہ تم رات کو آرام پاؤ اور دن کو اللہ کا فضل تلاش کرو۔ تاکہ تم اس کا شکر بجالاؤ۔ اور جس دن وہ ان کو پکار کر فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ جس کو تم میرے شریک سمجھتے تھے اور ہر ایک امت میں سے ایک گواہ نکال لیں گے پھر کہیں گے کہ اپنی اپنی دلیلیں پیش کرو سو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ حق اللہ ہی کے لئے ہے اور جو کچھ وہ جھوٹ موٹ باتیں وضع کیا کرتے تھے وہ سب ان سے جاتی رہیں گی۔

شرح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ دنیا میں دو طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ایک تو وہ جن کو خدا کے روبرو پیش ہونے اور نیک و بد اعمال کی جزا سزا پانے کا یقین ہے۔ اور دوسرے وہ جو دنیاوی دولت کے نشے و غرور میں سرشار ہیں۔ فرمایا خدا کی نظروں میں یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا بروں کو سزا اور نیکوں کو جزا ضرور مل کر رہے گی۔ فرماتا ہے کہ حساب کے دن جب ان لوگوں کو بلایا جائے گا جنہوں نے خدا کے نافرمان بن کر معبودان باطلہ کے سامنے سر جھکایا ہوگا تو ان سے کہا جائے گا کہ دنیا میں تمہارا خیال تھا کہ خدا کے عذاب سے ہمیں فلاں بت، فلاں دیوی، فلاں دیوتا اور فلاں ہستی بچا سکتے ہیں۔ لہٰذا خدا کی عبادت اور فرمانبرداری کی نسبت ان بتوں کی رضامندی حاصل کرنا زیادہ ضروری ہے۔ سو ان کو بلاؤ کہ وہ تمہیں آکر اس عذاب سے بچائیں۔ مگر جب ان لوگوں کو پیش کیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ خدایا ہمارا کوئی قصور نہیں۔ ہم نے جیسی باتیں اوروں سے سنیں ویسی ہی ان سے کہہ دیں ہم نے ان کو اپنی عبادت پر کچھ مجبور نہیں کیا تھا۔ انہوں نے خود ہی ہمیں معبود بنایا۔ الحاصل کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکے گا اور عذاب دوزخ شروع ہو جائے گا پھر وہ حسرت سے کہیں گے کہ اے کاش ہم ہدایت پر ہوتے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ تابع اور متبوع دونوں کو سپرد دوزخ کیا جائے گا۔ قرآن پاک کی یہ آیت اور اس مضمون کی بیسیوں دیگر آیات باطل شخصیت پرستی کی سخت مخالف ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نجات حاصل کرنے کے لئے کسی شخص کو کسی دوسرے گمراہ شخص پر انحصار نہیں کرنا چاہیے بلکہ براہ راست اللہ تبارک و تعالیٰ کے احکام سمجھنے اور ان پر کاربند ہو کر نیک اعمال

بچانے کی ضرورت ہے۔ یہ کہنا کہ فلاں شخص قیامت کے دن ہماری سفارش کر دے گا محض خوش فہمی ہے سوائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے سچے پیروکاروں کے کسی کی اندھی اتباع انسان کی نجات کا سبب نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ جو برے کاموں سے بچا رہے اور نیک کام کرتا رہے وہی فلاح اور نجات پا سکتا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ انسان کے نہان خانہ دل میں جو چیز پوشیدہ ہوتی ہے وہ ہم سے پوشیدہ نہیں۔ لہٰذا اسے چاہیے کہ ہمیں ہر وقت پیش نظر رکھے اور اس دنیا اور آخرت میں ہماری ہی حکومت کو تسلیم کرے اور یاد رکھے کہ دنیاوی زندگی کے اختتام پر ہمارے ہی پاس اسے لوٹ کر آنا ہے۔ اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے احسانات جتا کر فرماتا ہے کہ دیکھو رات کے اندھیرے کے بعد دن کی روشنی کا لانا ہمارا ایک ایسا احسان ہے جس کو تم کبھی بھول نہیں سکتے۔ اگر ہم رات کے بعد دن کو نہ لاتے تو کوئی نہ تھا جو تمہیں اس نور سے فیضیاب کر سکتا۔ پھر یہ کیا وجہ ہے کہ کھاؤ ہمارا اور گیت گاؤ کسی اور کے۔ اسی طرح اگر دن کے بعد رات نہ آتی تو تمہیں ہرگز امن و آرام نصیب نہ ہوتا اور تم محنت و مشقت کی تکالیف سے جانبر نہ ہو سکتے۔ اگر تم ان باتوں کو مدنظر رکھو تو جس طرح براہ راست ہماری عنایات سے فائدہ اٹھاتے ہو اسی طرح براہ راست ہماری فرمانبرداری کرنے میں بھی تمہیں کوئی پس و پیش نہ ہو۔ اگر تم نے مجھے چھوڑ کر اپنی توجہ اوروں کی طرف کر لی تو یاد رکھو کہ جب قیامت کے روز ان کو بلایا جائے گا کہ وہ آ کر تمہاری مدد کریں۔ تو اس وقت وہ کانوں پر ہاتھ دھریں گے اور تابع اور متبوع دونوں عذاب الیم کے مستحق قرار دیئے جائیں گے۔

ترجمہ آیات ۷۶ - ۸۲:- قارون درحقیقت موسیٰ کی قوم میں سے تھا مگر اس نے ان پر ظلم کرنا شروع کر دیا اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دے رکھے تھے کہ طاقتور آدمیوں کی ایک جماعت بمشکل اس کی کنجیاں اٹھاتی تھی۔ جب اس کی قوم نے اس سے کہا کہ اتراؤ نہیں خدا اترانے والوں کو نہیں چاہتا اور اللہ تعالیٰ نے تجھے دے رکھا ہے اس میں دار آخرت کے لئے بھی جستجو کر اور دنیا میں تیرا حصہ ہے اس کو بھی فراموش نہ کر اور جس طرح اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو بھی اس کے بندوں پر احسان کر اور دنیا میں فساد کا جویاں نہ ہو۔ بیشک اللہ فساد کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتا۔ اس نے جواب دیا

کہ یہ مال و دولت تو مجھے میرے علم اور میری لیاقت کی بدولت ملا ہے۔ کیا اسے علم نہ تھا کہ اللہ اس سے پہلے بہت سی امتوں کو ہلاک کر چکا ہے جو قوت میں ان سے کہیں بڑھ کر تھیں اور جیت میں بھی کہیں زیادہ اور گنہگاروں سے ان کے گناہوں کے بارے میں پوچھا نہیں جائے گا۔ سو ایک دن وہ اپنی پوری شان کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے آیا تو جو لوگ دنیاوی زندگی کو چاہتے تھے انہوں نے کہا کہ اے کاش! جو کچھ قارون کو دیا گیا ہے ہمیں بھی دیا جاتا بلاشبہ یہ بڑا ہی خوش قسمت ہے اور جو لوگ صاحب علم تھے انہوں نے کہا کہ اوئے تمہارا ناس ہو۔ اللہ کے ہاں سے جو بدلہ ملنے والا ہے وہ اس شخص کے لئے جو ایمان لائے اور عمل نیک کرے کہیں بہتر ہے اور وہ ملے گا تو انہیں لوگوں کو جو صبر کرنے والے ہیں پس ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا اور کوئی جماعت نہ تھی جو اللہ کے مقابلے میں اس کی مدد کو آ کھڑی ہوتی اور نہ وہ اپنے آپ کو بچا سکا۔ اور کل جو لوگ اس کے رتبہ کے خواہاں تھے کہنے لگے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں میں سے جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے محدود کر دیتا ہے۔ اگر اللہ کا ہم پر احسان نہ ہوتا تو ہم کو بھی زمین میں دھنسا دیتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کافروں کو کامیابی نہیں ہوتی۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں بیان ہو چکا ہے کہ روپے پیسے کی محبت انسان کو اندھا کر کے یاد خدا سے غافل کر دیتی ہے اور بالآخر اس کی تباہی کا موجب ہوا کرتی ہے۔ اس رکوع میں ایک ایسے دولت مند کی مثال دی ہے جو اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مظلوم اور غلام قوم سے تھا مگر اتفاق سے دولت مند ہو کر حکومت اور فرعون کا دست راست بن گیا تھا اور اپنی قوم کی مخالفت اور بیخ کنی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کر رہا تھا۔ یہ مقام عبرت ہے۔ آج بھی دولت مندوں کا یہی حال ہے۔ ہم میں سے جو لوگ حکومت کی نگاہ میں عزت و احترام حاصل کر لیتے ہیں یا غریبوں کا خون چوس کر دولت مند بن جاتے ہیں وہ ہر قومی تحریک اور مذہبی معاملات میں نہایت دریدہ دہنی اور بے شرمی سے مسلمانوں کی مخالفت کرنے لگتے ہیں۔ کبھی تو مذہب کو پرانی چیز بتاتے ہیں کبھی قرآن کے احکام کو ناممکن العمل ٹھہراتے ہیں کبھی "چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی" کا سبق پڑھانے لگتے ہیں۔ کوئی تقلید یورپ کی ترغیب دیتا ہے کوئی انگریزوں کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رہا

ہے اور مسلمانوں کو بے نقط سنا رہا ہے کوئی ہندوؤں کو تمام خوبیوں کا مجموعہ اور مسلمانوں میں رذائل ہی رذائل کو دیکھتا ہے۔ الغرض جس کو جس طرح بھی بن پڑتا ہے مسلمانوں کو بدنام کرنے اور ان کی دل شکنی کا سبب بننے اور ذلیل و رسوا کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے۔ یہی حال قارون کا تھا۔ اللہ نے اس کو جو جواب دیا اور جو سزا اس کے لئے مقرر کی ہمارے دولت مندوں اور جاگیرداروں اور کرسی نشینوں کو اس سے ڈرنا اور سبق سیکھنا چاہیے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا ایک فرد تھا مگر دولتمند ہونے کے باعث اس نے قوم ہی کی مخالفت پر کمر باندھ لی تھی۔ اس کی قوم نے لاکھ سمجھایا بجھایا کہ اس دولت دنیا پر ناز مت کر۔ یہ فنا ہو جانے والی چیز ہے۔ اگر خدا نے تجھ پر احسان و کرم کیا ہے تو تجھے چاہیے کہ تو بھی اس کا احسان مانے۔ تمام قوم غلامی کی زنجیریں توڑنے کے لئے جدوجہد کر رہی ہے تو مار آستین بن کر حکومت کا ساتھ دے رہا ہے۔ یہ کفران نعمت اور فتنہ و فساد کی ایک کھلی ہوئی دلیل ہے۔ چاہیے کہ تو ایسا نہ کرے۔ قارون نے وہی منکروں والا جواب دیا اور کہہ دیا کہ میری دولت اور میرا جاہ و جلال کسی کا رہین منت نہیں۔ میری اپنی کد و کاوش اور علم و عقل کا نتیجہ ہے۔ فرمایا اسے یہ بات بالکل بھول گئی تھی کہ اگر خدا چاہے تو اسے اور اس کے مال و دولت کو چند لمحات کے اندر خاک سیاہ کا ڈھیر بنا کر رکھ دے۔ فرمایا قارون کے فساد کا نتیجہ تھا کہ اکثر لوگ اس کے مال و متاع اور جاہ و جلال کی تمنا کرتے اور خدا سے غافل رہنے کو ترقی کا موجب جانتے تھے۔ مگر سمجھ دار طبقہ کہا کرتا تھا کہ اس دولت مندی سے وہ اجر کہیں زیادہ بہتر ہے جو خدا کے ہاں ملنے والا ہے۔ لہٰذا نیکو کار بنو اور آخرت کی تمنا رکھنا دنیا کی فراوانی اور یہاں کے جاہ و جلال سے بدرجہا بہتر ہے۔ حاصل کلام قارون کو اس کی سرکشی کی سزا ملی اور اسے اہل و عیال اور سونے چاندی سمیت زمین میں دھنسا دیا۔ کہتے ہیں ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ گستاخانہ باتیں کر رہا تھا۔ زمین پھٹ گئی اور وہ تمام کنبہ سمیت اس میں دھس گیا۔ اور پھر اوپر سے زمین بند ہو گئی یہ ایک نہایت ہی عبرت ناک منظر تھا۔ اور غدار دولت کے لئے تازیانۂ عبرت مگر افسوس کہ آج قرآن پڑھنے والے نام نہاد مسلمان دولتمندوں نے اسے بالکل فراموش کر دیا ہے۔ خدایا ان کی آنکھیں کھول کہ وہ تیرا عذاب نازل ہونے سے پہلے تیری طرف رجوع کر لیں۔

ترجمہ آیات ۸۳-۸۸:- یہ آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لئے مقرر کر رکھا ہے جو زمین میں ظلم اور فساد نہیں چاہتے اور آخرت کی بہتری پرہیز گاروں ہی کے لئے ہے۔ جو نیکی لے کر آئے گا اس کو اس سے بہتر بدلہ ملے گا اور جو برائی لے کر آئے گا تو برائی کرنے والوں کو بدلہ بھی اتنا ہی ملے گا جس قدر برائی وہ جو وہ کیا کرتے تھے۔ بلاشبہ وہ خدا جس نے آپ پر قرآن کے احکام کو فرض قرار دیا ہے وہی آپ کو اصل مقام کی طرف لوٹا لے جائے گا کہہ دیجئے کہ میرا رب خوب جانتا ہے اس کو جو دین ہدایت لے کر آیا ہے اور جو صریح گمراہی میں پڑا ہے۔ اور آپ کو سوائے اپنے رب کی رحمت کے کوئی توقع نہ تھی کہ آپ کی طرف کتاب نازل کی جائے گی پس آپ کو چاہیے کہ کفر و انکار کرنے والوں کے مددگار نہ بنیں اور چاہیئے کہ آپ کو کوئی بات اللہ کے احکام سے نہ روکے۔ جبکہ وہ آپ پر نازل کئے جاچکے ہوں اور اپنے رب کی طرف لوگوں کو دعوت دیجئے اور مشرکوں میں شامل نہ ہو جایئے اور خدا کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارنا۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہر چیز فنا ہونے والی ہے بجز اس ذات کے اس کی بادشاہی ہے اور بالآخر تم کو اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

شرح:- فرمایا یہ تو اس فتنہ پرداز حریص کی وہ سزا تھی جو اسے دنیا میں ملی مگر آخرت میں اس سے بھی زیادہ دردناک سزا ملنے والی ہے۔ فرمایا یہ ہمارا قاعدہ ہے کہ جو نیک کام کرتا ہے اس کو اچھا بدلہ اور انعام ملتا ہے۔ مگر جو برے کام کرے اسے سوائے برائی کے بدلے اور کسی بات کی توقع ہو سکتی نہیں۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرمایا ہے کہ دنیا کو آپ کے ذریعے معلوم ہو جانا چاہیئے کہ وہ خدائے قدیر جس نے آسمانی کتابوں اور خصوصاً قرآن کو نازل فرمایا وہ ایک دن اس سلسلہ کائنات کو درہم برہم کر کے پھر لوٹا دینے پر بھی قادر ہے اور وہ سب جانتا ہے کہ کون مستوجب سزا ہے اور کون مستحق انعامات۔ اس کے بعد فرمایا اے پیغمبر ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کر کے بہت بڑا احسان کیا ہے اس کی شکر گزاری یہ ہے کہ تم منکرین سے کوئی راہ و رسم نہ رکھو اور کسی معاملہ میں ان کی مدد نہ کرو۔ اور جب قرآن کے احکام کسی بارے میں نازل ہو جائیں تو پھر کوئی چیز آپ کے راستے میں رکاوٹ پیدا نہ کر سکے۔ مسلمان کی شان یہ ہے کہ اس کا سر ایک دہلیز پر جھکے اور اس کا قبلہ حاجات صرف ایک درگاہ رب العزت ہو

کیونکہ باقی ہر چیز فانی ہے۔ پس بقا اس کے پاس ہے جو ہمیشہ رہنے والا ہے۔ پس اس کا حکم مانو اور مرنے کے بعد اسی کے پاس پہنچنے کی تیاری کرو۔

(۵۰) سورۃ بنی اسرائیل (۱۷)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۱-۱۰:- پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا۔ جس کے گردو پیش کو ہم نے بابرکت بنا رکھا ہے۔ غرض یہ تھی کہ ہم اس کو اپنے نشانات قدرت دکھائیں بیشک وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت قرار دیا کہ میرے سوا کسی کو کارساز نہ ٹھہرانا۔ ان کی اولاد جن کو ہم نے طوفان کے وقت نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا۔ یاد رکھو نوح ایک شکر گزار بندہ تھا اور ہم نے بنی اسرائیل کو بذریعہ کتاب بتلا دیا تھا کہ تم زمین میں دو مرتبہ فساد برپا کرو گے اور بڑی سرکشی کرنے لگو گے۔ پس جب پہلے وعدے کا وقت آیا تو ہم نے تمہارے مقابلے میں اپنے ایسے بندے کھڑے کئے جو سخت جنگجو تھے۔ سو وہ تمہارے گھروں کے اندر گھس گئے اور پہلا وعدہ پورا ہو کر رہا۔ پھر ہم نے تم کو اس پر غلبہ دیا اور مال و دولت اور اولاد سے تمہاری مدد کی اور تمہاری جماعت بڑھا دی۔ اگر تم نے نیک کام کئے تو اپنی خاطر کئے اور اگر تم نے برے کام کئے تو بھی اپنے لئے۔ پھر جب دوسرے وعدہ کا وقت آیا تاکہ وہ تمہارا حلیہ بگاڑ دیں اور جس طرح پہلی مرتبہ مسجد بیت المقدس میں گھس آئے تھے اسی طرح گھس آئیں اور جس چیز پر قابو پائیں اسے برباد کر دیں۔ عجیب نہیں تمہارا رب تم پر رحم کرے اور اگر تم نے وہی کیا تو ہم بھی وہی کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ قرآن وہ راستہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے

بڑا اجر ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان لوگوں کے لئے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

شرح:۔ اس سورت کا مضمون نہایت عجیب و غریب اور مسلمانوں کے لئے سرمایہ عبرت و موعظت ہے۔ ابتدا میں اس شاندار واقعہ کا ذکر ہے جو معراج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے مشہور ہے۔ اور یہ دراصل وہ عزت ہے جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئی۔ اس کے بعد بنی اسرائیل کے حالات ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر جو انعامات کئے تھے اور جو احکام ان کے لئے جاری کئے تھے ان کا کچھ ذکر ہے۔ پھر انہوں نے جو نافرمانیاں کیں اور جس طرح وہ مورد عذاب ٹھہرے اسے بیان فرمایا ہے سب سے آخر میں مسلمانوں کو قرآن کے بنائے ہوئے پروگرام پر چلنے کی تلقین فرمائی ہے اور اشارۃً" یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اگر تم نے بھی یہود کی طرح نافرمانیاں کیں تو باوجود ایک جلیل القدر پیغمبر کی امت ہونے کے تم بھی مواخذہ سے بچ نہ سکو گے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو راتوں رات مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک اور وہاں سے پھر تمام آسمانوں کی سیر کرائی۔ اگرچہ لوگ اس واقعہ کی مخالفت میں جو کچھ کہہ رہے ہیں اسے ہم سنتے اور انہیں مہلت دیتے ہیں۔ لیکن یہ ایک حقیقی واقعہ ہے کہ ہم نے اپنے رسول کی خود حفاظت کی اور اسے معراج کی عزت سے مشرف کیا اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا ذکر آتا ہے۔ جس میں واضح کیا گیا ہے کہ جس طرح ہم نے اپنے جلیل القدر پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ عزت بخشی ہے اسی طرح اس سے پہلے بھی انبیائے کرام کو ہم نے نوازا ہے۔ مثلاً" موسیٰ علیہ السلام کو کتاب توریت دیدی تھی۔ جو بنی اسرائیل کے لئے سرمایہ ہدایت تھی۔ اس کتاب کی تعلیمات کا لب ولباب یہ تھا کہ شرک سے کلیتہً" اجتناب کیا جائے۔ چنانچہ فرمایا اے بنی اسرائیل میرے سوا کسی دوسرے کو اپنا کارساز نہ سمجھ لینا۔

اس کے بعد بنی اسرائیل کو ارشاد ہوتا ہے کہ دیکھو تم ان لوگوں کی اولاد ہو جن کو ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کی معیت میں طوفان سے بچا لیا تھا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ نوح ایک شکر گزار اور فرمانبردار انسان تھے۔ تمہارے لئے بھی یہی زیبا ہے کہ تم

بھی شکر گزار اور فرمانبردار بنو ارشاد ہوتا ہے کہ اے بنی اسرائیل! ہم نے آج سے پہلے ہی تمہیں مطلع کر دیا تھا کہ تم دو مرتبہ دنیا میں ضرور فساد اور سرکشی برپا کرو گے۔ پس جب تم نے پہلی بار ایسا کیا تو ہم نے تمہاری سرکوبی کے لئے سخت جنگجو لوگوں کو مسلط کیا جو تمہارے گھروں میں گھس آئے اور تمہیں تہ تیغ کر گئے۔ اس کے بعد پھر ہم نے تم کو دشمنوں پر غلبہ دیا اور مال و منال اور حشم و جاہ میں تمہیں لاثانی بنا دیا اور تمہیں حکم دیا کہ اگر تم نیک عمل کرو گے تو اس کا فائدہ بھی خود ہی اٹھاؤ گے اور اگر بد عمل میں ڈوب گئے تو اس کی سزا بھی تمہیں بھگتنی پڑے گی۔

فرمایا جب دوسرا موقعہ آئے گا تو حملہ آور تمہارا حلیہ بگاڑ دیں گے اور جس طرح پہلی بار حملہ آور بیت المقدس میں داخل ہو گئے تھے۔ اب بھی داخل ہو جائیں گے۔ اور جہاں ان کو غلبہ ملے گا وہاں وہ تمہارے آثار باقیہ بھی خس و خاشاک کے ساتھ ملا کر رکھ دیں گے ممکن ہے کہ اس کے بعد پھر تمہارا رب تم پر مہربان ہو جائے اور اگر پھر تم اپنی بد عملیوں کا اعادہ کرو گے تو سمجھ لو کہ ہم بھی پھر ویسی ہی سزائیں تمہیں دیں گے۔ یاد رکھو کہ نافرمان لوگ ان دنیاوی مصائب کو جھیلنے کے بعد جب دوسرے جہان میں جائیں گے تو وہاں ان کو جہنم میں مقید رہنا ہو گا۔ لوگو! یہ قرآن تمہیں نہایت سیدھی راہ دکھاتا ہے اور نیک عمل کرنے والے ایمانداروں کو آخرت کی خوشخبری دیتا ہے اور ان لوگوں کو جو روز قیامت کو نہیں مانتے صاف طور سے مطلع کرتا ہے کہ ان کو اس زندگی کے بعد دردناک عذاب کا سامنا ہو گا۔

ترجمہ آیات ۱۱ - ۲۲:- انسان برائی طلب کرنے لگتا ہے جیسا کہ بھلائی کی درخواست کرتا ہے اور انسان جلد باز ہے اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا ہے۔ پھر رات کی نشانی کو ہم نے بے نور بنایا اور دن کی نشانی کو روشن تاکہ تم اپنے رب کے فضل کو تلاش کرو اور برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر سکو اور ہر ایک چیز کو ہم نے تفصیل سے بیان کیا ہے اور ہم نے ہر شخص کے نامہ اعمال کو گلے میں لٹکا رکھا ہے اور قیامت کے دن ہم اسے کتاب کی شکل میں اس کے واسطے نکال کر سامنے کر دیں گے وہ کھلا ہوا پائے گا۔ اپنا نامہء اعمال پڑھ لے آج تو اپنے اعمال کے حساب کے لئے خود ہی کافی ہے۔ جو ہدایت اختیار کرتا ہے وہ اپنے ہی لئے اختیار کرتا ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے تو

وہ اپنے ہی نقصان کے لئے گمراہ ہوتا ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے شخص کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور ہم ہرگز عذاب نہیں بھیجتے جب تک کہ کوئی پیغمبر نہ بھیج دیں۔ اور جب ہم یہ ارادہ کرتے ہیں کہ کسی بستی کو ہلاک کریں تو اس کے آسودہ حال لوگوں کو ہم حکم دیتے ہیں سو وہ اس کی نافرمانی کرتے ہیں پس اس پر ہمارا فیصلہ صادق آتا ہے اور ہم اس کو تباہ و برباد کر ڈالتے ہیں اور کتنی ہی قوموں کو نوح کے بعد ہم نے ہلاک کر ڈالا اور آپ کا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں کا جاننے والا اور دیکھنے والا کافی ہے۔ جو شخص دنیا چاہتا ہے ہم اس میں سے جسے چاہتے ہیں اور جس قدر چاہتے ہیں سردست یہیں دیتے ہیں پھر اس کے لئے جہنم کو مقرر کر رکھا ہے۔ جس میں وہ ذلیل و خوار ہو کر داخل ہوگا۔ اور جو شخص آخرت چاہے اور اس کے لئے اتنی ہی کوشش بھی کرے جتنی کہ کرنی چاہئے اور وہ مومن بھی ہو تو ایسے لوگوں کی سعی و کوشش مقبول ہوگی۔ آپ کے پروردگار کی بخشش سے ہم سب کو بہرہ مند کرتے ہیں ان کو بھی اور ان کو بھی اور آپ کے رب کی بخشش کسی پر بند نہیں۔ دیکھو! کس طرح ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے اور یقین رکھو آخرت کے مراتب و مدارج بھی اچھے اور بڑی فضیلت والے ہوں گے۔ اللہ کے ساتھ اور معبود نہ بناؤ کہ ذلیل و خوار ہو کر بیٹھ رہو گے۔

شرح:۔ بنی اسرائیل کو ان کی گزشتہ تاریخ اور واقعات یاد کرانے کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ انسان ناقص العلم ہونے کی وجہ سے کبھی کبھی اپنے لئے بری دعائیں بھی اس طرح مانگنا شروع کر دیتا ہے جس طرح نیک دعائیں۔ اس کی وجہ اس کا بے صبر اور جلد باز ہونا ہے جو جہالت اور بے علمی کا خاصہ ہے۔ فرماتا ہے جس طرح ہم مناسب وقت پر رات اور مناسب وقت پر دن کو ظاہر کرتے ہیں جو تمہارے لئے راحت و طلب معیشت کا سامان ہیں اسی طرح ہم وقت کے مناسب اپنی تعلیمات بھی بھیجتے رہتے ہیں۔ اگر تم دن رات پر غور کرو تو تمہیں صدہا خوبیاں ان میں نظر آئیں گی۔ اسی طرح قرآن میں بھی جو توریت اور انجیل کی جگہ نازل کیا گیا ہے۔ بیشمار خوبیاں ہیں وہ لوگ جو اسے تسلیم کرنے میں پس و پیش کرتے ہیں یا جلد بازی سے کام لیتے ہوئے اس پر ایمان لانے سے انکار کر دیتے ہیں وہ ہماری مصلحتوں کو نہیں سمجھتے اور پھر جب اپنی غلطیوں کی وجہ سے مصائب میں پڑ جاتے ہیں تو پھر قسمت کو کوسنے لگتے ہیں۔ حالانکہ بات صرف یہ ہے کہ ہر شخص کی

نحوست اسی کے اپنے اعمال ہی سے پیدا ہوتی ہے اور اس کی گردن میں قلاوہ کی طرح آویزاں رہتی ہے۔ فرمایا اے انسان! اگر تو چاہتا ہے کہ ان رنجیدہ حالات سے بچا رہے نحوست اور شومئے قسمت کا رونا تجھے نہ رونا پڑے تو تجھے چاہئے کہ اس کتاب کو جو قرآن کے نام سے تیرے لئے نازل کی گئی پڑھے اور غور کرے اور اس کے مطابق زندگی کے پروگرام کو بنالے۔ کیونکہ صرف اس کتاب کا مطالعہ قیامت کے دن تیرے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ تم میں سے جو اس کتاب کو پڑھ کر سیدھی راہ پر چلے گا اس کا وہ خود فائدہ اٹھائے گا اور جو اسے پڑھنے کے باوجود الٹی راہ اختیار کرے گا سزا پائے گا۔ ہر شخص اپنے اپنے اعمال کے لئے خود ذمہ دار ہے کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا اور کسی شخص یا قوم کو عذاب نازل نہیں کیا جاتا جب تک اپنا پیغام ہم اسے نہ پہنچالیں۔ اور اتمام حجت نہ کریں۔ فرماتا ہے کسی بستی یا قوم کے بگڑنے اور تباہ ہونے کا صحیح وقت وہ ہوا کرتا ہے جب اس کا طبقہ امرا فسق و فجور میں پڑ جاتا ہے اور اللہ کی نافرمانی کرنے لگتا ہے۔ جب یہ لوگ اس طرح نافرمانیاں کرنے لگتے ہیں تو ہم اس بستی یا قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا کرتے ہیں۔ اگر تم نوح علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر سابقہ اقوام کی تاریخ پر ایک نظر ڈالو تو تمہیں معلوم ہو کہ کتنی قومیں اپنی سیاہ کاریوں کی وجہ سے تباہ و برباد ہوگئی ہیں۔ فرمایا یہ فسق و فجور یہ سرکشی و نافرمانی انسان کی جلد بازی کا نتیجہ ہیں۔ چنانچہ جو شخص اس جلد حاصل ہو جانے والی دنیا کو چاہتا ہے اسے ہم دنیا ہی میں دے دیتے ہیں مگر اس کے بعد اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور اسے آخرت میں نہایت ذلیل و خوار ہو کر رہنا پڑے گا۔ مگر جو اخروی زندگی سنوارنا چاہے اور اس کے لئے کوئی عملی کوشش کرے اس کی مساعی یقیناً مشکور ہونگی بشرطیکہ وہ مومن بھی ہو۔ باقی رہا دنیا کا معاملہ تو اس میں کسی کی تخصیص نہیں۔ ہم دونوں فریقوں کو اپنی عنایت سے دیتے ہیں۔ یاد رکھو ہماری عنایت کا دروازہ کسی پر بند نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگتے وقت **"یا رحمن الدنیا ورحیم الا خیرۃ"** پکارا کرتے تھے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا میں ہر شخص پر مہربان ہوتا ہے خواہ کوئی اس کا نافرمان ہو خواہ فرمانبردار مگر آخرت کی مہربانی صرف انہی لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو خدا کے فرمانبردار ہوں۔ اس مضمون کو یہاں تشریح کے

ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ آج کل قرآن سے ناواقف طبقہ اکثر سوال کیا کرتا ہے کہ آج غیر مسلموں کے پاس دولت بھی ہے اور حکومت بھی جس سے صاف عیاں ہے کہ خدا ان لوگوں پر بہت مہربان ہے۔ اگرچہ یہ لوگ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ قرآن پر عامل ہیں۔ مگر چونکہ اخلاق اور کاروباری اصول نہایت عمدہ رکھتے ہیں۔ اللہ ان پر مہربان ہے اور دنیا میں ان کو اپنی عنایات سے نواز رہا ہے۔ یقیناً اس طرح آخرت میں بھی ان پر مہربان ہوگا قرآن پاک نے غیر مشتبہ الفاظ میں فرمادیا ہے کہ دنیا کے انعامات سب کے لئے یکساں ہیں مگر آخرت کے انعامات ان لوگوں کے لئے خاص ہیں جو اس کے طالب ہوں اور صحیح طور پر اس کے لئے کوشاں ہوں۔ دنیا کے انعامات چونکہ سب کے لئے یکساں ہیں لہٰذا اس کے طلبگاروں میں مقابلہ ہوگا جو شخص اس مقابلہ میں زیادہ طاقتور ثابت ہوگا وہ زیادہ انعام پالے گا۔ آج کل غیر مسلم دنیاوی ترقی کے لئے دو بڑے زبردست حربے استعمال کر رہے ہیں ایک اخلاقی دوسرا کاروباری۔ مسلمان ان دونوں کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اس لئے غیر مسلم دنیاوی ترقی کے میدان میں ان سے بہت آگے بڑھ گئے ہیں۔ اگر مسلمان آج بھی قرآن پر عامل ہو جائیں یا کم از کم اپنے اخلاق اچھے بنائیں اور ٹھوس کاروباری اصولوں کے پابند ہو جائیں تو یقیناً دنیاوی معاملہ میں کسی قوم سے پیچھے نہیں رہ سکتے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اس بات کو تمہیں کبھی نہ بھولنا چاہئے کہ درجہ فضیلت کی رو سے آخرت دنیا سے کہیں اچھی ہے۔ پس اس کے حصول کے لئے تم پر لازم ہے کہ شرک سے کلی اجتناب کرو۔

ترجمہ آیات ۲۳-۳۰:- تمہارے پروردگار نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اگر تمہاری موجودگی میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچیں تو تم ان کو اف تک نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکو اور ان کے ساتھ نرمی سے بات کرو۔ شفقت و عاجزی کا پہلو ان کے آگے جھکاؤ اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے رب! جس طرح سے ان دونوں نے بچپن میں مجھے پالا ہے تو بھی ان پر رحم کر۔ تمہارے رب کو خوب معلوم ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اگر تم نیکوکار ہو گے تو وہ یعنی خدا بھی رجوع کرنے والوں کو بلاشبہ بخش دینے والا ہے اور قرابت داروں کا حق ادا کرو نیز مسکینوں اور مسافروں کا اور دولت کو فضول خرچی میں نہ اڑاؤ۔ بے

شک دولت کو بے جا اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کے حق میں بڑا ناشکرا ہے۔ اور اگر تم اپنے رب کی رحمت کی تلاش میں کہ جس کی تمہیں امید ہو ان کی طرف توجہ نہ کر سکو تو ان سے نرمی سے کہہ دیا کرو اور نہ اپنے ہاتھ کو گردن کے ساتھ بندھا ہوا رکھو اور نہ بالکل کھول ہی دو۔ ورنہ تم ملامت زدہ اور تہی دست ہو کر بیٹھ جاؤ گے۔ تمہارا رب جس کسی کے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ یقیناً" وہ اپنے بندوں سے باخبر ہے اور انہیں دیکھتا ہے۔

شرح:۔ اس رکوع میں انسان کے نام ایک پیغام ہے جس میں اسے بتایا گیا ہے کہ تجھے ان لوگوں سے جن کے ساتھ تیرا دنیاوی تعلق ہے کس طرح پیش آنا چاہے اور اس لحاظ سے تجھ پر کیا فرائض عائد ہوتے ہیں۔

فرمایا اے انسان تجھے ذیل کے احکام کا پابند رہنا چاہئے۔

(۱) اللہ کے سوا اور کسی کی ہرگز عبادت نہ کرے۔

(۲) ہر شخص اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرے اگر ماں باپ دونوں بوڑھے ہو جائیں تو اولاد کا فرض ہے کہ ناک بھوں نہ چڑھائے بلکہ شفقت و سعادت مندی سے پیش آئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا مانگے کہ خدایا! جس طرح انہوں نے محبت اور پیار سے میرے بچپن کے زمانہ میں میری تربیت و پرورش کی تھی اسی طرح تو بھی ان پر مہربانی فرما۔ فرمایا! اے انسان! اگر تو ہمارے احکام پر چلے تو یقین رکھ کہ تیرا رب تیری لغزشوں کو معاف کر دے گا اور تجھے آخرت کی خوشگوار زندگی عطا کرے گا۔

(۳) اپنے قریبی رشتہ داروں کا خیال رکھے اور ان کے حقوق کو بطور احسن ادا کرے۔

(۴) مسکین اور مسافر کی نگہداشت کرے اور ہر ممکن طریقہ سے ان کی مدد کرتا رہے۔ چونکہ رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا تھا اور وہاں مال و دولت کے صرف کرنے ہی سے ہو سکتا ہے۔

(۵) فضول خرچی سے کلیتہ" بچا رہے اور اگر تو نے فضول خرچی کا وطیرہ اختیار کر لیا تو تو شیطان کا بھائی بن گیا پھر تو کسی حق دار کا حق ادا نہ کر سکے گا۔ اور کسی کے ساتھ

حسن سلوک کرنا بھی تیرے لئے ناممکن ہو گا۔

افسوس ہے آج مسلمان جس طرح قرآن پاک کے دیگر احکام کو بھولے ہوئے ہیں اسی طرح اس حکم کو بھی جو تمام انسانی کائنات کے نام اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھیجا تھا سرے سے بھلا رکھا ہے۔ یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ آج ان مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جو اپنے والدین سے برا سلوک کرتے ہیں اور بڑھاپے میں بجائے انہیں آرام پہنچانے کے تنگ کرتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دو اشخاص کی طبیعتوں کو ہم رنگ نہیں بنایا۔ خواہ وہ باپ بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ الا ماشاء اللہ پس اختلاف رائے اور اختلاف طبع کا ہونا ضروری ہے۔ مگر افسوس کہ آج اگر باپ بیٹا کسی معاملہ میں ایک دوسرے سے مختلف زاویہ نگاہ رکھیں وہ بچارا ایک شفقت پدری کا شکار دوسرے بڑھاپے کے سلاسل سے پابہ زنجیر گھٹ گھٹ کر مرنے لگتا ہے۔ ممکن ہے کہ حکومت کے جیل خانوں میں اخلاقی مجرموں کو بھی وہ روحانی کوفت نہ ہوتی ہو جو آج کے باپ کو اپنی اولاد کے ہاتھوں برداشت کرنی پڑتی ہے۔ یہ سارا معاملہ فضول خرچی اور عورتوں کی تابعداری کی وجہ سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اس لئے قرآن نے حکم دیا تھا کہ مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ فضیلت کا درجہ حاصل ہے دوسری جگہ فرمایا تھا کہ مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ مگر آہ آج! بجائے مردوں کے عورتوں کو فضیلت کا درجہ مل رہا ہے اور بجائے مردوں کے عورتیں حکومت کر رہی ہیں۔ خرچ اخراجات کے وقت عورتوں کی رائے آخری اور قطعی تسلیم کی جاتی ہے۔ پھر خدا کے احکام کی فرمانبرداری ہو تو کیونکر۔ وہ تو فطری طور پر "نا قصات العقل والدین" ہیں۔ ان کا اتباع کرنے والے بھی یقیناً" ویسے ہی بنیں گے عقلمند کے لئے لازم ہے کہ اعتدال اور انصاف کو ہاتھ سے نہ چھوڑے اور کوئی شخص حدود شریعت سے تجاوز نہ کرنے پائے۔ عورت کے اختیار اس قدر وسیع نہیں ہونے چاہئیں کہ وہ مردوں کو بھی بے دست وپا کر کے رکھ دے۔ بلکہ اس پر لازم ہے کہ مرد کے حکموں پر چل کر اولاد کی تربیت و پرورش میں مشغول رہے اور امور خانہ داری کے زیر اہتمام اس کی ہدایت پر عمل پیرا ہو۔ عورت مرد کی معاون ہے حاکم نہیں۔ پس اتنی سی بات میں اگر حدود کی نگہداشت نہ کی گئی تو نظام عالم بگڑ جائے گا اور آج اسی وجہ سے بگڑ رہا ہے۔ مال کے سلسلے میں فرمایا کہ تم نہ اس قدر فراخدلی سے خرچ کرو کہ خود نادار ہو کر رہ جاؤ نہ اس قدر کنجوسی سے کام لو کہ دنیا بخیل کہہ

کر تمہاری بے عزتی کرے۔

ترجمہ آیات ۳۱-۴۰:- اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے مت قتل کرو۔ ہم ہی تو ان کو رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی۔ ان کو قتل کرنا بڑے گناہ کی بات ہے اور زنا کے قریب تک نہ جاؤ کیونکہ وہ بے حیائی کا فعل ہے اور برا طریقہ ہے اور جس کے قتل کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے اسے قتل نہ کرو۔ مگر جائز طریق سے اور جو شخص بیگناہ مارا جائے اس کے وارث کو ہم نے اختیار دیا ہے کہ اسے چاہیے کہ قتل کرنے میں حد سے نہ بڑھے کیونکہ اسے مدد دی گئی ہے اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر ایسے طور پر جو اس کے حق میں بہتر ہو۔ یہاں تک کہ وہ سن بلوغ کو پہنچ جائے اور اقرار پورا کیا کرو۔ یاد رکھو کہ عہد کی باز پرس ہوگی اور جب ماپ کرو تو پیمانہ پورا بھر کر دو اور جب وزن کرو تو ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو۔ یہ بہت بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا ہے اور اس بات کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہ ہو کیونکہ کان، آنکھ اور دل ان سب سے باز پرس ہوگی اور نہ زمین پر اکڑ کر چلو کیونکہ نہ تو تم زمین کو پھاڑ سکو گے اور نہ بلندی میں پہاڑوں کو پہنچ سکو گے۔ ان سب کی برائی تمہارے پروردگار کے ہاں ناپسند ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو آپ کے رب نے از قسم حکمت و دانائی آپ کی طرف وحی کی ہیں اور اللہ کے ساتھ دوسرا معبود نہ ٹھہرانا۔ ورنہ ملامت زدہ اور راندہ قرار پا کر جہنم میں ڈال دیئے جاؤ گے۔ کیا تمہارے رب نے تم کو بیٹوں کے ساتھ نوازا ہے اور خود اس نے فرشتوں کو بیٹیاں بنایا ہے؟ بیشک تم بڑی ہی سخت بات کہتے ہو۔

شرح:- اس رکوع میں چند اور باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے اور

(۶) چھٹا حکم صادر فرمایا ہے کہ اولاد کو تنگ دستی کے ڈر سے مت قتل کرو۔ انسان کا انسان رازق نہیں ہے۔ فرماتا ہے کہ قتل کرنا ایک بڑا جرم ہے اس سے بچو۔ اس کے بعد سب سے بڑی بیحیائی سے بچنے کے لئے تاکید کی ہے۔ جسے زنا کہتے ہیں۔

(۷) فرمایا اے لوگو! اس برائی کے قریب نہ پھٹکو کیونکہ یہ بے شرمی اور بیحیائی کا ایک فعل ہے اور نہایت ہی گندہ چلن ہے "لا تقربو" اس سے مراد یہ ہے کہ ان اسباب و علل کو پیدا نہ ہونے دو۔ جن سے اس فعل کے ارتکاب کا ڈر ہو سکتا ہے۔ مثلاً "بے پردگی جہالت اور بے علمی کی باتیں باریک اور ریشمی لباس کا پہننا کیونکہ یہ

وہ اشیاء ہیں جو محرکات نفس ہیں ان کی موجودگی میں نفس انسانی سرکش و نڈر ہو جاتا ہے۔

(۸) ارشاد ہوتا ہے کہ انسان کے لئے حرام ہے کہ وہ کسی دوسرے انسان کو قتل کرے۔ ہاں اگر کسی نے زیادتی سے کسی مظلوم کو مار دیا ہو تو پھر قصاص میں اس کا قتل کر دینا بالکل روا اور جائز ہے مگر قصاص لینے والے کو خیال رہے کہ اس سے کوئی زیادتی نہ ہونے پائے۔

(۹) یتیم کے مال میں مطلق تصرف نہ کیا جائے۔ اگر کسی شخص کو اس مال کی حفاظت کے لئے مقرر کیا جائے اور وہ نادار ہو تو اس پر لازم ہے کہ بہت ہی تھوڑا سا معاوضہ لے کر اس کی جائیداد کی نگہداشت کرے۔

(۱۰) جب کسی سے عہد کر لو تو اس کو پورا کرو کیونکہ ہمارے ہاں اس کے متعلق ضرور باز پرس ہو گی۔

(۱۱) جب وزن کرو تو پورا پورا کرو کسی کو کم نہ دو۔

(۱۲) جس بات کا تمہیں صحیح اور واقعی علم نہ ہو اس میں اپنی قیاس آرائیاں مت دوڑایا کرو۔ فرمایا کہ تم جو انکل پچو اور بے تکی باتیں اپنے علم سے کہہ دیتے ہو اس کے لئے تمہارے کان تمہاری آنکھیں اور تمہارا دل سب جواب دہ ہیں۔

(۱۳) مغرور و متکبر نہ بنو۔ تیری بساط ہی کیا ہے جو تو اپنی بڑائی جتانے لگتا ہے۔ تیرے زور زور سے پاؤں مارنے سے زمین نہیں پھٹ جائے گی نہ اکڑ کر چلنے سے تو پہاڑوں کی بلندی تک پہنچ سکے گا۔ فرماتا ہے متکبرانہ روش ہم کو سخت ناپسند ہے۔

ان تیرہ (۱۳) احکام کے خاتمہ پر فرمایا ہے کہ اگر تم ان میں سے کسی ایک یا زیادہ احکام کی خلاف ورزی کرو گے یا خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ گے یا اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان میں گستاخانہ کلمات کہو گے تو جہنم کی آتش سوزاں کی نذر کئے جاؤ گے۔ خبردار رہو اگر کوئی اللہ کا بندہ آج اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہ تیرہ احکام دنیا تک پہنچا دے اور لوگوں کو ان پر عمل پیرا کر دے تو دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے اور آخرت سنور سکتی ہے۔ افسوس کہ اگرچہ قرآن پاک کی روزانہ تلاوت کرنے والے بھی ابھی بہت موجود ہیں مگر اس پر عمل کرنے والے اٹھ گئے۔ ورنہ قرآن پاک کی خوبیاں اس قدر جلدی لوگوں کو کیوں بھول

جائیں۔

ترجمہ آیات ۴۱-۵۲:۔ اس قرآن میں ہم نے ہر طرح کا انداز بیان اختیار کیا ہے تاکہ لوگ سمجھیں مگر ان کی نفرت زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ کہہ دیجئے اگر اس کے ساتھ اور بھی معبود ہوتے جیسا کہ وہ بیان کرتے ہیں تب تو وہ ضروری عرش والے کی طرف راہ ڈھونڈ نکالتے۔ وہ ایسی باتوں سے پاک ہے اور جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں اس سے وہ بہت زیادہ بلند اور بزرگ ہے۔ ساتوں آسمان اور زمین اور جو ان کے مابین ہیں وہ سب کے سب اس کی تسبیح کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو ہاں تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔ یقیناً" وہ بڑا تحمل والا اور بخشنے والا ہے اور جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک مخفی پردہ حائل کر دیتے ہیں اور ان کے دلوں پر ہم غلاف چڑھا دیتے ہیں کہ اس کو سمجھنے نہ پائیں اور ان کے کانوں میں گرانی سی پیدا کر دیتے ہیں اور جب کہ آپ اپنے رب کو قرآن میں تنہا یاد کرتے ہیں تو وہ نفرت سے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ ہم خوب جانتے ہیں جب وہ آپ کی طرف کان لگا کر سنتے ہیں جس ارادہ سے وہ سنتے ہیں اور جب وہ سرگوشیاں کرتے ہیں جبکہ یہ ظالم کہتے ہیں کہ تم تو ایک ایسے آدمی کے پیچھے لگے ہو جس پر کسی نے جادو کر رکھا ہے۔ دیکھئے آپ کے لئے کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں سو یہ گمراہ ہو گئے ہیں۔ لہٰذا یہ رستہ نہیں پا سکتے اور انہوں نے کہا کہ جب ہم ہڈیاں اور چورا ہو جائیں گے کیا ہم از سر نو پیدا ہو کر اٹھیں گے۔ کہہ دیجئے پتھر ہو جاؤ یا لوہا یا کوئی ایسی شے جو تمہارے دلوں میں زیادہ سخت ہو۔ سو اس پر کہیں گے کہ کون ہم کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ کہہ دیجئے وہی جس نے تمہیں اول بار پیدا کیا تھا۔ اب تو وہ آپ کے آگے سر مٹکائیں گے اور کہیں گے ایسا کب ہو گا۔ کہہ دیجئے بہت امید ہے کہ جلد ہی ہو گا۔ جس دن وہ تم کو پکارے گا اور تم اس کی حمد و ثنا پکارتے چلے آؤ گے اور خیال کرو گے کہ دنیا میں تم بہت ہی کم عرصہ ٹھہرے ہو۔

شرح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! تم کو جو احکام اس قرآن کے ذریعہ دیئے جا رہے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ تم ان کو یاد رکھو اور ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ مگر تم اکثر ان سے بھاگتے ہو۔ فرماتا ہے کہ خدا ایک ہے اور اس کے احکام اطاعت کے لائق ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی

دوسرا معبود نہیں۔ اگر ہوتا تو وہ بھی اسی ایک بلند مرتبہ معبود یگانہ کی تلاش میں ہوتا۔ لوگو! خدا کی ہستی تمہارے وہم و گمان کی حد بندیوں میں نہیں آسکتی تم اپنے دل سے اس کے متعلق جو باتیں گھڑ لیتے ہو وہ ان سے بہت بلند اور پاک ہے زمین اور آسمان کی تمام کائنات زبان سے اس کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے۔ مگر تم ان کی باتوں کو سمجھ نہیں سکتے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اگرچہ یہ قرآن جملہ کائنات کے لئے اپنے اندر وافر سامان ہدایت رکھتا ہے پھر بھی جب وہ ضدی اور ہٹ دھرم لوگ جن کے دل ایمان و ایقان کی نعمت سے محروم ہیں۔ اسے سنتے ہیں تو ان کے اور اس کے درمیان ایک پردہ سا حائل ہو جاتا ہے۔ جو ان بے ادب اور گستاخ لوگوں کو اس کے فیضان و برکت سے استفادہ کرنے سے روکتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ جب آپ خدائے یگانہ کا ذکر قرآن میں کرتے ہیں تو وہ وہاں سے بھاگنے لگتے ہیں۔ فرماتا ہے کہ اس قسم کے لوگ توحید و ایمان کے خلاف جو سازشیں آئے دن کرتے رہتے ہیں وہ ہم سے مخفی نہیں۔ ہمیں سب کچھ معلوم ہے ان کا یہ کہنے کا بھی ہمیں علم ہے۔ کہ یہ شخص (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) جس پر قرآن نازل ہو رہا ہے ایک دیوانہ شخص ہے۔ فرماتا ہے کہ اے ہمارے بندو! دیکھنا منکرین حق کیسی کیسی بری مثالیں تمہارے حق میں بیان کرتے ہیں اس کی وجہ محض ان کی گمراہ اور بے راہ روی ہے جو ان کو سیدھی راہ سے کوسوں دور پھینکے ہوئے ہے۔ ان کا یہ کہنا محض لغو ہے کہ جب ہم مر کر ہڈیاں ہو جائیں گے تو پھر کس طرح دوبارہ معرض وجود میں لائے جاسکیں گے۔ ان کو سنادو کہ مرنے کے بعد خواہ تم پتھر بن جاؤ یا لوہا یا کوئی ایسی چیز جو ان سے بھی زیادہ سخت ہو پھر بھی تم دوبارہ زندہ کئے جاسکو گے۔ ان سے پوچھو کہ مرنے کے بعد کہ تم کسی نہ کسی رنگ میں موجود رہوگے خواہ مٹی بن جاؤ خواہ پتھر خواہ راکھ ہو جاؤ خواہ ہڈیاں۔ مگر جب تم پہلی دفعہ پیدا کئے گئے تھے تو تمہارا اتا نشان بھی موجود نہ تھا۔ اگر پہلی دفعہ تمہیں عدم سے وجود میں لایا گیا تو پھر دوسری مرتبہ کیوں نہیں لایا جاسکتا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! ان دلائل سننے کے بعد یہ لوگ لاجواب ہو کر سر نیچے کر لیتے ہیں اور پھر پوچھنے لگتے ہیں کہ اچھا اگر ہم دوبارہ زندہ کئے جاچکیں گے تو وہ کب؟ سو ان سے کہہ دیجئے کہ عنقریب وہ وقت آجائے گا اور اس وقت تمہاری یہ کیفیت ہوگی کہ خواہ آج تم کتنے ہی سرکش کیوں نہ ہو اس دن خدا کی حمد پکارتے ہوئے حاضر کئے جاؤ گے۔ اور یہ خیال کرو گے کہ ہم تو دنیا میں کچھ بھی نہ

ٹھہرے۔ کاش کچھ زیادہ ٹھہرنا ہوتا اور کچھ نیک کام بھی کرتے۔

ترجمہ آیات ۵۳ - ۶۰:- میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بات کہا کریں جو بہت عمدہ ہو بیشک شیطان لوگوں میں فساد ڈلوا دیتا ہے۔ یقیناً شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ تمہارا رب تم کو خوب جانتا ہے تو اگر چاہے تو تم پر مہربانی کرے اور اگر چاہے تم کو سزا دے اور آپ کو ہم نے ان لوگوں کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا۔ اور آپ کا رب خوب جانتا ہے ان کو جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اور یقیناً ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی اور داؤد کو زبور عطا کی ہے۔ کہہ دیجئے کہ تم پکار کر دیکھ لو ان لوگوں کو جنہیں تم اس کے سوا شریک قرار دیتے ہو۔ سو نہ تو وہ تمہاری تکلیف دور کر سکیں گے اور نہ بدل سکیں گے۔ یہ جن کو پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈھتے ہیں کہ کون ان میں سے نزدیک تر ہے اور خدا کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ آپ کے رب کا عذاب بلاشبہ ڈراونی چیز ہے۔ اور ایسی کوئی بستی نہیں کہ جس کو ہم قیامت سے پہلے پہلے ہلاک نہ کریں یا اس کو سخت عذاب میں مبتلا نہ کریں۔ یہ چیز کتاب میں لکھی جا چکی ہے اور کوئی امر اس میں مانع نہیں ہوا کہ ہم معجزات بھیجیں مگر یہ کہ پہلے لوگوں نے ان کو جھٹلایا اور ثمود کو ہم نے ایک اونٹنی بطور نشان کے دی سو لوگوں نے اس پر زیادتی کی اور ہم معجزات جو بھیجتے ہیں تو صرف ڈرانے کو۔ اور جب ہم نے آپ سے کہا کہ آپ کے رب نے لوگوں کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے اور خواب جو ہم نے آپ کو دکھلایا اسے لوگوں کے لئے وجہ آزمائش بنایا اور اسی طرح تھوہر کے درخت کو جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے اور ہم خوف دلاتے رہتے ہیں مگر اس سے ان کی سرکشی بڑھتی جاتی ہے۔

شرح:- ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! تم لوگوں کو تبلیغ کرو تو نہایت عمدہ طرز بیان اختیار کرو اور ہمیشہ اچھی باتیں کہو کیونکہ شیطان ہمیشہ درپے آزار رہتا ہے اور لوگوں میں پھوٹ ڈلوانے کی کوشش کرتا ہے۔ جو لوگ شیطان کا آلہ کار بنتے ہیں وہ بھی ہم سے پوشیدہ نہیں اور جو نیکوکار ہیں انہیں بھی ہم جانتے ہیں۔ ہم چاہیں تو فوراً سزا دیدیں اور چاہیں تو رحم سے کام لیں۔ آپ کا کام صرف یہ ہے کہ آپ ان کو ہمارے احکام پہنچا دو۔ مگر اس سے زائد آپ پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ فرمایا ایک سے ایک افضل اور ایک سے ایک اعلیٰ نبی ہم نے دنیا میں بھیجا ہے اور ہر ایک کے ذریعہ ہم نے اپنی تعلیمات کو انسان تک

پہنچایا ہے۔

فرماتا ہے کہ بت پرست جب ہمارے احکام اور اسلامی تعلیمات کو سنتے ہیں تو اپنے بتوں یا معبودوں کی تعریفیں کرنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ اس میں ہر ایک قسم کی تکلیف سے بچالیں گے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ لوگ جن کو اپنا مشکل کشا سمجھتے ہیں وہ خود خدا کے عذاب سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں اور فی الحقیقت خدا کا عذاب ایک ایسی چیز ہے کہ اس سے ضرور ڈرنا چاہیے۔ فرماتا ہے کہ قیامت سے پہلے ہر قصبہ و ہر قریہ تباہ و ہلاک ہو گا یا عذاب کی لپیٹ میں آئے گا۔ پس بہتر ہے کہ ہر شخص طلب مغفرت کرے اور عذاب سے بچنے کا سامان فراہم کرے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ انبیاء کرام کے ذریعے جو معجزات دکھائے جاتے ہیں ان کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے کہ لوگ ڈر جائیں اور نافرمانی سے باز آئیں۔ مندرجہ بالا آیت میں یہ بھی اشارہ تھا کہ اہل مکہ پر اتمام حجت کرنے کے بغیر عذاب نہیں لایا جائے گا۔ چنانچہ جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ وہ نڈر ہو کر اور بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے لگے۔ پھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو تسلی دینے کے لئے ارشاد فرمایا اے پیغمبر! ہر شخص اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ آپ کو فکر نہ کرنا چاہیے کوئی شخص آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ معراج کے واقعہ کو سن کر منکرین طرح طرح کی باتیں بنایا کرتے تھے۔ کہ یہ عجیب واقعہ ہے۔ جس میں جھٹ پٹ جنت و دوزخ کی بھی سیر کرلی اور قرآن بھی عجیب کتاب ہے جس میں لکھا ہے کہ دوزخیوں کو تھوہر جیسے برے درخت کو بطور خوراک کھانا دیا جائے گا۔ فرمایا معراج کے واقعہ اور قرآن میں دوزخ اور دوزخیوں کی سزا کا ذکر کرنے سے مقصود یہی ہے کہ لوگ ہماری نافرمانی سے ڈریں مگر یہ چیزیں منکروں کے لئے مزید سرکشی اور کبر و نخوت کا سامان بن رہی ہیں۔ کیونکہ وہ بجائے ان پر ایمان لے آنے اور نافرمانی سے ڈرنے کے کج بحثیوں میں پڑ رہے ہیں۔

ترجمہ آیات ۶۱ - ۷۰:- جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ تم آدم کو سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا۔ اس نے کہا کہ کیا میں اس کو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے۔ کہنے لگا کیا یہی وہ شخص ہے جس کو تو نے مجھ پر بڑائی دی اگر تو قیامت کے دن تک مجھے مہلت دے تو تھوڑے سے لوگوں کے سوا اس کی ذریت کو اپنے قابو میں کرلوں

گا۔ حکم ہوا کہ جا جو ان میں سے تیری پیروی کرے گا تو تم سب کی سزا جہنم ہو گی اور سزا پوری پوری۔ اور ان میں سے جس کو تو اپنی آواز سے بہکا سکے بہکا لے اور ان پر سوار اور پیادے چڑھا لا اور ان کے مال اور اولاد میں شریک ہو لے اور ان سے وعدہ کرتا رہ اور شیطان ان سے جو وعدے بھی کرتا ہے محض دھوکا ہے۔ میرے بندوں پر تیرا قابو نہیں چلے گا اور تیرا رب کار سازی کے لئے کافی ہے۔ تمہارا رب وہ ہے جو سمندر میں تمہارے لئے کشتیاں چلاتا ہے تاکہ تم اس کے فضل کو تلاش کر سکو۔ وہ بلاشبہ تم پر رحم کرنے والا ہے اور جب سمندر میں تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے سوا جس کسی کو تم پکارا کرتے ہو وہ بھول جاتا ہے۔ پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف لے آتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان ہے ہی ناشکرا۔ کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ تم کو خشکی کے کسی کنارے میں دھنسا دے یا تم پر سخت آندھی چلا دے۔ پھر تم اپنا کوئی کار ساز نہ پاؤ۔ یا کیا تم بے خوف ہو کہ وہ تمہیں ایک دفعہ پھر سمندر میں لے جائے پھر تم پر ہوا کا ایک جھکڑ بھیجے اور تمہاری ناشکری کے بدلے تم کو غرق کر دے۔ پھر اپنے لئے تم کو ہمارا پیچھا کرنے والا کوئی نہ ملے اور اس میں مطلق شک نہیں کہ ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور خشکی و تری میں ان کو سوار کیا اور حلال و پاک اشیاء سے ان کی روزی مقرر کی اور جو مخلوقات ہم نے پیدا کی ہے اس میں سے اکثر پر ہم نے ان کو بزرگی اور فضیلت دی۔

شرح:۔ فرمایا ہمارے احکام کی مخالفت دراصل شیطان کی متابعت ہے ارشاد ہوتا ہے کہ جب ہم نے آدم کو پیدا کیا تو ملائکہ کرام سے کہا کہ تم اس کی تعظیم کرو اور اس کے سامنے جھکو۔ سوائے ابلیس کے سب نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ مگر پہلا دن تھا جب ابلیس نے ہمارا حکم ماننے سے انکار کر دیا اور اس انکار کی وجہ شیطان کا غرور اور تکبر تھا۔ اس نے نافرمانی کرتے ہوئے کہا کہ خدایا تو نے اس مٹی کے پتلے کو مجھ پر ترجیح دی ہے۔ میں اسے گوارا نہیں کر سکتا۔ اگر مجھے اجازت دی جائے تو میں آدم علیہ السلام کی تمام نسل کو سوائے تیرے چند مخلص بندوں کے قبضے میں کر کے دکھا دوں ہم نے اس پر اسے اجازت دیدی کہ جاؤ جو کچھ کرنا چاہو کر دیکھو۔ تمہیں اور اس کو جو تمہارا کہا مان لیں گے اور تمہاری روش کو قبول کریں گے نذر آتش کیا جائے گا۔ تم ان کو اپنی طرف بلانے کے لئے جو طریق اختیار کرنا چاہو کر سکتے ہو۔ خواہ خوش آئند آوازوں سے پکارو خواہ شرک و بت

پرستی کی راہ سکھلا کر ان کو گمراہ کرو۔ خواہ جھوٹے وعدوں پر ان کو رکھو۔ بہر نوع جو صورت تمہیں پسند ہو اختیار کر سکتے ہو مگر جو لوگ نیک ہیں وہ تمہارے پھندے میں نہیں پھنسیں گے۔ خواہ تم کتنا ہی زور لگاؤ۔ مگر وہ جو تمہاری جیسی سیرت رکھتے ہوں گے اور جن کا میلان طبع تمہاری طرف ہو گا وہ البتہ تمارے نقش قدم پر چلیں گے۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! ہمارا ہر ایک کام خواہ مشکل ہو خواہ آسان اور تمہاری ہر ایک ضرورت خواہ کیسی ہی کیوں نہ ہو ہم پوری کرتے ہیں۔ مثلاً" سطح سمندر کی سیر کرنا کوئی آسان بات نہ تھی۔ مگر ہم نے تمہاری اس مشکل کو بھی حل کر دیا ہے اور تم پر انتہائی درجہ مہربانی کی ہے اور تمہیں اس بات کا اعتراف ہے۔ چنانچہ جب سمندر میں تمہاری کشتی بھنور میں آجائے تو تم فریادیں کرنے لگتے ہو۔ اور ہر چیز کو بھول کر اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہو۔ اس وقت اللہ کے سوا تم کسی کو نہیں پکارتے۔ کیونکہ تمہیں یقین ہوتا ہے کہ وہی ایک ہستی ہے جو اس وقت تمہارے کام آسکتی ہے۔ مگر جب تم نجات پاتے ہو تو پھر وہی مشرکانہ رویہ اختیار کر لیتے ہو اور ناشکری کا مظاہرہ کرنے لگتے ہو۔ حیف بر شما۔ فرماتا ہے لوگو! تم کیوں بے خوف ہو۔ کیا تم جانتے نہیں کہ اگر اللہ چاہے تو تمہیں زمین میں دھنسا دے یا تم پر پتھروں کی بارش کر دے۔ تم کیوں بے خوف ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اگر اللہ چاہے تو تمہیں دوبارہ سمندر کے اسی بھنور میں لے جائے جس سے اس نے تمہیں نجات دی تھی اور پھر وہاں طوفان برپا کر کے تمہاری ناشکری کی وجہ سے تمہیں تباہ کر دے۔ اگر اللہ ایسا کرنا چاہے تو کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ یہ ہمارا احسان ہے کہ ہم تمہیں خشکی و تری میں چلنے کی توفیق عطا کرتے ہیں۔ کھانے کو اچھی اچھی چیزیں دیتے ہیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر تمہیں فضیلت دے رکھی ہے۔ اگر اس کے باوجود تم ناشکری کرو اور ہمارے احکام پر عمل نہ کرو تو تمہاری اپنی شقاوت و بدنصیبی ہے۔

ترجمہ آیات ۷۱ - ۷۷ :- جس دن کہ ہم تمام لوگوں کو ان کے پیشوا کے ساتھ بلائیں گے تو جن کا اعمال نامہ ان کے دائیں ہاتھ دیا گیا وہ اپنے اپنے اعمال ناموں کو پڑھیں گے اور ان پر ایک تاگے کے برابر بھی ظلم نہ ہو گا اور جو اس دنیا میں اندھا رہا سو وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا اور رستہ سے بہت بھٹکا ہوا اور جو چیز ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے یہ لوگ اس سے آپ کو بہکانے لگے تھے تاکہ آپ اس کے سوا ہماری نسبت جھوٹ

باندھیں اور اس وقت یہ آپ کو اپنی جانی دوست بنالیتے اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم بنا کر نہ بھیجا ہوتا تو البتہ ضرور آپ ان کی طرف کچھ نہ کچھ مائل ہو جاتے اگر ایسا ہوتا تو ہم آپ کو زندگی میں اور موت کے بعد دگنی سزا کا مزہ چکھاتے پھر آپ کو ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار بھی نہ ملتا اور یہ لوگ آپ کو اس سرزمین سے پھسلا ہی دینے لگے تھے تاکہ آپ کو جلاوطن کر دیں اور اگر ایسا ہوتا تو وہ بھی آپ کے بعد زیادہ دیر نہ ٹھہر سکتے۔ آپ سے پہلے ہم نے جس قدر بھی رسول بھیجے ہیں ان کا یہی دستور رہا ہے اور تم ہمارے دستور میں ردوبدل نہ پاؤ گے۔

شرح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ قیامت کے دن ہر شخص اپنا اپنا نامہ اعمال ہاتھ میں لئے خدا کے روبرو پیش ہوگا۔ فرماتا ہے جو لوگ میرے ارشادات پر کان نہیں دھرتے وہ دل کے اندھے ہیں۔ دنیا میں نشانات حق دیکھ کر ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے آخرت میں بھی وہ اندھے ہوں گے اور انعامات الہیہ سے مستفید نہیں ہو سکیں گے۔ ہر شخص کا نامہ اعمال دنیا میں مرتب ہوتا رہتا ہے۔ جو لوگ نیک ہیں اور اچھے عمل کر رہے ہیں ان کے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور وہ خوشی خوشی انہیں پڑھیں گے۔ مگر برے لوگوں کو جو برے کام کرتے رہے ہیں بائیں ہاتھوں میں اعمال نامے ملیں گے اور وہ مارے شرم و ندامت کے سر جھکائے کھڑے ہوں گے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بت پرستوں نے دو مرتبہ آپ کو ادائے فریضہ سے روکنا چاہا۔ آپ سے کہا گیا کہ اگر آپ ہمارے بتوں کی مذمت نہ کریں تو ہم آپ کو اپنا دوست بنا لیں گے۔ اس وقت آپ ان کی طرف مائل ہو رہے تھے اور بتوں کی مذمت سے رک رہے تھے مگر ہم آپ کے پاؤں اس وقت مضبوط نہ رکھتے تو آپ بھی مستوجب سزا قرار پاتے اور پھر کوئی بھی آپ کی مدد نہ کر سکتا۔ علاوہ ازیں ان منکرین حق نے جو یہ کوشش کی تھی کہ آپ کو ملک بدر کر دیں وہ اس میں ناکام رہے اور اگر وہ اس مقصد میں کامیاب بھی ہو جاتے تو دنیا پر ہمارا عذاب نازل ہوتا اور یہ لوگ تباہ و برباد ہو جاتے۔ کیونکہ ہمارے انبیائے کرام کے ساتھ جب بھی ایسی سختی برتی گئی ہے ہم نے ایسے گستاخوں کو عبرت ناک سزا دی ہے اور یہ ہمارا قانون ہے۔ جس میں ہم کبھی تبدیل نہیں کیا کرتے۔

ترجمہ آیات ۷۸ ـ ۸۴:۔ سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک

کے الفاظ بڑے دلکش اور بڑے موثر ہیں۔ اگر کوئی شخص ان مطلب کو ذہن نشین کرے اور پھر یہ دعا مانگے تو کبھی اس کی دعا بیکار نہ جائے گی۔

فرمایا اس دعا کے بعد یہ یقینی امر ہے کہ تمہیں تمہارے مقاصد میں پوری پوری کامیابی ہو۔ لہٰذا یہ اعلان کردو کہ حق و صداقت کا سورج طلوع ہو کر آیا ہے اور کفرو شرک کی ظلمتوں کے بادل چھٹ گئے ہیں کیونکہ کفرو شرک باطل ہے اور باطل مٹنے ہی کی چیز ہے اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! اس قرآن کی شکل میں ہم نے انسانی قلوب کی تمام امراض کا بہترین علاج تمہیں بتادیا ہے۔ گویا قرآن پر ایمان لانے والوں کے لئے سراسر رحمت ہے مگر جو لوگ ہمارے احکام کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتے وہ اپنے آپ پر ظلم کرتے اور نقصان اٹھاتے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ انسان کی حالت یہ ہے کہ جب اسے فراخی اور خوشحالی نصیب ہوتی ہے تو وہ اپنے خالق کو بھی بھول جاتا ہے اور اپنی کامیابی پر فخرو ناز کرنے لگتا ہے۔ مگر جب اسے ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑتا ہے تو مایوس ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ فرمایا ہم نے انسان کو اس امر کی پوری آزادی دے رکھی ہے کہ وہ جو کچھ کرنا چاہے اپنی مرضی سے کرتا رہے۔ ہاں اس کو بتادیا گیا ہے کہ یہ رویہ ہماری ناراضگی کا موجب ہو گا اور یہ پسندیدگی کا سبب۔ پھر سیدھی راہ اختیار کرنے والوں کو بھی وہ اچھی طرح جانتا ہے اور یقیناً اس کا اجر ان کو دے گا۔

ترجمہ آیات ۸۵-۹۳:- لوگ آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ ہم نے آپ کی طرف وحی کیا ہے اس کو سلب کرلیں پھر آپ کوئی شخص بھی نہ پائیں جو ہمارے معاملہ میں آپ کا چارہ ساز ہو۔ آپ کے رب کی رحمت ہے کیونکہ اس کی مہربانی آپ پر بہت زیادہ ہے۔ کہہ دیجئے کہ اگر انسان اور جن اس بات پر اتفاق کرلیں کہ اس قرآن جیسا ایک قرآن اور لے آئیں تو وہ ایسا قرآن بنا کر نہ لا سکیں گے۔ خواہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔ اور اس میں شک نہیں کہ ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی باتیں بار بار بیان کی ہیں مگر اکثر لوگ انکار کئے بغیر نہ رہے اور انہوں نے کہا کہ ہم ہرگز آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ آپ زمین میں ہمارے لئے ایک چشمہ نہ جاری کردیں۔ آپ کا کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ ہو سو اس میں نہریں

بہا نکالیں یا جیسا کہ آپ کا خیال ہے کہ ہم پر آسمان سے ٹکڑے گراؤ۔ یا اللہ اور فرشتوں کو سامنے لا کھڑا کرو۔ یا آپ کے لئے کوئی سونے کا گھر ہو یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں اور ہم آپ کے چڑھنے کو بھی نہیں تسلیم کریں گے۔ جب تک کہ آپ ہمارے لئے اوپر سے ایک کتاب نہ اتار لائیں جسے ہم پڑھ سکیں۔ کہہ دیجئے کہ سبحان اللہ! میں تو محض خدا کے پیغام پہنچانے والا بشر ہوں۔

شرح:- ارشاد ہوتا ہے کہ روح ایک ایسی حقیقت ہے جو خدا کے حکم سے ظہور پذیر ہوتی ہے وہ نہ خدا ہے نہ خدا کا جز بلکہ ایک مخلوق اور سِرِّ پروردگار ہے۔ انسان کو اس کے بارے میں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔ فرماتا ہے کہ قرآن کو تمہارے سمجھنے کی خاطر آسان بنایا ہے۔ اگر ہم چاہتے تو اسے بھی روح کی طرح ایک معمہ بنا دیتے پھر تم اس سے کچھ بھی نہ سمجھ سکتے۔ مگر یہ ہماری رحمت ہے اور تم پر انتہائی احسان ہے کہ قرآن کو روح جیسے ادق مسائل کا مجموعہ نہیں بنایا۔ قرآن وہ عظیم الشان کتاب ہے کہ اگر انسان اور جن تمام کے تمام ایک دوسرے کے مددگار بن کر بھی آ جائیں اور قرآن جیسی ایک کتاب بنانا چاہیں تو وہ نہیں بنا سکتے۔ اس کے حقائق و معارف کا اختصار و ایجاز اور اس کی صوری و معنوی خوبیاں تمام معجزات ہیں اور انسانی دسترس سے بالاتر۔ ذرا قرآن کی تماثیل اور اس کے قصص ہی کو دیکھو کہ کس وضاحت سے ہم نے انسان کے فائدے کے لئے بیان کئے ہیں مگر افسوس! انسان ناشکر گزار ہے اور اس کی ناشکری یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ہم پر ایمان لانے کے لئے اسے کوئی نشانی نظر ہی نہیں آتی اور بظاہر ناممکن الوقوع اشیاء کا طالب ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں مذکور ہوا ہے کہ بعض مشرکین مکہ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے کہا کہ اگر آپ خدا کے سچے نبی ہیں تو مکہ میں جہاں کوئی سبزی و روئیدگی نہیں اگتی انگوروں اور پھلوں کے باغات اگا دیں، پانی کے چشمے بہا دیں اور اگر آسمان قیامت کے روز ٹکڑے ٹکڑے ہونے والا ہے تو آج ہی خدا سے درخواست کریں کہ ہم پر آسمان کے ٹکڑے گرائے یا خدا اور ملائکہ ہم سے ہم کلام کر دیں یا آسمانوں پر سیڑھی لگا کر چڑھ جائیں اور وہاں سے ایک مکمل و مجلد کتاب لا کر ہمیں دیں کہ ہم اسے پڑھیں پھر ہمیں یقین ہوگا اور ہم خدا پر ایمان لے آئیں گے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبران کو کہہ دیجئے میں خدا نہیں خدا کا ایک رسول ہوں اور میرا کام صرف یہ ہے کہ اس کا جو حکم ہوا سے تم لوگوں

تک پہنچا دوں۔

ترجمہ آیات ۹۴-۱۰۰:- جب لوگوں کے پاس ہدایت آ گئی تو کوئی چیز سوائے اس کے ایمان لانے کے ان کو مانع نہیں ہوئی کہ انہوں نے کہا کیا اللہ نے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ کہہ دیجئے کہ اگر زمین پر فرشتے ہوتے تو اطمینان سے چلتے پھرتے تو ہم ان کے پاس آسمان سے فرشتہ ہی رسول بنا کر بھیجتے۔ کہہ دیجئے کہ تمہارے اور میرے درمیان اللہ ہی گواہ کافی ہے۔ بلاشبہ وہ اپنے بندوں کے حالات سے واقف ہے اور سب کچھ دیکھتا ہے اور جسے اللہ سیدھی راہ پر ڈال دے وہی ہدایت یاب ہے اور جن کو وہ گمراہ کر دے تو آپ ایسے لوگوں کے واسطے سوائے خدا کے کوئی رفیق نہ پائیں گے اور ہم قیامت کے دن ان کو اوندھے منہ، اندھے، گونگے اور بہرے بنا کر اٹھائیں گے۔ ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ جب (آتش دوزخ) بجھنے کو ہوگی تو ہم اسے ان کے لئے اور بھڑکا دیں گے۔ یہ ان کی سزا اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے ہمارے احکام کی نافرمانی کی اور کہا کہ کیا ہم جب ہڈیاں اور چورا ہو جائیں گے تو کیا ہمیں پھر از سر نو پیدا کیا جائے گا۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ وہ ذات اقدس ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا۔ وہ قادر ہے کہ ان کی مثل پیدا کر دے۔ اور ان کے لئے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے۔ جس میں کوئی شک نہیں مگر ظالم انکار کئے بغیر نہیں رہے۔ کہہ دیجئے کہ اگر تم میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک بھی ہو جاتے تو بھی خرچ ہو جانے کے ڈر سے ان کو بند کر کے رکھتے اور انسان بہت تنگ دل ہے۔

شرح:- فرمایا اکثر لوگ جو ایمان لانے میں تامل کرتے ہیں ان کا اعتراض یہی ہوا کرتا ہے کہ انسان کی ہدایت کے لئے کوئی مافوق البشر ہستی آنی چاہئے۔ ایک انسان انسان کا ہادی نہیں ہو سکتا۔ فرمایا یہ غلط ہے انسان کو انسان ہی تبلیغ کر سکتا ہے اور وہی ان میں مل جل کر رہ سکتا ہے اور تعلیمات الٰہیہ سے آشنا کرا سکتا ہے۔ اس واسطے ہم نے دنیا میں جس قدر بھی رسول بھیجے ہیں وہ سب بشر ہی تھے۔ اگر دنیا میں ملائکہ کرام بستے ہوتے تو پھر ہم ان کے پاس تبلیغ احکام کے لئے فرشتے ہی بھیجتے۔

فرمایا جو لوگ راہ ہدایت کو بھول جاتے ہیں ان کا کوئی حامی و مددگار نہیں ہوتا اور ایسے لوگ جیسے حق و صداقت سے دنیا میں اندھے گونگے اور بہرے ہوتے ہیں ویسے ہی آخرت میں اٹھائے جائیں گے اور دوزخ کی آگ کا ایندھن بنیں گے۔ یہ ان کی کفر نوازی

کی سزا ہوگی کیونکہ یہ افعال ان سے بدیں وجہ صادر ہوتے تھے کہ وہ سمجھے بیٹھے تھے کہ جب ہم ایک دفعہ مرجائیں گے تو دوبارہ ہمارا حشر نہ ہوگا۔ کیونکہ ہم مر کر مٹی اور خاک میں مل جائیں گے۔

فرماتا ہے! ذرا غور تو کرو جو خدا یہ زمین اور آسمان بنا سکتا ہے اگر وہ اسے تباہ کردے تو اس کے لئے کیا مشکل ہے کہ وہ ایسا ہی دوبارہ کھڑا کرے۔ فرماتا ہے یہ بات یوں تو با آسانی ہر شخص سمجھ سکتا ہے مگر ناشکری کی وجہ سے اکثر لوگ انکار ہی کرتے رہتے ہیں۔ فرمایا خدا انسان کسی طرح نہیں کہ اس کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ اسے جمع کر کے رکھتا ہے۔ کیونکہ انسان کو ڈر ہوتا ہے کہ اگر یہ چیز خرچ ہوگئی تو ممکن ہے دوبارہ میرے ہاتھ میں نہ آئے مگر تمہارا خدا ایسا نہیں وہ ہر چیز کے خرچ کرنے اور پیدا کرنے پر قادر ہے۔

ترجمہ آیات ۱۰۱-۱۱۱:- بلاشبہ ہم نے موسیٰ کو تو کھلی نشانیاں دیں سو بنی اسرائیل سے پوچھ لو جب وہ ان کے پاس آئے تو فرعون نے ان سے کہا کہ اے موسیٰ! میں خیال کرتا ہوں کہ تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ تو تمہیں معلوم ہی ہے کہ یہ چیزیں کسی نے نہیں اتاریں سوائے زمین و آسمان کے پروردگار کے اور یہ سمجھ بوجھ کی باتیں ہیں اور اے فرعون! میں خیال کرتا ہوں کہ تو ہلاک ہونے کو ہے۔ پھر اس نے چاہا کہ ان کے پاؤں اس سرزمین سے اکھاڑ دے۔ پس ہم نے اس کو جو اس کے ساتھی تھے سب کو غرق کر دیا اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ زمین مصر میں رہو بسو۔ مگر جب آخرت کا وعدہ آجائے گا تو ہم تم سب کو سمیٹ کر لے آئیں گے۔ اور ہم نے اسے سچائی سے نازل کیا ہے اور وہ سچائی سے نازل ہوا ہے اور آپ کو ہم نے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور قرآن کو تھوڑا تھوڑا اس لئے نازل کیا ہے کہ آپ لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سنائیں اور ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اتارا ہے۔ کہہ دیجئے تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ۔ جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے جب ان کے سامنے یہ قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں سبحان اللہ بلاشبہ ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہا اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں اور روتے ہیں اور ان کی عاجزی اور بڑھتی جاتی ہے کہہ دیجئے تم اللہ کو پکارو خواہ رحمٰن کو جس نام سے بھی پکارو اس کے تو سب نام بہتر ہیں۔ اپنی نماز نہ بلند آواز سے پڑھو اور نہ بالکل چپکے چپکے اور ان دونوں کے بین بین

طریق اختیار کرو۔ کہہ دیجئے سب تعریفیں اللہ ہی کو زیبا ہیں۔ جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ حکومت میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ اس سبب سے کہ کمزور ہے۔ اس کا کوئی مددگار ہے اور تم اس کی بڑائی کرتے رہا کرو۔

شرح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ مثال کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لو وہ بھی پیغمبر تھے اور تم لوگ ان کی پیغمبری کو تسلیم بھی کرتے ہو۔ جب ہم نے ان کو نبوت کی خلعت عطا کی تو فرعون اور اس کی قوم نے آپ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور مختلف اوقات میں ان سے نو مختلف معجزے طلب کئے مگر باوجودیکہ وہ تمام معجزات دکھائے گئے پھر بھی وہ لوگ ایمان نہ لائے اور الٹا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ساحر و مسحور کے نام سے پکارنے لگے۔ انہوں نے فرمایا اے فرعون! یہ معجزات جو تجھے دکھائے ہیں نہ میرے بس کے ہیں نہ کسی اور انسان کے بس کے ان کو ظاہر کرنے والا تو وہی مالک الکل اور قادر مطلق ہے اور اس بات کو یاد رکھ کہ اگر تو نے ہٹ دھرمی سے مخالفت کو جاری رکھا تو تو تباہ و برباد ہو جائے گا۔ اس پر فرعون نے چاہا کہ ہمارے نبی کو ملک سے نکال دے۔ پس ہم نے اس گستاخی کی پاداش میں فرعون کو اس کی قوم سمیت دریا میں غرق کر دیا۔

فرمایا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے رسول برحق تھے اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے سچے رسول ہیں اور یہ قرآن حق و صداقت کے ساتھ ہم نے نازل کیا ہے۔ اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کرنے میں ہماری یہ حکمت تھی کہ لوگ تھوڑا تھوڑا یاد کر لیں اور اس پر عمل پیرا ہو جائیں۔ فرمایا! اے مخالفین! خواہ تم ایمان لاؤ یا نہ لاؤ مگر وہ لوگ جنہوں نے مبداء فیض سے علم و معرفت کی دولت حاصل کی ہے وہ جب قرآن کو سنتے ہیں تو اس کی تعلیم اور صداقت سے اس قدر متاثر ہوتے ہیں کہ فوراً سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدایا! تو پاک ہے اور تیرے وعدے سچے ہیں اور یہی کہتے کہتے ان پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور زیادہ سے زیادہ انکساری کا اظہار کرنے لگتے ہیں۔ اس کے بعد ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ مشرکین عرب "رحمٰن" ایک الگ معبود خیال کرتے تھے اور "اللہ" الگ۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا اللہ یا رحمٰن پکار پکار کر کچھ دعائیں مانگ رہے تھے۔ ابو جہل نے سن لیا اور کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تو کہتے ہیں کہ صرف ایک خدا کو پکارو مگر وہ خود رحمٰن کو بھی پکارتے ہیں اور اللہ کو بھی

اس پر ارشاد ہوا کہ اللہ اور رحمن ایک ذات کے دو نام ہیں اور اس کے علاوہ اس کے اور بھی کئی اچھے اچھے نام ہیں جن کے ساتھ ان کو پکارا جا سکتا ہے۔ خدا انسان کی ہر دعا سنتا ہے۔ مگر پکارنے اور دعا مانگنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ نہ زیادہ اونچی آواز سے پکارا جائے نہ بہت آہستگی سے بلکہ درمیانی آواز سے دعا و مناجات کرنا زیادہ موزوں اور افضل ہے۔ فرمایا! بہرنوع خدائے یگانہ کی ہستی تمہارے فہم و ادراک سے بہت بالاتر ہے۔ اتنا سمجھ لو کہ وہ نہ اولاد کا محتاج ہے اور نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ نہ کسی کی مدد و اعانت کی اسے ضرورت ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اس کی حمد و ثنا پکارے اور اس کی بڑائی بیان کرے۔

(۵۱) سورۃ یونس ؑ (۱۰)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو نو آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۱-۱۰:- یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔ کیا لوگوں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کے پاس وحی بھیج دی کہ لوگوں کو ڈرائے اور ایمان والوں کو اس بات کی خوشخبری سنائے کہ ان کے رب کے ہاں ان کے لئے مقام صدق ہے کافروں نے کہہ دیا کہ یہ تو بلاشبہ صریحاً" جادوگر ہے۔ یقیناً" تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر قرار پذیر ہوا اور تمام امور کا انتظام کرتا ہے۔ اس کے سامنے کوئی سفارش نہیں کر سکتا مگر اس کے بعد کہ وہ اجازت دے۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے سو اس کی عبادت کرو تو کیا تم سوچتے نہیں۔ تم سب کو اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اسے دوبارہ لوٹائے گا تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے حق و صداقت کے ساتھ جزا دے اور وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا ان کے لئے کھولتا ہوا پانی پینے کو ہوگا اور کفر اور انکار کی وجہ سے دردناک عذاب۔ وہ وہی ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو نور بنایا اور ان کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کا شمار اور حساب معلوم کر

ہر شخص ہمارا محتاج ہے پس یہاں رو و رعایت اور سفارش و جنبہ داری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہٰذا یاد رکھو کہ اگر کسی شخص نے ہمارے احکام سے دنیا میں سرکشی کی اور آخرت میں ہم نے اسے عذاب دینا چاہا تو پھر کوئی اس کو بچا نہیں سکے گا۔ یاد رکھو تم سب کو پھر پھرا کر آخر ہمارے پاس آنا اور اعمال گزشتہ کا حساب دینا ہے۔ اس دن ہم بلا رو رعایت ہر کسی کو اس کے نیک اعمال کا نیک بدلہ اور برے اعمال کی سزا دیں گے اور سزا بھی ایسی۔ انسان پکار اٹھو۔ دیکھو مجھ پر ایمان لانے کے لئے سورج کی روشنی، قمر کی چاندنی اور ستاروں کی تابانی تمہیں بار بار پکار رہی ہے۔ دن اور رات کا یکے بعد دیگرے آنا اور ان کے اندر تمہارے لئے راحت و عیش اور معیشت و زینت کے سامان ہونا ہی وجود باری تعالیٰ پر کافی دلیل ہے کہ تمہیں ہمارا بندۂ فرمانبردار بن کر رہنا چاہئے اور اگر تم دنیا کی دلفریبیوں کا اس درجہ شکار ہو گئے کہ کسی نشانی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ کسی داعی الی الحق کی بات کو بھی نہ سنا تو بس تمہارا ٹھکانا دوزخ کی آگ مقرر کیا جائے گا۔ اس میں پڑے جلتے رہو گے مگر وہ لوگ جو داعیان حق کی پکار کو سنیں گے۔ خدا کی قدرت کو دیکھ کر اس پر ایمان لائیں گے اس کی فرمانبرداری اور رضامندی پر خوش ہوں گے وہ سیدھی راہ پائیں گے۔ اس کا ہر کام خواہ وہ دنیاوی ہو یا دینی سنور جائے گا۔ دنیا میں اس کو اطمینان قلب اور فرحت دل نصیب ہوگی اور آخرت میں ابدی راحت اور جنت کی خوشگوار زندگی عطا ہوگی۔ وہاں ہر سو خوشی کے شادیانے ہوں گے اور جہاں سے جو آواز آئے گی خدا کی طرف سے ان کو تحائف سلام بھیجے جائیں گے اور وہ شکریہ میں ہر وقت "الحمد للہ رب العلمین" ہی ورد زبان رکھیں گے۔ اس کے برعکس اگر تم اس فانی دنیا کے ساز و سامان پر مطمئن بھی ہو جاؤ تو کیا ایک طرف آرام پایا تو دوسری طرف دکھ موجود ہے پس چاہئے کہ عارضی کو چھوڑ کر دائمی فائدہ حاصل کرو۔

ترجمہ آیات ۱۱—۲۰:— اگر اللہ ان کی بداعمالیوں کی سزا ان کو جلدی ہی دیتا جیسا کہ یہ حصول فائدہ میں جلدی کا اظہار کرتے ہیں تو ان کی مدت حیات کبھی کی پوری ہو چکی ہوتی سو ہم ان لوگوں کو جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے۔ چھوڑ دیتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں پڑے بھٹکے رہیں اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے۔ پڑا، بیٹھا اور کھڑا ہوا ہر حالت میں پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں تو یوں چل دیتا ہے

کہ گویا اس نے ہمیں اس تکلیف کے دور کرنے کیلئے جو اسے پہنچی تھی کبھی پکارا ہی نہیں۔ اس طرح سے حد سے بڑھ جانے والوں کو ان کے اعمال آراستہ معلوم ہوتے ہیں اور ہم نے تم سے پہلے کئی قوموں کو جبکہ انہوں نے ظلم کیا ہلاک کر دیا حالانکہ ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے مگر اس پر بھی وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لے آتے۔ مجرموں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔ پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین میں جانشین مقرر کیا تاکہ دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو اور جب ان کے سامنے ہماری صاف صاف آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ لوگ جن کو ہماری ملاقات کی امید نہیں کہہ دیتے ہیں اس کے ما سوا کوئی اور قرآن لائیے یا اسے بدل ڈالئے۔ ان سے کہہ دیجئے کہ مجھے یہ حق نہیں کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل ڈالوں میں تو صرف اس بات کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ تک بذریعہ وحی پہنچتی ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو بلاشبہ میں یوم عظیم کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ کہہ دیجئے کہ اگر اللہ چاہتا تو میں تمہارے سامنے اسے نہ پڑھتا اور نہ تم کو اس کی خبر دیتا۔ اس سے پہلے میں تم میں ایک عمر گزار چکا ہوں تو کیا تم نہیں سوچتے سو اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کے احکام کو جھٹلائے۔ یاد رکھو کہ مجرم کبھی فلاح نہیں پاتے اور یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نفع دے سکتی ہیں نہ نقصان پہنچا سکتی ہیں اور کہتے ہیں یہ کہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کو وہ باتیں بتاتے ہو جو اس کے علم میں نہ آسمانوں میں ہیں اور نہ زمین میں۔ وہ پاک ہے اور ان کے شرک سے بالاتر ہے اور سب لوگ صرف ایک جماعت سے تھے پھر ان میں اختلاف پیدا ہوا اور اگر آپ کے پروردگار کی جانب سے پہلے ہی سے ایک بات طے نہ ہو چکی ہوتی تو جس چیز میں وہ ایک دوسرے سے اختلاف کر رہے ہیں اس کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔ اور کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نازل نہیں ہوا۔ کہہ دیجئے کہ غیب کا علم تو اللہ ہی کو ہے سو تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

شرح:۔ اس رکوع میں منکران حق کے حالات کا پورا پورا نقشہ کھینچ کر بتایا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو تبلیغ حق تو ضرور کر دی جاتی ہے اور وہ ہر ایک بات کو بخوبی سمجھ بھی لیتے ہیں مگر پھر بھی راہ حق کو قبول نہیں کرتے اور ان میں سے چند منچلے لوگ جو تم کو یہاں

تک کہہ دیتے ہیں کہ اے نبی! اگر نافرمانی پر عذاب آ سکتا ہے تو ہم نافرمانوں پر کیوں عذاب نہیں ٹوٹ پڑتا۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح خدا اپنی مخلوق کی اچھی باتوں کو فوراً قبولیت کا شرف بخش دیتا ہے اگر بری باتوں کو بھی اسی طرح جھٹ پٹ قبول کرنے لگے تو چند ہی دنوں میں دنیا کا صفایا ہو جائے۔

انسان عجلت پسند ہے اور جو کام کرنے چاہے خواہ اچھا یا برا جھٹ پٹ ہی کر لینا چاہتا ہے۔ اور یہی اس کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔ پس وہ لوگ جو خدا سے بے نیاز ہو چکے ہیں ہم ان پر بھی فوراً عذاب نہیں بھیجتے خواہ وہ اس کے طالب ہی کیوں نہ ہوں۔ ہم اس دنیاوی زندگی میں اپنی سرکشی و نافرمانی کے تلاطم خیز سمندروں میں ان کو غوطے کھانے کو چھوڑ دیتے ہیں۔ پس جب وہ اپنا اپنا وقت پورا کر لیں گے پھر جزا سزا مرتب ہوگی۔ دیکھو جب ان منکران حق کو بھی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے چلتے پھرتے ہر وقت ہم ہی سے درخواست کرتے کہ خدایا کہ ہمیں اس مصیبت سے نجات دلا۔ اگر ان کو معلوم نہ ہوتا کہ ہمارا خالق ہمارا مالک اور ہمارا رازق وہی ہے جس کے قبضہ قدرت میں ہماری جان ہے تو پھر ہم سے نجات کے لئے کیوں خواہاں ہوتے پس معلوم ہوا کہ ہر انسان دل سے تو خدا کا قائل ہے مگر اس کی نافرمانی کرتا ہے۔ اس واسطے جب وہ تکلیف دور ہو جاتی ہے تو پھر خدا کو بھول جاتا ہے گویا اس نے خدا سے کبھی کوئی دعا ہی نہیں کی تھی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ حد سے گزرنے والے تمام لوگوں کا یہی حال ہوتا ہے۔ فرماتا ہے کہ جب ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی کسی قوم کے تمام افراد یہی طرز عمل اختیار کر لیتے ہیں تو لا محالہ ہمیں اس قوم مجرمین کی بجائے کوئی دوسری قوم سطح ارضی پر لانی پڑتی ہے۔ پس اتمام حجت کرنے کے بعد ہم ان کے تمام نام و نشان تک مٹا دیتے ہیں۔ جاؤ تاریخ اقوام کو اٹھا کر دیکھو کہ کس قدر قومیں اس طرح تباہ و برباد ہو گئیں۔ ارشاد ہوتا ہے اے مسلمانو! تمام اقوام عالم کے بعد ہم نے اب تمہیں برگزیدگی عطا کی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ تم کس طرح عمل کرتے ہو۔ دیکھو تمہارے ارد گرد جو اقوام رہتی ہیں وہ قرآن پر طرح طرح کے اعتراضات کرتی ہیں وہ چاہتی ہیں کہ قرآنی احکام ان کی منشا کے مطابق ہوں مگر ان کو سنا دو کہ قرآن خدا کا کلام ہے اس میں کمی بیشی قطعاً ممکن نہیں۔ اے پیغمبر اسلام ان کو سنا دو کہ میں اپنی ذاتی خواہش کو اس میں کس طرح داخل کر سکتا ہوں مجھے تو جو کچھ بذریعہ وحی پہنچا دیا جاتا

ہے وہ من و عن میں تمہارے حوالے کر دیتا ہوں۔ مجھے صرف اس قدر تمنا ہے کہ تم ان احکام پر عمل پیرا ہو کر آنے والے عذاب کی شدت سے بچ جاؤ۔ وہ عذاب کوئی معمولی عذاب نہیں ہوگا۔ اے پیغمبر کہہ دیجئے مجھے خدا ہی کی طرف سے ایسا حکم ہے کہ میں یہ تمام باتیں تم کو سنا دوں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو میں ہرگز تم سے کچھ نہ کہتا۔ میں اپنی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ تمہارے اندر گزار چکا ہوں اور تم جانتے ہو کہ خائن و بد دیانت نہیں ہوں۔ یہ خائنوں کا کام ہے کہ وہ افترا پردازی کریں یا جھوٹ بولیں تو پھر اس سے بڑھ کر کون زیادہ ظالم ہوگا۔ جو خدا کے متعلق بھی جھوٹی بات کہنے سے گریز نہ کرے۔ ایسا آدمی تو قطعاً فلاح نہیں پاتا اس کے بعد فرمایا کہ منکران توحید کی عقل کو تو دیکھو کہ ایک خدا کو چھوڑ کر سینکڑوں کے سامنے سر بسجود ہوتے ہیں۔ حالانکہ ان میں سے کوئی بھی ان کے نفع نقصان پر قادر نہیں۔ ایک دروازہ چھوڑتے ہیں اور ہزاروں جگہ ناصیہ فرسائی کرتے ہیں۔ حالانکہ کسی جگہ سے کچھ بھی نہیں ملتا کیونکہ سوائے خدا کے اور کسی کے پاس کچھ بھی نہیں وہ جو خود تمہاری طرح محتاج ہوں وہ تمہیں کیا دے سکتے ہیں فرماتا ہے کہ ابتدا میں سب لوگ خدائے واحد کے پرستار تھے مگر آہستہ آہستہ نافرمانوں کی جماعت الگ ہوتی گئی۔ اگر ہم چاہتے تو ان سب کو ایک ہی دفعہ ہلاک کر دیتے مگر ہم نے ایسا نہیں کیا۔ پس مسلمانو! تم ان لوگوں کو ہمارے احکام سنا دو اور اگر نہ مانیں تو ان کو انتظار کرنے دو تا آنکہ اپنی آنکھوں سے موجودہ عذاب کو دیکھ لیں۔

ترجمہ آیات ۲۱-۳۰:- جب ہم لوگوں کو تکلیف پہنچنے کے بعد لطف و کرم کا مزا چکھاتے ہیں تو وہ ناگہاں ہمارے احکام میں حیل و حجت سے کام لینے لگتے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ اللہ مکر کی سزا بہت جلد دیا کرتا ہے۔ یاد رکھو کہ ہمارے فرشتے تمہاری حیلہ سازیوں کو لکھتے جاتے ہیں وہی تو ہے جو تم کو خشکی اور تری میں چلاتا ہے۔ حتیٰ کہ جب تم کشتیوں میں ہوتے ہو اور وہ موافق ہوا کی مدد سے ان کو لے کر چلتی ہیں اور یہ اس پر خوش ہوتے ہیں کہ دفعتہً ان پر آندھی چلنے لگتی ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں چڑھی چلی آتی ہیں اور وہ یقین کرنے لگتے ہیں کہ اب وہ چاروں طرف سے یقیناً گھر چکے ہیں اس پر وہ مخلصانہ بندگی کا اقرار کر کے اللہ ہی کو پکارتے ہیں کہ تو نے ہمیں اس سے نجات دلا دی تو ہم ضرور تیرے شکر گزار رہیں گے۔ پھر جب وہ ان کو بچا لیتا ہے تو وہ ناحق زمین میں سرکشی کرنے لگتے

ہیں۔ اے لوگو! تمہاری سرکشی کا وبال تمہاری ہی جانوں پر ہے یہ دنیاوی زندگی کے اسباب ہیں۔ پھر تمہیں ہماری جانب آنا ہے اس وقت ہم تم کو بتادیں گے جو کچھ تم کرتے تھے۔ دنیوی زندگی کی مثال اس پانی کی سی ہے جسے ہم نے آسمان سے برسایا پھر وہ زمین کی روئیدگی کے ساتھ جسے انسان اور حیوان کھاتے ہیں مل گیا۔ یہاں تک کہ زمین مزین و دیدہ زیب نظر آنے لگتی ہے اور اس کے مالکوں نے یقین کرلیا کہ وہ اس پر پوری طرح قادر ہیں۔ تو رات کو یا دن کو ہمارا حکم عذاب آپہنچا۔ پھر ہم نے ان کو کاٹ کر یوں رکھ دیا کہ گویا وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ اسی طرح ہم ان لوگوں کے لئے نشانیوں کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ جن لوگوں نے نیکوکاری کی ان کے لئے بھلائی ہے اور کچھ زیادہ بھی اور ان کے چہروں پر نہ سیاہی چھائے گی اور نہ ذلت۔ یہ لوگ جنتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے اور جن لوگوں نے برائیاں کیں ان کے لئے برائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا اور ان پر ذلت چھا جائے گی۔ ان کو اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا اور ان کا یہ عالم ہوگا کہ ان کے چہروں پر شب تاریک کے ٹکڑے اوڑھا دیئے گئے ہیں۔ یہ لوگ دوزخی ہیں۔ یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور جس دن ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شرکاء اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ پھر ہم ان کے درمیان تفرقہ ڈال دیں گے اور ان کے شرکا ان سے کہیں گے کہ تم نے ہماری کبھی پرستش نہیں کی۔ سو تمہارے اور ہمارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے۔ ہم تو تمہاری عبادت سے محض ناواقف تھے۔ وہاں ہر شخص اپنے اعمال کو جو اس نے کئے ہوں گے جانچ لے گا اور یہ اللہ کی طرف جو ان کا سچا مالک ہے لوٹائے جائیں گے اور جو افترا پردازیاں یہ کیا کرتے تھے سب ان سے جاتی رہیں گی۔

شرح:۔ اس رکوع میں انسان کی ناشکری اور اس کی ناپائیدار زندگی کی ایک مثال دی ہے اور اسے آخرت کی شدت سے ڈرایا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ انسان کی عادت ہے کہ جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ رو رو کر ہم سے درخواستیں کرتا ہے کہ خدایا! میری اس تکلیف کو دور کردے میں تیرا فرمانبردار بندہ بن کر رہوں گا مگر جب اس کی تکلیف دور ہو جاتی ہے تو وہ اپنا وعدہ بھول جاتا ہے اور وعدہ وفائی میں سو طرح کے حیلے بہانے تلاش کرتا

ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جس طرح انسان اللہ کی فرمانبرداری کے معاملہ میں حیلے بہانوں اور مکرو فریب سے کام لیتا ہے اسی طرح اگر خدا بھی اسے عذاب میں ڈالنے کے لئے جلدی انتظام کرنا چاہے تو کر سکتا ہے مگر وہ ایسا نہیں کرتا اس لئے اپنے فرشتوں کو حکم دے رکھا ہے کہ لوگ جو کچھ بھی کرتے ہیں لکھتے جاؤ پس جب یہ اپنی دنیاوی زندگی پوری کر کے آئیں گے تو پھر ان کو اعمال بد کی سزا دی جائے گی۔

ارشاد ہوتا ہے کہ انسان کی ناشکری اور اس کی فریب کاری کی ایک مثال سنو! تم نے اکثر دیکھا ہوگا کہ انسان جب کبھی کشتی میں بیٹھ کر سمندر کا سفر اختیار کرتا ہے تو اس کے خیال میں سفر کی خوشگوار ہوا کی ٹھنڈک اور موسم کی موزونیت پا کر بڑی خوشی ہوتی ہے۔ جب کشتی منجدھار میں پہنچتی ہے اور طوفان کی لپیٹ میں آکر ڈوبنے لگتی ہے اور ان کو یقین ہو جاتا ہے کہ اب فرار کی کوئی صورت نہیں رہی تو اخلاص کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں دعائیں کرنے لگتے ہیں کہ خدایا تو غفور الرحیم ہے اور میں بندہ گنہگار ہوں۔ تیری رحمت کی وسعت کی کوئی انتہا نہیں تیرے قبضہ قدرت میں ہماری جان ہے۔ مانا کہ میں ہمیشہ سے سیاہ کار ہوں مگر تو اس عذاب سے اس مرتبہ بچالے تو تمام عمر تیری عبادت کروں گا اور کبھی تجھے نہ بھولوں گا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ہم اپنے بندوں کے حال پر رحم کرتے ہیں اور اسے طوفان میں غرق ہونے سے بچالیتے ہیں اور صحیح و سلامت کنارے پر لگا دیتے ہیں۔ اب وہ جو کنارے پر لگتا ہے تو اپنی تمام باتیں اور مواعید بھول جاتا ہے اور پہلے کی طرح بلکہ اس سے بھی چند قدم آگے بڑھ کر خدا کی نافرمانی میں حصہ لینے لگتا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ انسان کی اس قسم کی سرکشی خود اس کی اپنی ذات کے لئے خطرناک ہے یہ دنیاوی ساز و سامان بہت جلد ختم ہو جانے والا ہے۔ پھر ہم تمہیں نافرمانی و ناشکری کی سزا کا مزا چکھائیں گے۔ اس کے بعد حیات دنیاوی کی یہ مثال دی۔ تم دیکھتے ہو کہ بارش ہوتی ہے تو کسان کی کھیتی باڑی سرسبز و شاداب ہو کر مالک کا دل لبھانے لگتی ہے اور وہ اس کی بہار دیکھ کر اتنا خوش ہو جاتا ہے کہ پھولا نہیں سماتا اور سمجھتا ہے کہ اب کسی طرح کا کوئی نقصان اس کی کھیتی کو نہیں پہنچ سکتا۔ حالانکہ یہ اس کا خیال خام ہی ہوتا ہے۔ ہم اگلے ہی دن کوئی اس قسم کی ہلاکت آفرین ہوا وہاں بھیج دیتے ہیں کہ اس کا کھیت تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کبھی کچھ تھا ہی نہیں۔ اب وہ روتا اور شکایت کرتا ہے۔

یہی حال دنیاوی زندگی کا ہے۔ انسان ایک قطرۂ آب سے پیدا کیا جاتا ہے۔ پھر ایک بالشت گوشت کے لوتھڑے سے ترقی دے کر قوی ہیکل مرد بنا دیا جاتا ہے۔ اب جب کہ وہ پوری طرح جوان ہوتا ہے۔ تو سمجھتا ہے کہ کوئی ہستی اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ پھر تو وہ خدا کے احکام کو بھی پس پشت ڈالنے لگتا ہے۔ زیر دستوں کو ستاتا ہے۔ کمزوروں کے حقوق چھیننے لگتا ہے۔ دھوکہ' فریب سے دنیا میں فساد پھیلاتا ہے اور کسی چیز سے خائف نہیں ہوتا۔ پس تم دیکھتے ہو کہ تمہارے دیکھتے دیکھتے اسے فنا کر کے رکھ دیا جاتا ہے اور پھر وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا وہ دنیا پر کبھی آیا ہی نہ تھا۔ پس ایسی بے مایہ زندگی پر غرور و تکبر کیا معنی۔ یاد رکھو کہ اللہ تم کو ایسی راہ کی طرف بلاتا ہے جس پر تم ہر دو جہان میں راحت و آرام سے رہو۔ یاد رکھو کہ اچھے کام کرنے والے نہ دنیا میں ذلیل ہوتے ہیں نہ آخرت میں۔ البتہ برے کام کرنے والے کا منہ یہاں بھی سیاہ اور وہاں بھی سیاہ۔ فرماتا ہے میری عبادت نہایت اخلاص سے کرو۔ شرک و نفاق کو قریب نہ پھٹکنے دو۔ خدا کے علاوہ جن کو اپنا کار ساز اور حامی سمجھتے ہو وہ تمہاری کوئی حمایت نہیں کر سکیں گے۔ سبھی کو خدا کے روبرو پیش ہو کر اپنے اعمال کا جواب دینا ہو گا اور وہاں کذب و افترا کام نہ آسکے گا۔ نہ دھوکا فریب سے کوئی مدد ملے گی۔ پس ابھی سے اپنے خالق حقیقی کی طرف توجہ کر لو۔

ترجمہ آیات ۳۱-۴۰:- پوچھئے کہ آسمان اور زمین سے تمہیں کون روزی پہنچاتا ہے۔ یا کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے اور کون زندہ کو مردے سے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے اور کون دنیا کے کاموں کا انتظام کرتا ہے۔ فوراً" کہیں گے کہ "اللہ" تو پوچھئے کہ تم ڈرتے نہیں؟ سو یہی اللہ تمہارا حقیقی پروردگار ہے پس حق کے بعد سوائے گمراہی کے اور کیا ہے؟ سو تم کدھر کو پھرے چلے جا رہے ہو۔ اسی طرح آپ کے رب کی بات ان نافرمانوں لوگوں کے حق میں پوری ہو کر رہی کہ وہ ایمان نہیں لاتے۔ پوچھئے کہ تمہارے شرکاء میں سے کوئی ایسا ہے جو مخلوقات کو پہلی دفعہ پیدا کرے پھر اسے مار کر دوسری بار بنائے۔ فرما دیجئے اللہ ہی خلقت کو اول بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ لوٹائے گا پس تم کدھر بہکے ہوئے جا رہے ہو۔ پوچھئے کہ تمہارے شرکاء میں سے کوئی ہے جو حق کی راہ دکھائے۔ فرما دیجئے کہ اللہ ہی حق کی راہ دکھاتا ہے۔ کیا وہ جو حق کی راہ دکھاتا ہے اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ جو بجائے راستہ سوجھانے کے خود رستہ نہ

پائے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم کس طرح کے فیصلے کرتے ہو اور ان میں سے اکثر تو محض گمان کی پیروی کر رہے ہیں۔ گمان حق سے بے پروا نہیں کر سکتا۔ بیشک اللہ کو ان کے اعمال کا پورا پورا علم ہے اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اور بنائے بلکہ یہ تو ان کتابوں کا مصدق ہے جو اس سے پہلے موجود ہیں اور ضروری احکام کی تفصیل ہے۔ اس میں ذرہ برابر شک و شبہ نہیں پروردگار عالم کی طرف سے ہے۔ کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اس کو پیغمبر نے خود بنا لیا ہے۔ کہہ لیجئے کہ تم اس جیسی ایک ہی سورت بنا لاؤ۔ اور اس کے سوا جن کو بلا سکتے ہو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ بلکہ انہوں نے ایسی چیز کو جھٹلایا ہے جس کے علم پر انہوں نے پورا پورا قابو نہیں پایا اور ابھی اس کا انجام ان پر رونما نہیں ہوا۔ اور ان میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو اس پر ایمان لے آتے ہیں اور بعض ہیں جو ایمان نہیں لاتے اور آپ کا رب مفسدوں کو خوب جانتا ہے۔

شرح:- اس رکوع میں خدا کی ہستی کے ثبوت اور اس کے سامنے سجدہ ریزی کی ضرورت پر دلائل و براہین بیان فرمائے ہیں۔ ارشاد فرمایا ہے کہ بھلا بتاؤ زمین میں کھانے پینے کی جو اشیاء پیدا ہوتی ہیں ان کا پیدا کرنے والا کون ہے۔ درختوں، پودوں، پھلوں اور پھولوں کو پیدا کر کے کون تمہاری ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ آسمانوں پر سورج، چاند اور ستارے کس نے بنائے ہیں؟ بادلوں سے مینہ کون برساتا ہے۔ تمہیں ماننا پڑے گا کہ ان اشیاء کی صفت و تخلیق خدا کے سوا اور کسی کے بس کی بات نہیں۔ پس جو ان احسانات اور الطافات کا مالک ہو وہی اس بات کا حقدار ہے کہ معبود واحد کہلائے اور شکر گزاری اسبات کا نام ہے کہ اس یگانہ کی عبادت کی جائے اور اسی کی نافرمانی کا خوف دل میں رکھا جائے۔ پھر اس خالق اکبر کو دیکھو کہ وہ لاشیء سے عجیب عجیب اشیاء پیدا کرتا ہے۔ زمین کو دیکھو محض ایک بے جان چیز ہے۔ مگر پھل پھول و درخت اور اناج ایسی گرانقدر چیزیں اس مردہ زمین سے پیدا ہوتیں ہیں۔ پھر کتنے ہی حشرات الارض ہیں کہ زمین سے نکل کر سطح ارضی پر پھیل جاتے ہیں اور اپنے پیدا کرنے والے کی قدرت کاملہ کے گیت گاتے پھرتے ہیں خود انسان ہی کی پیدائش کو دیکھو ایک قطرہ آب سے کتنا بڑا لحیم و شحیم اور صاحب دانش و بینش انسان پیدا کیا ہے جو اس کائنات عالم کی ہر چیز کو باوجود اپنی فطری صنعت کے مطیع و منقاد کر لینے پر قادر ہوتا ہے تو کیا خدا کی خدائی کے لئے اس سے بھی زیادہ کسی ثبوت کی ضرورت ہے

ہے۔ اور سنو! کان اور آنکھیں اتنی بڑی نعمت ہیں کہ دنیا کا کوئی فرد بشر بھی سماعت و بینائی کے بغیر زندگی کی راحت نہیں پا سکتا۔ سوچو یہ کس نے عطا کیں ہیں۔ وہ خالق مطلق جس نے ان اشیاء کو پیدا کیا ہے۔ وہی خدا ہے وہی اسبات کا حقدار ہے کہ انسان کا قبلہ حاجات اور اس کا دستگیر حقیقی بنے اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز چیز دیکھنا مطلوب ہو تو آؤ دیکھو دنیا کے بیشمار ممالک ہیں۔ ہر ملک میں الگ الگ حکومت ہے جو متعدد حضرات کے باہمی تعاون اور مشاورت سے چل رہی ہے۔ گویا صرف اس زمین کی حکومت لاکھوں انسانوں کے ہاتھوں میں ہے۔ آسمان کو ابھی چھوڑ دو۔ ارضی حکومتیں ہی اپنے اپنے ممالک کا نظم و نسق درست نہیں رکھ سکتیں مگر خدا ہی ہے کہ کیا زمین اور کیا آسمان کی حکومتیں سب کی سب ایسے نظام سے چلا رہا ہے کہ کوئی ذرہ بھی اس کے حکم کے بغیر نہیں ہل سکتا اور خواہ کوئی چیز کتنی چھوٹی حقیر اور بے مایہ کیوں نہ ہو۔ اس کی نگاہ سے اجھل نہیں ہوتی۔ یہ دلائل و شواہد پیش کرنے کے بعد سوال ہوتا ہے کہ لوگو! اگر تم ان باتوں کو درست مانتے ہو اور حقیقتاً" مانتے بھی ایسا ہو تو پھر نافرمانی کے نتائج و عواقب سے کیوں بچنے کی کوشش نہیں کرتے۔ تمہارا معبود حقیقی وہی ہے جو مذکورہ بالا صفات کا مالک ہے پس جب تمہیں یہ بات معلوم ہو چکی ہے تو پھر تم کیوں اس کی فرمانبرداری نہیں کرتے۔ یہ حق ہے اسے قبول کر لو۔ ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ جس طرح روشنی کی ضیاپاشیوں کے بعد اندھیروں کی تاریکیاں ہی باقی رہ جاتی ہیں اور اسی طرح حق کی حقیقت نمائیوں کے بعد باطل کی ہرزہ سرائیاں جو باقی رہ جاتی ہیں پس وہ لوگ جو حق کا ساتھ چھوڑ دیں وہ یقیناً" اللہ کے دشمن ہیں اور عذاب ہر دو جہان کے مستوجب۔ دیکھو کائنات عالم کو کس نے اول مرتبہ پیدا کیا۔ کون اسے فنا کرتا ہے اور بالآخر کون اسے محاسبہ کے لئے دوبارہ پیدا کرے گا۔ خدا ہی تو ہے جسے ان باتوں کی قدرت ہے پھر کیا بات ہے کہ تم اس کے شکر گذار تو ہوتے نہیں الٹے ان کے دروازوں پر ماتھے رگڑنے جاتے ہو جن سے تمہیں کوئی مستقل فائدہ نہیں۔ جو خود تمہاری طرح خدا کے محتاج ہیں۔ بھلا تمہیں ان کا ممنون احسان ہونا چاہئے یا اسے خدائے یگانہ کا جو تمہیں بھی اور ان سب کو بھی جن کو تم نے کارساز بنا رکھا ہے روزی عطا کرتا ہے۔ پس تمہیں چاہئے کہ خدا ہی کے سامنے سرنگوں رہو اور اسی کی عبادت کرو۔ یہ بات خوب یاد رکھو کہ باطل پرستیوں سے کوئی کام نہ چل سکے گا۔ کیونکہ خدا سے تو دلوں کے اسرار بھی پوشیدہ

نہیں وہ نیکی کا بدلہ نیک اور بدی کا بدلہ عذاب سے دے گا۔ یاد رکھو کہ وہ لوگ جو قرآن کے منزل من اللہ ہونے میں شک کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے کسی انسان میں قوت نہیں کہ وہ اس جیسا کلام بنا سکے۔ اس میں پہلی کتابوں کی تصدیق بھی موجود ہے اور رہتی دنیا تک کے لئے مفصل احکام بھی ہیں۔ اگر کسی کو شک ہو تو اسے کہہ دو کہ تمام قرآن کا مقابلہ کرنا تو ایک بڑا کام ہے تم اس جیسی ایک سورت ہی بنا لاؤ اور اس کی ایک سورت کے بنانے میں جس کسی سے مدد لینا چاہو لے لو۔ خواہ تمہارا مددگار انسان ہو یا جن ہو۔ آسمان میں ہو یا زمین میں جس قدر زور لگا سکتے ہو لگا دیکھو۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ قرآن کی سورتوں جیسی ایک سورت بھی نہیں بنا سکتے۔ انسانوں کا خاصہ ہے کہ جس چیز کی حقیقت و اصلیت کا اس پر انکشاف نہیں ہوتا جھٹ اس کی تکذیب کر لیتا ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ ابتدائے آفرینش سے ہی۔ ایسا ہوتا چلا آیا ہے۔ تاریخ تمہیں بتلائے گی کہ جھٹلانے والے ظالموں کو ہمیشہ عبرتناک سزائیں ملتی رہتی ہیں۔ سب انسان ایک جیسے نہیں ہوتے۔ وہ بھی موجود ہیں جن کا قلب سلیم اور فطرت صحیح ہے وہ اللہ پر اللہ کے احکام پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آتے ہیں۔ مگر بعض ایسے بھی ہیں جن کے محاسن انسانیت تمام مٹ چکے ہیں اور سوائے فتنہ و فساد کے کچھ ان سے بن نہیں پڑتا۔ یاد رکھو خدا ان سب طرح کے لوگوں کی کارگزاریوں سے واقف ہے اور فتنہ پردازیوں کو بھولا ہوا نہیں۔

ترجمہ آیات ۴۱ - ۵۳:- اگر یہ آپ کو جھٹلاتے رہیں تو کہہ دیجئے کہ میرے لئے میرا عمل ہے اور تمہارے لئے تمہارا عمل۔ تم میرے اعمال کے جوابدہ نہیں اور میں تمہارے اعمال کا جوابدہ نہیں اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو آپ کی طرف کان لگاتے ہیں کیا آپ ان بہروں کو سنا سکیں گے اگرچہ کچھ بھی عقل نہ رکھتے ہوں اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو آپ کی طرف دیکھتے ہیں تو کیا آپ ان اندھوں کو راستہ دکھا سکیں گے اگرچہ وہ بصیرت نہ بھی رکھتے ہوں۔ اللہ لوگوں پر ذرا برابر ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں اور جس دن اللہ ان کو جمع کرے گا تو وہ دنیا یا برزخ کے متعلق سمجھیں گے کہ گویا وہ دن میں ایک گھڑی بھر کے اندازے میں رہے ہیں۔ ایک دوسرے کو وہاں پہچانیں گے اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی ملاقات کو جھوٹ سمجھا۔ یقیناً وہ خسارے

میں رہے اور وہ راہ راست پر نہ تھے۔ اگر ہم اس عذاب کا حصہ جس کا ان لوگوں سے وعدہ ہے آپ کے سامنے بھیجیں یا آپ کی مدت حیات پوری کر دیں بہر حال ان کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے۔ اللہ ان کے اعمال کو دیکھتا ہے اور ہر ایک امت کے لئے ایک رسول ہے پھر جب لوگوں کا رسول آ چکتا ہے تو انصاف کے ساتھ ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور ان پر کبھی ظلم نہیں کیا جاتا اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہو گا اگر تم سچے ہو۔ کہہ دیجئے کہ میں اپنی ذات کے لئے بھی نقصان اور نفع کا اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ کو منظور ہو ہر ایک قوم کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ جب ان کا وقت آ جاتا ہے تو نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ فرما دیجئے کہ دیکھو تو سہی کہ اگر تم پر اس کا عذاب رات کو یا دن کو آ جائے تو ان مجرموں کو کس بات کی جلدی ہے۔ کیا جب عذاب آ نازل ہو گا تو یقین کرو گے اس وقت اور اس سے پہلے تو تم نے اس کے متعلق جلدی مچا رکھی تھی۔ پھر ان لوگوں سے جنہوں نے ظلم کیا کہا جائے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو۔ تم ان ہی اعمال کا بدلہ پاؤ گے جو کرتے رہے ہو اور آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات حق ہے کہہ دیجئے کہ ہاں میرے پروردگار کی قسم یہ بات یقیناً حق ہے اور تم خدا کو عاجز نہیں کر سکتے۔

شرح:- یہاں انسان کو پوری آزادی دی جاتی ہے کہ جو چاہے کرے مگر نیکی اور بد کے نتائج و عواقب کو بھی ساتھ ہی ساتھ نہایت صراحت و وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا ہے کہ کوئی شخص ناواقف نہ رہے نیز حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور آپ کے بعد آنے والے مبلغین اسلام کو بتا دیا گیا ہے کہ تمہارا فرض صرف اس قدر ہے کہ تم احکام اسلام کو مخلوق خدا تک باحسن طریق پہنچا دو۔ اس کے بعد ہر شخص کی اپنی مرضی ہے کہ خواہ کوئی حکم مانے یا نہ مانے نتائج وہ خود بھگتیں گے۔ اگر تم نے ان کو دو راہیں دکھا دی ہیں تو انہیں اختیار دو کہ وہ جونسی راہ چاہیں اختیار کر لیں سنا دو کہ ہاں تم اپنا کام کئے جاؤ۔ ہم اپنا کام کئے جاتے ہیں مگر اتنا یاد رکھو کہ ہمیں تمہارے اعمال سے نفرت کلی ہے اور ہم کسی طرح تمہارے مد و معاون نہیں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص فطرت سلیمہ کو ایک دفعہ برباد کر دیتا ہے اس کے اعضاء و جوارح اس کے قابو میں نہیں رہتے۔ چنانچہ دیکھتے میں وہ صحیح و سالم انسان دکھائی دیتا ہے۔ مگر ایک ایک کر کے اس کے تمام جوارح انہیں جواب دے چکتے

ہیں۔ تمہیں ان کے کان تو ضرور دکھائی دیتے ہیں مگر ان میں طاقت شنوائی نہیں ہوتی۔ وہ بالکل مادر زاد بہروں کی طرح ہوتے ہیں۔ پس تمہاری دعا و ندا بہرے کانوں پر پڑتی ہے اور کوئی اثر نہیں کرتی پھر تم ان کی آنکھیں بھی دیکھتے ہو مگر طاقت بینائی انہیں جواب دے چکی ہے۔ اگرچہ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہیں مگر جب بینائی ہی نہیں تو دیکھیں گے کیا۔ لہٰذا انہیں توقع نہ رکھنی چاہئے کہ اندھے بھی سیدھی راہ پر چل سکتے ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ ہم کبھی نہ کسی کو بہرہ کرتے ہیں نہ اندھا جو کچھ انسان کرتا ہے اپنے اختیار سے کرتا ہے۔ ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ اپنی مخلوق پر ظلم کریں۔ ہم غفور الرحیم اور تواب و کریم ہیں۔ ظالم و بے انصاف نہیں نہ کسی سے رو رعایت کا معاملہ کرتے ہیں مگر انسان کو ان حقائق کا عین الیقین اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جب حشر کا دن آئے گا اور گنہگاروں کا نامہ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ پھر وہ اپنے ہم مشربوں کو پہچانیں گے اور ایک دوسرے کو دیکھ کر اپنی غلطیوں کا اعتراف کریں گے مگر اس وقت کے اعتراف سے کوئی فائدہ نہ ہوگا اور نہ اس آہ و پکار سے کچھ حاصل اور اگر یوم حشر سے پہلے ہی کسی قوم کو آخرت کے عذاب کا تھوڑا سا نقشہ دکھا دیا جائے تو اس سے مجرموں کو فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ یہ واقعہ ان کی ہلاکت کا باعث ثابت ہوتا ہے۔

اے پیغمبر اسلام! رسول ہمیشہ سے اقوام عالم کے پاس آتے رہے ہیں اور کبھی کسی فرد پر ظلم نہیں کیا گیا اور جس طرح آج تم سے کہا جا رہا ہے کہ قرآن کے احکام کی نافرمانی سے جو عذاب ہم پر آ سکتا ہے لے آؤ۔ اسی طرح سے پہلے رسولوں کو بھی جواب دیا جاتا رہا ہے۔ تمہیں چاہئے کہ صرف یہ کہہ دو کہ عذاب کا لانا یا نہ لانا ہمارا کام نہیں۔ ہم تو اپنے نفع و نقصان کی بھی صرف اس قدر بات کر سکتے ہیں جس قدر خدا نے ہمیں اختیار دے رکھا ہے اور کسی قوم پر عذاب نازل کرنا ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ پس ہم تمہیں اس قسم کی کوئی دھمکی دینے کو تیار نہیں۔ ہر فرد بشر اور ہر قوم کا ایک وقت مقرر ہے اس وقت سے نہ کسی کو پہلے جانا ہے نہ بعد میں اور یہ بھی کسی کو معلوم نہیں کہ وہ وقت کب ختم ہو جائے گا۔ صبح شام نہ معلوم کس وقت اللہ کا عذاب گنہگاروں کو گھیر لے۔ یہ لوگ کیوں عذاب کے لئے اس قدر جلدی کرتے ہیں۔ جب ان نافرمانوں کو ایک دفعہ عذاب میں ڈالا گیا تو پھر انہیں ہمیشہ کے لئے اسی میں جلنا اور گھلنا ہوگا اور کسی کی مجال نہ ہوگی کہ وہ فیصلہ الٰہی کے خلاف

کوئی حرکت کر سکے۔

ترجمہ آیات ۵۴-۶۰:- ہر وہ شخص جس نے نافرمانی کی۔ دنیا بھر کی چیزیں اگر اس کے پاس ہوں تو بطور فدیہ دینا چاہے گا جب عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ تو ندامت کو دل ہی دل میں چھپائیں گے۔ اور ان کے درمیان حق و انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔ خبردار! آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے بلاشبہ سب اللہ کا ہے یہ بھی سن رکھو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور اس کی جانب تم کو لوٹ کر جانا ہے۔ اے لوگو! بلاشبہ ہمارے پاس تمہارے رب کی طرف سے وعظ و نصیحت اور سینوں کی بیماریوں کی دوا اور مومنوں کے لئے ہدایت و رحمت آ پہنچی ہے۔ کہہ دیجئے کہ سوائے اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر ان کو خوش ہونا چاہئے یہ ان تمام چیزوں سے کہیں بہتر ہے جن کو لوگ جمع کرتے ہیں۔ ان سے کہیے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللہ نے تمہارے لئے جو رزق اتارا اس میں سے کچھ تم نے حرام قرار دیا اور کچھ حلال ٹھہرایا۔ پوچھئے کہ کیا اللہ نے تم کو حکم دیا ہے یا اللہ پر بہتان باندھتے ہو۔ اور وہ لوگ جو اللہ پر بہتان باندھتے ہیں ان کا روز قیامت کے متعلق کیا خیال ہے۔ اللہ لوگوں کے حق میں بلاشک بڑے فضل والا ہے۔ لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

شرح:- سزا سے بچنے کے لئے تین ہی طریقے ہو سکتے ہیں۔ ایک فرار دوسرے سفارش اور تیسرے رشوت و معاوضہ فرمایا کہ انسان کے پاس دھرا ہی کیا ہے جو وہ گناہوں کی پاداش میں بطور معاوضہ دے سکے اور اگر بالفرض زمین و آسمان کی تمام بادشاہی کا مالک بھی ہو جائے اور عذاب سے بچنے کی خاطر وہ تمام بادشاہی خدا کے سپرد کر دے جب بھی عذاب ٹل نہیں سکتا اور فیصلہ جو کچھ بھی صادر ہوگا حق و صداقت اور عدل و انصاف کی رو سے صادر ہوگا۔ لوگو! یاد رکھو کہ زمین و آسمان کا وہی مالک ہے جس نے ان کو پیدا کیا اور جس کا وعدہ بالکل حق پر مبنی ہے جو فرمانبرداری کرے گا وہ انعامات پائے گا اور جو کوئی نافرمانی کرے گا وہ مستوجب عذاب ہوگا۔ جس طرح حیات و موت اس کے ہاتھ میں ہے اس طرح عذاب و ثواب بھی اسی کے ہاتھ میں ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ لوگو! کفر و نفاق اور شرک و الحاد کی بیماریوں کا علاج جو انسانی قلوب کو اندر ہی اندر سے کھا جاتی ہیں ہم نے تمہارے لئے قرآن کی شکل میں نازل کر دیا ہے۔ یہ قرآن اللہ کا فضل اور اس کی سراپا

رحمت ہے پس چاہیے کہ تم دنیا و مافیہا کی تمام نعمتوں سے زیادہ اس کی قدر کرو۔

دیکھو اللہ تمہیں ہمیشہ اچھی سے اچھی چیز عطا کرتا ہے کہ تم ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ مگر تم اپنی مرضی سے بعض اشیاء کو حلال اور بعض کو حرام قرار دے دیتے ہو اور اس طرح عنایات خداوندی سے محروم رہتے ہو۔ ابھی دیکھو کہ تم پر قرآن اس لئے نازل کیا گیا تھا کہ تم اس سے روحانی فائدہ اٹھاؤ اور ہر دو جہان میں معزز بنو۔ مگر تم نے قرآن کی تلاوت کرنا اور اس سے استفادہ حاصل کرنا اپنے اوپر حرام ٹھہرا رکھا ہے یہ تمہاری اپنی افتراپردازی ہے اور اس کا نقصان تم خود اٹھاؤ گے۔ قیامت کے روز تمہیں اس ناشکری کی سزا کا علم ہو گا۔ تو افسوس کرنے لگو گے۔

ترجمہ آیات ۶۱ ـ ۷۰:- آپ کسی حال میں ہوں اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں۔ یا آپ لوگ کوئی کام کرتے ہوں ہم کو سب کی اطلاع رہتی ہے۔ جبکہ تم اس میں مصروف ہوتے ہو آپ کے رب سے ذرہ برابر کوئی چیز نہ زمین میں پوشیدہ ہے اور نہ آسمان میں اور نہ اس انداز سے چھوٹی کوئی چیز اور نہ بڑی چیز ایسی ہے جو لوح محفوظ میں نہ ہو۔ سن رکھو کہ اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے ان کے لئے دنیا کی زندگی اور آخرت میں بشارت ہے اللہ کی باتوں میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ اور آپ ان کی باتوں سے آزردہ نہ ہوں غلبہ تمام تر اللہ ہی کے لئے ہے وہ سنتا اور جانتا ہے۔ سن رکھو جو مخلوق آسمانوں میں ہے اور جو زمین پر ہے اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے اور وہ لوگ جو اللہ کو چھوڑ کر شرکاء کو پکارتے ہیں وہ کس کی پیروی کر رہے ہیں؟ وہ محض وہم کی پیروی کر رہے ہیں اور محض اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔ وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن اس طرح کہ دیکھ بھال کر سکو بلاشبہ اس میں سننے والوں کے لئے کئی ایک نشانات ہیں۔ کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے وہ پاک ہے' وہ بے نیاز ہے آسمانوں میں جو کچھ ہے اور جو کچھ زمین پر ہے اسی کا ہے ایسی کوئی دلیل تمہارے پاس نہیں کیا تم اللہ کے متعلق ایسی باتیں کہتے ہو جن کا تمہیں علم ہی نہیں۔ کہہ دیجئے کہ وہ لوگ جو اللہ پر بہتان باندھتے ہیں یقیناً فلاح نہیں پائیں گے۔ دنیا میں چند فائدے اٹھانا ہیں پھر ہماری ہی طرف ان کو لوٹ کر آنا ہے پھر ہم ان کو ان کے کفر و انکار کی وجہ سے عذاب شدید کا مزہ

چکھائیں گے۔

شرح:۔ یہاں ان فداکاران اسلام کے مدارج و مراتب کا ذکر ہے جو اپنی زندگیاں اللہ کی راہ میں وقف کر چکے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! خواہ تم کوئی سا کام کرو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہر نیک کام کا اجر اور برے کام کی سزا ہمارے ہاں تمہارے لئے مرتب ہوتی رہتی ہے۔ یاد رکھو ایک ذرہ برابر چیز بھی ہماری نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوتی۔ پس وہ لوگ جو خدا کے فرمانبردار اور اس کے پرستار ہیں ان کو کہیں بھی کوئی خوف نہیں بلکہ ان کو ہر دو جہان میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے بشارت ملتی رہتی ہے۔ کہ ہاں خوش رہو اور اپنا کام کئے جاؤ۔ تمہیں کوئی خدشہ نہیں۔ اس کے بعد مبلغین اسلام کو ان الفاظ میں خطاب فرمایا ہے کہ اے نبی! تم پر یہ فرض ہے کہ ہمارے احکام جوں کے توں لوگوں تک پہنچا دو اور اگر وہ باوجود تمہاری مساعی کے ایمان نہ لائیں تو غم نہ کھاؤ کیونکہ اگر تمام مخلوقات میں سے ایک شخص بھی اللہ کا فرمانبردار نہ ہو بلکہ سب کے سب نافرمانی اور سرکش بن جائیں تو بھی وہ اللہ کو مغلوب نہیں کر سکتے۔ ہاں اللہ چاہے تو آن واحد میں ان کو فنا کر سکتا ہے۔ کوئی چیز نہیں جو اس کے علم میں نہ ہو وہی ان آسمانوں کا مالک ہے۔ جنہیں تم دیکھتے ہو اور وہی اس زمین کا بادشاہ حقیقی ہے جس پر تم چلتے ہو۔ لوگوں نے اپنے خیال سے جن ہستیوں کو مالک و بادشاہ مان رکھا ہے وہ خود ان کی طرح محتاج ہیں اور لوگوں کی یہ بڑی گمراہی ہے کہ وہ مالک حقیقی کی بجائے مجازی مالکوں کی پرستش کریں یا اصلی بادشاہ کو چھوڑ کر خود ساختہ بادشاہوں کی تعظیم و تکریم کرنے لگیں۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان اس وقت دھوکا کھاتا ہے جب وہ اپنی اٹکلیں دوڑانے لگتا ہے۔ اگر خدا کے حکموں پر چلنے لگے تو بے خطا سیدھی راہ چلتا جائے۔ اور پھر کبھی گمراہ نہ ہو۔ ان مشرکوں سے پوچھا جائے کہ خدا کو چھوڑ کر تم جن بتوں اور دیوتاؤں کے نام جپتے رہے ہو ان سے کہو کہ وہ دن کی بجائے رات اور رات کی بجائے دن بنا کر دکھائیں۔ کسی کو اس امر کی قوت نہیں۔ مگر تم ہو کہ پھر بھی خدا کی طرف سے دھیان اٹھائے ہوئے اپنے خیال سے بتوں کو پوجتے ہو اور خدا کی طرف نہیں آتے۔ اسی طرح خدا کی طرف اولاد کا منسوب کرنا بھی انسان کی اپنی حماقت ہے۔ بھلا سوچو کہ جو زمین و آسمان کی مخلوقات کا خود مالک اور رازق ہو اسے اولاد کی احتیاج کیا معنی؟ اور پھر اس بات کا کوئی ثبوت بھی وہ دیں کہ واقعی اللہ تبارک وتعالیٰ کی اولاد ہے۔ یونہی کہہ دینا کہ فرشتے اللہ

کی بیٹیاں ہیں۔ یا کوئی خاص انسان اللہ کا بیٹا ہے۔ دعویٰ بلا ثبوت ہے۔ جس کو عقلمندوں کے ہاں کوئی وقعت حاصل نہیں ہوتی۔ دوسرے الفاظ میں اس قسم کا دعویٰ کرنا خدا پر بہتان باندھنا ہے۔ جس کی سزا جہنم کا دائمی عذاب ہے۔ دنیا کی یہ مختصر سی زندگی بہت جلد ختم ہو جانے والی ہے۔ اس کے بعد تمہیں خداوند کریم کے حضور میں پیش ہونا ہے اور نافرمانیوں کے عذاب کا مزہ چکھنا ہے۔

ترجمہ آیات ۷۱ - ۸۲:- اے پیغمبر! ان کو نوح کے حالات سنایئے۔ جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! اگر تم کو میرا تم میں رہنا اور تم کو خدا کے احکام یاد دلانا ناگوار گزرتا ہے تو میں صرف اللہ پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ تم اپنی بات مع اپنے شرکاء کے پختہ کر لو پھر تمہاری یہ بات تم میں سے کسی پر مخفی نہ رہے اور پھر میرے ساتھ سب کچھ کر گزرو اور مجھے کوئی مہلت نہ دو۔ پھر اگر تم نے منہ موڑ لیا تو مجھے پرواہ نہیں میں نے تم سے کوئی معاوضہ تو طلب نہیں کیا میرا معاوضہ تو اللہ کے ذمے ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں رہوں۔ سو انہوں نے اس کو جھٹلایا پھر ہم نے اس کو اور جو کوئی کشتی میں اس کے ساتھ تھا بچا لیا اور ان کو جانشین بنا دیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ان کو غرق کر دیا۔ سو دیکھو ان لوگوں کا کیا انجام ہوا جو ڈرائے جا چکے تھے۔ پھر اس کے بعد ہم نے اور رسول اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے سو وہ ان کے پاس روشن دلائل لے کر آئے مگر وہ جن باتوں کی تکذیب پہلے کر چکے تھے اب وہ ان کو ماننے والے نہ تھے۔ اسی طرح ہم زیادتی کرنے والوں کے دلوں پر مہر کر دیتے ہیں پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف اپنی نشانیاں دے کر بھیجا تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ لوگ مجرم تھے۔ پس جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آ گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ صریحاً جادو ہے۔ موسیٰ نے کہا کہ کیا تم حق کے بارے میں یہ کہتے ہو جب کہ وہ تمہارے پاس آیا؟ کیا یہ جادو ہے؟ حالانکہ جادوگر فلاح نہیں پاتے انہوں نے کہا کہ کیا تو ہمیں اس طریقہ سے ہٹا دینا چاہتا ہے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا اور تم دونوں کی سرداری اس ملک میں ہو جائے۔ اور ہم تو تم دونوں پر ایمان لانے والے نہیں۔ اور فرعون نے حکم دیا کہ تمام کامل فن جادوگروں کو میرے پاس لاؤ۔ پھر جب جادوگر آ گئے تو موسیٰ نے ان سے کہا کہ تم جو کچھ ڈالنا ہو ڈالو۔ پھر جب انہوں نے اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو ڈالا تو موسیٰ نے

کہا تم جو کچھ لائے ہو جادو ہے۔ یاد رکھو اللہ بہت جلد اسے فنا کر ڈالے گا۔ بلاشبہ اللہ شریروں کے اعمال کو پنپنے نہیں دیتا اور اللہ اپنے حکم سے سچ کو سچ کر دکھاتا ہے اگرچہ مجرم لوگ برا جانیں۔

شرح:- یہاں قوم نوح اور فرعون مصر کی سرکشی کا تذکرہ ہے۔ یہ دونوں واقعات چشم بینا کے لئے صد ہزار عبرت کا سامان ہیں مگر افسوس کہ انسان ان سب حالات سے واقف ہے اور پھر بھی خواب خرگوش میں پڑا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب قوم نوح کی سرکشی ونافرمانی حد سے گزر گئی تو انہوں نے قوم کو مخاطب کرکے کہا کہ لوگو! اگر میرا وعظ ونصیحت تمہیں گراں گزر رہا ہے اور تم اسے سننا گوارا نہیں کرتے تو مجھے بھی تمہاری پرواہ نہیں میں تو محض تمہاری خیر خواہی کے پیش نظر اور ارشادات خداوندی کی تعمیل میں تم سے یہ باتیں کہہ سن رہا تھا اگر تم ایسے ہی متنفر ہو تو جاؤ اپنی جمعیت کو اکٹھا کر لو اور ان دیوتاؤں کو جن کے بتوں کی تصویروں اور جن کے تھانوں کی پرستش تم کرتے ہو اور اپنا حامی اور مددگار سمجھتے ہو ان کو بھی بلا لاؤ اور میرا جو کچھ بگاڑنا ہو بگاڑ لو۔ تم تمہاری قوم اور تمہارے معبود سب کے سب مل کر بھی میرا بال تک بیکا نہیں کرسکتے کیونکہ میں مامور من اللہ ہوں اور میری حفاظت خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اگر تم سیدھی راہ پر آجاؤ اور میرے پیچھے لگ جاؤ تو میں تم سے کسی منفعت کا خواہاں نہیں ہوں مجھے اپنی محنت کا اجر خدا کے ہاں سے لینا ہے اور بس افسوس! ان باتوں کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ خدا کے عذاب کے مستوجب ہوئے۔ چنانچہ دنیا پر ایک عالمگیر طوفان آیا اور بجز حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے متبعین کے سب کے سب منکر غرق آب ہو کر رہ گئے اور نافرمانوں کا نام ونشان تک مٹا دیا گیا۔ اس کے بعد پھر کئی رسول بعد میں آنے والی قوموں کی طرف بھیجے گئے۔ مگر نافرمانوں کی جماعتیں پھر بھی پیدا ہوئیں۔ اور ان کے دل بھی حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے لوگوں کی طرح مختوم ومسخ ہو گئے۔ آخر جب فراعنۂ مصر نے دنیا میں سرکشی شروع کر دی اور امن عامہ کو خطرہ میں ڈال دیا تو ان کی طرف حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا۔ کہ جاؤ دنیا میں حق وانصاف اور امن چین کی زندگی کی طرف لوگوں کو دعوت دو۔ خدا پرستی عام کرو۔ شرک وکفر سے انسان کو نفرت دلاؤ اور توحید پرستی کا بیج انسانوں کے دلوں میں بو دو۔ مگر جب اس مجرم قوم کو خدا کا پیغام سنایا گیا تو بجائے اس

کے کہ وہ سر تسلیم خم کر دیتے وہ عناد و سرکشی کی طرف مائل ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معجزہ نما باتیں دیکھ کر انہیں ساحر و جادوگر سمجھنے لگے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں بہت سمجھایا کہ تمہیں جو تعلیمات ربانی پہنچائی جا رہی ہیں کیا تم ان کو جادوگری سمجھتے ہو۔ سنو! میں تو جادوگروں کو فلاح یافتہ ہی نہیں سمجھتا اور ان سے سخت متنفر ہوں پھر خود ہی وہ کام کیوں کروں گا جسے برا سمجھ رہا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کی یہ چالیں محض اس لئے ہیں کہ ہمیں بڑوں کے طور طریقے اور رسم و رواج سے متنفر کر کے اپنا تمبع بنا لیں اور سردار قوم بن جائیں۔ مگر ہم آپ کی باتوں میں آنے والے نہیں۔ انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جادوگر ہونے کا اس قدر پختہ یقین ہو گیا تھا کہ وہ اپنی نجات اسی میں دیکھتے تھے۔ فرعون نے مصر بھر میں کارندے دوڑائے کہ جاؤ جس قریہ جس گاؤں اور جس شہر میں تمہیں کوئی کامل فن شعبدہ باز اور ساحر مل جائے اسے دربار میں حاضر کرو اور انہیں بتادو کہ اگر وہ موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ پر کامیاب رہے تو بے شمار انعامات و اکرامات پائیں گے۔ اس زمانے میں شعبدہ بازی اور جادوگری کا عام رواج تھا۔ لوگ کاہنوں اور شعبدہ بازوں کی قدر کرتے تھے۔ لہٰذا وہ بھی اپنے فن میں کمال دکھاتے تھے۔ حتیٰ کہ فرعون بھی ان کے کمالات کا معتقد تھا۔ الغرض وقت مقررہ پر ان جادوگروں کا ایک جم غفیر دربار فرعون میں جمع ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم جو شعبدہ بازی دکھانا چاہتے ہو' لاؤ دکھاؤ چنانچہ انہوں نے رسیاں وغیرہ زمین پر پھینکیں اور لوگوں کی نظروں میں انہیں مختلف قسم کے سانپ بنا کر دکھایا۔ چنانچہ دیکھنے والے خوفزدہ ہو کر بھاگ نکلنے کو تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں روکا اور اپنے عصا کو زمین پر پھینک دیا وہ ایک بڑا بھاری اژدہا بن گیا اور آن واحد میں تمام سانپوں کو نگل گیا۔ اور فرعون کے تخت کی طرف رخ کر لیا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگے بڑھ کر اس پر اپنا دست مبارک رکھا جو بدستور سابق لکڑی کا عصا بن گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے کہ لوگو! تم نے جو کاروائی کی تھی وہ محض ایک شعبدہ بازی اور جادوگری تھی جس کی بنا سراسر باطل پر تھی مگر میں نے جو کچھ کیا خداوند تعالیٰ کے حکم سے کیا کہ تم عاجز آکر حق کے سامنے سرنگوں ہو جاؤ۔ چنانچہ تم نے دیکھ لیا کہ حق ظاہر ہو گیا ہے اگرچہ نافرمانوں کو یہ برا معلوم ہو۔

ترجمہ آیات ۸۳ - ۹۲:- پس فرعون اور اس کے سرداروں کے خوف سے موسیٰ کی اپنی قوم کے چند افراد کے سوا کوئی بھی موسیٰ پر ایمان نہ لایا کہ وہ ان کو مصیبت میں نہ ڈال دے اور بلاشبہ فرعون اس ملک میں بڑا سرکش تھا اور وہ بے شک حد سے بڑھا ہوا تھا اور موسیٰ نے کہا کہ اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اسی پر بھروسہ رکھو۔ اگر تم سچے فرمانبردار ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو اس پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اے پروردگار! ہمیں ظالم لوگوں کا تختہء مشق نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہمیں کافروں کے گروہ سے بچالے اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف وحی کی کہ تم دونوں اپنی قوم کے لئے مصر میں گھر بناؤ اور اپنے گھروں کو قبلہ رخ رکھو اور نماز قائم کرو اور مومنوں کو بشارت دو اور موسیٰ نے کہا کہ اے ہمارے رب تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیاوی زندگی میں اسباب زینت اور مال و منال دیا ہے۔ اے ہمارے رب اس لئے کہ وہ تیری راہ سے لوگوں کو بہکائیں اے ہمارے رب ان کے مال و دولت برباد کردے اور ان کے دلوں کو سخت کردے کہ ایمان نہ لائیں۔ جب تک کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔ ارشاد ہوا کہ تمہاری دعا منظور کرلی گئی۔ پس تم ثابت قدم رہنا اور ان لوگوں کی راہ نہ چلنا جن کو علم نہیں اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کردیا پھر فرعون اور اس کا لشکر بھی از راہ عداوت و سرکشی ان کے پیچھے ہولیا۔ حتیٰ کہ فرعون غرق ہونے لگا تو اس نے کہا کہ میں ایمان لاتا ہوں اس معبود حقیقی کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں اور اس سے قبل نافرمانی کرتا رہا اور فساد پھیلاتا رہا۔ سو آج ہم تیرے بدن کو نکال لیں گے تاکہ تو اپنے پچھلے آنے والوں کے لئے ایک نشان ہو۔ اور واقعی بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں۔

شرح:- جب کوئی سرکش اور نڈر شخص تخت حکومت پر متمکن ہو جاتا ہے تو وہ کسی صورت میں اس بات کو گوارا نہیں کرتا کہ کسی طرح اس کے وقار یا سطوت یا اقتدار میں فرق آجائے۔ چنانچہ وہ ہر ممکن طریقہ سے اپنی رعایا کو خوف زدہ کرکے اس قدر اپنا تابع بنانے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ کسی مخالف کی بات سننے کی طرف مائل ہی نہ ہوں۔ اگر کسی طرح ان کو کوئی شخص مخالف بات سنا ہی دے اور اپنا قائل کر بھی لے تو بھی وہ حق پرستی کی طرف اس واسطے نہیں آتے کہ ان کے دنیاوی مصالح حاکم وقت کی خوشنودی کے

ساتھ وابستہ ہوتے ہیں۔ یہی بات اس وقت درپیش آئی فرعون کی سرکشی اور تکبر آج بھی ضرب المثل ہے۔ اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ پر اسے سخت شکست و ندامت اٹھانی پڑی۔ مگر اس نے اپنے آئین میں تبدیلی کرنے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کرنے سے بالکل انکار کر دیا۔ اب رعایا میں سے کسے جرات ہوتی کہ کوئی شخص بھی آپ پر ایمان لے آئے۔ چنانچہ ماسوائے چند جانباز اور دلیر آدمیوں کے کسی کو جرات نہ ہوئی کہ حق کو قبول کرتے یہ معدودے چند حضرات بھی جن کی قوت ایمانی نے انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع پر مجبور کر دیا تھا۔ حکومت فرعون کے مظالم کا تختہ مشق بنائے جانے لگے اور طرح طرح کی اذیتیں سہنے لگے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب ان کی یہ قابل رحم حالت دیکھی تو کہا کہ عزیزو کہ اگر اللہ پر دل سے ایمان لا چکے ہو تو اس پر اعتماد رکھو اور کسی بات کا خوف نہ کھاؤ۔ فرمانبرداری کی شان یہی ہے کہ ماسوائے اللہ کسی کا خوف دل میں نہ رکھا جائے۔ حق ان کے دلوں میں سرایت کر چکا تھا حلاوت ایمان کا وہ مزہ چکھ چکے تھے۔ فوراً" بول اٹھے کہ ہاں اللہ ہی پر ہمارا توکل ہے وہی ہمیں ظالموں سے نجات دلائے گا اور ان کے مظالم کا ہمیں تختہ مشق نہ بنائے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ تم بالکل بے خوف ہو کر مصر میں اپنی قوم کے لئے مکانات بناؤ اور زبانی فرمانبرداری کے ساتھ ساتھ عملی فرمانبرداری ان کے دلوں میں جاگزیں کرنے کے لئے اپنے گھروں کو قبلہ رو بناؤ اور ایک ہی مرکز سے وابستگی کا عمل سکھاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا بالآخر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کے مظالم سے تنگ آ کر ان الفاظ میں دعا کی کہ خدایا! تو نے فرعون اور اس کی قوم کو زینت و زیبائش کے سامان اور مال و دولت عطا کئے ہیں۔ مگر انہوں نے اس کا غلط استعمال کیا ہے اور وہ لوگوں کو تیری راہ سے گمراہ کر رہے ہیں۔ سو ان کا مال و دولت فنا کر دے اور نافرمانی کی سزا میں ان کے دلوں کو سخت کر دے۔ تا آنکہ وہ اس وقت تک ایمان ہی نہ لائیں۔ جب تک تیرے عذاب کو وہ اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور بنی اسرائیل کو مصر چھوڑ کر کنعان چلے جانے کا حکم دیا گیا۔ پس وہ اپنی قوم کو ساتھ لے کر رات کو چل پڑے۔ صبح کو جب فرعون کو خبر ملی تو اس نے اپنی افواج سمیت بنی اسرائیل کا تعاقب کیا مگر ان کے پہنچنے سے پہلے بنی اسرائیل

دریا کے پار جا چکے تھے۔ مگر فرعون اور اس کا لشکر عین اس وقت جبکہ وہ منجدھار میں سے گذر رہا تھا غرق ہو گیا۔ اب فرعون نے ڈوبتے وقت آہ و پکار کرنی شروع کی اور کہا کہ میں اسی خدا پر ایمان لاتا ہوں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں مگر اس وقت اس کی یہ پیش کش قبول نہ ہوئی اور اسے جواب دیا گیا کہ عمر بھر تو نے سرکشی اور نافرمانی اور غرور و تکبر اختیار کیا۔ اب آکر موت کے خوف سے ایمان لاتا ہے۔ پس تیرا ایمان قبول نہیں۔ تجھے اب دوزخ کا ایندھن ہی بننا ہوگا۔ اور تیرا بدن آنے والی قوم کے لئے ایک نشان عبرت بنا کر رکھا جائے گا تاکہ تیری طرح ان لوگوں کو جو ہمارے نشانات و احکام سے ناواقف و غافل ہیں سبق حاصل کریں۔

ترجمہ آیات ۹۳-۱۰۳:- ہم نے بنی اسرائیل کو بڑی اچھی زمین میں جگہ عطا کی اور پاکیزہ اشیاء انہیں دیں۔ انہوں نے اختلاف نہیں کیا یہاں تک کہ ان کے پاس احکام الٰہی کا علم پہنچ گیا۔ تیرا رب ان کے درمیان بلاشبہ ان باتوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا۔ اگر آپ کو ان باتوں میں جو ہم نے آپ پر نازل کی ہیں کسی طرح کا شک نہ ہو تو ان لوگوں سے پوچھ لیجئے جو آپ سے پہلے کتاب پڑھ رہے ہیں۔ یقین رکھئے کہ آپ کے رب کی طرف آپ کے پاس حق پہنچ چکا ہے آپ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں اور ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اللہ کی نشانیوں کو جھٹلایا ورنہ آپ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ یاد رکھئے کہ وہ لوگ جن پر آپ کے رب کا وعدۂ عذاب صادق آتا ہے وہی ایمان نہیں لائیں گے خواہ ان کے پاس ہر ایک نشانی آجائے۔ جب تک کہ عذاب الیم نہ دیکھ لیں۔ بھلا قوم یونس کے سوا کیوں اور کوئی بستی ایسی نہ ہوئی کہ ایمان لے آتی تاکہ اس کا ایمان اس کو نفع دیتا۔ قوم یونس کے لوگ جب ایمان لے آئے تو ہم نے ان سے دنیاوی زندگی میں رسوائی کا عذاب دور کر دیا اور ان کو ایک وقت تک بہرہ مند رکھا اور اگر آپ کا رب چاہتا تو جس قدر لوگ زمین پر ہیں سب کے سب ایمان لے آتے تو کیا آپ لوگوں کو اس بات پر مجبور کریں گے کہ وہ مومن ہو جائیں اور کسی شخص کے لئے ممکن نہیں کہ خدا کی مشیت کے بغیر ایمان لے آئے اور اللہ ان ہی لوگوں پر گندگی ڈالتا ہے جو عقل سے کام نہیں لیتے۔ کہہ دیجئے کہ آسمانوں میں اور زمین پر جو کچھ ہے اسے دیکھو تو اور ان لوگوں کو جو ایمان نہیں لاتے

نشانیاں اور ڈراوے کام نہیں دیتے۔ وہ محض ایسے ہی واقعات کے منتظر ہیں جیسے ان لوگوں کو پیش آچکے ہیں۔ جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ تم بھی انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔ پھر ہم اپنے رسولوں کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لے آئیں بچالیں گے اسی طرح ہمارا ذمہ ہے کہ مومنوں کو نجات دیں۔

شرح:- اس رکوع میں اس بات کا ذکر ہے کہ بنی اسرائیل کو اس ناگفتہ بہ حالت میں سے ہم نے جب نکالا تو ابتدا میں وہ ایک نہایت باتفاق قوم تھے۔ چنانچہ انہیں دنیاوی سازو سامان بھی نہایت عمدہ عطا کیا گیا اور روحانی غذا بھی مہیا کی گئی مگر کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد بنی اسرائیل کے اندر باہمی تشتت و افتراق پیدا ہو گیا اور اس حد تک پہنچ گئے کہ اس نے قومیت کا ستیاناس کر کے رکھ دیا کہ ان کا فیصلہ قیامت ہی کے دن چکایا جاسکے گا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر اسلام! اگر ان لوگوں کے باہمی افتراق و اختلافات کو اچھی طرح معلوم کرنا چاہو تو اہل کتاب کے علماء ہی سے پوچھو وہ تمہیں بتائیں گے کہ ان اختلافات کی کیا حقیقت تھی۔ دراصل ان مخالف فریقوں نے کسی نہ کسی رنگ میں خدا کے احکام کو جھٹلایا اور خائب و خاسر رہے اور خدا کے وعدہ عذاب کے مستوجب قرار دیئے گئے۔

اے پیغمبر اسلام! مسلمانوں کو سنا دو کہ اگر وہ بھی باہمی افتراق اور اختلافات میں پڑ گئے تو اہل کتاب کی طرح وہ تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ دنیا میں ناکام اور آخرت میں شرمسار ہوں گے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو اس طرح باہمی اختلافات میں پڑ جائیں خواہ وہ حق کی تمام نشانیاں دیکھ لیں تو بھی اسے قبول نہیں کرتے حتی کہ عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ چنانچہ اقوام عالم میں جس قدر ایسی قومیں گزری ہیں جنہوں نے اپنے نبیوں کی نافرمانی کی ان میں سے سوائے قوم یونس علیہ السلام کے اور کسی کی توبہ قبل از عذاب قبول نہیں ہوئی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر خدا چاہتا تو تمام بنی نوع انسان کو ایمان لانے پر مجبور کر دیتا۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ ایمان انہیں لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جو اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کرتے ہیں اور شرک و کفر کی نجاست انہی لوگوں پر پڑتی ہے جو عقل و دانش سے عاری ہوتے ہیں۔ فرمایا ہے کہ جن لوگوں کی بصیرت پر پردہ پڑ جائے ان کو نہ اللہ کی نشانیاں کسی طرح مفید ہوتی ہیں نہ وہ اس عذاب سے ڈرتے ہیں جو عبرت کے طور پر

نافرمانوں کی بستیوں پر نازل کیا جاتا ہے۔ جبکہ اپنے پیشرو اقوام کی طرح نہایت بے باکانہ و سرکشانہ زندگی بسر کرتے ہیں اور منشائے الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرنے والوں کو الٹا تنگ کرتے اور ایذا دیتے ہیں۔ فرماتا ہے کہ ہم اپنے رسولوں اور ان پر ایمان لانے والوں کو آنے والے عذاب سے بچا کر نافرمانوں کو تباہ کر دیا کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگ جو ہماری راہ میں جانیں لڑا دیں اور ہم انہیں کوئی اذیت پہنچنے دیں۔

ترجمہ آیات ۱۰۴-۱۰۹:۔ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! اگر تم کو میرے دین میں کوئی شک ہو تو میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کو تم اس کے سوا پوجتے ہو۔ بلکہ میں تو اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری جان قبض کرتا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مومنوں میں ہوں اور یہ کہ آپ یک سو ہو کر دین کی پیروی کرتے جایئے اور مشرکوں میں سے ہرگز نہ ہونا اور اللہ کے سوا ان سے کوئی التجا نہ کیجئے۔ جو نہ آپ کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ اس وقت یقیناً" ظالموں میں سے ہوں گے اور اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو سوائے اس کے اس کو دور کرنے والا بھی کوئی نہیں اور اگر آپ کو فائدہ پہنچانا چاہئے تو اس کی عنایت کو کوئی دور بھی نہیں کر سکتا وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے نفع پہنچاتا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ کہہ دیجئے اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حق آچکا ہے سو جس نے راہ ہدایت اختیار کی اس نے اپنے فائدہ کے لئے اختیار کی۔ اور جو بھٹک گیا اس کی گمراہی کا وبال اس پر پڑے گا اور میں تمہارا ذمہ دار نہیں۔ اور جو کچھ آپ کی طرف وحی کی گئی ہے آپ اسی کی پیروی کئے جایئے اور صبر کیجئے حتیٰ کہ اللہ فیصلہ کر دے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

شرح:۔ اس رکوع پر یہ سورت ختم ہوتی ہے لہٰذا گزشتہ نو رکوع میں جو کچھ بیان ہوا تھا اس کا خلاصہ اور نتیجہ یہاں نکال دیا۔ فرمایا اے پیغمبر اسلام! اہل جہان کو سنا دو کہ میں صرف اسی ذات واحد کی عبادت کرتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں تمہاری جان ہے۔ میں تمہارے معبودوں سے بیزار ہوں۔ مجھے حکم ہے کہ میں اپنی جبین نیاز صرف خدا کے سامنے جھکاؤں اور مشرکوں کی طرز کبھی اختیار نہ کروں۔ اگر ایسا کروں گا تو ظالموں میں شمار کیا جاؤں گا۔ مجھے یہ بھی تعلیم دی گئی ہے کہ اگر انسان کو اللہ کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو اسے بجز خدا کے کوئی بھی دور نہیں کر سکتا اور اگر وہ کسی کو فائدہ پہنچائے تو

دنیا کی کوئی طاقت نہیں جو اسے روک سکے۔ فرماتا ہے کہ اپنے ہاتھ میں تمام امور کو اس واسطے رکھا گیا ہے کہ کسی کے ساتھ بے انصافی نہ ہو کیونکہ خدا کے ہاں تمام مخلوقات ایک جیسی ہے اور وہ سب پر رحیم و شفیق ہے۔ فرماتا ہے کہ اے نبی! لوگوں کو سنا دو کہ خدا کی جانب سے تمہارے پاس پیغام حق پہنچ چکا ہے جو اس پیغام ہدایت کو قبول کرے گا وہ خود فائدہ اٹھائے گا اور جو کوئی انکار کرے گا وہ خود اس کا نقصان برداشت کرے گا۔ گمراہی کا نقصان گمراہ ہونے والے کو ہوتا ہے اور ہدایت کا فائدہ ہدایت پانے والوں کو ارشاد ہوتا ہے کہ اقوام عالم کو سنا دو کہ میں خدا کا نبی تو ضرور ہوں۔ رسالت و تبلیغ کے فرائض بھی ادا کر رہا ہوں۔ تمہارا خیر خواہ بھی ہوں مگر نہ تمہارا کارساز ہوں نہ ضامن بلکہ مجھے تو حکم ہے کہ جو احکام لوگوں کے لئے مجھ پر بغرض تبلیغ نازل کئے جا رہے ہیں ان پر خود بھی بطریق اولیٰ کاربند ہوں اور منکروں کی عداوت و دشمنی پر صبر کئے رہوں۔ تا آنکہ خدا کا آخری حکم صادر ہو جائے۔

(۵۲) سورۃ ھودؑ (۱۱)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو تیئس آیتیں اور دس رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۱-۸:- قرآن ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں محکم ہیں۔ مزید براں خدائے حکیم و خبیر کی طرف سے بتفصیل بیان کر دی گئی ہیں۔ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ میں تمہارے لئے اس کی جانب سے ڈرانے والا اور فرمانبرداروں کو خوشخبری دینے والا ہوں اور یہ کہ اپنے رب سے بخشش طلب کرو پھر اس کی طرف رجوع کرو کہ تمہیں ایک مقررہ وقت تک متاع نیک سے بہرہ مند کرے گا اور زیادہ اچھے عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا اور اگر تم منہ پھیر لو تو مجھے تمہاری بابت بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ خدا ہی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔ خبردار! یہ اپنے سینوں کو دوہرے کرتے ہیں تاکہ اس سے پوشیدہ رکھیں سن رکھو! کہ جس وقت وہ

اپنے کپڑوں کو لپیٹ لیتے ہیں اس وقت بھی خدا ان باتوں کو جانتا ہے جن کو وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں بے شک وہ دلوں کے حال جانتا ہے اور زمین میں چلنے والا کوئی جاندار نہیں مگر اس کی روزی اللہ کے ذمے ہے اور وہ ان کے ٹھکانے کو جانتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے اسے بھی (یہ) سب کچھ لوح محفوظ میں درج ہے اور وہی تو ہے جس نے چھ دن میں آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ تاکہ آزمائے کہ تم میں سے اعمال کی رو سے کون اچھا ہے اور اگر آپ کہیں کہ موت کے بعد تمہیں زندہ کیا جائے گا تو وہ جنہوں نے راہ کفر اختیار کی ہے ضرور کہہ اٹھیں گے کہ یہ تو کھلا جادو ہے اور اگر ہم ان سے مدت معین تک عذاب کو ملتوی رکھتے ہیں تو کہنے لگتے ہیں کہ کون سی چیز روکے ہوئے ہے۔ سن رکھو! جس دن وہ ان پر نازل ہوگا تو ان سے ٹلے گا نہیں جس عذاب کی یہ ہنسی اڑا رہے تھے وہ ان کو آگھیرے گا۔

شرح:- یہاں سے سورت ھود شروع ہوتی ہے مضمون تقریباً وہی ہے جو سورت یونس کا تھا مگر امم سابقہ کی نافرمانیوں اور ان کی سزاؤں کا کچھ اس انداز سے ذکر کیا ہے کہ خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ مجھے سورہ ھود نے بوڑھا کر دیا ہے۔ اس سورت میں توحید کی تعلیم ہے اور پرستاران توحید کا جن کا دوسرا نام مومن ہے منکران توحید سے مقابلہ کر کے دکھایا ہے۔

فرماتا ہے کہ کیا دونو فریق برابر ہو سکتے ہیں؟ جواب یہی دینا پڑے گا کہ نہیں! برابر نہیں ہو سکتے۔ پس سمجھ لو کہ شرک و توحید پرست برابر نہیں ہو سکتے۔ فرماتا ہے کہ یہ قرآن جو نازل کیا گیا ہے تو اس میں علم و حکمت کی تمام باتیں درج کر دی ہیں اور کھول کر بیان کر دی ہیں اور یہ تعلیم دی ہے کہ صرف خدائے واحد کی عبادت کرو۔ خدا کی نافرمانی سے ڈرو اور اس کے انعامات پر اظہار مسرت کرو۔ اگر کوئی لغزش ہو جائے تو توبہ کرو۔ تاکہ وہ تمہارے گناہ معاف کر دے اور اپنے انعامات کو بدستور قائم رکھے۔ اگر تم اس بات سے اعراض کرو گے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ آخرت کا دردناک عذاب جھیلنا ہوگا جس سے کسی طرح چھٹکارا ممکن نہیں۔ فرماتا ہے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے دل کی اصلاح کرے اور اس بات کا یقین کرے کہ خدا سے دلوں کا حال بھی مخفی نہیں۔ تم لاکھ چھپاؤ تمہارے چھپائے کوئی بات چھپ نہیں سکتی اگر برائی کا خیال تمہارے دل میں کھٹکے گا تو وہ بھی خدا

سے مخفی نہیں رہ سکتا۔ الحاصل توحید کا لب لباب یہ ہے کہ انسان اس بات کا یقین کرے
کہ دنیا میں جتنے بھی جاندار روزی کے محتاج ہیں ان سب کی روزی اللہ تبارک و تعالیٰ نے
اپنے ذمہ لے رکھی ہے کیونکہ جس نے عدم سے مخلوقات کو منصہ ظہور پر جلوہ گر کیا ہے وہ
ان کو رزق سے بھی بہرہ مند کرے گا پس کسی حالت میں انسان کو مخلوق خدا کا محتاج نہیں
ہونا چاہئے ہماری احتیاجات اور ضروریات مادی اور روحانی کی وہی ذات کفیل ہے جس
نے اس کارخانہ عالم کو پیدا کیا ہے۔ باقی رہا نوکر اور مالک کے تعلقات' بڑے اور چھوٹے
کے آداب' استاد اور شاگرد کا لحاظ اور علیٰ ہذا القیاس ہمارے تمدن اور معاشرتی معاملات تو
ان کو اپنی اپنی حدود کے اندر خوشگوار رکھنا برا نہیں بلکہ ضروری ہے بات صرف یہ ہے کہ
کہیں خدا اور بندہ کو مساوی نہ سمجھ لیا جائے اور اگر کہیں ایسے تصادم کا خوف ہو تو
پرستاران توحید کو چاہئے کہ وہ سب رشتے چھوڑ کر اور سب سے بے پروا ہو کر اعلان کر
دیں کہ وہ دوران حیات میں ہمیں اسباب زندگی سے سرفراز کرنے والا صرف وہی ہے جو
"فعال لما یرید" ہے۔ ہماری موت صرف اس کے ہاتھ میں ہے جس کے ایک لفظ "
کن" کہنے سے تمام موجودات عالم پیدا ہو گئیں اور بالآخر ہمیں اپنے تمام اعمال کے لئے
صرف اس کے سامنے جواب دہ ہونا ہے۔ جو حاکم الحاکمین اور مالک یوم الدین ہے۔ صرف
وہی ذات واحد ہے جسے ہماری زندگیوں کے ایک ایک لمحہ کی خبر ہوتی ہے۔ اور جو ہماری
سیاہی و سفیدی کے ایک ایک نقطے سے واقف ہے۔

فرماتا ہے کہ لوگو! سن رکھو کہ خدا ہی نے آسمان اور زمین کو کل چھ دنوں میں پیدا کیا
کہ جملہ کائنات عالم کو تمہارے ماتحت اور زیر نگین کر دیا۔ جس میں سے کھاؤ' پیو' اوڑھو
اور پہاڑوں کو چاہو تو ریزہ ریزہ کر دو اب دیکھنا صرف یہ ہے کہ ان اختیارات بے پناہ سے تم
کس طرح کام لیتے ہو۔ آیا ان خداوندی نعمتوں پر تم خدا کے سامنے سربسجود ہوتے ہو یا
نہیں یا اسے بھلا کر ان کو اپنے قوت بازو کا نتیجہ خیال کرتے ہو آیا قوت و طاقت کا استعمال
مخلوق خدا کی راحت رسانی کے لئے اپنے اوقات اطاعت و عبادت میں گزارتے ہو یا
شرارت و الحاد میں۔ اے اقوام عالم سن رکھو کہ تمہیں مرنے کے بعد خداوند تعالیٰ کے
سامنے زندہ ہو کر ایک دن ضرور جانا ہے اگر اس دن کی کیفیت اور تعین تمہاری نگاہوں سے
پوشیدہ رکھی گئی ہے تو اس کا یہ مطلب نہ ہونا چاہئے کہ تم سرے سے اس کے منکر ہو جاؤ۔

دیکھو ایسا انکار کفر ہے۔ اس کی سزا سخت ہے اس سے بچو۔

ترجمہ آیات ۹-۲۴:- اگر ہم انسان کو اپنے پاس سے نعمت بخشیں پھر اس سے چھین لیں تو وہ مایوس اور ناشکرا ہو جاتا ہے اور اگر ہم اسے کوئی تکلیف پہنچنے کے بعد نعمت کا مزہ چکھائیں تو کہنے لگتا ہے کہ سب سختیاں مجھ سے دور ہو گئیں بیشک وہ خوش ہو جانے والا شیخی خور ہے مگر وہ لوگ جنھوں نے صبر کیا اور عمل نیک کئے ان لوگوں کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے۔ سو کیا آپ ان کے اس کہنے سے کہ اس پر کوئی خزانہ کیوں نہ اترا یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ آیا۔ تنگدل ہو کر اس میں سے جو کچھ آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے کچھ حصہ چھوڑ دیں گے؟ یاد رہے کہ آپ ڈرانے والے ہیں اور بس اور ہر چیز کا اللہ کارساز ہے کیا لوگ کہتے ہیں کہ قرآن اس نے اپنے دل سے بنا لیا ہے۔ جواب دیجئے کہ تم بھی اس طرح کی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا جس کسی کو بلا سکتے ہو بلا لو۔ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو۔ پھر اگر یہ تمہارا کہنا نہ کر سکیں تو جان لو کہ یہ قرآن خدا ہی کے علم سے اترا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو کیا تم اسلام نہیں لاتے۔ جو دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت چاہتا ہے ہم ان کے عملوں کا بدلہ دنیا ہی میں پورا پورا دیدیتے ہیں اور ان کو دنیا میں گھاٹے میں نہیں رکھا جاتا۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے آتش دوزخ کے اور کچھ نہیں اور جو نیک کام انہوں نے دنیا میں کئے تھے سب ضائع اور جو کچھ وہ کرتے رہے سب برباد۔ بھلا وہ شخص جو اپنے رب کے کھلے راستے پر ہو اور اس کے پاس اللہ کی جانب سے شہادت بھی ہو اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب اس کی رہنما اور اس کے لئے باعث رحمت ہو بلکہ یہی لوگ تو اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور دوسرے فرقوں میں سے جو اس کا منکر ہے اس کا ٹھکانا دوزخ ہے سو آپ اس کی طرف سے کسی طرح کے شک میں نہ رہیں۔ یہ قرآن آپ کے رب کی طرف سے برحق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ یہ لوگ اپنے رب کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور گواہ کہیں گے کہ یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا۔ سن رکھو کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ جو لوگ اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی چاہتے ہیں اور وہ آخرت سے بھی انکار کرتے ہیں یہ لوگ دنیا میں خدا کو ہرا نہیں سکتے اور نہ خدا کے سوا ان کا کوئی مددگار ہے ان

کو دگنا عذاب ہو گا کیونکہ نہ وہ حق بات سن سکتے تھے اور نہ وہ سیدھی راہ دیکھتے تھے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا اور جو افترا پردازیاں وہ کیا کرتے تھے وہ ان سے جاتی رہیں۔ ضروری ہے کہ یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ خسارے میں رہیں گے۔ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور اپنے رب کے آگے عاجزی کرتے رہے یہی لوگ جنتی ہیں۔ یہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ دونوں فرقوں کی مثال ایسی ہے جیسے اندھا بہرہ اور دیکھتا سنتا۔ کیا دونوں کی حالت ایک جیسی ہو سکتی ہے تو کیا تم غور نہیں کرتے۔

شرح:۔ اس رکوع میں انسان کی خوشی اور اس کے غم کی حالتوں کی تصویر کھینچی ہے اور فطرت انسانی کے دقائق کو قرآنی الفاظ کی خوردبین سے موٹا کر کے دکھایا ہے کہ انسان اسے دیکھ کر اس کی ہولناکیوں سے متنبہ ہو جائے فرماتا ہے کہ انسان کو دیکھو راحت اور آرام کی زندگی گزارتے گزارتے اگر کسی وقت تکلیف آ جائے تو جھٹ مایوس و ناشکرا ہو جاتا ہے مگر رنج و تکلیف کے اسباب پر غور نہیں کرتا کہ کن اعمال کی پاداش میں اسے یہ تکلیف پیش آئی ہے۔ الٹا خداوند تعالیٰ کو بدنام کرنا شروع کر دیتا ہے کہ اس نے ہماری قسمت میں یہ تکلیف اور یہ رنج لکھ رکھا تھا۔ پھر دیکھو کہ اگر تکلیف اٹھا کر فضل ایزدی شامل حال ہو جائے تو پھر بھی خدا کو بھول جاتا ہے۔ یہ نہیں کہتا کہ اس نے میرا قصور معاف کر دیا ہے اور اپنی رحمت سے نوازا ہے بلکہ یہ کہتا ہے کہ میں نے یہ کیا میں نے وہ کیا حتی کہ تکلیفوں کے بادل چھٹ گئے۔ اگر عالم رنج میں وہ مایوس اور ناشکر گزار تھا تو آج عالم راحت میں وہ غرور اور خوشی کے مارے آپے سے باہر ہو رہا ہے۔ بہت ہی کم ہیں وہ باہمت افراد جو حد اعتدال پر ہمیشہ قائم رہتے ہیں اور اس سلسلے میں اگر ان کو کوئی تکلیف پیش آتی ہے تو اس پر صبر و استقلال سے کام لیتے ہیں اور ہمیشہ ہی نیک عمل کرتے ہیں صرف یہی طبقہ ہے جو مغفرت خداوندی اور اجر و ثواب کا مستحق ہے۔ اب پیغمبر خدا کو خطاب ہوتا ہے کہ لوگ کئی قسم کے ہیں کوئی خدا سے خائف ہے کوئی بالکل نڈر کسی کو معاد کی فکر کوئی معاش کا متلاشی۔ پس آپ کو چاہیے کہ ان لوگوں کی باتوں پر نہ جائیں جو بصیرت کی آنکھیں کھو بیٹھے ہیں اور نہ ان کی خاطر اپنے آپ کو فکر و غم میں ڈالیں۔ آپ کو صرف ان متلاشیان حق کی فکر ہونی چاہیے جن کی فطرت سلیم ہے اور طبع درست بعض کج بحث کہیں گے کہ اے

پیغمبر اسلام! آپ کے پاس نہ مال و دولت ہے نہ ملک و حکومت نہ آپ کی معیت میں کوئی فرشتہ ہے حالانکہ ہمارے خیال میں یہ چیزیں پیغمبریت کا لازمہ ہیں۔ ان کو سنا دیں کہ یہ تماری کج فہمی ہے۔ مجھے نہ مال و دولت کی طلب ہے نہ ملک و حکومت کی خواہش میں تو ہوں صرف خداوند عالم کی نافرمانی کے نتائج و عواقب سے تمہیں ڈرانے والا۔ پس جو کچھ مجھے بذریعہ وحی القا ہوتا ہے اسے تم لوگوں کو سنا دیتا ہوں اور وحی کے بارے میں تم جو اعتراض کرتے ہو کہ خدا کی طرف سے کچھ نازل ہوتا اور شاید اسی خیال سے بعض امور میں مجھ سے رعایت کے خواہاں ہوتے ہو تو یہ سن رکھو کہ قرآن کا ایک ایک لفظ اللہ کا کلام ہے اور اس میں سے رتی بھر تم سے مخفی نہیں رکھا جا سکتا۔ اگر تم اس بات پر مصر ہو کہ قرآن انسانی کلام ہے تو پھر تم بھی کوئی دس سورتیں ایسی بنا لاؤ اور مخلوق خدا میں سے جس کسی سے چاہو مدد طلب کر لو۔ تم دیکھو گے کہ تمہارا کلام قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ پس اگر ایسا ہو تو جان لینا کہ یہ قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے اور یہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اگر تم اس طرف نہ آؤ اور مذہبی امور سے بے اعتنائی برتتے ہوئے دنیاوی اسباب اور اس کی دلفریبیوں پر ہی لٹو ہو تو پھر اللہ تمہارے انہی اعمال کی تمہیں جزا دے گا اور نتیجتہ" آخرت میں آتش دوزخ کو برداشت کرنا ہو گا۔ اس حالت میں اگر نادانستہ یا حالات کے ماتحت تم نے کوئی نیک کام بھی کیا ہو گا تو رائیگاں جائے گا۔ اگر میری صداقت کے دلائل درکار ہوں تو اس تعلیم کو دیکھو جو میں تمہیں دے رہا ہوں اور اس سے پہلے کی الہامی کتابوں کو پڑھو۔ دیکھو مومن صرف وہی ہیں جو خدا کی بتائی ہوئی شاہراہ پر گامزن ہوں اس کی فرستادہ کتاب کو پڑھیں اور اس سے ہر معاملہ میں راہنما طلب کریں جس طرح قرآن کے نزول سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب لوگوں کے لئے باعث رحمت تھی اور ہر معاملہ میں ان کے لئے راہنما تھی۔ اگر کوئی شخص ان معنوں میں قرآن کو تسلیم نہ کرے تو اس کو خدا کے ہاں سے سخت ترین سزا ملے گی اور وہ یہی کہ اسے دوزخ کی آتش سوزاں کے سپرد کیا جائے گا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ طلبگار صداقت کو بھی اس بات میں شک نہیں کرنا چاہیے یہ بالکل اسی طرح ہے اور اسی طرح ہو گا یعنی مومن کہو یا مسلمان ناجی کہو یا محبوب خدا۔ صرف وہی لوگ ہیں جو قرآن کو اپنی عملی زندگیوں کا ضابطہ قرار دیتے ہیں اور اپنی زندگیاں اس کے عین

مطابق بسر کرتے ہیں لیکن جو اناپ شناپ جو کچھ منہ میں آیا خدا کی طرف منسوب کرتا چلا جائے اور قرآن کی تعلیم پر جو عربی میں نازل ہوا ہے عمل نہ کرے۔ اس کو جب خدا کے حضور میں پیش کیا جائے گا تو گواہوں کی یہ گواہی ہوگی کہ اس نے اللہ کے متعلق جھوٹ بولا تھا۔ پس ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہوگی۔ کیونکہ انہوں نے قرآن پر عمل کرنے سے انکار کرکے عملاً" اللہ کی راہ سے روکا اور حق و صداقت کی سیدھی راہ کے خلاف بدکاری اور بے حیائی اور فساد و بدامنی کی راہوں کو عام کرنا چاہا۔ یہ لوگ جس قدر چاہیں زور لگائیں مگر خدا کو ہرا نہیں سکتے نہ موت کی زد سے بچ سکتے ہیں نہ مصائب و آلام سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔ اور آخرت میں ان کو سوائے اللہ کی دوستی کے اور کسی کی دوستی کام نہ دیگی۔ قرآن کا انکار کرنے والوں کو جو نہ حق بات کو سنیں اور نہ اس کو پھیلنے دیں دوسروں سے دوگنا عذاب دیا جائے گا۔ اے کاش! کہ یہ لوگ قرآن کو سننے کے لئے کان رکھتے اور حق کو دیکھنے کے لئے آنکھیں مگر ایسا نہ ہوا اب یہی سب سے زیادہ خسارہ اٹھائیں گے اور دنیا میں جو افترا پردازیاں کرتے چلے آئے ہیں وہ بھی ان کو بھول بھلا جائیں گی مگر وہ لوگ جو نیک عمل کرتے ہیں قرآن کو اپنے لئے مشعل راہ بناتے ہیں۔ دنیا میں امن و امان کی زندگی گزارتے ہیں اور لوگوں کو بھی اس چیز کی دعوت دیتے ہیں وہ جنت میں جائیں گے اور اس دنیاوی زندگی کے گزر جانے کے بعد ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ جہاں اس قسم کے مصائب اور تکلیف ہرگز نہ ہوں گی۔ جن سے انہیں یہاں دوچار ہونا پڑتا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ حق و صداقت کی راہ پر چلتے ہیں ان کو یوں سمجھو کہ آنکھوں اور کانوں والے ہیں اور جو کفر الحاد کی زندگی گزارتے ہیں وہ نابینا اور بہرہ ہیں تو کیا تم نابینا کو بینا پر اور بہروں کو کانوں والوں پر ترجیح دیا کرتے ہو۔ اسی طرح ان لوگوں کو بھی سمجھو اگر تم میں عقل ہے۔

ترجمہ آیات ۲۵-۳۵:- بلاشبہ ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اور اس نے لوگوں سے کہا کہ تمہیں اللہ کی نافرمانی سے کھلے بندوں ڈرانے والا ہوں اور یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ مجھے تمہاری نسبت ایک روز کے المناک عذاب کا اندیشہ ہے۔ پھر اس کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ ہم تو تمہیں محض اپنے جیسا آدمی سمجھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ تمہاری پیروی ہم میں سے رذیل لوگوں نے ہی اختیار کی ہے اور

وہ بھی سرسری نظر سے، اور ہم تو تم لوگوں میں اپنے سے کوئی برتری نہیں پاتے بلکہ ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں نوح نے کہا کہ اے میری قوم! بھلا دیکھو تو اگر میں اپنے رب کے کھلے رستے پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت عطا کی ہو پھر وہ راہ تم کو دکھائی نہ دیتی ہو ہم خواہ مخواہ اس کو تمہارے گلے منڈھ دیں حالانکہ تم اسے ناپسند کرتے ہو۔ اور اے میری قوم! میں تم سے اس پر دولت طلب نہیں کرتا۔ میرا صلہ تو اللہ ہی کے ذمہ ہے اور جو لوگ ایمان لاچکے ہیں میں ان کو اپنے پاس سے نکالنے والا بھی نہیں ہوں وہ یقیناً" اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں۔ لیکن میں تمہیں ایک جاہل قوم دیکھتا ہوں اور اے میری قوم! اللہ کے مقابلہ میں کون میری مدد کرے گا اگر میں ان کو اپنے پاس سے نکال دوں تو کیا تم غور نہیں کرتے اور میں نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ غیب جانتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ میں ان لوگوں کی نسبت جنہیں تم حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہو یہ کہتا ہوں کہ اللہ ان پر فضل نہیں کرے گا جو کچھ ان کے دلوں میں ہے اللہ خوب جانتا ہے۔ تو اس وقت میں ظالموں میں شمار ہوں گا۔ انہوں نے کہا اے نوح! تم نے ہم سے جھگڑا تو کیا ہے اور جھگڑا بھی بہت کیا۔ پس جس عذاب کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو وہ لے آؤ۔ اگر تم سچے لوگوں میں سے ہو۔ نوح نے کہا اس کو تو اللہ ہی چاہے گا تو تم پر نازل کرے گا اور تم اسے ہرگز ہرا نہیں سکتے اور میری نصیحت تمہیں کوئی فائدہ نہ دے گی اگرچہ میں تمہیں نصیحت کرنی چاہوں جبکہ خدا کو یہی منظور ہے کہ وہ تمہیں گمراہ رہنے دے۔ وہی تمہارا رب ہے اور اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص نے قرآن کو اپنے دل سے بنا لیا ہے۔ ان کو فرمادیجئے کہ اگر میں نے اسے خود بنالیا ہے تو اس کا گناہ مجھ پر ہے اور تم جو گناہ کرتے ہو میں اس سے بری الذمہ ہوں۔

شرح:- یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ اس سے پہلے زمانے میں بھی پیغمبروں کو تبلیغ حق کی خاطر بھیجا جاتا رہا۔ مثلاً" ایک زمانے میں حضرت نوح علیہ السلام کو بھیجا گیا انہوں نے اپنی قوم سے یہی کہا کہ مجھے اس واسطے نبی بنایا گیا کہ میں تمہیں اللہ کی نافرمانی کے نتائج و عواقب سے آگاہ کروں۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ بتوں کے سامنے سر نہ جھکاؤ اور سوائے ذات الٰہی کے کسی سے خوف نہ کھاؤ مگر ان لوگوں نے آپ کے

وعظ و نصیحت پر کان نہ دھرے اور صرف اتنا کہا کہ اے نوح! تجھے ہم پر کیا فوقیت ہے آخر تو بھی تو ہم جیسا ایک انسان ہے اگر تجھے پیغمبر بھی مان لیا جائے تو کیا فائدہ! جو لوگ تم پر ایمان لائے ہیں وہ اکثر ہم میں سے نہایت ذلیل طبقہ کے لوگ ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ لوگو! یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ خداوند عالم نے مجھ پر رحم فرمایا ہے اور اپنا فضل کیا ہے کہ نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اگر تم اس کی رحمت سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہتے تو کوئی تمہیں اس کے لئے مجبور بھی نہیں کرتا۔ باقی رہا یہ کہ میں تم سے مال و دولت کا خواہاں ہوں سو یہ بات نہیں میں تو اپنی مزدوری خدا ہی سے طلب کرتا ہوں اور تمہارے کہنے پر ان لوگوں کو جو میرا ساتھ دے رہے ہیں میں اپنے ہاں سے دور بھی نہیں کر سکتا اور یقیناً" وہ اپنے رب کی ملاقات سے شرف اندوز ہوں گے۔ البتہ تم ایک جاہل قوم ہو کہ کسی سے متمتع نہیں ہوتے۔ سنو! پیغمبر نہ تو خدا کے خزانوں کا مالک ہوتا ہے کہ جسے چاہے روزی دے اور جس سے چاہے چھین لے اور نہ پیغمبر کو خدا کے علوم غیبی کی کلی خبر ہوتی ہے۔ ہاں خدا اسے اپنی مرضی سے جتنا چاہے سکھا دے۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ نبی کو عام مخلوقات سے بہت زیادہ علم ہوتا ہے۔ نیز پیغمبر فرشتے بھی نہیں ہوتے انسانوں جیسے انسان ہوتے ہیں مگر انسانیت کے پورے نمونے کامل بشر کہ فرشتے بھی تعظیم کرتے ہیں۔ نبی کو صرف خدا پیارا ہوتا ہے اور وہ انسان جو خدا کو مانیں اس کے احکام پر چلیں اور نیکوکار ہوں خواہ دنیاداروں کی نظر میں ان کی کوئی وقعت نہ ہو۔ مگر نبی کو وہ بہت عزیز ہوتے ہیں۔ نوح علیہ السلام کی قوم نے ان تمام باتوں کو سنا اور جب کوئی بات بن نہ آئی تو کہنے لگے اے نوح! تو ہم سے بحث مباحثہ کرتا ہے ہم تنگ آ چکے ہیں جو کچھ تو کرنا چاہتا ہے کر گزر ہم تیری بات ماننے کو کسی طرح تیار نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ بھلے لوگو! نافرمانی کے نتائج و عواقب میں اگر خدا نے تمہیں تباہ و برباد کرنے کی ٹھان لی تو پھر تمہیں کوئی بچا نہیں سکتا۔ تم خدا کو ہرگز ہرا نہیں سکتے۔ پھر اس قدر بے باکی کا اظہار کیا معنی؟ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے دل گناہ و سرکشی کی وجہ سے سیاہ ہو چکے ہیں اور ان پر مہر کر دی گئی ہے۔ اب میں تمہیں ہزار نصیحت کروں تم میرا کہا نہیں مانو گے۔ مگر یاد رکھو سب کا پیدا کرنے والا اور حفاظت کرنے والا وہی خدا یگانہ ہے اور بالآخر ایک دن اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ تم یقین کرو کہ میں جو احکام تمہیں سناتا ہوں وہ من گھڑت نہیں ہوتے اگر کوئی شخص ایسا

کرے کہ اپنے خیالات خدا سے منسوب کرنے لگے تو اس سے زیادہ کوئی گنہگار نہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کی قوم کے مکالمہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ انبیائے کرام عام انسانوں سے بہت زیادہ بلند درجہ ہوتے ہیں نیز یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ متواتر نافرمانیاں کرکے کوئی شخص سنگدل ہو جائے تو پھر قدرت بھی ان کو ہدایت کا اہتمام نہیں کرتی۔

ترجمہ آیات ۳۶-۴۹:- نوح کی طرف وحی کی گئی کہ جو لوگ ایمان لا چکے ہیں ان کے سوا تمہاری قوم میں اور کوئی شخص ایمان نہیں لائے گا۔ سو جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں تم اس پر غم نہ کرو۔ اور ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم کے مطابق ایک کشتی بناؤ اور جو لوگ ظالم ہیں ان کے بارے میں مجھ سے کچھ نہ کہنا کیونکہ یہ لوگ ضرور غرق کئے جائیں گے اور نوح نے کشتی بنانی شروع کر دی اور جب ان کی قوم کے سرداروں کے پاس سے گزرتے تو وہ ان سے تمسخر کرتے وہ کہتے کہ اگر تم ہم سے تمسخر کر رہے ہو تو ہم تم پر ہنسیں گے جس طرح تم ہم پر ہنس رہے ہو اور تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب آتا ہے۔ جو اس کو ذلیل کردے گا اور کس کے لئے دائمی عذاب واقع ہوتا ہے یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ پہنچا اور تنور نے جوش مارا تو ہم نے حکم دیا کہ اس کشتی میں ہر نوع میں سے ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ کو چڑھا لو اور جس کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے اس کے سوا اپنے گھر والوں کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لا چکے ہیں سوار کر لو اور ان کے ساتھ ایمان بھی بہت کم لوگ لائے تھے۔ اور نوح نے فرمایا اس کشتی میں سوار ہو جاؤ اس کا رواں ہونا اور رک جانا اللہ ہی کے نام سے ہے۔ بیشک میرا رب بڑا بخشش کرنے والا مہربان ہے اور کشتی ان کو لے کر پہاڑ ایسی موجوں میں چلنے لگی اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکار کر کہا وہ ان سے الگ تھا کہ بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور کافروں میں شامل نہ ہو۔ اس نے کہا کہ میں جلد ہی کسی پہاڑ کا سہارا لے لوں گا جو مجھے پانی سے بچا لے گا۔ فرمایا کہ آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں۔ مگر جس پر وہ مہربان ہو اور اتنے میں دونوں کے درمیان ایک موج آ حائل ہوئی سو وہ بھی دوسروں کے ساتھ ڈوب گیا اور حکم دیا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تھم جا اور پانی تھم گیا اور کام تمام کر دیا گیا اور کشتی کوہ جودی پر جا ٹھہری اور کہہ دیا گیا کہ نا انصاف قوم ہلاک ہو۔ اور نوح نے اپنے رب کو پکارا اور کہا کہ اے میرے

رب! میرا بیٹا بھی میرے اہل میں سے تھا اور بلاشبہ تیرا وعدہ سچا ہے اور تو بہترین حاکم ہے۔ اللہ نے فرمایا! اے نوح وہ تیرے اہل میں سے نہیں تھا۔ اس کے عمل اچھے نہ تھے سو تم مجھ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال نہ کرو۔ جس کا تمہیں علم نہیں۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ نادان نہ بنو۔ نوح نے کہا اے میرے پروردگار! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ ایسی بات کا تجھ سے سوال کروں جس کا مجھے حقیقی علم نہیں اور اگر تو مجھے بخش نہ دے گا اور رحم نہ کرے گا تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ کہا گیا کہ اے نوح اتر آؤ ہماری طرف سے تم پر اور ان جماعتوں پر جو تیرے ساتھ ہیں سلامتی اور برکت ہو اور بعض امتیں ایسی ہوں گی جن کو ہم دنیوی فائدے دیں گے پھر ان کو ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔ یہ منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں جو ہم آپ کی طرف بھیجتے ہیں۔ اس سے پہلے نہ آپ ان کو جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم سو صبر کیجئے یقیناً عاقبت پاکبازوں کے لئے ہے۔

شرح:۔ حضرت نوح علیہ السلام کی سالہا سال کی محنتوں کے باوجود جب آپ کی قوم نے خدا پر ایمان لانے اور بت پرستی چھوڑ دینے سے انکار کر دیا تو غیرت الٰہی کو جوش آیا اور اللہ عزوجل نے حضرت نوح علیہ السلام پر وحی نازل کی اور فرمایا کہ اے نوح! جو لوگ اب تک ایمان لا چکے سو لا چکے اب کسی سے امید نہ رکھو اور ان منکروں کے افعال سے غمزدہ نہ ہو۔ ان کو اپنے کیئے کی سزا ضرور ملے گی۔ آپ ایک کشتی بنانا شروع کر دیں اور اگر تمہارے کام میں یہ لوگ مزاحم ہوں تو پروا نہ کریں کیونکہ بہت جلد یہ لوگ غرق طوفان ہو کر صفحہ عالم سے مٹ جانے والے ہیں۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے بموجب ارشاد خداوندی کشتی بنانی شروع کر دی اب جو کوئی پاس سے گزرتا ہنسی مذاق کرتا اور مضحکہ اڑاتا۔ آپ فرماتے لوگو! یہ مذاق کا موقع نہیں قہر خداوندی کی وجہ سے طوفان آنے کو ہے یاد رکھو تمہارا انداق تمہارے لئے سامان عبرت بنے گا۔ تم ذلیل و خوار ہو گے اور پچھتاؤ گے اور پھر آخرت کا عذاب بھی بھگتو گے مگر وہ لوگ باز نہ آئے حتیٰ کہ طوفان کا وقت آیا اور خداوند تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو فرمایا کہ تمام جاندار مخلوق کا ایک ایک جوڑا لے لو اور اپنے ساتھ کشتی میں رکھ لو نیز اپنے اہل و عیال کو بھی اپنے ساتھ لے لو۔ مگر ان میں سے جن کے متعلق پہلے ہی مخالفانہ فیصلہ ہو چکا ہے ان کو اپنے ساتھ شامل نہ کرو۔ نیز ان مٹھی بھر مومنوں کو بھی اپنے ساتھ بٹھا لو۔ جو دعوت حق کو قبول کر چکے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے ان سب کو کہا کہ اس کا چلنا اور کھڑا ہونا اللہ ہی کے نام سے ہے اور اللہ واقعی بڑا کرم اور رحم کرنے والا ہے۔ اتنے میں کشتی ان کو لے کر چلنے لگی اور نوح علیہ السلام شفقت پدری کی بنا پر اپنے بیٹے کنعان کو جو ان سے الگ ہو کر کھڑا تھا فرمانے لگے کہ جان پدر میرے پاس آجاؤ اور کافروں کا ساتھ چھوڑ دو۔ خدا تمہیں ہلاکت سے بچالے گا مگر وہ نہ مانا اور کہنے لگا کہ پروا نہیں میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا اور پانی کی زد سے بچ جاؤں گا۔ حضرت نوح علیہ السلام فرمانے لگے کہ بیٹا! یہ بات غلط ہے آج خدا کے غضب سے وہی بچ سکتا ہے جس پر اللہ مہربان ہو۔ سو دیکھتے ہی دیکھتے پانی کی ایک موج اٹھی اور کنعان کو غرق کر کے چلی گئی۔ اب تو زمین نے بھی پانی کے چشمے اگلے آسمان سے بھی چھم چھم مینہ برسنے لگا اور کوہ جودی کی بلند ترین چوٹی تک پانی پہنچ گیا۔ کافروں پر لعنت کر دی گئی اور ان کا صفایا ہو گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے بیٹے کے ہلاک ہونے کا سخت صدمہ تھا۔ پانی ذرا تھما تو وہ خداوند کے حضور میں گڑگڑا کر درخواست کرنے لگے کہ بار خدایا! تیرا مجھ سے جو وعدہ تھا کہ تو میرے اہل و عیال کو بچالے گا۔ بیشک تو صادق الوعد ہے اور احکم الحاکمین ہے مگر مجھ سے جو وعدہ کیا تھا کیوں پورا نہیں ہوا۔ ارشاد ہوا کہ اے نوح! اہل کے لفظ کا اطلاق صرف انہیں افراد پر ہوتا ہے جن کے اعمال صالح ہوں اور ہر طرح متبع اور پیروکار ہوں مگر کنعان کے اعمال برے تھے لہٰذا وہ تیرے اہل میں شمار نہیں کیا گیا۔ پس تو مجھ سے ایسی باتوں کا سوال نہ کر جن کے متعلق تجھے صحیح صحیح علم نہیں کیونکہ ایسا کرنا نادانوں میں شامل ہونا ہے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے فوراً توبہ کر لی اور خداوند کریم سے بخشش چاہی۔ جب سب نافرمان صفحہ عالم سے مٹ گئے تو پانی تھم گیا اور حضرت نوح علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اب کشتی سے اتر آؤ تم پر میری طرف سے سلامتی ہوگی اور میری نعمتیں تم پر نازل ہوں گی اور ان لوگوں پر بھی جو تیرے نقش قدم پر چلیں اور تیری تعلیمات پر کاربند ہوں۔

ترجمہ آیات ۵۰-۶۰:- قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا اس نے کہا کہ اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تم تو محض افترا پرداز ہو۔ اے میری قوم! میں تم سے اس پر کوئی مزدوری طلب نہیں کرتا۔ میری مزدوری تو اس کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا تو کیا تم اس بات کو سمجھتے نہیں اور اے میری قوم

اپنے رب سے بخشش طلب کرو پھر اسی کے آگے توبہ کرو۔ وہ تم پر موسلا دھار مینہ برسائے گا اور تمہاری قوت میں اضافہ کرے گا اور گنہگار بن کر روگردانی نہ کرو۔ انہوں نے کہا اے معبود! تم ہمارے پاس کوئی کھلی دلیل تو لائے نہیں اور تمہارے کہنے پر نہ ہم اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے ہیں اور نہ تم پر ایمان لانے والے ہیں۔ ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے تمہیں ضرر پہنچادیا ہے۔ ہود نے کہا کہ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ جن کو تم شریک خدا بتاتے ہو میں ان سے بیزار ہوں سو اس کے علاوہ تم سب مل کر میرے بارے میں ہر داؤ آزما دیکھو پھر مجھے مہلت بھی نہ دو میں نے اللہ پر جو میرا اور تمہارا رب ہے توکل کر رکھا ہے۔ جتنے جاندار ہیں سب ہی کی چوٹی اس کے ہاتھ میں ہے۔ میرا رب بلاشبہ حق و عدل کے سیدھے راستے پر ہے اور اگر تم پھرے رہے تو میں نے یقیناً ہر وہ پیغام تم تک پہنچادیا ہے جس کو دے کر مجھے تمہاری طرف بھیجا گیا تھا اور میرا رب تمہاری جگہ دوسری قوم کو جانشین مقرر کردے گا اور تم اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکو گے۔ میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے اور جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے اپنی رحمت کے ساتھ ہود کو اور ان کے ساتھ جو اہل ایمان تھے ان کو نجات دی اور انہیں سخت عذاب سے بچالیا اور یہ قوم عاد کی سرگذشت ہے۔ انہوں نے اپنے رب کی نشانیوں سے انکار کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر مغرور و سرکش کے کہنے چلتے رہے اور اس دنیا میں بھی ان کے پیچھے لعنت لگادی گئی اور قیامت کے دن بھی۔ یاد رکھو کہ قوم عاد نے اپنے رب کا حکم ماننے سے انکار کیا تھا۔ یاد رکھو کہ عاد کے لئے جو ہود کی قوم تھی خدا سے دوری ہے۔

شرح:۔ اس رکوع میں قوم عاد کی نافرمانیوں اور سرکشیوں اور سزاؤں کا ذکر ہے قوم نوح کے بعد عاد ایک عظیم الشان قوم تھی جو دنیا کی قدیم ترین تہذیب کی بانی تھی اور ایشیا اور افریقہ کا کثیر حصہ اس کے زور قوت کا تماشہ گاہ تھا۔ بڑی بڑی عظیم الشان عمارتیں اس کے دست صنعت کا نتیجہ تھیں۔ اس بنا پر عرب کے لئے اس قوم سے زیادہ عبرت و بصیرت کا کوئی دوسرا نمونہ نہ تھا۔ اس لئے قرآن مجید نے عرب کی اس عظیم الشان قوم کی داستان بار بار دہرائی ہے۔

عاد کی عظمت و جلالت اور سیاسی برتری کے بیان کرنے کے لئے ایک دفتر کی

ضرورت ہے۔ بہر حال ان کو دعویٰ تھا کہ ہم سے بڑا روئے زمین پر آج کون ہے۔ ان کو پیغمبر نے کہا کہ عجب نہیں کہ خدا خلافت تم سے لے کر کسی دوسری قوم کے سپرد کر دے۔ عاد بڑی بڑی عمارتوں کے بانی تھے قرآن مجید نے اس واقعہ کو متعدد مقامات پر دھرایا ہے اور اس لئے وہ اس قوم کو "ذات العماد" یعنی ستونوں والے کا خطاب دیتا ہے۔ سورہ شعرا میں حضرت ہود علیہ السلام کی زبانی ارشاد ہے اے عاد والو! کہ تم ہر بلند مقام پر بے فائدہ یادگاریں اور شاندار عمارتیں بناتے ہو گویا تم ہمیشہ دنیا میں رہو گے۔ پھر سورہ عنکبوت میں انہیں عمارات کی طرف اشارہ کر کے فرمایا! کہ عاد اور ثمود کو ہلاک کیا اور ان کے گھروں کے کچھ حصے تمہارے سامنے ہیں۔ عاد کی تباہی کا یوں نقشہ کھینچا اور فرمایا کہ عاد کا یہ حال ہوا کہ ان کے کھنڈروں کے سوا اب کچھ نظر نہیں آتا۔ قوم کی ملکی محرومی اور سیاسی بدبختی خود اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کے اخلاق و صفات عالیہ کا پایہ کس حد تک پست ہو گیا ہے۔ عاد کے سیاسی تفوق و امتیاز کا دیگر ممالک میں ضائع ہو جانا اس کی دلیل ہے کہ وہ اس حد تک گر چکے تھے کہ جہاں پہنچ کر خدا کا غضب قوموں پر بھڑکتا ہے۔ اور ان کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔ ایسے موقع پر خدا کا قانون یہی ہے کہ قوم میں وہ کسی روحانی مصلح اعظم یعنی پیغمبر یا نائب پیغمبر و علماء و مصلحین کو پیدا کرتا ہے۔ جو قوم کو عبرت دلاتا ہے اور اس کے عیوب و مفاسد کی اصلاح کرتا ہے۔ لیکن تمام قوموں کی پچھلی تاریخ شاہد ہے کہ بدبختی کی انتہا یہ ہوتی ہے کہ ایک جماعت قلیل کے سوا عموماً اس کی آواز ہر طبقہ میں غیر مسموع ہوتی ہے۔ جو سنتے ہیں وہ سمجھتے نہیں اور جو سمجھتے ہیں وہ عامل نہیں ہوتے اور نتائج حرف عمل پر موقوف ہیں اس وقت خدا کا غضب تلوار میں چمک کر آسمان میں گونج کر یا زمین کو تہ و بالا کر کے ظاہر ہوتا ہے اور دوسری قوم کے لئے پہلی قوم کی جگہ صاف کر دیتا ہے۔ اب وہ وقت آ گیا تھا کہ اس عظیم الشان اور عظیم الجبروت قوم کو جس نے اپنے زور قوت سے دنیا کو ہلا دیا تھا۔ آخری دعوت دی جائے آخر انہیں میں ہود مبعوث ہوئے جنہوں نے ان کو خدا کی آواز سنائی پیغمبر نے کہا اے میری قوم ایک خدائے یگانہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر ان کے شکوک کو رفع کرنے کے لئے کہ کہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ اپنی قیادت اور لیڈری جتانے کے لئے تو ہود ہمیں وعظ نہیں کہہ رہے۔ ہود علیہ السلام نے صاف صاف سنا دیا کہ بھائی مجھے تم سے کچھ لینا نہیں ڈرو مت میں اپنا اجر

معبود برحق سے لوں گا میری تو صرف اس قدر خواہش ہے کہ تم خدا سے بخشش چاہو اور گنہگار نہ بنو وہ اپنی عنایت سے تمہیں اس سے بھی زیادہ شہ زور اور قوی ہیکل بنا دے گا مگر قوم نے اس کی بات بالکل نہ مانی اور صاف کہہ دیا کہ ہم تیرے کہنے پر اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں۔ اور تم لاکھ کہو ہم تمہاری بات ماننے والے نہیں بلکہ الٹا انہوں نے ہنسی ٹھٹھے میں بات ٹالنی چاہی اور کہہ دیا کہ آپ نہ رسول ہیں نہ پیغمبر۔ آپ کو ہمارے دیوتاؤں نے ضرر پہنچایا ہے۔ ہمارے معبودوں میں سے کسی کی گستاخی کی ہوگی اسی نے یہ سزا دی کہ آپ بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں۔ حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کی اس خیرہ چشمی پر سرد آہ بھری اور کہا اچھا میں تم سے تمہارے بتوں سے اور تمہارے معبودوں سے بیزار ہوں تم اس بات کے گواہ رہنا اور اس بات کو بھی یاد رکھنا کہ تمہاری مخالفت میرا رتی بھر بھی نقصان نہیں کر سکتی تم جو چاہو کر گزرو میں نے خدا پر بھروسہ کر رکھا ہے اور وہی میرا اور تمہارا رب ہے اس کے سامنے ہر کوئی مجبور ہے اور ہر شخص اس کے قبضہ میں ہے اگر تم اس کے باوجود بھی میری بات نہ مانو تو یاد رکھو کہ تمہاری جگہ خدا کسی دوسری قوم کو لا کھڑا کرے گا۔ تم لاکھ طاقت والے سہی بڑے قہرمان سہی مگر خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے وہ سب سے بڑا قوی اور جبار و قہار ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ زیر دستوں کی حفاظت نہیں کر سکتا آخر ان لوگوں نے نہ مانا سو اللہ کی جانب سے عاد کی تباہی کا حکم آپہنچا اور ہود علیہ السلام کے علاوہ صرف وہی لوگ بچے جو آپ پر ایمان لائے تھے۔

مورخین خصوصاً" ابن ہشام کلبی نے لکھا ہے کہ عاد دو تھے ایک عاد اولیٰ اور ایک عاد ثانیہ۔ قرآن پاک کی ایک اور آیت سے جو کسی دوسری جگہ آتی ہے ثابت ہوتا ہے کہ ہلاک ہونے والے عاد اولیٰ تھے اور جو اتباع پیغمبر کی وجہ سے بچے رہے۔ وہ عاد ثانیہ کہلائے۔ قرآن پاک کی ان آیات سے اور دوسرے مقامات کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عاد کی تباہی کے تین اسباب تھے۔

(۱) **غرور و قوت** : عاد کو اپنی قوت بازو پر ناز تھا اور اسی طرح ہر قوم جو بزرگی اور برتری پر قابض ہوتی ہے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں بھی اپنی قوت پر مغرور رہتی ہے۔ متکبرین عاد نے کہا کہ "اے ہود ہمیں کس سے ڈراتے ہو۔ ہم سے قوت و زور میں کون بڑا ہے" حضرت ہود علیہ السلام نے کہا تمہاری قوت مسلم

ہی سہی لیکن اگر اصلاح و تقویٰ کی دعوت قبول کرو گے تو خداوند کریم تمہاری قوت کو اور قوت بخشے گا۔ لیکن وہ نہ سمجھے ان کو نہ صرف اپنی فوجی و سیاسی قوت پر ناز تھا۔ بلکہ اپنے افراد کی تعداد اور اپنے مویشی کی کثرت اور اپنے باغوں کی بہتات پر بھی ناز تھا۔ جو اس عہد کی سب سے بڑی دولت تھی۔

(۲) ظلم و جور : قوم کی حاکمانہ زندگی کے لئے سب سے زیادہ زہر قاتل ظلم اور جور و ستم ہے۔ اقوام عالم کی تاریخ اس دعویٰ پر بہترین شاہد ہے۔ عاد اپنے مقبوضہ ممالک میں اکڑے پھرتے تھے۔ بغیر کسی استحقاق کے قوموں کو چھیڑتے تھے جیسا کہ ہر زمانے کے سرکش زمین کے ہر طبقہ پر اکڑتے پھرتے ہیں اور معصوم قوموں کو چھیڑ چھیڑ کر فنا کرتے رہتے ہیں۔

(۳) سب سے آخری چیز جو انتہائے بربادی عالم ہے خدائے واحد کا انکار اور معبودان باطل کی پرستش ہے۔

آخر وہ دن آگیا جب سنت الٰہی نے اپنی زمین کے لئے ایک دوسری قوم کا انتخاب کیا اور اس شریر قوم کو احقاف کے باہر تلوار سے اور احقاف کے اندر ہوا اور ریگ کے طوفان سے برباد کیا کہ یہ سب اس کے ہتھیار ہیں اس کا ہاتھ انسانوں کے ہاتھ میں بھی ویسا ہی کام کرتا ہے جس طرح ہوا، پانی اور آگ ہیں۔ پس عاد اولیٰ کو تباہ کر دیا گیا۔ دنیا میں قیامت تک یہ لعنت میں گرفتار رہیں گے اور آخرت میں بھی ان کو خداوند کریم سے دوری نصیب ہوگی۔

ترجمہ آیات ۶۱-۶۸:- قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا اس نے کہا کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمہارا کوئی معبود ہی نہیں۔ اسی نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور تمہیں اس میں بسایا سو تم اس سے بخشش طلب کرو پھر اس کی طرف رجوع کرو بیشک میرا رب قریب بھی ہے اور قبول کرنے والا بھی۔ انہوں نے کہا کہ اے صالح! اس سے پہلے بلاشک تم سے توقعات تھیں کیا تم ہمیں ان کی عبادت سے روکتے ہو جن کی عبادت ہمارے بزرگ کرتے آئے ہیں اور جس طریقہ کی تم ہمیں دعوت دیتے ہو ہمیں اس میں شک ہے۔ اس نے کہا اے میری قوم! بھلا دیکھو تو اگر میں اپنے

رب کی جانب سے کھلی دلیل پر ہوں اور اس نے اپنے ہاں سے مجھے رحمت عطا کی ہو تو پھر اگر میں خدا کی نافرمانی کروں تو مجھے اس کی گرفت سے کون چھڑائے گا سو تم تو میرا نقصان ہی کر رہے ہو اور اے میری قوم! یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو تمہارے لئے نشانی ہے سو تم اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں چرتی پھرے اور اسے تکلیف نہ پہنچاؤ ورنہ تمہیں جلد عذاب آپکڑے گا۔ اس پر بھی انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں سو صالح نے کہا کہ تم اپنے گھروں میں تین دن اور عیش کر لو یہ وعدہ ہے جس میں بالکل جھوٹ نہیں۔ پھر جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے اپنی رحمت سے صالح کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے نجات دی اور اس دن کی رسوائی سے بچالیا بیشک تمہارا رب ہی توانا اور غالب ہے اور ان ظالموں کو ایک زور کی آواز نے آپکڑا سو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ گویا وہ کبھی یہاں بسے ہی نہ تھے یاد رکھو کہ قوم ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا تھا۔ سن رکھو کہ قوم ثمود کے لئے اللہ سے دوری ہے۔

شرح: ۔ گزشتہ رکوع میں قوم عاد کے حالات تھے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے تقریباً دو ہزار سال پہلے یہ قوم گزر چکی تھی۔ ان کی زندگی سے جو سبق آموز پہلو حاصل ہوتا ہے۔ وہ قرآن نے بیان کیا ہے اب اس قوم کے بعد قوم ثمود کا دور دورہ ہوا۔ ثمود کے سیاسی حالات بالکل نامعلوم ہیں صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ شمالی عرب کی ایک زبردست قوم تھی۔ فن تعمیر میں عاد کی طرح ان کو بھی کمال حاصل تھا۔ پہاڑوں کو کاٹ کر مکان بنانا۔ پتھروں کو تراش تراش کر عمارات و مقابر تیار کرنا اس قوم کا خاص پیشہ تھا۔ یہ یادگاریں اب تک باقی ہیں۔ سورۃ اعراف میں پہلے گزر چکا ہے کہ "اے ثمود! خدا نے تمہیں عاد کے بعد جانشین بنایا" ثمود کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے کا زمانہ تھا۔ یوں سمجھو کہ ۱۶۰۰ سے ۱۸۰۰ قبل از مسیح کے قریب ان لوگوں کی رشد و ہدایت کے لئے حضرت صالح علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا۔ وہ لوگ خدائے واحد کی پرستش کو چھوڑ کر ستاروں کے مادی ہیکلوں کے سامنے سر جھکاتے تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا کہ سنو! اللہ کی عبادت کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرو۔ جو کچھ کر چکے ہو اس پر چاہئے کہ ندامت و پشیمانی کا اظہار کر کے تائب ہو جاؤ۔ خدا سے بخشش طلب کرو۔ مگر افسوس کہ وہ آباؤ اجداد کی تقلید میں اندھے ہو چکے تھے وہ پیغمبر کی موحدانہ تعلیم

پر ایمان نہ لائے اور کہنے لگے کہ "اے صالح! تجھ سے ہماری بڑی بڑی امیدیں وابستہ تھیں مگر تو نے سب پر پانی پھیر دیا۔ کیا تو چاہتا ہے کہ ہم باپ دادا کے نقش قدم پر چلنا چھوڑ دیں۔ بتوں، ہیکلوں اور ستاروں کی پرستش ترک کر دیں اور اس کی بجائے خدائے یگانہ کی عبادت کرنے لگیں۔ جس کا تخیل بھی ہمارے ذہنوں میں نہیں سماتا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے جواب دیا کہ بات وہی ٹھیک ہے جو میں نے تمہیں بتا دی ہے اور یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عنایت ہے کہ اسی نے مجھے ایسی تعلیم دے کر بھیجا ہے۔ کہ تم باز نہ آئے تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں نافرمانی کی سزا میں شدید ترین خسارہ تمہارے حصے نہ آئے۔ سنو! یہ اونٹنی ہے اسے چلنے پھرنے اور کھانے دو۔ کوئی مزاحمت نہ کرو نہ اسے تکلیف پہنچاؤ مگر انہوں نے نہایت بے باکی کے ساتھ اونٹنی کو زخمی کر دیا جس سے غضب الٰہی ان پر نازل ہوا اور ایک ایسا زلزلہ آیا کہ سب کو فنا کر گیا۔ وہی بچے جو حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لا کر نیکوکار بن چکے تھے۔ خداوند کریم نے ان کو دنیا کی ذلت و رسوائی سے بھی بچا لیا اور آخرت کی ندامت و پریشانی سے بھی بہرحال نافرمان ایسے مٹ گئے کہ بحیثیت قوم گویا وہ اس دنیا میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔

ترجمہ آیات ۶۹ - ۸۳:- بلاشبہ ابراہیم کے پاس ہمارے فرستادے بشارت لے کر آئے کہا سلام۔ ابراہیم نے بھی جواب میں سلام کہا اور فوراً" ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔ پھر جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کی طرف نہیں جاتے تو ان کو اجنبی جانا اور دل ہی دل میں ان سے ڈرنے لگے۔ فرشتوں نے کہا آپ ڈریں نہیں، ہمیں قوم لوط کی طرف بھیجا گیا ہے اور ابراہیم کی بیوی کھڑی تھیں۔ ہنس پڑیں سو ہم نے ان کو اسحٰق کی خوشخبری دی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی۔ تعجب سے کہنے لگیں کیا میری اولاد ہو گی حالانکہ میں تو بڑھیا ہوں اور میرے شوہر بھی بوڑھے ہیں یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے۔ انہوں نے کہا کیا تم اللہ کی قدرت سے تعجب کرتے ہو۔ اے اہل بیت! تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں بلاشبہ وہ سزاوار حمد اور بڑی ہی بزرگی والا ہے۔ پھر جب ابراہیم سے خوف جاتا رہا اور ان کو بشارت بھی مل گئی تو قوم لوط کے بارے میں ہم سے جھگڑنے لگے۔ بیشک ابراہیم واقعی بڑے بردبار نرم دل اور رجوع کرنے والے تھے۔ اے ابراہیم اس خیال کو چھوڑ دو۔ بات یہ ہے کہ تمہارے رب کا حکم آ چکا ہے اور ان پر ضرور ایسا عذاب

آکر رہے گا جو کسی طرح ٹلنے والا نہیں۔ اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو وہ مغموم ہوئے اور ان کی وجہ سے تنگ دل ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ دن بڑا ہی سخت ہے اور ان کی قوم کے لوگ دوڑتے دوڑتے ان کے پاس آئے اور اس سے پہلے بھی وہ برے کام کرنے کے عادی تھے لوط نے کہا کہ لوگو! یہ میری بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لئے پاکیزہ تر ہیں ان سے نکاح کرلو۔ خدا سے ڈرو اور مجھے مہمانوں کے معاملہ میں رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی آدمی بھی نیک بخت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری بیٹیوں کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ لوط نے کہا اے کاش! مجھے تمہارے مقابلے کی طاقت ہوتی یا میں کسی زبردست سہارے کا آسرا پکڑ پاتا۔ فرشتوں نے کہا اے لوط ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے ہیں یہ لوگ ہرگز تم تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ سو تم کچھ رات رہے اپنے اہل و عیال کو لے کر چل دو۔ اور تم میں سے سوائے تمہاری بیوی کے کوئی بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے بات یہ ہے کہ جو عذاب اوروں پر نازل ہونے والا ہے وہی اس پر نازل ہو گا۔ اُس کے وعدہ کا وقت صبح ہے۔ کیا صبح قریب نہیں۔ پھر جب ہمارا حکم آ پہنچا ہم نے اس بستی کو اوپر تلے کر دیا اور اس پر لگاتار پتھر کے کنکر برسائے۔ جن پر تمہارے رب کی طرف سے نشان کئے ہوئے تھے۔ اور یہ جگہ ان ظالموں سے کچھ دور بھی تو نہیں۔

شرح:- ثمود کی ہلاکت کے بعد قوم لوط کی باری آئی۔ جن فرشتوں کو مامور کیا گیا تھا کہ وہ قوم لوط کو تباہ کریں وہ جاتے جاتے پہلے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ہاں فروکش ہوئے کیونکہ وہ آپ کے نام خداوند کریم کی جانب سے ایک بشارت اور پیغام و سلام لائے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی ضیافت کی اور بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت دستر خوان پر لا حاضر کیا۔ آپ کو کیا معلوم تھا کہ یہ فرشتے ہیں اور کھانا نہیں کھایا کرتے۔ انہوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے تو آپ دل ہی دل میں ڈرنے لگے کہ کیا معاملہ ہے وہ بھی سمجھ گئے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کچھ خائف سے ہوگئے ہیں کہنے لگے کہ آپ بے خوف رہیے ہمیں قوم لوط کی طرف بھیجا گیا ہے اور آپ کو ہم نے صرف یہ پیغام دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صاحبزادہ عطا کرنے والا ہے جس کا نام اسحٰق ہوگا اور اس کا ایک بیٹا یعقوب نامی ہوگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی بھی پاس کھڑی تھیں۔ کہنے لگیں

واحسرتا! میں بوڑھی ہو چکی ہوں اور میرا خاوند بھی بوڑھا ہے یہ بشارت تو بڑی ہی عجیب معلوم ہوتی ہے۔ فرشتوں نے کہا آپ کوئی تعجب نہ کریں اگرچہ یہ چیز فی الحقیقت فوق العادۃ ہے مگر تم اہل بیت پر اللہ کی صد ہزاراں برکات ہیں۔ وہ بزرگ و برتر جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ان باتوں سے تسلی ہوئی اور آپ کا ڈر دور ہوا۔ پھر آپ نے قوم لوط کی سفارش کرنی شروع کر دی۔ کیونکہ آپ بڑے حلیم الطبع اور خدا ترس انسان تھے۔

اس پر فرشتوں نے کہا کہ اے ابراہیم علیہ السلام آپ اس معاملہ کو چھوڑیں عام اور آپ اس معاملہ میں بے بس ہیں۔ خدا کا حکم آ چکا ہے اور وہ اٹل ہے۔ اس قوم کو عذاب پہنچ ہی کر رہے گا۔ اور کسی کی مجال نہیں کہ وہ روک سکے۔ اس کے بعد فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرت لوط علیہ السلام ان کو خوبصورت لڑکوں کی شکل میں دیکھ کر بہت دل گیر ہوئے اور سوچ میں پڑ گئے۔ کیونکہ انہیں ڈر تھا کہ قوم کے بدمعاش ابھی ان پر ٹوٹ پڑیں گے اور ان کو تنگ اور ہمیں بے عزت کریں گے۔ چنانچہ وہی بات ہوئی وہ دور سے دوڑے آئے اور آ کر ان کے گرد جمع ہو گئے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں بہت سمجھایا بجھایا اور کہا کہ میری عزت دیکھو اور مہمانوں کو تنگ نہ کرو۔ مگر نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔ کوئی شخص ان میں سعادت مند اور نیک بخت نظر نہ آیا جو انہیں اس ارادہ سے باز رکھتا۔ آخر کار حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میری بیٹیاں ہیں ان سے نکاح کر لو۔ مگر وہ پھر بھی اپنی ضد پر قائم رہے۔ پیغمبر خدا کو اس واقعہ کا دلی صدمہ ہوا مگر فرشتوں نے آپ کو تسلی کر دی کہ آپ دل برداشتہ نہ ہوں۔ ہم خدا کے فرشتے ہیں کسی کی مجال نہیں کہ ہمیں چھو سکے یا کوئی ایذا پہنچا سکے۔ کچھ رات رہے آپ اپنے اہل و عیال کو ساتھ لے کر اس سرزمین کو خیرباد کہہ جائیں اور آپ میں سے کوئی شخص پیچھے مڑ کر نہ دیکھے۔ ایک بات ہم بتائے دیتے ہیں کہ آپ کی بیوی پر بھی وہی عذاب ہونے والا ہے جو دوسرے نافرمانوں پر ہوگا۔ چنانچہ وہ مڑ کر دیکھے گی اور ہلاک ہوگی۔ جس پر آپ کو متفکر نہ ہونا چاہیے چنانچہ وہی بات ہوئی اس زمین ہی کو خدا نے اوندھا کر دیا اور پھر آسمانوں سے ایسے پتھر برسائے کہ بدکرداروں کی ساری جماعت مٹ گئی۔ نظر بینا ہو تو دیکھئے کہ لوطیوں کا کیا حال ہوا۔ افعال شنیعہ کے فاعلوں کا دردناک و

عبرت خیز انجام ہم سے بیان کر کے ہمیں اس سے نفرت دلائی ہے اور بتایا ہے کہ یہ کس درجہ بڑا جرم ہے اور اس کے ازالہ کے لئے کتنی کوشش کرنی چاہئے مگر افسوس! مسلمان فرقہ پرستی یعنی حنفی، وہابی، شیعہ، سنی جھگڑوں میں ایسے جکڑے گئے ہیں کہ اصلاح قوم کی کوئی فکر نہیں کون ہے جو آج مسلمانوں کو بتائے اور لوطیوں کے افعال شنیعہ سے مسلمانوں کو روکے۔ البتہ آج کل کے علماء سیاست میں تو یک جا ہوتے ہیں مگر افسوس صد افسوس دین کے لئے اکٹھے نہیں ہوتے۔

ترجمہ آیات ۸۴-۹۵:- مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا اس نے کہا اے میری قوم۔ خدا کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور ماپ تول میں کمی نہ کرو میں تمہیں خوش حال دیکھتا ہوں اور میں تمہارے حق میں اس دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں جو تم سب کو گھیر لے گا اور اے میری قوم! ماپ اور تول انصاف کے ساتھ پورا پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو۔ اللہ کا دیا جو کچھ بچ رہے وہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم مومن ہو اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا اے شعیب! کیا تمہاری نماز تم کو کہتی ہے کہ جن کو ہمارے بڑے پوجتے تھے ہم ان کو چھوڑ دیں یا جس طرح کا تصرف ہم اپنے مال و دولت میں کرنا چاہیں نہ کریں؟ تم بڑے بردبار اور راستباز ہو۔ شعیب نے کہا اے میری قوم! دیکھو تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے کھلے رستے پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے ہاں سے عمدہ روزی دی ہو اور میں یہ نہیں چاہتا کہ جس بات سے تم کو منع کروں وہی خود کرنے لگوں۔ میں تو جہاں تک ہو سکتا ہے اصلاح چاہتا ہوں اور میری توفیق اللہ ہی کی مدد سے ہے میں نے اس پر توکل کر رکھا ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں اور اے میری قوم! میری ضد میں کہیں ایسا گناہ نہ کر بیٹھنا کہ جو مصیبت قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر آچکی ہے ویسی ہی تم پر بھی آجائے اور قوم لوط تم سے کچھ دور نہیں۔ اور تم اپنے رب سے بخشش مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو میرا رب یقیناً" بڑا مہربان اور محبت کرنے والا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اے شعیب! جو کچھ تم کہتے ہو اس میں سے ہم اکثر باتیں نہیں سمجھتے اور ہم تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں اور اگر تمہاری برادری کے لوگ نہ ہوتے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیتے اور تم ہم پر غالب نہیں ہو۔ اس نے کہا کہ اے میری قوم! کیا میری برادری خدا کے

مقابلہ پر تمہیں زیادہ قابل عزت نظر آتی ہے اور تم نے اس کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔ میرا رب تمہارے سب اعمال پر احاطہ کئے ہوئے ہے اور اے میری قوم! تم اپنی جگہ کام کئے جاؤ میں اپنا کام کر رہا ہوں بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب آتا ہے۔ جو اسے ذلیل کر دے اور کون جھوٹا ہے اور منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ اور جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے شعیب کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے نجات دی اور ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا تھا سخت آواز نے آ پکڑا سو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ گویا کہ وہ ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے۔ یاد رکھو مدین پر ویسے ہی پھٹکار ہے جیسے ثمود پر پھٹکار تھی۔

شرح:۔ ثمود کے بعد قوم مدین کی چالوں اور ان کی ناپسندیدہ کوششوں کا ذکر ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ قوم مدین کی طرف اس قوم کے ایک پیغمبر شعیب نامی کو اصلاح و ہدایت کے لئے بھیجا۔ قوم مدین مذہباً" اور اخلاقاً" بدترین حالت میں تھی۔ تمدن کے جراثیم جن امراض کو پیدا کرتے ہیں وہ ایک ایک کرکے پیدا ہو چکے تھے۔ بتوں کی پرستش اور ان کے لئے قربانی ان کا مذہب تھا۔ تمام بتوں کا سردار "بعل فور" دیوتا تھا۔ اخلاقی حالت اس قدر پست تھی کہ شرفائے خاندان کی لڑکیاں انسانیت کا بدترین نمونہ تھیں۔ مردوں کا یہ حال تھا کہ ظلم و ستم ان کی زندگی کا معمولی پیشہ تھا۔ بنی اسرائیل مصر سے نکل کر مدین کے میدانوں میں خیمہ زن تھے۔ ان بدکاروں نے بنی اسرائیل کے لئے سازشوں کا دام پھیلانا شروع کیا عورتوں نے نوجوان بنی اسرائیل کو جو اصل میں اس فوج کے سپاہی تھے اپنے قابو میں کر لیا۔ سردار سے باغی بنا دیا۔ بتوں کے سامنے ان کا سر جھکوایا۔ مردوں نے آس پاس کی قوموں سے ساز باز کی کہ بنی اسرائیل کو نیست و نابود کر دیں۔ بنی عمان کے ملک سے وہاں کے پیغمبر "بلعام" کو بلایا کہ وہ بنی اسرائیل کے لئے بددعا کرے۔ حالات کی بنا پر بنی اسرائیل کو پھر قابو میں لانے کے لئے اور مدین کی گنہگار آبادی کی سزا دہی کے لئے ضروری ہوا کہ حسب حکم الٰہی مدین اور معاونین مدین سے جہاد کیا جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کے مقابلہ پر بارہ ہزار آدمی بھیجے۔ دشمن اپنی کثرت اور سامان کے باوجود کامیاب نہ ہوئے۔ پانچ سردار مارے گئے تمام مرد عورتیں اور بچے قتل ہوئے لڑکیاں قید ہوئیں اور سامان غنیمت ہاتھ آیا۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کو سمجھایا کہ بت پرستی چھوڑ دو اور ایک خدائے یگانہ کی عبادت کرو۔ بت پرستی اور شرک صریح نا انصافی ہے اور غضب الٰہی کا موجب نیز لین دین اور کاروبار تجارت میں لوگوں سے ماپ تول اور وزن میں کمی نہ کرو۔ کیونکہ اگر تم نے ایسا کیا تو خدا کے ہاں عذاب الیم کے مستوجب قرار دیئے جاؤ گے۔ آپ نے فرمایا اے قوم! لوگوں کو پورا پورا مال دو۔ ان کے حقوق غضب نہ کرو۔ کسی سے بے انصافی نہ کرو۔ ملک خدا میں فساد نہ پھیلاؤ ناجائز جدوجہد کو چھوڑ کر حرام سے بے تعلق ہو کر کاروبار میں جو کچھ بچ رہے خدا نے اس میں تمہارے لئے برکت رکھی ہے۔ مگر جذبہ ایمان مفقود ہو جائے تو پھر نیک عمل کی کوئی قدر و قیمت باقی نہیں رہتی۔ قوم اکھڑ تھی ان پر نصائح نے کوئی کام نہ کیا۔ وہ کج بحثی میں پڑ گئے اور کہنے لگے کہ اچھی عبادت ہمیں سکھاتے ہو کہ ہم اپنے مملوکہ مال و دولت میں تصرف نہ کر سکیں پھر ہمارا معاملہ بھی ایک ایسی قوم سے ہے جو دشمن ہے۔ ان سے رو رعایت کیا معنی؟ آپ تو فی الواقع بڑے ہی بردبار اور سعادت مند ہیں کہ دشمنوں کے ساتھ بھی بھلائی کرنے کو کہتے ہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تمام باتیں مجھے ذہن نشین کرا دی ہیں اور مجھ پر اپنا فضل و کرم کیا ہے۔ میں تو تم سے کہتا ہوں اس پر خود عامل ہو۔ میرا مدعا تو صرف اس قدر ہے کہ دنیا میں تمہارے اخلاق کی اصلاح ہو جائے اور آخرت کے عذاب سے بچ جاؤ۔

آپ نے قوم کو سمجھایا کہ ضد نہ کرو۔ میں پیغمبر خدا ہوں۔ میری مخالفت نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ جو عذاب حضرت نوح، حضرت ہود اور حضرت صالح علیہم السلام کی قوموں پر آیا تھا وہی تم پر آ جائے اور تم ملیا میٹ ہو کر رہ جاؤ۔ ابھی کل کی بات ہے کہ لوط کی قوم انہی نافرمانیوں کی وجہ سے برباد ہوئی۔ پس تم اپنے گناہوں کی بخشش خدا سے طلب کرو۔ توبہ کرو کہ وہ خدائے رحیم تم پر رحم کرے۔ انہوں نے نہایت گستاخانہ جواب دیا کہ اے شعیب! تیری فلاسفی ہماری سمجھ میں نہیں آتی تو دراصل ہماری قوم کا ایک بڑا ہی کمزور فرد ہے۔ اگر قبیلہ داری کا معاملہ نہ ہوتا تو ہم تجھے پتھر مار مار کر ہلاک کر چکے ہوتے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے جواب میں کہا کیا میرا قبیلہ تمہاری دانست میں خدا سے زیادہ لائق عزت ہے۔ افسوس! تم نے خدا کے فرمانوں کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔ جاؤ تم

اپنی جگہ کام کیے جاؤ میں اپنی جگہ کام کرتا ہوں۔ سچے جھوٹے کا فیصلہ ایک دن خدا کرے گا۔ اس وقت تمہیں اپنی نافرمانی کا احساس ہو گا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ جب حضرت شعیب علیہ السلام کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو بالاخر ہم نے اس نافرمان قوم کو تباہ کر دیا۔ عذاب سے بچے تو صرف حضرت شعیب علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے دیگر مومن اور یہ کتنا عبرت ناک انجام ہے۔

ترجمہ آیات ۹۶-۱۰۹:- ہم نے موسیٰ کو اپنے معجزات دے کر اور دلیل روشن سے بہرہ مند کر کے بھیجا۔ فرعون اور اس کے سرداروں کی جانب سو انہوں نے فرعون ہی کی بات مانی حالانکہ فرعون کی بات صحیح تو تھی نہیں۔ قیامت کے دن وہ اپنی قوم کے آگے آگے ہو گا اور انہیں دوزخ میں جا اتارے گا برا ہے وہ گھاٹ جس پر وہ اتریں گے اور اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی گئی ہے اور قیامت کے دن بھی پیچھے لگی رہے گی۔ برا انعام ہے جو ان کو دیا گیا ہے۔ یہ بستیوں کی خبریں ہیں جو ہم آپ کو سناتے ہیں ان میں سے بعض تو موجود ہیں اور بعض مٹ چکی ہیں اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا سو ان کے وہ معبود جن کو وہ اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے ان کے کچھ کام نہ آسکے جب تیرے رب کا حکم آپہنچا اور انہوں نے ان کو ہلاکت میں ڈالا۔ آپ کے رب کی پکڑ ایسی ہوتی ہے کہ جب وہ بستیوں کو عذاب میں پکڑتا ہے در آنحالیکہ ان کے رہنے والے ظالم ہوں بیشک اس کی پکڑ دردناک اور سخت ہے۔ یقیناً اس بات میں اس شخص کے لئے ایک عبرت ہے جو عذاب آخرت سے ڈرے وہ یہ دن ہے جس میں سب لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا اور یہی وہ دن ہے جس میں سب کو خدا کے حضور پیش کیا جائے گا۔ اور ہم تھوڑی مدت کے لئے اس کو ملتوی کئے ہوئے ہیں۔ جس روز وہ آجائے گا کوئی متنفس بھی اس کی اجازت کے بغیر بات نہ کر سکے گا۔ پھر ان میں بعض لوگ بدبخت ہوں گے اور بعض نیک بخت۔ سو وہ لوگ جو بدبخت ہوں گے وہ دوزخ میں رہیں گے ان کو وہاں چلانا اور دھاڑنا ہو گا۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ جب تک آسمان اور زمین موجود ہیں۔ مگر جو تمہارے پروردگار کو منظور ہو بلاشبہ تمہارا رب جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے اور وہ لوگ جو نیک بخت ہیں وہ جنت میں ہوں گے ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان اور زمین

موجود نہیں مگر جو تمہارے پروردگار کو منظور ہو۔ یہ بخشش ہے جو کبھی منقطع ہونے والی نہیں۔ تو تم ان کے بارے میں جن چیزوں کی یہ پرستش کرتے ہیں ذرا بھی شک نہ کرنا یہ لوگ اس طرح پوجتے ہیں جس طرح ان کے بڑے پہلے پوجتے آئے ہیں۔ اور ہم یقیناً ان کا حصہ پوری طرح بغیر کسی کمی کے ان کو دینے والے ہیں۔

شرح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو احکام و معجزات دیکر فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا گیا تھا۔ فرعون سرکشی کی وجہ سے خدا کا نافرمان اور بڑا سنگ دل انسان تھا۔ اس نے اپنی رعایا کو بجز چند امراء و رؤساء کے حیوانات سے بھی ذلیل ترین سمجھ رکھا تھا۔ متواتر سختیاں جھیلتے جھیلتے رعایا بھی مردہ دل ہو چکی تھی اور شخصی غلامی اور شخصیت پرستی پر قانع تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے کہ وہ ان لوگوں کو سمجھائیں کہ بندہ ہونے میں ہم سب برابر ہیں۔ فرعون کو بھی تم پر کوئی خاص امتیاز نہیں بلکہ وہ ایک طرح کا تمہارا خادم ہے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ تمہاری راحت اور سہولت مد نظر رکھے۔ یہاں معاملہ بالکل الٹ ہے۔ وہ سمجھتا ہے سب مخلوق خدا میرے ہی عیش و آرام کی خاطر پیدا کی گئی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دلائل و شواہد سے ہزار باتیں سمجھائیں مگر جس طرح آج مسلمان جہاد و حریت کی آواز سے بھاگتے ہیں اور اچھے اچھے پڑھے لکھے اور سمجھدار لوگ جہاد و حریت کو ناممکن اور نامناسب خیال کرنے لگے ہیں اس طرح رعایاء فرعون بھی آزادی اور مختاری سے محض ناآشنا تھی۔ انہیں جو بات سمجھائی گئی وہ نرالی اور ناممکن الوقوع نظر آئی۔ وہ فرعون کے ظالمانہ احکام کو تو بسرو چشم قبول کرتے مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات نہ مانتے اگر فرعون پرستی اور ذاتی مصائب کا سلسلہ حیات دنیوی کے ساتھ ہی منقطع ہو تو بھی ایک بات تھی مگر جن لوگوں نے فرعون کی ہر امر میں خواہ وہ اچھا تھا یا برا۔ اتباع کی اور غلامانہ زندگی بسر کی وہ یوں بھی مورد الزام تھے۔ انہوں نے خدا کی جگہ فرعون کو دی اور مشرک و نافرمان ٹھہرے۔ اور یہ چیز ان کو دوزخ کا ایندھن بنانے کے لئے کافی تھی۔ شرک و بت پرستی کا یہ خاصہ ہے کہ وہ اپنے معتقد کو غلامی کی آہنی زنجیروں میں جکڑ کر رہتی ہے۔ اور اس قدر بزدل اور کمزور بنا دیتی ہے کہ وہ ہر چیز کے سامنے سر جھکا دیتا ہے۔ انبیائے کرام کی تعلیم کا ملخص یہ ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور اس کا سر کسی کے آگے نہ جھکے بجز اللہ تبارک و تعالیٰ کے وہ کسی سے خائف نہ ہو

اور نہ وہ کسی سے مطلب اور آرزو رکھے اور آپس میں رواداری اور تعاون کا جذبہ پیدا کرے۔ پیغمبر خدا جب ملک و قوم تک اپنی آواز پہنچا چکے اور انہوں نے نہ مانا تو بنی اسرائیل کو آپ نے اپنے ساتھ لیا اور مصر سے نکل چلے فرعون اور اس کی قوم ان کے تعاقب میں غرق ہو گئی۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ جن بتوں کی پرستش کرتے تھے نہ وہ ان کے کچھ کام آئے نہ فرعون ہی ان کو بچا سکا جسے وہ خدا سمجھے بیٹھے تھے اور ایسے تباہ ہوئے کہ پھر کبھی فرعونیت قائم نہ ہوئی۔

یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! نافرمانوں کا انجام تم نے دیکھ لیا۔ بستیوں کی بستیاں ہلاک و برباد ہو جاتی ہیں۔ ایک نہیں سینکڑوں اور ہزاروں واقعات تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ جن کی خبریں تم تک پہنچا دی گئی ہیں۔ یاد رکھو جو ان لوگوں کے نقش قدم پر چلے گا اس کا بھی یہی حشر ہو گا۔ اس حیات فانی کے بعد وہ طولانی زندگی شروع ہوتی ہے جس میں ان اعمال کا بدلہ ملے گا جو حیات دنیوی کے دوران میں انسان نے کئے ہیں۔ پس وہ لوگ جن کی زندگیاں خدا کے احکام کے مطابق ہوں وہ سعید لوگوں میں شمار ہوں گے اور باقی شقی لوگوں میں اور موخر الذکر لوگوں کو دوزخ کی آگ میں ڈالا جائے گا جہاں انہیں جلنا جھلنا اور سخت تکلیف برداشت کرنا ہو گا۔ وہ آہ و زاری کریں گے۔ چیخیں چلائیں گے مگر مطلق سماعت نہ ہو گی۔ لیکن وہ لوگ جو سعید ہستیوں میں شمار ہوں گے ہمیشہ جنت میں رہیں گے اور ان کے انعامات کا سلسلہ کبھی منقطع نہ ہو گا۔ اس کے بعد فرمایا کہ انسان کے لئے لازم ہے کہ وہ عبادت کے معاملہ میں تقلید جامد کا قائل نہ ہو۔ خدا نے ہر انسان کو عقل و فہم عطا کی ہے۔ چاہیے وہ خدا کے احکام کو سمجھے اور سیکھے اور ان پر عمل پیرا ہو۔ مگر جو لوگ اس قسم کی کوئی محنت نہیں کرتے اور باپ دادا کی پرانی لکیر پیٹتے چلے جاتے ہیں خواہ وہ غلط ہی کیوں نہ ہو انہیں اس امر کی ضرور سزا ملے گی اور اس میں کوئی رعایت نہ کی جائے گی۔

ترجمہ آیات ۱۱۰-۱۲۳:۔ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو اس میں بھی اختلاف پیدا کر لیا گیا اور اگر آپ کے رب کی طرف سے پہلے بات طے نہ ہو چکی ہوتی تو ان کے درمیان قطعی فیصلہ ہو چکا ہوتا اور یہ اس کتاب کی طرف سے بلاشک قوی شبہے میں پڑے ہیں اور ان سب کو تمہارا رب ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ قطعی دے گا اور وہ ان کے

تمام اعمال سے باخبر ہے۔ سو جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے آپ اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ ہیں حق پر قائم رہئے اور حد سے تجاوز نہ کرنا یقیناً" تم جو کچھ کرتے ہو خدا اسے دیکھتا ہے اور ان لوگوں کی طرف نہ جھکو جو ظالم ہیں ورنہ تمہیں بھی آگ آلپیٹے گی اور تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ پھر تمہیں کوئی مدد نہ مل سکے گی۔ اور دن کے دونوں سروں اور رات کی چند ساعتوں میں نماز پڑھا کیجئے یقیناً" نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ ذکر کرنے والوں کے لئے یہ ایک طرح کی نصیحت ہے اور صبر سے کام لیجئے کہ اللہ نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ سو کیوں نہ تم سے پہلے زمانوں میں ایسے عقلمند ہوئے جو لوگوں کو زمین میں فساد پھیلانے سے روکتے بجز چند لوگوں کے جن کو ہم نے ان میں سے عذاب سے بچا لیا تھا اور جو لوگ ظالم تھے وہ انہیں باتوں کے پیچھے لگے جن میں عیش و آرام تھا اور وہ مجرم تھے۔ اور آپ کے رب کا یہ دستور نہیں کہ بستیوں کو ناحق ہلاک کر دے حالانکہ ان کے رہنے والے نیکو کار ہوں اور اگر آپ کا رب چاہتا تو لوگوں کو ایک ہی جماعت کر دیتا اور اب وہ ہمیشہ آپس میں اختلاف کرتے رہیں گے۔ مگر جن پر آپ کا رب فضل کرے اور اس واسطے ان کو پیدا کیا ہے اور آپ کے رب کی بات پوری ہو کر رہے گی کہ میں دوزخ کو جنوں اور آدمیوں سے پر کروں گا اور پیغمبروں کے تمام وہ قصص جو ہم آپ سے بیان کرتے ہیں ان سے آپ کے دل کو مضبوط رکھتے ہیں اور ان قصوں میں آپ کے پاس جو بات پہنچی وہ سچی ہے اور مومنوں کے لئے نصیحت اور عبرت ہے۔ اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان سے کہہ دیجئے کہ تم اپنی جگہ عمل کرتے رہو ہم اپنا عمل کر رہے ہیں اور انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں اور آسمانوں کے اور زمین کے غیب اللہ ہی کو معلوم ہیں اور ہر بات اسی کی طرف لوٹے گی سو آپ اسی کی عبادت کیجئے اور اسی پر بھروسہ رکھئے جو کچھ آپ کر رہے ہو آپ کا رب اس سے بے خبر نہیں۔

شرح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جب دنیا میں ہر طرح کا اندھیرا تھا۔ انسان خدا کو بھول چکا تھا اور اس کی جگہ اشجار و احجار کی عبادت ہونے لگی تھی ظلم و فساد کا دور دورہ تھا تو ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور خلقت کی ہدایت کے لئے اسے ایک کتاب دی۔ چاہئے تھا کہ کوئی شخص اختلافی صورت پیدا نہ کرتا اور سب کے سب ایک راہ پر لگ جاتے مگر ایسا نہ ہوا۔ لوگوں نے مختلف راہیں پیدا کیں اور تعلیمات کتاب کو بالکل رائیگاں

کر دیا۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی جماعت کو تنبیہہ کر دیں کہ کوئی شخص پہلی نافرمان قوموں کی طرح افراط و تفریط میں نہ پڑے اور اگر کسی نے ایسا کیا تو یقیناً "اسے دوزخ کا عذاب برداشت کرنا ہو گا۔ اور اسے خدا کے عذاب سے کوئی ہستی نہیں بچا سکے گی۔ دیکھو خدا کی یاد ہر وقت دل میں تازہ رکھنے اور برائی سے بچنے کے لئے تمہیں چاہئے کہ صبح اور شام اور کچھ رات گئے تم خاص طور پر سب کام چھوڑ کر خدا کو یاد کیا کرو کیونکہ خدا کی یاد ایک ایسی نیکی ہے کہ تمام برائیوں کی جڑ کاٹ دیتی ہے۔ دیکھو یہ کتنی بڑی نصیحت ہے۔ ذاکرین الٰہی کے واسطے ارشاد ہوتا ہے کہ اے مسلمانو! اگر اس راہ میں تمہیں تکالیف و شدائد بھی پیش آئیں تو صبر و استقلال سے کام لو۔ تمہارا اجر تم کو مل کر رہے گا۔ افسوس گزشتہ امتوں میں بہت ہی کم لوگ پائے جاتے رہے جو نیکو کاروں کے نقش قدم پر چلیں اکثریت نے افراط و تفریط کو پسند کیا اور جادہ اعتدال سے منحرف ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں تمام عالی شان محلات کے عبرت خیز کھنڈرات دکھائی دیتے ہیں اور اجڑی ہوئی بستیوں کے نشان نظر آتے ہیں۔ جب تک ان بستیوں میں نیکو کاروں کا وجود رہا ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا اور جب نیک لوگوں کا وجود باقی نہ رہا تو ان بستیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ افراط و تفریط میں پڑنے کا باعث لوگوں کا باہمی اختلاف بھی ہے۔ چنانچہ تم دیکھو گے کہ دو مختلف الرائے شخص ہر بات میں باہم متفق نہیں پائے جاتے۔ اتحاد و تعاون محض اللہ تبارک و تعالیٰ کا فضل ہے۔ پس وہ لوگ جو تمام اختلافات کو طاق نسیان پر رکھ کر حق کی تبلیغ و اشاعت کے لئے متفق ہو جاتے ہیں وہ جنت میں جائیں گے اور منکرین سے دوزخ کو پر کیا جائے گا۔ آخر میں ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر اسلام! سورۂ ہود میں پہلے نبیوں اور گزشتہ قوموں کی جو خبریں بیان کی گئی ہیں وہ اس لئے ہیں کہ اس سے آپ کا علم بڑھے اور دل مضبوط ہو اور ایمان لانے والے اس سے وعظ و نصیحت حاصل کریں۔ جو لوگ ایمان نہیں لاتے وہ جو کچھ کرتے ہیں انہیں کرنے دو اور خدائی فیصلے کے منتظر رہو اور دیکھو وہ اپنی بد عملیوں کی کیسی سخت سزا پاتے ہیں۔ غیب کا علم کہ کل کیا ہونے والا ہے یا حیات بعد الممات میں کیا پیش آنے والا ہے۔ سب خدا کو معلوم ہے۔ پس بہر حال تم عبادت کئے جاؤ اور خدا پر توکل رکھو۔ وہ آپ کی حالت سے باخبر ہے۔

سورۃ یوسف ۵۳ (۱۲)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱۔۶:۔ یہ کتاب روشن کی آیتیں ہیں ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں اتارا ہے تاکہ تم سمجھ سکو۔ ہم اس قرآن کے ذریعہ سے جو ہم نے آپ کی طرف بھیجا ہے آپ کو ایک بہترین قصہ سناتے ہیں اور آپ اس سے پہلے یقیناً" بے خبر تھے۔ جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا "ابا! میں نے گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ باپ نے کہا بیٹا اپنے خواب کو اپنے بھائیوں کے سامنے نہ بیان کرنا ورنہ وہ تمہارے ساتھ کوئی چال چلیں گے کچھ شک نہیں کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اور اس طرح تمہارا رب تمہیں برگزیدہ کرے گا اور تمہیں خواب کی باتوں کی تعبیر سکھائے گا اور تم پر اور آل یعقوب پر اپنی نعمتیں پوری کرے گا۔ جس طرح اس نے اس سے پہلے تمہارے دادا ابراہیم اور اسحٰق پر پوری کی تھیں۔ تمہارا رب یقیناً" سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

شرح:۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام جب مکہ میں تھے علمائے یہود و مشرکین عرب کے بڑے بڑے فضلاء آپ کی تعلیمات اور قرآن پاک کے مضامین کو پرکھ رہے تھے کہ نہ معلوم چند یہودی علماء کو کیا سوجھی کہ انہوں نے مشرکین سے کہا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ بنی اسرائیل کس طرح شام سے مصر کو منتقل ہو گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ کیا ہے۔ انہوں نے سمجھا کہ یہ ایک دیرینہ قصہ ہے ان ان پڑھوں کو کیا خبر اور اگر معلوم ہو گا تو بس سنی سنائی باتیں۔ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے پوچھا گیا تو قرآن پاک کی یہ چند آیتیں جو سورۃ یوسف کے نام سے موسوم ہیں نازل ہوئیں۔ اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کا تمام قصہ من و عن بیان کیا گیا ہے اور اختصار اور ایجاز کے باوجود تمام موٹی موٹی باتیں اور سبق آموز پہلوؤں پر حقائق و معارف کے دریا بہا دیئے

ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ عربی زبان میں چند آیات نازل کی جا رہی ہیں اور یہ ایک بہترین قصہ ہے جس کا علم اے پیغمبر اسلام آپ کو بھی اس سے قبل نہ تھا۔ ابتدا یوں ہوئی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے دس سوتیلے بھائی تھے ایک چھوٹا سگا بھائی تھا اور ایک والد۔ والد کو اپنی تمام اولاد میں سے حضرت یوسف علیہ السلام سب سے زیادہ پیارے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ بے حد حسین تھے اور آئندہ چل کر منصب نبوت پر فائز ہونے والے تھے۔ جس کی دھندلی سی جھلک دیدۂ یعقوب علیہ السلام نے پہلے سے دیکھ لی تھی۔ تمام سوتیلے بھائیوں کو اس بات کا حسد تھا۔ اس پر طرفہ یہ کہ ایک رات حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے سورج اور چاند آپ کو سجدہ کر رہے ہیں۔ آپ نے صبح اٹھ کر ابا سے اپنا خواب کہہ دیا۔ انہوں نے کہا کہ بیٹا دیکھ کہیں اسے بھائیوں کے روبرو بیان نہ کر دینا ورنہ وہ تمہارے دشمن ہو جائیں گے۔ خدا بزرگی و برتری عطا کرے گا۔ تجھے تمام معاملات دین و دنیاوی میں سمجھ عطا فرمائے گا۔ اور جس طرح تیرے دادا اور پردادا پر اس نے فضل کیا۔ اسی طرح تجھ پر اور تیرے خاندان پر اپنا فضل کرے گا۔

ترجمہ آیات ۷-۲۰:- اس میں شک نہیں کہ یوسف اور اس کے بھائیوں کے قصہ میں پوچھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ جس وقت کہ انہوں نے کہا یوسف اور اس کا بھائی ہماری نسبت ہمارے ابا کو زیادہ پیارے ہیں حالانکہ ہم ایک جماعت ہیں بیشک ہمارے ابا صریح غلطی پر ہیں۔ یوسف کو قتل کر دو یا اسے کسی جگہ چھوڑ آؤ پھر تمہارے ابا کی توجہ تمہاری ہی طرف رہے گی اور اس کے بعد بہتر حالت میں ہو جاؤ گے۔ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف کو قتل مت کرو اور اسے کسی تاریک کنویں میں ڈال دو کوئی راہ گیر اس کو نکال لے گا۔ اگر تمہیں ایسا کرنا ہی ہے۔ کہنے لگے ابا جان کیا بات ہے کہ آپ یوسف کے بارے میں ہم پر اعتبار نہیں کرتے حالانکہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں۔ کل اسے ہمارے ساتھ بھیجئے کہ کھیلے کودے اور ہم اس کے نگران رہیں گے۔ حضرت یعقوب نے کہا کہ تمہارا اسے ساتھ لے جانا مجھے غم میں ڈالتا ہے اور میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اس کو بھیڑیا کھا جائے اور تم اس سے بے خبر رہو۔ انہوں نے کہا کہ اگر باوجود ہماری جماعت کے بھیڑیا اس کو کھا جائے تو ہم بالکل ہی گئے گزرے ہوں گے۔ سو وہ جب

اس کو لے گئے اور اس بات پر متفق ہوئے کہ اسے ایک تاریک کنوئیں میں ڈال دیں اور ہم نے یوسف کی طرف وحی بھیجی کہ (ایک دن) تو ان کو ان کی یہ باتیں بتائے گا اور وہ جانتے بھی نہ ہوں گے اور وہ عشاء کے وقت روتے روتے اپنے باپ کے پاس آئے کہنے لگے اے ابا! ہم گئے اور دوڑیں لگانے لگے اور یوسف کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑ گئے سو ایک بھیڑیا اس کو کھا گیا اور خواہ ہم سچے ہوں آپ ہماری بات نہیں مانیں گے اور اس کی قمیض پر جھوٹ موٹ کا لہو لگا لائے۔ یعقوب نے فرمایا بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے سو صبر ہی بہتر ہے اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو خدا ہی سے اس کے بارے میں مدد چاہتا ہوں۔ اور قافلہ آیا تو انہوں نے اپنے سقے کو بھیجا سو اس نے اپنا ڈول ڈالا کہنے لگا بشارت ہو کہ یہ ایک لڑکا ہے اور انہوں نے اسے مال تجارت سمجھ کر چھپالیا اور اللہ کو ان کے سب اعمال معلوم تھے۔ اور اس کو انہوں نے تھوڑی سی قیمت یعنی چند درہموں پر بیچ ڈالا اور وہ اس بارے میں چنداں راغب بھی نہ تھے۔

تشریح:۔۔ مگر قسمت میں جو لکھا تھا وہ ہو کر رہا۔ بھائیوں کو کسی نہ کسی طرح پتہ چل گیا اور وہ آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے لو ہم تو ہیں دس اور وہ صرف دو کاروبار ہمارے ہاتھ میں ہے۔ مگر محبوب بنے بیٹھے ہیں یوسف یہ ابا کی صریح غلطی ہے۔ آؤ یا تو یوسف کو قتل کر دیں یا اسے کہیں دور دراز پھینک آئیں پھر ابا کی تمام تر توجہ ہماری طرف ہوگی۔ اور سب کام سنور جائیں گے۔ مگر ان میں ایک نرم دل بھائی تھا۔ وہ کہنے لگا خبردار! مارو نہیں کسی کنوئیں میں ڈال دو کوئی قافلہ آئے گا اور اٹھا کر لے جائے گا۔ چنانچہ سب کا اتفاق اس بات پر ہوا۔ اب وہ وفد بنا کر باپ کے پاس گئے اور کہا کہ آپ کبھی یوسف کو ہمارے ساتھ باہر نہیں بھیجتے حالانکہ ہم اس کے بڑے خیر خواہ اور مشفق و ناصح ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جواب دیا۔ مجھے صرف اتنا ڈر ہے کہ کہیں تم اپنے خیال میں لگ گئے اور اسے اکیلا چھوڑ دیا تو یہ نہ ہو کہ کوئی بھیڑیا آئے اور اسے کھا جائے۔ اور تمہیں پتہ تک نہ چلے۔ اس پر بھائیوں نے جھنجلا کر کہا کہ اگر ہم سے چھین کر بھیڑیا اسے لے جائے اور کھا لے تو واقعی ہم بڑے ہی نکمے ثابت ہوں گے حضرت یعقوب علیہ السلام کیا کر سکتے تھے۔ ان پر اعتبار کرنا پڑا۔ چنانچہ وہ اسے لے گئے اور اس بات پر اتفاق کیا کہ اس کو تاریک کنوئیں میں ڈال دیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام گھبرائے مگر خدا نے ان کو بتلا دیا کہ

گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ تو محفوظ ہے ایک دن آئے گا تو انہیں ان کی غلطی پر متنبہ کرے گا۔

الغرض عشاء کے وقت تمام بھائی روتے پیٹتے گھر واپس آئے۔ باپ نے پوچھا کہ کیا ماجرا ہے۔ کہنے لگے کہ ہم باہر دوڑنے اور ایک دوسرے سے بازی لے جانے میں مصروف ہو گئے اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس بٹھا دیا۔ ایک بھیڑیا آیا اور یوسف کو کھا گیا۔ اب ہم کس طرح آپ کو یقین دلائیں۔ آپ تو مانیں گے نہیں۔ اگرچہ ہم بالکل سچے ہیں اور آپ سے حقیقت حال کہہ رہے ہیں۔ اس کے ثبوت میں انہوں نے یوسف کی ایک قمیض بھی پیش کی جس پر جھوٹا خون لگا ہوا تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا نہیں یہ تو یوسف کا خون نہیں۔ تمہاری اپنی چالبازی معلوم ہوتی ہے۔ مگر خیر اب تو صبر ہی بہتر ہے اور خدا ہی سے دعا ہے کہ وہ تمہارے بیان کی تصدیق یا تکذیب کرے۔

اُدھر اس کنوئیں پر جس میں حضرت یوسف علیہ السلام پھینکے گئے تھے۔ ایک تجارتی قافلہ جو مصر کو جا رہا تھا۔ رات گزارنے کے لئے اترا اور پانی لانے والے آدمی نے پانی نکالنے کو جو ڈول اتارا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا۔ دیکھتا کیا ہے کہ کنوئیں میں ایک نہایت خوبصورت لڑکا بیٹھا ہے۔ اس نے خوشی سے قافلہ والوں کو اس امر کی بشارت دی اور اس کو وہاں سے نکال کر اپنے مالِ تجارت کی طرح چھپا لیا اور دل ہی دل میں کئی طرح کے مشورے کرنے لگے۔ اگلے دن حضرت یوسف کے بھائی پھر وہاں آئے اور دیکھ کر متعجب ہوئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں میں نہیں ہیں۔

ترجمہ آیات ۲۱-۲۹:- مصر میں جس نے اسے خریدا اپنی عورت سے کہا اسے عزت کے ساتھ رکھو ممکن ہے یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں اس طرح ہم نے یوسف کو اس ملک میں جگہ دی تاکہ ہم اس کو خواب کی باتوں کی تعبیر سکھا دیں اور اللہ اپنے ارادے میں غالب ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے تو ہم نے ان کو حکم اور علم عطا کیا اور ہم اس طرح نیکو کاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں اور جس عورت کے گھر میں یوسف تھے اس نے ان کو اپنی جانب مائل کرنا چاہا۔ اور تمام دروازے بند کر لئے اور کہنے لگی کہ لو آؤ وہ کہنے لگا کہ اللہ کی پناہ وہی میرا رب ہے۔ مجھے اچھی طرح رکھا ہے۔ ایسے ظالم یقیناً" فلاح نہیں پاتے۔ وہ ان کا قصد کر چکی تھی اور

وہ بھی اس کا قصد کر چکے ہوتے اگر اپنے رب کی طرف ایک نشان نہ دیکھ لیتے یوں اس لئے ہوا تاکہ ہم ان سے بدکاری اور بے حیائی کو دور رکھیں یقیناً" وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھے اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے اور عورت نے پیچھے سے اُس کی قمیض پھاڑ دی اور دونوں نے اس کے خاوند کو دروازے پر کھڑا پایا۔ عورت کہنے لگی کہ جو تیری عورت کے ساتھ برا ارادہ کرے اس کی سزا بجز اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ یا تو اسے قید کیا جائے یا دردناک سزا تجویز کی جائے۔ یوسف نے کہا اس نے مجھے اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا اور عورت کے قبیلے میں سے ایک گواہی دینے والے نے گواہی دی کہ اگر یوسف کی قمیض آگے سے پھٹی ہو تو وہ (عورت) سچی ہے اور یوسف جھوٹا ہے اور اگر یوسف کی قمیض پیچھے سے پھٹی ہو تو وہ (عورت) جھوٹی ہے اور یوسف سچا ہے۔ سو جب خاوند نے اس کی قمیض پیچھے سے پھٹی ہوئی دیکھی تو کہا کہ تم عورتوں کا فریب ہے اور تمہارا فریب بلا شبہ غضب کا ہوتا ہے۔ اے یوسف! اس بات کو جانے دو اور اے عورت تو اپنے قصور کی معافی مانگ بلاشبہ تو ہی مجرم ہے۔

شرح:۔ جب قافلہ مصر پہنچا انہوں نے وہاں حضرت یوسف علیہ السلام کو فروخت کرنا چاہا۔ اہل شہر جو مال تجارت خریدنے آتے۔ یوسف کو بھی دیکھتے اور آپ کے حسن جمال اور اخلاق کی تعریف کرتے۔ اتفاق سے عزیز مصر کے کوئی اولاد نہ تھی اس نے انہیں خرید لیا اور اپنی بیوی سے کہا اسے اچھی طرح رکھنا ممکن ہے کہ ہم اسے متبنٰے بنا لیں اور ہمیں اس سے فائدہ ہو۔ چنانچہ اس طرح آپ کی تعلیم و تربیت اور حصول عقل و شعور کے بہترین اسباب پیدا ہو گئے۔ جس سے وہ ایک طرف رازہائے حکومت سے واقف ہونے لگے دوسری طرف عام علمی معلومات میں اضافہ ہونے لگا۔ یہ بھی خدا کی ایک قدرت تھی۔ کہ اس جلیل القدر پیغمبر کی تربیت کے لئے ایک بہترین ماحول پیدا کر دیا۔

زلیخا جنہوں نے یوسف کو خریدا تھا آپ پر فریفتہ ہو گئیں اور ایک ناجائز محبت کی خواہاں ہوئیں۔ جس مکان میں وہ بیٹھے تھے۔ زلیخا نے اس کے دروازے بند کر لئے اور تحریص و ترغیب کی باتیں کرنے لگی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب دیا کہ خدا سے ڈرو۔ وہ حد اعتدال کو چھوڑ دینے والوں کو فلاح و نجات عطا نہیں کیا کرتا۔ الغرض زلیخا نے برا ارادہ مصمم کر لیا اور اگر حضرت یوسف علیہ السلام بھی قدرت الٰہی سے ایک نشان نہ

دیکھ لیتے تو ممکن تھا کہ وہ بھی اس قسم کا کوئی ارادہ کر لیتے مگر خدا برائی اور بے حیائی سے بچانے والا تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام بھی مخلص اور نیکوکار انسان تھے پس مصیبت عظیم سے بچا لئے گئے۔ بات اس طرح ہوئی کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو مجبور کیا گیا تو وہ دروازے کی طرف بھاگے۔ پیچھے پیچھے زلیخا بھی بھاگیں اور دوڑ کر پکڑنے میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض پیچھے سے پھاڑ دی۔ اچانک دروازے پر عزیز بذات خود کھڑے تھے۔ وہ حیران ہو کر پوچھنے لگے کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے جو اس طرح بدحواس ہو کر بھاگ رہے ہو۔ زلیخا بولیں۔ بھلا یہ تو بتایئے کہ اگر آپ کی بیوی کے ساتھ کوئی شخص برائی کا ارادہ کرے تو اس کی سزا کیا ہونی چاہیئے قید یا کوئی اور سخت سزا؟ انہوں نے پوچھا کہ معاملہ کیا ہے۔ کہنے لگی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے مجھ سے برائی کا ارادہ کیا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھا گیا انہوں نے اس بات کی تردید کی۔ آپ کی صداقت اور حسن مقال کا سکہ پہلے ہی سے عزیز کے دل میں جم چکا تھا۔ وہ شک و شبہ میں پڑ گئے۔ اتنے میں ایک چھوٹا سا معصوم بچہ جو غالباً" زلیخا کے چچا یا ماموں کا بیٹا تھا۔ ماں کی گود سے بول اٹھا کہ دیکھئے اگر قمیض اگلی جانب سے پھٹی ہے تو زلیخا سچی ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام جھوٹا ممکن ہے زلیخا نے اپنی مدافعت میں مقابلہ کرتے ہوئے اسے پھاڑ ڈالا ہو اور اگر قمیض پچھلی جانب سے پھٹی ہے تو پھر زلیخا جھوٹی ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام سچے۔ اب عزیز مصر نے قمیض کو دیکھا تو وہ پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی۔ اسے یقین ہو گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام سچے ہیں۔ زلیخا کو اس نے ڈانٹا اور کہا یہ تیرا ایک مکر ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ تم بات کو نہ بڑھاؤ جو ہوا سو ہوا۔ پھر زلیخا سے خطاب کیا اور کہا کہ تجھے چاہیئے کہ اپنی سیارکاری پر شرم و ندامت کا اظہار کر کیونکہ یہ تیرا قصور ہے۔

ترجمہ آیات ۳۰-۳۵:- شہر میں عورتیں کہنے لگیں کہ عزیز کی عورت اپنے غلام کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی تھی اس کی محبت اس کے دل میں جاگزین ہو چکی تھی ہم تو اسے صریح غلطی پر دیکھتی ہیں۔ سو جب اس نے عورتوں کی غیبت سنی تو انہیں بلا بھیجا اور ان کے لئے ایک مجلس ترتیب دی اور ان میں سے ہر ایک کو پھل کاٹنے کے لئے ایک ایک چھری دے دی اور یوسف سے کہا کہ ان کے سامنے تو آؤ۔ جب انہوں نے اسے

دیکھا تو اس کی عظمت کی قائل ہو گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور کہنے لگیں اللہ کی پناہ یہ شخص بشر نہیں یہ تو ایک قابل عزت فرشتہ ہے۔ عزیز کی بیوی کہہ اٹھی کہ یہی تو وہ ہے جس کے معاملہ میں تم مجھے ملامت کرتی تھیں بیشک میں نے اسے اپنی طرف مائل کرنا چاہا مگر وہ بچا رہا اور اگر میں جو کچھ اس کو حکم دوں گی وہ اسے نہ کرے گا تو اسے قید کر دیا جائے گا اور رسوا و ذلیل ہو گا۔ یوسف نے دعا کی کہ خدایا! جس امر کی طرف یہ مجھے دعوت دیتی ہے اس سے تو مجھے قید خانہ زیادہ عزیز ہے اور اگر تو نے اس کے مکر و حیلہ کو مجھ سے نہ روکا تو میں اسی کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور جاہلوں میں جا شامل ہوں گا۔ سو اللہ نے اس کی دعا قبول کر لی اور اس سے ان کے مکر و حیلہ کو دفع کر دیا بیشک اللہ ہر بات کو سنتا اور جانتا ہے۔ پھر جب انہوں نے سب نشانیاں دیکھ لیں تو ان کو یہی بات سوجھی کہ یوسف کو ایک وقت تک قید کر دیں۔

شرح:۔ ایسی بات بھلا کب چھپنے والی تھی کہ بجلی کی طرح شہر میں پھیل گئی عورتوں میں چرچے ہونے لگے کہ دیکھو عزیز مصر کی عورت نے اپنے غلام سے مطلب براری چاہی۔ کتنی بری بات ہے۔ وہ اس کی محبت میں کیسی دیوانی ہو چکی ہے اور یقیناً" یہ ایک بڑی غلطی ہے جس کی وہ مرتکب ہوئی ہے۔ آخر زلیخا کو بھی کسی نے آکر سنایا کہ شہر میں عورتیں مجھے اس طرح برا بھلا کہہ رہی ہیں۔ کہنے لگی ایک وقت کا کھانا میرے ہاں آکر کھائیں چنانچہ ایک وقت مقرر پر سب عورتوں کو بلایا گیا۔ بات چیت کے بعد کھانا لایا گیا اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک چھری دے دی ادھر حضرت یوسف علیہ السلام سے جو پس پردہ بٹھائے گئے تھے کہہ دیا کہ ذرا ان کے سامنے تو آؤ۔ وہ سامنے آئے عورتیں ششدر رہ گئیں اور سراسیمگی کی حالت میں چھریاں اپنے ہاتھوں پر چلانے لگیں۔ کہنے لگیں ہو نہ ہو یہ تو کوئی فرشتہ ہے۔ بھلا بندہ! ایسا حسین و جمیل؟ اب زلیخا بھی بولیں اور کہنے لگیں یہ وہی ہے جس کے معاملہ میں تم مجھے مطعون کر رہی تھیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ میں نے اسے پھسلانا چاہا تھا مگر اس نے عفت کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ پھر بھی اگر وہ میرا حکم نہیں مانے گا تو یقیناً" میں اسے قید کرا دوں گی اور ذلیل و رسوا کروں گی حضرت یوسف علیہ السلام بھی یہ باتیں سن رہے تھے۔ بولے خدایا! جس فعل شنیع کی طرف مجھے بلایا جا رہا ہے اس سے تو قید خانہ کہیں بہتر ہے۔ خدایا! تو ہی مجھے بچائیو۔ اگر تو نے نہ بچایا تو میں ان کے

مکرو فریب کا شکار ہو جاؤں گا اور جاہلوں میں میرا شمار ہو گا۔ خدا نے ان کی دعا قبول کی اور ان کے مکرو فریب سے نجات دلائی۔ بات یہ ہوئی کہ جب عزیز مصر اور اس کے اعزا و اقارب کو معلوم ہو چکا کہ حضرت یوسف علیہ السلام بیگناہ ہے اور سب قصور زلیخا کا ہے تو انہوں نے سوچا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اس سے جدا کر دو تا کہ زلیخا اس تک پہنچ ہی نہ سکے۔ چنانچہ بالاتفاق یہ طے پایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو زندان میں بھیج دیا جائے۔

ترجمہ آیات ۳۶ - ۴۲:- اس کے ساتھ قید خانہ میں دو نوجوان اور داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں نے سر پر روٹیاں اٹھا رکھی ہیں ان میں سے پرندے کھا رہے ہیں۔ ہمیں اس کی تعبیر بتایئے ہم تمہیں نیکو کار دیکھتے ہیں۔ یوسف نے کہا کھانا جو تمہیں کھلایا جاتا ہے تمہارے پاس آنے بھی نہیں پائے گا کہ اس کے آنے سے پہلے میں تم کو اس خواب کی تعبیر بتا دوں گا۔ یہ بھی منجملہ ان علوم کے ہے جو میرے رب نے مجھے سکھائے ہیں میں ان لوگوں کا مذہب چھوڑ چکا ہوں جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور یوم آخرت کے بھی منکر ہیں۔ اور میں اپنے باپ دادا ابراہیم' اسحٰق اور یعقوب کے مذہب پر چلتا ہوں۔ یہ بات ہمیں زیبا نہیں ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک ٹھہرائیں۔ یہ اللہ کی ہم پر اور سب لوگوں پر عنایت ہے لیکن اکثر لوگ شکر گزار نہیں ہوتے۔ اے میرے قیدی دوستو! کئی جدا جدا رب اچھے ہیں یا خدائے یگانہ و زبردست۔ تم خدا کے سوا صرف ناموں ہی کی پرستش کرتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گھڑ رکھے ہیں اور جن کے حق میں اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ فرمانروائی صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرو۔ یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اے میرے قیدی دوستو! تم میں سے ایک وقت اپنے آقا کو شراب پلایا کرے گا اور جو دوسرا ہے اس کو سولی دی جائے گی۔ سو پرندے اس کے سر کو نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ جو بات تم مجھ سے پوچھتے تھے وہ فیصل ہو چکی ہے اور ان دونوں میں سے جس کو یوسف نے خیال کیا تھا کہ بچ جائے گا اس نے کہا کہ تم اپنے آقا کے پاس میرا ذکر کرنا مگر شیطان نے ان کا اپنے آقا سے ذکر کرنا بھلا دیا سو یوسف قید خانہ

میں کئی برس رہے۔

شرح:۔ اتفاق دیکھو کہ جیل میں آپ کے ساتھ اسی دن دو نوجوان اور داخل ہوئے جو شاہی خاندان کے خادم تھے۔ ایک ساقی تھا دوسرا باورچی۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنی پاکدامنی صدق مقال' مکارم اخلاق اور علم و فضیلت کی وجہ سے جیل میں ہردلعزیز ہو چکے تھے۔ ایک رات اس ساقی اور باورچی کو خواب آیا ساقی دیکھتا ہے کہ میں شراب کشید کر رہا ہوں۔ باورچی دیکھتا ہے کہ میں روٹیوں کا ٹوکرا سر پر اٹھائے چلا جا رہا ہوں اور پرندے اس میں سے کھا رہے ہیں۔ صبح اٹھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے ہمیں اس کی تعبیر بتایئے۔ آپ نیک بندے ہیں۔ جو کچھ آپ کے منہ سے نکلے گا درست ہوگا۔ آپ نے فرمایا! کہ آج کا کھانا آنے سے پہلے ہی میں تمہیں انشاء اللہ سب کچھ بتا دوں گا۔ تم بے فکر رہو۔ سلسلہ بیان کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ یہ میرے پروردگار کا دین اور اپنے آبائی مذہب حنیف کی برکت سے خدا تعالیٰ نے مجھے ایسی باتیں سکھا دی ہیں ان لوگوں سے جو خدا پر ایمان نہیں رکھتے متنفر ہوں اور بیزار۔ دیکھو شرک ایک بہت ہی بری چیز ہے جس سے ہمارا خاندان نفرت رکھتا ہے اور یہ بھی خدا کا ہم پر ایک طرح کا فضل ہے۔ مگر عقلیں اس بات کو نہیں سمجھ سکتیں۔ میرے ساتھیو! یاد رکھو کہ مالک ایک ہی اچھا ہوتا ہے۔ ہزاروں جدا جدا مالک اچھے نہیں ہوتے۔ ایک کو راضی کرنا مشکل ہے۔ ہزاروں کس طرح اپنے مریدوں پر بیک وقت خوش ہو سکتے ہیں۔ سنو! لوگ جن بتوں کی عبادت کرتے ہیں وہ ان کی اپنی ایجاد ہے۔ خدا نے کہیں ایسا حکم نہیں دیا کہ اس کے سوا کسی دوسرے کی بھی پوجا کیا کرو۔ سنو! احکم الحاکمین وہی ہے۔ وہی سب کا مالک ہے ہم سب اس کی پرجا ہیں اس کی عبادت کرنی چاہئے اس کے سامنے سرنگوں ہونا چاہئے اور بالآخر اس سے اپنی ضرورتیں طلب کرنی چاہیں۔

میرے دوستو! میرے اللہ کا حکم ہے کہ اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کی جائے۔ کیونکہ سیدھا اور مستقیم دین وہی ہے جو میں تم سے بیان کر چکا ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا طریق تبلیغ دیکھو لوگ آئے تھے تعبیر خواب دریافت کرنے آپ نے دین مبین کی حقانیت پر دلائل و شواہد کو بیان کرنا شروع کر دیا جب حاضرین کے دلوں پر توحید کی ہیبت بٹھا چکے تو کہا کہ اے میرے ساتھیو! سنو کہ تمہارے خوابوں کی تعبیر یہ ہے

کہ ساقی تو پھر بادشاہ کا ساقی مقرر ہو جائے گا اور اپنے آقا کو جام شراب پیش کرنے کے عہدہ پر فائز ہو جائے گا مگر باورچی کو سولی پر چڑھا دیا جائے گا۔ اور اس کا گوشت پرندے کھائیں گے۔ اس کے بعد آپ نے ساقی سے کہا کہ لو بھائی جب اپنے آقا کے پاس جاؤ تو موقعہ ملنے پر ہمارا ذکر بھی کر دینا۔ چنانچہ جس طرح آپ نے خواب کی تعبیر بیان کی اسی طرح ہوا۔ مگر ساقی حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر عزیز مصر سے کرنا بھول گیا۔ حتی کہ آپ کو کئی سال تک جیل میں رہنا پڑا۔

ترجمہ آیات ۴۳-۴۹:- بادشاہ نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ سات موٹی گائیں ہیں ان کو سات دبلی گائیں کھا رہیں ہیں۔ اور سات خوشے ہیں سبز اور دوسرے خشک۔ اے سردارو! میری خواب کی تعبیر بیان کرو۔ اگر تم خوابوں کی تعبیر بیان کر سکتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ یہ پریشان خیالات ہیں اور ہمیں ایسے خوابوں کی تعبیر نہیں آتی اور ان دونوں میں سے جس نے نجات پائی تھی اور ایک مدت کے بعد اسے یاد آ گیا کہنے لگا کہ میں تمہیں اس کی تعبیر بتاتا ہوں مجھے بھیجو۔ اے راست گو یوسف ہمیں یہ بتا دیجئے کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں ان کو سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات خوشے سبز اور دوسرے خشک تاکہ میں لوگوں کے پاس لوٹ کر جاؤں اور انہیں بتاؤں۔ عجب نہیں کہ ان کو آپ کی قدر معلوم ہو جائے۔ یوسف نے کہا تم سات برس بدستور کاشتکاری کرتے رہو گے سو جو کچھ تم کاٹو اسے انہیں خوشوں میں پڑا رہنے دو۔ سوا تھوڑے سے غلہ کے جس میں سے تم کھاؤ۔ اس کے بعد سات سخت سال آئیں گے تم نے جو کچھ ان سے پہلے جمع کر رکھا ہو گا اسے کھا جائیں گے صرف وہی تھوڑا سا رہ جائے گا جو احتیاط سے تم بچا رکھو گے۔ اس کے بعد ایک سال آئے گا اس میں لوگوں کے لئے خوب بارش ہو گی اور لوگ (شیرہ بھی) نچوڑیں گے۔

شرح:- قدرت کی کرشمہ سازیاں دیکھو کہ ایک دن شاہ مصر نے بھی خواب دیکھا کہ سات تر و تازہ موٹی گائیں ہیں اور سات دبلی پتلی۔ اس طرح سات سبز خوشے ہیں اور سات خشک۔ دبلی پتلی گائیں موٹی گائیوں کو کھا رہی ہی۔ صبح اٹھ کر بادشاہ نے تمام وزراء اور امرا کو طلب کیا اور کہا کہ اس کی تعبیر بیان کرو۔ سب نے کانوں پر ہاتھ دھرے وہ کہنے لگے ہم تو اس خواب کو پریشان خیال سمجھتے ہیں۔ یہاں ساقی بھی مجلس میں موجود تھا۔ تعبیر

خواب کے سلسلے میں اسے حضرت یوسف علیہ السلام یاد آئے۔ کہنے لگا بادشاہ سلامت! مجھے اجازت دیجئے میں آپ کو تعبیر لا کر دیتا ہوں۔ چنانچہ اسے اجازت دی گئی۔ اور وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آکر عرض کرنے لگا۔ اے حق گو یوسف! بادشاہ سلامت نے یہ خواب دیکھا ہے۔ اس کی تعبیر بیان کر کے ممنون فرمایئے تاکہ میں جا کر ان کی پریشانی کو دور کر دوں اور لوگوں کو بھی آپ کے علم و فضیلت کی خبر ہو۔ آپ نے فرمایا! سات سال تک کاشتکاری کرو اور جو کچھ از قسم فصل وغیرہ حاصل ہو اسے جوں کا توں رکھتے جاؤ۔ بہت ہی کفایت شعاری سے تھوڑا تھوڑا خرچ کرو کیونکہ اس کے بعد سات سال ایسے آئیں گے کہ قحط سالی ہوگی۔ تم نے جو کچھ جمع کیا ہوگا سب خرچ ہو جائے گا اس کے بعد پھر ایک سال ایسا آئے گا کہ لوگ خوشحال ہوں گے بارشیں ہوں گی فصلیں کاٹی جائیں گی اور پھل پھول حاصل ہوں گے۔

ترجمہ آیات ۵۰-۵۷:- بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ سو جب قاصد اس کے پاس آیا تو یوسف نے کہا کہ اپنے آقا کے پاس واپس جاؤ اور پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے؟ میرا رب ان کے مکر و حیلہ سے خوب واقف ہے۔ اس نے پوچھا کہ جب تم نے یوسف کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا اس وقت کیا پیش آیا وہ کہنے لگیں اللہ کی پناہ! ہمیں اس کی کوئی برائی معلوم نہیں ہوئی۔ عزیز مصر کی عورت نے کہا کہ اب حق بات تو ظاہر ہو ہی گئی کہ میں نے ہی اس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا اور وہ بیشک سچا ہے۔ یہ اس نے پوچھا تھا کہ معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں خیانت نہیں کی تھی خیانت کرنے والوں کے مکر کو اللہ چلنے نہیں دیتا اور میں اپنے آپ کو اچھا نہیں کہتا کیونکہ نفس تو برائی ہی کی ترغیب دیتا ہے مگر جس پر میرا رب مہربان ہو بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے اور بادشاہ نے کہا کہ اس کو میرے پاس لاؤ میں اسے اپنا خاص مشیر بناؤں گا پھر جب ان سے اس نے گفتگو کی تو کہا کہ آپ آج سے ہمارے بڑے معزز و معتمد ہیں۔ یوسف نے کہا کہ آپ مجھے ملکی خزانوں پر مقرر کر دیجئے کیونکہ میں محافظ ہوں اور پورا واقف ہوں۔ اور اس طرح سے ہم نے یوسف کے پاؤں مصر کی سرزمین میں جمائے کہ اس میں جہاں چاہیں رہیں۔ ہم جس پر چاہتے ہیں اپنی رحمت نازل کرتے ہیں اور نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتے اور آخرت کا اجر ان لوگوں کے لئے

جو ایمان لے آئے ہیں اور پرہیزگار رہے ہیں۔ اس سے بھی کہیں اچھا ہے۔

شرح:- چنانچہ ساقی نے جا کر یہ پیغام سنایا۔ بادشاہ نے فوراً حکم دیا کہ جاؤ آپ کو میرے پاس لاؤ قاصد خدمت اقدس میں بصد احترام حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ پہلے جا کر یہ پوچھ آؤ کہ ان عورتوں کا کیا معاملہ تھا جنھوں نے ہاتھوں کو کاٹ لیا تھا بادشاہ نے عورتوں کو بلا کر پوچھا تو وہ کہنے لگیں۔ خدا کی قسم! ہم نے اس میں کوئی عیب نہیں پایا۔ زلیخا دل ہی دل میں ڈری کہ آخر سچ تو ظاہر ہو ہی گیا۔ بے ساختہ بول اٹھی میں نے ہی اسے ورغلایا تھا۔ وہ بے گناہ اور سچا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ یہ روش اس واسطے اختیار کی کہ عزیز مصر کو معلوم ہو جائے کہ جس گھر کا مجھے امین بنایا گیا تھا اس میں میں نے کوئی خیانت نہیں کی اور یہ کہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ خیانت کرنے والے کبھی راہ ہدایت اور تائید ایزدی حاصل نہیں کر سکتے پھر آپ نے کسر نفس کے طور پر فرمایا کہ میں اس بات سے کچھ تفاخر نہیں چاہتا۔ بندہ بشر ہوں نفس ساتھ لگا ہوا ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اس کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ جب آپ شاہ مصر کے پاس گئے تو وہ آپ کے حسن اور خداداد لیاقت کو دیکھ کر آپ پر فریفتہ ہو گیا اور آپ کو اپنے دربار میں بلند ترین مرتبہ عطا کیا اور اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۳۰ برس تھی۔ آپ نے تقرر کے بعد ہی ملک کی آمدنی کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا اور آنے والے قحط کا انتظام کرنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام ملک پر متصرف ہو گئے۔ درحقیقت یہ آپ کی ایمانداری اور فہم فراست کا نتیجہ تھا۔ خدائے تعالیٰ کا دستور ہے کہ وہ اپنے فرمانبرداروں کو اس طرح دنیا میں عزت بخشتا ہے اور آخرت میں اس سے بڑھ چڑھ کر اجر عطا کرتا ہے۔

ترجمہ آیات ۵۸-۶۸:- یوسف کے بھائی آئے اور آپ کے پاس حاضر ہوئے آپ نے انہیں پہچان لیا مگر وہ نہ پہچان سکے۔ اور جب یوسف انہیں ساز و سامان کے ساتھ تیار کر چکا تو ان سے کہا کہ تم اپنے باپ کے پاس سے بھائی کو بھی میرے پاس لانا کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں ماپ بھی پورا پورا دیتا ہوں اور خوب مہمان نواز بھی ہوں۔ اگر تم اسے میرے پاس نہ لائے تو تمہیں میرے ہاں سے غلہ نہ ملے گا اور نہ تم میرے قریب آنا۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس کے باپ کو اس کے متعلق ترغیب دیں گے اور یہ کام ضرور کریں گے اور اپنے ملازموں سے کہہ دیا کہ ان کی پونجی ان کے سامان میں رکھ دو تاکہ

جب وہ اپنے گھروں میں واپس جائیں تو انہیں معلوم ہو کہ ہماری پونجی بھی ہمیں واپس مل گئی ہے۔ شاید وہ پھر بھی آئیں۔ پھر جب وہ واپس اپنے باپ کے پاس گئے تو کہنے لگے کہ ابا! ہم سے غلہ روک دیا گیا ہے سو آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو روانہ کردیں تا کہ ہم پھر غلہ لائیں اور ہم بلاشبہ اس کی حفاظت کریں گے۔ یعقوب نے کہا کیا میں اس کے بارہ میں تمہارا اسی طرح اعتبار کروں جس طرح میں نے اس کے بھائی کے بارے میں کیا تھا۔ سو خدا ہی بہتر محافظ ہے اور وہ سب سے زیادہ مہربان ہے۔ اور جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا تو دیکھا کہ ان کی پونجی بھی واپس کردی گئی ہے کہنے لگے ابا! ہمیں کیا چاہئے یہ ہماری پونجی بھی ہمیں واپس کردی گئی ہے اور ہم اپنے گھر والوں کے لئے اور غلہ لائیں گے اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے۔ اور ایک اونٹ کا بوجھ غلہ اور زیادہ لیں گے۔ یہ غلہ جو ہم لائیں ہیں بہت ہی کم ہے۔ یعقوب نے کہا میں ہرگز اسے تمہارے ساتھ نہیں کروں گا حتی کہ تم اللہ کا عہد مجھے دو کہ ضرور تم اسے میرے پاس لے آؤ گے مگر یہ کہ تم کہیں گھر جاؤ (تو یہ مجبوری ہے) جب انہوں نے پکا قول و اقرار کیا تو یعقوب نے کہا جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اللہ اس کا ضامن ہے اور اس نے کہا کہ اے میرے بیٹو! تم ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا اور اللہ کے حکم کو میں تم پر سے ٹال نہیں سکتا۔ حکم اللہ ہی کا ہے۔ میں نے اسی پر بھروسہ کر رکھا ہے اور اہل توکل کو اسی پر بھروسہ رکھنا چاہئے اور جب وہ انہیں جگہوں سے داخل ہوئے جس طرح ان کے ابا نے حکم دیا تھا تو یہ تدبیر خدا کے مقابلہ میں ان کو ذرا بھی نہ بچا سکتی تھی۔ یہ تو یعقوب کے دل کا ایک ارمان تھا جس کو اس نے پورا کیا اور بلاشبہ وہ ذی علم تھا کیونکہ ہم نے اسے علم سے بہرہ مند کیا تھا۔ لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔

شرح:۔ جب قحط سالی شروع ہوئی اور ارد گرد کے تمام ممالک کے لوگ بھوکوں مرنے لگے تو حضرت یعقوب علیہ السلام اور آپ کے خاندان کو بھی وہی حالات درپیش آئے لہٰذا انہوں نے اپنے صاحبزادوں سے کہا کہ تم لوگ مصر جاؤ اور وہاں سے غلہ خرید لاؤ۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے دس بھائی مصر آئے۔ بنیامین ان کے ساتھ نہ تھے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو دیکھا تو پہچان لیا مگر اپنے آپ کو ظاہر نہ کیا اور ناواقف بن کر پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ کیا تم جاسوس تو نہیں ہو؟

انہوں نے عرض کیا کہ آقائے من! ہم کنعان ملک شام کے رہنے والے ہیں اور ایک ہی باپ کے بارہ بیٹے ہیں۔ دس آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔ ایک باپ کے پاس ہے اور ایک کھو گیا ہے۔ آپ کے ملک میں آئے ہیں کہ غلہ مول لے جائیں اور بال بچوں میں بیٹھ کر کھائیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ غلہ لے لو اور جب دوسری مرتبہ آؤ تو اپنے بھائی کو بھی ساتھ لیتے آنا دیکھ لو میں کس قدر فراخ دلی سے تمہیں غلہ دیتا ہوں اور کتنا حسن سلوک سے پیش آتا ہوں۔ اگر تم اپنے بھائی کو نہ لائے تو پھر تمہیں ہرگز ہرگز غلہ نہ دیا جائے گا اور نہ تم سے رواداری کا سلوک کیا جائے گا یہ کہا اور ان کو الوداع کہہ دیا مگر انہوں نے غلہ کے عوض میں جو اشیاء دی تھیں وہ بھی جوں کی توں ان کے سامان میں چپکے سے رکھوا دیں تاکہ گھر پہنچ کر جب ان کو یہ بات معلوم ہو تو ان کو مزید خوشی حاصل ہو سو وہی بات ہوئی۔ جب وہ گھر پہنچے تو اپنے ابا کے سامنے شاہ مصر کے گن گانے لگے اور جب غلہ کھول کر دیکھا تو ان کی حیرت و استعجاب کی کوئی حد نہ رہی کہ ان کی وہ اشیاء بھی کہ جن کے عوض ان کو غلہ دیا گیا تھا۔ واپس کر دی گئیں ہیں۔ سب نے مل کر حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں درخواست کی کہ اچھا ابا! دیکھئے ہمارے ساتھ شاہ مصر نے بہترین سلوک روا رکھا ہے اور نہایت فراخدلی سے ہم کو غلہ دیا ہے اب کے اگر آپ بنیامین کو بھی ہمارے اعتماد پر ساتھ روانہ کر دیں تو ایک اونٹ کا بوجھ غلہ اور زیادہ مل جائے گا اور شاہ مصر بھی جسے ہمارے چھوٹے بھائی کے دیکھنے کا شوق ہے خوش ہو جائے گا اور اگر ہم اپنے بھائی کو ساتھ نہ لے گئے تو پھر ہمیں غلہ ملنے کی کوئی توقع نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے پہلے اسی طرح تم پر اعتماد کر کے یوسف کو تمہارے ساتھ روانہ کیا تھا۔ تم نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ جواب اس کے چھوٹے بھائی کو بھی تمہارے حوالے کر دوں۔ مگر انہوں نے باپ کا پیچھا نہ چھوڑا یہاں تک کہ اقرار و معاہدہ کر کے بنیامین کو ساتھ لے ہی لیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس خیال سے کہ میرے عزیز بچے بڑے خوبصورت اور جوان ہیں کہیں نظر نہ لگ جائے فرمایا! بیٹو! تم سب ایک دروازے سے نہ داخل ہونا مختلف دروازوں سے ہو کر جانا کہ نظر بد سے بچے رہو۔ سنو جو کچھ ہونے والا ہے اسے تو نہ میں روک سکتا ہوں اور نہ کوئی اور۔ ہاں اپنی طرف سے تدارک کرنا ضروری ہے اور اپنا کلی اعتماد اس خالق یگانہ پر رکھنا چاہیے جو سب

کا نگران ہے۔ چنانچہ جب وہ مصر پہنچے تو جس طرح ان کے والد محترم نے ہدایت کی تھی اسی طرح وہ شہر کے مختلف دروازوں سے ہو کر داخل ہوئے لیکن ہونے والی بات ہو کر رہی۔

ترجمہ آیات ۶۹-۷۹:- جب وہ یوسف کے پاس آئے تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دے کر کہا یقین کرو کہ میں تمہارا بھائی ہوں سو جو کچھ یہ کرتے رہے ہیں تم اس پر غمگین نہ ہونا۔ پھر جب ان کو ان کا ساز و سامان دے کر تیار کر دیا تو پانی پینے کا کٹورا اپنے بھائی کے اسباب میں رکھوا دیا پھر ایک پکارنے والے نے پکار کر کہا کہ اے قافلہ والو! تم تو چور ہو۔ وہ ان کی طرف متوجہ ہو کر پوچھنے لگے کہ تمہاری کیا چیز گم ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بادشاہ سلامت کا پیمانہ ہمیں نہیں ملتا اور جو اسے لئے آئے اسے (بطور انعام) ایک اونٹ کا بوجھ غلہ دیا جائے گا اور میں اس کا ضامن ہوں۔ انہوں نے کہا بخدا! تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ ہم اس ملک میں اس واسطے نہیں آئے کہ فساد برپا کریں اور نہ ہم چور ہیں۔ انہوں نے کہا اگر تم جھوٹے ہوئے تو پھر اس کی کیا سزا ہوگی؟ جواب میں کہا کہ جس کے سامان سے پیمانہ برآمد ہو وہ اپنی سزا آپ ہوگا۔ ہم زیادتی کرنے والوں کو اس طرح سزا دیا کرتے ہیں۔ پھر اس نے یوسفؑ کے بھائی کا اسباب کا تھیلہ دیکھنے سے پہلے ان کے تھیلے دیکھنے شروع کر دیئے پھر اس کو اس کے بھائی کے اسباب سے نکال لیا اس طرح ہم نے یوسف کے لئے تدبیر کی۔ شاہ وقت کے قانون کے مطابق وہ اپنے بھائی کو ہرگز نہیں روک سکتے تھے سوائے اس کے کہ اللہ کو یہی منظور ہو۔ ہم جسے چاہتے ہیں بلند مرتبہ کر دیتے ہیں اور ہر ذی علم سے دوسرا علم والا بڑھ کر ہے۔ کہنے لگے اگر اس نے چوری کی ہے تو اس سے پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی۔ یوسف نے اس بات کو اپنے دل میں رکھا اور ان پر اسے ظاہر نہ کیا۔ فرمایا! تم بڑے خانہ خراب ہو اور جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔ کہنے لگے اے عزیز! اس کا باپ بہت بوڑھا ہے اس کے بدلے ہم میں سے کسی کو رکھ لے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ بڑے نیکوکار ہیں۔ اس نے کہا خدا کی پناہ کہ ہم سوائے اس کے کہ جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی کسی دوسرے کو گرفتار کریں۔ ایسا کریں تو یقیناً" ہم ظالم ٹھہریں گے۔

شرح:- اتفاق سے بنیامین دوسرے بھائیوں سے جدا ہو کر اکیلے رہ گئے اور حضرت

یوسف علیہ السلام سے آ ملے۔ انہوں نے اپنے بھائی کو نہایت مغموم و افسردہ دل پایا۔ کیونکہ وہ غالباً اپنے بردار کلاں کی فرقت کے صدمہ کو تازہ کر رہے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام اس بات کو سمجھ گئے اور منہ پر جو نقاب ڈال رکھا تھا اسے اتار کر کہنے لگے آپ مایوس نہ ہوں میں آپ کا بھائی ہوں۔ آؤ گلے ملیں۔ بنیامین کی خوشی کا اس وقت کون اندازہ کر سکتا تھا وہ شکر خدا بجا لائے۔ اور عزیز بھائی کی محبت میں سرشار ہو کر دوسروں سے بے اعتنا ہو گئے۔ اتنی مدت کے بعد بچھڑے ہوئے بھائیوں کو جو موقع ملا تو اب جدائی مشکل ہو گئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے سوچ کر بنیامین سے کہا کہ میں تمہارے اسباب میں اپنا چاندی کا کٹورا رکھوا کر تمہیں رکوا لوں گا۔ بعد میں ابا کو بھی خبر پہنچا دی جائے گی۔ وہ رضامند ہو گئے چنانچہ کٹورا بنیامین کے اسباب میں رکھوا دیا۔ قافلہ روانہ ہو گیا تو ایک پکارنے والے نے پیچھے سے پکارا کہ اے قافلہ والو! تم چور ہو۔ کوئی شخص جانے نہ پائے۔ انہوں نے ڈر کر پوچھا کیا گم ہو گیا ہے انہوں نے جواب دیا بادشاہ کا کٹورا گم ہو گیا ہے اور ہو نہ ہو وہ تمہارے ہی پاس ہو۔ انہوں نے قسموں پر قسمیں کھائیں اور ہر طرح کا یقین دلایا مگر مانتا کون۔ کہنے لگے ہم نہ مفسد ہیں نہ چور اور یہ بات ایک دنیا کو معلوم ہے۔ وہ کہنے لگے کہ بہتر اگر تم میں سے کوئی چور نکل آیا تو اس کی کیا سزا۔ انہوں نے جواب دیا کہ جس کے پاس سے وہ کٹورا برآمد ہو اسے قید کر لیا جائے۔ کیونکہ ہمارے ملک میں ایسا ہی دستور ہے۔ چنانچہ تلاشی لینے والوں نے سب سے بڑے بھائی کے اسباب کی تلاشی لینی شروع کر کے سب سے اخیر میں بنیامین کے اسباب سے کٹورا نکال لیا اور اسے زیر حراست کر لیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے عزیز برادر کی جدائی اب ایک منٹ بھی گوارا نہ کر سکتے تھے۔ خدا تعالیٰ کو بھی یہی منظور تھا۔ کہ دونو بھائی اکٹھے رہیں۔ لہٰذا یہ تجویز کارگر ہوئی دوسرے بھائیوں نے بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر کچھ پیش نہ گئی۔ اگر یہ تجویز کارگر نہ ہوتی تو حضرت یوسف علیہ السلام کسی طرح اپنے بھائی کو روک نہ سکتے تھے۔ جب انہوں نے ہر طرح اپنے آپ کو مجبور پایا تو معاندانہ ذہنیت کا اظہار کرنے اور دونوں بھائیوں کے متعلق حقارت آمیز خیالات کا اظہار کرنے لگے اور کہا آج بنیامین نے چوری کی ہے تو اس نے کون سی نئی بات کی ہے۔ اس سے پہلے اس کا بھائی یوسف بھی اسی طرح چوریاں کرتا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام بھی پاس ہی کھڑے تھے۔ مگر آپ نے

کبھی بات کا جواب نہ دیا۔ سینہ پر ہاتھ رکھے خاموش سنتے رہے کہا تو صرف اتنا کہ تم لوگ بڑے شریر ہو۔ یاد رکھو تم جو کچھ کہہ رہے ہو اس کی حقیقت عوام کو معلوم ہو یا نہ ہو۔ مگر خدائے رحمان سے کچھ پوشیدہ نہیں وہ جب چاہے تمہارے سچ اور جھوٹ کو کھول سکتا ہے۔ کہنے لگے۔ اے عزیز! ہمارے ابا ایک ضعیف العمر بزرگ ہیں اور یہ لڑکا ان کا محبوب ترین اور چہیتا بیٹا ہے۔ اگر آپ نے اس کو قید کر لیا تو ان کے دل کو سخت صدمہ پہنچے گا۔ شاید وہ اس سے جانبر نہ ہو سکیں پس آپ ہم میں سے کسی ایک کو اس کے عوض روک لیں۔ آپ بڑے نیکوکار اور ہمارے محسن و مربی ہیں۔ ہمیں آپ سے یہی توقع ہے کہ آپ ہمیں رنجیدہ نہ ہونے دیں گے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ یہ تو بڑا ظلم ہے قصور تو کرے زید اور پکڑا جائے عمر۔ ہم تو اسی آدمی کو قید کریں گے جس نے ہمارا مال چرایا دوسرے بچاروں کو کیوں تنگ کیا جائے۔

ترجمہ آیات ۸۰ - ۹۳:- پھر جب وہ اس سے بالکل مایوس ہو گئے تو الگ ہو کر سرگوشیاں کرنے لگے۔ ان میں سے بڑے نے کہا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے تم سے اللہ کی قسم لے رکھی ہے اور پہلے بھی یوسف کے معاملہ میں تم قصور کر چکے ہو سو میں تو یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ جب تک میرے ابا مجھے اجازت نہ دیں یا اللہ میرے لئے کوئی تدبیر نکالے اور وہ بہترین تدبیر والا ہے۔ تم جاؤ اپنے باپ کے پاس اور اس سے کہو کہ اے ابا۔ آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے اور ہم نے تو اپنے علم کے مطابق شہادت دی تھی اور ہمیں غیب کی کچھ خبر نہ تھی اور جس گاؤں میں ہم تھے آپ وہاں سے پوچھ لیں اور اس قافلہ سے بھی دریافت کر لیں جس میں کہ ہم واپس آئے ہیں اور ہم بالکل سچ کہتے ہیں۔ یعقوب نے کہا نہیں بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات گھڑ لی ہے۔ سو صبر ہی بہتر ہے عجب نہیں کہ اللہ ان سب کو میرے پاس لے آئے بیشک وہ ہر بات کا علم رکھتا ہے اور اس کے ہر کام میں حکمت ہے۔ اور ان کے پاس سے چلے گئے اور کہا کہ ہائے یوسف افسوس! اور اس کی آنکھیں بوجہ غم سفید ہو گئیں اور دل ہی دل میں کڑھتے رہتے تھے۔ بیٹے کہنے لگے۔ بخدا! آپ یوسف کو یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ آپ سخت بیمار ہو جائیں گے یا جان ہی دے دیں گے۔ یعقوب نے کہا کہ میں اپنی بے بسی اور غم کی شکایت اللہ ہی سے کرتا ہوں اور مجھے خدا کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جو تمہیں

معلوم نہیں۔ اے میرے بیٹو! جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو کیونکہ اللہ کی رحمت سے ناامید سوائے کافروں کے اور کوئی نہیں ہوتا پھر جب وہ اس کے پاس آئے کہ کہنے لگے کہ اے عزیز ہمیں اور ہمارے گھروالوں کو بہت تکلیف پہنچی ہے اور ہم بہت ہی حقیری پونجی لے کر آئے ہیں سو ہمیں پورا غلہ دیجئے اور ہم پر خیرات کیجئے کہ اللہ خیرات کرنے والوں کو جزائے خیر دیتا ہے۔ اس نے پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ نادانی کے زمانے میں تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔ کہنے لگے کہ کیا آپ ہی یوسف ہیں؟ اس نے کہا ہاں! میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ ہم پر اللہ نے کرم کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جو شخص ڈرتا ہے اور صبر سے کام لیتا ہے تو بلاشبہ اللہ ایسے نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ انہوں نے کہا بخدا! اللہ نے تم کو ہم پر فضیلت دی ہے اور بیشک ہم خطاوار تھے۔ یوسف نے کہا آج تم پر کوئی الزام نہیں خدا تمہیں معاف کرے اور وہ سب سے زیادہ مہربان ہے۔ میری یہ قمیض لے جاؤ۔ اسے میرے ابا کے چہرے پر ڈال دینا۔ ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی اور میرے پاس اپنے تمام خاندان کو لے آؤ۔

شرح:۔ جب انہیں ہر طرح یقین ہو گیا کہ ہم کسی طرح بنیامین کو رہا نہیں کرا سکتے تو الگ ہو کر سرگوشیاں کرنے لگے۔ سب سے بڑے بھائی نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ ابا نے تم سے خدا کی قسم لے رکھی ہے کہ تم بنیامین کو ضرور واپس لے کر آؤ گے یوسف کے معاملہ میں تم پہلے ہی بدعہدی کر چکے ہو اب کس منہ سے واپس جاؤ گے۔ مجھے تو مرنا منظور ہے مگر اس وقت تک اس جگہ سے نہ ٹلوں گا جب تک ابا نہ بلائیں۔ میں اپنا معاملہ خدا کے سپرد کرتا ہوں وہی بہترین حاکم ہے تم جاؤ اور ابا سے جا کر کہو کہ آپ کے صاحبزادے نے چوری کی ہے اور ہم نے جو عہد کیا وہ ہمارے علم اور اعتماد کے مطابق تھا۔ ہمیں کیا خبر تھی پردہ غیب سے کیا ظہور پذیر ہونے والا ہے آپ دوسرے قافلہ والوں سے بھی بیشک اس امر کی تصدیق کر سکتے ہیں۔ انہوں نے اسی طرح جا کر کہا۔ مگر حضرت یعقوب کو یقین نہ آنا تھا نہ آیا۔ انہوں نے ایک سرد آہ بھری اور کہا۔ ہائے صبر! خدایا مجھے پوری امید ہے کہ تو ان سب کو میرے پاس جمع کر دے گا۔ بیشک ہر بات کا صحیح صحیح علم تجھے ہی ہے اور ہر بات کی حکمت بالغ تجھی کو معلوم ہے یہ کہا اور گوشہ تنہائی اختیار کر لیا۔ آپ اکثر وقت

رونے اور سرد آہیں بھرنے میں گزار دیتے حتیٰ کہ آنکھوں کا نور جاتا رہا اور پتلیاں سفید ہو گئیں۔ غم اور رنج نے انہیں نڈھال کر دیا۔ سب آنے جانے والوں اور آپ کے صاحبزادوں نے کہا کہ آپ عشق یوسف میں اس قدر مستغرق ہیں کہ یا تو بالآخر آپ سخت بیمار ہو جائیں گے یا ہلاک ہو کر رہ جائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں بے بس ہوں اور اپنی بے بسی کا اظہار صرف خدا کے حضور کرتا ہوں میں مغموم ہوں اور اپنے غم کی شکایت صرف خدائے رحمٰن کے سامنے کرتا ہوں یہ نہ سمجھو کہ میں بالکل بے خبر ہوں نہیں نہیں مجھے ایسی باتیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے مگر کیا کروں کسی بات پر مجھے قدرت عطا نہیں کی گئی۔ تم میری بات مانو اور یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش میں نکل کھڑے ہو۔ مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ مایوسی ان کا فعل ہے جن کے دل نور ایمان سے روشن نہ ہوں چنانچہ اب پھر تمام صاحبزادے مصر کی طرف روانہ ہو گئے اور وہاں پہنچ کر نہایت تضرع و اضطرار سے بادشاہ مصر سے درخواست کی کہ ہمیں اور ہمارے اہل و عیال کو سخت تکلیف پہنچی ہے ہم نہایت حقیر سا سرمایہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں آپ ازراہ تلطف اس کے عوض میں ہمیں غلہ عنایت فرما دیں اور کچھ بطور صدقہ بھی دیں۔ صدقہ دینے والوں کو خدا کے ہاں سے بہت اجر ملتا ہے۔ حضرت یوسف نے مناسب سمجھا کہ ظاہر ہو جاؤں اور انہیں زیادہ پریشان نہ کروں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔ تم بڑے انجان بنے بیٹھے ہو مگر جانتے ہو کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا یہ سنتے ہی وہ دہشت زدہ رہ گئے اور پوچھنے لگے۔ کیا آپ یوسف ہیں۔ انہوں نے فوراً" اپنے منہ سے نقاب اتار دیا اور کہا۔ ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ سنو خدا نے مجھ پر اپنا احسان کیا ہے اور وہ ہر اس شخص پر اپنا احسان کرتا ہے جو اس کی نافرمانی سے بچے اور مصائب و شدائد کو صبر و استقلال سے جھیلے۔ یہ سن کر وہ ندامت کے مارے سرنگوں ہو گئے اور کہنے لگے۔ خدا نے بیشک آپ کو ہم پر بزرگی عطا کی ہے اور بیشک قصور ہم سے ہی ہوتے رہے۔ حضرت یوسف فرمانے لگے کوئی بات نہیں آج تم پر کوئی الزام نہیں میرا تم پر کوئی دعویٰ نہیں دعا ہے کہ وہ خدائے غفور و رحیم تمہارے گناہوں کو بخش دے۔ وہ ارحم الراحمین ہے اور ہر گنہگار کو بخش سکتا ہے۔ جاؤ تم میری یہ قمیص لے جاؤ اور میرے ابا کے چہرے پر ڈال دو۔ دیکھنا ان کی بصارت پھر لوٹ آئے گی اور ان کو اور تمام گھر والوں

ترجمہ آیات ۹۴-۱۰۴:- قافلہ روانہ ہوا تو ان کے باپ نے کہا کہ اگر تم مجھے سبک رائے نہ بناؤ تو کہوں کہ مجھے یوسف کی خوشبو آتی ہے۔ انہوں نے کہا بخدا! آپ اپنی پرانی دھن میں مبتلا ہیں۔ پھر جب خوشخبری دینے والا آیا اور اس نے وہ قمیض آپ کے چہرے پر ڈال دی تو آپ کی آنکھیں روشن ہو گئیں کہنے لگے کیا میں نے نہیں کہا تھا؟ مجھے خدا کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جو تمہیں معلوم نہیں۔ انہوں نے جواب میں کہا اے ابا! ہم خطاوار ہیں ہمارے لئے ہمارے گناہوں کی بخشش طلب کریں فرمایا! عنقریب اپنے رب سے تمہارے لئے معافی کی درخواست کروں گا۔ یقین رکھو وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ وہ سارے کے سارے جب یوسف کے پاس آئے تو اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا کہ سب مصر میں چلئے۔ اگر خدا نے چاہا تو امن وامان سے رہو گے اور اپنے ماں باپ کو تخت شاہی پر بٹھایا اور سب کے سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور یوسف نے کہا کہ اے ابا! یہ میرے خواب کی تعبیر ہے۔ جو میں نے پہلے دیکھا تھا۔ میرے رب نے اسے سچا کر دکھایا ہے اور اس نے مجھ پر بڑی عنایت کی جب مجھے قید سے نکالا اور آپ کو گاؤں سے لایا۔ اس کے بعد شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈال دیا تھا۔ بلاشبہ میرا رب آسانی سے ہر وہ کام کر دیتا ہے جسے وہ کرنا چاہے بیشک وہ ہر بات کا علم رکھنے اور ہر کام کی حکمت جاننے والا ہے۔ خدایا! تو نے مجھے حکومت کا بڑا حصہ عطا فرمایا اور خوابوں کی تعبیر کا علم بخشا۔ اے زمین اور آسمان کے بنانے والے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے۔ مجھے فرمانبرداری کی موت عطا کر اور آخرت میں نیکوکاروں کے ساتھ مجھے ملا دے۔ اے پیغمبر! یہ غیب کی خبریں جو آپ کی طرف ہم وحی کر رہے ہیں اور آپ اس وقت ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنے ارادہ پر متفق ہوئے تھے اور وہ سازشیں کر رہے تھے اور خواہ آپ کتنا ہی چاہیں اکثر لوگ ایمان نہیں لانے کے۔ اور آپ اس پر ان سے کچھ معاوضہ بھی طلب نہیں کرتے۔ یہ تو اہل جہاں کے لئے محض ایک نصیحت ہے۔

شرح:- ادھر یہ قافلہ مصر سے کنعان کو شاداں و فرحاں روانہ ہوا ادھر قدرت الٰہی سے حضرت یعقوب کو اپنے عزیز لخت جگر کی خوشبو آنے لگی۔ آپ نے ان حضرات سے

جو آپ کے پاس بیٹھے تھے کہا کہ اگر تم مجھے سبک رائے نہ سمجھو تو میں کہوں کہ مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے وہ کہنے لگے آپ اسی پرانی دھن میں مبتلا ہیں پھر جب خوشخبری لانے والے نے آکر واقعی پیغام مسرت سنا دیا تو آپ نے ان سے پوچھا کہ کہو میں نے کہا نہیں تھا کہ مجھے بعض ایسی باتیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔ دیکھ لو میرا خیال درست ثابت ہوا۔ اب قافلہ بھی پہنچ چکا تھا۔ تمام بھائی بکمال ادب و ندامت اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے۔ اے ابا! ہم گنہگار ہیں۔ خدا سے دعا کر کے ہمارے گناہ بخشوا دیجئے۔ آپ نے فرمایا میں جلدی ہی دعا کروں گا۔ وہ بیشک بخشنے والا مہربان ہے پھر حضرت یعقوب کے تمام کنبہ نے مصر جانے کی تیاریاں شروع کر دیں اور کوئی ستر آدمیوں کا قافلہ مصر روانہ ہو گیا۔ جب وہ لوگ مصر پہنچے تو حضرت یوسف اپنے والدین کی پیش قدمی کو شاہانہ شان و شوکت کے ساتھ آئے اور اپنی قیام گاہ پر لا کر انہیں اپنے پاس بٹھایا اور اہل قافلہ سے فرمایا کہ مصر کے ملک میں باطمینان خاطر رہو سہو۔ آپ کے جاہ و جلال اور احسانات کو دیکھ کر آپ کے سب بھائی اور ماں باپ آپ کے سامنے تعظیماً" جھک گئے۔ یوسف نے اپنے ماں باپ سے مخاطب ہو کر کہا "ابا! یہ میرے خواب کی تعبیر دیکھئے' خدا نے اسے سچا کر دکھایا ہے۔ اے ابا! میں خداوند عالم کا کس زبان سے شکریہ ادا کروں اس نے مجھے قید خانہ سے نکالا۔ جبکہ میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان شیطان نے دشمنی ڈال دی تھی تو خدائے ذوالجلال نے آپ کو گاؤں سے نکال کر مصر کے خوبصورت شہر میں مجھ سے ملا دیا ہے میرا رب واقعی بڑا باریک بین ہے اور اس کا کوئی کام علم و حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ خدایا تو نے مجھے حکومت عطا کی ہے اور ہر بات کی سمجھ دی ہے تو ہی زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا ہے تو ہی دنیا و آخرت میں میرا کارساز ہے۔ خدایا! اب انجام بھی بخیر کیجیو۔ میری وفات ہو تو تیری فرمانبرداری کی حالت میں اور میرا حشر ہو تو نیکوکار لوگوں کے زمرہ میں۔

اس کے بعد اللہ عزوجل آنحضرت صلعم کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف کا یہ قصہ اس سے قبل آپ کو معلوم نہ تھا اور جو جو مصائب و مشکلات حضرت یوسف کو درپیش آئیں وہ کسی کو معلوم نہ تھیں۔ ان باتوں کا ظاہر کرنا صرف وحی اور الہام پر موقوف تھا اب بھی اگر لوگ نہ مانیں تو وہ کبھی بھی نہ مانیں گے اور یہ کوئی نئی بات نہیں

کیونکہ وہ ہزاروں کی تعداد میں ہر روز عجائبات قدرت دیکھتے ہیں مگر ایمان نہیں لاتے۔

ترجمہ آیات ۱۰۵-۱۱۱:- آسمانوں اور زمین میں ہماری بہت سی نشانیاں ہیں جن پر ان کا گزر ہوتا ہے اور یہ منہ پھیر لیتے ہیں اور ان سے اکثر اللہ پر ایمان نہیں لاتے۔ مگر یہ کہ وہ مشرک ہوتے ہیں۔ کیا لوگ اس بات سے بے خوف ہیں کہ اللہ کے عذاب کی کوئی ایسی آفت آپڑے جو ان پر چھا جائے یا اچانک ان پر قیامت ٹوٹ پڑے اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔ کہہ دیجئے کہ میرا یہ راستہ ہے اور میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور جو لوگ میری اتباع کرتے ہیں ہم سب بصیرت پر ہیں اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں اور ہم نے آپ سے پہلے بھی تو بستیوں کے رہنے والے مرد ہی بھیجے تھے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔ تو کیا یہ لوگ دنیا میں چلتے پھرتے نہیں کہ دیکھ لیتے کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں ان کا انجام کیا ہوا اور جو لوگ پرہیزگاری کی راہ اختیار کرنے والے ہیں ان کے لئے آخرت کا گھر یقیناً بہتر ہے تو کیا تم نہیں سمجھتے۔ یہاں تک کہ جب رسول مایوس ہو گئے اور انہیں گمان ہوا کہ وہ جھوٹے خیال کئے جانے لگے ہیں ان کے پاس ہماری مدد پہنچی پھر جس کو ہم نے چاہا بچا لیا اور ہمارا عذاب مجرموں سے نہیں ٹلتا۔ بیشک ان لوگوں کے حالات میں عقلمندوں کے لئے سامان عبرت ہے یہ کوئی من گھڑت بات نہیں بلکہ یہ تصدیق ہے جو پہلے سے ہے اور ہر ضروری بات کی تفصیل ہے اور ایمان لانے والوں کے لئے باعث ہدایت و رحمت ہے۔

شرح:- اس کے بعد لوگوں کی اس ناقص ذہنیت کا ذکر ہے کہ یا تو خدا کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتے اگر تسلیم کرتے ہیں تو اس کے ساتھ کئی شریک ٹھہرا لیتے ہیں۔ کہیں فرشتوں اور جنوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں کہیں اپنے معبودوں کو شافع سمجھتے ہیں الغرض اگر توحید کو مانتے بھی ہیں تو کسی طرح سے اسے شرک سے آلودہ کر دیتے ہیں یہاں اس بات کی سختی سے مذمت کی گئی ہے کہ خدا کے ماننے والے کسی طرح بھی شرک سے آلودہ نہ ہوں۔ افسوس! مسلمانوں کو قرآن پاک نے جسقدر شرک سے متنفر بنایا۔ وہ اپنی جہالت اور قرآن کی ناقہمی کے باعث اسی قدر زیادہ اس نجاست میں آلودہ ہیں۔ بے یقینی' بے عملی' اوہام پرستی' اشخاص پرستی اور اسی قسم کی کئی اور بیماریاں آج اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والوں میں عموماً پائی جاتی ہیں۔ افسوس! آج غیر اللہ کی پرستش کرنے والے

اپنے آپ کو مسلمان کہلا کر اسلام اور شارع اسلام کا نام بدنام کر رہے ہیں اور "برعکس نہند نام زنگی کافور" والا معاملہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج مسلمان من حیث القوم دیگر اقوام کی نظروں میں حقیر و ذلیل ہیں اسلام کی سب سے پہلی شرط توحید کا دل و جان سے قائل ہونا اور اس پر عمل پیرا ہونا ہے اس کے ساتھ شرک سے کلی طور پر مجتنب رہنا اور اس کے قریب تک نہ پھٹکنا ہے۔ جب کوئی شخص مسلمان ہوتا ہے تو اسے سب سے پہلے کلمہ توحید بایں الفاظ پڑھایا جاتا ہے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** یعنی اضطرار و اضطراب کی حالت اور محبت و شگفتگی کے عالم میں انسان کو حق نہیں کہ وہ بجز خدا کے کس ہستی کی طرف ملتفت ہو۔ وہی سب کا معبود مطلق وہی سب کی حاجات کو پورا کرنے والا اور وہی سب کی پریشانیوں کو دور کرنے والا ہے خدا کی مخلوق میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی معبود نہیں بلکہ ایک رسول اور پیغام رساں ہیں۔ جن کے ذریعے تعلیمات الٰہی عوام تک پہنچائی گئیں۔ پس جب سب سے بڑا کسی کا قبلہ حاجات نہیں بن سکتا تو پھر کسی اور کی کیا مجال ہے مگر افسوس اور صد افسوس کہ مسلمان ان تعلیمات کو بالکل بھول گئے ہیں اور مشرکین عرب کے قدم بقدم چلے جا رہے ہیں۔ **اعاذنا اللہ** ان لوگوں کو خدا کے عذاب سے مطلق ڈر نہیں لگتا۔ بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے کہ آپ تمام اہل جہان کو سنا دیں کہ اللہ کی ذات تمام نقائص سے مبرا اور پاک ہے میں کسی ہستی کو اس کا شریک نہیں سمجھتا۔ میری راہ توحید و اخلاص کی راہ ہے۔ میں خدا ہی کی طرف سب کو پکارتا ہوں اور مجھے اس بات کا یقین ہے کہ میں اور میرے ساتھی حق و صداقت پر ہیں اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپ کے اسوہ حسنہ پر کوئی شخص کاربند نہ ہو تو اس میں نہ تعلیمات کا کوئی قصور ہے نہ خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قصور ہے بلکہ اس کا جس نے نہ مانا اور اگر مانا تو عمل پیرا نہ ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی متعدد رسول آ چکے ہیں مگر بہت ہی کم لوگ ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوئے۔ اگر یہی بات اب بھی ہو تو اس میں کوئی تعجب نہیں۔ سب سے آخر میں بتایا ہے کہ نافرمان اقوام کے قصے بیان کرنے سے سب سے بڑا مقصد عقلمندوں کو درس عبرت دینا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس قصہ یوسف میں کوئی ایسی بات نہیں جو جھوٹی ہو اور کتب سابقہ کے منافی ہو۔

(۵۴) سورة الحجر (۱۵)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ۹۹ آیتیں اور چھ رکوع ہیں جن کا اردو سلیس ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱۔۱۵:۔ یہ (الہامی) کتاب اور قرآن مبین کی آیتیں ہیں۔ وہ لوگ کہ جنہوں نے راہ کفر اختیار کر رکھی ہے بسا اوقات آرزو کریں گے کہ کیا خوب ہوتا اگر وہ مسلمان ہوتے۔ آپ ان کو چھوڑ دیں یہ کھائیں اور فائدے اٹھالیں اور امیدیں ان کو غافل کئے رہیں بہت جلد ان کو (حقیقت حال) معلوم ہو جائے گی۔ اور ہم نے کوئی گاؤں ہلاک نہیں کیا مگر کہ یہ اس کی ہلاکت کا وقت مقرر و معلوم تھا۔ کوئی گروہ بھی اپنے وقت مقررہ سے نہ آگے بڑھ سکتا ہے نہ پیچھے رہ سکتا ہے۔ اور انہوں نے کہا کہ اے وہ شخص کہ جس پر قرآن نازل کیا گیا ہے تو تو بالکل دیوانہ ہے۔ اگر تو سچا ہے تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لے آتا۔ (کہہ دیجئے) ہم فرشتے نہیں بھیجا کرتے مگر حق کے ساتھ اور اس وقت ان کو مہلت نہیں دی جاتی۔ بیشک اس قرآن کو ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ اور ہم نے بلاشبہ آپ سے پہلے گزشتہ قوموں میں بھی رسول بھیجے تھے۔ اور ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا کہ جس کا انہوں نے تمسخر نہ اڑایا ہو۔ اسی طرح ہم اس کو ان مجرمین کے دلوں میں داخل کر دیتے ہیں۔ سو وہ بھی اس پر ایمان نہیں لاتے اور یہی پہلے لوگوں کا طور طریق چلا آیا ہے۔ اگر ہم آسمان کا ان پر کوئی دروازہ کھول دیں۔ پھر اس میں سے وہ اوپر کو چڑھنے بھی لگیں۔ تو بھی وہ یہی کہیں کہ ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے۔ بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔

شرح:۔ حجر ایک وادی ہے جو ملک شام اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے اس سورہ میں اس وادی کے رہنے والے لوگوں کا بالخصوص اور دیگر نافرمان جماعتوں کی ہلاکت و تباہی کا بالعموم ذکر ہے پہلے رکوع میں بطور تمہید نبوت کا ذکر کیا گیا ہے اور منکران نبوت کے شبہات باطلہ اور اعتراضات فاسدہ کو بیان فرمایا ہے دوسرے رکوع میں توحید پر پانچ دلیلیں پیش کی ہیں اور نہایت موثر انداز میں اپنی توحید کو منوایا ہے۔ تیسرے رکوع میں

برے لوگوں اور ان کی سزاؤں کا ذکر کر کے کفر و انکار اور شرک و الحاد سے نفرت دلائی ہے
چوتھے رکوع میں نیک لوگوں کے بلند مراتب اور ان کی شاندار اخروی زندگی کا نقشہ کھینچا
ہے اور گزشتہ اقوام اور ان کے انبیاء کے چار قصے بیان فرمائے ہیں جن میں دکھایا گیا ہے
کہ جن لوگوں نے انبیائے کرام کی تعلیمات کو نہ مانا اور بدکاری اور بے حیائی کو نہ چھوڑا
ان کا عبرت ناک انجام ہوا بقیہ دو رکوعوں میں بھی یہی قصے بیان ہوئے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ یہ قرآن ایسی کتاب ہے جس میں ہر ایک بات بالتفصیل واضح
طور سے بیان کر دی گئی ہے اور ہر دعویٰ کے ساتھ اس کی دلیل بھی ہے تاکہ کسی کو شک
کرنے کا موقعہ نہ ملے۔ اس اہتمام کے باوجود جو لوگ توحید و نبوت اور قرآن و رسالت پر
ایمان نہیں لاتے جب اس مادی دنیا سے ان کا تعلق منقطع ہو جائے گا اور عالم ارواح میں
جا کر ہر چیز کی کیفیت سے واقف ہو جائیں گے یا دنیا ہی میں تلخ تجربات دیکھ لیں گے اور
ضمیر کی سرزنش سے تنگ آ جائیں گے تو اس امر پر اظہار افسوس کریں گے کہ وہ کیوں نہ
فرمانبردار بن گئے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے مبلغین اسلام! اس طبقے کے لوگوں کو ان کے
حال پر چھوڑ دو۔ ان کا منتہائے مقصود صرف اس قدر ہے کہ وہ دنیا میں عیش و عشرت اور
راحت و آرام کی زندگی بسر کریں اور لہو و لعب اور خوش طبعی میں اپنا وقت گزاریں۔ سو
ان کو ایسا ہی کرنے دو۔ سنو اسی طبقہ کے لوگوں کی بستیاں قہر آسمانی سے تباہ و برباد ہو جاتی
ہیں اور جب ان پر عذاب آیا کرتا ہے تو ایک منٹ اور ایک لحظہ کا پس و پیش نہیں ہوتا۔

افسوس! آج ہمارے زمانہ یعنی چودھویں صدی میں کیا مسلمان اور کیا غیر مسلم اس
قسم کی مذموم زندگیاں بسر کر رہے ہیں ہر شخص کو پیٹ کی فکر ہے اور ہر کسی کو سامان تعیش
کی تلاش ہے۔ بے ایمانی' بددیانتی' خیانت' دغا' فریب اور اسی قبیل کے دیگر جرام پیٹ
ہی کے فکر کا نتیجہ ہیں۔ سینما' تھیٹر اور دیگر سامان لہو و لعب لوگوں کی عیش پرستی کی پیداوار
ہیں۔ یہی چیز ہے جو چھوٹے سے لے کر بڑے تک اور عالم سے لے کر جاہل تک سب کے
دلوں میں سما گئی ہے تمام کاروبار تجارت اور تمام قسم کی انسانی مساعی انہی دو چیزوں کی خاطر
ظہور میں آ رہی ہیں ہر شخص مبداء و معاد کو بھولا ہوا ہے نہ پیدائش یاد ہے نہ موت کی فکر
نہ خدا کی نافرمانی کا ڈر ہے نہ رسول کی اطاعت کا شوق۔ نہ بداعمالیوں سے نفرت نہ نیک
اعمال کی رغبت یہی وجہ ہے کہ عاد اولیٰ کی طرح بستیاں بھی تباہ ہو رہی ہیں اور عبرت ناک

مناظر بھی دنیا کے سامنے آ رہے ہیں بھونچال سے بستیاں خود ہندوستان کے اندر تباہ ہو رہی ہیں۔ ژالہ باری سے آئے دن کتنے انسان ہلاک ہو رہے ہیں غرضیکہ ہمارے سروں کے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے عذاب پر عذاب آ رہے ہیں مگر کوئی ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہیں۔

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
فرامش کسے کرد رب وحید — جہنم بر آں گفت "ہل من مزید"

ترجمہ آیات ۱۶-۲۵:- اور (دیکھو کہ) ہم نے آسمان میں برج بنائے اور ان کو دیکھنے والوں کے لئے سجا دیا ہے اور ان کو شیطان مردود (کی دسترس) سے محفوظ رکھا ہے۔ مگر جو چوری سے سنی سنائی باتوں کو لے اڑے تو اس کے پیچھے ایک چمکتا ہوا انگارا لپکتا ہے۔ اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں پہاڑ گاڑ دیئے اور اس میں ہر قسم کی چیزوں کو موزوں انداز سے اگایا۔ اور اس میں تمہاری سب کی معیشت کا سامان بھی بہم پہنچا رکھا ہے اور ان کو بھی معاش دی کہ جن کو تم روزی نہیں دیتے۔ اور ایسی کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے ہاں خزانے نہ ہوں اور ہم اس کو مقرر اندازہ سے اتارتے رہتے ہیں۔ اور ہم نے ابر اٹھانے والی ہوائیں چلائیں ہم ہی آسمان سے مینہ برساتے ہیں اور ہم تمہیں وہ پانی پلاتے ہیں حالانکہ تمہارے پاس تو اس کا کوئی خزانہ ہے نہیں۔ ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی موت دیتے ہیں اور ہم ہی سب کے وارث ہیں۔ اور جو لوگ تم سے پہلے ہو گزرے ہیں ہم ان کو بھی جانتے ہیں اور جو تم سے بعد میں آنے والے ہیں ان کو بھی جانتے ہیں۔ اور بیشک آپ کا رب ان سب کو جمع کرے گا۔ بیشک وہ بڑا دانا اور علم والا ہے۔

شرح:- گزشتہ رکوع میں مسئلہ نبوت و رسالت پر بحث تھی اور اس امر پر زور دیا گیا تھا کہ جب تک انسان رسالت و نبوت کو تسلیم نہ کرے تب تک وہ سیدھی راہ نہیں پا سکتا۔ یہاں توحید کا بیان ہے لوگ جب رسول کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ تو وہ توحید کی تعلیمات سے ان کو آگاہ کرتا ہے اس پر بعض لوگوں کو اعتراض پیدا ہونے لگتے ہیں لہٰذا اس رکوع میں توحید کے چند ثبوت پیش فرمائے ہیں اولاً" فرمایا کہ ہم نے آسمان کو بنایا اور اسے سجایا اور شیطان کی زد سے اسے اور اس کے مکینوں کو محفوظ رکھا چنانچہ امور دنیا کے دفتر آسمانی

تک کسی شیطان کی رسائی نہیں شہاب ثاقب اور دمدار تارے اس دفتر کے چوکیدار ہیں جب شیطان کوئی خبر پانے کی خاطر اندر گھستا ہے تو وہ اس کی توضیح کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں الغرض آسمانی بھید اور وہاں کی باتیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر انسان تک نہیں پہنچ سکتیں دوسری دلیل زمین کی سطح کو ہموار بنا دینا ہے۔ تیسری دلیل ابر اٹھانے والی ہواؤں کا پیدا کرنا' مینہ برسانا اور مخلوقات کو اس سے فائدہ پہنچانا ہے۔ یہ بھی کسی انسان کے بس کی بات نہیں چوتھی دلیل یہ ہے کہ خدا کے مقابلہ میں کسی چیز کو ثبات نہیں کوئی لاکھ فرعون ہو مگر اسے ایک دن مرنا ہے کوئی لاکھ شداد ہو مگر آخر اسے تہ خاک ہونا ہے اور بالآخر عاجزانہ طور پر ایک دن ہمارے روبرو اسے پیش ہو کر اپنے عجز و انکسار کا اعتراف کرنا ہے۔

ترجمہ آیات ۲۶-۴۴:- تحقیق ہم نے انسان کو کالے' سڑے ہوئے' کھنکھنے گارے سے پیدا کیا ہے۔ اور اس سے قبل ہم جنوں کو آتش سوزاں سے پیدا کر چکے ہیں۔ اور جس وقت تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں کالے' سڑے ہوئے' کھنکھنے گارے سے ایک بشر کو پیدا کرنے کو ہوں۔ سو جب میں اس کو بنا چکوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدے میں گر پڑنا۔ پس تمام کے تمام فرشتوں نے سجدہ کیا۔ سوائے ابلیس کے کہ اس نے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل ہونے سے انکار کر دیا۔ خدا نے پوچھا کہ اے ابلیس! تجھے کیا ہو گیا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل نہیں ہوا۔ اس نے کہا یہ ہو نہیں سکتا تھا کہ میں ایسے بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے کالے سڑے ہوئے کھنکھنے گارے سے پیدا کیا ہے۔ فرمایا تو یہاں سے نکل جا تو بلاشبہ مردود ہے۔ اور تجھ پر قیامت تک کے لئے لعنت ہے۔ اس نے کہا اے میرے رب! مجھے اس دن تک مہلت دیدے۔ جب (مردے) اٹھا کھڑے کئے جائیں گے۔ فرمایا اچھا تجھے مہلت دی جاتی ہے۔ قیامت کے دن تک اس نے کہا پروردگار جیسے تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ان کو دنیا میں (گناہ) آراستہ کر کے دکھاؤں گا اور ضرور ان سب کو گمراہ کروں گا۔ سوا ان کے جو تیرے مخلص بندے ہوں۔ فرمایا مجھ تک پہنچنے کا یہی سیدھا راستہ ہے۔ میرے بندوں پر یقیناً" تیرا بس نہیں چلے گا۔ ہاں گمراہوں میں سے جو تیری پیروی کرنے لگے۔ تو جہنم بلاشبہ ان سب کے وعدہ کی جگہ ہے۔ اس کے سات دروازے ہیں ہر ایک دروازے

کے لئے ان کی الگ الگ ٹولیاں مقرر ہیں۔

شرح:- توحید کی پانچویں دلیل یہ ہے کہ انسان اپنی پیدائش پر غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ ہم نے اس کے سرِ سلسلہ کو محض ایک کھنکھنے گارے کی سیاہ مٹی سے پیدا کیا پھر اس میں وہ کمالات بھر دیئے کہ تمام مخلوقات سے اعلیٰ و اشرف تسلیم کیا گیا حتیٰ کہ ملائکہ نے اس کی برتری کو تسلیم کیا۔ آدم کی پیدائش مادہ خاکی سے ہوئی تھی اور ابلیس کو دیگر جنات کی طرح مادۂ ناری سے پیدا کیا گیا تھا مگر اس قادر مطلق اور عالم الغیب کو خوب معلوم تھا کہ آدم ہر طرح دیگر مخلوق سے اعلیٰ و افضل ثابت ہوگا۔ کیونکہ اس نے جو خوبیاں اس کے اندر پیدا کر دی ہیں وہ کسی دوسری مخلوق میں نہیں ہیں لہٰذا حکم دیا کہ اے ملائکہ جب آدم تمہارے سامنے آئے گا تو تم سب تعظیماً" اس کے سامنے سجدے میں جھک جانا چنانچہ جب وقت آیا تو سوائے ابلیس کے سب ملائکہ جو مادہ نوری سے تخلیق کئے گئے تھے۔ حضرت آدم کے سامنے جھک گئے اللہ عزوجل نے پوچھا کہ ابلیس! تو نے کیوں سجدہ نہیں کیا اس نے جواب دیا کہ میں نار سے پیدا کیا گیا ہوں اور آدم مٹی سے۔ میں یقیناً" اس سے اعلیٰ ہوں چونکہ یہ بات اس نے غرور و تکبر میں آکر کہی تھی جو اللہ عزوجل کو سخت ناپسند ہے لہٰذا اسے راندۂ درگاہ کر دیا۔ اس نے درخواست کی کہ خدایا! مجھے مہلت دے کہ میں قیامت کے دن تک اپنے خیالات کی اشاعت کر سکوں چنانچہ اسے اجازت دے دی گئی اس نے کہا خدایا! میں ہر ممکن کوشش کروں گا کہ بنی نوع آدم کو تیری نافرمانی اور سرکشی پر آمادہ کروں اور جس طرح ہو انہیں گمراہ کروں چنانچہ وہ ہر وقت اسی فکر میں رہتا ہے کہ جس طرح بن پڑے تمہیں راہ ہدایت سے دور پھینک دے مگر ہمیں معلوم ہے کہ نیک انسانوں پر اس کا جادو نہ چل سکے گا اور جو اس کی بات کو مان لیں گے اور احکام ربی سے روگرداں ہو کر اس کے پیچھے ہو لیں گے وہ جہنم کا ایندھن بنیں گے اور سخت تکلیف اٹھائیں گے۔

آج مسلمانوں میں جس قدر فتنہ و فساد برپا ہیں اور احکام الٰہی سے جس قدر غفلت اور بے پرواہی برتی جا رہی ہے اس کا باعث کیا ہے؟ اگر ہم لوگ قرآن پر غور و تدبر کرتے' اسے زیر تلاوت رکھتے اس پر عمل پیرا ہوتے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ شیطان ہمارے اندر پھوٹ ڈلواتا یا نفس پرستی اور ہوا و حرص کا ہم پر غلبہ ہو جاتا اور جو نتائج بد آج ظہور

میں آ رہے ہیں وہ کس طرح ممکن الوقوع ہو سکتے؟ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے قرآن پاک کو عملاً "چھوڑ رکھا ہے اور جو اس پر غور کرتے بھی ہیں تو اس کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کے لئے نہیں بلکہ کسی اور مقصد کو پیش نظر رکھتے ہیں۔

ترجمہ آیات ۴۵-۶۰:- پرہیزگار یقیناً" باغوں اور چشموں میں رہیں گے۔ کہا جائے گا کہ تم ان میں امن اور سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ اور ہم ان کے سینوں میں سے از قسم کینہ جو کچھ ہوگا نکال دیں گے کہ بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ وہاں ان کو نہ کوئی تکان ہوگی اور وہ نہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔ آپ میرے بندوں کو بتا دیں کہ میں ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔ اور یہ کہ میرا عذاب بھی دردناک عذاب ہے۔ اور ان کو ابراہیم کے مہمانوں کا حال سنائیے۔ جب وہ ان کے پاس آئے تو انہوں نے سلام کیا (ابراہیم نے) کہا کہ ہم تو تم سے ڈرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ ڈریں نہیں ہم آپ کو ایک علم والے فرزند کا مژدہ دیتے ہیں۔ (ابراہیم نے) کہا کہ کیا تم مجھے مژدہ سناتے ہو کہ جب بڑھاپے نے مجھے آ دبایا ہے؟ سو کا ہے کا مژدہ سناتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم آپ کو سچی خوشخبری سناتے ہیں سو آپ ناامید نہ ہوں۔ ابراہیم نے کہا کہ بھلا گمراہوں کے سوا کون ہے جو اپنے رب کی رحمت سے ناامید ہو۔ اور پوچھا کہ اے قاصدو! اب تمہیں کیا مہم درپیش ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نافرمانوں کی ایک قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ مگر لوط (پیغمبر) کا کنبہ کہ ہم ان سب کو بچا لیں گے۔ بجز اس کی بیوی کے۔ ہم نے طے کر لیا ہے کہ وہ ضرور پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔

شرح:- توحید کا بیان ہو رہا تھا کہ گنہگاروں کے جہنم میں جانے کا ذکر چھڑ گیا۔ اب نیک لوگوں کا حال بیان کرنا بھی ضروری تھا سو ارشاد ہوا کہ جو لوگ شرک و کفر اور کبائر سے بچنے والے ہیں وہ تو امن و امان سے جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف کوئی رنج و کدورت بھی نہ ہوگی۔ نہ کسی کو وہ تکلیف دیں گے نہ کسی سے ان کو رنج پہنچے گا۔ دنیاوی رنجشیں بھی مٹ جائیں گی اور وہاں داخل ہونے والے سب بھائی بھائی بن کر ایک دوسرے کے آمنے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! میں غفور و رحیم ہوں۔ تمہاری خطاؤں کو بخش دوں گا اگر

تم عقیدہ توحید و رسالت پر قائم رہے ورنہ یاد رکھو کہ میرا عذاب بڑا سخت عذاب ہوگا۔

اس کے بعد انبیائے کرام کے بعض حالات و قصص بطور عبرت و نصیحت بیان ہوتے ہیں۔ اور سب سے اول خلعت ماب حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا ذکر فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بوڑھے ہو چکے تھے اور آپ کے ہاں کوئی صاحبزادہ نہ تھا آپ کے دل میں خواہش تھی کہ اللہ ان کو بھی اولاد عطا کرے۔ چنانچہ ایک رات حضرت کے پاس چند فرشتے آئے۔ آپ نے ان کی دعوت و ضیافت کا اہتمام کیا مگر جب کھانا ان کے سامنے لایا گیا تو انہوں نے ہاتھ نہ بڑھائے اس زمانہ میں دستور تھا کہ دشمن دشمن کے ہاں کھانا نہ کھایا کرتا تھا۔ حضرت سمجھے ہو نہ ہو یہ لوگ میرے دشمن ہوں گے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ بھائی! مجھے تم لوگوں سے ڈر لگتا ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ آپ ڈریں نہیں ہم فرشتے ہیں اور آپ کو ایک صاحب علم صاحبزادے کی خوشخبری دینے آئے ہیں۔ آپ حیران سے ہو گئے اور فرمانے لگے۔ کیا بوڑھا ہو جانے کے بعد اولاد ہو سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ مایوس کیوں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یاس تو صرف ان لوگوں کا حصہ ہے جو راہ راست سے بھٹک چکے ہیں۔ چنانچہ آپ کا ڈر دور ہو گیا اور آپ نے پوچھا۔ کہو تم کس کام پر متعین ہو کر آئے ہو؟

انہوں نے جواب دیا کہ لوط کی قوم جو گناہ اور سرکشی میں بالکل بے باک ہو گئی ہے۔ ہمیں اس کے تباہ کر دینے کا حکم ملا ہے۔ مگر آپ مطمئن رہیں۔ حضرت لوط اور ان کی اولاد بالکل محفوظ رہے گی۔ ہاں حضرت لوط کی بیوی نہیں بچے گی۔ اس کا نام پیچھے رہ جانے والوں میں لکھا جا چکا ہے۔

ترجمہ آیات ۶۱-۷۹:- پھر جب خاندان لوط کے پاس فرشتے آئے تو وہ کہنے لگے تم تو اجنبی سے لوگ معلوم ہوتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم آپ کے پاس وہ چیز لائے ہیں جس میں ان کو شک رہتا تھا۔ اور ہم آپ کے پاس حق لے کر آئے ہیں اور یقین جانو کہ ہم سچ بولنے والے ہیں۔ سو آپ اپنے لوگوں کو لے کر کچھ رات رہے سے چل دیجئے اور خود ان کے پیچھے پیچھے ہو لیجئے اور چاہیے کہ تم میں سے کوئی شخص مڑ کر نہ دیکھے اور چلے جاؤ جدھر کا تم کو حکم دیا جائے۔ اور ہم نے لوط کو قطعی طور پر یہ بات بتلا دی تھی کہ ان لوگوں کی جڑ صبح ہوتے ہی کٹ جائے گی۔ اور شہر والے خوشی خوشی (لوط کے پاس) آئے۔ اس نے کہا

کہ یہ لوگ تو میرے مہمان ہیں سو تم مجھے رسوا نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو اور مجھے ذلیل نہ کرو۔ انہوں نے کہا کہ کیا ہم نے تمہیں دنیا بھر (کی حمایت) سے منع نہیں کیا۔ اس نے کہا کہ یہ تو میری بیٹیاں موجود ہیں اگر تم ایسا کرنا ہی چاہتے ہو۔ اے محمدؐ آپ کی جان کی قسم! وہ تو اپنے نشے میں سرگرداں تھے۔ سو دن نکلتے ہی ان کو بڑے زور کی آواز نے آپکڑا۔ پھر ہم نے (الٹ کر) ان بستیوں کے اوپر کے حصے کو نیچے کر دیا اور ان پر کنکر کے پتھر برسائے۔ بیشک اس (قصہ) میں عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ اور یہ بستیاں شاہراہ پر واقع ہیں۔ اس میں ایمانداروں کے لئے یقیناً" بڑی عبرت ہے۔ اور بن کے رہنے والے بھی بہت ظالم تھے۔ سو ہم نے ان کو بھی سزا دی اور وہ دونوں شہر شاہراہ پر واقع ہیں۔

شرح:۔ بعد ازاں فرشتے حضرت لوط کے پاس آئے۔ حضرت لوط نے فرمایا آپ تو اجنبی معلوم ہوتے ہیں انہوں نے کہا ہم فرشتے ہیں اور آپ کی قوم جس عذاب آسمانی سے نہ ڈرتی تھی ہم اسے لے کر آئے ہیں چاہئے کہ آپ پس و پیش میں نہ پڑیں کیونکہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں بالکل درست اور بجا ہے پس آپ اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیں اور کچھ رات رہے سے چل دیں۔ راستے میں کوئی شخص پیچھے مڑ کر نہ دیکھے۔ صبح ہوتے ہی ان بستیوں کے لوگوں کی قسمت کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔ حضرت لوط اور ملائکہ کے مابین یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اہل بستی نے یہ خبر سن کر حضرت لوط کے پاس چند خوبصورت لڑکے آئے ہیں۔ جوق در جوق آکر آپ کے گھر کو گھیر لیا اور لڑکوں کا مطالبہ کیا۔ آپ نے انتہائی منت و سماجت سے ان کو سمجھایا کہ بھائیو! یہ لوگ میرے مہمان ہیں تم ان کے معاملہ میں مجھے شرمسار نہ کرو۔ خدا سے ڈرو اور مجھے بے عزت نہ کرو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے ایک دفعہ آپ کو کہہ دیا ہے کہ ہمارے کسی معاملہ میں آپ دخل نہ دیں۔ مگر آپ نہیں ٹلتے۔ حضرت نے فرمایا کہ بھلے لوگو! میری بیٹیاں موجود ہیں تم ان سے شادی کر لو۔ مگر ان مہمان لڑکوں سے مزاحمت نہ کرو۔ مگر وہ شہوت کے نشہ میں مدہوش تھے اور ان کی عقل و دانش پر پردہ پڑ چکا تھا وہ نہ ماننے پر نہ مانے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ رات رہے حضرت لوط تو اپنے اہل و عیال کو لے کر وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے اور صبح ہونے سے پہلے اس علاقہ سے باہر نکل گئے۔ ادھر اللہ کے حکم

سے صبح ہوتے ہی بستی میں ایک چیخ بلند ہوئی چیخ کیا تھی۔ موت و ہلاکت کا پیغام تھا پس آن کی آن میں بستی کو تہہ و بالا کر دیا گیا اور اوپر سے پتھروں کی بارش کی گئی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے اقوام عالم! جو چاہے اس واقعہ سے عبرت و نصیحت حاصل کر سکتا ہے فرماتا ہے ان بستیوں کے کھنڈرات آج بھی ملک شام کو جانے والی شاہراہ پر موجود ہیں اور ایمان لانے والے لوگوں کے لئے ایک درس عبرت ہیں۔

افسوس کہ آج ہمارے زمانہ میں بھی کیا مسلمان اور کیا غیر مسلم سب اسی جرم میں مبتلا ہیں۔ غیر فطری اور حیا سوز افعال شنیعہ کا ارتکاب ایک عام اور روز مرہ کی بات ہے۔ مذہب کی کسی کو پرواہ نہیں خدا کے خوف سے دنیا محض نا آشنا نظر آتی ہے اور عموماً کہیں دھوکا نہیں کھاتا مگر مذہبی معاملات میں ہر شخص کورا نظر آتا ہے۔ یا تو سرے سے لوگ مذہب کے احکام سے واقف ہی نہیں یا اگر واقف بھی ہیں تو ناواقفوں سے بھی زیادہ دیدہ دلیری سے نافرمانی کرتے ہیں۔ تو نیکو کاروں اور خدا سے ڈرنے والوں کو نفرت سے دیکھا جاتا ہے بدمعاشوں اور بے دین لوگوں کے طور طریقوں اور رسم و عادات کو اختیار کیا جاتا ہے۔ آسمانی عذاب، زلزلہ، قحط، غلامی، ذلت و رسوائی اور مسخ قلوب کی شکل میں آئے دن ظاہر ہو رہا ہے۔ مگر انسان کی چشم بینا وا نہیں ہوتی اسے کہیں بھی مقام عبرت حاصل نہیں ہوتا۔ کیا معلوم! اس نافرمانی کی کیسی سزا اہل جہاں کو بھگتنی پڑے گی۔ اے کاش دنیا قرآن کریم کی طرف توجہ کرے اور اس کی تعلیمات اور حقائق و معارف سے فیض یاب ہو کر دین و دنیا کو سنوار لے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ جس طرح حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے نافرمانیاں کیں اور ہلاکت و تباہی اپنے سر مول لی۔ اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم بھی جو اصحاب الایکہ کے نام سے مشہور ہے اور بڑی بدکار تھی۔ ہلاکت کے گھاٹ اتری عبرت۔ عبرت۔!!

ترجمہ آیات ۸۰-۹۹:- اور حجرے کے رہنے والے لوگوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں دی تھیں پھر بھی یہ لوگ روگرداں ہی رہے اور یہ لوگ پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے تھے کہ امن سے رہیں۔ سو ان کو صبح ہوتے ہی ایک سخت آواز نے آپکڑا۔ تو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے ان کے کچھ بھی کام نہ آیا۔ اور ہم

نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بیکار نہیں بنایا اور قیامت یقیناً آنے والی ہے سو آپ نہایت بہتر درگذر سے کام لیں۔ بلاشبہ آپ کا پروردگار ہی (سب کو) پیدا کرنے والا اور (سب کچھ) جاننے والا ہے۔ اور ہم نے آپ کو سات آیتیں عطا کیں جو مکرر پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم دیا ہے۔ ان لوگوں کی کئی جماعتوں کو جن چیزوں سے ہم نے بہرہ مند کر رکھا ہے آپ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھئے اور نہ ان پر غم کیجئے اور مومنوں سے شفقت کے ساتھ پیش آیئے۔ اور کہہ دیجئے کہ میں تو (عذاب سے) کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔ جس طرح ہم نے ان لوگوں پر عذاب نازل کیا جنہوں نے پارہ پارہ کر دیا۔ یعنی جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ آپ کے پروردگار کی قسم! ہم ان سب سے بازپرس کریں گے۔ ان کاموں کی جو وہ کرتے رہے۔ پس جس بات کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اس کو صاف صاف کہہ دیجئے اور مشرکوں کی ذرا پروا نہ کیجئے۔ بیشک تمسخر کرنے والوں کو ہم آپ کی طرف سے کافی ہیں۔ اور ان لوگوں کو جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود قرار دیتے ہیں عنقریب پتہ چل جائے گا۔ اور بالتحقیق ہمیں معلوم ہے کہ جو باتیں یہ لوگ کرتے ہیں ان سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے۔ سو اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کیجئے اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جایئے۔ اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیے۔ حتیٰ کہ آپ کو امر یقینی (یعنی موت) پیش آئے۔

شرح:۔ چوتھا واقعہ حضرت صالح علیہ السلام کی امت کا ہے جو قوم ثمود یا اصحاب حجر کے نام سے موسوم ہے۔ یہ لوگ بھی آج کل کے مسلمانوں کی طرح نافرمان تھے اور اپنی دولت مندی اور قوت بازو پر از حد نازاں تھے اس قوم نے بھی اپنے پیغمبر کی ہدایت پر عمل نہ کیا اور احکام خداوندی کو جھٹلایا۔ خداوند کریم نے اپنے پیغمبر صالح علیہ السلام کے ذریعے اپنی قدرت کے کئی معجزے ان کو دکھائے مگر وہ نہ مانے وہ پہاڑوں میں محلات تراشتے اور امن و چین سے وہیں رہتے۔ ان کی ہلاکت بھی زلزلہ کی خوفناک آواز سے صبح کے وقت ہوئی اور ایسی ہوئی کہ قوم ثمود کا آج کہیں سراغ بھی نہیں ملتا۔

ان ارشادات میں قرآن کے پڑھنے والوں کو تنبیہہ ہے کہ اگر تم نے بھی امم سابقہ کی مانند نافرمانی پر کمر باندھ لی اور ہمارے احکام کو نہ مانا تو تم بھی ان ہی لوگوں کی طرح تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ یاد رکھو خدا نے ہی آسمان و زمین اور ساری کائنات کو پیدا کیا ہے

اور وہی ایک دن اس کو لپیٹنے والا ہے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے کہ جو لوگ راہ ہدایت قبول نہیں کرتے اور اسلام نہیں لاتے۔ آپ ان سے درگذر کریں ہم نے ان کو پیدا کیا ہے اور ہم ہی ان کے حالات کو بہتر جانتے ہیں۔ آپ اپنی بے بسی اور غربت کا بھی کوئی خیال نہ کریں۔ دنیا میں سب سے بڑی دولت سب سے بڑا منصب اگر کسی کو عطا ہو سکتا تھا تو وہ ہم نے آپ کو دے دیا ہے۔ آپ ہمارے ایک جلیل القدر پیغمبر ہیں اور قرآن اور سورۃ فاتحہ کی شکل میں آپ کو سب سے بڑی دولت سرمدی عطا کی جا چکی ہے۔ دنیاوی سیم و زر آپ کو عطا کردہ نعمت کے مقابلہ میں کوئی چیز ہی نہیں۔ آپ اس طرف توجہ بھی نہ کریں اور نہ کسی طرح کا غم کھائیں بلکہ اطمینان سے ان لوگوں کی دلجوئی کریں جو ایمان لے آئیں اور اسلام قبول کرلیں۔ ان لوگوں کو سنا دیں کہ میرا فرض منصبی تو صرف یہ ہے کہ میں انسان کو خدا کی نافرمانی کے نتائج و عواقب سے آگاہ کردوں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! لوگوں کو سنا دو کہ جس طرح قرآن کی بے حرمتی کرنے والے اہالیان مکہ کو ان کی سرکشی کی سزا فوراً" دے دی گئی اسی طرح آخرت میں بھی ہر شخص سے اس کے اعمال کے متعلق بازپرس کی جائے گی۔ پس اے پیغمبر! آپ کو جو حکم دیا جا رہا ہے آپ اسے لوگوں تک پہنچا دیں اور جو لوگ ان باتوں کو ہنسی اور تمسخر میں اڑائیں اور اللہ کے ساتھ اور کسی کو معبود ٹھہرائیں۔ ان کی سرکوبی کے لئے اللہ کافی ہے۔ فرماتا ہے۔ اے پیغمبر! دشمنان دین کی مخالفانہ باتیں اگرچہ آپ کو رنج پہنچاتی ہیں مگر آپ کو صبر سے کام لینا چاہیے۔ ہم سب کچھ جانتے ہیں آپ کو چاہیے کہ آپ ہماری تقدیس اور تحمید میں مشغول رہیں اور عبادت میں لگے رہیں اور آخری وقت تک اپنا کام جاری رکھیں۔

(۵۵) سورۃ الانعام (۹)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ اس میں ۱۶۵ آیات مبارکہ اور بیس رکوع ہیں۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۱-۱۰:- ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیاں اور روشنی بنائی اس پر بھی وہ لوگ جنہوں نے راہ کفر اختیار کی (دوسروں کو) اپنے رب کے برابر سمجھتے ہیں۔ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر (تمہارے لئے) ایک میعاد ٹھہرا دی (تاکہ عمل کے لئے مہلت مل جائے) اور ایک اور میعاد بھی اس کے ہاں مقرر ہے پھر بھی تم شک رکھتے ہو۔ اور وہی اللہ ہے آسمانوں اور زمین میں' وہ تمہاری چھپی اور کھلی باتوں کو جانتا ہے جو کچھ تم عمل کرتے ہو اسے معلوم ہے۔ اور ان کے پاس ان کے پروردگار کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی نہیں آئی مگر یہ اس سے اعراض کرتے ہیں۔ سو جب حق ان کے پاس آیا تو انہوں نے اس کو جھٹلایا۔ پس عنقریب انہیں اس چیز کی حقیقت معلوم ہو جائے گی جس کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے ہم کتنی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جن کو ہم نے زمین میں ایسی قوت دے رکھی تھی کہ تم کو وہ قوت نہیں دی اور ہم نے ان پر (سرسبزی و شادابی کے لئے) موسلادھار مینہ برسایا اور ان کے نیچے سے نہریں رواں کیں پھر ہم نے ان کو ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا' اور ان کے بعد دوسری قوموں کو پیدا کر دیا۔ اور (اے پیغمبر اسلام!) اگر ہم ایک کتاب کاغذ پر لکھی ہوئی آپ پر اتار دیتے پھر یہ (لوگ) اسے خود اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے تو بھی جو لوگ منکر ہیں یہی کہتے کہ یہ سوا کھلے جادو کے کچھ بھی نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) پر کوئی فرشتہ نازل نہیں ہوا؟ اگر ہم فرشتہ نازل کرتے تو (نہ ماننے کی صورت میں) فیصلہ ہی ہو چکا ہوتا پھر انہیں کسی طرح کی مہلت نہ ملتی۔ اور اگر ہم پیغمبر کو فرشتہ قرار دیتے تو اس کو بھی ہم آدمی ہی بناتے اور ان لوگوں کو انہیں شبہات میں ڈال دیتے جن میں اب پڑے ہیں۔ بیشک آپ سے پہلے رسولوں کی بھی ہنسی اڑائی جا چکی ہے تو جن لوگوں نے ان کی ہنسی اڑائی تھی۔ ان کو اسی عذاب نے آ گھیرا جس کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے۔

شرح:- گزشتہ سورتوں میں خطاب زیادہ تر اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ سے تھا۔ اس سورہ شریف میں زیادہ مشرکین اور منکرین حق کو مخاطب کیا گیا ہے ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو دنیا میں دو ہی طرح کے لوگ ہیں ایک وہ جو اللہ اور اللہ کے رسولوں کو' حشر کو اور جزا و سزا کو مانتے ہیں۔ دوسرے وہ جو یا تو سرے سے خدا ہی کو نہیں مانتے۔ اگر مانتے ہیں

تو خدا کی ہستی کا تصور صحیح طور پر ان کے ذہن میں نہیں آتا۔ لہٰذا وہ اس کے سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں یہ لوگ نہ کسی رسول کی اتباع کرتے ہیں نہ الہامی کتابوں کو ہی تسلیم کرتے ہیں۔

پس اس سے پہلی سورتوں میں وہ لوگ مخاطب تھے جو الہامی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ رسولوں کے متبع ہیں حشر و نشر اور جزا و سزا کو مانتے ہیں۔ لیکن ان میں بُعد زمانہ اور شریر خصلت لوگوں کی ریشہ دوانیوں سے جو نقائص پیدا ہو گئے تھے گزشتہ سورتوں میں ان نقائص کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی تھی اور بتلایا گیا ہے کہ اکثر لوگ اپنے اس دین کی صریح خلاف ورزی کر رہے ہیں جو وہ از خود قبول کر چکے ہیں اس لئے چاہئے کہ وہ لوگ اپنی اصلاح کر لیں چنانچہ ان کے لئے خدا پرستی کے صحیح صحیح عقائد و اعمال کھول کھول کر بیان کر دیئے گئے۔ جو لوگ ان عقائد و اعمال کو اپنا نصب العین قرار دیں اور وفادارانہ ان پر کاربند رہیں انہیں مسلمان کے نام سے پکارا گیا ہے اور ان کے مجموعہ عقائد و لائحہ عمل کا نام "اسلام" ہے اس رکوع میں دوسری قسم کے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ دیکھو وہ زمین جس پر تم بستے ہو اور وہ آسمان جس کے چھتر کے نیچے تمہارا بسیرا ہے کس نے پیدا کیا تھا؟ جس نے ان چیزوں کو اور خود تم کو پیدا کیا وہ اللہ ہے اسی نے روشنی اور اندھیرے کو پیدا کیا۔ پھر کون ہے جو تاریکی کو تاریکی اور روشنی کو روشنی نہیں سمجھتا۔ اے لوگو! اگر تم روشنی اور تاریکی کا فرق سمجھ سکتے ہو تو جان لو کہ خدا پر ایمان نہ لانا اور اس مختصر سی زندگی کے خاتمے کے بعد نتائج اعمال کے فیصلے کی توقع نہ رکھنا صریح تاریکی ہے۔ برخلاف اس کے یہ سمجھنا روشنی ہے کہ یہ زندگی ایک میعاد عمل ہے اور ایک مقررہ وقت پر ختم ہو جانے والی ہے۔ اس کے بعد ایک دن آنے والا ہے جب ان اعمال کے نتائج سے دوچار ہونا پڑے گا۔ پس خدا کو ماننے اور اس کے احکام پر عمل کرنے والے اس زندگی کی تمام نعمتوں سے مالا مال ہوں گے جو اس کے بعد آنے والی ہے اور دائمی ہے عارضی نہیں مگر جو تاریکی میں رہے اور اس میعاد عمل کو لہو و لعب، کھیل تماشے اور غفلت میں گزار گئے۔ ان کے لئے وہ زندگی بڑی ہی مصیبت کا باعث ہوگی فرماتا ہے کہ انسان کی غفلت شعاری نے بھی کس قدر افسوسناک رویہ اختیار کر رکھا ہے کہ جب کبھی اسے نشان حق دکھایا گیا ہے۔ اس نے ایمان لانے سے اکثر روگردانی ہی کی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو

تم گزشتہ قوموں کے تاریخی واقعات سے درس عبرت لو اور دیکھو کہ خدا کی نافرمانیوں کی وجہ سے ان پر کیا کیا بلائیں آسمان سے نازل ہوئیں اور شان و شوکت اور غلبہ و حکومت کے باوجود ایسے تباہ ہو کر رہ گئے کہ آج ڈھونڈھے سے بھی کہیں ان کا نام و نشان تک نہیں ملتا۔ حالانکہ وہ تم سے بہت زیادہ طاقتور تھے اور اپنے پاؤں زیادہ استحکام و مضبوطی کے ساتھ جمائے بیٹھے تھے۔ اے لوگو! اللہ پر ایمان لانے کے لئے اس قدر کافی ہے کہ تمہیں ایمان لانے کا حکم دیا جاتا ہے پس ایمان لے آؤ اور کوئی مطالبہ نہ کرو اور اگر یہ بات نہیں تو پھر تمہیں فرمائشی معجزے بھی دکھائے جائیں تو تم ماننے والے نہیں پھر تم لوگوں کا یہ کہنا کہ انسانوں میں سے کوئی شخص نبی یا رسول نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی انسان پر بہت بڑا بہتان ہے اور اس کی شان و عظمت کے منافی ہے۔ یاد رکھو اگر کوئی فرشتہ ہی خلقت کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا جاتا تو لامحالہ وہ بھی انسان ہی کے بھیس میں اور اسی شکل و شباہت پر ہوتا۔ تم پھر بھی اسے انسان سمجھ کر جھوٹا خیال کرتے اور اس پر ایمان نہ لاتے۔ لوگو! اس بات کو یاد رکھو کہ انسان کی ہدایت کے لئے انسان ہی بھیجا جاتا ہے اگر ہم فرشتے نازل کرتے تو حجت تمام ہو جاتی اور کسی شخص کے لئے مجال انکار نہ رہتی۔ پھر وہ لوگ جو انکار کرتے ذرا مہلت نہ پاتے اور ہلاک ہو جاتے۔

ترجمہ آیات ۱۱-۲۰:- اے پیغمبر اسلام! کہہ دیجئے کہ (لوگو!) زمین میں گھومو۔ پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا ہے۔ پوچھئے کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے (جواب میں) کہہ دیجئے (سب کچھ) اللہ کا ہی ہے اس نے اپنے اوپر رحمت فرمانا لازم کر لیا ہے وہ تمہیں ضرور قیامت کے روز اکٹھا کرے گا۔ اس کے آنے میں کوئی شک نہیں لیکن جن لوگوں نے خود اپنی جانوں کو گھاٹے میں ڈالا ہے وہی نہیں مانتے۔ اسی کے لئے ہے جو کچھ کہ رات (کے اندھیرے) اور دن (کی روشنی) میں سکونت رکھتا ہے اور وہ بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔ اے پیغمبر! ان سے کہہ دیجئے کہ کیا میں خدا کو چھوڑ کر جو آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے کسی اور کو (اپنا) مددگار بناؤں حالانکہ وہ سب کو روزی دیتا ہے اور کوئی اس کو روزی نہیں دیتا کہہ دیجئے مجھے تو یہی حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلے فرمانبردار بنوں اور یہ کہ تم مشرکوں میں سے ہرگز نہ ہونا۔ کہہ دیجئے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس

دن جس کے سر پر سے عذاب ٹل گیا تو اس پر اللہ نے یقیناً" رحم کیا اور یہ کھلی کامیابی ہے۔ اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کو دور کرنے والا اس کے سوا اور کوئی نہیں اور اگر وہ تمہیں بھلائی پہنچائے تو وہ ہر بات پر قادر ہے۔ اور وہی ہے جو اپنے بندوں کے اوپر غالب ہے اور وہی حکمت والا اور باخبر ہے۔ پوچھئے کون سی چیز ہے جو گواہی کے لحاظ سے سب سے بڑی ہے (جواب میں) کہہ دیجئے کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اور یہ قرآن جو میری جانب وحی کیا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے میں تمہیں اور جن تک یہ پہنچی (نافرمانی کے نتائج سے) ڈراؤں کیا واقعی تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی معبود (شریک) ہیں کہہ دیجئے کہ میں تو (ایسی) گواہی نہیں دیتا کہہ دیجئے کہ بس وہ تو ایک ہی خدا ہے بیشک تم جس چیز کو شریک ٹھہراتے ہو میں اس سے بیزار ہوں۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس پیغمبر کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح کہ وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (مگر) وہ لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈال رکھا ہے ایمان نہیں لائیں گے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں اللہ اور اس پر ایمان لانے کی ضرورت و اہمیت بیان کی گئی تھی۔ یہاں بتایا گیا ہے کہ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت سب کے لئے یکساں ہے اور اس کی رحمت ہی کا تقاضا ہے جو خلقت کی ہدایت اور ان کو آنے والے عذاب سے بچانے کے لئے الہامی کتابیں اور رسول بھیجے جاتے ہیں۔ بس ان کتابوں پر ایمان نہ لانا اور رسولوں کو نہ ماننا انسان کی آنے والی زندگی کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! اگر تم آنکھیں کھول کر دنیا میں پھرو اور گزشتہ قوموں کے حالات معلوم کرو۔ تو تمہیں معلوم ہو جائے کہ دنیا کی زندگی ایک بڑی ہی ناپائیدار اور مختصر سی زندگی ہے جس کا کچھ اعتبار نہیں ایک آدمی بڑی ہی ترقی کرے اور اپنے ابنائے جنس میں سب سے زیادہ طاقتور اور سب سے زیادہ دولت مند ہو جائے مگر یہ ترقی کوئی ترقی نہیں اگر اس کی آخرت کی طولانی زندگی خوشگوار نہ ہو جائے اور اللہ کی خوشنودی حاصل نہ ہو۔ اس بات کی طرف اس آیہ شریفہ میں اشارہ ہے **ثم انظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین** (دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا) اللہ پوچھتا ہے کہ لوگو! بھلا زمین کس نے پیدا کی۔ آسمان کس نے بنایا۔ لیل و نہار اور ان کے اندر بسنے والی کائنات کس نے تخلیق کی؟ تم بلا تامل مانتے

ہو کہ ان سب کا پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے تم اسباب کو بھی مانتے ہو کہ اللہ سب کو روزی دیتا ہے مگر خود روزی کا محتاج نہیں پھر بڑے ہی افسوس کی بات ہے اگر تم اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا قبلہ حاجات بناؤ یا اس سے توجہ ہٹا کر دوسروں کی طرف اپنا دل و دماغ لگاؤ۔ اگر ایسا کرو گے تو گویا جس چیز کا مستحق محض خدا تھا وہ تم نے دوسروں کو بھی دے دی اسی کو شرک کہتے ہیں اور شرک بڑا ہی بھاری ظلم ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم نے خدا کی عبادت میں دوسروں کو شریک کیا یا خدا کے حکموں کی نافرمانی کی تو اس دن کیا جواب دو گے؟ جب تمہارے اعمال کا جائزہ لیا جائے گا فرماتا ہے اگر تم بیمار ہو جاؤ تو ہمارے سوا تم کو کوئی شفا نہیں دے سکتا اگر کوئی اور مصیبت تم پر آ جائے تو کوئی اس کو دور نہیں کر سکتا۔ پھر بڑا ہی افسوس ہے کہ ہر طرح کا فائدہ تو ہم سے اٹھاؤ اور عبادت کرو ان کی جو خود تمہاری طرح ہمارے محتاج ہیں۔ یاد رکھو مجھ پر کوئی غالب نہیں اور میں ہی سب پر غالب ہوں۔ اے انسان! میں نے سب سے آخر میں ایک پیغام "قرآن" کے نام سے تیری طرف نازل کیا ہے جس کو یہ قرآن اور اس کے احکام جب بھی پہنچیں اسے چاہئے کہ وہ میری نافرمانی کے نتائج سے ڈر کر مجھ پر ایمان لے آئے اور میری صرف میری ہی عبادت کرے لوگو! اس بات کو یاد رکھو کہ عبادت کے لائق صرف وہی ایک معبود یگانہ ہے جو سب کائنات کا خالق اور سب پر حاکم اور غالب ہے جن ہستیوں کو تم شریک خدائی سمجھتے ہو ان سے بیزاری کا اظہار کرو اور اس کے مخلص بندے بن جاؤ۔ دیکھ لو وہ لوگ جن کو الہامی کتابیں دی جا چکی ہیں۔ وہ قرآن کو اور اس پیغمبر کو جس پر قرآن نازل ہوا ہے نہایت اچھی طرح سے پہچانتے ہیں اور اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ نبی برحق ہے پھر اگر تم یا وہ ایمان نہ لائیں تو اپنے ہاتھوں آپ تباہ ہونا ہے۔

ترجمہ آیات ۲۱ – ۳۰:- اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے۔ بلاشبہ ظالم فلاح نہیں پائیں گے۔ اور یاد کرو جس دن ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے' پھر جن لوگوں نے خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرایا ان سے ہم پوچھیں گے کہ کہاں ہیں تمہارے مقرر کردہ شریک جن کے خدا ہونے کے تم دعویدار تھے۔ پھر اس کے سوا ان کا کوئی عذر نہ ہو گا کہ وہ کہیں گے اے رب خدا کی قسم ہم (ہرگز) مشرک نہ تھے۔ دیکھئے کس طرح (یہ) اپنے اوپر جھوٹ بولنے لگے اور جو افترا

پردازیاں کیا کرتے تھے وہ سب بھول گئے۔ اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو آپ کی طرف کان لگاتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں تاکہ وہ اس کو سمجھ ہی نہ سکیں اور ان کے کانوں میں گرانی پیدا کر دی ہے اور اگر وہ تمام نشانیاں بھی دیکھ لیں تو بھی ان پر ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ جب آپ کے پاس آتے ہیں اور آپ سے جھگڑنے لگتے ہیں تو وہ لوگ جنہوں نے کفر کی راہ اختیار کر رکھی ہے کہتے ہیں کہ یہ تو صرف اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ اور یہ لوگ (اس سے) اوروں کو بھی منع کرتے ہیں اور خود بھی اس سے دور رہتے ہیں اور اپنی ہی جانوں کو تباہ کر رہے ہیں مگر نہیں سمجھتے۔ اگر آپ دیکھیں جس وقت کہ انہیں دوزخ کے پاس کھڑا کیا جائے گا تو وہ کہیں گے اے کاش! ہم کو پھر واپس بھیج دیا جائے اور ہم اپنے رب کی آیتوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان والوں میں سے ہوں۔ بلکہ جو کچھ یہ اس سے پہلے چھپایا کرتے تھے وہ ان کے لئے ظاہر ہو گیا اور اگر انہیں لوٹا دیا جائے تو یقیناً" پھر وہی کام کریں جس سے انہیں روکا گیا تھا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ یقیناً" جھوٹے ہیں اور کہتے ہیں کہ زندگی تو صرف دنیا ہی کی زندگی ہے اور مرنے کے بعد ہم زندہ نہیں ہونے کے۔ کاش آپ دیکھیں جس وقت یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے تو پوچھا جائے گا کہ کیا یہ (جی اٹھنا) سچ نہیں ہے؟ کہیں گے کیوں نہیں ہمارے رب کی قسم ارشاد ہو گا تم جو انکار کرتے رہے ہو تو اب (اس کی سزا میں) عذاب کا مزہ چکھو۔

شرح:۔۔ اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ تمام ادیان حقہ کی تعلیم ایک ہی ہے دنیا میں آج سے پہلے یہود اور نصاریٰ کی زبانی جو باتیں سن چکی ہے۔ اگر قرآن بھی وہی بیان کرے تو یوں نہ سمجھو کہ وہی فرسودہ قصص و حکایات میں نہیں بلکہ جو بات حق ہے وہ سب مذاہب میں یکساں ہے۔ ارشاد ہوتا ہے اے انسان! اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف ایسی باتیں منسوب کرے جو اس کی بارگاہ سے صادر نہ ہوئی ہوں یا جو باتیں واقعی اس کی جانب سے آچکی ہیں ان کو ماننے سے انکار کر دے کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب یہ دنیوی زندگی جس کا دوسرا نام میعاد عمل ہے ختم ہو جائے گی تو اس کے بعد ایک دن مقرر ہے جب تمام بنی نوع انسان کو اعمال کے نتائج سے آگاہ کیا جائے گا اس کا نام قرآن کی اصلاح میں "یوم حشر" ہے۔

٥٨تا٥٤ اس دن وہ لوگ جنہوں نے خدا کے احکام کو چھوڑ کر کسی دوسرے انسان یا بت یا شجر یا حجر کے احکام مانے ہوں گے یا پرستش کی ہوگی ان سے کہا جائے گا کہ اب لاؤ ان کو جن کے حکم تم مانا کرتے تھے یا جن کو خدا سمجھتے تھے یا جن کے متعلق تمہارا خیال تھا کہ وہ تمہیں ہر قسم کے عذاب سے چھٹکارا دلا دیں گے۔ فرماتا ہے اس وقت سے انسان کوئی کسی کو تو کیا پیش کرے گا ہر شخص کی زبان پر ہو گا کہ خدایا ہم نے تیرے ساتھ کبھی کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ ہمیشہ تیری ہی عبادت موحدانہ کرتے رہے اگر ہمارا طرز عمل مشرکانہ تھا تو حاشا و کلا ہم اس سے بیزار ہیں ہم نہ مشرک کہلانا پسند کرتے تھے نہ اپنے خیال سے کوئی بات ہی ایسی کرتے تھے جو شرک سمجھی جائے اے انسان! اگر اس وقت تجھے ایسے حیلے بہانے تلاش کرنے ہیں تو ابھی سے راہ ہدایت اختیار کرلے اور جو کچھ قرآن اور پیغمبر کی زبانی تجھے بتا دیا گیا ہے اس پر عمل پیرا ہو جا پیغمبر اسلام کو کہا گیا ہے کہ آپ ہر شخص کو قرآن کا حکم سناؤ۔ خواہ وہ اہل کتاب ہو یا مشرک بعض لوگ سنیں گے اور صدق دل سے ایمان لائیں گے۔ مگر ایسے بھی ہوں گے جن کا دل و دماغ انکار حق پر اصرار کرنے، برائی پر لگے رہنے اور ضد کی طبیعت پانے کی وجہ سے مطلق متاثر نہ ہوگا۔ ان کے دلوں پر سیاہ داغوں کے اسقدر توبرتو پردے چڑھ گئے ہیں۔ کہ اب ان کا دماغ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی کھو چکا ہے۔ اور ان کے کان حق باتوں سے اسقدر نا آشنا اور غیر مانوس ہو گئے ہیں کہ اب یہ باتیں انہیں ایسی ہی معلوم ہوتی ہیں جیسے مہمل صدائیں۔ اب آپ خود سمجھ لو کہ اگر ان لوگوں کو فرمائشی معجزے بھی دکھائے جائیں یا کیسی ہی پرتاثیر نشانی ان کے سامنے پیش کی جائے۔ تو وہ کس طرح حق قبول کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایسے لوگوں کے سامنے قرآن پاک کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ اسے پرانے قصے کہانیوں سے تعبیر کرتے ہیں اور نہ صرف خود راہ حق سے دور رہتے ہیں بلکہ اوروں کو بھی دور رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح سوائے اس کے کہ وہ خود آئندہ کی امیدوں پر پانی پھیر دیں اور اپنے لئے بخشش و مغفرت کی کوئی گنجائش باقی نہ رہنے دیں اور کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ اے انسان! ذرا اس زہرہ گداز منظر کو سامنے لا جب حشر کا روز ہوگا ہر شخص کیا نیک کیا بد کیا امیر کیا غریب اپنے اعمال کے نتائج دیکھنے کے لئے سب ایک سی حالت میں خدا کے سامنے حاضر ہوں گے۔ مشرک اور نافرمان اس وقت آتش دوزخ کے خطرناک کنارے پر کھڑے آہ و بکا

کرتے اور چیختے چلاتے ہوں گے کہ خدایا! ایک بار ہمیں پھر دنیا میں بھیج دے تو تو دیکھے گا کہ ہم ایمان کامل پیدا کریں گے اور کبھی تیرے احکام کو نہ عملاً" نہ قولاً" جھٹلائیں گے۔ بلکہ ہمیشہ تیری رضامندی اور خوشنودی کی طلب میں زندگی گزاریں گے۔ خدایا! ہمیں اس مہیب و مہلک عذاب سے بچالے فرماتا ہے۔ اگر اس وقت تاسف سے کام لینا ہے تو کیوں نہ ابھی سے راہ راست اختیار کرلو۔ فرماتا ہے اس وقت اس آہ و بکا کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ انسان جب دنیا میں آتا ہے تو اسے مطلق یاد نہیں رہتا کہ میں نے دنیا میں قدم رکھنے سے پہلے خدا کے ساتھ کوئی عہد و پیمان کیا تھا اور اس کو اب پورا کرنا ہے۔ پس اگر وہ عہد واثق تمہیں دنیا میں یاد نہیں رہا تھا تو اب اسبات کا کیا ثبوت ہے کہ آج جو عہد باندھ رہے ہو اسے ضرور ہی پورا کردو گے۔ ہم اپنے علم غیب کے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر تمہیں لوٹا بھی دیا جائے تو یقیناً" تم وہی کچھ کرنے لگو گے جو کرتے رہے ہو۔ کیونکہ تم دنیا میں کہا کرتے تھے کہ اس زندگی کے ماورا کوئی زندگی نہیں۔ اگر اسے خوش اسلوبی سے گزار لیا تو مقصود حاصل ہوگیا۔ اس کے بعد نہ حساب کتاب ہوگا۔ نہ حشر نہ نشر اسی واسطے تمہیں اس دن یہی حکم دیا جائے گا کہ کوئی بات قابل سماعت نہیں' جاؤ اور اس عذاب دردناک کے مزے چکھو۔ جس کا تم سے وعدہ کیا تھا۔ آج کسی سے وعدہ خلافی نہ ہوگی۔

ترجمہ آیات ۳۱-۴۱:- بلاشبہ وہ لوگ نقصان میں رہے جنہوں نے اللہ سے ملنے کو جھٹلایا یہاں تک کہ جب قیامت ان پر اچانک آجائے گی تو کہیں گے افسوس اپنی کوتاہی پر جو ہم سے اس بارے میں ہوئی اور وہ اپنے (گناہوں کا) بوجھ اپنی پیٹھ پر لادے ہوں گے۔ سن رکھو کہ جو بوجھ وہ لادیں گے بہت برا ہے۔ اور دنیا کی زندگی تو محض ایک کھیل اور مشغلہ ہے البتہ آخرت کا گھر ان کے لئے بہت ہی بہتر ہے جو متقی ہیں' تو کیا تم (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے۔ (اے پیغمبرؐ اسلام) ہم جانتے ہیں کہ یہ لوگ جو کچھ باتیں کرتے ہیں وہ آپ کو آزردہ خاطر کرتی ہیں وہ درحقیقت آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اور بلاشبہ آپ سے پہلے کئی رسول بھی جھٹلائے جاچکے ہیں۔ انہوں نے لوگوں کے جھٹلانے اور ایذا دینے پر بھی صبر کیا یہاں تک کہ ہماری طرف سے مدد ان کے پاس آپہنچی اور کوئی اللہ کی باتوں کو بدلنے والا نہیں' آپ کے پاس رسولوں

کے بعض حالات پہنچ چکے ہیں۔ اور (اے پیغمبر!) اگر ان لوگوں کی روگردانی آپ پر گراں گزرتی ہے تو اگر آپ کو قدرت ہو کہ زمین کے اندر کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی تلاش کر لو اور (اس طرح) انہیں کوئی نشان لا دو تو یہ بھی کر دیکھو اور اگر اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر متفق کر دیتا۔ پس آپ نادانوں میں سے نہ ہو جایئے گا۔ دعوت کو قبول تو وہی کرتے ہیں جو (دل سے) سنتے ہیں اور مردوں کو اللہ ہی زندہ کرے گا' پھر وہ اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ اور کہتے ہیں اس کے رب کی طرف سے کیوں کوئی نشان اس پر نہیں اتارا گیا۔ کہہ دیجئے اللہ یقیناً" اس بات پر قادر ہے کہ وہ کوئی نشان اتار دے لیکن ان میں اکثر آدمی نہیں جانتے۔ جتنے حیوانات زمین میں چلتے پھرتے ہیں اور جتنے پرندے اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتے پھرتے ہیں سب تمہاری ہی طرح کی مخلوقات ہیں ہم نے کتاب میں کوئی چیز بیان کرنے سے نہیں چھوڑی پھر (انجام کار) سب اپنے رب کے حضور میں جمع کئے جائیں گے۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ اندھیروں میں (گویا) بہرے اور گونگے ہیں۔ اور اللہ جس کو چاہے راہ راست سے دور پھینک دے اور جس کو چاہے سیدھی راہ پر ڈال دے۔ اے پیغمبر! کہئے بھلا یہ تو بتلاؤ اگر تم پر اللہ کا عذاب آ جائے یا قیامت آ موجود ہو تو کیا پھر بھی تم اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ اگر تم سچے ہو۔ بلکہ صرف اسی کو پکارو گے تو جس چیز کے لئے تم اس کو پکارو گے اگر وہ چاہے گا تو اس کو پورا کر دے گا اور (اس وقت) تم جن کو شریک ٹھہراتے ہو ان کو بھول جاؤ گے۔

شرح:۔ یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ اس دنیا کی زندگی کے بعد کسی چیز کے قائل نہیں جو نہ قیامت کو مانتے ہیں نہ حساب کتاب کو اور سمجھتے ہیں کہ یہ زندگی بھی تو اس کے سوا اور کوئی حقیقت نہیں رکھتی کہ ہنسی کھیل اور عیش و عشرت سے گزار دی جائے۔ یہ لوگ فی الحقیقت ایک بڑی غلطی پر ہیں اور صرف اپنا نقصان کر رہے ہیں۔ ان کے کفر سے نہ خدا کا کچھ بگڑتا ہے نہ دوسرے ایمان والوں کا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بالخصوص مبلغین اسلام کو حکم ہوتا ہے کہ تم اللہ کی نافرمانی کے عذاب سے اور اس کی اطاعت کے خوشگوار نتائج سے لوگوں کو مطلع کر دو۔ ماننا نہ ماننا لوگوں کا اپنا اختیار ہے۔ انبیاء اور علماء کو جو تم سے پہلے بھی تبلیغ حق کا کام کرتے رہے ہیں منکرین حق نے سخت تنگ کیا اور طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں لیکن انہوں نے کبھی ہمت نہ ہاری صبر کیا اور

اعلان حق کرتے رہے تمہارے لئے بھی وہی راہ ہے۔ اللہ کا کہا ہو کر رہے گا تمہیں بھی نہ چھوڑنا چاہئے۔ اور اگر تم ان کی مخالفانہ باتیں نہ سن سکو تو خواہ آسمان پر چڑھ جاؤ یا زمین کے اندر چلے جاؤ وہ تو پھر بھی نہیں مانیں گے۔ یاد رکھو کوئی انسان کسی انسان کو راہ ہدایت اختیار کرنے کے لئے مجبور نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ بات خدا ہی کے بس کی ہے۔ مگر اس نے اسی بات کو بہتر سمجھا کہ ہر شخص اپنی اپنی سمجھ اپنی اپنی عقل اور اپنے اپنے اختیار کو کام میں لائے اور اپنی اپنی راہ چلے پس وہ لوگ جو از خود راہ ہدایت اختیار کریں تو وہ دین حق کی بات بھی سن لیتے ہیں مگر جو الٹی راہ اختیار کر چکے ہیں وہ مردہ دل ہیں ان کی ہدایت کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ ان کو خدا ہی زندہ کرے تو کرے۔ اے پیغمبر! یہ لوگ مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ کوئی معجزہ انہیں دکھائیں کہ اسے دیکھ کر وہ ایمان لائیں ان لوگوں سے کہنا چاہئے کہ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ جس طرح کا معجزہ چاہو خدا دکھا سکتا ہے۔ مگر کیا یہ معجزہ نہیں ہے کہ فضائے آسمانی میں تمہارے سروں کے اوپر ہوا کے اندر طرح طرح کے پرندے اڑ رہے ہیں۔ جو کبھی پر کھولتے اور کبھی سکیڑ لیتے ہیں ان کو دیکھو تمہاری ہی طرح کی مخلوقات ہیں اللہ کے محتاج ہیں۔ ہر ایک کے لئے الگ الگ پیدائش نشوونما اور ضروریات زندگی کا سامان ہے جو انہیں دیا جاتا ہے یہ اور اسی قسم کی ہزاروں لاکھوں نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی اگر کسی نشانی کی ضرورت باقی رہے تو تعجب ہے! جو لوگ نشانات حق کو دیکھنے کے بعد بھی ایمان نہ لائیں ان کے لئے دوسرے معجزے کیا کام دیں گے۔

ترجمہ آیات ۴۲-۵۰:- اور (اے پیغمبر!) بیشک ہم نے اور قوموں کی طرف بھی جو آپ سے پہلے ہو چکی ہیں رسول بھیجے پھر ہم نے ان کو (ان کی نافرمانی کی وجہ سے) سختی اور تکلیف میں گرفتار کیا تاکہ وہ عاجزی وزاری کریں۔ پھر کیوں نہ انہوں نے عاجزی کا اظہار کیا جب ان پر ہمارا عذاب آیا لیکن ان کے دل سخت ہو گئے۔ (بات یہ تھی کہ) شیطان ان کے اعمال ان کو بنا سنوار کر دکھاتا رہا۔ پھر جب ان لوگوں نے ان نصیحتوں کو بھلا دیا جو ان کو کی گئی تھیں تو ہم نے ان پر ہر چیز (کی فراوانی) کے دروازے کھول دیئے۔ حتی کہ جب وہ ان چیزوں پر خوشیاں منانے لگے جو انہیں ملی تھیں تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا پھر وہ بے آس ہو کر رہ گئے۔ پس ظالم گروہ کی جڑ کٹ گئی اور خدا کا شکر ہے جو تمام

کائنات کا پروردگار ہے۔ اے پیغمبر! کہئے بھلا بتاؤ تو کہ اگر اللہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تمہیں یہ چیزیں واپس لا دے؟ دیکھئے ہم کس طرح مختلف طریقوں سے دلائل بیان کرتے ہیں پھر بھی یہ اعراض کرتے ہیں۔ کہئے بھلا بتاؤ تو کہ اگر تم پر اللہ کا عذاب غفلت میں آجائے یا بے خبری میں۔ تو کیا سوا ظالم لوگوں کے کوئی اور بھی ہلاک کیا جائے گا۔ اور ہم رسولوں کو محض اس لئے بھیجتے ہیں کہ (فرمانبرداروں) کو بشارت دیں اور (نافرمانوں کو) ڈرائیں۔ پس جو کوئی ایمان لے آئے اور اعمال کی اصلاح بھی کر لے تو اس کے لئے نہ خوف و ہراس ہے اور نہ وہ آزردہ ہو گا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا نافرمانی کی وجہ سے عذاب کی لپیٹ میں آئیں گے۔ (اے پیغمبر!) کہہ دیجئے میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں (بلکہ) میں تو صرف اسی بات پر چلتا ہوں جو مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔ پوچھئے کیا اندھا اور بینا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ تو کیا تم غور و فکر نہیں کرتے۔

شرح: جس وقت کوئی قوم بد عملیاں کرتے کرتے ایک مدت گزار دیتی ہے تو پھر اس کی اصلاح کے لئے کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ ان پر مصیبتوں پر مصیبتیں آئیں تو بھی ان کے دل نہیں پسیجتے۔ بلکہ پتھر ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اکثر اوقات خوشحالی بھی ان کا ساتھ دیتی ہے اور وہ اسی میں سرمست رہتے ہیں تا آنکہ وہ اپنی بدمستیوں اور رنگ رلیوں میں ہوتے ہیں کہ ان کی مہلت کا زمانہ گزر چکا ہوتا ہے۔ خدا کا غضب جوش میں آتا ہے اور ان کا نام و نشان صفحہ عالم سے حرف غلط کی طرح مٹا کر رکھ دیتا ہے۔ چنانچہ تاریخ عالم کی ورق گردانی کر کے دیکھ لو۔ تمہیں بے شمار ایسی قومیں ملیں گی جو اپنے اپنے زمانے میں اپنی نظیر نہ رکھتی تھیں۔ مگر جب ان کی سرکشی و نافرمانی حد سے تجاوز کر گئی تو انہیں ملیامیٹ کر دیا گیا اور آج تمہیں ان کے نام تک یاد نہیں پس اے مسلمانو! تم بالخصوص اور اے اہل جہان تم بالعموم اس سے عبرت پکڑو خدا ہی کی ذات عبادت کے لائق ہے اور اسی کا فرمان دنیا میں چلنا چاہئے دیکھو۔ خدا وہ ہستی ہے کہ اگر وہ تمہاری بینائی چھین لے یا سماعت واپس لے لے یا دل کو بے حس کر دے تو کوئی نہیں جو یہ نعمتیں یا ان کا نعم البدل تمہیں لا کر دے سکے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تم اسے اپنا خالق حقیقی نہ مانو اور اس کی عبادت نہ کرو۔

اے لوگو! یہ بات سمجھ لو کہ رسول کسی بات کے لئے ذمہ دار نہیں۔ ان کا فرض صرف اس قدر ہے کہ جو بات انہیں بتائی جائے اسی کو وہ تم لوگوں تک پہنچا دیں۔ پھر وہ لوگ جو اس بات کو نہیں مانتے۔ وہ عذاب دوزخ کے مستحق ہوتے ہیں۔ جہاں وہ اپنی نافرمانی کے مزے چکھیں گے۔

اے پیروان دعوت حق! تم بھی اس بات کو یاد رکھو کہ کہیں افراط و تفریط میں پڑ کر نبی کو خدا سے نہ ملا دینا۔ نبی ایک واسطہ ہے بندے اور خدا کے درمیان۔ ان کی حیثیت صرف یہ ہے کہ جو راہ حق ان سے بذریعہ وحی دکھلا دی جاتی ہے اس پر وہ خود بھی چلتے ہیں اور دوسروں کو بھی چلنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ نبی خواہ کس قدر جلیل القدر ہوں۔ خدا کے مقابلے میں ان کی حیثیت ایک بندے اور عبد کی ہے۔ وہ اس کا پیارا اور محبوب ہو سکتا ہے مگر اس کے کمالات کا جامع نہیں ہو سکتا۔

ترجمہ آیات ۵۱-۵۵:- اور (اے پیغمبر!) قرآن کے ذریعے ان لوگوں کو ڈرایئے جو اس بات سے خائف ہیں کہ اللہ کے حضور میں جمع کئے جائیں گے اس حالت میں کہ اللہ کے سوا نہ ان کا کوئی دوست ہوگا اور نہ شفیع تاکہ پرہیزگار ہو جائیں۔ اور ان لوگوں کو اپنے پاس سے دور نہ کیجئے جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ جس سے صرف اسی کی خوشنودی و رضامندی چاہتے ہیں ان کے حساب کی جوابدہی آپ کے ذمہ نہیں اور آپ کے حساب کی ذمہ داری ان پر عائد نہیں ہوتی کہ ان کو آپ اپنے پاس سے دور کر دیں۔ اور نا منصفوں میں آپ کا شمار ہو۔ اور اسی طرح ہم نے بعض انسانوں کو بعض کے ذریعہ آزمائش میں ڈال رکھا ہے۔ تاکہ یہ لوگ کہیں کہ کیا ان لوگوں کو اللہ نے ہمارے درمیان میں سے فضل و احسان کے لئے چن لیا ہے کیا اللہ شکر گزاروں کو بخوبی نہیں جانتا؟ اور (اے پیغمبر اسلام!) جب آپ کے پاس وہ اشخاص آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو ان سے کہئے کہ تم پر سلامتی ہو تمہارے رب نے رحم و کرم فرمانا اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ تم میں سے جو شخص نادانی سے برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد تائب ہو جائے اور (آئندہ کے لئے) اپنی اصلاح کر لے کیونکہ وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت والا ہے۔ اور اس طرح ہم آیتوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں تاکہ مجرموں کی راہ واضح طور پر ظاہر ہو جائے۔

شرح:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب غریب غربا اسلام کی نعمتوں سے مالا مال ہو رہے تھے تو مشرکین مکہ میں سے بعض سرداروں اور رئیسوں نے کہا کہ ہم بھی چاہتے ہیں کہ آپ کی باتیں سنیں۔ مگر آپ کے پاس حقیر و ذلیل لوگوں کا عام مجمع رہتا ہے ہم ان میں بیٹھ نہیں سکتے۔ اس پر ارشاد ہوا کہ خدا کو یہ بات گوارا نہیں۔ کہ وہ لوگ جو صبح و شام اللہ کو پکارتے ہیں اور اس کی عبادت کرتے ہیں۔ انہیں پیچھے دھکیل دیا جائے اور ان کی جگہ ایسے نڈر' کٹ حجت اور سنگدل لوگوں کو تبلیغ کی جائے جو بظاہر ماننے والے نہیں حالانکہ ہدایت قبول کرنے والے اکثر مسکین طبع' رقیق القلب اور مفلوک الحال لوگ ہوا کرتے ہیں۔ وہ اللہ کی نعمتیں حاصل کرکے شکر خداوندی بجا لاتے ہیں۔ مگر کھاتے پیتے' موٹے تازے اور دولتمند لوگ اکثر ناشکر گزار ہوتے ہیں اور وہ اپنی خوشحالی کو قوت بازو کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ پس خدا ایسے ناشکر گزاروں کو ہدایت کی راہ نہیں دکھاتا۔

اے پیغمبر اسلام! اگر کسی مسلمان سے کوئی ناپسندیدہ کام جہالت و نادانی سرزد ہو جائے اور وہ توبہ کرلے تو اس سے درگذر کرو اسے کہہ دو کہ اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے اور تم پر فضل و رحمت ہی کرنا چاہتا ہے۔ پس اگر بشریت کے تقاضا سے کوئی غلطی ہو جائے تو غلطی معلوم ہونے پر آئندہ کے لئے اصلاح کرلینی چاہیے۔

ترجمہ آیات ۵۶ - ۶۰:۔ اے پیغمبر اسلام! کہہ دیجئے کہ مجھے ان سے منع کیا گیا ہے کہ میں ان کی عبادت کروں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ کہہ دیجئے میں تمہاری خواہشوں پر نہیں چلوں گا کیونکہ اس حالت میں تو یقیناً" راہ راست سے بھٹک جاؤں گا اور ہدایت یافتہ لوگوں میں نہیں ہوں گا۔ کہہ دیجئے کہ میں اپنے پاس اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل رکھتا ہوں' اور تم اس کو جھٹلاتے ہو جس (عذاب) کا تم فوری مطالبہ کر رہے ہو وہ میرے پاس نہیں اصل حکم تو اللہ ہی کا ہے وہ حق بات بتلاتا ہے اور بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ کہہ دیجئے کہ اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جس کا تم فوری مطالبہ کرتے ہو تو یقیناً" میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہی ہو چکا ہوتا' اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ اور اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں ان کو سوا اس کے کوئی نہیں جانتا اور خشکی اور تری میں جو جو کچھ ہے اس کو بھی جانتا ہے اور (درخت پر سے) کوئی پتا نہیں گرتا مگر اس کا بھی اسے علم ہے اور کوئی دانہ زمین کی تاریکیوں میں نہیں گرتا اور نہ کوئی رطب و یابس

چیز مگر یہ کہ وہ کتاب روشن میں موجود ہے۔ اور وہ ایسا ہے جو رات کے وقت تمہاری روح کو قبض کر لیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو وہ اس کو جانتا ہے۔ پھر دن کے وقت تم کو اٹھا کھڑا کرتا ہے تاکہ مقررہ مدت حیات پوری کر دی جائے۔ تمہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر اس وقت جو عمل تم کرتے تھے وہ تم کو بتائے گا۔

شرح:۔ اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر کسی غیر کو تنگی و مصیبت میں پکارنا اور اس سے حاجت روائی کی توقع رکھنا شرک ہے۔ اسلام کے نزدیک خدا کی عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ خواہ تنگی ہو یا خوشحالی بیقراری ہو یا خوشی جب پکارا جائے تو صرف اسی ذات یگانہ کو جو سب کا معبود حقیقی ہے۔ مصائب میں اسی سے مدد طلب کی جائے اور خوشحالی میں اسی کا شکریہ ادا کیا جائے۔ اگر ان باتوں کے لائق کسی دوسری ہستی کو بھی سمجھا جائے تو یہ شرک ہے اور شرک کا گناہ کفر سے بھی زیادہ ہے۔ فرماتا ہے کہ اے ہمارے رسول! جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ سے حاجتیں طلب کرتے ہیں۔ ان سے کہہ دیجئے کہ مجھے ان باتوں کی اجازت نہیں اور اگر میں تمہارا دل خوش کرنے کے لئے تمہاری کوئی بات مان لوں تو خدا مجھے بھی گمراہوں میں شمار کرے گا۔ اور جو تم عذاب طلب کرتے ہو اور کہتے ہو کہ ہماری تکذیب پر اللہ کا عذاب کیوں نازل نہیں ہوتا! وہ میرے بس کی بات نہیں۔ جو چیز تم دیکھنا چاہتے ہو اگر دکھا دی جائے تو پھر سرے سے ہی فیصلہ ہو جائے اور تمہارا نام و نشان تک باقی نہ رہے۔ اس بات کو سن رکھو کہ تمہارے دل کی پہنائیوں میں جو چیزیں مخفی ہیں۔ خدا کو وہ بھی بخوبی معلوم ہیں۔ اس کو ان چیزوں کا بھی پورا علم ہے جو انسانی آنکھوں سے دیکھی نہیں جا سکتیں۔ وہ ان چیزوں کو بھی بخوبی جانتا ہے جو انسان کے احاطہ علم میں محفوظ نہیں رہ سکتیں۔ مثلاً" اسے خشکی کی تمام کائنات کا پورا پورا علم ہے اس طرح اسے سمندروں کی کائنات کی بھی پوری پوری خبر ہے۔ اگر درختوں سے کوئی پتا جھڑتا ہے یا زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ اگتا ہے۔ تو اسے اس کا بھی پورا پورا علم ہوتا ہے۔ اس طرح خواہ کوئی تر چیز ہو یا خشک اس کے احاطہ علم میں محفوظ ہے۔ اسی خدا کے بس کی بات ہے کہ وہ انسان کو رات کے وقت سلا کر موت کا نمونہ دکھا دیتا ہے اور دن بھر جو کچھ تم کرتے رہتے ہو وہ سب اس کے علم میں ہوتا ہے اور جب تک انسان زندہ رہتا ہے روزمرہ اسے یہی حالات پیش آتے ہیں۔ پھر ایک دن یہ مدت بھی ختم ہو جائے گی اور

انسان لوٹ کر پھر اپنے خدا کے روبرو حاضر ہو کر اس بات کا جواب دے گا کہ کہاں تک اس نے اس کی فرمانبرداری کی تھی اور کہاں تک نافرمانی۔

ترجمہ آیات ۶۱-۷۰:- اور وہ اپنے بندوں (پر پوری طرح) غالب ہے اور تم لوگوں پر نگران مقرر کر کے بھیجتا ہے، یہاں تک کہ جس وقت تم میں سے کسی کو موت آتی ہے، ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور وہ بالکل کوتاہی نہیں کرتے۔ پھر وہ اپنے سچے مالک کے حضور میں لائے جائیں گے سن رکھو کہ حکم اسی کا ہے اور وہ سب سے جلد حساب لینے والا ہے۔ پوچھئے کون ہے جو تمہیں خشکی اور تری کی تاریکیوں سے نجات دیتا ہے تم اس کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارتے ہو (اور کہتے ہو) کہ اگر ہم کو اس مصیبت سے اللہ بچا لے تو البتہ ہم ضرور شکر گزار ہوں گے۔ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو اس سے نجات دیتا ہے اور ہر بے چینی سے بھی پھر بھی اس کے ساتھ تم شریک ٹھہراتے ہو۔ کہہ دیجئے کہ وہ اس پر بھی قادر ہے کہ تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں تلے سے تمہارے لئے عذاب بھیج دے یا تم کو گروہ در گروہ بنا دے اور تم میں سے بعض کو بعض کی لڑائی کا مزہ چکھائے۔ دیکھئے ہم کس طرح مختلف پہلوؤں سے آیتیں بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھیں۔ اور آپ کی قوم نے اس (قرآن) کی تکذیب کی حالانکہ وہ صدق و راستی ہے۔ کہہ دیجئے کہ میں کوئی تمہارا اجارہ دار نہیں۔ ہر خبر کے لئے ایک وقت مقرر ہے اور تم جلدی ہی (یہ حقیقت بھی) معلوم کر لو گے۔ اور جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان سے کنارہ کش ہو جاؤ یہاں تک وہ کسی دوسری بات میں بحث کرنے لگیں اور اگر شیطان تم کو بھلا دے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ اور وہ لوگ جو اللہ سے ڈرتے ہیں وہ ان کی طرف سے کسی بات کے جوابدہ نہیں۔ ہاں ان کے ذمہ نصیحت کر دینا ہے تاکہ وہ بھی اللہ سے ڈرنے لگیں۔ اور ان لوگوں کو چھوڑ دیجئے جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا سمجھ رکھا ہے اور دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکے میں ڈال دیا ہے اور قرآن کے ذریعے سے نصیحت کرتے رہیے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص اپنے اعمال کی وجہ سے ہلاکت میں پھنس جائے کہ اس کے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی مددگار ہو گا اور نہ سفارشی، اور اگر وہ ہر طرح کا معاوضہ بھی دیدے تو بھی اس سے نہ لیا جائے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اعمال کی وجہ سے ہلاکت میں پڑ گئے ہیں ان کے لئے

کھولتا ہوا پانی پینے کو ہوگا اور دردناک عذاب ہوگا کیونکہ وہ کفروانکار کیا کرتے تھے۔

شرح:- فرماتا ہے کہ اللہ کو اپنے بندوں پر پورا پورا غلبہ واقتدار حاصل ہے اس کے دائرہ علم و قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں۔ اس نے انسانوں کی حفاظت و نگرانی کے لئے فرشتے تعینات کر رکھے ہیں۔ پھر جب موت کا وقت آجاتا ہے تو فرشتے اس کی روح قبض کرلیتے ہیں اور خدا کے حضور پیش کردیتے ہیں تاکہ وہ اس سے اس کے اعمال کا محاسبہ کرے اور اصول مکافات کے ماتحت اس کو سزا یا جزا دے۔ پس انسان کو چاہئے کہ ان باتوں کو ہروقت پیش نظر رکھے۔ تاکہ اس سے کبھی خدا کی نافرمانی نہ ہو۔ پوچھتا ہے کہ بھلا کون ہے جو تمہیں خشکی کے تاریک بیابانوں اور سمندر کی گہرائیوں میں ہلاکت وتباہی سے بچاتا ہے۔ اگر تم کبھی ان جگہوں میں کسی مصیبت میں پھنس جاتے یا کسی کے نرغے میں آجاتے ہو تو بکمال تضرع خدا سے التجائیں کرتے ہو۔ کہ خدایا! اگر ہمیں اس وقت اس مصیبت سے بچالیا گیا تو تجھ سے عہد باندھتے ہیں کہ تیرے شکرگزار، فرمانبردار اور عابد بندے بن کر رہیں گے مگر آہ! بہت کم ہیں جو اپنے اس عہد پر قائم رہتے ہیں۔ اور اخروی عذاب سے نجات اور فلاح حاصل کرتے ہیں۔ فرماتا ہے کہ لوگو! اگر تم نافرمانی کروگے اور ہمارے احکام کو زندگی کا پروگرام نہ بناؤ گے۔ تو تم پر آسمانوں سے عذاب قاہرہ نازل کیا جائے گا۔ یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے کوئی عذاب بھیج کر تمہیں نافرمانی کا مزہ چکھایا جائے گا۔ یا تمہیں فرقے فرقے بنا دیا جائے گا۔ اور یہ باہمی اختلاف تمہارے لئے سخت مضر ہوگا۔ فرماتا ہے کہ دیکھ لو۔ کل کلاں کو ہونے والی باتیں تمہیں آج ہی بتائی جارہی ہیں اور یہ محض اس لئے کہ تم ہر بات کو بخوبی سمجھ لو اور نافرمانی سے بچو۔ ابتدائے کار ہی سے ایسے لوگ چلے آتے ہیں جنہیں حق سے ہمیشہ کد و کاوش رہی ہے پس ان لوگوں کے لئے تمہیں رنجیدہ خاطر نہیں ہونا چاہئے۔ اس قسم کے کوتاہ بین منکرین حق جب حد ادب سے گزر کر کٹ حجتیاں کرنے اور حق کا مذاق اڑانے لگیں تو ان کی مجلس میں ہرگز نہ بیٹھو۔ اور اگر بھولے سے بیٹھ بھی جاؤ تو خدا کا یہ حکم یاد آجانے کے بعد فوراً اٹھ کر چلے جاؤ اور جب تک وہ ان باتوں کو قطعاً نہ چھوڑ دیں تب تک ان کے پاس ہرگز نہ پھٹکو۔ جو لوگ خدا سے ڈریں ان پر کوئی گناہ لازم نہیں آتا۔ گناہ ان پر ہے جو دین کو ایک کھیل تماشہ سمجھیں۔ اور دنیاوی زندگی کے فریب میں آکر خدا کو بھول جائیں۔ ان کو یاد کرادو

کہ وہ اپنی بد عملیوں کی وجہ سے آنے والی زندگی کی تمام امیدوں پر پانی پھیر رہے ہیں۔
جب یہ دور حیات ختم ہو گیا اور آئندہ آنے والی زندگی میں داخلے کا وقت آیا تو اس وقت
اگر کوئی شخص چاہے کہ کسی کی سفارش حاصل کر کے چھوٹ جائے تو یہ محض ناممکن ہو گا۔
اور نہ اس دن کوئی کسی کا دوست بنے گا۔ جن لوگوں نے دنیا میں نافرمانی کی ہو گی ان کو گرم
پانی پینے کے لئے ملے گا۔ اور دیگر کئی طرح کے دردناک عذابوں سے واسطہ پڑے گا۔

ترجمہ آیات ۷۱-۸۲:- (اے پیغمبر اسلام! ان لوگوں سے) کہہ دیجئے کہ کیا ہم
اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکاریں جو نہ ہمیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور
اس کے بعد کہ اللہ ہمیں سیدھی راہ دکھا چکا ہے۔ کیا ہم پھر الٹے پاؤں پھر جائیں یا اس
شخص کی طرح جس کو شیطانوں نے جنگل میں گمراہ کر کے حیرانی کی حالت میں چھوڑ دیا ہو۔
اس کے ساتھی بھی ہیں کہ اس کو سیدھی راہ کی طرف بلا رہے ہیں کہ ہمارے پاس چلے
آؤ۔ کہہ دیجئے کہ یقیناً" اللہ کی رہنمائی ہی اصل ہدایت ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم
پروردگار عالم کے فرمانبردار ہیں اور یہ (ہمیں حکم دیا گیا ہے) کہ نماز قائم کرو اور خدا سے
ڈرو' اور وہی ذات ہے جس کے حضور تم جمع کئے جاؤ گے۔ اور وہی ہے کہ جس نے
آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا اور جس دن کہ وہ (حشر کو) کہے گا کہ (برپا) ہو تو
وہ ہو جائے گا۔ اس کا فرمان حق ہے اور اس دن اسی کی بادشاہی ہو گی جس دن کہ صور
پھونکا جائے گا وہ غائب اور حاضر کا جاننے والا ہے' اور وہی صاحب حکمت و آگاہی ہے اور
(یاد کرو) جب کہ ابراہیم نے اپنے باپ آذر سے کہا کہ کیا تو بتوں کو معبود قرار دیتا ہے بیشک
میں تجھ کو اور تیری قوم کو صریح گمراہی میں دیکھتا ہوں۔ اور اس طرح ہم نے ابراہیم کو
آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت دکھائی۔ تاکہ وہ یقین رکھنے والوں میں سے ہو جائیں۔ تو
جب ان پر رات کی تاریکی چھا گئی انہوں نے ستارا دیکھا کہنے لگے یہ میرا رب ہے؟ پھر
جب وہ غروب ہو گیا تو بولے کہ میں غروب ہو جانے والوں کو پسند نہیں کرتا پھر جب انہوں
نے چاند کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ (بھی) غروب ہو گیا تو فرمانے
لگے کہ اگر میرا پروردگار میری راہنمائی نہ کرتا تو میں یقیناً" گمراہ لوگوں میں ہو جاتا۔ پھر
جب انہوں نے سورج کو چمکتا ہوا دیکھا تو فرمایا یہ میرا رب ہے؟ یہ سب سے بڑا ہے پھر
جب وہ (بھی) غروب ہو گیا تو فرمانے لگے اے میری قوم! بلاشبہ میں تمہارے شرک سے

بیزار ہوں۔ میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا میں حق پسند ہوں اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ اور ان کی قوم نے ان کے ساتھ بحث و مباحثہ کیا۔ انہوں نے فرمایا کیا تم مجھ سے اللہ کے بارے میں بحث و مباحثہ کرتے ہو حالانکہ اس نے مجھے ہدایت بخشی ہے اور میں تو ان سے جن کو شریک خدا مانتے ہو مطلق نہیں ڈرتا لیکن ہاں میرا خدا ہی کچھ (نقصان پہنچانا) چاہے (تو دوسری بات ہے) میرے رب نے ہر چیز کو اپنے علم کی رو سے گھیر رکھا ہے تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ اور (بھلا) میں کس طرح ان سے ڈروں جن کو تم شریک خدا ٹھہراتے ہو حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم اللہ کے ساتھ ان ہستیوں کو شریک کرتے ہو جن کی اللہ نے تمہارے لئے کوئی دلیل نازل نہیں کی تو (بتاؤ) دونوں فریقوں میں سے زیادہ کون امن کا حقدار ہے اگر تمہیں واقعی کسی چیز کا علم ہے۔ وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اور اپنے ایمانوں کو شرک سے آلودہ نہیں کرتے انہی کے لئے امن ہے اور یہی صحیح راستے پر ہیں۔

شرح:۔ فرماتا ہے کہ منکرین حق کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص ہو جو جنگل بیابان میں کھو گیا ہو نہ سیدھی راہ اس پر کھلے نہ وہ منزل مقصود پر پہنچ سکے۔ اس کے سامنے اندھیرا ہی اندھیرا ہو۔ جس میں اسے کچھ بجھائی نہ دے برعکس اس کے ایمان والوں کے سامنے علم و یقین اور وحی و نبوت کی روشنی ہوتی ہے۔ وہ خود بڑی آسانی سے اپنا سفر طے کرتے اور گمراہ بھائیوں کو اسی راستے کی طرف بلاتے ہیں۔ یہ لوگ خود بھی مقاصد حیات سے متمتع ہوتے اور جو ان کی آواز کو سنے اسے بھی سیدھی راہ پر ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ خدا کے فرمانبردار بنے رہیں۔ نماز قائم کریں اور اسی سے ڈریں کیونکہ بالآخر اسی کے پاس سب کو اکٹھا ہو کر جانا ہے۔ لوگو! جس کے پاس تمہیں لوٹ کر جانا ہے وہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور ان چیزوں کا پیدا کرنا اس کے لئے کوئی بڑی بات نہ تھی۔ بس اسی قدر کہہ دیا کہ "ہو" بس یہ تمام چیزیں معرض وجود میں آگئیں۔ ان کو فنا کرنا بھی کوئی مشکل کام نہیں۔ جب فنا کرنا مقصود ہو گا تو اس کے حکم سے صور پھونکا جائے گا جس کے دھماکے سے دنیا فنا ہو جائے گی۔ الحاصل وہ ہر چیز کو مٹا سکتا ہے۔ مگر خود حی و قیوم ہے اور یہ حقیقت کسی بالغ النظر اور سلیم العقل انسان سے مخفی نہیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم جب سن رشد کو پہنچے تو ہم نے انہیں کارخانہ عالم کا

انتظام حکومت دکھایا۔ پس وہ اپنے بت تراش و بت فروش چچا سے کہنے لگے۔ کہ ان بتوں کو معبود کارساز ماننا اور ان کی تعظیم کرنا سخت غلطی ہے۔ میں تمہیں اور تمہاری قوم کو بت پرستی اور کواکب پرستی کی وجہ سے سخت گمراہی میں دیکھتا ہوں چنانچہ اندھیری رات میں ایک ستارہ دیکھا تو اپنی قوم سے پوچھا۔ کہ کیا یہ میرا رب ہے؟ جب وہ غروب ہو گیا تو کہنے لگے بھلا جو مٹ جائے وہ خدا کیونکر ہو میں مٹنے والے کو نہیں بلکہ مٹانے والے کو پسند کرتا ہوں۔ پھر چاند کو چمکتے دیکھا تو پوچھا کہ آیا یہ میرا رب ہے؟ وہ ڈوب گیا تو اس سے بیزاری کا اظہار کیا اور کہہ دیا کہ جو کوئی ستارہ پرستی کرتا ہے وہ یقیناً" گمراہ ہے۔ یہ چیزیں بذات خود کوئی وجود نہیں رکھتیں بلکہ اپنے طلوع و غروب ہونے کے واسطے کسی دوسرے کی رہین منت ہیں۔ بالآخر سورج کو دیکھا تو کہا کیا یہ میرا رب ہے؟ اسے بھی ڈوبنا تھا سو ڈوبا جھٹ بیزاری کا اظہار کیا اور کہا کہ اے میری قوم! یہ سب شرک کی باتیں ہیں یہ چیزیں معبود نہیں ہو سکتیں۔ بلکہ معبود حقیقی تو وہی ہے جس نے زمین و آسمان اور ان سب چیزوں کو پیدا کیا بعد ازاں انہوں نے ایک نہیں بلکہ متعدد بار اپنے زمانے کے بت پرستوں کے ساتھ مناظرے کئے۔ کہ خدا کے سوا جن چیزوں کو لوگ پوجتے ہیں خدا سے ان کی نسبت وہی ہے جو خس و خاشاک کو ایک کوہ فلک پیما سے بس صرف اسی سے ڈرنا چاہیے جو سب کا رب ہے جو سب کے اوپر حقیقی حاکم ہے جو سب کو فنا کر سکتا ہے۔ مگر خود ہمیشہ سے قائم ہے اور قائم رکھنے والا ہے' زندہ ہے اور زندہ کرنے والا ہے۔ پس وہ لوگ جو اس معبود یگانہ سے ڈریں اور اس کی عبادت کریں وہی راہ ہدایت پر ہیں۔

ترجمہ آیات ۸۳-۹۰:- اور یہ ہماری دلیل ہے جو ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلے پر دی تھی۔ ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بڑھا دیتے ہیں بیشک آپ کا رب بڑی حکمت والا اور بڑے علم والا ہے۔ اور ہم نے انہیں اسحٰق اور یعقوب بخشے۔ ان سب کو ہم نے راہ ہدایت دکھائی' اور اس سے پہلے نوح کو بھی راہ ہدایت دکھا چکے تھے اور ابراہیم کی اولاد میں سے داؤد' سلیمان' ایوب' یوسف' موسیٰ اور ہارون کو بھی راہ ہدایت دکھائی اور اس طرح ہم نیکو کاروں کو جزا دیا کرتے ہیں۔ اور زکریا' یحییٰ عیسیٰ اور الیاس کو کہ سب نیکو کاروں میں سے تھے اور اس طرح اسمٰعیل' الیسع' یونس اور لوط کو۔ اور ان سب کو ہم نے اہل جہان پر فضیلت دے رکھی تھی۔ اور ان کے آباؤ اجداد اور ان کی اولاد

اور ان کے بھائیوں میں سے بعض کو' اور ان سب کو ہم نے برگزیدہ کیا اور انہیں صراط مستقیم پر چلایا۔ یہ ہے اللہ کی ہدایت وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے راہ ہدایت دکھا دیتا ہے۔ اگر یہ لوگ بھی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے تو ان کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے۔ یہ لوگ جن کو ہم نے کتاب' حکمت اور نبوت دی پھر اگر یہ لوگ ان باتوں کو نہ مانیں تو ہم نے اس کے لئے ایک گروہ مقرر کر رکھا ہے جو ان باتوں کا منکر نہیں ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت سے بہرہ مند کیا ہے آپ بھی (اے پیغمبر اسلام!) انہی لوگوں کی راہ اختیار کیجئے کہہ دیجئے میں قرآن سناتے پر تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگتا یہ تو تمام جہان کے لئے محض پند و نصیحت ہے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں توحید ابراہیمی کا پورا پورا نقشہ کھینچ کر بتایا گیا ہے۔ اور عقل و بصیرت اور دلیل و برہان کی بیسیوں راہیں دکھائی گئی ہیں ان آیات مبارکہ کو جو جس قدر زیادہ پڑھے گا اور ان پر جس قدر زیادہ غور و تدبر کرے گا۔ اسی قدر علم و حقیقت کی روشنی اس کے سینہ کو زیادہ منور کرے گی۔ اس رکوع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر اسلام! آپ بھی ابراہیمی طریق عمل اختیار کیجئے۔ آپ سے پہلے جس قدر پیغمبر گزر چکے ہیں ان کا طریق عمل بھی یہی تھا۔ پھر بہت سے پیغمبروں کے نام گنائے ہیں اور ایک ایک کی تعلیمات پر اظہار پسندیدگی کیا ہے۔ اس کے بعد فرمایا ہے کہ جو خدا کے ساتھ شرک کرے۔ اگر وہ نیکی کے کام بھی کرے تو اس پر کوئی نتیجہ مرتب نہ ہو گا۔ کیونکہ شرک کا ایک مرتبہ ارتکاب لاکھوں نیکیوں کو مٹا کر رکھ دیتا ہے۔

پھر حکم ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ میں سے جن لوگوں کو پہلے کتاب و حکمت عطا کی گئی تھی وہ تو اس کا ادب ملحوظ نہیں رکھ سکے اور نہ اپنی کتابوں کی تعلیمات سے انہوں نے کوئی فائدہ اٹھایا ہے۔ لہٰذا اے پیغمبر اسلام۔ اب دنیا کو بطور نمونہ جات دکھانے کے واسطے کہ اللہ کے احکام کی فرمانبرداری اور رسول کی اطاعت کس طرح کرنی چاہئے ہم نے ایک جماعت آپ کی سرکردگی میں مقرر کر دی ہے جو ان نافرمانوں کی طرح نافرمان نہ ہو گی۔

چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا اور رہتی دنیا تک لوگ دیکھیں گے کہ انصار و مہاجر سے بڑھ

کہ خدا اور رسول کی فرمانبردار قوم آج تک دنیا میں نہیں گذری۔ دین و دنیا کی تمام راحتیں تمام سازو سامان اور تمام عشرتیں انہیں میسر ہوئیں اور جو ان کے نقش قدم پر چلے گا اسے بھی وہی انعامات سرمدی عطا ہوں گے۔

اے پیغمبر اسلام! لوگوں کو سنا دیجئے کہ میں تمہاری جو راہ نمائی کر رہا ہوں اس پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا کیونکہ یہ ایک پند و نصیحت ہے۔ اس کا معاوضہ یہی ہے کہ تم اسے قبول کر لو۔

ترجمہ آیات ۹۱-۹۴:- اور یہودیوں نے اللہ کی جیسی قدر پہچاننا چاہیے تھی نہیں پہچانی جبکہ انہوں نے یہ کہہ دیا کہ اللہ نے کسی انسان پر کوئی چیز نازل نہیں کی پوچھیے کہ وہ کتاب کس نے نازل کی جس کو موسیٰ لے کر آئے تھے اور جو لوگوں کے لئے نور و ہدایت تھی، تم نے اس کے علیحدہ علیحدہ ورق بنا رکھے ہیں جن کو ظاہر کرتے ہو اور ان کا بہت سا حصہ چھپا لیتے ہو اور (قرآن میں) تمہیں وہ باتیں بتا دی گئی ہیں جو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے آباؤ اجداد۔ کہہ دیجئے اللہ ہی نے اسے نازل کیا ہے پھر ان کو چھوڑ دیجئے کہ اپنی بحث میں الجھتے رہیں۔ اور یہ کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے بابرکت ہے اور اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور تا کہ آپ مکہ والوں کو اور آس پاس کے لوگوں کو ڈرائیں اور وہ لوگ جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ قرآن کو بھی مانتے ہیں اور اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو اللہ کی طرف جھوٹ منسوب کرے یا کہے کہ میری طرف وحی کی گئی حالانکہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہیں کی گئی اور اس شخص سے جو کہتا ہے کہ میں بھی جیسا کلام اللہ نے نازل کیا لا سکتا ہوں اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جبکہ یہ ظالم موت کی تکلیفوں میں ہوں، اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلا رہے ہوں کہ اپنی جانیں نکالو۔ آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔ کیونکہ تم اللہ کے ذمے ناحق باتیں لگاتے تھے اور اس کی آیتوں سے سرکشی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اور تم ہمارے پاس تنہا آئے ہو جس طرح کہ ہم نے تم کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور ہم نے جو کچھ تمہیں دیا تھا وہ پیچھے چھوڑ آئے ہو اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارشیوں کو نہیں دیکھتے جنہیں تم خیال کرتے تھے کہ وہ تمہاری تربیت میں خدا کے شریک ہیں "یقیناً" تمہارے آپس کے رشتے ٹوٹ گئے اور جو دعوے تم کیا کرتے

تھے وہ سب تم بھول بھلا گئے۔

شرح:- نزول قرآن کے زمانے میں عرب میں دو طرح کے لوگ تھے جو پیغمبر اسلام کی مخالفت کر رہے تھے۔ ایک اہل کتاب دوسرے مشرکین عرب' اہل کتاب اہل علم تھے اور مشرکین جاہل و ناخواندہ' مگر اکثر وہ اہل کتاب کو اچھا جانتے' اور ان کی باتوں کو مانتے تھے۔ اہل کتاب میں سے یہود نے اسلام کی بڑی ہی سخت مخالفت کی اور ہر طرح اسلام اور پیغمبر اسلام اور قرآن کے خلاف نازیبا کاروائیاں کرتے رہے۔ اس رکوع میں انہی کو مخاطب کیا ہے اور آنے والے رکوع میں مشرکین کو جو سرے سے وحی و تنزیل ہی کے منکر تھے۔ مخاطب کیا گیا ہے۔

فرماتا ہے اے یہود! کس قدر ناشکری کی بات ہے کہ آج تم یہ کہنے لگے ہو کہ خدا نے کسی انسان پر کبھی کوئی وحی نازل نہیں فرمائی۔ اگر ایسا ہی ہے تو بتاؤ تمہارے پیغمبر موسیٰ جو کتاب تمہارے لئے لائے تھے۔ وہ کس نے نازل کی تھی۔ یہ کتاب تمہارے لئے نور و ہدایت کے صدہا سامان اپنے اندر رکھتی تھی۔

مگر آج تم نے اسے علیحدہ علیحدہ اوزاق میں تقسیم کر رکھا ہے پھر وہ حصہ اوراق کا جو تمہارے لئے مفید مطلب ہے لوگوں کو دکھاتے ہو اور وہ جس میں اسلام کی حقانیت کی نشانیاں ہیں چھپا رکھتے ہو۔

تمہاری قوم کو اس کتاب کے ذریعے سے وہ علوم و فنون بتا دیئے گئے تھے جو دنیا بھر میں کسی کو معلوم نہ تھے۔ مگر آج تم نے اسے بازیچہ اطفال بنا رکھا ہے۔ آخر جب صدیوں تک تمہاری یہی حالت رہی تم نے نہ توبہ کی طرف توجہ کی نہ اپنے حالات کی اصلاح کی تو بالآخر ہم نے یہ بابرکت کتاب یعنی قرآن حکیم نازل کر دیا اور توریت کی وہ باتیں جو تم نے لوگوں سے چھپالی تھیں یا مسخ شدہ صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کی تھیں وہ اس کے ذریعے سے اپنی اصل شکل میں ظاہر کر دی ہیں تاکہ اہل مکہ اور دیگر تمام عالم اس سے فائدہ اٹھائے' پس وہ لوگ جن کو اس بات پر یقین ہے کہ آخرت کا دن ایک روز ضرور واقع ہو کر رہے گا وہ تو اس کتاب پر بھی ایمان لا رہے ہیں اور لاتے رہیں گے اور ہمیشہ اپنی نمازوں کی پابندی کرتے رہیں گے۔ کیونکہ نماز ان کو خدا سے غافل نہیں ہونے دیتی۔ اے یہود! تم خود سوچو۔ کیا اس سے بھی بڑھ کر کوئی ناانصافی ہو سکتی ہے کہ کوئی شخص جس

پر وحی والہام کی قسم سے کوئی چیز نازل نہ ہو رہی ہو دعویٰ کرے کہ اس پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ یا یہ کہے کہ جسے تم خدائی کلام کہتے ہو میں بھی ایسا ہی کلام بنا کر تمہارے سامنے پیش کر سکتا ہوں فرماتا ہے کہ اس قسم کے ناانصاف لوگوں کو جب ان کا آخری وقت آئے گا۔ اور موت کی بیہوشی ان پر طاری ہوگی۔ اور زندگی کا راز ان پر کھل جائے گا۔ اس وقت تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہوگا۔ مگر سب عبث کیونکہ فرشتے نہایت بے تابانہ ہاتھ پھیلائے اس کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ اور کہیں گے کہ لا اپنی جان نکال کر ہمارے حوالے کر کہ ہم اسے رسوا کن آتش دوزخ میں ڈالیں کیونکہ تم ہمیشہ ناانصافی کرتے رہے اور خدا کے احکام سے سرتابی کرتے رہے ہو تمہارا خیال تھا کہ وحی کتاب کے ذریعے سے ہمیں جو باتیں بتائی گئی ہیں۔ شاید یہ محض خیال آرائیاں ہیں۔ شاید عزت و دولت ہمیں موت سے بھی بے پروا کر دے گی۔ مگر یہ بات نہ تھی۔ آج دیکھ لو تم یکا و تنہا ہمارے حضور لا کھڑے کر دیئے گئے ہو اور تم نے دنیا میں جو مال و منال اکٹھے کئے تھے سب وہیں کے وہیں دھرے رہ گئے ہیں۔ لاؤ تو وہ جن کے بل بوتے پر تمہیں ناز تھا اور سمجھا کرتے تھے کہ اس وسیلے یا اس بہانہ سے ہم چھٹکارا حاصل کر لیں گے۔ دیکھو تمہیں وہ سب باتیں بھول چکی ہیں اور تمہارے تمام رشتے منقطع ہو چکے ہیں۔ پس ان آنے والے ہولناک حالات سے ابھی باخبر ہو جاؤ اور قرآن پر ایمان لا کر نیک عمل کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

ترجمہ آیات ۹۵-۱۰۰:- بلاشبہ اللہ ہی بیج اور گٹھلی کو شق کرنے والا ہے وہی زندہ کو مردے (یعنی بے جان) سے نکالتا ہے اور وہی مردے کو زندہ سے نکالتا ہے۔ تو تمہارا خدا ہے پھر تم کدھر کو بھٹکے جا رہے ہو۔ وہی پردۂ تاریکی کو چاک کر کے صبح کو نکالنے والا ہے اور اسی نے راتَ کو آرام کے لئے اور سورج اور چاند کو ماہ و سال کے حساب کے لئے بنایا ہے۔ یہ اس کا ٹھہرایا ہوا اندازہ ہے جو غالب اور دانا ہے۔ اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے ستارے بنائے تاکہ تم خشکی اور تری کے اندھیروں میں رستہ معلوم کر سکو۔ بیشک ہم نے ان نشانات کو تفصیل کے ساتھ ان لوگوں کے لئے بیان کر دیا ہے جو جانتے ہیں اور وہی ہے جس نے تمہیں نفس واحد سے پیدا کیا پھر تمہارے لئے ایک جائے قرار ہے اور ایک جائے سپردگی ہے' بلاشبہ جو لوگ سمجھ رکھتے ہیں ان کے لئے ہم نے اپنی نشانیوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے اور وہ وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا۔

پھر اس سے ہم نے ہر طرح کی روئیدگی نکالی' پھر اس (روئیدگی) سے ہم نے ہری ہری ٹہنیاں نکالیں جن سے ہم گتھے ہوئے پھل نکالتے ہیں اور (اس طرحؕ) کھجور کے گابھے میں خوشے' (بوجھ کی وجہ سے) جھکے ہوئے اور انگور کے باغات اور زیتون اور انار (کے درخت پیدا کئے) جو ایک دوسرے کے مانند بھی ہیں اور ایک دوسرے سے مختلف بھی' ان کے پھلوں کو دیکھو جب وہ بار آور ہوں اور ان کے پکنے کو دیکھو بلاشبہ ان چیزوں میں ایمان رکھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور انہوں نے جنوں کو اللہ کا شریک کر رکھا ہے حالانکہ ان کو بھی اس نے پیدا کیا ہے اور انہوں نے اللہ کے لئے نہ جاننے کی وجہ سے بیٹے اور بیٹیاں تراش لیں وہ ذات پاک ہے اور بلند ہے ان چیزوں سے جو اس کی نسبت یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں یہود کو جو وحی کا انکار کر رہے تھے جواب دیا گیا تھا۔ اب مشرکین عرب کو جو نہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے نہ باریک بینیوں اور دقیقہ سنجیوں کو سمجھ سکتے تھے ایک ایسے معجز بیان طریقہ سے جواب دیا جو صرف قرآن ہی کا حصہ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ غور کرو تمہاری زیست و معیشت کی خاطر خدا دانے اور گٹھلی سے تمہارے لئے رنگ رنگ کا اناج پیدا کرتا ہے۔ مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے کہ کھیتوں کے کھیت تمہاری نگاہوں کے سامنے لہلہانے لگتے ہیں۔ اور سرسبز اور خوشنما درختوں اور پودوں کو خشک کر کے تمہاری احتیاجات کو پورا کرتا ہے۔ تو وہ خدا جو تمہاری جسمانی و مادی نشوونما کے لئے اسقدر کارخانہ عالم کو چلا رہا ہے کیا اس کو فکر نہیں کہ وہ تمہاری روحانی نشوونما کے لئے بھی کچھ سامان کر دے؟ دیکھو صبح کا نکالنا' رات کا لانا' چاند اور سورج سے تمہاری دنیا کو جگمگانا تو محض اس لئے ہو کہ تمہیں آرام پہنچے اور تم اپنی اپنی ضرورتیں بغیر کسی دقت کے پوری کر سکو تو پھر کیوں تمہاری روح کی تسکین کے لئے سامان ہدایت پیدا نہ کیا جائے۔ سنو جس طرح تمہاری مادی آنکھیں محتاج ہیں کہ وہ ستاروں کی رہنمائی سے اپنے کام چلائیں۔ اسی طرح تمہاری روحانی آنکھیں بھی ایک نور کی احتیاج رکھتی ہیں۔ پس وہ خدا جس نے تمہیں پیدا کیا۔ دنیا میں تمہیں جائے قرار دی۔ آخرت کی زندگی گزارنے کو بھی ایک مقام دے گا۔ وہ جو بادلوں سے مینہ برساتا اور اس سے ہزاروں طرح کے سبز سبز پودے نکالتا' اور ان میں نہایت ہی خوشنما اور دلکش پھل لگاتا ہے وہ جو تمہارے لئے

انگوروں کے باغات' زیتون' انار اور دیگر پھلوں کے درخت اگاتا ہے کہ ان سے تمہاری جسمانی نشوونما ہو۔ وہی وحی نازل کرتا' پیغمبر بھیجتا اور کتاب و حکمت کا علم عطا کرتا ہے کہ تمہاری روح کی بھی تربیت ہو۔ اس کی بھی پرورش ہو اسے بھی تقویت پہنچے اور جس طرح تمہاری مادی آنکھیں ستاروں سے نور حاصل کرتی ہیں۔ روح کی آنکھیں بھی نور و عرفان سے مستفید ہوں۔ غور و تدبر کرو اور اللہ کی کتاب پر اس کے احکام پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ۔ اور جنات کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ وہ تو اس کی مخلوق ہیں' اور نہ اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تجویز کرو۔ کیونکہ وہ ہر طرح پاک اور بلند ہے۔

ترجمہ آیات ۱۰۱۔۔۔۱۱۰:۔ وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اس کے بیٹا کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ اس کے بیوی ہی نہیں ہے اور اس نے ہر چیز کو بنایا ہے اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ پس اسی کی عبادت کرو۔ اور وہ ہر چیز کا نگہبان ہے۔ اس کو نگاہیں نہیں پاسکتیں اور وہ تمام نگاہوں کو پا سکتا ہے اور وہ بڑا ہی باریک بین اور باخبر ہے۔ تمہارے ربّ کی طرف سے تمہارے پاس روشن دلائل آچکے ہیں سو جو شخص دیکھ لے گا اس کا اپنا فائدہ ہے اور جو شخص اندھا رہے گا اس کا اپنا نقصان ہے اور میں تمہارا کچھ پاسبان تو ہوں نہیں۔ اور اس طرح ہم گوناگوں طریقوں سے آیتیں بیان کرتے ہیں تاکہ وہ کہہ دیں کہ آپ نے (خوب) پڑھ کر سنایا ہے اور اس لئے بھی کہ جاننے والوں کے لئے ہم وضاحت کر دیں آپ کی طرف جو کچھ آپ کے رب کی جانب سے وحی کیا گیا ہے اس کی پیروی کرتے رہیے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے اعراض کیجئے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو یہ شریک نہ ٹھہراتے اور آپ کو ہم نے ان کا پاسبان نہیں بنایا اور نہ آپ ان کے محافظ ہیں۔ اور ان لوگوں کو گالیاں نہ دو جو خدا کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں کہ وہ زیادتی کے طور پر نادانی سے اللہ کو گالیاں دیں گے۔ اس طرح ہم نے ہر گروہ کی نظر میں اس کے عمل کو خوش نما بنا رکھا ہے پھر ان کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے' سو وہ ان کو سب کچھ بتائے گا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اور وہ سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی نشان حق آجائے تو وہ ضرور اس پر ایمان لے آئیں گے۔ کہہ دیجئے نشانات تو اللہ کے پاس ہیں اور تم کو کیا معلوم کہ جس وقت نشان آجائے تو بھی وہ ایمان نہ لائیں۔ اور ہم ان کے دلوں کو

اور ان کی آنکھوں کو پھیر دیں، جس طرح کہ وہ پہلی مرتبہ قرآن پر ایمان نہیں لائے تھے اور ہم ان کو ان کی سرکشی میں رہنے دیں تاکہ وہ بھٹکتے پھریں۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں خدا نے اپنی شان ربوبیت کا اظہار کیا ہے اور عقل سلیم سے مطالبہ کیا ہے کہ دیکھو تمہاری آنکھوں کے سامنے کائنات عالم کی ہر شے نشوونما پا رہی ہے اور زبان حال سے پکار پکار کر اس امر کی شہادت دے رہی ہے کہ تحمید و توصیف اور ذکر و عبادت کا حق اسی یکتا کو پہچانتا ہے۔ جو ہم سب کا خالق اور سب کا پروردگار ہے۔ یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ اے انسان! زمین و آسمان کا موجد خدائے قدوس' وہ خالق بے نیاز ہے کہ نہ اسے اولاد کی احتیاج ہے نہ بیوی کی وہ دوسروں کی احتیاجات کو پورا کرتا ہے۔ مگر اسے خود کسی کی احتیاج نہیں۔ پس تمہارا معبود وہی ہے جو ان صفات کا مالک ہو' تو ہمیشہ اسی کی عبادت کرو وہی ہر شخص کا کارساز ہے۔ دیکھو تم ان نظروں سے اسے نہیں دیکھ سکتے۔ البتہ وہ تم سب کو دیکھتا ہے۔ تم ہی کیا اس کی نگاہ سے کچھ بھی اوجھل نہیں۔ فرماتا ہے۔ برہان و بصیرت کی یہی باتیں ہیں جو تمہیں سمجھائی جا چکی ہیں۔ پس اگر ان کو سمجھو گے اور نور بصیرت حاصل کرو گے تو تمہارا فائدہ ہے۔ اگر اس طرف سے نگاہ ہٹالو گے تو تمہارا اپنا نقصان ہے۔ ہم تمہیں مجبور کر کے کسی ایک راہ پر نہیں لگانا چاہتے۔ ہاں اسی طرز پر ہم احکامات نہایت واضح طور پر بیان کرتے رہے ہیں۔ تاکہ جو علم و معرفت حاصل کرنا چاہے وہ کر لے۔ اے پیغمبر اسلام! آپ کا وظیفہ یہی ہے کہ جو بات آپ کو بذریعہ وحی بتادی جائے اسے اٹھا نہ رکھیں۔ بلکہ خود بھی اسی پر عمل کریں اور دوسروں کو بھی عمل کی ترغیب دیں اور اسی بات پر زور دیجئے کہ اس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں نیز مشرکین خدا سے کنارہ کش رہیے۔ انہیں حق کی دعوت دیجئے مگر فکر و عمل کی پوری آزادی کے ساتھ کیونکہ آپ کا فرض تبلیغ حکم ہے کسی کی پاسبانی نہیں بات سمجھاتے جایئے آہستہ آہستہ کر کے ہر شخص سمجھ جائے گا۔ کوئی بعجلت اور کوئی بتاخیر آپ کے ساتھ شامل ہو جائے گا اور مسلمانو تم مشرکین کو برا بھلا نہ کہو کہ وہ تمہارے معبود حق کو برا کہیں گے۔ ہر شخص اپنے اپنے خیال اور اپنے اپنے طور طریقے ہی کو اچھا جانتا ہے۔ اس کی نگاہ میں وہی کام پسندیدہ ہیں جو وہ خود کرتا ہے۔ خواہ دوسروں کی نگاہ میں وہ کتنے ہی برے کام کیوں نہ ہوں۔ اے پیغمبر آپ کا فرض یہ ہے کہ ایک نہایت ہی عمدہ حکمت عملی

اختیار کیجئے جس سے خود بخود وہ اپنے طریق کار اور اپنے اعمال کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگیں اور اپنے آپ کو غلطی پر سمجھیں پھر آپ ان کے سامنے صحیح راستہ پیش کریں گے تو وہ جھٹ قبول کرلیں گے۔ ہر شخص کو اپنی اپنی حد قدرت معلوم ہونی چاہئے کسی انسان کے بس میں یہ بات نہیں کہ وہ دوسروں کے دلوں میں جاکر بیٹھ جائے۔ پس آپ کا وظیفہ یہی ہے کہ آپ پیغام ربانی ان کو پہنچا دیجئے۔ جو نہ مانیں گے وہ خود حیران و پریشان مارے مارے پھریں گے۔

ترجمہ آیات ۱۱۱-۱۲۱:- اور اگر ہم ان کی طرف فرشتے بھی نازل کرتے اور مردے بھی ان سے باتیں کرنے لگتے اور ہر چیز ان کے پاس ان کے سامنے لا جمع کرتے۔ تو بھی وہ ایمان نہ لاتے' ہاں اگر اللہ چاہے (تو اور بات ہے) لیکن ان میں اکثر لوگ نادان ہیں۔ اور اس طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن شیطان پیدا کئے جو انسان اور جن تھے۔ وہ ایک دوسرے کے دل میں ملمع کی باتیں بطور وسوسہ کے ڈالتے تھے اور اگر آپ کا رب چاہتا تو وہ یہ کام نہ کرسکتے۔ پس ان کو اور ان کی افترا پردازیوں کو چھوڑ دیجئے۔ یہ اس لئے (ایسی باتیں کرتے ہیں) کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل اس طرف مائل ہو جائیں اور وہ بھی اُن باتوں کو پسند کرلیں اور جو بدکرداریاں وہ خود کرتے ہیں یہ بھی کرنے لگیں۔ (اے پیغمبر ان سے کہئے) تو کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو حاکم بناؤں حالانکہ وہ وہی ہے کہ جس نے تمہاری طرف ایک کتاب نازل فرمائی جو واضح ہے اور وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ (قرآن) تمہارے رب کی جانب سے حق و راستی کے ساتھ نازل کیا گیا ہے' سو آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔ اور آپ کے رب کی بات صدق و انصاف کے اعتبار سے کامل ہے اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور اگر آپ ان لوگوں کی اطاعت کریں جو دنیا میں بہت زیادہ ہیں تو یہ لوگ آپ کو اللہ کی راہ سے بہکا دیں گے۔ یہ محض ظن کی پیروی کرتے ہیں اور نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔ بلاشبہ آپ کا پروردگار ان کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہک جاتے ہیں اور ان کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت یافتہ ہیں۔ تو جس جانور پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اس میں سے کھاؤ' اگر تم اس کے حکموں پر ایمان رکھتے ہو۔ اور تمہیں کیا عذر ہے کہ تم ایسے جانوروں میں سے نہ کھاؤ جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہو حالانکہ اس نے جو کچھ تم پر

حرام کیا ہے اسے تمہارے لئے تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ مگر جس وقت تمہیں مجبوری ہو۔ بیشک بہت سے لوگ اپنی نفسانی خواہشوں سے بغیر کسی علم کے لوگوں کو بہکاتے ہیں (مگر) یقیناً" آپ کا پروردگار حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے۔ اور ظاہری گناہ اور پوشیدہ گناہ سب چھوڑ دو۔ یقیناً" وہ لوگ جو گناہ کر رہے ہیں عنقریب ان کے اعمال کی سزا ملے گی۔ اور جس جانور پر (ذبح کرتے وقت) اللہ کا نام نہیں لیا گیا اسے ہرگز نہ کھاؤ اور اس کا کھانا یقیناً" نافرمانی کی بات ہے اور بیشک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے رہتے ہیں تاکہ وہ تمہارے ساتھ کج بحثی کریں اور اگر تم ان کی اطاعت اختیار کرنے لگو تو یقیناً" تم بھی مشرک ہو جاؤ گے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں مبلغین اسلام کو بتایا گیا ہے کہ تبلیغ کا کیا طریقہ ہونا چاہیے اس سلسلے میں جہاں فکر و عمل کی آزادی پر زور دیا تھا۔ وہاں اس رکوع میں اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ تبلیغ کے بعد یہ توقع نہ رکھنی چاہئے کہ مخاطب ضرور ہی حق بات مان لے گا۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ دلوں میں سرے سے پذیرائی کی قوت ہی مفقود ہو اور باوجود دلائل کی وضاحت کے مخالف ازراہ تعصب و جہالت انکار کر دے اور بجائے سر تسلیم خم کرنے کے کبر و غرور میں بڑھ جائے اور حق کی روشنی سے دور ہو جائے۔ فرماتا ہے جو لوگ ماننے والے نہیں ان کو تو اگر فرشتے بھی آکر نصیحت کریں، مردے بھی ان کے ساتھ باتیں کرنے لگیں اور سب کچھ ان کے سامنے لا حاضر کیا جائے تو بھی وہ لوگ نہیں مانیں گے۔ پھر ان کے پیچھے پڑنا محض تضیع وقت ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ مبلغین حق کے پیچھے ہمیشہ شیطان اور شریر النفس لوگ لگے رہتے ہیں۔ اور بجائے خود ہدایت قبول کرنے کے کوشش کرتے ہیں کہ انہیں بھی اپنی شیطانی جماعت میں شامل کر لیں چنانچہ اس مطلب کے پیش نظر وہ نہایت چکنی چپڑی باتیں کرتے ہیں اور لوگوں کو دام فریب میں پھنسانا چاہتے ہیں ان لوگوں کی باتوں میں صرف وہی لوگ پھنستے ہیں جنہیں درحقیقت اللہ پر ایمان نہیں ہوتا اور جو لوگ کتاب و حکمت سے اپنے سینوں کو روشن رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ اللہ کا برحق پیغام ہے اس کے بعد مبلغ کو حکم ہوتا ہے کہ وہ کسی حال میں اکثریت کی اطاعت نہ کرے۔ کیونکہ یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ باطل اور جھوٹ کی پیروی کرنے والے تعداد میں زیادہ ہوں۔ مبلغ کو چاہیے کہ حق و صداقت کی تبلیغ کرنے سے پہلے خود اس کا عملی نمونہ

بن جائے اور خدا کی جانب سے جو احکام بالصراحت آچکے ہیں ان کے خلاف اپنی رائے کو ہرگز داخل انداز نہ ہونے دے کیونکہ ہر شخص کی عقل خدا کی حکمتوں اور مصلحتوں کو نہیں پا سکتی تم روز مرہ دیکھتے ہو کہ ریاضی کا ایک سوال جو کسی جماعت کے طلبا کو حل کرنے کے لئے دیا جاتا ہے اسے جماعت کے بعض طلبا باسانی حل کر لیتے ہیں اور درست حل کرتے ہیں۔ بعض حل تو کر لیتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ ان کا حل درست ہے مگر حقیقت میں وہ غلط ہوتا ہے۔ بعض حل کرتے ہیں مگر انہیں اپنے حل کی صحت و عدم صحت میں شک ہوتا ہے اور اکثر مبہوت ہو کر بیٹھے رہتے ہیں۔ ان کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آتا۔ حالانکہ یہ طلبا تقریباً ہم عمر ہوتے ہیں سب کا ایک استاد ہوتا ہے۔ سب تقریباً یکساں ماحول میں پرورش پاتے ہیں۔ مگر ایک ہی سوال سمجھنے میں دیکھ لو۔ ان میں کس قدر تفاوت ہے۔ اس طرح خدا کی حکمتیں اور اس کی مصلحتیں بھی بعض ذہنوں میں باسانی اتر آتی ہیں۔ بعض میں بدیر۔ بعض کچھ کچھ سمجھ لیتے ہیں بعض بالکل کورے ہی رہتے ہیں۔ پس وہ شاہراہ جس پر چلنے میں کوئی باک ہی نہیں وہ خدا کی بتائی ہوئی شاہراہ ہے۔ جسے ہم "قرآن مجید" کے متبرک نام سے موسوم کرتے ہیں۔ پس چاہئے کہ انسان دور از کار تاویلات اور بے معنی تشبیہات کے پیچھے حیران و سرگرداں مارا مارا نہ پھرے۔ بلکہ بالکل مطیع و منقاد ہو کر خدا کے حکموں کو مان لے۔ مثلاً" ارشاد ہوتا ہے کہ صرف انہی جانوروں کو کھاؤ جن پر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا جائے۔ مگر مشرکین تم سے کہتے ہیں کہ جس جانور کو تم اللہ کا نام لے کر مارتے ہو' اگر اس کا کھانا حلال ہے تو کیا وجہ ہے کہ جس جانور کو خود اللہ مارے تم اسے نہ کھاؤ۔ چاہئے کہ اللہ کا مارا ہوا بدرجہ اولیٰ حلال ہو۔ اس طرح اگر ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے تو وہ جانور جو بتوں کی نیاز کے لئے چھوڑا جاتا اور مختلف طریقوں سے مارا جاتا ہے کیوں حلال نہ ہو۔ اس قسم کے شکوک و شبہات ہمیشہ کجرد اور کج بحث لوگوں کی طرف سے بطور استدلال پیش ہوا کرتے ہیں کیونکہ یہ لوگ ذبح کے فلسفہ سے آگاہ نہیں ہیں کہ مردار میں کیا کیا طبعی قباحتیں اور مضرتیں ہیں اور نذر و نیاز کے جانوروں کی علت میں کس کس طرح کا فسق و فجور ہے۔ ان آیتوں میں ان لوگوں کے لئے جو احکام الٰہی میں غیر ضروری مین میکھ نکالتے ہیں عبرت و نصیحت کا سامان ہے انہیں بتایا ہے کہ علم صحیح کو چھوڑ کر خواہشات کی پیروی گمراہی ہے۔

ترجمہ آیات ۱۲۲-۱۲۹:- کیا وہ آدمی جو مردہ تھا ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور اس کے لئے روشنی پیدا کی کہ اس کی مدد سے لوگوں میں چلتا پھرتا ہے اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کی حالت یہ ہے کہ تاریکیوں میں گھرا ہے وہاں سے نکل نہیں سکتا اس طرح کافروں کو ان کے اعمال آراستہ معلوم ہوتے ہیں۔ اور اس طرح ہم نے ہر بستی میں وہاں کے مجرموں کو سردار بنا دیا۔ تاکہ وہ وہاں مکرو فریب پھیلا سکیں اور فی الحقیقت وہ مکرو فریب نہیں کرتے۔ مگر اپنے ہی ساتھ لیکن وہ سمجھتے نہیں۔ اور جب ان کے پاس کوئی نشانی آتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم کبھی یقین نہیں کریں گے جب تک کہ ہمیں بھی وہ چیز نہ دی جائے جو اللہ کے رسولوں کو دی جاتی ہے اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے عنقریب مجرموں کو اللہ کے یہاں ذلت پہنچے گی اور سخت عذاب' ان کی فتنہ انگیزی کی وجہ سے تو جس کو اللہ چاہتا ہے کہ توفیق ہدایت دے اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے جس کو چاہتا ہے گمراہ کردے اس کے سینے کو بہت تنگ اور رکا ہوا کر دیتا ہے گویا کہ وہ بلندی پر چڑھ رہا ہے۔ اس طرح اللہ ان لوگوں پر عذاب بھیجتا ہے جو ایمان نہیں لاتے اور یہی تمہارے پروردگار کی سیدھی راہ ہے بلاشبہ ہم نے ان لوگوں کے لئے جو نصیحت حاصل کرنے والے ہیں تفصیل کے ساتھ تمام آیتیں بیان کر دی ہیں۔ ان کے لئے ان کے پروردگار کے یہاں سلامتی کا گھر ہے' اور ان کے نیک اعمال کی وجہ سے وہ ان کا مددگار ہے اور جس دن اللہ ان سب کو جمع کرے گا اور فرمائے گا اے گروہ جنات! تم نے انسانوں میں سے بڑی تعداد اپنے ساتھ لے لی اور انسانوں میں سے جو ان کے رفیق و مددگار ہیں کہیں گے اے پروردگار! ہم دنیا میں ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے رہے اور اس میعاد تک پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لئے ٹھہرا دی تھی ارشاد ہو گا تمہارا ٹھکانا آگ ہے اسی میں ہمیشہ رہو گے۔ ہاں اگر خدا چاہے (تو اور بات ہے) بلاشبہ آپ کا پروردگار بڑی حکمت والا اور بڑے علم والا ہے۔ اور اس طرح ہم بعض ظالموں کو بعض پر مسلط کر دیتے ہیں ان کے اعمال کی وجہ سے۔

شرح:- اس رکوع میں مسلمانوں کے لئے ایک اور بڑا ہی مفید اور ایمان افزا سبق ہے ارشاد ہوتا ہے کہ ایمان کی مثال ایسی روشنی اور نور کی ہے جو ایک دنیا کو جگمگا دے اور کفرو شرک ایسی تاریکی سے مشابہ ہیں جو چاروں اطراف کو تاریک کر دے۔ فرمایا کیا یہ

ممکن ہے کہ روشنی اور تاریکی یکساں حکم رکھیں؟ اگر نہیں، تو سمجھ لو کہ حق و صداقت روشنی اور نور کا نام ہے اور کذب و باطل تاریکی کا، فرمایا کہ جو لوگ تاریکیوں میں رہنے کے عادی ہیں وہ روشنی کا سامنا نہیں کر سکتے اور اس سے نکلنے کو کبھی پسند ہی نہیں کرتے یہ لوگ نور ایمان میں بسنے والوں کو طرح طرح کے مظالم سے ستاتے اور تنگ کرتے ہیں۔ مگر عقل کے اندھے یہ نہیں سمجھتے کہ یہ ستانا اپنے ہی آپ کو ستانا ہے دنیا کی حیات مستعار میں اگر انہوں نے ایمان کی روشنی والوں کو تنگ کر بھی لیا تو معمولی بات ہے آئندہ کی طولانی زندگی میں انہیں ذلیل و رسوا کیا جائے گا اور ان کے مکر و فریب کی وجہ سے انہیں سخت سزائیں دی جائیں گی۔ ایسے لوگوں کو جب اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے یعنی فرمانبردار رہنے، قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے اور مومنانہ زندگی بسر کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو یہ لوگ بے معنی مطالبات پیش کرتے ہیں اور گھبرا سے جاتے ہیں اور ان کی وہی کیفیت ہو جاتی ہے جو اس شخص کی اکثر ہو جایا کرتی ہے جسے کسی بلندی پر چڑھنے کے لئے کہا جائے اور اس کا دم پھول پھول کر رہ جاتا ہو حقیقت یہ ہے کہ اس کا دل تنگ اور ہمت پست ہو جاتی ہے۔ ان لوگوں پر یہ عذاب آسمانی اس واسطے نازل ہوا کہ وہ اپنے اندر جذبہ ایمانی نہیں رکھتے لیکن جو لوگ صراط مستقیم کو اختیار کر چکے ہیں ان کے لئے سیدھی شاہراہ ہے ان کو بلندی پر چڑھنے کی نوبت نہیں آتی اور ان کی نیک عملی کی وجہ سے اللہ ہر وقت ان کا مدد و معاون ہوتا ہے۔ اس کے بعد "یوم حشر" کا نقشہ کھینچا ہے اور بتایا ہے کہ ایک دن آنے والا ہے جب تمام مخلوقات کو دوبارہ زندہ کر کے خدائے ذوالجلال کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا جنوں سے پوچھا جائے گا کہ تم نے بہت سے انسان اپنے ساتھ ملا لئے تھے اب بھی کسی کو لاؤ جو تمہیں مدد دے اور اس عذاب سے بچائے اس طرح ان لوگوں سے جو جنوں کے ساتھ مل گئے تھے پوچھا جائے گا۔ وہ یہ جواب دیں گے کہ خدایا اس میں شک نہیں کہ ہم ایک دوسرے سے حیات دنیاوی میں فائدہ اٹھاتے رہے اور اس فریب میں ہماری زندگیاں ختم ہو گئیں۔ ارشاد ہو گا کہ اچھا جاؤ تم سب کا آگ میں ٹھکانا ہے اور ہمیشہ وہیں رہو آخر میں ایک بڑا ہی لطیف اشارہ ہے کہ جو لوگ وطیرۂ ظلم اختیار کر لیا کرتے ہیں ان پر اس طرح ان کے دوست مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو انہیں غرور دنیا میں پھنسائے رکھتے ہیں اور بالآخر سب کے سب آگ کا ایندھن بنتے ہیں۔

ترجمہ آیات ۱۳۰-۱۴۰:- اے گروہ جن وانس کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے؟ جو تمہیں ہماری آیتیں سناتے تھے اور تم کو اس دن کے پیش آنے سے ڈراتے تھے۔ وہ عرض کریں گے ہم اپنے اوپر جرم کی گواہی دیتے ہیں اور ان کو دنیا کی زندگی نے فریب میں ڈال رکھا تھا' اور وہ اقرار کریں گے کہ بلاشبہ وہ حق کا انکار کرنے والے تھے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ آپ کا پروردگار ظلم و ناانصافی سے ایسی حالت میں بستیوں کو تباہ کرنا نہیں چاہتا کہ وہاں کے رہنے والے (احکام سے) بے خبر ہوں۔ اور ہر شخص کے لئے ان کے اعمال کے مطابق درجے ہیں اور آپ کا پروردگار ان کے اعمال سے غافل نہیں اور آپ کا پروردگار بے نیاز ہے رحمت والا۔ اگر وہ چاہے تو تمہیں اٹھا لے جائے اور تمہارے بعد جس کو چاہے تمہارا جانشین بنا دے جس طرح ایک دوسری قوم کی نسل سے تم کو پیدا کیا ہے۔ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ یقیناً" آنے والی ہے اور (خدا کو) تم عاجز نہیں کرسکتے۔ (اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ اے قوم! تم اپنی جگہ کام کئے جاؤ میں بھی (اپنی جگہ) کام کررہا ہوں۔ جلد ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ انجام کس کا اچھا ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ ظالم کامیاب نہیں ہوں گے اور جو کچھ خدا نے کھیتی اور مویشی پیدا کئے لوگوں نے ان میں سے ایک حصہ اللہ کے لئے ٹھہرا دیا ہے پھر اپنے خیال میں کہتے ہیں کہ یہ حصہ اللہ کے لئے ہے اور یہ ہمارے معبودوں کا ہے پھر جو چیز ان کے معبودوں کی ہوتی ہے وہ خدا کی طرف نہیں پہنچتی' اور جو کچھ اللہ کے لئے ہوتا ہے وہ ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کی طرف پہنچ جاتا ہے' ان کا یہ فیصلہ کیا ہی برا ہے اور اس طرح بہت سے مشرکوں کی نظروں میں ان کے معبودوں نے اپنی اولاد کو قتل کرنا خوشنما کر دکھایا ہے تاکہ انہیں ہلاکت میں ڈال دیں اور ان کے دین کو ان پر مشتبہ کردیں اور اگر خدا چاہتا تو وہ یہ کام نہ کرسکتے پس ان کو اور ان کی افترا پردازیوں کو چھوڑ دیجئے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ چارپائے اور کھیت ممنوع ہیں انہیں اس آدمی کے سوا کوئی نہیں کھا سکتا جس کو ہم اپنے خیال کے مطابق کھلانا چاہیں اور (کچھ) جانور ہیں کہ (ان کے خیال میں) ان پر سوار ہونا حرام ہے اور بعض کو ذبح کرتے وقت ان پر اللہ کا نام نہیں لیتے یہ اللہ پر افترا کرنا ہے اللہ ان کو عنقریب جو کچھ یہ افترا پردازیاں کرتے ہیں اس کی سزا دے گا۔ اور کہتے ہیں کہ ان جانوروں کے پیٹ میں جو کچھ ہے وہ خالص ہمارے مردوں کے لئے ہے اور ہماری

عورتوں پر حرام ہے اور اگر وہ مردہ ہو تو پھر اس میں وہ سب شریک ہیں۔ خدا عنقریب انہیں ان باتوں کی سزا دے گا۔ بلاشبہ وہ بڑی حکمت والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ وہ لوگ یقیناً" بڑے گھاٹے میں رہے جنہوں نے حماقت سے بلا سمجھے اپنی اولاد کو قتل کیا اور جو کچھ اللہ نے انہیں دیا تھا اسے اللہ پر افترا پردازی کرکے اپنے اوپر حرام ٹھہرا لیا بیشک وہ گمراہ ہو چکے اور سیدھی راہ پر نہ آئے۔

شرح:- اس رکوع میں نزول وحی کے زمانہ کے مشرکانہ افعال کا ذکر ہے اور مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ ان یا ان جیسے دیگر افعال سے کلیتہ" مجتنب رہیں ارشاد ہوتا ہے کہ جب تمام مخلوقات خدا کے حضور میں پیش کی جائے گی تو پوچھا جائے گا کہ اے جن وانس! کیا تمہارے پاس ہمارے رسول نہیں آئے تھے۔ کیا انہوں نے اس دن کی شدت سے تمہیں نہیں ڈرایا تھا۔ سب کے سب پکار اٹھیں گے کہ بیشک خدایا! ہمیں سب کچھ معلوم ہوا۔ مگر ہم دنیا کی زندگی کے فریب میں آگئے اور کفر کرتے رہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں یہ اصول ہے کہ جب تک مجرموں کو ان کے جرائم سے آگاہ نہ کیا جائے ہم کسی قوم یا ملک کو تباہ نہیں کیا کرتے اور جب انسان کی حیات دنیاوی منقطع ہو جاتی ہے تو پھر اس کے اعمال کے مطابق اسے درجے دیئے جاتے ہیں۔ نیکوں کو نیکی کے درجے' اور بروں کو برائی کے درجے۔ اس کے بعد روئے سخن مسلمانوں کی طرف پھرتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! یاد رکھو کہ اگر تم نے بھی انہی لوگوں کے طور طریقے اختیار کر لئے جن کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ تو پھر تمہیں بھی دنیا میں ذلیل کر کے رکھ دیا جائے گا اور من حیث القوم تمہاری جمعیت کو تباہ کر دیا جائے گا اور کوئی اور قوم پیدا کر دی جائے گی جس کے ہاتھ میں دنیا کی عنان سلطنت ہوگی اور تم اس کے ماتحت ہو گے جیسا کہ گزشتہ امتوں کے حالات تمہیں بتا رہے ہیں۔ مسلمانو! یاد رکھو جن انعامات کا تم سے وعدہ ہو رہا ہے۔ شرائط کے پورا ہونے پر وہ تمہیں ایک نہ ایک دن ضرور حاصل ہونے والے ہیں اور اگر شرائط پوری نہ ہوئیں تو جن واقعات سے تمہیں ڈرایا جا رہا ہے وہ پورے ہوں گے اور عذاب دوزخ کی تلخیاں چکھنی ہوں گی۔

مسلمانو! خدا کے احکام لوگوں تک پہنچاؤ اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو۔ کہ اچھا جس طرح چاہتے ہو کرو۔ عنقریب ہمارا تمہارا رشتہ حیات منقطع ہونے والا ہے پھر یہ حقیقت کھل

جائے گی کہ آخرت میں شاندار زندگی کا کون مستحق ہے۔ مگر ہم تمہیں پختہ یقین کے ساتھ بتلائے دیتے ہیں کہ احکام خداوندی سے تجاوز کرنے والے کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔ اس سے آگے بتایا ہے کہ مشرکوں کو دیکھو یہ لوگ اپنے اپنے مال مویشی اور کھیتی باڑی میں سے اللہ کا حصہ بھی نکالتے ہیں۔ اور بتوں کا بھی۔ اللہ کا حصہ فقیروں کو دیتے ہیں اور بتوں کا مجاوروں کو' مگر اس بات کی شدت سے پابندی کرتے ہیں کہ خدا کے حصے میں سے بتوں کے حصہ کی طرف چلا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ بتوں کے حصے میں سے خدا کے حصے میں کچھ نہیں جانا چاہئے پھر دیکھو کہ یہ لوگ بتوں کی محبت میں اپنی اولاد کو قتل کرتے اور اس پر فخر کرتے ہیں اور اس طرح دین حق کو جو ان کا اصلی دین ہے خلط ملط کرتے ہیں اور اپنے کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔ دیکھو تو یہ کتنا بڑا ظلم ہے اور کتنی بری بات ہے۔ پس ان سے مطلق کوئی سروکار نہ رکھو۔

پھر دیکھو کہ یہ لوگ بعض جانوروں کو بتوں کی منت مانتے ہیں اور بعض کھیتیاں بزرگوں کے نام پر چھوڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان جانوروں کو استعمال میں لانا اور ان کھیتوں سے فائدہ اٹھانا سوائے چند لوگوں کے عموماً" ممنوع ہے کیوں؟ اس لئے کہ چونکہ یہ بتوں اور ولیوں کے نام پر چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ ان کو ذبح کرنا یا کھانا اس بزرگ یا بت کا عذاب اپنے سر لانا ہے جن کے نام پر انہیں چھوڑا گیا ہے' ان کی جہالت دیکھو کہ بعض جانوروں کو ذبح کرتے وقت ان پر اللہ کا نام نہیں لیتے۔ کیونکہ جو جانور بزرگوں کی منت مان کر چھوڑا گیا ہو۔ اس پر اللہ کا نام لینے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتے۔ فرماتا ہے کہ ان لوگوں کی ان باتوں پر ہم عنقریب سخت سزا دینے والے ہیں۔ ان کے خرافات کو ذرا دیکھو جب بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے کسی جانور کو جو اکثر مادہ ہوتا ہے ذبح کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اگر اس کے پیٹ سے بچہ زندہ نکلا تو صرف مرد کھائیں گے اور اگر مردہ نکلا تو مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شامل ہو سکتی ہیں۔ کس قدر حماقت اور بے علمی کی بات ہے جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔ اسی طرح اولاد کا قتل کرنا بھی سفاہت و جہالت پر مبنی ہے۔ دراصل یہ لوگ راہ ہدایت گم کر چکے ہیں۔ اور اب مارے مارے پھر رہے ہیں اور منزل نہیں ملتی!

ترجمہ آیات ۱۴۱-۱۴۴:- اور وہی خدا ہے جس نے باغات پیدا کئے وہ بھی جو

ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور وہ بھی جو نہیں چڑھائے جاتے' اور کھجور کے درخت' اور کھیتیاں جن کے پھل مختلف قسم کے ہوتے ہیں اور زیتون اور انار کے درخت صورت شکل میں ایک دوسرے سے ملتے ہوئے بھی اور مختلف بھی۔ ان سب کے پھل (شوق سے) کھاؤ جب ان میں پھل آئے اور جس دن فصل کٹے اس کا حق بھی دو۔ اور حد سے نہ بڑھو' یقیناً" خدا حد سے نکل جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور چوپایوں میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے (اونچے قد کے) اور کچھ زمین سے لگے ہوئے (چھوٹے قد کے) ہیں اور (لوگو) اللہ نے تمہیں جو کچھ دیا ہے' اسے کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو (یاد رکھو) بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ چوپایوں میں جن کا گوشت کھایا جاتا ہے آٹھ قسمیں پیدا کیں بھیڑ میں دو (نر و مادہ) اور بکری میں سے دو پوچھئے کہ کیا خدا نے ان دونوں قسم کے نر کو حرام قرار دیا ہے یا مادہ کو؟ یا اس بچے کو جسے دونو قسم کی مادہ اپنے پیٹ میں لئے ہوئے ہے۔ اگر تمہارے پاس صداقت ہے تو مجھے علم کی بات بتاؤ۔ (اور اس طرح) اونٹ میں سے دو۔ اور گائے میں سے دو۔ پوچھئے کہ کیا (خدا نے) ان میں سے نر کو حرام قرار دیا ہے یا مادہ کو یا اس کو جسے دونوں کی مادہ نے اپنے شکم میں لے رکھا ہے یا کیا تم اس وقت (خدا کے پاس) حاضر تھے جب اس نے تمہیں اس کا حکم دیا تو اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے' تاکہ لوگوں کو بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے' بیشک اللہ ایسا لوگوں کو توفیق ہدایت نہیں دیتا جو ظالم ہیں۔

شرح:۔ اس رکوع میں انسان سے خطاب فرمایا ہے کہ دیکھ تیرے آرام و راحت اور تیری آسائش کے لئے ہم نے کیا کیا سامان پیدا کئے ہیں کہیں اشجار فلک پیا ہیں تو کہیں بیلیں اور پودے ہیں کہیں رنگارنگ کے پھول ہیں' تو کہیں نہایت خوش ذائقہ اور خوشنما پھل پس کھاؤ اور ہمارا شکر بجا لاؤ اور بطور شکریہ ہمارا حق بھی ادا کرو۔ اور کسی بات میں اسراف نہ کرو یاد رکھو خدا کا حق ادا نہ کرنا بھی اسراف ہے اور ضرورت سے زائد خرچ کرنا بھی اسراف ہے اور اسراف کرنے والوں کو خدا پسند نہیں کرتا۔

پھر دیکھو ہم نے تمہارے آرام اور سہولت کیلئے مویشی اور چارپائے پیدا کئے ہیں کہ ان پر بوجھ لادو اور سواری کرو اور کائنات عالم کی تمام اشیاء سے فائدہ اٹھا کر ہمارا شکر بجا لاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ لگو۔ کہ وہ تمہیں ہمیشہ ناشکری کی تعلیم اور نافرمانی کی ترغیب

دیتا ہے۔

دیکھو' بھیڑ' بکری' گائے اور اونٹ کو جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے اور انہیں تمہارے واسطے حلال و مباح قرار دیا ہے۔ اب جو مشرکین اوہام و خرافات کی باتیں کرتے ہیں وہ سب فضول ہیں۔ ان کے پیچھے نہ لگو۔ کوئی ان سے پوچھے کہ بھلا جب خدا نے حلال و حرام کا حکم دیا تھا تو تم خدا کے پاس تھے؟ اگر نہیں تو پھر کیوں خود بھی گمراہ ہوتے ہو اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ یاد رکھو خدا ان لوگوں کو راہ ہدایت نہیں دکھاتا جو نافرمان ہیں اور اپنے آپ پر یا دوسروں پر ظلم کرنے کے عادی ہیں۔

ترجمہ آیات ۱۴۵-۱۵۰:- (اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ جو وحی میری طرف بھیجی گئی ہے میں اس میں کوئی چیز کسی کھانے والے پر جو اس کو کھائے حرام نہیں پاتا' مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو' یا سور کا گوشت ہو' کیونکہ وہ ناپاک ہے یا جو (جانور) موجب معصیت ہو کہ غیر اللہ کے نامزد کر دیا جائے' پھر جو آدمی مجبور ہو جائے اور نافرمانی کا اور حد سے گزرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو بلاشبہ تیرا رب بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور یہودیوں پر ہم نے تمام ناخن دار جانور حرام کر دیئے تھے اور گائے اور بکری میں سے ہم نے ان پر ان کی چربی حرام کر دی تھی مگر وہ چربی جو ان کی پیٹھ پر لگی ہو۔ یا انتڑیوں میں لگی ہوئی ہو یا جو ہڈی سے ملی ہو۔ یہ ہم نے ان کو ان کی سرکشی کی سزا دی تھی۔ اور بلاشبہ ہم سچے ہیں۔ پھر اگر (اے نبی!) یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو کہہ دیجئے کہ تمہارا رب بڑی ہی وسیع رحمت والا ہے اور اس کا عذاب مجرموں سے ٹلنے والا نہیں۔ جن لوگوں نے شرک اختیار کیا ہے عنقریب وہ کہیں گے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا شرک نہ کرتے اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔ اس طرح ان لوگوں نے بھی (رسولوں کو) جھٹلایا تھا۔ جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں' یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھا (اے پیغمبر!) پوچھئے کہ کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے تو اسے ہمارے سامنے پیش کرو (لوگو) تم محض ظن کی پیروی کرتے ہو اور محض اٹکل سے باتیں بناتے ہو۔ (اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ اللہ ہی کی دلیل محکم رہی پس اگر وہ چاہتا تو تم سب کو توفیق ہدایت دے دیتا۔ (اے پیغمبر!) ان سے کہہ دیجئے کہ اپنے گواہوں کو لے آؤ جو اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ نے (واقعی) یہ چیز حرام کر دی ہے پھر اگر (بالفرض) وہ گواہی دے بھی دیں تب بھی

آپ ان کے ساتھ ہو کر اس کو تسلیم نہ کیجئے اور آپ ان لوگوں کی خواہشوں کی پیروی نہ کیجئے جنہوں نے ان آیتوں کو جھٹلایا اور جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور دوسری ہستیوں کو اپنے پروردگار کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

شرح:۔ اس رکوع میں ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! جو چیزیں تم پر حرام کر دی گئی ہیں اور جن کی حرمت صراحتاً" ہم بیان کر چکے ہیں ان کے سوا سب کچھ تم پر حلال ہے۔ مردار، بہتا خون، خنزیر کا گوشت اور غیر اللہ کے نام پر منسوب کی ہوئی چیزیں سب حرام ہیں کیونکہ ان چیزوں میں نافرمانی پائی جاتی ہے اور یہ انسانی صحت کے لئے بھی مضر ہیں اس سے پہلے ہم نے یہود پر ناخنوں والے جانور اور گائے اور بکری کی چربی حرام کی تھی۔ اس واسطے نہیں کہ فی الحقیقت یہ چیزیں حرام کر دینے کے لائق ہیں۔ بلکہ اس واسطے کہ یہود کی بے لگام طبائع پر ان کی نافرمانی کی وجہ سے قیود عائد کی جاویں اور سرکشی کی سزا دی جاوے۔

اے مسلمانو! اگر لوگ ان باتوں کو نہ مانیں تو انہیں سنا دو کہ اگرچہ ہمارا تمہارا رب بڑی وسیع رحمت والا ہے مگر گنہگاروں کو ضرور ہی عذاب دے گا۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ "خدا کو منظور ہوتا تو ہم مشرکانہ کام نہ کرتے، نہ ہمارے باپ دادا کرتے' نہ ہم اپنے خیال سے اللہ کی حلال چیزیں حرام کرتے۔" تو کہہ دو کہ اس طرح کی کٹ حجتیاں تم سے پہلے بھی لوگ کرتے آئے ہیں تا آنکہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھا۔ سو یہی حشر تمہارا ہو گا۔ ہاں اگر تمہارے پاس کوئی سند ہے تو لاؤ پیش کرو، مسلمانو! یاد رکھو ایسے لوگ سند کیا پیش کریں گے۔ وہ تو گمان و ظن کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور محض اٹکل سے کام لیتے ہیں۔ پکی بات وہی ہے جو خدا کی بتائی ہوئی ہے اگر خدا چاہتا تو سب کو ایک ہی راہ پر لگا دیتا۔ مگر اس نے ایسا پسند نہیں فرمایا۔ ہر کسی کو اپنی اپنی راہ پر چلنے کا اختیار دیا ہے۔ پس جو کوئی چاہے ہدایت کی راہ اختیار کرے اور جو چاہے گمراہی کی۔ مسلمانو! جو لوگ اللہ کی حلال چیزوں کو حرام قرار دیں تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو' اور نہ ان کی حرص و ہوا کی پیروی کرو۔ کیونکہ یہ نافرمان ہیں اور اپنے رب کے ساتھ دوسروں کو برابر کر دیتے ہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں پس ایسے ظالموں سے کنارہ کش رہو۔

ترجمہ آیات ۱۵۱ــ۱۵۴:۔ اے پیغمبر! ان سے کہہ دیجئے کہ آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو کچھ تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے کہ یہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ

ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ نیک سلوک روا رکھو اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم تم کو بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی۔ اور بے حیائی کی باتوں کے قریب تک نہ پھٹکو خواہ وہ علانیہ ہوں خواہ پوشیدہ اور جس جان کو مار ڈالنا اللہ نے حرام ٹھہرا دیا ہے اسے نہ مارو مگر کسی حق (شرعی) کی بنا پر یہ وہ باتیں ہیں جن کا خدا نے تم کو حکم دیا ہے تاکہ عقل سے کام لو۔ اور یتیم کے مال کے نزدیک نہ جاؤ۔ مگر مستحسن طریقے سے یہاں تک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو پہنچ جائے' اور ماپ تول انصاف کے ساتھ پوری کیا کرو۔ ہم کسی جان پر اس کے مقدور سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے اور جب بات کرو حق و انصاف کی کرو اگرچہ معاملہ قرابتدار کے ساتھ ہو اور اللہ کے ساتھ جو عہد و پیمان کیا ہے اسے پورا کرو یہ وہ باتیں ہیں جن کا خدا نے تمہیں حکم دیا ہے تاکہ نصیحت حاصل کرو۔ اور بیشک یہ ہے میری راہ جو سیدھی ہے تو اسی پر چلو اور دوسری راہوں پر نہ چلو کہ یہ راہیں تم کو اس کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ یہ بات ہے جس کا اللہ نے تم کو حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔ پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تاکہ نیکو کاروں پر ہم اپنی نعمت تمام کر دیں اور ہر بات کی تفصیل بیان کر دیں' اور لوگوں کے لئے (وہ کتاب) ہدایت اور رحمت ہو تاکہ یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات پر یقین رکھیں۔

شرح:۔ اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ جس طرح دنیا کے بسنے والوں کے فائدہ کے پیش نظر بعض مادی اشیاء ان پر حرام کر دی گئی ہیں۔ اور بعض حلال۔ اس طرح بعض اقتصادی و عملی چیزیں بھی حرام کر دی ہیں اور بعض حلال۔ مثلاً "انسان کے لئے سب سے بڑی چیز جو حرام قرار دی گئی ہے اور جس کے مباح کر لینے پر اسے سخت سے سخت سزائیں دی جانے والی ہیں۔ وہ یہ ہے کہ انسان خدا کے ساتھ اس کی ذات یا صفات میں کسی دوسری چیز کو شریک سمجھے خواہ وہ از قسم نباتات' جمادات یا حیوانات ہو یا اس قسم سے ہو۔ جسے ہم ان آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے اللہ کے نزدیک یہ سب سے بڑا گناہ ہے اور کسی صورت میں بھی بخشا نہیں جا سکتا۔ قرآن اسے "ظلم" کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے اور اسے دل کا روگ کہہ کر پکارتا ہے۔ مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ممکن ہے کہ چوری یا زنا جیسے افعال قبیحہ کے ارتکاب کے باوجود مسلمان مسلمان رہیں' اور دولت ایمان سے بالکلیہ محروم نہ ہوں۔ گو اللہ کے نزدیک وہ خطاکار ہوں مگر یہ یقینی بات ہے کہ وہ وطیرۂ شرک

اختیار کرنے کے بعد ہرگز مسلمان نہیں رہ سکتے۔ آج کل مسلمانوں پر دینی و دنیاوی مصائب جو آسمان سے نازل ہو رہے ہیں۔ اس کی محض یہی وجہ ہے کہ وہ مسلمان نہیں رہے ان کے دلوں میں شرک کا روگ ہے۔ وہ سب سے بڑے ظلم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ وہ خدا کو فرموش کر کے اسے نکما جان کر چھوڑ بیٹھے ہیں اور دوسروں کے در پر پڑے ماتھے رگڑتے ہیں۔ انہوں نے خدا کو چھوڑا۔ خدا انہیں چھوڑ بیٹھا ہے۔ آہ کس قدر دردناک منظر ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ مسلمانو! لوگوں سے کہو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا' والدین سے بدسلوکی کرنا' اولاد کو تنگدستی سے ڈر کر مار دینا اور بے حیائی کے کام چوری چھپے یا اعلانیہ کرنا تم پر حرام کر دیا گیا ہے۔ نیز یتیم کا مال ناحق کھانا۔ ماپ تول میں کمی کرنا' بے انصافی کرنا' اور اقرار و وعدہ کو پورا نہ کرنا بھی حرام ہے۔ مگر آج چودھویں صدی کا مسلمان دوسروں کو کیا کہے گا۔ وہ خود اللہ کے حرام کو حرام اور اس کے حلال کو حلال نہیں سمجھتا۔ آج مسلمانوں کے اکثر و بیشتر افراد ہیں جو مشرکوں کو' بت پرست عربوں کو' گوسالہ پرست یہودیوں کو' ستارہ پرست صابیوں کو' اور اوہام پرست ہندوؤں کو مات کئے ہوئے ہیں۔ وہ دوسروں کو کس منہ سے توحید کی طرف بلائیں جبکہ وہ خود اس سے کوسوں دور ہیں۔

والدین کے ساتھ بدسلوکی کی مثالیں جس قدر مسلمانوں میں موجود ہیں اس زمانے میں دنیا کی کسی اور قوم میں موجود نہیں' بے ادبی' بے پرواہی' نافرمانی' ایذادہی اور بڑھاپے میں والدین سے سرکشی و انکار میں جس قدر آج کل کا نام نہاد مسلمان بے باک ہے' شاید ہی کوئی اور ہو گا۔

ظاہر و باطن کی بے حیائیوں میں آج کل کا مسلمان اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ قاتل و غارت گر اکثر آج کل کے مسلمان ہی ہیں۔ یتیموں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے والے عدالتوں میں جھوٹی گواہیاں دینے والے' ماپ تول میں حیرت افزا کمی بیشی کرنے والے مسند عدالت پر بیٹھ کر۔

اگر شاہ روز را گوید شب است ایں
بباید گفت اینک ماہ و پروین

پر عمل کرنے والے اگر آج دنیا میں موجود ہیں تو صرف مسلمان کیا آج مسلمان کی وہی حالت نہیں جو نزول وحی کے زمانہ میں یہود کی تھی جس کی وجہ سے ان پر آسمانی بلائیں'

جسمانی وبائیں اور ذلت و ادبار کی گھٹائیں چھا گئیں تھیں اور منصب امارت و امامت ان سے چھن گیا تھا اگر آج ہم ویسے ہی نافرمان ہیں جیسے کہ وہ تھے اگر آج ہم ویسے ہی ڈرپوک ہیں جیسے وہ تھے۔ اگر آج ہم ویسے ہی عیاش ہیں جیسے وہ تھے تو پھر کیونکر ہماری دھاک بندھے۔ کیونکر غلامی کی زنجیروں سے ہم نکلیں، کیونکر نیک عملی کی طرف دوسروں کو بلائیں۔ کیونکر اسلام کی حکومت دنیا پر قائم کریں۔ آہ! کبھی وہ زمانہ تھا جب ہم ایک مٹھی بھر جماعت تھے جو انگلیوں پر شمار ہو سکتی تھی تو ہم نے یہود اور نصاریٰ کو جو تمام دنیا کے حاکم و پیشوا تھے، اور زمین کے چپہ چپہ پر پھیلے ہوئے تھے۔ جزیرۃ العرب سے نکال باہر کیا تھا۔ بلکہ جہاں جہاں ان کا سب سے زیادہ زور تھا انہی جگہوں کو ہم نے اپنا پایہ تخت بنایا تھا مگر آہ صد بار آہ کہ آج خود جزیرۃ العرب پر نصاریٰ مسلط ہیں اور مسلمان اس تسلط پر خاموش ہی نہیں، بلکہ خوش ہیں۔ اور بعض تو یہاں تک بے حیائی کے منازل طے کر چکے ہیں۔ کہ وہ عرب کی رہی سہی سطوت کو دیکھنا بھی گوارا نہیں کر سکتے۔ تو پھر کیوں نہ ہم بھی ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ وباءوا بغضب من اللہ کے مصداق ہوں کاش! آج کل کے مسلمان کو خدا کی ملاقات پر یقین ہوتا!

ترجمہ آیات ۱۵۵-۱۶۵:- اور یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا۔ یہ بابرکت ہے سو اس کی پیروی کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تاکہ تم پر رحمت ہو۔ یہ کتاب اس لئے نازل فرمائی ہے کہ تم یہ نہ کہو کہ ہم سے پہلے دو گروہوں پر ہی کتاب نازل ہوئی تھی اور ہم ان کے پڑھنے پڑھانے سے بالکل بے خبر تھے۔ یا یہ نہ کہو کہ اگر ہم پر کتاب نازل کی جاتی تو البتہ ہم ان سے بھی زیادہ ہدایت یافتہ ہوتے۔ سو (اے لوگو!) تمہارے رب کی جانب سے تم پر روشن دلیل اور ہدایت و رحمت آ چکی پس اب (ذرا سوچو) اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو ہماری ان آیتوں کو جھٹلائے اور ان سے منہ موڑے؟ (یاد رکھو) جو لوگ ہماری آیتوں سے منہ موڑتے ہیں ہم عنقریب انہیں اس اعراض کی پاداش میں بدترین سزا دیں گے۔ کیا یہ لوگ صرف اس بات کے انتظار میں ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا آپ کا رب آئے یا آپ کے رب کی کوئی نشانی آئے جس روز کوئی خاص نشانی آپ کے رب کی طرف سے آ پہنچے گی (تو) کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان لانا مفید نہ ہوگا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا۔ یا اس نے اپنے ایمان (کی حالت) میں کوئی نیک کام نہ

کیا ہو کہہ دیجئے کہ تم منتظر رہو۔ ہم بھی بلاشبہ منتظر ہیں۔ بیشک وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین میں اختلافات پیدا کئے اور گروہ در گروہ بن گئے آپ کو ان سے کچھ سروکار نہیں۔ ان کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے پھر وہ ان کو بتائے گا جو کچھ وہ کرتے تھے۔ جو شخص نیک عمل کرے گا اس کو اس طرح کی دس نیکیاں ملیں گی اور جو بدی کا ارتکاب کرے گا تو اس کو اس کے برابر ہی سزا دی جائے گی اور ان لوگوں پر مطلق ظلم نہ ہوگا۔ کہہ دیجئے (مجھ کو) تو میرے رب نے سیدھی راہ دکھادی ہے کہ وہ ایک صحیح دین ہے' ابراہیم کا مسلک جو یا خدا تھے' اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔ کہہ دیجئے کہ میری نماز اور میری عبادت' میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ کے لئے ہے جو تمام جہان کا پروردگار ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھ کو بھی اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں فرمانبرداروں میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔ کہہ دیجئے کہ کیا خدا کے سوا میں کوئی اور پروردگار تلاش کروں حالانکہ وہ ہر چیز کا پروردگار ہے اور جو شخص جو کچھ عمل کرتا ہے وہ اسی کے ذمہ ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ پھر تمہیں اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے۔ پس وہ تمہیں بتلائے گا جن جن باتوں میں تم اختلاف کرتے تھے۔ اور وہ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں جانشین بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجوں میں فوقیت دی۔ تاکہ جو کچھ تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے۔ بلاشبہ تمہارا پروردگار جلد سزا دینے والا ہے اور بلاشبہ وہ بخشنے والا (اور) رحمت والا بھی ہے۔

شرح:۔ اس سورۃ میں زیادہ تر مشرکین سے خطاب تھا اور ان کے باطل اعتقادات کی ایک ایک کرکے تردید کر دی گئی۔ پھر مسلمانوں کا مسلک من و عن بتایا گیا' اور تمام اصول ایک ایک کرکے گنائے گئے۔ گزشتہ رکوع میں مسلمانوں کو بتایا تھا کہ تم حلت و حرمت اور ایمان و عمل کی صحیح صحیح باتیں دنیا تک پہنچا دو۔

یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! تم سے پہلے کئی رسول آئے اور کئی کتابیں نازل کی گئیں اور بالآخر یہ کتاب جو سب کی تعلیمات پر حاوی ہے تمہیں دی جا رہی ہے اب تم یہ بات کبھی نہیں کہہ سکتے کہ ہدایت یافتہ ہونے کے لئے فلاں قوم کے پاس زیادہ اسباب تھے۔ سنو' اس کتاب کو ہم نے بڑا بابرکت بنایا ہے اور تم پر اس کی پیروی فرض قرار دی ہے لہٰذا ہماری نافرمانی کے نتائج و عواقب سے ہمیشہ ڈرو' اور اس کی تعلیمات پر چلو۔ تم پر اگر رحم کیا

جائے گا۔ تو صرف اسی صورت میں کہ تم اس کتاب عزیز کے پیرو ہو اور اے مسلمانو! اگر تم نے قرآن کی تعلیمات سے منہ موڑا تو یاد رکھو کہ تمہیں بھی وہی عذاب دیا جائے گا جو دوسرے نافرمانوں کو دیا گیا سوچو اور اس بات کو یاد رکھو کہ دنیا میں فرشتے آکر تمہاری تسکین کا موجب نہ ہوں گے۔ نہ خود خدا بنفس نفیس تمہارے سامنے آئے گا۔ نہ تمہیں مومن بنانے کے لئے خاص نشانات ہی اتارے جائیں گے۔ اور جس روز یہ نشانیاں آ پہنچیں گی۔ تو اس وقت دنیا تہ و بالا ہو چکی ہوگی۔ اس وقت نہ کسی کو ایمان سے مستفید ہونے کی فرصت ہوگی' اور نہ طاقت۔ مسلمانو! گمراہ قوموں میں جن کی ہدایت کے لئے تمہیں مبعوث کیا گیا ہے کئی فرقے ہیں اور ان میں تفرقہ بازی کا بازار ہمیشہ گرم رہتا ہے۔ یہی چیز ان کی تباہی کا باعث ہوئی۔ وہ کیفر کردار کو پہنچ کر رہیں گے کہیں تم بھی ان کی دیکھا دیکھی اسی مرض میں مبتلا نہ ہو جانا۔ اگر کوئی شخص تم میں سے ایک نیکی کرے گا' تو اس کے عوض اس کو دس نیکیاں ملیں گی۔ مگر برائی کا بدلہ برائی ہی میں ملے گا' یوں نہ سمجھو کہ اسلام کا اعلان کر دینے کے بعد حلال و حرام سب کچھ تم پر مباح ہے۔ نہیں! نہیں جس شخص کے عمل نیک ہوں گے' اس کا انجام نیک ہوگا اور جس کے عمل برے ہوں گے وہ سزا پائے گا۔ مسلمانو! تم دین میں کہیں شرک کا شائبہ تک اپنے نزدیک نہ آنے دینا۔ تم ملت ابراہیمی کے متبع رہو اور عبادت کرو تو صرف "الہ العلمین" کی قربانی دو تو صرف اسی کو۔ زندہ رہو تو محض اسی کی خاطر' تمہارا ہر کام اسی کے لئے ہو حتی کہ مرو تو محض اسی کے راستہ میں' اور فرمانبرداری میں اولیت حاصل کرنے کی کوشش میں رہو' کل کوئی کسی کے کام آنے والا نہیں۔ لہذا جو کچھ کرو۔ خدا ہی کے لئے کرو جس کے قبضہ قدرت میں ہر شے ہے۔

اس سورۃ مبارکہ میں اللہ عز و جل نے خصوصیت سے توحید کی تعلیم دی ہے اور یہی چیز اصل دین ہے۔ اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھ پر "سورہ انعام" ایک ہی دفعہ نازل کی گئی۔ ستر ہزار فرشتے اس کو لے کر آئے اور بلند آواز سے تسبیح و تحمید پکارتے آتے تھے۔ پس جو سورہ الانعام پڑھے یہی ستر ہزار فرشتے ایک دن اور رات اس کی تعداد آیات کے برابر اس کے لئے رحمت و بخشش طلب کرتے ہیں۔

سورة الصفت (۵۶) (۳۷)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو بیاسی آیات مبارکہ اور پانچ رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۲۱:- قسم ہے اس کی جو قطار در قطار ہو کر صف باندھتے ہیں۔ پھر ان کی جو جھڑک کر ڈانٹتے ہیں پھر ان کی جو قرآن پڑھتے ہیں۔ بیشک تمہارا معبود ایک ہے۔ وہ آسمانوں کا اور زمین کا اور ان کی درمیانی کائنات کا اور وہ رب ہے ہر مشرق کا۔ بیشک ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے رونق بخشی ہے۔ اور ہر شیطان سرکش سے اسے محفوظ بھی رکھا ہے۔ وہ ملاء اعلیٰ کی کوئی بات سن نہیں سکتے اور ہر طرف سے ان کو مار پڑتی ہے۔ انگاروں کی مار اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔ مگر جو کوئی جھپٹ کر کوئی چیز اچک لے جائے اس کے پیچھے شہاب ثاقب ڈالا جاتا ہے۔ سو ان سے پوچھئے کہ ان کا پیدا کرنا دشوار ہے یا ان چیزوں کا جن کو ہم نے بنایا ہے ہم نے ان کو چپکنے والے گارے سے بنایا ہے۔ بلکہ آپ تو تعجب کرتے ہیں اور وہ مذاق اڑاتے ہیں اور جب ان کو سمجھایا جاتا ہے تو وہ نہیں سمجھتے۔ اور جب وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ہنسی میں اڑا دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ تو کھلی جادوگری ہے۔ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں (دوبارہ) اٹھا کھڑا کیا جائے گا۔ کیا ہمارے اگلے باپ دادوں کو بھی اٹھایا جائے گا۔ کہہ دیجئے ہاں اور تم ذلیل و خوار ہو گے۔ (سنو) وہ اٹھانا تو صرف ایک جھڑک دینا ہے تو وہ اسی وقت دیکھنے لگیں گے اور کہیں گے کہ ہماری کمبختی! جزا کا دن آگیا یہ وہی فیصلے کا دن ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

شرح:- یہ سورۃ بھی مکی ہے اور سورہ یٰسین کی طرح اس کے مضامین بھی توحید باری تعالیٰ سے مملو ہیں تمام مکی سورتوں کی طرح یہاں بھی زیادہ تر مشرکین عرب سے خطاب ہے۔ کہیں کہیں حضرت ابراہیم کا ذکر بھی آجاتا ہے اہل عرب کے پاس جس قدر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روایات ہیں اور کسی پیغمبر کی نہیں۔ یہود و نصاریٰ کے متعلق ان کے

پاس بہت قلیل معلومات تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ مکی سورتوں میں دیگر اقوام کا بہت کم ذکر آتا ہے اور جو آتا بھی ہے تو بے حد مختصر کیونکہ تفاصیل سے وہ محض ناواقف تھے۔ اہل عرب اکثر بت پرست تھے ستاروں کو بھی قضا و قدر میں شریک جانتے تھے۔ اس لئے ان کی بھی پرستش کرتے تھے۔ اور جنوں شیطانوں کو بھی مانتے تھے اور ان کی نذر و نیاز بھی کرتے تھے۔ بالکل اسی طرح جس طرح آج لوگ پنڈت پانڈوں اور نجوم اور رمل والوں کو مانتے اور ان کی نذر و نیاز دیتے ہیں۔ اس سورہ شریف میں اس قسم کے مشرکانہ عقائد و اعمال کی تردید کی ہے اور توحید خالص کی تعلیم دی ہے جو اسلام کا سب سے اولین اور سب سے زیادہ ضروری عقیدہ ہے۔ سنن ابوداؤد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کے روز یٰسین اور صافات پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرے گا اللہ اس کی حاجت پوری کر دے گا۔ اس سورۃ کی ابتدا تین قسمیہ جملوں سے ہوئی ہے جس سے خدا تعالیٰ کا مقصود اس مضمون کو مہتم بالشان ظاہر کرنا ہے اور فی الحقیقت توحید کے مضمون سے بڑھ کر اور کون زیادہ مضمون مہتم بالشان ہوگا۔ فرماتا ہے ان فرشتوں کی قسم جو صف باندھے قطار در قطار میری عبادت کے لئے ہر وقت حاضر رہتے ہیں پھر ان میں سے ان کی قسم جو نافرمانی کرنے والوں کو جھڑکتے اور ڈانٹتے ہیں اور سب سے آخر میں ان کی قسم جو میرے احکام کو سننے کے بعد انہیں یاد رکھنے کے واسطے پڑھتے ہیں کہ تمام مخلوق کا خالق اور فرمانبرداری کے لائق ہستی ایک اور صرف ایک ہی ہے دیکھو ان آسمانوں اور زمینوں کو اور تمام کائنات ارضی و سماوی کو اسی خدا نے پیدا کیا اور وہی تمام ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ اپنی مخلوق کی مشکلوں کو حل کرتا اور ان کی امداد و اعانت کرتا ہے پھر تم نے اسے کیوں بھلا رکھا ہے تمہارا دست سوال اس کے سامنے دراز کیوں نہیں ہوتا۔ اور تمہارا سر اسی کی دہلیز پر سجدہ ریز کیوں نہیں ہوتا۔ دیکھو روشنی جس جس مقام سے طلوع ہوتی ہے وہ اسی کے ہیں۔ اور جہاں جہاں جا کر روشنی غائب ہوتی ہے وہ جگہیں بھی اسی کی ہیں۔ کوئی سمت کوئی مقام اور کوئی جگہ ایسی نہیں جو اس کی حکومت سے باہر ہو دیکھو یہ آسمان جس کو تم دیکھتے ہو اس کو ستاروں سے کس نے سجایا اور آسمانی حکومت کو شیطانوں کی زد سے کس نے بچایا۔ کیا یہ چیزیں کسی انسان کے بس کی ہیں۔ یا انسان کے ماسوا کوئی اور مخلوق بھی ایسا کرنے پر قادر

ہو سکتی ہے سنو۔ تم جو کہتے ہو کہ جن بھوت اور شیطان و ہمزاد عالم بالا کی خبریں لے آتے ہیں اور جو کوئی ان کو اپنا مطیع بنا لے وہ سب خبریں من و عن اس سے کہہ دیتے ہیں یہ سب فضول اور لغو ہے ان کو عالم ملکوت میں کوئی دخل نہیں۔ یہ اپنے مقام سے اوپر نہیں جا سکتے۔ اگر یہ عالم بالا کی خبر لانے کی کوشش کرتے ہیں تو انہیں ستاروں اور پتھروں کی مار پڑتی ہے۔ اسی طرح لوگوں کا یہ خیال بھی لغو ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا محالات و ناممکنات سے ہے۔ ان سے پوچھنا چاہئے کہ آیا آسمان' زمین' ستارے' فرشتے' شیاطین وغیرہ مخلوقات کا پیدا کرنا ان کے خیال میں زیادہ مشکل کام ہے یا خود ان کا پیدا کرنا۔ اور وہ بھی ایک مرتبہ پیدا کر چکنے کے بعد۔ ظاہر ہے کہ جو خدا ایسی عظیم الشان مخلوقات پیدا کرنے پر قادر ہے اسے ان کا دوبارہ بنا دینا کیا مشکل ہو گا۔ فرمایا! انسان کی حقیقت یہ ہے کہ اسے گارے سے ہم نے تیار کیا۔ آج وہ کہتا ہے کہ خدا اس کے دوبارہ بنانے پر قادر نہیں کیا وہ اتنی بات بھی نہیں سوچ سکتا کہ جس نے اس کو اول بار پیدا کیا۔ پھر دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے وہ مانے یا نہ مانے اس زندگی کے ختم ہونے کے بعد حیات اخروی ضرور آئے گی۔ اور وہاں اس زندگی کا سارا حساب دینا ہو گا۔

ترجمہ آیات ۲۲ - ۴۷ :- ظالموں کو اور ان کے ہم مشربوں کو اور تمام ان (بتوں) کو جمع کرو جن کی وہ پوجا کرتے تھے۔ خدا کو چھوڑ کر اور پھر انہیں جہنم کے راستے پر ڈال دو اور ان کو ٹھہراؤ کیونکہ ان سے پوچھا جائے گا کہ اب تمہیں کیا ہوا جو تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے بلکہ وہ آج کے دن شرم کے مارے سر جھکائے ہوئے ہوں گے اور ان میں سے بعض بعض کی طرف منہ کر کے پوچھیں گے کہیں گے کہ تم تو ہمارے پاس پل پل کر آیا کرتے تھے وہ جواب میں کہیں گے بلکہ تم تو ماننے والے ہی نہ تھے اور ہمارا تم پر کوئی زور نہ چلتا تھا۔ بلکہ تم خود ایک سرکش قوم تھے سو ہمارے سب کے حق میں ہمارے پروردگار کی بات درست ثابت ہوئی کہ ہم کو ضرور عذاب کا مزہ چکھنا ہو گا ہم نے تم کو گمراہ کیا جس طرح خود بھی گمراہ تھے۔ سو اس روز عذاب میں وہ سب کے سب شریک ہوں گے۔ گنہگاروں کے ساتھ ہم ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ ان سے جب کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو وہ تکبر کا اظہار کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی خاطر چھوڑ دیں۔ (وہ دیوانہ نہیں) بلکہ حق لے کر آیا ہے

اور (گزشتہ) رسولوں کی تصدیق کرتا ہے۔ تم کو بیشک دردناک عذاب چکھنا ہوگا اور جو کچھ تم کر رہے ہو اسی کا بدلہ تم کو ملے گا۔ مگر جو اللہ کے مخلص بندے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے روزی مقرر کی ہے (یعنی) میوے اور وہ عزت سے رہیں گے۔ آرام و آسائش کے باغوں میں تخت پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ ایک نوشیدنی چیز کے پیالے کا ان پر دور چلے گا۔ جو بڑی سفید و صاف اور پینے والوں کے لئے لذیذ ہوگی ان پیالوں کے پینے سے نہ سر پھرے گا اور نہ اس سے ان کو نشہ ہوگا اور ان کے پاس نیچی نگاہ رکھنے والی بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں ہوں گی۔ گویا کہ انڈوں کی طرح جو چھپا کر رکھے ہوں پھر ان میں سے بعض بعض سے متوجہ ہو کر پوچھے گا ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ میرا ایک ساتھی تھا جو کہا کرتا تھا کہ کیا تو یقین کرتا ہے کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں بن جائیں گے تو کیا ہمیں بدلہ ملے گا۔ وہ کہے گا کہ کیا تم جھانک کر اس کو دیکھنا چاہتے ہو۔ سو وہ دیکھے گا تو اس کو دوزخ میں پڑا پائے گا۔ وہ کہے گا بخدا! تو تو مجھے گڑھے میں ڈالنے لگا تھا اور اگر خدا کی مہربانی مجھ پر نہ ہوتی تو میں ان میں ہوتا جو پکڑے ہوئے ہیں۔ کیا اب ہم نہیں مرنے کے۔ بجز پہلی موت کے اور نہ ہم کو عذاب ہوگا۔ بیشک یہ سب سے بڑی کامیابی ہے۔ ایسی ہی چیز کے واسطے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہئے۔ کیا یہ بہتر دعوت ہے یا تھوہر کا درخت اس کو ہم نے ظالموں کے لئے ایک وجہ آزمائش بنایا ہے۔ وہ ایک درخت ہے جو دوزخ کی جڑ سے نکلتا ہے۔ اس کا خوشہ ایسا ہے جیسے سانپ کے پھن۔ سو ان کو یہ کھانا ہوگا اور اس سے پیٹ بھرنا ہوگا۔ پھر ان کے لئے اس (غذا میں) کھولتے ہوئے پانی کو ملایا جائے گا۔ پھر ان کا ٹھکانا دوزخ کی طرف ہوگا۔ انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا۔ پھر یہ بھی ان کے پیچھے پیچھے لپکے چلے جا رہے ہیں۔ البتہ ان سے پہلے اگلوں میں اکثر گمراہ تھے اور ان میں بھی ہم نے البتہ ڈر سنانے والے بھیجے تھے۔ سو دیکھ لیجئے ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا جن کو ڈرایا گیا تھا بجز اللہ کے بندوں کے جو مخلص تھے۔

شرح:۔ اس رکوع میں شرک و کفر میں لتھڑے ہوئے بدنصیب انسانوں کی اخروی زندگی کا نقشہ ایسے موثر الفاظ میں کھینچا ہے کہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص ان آیات کریمہ کو ایک دفعہ حقیقی طور پر سمجھ لے اور اس کے بعد بھی کسی شرک خفی یا جلی کا مرتکب ہو سکے مگر وائے برحال ما کہ آج بہت کم ایسے خوش نصیب انسان نظر آتے ہیں کہ ایک لمحہ فکر یہ

قرآن کریم کی آیات پر غور کرنے کے لئے بھی وقف کر سکیں فرمایا کہ قیامت کے روز یعنی اس روز جب انسان کو اس کی گزشتہ زندگی کی بنا پر جزا سزا ملے گی تمام ان لوگوں کو جنہوں نے خدا کی نافرمانی کی ہوگی اس کے ساتھ اوروں کو شریک ٹھہرایا ہوگا ان کو اور ان تمام بتوں' انسانوں' جنوں اور دوسروں کو جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے ہم حکم دیں گے کہ انہیں جہنم میں لے چلو وہاں ان کو کھڑا کر کے پوچھا جائے گا کہ ہے کوئی جو آج تمہارے کام آسکے اور تمہیں دوزخ کے دردناک عذاب سے بچا سکے وہ دائیں بائیں جھانکیں گے اور تابع اور متبوع دونوں ایک دوسرے کو الزام دینے لگیں گے۔ متبوع کہیں گے کہ ہم نے تم کو قطعاً" یہ بات نہ کہی تھی کہ ہماری بات مانو۔ تم اپنی من مانی کرتے رہے اور آج سزا کے مستوجب ٹھہرے۔ فرمایا وہ لوگ جن کے دلوں میں شرک کا روگ ہوتا ہے اگر ان سے کہا جائے کہ فرمانبرداری کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ بتوں' گمراہوں اور شیطان سیرت انسانوں یا جنوں سے امداد اور استعانت طلب کرنا گمراہی ہے۔ تو مارے غصے کے چین بچین ہو جاتے ہیں اور تلملا کر کہنے لگتے ہیں کہ یہ شاعرانہ و مجنونانہ خیال ہے۔ فرمایا کافر لوگ توحید پرستی کے خیالات کو جنون و شعر سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ ان کی ناسمجھی ہے یہ جنون و شعر نہیں بلکہ حق و صداقت کا سبق ہے اگر تم شرک سے باز نہ آئے تو دوزخ کے دردناک عذاب کا مزہ چکھو گے۔ اس کے مقابلے پر فرمایا کہ جو لوگ توحید پر قائم ہیں اور کسی حال میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی نہیں کرتے وہ علاوہ دنیاوی اعزاز حاصل کرنے کے آخرت کی تمام نعمتوں سے بھی مالا مال کر دیئے جائیں گے اور خدا پرستی کی وجہ سے دنیا میں انہوں نے جس قدر نفسانی خواہشات کو چھوڑا تھا۔ ان کا بہترین نعم البدل جنت میں نصیب ہوگا جس کی تفصیلی کیفیت انسان کے ذہن میں نہیں آ سکتی مگر اتنا ضرور ہوگا کہ دنیاوی عیش و نشاط کی تمام بے ضرر' پاک اور ستھری صورتیں اس کو وہاں میسر آئیں گی۔ اس کے بعد فرمایا اپنا اپنا انعام اور اپنی اپنی سزا پا چکنے کے بعد جنتیوں کی مجلس گرم ہوگی۔ تو ایک جنتی کہے گا کہ دنیا میں میرا ایک آشنا تھا جو میری اس بات پر پھبتیاں اڑایا کرتا تھا کہ میں آخرت پر یقین رکھتا تھا۔ وہ مجھے احمق بناتا اور ملامت کیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک انسان مر چکنے اور ہڈیوں تک کے بوسیدہ ہو جانے کے بعد دوبارہ از سر نو زندہ ہو سکے وہ میری باتوں کو جہالت کی باتیں سمجھتا

اور میری پختگیٔ ایمان کا مضحکہ اڑاتا آؤ تو اسے دیکھیں کہ وہ کہاں ہے چنانچہ قدرت اسے دوزخ کے اندر دکھائے گی اور یہ اسے کہے گا کہ بدنصیب! تو نے مجھے بھی اپنی ساتھ برباد کرنا چاہا تھا مگر اللہ کا احسان ہے کہ اس نے میری دستگیری کی جو اس مصیبت سے بچالیا اور مجھے توحید پر قائم رکھا ورنہ میں آج تیری طرح دوزخ کے گڑھے میں پڑا ہوتا خدا کا شکر ہے کہ انسان کی دنیاوی زندگی کا مقصد اعلیٰ مجھے حاصل ہو گیا۔ صحیح طریق کار ہر ایک کے لئے یہی تھا۔ اور چاہئے تھا کہ ہر ایک شخص وہی راہ عمل اختیار کرتا جو میں نے اختیار کی تھی اس کے بعد پھر اہل دوزخ کی مہمانی کا ذکر شروع ہوتا ہے فرمایا اہل دوزخ کے لئے ہم نے ایک ایسا درخت تیار کر رکھا ہے جس کا کھانا بے حد مشکل اور تکلیف دہ ہوگا اور شکل نہایت ڈراونی اور خطرناک۔ بھوک لگے گی تو یہی درخت ان کو کھانے کے لئے دیا جائے گا اور جب وہ حلق میں پھنس کر یا پیٹ میں جا کر اذیت کا باعث ہوگا تو اس پر ابلتا ہوا پانی پینے کو دیا جائے گا جو اور بھی جا کر آنتیں کاٹنے کا موجب بنے گا۔

فرمایا اس کے بعد یہ نہ سمجھو کہ عذاب ختم ہو جائے گا انہیں ہمیشہ جہنم میں جلنا اور عذاب پر عذاب سہنا پڑے گا۔ فرمایا ان کی اس تمام بدحالی کا باعث صرف ایک امر ہے کہ انہوں نے حق سے آنکھیں بند کر کے اپنے گمراہ بڑوں کے طریق پر چلنا کافی سمجھا اگر وہ خدا کے فرمانبردار بنتے رسولوں کی بات سنتے اور ان بڑوں کے نقش قدم پر چلنے پر نجات نہ سمجھتے۔ تو اتنی خرابی نہ ہوتی لیکن ان کے بڑے بھی گمراہ تھے اور انہوں نے بھی گمراہی ہی کو پسند کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج اس کی سزا بھگت رہے ہیں اگر یہ دنیا میں آواز حق کو سنتے دوزخ کے عذاب سے ڈرتے۔ خدا کی نافرمانی کے ناخوشگوار نتائج و عواقب سے خوف کھاتے تو آج یہ انجام نہ ہوتا۔

ترجمہ آیات ۷۵-۱۱۳:- اور نوح نے ہم کو پکارا سو (ہم) کیسے اچھے فریادرس ہیں۔ اور اس کو اور اس کے اہل کو ہم نے سخت تکلیف سے بچالیا اور ہم نے اس کی نسل ہی کو باقی رکھا اور پیچھے آنے والی نسلوں میں ہم نے اس کے لئے یہ چھوڑا۔ کہ دنیا میں نوح پر سلام ہو ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں۔ بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھا پھر ہم نے دوسروں کو (طوفان میں) غرق کر دیا اور بلاشبہ اس کی جماعت میں سے ابراہیم بھی تھے (یاد کرو) جب وہ اپنے رب کے پاس قلب سلیم لے کر آئے۔ جس وقت

انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے پوچھا کہ تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو کیا جھوٹ موٹ کے معبودوں کو اس کے سوا چاہتے ہو۔ تو تمام جہان کی پرورش کرنے والے رب کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے۔ سو انہوں نے ستاروں کو ایک نظر دیکھا کہنے لگے کہ میں بیمار ہوں۔ چنانچہ وہ لوگ ان کو چھوڑ کر چل دیئے۔ تو یہ ان کے بتوں میں جا گھسے اور پوچھا کہ تم (کچھ) کھاتے کیوں نہیں۔ کیا بات ہے جو تم بولتے نہیں پھر زور سے ان کو توڑنے پھوڑنے لگے۔ تب وہ لوگ اس کی طرف دوڑتے ہوئے آئے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا تم ان کی عبادت کرتے ہو جن کو اپنی ہاتھوں سے تراشتے ہو۔ حالانکہ اللہ نے تم کو اور جو تم بناتے ہو سب کو پیدا کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کے لئے ایک بھٹی بناؤ۔ پھر اسے اس آگ میں جھونک دو۔ غرض انہوں نے ان کے ساتھ دھوکا کرنا چاہا سو ہم نے انہی کو نیچا دکھایا اور ابراہیم نے کہا کہ میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہ مجھے سیدھی راہ دکھائے گا۔ اے میرے رب! مجھے کوئی نیک بیٹا عطا کر سو ہم نے اس کو ایک بردبار لڑکے کی بشارت دی۔ پھر جب وہ جوان ہو گیا تو (ابراہیم نے) کہا کہ اے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ سو تیری رائے کیا ہے۔ اس نے کہا کہ ابا! جو آپ کو حکم ملا ہے اس کی تعمیل کیجئے انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ پھر جب ان دونوں نے خدا کا حکم مان لیا اور باپ نے اس کو ماتھے کے بل لٹایا اور ہم نے اس کو پکار کر کہا کہ اے ابراہیم! تو نے واقعی خواب کو سچ کر دکھایا ہے ہم اسی طرح نیکو کاروں کو جزا دیا کرتے ہیں۔ واقعی یہ ایک ظاہر آزمائش تھی۔ اور ہم نے ایک عظیم قربانی کو ان کا فدیہ بنا دیا اور پیچھے آنے والے لوگوں میں ہم نے اس کے لئے یہ (ذکر باخیر) چھوڑا کہ "ابراہیم پر سلام ہو"۔ اسی طرح ہم نیکو کاروں کو بدلہ دیتے ہیں۔ واقعی وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق کی بشارت دی جو پاکباز پیغمبروں میں سے ہوں گے اور ہم نے اس کو اور اسحٰق کو برکت دی اور ان دونوں کی اولاد میں نیکو کار بھی ہیں اور اپنے لئے صریح طور پر ظلم کرنے والے بھی ہیں۔

شرح: — اس کے بعد انبیائے کرام کی توحید اور ان کے اتباع کا مختصر ذکر ہے فرمایا حضرت نوح علیہ السلام نے جب توحید کا علم بلند کیا اور لوگوں نے توحید کی بجائے بت پرستی پر اصرار کیا تو انہوں نے تنگ آ کر ان کے حق میں بدعا کی اور کہا کہ خدایا! ان کا نام و

نشان تک مٹا دے۔ ہم نے اس کے جواب میں ایسا طوفان برپا کیا کہ سوائے نوح اور اس کے متبعین کے اور سب ہلاک ہو گئے۔ نوح کی یاد آج بھی تازہ ہے اور ان کا نام روز قیامت تک زندہ رہے گا یہ ان کے ایمان کا انعام ہے۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم کے متعلق فرمایا کہ وہ بھی توحید کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔ ان کا واسطہ بھی بت پرستوں کے ساتھ پڑا۔ انہوں نے ہرچند ان کو سمجھایا کہ بت پرستی سے باز آؤ مگر وہ نہ مانے بالآخر ایک دن موقعہ پا کر جبکہ اہل شہر کسی تہوار میں شرکت کی غرض سے باہر جا رہے تھے۔ ابراہیم بت خانہ میں جا گھسے اور سب بتوں کو توڑ تاڑ کر صاف کر دیا۔ جب وہ آئے تو انہوں نے بتوں کو ٹوٹا ہوا پا کر سمجھا کہ ہو نہ ہو یہ ابراہیم ہی کا کام ہے چنانچہ وہ سب آپ پر پل پڑے آپ نے جواب دیا کہ تم ان کی عبادت کرتے ہو جن کو تم نے خود اپنے ہاتھوں سے تراشا ہے۔ وہ نہ کھاتے ہیں نہ پیتے نہ بات کرتے ہیں نہ سنتے۔ یہ کیا حماقت ہے جو تم کر رہے ہو۔ اگر میری بات پر یقین نہیں تو بھلا انہیں سے پوچھ دیکھو کہ ان کو کس نے توڑا ہے۔ یا کم از کم ایک بت جو صحیح سالم ہے اس سے پوچھو کہ وہ تمہیں سرگزشت کہہ سنائے۔ اگر ان سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا۔ تو ان کا پوجنا کیا معنی؟ دیکھو خدا نے تم کو بھی پیدا کیا ہے اور ان اشیاء کو بھی جن کی تم بندگی کرتے ہو پھر کتنی حماقت ہے کہ ایک مخلوق دوسری مخلوق کی عبادت کرے۔ عبادت اپنے سے اعلیٰ کی ہونی چاہئے اور پیدائش کے لحاظ سے تمام مخلوق برابر ہے۔ کیونکہ سب کا خالق ایک ہے۔ لہٰذا مخلوق کا فرض ہے کہ وہ خالق ہی کی عبادت کرے مخلوق کی نہیں۔ اس تقریر کو سننے اور اس سے سبق سیکھنے کے بجائے انہوں نے یہ تجویز کی کہ ابراہیم کو آگ کی چتا میں ڈال دو۔ مگر خدائے تعالیٰ نے اپنی قدرت سے حضرت ابراہیم کو بچا لیا بت پرستوں کی شیخی کرکری ہوئی اور وہ اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم ترک وطن کا ارادہ کر کے شام کی طرف چل دیئے راستے میں ایک مقام پر جو کہ مکہ معظمہ کے قرب و جوار میں تھا حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے جن میں نبوت کے تمام اوصاف پائے جاتے تھے اللہ تعالیٰ نے ایک موقعہ پر باپ بیٹا دونوں کا امتحان لیا اور دونوں کو کامیاب پا کر مراتب عالیہ کا حقدار ٹھہرایا۔ باپ کو اشارہ ہوا کہ بیٹے کو ہماری راہ میں ذبح کرو۔ اس پر حضرت نے بیٹے کو اطلاع دی اس نے کہا کہ ابا! خدائے تعالیٰ کی طرف سے آپ کو جو حکم ہوا ہے اسے بے دھڑک کر گزریں۔ میری طرف سے بے خوف رہیں! میں

انشاء اللہ صبر و شکر اور تسلیم و رضا سے کام لوں گا۔ چنانچہ دونوں نے اس قربانی کے ادا کرنے کے واسطے پوری رضامندی کا اظہار کیا۔ خدا تعالیٰ کو تو امتحان منظور تھا۔ جان لینا منظور نہ تھا۔ عین اس وقت جبکہ وہ صابر و شاکر باپ مطیع و فرمانبردار بیٹے کی گردن پر چھری چلا رہا تھا حکم ہوا کہ بس تم نے سچ کر دکھایا۔ اور میرے حکم کے بجالانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ فرمایا اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کو فدیہ میں دے کر اسے بچالیا اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف (ذکر خیر) باقی رکھی "سلام ہو ابراہیمؑ پر" اس کے بعد ہم نے ابراہیمؑ کو ایک اور بیٹا اسحٰقؑ دیا۔ جو برگزیدہ نبی تھا اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ دونوں کو بڑی برکت دی۔ حتیٰ کہ دونوں کی اولاد اطراف و اکناف میں پھیل گئی۔

فرمایا پھر ان دونوں یعنی اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ کی اولاد میں سے کئی لوگ اپنے نیک باپ دادا کی راہ پر چل کر نیکو کار بنے اور بہت سے لوگوں نے مشرکانہ و منکرانہ راہ اختیار کی۔ اب اگر یہ دوسری قسم کے لوگ اپنے باپ دادا پر ناز کریں یا ان سے کوئی توقع رکھیں تو یہ ان کی غلطی ہوگی۔ کیونکہ وہ ان کی قطعاً" کوئی مدد نہیں کر سکتے۔

ترجمہ آیات ۱۱۴-۱۳۸:- اور بیشک ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ پر احسان عظیم کیا۔ اور ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بڑی مصیبت سے نجات دلائی اور ہم نے ان کی مدد کی۔ سو یہی غالب آئے۔ اور ہم نے ان دونوں کو ایک روشن کتاب دی اور ہم نے ان دونوں کو سیدھی راہ دکھائی اور ہم نے ان کے لئے پیچھے آنے والے لوگوں میں یہ بات چھوڑی۔ کہ موسیٰؑ اور ہارونؑ پر سلام ہو۔ بیشک ہم اسی طرح نیکو کاروں کو بدلہ دیتے ہیں۔ واقعی وہ دونوں ہمارے ایمان والے بندوں میں سے تھے۔ اور بیشک الیاس یقیناً" رسولوں میں سے تھا جب اس نے اپنے قوم سے کہا کہ تم کیوں رب کی نافرمانی کے نتائج و عواقب سے نہیں ڈرتے۔ کیا تم اجل کو پکارتے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑتے ہو۔ یعنی اللہ کو جو تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادا کا رب ہے۔ پھر انہوں نے اس کو جھٹلا دیا سو ان کو پکڑ کر حاضر کیا جائے گا۔ سوائے ان لوگوں کے جو ہمارے مخلص بندے ہیں۔ اور ہم نے اس کے لئے پیچھے آنے والے لوگوں میں یہ بات چھوڑ دی کہ الیاسین پر سلام ہو۔ ہم اسی طرح نیکو کاروں کو بدلہ دیتے ہیں۔ بیشک وہ ہمارے صاحب ایمان بندوں میں سے تھا اور بیشک رسولوں میں سے تھا۔ جبکہ ہم نے اس کو اور اس کے اہل و عیال سب کو نجات دی۔ بجز

ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہنے والوں میں رہے گی۔ پھر ہم نے اوروں کو ہلاک کر دیا اور تم یقیناً صبح کے وقت انکی بستیوں کے اوپر سے گزرتے ہو اور رات کو بھی سو تم کیوں نہیں سمجھتے ہو۔

شرح:۔ اس رکوع میں چند دیگر انبیائے کرام اور ان کے نیکو کار متبعین کا ذکر ہے اور فرمایا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کی قوم خدا کی نافرمانی کے باعث اس قدر قعر ذلت میں گر چکی تھی کہ علاوہ ہمیشہ محکوم رہنے کے حکومت کے کسی محکمہ میں ان کو عزت کی جگہ میسر نہ آتی تھی مگر ہم نے موسیٰ اور ہارون علیہم السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ان کے ذریعے ہم نے اس مردہ قوم میں توحید کی وہ روح پھونک دی کہ وہ آن واحد میں غلامی کے پنجہ سے نکل کر آزاد ہو گئے اور دنیا کی کئی سلطنتیں خود ان کے زیر نگیں آ گئیں۔ یہ چیز صرف اس کتاب الٰہی کی طفیل ہوئی۔ جو ان پر نازل کی گئی تھی جس پر انہوں نے عمل کر کے اپنے فرمانبردار ہونے کا ثبوت دے دیا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت وہ اقوام عالم کے رہنما بنے اور اب رہتی دنیا تک اقوام عالم ان کو یاد کرتی اور ان پر سلام بھیجتی رہیں گی۔ اس کے بعد حضرت الیاس علیہ السلام کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شام کے ایک شہر بعلبک کے لوگوں کی رشد و ہدایت کے لئے مامور کیا تھا بعل ایک بت کا نام تھا جس کو وہ لوگ پوجا کرتے تھے۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے ان کو خدائے یگانہ کی عبادت کی تلقین کی۔ فرمایا اس خدا کی پرستش کرو جس نے تم کو بنایا ہے۔ اس سے منہ پھیر کر ہاتھوں کی بنائی ہوئی یا زیادہ سے زیادہ اسی کی دیگر مخلوق کی عبادت و پرستش کر کے اپنے نافرمان اور بے سمجھ ہونے کا ثبوت نہ دو۔ انہوں نے ایک نہ مانی۔ حضرت الیاس علیہ السلام کی تبلیغی مساعی قبول ہوئیں۔ ان کا نام ادب سے لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت لوط علیہ السلام کا تذکرہ ہے۔ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سگے بھتیجے تھے۔ اور خلیج مردار کے پاس چند بستیاں تھیں۔ وہاں کے لوگوں کو لواطت کی عادت تھی حضرت لوطؑ ان کو سمجھاتے بجھاتے رہے مگر وہ کب ماننے والے تھے۔ آخر ایک بھونچال آیا۔ جو ان کی بستیوں کو الٹ کر رکھ گیا۔ یہ بستیاں آج بھی دنیا جہان کے لئے درس عبرت پیش کر رہی ہیں۔ مگر کوئی نہیں جس کے دل میں اس عذاب الٰہی کو دیکھ کر ہی خوف پیدا ہو۔ یہ عادت بد فی زمانہ بھی موجود ہے۔ اور بعض بدکردار آج بھی اس فعل بد کا ارتکاب اسی رفتار سے

کر رہے ہیں۔ جب تک دنیا کے بسنے والے قرآن پاک کے مطالب و معانی سے واقف ہو کر اس کی تلاوت کرنا نہیں سیکھتے۔ تب تک یہ حالات روبہ اصلاح ہوتے دکھائی نہیں دیتے۔

ترجمہ آیات ۱۳۹-۱۸۲:- اور یونس یقیناً" رسولوں میں سے تھا جب وہ بھاگ کر بھری ہوئی کشتی کے پاس آیا پھر قرعہ اندازی کی گئی تو وہی ملزم نکلا۔ پھر اس کو مچھلی نے نگل لیا اور حالت یہ تھی کہ وہ سخت شرمسار تھا۔ پھر اگر وہ تسبیح نہ کرتا تو اس کے پیٹ میں قیامت تک پڑا رہتا۔ بعد ازاں ہم نے اس کو میدان میں ڈال دیا۔ اور وہ بیمار تھا اور ہم نے اس پر ایک بیلدار درخت اگا دیا اور ہم نے اس کو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ آدمیوں کی طرف بھیجا۔ سو وہ ایمان لے آئے۔ ہم نے ان سب کو ایک وقت تک فوائد دنیا سے بہرہ ور کیا تو ان سے پوچھئے کہ کیا تمہارے رب کیلئے بیٹیاں ہیں اور تمہارے لئے بیٹے۔ کیا ہم نے فرشتوں کو عورتیں پیدا کیا اور وہ دیکھ رہے تھے۔ اور یہ یقیناً" جھوٹ کہہ رہے ہیں۔ کہ اللہ کے اولاد ہے اور یہ قطعاً" جھوٹے ہیں۔ کیا اس نے اپنے لئے بیٹیوں کو بیٹوں سے زیادہ پسند کیا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم کس طرح کے عمل کرتے ہو۔ پھر تم کیوں نہیں سمجھتے؟ یا کیا تمہارے پاس کوئی واضح دلیل ہے۔ اگر ہے تو اپنی کتاب لاؤ اگر تم سچے ہو اور انہوں نے اللہ اور جنوں میں رشتہ قائم کیا اور جنوں کو یقیناً" معلوم ہے کہ ان کو پکڑ کر حاضر کیا جائے گا۔ یاد رکھو کہ اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔ بجز ان کے جو اللہ کے مخلص بندے ہیں۔ سو تم اور جن کو تم پوجتے ہو۔ کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے۔ مگر اسی کو جو جہنم میں جانے والا ہے اور (فرشتے کہتے ہیں کہ) ہم میں سے ہر ایک کا درجہ مقرر ہے۔ اور ہم صف بستہ کھڑے رہتے ہیں۔ اور بیشک ہم سب اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس پہلے لوگوں کا کوئی تذکرہ ہوتا تو ہم اللہ کے مخلص بندے ہوتے۔ پھر یہ لوگ اس کا انکار کرنے لگے۔ سو ابھی ان کو معلوم ہو جائے گا اور بیشک ہمارا حکم ہمارے ان بندوں کے لئے جو پیغمبر ہیں پہلے سے مقرر ہو چکا ہے کہ انہیں کی مدد کی جائے گی اور ہمارا ہی لشکر غالب آئے گا۔ سو آپ چندے ان کی روگردانی سے اعراض فرمائیں اور ان کو دیکھتے رہیے یہ بھی عنقریب دیکھ لیں گے کیا یہ ہمارے عذاب کا جلد تقاضا کرتے ہیں۔ پھر جب وہ ان کے روبرو آ اترا تو ان لوگوں کے

لئے جن کو ڈرایا گیا ہے یہ بہت بری صبح ہوگی اور آپ چندے ان سے اعراض فرمائیں اور دیکھتے رہیے یہ بھی عنقریب دیکھ لیں گے۔ آپ کا رب جو عظمت والا ہے ان سب باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں اور رسولوں پر سلام ہو اور تمام حمد وثنا اسی اللہ کے لئے ہے جو تمام جہان کا پروردگار ہے۔

شرح:۔ اس سورت میں حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ مروی ہے۔ آپ مسیح علیہ السلام سے تقریباً" آٹھ سو باسٹھ سال پیشتر ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شہر نینوہ کے لوگوں کی رشد و ہدایت کے لئے مامور کیا تھا۔ آپ نے سمجھا کہ وہ لوگ بڑے ضدی اور سرکش ہیں۔ میری بات نہیں مانیں گے بلکہ الٹا مجھے تنگ کریں گے۔ پھر اگر میں نے ان کو عذاب سے ڈرایا تو ممکن ہے کہ خدا عذاب نہ بھیجے کیونکہ وہ حلیم و غفار ہے اس طرح میں جھوٹا قرار پاؤں گا۔ چنانچہ آپ بجائے شہر نینوہ کی طرف رخ کرنے کے شہر ترسیس کی طرف ہو لئے راستے میں دریا پڑتا تھا۔ اسے عبور کرنے کے لئے حضرت کشتی پر سوار ہوئے تو وہ ڈگمگانے لگی۔ ملاحوں نے کہا اس کشتی میں کوئی غلام ایسا سوار ہے جو اپنے آقا سے بھاگ کر آیا ہے۔ قرعہ اندازی کی گئی تو حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا۔ ملاحوں نے آپ کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام اپنے اللہ سے بھاگ کر دوسری جانب جا رہے تھے مگر کون ہے جو اس سے بھاگ کر جا سکے۔ جب آدم علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی بھی اس کے حکم کے سامنے دم نہیں مار سکتے تو کس کی مجال ہے کہ وہ لیت ولعل کرنے کی جرات کرے دریا میں ایک دیو جثہ مچھلی آئی اس نے آپ کو زندہ نگل لیا۔ آپ تین دن اور تین رات اس کے پیٹ میں زندہ رہے اور **لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین** پکارتے رہے۔ آخر خدائے تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول کی اور مچھلی نے آپ کو دریا کے کنارے اگل دیا۔ جہاں آپ کئی دن تک بیمار اور نحیف ہو کر پڑے رہے قدرت نے آپ کی حفاظت کا سامان کر دیا۔ تندرست ہوئے تو پھر نینوہ جانے کا حکم ملا۔ وہاں آپ نے کوئی ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں کو رشد و ہدایت کی طرف بلایا۔ ان کی خوش نصیبی کہ وہ آپ کی بات مان گئے اور عذاب الٰہی سے بچ گئے۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو ارشاد ہوتا ہے کہ یہ باتیں تو زمانہ سابقہ کی ہیں۔ آپ کے زمانے کے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں

اور بڑے بڑے جنوں کی لڑکیاں فرشتوں کی مائیں ہیں۔ اس طرح انہوں نے خدا کا ناتا جنوں اور فرشتوں دونوں سے جوڑ رکھا تھا۔ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن ہمارے رشتہ دار نہیں۔ بلکہ وہ بھی تمہاری طرح ہماری مخلوق ہیں۔ جو اپنے اعمال کے لئے ہمارے سامنے اسی طرح جوابدہ ہیں جس طرح تم۔ فرمایا وہ جن بھوت اور دیو و شیاطین جن کے سامنے آج تم سرنگوں ہو رہے ہو اور طرح طرح سے ان کی پوجا کر رہے ہو وہ اور تم سب دوزخ کی آگ کا ایندھن بننے والے ہو۔ اس کے بعد فرشتوں کی زبان سے ان کے بندہ مجبور ہونے کا اعتراف کرایا ہے اور فرشتوں کو زبان حال سے یہ پکارتے ہوئے دکھایا گیا ہے کہ ہم سب اپنی اپنی مقررہ جگہ پر صف باندھے پروردگار عالم کی عبادت میں کھڑے رہتے ہیں اور اس کی صفت و ثنا بیان کرتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد عربوں کو یاد کرایا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو نبی مبعوث نہیں کیا گیا تھا تو تم اہل کتاب کو ان کی اقوام کے حالات سن سن کر کہا کرتے تھے کہ اگر ہم میں کوئی نبی مبعوث ہوتا تو ہم ان کی فرمانبرداری کر کے دکھلاتے اور اللہ کے مخلص بندے بنتے مگر اب جبکہ تمہیں میں سے ایک کو رسول بنایا گیا ہے اور تمہاری ہی زبان میں تعلیمات نازل کی گئی ہیں تو تم ہو کہ بات بھی سننے کے روادار نہیں ہوتے اور سمجھتے ہو کہ اپنی مخالفت سے ہمارے رسول اور اس کی اتباع کرنے والے ہمارے نیک بندوں کو ہماری راہ سے روک لوگے سنو یہ تمہارے لئے ناممکن اور محض ناممکن ہے ہم اپنے بندوں کو ضرور فتح و نصرت اور کامرانی و شادمانی عطا کریں گے۔

(۵۷) سورۃ لقمان (۳۱)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں چونتیس آیات مبارکہ اور چار رکوع ہیں۔ جبکہ آیات مبارکہ ۲۷ تا ۲۹ مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۲-۱۱:۔ یہ کتاب حکیم کی آیتیں ہیں جو نیکوکاروں کے لئے (سراسر) ہدایت و رحمت ہیں۔ ان لوگوں کے لئے جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے

والے ہیں۔ اور ان میں وہ (بدبخت) بھی ہیں جو اللہ سے غافل کرنے والے افسانے مول لیتا ہے تاکہ لوگوں کو بے سمجھے بوجھے خدا کی راہ سے بہکا دے اور آیات الٰہی کی ہنسی اڑائے۔ یہی ہیں جن کے لئے (قیامت کے دن) ذلت کا عذاب ہوگا۔ اور جب (ان میں سے) کسی کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ منہ پھیر کر اکڑتا ہوا ایسے چل دیتا ہے کہ جیسے اس نے سنا ہی نہیں گویا اس کے دونوں کانوں میں بوجھ ہے سو ایسے شخص کو درد ناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے ان کے لئے مزے کے باغ ہیں۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ خدا کا پکا وعدہ ہے اور وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔ اسی نے آسمانوں کو جیسا کہ تم دیکھتے ہو بغیر ستونوں کے بنا کھڑا کیا اور زمین میں بھاری بوجھل پہاڑ ڈال دیئے کہ کہیں وہ تمہیں لے کر ڈانواں ڈول نہ ہونے پائے اور اس میں ہر قسم کے جاندار پھیلا دیئے اور ہم نے آسمان سے مینہ برسایا اور زمین میں ہر قسم کی عمدہ چیزیں اگائیں۔ یہ اللہ کی مخلوق ہے تو تم مجھ کو دکھاؤ اللہ کے سوا دوسروں نے کیا پیدا کیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

شرح:۔ سورۂ روم میں توحید کے متعلق دلائل دیئے تھے اور شرک سے نفرت دلائی تھی کیونکہ جب تک انسان موحد نہ ہو یعنی جب تک وہ ایک خدا کو اپنا رازق، کارساز، حاجت روا، مشکل کشا اور معبود برحق نہ سمجھتا ہو اس کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ توحید کا سبق پڑھانے کے بعد دوسرے درجے پر ذاتی اوصاف اور اخلاق عالیہ کا مرتبہ ہے۔ توحید انسان اور خدا کے تعلقات کو جوڑنے کا باعث ہوتی ہے اور اخلاق عالیہ انسانوں کے باہمی تعلقات کو خوشگوار کرتے اور دنیاوی زندگی میں آسائش پیدا کرتے ہیں اس سورہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کے منہ سے علم و حکمت سے بھری باتیں بیان کر کے مسلمانوں کو بتا دیا ہے کہ تمہارے اخلاق کیسے ہونے چاہئیں۔ اس سورہ کا مطالعہ کرتے وقت ہر شخص کو چاہئے کہ وہ دیکھے کہ آیا اس میں ان میں سے کون سی باتیں پائی جاتی ہیں جو باتیں اس کے اندر موجود نہ ہوں چاہئے کہ پہلے ان کا اکتساب کرے اور جن باتوں سے منع کیا گیا ہے ان سے کلی طور پر ہمیشہ بچے۔ جب تک وہ اپنی ذاتی اصلاح نہ کرے تب تک اسے دوسروں کی اصلاح و تبلیغ میں مصروف نہ ہونا چاہئے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اس کتاب پر حکمت کی یہ چند ایسی آیتیں ہیں جو نیکو کاروں اور خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر عبادت کرنے والوں کے لئے

باعث ہدایت و رحمت ہیں۔ کیونکہ یہی لوگ ان آیات پر عمل کرکے ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ فرمایا نیکو کار کی صفت یہ ہے کہ وہ نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرتا ہو۔ اپنے مال و متاع میں سے زکوۃ بخوشی ادا کرتا ہو اور اس حیات دنیوی کو چند روزہ سمجھ کر ایک دن یہاں سے کوچ کرنے اور اپنے اعمال کا حساب دینے کا یقین رکھتا ہو۔ وہی خدا کے نزدیک ہدایت پر ہے اور وہی فلاح و کامرانی حاصل کر سکتا ہے مگر وہ لوگ جو خدا کی عبادت میں وقت گزارنے کی بجائے کہانیاں اور ہنسی کی باتیں سننے سنانے میں گزار دیں زکوۃ دینے کی بجائے سینما، ڈرامہ، اور عیش و نشاط کی جگہ پر روپیہ خرچ کر ڈالیں اور بجائے اس زندگی کو چند روز سمجھنے کے اسی کو سب کچھ سمجھ کر مگن ہو جائیں اور دین کی باتوں کو مخول میں اڑا دیں ان کو ان آیات پر حکمت سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ وہ گمراہ ہی رہیں گے۔ فرمایا ان لوگوں کا علاج ہی کیا جن کو کوئی بات سنائی جائے تو وہ از راہ تکبر اس طرح گزر جائیں کہ گویا انہوں نے کچھ سنا ہی نہیں ایسے لوگ ہدایت نہیں پا سکتے۔ آخرت کی خوشخبری اور خدا کی خوشنودی صرف ان لوگوں کو ہی حاصل ہو سکتی ہے جن کے سینوں کے اندر ایمان ہو اور جن کے دل و دماغ اور اعضاء و جوارح سے نیک اعمال سرزد ہوں فرمایا اگر تم کو اللہ پر ایمان نہ ہو تو ذرا نگاہ اٹھا کر آسمان کو تو دیکھو اس نیلگوں چھتری کو جس طرح ہم نے بے ستون کھڑا کر رکھا ہے کیا اس طرح کوئی اور بھی کر سکتا ہے۔ پھر زمین کے اندر پہاڑوں کو میخوں کی مانند گاڑ رکھا ہے تاکہ زمین کسی طرف کو الٹ نہ جائے اور ہر قسم کا چلنے والا جاندار زمین کی سطح پر پیدا کیا۔ فرمایا یہ تو میری صنعت اور کاریگری کا کرشمہ ہے وہ جن پر تمہیں اس قدر اعتماد اور بھروسہ ہے۔ ذرا ان کی صنعت کے نمونے بھی تو پیش کرو۔

ترجمہ آیات ۱۲-۱۹:- اور ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی (اور کہا) کہ اللہ کا شکر کرتے رہو۔ اور جو شکر گزار ہوتا ہے تو وہ اپنے ہی نفع کے لئے شکر گزار ہوتا ہے اور جو ناشکرا ہوگا اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ بے نیاز ہے اور بذات خود سزاوار حمد ہے۔ اور جب لقمان نے اپنے بیٹے سے نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں تاکید کر رکھی ہے اس کی ماں نے ضعف پر ضعف جھیل کر اس کو پیٹ میں اٹھائے رکھا اور دو سال میں (جا کر کہیں) اس کا دودھ چھوٹتا ہے۔ یاد رکھ کہ تو میری اور

والدین کی شکر گزاری کر۔ میری ہی طرف تم کو لوٹ کر آنا ہے اور (یہ بھی کہا کہ) اگر وہ تجھے مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم ہی نہیں تو پھر ان کا کہنا نہ ماننا اور دنیا کی باتوں میں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آ اور ان لوگوں کی راہ اختیار کر جو میری طرف رجوع ہوں پھر تم سب کو لوٹ کر میری ہی طرف آنا ہے۔ پھر تمہارے اعمال سے تمہیں آگاہ کروں گا۔ بیٹا! اگر رائی کے برابر بھی کوئی عمل ہو پھر وہ کسی پتھر کے نیچے دبا پڑا ہو یا آسمانوں میں ہو یا زمین کے اندر پوشیدہ ہو اس کو بھی خدا لا حاضر کرے گا۔ بیشک اللہ بڑا باریک بین اور باخبر ہے۔ بیٹا! نماز پڑھا کر اور نیک کاموں کی تلقین کیا کر اور برائیوں سے منع کیا کر اور تجھے جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کر بیشک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔ اور لوگوں سے بے رخی نہ کر اور زمین پر اترا کر نہ چل۔ اللہ کسی اترانے والے شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا اور اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر۔ اور اپنی آواز میں نرمی پیدا کر بلاشبہ سب آوازوں سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔

شرح:- ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے لقمان کو حکمت کی چند باتیں سکھائی تھیں جو ہم تمہیں بھی سنائے دیتے ہیں۔ سب سے پہلے بات یہ تھی کہ ہر حال میں اللہ کا شکر گزار رہ جو شخص اللہ کا شکر گزار ہوگا وہ خود اپنا ہی کچھ بھلا کرے گا اور جو ناشکر گزار ہوگا وہ خدا کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا اور نہ خدا کو لوگوں کے اظہار شکر کی کچھ پروا پڑی ہے کیونکہ وہ کسی چیز کا محتاج نہیں فرمایا تم نے سنا ہوگا کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی کہ اے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ کیونکہ شرک ایک صریح نافرمانی ہے اور خدا کی ناشکری پروبال ہے فرمایا ہم نے اس انسان کو وصیت کر دی تھی کہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ یاد رکھو کہ تمہاری ماں نے سختیوں پر سختیاں جھیلیں۔ اور ایک زمانہ تک اپنے پیٹ کے اندر تجھے اٹھائے رکھا اور دو سال تک اپنا دودھ پلایا سو تو میرا بھی شکر گزار ہو اور اپنے والدین کا بھی اور اس بات کو ہر وقت مدنظر رکھ کہ تم سب کو اس حیات دنیوی کے بعد لوٹ کر میرے پاس آنا ہے۔ سو اگر تم نے میری یا اپنے والدین کی ناشکری کی ہوگی اور میری فرمانبرداری میں زندگی نہ گزاری ہوگی تو تمہیں اپنے کئے کی سزا بھگتنی ہوگی والدین کا کہنا صرف ایک بات میں تم نہیں مان سکتے وہ یہ کہ تمہیں میری نافرمانی کرنے یا میرے ساتھ اوروں کو شریک ٹھہرانے کے لئے کہا جائے علاوہ ازیں جتنے معاملات ہوں ان

بھی والدین کی اطاعت ضروری شے ہے۔ فرمایا! تم اس بات کو اصول بنالو کہ ہر وقت خدا کو یاد رکھو اور کسی وقت اس سے غافل نہ رہو۔ اگر کسی نے اس قانون کی خلاف ورزی کی تو جب اس حیات دنیاوی کو گزارنے کے بعد میرے پاس آؤ گے تو تمہیں تمہاری غلطیوں اور خطاکاریوں کی سزادی جائے گی۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ اے بیٹے! زمین و آسمان کی کوئی چیز خدا کی نگاہ میں پوشیدہ نہیں اگر جنگل میں رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی چیز ہو تو وہ خدا کے علم میں ہوتی ہے پس تمہارے سینوں کے نہاں خانہ میں بھی جو چیز ہو گی اللہ اس سے ناواقف نہیں ہو سکتا وہ پوری طرح سے تمہاری نیتوں اور تمہارے دلوں سے واقف ہے پھر فرمایا کہ اے بیٹے! اس بات کا ثبوت دینے کے لئے کہ تم خدا کے فرمانبردار بندے ہو۔ اور اس کے احکام سے سرتابی نہیں کرتے تمہیں چاہئے کہ نماز پابندی سے ادا کرو اور لوگوں کو نیکوکار بننے کی ترغیب دیتے رہو۔ نیز برے کاموں سے باز رکھو اور سچائی کی راہ چلنے میں تمہیں جو مصائب برداشت کرنے پڑیں انہیں بخوشی برداشت کرو۔ فرمایا اے بیٹے! لوگوں کو نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھ اور ان سے الگ تھلگ نہ رہ اور نہ غرور و تکبر سے اکڑ کر زمین پر چل پھر۔ کیونکہ ہر وہ شخص جو شیخی خورا اور اکڑ کر چلنے والا ہو خدا کی نگاہ میں برا ہے۔ فرمایا! ہر کام میں میانہ روی کو اختیار کرو اور چیخ چیخ کر نہ پکارو کہ سننے والوں اور راہگذروں کو تکلیف ہو۔

ترجمہ آیات ۲۰-۳۰:۔ کیا تم نے کبھی غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمان اور زمین کی تمام مخلوق کو تمہارے لئے مسخر کر رکھا ہے اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو اللہ کے بارے میں بغیر صحیح علم کے ہدایت و رہنمائی کے اور کتاب روشن کے جھگڑتے ہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو کچھ نازل کیا ہے تم اسی کی پیروی کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اسی راہ پر چلیں گے۔ جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا بھلا کیا اگر ان کے بڑوں کو شیطان دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا رہا ہو تو بھی وہ انہیں کی راہ پر چلیں گے اور جو خدا کے سامنے اپنا سر جھکا دے اور وہ نیکوکار بھی ہو تو اس نے (گویا) ایک نہایت پختہ رسی کو پکڑ لیا اور تمام امور بالآخر خدا ہی کے حضور میں پیش ہونے والے ہیں اور جو کفر کی راہ پر چلا آپ اس کے کفر کی وجہ سے آزردہ نہ ہوں۔ ان

سب کو ہماری طرف لوٹنا ہے پھر ہم ان کو ان کے اعمال سے آگاہ کریں گے بلاشبہ اللہ دلوں کے بھید جانتا ہے۔ ہم ان کو چندے بہرہ مند کریں گے۔ پھر ہم ان کو سخت عذاب کی طرف کھینچ لائیں گے۔ اور اگر آپ ان سے پوچھیں گے کہ کس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا تو یہ پکار اٹھیں گے کہ اللہ نے کہہ دیجئے کہ تمام حمد و ثنا اللہ ہی کے لئے ہے۔ مگر ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے بلاشبہ اللہ ہی بے نیاز اور سزاوار حمد و ثنا ہے اور اگر وہ تمام درخت جو سطح زمین پر ہیں قلم بن جائیں اور یہ جو سمندر ہے سیاہی بن جائے اور اس کی مدد کو سات سمندر اور ہو جائیں پھر بھی تو اللہ کی باتیں تمام نہ ہوں بلاشبہ اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اور تم سب کا پیدا کرنا اور سب کا اٹھا کھڑا کرنا ایسا ہی ہے جیسا ایک شخص کا (پیدا کرنا اور اٹھا کھڑا کرنا) بلاشبہ اللہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور اُسی نے سورج اور چاند کو (اپنا) مطیع کر رکھا ہے ہر ایک وقت معین تک جاری رہے گا اور اللہ تمہارے سب کاموں کی خبر رکھتا ہے۔ یہ اس لئے کہ اللہ ہی برحق ہے اور یہ کہ تم اس کے سوا جن چیزوں کو پکارتے ہو وہ باطل ہیں اور یہ کہ اللہ ہی بلند مرتبہ اور بڑا ہے۔

شرح:- اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات کا ذکر شروع کیا ہے فرمایا اگر تم غور و تدبر کرو تو تمہیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان میں جس قدر اشیاء بنائی ہیں وہ کسی نہ کسی رنگ میں تمہارے لئے بے حد ضروری اور بڑی مفید ہیں اور ان سب کو تمہارے قبضہ میں دے دیا ہے۔ علاوہ ازیں چند اور اشیاء ایسی ہیں جو در حقیقت تمہارے لئے بے حد ضروری ہیں مگر تم ان کو دیکھ نہیں سکتے وہ بھی تمہیں دے رکھی ہیں مگر انسان کی کور چشمی دیکھو کہ وہ ان چیزوں کا علم تو حاصل نہیں کرتا اور نہ حق و صداقت کی سیدھی راہ پر چلنے کی کوشش کرتا ہے مگر یونہی اندھا دھند خدا کا' خدا کی ہستی کا اور اس تعلیمات کا انکار کئے چلا جاتا ہے فطرت کی کتاب روشن اور کائنات عالم کے نورانی صحائف کو چھوڑ کر یہ لوگ اندھی تقلید پر جان دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس طریقہ پر ہمارے آباؤ اجداد ہو گزرے ہیں وہ غلط نہ تھا ہم اس کو نہیں چھوڑیں گے۔ یہ ان کی ہٹ دھرمی ہے اور حق و انصاف کی طرف سے آنکھ بند کر لینے کے مترادف ہے صحیح طریق کار یہ ہے کہ انسان فرمودۂ خدا کو

پس پشت نہ ڈالے اور چونکہ انسانی علم محدود ہے اور انسان سے غلطی بھی ہو سکتی ہے لہٰذا اسے چاہئے کہ وہ اپنے قیاس و اجتہاد کو خدائے تعالیٰ کے صاف و صریح احکام پر قطعاً ترجیح نہ دے اور نہ اس کے احکام کی من مانی تاویل کرے۔ جو بات انسان کی سمجھ سے بالاتر ہے اس کو اسی طرح ماننا چاہئے جس طرح الفاظ سے بظاہر معلوم ہوتا ہو۔ فرمایا نیکوکار وہ ہے جس نے اپنے تعلقات کو خدا سے مضبوط کر کے جوڑا ہے اور وہی اس وقت سب سے زیادہ فائدے میں رہے گا جب تمام امور خدا کے حضور میں محاسبہ کے لئے پیش ہوں گے مگر کافروں کو بتا دیا جائے گا کہ لو یہ تھے تمہارے اعمال اور یہ ہیں وہ باتیں جو تم سمجھتے تھے کہ تمہارے سوا کسی کو معلوم نہیں ہو سکتیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہر شخص کو کچھ عرصہ کے لئے حیات دنیاوی سے متمتع کیا جاتا ہے۔ پھر اگر وہ نافرمانی اختیار کرے تو اسے دوزخ کا سخت عذاب جھیلنا پڑھے گا۔ فرمایا انسان کی کتنی بڑی گمراہی ہے کہ وہ اسبات کو جانتے بوجھتے کہ زمین اور آسمان کے پیدا کرنے والا صرف ایک خدا ہے۔ خدا سے روگرداں ہوتا اور اس کی نافرمانی کرتا ہے۔ فرمایا یہ زمین و آسمان اور یہ سب کائنات اس خدائے تعالیٰ کی ملکیت ہے اگر یہ سب کائنات اس سے باغی ہو جائے تو بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اے انسان! اللہ تعالیٰ کی قدرت، اس کی طاقت اور اس کی کرشمہ سازیوں کے بیان کے لئے اگر کائنات عالم کے تمام درختوں سے قلمیں بنالی جائیں اور موجودہ سمندروں کے علاوہ سات اور سمندر بطور سیاہی استعمال کئے جائیں تو بھی اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور کرشمہ سازیوں کا ذکر پورے طور پر نہ ہو سکے۔ سنو! وہ عزیز و حکیم ہے فرمایا اے انسان اس لمبی چوڑی کائنات اور اس لاتعداد انسانی مخلوقات کو پیدا کرنا ہمارے لئے کچھ مشکل نہیں سب کو پیدا کرنے اور بنانے میں اتنی ہی دیر لگتی ہے جتنی دیر ہمیں تم میں سے ایک کو بنانے اور پیدا کرنے میں لگتی ہے۔ فرمایا تم دیکھو کہ کس طرح ہم آن واحد میں دن کو رات میں اور رات کو دن میں داخل کر دیتے ہیں۔ کیا اس سے تم کو اسبات کا ثبوت نہیں ملتا کہ ہم جس طرح آن واحد میں رات لا کر خاموشی طاری کر سکتے ہیں اسی طرح قیامت کا دن لا کر اس نظام عالم کو درہم برہم کرنے پر قادر ہیں۔ رات، دن، سورج، چاند کوئی ہماری گرفت سے باہر نہیں۔ ہم نے ہر چیز کی ایک عمر مقرر کر رکھی ہے۔ یہ بات حق ہے اس بات کو دل میں بٹھالو اور خدائے علو و کبیر کے سامنے سر اطاعت جھکا دو۔

ترجمہ آیات ۳۱-۳۴:- کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ کے فضل سے کشتی سمندر میں چلتی ہے تاکہ تم کو اپنی نشانیاں دکھائے بلاشبہ اس میں ہر صابر و شکر گزار کے لئے نشانیاں ہیں اور جب سمندر کی لہریں سائبانوں کی طرح ان پر چھا جاتی ہیں تو وہ مخلصانہ طور پر اللہ ہی کو پکارتے ہیں پھر جب وہ ان کو خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو بعض تو اعتدال پر رہتے ہیں اور ہماری آیتوں کے وہی لوگ منکر ہوتے ہیں جو بد عہد اور ناشکرے ہیں۔ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جب باپ اپنے بیٹے کے کام نہ آسکے گا اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کام آسکے گا۔ (سنو!) بلاشبہ اللہ کا وعدہ سچا ہے سو تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ خدا کے بارے میں فریب کار شیطان کے دھوکہ میں آنا۔ بیشک اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو رحم میں ہے اور کسی شخص کو معلوم نہیں کہ وہ کل کیا کرے گا اور نہ کسی شخص کو معلوم ہے کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ بلاشبہ اللہ کو ہر بات کا علم ہے اور اسے ہر بات کی خبر ہے۔

تشریح:- اس رکوع میں ایک نہایت عمدہ طریقہ سے اتقا کی تعلیم دی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے انسان کیا تو نے کبھی سمندروں میں کشتی کو چلتے دیکھا ہے اور کیا اللہ کی اس نعمت پر کبھی غور کیا ہے اس کشتی میں تیرے لئے کئی نشانات حق ہیں جن سے تو اپنے خالق کو پہچان سکتا ہے اور اس کے سامنے سر اطاعت خم کرنے کے لئے مجبور ہو سکتا ہے مگر تو غور ہی نہیں کرتا۔ اگر کوئی شخص اپنے آپ پر جبر کرنے اور اپنے نفس کو قابو کرنے والا ہو اور ساتھ ہی خدا کے احسانات کا شکر گزار ہو تو اسے نظر آسکتا ہے کہ کشتی تمہارے لئے کس قدر مفید اور حیرت زا پیرہے۔ لکڑی کا پانی پر تیرنا' جدھر چاہنا اس کے رخ کا بدل جانا۔ انسان کا اس کے ذریعہ گہرے سمندروں کو عبور کر کے ایک ملک سے دوسرے ملک میں چلے جانا بحری خزائن کا اس کے ذریعے حاصل ہونا۔ سب ایسی باتیں ہیں جو اس قادر مطلق خدائے عزوجل کی عنایات کا نتیجہ ہیں فرماتا ہے اے انسان! میں نے تجھے کشتی بنانے کی حکمت سکھائی۔ پانی اور ہوا تک کو تیرا تابع فرمان بنا دیا سمندروں کو عبور کرنے کی تجھے طاقت دی تجھے چاہئے تھا کہ میرے احسانات کو مانتا۔ میرا شکر گزار ہوتا۔ اور میری عبادت کرتا مگر تو اپنے آپ پر اترانے لگتا اور ہمیں بھول جاتا ہے سو جب تجھے چوکنا کرنے اور اپنی طرف توجہ دلانے کی خاطر سمندر کی لہروں کو تجھ سے ذرا باغی کر دیا

جاتا ہے تو وہ سیاہ بادلوں کی طرح چاروں طرف سے تمہیں گھیر لیتی ہیں۔ پھر تم اپنے آپ کو بھی بھول جاتے ہو اور جن پر تمہیں بڑا ناز ہوتا ہے وہ بھی تمہارے ذہن سے اتر جاتے ہیں اور تم خلوص دل سے خدا سے دعا کرنے لگتے ہو کہ اے مالک! ہمیں اس مصیبت سے نجات دلا۔ فرمایا کہ اگر تمہاری دعا قبول کر لی جاتی ہے اور تمہیں ہلاکت سے بچا لیا جاتا ہے۔ تو تم میں سے چند ایک تو جادۂ اعتدال اور انصاف پر قائم رہتے ہیں اور خدا کے فرمانبردار بندے بن جاتے ہیں مگر اکثر پھر بھی ناشکر گزار ہو جاتے ہیں اور خدا کو بھول جاتے ہیں فرمایا! اے لوگو! اگر خدا کے شکر گزار بندے اس کے فرمانبردار اور عبادت گزار بننا چاہتے ہو تو اپنے خالق' رازق اور مربی سے ڈرو کہ کہیں اس کی نافرمانی تمہارے عذاب کا موجب نہ بن جائے نیز محاسبہ کے اس دن سے ڈرو جب باپ بھی بیٹے کی مدد نہ کر سکے گا۔ نہ بیٹا باپ کے کچھ کام آسکے گا۔ فرمایا یہ میرا وعدہ ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ تم کو کسی دھوکے میں نہیں رہنا چاہیے۔

اس کے بعد قیامت کے دن کے واقع ہونے اور انسان کے مر کر جینے پر اعتراض ہو سکتا تھا اس کا جواب ان الفاظ میں ارشاد ہوتا ہے کہ کیا تم پوچھتے ہو کہ قیامت کب آئے گی! اور چونکہ تمہیں اس سوال کا جواب نہیں دیا جاتا اور تم قیامت کے دن کا تعین نہیں کر سکتے تو کیا اس لئے یہ سمجھ رہے ہو کہ قیامت آئے گی ہی نہیں حالانکہ تم ہمیشہ دیکھتے ہو کہ زمین جب مردہ ہو جاتی ہے اور اس میں روئیدگی کا نام تک نہیں ہوتا اس وقت ہم اپنی قدرت سے مینہ برسا دیتے ہیں اور مردہ زمین میں زندگی کی وہ لہر پیدا کر دیتے ہیں کہ جہاں تک تمہاری نگاہ کام کرتی ہے تم گھاس کا مخملیں فرش دیکھ دیکھ کر خوش ہونے لگتے ہیں۔ سو غور کرو کہ اگر مردہ زمین کو اس طرح دوبارہ زندہ کیا جا سکتا ہے تو کیا تم کو دوبارہ زندہ کرنے پر ہم قادر نہیں ہیں۔ پھر تم دیکھتے ہو کہ مادہ جب حاملہ ہو جاتی ہے تو تمہیں اس بات کا قطعاً" علم نہیں ہوتا کہ آیا نر بچہ پیدا ہو گا یا مادہ تو کیا تمہارے علم میں اسبات کے نہ ہونے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بچہ پیدا ہی نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا ہے تو ٹھیک اسی طرح قیامت ضرور واقع ہوگی خواہ اس کا دن تمہیں معلوم ہو یا نہ ہو۔ اسی طرح تمہیں یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کل کا دن تمہارے لئے کیسا آئے گا۔ تم کیا کرو گے اور کیا نہیں اور اس کا علم نہ ہونا اس بات کا موجب نہیں ہوتا کہ کل آئے ہی نہیں اسی طرح تم کو یہ قطعاً" معلوم

نہیں ہوتا کہ تم کس خطہ زمین میں جاکر مروگے تمہاری اس لاعلمی کا نتیجہ یہ نہیں ہوتا کہ تم کہیں نہ مروگے پس جس طرح تمہیں اپنی موت کا علم نہیں ہوتا اور اس کے باوجود موت آجاتی ہے اسی طرح خواہ تمہیں قیامت کا علم ہو یا نہ ہو قیامت ضرور آئے گی گو اس کا علم خدائے علیم وخبیر ہی کو ہے۔

(۵۸) سورۃ سبا (۳۴)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ۵۴ آیات مبارکہ اور چھ رکوع ہیں جبکہ آیت مبارکہ چھ مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۹:۔ تمام حمد وثنا اسی ذات (یگانہ) کے لئے ہے جس کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے اور آخرت میں بھی حمد وثنا اسی کے لئے ہے اور وہ حکیم و خبیر ہے۔ خدا جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمانوں سے اترتا ہے اور جو کچھ آسمانوں پر چڑھتا ہے اور وہ رحم کرنے والا اور بخشنے والا ہے اور جو لوگ منکر ہیں وہ کہتے ہیں قیامت ہم پر نہیں آئے گی۔ کہہ دیجئے ہاں۔ خدا کی قسم! جو عالم الغیب ہے قیامت تمہارے سامنے آکے رہے گی۔ آسمانوں میں اور زمین میں ذرہ برابر چیز اس سے اوجھل نہیں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی کوئی چیز ہے مگر کتاب روشن میں (مسطور) ہے تاکہ ان لوگوں کو اللہ جزا دے۔ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے مغفرت اور عزت کی روزی ہے اور وہ لوگ جنہوں نے ہرانے کے لئے مخالفانہ کوشش کی۔ ان کے لئے دردناک عذاب کی سزا ہوگی اور جن لوگوں کو علم و دانش دیا گیا ہے وہ اس چیز کو جو آپ کی طرف نازل کی گئی ہے یہی سمجھتے ہیں کہ یہ حق ہے اور غالب و ستودہ صفات خدا کی راہ کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور وہ لوگ جنہوں نے راہ کفر اختیار کی کہا کہ کیا ہم تم کو اس شخص کا پتہ دیں جو یہ کہتا ہے کہ جب تم مر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤ گے تو پھر تمہیں از سرنو پیدا کیا جائے گا۔ (یا) اس نے خدا پر یہ افترا باندھا ہے یا اسے جنون ہے نہیں بلکہ وہ لوگ جو آخرت پر یقین

نہیں رکھتے وہ عذاب اور پرلے درجے کی گمراہی میں پڑے ہیں۔ کیا انہوں نے آسمان اور زمین کو نہیں دیکھا جو ان کے آگے اور پیچھے پھیلے ہوئے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں یا آسمان سے ان پر عذاب نازل کریں یقیناً" اس میں نشان عبرت ہے اس بندے کے لئے جو خدا کی طرف جھکے۔

شرح:۔ سورہ سبا مکہ معظمہ میں نازل ہوئی تھی چنانچہ اس کے مضامین خدا کی توحید یا قیامت کے قیام اور قدرت کے عجائبات کے مظہر ہیں اور رسول کی صداقت کا پکار پکار کر اعلان کر رہے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! تم اس کی حمد و ثنا کرو۔ جس نے آسمانوں کو زمین کو اور اس سب کائنات کو پیدا کیا ہے اور پھر آخرت کے روز سب کے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ کرے گا۔ اسے دیکھو کہ وہ زمین کے اندر پانی کو کس طرح دھسا دیتا ہے اور پھر اس سے کس طرح رنگا رنگ کی روئیدگیاں اور بوٹیاں نکالتا ہے۔ زمین و آسمان کی کائنات کے درمیان اس نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک ایسا تعلق قائم کر دیا ہے کہ اس کے سبب سے عالم ارواح و عالم اجسام کا تعلق ایک دوسرے سے لازم و ملزوم ہے۔ فرمایا منکروں کی باتوں پر نہ جاؤ۔ وہ قیامت کے انتظار کو مذاق میں اڑاتے ہیں اور ہاتھوں پر سرسوں پھولی دیکھنا چاہتے ہیں ارشاد ہوا کہ یہ لوگ غلطی پر ہیں۔ قیامت آکر رہے گی اور وہاں ہر شخص کو اپنے اپنے اعمال کا حساب ضرور دینا پڑے گا۔ خدائے کریم کسی چھوٹے سے چھوٹے نیک عمل کو بھی نظر انداز نہیں کرے گا۔ ہر چیز کو کتاب میں لکھا جا رہا ہے کوئی چیز اس کی نگاہ سے اوجھل نہیں۔ لہٰذا اچھے اعمال کی جزا اور برے کی سزا ضرور ملے گی۔ اس سے ڈرو اور ہمارا مقابلہ کرنے کی تگ و دو میں نہ رہو۔ مقابلہ اس چیز کا نام ہے کہ ہماری تعلیمات کی خلاف ورزی کی جائے۔ ان تعلیمات کو ہماری جانب سے نہ سمجھا جائے۔ ان پر عمل کرنے سے گریز کیا جائے۔ دیکھو ایسا کرنے والے لوگوں کو ہم دردناک اور رسوا کن عذاب دیتے ہیں۔ مگر جو اس کی راہ پر چلنا چاہتے ہیں ان کی مدد اعانت کرتے ہیں۔ فرمایا لوگوں کی یہ مضحکہ خیزی ہمیں ہرگز پسند نہیں جو وہ یہ کہتے ہیں کہ مر کر مٹی میں مٹی ہو کر جی اٹھنے کا خیال ایک جدید اور عجیب خیال ہے ہمارے رسول کی ہنسی اور مذاق اڑانا ان کی حماقت اور گمراہی کا نتیجہ ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا رسول جھوٹ بول رہا ہے۔ یا یہ سمجھتے ہیں کہ اس کو اپنے اوپر اختیار نہیں ہے۔ اس پر آسیب وغیرہ کا اثر ہے فرماتا ہے۔

آسیب کا اثر تو نہیں انہی کے دماغ مختل ہو رہے ہیں۔ جو یہ قیامت کو نہیں مانتے۔ ان کو معلوم نہیں کہ جو ہستی اس بساط ارضی کو بچھا سکتی ہے وہ اسے اکٹھا بھی کر سکتی ہے۔ سنو تمہارے آگے اور پیچھے زمین اور آسمان پر جو یہ کائنات ارضی و سماوی ہے جو ہستی اس کو بنا سکتی ہے کیا وہ اسے مٹا نہیں سکتی وہ چاہے تو آسمانوں سے کسی چیز کا ایک ٹکڑا پھینک کر تمہیں ہلاک و برباد کر دے مگر تم باتوں کو سوچتے نہیں اور ان سے سبق حاصل نہیں کرتے۔

ترجمہ آیات ۱۰-۲۱:- اور داؤد (علیہ السلام) کو ہم نے بلاشبہ اپنے فضل سے نوازا۔ اے پہاڑو! اس کی تسبیح کے ساتھ تم بھی تسبیح بیان کرو۔ پرندوں کو بھی یہی حکم ہے اور ہم نے اس کے لئے لوہے کو نرم کر دیا اور حکم دیا کہ پوری پوری زرہیں بناؤ اور کڑیوں کو جوڑنے کا انداز مقرر کرو بلاشبہ میں تمہارے اعمال دیکھ رہا ہوں۔ سلیمان کے تابع ہم نے ہوا کر دی اس کی صبح کی منزل ایک ماہ کی اور شام کی منزل ایک ماہ کی تھی اور ہم نے اس کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور جنوں میں سے بعض ایسے تھے جو اس کے رب کے حکم سے ان کے آگے کام کرتے اور اگر ان میں سے کوئی ہمارے حکم سے روگردانی اختیار کرے گا تو ہم اس کو جہنم کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ اس لئے جو وہ چاہتے بناتے' بڑی بڑی عمارتیں ڈھلی ہوئی مورتیں اور تالاب کے برابر لگن اور دیگیں جو جمی رہیں۔ اے آل داؤد! (خدا کا) شکر بجا لاؤ۔ اور میرے بندوں میں شکر کرنے والے بہت ہی کم ہیں۔ پھر جب ہم نے اس پر موت کا حکم جاری کر دیا۔ اس چیز نے ان کو اس کی موت سے مطلع نہ کیا۔ مگر گھن کے کیڑے نے جو ان کے عصا کو کھا رہا تھا پھر جب وہ گر پڑا تو جنوں کو معلوم ہوا کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اس رسوا کن عذاب میں نہ رہتے۔ اہل سبا کے لئے خود ان کے گھروں میں نشانیاں تھیں ان کے اس میں دو باغ تھے (اجازت تھی کہ) اپنے پروردگار کا (عطا کردہ) رزق کھاؤ اور اس کا شکریہ بجا لاؤ۔ وہ ایک پاکیزہ شہر تھا اور ان کا رب بخشنے والا مہربان۔ انہوں نے روگردانی کی تو ہم نے ان پر زور کا سیلاب بھیج دیا اور ہم نے ان کے دو باغوں کے بدلے دو ایسے باغ دیئے جن میں بدمزہ پھل اور جھاؤ تھا اور چند بیری کے درخت تھے ان کو یہ صلہ ہم نے ان کی ناشکر گزاری کی وجہ سے دیا۔ اور ایسی سزا ہم صرف ناشکر گزاروں کو ہی دیتے ہیں۔ اور ہم نے ان کے اور ان کی

بستیوں کے درمیان جن کو ہم نے برکت سے بہرہ مند کر رکھا تھا کئی گاؤں آباد کر رکھے تھے جو نظر آتے تھے اور اُن میں آمد و رفت کی ہم نے منزلیں مقرر کر رکھی تھیں کہ یہاں رات دن امن و چین سے چلو پھرو انہوں نے کہا کہ خدایا! ہمارے سفروں کا درمیانی فاصلہ بڑھا دے اور انہوں نے اپنے حق میں ظلم روا رکھا۔ سو ہم نے ان کو افسانے بنا کر رکھ دیا اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اس میں صابر و شکر گزار انسان کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور ابلیس نے ان کے بارے میں اپنے ظن کو صحیح پایا سو وہ سب بجز ایمان والوں کی ایک جماعت کے اس کے پیچھے ہو لئے اور ابلیس کا تسلط ان لوگوں پر نہیں ہے مگر اس لئے کہ ہم ان لوگوں کو جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں ان لوگوں سے الگ کر کے معلوم کریں جو اس کی طرف سے شک میں ہیں اور تیرا رب ہر چیز کا نگران ہے۔

شرح:۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے چند ایسی مثالیں دی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ عنایت کرنا چاہے ان کے لئے ناممکن و محال کام بھی آسان و ممکن ہو جاتا ہے۔ مثلاً "ارشاد ہوتا ہے کہ داؤد علیہ السلام پر ہماری نظر عنایت تھی جس کا نتیجہ یہ تھا کہ پہاڑ اور پرند تک اس کے ساتھ خدا کی تسبیح و تقدیس میں شامل ہوتے تھے اور لوہا ان کے ہاتھ میں موم کی طرح نرم و ملائم ہو جاتا تھا جس سے وہ اعدائے دین سے مقابلہ کرنے کے لئے زرہیں بناتے تھے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے ان کو حکم دے رکھا تھا کہ نیک عمل کرو اور مجھ سے غافل نہ رہو نیک عمل یہ بھی ہے کہ لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیا جائے اور اگر منکرین مخالفت کریں اور ایذا دہی پر تل جائیں تو اپنی حفاظت کے واسطے اسلحہ جات استعمال کئے جائیں۔ فرمایا کہ اے داؤد! اگر تم نے اس معاملہ میں کوئی کوتاہی کی تو اس سے ہم بے خبر نہیں رہ سکتے۔ چونکہ تم ہمارے محبوب ہو۔ اس لئے تمہیں چھوٹی سی لغزش پر سزا ہو گی اس سے ڈرو۔

اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت سلیمان علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے جو احسانات کئے ان کا تذکرہ ہے کہ آپ کے تصرف میں ہواؤں کو بھی کر دیا گیا تھا اور پیتل کی کانوں پر بھی آپ کا تصرف تھا اور جن بھی آپ کے تابع فرمان تھے۔ عالیشان محلات بڑے بڑے پانی کے تالاب اور بڑی بڑی دیگیں جو ایک ہی جگہ دھری رہتی تھیں آپ کے قبضہ میں تھیں اور دنیا بھر میں کسی بادشاہ کو یہ نصیب نہ تھی۔ فرمایا

اے آل داؤد علیہ السلام! ان نعمتوں پر جو ہم نے تمہارے لئے مخصوص کی ہیں ہمارا شکر کرو۔ میری عبادات کرو اور میرے احکام کی تعمیل کرو۔ فرمایا! انسان بہت کم شکر گزار ہے۔ مگر تمہارے خاندان کی شان کے لائق یہی بات ہے کہ تم میں سے کوئی ناشکر گزاری نہ کرے۔ اس کے بعد ایک تاریخی واقعہ کا ذکر ہے۔ یمن کے ملک میں جو عرب کا جنوبی حصہ سمندر سے ملا ہوا ہے قحطان بن عامر ایک بادشاہ گزرا ہے اس کے پوتے کا نام کیشجب تھا جسے سبا بھی کہتے ہیں۔ بعد ازاں اس تمام خاندان یا قبیلہ کو بھی سبا کہنے لگے۔ سبا کی اولاد میں بڑے بڑے بادشاہ گزرے ہیں جن میں سے بعض نیک اور خدا پرست بھی تھے اور بعض بت پرست۔ ذوالقرنین اسی خاندان سے تھا۔ بلقیس نامی ایک شہزادی ذوالقرنین کے قبیلہ میں سے تھی۔ جو بعد میں ملکہ سبا کے نام سے مشہور ہوئیں۔ اس خاندان کو دینی اور دنیاوی تمام نعمتیں خدا نے عطا کر رکھی تھیں۔ یہ لوگ بڑے بڑے باغات' محلات' زمینوں اور دریاؤں کے مالک تھے۔ مگر آہستہ آہستہ کر کے یہ دولت کے نشہ میں سرشار ہو گئے اور خدا کی نافرمانی کرنے لگے۔ یہ نافرمانی گویا خدا کی نعمتوں کی ناشکری تھی۔ اس پر ان کو سزا دی گئی۔ سزا یہ تھی کہ ان سے سلطنت چھن گئی اور وہ حاکم سے محکوم ہو کر رہ گئے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ہم اس طرح صرف ان لوگوں کو برباد کرتے ہیں جو ہمارے انعامات کو شکر گزاری کی نظر سے نہیں دیکھتے مثال کے طور پر دور نہ جائیں مغلیہ خاندان کی شان و شوکت کے نظارے ابھی روضہء تاج محل اور لال قلعہ کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں۔ ان لوگوں کو خدائے عزوجل نے جس قدر نعمتیں عطا فرما رکھی تھیں۔ وہ احاطہء بیان سے باہر ہیں۔ مگر جب ان کے ہاں شراب کے دور چلنے لگے رنڈیاں ناچنے لگیں۔ رنگ رلیاں ہونے لگیں اور خدا کی یاد دلوں سے محو ہو گئی۔ تو نقشہ ہی پلٹ دیا گیا وہ جو کل تک لالہ زار ہند کے ملوک و سلاطین تھے آج انہیں کی اولاد دائروں کے فقیر' تانگوں کے کوچوان اور دفتروں کے چپڑاسی بنے بیٹھے ہیں۔ ان ناشکروں کی نحوست انہیں تک محدود نہیں رہی ان کی اولاد تک کو گھائل کر گئی اور ارد گرد اور دور نزدیک کے خاندان کو بھی تباہ کر گئی یہ مقام عبرت ہے مگر کون ہے جو ایسے واقعات سے سبق عبرت پڑھتا ہے۔ اسی طرح ایک وقت تھا جب شام سے یمن تک ایک قوم کی حکومت تھی۔ اور یہ تمام علاقہ سرسبز و شاداب اور دنیاوی نعمتوں سے مالا مال تھا۔ مگر جب ان لوگوں نے

خدا کی نافرمانیاں شروع کر دیں تو ان کو بھی اسی طرح تباہ کر کے رکھ دیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس علاقہ میں سیر کے لئے جائے اور دیدۂ عبرت بین رکھتا ہو تو وہ شاہان ماضی کے کھنڈرات دیکھ کر انگشت بدنداں رہ سکتا ہے۔ فرمایا وہ جو گھروں میں بیٹھے عیش و نشاط کی زندگیاں بسر کر رہے تھے انہیں سفر کی کلفتیں اٹھانے کا شوق پیدا ہوا۔ یہ خدا کی نعمتوں کی ایک نافرمانی تھی جس کی سزا ان کو یہ ملی کہ وہ وطن سے بے وطن ہو گئے۔ گھروں والے بے خانماں ہو گئے اور قومی شیرازہ بکھر کر رہ گیا۔ اگر کوئی دیدۂ عبرت رکھتا ہو تو ایسے واقعات سے اسے سینکڑوں سبق مل سکتے ہیں۔ فرمایا انسان کی گمراہی کا باعث صرف یہ امر ہے کہ وہ شیطان کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کے پیچھے پڑتا ہے اور ایمان کی پختہ کاریوں کو شکوک کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اپنے کیے کی سزا پاتا ہے۔

ترجمہ آیات ۲۲-۳۰:- کہہ دیجئے تم اللہ کے سوا جنہیں اپنا کارساز سمجھتے ہو ان کو پکارو وہ تو ذرہ برابر آسمانوں میں اور زمین میں اختیار نہیں رکھتے اور نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے اور نہ اس کائنات ارضی و سماوی میں ان کا کوئی مددگار ہے اور اس کے پاس کسی کی سفارش کوئی کام نہ دے گی مگر اس کے لیے جس کو اس نے اجازت دی ہو یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے تمہیں کیا حکم دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حق بات کا اور وہ عالیشان سب سے بڑا ہے۔ پوچھئے کہ آسمانوں اور زمین سے کون تمہیں روزی دیتا ہے کہہ دیجئے کہ اللہ! اور ہم یا تم یا تو راہ راست پر ہیں اور یا گمراہی میں ہیں۔ کہہ دیجئے کہ ہمارے گناہوں کی نسبت تم سے سوال نہ ہوگا اور تمہارے اعمال کے بارے میں ہم سے نہ پوچھا جائے گا۔ کہہ دیجئے کہ ہمارا رب ہم سب کو ایک جگہ جمع کرے گا اور پھر حق و انصاف کے ساتھ ہمارے درمیان فیصلہ کرے گا اور وہ بڑا فیصلہ کرنے والا جاننے والا ہے۔ کہہ دیجئے مجھے دکھاؤ تو سہی کہ وہ کون ہیں جن کو تم شریک بنا کر اس سے ملاتے ہو ہرگز (اس کا کوئی شریک) نہیں بلکہ فی الواقع وہ اللہ ہی غالب اور حکمت والا ہے اور اے نبی! ہم نے آپ کو تمام دنیا کے لئے (جنت کا) مژدہ سنانے اور (دوزخ سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے مگر تم لوگ اس بات کو نہیں جانتے اور کہتے ہیں کہ (قیامت برپا کرنے کا) وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم اپنے وعدہ میں سچے ہو (تو آؤ جواب دو) کہہ دیجئے کہ تم سے ایک ایسے دن کا وعدہ ہے جس سے تم نہ

پل بھر پیچھے رہ سکو گے نہ آگے بڑھ سکو گے۔

شرح:- اس رکوع میں ارشاد ہوا ہے کہ انسان کو چاہئے کہ وہ کسی زعم باطل، غرور ذاتی اور خواہشات نفسانی کے دھوکے میں نہ آجائے اور خدائے یگانہ کی چوکھٹ کو چھوڑ کر کسی اور کے سامنے دست سوال دراز کر کے خود اپنے وقار کو کم نہ کرے۔ فرمایا جن گمراہوں کو تم اپنا دستگیر سمجھتے ہو ذرا مصیبت کے وقت ان سے التجا تو کر دیکھو کہ آیا وہ تمہاری مدد کو پہنچ سکتے ہیں یا نہیں۔ تمہیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ تمہارا یہ خیالی خدا یہ مراکز حاجات اور تمہاری یہ مورتیاں جو تم نے دلوں میں بنا رکھی ہیں۔ بالکل وہمی اور لایعنی ہیں ان کے قبضہ اختیار و قدرت میں کچھ بھی نہیں اور تو اور وہ جو اس کے مقرب تر ہیں وہ بھی اس کی اجازت کے بغیر کسی کے حق میں سفارش نہیں کہہ سکتے اور تم خود بھی خیال کرو کہ زمین و آسمان سے تمہیں روزی تو دے خدا اور تم عبادت کرتے جاؤ اغیار کی۔ دیکھو نا یہ کتنی بڑی گمراہی ہے۔ فرماتا ہے کہ اے پیغمبر! لوگوں کو سنا دیجئے کہ ہر شخص اپنے اپنے اعمال کے لئے ذمہ دار ہے۔ زید کے سر پر بکر کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ جو لوگ خدا کی نافرمانی کریں گے اور اس کے احکام کو بجا نہیں لائیں گے ان کو آنے والی زندگی بڑی مشقت سے گزارنی پڑے گی۔ مگر جو اس پیغام حق کو گوش نصیحت نیوش سے سنتے اور اس پر عمل کرتے ہیں ان کے لئے آنے والی زندگی میں تمام آسانیاں اور سہولتیں موجود ہوں گی۔ باقی رہا دین کے متعلق من میخ نکالنا۔ بال کی کھال کھینچنا۔ کیوں کب اور کس طرح پوچھنا۔ تو یہ چیزیں مذہب کی روح سے بہت مذموم ہیں۔ لہٰذا تمہارا یہ سوال بالکل لایعنی ہے کہ قیامت کب آئے گی؟ یہ کب ہو گا وہ کب ہو گا؟ سو جب کوئی بات معرض وجود میں آنے کو ہو گی وہ آکر رہے گی۔ اگر تمہارے علم میں اس کا ہونا آ بھی جائے تو بھی تم اس کو ٹال نہیں سکتے۔ نہ اسے پہلے لا سکتے ہو۔ جب اس کے ہونے نہ ہونے کا علم تمہارے لئے ایک برابر ہے تو پھر اس کا معلوم کرنا چہ سود!

ترجمہ آیات ۳۱-۳۶:- اور انکار کرنے والوں نے کہا کہ ہم نہ تو اس قرآن پر ایمان لائیں گے اور نہ اس سے پہلی کتابوں پر اور اگر آپ ان ظالموں کو اس وقت دیکھیں جب انہیں ان کے پروردگار کے سامنے کھڑا کیا جاوے گا تو ان کی حالت پر تعجب کریں گے وہ ایک دوسرے پر بات ڈالیں گے وہ لوگ جو کمزور و ناتواں ہیں بڑے لوگوں

سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آتے۔ بڑے بڑے لوگ ان لوگوں سے جو کمزور و ناتواں ہیں پوچھیں گے کہ کیا ہم نے تم کو ہدایت سے روکا تھا جب وہ تمہارے پاس آچکی تھی؟ نہیں تم خود قصوروار ہو اور جو لوگ کمزور و ناتواں ہیں وہ ان لوگوں سے جو بڑے ہیں کہیں گے کہ نہیں (یوں نہیں) بلکہ یہ تمہاری شبانہ روز حیلہ سازیوں کا نتیجہ ہے تم ہم کو حکم دے دیا کرتے تھے کہ ہم اللہ کے ماننے سے انکار کردیں اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرائیں اور وہ عذاب کو دیکھ کر اپنی پشیمانی کو مخفی رکھنے کی کوشش کریں گے اور ہم ان لوگوں کی گردنوں میں طوق ڈال دیں گے۔ جنہوں نے کفر کیا ہے۔ ان کو انہی اعمال کی سزا ملے گی جو انہوں نے کیئے ہوں گے۔ اور کوئی گاؤں (یا قصبہ ایسا) نہیں جہاں ہم نے کوئی رسول بھیجا ہو تو وہاں کے دولتمندوں نے نہ کہا ہو کہ جو پیغام تم کو دے کر بھیجا گیا ہے ہم اس پر ایمان نہیں لاتے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم مال و دولت اور اولاد کی رو سے تم سے زیادہ ہیں اور ہم کو سزا نہیں دی جائے گی۔ کہہ دیجئے میرا رب جس کو چاہتا ہے روزی زیادہ دیتا ہے جس کو چاہتا ہے کم دیتا ہے لیکن اکثر اس بات کو نہیں جانتے۔

شرح:- اس رکوع میں منکرین کی آئندہ حالت کا نقشہ کھینچ کر دکھایا گیا ہے کہ آج تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ نہ ہم قرآن کو مانتے ہیں اور نہ کسی اور کتاب کو اور نہ ہمیں اس کی ضرورت ہی ہے۔ مگر آنے والی دنیا میں ان کی جو حالت ہونے والی ہے اسے کوئی دیکھ پائے تو ورطہء حیرت میں پڑ کر رہ جائے کہ ان کی وہ لن ترانیاں اور چرب زبانیاں کہاں گئیں؟ اس وقت یہ ایک دوسرے کے منہ کو تک رہے ہوں گے اور سرد آہیں بھر بھر کر کہہ رہے ہوں گے کہ اے کاش! ہم نے متکبر و مغرور لوگوں کا اتباع نہ کیا ہوتا اور آج مجرموں کی صف میں کھڑے نہ ہوئے ہوتے۔ اس وقت ان سرکش اور گستاخ لوگوں کو بھی جن کے فتنہ و فتور کی وجہ سے دنیا میں گمراہی پھیلی تھی۔ یہ فکر دامنگیر ہوگی کہ جس طرح بن آئے ہم عذاب الٰہی سے چھوٹ جائیں۔ لہٰذا وہ کہیں گے کہ ہم نے قطعاً کسی کو گمراہ نہیں کیا جو کچھ کیا ہے ان لوگوں نے آپ کیا ہے۔ اس پر وہ سادہ لوح لوگ جنہوں نے ان کی پیروی کرکے گمراہی کو اختیار کیا تھا۔ بولیں گے کہ تم غلط کہہ رہے ہو تمہاری شبانہ روز ملحدانہ و شاطرانہ چالوں نے ہمیں خدا بھلا رکھا تھا اور تم سو حیلے بہانے سے ہمیں شرک پرستی پر

مجبور کرتے رہے الغرض اس کشمکش میں تابع اور متبوع یعنی گمراہ اور گمراہ کرنے والے دونوں کو ان کی سزا کا ایک منظر دکھایا جائے گا اور وہ ڈر کے مارے ایک دوسرے کو چپکے چپکے اشارہ کرنے لگیں گے کہ وہ سامنے تو دیکھو کیا ہے۔ اس سے کس طرح بچو گے۔ فرمایا ان لوگوں کے گلے میں گناہ کا بوجھ اور لعنت کے طوق ڈالے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ تم جو اعمال دنیا میں کرتے رہے ہو یہ اس کا بدلہ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ حق کی نافرمانی کا مرض قدیم سے چلا آرہا ہے۔ جب بھی دنیا میں کسی نصیحت کرنے والے نے دنیا کے بسنے والوں خصوصاً" دولتمندوں کو ناصحانہ مشورہ دیا ہے۔ انہوں نے اس کی نافرمانی کی اور اس سے انکار کیا ہے۔ ان کو خیال ہوتا رہا ہے کہ کثرت اولاد اور مال ہمیں ہر قسم کے آفات سے بچالیں گے اور ہمیں کوئی دکھ نہ پہنچ سکے گا۔ فرمایا یہ ان کی ناسمجھی تھی اور ہے کیونکہ خدا کے عذاب کا کوئی چیز مقابلہ نہیں کر سکتی۔

ترجمہ آیات ۳۷-۴۵:- اور تمہاری دولت اور تمہاری اولاد ایسی چیزیں نہیں ہیں کہ جو تم کو ہمارا مقرب بنا دیں مگر وہ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے ان کو ان کے اعمال کا دگنا صلہ ملے گا اور وہ بالا خانوں میں امن و امان سے ہوں گے۔ اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں کو ہرانے میں کوشش کرتے ہیں ان کو عذاب میں لا حاضر کیا جائے گا۔ کہہ دیجئے کہ میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کسی کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جس کسی کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اور جو کچھ تم (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہو وہ اس کا معاوضہ دے گا اور وہ بہترین رازق ہے اور ذرا اس دن کو یاد کرو جب ہم سب لوگوں کو اکٹھا کریں گے پھر فرشتوں سے پوچھیں گے کیا یہی وہ لوگ ہیں جو تمہاری پوجا کرتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے تو ہمارا کارساز ہے وہ نہیں بلکہ وہ تو جنوں کی عبادت کیا کرتے تھے ان میں سے اکثر ان کو مانتے سو آج کے دن کوئی تم میں سے نہ کسی کو نفع پہنچا سکے گا نہ نقصان پہنچا سکے گا اور جن لوگوں نے ظالمانہ روش دنیا میں اختیار کر رکھی ہوگی ان سے کہیں گے کہ دوزخ کے جس عذاب کو تم نہ مانا کرتے تھے اس کا مزہ چکھو۔ اور جب ان کے سامنے ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ محض ایک ایسا شخص ہے جو تم کو ان بتوں سے روکتا ہے جن کو تمہارے باپ دادا پوجا کرتے تھے اور کہتے ہیں یہ تو بنایا ہوا جھوٹ ہے اور جب ان لوگوں کے پاس حق آ پہنچا

جنہوں نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو صریح جادوگری ہے۔ اور ہم نے نہ ان کو کوئی کتابیں دے رکھی تھیں جن کو وہ پڑھتے اور نہ ہم نے ان کی جانب آپ سے پہلے (عذاب دوزخ سے) کوئی ڈرانے والا بھیجا تھا اور جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں انہوں نے بھی جھٹلایا اور یہ تو اس کے دسویں حصہ تک بھی نہیں پہنچے جو ہم نے ان کو دے رکھا تھا۔ انہوں نے ہمارے رسولوں کو جھٹلایا سو دیکھو میں نے ان کو کیونکر سزا دی۔

شرح:۔ اس رکوع میں انسان کو بتایا ہے کہ بالآخر جو چیز انسان کے لئے نافع ہے وہ اس کے نیک اعمال ہیں۔ دولت اور اولاد کبھی کسی کے نہ کام آئی ہے نہ آئے گی جو لوگ نیک اعمال بجالاتے ہیں وہ دونے اجر کے مستحق ہیں اور امن و امان کی زندگی بسر کریں گے مگر ایسے لوگ جو ہر وقت و ہر لحظہ اسی تگ و دو میں رہتے ہیں کہ جس طرح بن آئے۔ خدا کے احکام کی خلاف ورزی کی جائے۔ ان سے لاپرواہی کر کے دکھائی جائے اور دنیا میں بجائے خدا کی حکومت قائم کرنے کے دجل و شیطان کی حکومت قائم کی جائے۔ وہ اپنی اس بدکرداری کی سزا سے بچ نہیں سکتے۔ فرماتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے تمہارے مال و دولت میں کچھ کمی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خدا جس کو چاہے عطا کرتا اور جس سے چاہے لے لیتا ہے اور اس کی راہ میں جو چیز خرچ کی جائے وہ باقی رہتی ہے اور اس کا اجر و ثواب دیر تک ملتا رہتا ہے مگر جو لوگ اس بات کو نہیں مانتے اور سمجھتے ہیں کہ یہ دولتمندی ان کی اپنی محنتوں اور کوششوں کا نتیجہ ہے۔ یا فلاں کی نظر عنایت سے ہمیں یہ چیز حاصل ہوئی ہے۔ فرمایا وہ دن جب کوئی حقیقت مستور نہیں رہے گی۔ اس دن ایسے لوگوں سے پوچھا جائے گا تو وہ یہی جواب دیں گے کہ نہیں ہم نے تو کبھی کسی دوسرے کو نہیں مانا تھا۔ ہم تو تیری ہی عبادت کرتے رہے اور تو ہی ہمارا مالک و کارساز ہے۔ حالانکہ وہ غیر از خدا دیگر قوتوں کے سامنے جھکتے اور ان سے مرعوب ہوتے رہے ہیں کہا جائے گا کہ مزا تو جب ہے کہ تمہارے خیالی خدا آج بھی تمہاری مدد کرتے دیکھو آج کوئی شخص کسی کو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے دیکھو جب تم کو خدا کے احکام سنائے جاتے تھے تو تم کہا کرتے تھے کہ یہ ایسا شخص ہے جو تمہیں باپ دادا کے طریقے سے ہٹانا چاہتا ہے اور محض جھوٹ موٹ باتیں بنا کر تمہیں سنا دیتا ہے۔ ان لوگوں نے حق کو جادو

اور ساحری سے تعبیر کیا۔ حالانکہ اے پیغمبر! ان کے پاس نہ کوئی الہامی کتاب ہے جس کو پڑھتے پڑھاتے ہوں اور جس کی بنا پر یہ کوئی بات کرنے کے مجاز ہوں اور نہ ان کے پاس کوئی رسول اس سے قبل آیا ہے اور جن اقوام کے پاس کوئی رسول کبھی آیا بھی ہے انہوں نے اپنے رسول کو ہمیشہ جھٹلایا۔ سو تم لوگ دیکھ چکے ہو۔

ترجمہ آیات ۴۶-۵۴:- کہہ دیجئے میں تمہیں صرف ایک نصیحت کرتا ہوں یہ کہ تم دو دو اور اکیلے اکیلے ہو کر خدا کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ سوچو کہ تمہارے رفیق کو جنون تو نہیں ہے وہ تمہیں سخت عذاب کے آنے سے پہلے ڈرانے والا ہے۔ کہہ دیجئے میں نے تم سے جو معاوضہ طلب کیا ہے وہ تم ہی لے لو۔ میری مزدوری تو اللہ کے ذمے ہے اور وہ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔ کہہ دیجئے کہ میرا رب حق کو غلبہ عطا کرتا ہے وہ پوشیدہ رازوں کو جاننے والا ہے۔ کہہ دیجئے کہ حق آپہنچا اور باطل نہ اب کچھ کرتا ہے نہ آئندہ کرے گا۔ فرما دیجئے کہ اگر میں گمراہ ہوں تو اس کا وبال مجھ پر پڑے گا اور اگر میں نے راہ ہدایت پائی تو اس وحی کی وجہ سے جو میرے رب نے میری طرف بھیجی وہ سننے والا ہے اور قریب ہے اور اگر آپ دیکھیں جب وہ گھبراہٹ میں پڑے ہوں گے پھر نکل بھاگنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور پاس کے پاس سے پکڑے جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم اس پر ایمان لے آئے اور وہ کس طرح لپک کر اتنی دور سے ایمان کو پکڑ سکتے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے پہلے تو اس سے انکار کر دیا تھا اور بے دیکھے دور از کار باتیں ہانکا کرتے تھے اور ان کے اور ان کی توقعات کے درمیان آڑ کر دی جائے گی۔ جیسا کہ ان سے پہلے ان کے ہم مشربوں سے کہا گیا اور وہ بھی ان کی طرح کھلے شک میں پڑے تھے۔

شرح:- اس رکوع میں انسان کو کہا گیا ہے کہ وہ غور و فکر کی عادت ڈالے اور انفرادی طور پر اکیلے اور مجالس میں بیٹھ کر سوچے کہ جس انسان کو وہ آسیب زدہ کہہ رہے ہیں وہ در حقیقت کتنا بڑا ناصح اور مشفق ہے اور تمہیں آنے والے عذاب سے کس طرح ڈراتا ہے اس کو ہماری طرف سے یہ ہدایت ہے کہ وہ اپنا اجر اپنی مزدوری اور اپنی کاوشوں کا محنتانہ کسی انسان سے طلب نہ کرے۔ مانگے تو ہم سے مانگے۔ فرمایا اے پیغمبر! لوگوں کو بتا دیجئے کہ خدا سے کوئی بات پوشیدہ نہیں وہ پوشیدہ سے پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔

دنیا کے بسنے والوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ اس بات کو معلوم کر لیں کہ حق کی

موجودگی میں باطل سرسبز نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی الٹی راہ اختیار کرتا ہے اور خدا کے فرامین کو پس پشت ڈالتا ہے۔ تو اس کو نقصان خود ہی اٹھانا پڑتا ہے اور اگر نیک راہ پر ہو تو اس کا فائدہ بھی اسی کو پہنچتا ہے۔ مسئلہ رسالت کو واضح کرنے کے بعد پھر حشر کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ جب جان نکلنے کا وقت آئے گا یا جب قیامت آجائے گی تو اس وقت لوگ گھبرائیں گے اور بھاگ کر عذاب کی لپیٹ سے بچنا چاہیں گے۔ مگر محض ناممکن ہوگا وہ چاہیں گے کہ ہم دنیا میں جا سکیں۔ مگر اب ان کے اور دنیا کے درمیان ایک ایسی لمبی مسافت ہوگی جس کا طے کرنا کسی طرح ان کے لئے ممکن نہ ہوگا۔ فرمایا دنیا میں تو وہ ہمیشہ ایمان لانے سے انکار کرتے رہے حالانکہ جو کچھ یہ آج دیکھ رہے ہیں پہلے بھی ان کے علم میں تھا کیونکہ کتابوں اور رسولوں کے ذریعے ہر ایک بات ان کو بتائی گئی تھی۔ مگر انہوں نے نہ مانا اور دنیا میں بیٹھے عالم آخرت کے متعلق اٹکل پچو باتیں کرتے رہے نتیجہ یہ ہوا کہ یہ لوگ شک و شبہ میں پڑے ان لوگوں کی طرح جو ان سے قبل نافرمانی کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے تھے ہلاک ہو گئے۔

(۵۹) سورۃ الزمر (۳۹)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں پچھتر آیات مبارکہ اور آٹھ رکوع ہیں جبکہ آیات ۵۲ تا ۵۴ مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح کے قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۹:۔ یہ کتاب غالب اور حکمت والے خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف بلاشبہ حق و صداقت کے ساتھ اتارا ہے سو اللہ کی بندگی خلوص و محبت سے کرو۔ یاد رکھو خالص بندگی اللہ ہی کو زیبا ہے اور وہ لوگ جنہوں نے خدا کو چھوڑ کر اور اور کارساز ٹھہرا دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ کے قریب تر کریں گے بیشک ایک دن آئے گا جب اللہ ان کے درمیان اسبات میں فیصلہ چکا دے گا جس میں وہ جھگڑ رہے ہیں بیشک اللہ اس شخص کو ہدایت سے بہرہ ور نہیں کرتا جو جھوٹا ہو اور نہ ماننے پر تل جائے اگر اللہ چاہتا

ہے کہ کسی کو اپنا بیٹا بنا لے تو اپنے مخلوق میں سے جس کو چاہتا منتخب کر لیتا مگر وہ پاک ہے وہ ایسا خدا ہے جو یگانہ ہے اور ہر چیز پر غالب ہے اسی نے آسمانوں کو اور زمین کو صحیح انداز سے بنایا ہے وہی رات کو دن پر لپیٹ دیتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹ دیتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو مطیع کیا ہے ہر ایک مقرر وقت تک چلتا رہے گا سنو وہ غالب ہے اور بڑا بخشنے والا ہے اس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا۔ پھر اس سے اس کا جوڑا بنایا اور چارپایوں میں سے تمہارے لئے آٹھ نر و مادہ پیدا کئے۔ وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ میں یکے بعد دیگرے تین اندھیروں میں بناتا ہے۔ سنو! تمہارا اللہ جو تمہاری پرورش کرتا ہے یہی ہے۔ اسی کی بادشاہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں تم کہاں پھرے جا رہے ہو۔ اگر تم احسان فراموش بنو گے تو یاد رکھو کہ خدا کو تمہاری پرواہ نہیں اور نہ وہ اپنے بندوں کے لئے ناشکری کو پسند کرتا ہے اور اگر تم اظہار شکر کرو تو وہ تمہاری اسبات کو پسند کرتا ہے اور (سنو کہ) کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا پھر تم سب کو لوٹ کر اپنے رب کی طرف جانا ہے سو وہ تمہیں سب کچھ بتائے گا جو تم کرتے رہے ہو۔ بیشک وہ تمہارے سینوں کے اندر چھپی ہوئی باتوں کو بھی جانتا ہے اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اس کی طرف رجوع ہو کر خدا سے دعا کرتا ہے پھر جب وہ اس کو کوئی نعمت عطا کرتا ہے جس کے آگے وہ پہلے دعائیں کیا کرتا تھا اس کو بھول جاتا ہے اور اللہ کے لئے بُت شریک ٹھہرانے لگتا ہے تاکہ اس کی راہ سے گمراہ کرے کہہ دیجئے کہ تو اپنے کفر سے (چند روز) فائدہ اٹھا لے بیشک تو دوزخی ہے (کیا وہ بہتر ہے) یا وہ جو رات کا وقت سجدہ اور قیام کر کے عبادت میں گزارتا ہے۔ آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کا طلبگار ہوتا ہے۔ پوچھئے! کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں بے علموں کے برابر ہوتے ہیں بات صرف یہ ہے کہ نصیحت وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہیں۔

شرح:۔ اہل عرب جو غیر از یہود و نصاریٰ تھے ان پر کوئی کتاب منجانب اللہ نازل نہ ہوئی تھی اس لئے وہ اسبات کی حقیقت سمجھنے سے قاصر تھے کہ اللہ کی جانب سے اس کے بندوں کے نام کوئی کتاب یا احکام بھی نازل ہو سکتے ہیں۔ ان کا مذہب بت پرستی تھا وہ کائنات عالم کا نظم و نسق مختلف بتوں کے قبضے میں سمجھا کرتے تھے۔ انہوں نے بڑے بڑے جابر اور مشہور و معروف بادشاہوں، بزرگوں اور عالموں کے بت بنا رکھے تھے جن کی

طاقتوں کو وہ مافوق البشریت مانا کرتے تھے وہ سمجھتے تھے کہ خدا ان لوگوں سے بڑا ہی خوش ہے جو اس نے ان کو یہ طاقتیں دی ہیں۔ مگر چونکہ ہم گنہگار ہیں اور خدا ہم سے خوش نہیں لہٰذا ان بتوں کو اگر خوش کرلیا جائے تو یہ خدا کے ہاں ہماری سفارش کرکے ہمارا کام بنوا دیں گے۔ وہ سمجھتے تھے کہ خدا کا خوش کرنا مشکل ہے اور ان بزرگوں کا خوش کرلینا آسان ہے۔ لہٰذا وہ خدا سے مانگتے ہی نہ تھے۔ اس سے خطاب ہی نہ کرتے تھے بلکہ ان بزرگوں کے بت بنا کر ان سے اپنی حاجات و مشکلات کہتے اور منتیں مانتے اور چڑھاوے چڑھا کر ان سے ملتجی ہوتے کہ ہمارا یہ کام اس طرح ہو جائے۔ جاہلیت کی بت پرستی اسی کا نام ہے۔ چونکہ ان بتوں کے خوش کرنے کے جو طریق شیطان نے ان کو سمجھا رکھے تھے وہ سراسر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر مبنی تھے۔ اس لئے اس طریق سے نہ تو وہ بزرگ ہی خوش ہو سکتے ہیں اور نہ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ یہ بھی سمجھتے تھے کہ مرنے کے بعد انسان مٹی میں مل کر مٹی ہو جاتا ہے پھر حشر و نشر نہیں ہوتا اور نہ نیک و بد اعمال کی کوئی جزا سزا ملتی ہے۔

اس سورۃ میں زیادہ تر انہی تین امور پر روشنی ڈالی ہے اور حضرت انسان کو رسالت و توحید اور حشر و نشر کے قائل کرنے کے لئے دلائل دیئے ہیں۔ فرمایا اے لوگو! یہ کتاب تمہارے خدا کی جانب سے نازل کی گئی ہے اور خدائے عزیز و حکیم نے اس میں بڑی قوی اور پر از حکمت باتیں بتلائی ہیں۔ اس کتاب کو نازل کرنے کا مقصد صرف اس قدر تھا کہ انسان کو خدا کی عبادت و اطاعت کے طریقے معلوم ہوں اور اسے اس کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا جائے۔ فرمایا' عبادت و اطاعت بتوں کا حق نہیں۔ بلکہ اس خدائے مطلق کا حق ہے جس کو تم اس وقت پکارا کرتے ہو جب ہر طرف سے مایوس ہو جاتے ہو اور جسے احکم الحاکمین تصور کرتے ہو۔ سنو تمہارا یہ عقیدہ غلط ہے کہ وہ بت تمہیں ہم سے نزدیک تر کر دیتے ہیں۔ یاد رکھو کہ خدا پر کوئی ہستی اثر نہیں ڈال سکتی۔ نہ وہ کسی کا محتاج ہے اور نہ کسی کا محکوم ہے کہ اس کا کہنا ضرور ہی مانے اولاد سے بڑھ کر کسی چیز سے محبت نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد محبت میں بیوی کا درجہ ہے۔ سو خدا کی نہ اولاد ہے اور نہ بیوی وہ قادر مطلق کسی طرح بھی کسی کے سامنے مجبور نہیں اسے پکارنا ہو تو براہ راست پکارو۔ مانگنا ہو تو اسی سے مانگو۔ اس نے نہ صرف انسان کو پیدا کیا بلکہ یہ تمام آسمان و زمین اور یہ

کائنات عالم سب اسی کی مخلوق ہے اور ہر چیز پوری طرح اس کے قبضے میں ہے دور نہ جاؤ اپنی ہی پیدائش پر غور کر دیکھو تم پیدا ہونے سے پیشتر کئی مدارج طے کرتے ہو۔ مختلف شکلیں اختیار کر کے آخر میں انسان کامل بن جاتے ہو۔ مگر افسوس جس نے تم کو یہ مدارج طے کرائے جس نے تم کو حیات بخشی جو تمہیں زندہ رہنے کے لئے سامان معیشت عطا کرتا ہے۔ تم اس سے منہ موڑ لیتے ہو اور ان کو پکارنے لگتے ہو جو نہ تمہارے رازق ہیں' نہ تمہارے خالق ہیں' نہ تم پر کوئی اور حق ہی رکھتے ہیں۔ دیکھو اگر تم ہماری نعمتوں کا شکریہ ادا نہ کرو۔ ہماری عبادت سے روگردان رہو۔ بتوں کے در پر ناصیہ فرسائی کرتے رہو تو پھر تم آخرت میں ہم سے کیا توقع رکھ سکتے ہو؟ تم خود ہی فیصلہ کر لو کہ ایک انسان بتوں کی پوجا کرتا ہے۔ دوسرا خدا کی وہ خدا کے سامنے دن رات حاضر رہتا۔ اس کے احکام پر چلتا ہے اور اس کی رحمت کا طلبگار رہتا ہے۔ کیا یہ دونوں ایک برابر قرار دیئے جا سکتے ہیں؟ ایک انسان حقیقت حال کو سمجھتا ہے اور دوسرا محض ناآشنا ہے۔ کیا یہ دونوں ایک برابر ہو سکتے ہیں فرمایا' ان باتوں پر غور و خوض کرنا عقلمند انسانوں کا کام ہے اور وہی ان معارف و حقائق میں سبق سیکھ کر خدا کی راہ پر لگنے کی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

ترجمہ آیات ۱۰-۲۱:- کہہ دیجئے کہ میرے یعنی خدا کے بندو جو ایمان لا چکے اپنے رب سے ڈرو (یاد رکھو کہ) جن لوگوں نے اس دنیا میں نیک کام کئے ہیں ان کے لئے نیک انجام ہوگا اور خدا کی زمین وسیع ہے (یاد رکھو کہ) جو لوگ صبر سے کام لیتے ہیں ان کو بے اندازہ اجر و ثواب ملے گا۔ کہہ دیجئے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اخلاص سے اللہ کی عبادت کروں۔ اور مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں اول درجہ کا مسلمان بنوں۔ کہہ دیجئے کہ مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں کہہ دیجئے میں اپنے رب کی عبادت اخلاص سے کرتا ہوں۔ سو تم اس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو کہہ دیجئے کہ گھاٹے میں تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو قیامت کے دن خسارے میں رکھا۔ سنو! یہی صریح خسارہ ہے۔ ان کے اوپر بھی آگ کے سائبان ہوں گے اور ان کے نیچے بھی (آگ کے) سائے۔ یہ وہ عذاب ہے کہ جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ اے میرے بندو! تم مجھ سے ڈرو وہ لوگ جو ان کی عبادت کرنے سے بچے رہے اور اللہ کی طرف رجوع ہوئے۔ انہی کے لئے خوشخبری ہے سو میرے ان بندوں

کو خوشخبری سنائیے۔ جو کلام الٰہی سنتے ہیں پھر اس کی اچھی اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی اور یہی وہ لوگ ہیں جو عقلمند ہیں۔ تو کیا وہ جسے عذاب کا حکم ہو چکا۔ کیا آپ اس کو آگ میں سے نکال لیں گے۔ لیکن وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ ان کے لئے ایسے بالا خانے ہوں گے جن پر اور بالا خانے بنے ہوں گے ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی (یہ) اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا کیا تم نے بغور نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں سے بارش نازل کی پھر اس کو زمین کے چشموں میں لایا پھر اس سے مختلف رنگوں کی کھیتیاں پیدا کرتا ہے پھر تیار ہو جاتی ہیں سو تم دیکھتے ہو کہ زرد پڑ گئی ہیں پھر انہیں چورا چورا کر دیتا ہے اس میں یقیناً عقلمندوں کے لئے نصیحت ہے۔

شرح:- چونکہ دین اسلام تمام اقوام عالم کے ادیان سے نرالا ہے وہ سب بتوں کو توڑ کر صرف ایک خدا کے سامنے سر جھکانے کا حکم دیتا ہے۔ اور انسان جس بات کا ماننے والا ہو اس کے خلاف کچھ سننے کی تاب نہیں رکھتا لہٰذا جو شخص دین اسلام کی تبلیغ غیر مذاہب میں کرنا چاہے اس کو بے حد مشکلات آج بھی پیش آتی ہیں اور جب اسلام ابھی نیا نیا دنیا کے سامنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کیا تھا۔ اس وقت تو اور بھی مشکلات تھیں حتیٰ کہ مبلغین کو جلا وطنی کے علاوہ دیگر کئی طرح کی صعوبتیں بھی پیش آتی تھیں۔ جن کو برداشت کرنا انتہائی صبر و تحمل ہی سے ہو سکتا تھا لہٰذا اس رکوع میں ان فرمانبردار بندوں کے نام اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغام بھیجا ہے۔ جو خود اسلام و ایمان کو قبول کرنے کے بعد دوسروں کو بھی ان کی دعوت دیتے تھے یا قیامت تک دیتے رہیں گے۔ فرمایا میرے بندو! اب جبکہ تم ایمان لا چکے تمہیں چاہئے کہ تقویٰ اختیار کرو اور وہ یہ ہے کہ ہر وقت خدا کا خوف پیش نظر رکھو کسی معاملے میں زیادتی سے کام نہ لو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تمہیں بہترین صلہ دیا جائے گا۔ ہاں اگر اسلام کے سلسلے میں تمہیں اتنا تنگ کیا جائے کہ تم ایک جگہ نہ ٹھہر سکو۔ تو مضائقہ نہیں، اللہ کی زمین وسیع ہے۔ دوسری جگہ ہجرت کر جاؤ۔ خدا تمہیں کامیاب و کامران کرے گا اور تمہارے صبر و برداشت کا تمہیں بہترین ثمرہ دے گا۔ فرمایا۔ اے پیغمبر! لوگوں کو سنا دیجئے کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تمام بتوں سے منہ موڑ کر خدا کا ہو رہوں اور اسی کی عبادت کروں اور کامل

طور پر اس کا فرمانبردار بن کر رہوں۔ کیونکہ اگر میں کسی امر میں بھی خدا کی نافرمانی کروں تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ قیامت کے دن کیا کروں گا۔ لہٰذا تم بھی اسی کی عبادت کرو۔ اگر اس کے سوا کسی اور کی عبادت کرو گے تو خود بھی مصیبت میں پڑو گے اور دوسروں کو بھی مصیبت میں ڈالو گے۔ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ جلو گے اور طرح طرح کے عذاب جھیلو گے۔ فرمایا جو لوگ ان معبودان باطلہ اور خود ساختہ بتوں کو چھوڑ کر خدائے یگانہ کی عبادت کی طرف لگ جاتے ہیں اور اس کے بندے ہو جاتے ہیں وہ خوشخبری کے مستحق ہیں۔ فرمایا ان لوگوں کی خصوصیت یہ بھی ہوتی ہے کہ اگر ان کے سامنے دو باتیں پیش کی جائیں ایک اچھی اور ایک بری تو ان کی نگاہ انتخاب ہمیشہ اچھی بات پر پڑے گی۔ پھر کیا ایسے آدمی ان لوگوں کے برابر سمجھے جائیں گے جو عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں۔ ایسے لوگ جو عذاب کے مستحق ہوں۔ ان کو آتش جہنم سے کوئی بھی نہیں نکال سکتا۔ مگر جو لوگ خدا سے ڈر کر اسی ایک کی عبادت کرتے رہے ان کو باغ جنت میں ایسے ایسے عالی شان محلات عطا کئے جائیں گے جو اپنی نظیر آپ ہوں گے۔ فرمایا یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اس کا وعدہ کبھی غلط نہیں ہوتا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بے ثباتی بیان کر کے انسان کو اس سے نفرت دلائی ہے اور حشر و نشر کا یقین دلا کر آخرت کے سنوارنے کی تاکید کی ہے۔ فرمایا دیکھو کہ کس طرح پانی آسمانوں سے نازل کیا جاتا ہے۔ پھر وہ کس طرح زمین میں پیوست ہو جاتا اور اس میں کیسے گم ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں رنگا رنگ کی کھیتیاں اس میں پانی کے طفیل اگتی ہیں اور لہلہا کر آنکھوں کو لبھاتی اور دل کو خوش کرتی ہیں۔ پھر ایک وقت آتا ہے جب یہ خوشنما کھیتیاں خشک ہو کر گھاس پھوس بن جاتی ہیں اور خستہ ہو کر بالآخر خاک میں مل جاتی ہیں۔ بالکل یہی حالت انسان کی ہے۔ وہ بھی پانی کے ایک قطرے سے پیدا ہوتا ہے اور جب جوان ہوتا ہے تو اس کی خوبصورتی اور رعنائی کا منظر بھی قابل دید ہوتا ہے پھر بوڑھا ہو کر مر جاتا ہے اور اس کا جسم خاک کے ساتھ مل کر خاک ہو جاتا ہے اور نام و نشان تک مٹ جاتا ہے۔ فرمایا عقلمندوں کے لئے اس تمثیل میں صدہا نشانات عبرت ہیں۔ ہے کوئی جو سوچے اور سمجھے؟

ترجمہ آیات ۲۲-۳۱:- پھر کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کیلئے کھول دیا ہو اور بدیں وجہ وہ اپنے رب کی طرف سے روشنی میں ہو (گمراہوں جیسا ہوگا) سو جن

لوگوں کے دل اللہ کے ذکر کی طرف سے (غافل ہونے کے سبب سے) سخت ہیں ان کے لئے خرابی ہے یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں اللہ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے جس کی باتیں باہم ملتی جلتی ہیں اور بار بار دہرائی گئی ہیں جن سے وہ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے بدن کانپ اٹھتے ہیں پھر ان کے بدن اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے نرم ہو جاتے ہیں یہ اللہ کی رہنمائی ہے جس کو چاہتا ہے اس ہدایت کے ذریعے بہرہ ور کرتا ہے اور جس کو اللہ گمراہ کردے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ کیا وہ شخص جو قیامت کے دن اپنے منہ کو سخت عذاب کی ڈھال بنالے گا (وہ نجات پانے والے کے برابر ہے) اور ظالموں سے کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے کمایا اس کا مزہ چکھو جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی (پیغمبروں کو) جھٹلایا۔ سو ان پر ایسے طور عذاب آیا جو ان کے خیال میں بھی نہ تھا پس اللہ نے ان کو دنیا ہی میں ذلت کا مزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب یقیناً" اس سے بھی زیادہ بڑا ہے۔ اے کاش! ان کو علم ہوتا اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے یقیناً" ہر طرح کا انداز بیان اختیار کیا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ ہم نے قرآن عربی میں نازل کیا ہے جس میں کوئی بھی کجی نہیں تاکہ یہ لوگ پاکبازی اختیار کریں۔ اللہ نے ایک ایسے غلام کی مثال بیان کی ہے جس کی ملکیت میں کئی جھگڑالو شریک ہیں اور ایک ایسے شخص کی مثال بھی بیان کی ہے جو ایک شخص کی ملکیت ہے کیا دونوں کی حالت برابر ہے۔ سب حمد و ثنا اللہ کے لئے ہے مگر ان میں سے اکثر (اس بات) کو نہیں جانتے۔ بلاشبہ آپ کو بھی مرنا ہے اور یہ بھی بیشک مرنے والے ہیں۔ پھر بیشک تم سب قیامت کے دن اپنے جھگڑوں کو خدا کے سامنے پیش کرو گے۔

شرح:۔ اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ قلب سلیم کسے کہتے ہیں اور مسلمان کے دل میں کیا خوبی پائی جاتی ہے۔ فرمایا جس انسان کا سینہ اللہ فراخ کردے۔ اس کے دل میں خدائی نور جلوہ گر ہونے لگتا ہے اور قبول ہدایت میں اسے ذرہ برابر تکلف نہیں ہوتا اور جس سینہ میں نور حقانیت کی جلوہ گری نہ ہو وہ تاریک اور سخت ہو جاتا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ سخت دلی کے پلید مرض سے انسان کو شفا دینے کی خاطر ہم نے قرآن مجید کو نازل کیا ہے اس کو سمجھ کر تلاوت کرنے والے کے دل میں اللہ کا نور جلوہ گر ہونے لگتا ہے جس سے اس کا دل نرم ہو جاتا ہے۔ فرمایا قرآن کی زبان اس کا کلام اور اس کا انداز بیان ایسا

نرالا ہے جیسا خالق مخلوق سے نرالا ہے۔ کوئی کتاب کوئی تحریر اور کوئی تقریر اس کا مقابلہ نہیں کر پائی۔ وہ فصاحت و بلاغت اور محاسن معنوی و صوری کی فراوانی کے لحاظ سے بالکل لاثانی ہے۔ اس کے الفاظ میں یہ اثر ہے کہ انہیں سن کر خدا سے خوف کھانے والے یوں لرزہ براندام ہو جاتے ہیں کہ گویا رعشہ طاری ہے جوں جوں وہ اسے سنتا ہے اس کا دل ذکر الٰہی سے مانوس ہو جاتا ہے۔ اور جسم کے روئیں روئیں میں جمال حق کا اثر نفوذ کر جاتا ہے۔ فرمایا یہ ہی اللہ کی ہدایت جسے مل گئی وہ خوش نصیب ہے اور جو بد بخت گمراہ ہو جائے اور خدا اس کی گمراہی پر مہر لگا دے اس کو کوئی راہ ہدایت پر لگا نہیں سکتا۔ فرمایا اگر انسان قیامت کے دن دوزخ کے عذاب سے بچنے کا خواہاں ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن پر عمل کرے۔ کیونکہ وہ ظالم لوگ جنہوں نے قرآن کی تعلیمات پر چلنے کی پرواہ نہیں کی ان سے کہا جائے گا کہ جاؤ اپنے افعال بد کا مزہ چکھو۔ فرمایا کئی قومیں دنیا میں ایسی گزر چکی ہیں جو احکام الٰہی پر نہیں چلیں مگر جب ان پر عذاب آیا تو ایک دم انہیں فنا کر کے چھوڑ گیا۔ دنیا میں بھی انہوں نے ذلت و رسوائی کا مزہ چکھا اور آخرت کا عذاب بھی مول لے لیا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے انسان کو سمجھانے کے لئے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال بیان کر دی ہے تاکہ لوگوں کو قرآن کا مفہوم سمجھنے میں آسانی ہو۔ فرمایا قرآن کریم عربی زبان میں اس لئے نازل ہوا کہ اس میں کجی نہیں۔

اس کے باوجود جو لوگ قرآن کریم کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتے اور خواہ مخواہ آپس میں جھگڑتے ہیں۔ مرنے کے بعد ان کا فیصلہ کیا جائے گا۔

ترجمہ آیات ۳۲-۴۱:- اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جس نے اللہ پر جھوٹ بولا اور جب سچی بات اس کے پاس آگئی تو اس نے اسے بھی جھٹلایا۔ کیا دوزخ میں منکروں کا ٹھکانا نہیں۔ اور جو شخص پیغام لایا اور جنہوں نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ متقی ہیں وہ جو کچھ چاہیں گے انہیں ان کے رب کے یہاں ملے گا۔ یہ ہی صلہ نیکو کاروں کا۔ تاکہ اللہ ان سے ان کے برے عملوں کو دور کر دے اور جو نیک کام انہوں نے کئے ہیں ان کا انہیں نیک بدلہ دے۔ کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں اور یہ لوگ آپ کو ان معبودوں سے ڈراتے ہیں جو اس کے ماسوا ہیں اور جس کو اللہ گمراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور جس کو اللہ نے ہدایت دی اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا کیا

اللہ زبردست (اور) بدلہ لینے والا نہیں؟ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے (ان سے پوچھنا چاہئے کہ) تمہاری کیا رائے ہے کہ جن معبودوں کو اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ اگر اللہ مجھے تکلیف دینا چاہے تو کیا وہ اس کی دی ہوئی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں یا اگر وہ مجھ پر مہربان ہونا چاہے تو وہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں۔ کہہ دیجئے میرے لئے تو اللہ ہی کافی ہے توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ اے میری قوم تم اپنی جگہ کام کئے جاؤ میں اپنی جگہ کام کر رہا ہوں۔ سو تمہیں جلدی ہی معلوم ہو جائے گا کہ کس پر رسوا کن عذاب آتا ہے اور کس پر دائمی عذاب نازل ہوتا ہے۔ بلاشبہ ہم نے لوگوں کے لئے آپ پر حق و صداقت سے کتاب نازل فرمائی ہے جو ہدایت سے بہرہ مند ہوگا تو اپنے فائدے کے لئے اور جو گمراہ ہو جائے گا تو اس کا گمراہ ہونا بھی اسی کے لئے باعث نقصان ہے۔ اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں قرآن پاک کے چند فضائل اور قیامت کے مختصر سے واقعات بیان فرمائے تھے اور بتایا ہے کہ کون حق پر ہے اور کون حق سے برگشتہ ہے۔ فرمایا کہ سب سے زیادہ ظالم وہ شخص ہے جو جھوٹ موٹ باتیں خدا کے متعلق کہتا پھرے۔ اور جب سچی باتیں اس کو پہنچائی جائیں تو وہ اس کے ماننے سے انکار کر دے۔ مثلاً جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا بیٹا ہے اور اس کی بیوی بھی ہے اور فرشتے اور جن اس کی بیٹیاں ہیں اور فلاں فلاں کے اختیار میں اس نے اپنا کارخانہ قضا و قدر دے رکھا ہے۔ لغو بے ثبوت اور صریح دروغ ہے جو لوگ ان باتوں کو مانتے ہیں ان کے پاس ان کا کیا ثبوت ہے ایسی باتوں کے ماننے والوں کے پاس جب اللہ کا رسول کلام الٰہی بیان کرتا اور ان کو اصلیت سے آگاہ کرتا ہے تو وہ نہیں مانتے اور نہ اللہ کے احکام پر چل کر اپنی اطاعت کا ثبوت دیتے ہیں۔ فرمایا ایسے لوگ ہی ہمارے نزدیک کافر کہلاتے ہیں۔ مگر اس کے برعکس وہ لوگ جو توحید کی تبلیغ کرتے اور نیکوکاری کی طرف آنے کی لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ نیز جو لوگ ان کو مانتے، احکام الٰہی پر چلتے اور نیک زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں خدا کا ڈر ہے ایسے ہی لوگ ہمارے نزدیک متقی کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ جو کچھ چاہیں گے وہی ان کو خدا کے ہاں میسر آئے گا۔ ان سے اگر کوئی خطا یا لغزش بھی سرزد

ہوئی ہو تو وہ معاف کر دی جائے گی اور نیک اعمال کے بدلے انعامات دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد بت پرستوں اور مشرکوں سے پوچھا ہے کہ تم جو خدا کو چھوڑ کر بتوں کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہو۔ اور ان سے حاجت روائی چاہتے ہو تو کیا اس ذلت پر تم لوگ خوش ہو؟

مکے والے یہ سمجھتے تھے کہ بتوں کی مخالفت سے ان کا غصہ بھڑکے گا اور حضور کو اس سے نقصان پہنچے گا فرمایا یہ بات غلط ہے اس طرح کے سب اختیارات اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگوں سے پوچھنا چاہئے کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا کون ہے؟ وہ جواب دیں گے کہ خدا! پھر پوچھنا چاہئے کہ اگر تم کو خدا کوئی بیماری لگا دے یا کسی مصیبت میں ڈال دے تو کیا تمہارے بت اس بیماری یا مصیبت کو دور کر سکتے ہیں۔ یا اگر خدا تم پر کوئی مہربانی کرنا چاہے اور اپنے انعامات سے تمہیں نوازنا چاہے تو ہے کوئی جو اسے روک سکے؟ اگر نہیں اور یقیناً" نہیں تو پھر تمہارا ان بتوں کی منتیں ماننا' ان کے چڑھاوے چڑھانا' ان کی طرف منہ کر کے سجدہ کرنا اور ان کو مصیبت کے وقت پکارنا کیا معنی رکھتا ہے؟ کیا یہ ظلم و ناانصافی پر مبنی نہیں ہے؟ کہہ دیجئے کہ یہ ان کی شان نہیں ہے متقی تو ہر حال میں خدا پر اعتماد کرتا ہے۔ مصیبت کے وقت بھی اسی کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور خوشی کے وقت اسی کا شکر گزار ہوتا ہے۔

ترجمہ آیات ۴۲ - ۵۲:- اور اللہ روحوں کو ان کی موت کے وقت اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے اور ان روحوں کو بھی جو موت سے دوچار نہیں ہوئیں نیند کے وقت موت کا حکم صادر فرماتا ہے ان کو ٹھہرا لیتا ہے اور دوسری روحوں کو وقت مقررہ تک کے لئے پھر بھیج دیتا ہے بیشک اس میں غور و فکر کرنے والے لوگوں کے لئے کئی نشانیاں ہیں۔ کیا انہوں نے اللہ کے سوا اور سفارش کرنے والے تجویز کر رکھے ہیں کہیئے کہ اگرچہ وہ کسی بات کا اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ (کسی چیز کو) سمجھتے ہوں تو بھی ان کو اپنا سفارشی ہی سمجھیں گے۔ کہہ دیجئے کہ سفارش تمام تر اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے وہ آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت کا مالک ہے پھر اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور جب خدائے یگانہ کا نام لیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کے دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے جب

اللہ کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو یہ اسی وقت خوش ہو جاتے ہیں کہہ دیجئے اے اللہ آسمانوں کی اور زمینوں کی پیدا کرنے والے (کائنات کے) چھپے ڈھکے اور ظاہر و باطن حالات سے آگاہ تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کرے گا۔ جن میں ان کو اختلاف ہے اور اگر ان ظالموں کے پاس دنیا کی تمام چیزیں ہوں اور ان کے ساتھ اتنی اور بھی ہوں پھر تو یہ ان سب چیزوں کو قیامت کے روز سخت عذاب سے محفوظ رہنے کے لئے دے ڈالیں گے (تو ہرگز قبول نہ کی جائے گی) اور اللہ کی طرف سے ان کے سامنے وہ چیز رونما ہو جائے گی جس کا ان کو وہم و گمان تک نہ تھا اور وہ سب برے کام بھی ان کے سامنے رونما ہوں گے جن کا انہوں نے ارتکاب کیا اور ان کی ہنسی مذاق انہیں کو آگھیرے گی۔ تو جس وقت انسان کو تکلیف پہنچتی ہے وہ ہم کو پکارنے لگتا ہے پھر جب ہم اس کو اپنی خاص نعمت سے بہرہ ور کرتے ہیں تو کہنے لگتا ہے کہ یہ نعمت تو مجھے اپنے علم کی وجہ سے ملی ہے (ایسا نہیں ہے) بلکہ یہ ایک آزمائش ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔ یہی بات ان لوگوں نے بھی کہی تھی جو ان سے پہلے ہو چکے ہیں۔ سو ان کی کوششیں ان کے کچھ کام نہ آئیں پھر ان کی بد اعمالیاں ان کے آگے آئیں اور جو لوگ ان میں سے ظالم ہیں ابھی عنقریب اپنی بد عملیوں کی سزا پائیں گے اور یہ اللہ کو ہرا نہیں سکتے۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ اللہ جس کے لئے چاہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہے تنگ کر دیتا ہے بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

شرح:۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی روز مرہ کی حالت اور اس کی نیند کے منظر کو سامنے لا کر اپنی قدرت کاملہ کا ثبوت دیا ہے۔ فرمایا موت کے وقت اللہ ہی روحوں کو قبض کرتا ہے اور بدن سے نکالتا ہے اور جو زندہ ہیں ان کی روحیں وہ نیند کے وقت قبض کرتا ہے جس سے وہ کوئی ظاہری کام نہیں کر سکتے۔ یعنی کھانا پینا' دیکھنا' چلنا' لینا' دینا کچھ ان سے نہیں ہو سکتا۔ مردے کی طرح پڑے رہتے ہیں۔ مگر خواب میں وہ ایسی باتیں دیکھتا ہے جو عالم برزخ کی زندگی کا نمونہ ہیں اور جن سے عذاب قبر وغیرہ کا صحیح اندازہ لگ سکتا ہے۔ نیز مومنوں کو رویائے صادقہ کے ذریعہ بیشمار نشانیاں اور حقائق کا اظہار کر دیا جاتا ہے جن سے عین الیقین کا درجہ حاصل ہو کر ان کے ایمان کامل ہوتے ہیں۔ لیکن جن

کو مارنا ہوتا ہے ان کی روحیں روک لیتا ہے چنانچہ وہ اس بدن خاکی میں دوبارہ نہیں آنے پاتیں۔ شاہ عبدالحق صاحب نے نفس انسانی کو جوہر روحانی سے تعبیر فرمایا ہے ان کے نزدیک اسی جوہر نور کی مکمل ضیاپاشی کا نام زندگی ہے اور ناقص کا نام نیند اور کلی انقطاع موت۔ یہ نیند اور موت' زندگی اور اس کے مشغلے' اپنے انداز عبرت و بصیرت کے کئی نشان رکھتے ہیں۔ وہ خدا جس نے زندگی کا یہ باریک نظام قائم کیا ہے وہی لائق عبادت ہے اس کو پوجو اور اسی کی پرستش کرو۔ اور اگر تم بتوں اور خود ساختہ خداؤں کی عبادت اس لئے کرتے ہو کہ وہ تمہاری سفارش کریں گے تو تمہارا یہ خیال بھی غلط ہے۔ سفارش بھی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے جس کے حق میں چاہے سفارش کی اجازت دے اور جس کے حق میں چاہے نہ دے۔ فرمایا ایسے لوگوں کی حالت اکثر یہ ہوا کرتی ہے کہ جب ان کو کلام الٰہی سنایا جاتا ہے تو ان کی طبیعت میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور جب دنیاوی باتیں اور قصے کہانیاں سنائی جائیں تو ان کے دل خوش ہو جاتے ہیں۔ فرمایا! جو لوگ بت پرستی اور شرک سے باز نہ آئیں تو تم ان کے سامنے خدا سے التجا کرو۔ کہ خدایا تو جو ظاہر و باطن کی ہر چیز کا علم رکھتا ہے تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کر دے جن میں وہ ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں فرمایا دنیا میں رہتے ہوئے ان ظالموں کو یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ آخرت میں کیا حال ہوگا۔ اگر وہ لوگ جو آج بت پرستی اور شرک و کفر کا شکار ہیں۔ تمام کائنات ارضی اور اتنی ہی ایک اور کائنات کے مالک ہوں۔ اور قیامت کے دن خدا کے عذاب سے یہ سب کچھ دے کر بھی بچنا چاہیں تو نہیں بچ سکتے۔ اس دن ان کو اپنی برائیاں معلوم ہو جائیں گی اور جن باتوں کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے ان کی حقیقت ان کو معلوم ہو جائے گی۔ اس کے بعد حضرت انسان کی نفسیاتی کیفیت کو بیان فرمایا ہے کہ جب اپنی تکلیف کا احساس ہوتا ہے تو ہمارے سامنے جھکتا ہے اور جب وہ تکلیف دور ہو جاتی ہے تو پھر اپنے کاموں میں مصروف ہو کر ہمیں بالکل بھلا دیتا ہے۔

ترجمہ آیات ۵۳ - ۶۳ :- کہہ دیجئے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کیں ہیں اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا (بیشک) اللہ سب گناہ معاف کر دیتا ہے وہ یقیناً بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کے تابع فرمان رہو۔ قبل اس کے کہ تم پر عذاب آنازل ہو پھر اس وقت تمہاری کوئی مدد نہ ہو

سکے گی اور پیشتر اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آ نازل ہو اور تمہیں اس کا پتہ بھی نہ ہو۔
تم ان بہترین باتوں کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی جانب سے تمہاری طرف نازل کی گئی
ہیں یہ نہ ہو (کہ پھر) کسی کو کہنا پڑے کہ واحسرتا میں نے اللہ کی جانب سے بڑی کوتاہی کی
اور میں تو محض ہنسی مذاق ہی میں مبتلا تھا۔ یا کہنے لگے اگر اللہ میری رہنمائی کرتا تو میں
یقیناً" پاکبازوں میں سے ہوتا۔ جب عذاب کو دیکھے تو کہنے لگے کہ اگر ایک بار میں اور دنیا
میں جا سکتا تو نیکو کاروں میں ہوتا۔ کیوں نہیں تیرے پاس میری آیتیں آئیں تو نے ان کو
جھٹلایا اور غرور کیا اور کافروں میں شامل رہا۔ اور قیامت کے دن آپ ان لوگوں کو دیکھیں گا
جنہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہو گا کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے کیا جہنم میں متکبر لوگوں
کا ٹھکانا نہیں؟ اور اللہ ان لوگوں کو جو پرہیز گار ہیں ان کے امن کی جگہ پہنچا دے گا۔ نہ
ان کو تکلیف پہنچے گی اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ اللہ ہر ایک چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی
ہر چیز کا نگہبان ہے۔ آسمانوں کی اور زمین کی کنجیاں اسی کے قبضے میں ہیں اور وہ لوگ
جنہوں نے اللہ کی آیات کو ماننے سے انکار کیا وہی خسارے میں پڑے ہیں۔

شرح:۔ اس رکوع میں ان بندگان خدا کے نام ایک پیغام مسرت ہے جنہوں نے اپنی
زندگیوں کا کچھ حصہ خدا کی نافرمانی اور شرک و بت پرستی میں گزارا ہے۔ مگر ایک دن جب
ان کو اپنی غلطی اور حقیقت کا احساس ہو جاتا ہے تو وہ پچھتانے لگتے ہیں۔ اور اپنی افعال بد
کے پیش نظر مایوس ہو کر بیٹھ جاتے ہیں کہ ان گناہوں اور سیاہ کرداریوں کے ہوتے ہوئے
ہماری نجات کیسے ممکن ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے لوگو! خدا سے کبھی مایوس نہ ہونا
اس کا در رحمت ہر وقت کھلا ہے۔ خواہ تم کسی مذہب پر رہے۔ خواہ تم نے کسی حالت میں
زندگی گزاری خواہ تم برے کام کرتے رہے۔ مگر جب بھی تم گزشتہ گناہوں کی معافی مانگ
کر آئندہ کے لئے نیکو کار بن جانے کا اقرار کرو گے تو تمہارے لئے دریائے رحمت کھول
دیئے جائیں گے۔ سو! موت آنے اور عذاب دوزخ کے مستوجب قرار دیئے جانے سے
پہلے پہلے جس طرح ہو سکے خدا کی طرف رجوع کر لو اور اس کے فرمانبردار بن جاؤ۔ ورنہ
جب موت آئے گی اور عذاب جہنم آنکھوں کے سامنے لا کر دکھا دیا گیا تو پھر توبہ استغفار
اور رجوع و ایمان کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ اگر تمہاری تمام زندگی بھی گناہوں میں گزر گئی ہو تو
آخری وقت ہی میں مگر موت سے پہلے پہلے توبہ کر لو۔ اور خدائے تعالیٰ کے احکام پر عمل

کرنا شروع کر دو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ایام زندگی غفلت و خواب میں گزر جائیں اور آخرت میں عذاب دوزخ دیکھ کر سرد آہیں بھرنے اور پچھتانے لگو۔ یا یہ کہنے لگو کہ ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے موت آ جانے کے بعد کوئی حسرت آرزو پوری نہ ہوگی۔ اس وقت کہا جائے گا کہ یہ تمام باتیں تمہیں پہلے ہی بتائی گئی تھیں مگر تم نے سچ نہ مانا اور منکر ٹھہرے قیامت کے دن ان منکرین حق کے چہرے سیاہ ہوں گے اور ان کا تکبر و غرور ان کے آگے آئے گا اور انہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ مگر جو لوگ خدا سے ڈرتے رہے تھے ان کو قطعاً کوئی تکلیف نہ پہنچے گی اور نہ ان کو غم کھانا پڑے گا۔ آخر میں ارشاد ہوتا ہے کہ ہر ایک چیز کو اس نے پیدا کیا اور پیدا کرنے کے بعد اس کی بقا و حفاظت کا ذمہ دار بھی وہی ہوا اور زمین و آسمان کی تمام چیزوں میں تصرف و اقتدار بھی اسی کو حاصل ہے۔ کیونکہ سب خزانوں کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔ پھر ایسے خدا کو چھوڑ کر انسان کہاں جائے۔ چاہئے کہ اسی کے غضب سے ڈرے اور اسی کی رحمت کا امیدوار رہے۔ کفر و ایمان اور جنت و دوزخ سب اسی کے زیر تصرف ہیں۔ اس کی باتوں سے منکر ہو کر آدمی کا ٹھکانا نہیں کیا اس سے منحرف ہو کر آدمی کسی فلاح کی امید رکھ سکتا ہے۔

ترجمہ آیات ۶۴ - ۷۰:- کہئے! اے جاہلو! کیا تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں اللہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی عبادت کروں اور آپ کی طرف اور آپ سے پہلے لوگوں کی طرف وحی بھیجی جا چکی ہے۔ اگر تم نے کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرایا تو تمہارے عمل اکارت جائیں گے اور تم نقصان اٹھاؤ گے۔ نہیں بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرنا اور شکر گزاروں میں رہنا اور لوگوں نے اللہ کی جیسی قدر کرنا چاہئے تھی نہیں کی۔ اور قیامت کے دن تمام زمین اس کی ایک مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے وہ پاک ہے اور ان کے شرک سے بلند ہے۔ اور صور پھونکا جائے گا تو آسمان اور زمین کے سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے۔ مگر جس کو خدا چاہے پھر دوبارہ اس میں پھونکا جائے گا تو تمام لوگ دفعتہ" کھڑے ہو جائیں گے اور دیکھنے لگیں گے اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی اور اعمال نامے لا کر رکھ دیئے جائیں گے اور نبیوں اور شہیدوں کو پیش کیا جائے گا اور ان کے درمیان حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ ہوگا اور ان پر ذرا ظلم نہ ہوگا۔ اور ہر متنفس کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے کیا ہوگا اور جو

کچھ وہ کرتے ہیں وہ خوب جانتا ہے۔

شرح:- اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے کسی اور کی فرمانبرداری کرنا شرک ہے اور ہم نے ابتدائے آفرینش ہی سے اپنے رسولوں اور پیغمبروں کے ذریعہ بنی آدم کو یہ حکم دیدیا تھا کہ جو کوئی اللہ سے شرک کرے گا اس کے نیک اعمال بھی اکارت جائیں گے اور آخرت میں وہ خسارہ اٹھائے گا۔ فرمایا کہ دنیا کو پیغام سنا دو کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا اس کا شکر بجالانے کے مترادف ہے اور اس کا حق پہچاننا یہی ہے کہ کماحقہ' اس کی عبادت کی جائے یاد رکھو کہ خدا وہ قادر مطلق ہے کہ قیامت کے دن تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان کاغذ کی طرح لپٹے ہوئے اس کے ہاتھ میں ہوں گے۔ وہ جب قیامت برپا کرنا چاہے گا تو ایک دفعہ صور پھونکا جائے گا اس وقت آسمان و زمین کی تمام مخلوق بیہوش ہو جائے گی پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو جو بے ہوش تھے وہ ہوشیار ہو جائیں گے اور جو قبروں میں مرے پڑے ہوں گے وہ قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے اور تمام زمین خدا کے نور سے منور ہو جائے گی۔ پھر ہر شخص کا اعمال نامہ اس کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اور نبیوں اور شہیدوں کو بطور گواہ پیش کر کے ہر شخص کا فیصلہ کیا جائے گا اور کسی پر ظلم نہ ہوگا۔

ترجمہ آیات ۷۱-۷۵:- اور کافروں کو جہنم کی طرف گروہ در گروہ کر کے لے جایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ دوزخ کے پاس آ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور ان کو اس کے محافظ فرشتے کہیں گے کیا تم میں سے تمہارے پاس رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں تمہارے رب کے احکام پڑھ پڑھ کر سناتے تھے اور تمہیں اس دن کے پیش آنے سے ڈراتے تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں (مگر) کافروں کے حق میں عذاب کی بات پوری ہو کر رہی۔ کہا جائے گا کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ یہاں ہمیشہ رہو گے۔ سو متکبروں کا ٹھکانا برا ہے اور وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں جنت کی طرف گروہ گروہ کر کے روانہ کئے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ جنت کے پاس آئیں گے تو اس کے دروازے کھلے ہوں گے اور اس کے محافظ فرشتے انہیں کہیں گے تم پر سلامتی ہو' خوش رہو پھر اس میں ہمیشہ کے لئے جا داخل ہو۔ اور وہ پکار اٹھیں گے کہ تمام حمد و ثنا اس اللہ کے لئے زیبا ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہمیں

زمین (جنت) کا وارث بنایا۔ اس جنت میں جہاں ہم چاہیں رہیں سو (نیک) عمل کرنے والوں کا اجر کیسا اچھا ہے اور تم دیکھو گے کہ فرشتے عرش کے گرداگرد حلقہ باندھے موجود ہیں۔ اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کرتے ہیں اور ان کے درمیان حق و انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ تمام حمد و ثنا اللہ ہی کے لئے زیبا ہے جو تمام جہان کا پروردگار ہے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں حشر و نشر اور جزا و سزا کا ذکر تھا۔ یہاں وہ منظر کھینچ کر دکھایا گیا ہے جب ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا نتیجہ سن لے گا اور جس کو سزا کا حکم ہو گا وہ جہنم کی طرف ہانکا جائے گا اور جس کے لئے جزائے نیک کا حکم ہو گا۔ وہ جنت کی طرف روانہ کیا جا رہا ہو گا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ فیصلہ ہونے کے بعد مجرموں کو گروہ در گروہ بنا کر جہنم کی طرف ہانکا جائے گا۔ جب وہ وہاں پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے کہ کیا تمہارے پاس خدا کے بھیجے ہوئے ایسے رسول نہ آئے تھے۔ جنہوں نے تم کو خدا کے احکام سنائے ہوں اور اس دن کا نقشہ کھینچ کر بتایا ہو۔ وہ جواب دیں گے کہ رسول تو ضرور آئے تھے اور انہوں نے بتایا بھی سب کچھ تھا مگر ہم نے نہ مانا آخر خدا کی بات پوری ہوئی اور عذاب کا حکم ہم کافروں پر ثابت ہو کر رہا۔ اس پر پاسبان جواب دیں گے کہ تم نے غرور میں آ کر اللہ کی بات نہ مانی۔ اب ہمیشہ دوزخ میں پڑے اس کا مزہ چکھتے رہو۔ اسی طرح ان لوگوں کی جماعتوں کی جماعتیں جنت کی طرف روانہ کی جائیں گی جو دنیا میں اپنے خدا سے ڈرے اور تقویٰ و طہارت پر قائم رہے وہ جب جنت کے دروازوں پر پہنچیں گے تو وہاں کے پاسبان فرشتے ان کا استقبال کریں گی ان کو خوش آمدید کہیں گے اور دعا دیتے ہوئے عرض کریں گے کہ داخل ہو جایئے اور خوشی سے رہیے۔ اس پر تمام اہل جنت خدا کا شکر بجا لائیں گے اور کہیں گے کہ صد ہزاروں حمد و ثنا کے لائق ہے وہ اللہ جس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور اس سرزمین کا ہمیں مالک بنا دیا اور اجازت دی کہ ہم جہاں چاہیں رہیں فرمایا۔ اس دن جب حق تعالیٰ حساب کتاب کے لئے نزول اجلال فرمائیں گے۔ فرشتے عرش کے گرداگرد حلقہ باندھے اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہوں گے اور تمام بندوں میں ٹھیک انصاف سے فیصلہ کر دیا جائے گا۔ جس پر ہر طرف سے جوش و خروش کے ساتھ الحمد للہ رب العلمین کا نعرہ بلند ہو گا۔

(۶۰) سورۃ المومن (۴۰)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی جبکہ آیات ۵۶ اور ۵۷ مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں اس میں پچاسی آیات مبارکہ اور نو رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۱-۹:- کتاب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو سب پر غالب اور ہر بات کا علم رکھنے والا ہے۔ گناہ بخشنے اور توبہ قبول کرنے والا سخت سزا دینے والا مقدور والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں سب کو اسی کے پاس جانا ہے اللہ کی آیتوں میں سوائے ان لوگوں کے جو کافر ہیں کوئی ناحق جھگڑا نہیں کرتا۔ سو ان کا شہروں میں چلنا پھرنا تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے۔ ان سے پہلے نوح کی قوم نے (آیات الٰہیہ کو) جھٹلایا اور ان کے بعد اور گروہوں نے بھی اور ہر امت نے اپنے رسول کو پکڑنا چاہا اور ناحق جھگڑے لگے تاکہ حق کو ناچیز قرار دیں پھر میں نے ان کو پکڑ لیا۔ سو (تم جانتے ہو کہ) میں نے کیونکر سزا دی اور اس طرح تیرے رب کی بات ان لوگوں کے حق میں پوری ہو گئی جنہوں نے وطیرۂ کفر کو اختیار کیا کہ وہ یقیناً "دوزخی ہیں وہ (فرشتے) جنہوں نے عرش کو اٹھا رکھا ہے اور جو اس کے گرداگرد ہیں وہ اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے لئے جو مومن ہیں بخشش طلب کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کو محیط ہے سو تو ان لوگوں کو بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ اے ہمارے پروردگار! اور ان کو ان ہمیشہ کے باغوں میں داخل کر دے جن کا تو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے اور ان کے باپ دادا میں سے جنہوں نے نیک کام کئے تھے ان کو بھی اور ان کی بیویوں کو اور ان کی اولاد کو بھی۔ بیشک تو غالب اور حکمت والا ہے۔ اور ان کی برائیوں کو درگزر کر جن کی برائیوں کو تو نے آج کے دن درگزر کیا بیشک اس پر تو نے (بڑی) مہربانی کی اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

شرح:- اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ میں اپنے بندوں کے گناہ ہمیشہ معاف

کرتا اور ان کی توبہ قبول کرتا ہوں۔ بشرطیکہ وہ توبہ کریں اور غلط کاریوں کو چھوڑ دیں۔ فرمایا کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں اور بالآخر سب کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اس واسطے میں اپنے بندوں کو مایوس نہیں کرتا اور ان کو راہ راست پر لانے کے لئے ہمیشہ اپنے نشانات حق دکھلاتا رہتا ہوں۔ مگر جن لوگوں نے کفر و انکار کو اختیار کر رکھا ہے وہ خدا کے نشانات کے بارے میں بلاوجہ جھگڑا کرتے اور ان کو ماننے سے انکار کرتے جاتے ہیں۔ ابتدائے عالم سے لے کر اب تک کئی قومیں خدا کے احکام و نشانات کو جھٹلا کر برباد و ہلاک ہو چکی ہیں۔ ایسی تمام اقوام نے اپنے اپنے پیغمبروں کو ستایا اور انہیں تنگ کیا اور نکمے جھگڑے ان کے ساتھ چھیڑ دیئے۔ جس پر ہم نے ان کو سزا دی اور بڑی بڑی سزا دی اور اس بات کو سچ کر دکھایا کہ وہ واقعی اہل دوزخ سے تھے۔ اس کے برعکس جو لوگ نشانات حق کو ماننے اور اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ خدا کے فرشتے ان کے گناہوں کے لئے مغفرت چاہتے ہیں اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کر کے اس سے التجا کرتے ہیں۔ کہ اے ہمارے رب ان لوگوں کو اپنی رحمت کے سایہ میں لے لے اور ان کے گناہوں کو معاف کر دے۔ خدایا! تو ان کو جنت میں داخل کر دے جس کا تو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے اور ان کے نیک باپ دادوں بیویوں اور بچوں کو بھی ان کے ساتھ جنت میں جگہ دے اور اپنے عذاب سے بچا لے۔ فرمایا جو شخص اس دن عذاب سے بچ گیا۔ حقیقتاً" اللہ رحمت اسی پر ہے اسی کی زندگی کامیاب زندگی سمجھی جائے گی۔

<u>ترجمہ آیات ۱۰-۲۰</u>:- ان لوگوں کو جو کافر ہیں پکار کر کہا جائے گا کہ اللہ کی بیزاری اس بیزاری سے بڑھ کر تھی جو تم کو اپنے آپ سے تھی۔ کہ جب تم کو ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا تم انکار کر دیتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ خدایا! تو نے ہمیں دو دفعہ مارا اور دو دفعہ زندہ کیا۔ ہم نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا سو کیا (اب یہاں سے) نکلنے کی کوئی صورت ہے یہ اس واسطے ہے کہ جب خدائے یگانہ کو پکارا جاتا تھا تو تم اس سے انکار کر دیا کرتے تھے اور اس کے ساتھ شرک کیا جائے تو تم مان لیتے تھے۔ سو آج فیصلہ خدا کے ہاتھ ہے جو برتر و توانا ہے۔ وہی ہے جو تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور تمہارے لئے آسمان سے روزی اتارتا ہے اور وہی نصیحت سے بہرہ مند ہوتا ہے جو خدا کی طرف رجوع ہو۔ سو تم اللہ کی عبادت نہایت اخلاص سے کرو اگرچہ یہ کافروں کو ناگوار ہو۔ وہ بلند مرتبہ ہے

عرش کا مالک ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے وحی نازل کرتا ہے تاکہ وہ اس دن سے ڈرائے جن میں ملاقات ہوگی۔ جس دن کہ وہ (قبروں سے) باہر آئیں گے اللہ سے ان کی کوئی بات مخفی نہ ہوگی اور پوچھا جائے گا کہ آج کس کی حکومت ہے (ہر طرف سے جواب آئے گا کہ) خدائے یگانہ و غالب کی۔ آج ہر متنفس کو اس چیز کا بدلہ دیا جائے گا جو وہ کرتا رہا۔ آج کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔ یقین رکھو اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ اور ان کو اس دن سے ڈرایئے جو چلا آ رہا ہے۔ جس دن کلیجے گھٹ کر منہ کو آنے لگیں گے ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا نہ سفارش کرنے والا کہ جس کی بات مانی جائے۔ وہ آنکھوں کی خیانت سے بھی واقف ہے اور ان باتوں سے بھی جو ان کے سینوں کے اندر پنہاں ہیں۔ اور اللہ حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور اللہ کے سوا وہ جن کو پکارتے ہیں وہ کچھ فیصلہ بھی نہیں کر سکیں گے بلاشبہ اللہ وہ ہے جو سب کی سننے والا اور ہر ایک کو دیکھنے والا ہے۔

شرح:- فرمایا جن لوگوں نے احکام و نشانات الٰہی کو ماننے سے انکار کر دیا ہے وہ قیامت کے روز اپنے اعمال کی سزا پا چکنے کے بعد سخت ناراض اور ناخوش ہوں گے۔ تب ان کو پکار کر سنایا جائے گا کہ دنیا میں جب تم کو ایمان لانے کی دعوت دی جایا کرتی تھی اور تم اسے ٹھکرا دیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ بڑا ناراض اور ناخوش ہو جایا کرتا تھا۔ مگر تم نے اس کی ناراضی اور اس کے غصے کی کوئی پرواہ نہ کی تھی۔ آج خدا بھی تمہاری ناخوشی کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ جاؤ جتنا چاہو جی ہی جی میں جلو' بھنو تمہاری پرواہ ہی کیا ہے۔ اس پر وہ لوگ عرض کریں گے کہ خدایا! تو نے ہم کو دوبارہ زندہ کیا ہے اور دو بار موت دی ہے اب ہمیں پورا پورا یقین آ گیا ہے۔ اگر آج کسی طرح ہمارا چھٹکارا ہو جائے تو ہم دوبارہ ایسی غلطیوں کا ارتکاب نہیں کریں گے ارشاد ہوگا کہ تم کو جو سزا آج دی جا رہی ہے وہ اس بات کا نتیجہ ہے کہ تم نے خدائے واحد کی عبادت میں شرک کی آمیزش کی تھی جب اس یگانہ کی طرف تم کو بلایا جاتا تھا تو تم نہ آتے تھے اور جب توحید کے ساتھ شرک کی ملاوٹ کر دی جاتی تھی تو تم جھٹ سے کود آتے تھے۔ پس آج اس شرک پرستی کی سزا بھگتو۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے نشانات حق دکھاتا اور آسمان سے تمہارا رزق نازل کرتا ہے مگر تم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے علاوہ جن کی عبادت و پرستش کرتے

ہو بھلا وہ تمہیں کیا دکھاتے اور کیا دیتے ہیں۔ فرمایا ان نتائج پر صرف وہی لوگ پہنچ سکتے ہیں جو اپنے گناہوں پر پشیمان ہوں اور خدا کی طرف رجوع کرلیں۔ سو انسان کو چاہئے کہ وہ نہایت اخلاص سے خدا کی عبادت کرے اگرچہ اس کے وہ بھائی جو حق و صداقت کے منکر ہیں اس کے جذبہ اخلاص و توحید کو برا ہی کیوں نہ منائیں۔ فرمایا وہ خدائے ذوالعرش اپنے عبادت گزاروں کے مدارج بلند کرتا اور جس پر چاہتا وحی نازل کرتا ہے۔ تاکہ لوگوں کو روز قیامت کی سختیوں سے ڈرایا جائے۔ کیونکہ قیامت کا دن وہ ہوگا جب اللہ عزوجل ہر شخص کا نامہ اعمال اس کے سامنے پیش کریں گے اور اس کے اچھے برے تمام اعمال و حالات سے اسے واقف کردیں گے۔ اس دن پوچھا جائے گا کہ دنیا میں ہر شخص فرعون بے سامان بنا بیٹھا تھا۔ اور ہر شخص یہ کہتا اور چاہتا تھا کہ اسی کا حکم دنیا پر چلے۔ آج بتاؤ کہ کس کی عملداری ہے کس کی حکومت ہے۔ اور کون بادشاہ حقیقی ہے۔ ہر طرف جواب ملے گا کہ بادشاہی اور حکومت صرف خدائے واحد اور غالب ہی کی ہے۔ کوئی نہیں جو اس کے سامنے بول سکے اس کے بعد ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق جزا سزا دی جائے گی اور یہ منظر ایسا خوفناک و خطرناک ہوگا کہ آنکھیں پتھرا جائیں گی اور کلیجے منہ کو آنے لگیں گے۔ اس وقت گنہگاروں کی کوئی حمایت کرنے والا یا سفارش کرکے ان کو چھڑانے والا نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ خدائے سمیع و بصیر ایسا ہے کہ آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے رازوں سے بھی واقف ہے اور فیصلہ حق و انصاف کے ساتھ کرتا ہے مگر لوگ جن معبودان باطلہ کو پکارتے ہیں وہ کوئی فیصلہ بھی نہیں کرسکتے۔ پھر ان کا محتاج ہونا کتنی بڑی حماقت ہے۔

ترجمہ آیات ۲۱-۲۷:- کیا انہوں نے ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ ان لوگوں کا انجام کیا ہوا جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ وہ ان سے بھی زیادہ طاقت ور تھے اور دنیا میں (ان سے) زیادہ آثار باقیہ چھوڑ گئے ہیں۔ سو خدا نے ان کے گناہوں پر بھی گرفت کی اور خدا کے سوا ان کو کوئی نہ بچا سکا۔ یہ اس لئے کہ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل و احکام لے کر آئے تو بھی انہوں نے ماننے سے انکار کیا۔ سو خدا نے ان کے گناہوں پر گرفت کی بلاشبہ وہ سب سے زیادہ قوی اور سخت عذاب دینے والا ہے اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اپنے احکام اور روشن دلائل دے کر بھیجا فرعون، ہامان اور قارون کی طرف۔ تو وہ کہنے لگے یہ جادوگر اور جھوٹا ہے۔ پھر جب وہ ان کے پاس ہماری

جانب سے حق و صداقت کے ساتھ آیا تو انہوں نے حکم دیا کہ جو لوگ اس (موسیٰ) پر ایمان لائیں ان کے بیٹوں کو قتل کر دو اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دو اور کافروں کی تدبیریں بالکل ناکام ہیں۔ اور فرعون نے کہا کہ مجھے موسیٰ کو مار ڈالنے دو۔ اور وہ اپنے رب کو بلا لے۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ تمہارا دین نہ بدل دے یا ملک میں فساد نہ پھیلا دے اور موسیٰ نے کہا کہ میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ لے چکا ہوں۔ ہر اس متکبر شخص سے جو روز حساب پر ایمان نہیں لاتا۔

شرح:- فرمایا انسان کو چاہئے کہ وہ جھوٹے غرور اور عارضی قوت و دولت پر ناز نہ کرے وہ اپنے آپ کو پانی کے ایک بلبلے سے زیادہ وقعت نہ دے۔ وہ اپنی بے ثباتی اور بے بضاعتی سے ناواقف نہ رہے۔ اور اگر وہ اپنے متعلق کوئی دھوکا کھا رہا ہو تو اقوام گزشتہ کے حالات و کوائف سے آگاہ ہونے کی کوشش کرے اس کو معلوم ہو گا کہ بڑے قوی اور دولت مند انسان بھی آخر چل بسے کسی کو یہاں بقا نہیں' شاہ و گدا سب کو موت کا تلخ پیالہ پینا پڑا۔ اور جن لوگوں نے دنیا میں اپنے آپ ہی کو بڑا جانا اور ظلم و تعدی کو روا رکھا۔ وہ کیسے ہلاک ہوئے اور کتنا عذاب ان کے سروں پر آ ٹوٹا۔ پھر کوئی ان کو بچانے کی تاب نہ لا سکا۔ ان قوموں کا نام و نشان ہم نے محض اس لئے مٹایا ہے کہ جب پیغمبران خدا ان کے پاس نشانات حق لائے تو انہوں نے ان کے ماننے سے انکار کر دیا اور جب طاعت و عبادت کے لئے کہا تو صاف انکار کر گئے۔ پس ان کی شامت اعمال ان کے آگے آئی اور خدا تعالیٰ نے انہیں مبتلائے عذاب کر دیا۔ فرعون' ہامان اور قارون کی طاقت و قوت اور دولت و ثروت سے کون ناواقف ہے۔ مگر جب ان کو ہمارے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حق کی طرف بلایا۔ اور بے اعتدالیوں کو چھوڑ دینے کی ہدایت کی اور کہا کہ جن لوگوں پر تم نے ظلم و ستم روا کر رکھا ہے۔ جن کے بیٹوں کو لقمہ شمشیر بناتے اور بیٹیوں کو غلامی میں رکھتے ہو۔ آخر وہ بھی تم جیسے انسان ہیں اور تمہارے بھائی۔ ان پر ظلم نہ کرو۔ ان کو نہ ستاؤ۔ ان کے حق و فرائض کی نگہداشت کرو۔ تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو قتل کی دھمکیاں دیں۔ اس کو جھٹلایا اور اس کی سخت مخالفت کی۔ اس کے پیغام امن و صلح کو فتنہ و فساد پر محمول کیا۔ بالآخر تم نے دیکھ لیا کہ ہم نے ان دشمنان حق کو کیسے برباد و ہلاک کیا۔

ترجمہ آیات ۲۸-۳۷:- اور فرعون کے خاندان میں سے ایک ایمان والے

شخص نے کہا جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا کہ تم ایک شخص کو صرف اس لئے قتل کرو گے وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس روشن دلائل لے کر آیا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اور سچا ہے تو جن باتوں کا تم سے وعدہ ہے ان میں سے کوئی نہ کوئی بات تمارے حق میں ضرور رونما ہوگی۔ یہ یقین رکھو کہ اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گزرنے والا اور جھوٹا ہو۔ اے میری قوم! آج تمہاری حکومت ہے تم دنیا میں غالب ہو مگر خدا کے عذاب میں کون ہماری مدد کرے گا۔ اگر ہم پر آگیا۔ فرعون نے جواب دیا کہ میں تو وہی تم کو سمجھاؤں گا جو خود مجھ کو سوجھا ہے اور تمہیں تو بھلائی ہی کی راہ بلاتا ہوں اور اس مومن نے کہا کہ اے میری قوم! مجھے اور قوموں کے سے روز بد کا تمہارے متعلق ڈر ہے۔ قوم نوح' عاد اور ثمود اور ان لوگوں کی طرح جو ان کے بعد ہوئے اور اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں چاہتا۔ اور اے میری قوم! تمہارے متعلق مجھے قیامت کے دن اندیشہ ہے جس دن پیٹھ پھیر کر بھاگو گے۔ تمہیں خدا سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور جس کو اللہ گمراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں اس سے قبل یوسف تمہارے پاس روشن نشانیاں لے کر آچکے ہیں۔ سو جو کچھ وہ تمہارے پاس لائے تم اس میں ہمیشہ شک کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب ان کا انتقال ہو گیا تو تم نے کہا کہ ان کے بعد اللہ کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔ اللہ اسی طرح اس شخص کو جو بیہودہ ہو اور دل میں شبہات و شکوک رکھتا ہو گمراہ کرتا ہے ان لوگوں کو جو بغیر کسی دلیل و حجت کے جو ان کے پاس آئی ہو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں۔ یہ بہت نفرت و بیزاری کی بات ہے اللہ کے نزدیک اور ان لوگوں کے نزدیک جو مومن ہیں اللہ اسی طرح ہر ایک متکبر و سرکش انسان کے دل پر مہر لگا دیتا ہے اور فرعون کہنے لگا اے ہامان! میرے لئے ایک محل تیار کر تا کہ میں ان رستوں سے آسمانوں پر جا پہنچوں۔ جو آسمان تک جانے کے رستے ہیں اور موسیٰ کے خدا کو دیکھوں اور میں تو اسے جھوٹا خیال کرتا ہوں اور اسی طرح فرعون کی بد اعمالیاں اس کو اچھی معلوم ہوئیں اور حق و صداقت کی راہ سے روک دیا گیا اور فرعون کی ہر چال ناکامیاب ہی رہی۔

شرح:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب حکومت کی مخالفت کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ خدایا! مجھے اپنی پناہ میں لے لے کہ میری کرہمت نہ ٹوٹنے پائے اور جبر،

مقصد کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اس کو بجا لا سکوں چنانچہ ایک جری اور بہادر انسان نے جو فرعون کے خاندان میں سے تھا ظاہر ہو کر ان لوگوں کو جو برسرِ حکومت تھے سنا دیا کہ خدا کا خوف کھاؤ اور کسی شخص کو محض اس بنا پر قتل نہ کرو کہ وہ تمہیں خدائے یگانہ کی عبادت کرنے اور اسی کے سامنے سر جھکانے کے لئے کہتا ہے اور نشانات حق تمہارے پاس لایا ہے اگر وہ جھوٹ بول رہا ہے تو خود جھوٹ کی سزا پائے گا اور اگر وہ سچ کہہ رہا ہے تو جن آنے والے مصائب و تکالیف سے وہ تمہیں ڈرا رہا ہے وہ تمہارے سر پر آ نمودار ہوں گی۔ پھر بتاؤ کہ ان سے کس طرح بچو گے۔ سنو موسیٰ علیہ السلام کی تمام باتیں رشد و ہدایت پر دلالت کرتی ہیں اور جو شخص جھوٹا ہو وہ ایسی باتیں نہیں کر سکتا۔ نہ یہ درد دل اس کے سینے کے اندر پیدا ہو سکتا ہے اور نہ وہ کسی کو اپنے خالق کی طرف جانے کا راستہ بتا سکتا ہے۔ سنو! تم نے دنیا میں فتنہ و فساد اور ظلم و ستم کی آگ بھڑکا رکھی ہے۔ اگر تمہاری ان گستاخیوں کی بنا پر خدا نے تمہیں مبتلائے عذاب کر دیا تو پھر کون ہے جو تمہیں بچا سکے۔ اس تقریر کو سن کر فرعون نے کہا کہ تمہارا دماغ وہاں تک نہیں پہنچا جہاں تک میرا دماغ میری رہنمائی کر رہا ہے۔ سو میں تمہیں جو کچھ کہتا ہوں یہی درست ہے۔ اے بلا حیل و حجت مان لو۔ اسی میں تمہاری بہتری ہے۔ مگر اس شخص نے پھر برملا کہہ دیا کہ اے قوم! مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں تم پر بھی وہ عذاب نہ آئے جو اقوام گزشتہ مثلاً" قوم نوح عاد ثمود وغیرہ پر آیا۔ سنو! اس دن سے ڈرو جب فرشتے اہل جنت کو پکار کر جنت میں اور اہل جہنم کو پکار کر جہنم میں لے جائیں گے تم اس دن پیٹھ پھیر کر بھاگنا چاہو گے۔ مگر خدا کے قہر و غضب سے تمہیں کوئی نہ بچا سکے گا۔ دیکھ لو اس سے قبل جب حضرت یوسف خدائے تعالیٰ کے نشانات حق تمہارے پاس لے کر آئے تھے۔ تو تم نے ان کو بھی ہمیشہ شک کی نگاہ سے دیکھا۔ مگر جب وہ فوت ہو گئے تو تم ان کی صداقت پر ایمان لائے اور کہنے لگے کہ اس کے بعد اللہ کبھی ایسا سچا اور برگزیدہ رسول دنیا پر نہیں بھیجے گا۔ دیکھو یہ تمہاری کتنی گمراہی ہے کہ جب تک حضرت یوسف علیہ السلام زندہ تھے تو تم نے ان کا پیغام نہ سنا اور اب جبکہ وہ فوت ہو گئے ہیں تو تم ان کو رسول تو ماننے لگے ہو مگر آئندہ آنے والے رسولوں سے انکار کر بیٹھے ہو۔ دیکھو ایسی خطرناک گمراہی پر تم محض اس لئے کھڑے ہو کہ اللہ تم سے ناراض ہے اور وہ تمہیں سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔ تمہارے دلوں میں اسراف اور شک کا

مرض ہے جس کی وجہ سے تم خدا کے بارے میں بغیر کسی سند کے لڑتے جھگڑتے ہو۔ خدا اور ایمان دار بندوں کے نزدیک یہ بڑا سخت گناہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے متعلق واہی تباہی جو کچھ منہ میں آئے کہتا چلا جائے۔ سنو! ایسی ذہنیت صرف ان لوگوں کی ہوا کرتی ہے جن کے دلوں پر تکبر و غرور کی بنا پر اللہ مہر لگا دے۔ فرعون نے جب اس مرد خدا کی یہ نصیحت بھری تقریر سنی تو بجائے سر تسلیم خم کرنے کے اپنے وزیر ہامان سے کہا کہ ایک عالیشان اور بہت اونچا محل بناؤ کہ میں وہاں بیٹھ کر موسیٰ کے خدا کو دیکھوں اور اس سے بات چیت کروں۔ فرعون کی اس بات سے ہمیں اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ روحانیت سے کوسوں دور تھا۔

ترجمہ آیات ۳۸-۵۰:- اور اس مومن نے کہا کہ اے میری قوم! میرے نقش قدم پر چلو میں تمہیں ہدایت کی راہ بتلاتا ہوں۔ اے میری قوم! یہ دنیا کی زندگی تو متاع فانی ہے اور آخرت ہی ہمیشگی کا گھر ہے۔ جو شخص گناہ کرتا ہے اس کو تو اسی طرح کا بدلہ ملے گا۔ اور جو مرد یا عورت نیک کام کرتا ہے اور مومن ہے تو ایسے ہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ جہاں ان کو بے حساب رزق ملے گا۔ اور اے میری قوم! یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہو۔ تم مجھے دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کر دوں اور اس کے ساتھ اسے شریک ٹھہراؤں جس کے متعلق مجھے علم نہیں اور میں انہیں خدائے عزیز و غفار کی طرف آنے کی دعوت دیتا ہوں۔ تم تو مجھے اس کی طرف بلاتے ہو جو نہ دنیا میں بلائے جانے کے لائق ہے اور نہ آخرت میں اور بیشک ہم کو لوٹ کر اللہ کے پاس جانا ہے اور یہ کہ حد شریعت سے تجاوز کرنے والے دوزخی ہیں۔ سو تم میری بات کو یاد کرو گے اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ بیشک اللہ اپنے بندوں کے حالات کو دیکھتا ہے۔ سو اللہ نے اس کو ان کی تدبیر کی مضرتوں سے بچا لیا اور الٹا ان فرعونیوں کو بہت برے عذاب نے آگھیرا۔ صبح و شام دوزخ کی آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت آئے گی اس دن حکم ہوگا کہ فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں ڈال دو اور جب دوزخ میں وہ ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو زیر دست بالا دست لوگوں سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے پیچھے تھے کیا تم ہمیں کسی قدر دوزخ کی آگ سے بچا سکتے ہو۔ بالا دست لوگ کہیں گے کہ ہم سب کے سب دوزخ میں ہیں۔

بلاشبہ اللہ نے اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا ہے۔ اور وہ لوگ جو دوزخ میں ہوں گے دوزخ کے محافظ فرشتوں سے کہیں گے کہ اپنے رب سے دعا کرو کہ کسی دن تو ہم سے عذاب ہلکا کرے۔ وہ کہیں گے کہ کیا تمہارے رسول تمہارے پاس روشن دلائل و احکام لے کر نہ آئے تھے وہ کہیں گے کہ کیوں نہیں ضرور آئے تھے وہ کہیں گے کہ پھر تم خود ہی پکارو اور کافروں کی دعا محض رائیگاں ہوگی۔

شرح:۔ اس بندۂ خدا نے پھر ایک آخری تقریر کی اور کہا کہ اے میری قوم! آؤ میں تمہیں سیدھی راہ دکھاؤں۔ سنو اس دنیا کی زندگی چند روزہ ہے اور آخرت کا گھر ہی جم کر رہنے کے لائق ہے۔ جو شخص یہاں برائی کرے گا وہ اپنی برائی کا ویسا ہی برا بدلہ پائے گا اور جو نیکی کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور اس کے فضل بے حساب سے جو چاہے گا پائے گا۔ اے میری قوم! میں تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں۔ اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو۔ تمہارا مقصد تو یہ ہے کہ میں اللہ کو نہ مانوں اور جس چیز کا مجھے علم بھی نہیں میں اسے اس کا شریک ٹھہراؤں مگر اس کے برعکس میں تمہیں اس خدا کی طرف بلاتا ہوں جو سب پر غالب ہے' اور سب کے گناہ بخشنے والا ہے۔ سن لو تم مجھے ان کی طرف بلاتے ہو جن کو نہ دنیا میں پکارنا چاہئے۔ نہ وہ آخرت میں پکارے جائیں گے اور یہ بھی سن رکھو کہ ہم سب کو ایک دن اللہ کی طرف جانا ہے جہاں حق و انصاف سے تجاوز کرنے والوں کو دوزخ کے سپرد کیا جائے گا۔ پھر تمہیں میری آج کی باتیں یاد آئیں گی۔ تم میری بات مانو یا نہ مانو میں خدا پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ جو اپنے بندوں کے حالات کو بچشم خود دیکھتا ہے۔ اس تقریر کو سننے کے بعد تمام قوم میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک آگ لگ گئی اور انہوں نے اسے طرح طرح سے اذیتیں پہنچانی چاہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو ان کے شر سے محفوظ رکھا اور جو تدابیر انہوں نے اس کے ہلاک کرنے کے لئے سوچی تھیں۔ وہ الٹی ان پر پڑیں فرمایا فرعون کی تمام قوم کو ہم نے ہلاک و برباد کر دیا اور صفحہ ہستی سے ان کا نام و نشان تک مٹا دیا اور اب جبکہ وہ مر چکے ہیں عالم برزخ میں ان کی ارواح کو صبح و شام جہنم کی آتش سوزاں کا منظر دکھایا جاتا ہے اور ان سے کہا جاتا ہے کہ قیامت کے دن تم کو اس آگ میں ڈالا جائے گا فرمایا اس دن وہ ضعیف و کمزور لوگ جو محکومیت و غلامی کی بنا پر فرعون اور اس کی حکومت کے سامنے دم مارنے کی تاب نہ لایا کرتے تھے اور ہر بات میں

ہاں میں ہاں ملانے پر مجبور تھے ان لوگوں سے کہیں گے جن کے پیچھے وہ دنیا میں چلا کرتے تھے کہ آؤ آج اس آگ کو ہم سے دور کرو۔ کیونکہ تم کہا کرتے تھے کہ اگر تمہیں دوزخ کی آگ نے چھوا تو ہم ذمہ دار ہوں گے وہ جواب دیں گے کہ جس آگ میں تم جلائے جا رہے ہو اسی میں ہم پڑے ہیں۔ ہماری حالت تو تم سے اچھی نہیں خدا نے تابع اور متبوع دونوں کو ایک جیسی سزا دی ہے اس نے جو فیصلہ کرنا تھا کر دیا۔ ہمارا اس میں کوئی بس نہیں چلتا۔ اسی طرح اہل دوزخ جہنم کے پاسبان فرشتوں سے درخواست کریں گے کہ ہمارے لئے خدا کے حضور میں سفارش کرو کہ ہمارا عذاب کچھ تو کم کیا جائے۔ وہ پوچھیں گے کہ کیا رسولوں نے تمہیں دنیا میں آ کر بتایا نہ تھا کہ دوزخ کا عذاب ایسا کڑا ہے کہ اس سے بچو۔ وہ کہیں گے رسول تو بیشک آئے مگر ہم سے غلطی یہ ہوئی ہے کہ ہم نے ان کی آواز پر کان نہ دھرا وہ کہیں گے کہ پھر ہم کیا کر سکتے ہیں۔ جس طرح تم نے دنیا میں نبیوں کی بات کو نہ سنا تھا۔ آج تمہاری بات کو کوئی سننے کے لئے تیار نہیں۔

ترجمہ آیات ۵۱-۶۰:- ہم بلاشبہ اپنے رسولوں کی مدد کرتے ہیں اور ان لوگوں کو بھی جو دنیا کی زندگی میں ایمان لے آئیں نیز اس دن جبکہ گواہ کھڑے ہوں گے اس دن جبکہ ظالموں کو ان کی معذرت کچھ نفع نہ دے گی اور ان پر لعنت ہوئی اور ان کے لئے بدترین گھر ہوگا اور ہم نے موسیٰ کو ہدایت دی اور بنی اسرائیل کو اس کتاب (ہدایت) کا وارث ٹھہرایا۔ جو عقلمندوں کے لئے سراسر ہدایت اور نصیحت کا سامان ہے۔ سو تم صبر سے کام لو بیشک اللہ کا وعدہ برحق ہے اور اپنی خطاؤں کی بخشش طلب کرو۔ اور صبح و شام اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کرو۔ بلاشبہ وہ لوگ جو خدا کی آیتوں کے بارے میں بغیر کسی دلیل و حجت کے جو ان کے پاس ہو جھگڑا کریں ان کے دلوں میں ایک ایسی بڑائی ہے جس تک وہ کبھی پہنچنے نہ پائیں گے۔ سو تم اللہ کی پناہ مانگتے رہو بیشک وہ ہر بات کو سننے اور ہر فعل کو دیکھنے والا ہے۔ بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش انسان کی پیدائش سے کہیں بڑی چیز ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے اور اندھے اور آنکھوں والے برابر نہیں ہوتے۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اور وہ جو بدکار ہوں برابر نہیں ہوا کرتے تم بہت ہی کم سمجھتے ہو۔ یقین رکھو کہ قیامت آنے والی ہے۔ اس میں قطعاً شبہ نہیں لیکن اکثر لوگ اس بات پر بھی ایمان نہیں لاتے۔ اور تمہارے رب نے

کہہ دیا ہے کہ تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا بیشک وہ لوگ جو میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں۔ وہ ذلیل ہو کر بہت جلد جہنم میں داخل ہوں گے۔

تشریح:۔ فرعون اور اس کے خاندان کی بربادی اور موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کی کامیابی و کامرانی کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا کہ جس طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو مدد دی تھی بالکل اسی طرح ہم ان تمام اشخاص اور اقوام کو مدد دیتے ہیں جو ہمارے احکام کو اہل دنیا تک پہنچاتے ہیں اور ان ایمان والوں کو جو ان احکام کو سن کر بجا لاتے ہیں آخرت کے دن جب ہم فیصلے کریں گے تو ایسے لوگوں کے مدارج بہت بلند کر دیں گے۔ یہ وہ دن ہو گا کہ نہ کسی کی عذر خواہی سنی جائے گی نہ حیلہ بہانہ تسلیم کیا جائے گا فرمایا دیکھو ہم نے فرعون کو صرف غرق ہی نہیں کیا بلکہ موسیٰ علیہ السلام کو کتاب بھی عطا کی اور بنی اسرائیل کو اس کتاب کا وارث بنا دیا۔ فرمایا اسی طرح اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی صبر کریں۔ دشمنان دین کی مخالفت کی پرواہ نہ کریں۔ میں نے آپ کو جو وعدہ فتح و نصرت دے رکھا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا۔ اپنی مساعی کو جاری رکھیں اور ہر وقت میری حمد و ثنا بیان کریں جو لوگ ہمارے بارے میں بلا سند بحث مباحثہ کرتے ہیں ان کے دلوں میں ایک جھوٹا غرور ہے۔ لہٰذا ان کی جانب سے کلی طور پر مطمئن رہئے اور میرے متعلق یاد رکھئے کہ کوئی بات نہیں جو میں سن نہ سکوں۔ اور کوئی چیز نہیں جو میں نہ دیکھوں۔ ان کو یہ بھی سمجھا دیجئے کہ انسان کو پیدا کرنا گو بڑا کام ہے مگر اس زمین اور آسمانوں کا پیدا کرنا اس سے بھی مشکل تر ہے پھر جب ہم یہ زمین و آسمان اور یہ کائنات عالم پیدا کر سکتے ہیں تو کیا انسان کو قیامت کے روز دوبارہ پیدا نہ کر سکیں گے۔ یاد رکھئے کہ جو لوگ ان حقائق و معارف کو سمجھ سکتے ہیں وہ آنکھوں والے ہیں مگر دوسرے نابینا ہیں سو جس طرح آنکھوں والے اور اندھے مساوی نہیں ہوا کرتے اسی طرح حقائق و معارف کو سمجھنے اور نہ سمجھنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ پھر کچھ وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے ہیں اور ایک وہ جن کے دلوں میں کفر و نفاق ہے۔ یہ لوگ بھی ایک دوسرے کی برابری نہیں کر سکتے۔ مگر اس بات کو سمجھنے والے بہت کم لوگ ہیں۔ سو انسان کو چاہئے کہ وہ اس بات کا یقین کر لے کہ قیامت ضرور آئے گی۔ اس کے آنے میں قطعاً کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ گو اکثر لوگ اس بات پر ایمان نہیں لاتے دیکھو تمہارا رب کہتا ہے کہ مجھے

پکارو میں تو تمہاری پکار کو سنوں گا۔ مگر میری نافرمانی کرنے والے ازراہ غرور و تکبر نہ میرے سامنے سر بسجود ہوتے ہیں اور نہ اپنی حاجات مجھ سے طلب کرتے ہیں۔ وہ جہنم کی آتش میں ہمیشہ کے لئے ڈالے جائیں گے۔

ترجمہ آیات ۶۱-۶۸:- اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام پاؤ اور دن دیکھنے کو بنایا۔ بلاشبہ اللہ لوگوں پر بہت بہت احسان کرتا ہے۔ لیکن اکثر لوگ شکر گزار نہیں ہوتے۔ سنو! وہ اللہ تمہارا رب ہے جو ہر ایک چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود (اور فرمانبرداری کے لائق) نہیں مگر تم کدھر کو بہکے چلے جا رہے ہو۔ اسی طرح وہ لوگ بہک گئے تھے جو کہ اللہ کی آیتوں سے انکار کیا کرتے تھے۔ (سنو) اللہ وہی ہے جس نے زمین کو آرام گاہ بنایا اور آسمان کو چھت قرار دیا اور تمہاری شکلوں کو بنایا۔ سو کیسی ہی بہترین شکلیں بنائیں اور تمہیں حلال اشیاء کھانے پینے کو دیں (سنو) اللہ تمہارا رب ہے سو کیسا برکت والا ہے۔ اللہ (جو) تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ وہی ہے ہمیشہ زندہ رہنے والا جس کے سوا کوئی معبود نہیں سو۔ اسی کی عبادت اخلاص سے کرو۔ تمام ثناء اسی اللہ کے لئے ہے (جو) تمام جہان کا پروردگار ہے۔ کہہ دیجئے کہ مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں اس کی عبادت کروں جن کو تم اللہ کی بجائے پکارتے ہو جبکہ میرے پاس میرے رب کے روشن نشانات اور واضح احکام آچکے ہیں اور مجھے یہ حکم مل چکا ہے کہ میں اس کا فرمانبردار ہو جاؤں (جو) تمام جہان کا پروردگار ہے وہ وہ ذات ہے جس نے تم کو مٹی سے پھر منی کے قطرے سے پھر گوشت کے ایک لوتھڑے سے پیدا کیا پھر تمہیں بچہ بنا کر نکالتا ہے۔ پھر (زندہ رکھتا ہے) تاکہ تم جوان ہو جاؤ پھر (لمبی عمر دیتا ہے) تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ اور تم میں سے بعض کو اوائل عمر ہی میں وفات دیدی جاتی ہے اور بعض کو عمر طبعی تک زندہ رکھا جاتا ہے تاکہ ایک مقررہ وقت تک پہنچو اور تاکہ تم ان باتوں کو سمجھو۔ وہ وہ ہے جو مارتا اور زندہ رکھتا ہے جب وہ کسی بات کا فیصلہ کرلیتا ہے تو اس کو صرف کہہ دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔

شرح:- اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کارخانہ قدرت کے موٹے موٹے مظاہر بیان فرمائے ہیں اور انسان کو توجہ دلائی ہے کہ وہ اس کی توحید کی طرف مائل ہو۔ فرمایا اللہ وہ تو ہے جس نے رات تمہارے آرام کی خاطر بنا دی اور دن کو روشن بنایا۔ تاکہ تم اپنی

معیشت کا سامان پیدا کر سکو۔ چاہئے تھا کہ اس پر انسان ہمارا شکر گزار ہوتا مگر اکثر لوگ اس پر غور نہیں کرتے اور ہماری اس نعمت کا شکر بجا نہیں لاتے ایسے لوگوں کو سمجھانا چاہئے کہ خدا وہی ہے جس نے رات اور دن کو بنایا اور ان کے بنانے میں عجیب و غریب حکمت رکھی ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں جو اپنی مخلوقات کی ضروریات کو پورا کر سکے دیکھو اس نے زمین کو ایسا بنایا ہے کہ وہ کہیں ہل نہیں سکتی اور آسمان کو بمنزلہ چھت کے بنا دیا ہے اور تمہیں بہترین شکل عطا کی اور پھر نہایت پاکیزہ روزی کھانے کو دی۔ دیکھو تمہارا اللہ وہی ہو سکتا ہے جو تمہارا رازق اور تمہارا مربی ہو۔ اللہ وہ ذات ہے جس پر کسی حیثیت سے کبھی فنا اور موت طاری نہیں ہو سکتی اور صرف وہی ہے جو تمہاری کیا بلکہ تمام کائنات عالم کی ضروریات کو بہم پہنچاتا اور مشکلات کو حل کرتا ہے اور تمام جہان کو سنا دو کہ چونکہ مجھ پر تمام حقائق و معارف کو منکشف کر دیا گیا ہے اس لئے مجھے علیٰ وجہ البصیرۃ منع کر دیا گیا ہے کہ میں غیر از خدا کسی کی عبادت نہ کروں اور نیز یہ کہ صرف پروردگار جہاں کی فرمانبرداری کا دم بھروں کیونکہ وہی ہے جس نے انسان کو مٹی کے جوہر پھر اس کے نچوڑ اور بعد ازاں اس نچوڑ کے بنے ہوئے منجمد خون سے بکمال حکمت پیدا کیا۔ پھر تمہیں بچے سے بڑھا بڑھا کر بڑا کیا حتی کہ تم جوان ہوئے پھر بوڑھے ہوئے۔ اس کی حکمت دیکھو کہ بعض تو تم میں سے بوڑھا ہونے سے پہلے پہلے فوت ہو جاتے ہیں اور بعض عمر طبعی کو پہنچتے ہیں۔ ان حقائق کی طرف تمہاری توجہ اس لئے مبذول کرائی گئی ہے کہ تم سوچو کہ اتنے دور تم پر گزرے وہ مر کر جینا ہے۔ آخر اسے کیوں محال سمجھتے ہو۔ وہی تو ہے جو زندگی بھی دیتا ہے اور موت بھی اس کی شان یہ ہے کہ جب کسی کام کے کرنے کا وہ ارادہ کر لیتا ہے تو صرف اتنا کہہ دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ اتنے ہی میں ہو جاتا ہے۔

<u>ترجمہ آیات ۶۹ - ۷۸</u>:۔ کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کے نشانات واحکام کے بارے میں جھگڑتے ہیں دیکھو تو وہ کدھر کو پھرے چلے جا رہے ہیں۔ (یعنی) وہ لوگ جنھوں نے رب کو جھٹلایا اور اس چیز کو جھٹلایا جو ہم نے اپنے رسولوں کے ذریعہ بھیجی سو عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا جب طوق ان کی گردنوں میں پڑے ہوں گے اور زنجیریں ان کے پاؤں میں اور وہ گھسیٹے جا رہے ہوں گے۔ جلتے ہوئے پانی میں۔ پھر آگ میں ان کو جھونکا جائے گا۔ پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ جن کو تم شریک ٹھہرایا کرتے تھے

وہ کہاں ہیں۔ (یعنی) اللہ کے سوا باقی کہاں ہیں وہ جواب دیں گے کہ وہ ہمیں نہیں ملتے بلکہ ہم تو اس سے پہلے کسی کو پکارا ہی نہ کرتے تھے اس طرح اللہ کافروں کو راہ بھلاتا ہے۔ یہ عذاب تم کو اس لئے ہوا کہ تم دنیا میں بلاوجہ خوشیاں منایا کرتے تھے اور اس لئے کہ (بلاوجہ) تم اترایا کرتے تھے (کہا جائے گا کہ) دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ (اور) ہمیشہ وہاں رہو مگر (دیکھو کہ) منکروں کا ٹھکانا کیسا برا ہے سو آپ صبر سے کام لیں بلاشبہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ پس اگر ہم آپ کو اس عذاب کا کچھ حصہ دکھادیں جس کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں یا آپ کو وفات دے دیں تو پھر بھی ان سب کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور ہم نے بلاشبہ کئی رسول آپ سے پہلے بھیجے۔ ان میں سے بعض تو وہ ہیں جن کا ہم نے آپ سے ذکر کیا ہے اور بعض وہ ہیں جن کا ہم نے آپ سے ذکر نہیں کیا اور کسی رسول کے لئے ممکن نہیں کہ وہ کوئی نشان یا حکم اللہ کی اجازت کے بغیر لے آئے۔ سو جب اللہ کا حکم آجائے گا تو حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ ہو جائے گا اور جھوٹے لوگ اس وقت خسارے میں رہیں گے۔

شرح:- اس رکوع میں ان بدقسمت انسانوں کے حالات بیان کئے گئے ہیں جو متذکرہ بالا حقائق و معارف سے آگاہ نہیں ہوتے اور الٹی بحثوں میں وقت عزیز کو گزارتے رہتے ہیں۔ فرمایا ان لوگوں کو ذرا دیکھو جو خدا کے نشانات حق کو نہیں مانتے اور کج بحثی میں پڑے رہتے ہیں۔ یہ لوگ الٹی راہ پر چلتے ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ کی تعلیمات اور رسولوں کے ارشادات کو جھٹلاتے ہیں جس کا نتیجہ ان کو عنقریب بھگتنا پڑے گا۔ ان کی آنکھیں اس وقت کھلیں گی جب ان کی گردنوں میں طوق اور پاؤں میں زنجیر ہوں گے۔ اور فرشتے کشاں کشاں ان کو کبھی جہنم کے ابلتے ہوئے پانی میں جا ڈالیں گے اور کبھی اس کی آگ میں جھلسیں گے۔ اور طنزاً کہیں گے اب اپنی مدد کے لئے ان کو بلاؤ جن کو تم شریک خدا سمجھا کرتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ وہ تو ہمیں نظر نہیں آتے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ہم خدا کے سوا کسی کو پکارا ہی نہ کرتے تھے۔ فرمایا! کافروں کو اسی طرح اپنی تمام کاروائیاں بھول جائیں گی اور وہ اپنے اعمال بد سے انکار کرنے لگیں گے۔ فرشتے ان سے کہیں گے کہ دنیا میں تم اپنی من مانی کاروائیوں پر جو خوش ہوا کرتے تھے یہ ان کی سزا ہے۔ نیز اس بات کی سزا ہے کہ تم دنیا میں بڑے مغرور اور نخوت پسند تھے سو جہنم میں داخل ہو جاؤ یہ

تکبر کرنے والے لوگوں کا ٹھکانا ہے فرمایا۔ اے ہمارے رسول! لوگوں کو ہمارا یہ پیغام سنا دیجئے کہ اللہ نے کافروں کو سزا دینے کا جو وعدہ کیا ہے وہ یقیناً پورا ہو کر رہے گا۔ چاہے آپ کی زندگی میں پورا ہو اور چاہے آپ کے بعد، بہر حال یہ ہم سے بچ کر کہیں نہیں جاسکتے باقی رہی یہ بات کہ حق کو جھٹلانے والے آپ کے رستہ تبلیغ میں روڑے اٹکاتے اور آپ کو تنگ کرتے ہیں سو اس کی فکر نہ کیجئے آپ سے پیشتر بیشمار انبیاء ہم نے دنیا میں بھیجے جن میں سے بہتوں کا تذکرہ آپ سے کردیا گیا ہے اور بعض کا نہیں کیا۔ ان کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک ہوتا آیا ہے۔ حالانکہ نبی اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے۔ پس قیامت کے دن انصاف کے ساتھ فیصلہ کردیا جائے گا۔ اس وقت جھوٹے لوگ خسارہ اٹھائیں گے۔

ترجمہ آیات ۷۹ - ۸۵:- اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے چارپائے بنائے تاکہ تم ان میں سے بعض کو سواری کے کام میں لاؤ اور ان میں بعض کو تم کھاتے ہو۔ اور تمہارے لئے ان میں کئی اور منافع ہیں اور یہ بھی کہ ان پر سوار ہو کر تم اس مقصد تک پہنچو جو تمہارے سینوں کے اندر ہے اور ان پر اور کشتیوں پر تم کو اٹھا کر (ایک جگہ سے دوسری جگہ) لایا جاتا ہے اور وہ تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے پھر اللہ کی کس نشانی سے تم انکار کرو گے۔ کیا انہوں نے دنیا میں چل کر نہیں دیکھا اور جو لوگ ان سے قبل ہو گزرے ہیں۔ ان کا انجام کیسا ہوا۔ وہ ان سے تعداد میں زیادہ تھے اور طاقت و قوت میں بڑھ کر تھے اور انہوں نے دنیا میں (ان سے) زیادہ آثار باقیہ چھوڑے سو ان کے اعمال کچھ بھی ان کے کام نہ آئے۔ غرض جب ان کے پاس ان کے رسول کھلے دلائل لے کر آئے تو وہ اپنی علمی قابلیت پر بہت نازاں ہوئے اور (رسولوں کا) جو مذاق وہ اڑایا کرتے تھے وہی ان پر الٹ پڑا۔ سو جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم خدائے یگانہ پر ایمان لائے اور ان سب کا انکار کرتے ہیں جن کو ہم خدا کا شریک ٹھہراتے تھے۔ مگر ان کے ایمان نے ان کو نفع نہ دیا۔ جب انہوں نے ہمارے عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا یہ اللہ کا قانون ہے جو اس کے بندوں میں ہمیشہ سے چلا آیا ہے اور یہاں کافر ہی خسارہ میں رہے۔

شرح:- اس رکوع میں حق تعالیٰ نے دکھایا ہے کہ ہم کس قدر انسان پر مہربان ہیں۔

فرمایا اللہ کو دیکھو کہ اس نے تمہارے آرام اور سہولت کے لئے چار پائے پیدا کئے۔ جن میں سے بعض پر تم سوار ہوتے ہو اور بعض کو کھاتے ہو اور کھانے اور سواری کرنے کے علاوہ اور بھی کئی فائدے ان سے اٹھاتے ہو۔ خشکی میں جانوروں کی پیٹھ پر اور سمندروں اور دریاؤں میں کشتیوں اور جہازوں میں سوار ہوتے ہو۔ یہ بھی اس کے احسانات اور نشانات حق میں سے ہے۔ اسی طرح اس کے بے شمار نشانات ہیں۔ سو بتاؤ تو تم اس کے کس نشان کو جھٹلا سکتے ہو۔

فرمایا تم میں سے جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں اگر تم ان کے حالات کا مطالعہ کرو تو تمہیں نظر آجائے کہ جس جس قوم نے ہماری تعلیمات کو ٹھکرایا ہمارے احکام کی خلاف ورزی کی اور ہمارے رسولوں کو جھٹلایا ان کا کتنا برا انجام ہوا۔ وہ لوگ تم سے تعداد میں بھی زیادہ تھے اور قوت و طاقت میں بھی تم سے بڑھ چڑھ کر تھے۔ ان کے آثار باقیہ بھی تم سے کہیں زیادہ اور کہیں دیرپا تھے پھر جب ہمارا عذاب آیا تو ان کی کوئی تدبیر نہ چل سکی اور کوئی چیز ان کو بچا نہ سکی۔ حالانکہ اول اول جب ان کے پاس ہمارے رسول صاف اور صریح احکام لے کر آئے تھے انہوں نے ان کی ہنسی اڑائی اور اپنے علم و دولت پر بڑا ناز کیا۔ مگر جب انہوں نے ہمارا عذاب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو پھر ایمان لانے اور شرک و بت پرستی سے بیزاری کا اظہار کرنے لگے۔ لیکن وقت گزر چکا تھا۔ عذاب دیکھ لینے کے بعد کسی کو ایمان نفع نہیں دے سکتا۔ کیونکہ ہم نے یہی قاعدہ ابتدا سے بنا رکھا ہے اور ایسے وقت میں کفر و انکار کرنے والے خسارے ہی میں رہا کرتے ہیں۔

(۶۱) سورۃ حٰم السجدہ (۴۱)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ۵۴ آیات مبارکہ اور چھ رکوع ہیں۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

<u>ترجمہ آیات ۲-۸</u>:- یہ کرم فرما اور مہربان خدا کی طرف سے اتری ہے۔ (یہ ایسی) کتاب ہے کہ اس کے حکموں کو کھول کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ قرآن عربی زبان میں

ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے جو (نیکو کاروں کو) خوشخبری سناتی اور (بدکاروں کو) ڈراتی ہے مگر اکثر لوگوں نے اس سے منہ پھیر لیا سو وہ اس کو سمجھتے ہی نہیں اور انہوں نے کہا کہ ہمارے دل اس چیز سے (دور) پردوں میں لپٹے ہیں جس کی طرف تو ہم کو دعوت دیتا ہے اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے اور ہمارے اور ان کے درمیان ایک پردہ ہے سو تو اپنی جگہ پر کام کر ہم اپنے جگہ کام کرتے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں میری طرف یہ وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود صرف اللہ ایک ہی معبود ہے۔ سو اس کی طرف دھیان لگائے رکھو اور اس سے گناہوں کی بخشش طلب کرو۔ یاد رکھو کہ مشرکوں کے لئے خرابی ہے۔ (یعنی) ان لوگوں کے لئے جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور آخرت سے صاف اور سیدھے منکر ہیں۔ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے ان کے لئے دائمی اجر ہوگا۔

شرح:۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب اہل مکہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روز افزوں ترقی کو دیکھا تو اپنے آبائی مذہب کے پرخچے اڑتے ہوئے دیکھ کر تجویز کی کہ عتبہ بن ربیعہ کو جو عرب کا ایک مشہور شخص تھا۔ آپ کے پاس بھیجا جائے اور وہ آپ کو ترغیب دے کہ آپ اس نئے دین کی تبلیغ کو چھوڑ دیں۔ اگر آپ کو مال اکٹھا کرنا منظور ہے تو ہم جتنا مطلوب ہو اکٹھا کئے دیتے ہیں اور اگر عورتوں سے رغبت ہے تو خوبصورت سے خوبصورت عورت سے آپ کا نکاح کرا دیتے ہیں۔ چنانچہ عتبہ بن ربیعہ نے جا کر آپ سے اسی طرح کہا۔ اس وقت آپ نے اس سورہ کی ابتدائی دس آیتیں پڑھ کر عتبہ کو سنائیں عتبہ اٹھ کر چلا آیا اور آکر قوم کو کہہ دیا کہ میں نے تمہارا پیغام پہنچا دیا تھا۔ جس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسا کلام سنایا جو اللہ کی قسم تمام عمر نہ سنا تھا اور جس کا مجھ سے کوئی جواب بن نہ سکا۔ اس رکوع میں قرآن مجید کے چند اوصاف بیان فرمائے ہیں اور کہا ہے کہ بد قسمت ہیں وہ لوگ جو اس کی طرف سے غافل ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اس کتاب کو اس خدا نے نازل کیا ہے جو گنہگاروں کو بھی دیتا ہے اور نیکو کاروں کو بھی جس کی رحمت عام ہے۔ یہ کسی انسان کا کلام نہیں اور نہ اس کی عبارتیں اور مطالب پیچیدہ ہیں۔ عربی زبان میں اسے نازل کیا گیا ہے۔ تاکہ تم اسے آسانی سے سمجھ سکو۔ اس میں ان لوگوں کے لئے بشارت ہے جو اس کی تعلیمات پر کاربند ہو جائیں اور ان لوگوں کے لئے

تنبیہہ ہے جو اس سے غفلت برتیں مگر اکثر دیکھا ہے کہ لوگ نہ اس کو سنتے ہیں نہ پرواہ کرتے ہیں بلکہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اس کی کوئی بات نہیں سمجھ پاتے۔ یوں سمجھ لو کہ ہمارے دلوں پر کوئی پردہ پڑ گیا ہے اور کانوں میں بوجھ ہے یہ قرآن ہمارے اور تیرے درمیان ایک حد فاصل ہے تو جس طرح زندگی گزارنا اور جو کام کرنا چاہے کر لے اور ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دے۔ فرمایا۔ اے ہمارے رسول! ان لوگوں کو سنا دیجئے کہ جیسا میں بشر ہوں ویسے تم بھی بشر ہو جب میری سمجھ میں ایک بات آ رہی ہے تو تم اس کے سمجھنے سے کیوں قاصر ہو مجھ میں اور تم میں صرف اس قدر فرق ہے کہ مجھے تو خدا کی طرف سے یہ کلام براہ راست وحی ہوتا ہے اور تمہیں میں آپ پڑھاتا ہوں۔ اس کی طرف دھیان لگائے رکھو اور اپنی گناہوں کی اس سے معافی مانگ لو کیونکہ مشرکوں اور بت پرستوں کے لئے بڑی خرابی آنے والی ہے یہ لوگ نہ مال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں نہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں اور جو انسان ان دو اعتقادات سے عاری ہو وہ خدا کا محبوب نہیں ہو سکتا۔ اس کے برعکس ایمان لانے اور نیک عمل کرنے والوں کے لئے بے حساب اجر ہوگا۔

ترجمہ آیات ۹–۱۸:- ان سے پوچھئے کیا تم اس ذات یگانہ سے انکار کرتے ہو۔ جس نے دو دنوں میں زمین کو پیدا کیا اور اس کے لئے شریک ٹھہراتے ہو سنو وہی تمام جہان کا پروردگار ہے اور اس نے زمین اوپر سے پہاڑ رکھ دیئے اور اس میں برکت پیدا کی اور اس کی تمام پیداوار کا چار دنوں میں اندازہ ٹھہرا دیا (سو یہ ہے جواب) پورا پورا پوچھنے والوں کے لئے پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ ایک دھواں سا بن رہا تھا۔ سو اس نے اس سے اور زمین سے کہا کہ تم دونوں خوشی سے یا مجبوری سے آؤ انہوں نے کہا کہ ہم خوشی سے آتے ہیں۔ سو دو دنوں میں ان کے سات آسمان بنا دیئے اور ہر ایک آسمان میں اس کے مناسب احکام جاری کر دیئے اور ہم نے قریب کے آسمان کو ستاروں سے مزین کیا اور تمام آسمانوں کو شیطانوں سے محفوظ رکھا۔ یہ ہے ایک اندازہ خدائے عزیز و علیم کی قدرت کا۔ سو اگر وہ منہ پھیر لیں تو ان سے کہہ دیجئے کہ میں نے تم کو ایک ایسے عذاب سے آگاہ کیا ہے جو عاد و ثمود کے عذاب کی طرح ہے جب ان کے پاس ان کے رسول آگے سے اور پیچھے سے آئے اور کہا کہ سوائے اللہ کے اور کسی کی عبادت نہ کرو تو انہوں نے کہا کہ اگر ہمارا رب چاہتا تو فرشتوں کو نازل کر دیتا جو پیغام تم لے کر آئے ہو ہم

اس کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ چنانچہ عاد نے بلاوجہ دنیا میں سرکشی پھیلائی اور یہ نعرہ بلند کیا کہ ہم سے کون زیادہ طاقتور ہے اور ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے سو ہم نے ان کے اوپر منحوس دنوں میں ایک آندھی بھیجی تاکہ ہم ان کو دنیا کی زندگی میں رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھائیں اور یقین رکھو کہ آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ رسوا کن ہوگا اور وہاں آپ کو کوئی مدد نہ پہنچے گی اور ثمود کی قوم سو ہم نے اس کو رستہ بتلایا مگر انہوں نے گمراہی کو ہدایت کے مقابلہ میں پسند کیا۔ پس ان کے اعمال کے سبب ذلت کے عذاب نے ان کو آپکڑا اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور خدا سے ڈرا کرتے تھے ہم نے بچالیا۔

شرح:۔ ارشاد ہے کہ تم اس پروردگار کی عبادت سے انحراف کرتے ہو جس نے زمین بنائی آسمان پیدا کیا' پہاڑ گاڑے اور پھر تمام کائنات کی ضروریات مہیا کیں۔ پھر اللہ تعالیٰ آسمان کی طرف متوجہ ہوا۔ جو ابتدا میں دھواں سا تھا۔ سو اس دھوئیں سے سات آسمان بنائے اس کے بعد اس نظام ارضی اور نظام سماوی کو حکم دیا کہ تم اپنے جوہروں کو آشکارا کرو طوعا" یا کرہا" دنیا کی آبادی و عمران میں جن خدمات کی ضرورت ہے انہیں بروئے کار لاؤ۔ چنانچہ آسمان سے سورج کی شعاعیں آنے لگیں۔ گرمی پڑی ہوائیں اٹھیں۔ ان سے گرد اور بھاپ اوپر چڑھی پھر پانی ہو کر مینہ برسا جس کی بدولت زمین سے طرح طرح کی چیزیں پیدا ہوئیں اس میں اشارہ ہے کہ دیکھو کہ نظام ارضی اور سماوی کتنے بڑے کارخانے ہیں۔ پھر ان کے اتفاق و اتحاد سے دیکھو کیا کیا عجیب و غریب کام نکلتے ہیں فرمایا مجرد آسمانوں ہی کو دیکھو تو تمہاری عقل دنگ رہ جائے۔ یہ اوپر تلے سات آسمان ہیں۔ ہر آسمان میں جدا جدا کارخانہ ہے۔ نزدیک کے آسمان کو جو تمہیں نظر آتا ہے۔ دیکھو اسے روشنی کے لیمپوں سے سجا رکھا ہے۔ گویا بجلی کے قمقمے ہیں کہ پڑے چمک رہے ہیں۔ فرمایا ان ستاروں سے ایک اور کام بھی لے لیا جاتا ہے اور وہ یہ کہ اگر شیطان اور اس کی ذریت آسمانی نظام کا کوئی بھید معلوم کرنے کے لئے اوپر آئیں تو ان پر وہ ستارے جن کو شہاب ثاقب کہا جاتا ہے ان پر پھینکے جاتے ہیں تاکہ وہاں کی کوئی بات سننے نہ پائیں۔ فرمایا۔ اے اہل دنیا! اگر تم ان باتوں کو نہ مانو تو تم پر بھی وہی عذاب نازل ہوگا۔ جو قوم عاد اور ثمود پر نازل ہوا کیونکہ ان قوموں کے پاس جب رسول آئے اور انہوں نے غیر اللہ کی عبادت سے ان کو روکا تھا تو انہوں نے بجائے توحید اختیار کرنے کے کج بحثیاں شروع کردیں اور

کہا چونکہ تم ہم میں سے ایک انسان ہو ہم تمہاری بات نہیں مانتے الغرض عاد نے دنیا میں ناحق فتور برپا کر دیا اور کہا کہ کون ہے جو ہم سے زیادہ قوی ہو۔ آخر انہوں نے دیکھ لیا کہ وہ خدا جس نے ان کو پیدا کیا تھا وہ ان سے بہت زیادہ قوی تھا ان کی ہلاکت بھی سنو کس طرح ہوئی۔ صرف چند ایک دن آندھی سی چلی جس نے ان کو ہلاک کر کے رکھ دیا۔ وہ دنیا میں ذلیل و رسوا ہوئے اور آخرت کا عذاب ان کے لئے اور بھی ذلت کا باعث ہوگا۔ اس طرح ثمود کو سیدھی راہ دکھائی تھی۔ مگر انہوں نے ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی کو پسند کیا۔ ان پر بھی ایک ایسا عذاب آیا جس نے ان کو ذلیل و رسوا کر کے رکھ دیا مگر ان میں سے جو نیک اور بھلے انسان تھے اور ہماری نافرمانی کرنے سے ڈرا کرتے تھے ان کو ہم نے بچا لیا۔

ترجمہ آیات ۱۹-۲۵:- اور جس دن خدا کے دشمن دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے پھر ان کو روک لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ بقیہ بھی دوزخ کے پاس پہنچ جائیں گے تو ان کے کان، ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان پر ان کے اعمال کی گواہی دیں گے اور وہ اپنی کھالوں سے دریافت کریں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں شہادت دی ہے وہ کہیں گے کہ وہ اللہ جس نے ہر چیز کو گویا کیا ہے اس نے ہم کو بھی گویا کر دیا اور اسی نے تم کو اول بار پیدا کیا تھا اور اس کی طرف تم پھر لائے گئے ہو۔ کہ تم اس بات سے تو اپنے کو چھپا ہی نہیں سکتے تھے کہ تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں تمہارے خلاف گواہی دیں۔ برعکس اس کے تم خیال کرتے تھے کہ اللہ تمہارے اکثر اعمال سے ناواقف ہے۔ اور تمہارے اس خیال نے جو تم کو اپنے خدا سے متعلق تھا تم کو برباد کیا۔ سو تم خسارہ پانے والوں میں ہو گئے۔ پس اگر وہ صبر کریں تو بھی دوزخ ہی ان کا ٹھکانا ہے اور اگر وہ عذر کریں گے تو پذیرائی نہ ہوگی۔ اور ہم نے دنیا میں ان کے ساتھ ان کے برے ساتھی لگا رکھے تھے سو انہوں نے ان کے اگلے اور پچھلے گناہوں کو نظروں میں سنوار کر پیش کیا۔ اور منجملہ جنوں اور انسانوں کے ان گروہوں کے جو ان سے پہلے ہو گزرے تھے ان کے حق میں بھی اللہ کی بات صادق آئی۔ بلاشبہ یہ سب خسارہ میں رہے۔

شرح:- اس رکوع میں اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والوں رسولوں کی بات پر عمل نہ کرنے والوں اور دین سے بیگانہ رہ کر زندگی بسر کرنے والوں کی بری حالت کا نقشہ کھینچ کر دکھایا گیا ہے۔ گو یہ سورۃ مکی ہے اور اس کے مضامین کا اکثر روئے سخن قریش کی

طرف ہے مگر چونکہ قرآن پاک کا حکم اور اس کی تعلیم رہتی دنیا تک ہر قوم اور ہر فرد بشر کے لئے ہے اس لئے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ صرف کافروں اور غیر مسلموں کے لئے کہا گیا ہے بلکہ اس بات کا یقین کر لینا چاہیے کہ یہ تنبیہہ ہر اس شخص کے لئے ہے جو اللہ کے احکام کے ماننے سے قولاً" یا فعلاً" کسی طرح انکار کرتا ہے خواہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو یا کچھ اور۔ فرمایا کہ حشر کے روز جب ان دشمنان دین کو جنہوں نے اللہ کا حکم ماننے سے دنیا میں قولاً" فعلاً" انکار کیا تھا اکٹھا کیا جائے گا تو ان کو جماعتوں میں بانٹ دیا جائے گا پھر جب وہ جماعتیں جہنم کے دروازے پر لا کر کھڑی کی جائیں گی تو ہر شخص کے اعمال بد کی شہادت اس کے کانوں' آنکھوں اور جسم کے چمڑے سے لی جاوے گی۔ وہ از راہ حیرت و استعجاب اپنے جسم سے پوچھیں گے کہ تو نے ہمارے خلاف کیوں شہادت دی وہ کہے گا کہ خدا نے مجھے گویائی عطا کر دی اب میں سچ بولنے سے کیوں احتراز کروں اس نے ہر چیز کو گویائی دی ہے اور اسی نے تم کو اول مرتبہ پیدا کیا تھا اور اسی کی طرف آج تم کو لوٹایا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس وقت کہا جائے گا کہ تم غیر سے چھپ کر گناہ کیا کرتے تھے۔ یہ خبر نہ تھی کہ ہاتھ پاؤں بتا دیں گے ان سے بھی پردہ کریں اور کرنا بھی چاہتے تو کیسے کرتے۔ فرمایا تم جو خیال کرتے تھے کہ تمہارا رب تمہاری آہستہ سے نکالی ہوئی آواز اور خلقت سے چھپ کر کئے ہوئے فعل کو نہ سنتا اور نہ دیکھتا ہے۔ تمہارے اس خیال نے تم کو برباد کیا اور تم خسارہ پانے والے لوگوں میں سے ہوئے۔ اگر تم یہ سمجھتے کہ دلوں میں چھپی ہوئی باتیں اور سات پردوں کے اندر بیٹھ کر کئے ہوئے فعل بھی اللہ کو معلوم ہو جاتے ہیں تو تم سے یہ غلط کاریاں سرزد نہ ہوتیں۔ آج تم کو دوزخ کی آتش سوزاں کا شکار نہ ہونا پڑتا۔ فرمایا ان کی پے در پے نافرمانیوں اور ان کے معاندانہ انکار کو دیکھ کر ہم نے ان کے ساتھی ایسے شیطانوں کو مقرر کر دیا تھا کہ وہ جو بات بھی ان کو بتاتے وہ الٹی ہوتی اور جو سبق بھی ان کو پڑھاتے وہ تباہی کے گڑھے میں لے جانے والا ہوتا اور اس طرح ہم نے پہلے ہی روز جو بات کہدی تھی وہ پوری ہوئی کہ ہم نافرمان جنوں اور انسانوں سے دوزخ کو پُر کریں گے۔

ترجمہ آیات ۲۶-۳۲:- اور کافروں نے کہا کہ اس قرآن کو مت سنو اور اس کی تلاوت میں غل مچاؤ۔ تاکہ تم غالب آؤ۔ سو کافروں کو ہم سخت عذاب چکھائیں گے اور

ان کو ان کے برے اعمال کی سزا دیں گے۔ اللہ کے دشمنوں کی سزا ہے آگ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اس امر کا صلہ ہے کہ وہ ہمارے نشانات (اور احکام) کا انکار کیا کرتے تھے۔ اور کافر کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم کو وہ جن اور آدمی تو دکھا دے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا۔ ہم ان کو اپنے پاؤں تلے روندیں تاکہ وہ سب سے ذلیل ہوں۔ اس میں شک نہ کرو کہ وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ (اس عقیدہ پر) جمے رہے۔ ان پر فرشتے اترتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم مت ڈرو اور مت غم کھاؤ اور اس بہشت کی خوشخبری سنو۔ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ہم تمہارے دوست رہے ہیں دنیا کی زندگی میں بھی اور اب آخرت میں بھی تمہارے دوست ہیں اور تمہیں یہاں وہ ہر چیز میسر ہوگی جسے تمہارے جی چاہیں گے اور جو کچھ تم مانگو گے تمہیں یہاں ملے گا۔ یہ بخشنے والے مہربان خدا کی جانب سے ان کی ضیافت ہوگی۔

شرح:۔ فرمایا یہ لوگ بجائے اس کے کہ قرآن کے پیغام سے متاثر ہوتے الٹا انکار پر آمادہ ہو گئے اور انہیں اس کا سننا بھی ناگوار ہو رہا ہے یہ یاد رکھیں اس بدعملی کی انہیں سزا ملے گی۔ قیامت کے روز ان منکروں کو اپنے وہ دوست یاد آئیں گے جنہوں نے دنیا میں انہیں گمراہی کے راستہ پر ڈالا تھا۔ چنانچہ وہ اس کی آرزو کریں گے کہ انہیں دیکھیں اور ذلیل کریں مگر اس کے برعکس جن لوگوں نے دنیا میں دل اور زبان سے اقرار کیا کہ ہمارا روزی رساں ہمارا پروردگار اور ہمارا معبود برحق اللہ ہی ہے اور پھر اس اقرار کے بعد وہ اس پر دل و جان سے جمے رہے اور اس راہ کی تمام مشکلات برداشت کرتے رہے۔ ان کی تسکین خاطر کے لئے دنیا میں موت سے پہلے اور موت کے وقت بھی خدا کے بھیجے ہوئے فرشتے نازل ہوتے ہیں جو ان سے کہتے ہیں کہ کسی بات سے گھبراؤ نہیں نہ فکر کرو۔ تمہارا مستقبل روشن ہے ہم تمہیں اس جنت کی بشارت دیتے ہیں جس کا تم سے اللہ نے وعدہ کیا تھا دیکھو ہم دنیا میں بھی تمہارے دوست اور ہمدرد تھے اور آخرت میں بھی تمہارا یہ حق دوستی ادا کریں گے۔ اب تم جنت میں داخل ہونے والے ہو۔ سو وہاں جس چیز کو تمہارا جی چاہے گا وہی تمہیں وہاں میسر آئے گی اور جو کچھ مانگو گے لا کر حاضر کیا جائے گا گویا یوں سمجھو کہ تم اس خدائے غفور و رحیم کے مہمان ہو اور اس سے بڑھ کر کیا عزت و توقیر ہو سکتی ہے کہ ایک بندۂ ضعیف خدائے ذوالجلال کا مہمان ہو۔

ترجمہ آیات ۳۳-۴۴:- اور اس شخص سے بڑھ کر کون خوش گفتار ہے جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کئے اور کہا کہ بلاشبہ میں (خدا کے) فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اور نیکی اور بدی برابر نہیں۔ بدی کا جواب عمدہ طریق سے دیجئے۔ پس اس کا فوری اثر یہ ہوگا کہ وہ شخص کہ آپ کے اور اس کے درمیان عداوت تھی۔ ایسا ہو جائے گا کہ گویا وہ بڑا گہرا دوست ہے اور یہ چیز صرف ان لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر سے کام لیتے ہیں اور یہ توفیق اس کو ملتی ہے جو بڑا صاحب نصیب ہے اور اگر شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کوئی وسوسہ آپڑے تو اللہ کی پناہ مانگو بیشک وہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے اور اس کے نشانات (صداقت) میں سے رات اور دن اور سورج اور چاند ہیں تم نہ سورج کے سامنے سر خم کرو نہ چاند ہی کو سجدہ کرو اور سجدہ کرو تو اس اللہ کو جس نے ان کو بنایا اگر تم (فی الواقع) اس کی عبادت کرنا چاہتے ہو اور اگر یہ غرور کریں تو وہ مخلوق جو آپ کے رب کے پاس ہے وہ دن رات (اس کی حمد و ثنا اور) تسبیح پکارتے ہیں اور ذرا نہیں اکتاتے اور اس کے نشانات میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ تم زمین کو سنسان بے رونق دیکھتے ہو مگر جونہی کہ ہم اس پر پانی برساتے ہیں۔ وہ لہلہانے لگتی ہے اور پھولتی ہے۔ (سنو) وہ جس نے اس کو زندہ کیا وہی بلاشبہ مردوں کو زندہ کرے گا۔ وہ بلاشبہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ یاد رکھو کہ وہ لوگ جو ہمارے نشانات (و احکام) کے معاملہ میں کج روی برتتے ہیں وہ ہم سے قطعاً مخفی نہیں۔ کیا وہ جو آگ میں ڈالا جائے گا۔ بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے روز امن و امان سے آئے گا جو چاہتے ہو کرو۔ بلاشبہ وہ تمہارے ہر اس عمل کو دیکھتا ہے جو تم سے سرزد ہوتا ہے۔ یقیناً وہ لوگ کہ جنہوں نے قرآن کا انکار کیا جبکہ وہ ان کے پاس آیا وہ خدا سے پوشیدہ نہیں اور بیشک یہ قرآن ایک با عزت کتاب ہے۔ جس میں باطل کو نہ آگے سے رسائی ہے نہ پیچھے سے۔ اس کا نازل ہونا خدائے حکیم و حمید کی طرف سے ہے۔ آپ سے بھی تو وہی باتیں کہی جائیں گی جو آپ سے قبل دیگر رسولوں سے کہی گئیں آپ کا رب بلاشبہ معاف کرنے والا ہے اور دردناک عذاب دینے والا ہے۔ اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن بنا دیتے تو وہ کہتے کہ اس کی آیتیں کیوں تفصیل سے بیان نہیں کی گئیں کیا عجمی زبان کی کتاب اور عربی آدمی؟ کہہ دیجئے کہ وہ ان لوگوں کے لئے سامان ہدایت اور شفا ہے جو ایمان والے ہیں اور وہ لوگ جو

ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بوجھ ہے اور یہ کتاب ان کے حق میں نابینائی ہے۔ (گویا) یہ لوگ دور سے پکارے جا رہے ہیں۔

شرح:- فرمایا! انسان کے لئے سب سے اچھی بات جو وہ منہ سے نکالتا ہے یہ ہے کہ وہ خدا کو پکارے اور نیک عمل کرے اور مسلمان کہلائے اور اس بات کو یاد رکھے کہ نیکی اور برائی کا بدلہ ایک جیسا نہیں ہو سکتا۔ سو اگر تم سے کوئی شخص برائی بھی کرے تو تم نیکی سے اس کا جواب دو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ شخص جس سے تمہاری عداوت ہے وہ مخلص دوست کی طرح تمہیں نظر آنے لگے گا۔ فرمایا یہ بات ہمارے صرف ان بندوں کو حاصل ہوتی ہے جو صبر و تحمل سے کام لینے کے عادی ہوں۔ برداشت کا مادہ رکھتے ہوں۔ اور مغرور و متکبر اور جھگڑالو نہ ہوں اور جن کو یہ بات حاصل ہو جائے انہیں بڑی ہی اچھی قسمت والا سمجھو اور اگر بشریت کے تقاضے اور شیطانی تحریک سے دل میں غصہ اور تیزی آ جائے تو فوراً" خدائے سمیع و بصیر اور علیم و خبیر کو یاد کر لینا چاہئے کیونکہ وہ فریاد رسی کے لئے موجود اور دلی حالات سے واقف ہے۔ یہ رات اور دن اور یہ سورج اور چاند کیا ہیں۔ دیکھو یہ صرف اللہ تعالیٰ کے نشانات حق ہیں تم ان کو سجدہ نہ کرو۔ ان کی پرستش نہ کرو۔ پرستش کرو اس خدائے قدوس کی جس نے ان کو بنایا۔ اور اگر تم اس کی عبادت سے روگردانی کرو تو اس کو تمہاری پرواہ ہی کیا پڑی ہے۔ حالانکہ اور ساری کائنات اس کی عبادت میں لگی ہے۔ سنو! تم نے اس سطح زمین کو اکثر پژمردہ اور مردہ دیکھا ہوگا کوئی خوشنمائی اور دلچسپی کا سامان اس میں نظر نہیں آتا۔ ہر طرف خاک اڑتی نظر آتی ہے لیکن جہاں بارش کا ایک چھینٹا پڑا اس کی تر و تازگی اور رونق قابل دید ہو جاتی ہے۔ آخر یہ کس کے دست قدرت کا نتیجہ ہے جس خدا نے اس طرح مردہ زمین کو زندہ کیا کیا وہ مرے ہوئے انسانوں کے بدن میں دوبارہ جان نہیں ڈال سکتا۔ کیا وہ قادر مطلق مردہ دلوں کو دعوت الی اللہ کی تاثیر سے حیات تازہ نہیں بخش سکتا۔ سنو! وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کے لئے مردوں کو دوبارہ زندہ کرنا قطعاً" کوئی مشکل کام نہیں۔ سنو! جو لوگ ہماری آیات کا مطلب موڑ توڑ کر بیان کرتے ہیں ان کی یہ حرکات ناشائستہ ہم سے کچھ مخفی نہیں۔ ان ٹیڑھی چال چلنے والوں کو ہم خوب جانتے ہیں مگر ہم ان کو ڈھیل دے دیتے ہیں اور یکدم نہیں پکڑتے سو جو ان کی مرضی ہو اور جو ان کی سمجھ میں آئے وہ کرتے جائیں۔ مگر ایک

دن ان سب کو خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ فرمایا یہ لوگ جو قرآنی نصائح کو سن پانے کے بعد بھی ان سے انکار کرتے ہیں ان کی اس گستاخی اور اعراض عن الحق کی انہیں سزا دی جائے گی۔ یہ قرآن وہ کتاب عزیز ہے کہ خدائے حکیم و مجید نے نازل کی۔ اور اسی کا کلام ہے۔ اس میں کوئی بات جھوٹ ہو تو کیسے۔ پس اس حقانیت و صداقت پر ایمان لاؤ اور اس کے مطابق عمل کرو۔ باقی رہی مخالفت تو یہ ہوتی آئی ہے اگر تم اپنے فرائض ادا کرتے جاؤ گے تو تمہارا رب تمہارے گناہوں اور تمہاری لغزشوں کو معاف کر دے گا۔ اور اگر وہ اس مخالفت سے باز نہ آئیں گے تو اس کی دردناک سزا ان کو دی جائے گی۔ اگر یہ قرآن کسی ایسی زبان میں ہوتا جو عربوں کو نہ آتی تو اہل عرب کہتے کہ یہ کیا عجیب بات ہے کہ رسول تو ہے عربی اور کتاب ایسی زبان میں نازل کی گئی ہے جس کا ایک حرف بھی عربوں کی سمجھ میں نہیں آتا۔ فرمایا! یہ لوگوں کے حیلے ہیں۔ اور نہ ماننے کے سامان۔ اے پیغمبر! دنیا کو سنا دیجئے کہ ان کی نجات صرف اس کتاب پر عمل پیرا ہونے پر موقوف ہے۔ ورنہ ہمہ گیر تباہی کے لئے تیار ہو جانا چاہیے۔

ترجمہ آیات ۴۵-۴۶:- اور البتہ ہم نے موسیٰ کو بھی کتاب عطا کی تھی مگر اس میں بھی اختلاف ہوا اور اگر آپ کے رب کی جانب سے پہلے ہی بات طے نہ ہو گئی ہوتی۔ تو ان کا کام تمام ہو چکا ہوتا اور ان کو قرآن میں ایسا شک ہے جس کی وجہ سے بے چین ہیں جو شخص نیک کام کرتا ہے وہ اپنے لئے کرتا ہے اور جو شخص برا کام کرتا ہے اس کی سزا اسی کو ملے گی۔ اور آپ کا رب (اپنے) بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

شرح:- فرمایا! موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے جو کتاب عطا کی تھی لوگوں نے اس کے حروف اور مطالب و مفہوم میں اختلاف کرنا شروع کر دیا اور یہ ایک ایسا گناہ تھا کہ اگر ہم اس گناہ کی سزا کا وقت پہلے سے مقرر نہ کر چکے ہوتے تو اس قوم کو ایک دن صفحہ ہستی سے مٹا دیتے فرمایا انہوں نے اس کے حروف اور مطالب و معانی میں کیوں رد و بدل کیا محض اس لئے کہ وہ اس کے منجانب اللہ ہونے میں شک کرتے تھے۔ یا کسی بات کو اپنی عقل کے مطابق نہ سمجھ کر اسے اپنے معیار پر لانے کے لئے اس کی تاویلیں کیا کرتے تھے۔ اگر بنی اسرائیل کو ان غلطیوں اور گناہوں کی کچھ سزا دنیا میں ہم نے دی ہے یا آخرت میں دیں گے۔ تو اس کے لئے وہ خود ذمہ دار ہیں۔

ترجمہ آیات ۴۷-۵۴:- قیامت کے علم کا حوالہ اسی کی طرف دیا جا سکتا ہے اور گابھوں سے پھل نہیں نکلتے اور مادہ کو حمل نہیں رہتا اور نہ وہ بچہ جنتی ہے مگر یہ سب اسی کے علم سے ہوتا ہے جس دن پکارے گا کہ کہاں ہیں وہ جن کو تم میرے شریک ٹھہرایا کرتے تھے وہ کہیں گے ہم آپ سے کہہ دیتے ہیں ہم میں سے کوئی اس کا مدعی نہیں اور جن کو وہ پہلے پکارا کرتے تھے وہ سب غائب ہو جائیں گے۔ اور یہ سمجھ لیں گے اب چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں۔ انسان بہتری کی دعا مانگنے سے بھی نہیں تھکتا اور اگر اس کو کوئی تکلیف پہنچے تو مایوس و نا امید ہو جاتا ہے اور اگر اسے ہم اپنی مہربانی سے نوازیں، تکلیف اور دکھ کے بعد جو اسے پہنچ چکا تو مانتا ہے کہ میں اس کا مستحق تھا۔ اور میرا خیال نہیں کہ قیامت قائم ہوگی اور اگر وہ اپنے رب کے ہاں لوٹ کر گیا تو میرے لئے (وہاں بھی) کوئی بہتری ہوگی۔ سو ہم ان لوگوں کو ان کی سب بد اعمالیاں بتلا کر رہیں گے اور ان کو سخت ترین عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ اور جب ہم انسان پر مہربانی کرتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور ہم سے پہلو تہی کرتا ہے اور جب اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو پھر لمبی چوڑی دعائیں مانگتا ہے۔ اگر یہ (قرآن) اللہ کی طرف سے آیا ہو۔ پھر تم نے اس کا انکار کر دیا ہو۔ تو اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا جو حق کی مخالفت میں بہت دور نکل گیا ہو۔ ہم ان کو اپنی نشانیاں کائنات میں اور خود ان کے اندر دکھائیں گے۔ یہاں تک کہ ان پر یہ حقیقت کھل جائے گی کہ یہ درست ہے اور کیا آپ کے رب کی یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ ہر چیز کا شاہد ہے دیکھو یہ لوگ اپنے رب کے روبرو پیش ہونے میں شک کرتے ہیں۔ بلاشبہ اس نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے۔

شرح:- چوبیسویں پارے کا خاتمہ ان الفاظ پر ہوا تھا کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب تورات دی مگر اس کے بارے میں لوگ باہمی اختلافات میں پڑ گئے۔ کسی نے مانا کسی نے نہ مانا۔ یہ پارہ ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے کہ نیک و بد اعمال کی جزا و سزا جس کا ہم نے ابھی ابھی ذکر کیا ہے۔ اس وقت ظہور پذیر ہوگی۔ جب قیامت کا دن آئے گا۔ فرمایا قیامت کے وقوع پذیر ہونے کا وقت عمداً" انسان سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ اگرچہ خدا کو اسی طرح اس دن کا علم ہے جس طرح وہ جانتا ہے کہ مادہ کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ مذکر ہے یا مونث یا جس طرح وہ اس امر کو جانتا ہے کہ گابھے کے اندر لپٹے ہوئے پھل کی کیا حالت ہے۔ فرمایا

یہی وجہ ہے کہ انسان کو چاہئے کہ وہ غیر اللہ کی عبادت نہ کرے۔ کسی کا محتاج نہ ہو کسی کو اپنا کارساز نہ سمجھے۔ ورنہ قیامت کے دن جب ان معبودان باطلہ سے پوچھا جائے گا کہ لوگ تم کو اپنا کارساز حاجت روا اور معبود سمجھتے تھے کیا تم نے ان سے کہا تھا کہ ہم ایسے ہیں تو وہ جواب دیں گے کہ قطعاً" نہیں۔ فرمایا! انسان کے مبتلائے شرک و کفر ہونے کی محض ایک وجہ ہے کہ یہ حرص و آز کا پتلا ہے۔ تکلیف کا منہ تک نہیں دیکھنا چاہتا اور مال و دولت کے چاہنے اور بھلائی کے طلب کرنے میں تھکتا نہیں۔ پھر اگر مال و دولت مل جائے یا راحت و آرام حاصل ہو جائے تو اس پر ایک ایسا نشہ طاری ہو جاتا ہے جو اسے خدا کو بھلا دیتا۔ اور نیکو کاری کے کاموں سے بھی غافل کر دیتا ہے اس کی یہ حالت حالت کفر سے مشابہ ہے اور اگر اس کو مال و دولت حاصل نہ ہو اور تکلیفوں اور مصیبتوں کا مقابلہ کرنا پڑے تو یہ ہمت ہار دیتا ہے۔ لیکن اگر ہم اپنی مہربانی سے اس کی تکلیف کو دور کر دیتے ہیں تو یہ اسے اپنی کوششوں کا نتیجہ خیال کرتا ہے اس کے برعکس وہ جو راحت و آرام اور تکلیف و مصیبت یا دولت مندی اور افلاس ہر دو حالتوں میں خدا کو یاد رکھنے اور اسی کے سامنے سر عبودیت کو خم کرتے رہتے ہیں وہی خدا کی نگاہ میں قابل عزت اور وہی اشرف المخلوقات کہلانے کے مستحق ہیں۔ فرمایا! اگرچہ انسان دنیا میں ان باتوں کو نہیں سمجھتا مگر وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے جب اس کی ضد کے خوفناک نتائج اس کے سامنے آ جائیں گے۔ اس وقت ہر چند وہ اس بات کا خواہاں ہو گا کہ اسے ایک اور موقعہ دیا جائے تا کہ اپنے آپ کو خدا کا بندۂ فرمانبردار اور مومن و نیکو کار ثابت کر سکے۔ مگر اس کی یہ آرزو فضول ہو گی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم فکر و تدبر سے کام لو تو خدا کے ہونے قیامت کے برپا ہونے اور تمہارے حساب کتاب دینے کے سینکڑوں دلائل تمہیں اس دنیا بلکہ تمہارے اپنے ہی وجود کے اندر نظر آ جائیں۔ لہٰذا تم کو چاہئے کہ خدا کے روبرو ایک نہ ایک دن حاضر ہونے کے خیال میں رتی برابر شک نہ آنے دو۔

(۶۲) سورۃ الشوریٰ (۴۲)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی جبکہ آیات مبارکہ ۲۳، ۲۵، ۲۷ مدینہ

منورہ میں نازل ہوئیں۔ اس میں ۵۳ آیات مبارکہ اور پانچ رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۳-۹:- آپ کی طرف اور ان لوگوں کی طرف جو آپ سے پہلے ہو گزرے ہیں خدا نے جو غالب و دانا ہے وحی بھیجی ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور وہ عالی رتبہ اور عظمت والا ہے۔ بعید نہیں کہ آسمان اپنے اوپر سے پھٹ جائیں اور فرشتے اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں اور اہل زمین کے لئے بخشش طلب کرتے ہیں۔ سن رکھو (اللہ) بخشنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا اوروں کو اپنا کارساز سمجھ رکھا ہے اللہ ان کو دیکھ رہا ہے اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں اور اسی طرح ہم نے ان کی طرف عربی زبان میں قرآن نازل کیا تاکہ آپ مکہ والوں کو اور اس کے گرداگرد رہنے والوں کو (نافرمانی کے نتائج و عواقب سے) ڈرائیں۔ اور قیامت کے دن سے جس میں کوئی شبہ ہی نہیں آگاہ کریں۔ (اس دن) ایک فریق تو جنت میں ہوگا اور ایک دوزخ میں۔ اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک ہی گروہ بنا دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور ظالموں کا نہ کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار کیا انہوں نے اس کے علاوہ اوروں کو بھی اپنا کارساز سمجھ رکھا ہے (سو وہ یاد رکھیں کہ) اللہ ہی (حقیقی) کارساز ہے اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

شرح:- تمام سورتوں کی طرح اس سورت میں بھی زیادہ تر خطاب قریش بالخصوص اہل مکہ سے ہے جن کا دین بت پرستی تھا۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعلیمات اور آپ کے اسوہ کو یکسر بھول چکے تھے۔ اگرچہ بعض ابراہیمی روایات ان میں جاری تھیں۔ قرآن کریم کی اس سورۃ میں جہاں بت پرستی کے عیوب اور اس کی مذمت کی گئی ہے۔ وہاں توحید کے فائدے اور اس کی مدح بھی کر دی ہے اور مسئلہ نبوت کو نہایت اچھی طرح واضح کیا ہے اور اس ضمن میں بتا دیا گیا ہے کہ یہ ارسال و رسل اور تنزیل کتب کا نظام محض اس لئے قائم کیا ہے کہ انسان اپنے خالق سے بیگانہ نہ ہونے پائے! اس کو ہمیشہ یاد رکھے اور دنیاوی زندگی کا مختصر سا وقت گزارنے کے بعد جب واصل باللہ ہو تو سرخرو ہو کر حاضر ہو۔ فرمایا یہ الہام و وحی کا سلسلہ کوئی نئی بات نہیں۔ آپ سے پہلے بھی اسی طرح وحی

آتی رہی اور کتابیں نازل ہوتی رہیں۔ کیونکہ وہ خدا جو ہر چیز پر قادر ہے اس کی حکمت بالغہ کا یہی تقاضا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ انسان کو اپنی شان سے آگاہ رکھے ان کو اپنے حقوق جتلا دے اور بتلا دے۔ کہ انسان کے ذمے کیا کیا فرائض ہیں۔

فرمایا۔ خدا انسان کی عبادت اور اس کی نیکی کا محتاج نہیں کیونکہ زمین و آسمان اور کائنات عالم کی ہر شے اسی کی ملکیت ہے۔ فرشتے جو آسمان کے چپے چپے پر موجود ہیں اس کی تسبیح و تقدیس اور اسی کے سامنے رکوع و سجود کے لئے موجود رہتے ہیں ان لوگوں کو قرآن سنا دیجئے۔ جو انہی کی زبان میں نازل کیا گیا ہے اور دو باتیں ان کے ذہن نشین کرا دو۔ ایک یہ کہ قیامت ضرور آ کر رہے گی اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کرنا چاہئے۔ دوسرے یہ کہ قیامت کے روز ہر شخص کے نیک و بد اعمال کا جائزہ لیا جائے گا۔ نیکوں کو جنہوں نے اللہ اور مخلوق کے حقوق ادا کئے ہوں گے جنت میں بھیج دیا جائے گا اور بدکاروں کو جنہوں نے اللہ اور مخلوق کے حقوق کے ساتھ ناانصافی کی ہوگی۔ دوزخ کی آتش سوزاں کے سپرد کر دیا جائے گا۔ فرمایا! اگر اللہ چاہتا تو نیک و بد کی تمیز ہی نہ رہتی۔ سب نیک ہی نیک ہوتے۔ کوئی برا نہ ہوتا۔ مگر خدا نے اس بارے میں انسان پر جبر کرنا نہیں چاہا اس نے اسے پورا پورا اختیار دیا ہے کہ چاہے نیک کام کرے اور چاہے برے تمہارے مرے پیچھے تم کو زندہ کر کے حساب کتاب لے گا۔ سنو! وہی تمہارا کارساز حقیقی ہے۔ کوئی چیز اس کے قبضہ قدرت سے باہر نہیں۔ پس جو مانگو اسی سے مانگو اور مالی بدنی اور قولی عبادت کرو تو وہ بھی اسی کی۔

ترجمہ آیات ۱۰-۱۹:- اور جس چیز کے بارے میں تم ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہو اس کا فیصلہ اللہ کے پاس ہے (کہہ دیجئے) یہ اللہ میرا رب ہے میں نے اس پر بھروسہ کر رکھا ہے اور میں اسی کی طرف رجوع ہوں وہ آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے۔ اس نے تمہیں میں سے تمہارے لئے جوڑے بنائے اور چوپایوں میں سے بھی جوڑے بنائے۔ وہ (اس طرح سے) تمہیں دنیا میں پھیلاتا ہے اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سب کی سنتا اور سب کو دیکھتا ہے۔ آسمانوں کی اور زمین کی کنجیاں اس کے پاس ہیں وہ جس کا رزق چاہے فراخ کر دیتا ہے اور جس کا چاہے تنگ کر دیتا ہے۔ بلاشبہ اسے ہر چیز کا علم ہے۔ تمہارے لئے اس نے وہی دین مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح کو دیا تھا اور

جس کا حکم ہم نے آپ کو دیا ہے اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم' موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا (وہ یہ ہے) کہ تم دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا' وہ پیغام جس کی طرف آپ ان کو بلاتے ہیں مشرکوں پر بڑا شاق گزرتا ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے قرب کے لئے منتخب کرلیتا ہے۔ اپنی طرف رسائی کی اسی کو توفیق دے دیتا ہے جو اس کی طرف دلی میلان رکھے انہوں نے اس کے بعد کہ علم ان کے پاس پہنچ چکا تھا محض سرکشی اور ضد سے آپس میں تفرقہ پیدا کیا اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ہے پہلے سے ایک بات طے نہ ہوتی تو اب تک ان میں فیصلہ ہو چکا ہوتا اور بیشک وہ لوگ جن کو ان کے بعد کتاب کا وارث ٹھہرایا گیا۔ وہ اس کی طرف سے ایسے شک میں پڑے ہیں کہ تردد میں ہیں پس اسی کے لئے آپ بلاتے جایئے اور قائم رہیے جیسا کہ آپ کو حکم ہے اور ان کی خواہشوں پر نہ چلیں اور کہہ دیجئے کہ اللہ نے جو کتابیں اتاری ہیں میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل کروں۔ اللہ ہی ہمارا اور تمہارا رب ہے۔ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال۔ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں اللہ ہمیں اور تمہیں (ایک جگہ) جمع کرے گا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور وہ لوگ جو خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں اس کے بعد کہ اس کو جان لیا گیا۔ ان کی حجت ان کے رب کے نزدیک باطل ہے۔ اور ان پر (اس کا) غضب ہے اور ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ اللہ وہ ہے جس نے سچی کتاب اور ترازوئے عدل نازل کی۔ اور آپ کیا جانیں۔ ہو سکتا ہے کہ قیامت چلی آ رہی ہو۔ جو لوگ اس پر ایمان نہیں رکھتے اس کا تقاضا کرتے ہیں اور جو لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ برحق ہے۔ دیکھو جو لوگ قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں وہ پرلے درجہ کی گمراہی میں ہیں۔ خدا اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے جس کسی کو چاہتا ہے روزی دیتا ہے اور وہ بڑا زبردست اور غالب ہے۔

تشریح:۔ لوگو! اگر اعتقادات و اعمال کے بارے میں تمہارا کوئی اختلاف ہو جائے تو قرآن ہی کی طرف رجوع کرو جو تمہیں اس معاملہ میں اللہ کے فیصلے سے آگاہ کرے گا۔ تمہارا اعتماد تمام تر اللہ اور صرف اللہ ہی پر ہونا چاہئے کیونکہ کوئی طاقت اور کوئی ہستی ایسی نہیں جو اس کے سامنے رہین منت نہ ہو کائنات عالم کی ہر چیز اسی کی مخلوق اسی کی مرزوق

اور اسی کی مربوب ہے۔ اسی نے تم کو اس طرح دنیا پر پھیلایا۔ وہ تمہارے تمام اعمال کو دیکھتا اور تمہاری ہر بات کو سنتا ہے۔ تم اسے کائنات عالم کی کسی چیز پر قیاس نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس کی مثل کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ سنو! اگر تم بتوں کی عبادت اس لئے کرتے ہو کہ وہ تمہیں کوئی فائدہ پہنچائیں' تمہاری مشکلات کو دور کریں تمہاری روزی کی تنگی کو فراخی سے بدل دیں تو یہ ان کے بس کی بات نہیں۔ کیونکہ زمین و آسمان کے تمام خزانوں کی کنجیاں اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں وہی اپنی مخلوق کی روزی تنگ کرتا اور وہی فراخ کرتا ہے۔ فرمایا اے لوگو! ابتدائے عالم سے ہم نے تمہارے لئے جو دین مقرر کیا تھا۔ وہی اصل دین ہے حضرت نوح' حضرت ابراہیم' حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سب کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ سب اللہ ہی کی عبادت کریں۔ بتوں اور شیطانوں سے کسی حاجت روائی کے خواہاں نہ ہوں اور دین کے معاملہ میں باہمی اختلافات کو روا نہ رکھیں۔ سب ایک ہو کر رہیں اور اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوں۔ مگر انسان کی گمراہی دیکھو کہ اس نے آپس کی ضد میں پڑ کر زندگی کے مقصد ہی کو بھلا دیا۔ اور یہاں تک مخالفت کی کہ اگر ایک بندۂ خدا خدا کو پوجتا تو دوسرا محض اس کی ضد سے دوسرے کی پرستش کرنے لگ جاتا۔ لوگوں نے اوامر و نواہی کو بھلا دیا اور اپنی اپنی خواہشات اور اپنی اپنی عقلوں کا پیچھا کیا۔ بالآخر یہ قرآن نازل کیا گیا ہے کہ انسان اپنی دیرینہ گمراہی سے آگاہ ہو اور ضد و عناد کو چھوڑ کر اپنے خالق و رازق کے سامنے سجدہ ریز ہو۔ اسی کی دہلیز پر ناصیہ فرسائی کرے اسی کے سامنے دست سوال دراز کرے۔ سوائے مسلمانو! تم بھی انہیں پیغمبروں کے نقش قدم پر چلو انہی کی تعلیمات کو اپنے سینوں میں جگہ دو اور اللہ کی نازل کردہ کتابوں پر ایمان لا کر عمل کرو اگر منکران حق کا غلبہ ہو جائے اور وہ تمہاری بات نہ مانیں تو ان کو ان کے اعمال پر چھوڑ دو اور کہہ دو کہ تمہارے اعمال تمہارے ساتھ ہیں اور ہمارے اعمال ہمارے ساتھ۔ قیامت کے روز جب اللہ تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرے گا اس دن ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ ہو جائے گا۔ اور اس سے کسی کو مفر نہیں۔ کیونکہ اس دن ہر شخص کو طوعاً" و کرہاً" حاضر ہونا پڑے گا۔ باقی رہ گئے وہ لوگ جو کرتے کراتے کچھ بھی نہیں محض لفظی بحثوں میں پڑے رہتے ہیں۔ ان کی تمام دلیلیں خدا کے ہاں باطل ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا ان کو شدید عذاب میں مبتلا کرے گا اور ان پر سخت

ناراض ہو گا۔ فرمایا جو لوگ اللہ کو قادر علی الاطلاق مانتے اور روز قیامت کو تسلیم کرتے ہیں فی الحقیقت وہی اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور انہی کو اپنے انجام کا خیال ہوتا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان اور ان کا حقیقی رازق ہے۔ اس کے سامنے کسی کی تدبیر نہیں چل سکتی۔ لہٰذا انسان کو چاہئے کہ وہ اسی کا بندہ فرمانبردار اور عبادت گزار ہو کر رہے۔

ترجمہ آیات ۲۰-۲۹:- جو آخرت کی کھیتی کا خواہاں ہو ہم اس کی کھیتی کو ترقی دیں گے۔ اور جو کوئی دنیا کی کھیتی کا طالب ہو ہم اس کو دنیا ہی میں کچھ دیدیں گے اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہو گا۔ کیا ان کے کچھ شریک ہیں کہ جنہوں نے ان کے لئے دین کا وہ طریقہ نکالا ہے کہ جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا اور اگر خدا کی طرف سے فیصلہ کن بات نہ مقرر ہو چکی ہوتی تو ان میں فیصلہ ہو چکا ہوتا اور ظالموں کے لئے فی الحقیقت بڑا دردناک عذاب ہے۔ تم ظالموں کو دیکھو گے کہ وہ اپنے افعال سے ڈر رہے ہوں گے اور وہ عذاب ان کے حق میں وقوع پذیر ہو کر رہے گا۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ بہشت کے باغوں میں ہوں گے وہ جو کچھ چاہیں گے ان کو ان کے رب کے ہاں ملے گا۔ یہی بڑا فضل ہے۔ یہی تو وہ چیز ہے جس کی خوشخبری اللہ اپنے ان بندوں کو دیتا ہے جو اس پر ایمان لائے اور نیک عمل کر گئے کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا بجز رشتہ داری کی محبت کے اور جو شخص کوئی نیک کام کرے گا تو ہم اس میں اور خوبی بڑھا دیں گے۔ بیشک اللہ بخشنے والا قدردان ہے۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے۔ سو اگر اللہ چاہے تو ان کے دل پر مہر کر دے۔ اللہ باطل کو مٹاتا اور سچ کو اپنے کلام سے استوار کرتا ہے۔ بیشک اللہ ان کے رازوں سے واقف ہے۔ اور وہ وہ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور خطائیں بخش دیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتا ہے اور ان لوگوں کی عبادت قبول کرتا ہے جو ایمان لاتے ہیں۔ اور نیک کام کرتے ہیں اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دیتا ہے۔ اور کافروں کے لئے سخت عذاب ہو گا۔ اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لئے رزق فراخ کر دے تو وہ زمین میں سرکشی کرنے لگیں مگر جتنی روزی وہ چاہتا ہے صحیح انداز سے نازل کرتا ہے۔ بیشک وہ اپنے بندوں سے واقف اور ان کو دیکھنے والا ہے۔ اور وہ ہے جو تمہارے ناامید ہو جانے کے بعد بارش

نازل کرتا ہے اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے اور وہ کارساز ستودہ صفات ہے اور اس کی نشانیوں میں سے ہیں آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنا اور جانوروں کا جو اس نے ان میں پھیلا رکھے ہیں اور وہ ان کے جمع کرنے پر قادر ہے۔

شرح:- فرمایا انسان کے لئے دو زندگیاں ہیں ایک یہی دنیاوی زندگی اور دوسری آخرت کی زندگی جو روز قیامت کے بعد شروع ہو جائے گی۔ جس طرح تم اس عارضی دنیا کے تمام آرام اور اس کی تمام زینتیں طلب کرتے ہو۔ تمہیں چاہئے کہ آنے والی اخروی زندگی کے بھی تمام آرام اور اس کی تمام نعمتیں طلب کرو۔ وہ زندگی اس کی نسبت زیادہ پائدار ہے۔ ہمارے ہاں ویسے یہ قاعدہ ہے کہ جو محض اس دنیاوی زندگی کا ساز و سامان تلاش کرتا ہے ہم اس کو اس کا ساز و سامان دیتے ہیں مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں رکھا جاتا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خائب و خاسر ہو کر رہ جاتا ہے اور آخرت کا عذاب مول لے لیتا ہے مگر جو اخروی زندگی کا ساز و سامان طلب کرے ہم اس کو اس زندگی میں نامراد نہیں رکھتے۔ باقی رہ گیا لوگوں کا رجوع غیروں کی طرف' تو یہ لوگوں کے اپنے ڈھکوسلے ہیں جن کے لئے اللہ نے کوئی دلیل و حجت نازل نہیں کی اور اللہ کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی جرم بھی نہیں کہ کوئی شخص اللہ کو جو اس کا خالق اس کا رازق اور اس کا رب ہے چھوڑ کر غیر اللہ کو جو اوروں کی طرح مخلوق خدا ہے اپنا مرجع و ماویٰ اور اپنا قبلہ حاجات بنائے۔ فرمایا اس دنیاوی زندگی کے دوران میں انسان کو کچھ پتہ نہیں چلتا۔ مگر فیصلے کے دن ہر شخص کو اپنا اپنا ظلم صاف طور پر نظر آئے گا اور ہر شخص اپنے اپنے اعمال کے ارتکاب کا خوف کھا کر نادم و شرمسار ہو گا۔ اس کے برعکس وہ لوگ جنہوں نے خدا کو مانا اس کے رسولوں کی تعظیم کی اور اللہ کی فرمانبرداری میں جان تک دیدی۔ وہ بہشت کے باغوں میں ہوں گے۔ اس قدر جلد ان کی آرزوئیں میں پوری ہوں گی کہ وہ خود حیرت و تعجب میں ہوں گے۔ فرمایا اللہ کے ان بندوں کے لئے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں۔ یہ بڑی خوشخبری ہے اور لطف یہ ہے کہ اتنی بڑی رہنمائی اور اتنی عظیم الشان خوشخبری کے بدلہ کسی سے کوئی چیز طلب نہیں کی جاتی علاوہ ازیں تمہارے ہادی کے مدنظر نہ کوئی سیاسی مفاد ہے نہ فانی غرض۔ خدا نے اس کو محض اس لئے بھیجا ہے کہ وہ اس زندگی کے ساتھ تمہیں اگلی زندگی کے لئے بھی تیار کرے اور اس میں عزت و آرام پانے

کے طریقے بتائے مگر جو لوگ ان کی بات کو تسلیم نہیں کرتے اور انہیں جھوٹا سمجھتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ باطل کو کبھی فروغ نہیں ہوا حق کبھی دبا نہیں' اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹے نبی ہیں اور ان کی تعلیمات باطل ہیں تو کبھی وہ کامیاب نہ ہوں گے اور نہ ان تعلیمات کو فروغ حاصل ہوگا۔ مگر یہ بات نہیں بہت جلد تم دیکھ لوگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی عظیم الشان کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اس کے بعد فرماتا ہے کہ اے انسان! خواہ تو نے اپنی زندگی کا زیادہ حصہ غفلت و بے خبری میں گزارا ہے۔ مگر اب جبکہ تجھے صحیح بات معلوم ہو گئی تجھے چاہیے کہ گزشتہ کے لئے معافی طلب کر کے اور آئندہ خلوص دلی سے اللہ کی راہ پر لگ جائے کیونکہ وہ توبہ کرنے والوں کو معاف کر دیا کرتا ہے اور تمہارے اعمال سے ناواقف نہیں ہے۔ فرمایا وہ خدائے سمیع و بصیر ان لوگوں کی آواز سنتا اور ان کی دعائیں قبول کرتا ہے جو اس پر ایمان لائے اور دنیا میں رہ کر نیک عمل کرتے ہیں۔ فرمایا ہم نے دنیا میں کسی کو زیادہ رزق دیا ہے اور کسی کو کم اس کی وجہ یہ ہے کہ رزق کی زیادتی انسان کو سرکش اور متکبر بنا دیتی ہے۔ اس میں حرص و آز کا مادہ زیادہ ہو جاتا ہے اسے حلال و حرام کی تمیز نہیں رہتی۔ وہ ہر کسی کو اپنے مظالم کا تختہ مشق بنانا شروع کر دیتا ہے۔ پس اگر ہم تمام لوگوں کو یکساں بکثرت رزق دیتے تو دنیا میں فتور برپا ہو جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر شخص کے لئے الگ الگ اندازہ مقرر کیا گیا ہے۔ فرمایا! اگر کوئی تنگدست اور مفلس و قلاش ہو تو چاہیے کہ وہ بھی ہماری رحمت سے مایوس نہ ہو۔ کیونکہ جس طرح انسان کے مایوس ہونے کے بعد ہم آسمانوں سے مینہ برسا کر اس کو خوش و خرم کر دیتے ہیں اسی طرح اگر کسی وقت وہ مفلس و آفات زدہ بھی ہو تو اسے مایوس نہ ہونا چاہیے۔ نیک عمل کرتا جائے اور ہماری رحمت کا طلبگار رہے۔ ایک دن آئے گا کہ ہم اس پر اپنی رحمت کی بارش آسمانوں سے نازل کر دیں گے۔

ترجمہ آیات ۳۰-۴۳:- اور تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے اور وہ اکثر (برائیاں) معاف کر دیتا ہے۔ اور تم زمین میں اس کو ہرا نہیں سکتے اور اللہ کے سوا اور نہ کوئی کارساز ہے نہ مددگار اور منجملہ اس کے نشانات میں سے سمندروں میں چلنے والے جہاز پہاڑوں کی مانند ہیں اگر وہ چاہے تو ہوا کو تھام لے۔ پھر اس کی سطح پر وہ رہیں۔ ان باتوں میں واقعی صبر و شکر کرنے والے انسانوں کے لئے کئی

نشان ہیں۔ یا (اگر چاہے تو) ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو ہلاک کردے اور وہ اکثر باتوں سے در گزر کرتا ہے۔ اور ان لوگوں کو جو ہمارے نشانات و احکام کے بارے میں جھگڑتے ہیں معلوم ہو جائے کہ ان کے لئے بچاؤ کی کوئی جگہ نہیں۔ سو جو کچھ تم کو دیا گیا ہے وہ دنیوی زندگی کا مال و اسباب ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ (اس سے) بہت بہتر اور زیادہ دیر تک رہنے والا ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو بڑے بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے اجتناب کرتے ہیں اور جب غصہ میں آجائیں تو معاف کردیتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو اپنے رب کا حکم مانتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور اپنے معاملات باہمی مشورہ سے طے کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے لئے کہ جب ان پر ظلم ہوتا ہے تو وہ بدلہ لیتے ہیں۔ اور برائی کا بدلہ ویسے ہی برائی ہے پھر جو کوئی معاف کردے اور اصلاح کرلے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے بلاشبہ وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا اور جو مظلومیت کے بعد بدلہ لے لے تو ان لوگوں پر کوئی الزام نہیں۔ الزام تو ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق فساد پھیلاتے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ اور جس نے برداشت سے کام لیا اور معاف کردیا تو بلاشک (اس کا یہ فعل) ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع کے اخیر میں فرمایا تھا کہ اللہ ولی الحمید ہے یعنی خیر محض ہے۔ اس پر شبہ گزر سکتا تھا کہ اگر وہ ایسا ہے تو بندوں کو دنیا میں مبتلائے مصائب کیوں کرتا ہے۔ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ یہ جو کچھ تکلیفیں تم کو پہنچتی ہیں وہ تمہارے اعمال بد کا ثمرہ ہیں۔ اور وہ بھی کسی قدر ورنہ بہت سی خطائیں تو وہ معاف کردیتا ہے نیکوں پر دنیا میں جو مصائب آتے ہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ وہ محض ان کی آزمائش یا رفع درجات کے لئے ہوتے ہیں دنیا کی بھٹی میں ان کے جوہر ایمانی کو چمکانے کے لئے یہ آنچیں دی جاتی ہیں ہاں عوام الناس کے اعمال بد مصائب بن کر اس کے متنبہ کرنے کو ان پر گرتے ہیں اور مصائب کے تازیانوں سے ادب و اصلاح کا سبق پڑھایا جاتا ہے۔ اس کے بعد ان سرکشوں کو جو تازیانہ الٰہی سے محفوظ رہنا اپنے زور و شوکت اور حشمت و مال و جاہ کی وجہ سے خیال کرتے ہیں متنبہ کرتا ہے کہ زمین پر تم ہم کو ہرا نہ سکو گے اور نہ ہمارے قابو سے

باہر ہو سکو گے اس کے بعد اپنی قدرت کاملہ کا نقشہ کھینچتا ہے جس کو لوگ روز مرہ دیکھتے اور جانتے بوجھتے ہیں۔ فرمایا اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے جہاز ہیں جو سمندروں میں پہاڑوں کی طرح بلند کھڑے ہیں اور پانی پر اجسام ثقیلہ اس طرح چلتے پھرتے ہیں جس طرح مویشی زمین پر دوڑتے ہیں۔ اس کے بعد فرماتا ہے کہ ہماری آیتوں سے جھگڑنے والے اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ ان کو خدا کے عذاب سے پناہ دینے والا کوئی نہیں۔ مگر پھر بھی وہ اپنی بدکرداری سے باز نہیں آتے۔ اس کے بعد دنیا کی کچھ کیفیت بیان فرمائی ہے جس کے غرور میں انسان خدا سے سرکشی کرتا ہے۔ اگر وہ تلف ہو جائے یا باوجود سعی و کوشش کے ہاتھ نہ لگے تو خدا پر کیسی کیسی بدگمانیاں کرتا ہے۔ فرمایا دنیا کی جو نعمتیں تم کو دی گئی ہیں وہ دراصل بے حقیقت چیزیں اور چند روزہ زندگی کے برتنے کا سامان ہیں۔ مگر اللہ کے ہاں طاعت کا جو ثواب ہے وہ جنت ہے اور وہاں کی نعمتیں اور لذتیں ابدی ہیں۔ اور دنیا کے اسباب سے جو راحت بھی ملتی ہے وہ صرف چند روزہ ہے۔ فرمایا یہ جنت اور اس کی ابدی نعمتیں محض ان ایمان والے لوگوں کے لئے مخصوص ہیں۔ جو اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ کبیرہ گناہوں سے بچتے ہیں اور صرف اسی بات پر عمل پیرا ہوتے ہیں جو ان کے رب کی طرف سے آئی ہو۔ نماز قائم کرتے اور اپنی دنیاوی امور کو مشورہ سے طے کرتے ہیں۔ کیونکہ مشورہ میں دینی اور دنیاوی برکتیں رکھی ہوئی ہیں۔ خیرات کرتے ہیں اور اگر کوئی شخص ان کو بلا قصور تکلیف پہنچائے تو غیرت و حمیت دین کا مظاہرہ کر کے اس سے بدلہ بھی لے لیتے ہیں مگر ان کے بدلہ کی یہ شان ہوتی ہے کہ جتنی برائی کوئی کرے اسی کی وہ سزا دیتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ظلم و تعدی سے کئی گنا اس کو نقصان پہنچائیں۔ یہاں برائی کی سزا کو محض اس لئے سزا کہا گیا ہے کہ ظالم کے حق میں تو یہ برائی ہے اس کے بعد بدلہ لینے کے معاملہ کو خوب تشریح سے واضح کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر کوئی درگذر کرنا چاہے یا فریقین میں صلح کرا دے تو اس کا اجر اللہ دے گا۔ فرمایا ظالم کو ظلم کی سزا دینا ظلم نہیں۔ ظلم یہ ہے کہ ناحق کوئی فتنہ و فساد برپا کرے۔ کسی کے حقوق تلف کر دے چوری ڈکیتی کا مرتکب ہو۔ اور علیٰ ہذا القیاس اسی قسم کی دیگر ناانصافیوں کا ارتکاب کرے۔

ترجمہ آیات ۴۴-۵۳:۔ اور جس کسی کو اللہ گمراہ کر دے پھر اس کے بعد اس کا کوئی چارہ ساز نہیں اور جب ظالم لوگ عذاب کو دیکھ لیں گے تو تم ان کو دیکھو گے کہ

کہتے ہوں گے کہ کیا واپس جانے کی بھی کوئی صورت ہے۔ اور تم ان کو دیکھو گے کہ وہ (آگ کے) سامنے لائے جائیں گے۔ ذلت سے جھکے ہوئے کن آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں گے۔ اور ایمان والے کہیں گے خسارہ پانے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آج قیامت کے دن خسارہ میں رکھا دیکھو ظالم ہمیشہ کے عذاب میں رہیں گے۔ اور ان کا اللہ کے سوا کوئی بھی مددگار نہ ہو گا کہ ان کی مدد کرے۔ اور جس کو اللہ گمراہ کرے اس کے لئے کوئی رستہ ہی نہیں۔ اس دن کے آنے سے پہلے جو قطعاً ٹل نہیں سکتا۔ اللہ کا حکم یاد رکھو کہ اس دن نہ تمہارے لئے کوئی بچاؤ کی جگہ ہوگی اور نہ تم انکار کر سکو گے۔ سو اگر وہ نہ مانیں تو ہم نے آپ کو ان کا نگران بنا کر نہیں بھیجا۔ آپ کا فرض تو صرف پہنچا دینا ہے۔ اور جب ہم آدمی پر مہربان ہوتے ہیں تو وہ خوش ہو جاتا ہے اور اگر اس پر اپنے اعمال کی وجہ سے مصیبت آتی ہے تو وہی آدمی ناشکرگزار ہو جاتا ہے۔ اللہ ہی کے لئے ہے آسمانوں کی بادشاہت اور زمین کی۔ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکے بخشتا ہے۔ یا ان کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ بیشک وہ خبردار قدرت والا ہے اور کسی آدمی کے لئے زیبا نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر یا تو وحی کے ذریعے یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو بھیج دے اس کے حکم سے جو کچھ چاہے اسے پہنچا دے۔ بلاشبہ وہ سب سے عالیشان اور حکمت والا ہے۔ اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا جو ہمارا حکم لے کر آیا۔ آپ کو معلوم تھا کہ کتاب کیا چیز ہے اور ایمان کیا شے ہے لیکن ہم نے اسے نور قرار دیا اس کے ذریعے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں سیدھی راہ دکھاتے ہیں اور بیشک آپ صحیح رستے کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ اس اللہ کی طرف جو تمام کائنات کا مالک ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے دیکھو! تمام امور اللہ ہی کی طرف لوٹیں گے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک اور مومن بندوں کے اوصاف و خواص بیان فرمائے تھے۔ اس رکوع میں نافرمانوں، گمراہوں، بدکاروں کی اس قابل رحم حالت کا نقشہ کھینچ کر دکھایا گیا ہے جو اگلی دنیا میں ان کو پیش آنے والی ہے۔ فرمایا! جو کوئی گمراہ ہو جائے اور پھر سیدھی راہ پر آنے کی کوشش نہ کرے اور خدا بھی اس کو اسی راہ پر

چلنے دے۔ اس بدنصیب کا کوئی ہمدرد اور کوئی دوست نہیں ہو سکتا۔ ایسے لوگ جب عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو اپنی غلطی پر نالاں ہوں گی اور چاہیں گے کہ جس طرح ہو سکے وہ دنیا میں واپس چلے جائیں اور نیک اعمال کر کے آئیں۔ وہ اتنے شرمسار اور پشیمان ہوں گے کہ آنکھیں نیچی کر کے چلیں گے اور جب ایمان والوں کی ان پر نگاہ پڑ جائے گی تو وہ ان کی طرف اشارہ کر کے کہیں گے کہ یہ ہیں وہ کم بخت جنھوں نے اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو خسارہ میں ڈالا اور آج دائمی عذاب میں پڑنے کے لئے جا رہے ہیں۔ آج ان کا کوئی ایسا دوست نہیں۔ جو ان کو اس مصیبت عظمٰی سے بچا سکے۔ حالانکہ دنیا میں ان کو گمان تھا کہ فلاں بت جس کی ہم پوجا کرتے ہیں فلاں دیوتا جس کی ہم منت مانتے ہیں۔ فلاں گورو جس کے ہم چیلے ہیں۔ اس آڑے وقت میں ہمارے کام آئے گا اور سفارش یا مداخلت سے ہمیں خدا کے پنجہ عذاب سے نجات دلائے گا ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! آپ عام اعلان کر دیجئے کہ جو چاہیں اس روز کی آمد سے پہلے پہلے جو کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتا۔ خدا کی بات سن لے۔ اس کے احکام پر عمل پیرا ہو جائے کیونکہ وہ ایسا کڑا دن ہو گا کہ نہ اس دن کوئی پناہ کی جگہ ہو گی نہ بھاگ کر انسان اپنے آپ کو بچا سکے گا۔ مگر جو لوگ اس اعلان کے باوجود بھی خواب غفلت میں پڑے رہیں۔ ان کو چھوڑ دو تم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ اب لوگوں کا کام ہے کہ وہ اپنا نفع نقصان سوچیں۔ انسان کی تو یہ حالت ہے کہ جب اسے دولت مل جاتی ہے اور من مانی آرزوئیں پوری ہو جاتی ہیں تو وہ اتنا خوش ہو جاتا ہے کہ خدا کو بھی بھلا دیتا ہے۔ مگر جب اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے اس پر کوئی بلائے آسمانی نازل ہوتی ہے تو دل چھوڑ کر بیٹھ جاتا اور بالکل مایوس ہو جاتا ہے۔ فرمایا ایسے کم ہمت لوگوں کا کام نہیں کہ وہ انعامات الٰہیہ کے مستحق ہوں۔ یہاں تو بڑے حوصلہ والوں کا کام ہے۔ فرمایا! یہ بت پرست اور یہ مشرک لوگ اپنی حاجات بتوں اور اپنے خیالی معبودوں کے پاس جا کر تلاش کرتے ہیں۔ زمین و آسمان کا بادشاہ۔ ان کا خالق اور ان میں بسنے والی کائنات کا رازق تو ہے خدا پھر یہ جو غیر اللہ کے سامنے جا کر دست سوال دراز کرتے ہیں تو کیوں؟ اگر ان کے پاس کچھ ہے تو وہ بھی خدا ہی کا دیا ہوا ہے اور اتنا کہاں کہ وہ دوسروں کو کچھ دے سکیں وہ بھی اللہ کے اسی طرح محتاج ہیں جس طرح یہ پھر ان میں اور ان میں کیا فرق؟ اگر نہیں تو ان کو سوچنا چاہئے کہ قادر مطلق ہی سب کا

حقیقی مالک اور سب کا رازق ہے۔ وہی ہے جو کسی کو بیٹیاں دیدیتا ہے اور کسی کو بیٹے کیونکہ وہی اپنے بندوں کی مصلحت سے واقف ہے اور وہی قادر ہے۔ اسی طرح نبوت کا مسئلہ ہے اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ فلاں کو نبی کیوں قرار دیا گیا ہے تو یہ اس کی حماقت ہوگی کیونکہ خدا خوب جانتا ہے کہ کون نبوت کے اہم فرائض کو نباہ سکتا ہے۔ فرماتا ہے اے پیغمبر! آپ کو قبل از بعثت نہ پڑھنا آتا تھا نہ ایمان کی تفصیلی واقفیت تھی۔ مگر اب جبکہ ہم نے آپ کو ان ہر دو باتوں سے واقف کر دیا ہے تو آپ دنیا کے لئے ایک مشعل کی مانند ہیں جو اندھیری رات میں مسافر کو راہ دکھاتی ہے سو آپ اس نور نبوت کے ذریعے لوگوں کو اس اللہ کی راہ دکھا دیجئے جو زمین و آسمان اور ان تمام چیزوں کا مالک ہے۔ جو اس کے مابین ہیں۔

(۶۳) سورۃ الزخرف (۴۳)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی جبکہ سورت ۵۴ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ اس میں انانویں آیات مبارکہ اور سات رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۲-۱۵:- کتاب روشن کی قسم۔ ہم نے اس کو عربی زبان کا قرآن بنایا ہے تاکہ تم سمجھ لو۔ اور یہ کتاب ہمارے ہاں لوح محفوظ میں البتہ بڑی بلند مرتبہ اور حکمت والی ہے۔ کیا محض اس بنا پر ہم اس نصیحت بھری کتاب کو تم سے بیان کرنا روک دیں کہ تم حد اطاعت سے گزرنے والے ہو اور پہلے لوگوں میں بھی ہم نے بہت سے نبی بھیجے ہیں۔ اور ان کے پاس کوئی نبی نہیں آیا۔ جس سے انہوں نے ٹھٹھا نہیں کیا۔ سو ہم نے ان میں سے ان کو جو بڑے زور آور تھے ہلاک کر دیا اور (یہی) پہلوں کی کیفیت چلی آتی ہے اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ ضرور کہیں گے کہ ان کو خدائے عزیز و علیم نے پیدا کیا ہے۔ وہ خدا جس نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا بنایا اور اس میں تمہارے لئے رستے بنائے تاکہ اپنی منزل تک پہنچ سکو اور وہ خدا جس نے آسمانوں سے ایک اندازے کے ساتھ پانی اتارا۔ سو اس سے ہم نے خشک زمین کو زندہ

کیا۔ اسی طرح سے تم کو (دوبارہ) قبروں سے نکال کھڑا کیا جائے گا۔ اور وہ خدا جس نے ہر قسم کی چیزیں بنائیں اور تمہارے لئے وہ کشتیاں اور چارپائے بنائے کہ جن پر تم سوار ہوتے ہو تاکہ تم ان کی پیٹھ پر سواری کرو۔ پھر جبکہ ان پر اچھی طرح سے بیٹھ جاؤ۔ تو اپنے رب کی مہربانی کو یاد کرو اور کہو اس کی ذات پاک ہے۔ جس نے اس کو ہمارے قابو میں کر دیا۔ اگرچہ ہم اس کو اپنے قابو میں نہیں لا سکتے تھے اور ہم کو اپنے رب کے پاس لوٹ کر جانا ہے اور لوگوں نے اس کے بندوں کو اس کی اولاد بنا دیا بلاشبہ انسان صریح طور پر ناشکر گزار ہے۔

شرح:- یہ سورت بھی مکی سورتوں کی طرح توحید' نبوت اور عقائد کی دوسری تفصیلات پر مشتمل ہے۔ عرب میں گو بڑی بڑی اخلاقی اور معاشرتی قباحتیں تھیں مگر وہ قسم کھا کر جھوٹ بولنے کو ناقابل برداشت جرم خیال کرتے تھے۔ علاوہ ازیں ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ جھوٹی قسم کھانے والا کبھی فلاح نہیں پاتا۔ قسم کھاتے تو کسی ایسی چیز کی جو ان کی نگاہ میں بڑی مہتم بالشان ہوتی لہٰذا ضروری تھا کہ ان سے کلام کرنے کے لئے انہی کی زبان اور انہی کے طریقے پر بات کی جاتی یہی وجہ ہے کہ مکی سورتوں میں حاضرین کی توجہ اپنی طرف پھیرنے کے لئے ایسی چیزوں کی قسم کھائی ہے جو متکلم یعنی ذات باری کے نزدیک نہایت عظیم الشان اور قسم کھانے کے قابل تھیں۔ چنانچہ اس سورت میں قرآن عزیز کی قسم کھائی ہے اور اسے "کتاب مبین" کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ یعنی قسم ہے قرآن کی جو ایک ایسی کتاب ہے جس کی ہر بات درست' روز روشن کی طرح ظاہر و باہر اور تا بہ قیامت ناقابل تردید ہے کہ ہم نے قرآن کو عربی زبان میں اس لئے نازل کیا ہے کہ تم باسانی اسے سمجھ سکو اور اس پر عمل پیرا ہو کر اپنی نجات حاصل کرنے کے علاوہ اقوام عالم کی رہنمائی بھی کر سکو۔ سنو یہ کتاب کوئی معمولی کتاب نہیں۔ ہمارے نزدیک یہ بہت بلند مرتبہ اور حکمت و دانش سے معمور ہے۔ گو تم ابھی اس پر ایمان نہیں لائے اور نہ اس کی خوبیوں کے معترف ہوئے ہو۔ مگر محض اس لئے کہ تم اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے لئے تیار نہیں' ہم اس کے نزول کو روک نہیں سکتے۔ تم نہ سہی' بیشمار لوگ ایسے ہوں گے جن کے دلوں میں قرآن کی تعلیم روح کی طرح سرایت کر جائے گی اور وہ اس کے حروف اور نقطہ نقطہ پر شیدا و دلدادہ ہوں گے۔ علاوہ ازیں اس کتاب کا نازل کرنا اور

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رسول بنا کر بھیجنا بھی کوئی نئی بات نہیں ہم اس سے پہلے بھی بنی نوع انسان کی رشد وہدایت کے لئے کئی رسول بھیج چکے ہیں اور جن قوموں نے اپنے رسولوں اور کتابوں کو نہ مانا ان کو تباہ و برباد کر کے خاک میں ملا چکے ہیں۔ پس سن رکھو کہ اگر تم نے بھی اس کتاب اور رسول کو جھٹلایا تو تمہارا انجام بھی وہی ہوگا جو ان کا ہوا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اگر کوئی بت پرستوں اور مشرکوں سے دریافت کرے کہ بھلا بتاؤ تو سہی کہ ان آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ یہی جواب دیں گے کہ یہ صنعت اور کاریگری تو اسی خدا کی ہے جو سب پر غالب اور ہر چیز سے زیادہ علیم و خبیر ہے اس نے زمین کو تمہارے پاؤں تلے بچھایا۔ اس نے آسمان سے پانی اتارا۔ اسی نے مال ڈھور اور مویشی پیدا کئے۔ اسی نے جہاز کشتیاں اور عجیب سواریاں پیدا کیں۔ کیا وہ عبادت کا مستحق نہیں؟ فرمایا جب تم ان سواریوں کو استعمال کرنے لگو تو فوراً" خدائے مطلق کو یاد کر کے پکارو کہ پاک ہے وہ ذات اقدس جس نے ان اشیاء کو ہمارے قابو میں دیا۔ حالانکہ ہم ان کو اپنے بس میں کرنے سے محض عاجز تھے۔ فرمایا لوگوں کو چاہئے تھا کہ وہ ان باتوں پر غور کرتے اور مخلصانہ اس کی عبادت بجالاتے مگر وہ اتنے ناشکر گزار اور بے سمجھ واقع ہوئے ہیں کہ اس کی مخلوق کو اس کا شریک بنانے لگتے ہیں۔

ترجمہ آیات ۱۶-۲۵:- کیا اس نے اپنی مخلوق میں سے خود تو بیٹیاں لے لیں اور تم کو بیٹوں سے نوازا؟ حالانکہ جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خوشخبری سنائی جاتی ہے جو وہ خدائے رحمان کی طرف منسوب کرتا ہے تو اس کے چہرے کا رنگ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا ہے۔ کیا وہ جو زیورات میں پلتی ہے اور مباحث میں صاف طور پر بات بھی نہیں کر سکتی (اس کے لئے ہے) اور انہوں نے فرشتوں کو وہ جو خدائے رحمان کے بندے ہیں عورتیں قرار دے رکھا ہے کیا وہ ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے ان کی گواہی لکھ لی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا اور کہتے ہیں کہ اگر خدائے رحمان چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے۔ ان کو اس کی کچھ خبر نہیں۔ یہ تو محض اٹکل دوڑاتے ہیں۔ یا کیا ہم نے ان کو اس سے قبل کوئی ایسی کتاب دے رکھی ہے جس پر وہ مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں۔ بلکہ وہ تو کہتے ہیں ہم نے اپنے باپ دادا کو (اسی) ایک طریقہ پر پایا اور ہم انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کسی گاؤں میں کوئی

ڈرانے والا نہیں بھیجا۔ کہ جسے وہاں کے امراء نے یہ نہ کہا ہو کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ہی اسی ایک طریقہ پر پایا تھا اور ہم تو انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ ان کے پیغمبر نے کہا۔ تو کیا اگرچہ میں زیادہ سوجھ کی راہ تمہیں بتاؤں؟ (تب بھی) انہوں نے کہا کہ جو دین تم لائے ہو ہم اسے نہیں جانتے۔ سو ہم نے ان کو سزا دی سو دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔

شرح:۔ عرب یہ عقیدہ رکھتے کہ اللہ صاحب اولاد ہے اور فرشتے اس کی بیٹیاں ہیں اس عقیدہ کی یہاں تردید کی گئی ہے۔ فرمایا یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ تم اللہ کے لئے اولاد ثابت کرتے ہو۔ اور اولاد بھی مونث حالانکہ اگر تم کو یہ خبر ہو کہ تمہارے ہاں لڑکی ہوئی ہے تو تمہارا رنگ سیاہ پڑ جاتا ہے اور تم منہ چھپائے پھرتے ہو۔ گویا لڑکی کا ہونا تمہارے لئے بدقسمتی اور نحوست کا نشان ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ نعوذ باللہ خدا تم سے بھی گیا گزرا ہے کہ اس کے ہاں اولاد ذکور ہوتی ہی نہیں۔ فرمایا' عورت جو پردہ نشین رہ کر اور ہاتھوں میں چوڑیاں پہن کر نشو ونما پاتی ہے وہ تو اللہ کے لئے مگر تمہارے لئے وہ بیٹے ہوں جن کی بہادری سے ایک دنیا لرز جائے اور جن کی عقل و دانش کی پرواز آسمان کی خبریں لائے۔ افسوس! کتنا برا نظریہ ہے جو تم نے قائم کر رکھا ہے۔ فرمایا یہ باتیں ہمارے نزدیک گستاخی پر محمول کی جاتی ہیں اور ان کا ریکارڈ ہمارے ہاں موجود ہے اور رہے گا۔ اور ایک دن ان کو ہمارے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ عرب ملائکہ کو بھی اپنا معبود خیال کرتے تھے اور عورتوں کے بت تراش تراش کر انہوں نے ملائکہ یا بالفاظ دیگر خدا کی بیٹیاں مشہور کر رکھا تھا۔ وہ ان کی پوجا کرتے اور ان سے مشکل کشائی کے طالب ہوتے۔ فرماتا ہے کہ یہ ملائکہ کرام ہماری بیٹیاں نہیں ہیں بلکہ ہماری فرمانبردار مخلوق ہے اور تم جو کہتے ہو کہ وہ مونث ہیں تو اس کی تمہارے پاس کیا سند ہے۔ اگر کوئی ہو تو لاؤ اور پھر ان کی عبادت کیا معنی؟ اس کے جواب میں عرب کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ کو منظور نہ ہوتا تو ہم بت پرستی کے مرتکب نہ ہوتے تم ہم کو بتاتے ہو کہ جو کچھ کرتا ہے اللہ کرتا ہے تو کیا اگر بت پرستی برا کام ہے تو اللہ ہم کو روک نہیں سکتا؟ اور جو روکا نہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا کو ہمارا ایسا کرنا نامنظور نہیں علاوہ ازیں ہم نے اپنے بڑوں کو بھی اس طریقے پر چلتے دیکھا ہے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ ہمارے بڑے گمراہ اور مشرک ہوں ارشاد ہوتا ہے کہ

جب کبھی دنیا میں کوئی رسول آیا ہے جس نے لوگوں کو دوزخ کے عذاب سے ڈرایا۔ لوگوں نے اور بالخصوص اس وقت کے امراء اور دولتمندوں نے رسول کی مخالفت کی سو یہی حال ان لوگوں کا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ مانا کہ تمہارے باپ دادا بت پرست تھے اور تم انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہو۔ مگر ان کے طریقے سے بہتر طریقے اور ان کے اعتقادات سے بہتر عقائد تم کو میسر آئیں تو تم کو چاہئے کہ ان کو فوراً قبول کرو۔

ترجمہ آیات ۲۶-۳۵:- اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ جن کو تم پوجتے ہو میں ان سے بیزار ہوں۔ بجز اس کے جس نے مجھ کو پیدا کیا وہی مجھے سیدھی راہ دکھائے گا اور وہ اسی حقیقت کو پیچھے چھوڑ گئے تاکہ وہ رجوع ہوں بلکہ میں نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو بہرہ مندی کا موقع دیا۔ یہاں تک کہ ان کے پاس دین حق اور رسول صادق آیا۔ اور جب ان کے پاس دین حق آگیا تو انہوں نے کہا یہ تو جادو ہے اور اسے ہم نہیں مانتے اور کہنے لگے کہ کیوں یہ قرآن ان دونوں بستیوں کے بڑے آدمی پر نازل نہیں ہوا۔ کیا وہ آپ کے رب کی رحمت کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے ان کی روزی دنیا میں ان کے درمیان تقسیم کر رکھی ہے اور بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت دے رکھی ہے تاکہ ایک دوسرے سے کام لیتا رہے۔ آپ کے رب کی رحمت دنیا کے اس مال سے کہیں بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک ہی طریقے کے ہو جائیں گے۔ تو ہم ان کے گھروں کی چھتیں جنہوں نے خدائے رحمٰن کو نہیں مانا اور سیڑھیاں جن پر وہ چڑھتے ہیں۔ چاندی کی بنا دیتے اور ان کے گھروں کے دروازے اور وہ تخت جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں اور (علاوہ ازیں دیگر) سامان آرائش (دیتے) اور سب کچھ جو ہے تو دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور آخرت آپ کے رب کے نزدیک پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

شرح:- اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے برملا کہہ دیا تھا کہ میں تمہارے بتوں سے جن کی تم پوجا کرتے ہو سخت بیزار ہوں۔ ان میں میرے لئے کوئی کشش نہیں۔ میں تو اسی خدائے یگانہ کی عبادت کروں گا جس نے مجھے پیدا کیا۔ اور توحید کی سیدھی راہ دکھائی۔ فرمایا کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کے بعد رہتی دنیا تک اس کے الفاظ کو باقی رکھنے کا ذمہ لیا ہے تاکہ بت پرستوں کو ہدایت ہوتی رہے

اس کے بعد اہل مکہ کے ایک اعتراض کا جواب دیا ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر خدا کو منظور تھا کہ وہ کسی کو نبی قرار دیتا تو چاہئے تھا کہ عرب کے دو بڑے شہروں طائف اور مکہ کے دو بڑے سرداروں ولید بن مغیرہ اور عروۃ بن مسعود ثقفی میں سے کسی کو یہ منصب عطا کرتا۔ فرمایا اللہ اپنی رحمت کو خود ہی تقسیم کرتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور جس کو نہیں چاہتا نہیں دیتا۔ کھانے پینے کا سامان تو اللہ نے تمام مخلوق پر تقسیم کر دیا ہے۔ مگر آخرت کے درجے خاص خاص لوگوں کے لئے مخصوص ہیں فرمایا کہ مال و جاہ کی وجہ سے حاصل کردہ عزت کو نیکی اور سعادت ازلی کی عزت سے بڑھ کر جاننا نادانی ہے۔ کیونکہ مال و جاہ لذات دنیاوی کے حاصل کرنے کے کام آتے ہیں۔ جو محض فانی ہے اور یہ سعادت ازلی لازوال دولت ہے جو باقی رہنے والی ہے پس جس کسی کو یہ دولت مل جائے وہی بڑا ہے اور وہی شریف اور تمہارے عقیدے کے مطابق بڑے آدمی کو نبوت ملنی چاہئے تو بڑے وہ شخص نہیں جن کے پاس دنیاوی مال و دولت ہے۔ بڑا وہ ہے جس کے حصے میں سعادت ازلی آئی ہے۔ پس ولید بن مغیرہ اور عروہ بن مسعود ثقفی جو دولت مند ہونے کے لحاظ سے بڑے خیال کئے جاتے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ابدی سعادت کے سامنے قلاش و مفلس کی حیثیت رکھتے ہیں۔ فرمایا دنیا کی دولت ہمارے سامنے یہ وقعت رکھتی ہے کہ اگر اس کا تجمل دیکھ کر سب لوگ یا اکثریت کفر کی طرف راغب نہ ہو جاتی تو ہم کافروں کو جو خدائے رحمان کے منکر ہیں۔ اس جہان کے بدلے دنیا میں اس قدر دیتے کہ ان کے گھروں کی چھتیں اور ان کی سیڑھیاں چاندی کی ہوتیں اور ان کے گھروں کے دروازے اور تکیہ لگا کر بیٹھنے کے تخت بھی چاندی ہی کے ہوتے۔

ترجمہ آیات ۳۶-۴۵:- اور جو خدائے رحمٰن کے ذکر سے غفلت اختیار کرے تو ہم اس کے لئے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں سو وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے اور وہ ان کو (اللہ کی) راہ سے روکتے رہتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ سیدھی راہ پر ہیں یہاں تک کہ آدمی جب ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا کہ اے کاش! میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب کا فاصلہ ہوتا سو وہ بہت ہی برا ساتھی ہے اور اس دن جبکہ تم مجرم قرار دیئے جا چکو گے اس بات سے تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ تم عذاب (جھیلنے) میں ایک دوسرے کے شریک ہو۔ سو کیا آپ بہروں کو سنا سکیں گے "یا اندھوں کو اور ان لوگوں کو

جو کھلی گمراہی میں ہیں راہ پائیں گے۔ پھر اگر ہم آپ کو دنیا سے اٹھالیں تو بھی ہم ان سے ضرور بدلہ لیں گے۔ یا ہم آپ کو وہ (عذاب) دکھادیں جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے ہم ان پر ہر طرح سے قادر ہیں۔ سو آپ کی طرف جو کچھ وحی کیا گیا ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہئے یقین رکھئے کہ آپ سیدھی راہ پر ہیں اور (یہ قرآن) آپ کے لئے اور آپ کی قوم کے لئے یقیناً" ایک نصیحت نامہ ہے اور عنقریب آپ سے پوچھا جائے گا۔ اور ان رسولوں سے پوچھ لیجئے جن کو آپ سے پہلے ہم نے بھیجا تھا کیا اللہ کے سوا ہم نے کوئی اور بھی معبود بنائے تھے جن کی عبادت و پرستش کی جاتی تھی۔

شرح:۔ لیکن جب دنیا کی شہوات و لذات انسان کو خدا کی یاد سے غافل کر دیتی ہے تو اس کے لئے ایک شیطان قائم ہو جاتا ہے جو ہر وقت اس کا ساتھی رہتا ہے اور اسے سیدھی راہ چلنے نہیں دیتا مگر لطف یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو راہ راست پر جانتا ہے۔

انسان جب یاد الٰہی میں مصروف رہتا ہے تو روح کا جو ہر نورانی اس مبداء فیاض اور نور مطلق کی تجلی سے منور رہتا ہے۔ تو اس کو نیک و بد کی تمیز پوری طرح رہتی ہے اور وہ خدا کی راہ پر چلتا ہے اس کے تمام کاروبار فطرت کے موافق سرزد ہوتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام اولیائے کرام اور اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے چونکہ ہر وقت یاد الٰہی میں رہتے ہیں۔ اس لئے شیطان سے محفوظ رہتے ہیں۔ گزشتہ آیت کو سن کر بعض کٹر اور متشدد مخالفوں نے کہہ دیا کہ جب ہم اندھے اور بہرے ہیں اور ہمیں کسی طرح بھی ہدایت نہیں ہوتی تو پھر خدا کیوں ہم پر کوئی عذاب نازل نہیں کرتا اور اگر عذاب نازل کرنا مقصود نہیں تو پھر بار بار ڈرانے سے کیا فائدہ! اس کے جواب میں فرمایا ہے کہ عذاب کے لئے جلدی کرنا کوئی دانشمندی کی بات نہیں اور یہ ضروری نہیں کہ آج ہی عذاب نازل کیا جائے۔ ہم جب بھی چاہیں ایسا کر سکتے ہیں۔ خواہ پیغمبر کے حین حیات میں ہو یا ان کے وصال کے بعد۔ اس لئے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو حکم دیا کہ جہلاء اور مخالفین کی ایسی باتوں کی آپ کوئی پرواہ نہ کریں اور جو کچھ حکم دیا گیا ہے بزور اس کی تبلیغ کرتے جائیں۔ اور اس بات کا حتمی یقین رکھیں کہ آپ جس راہ پر چل رہے ہیں وہی صراط مستقیم ہے اور یہ قرآن آپ کی قوم کے لئے سر تا سر نصیحت ہے۔ چاہئے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ کیونکہ ایک دن ان سے پوچھا جائے گا کہ انہوں نے کیوں اس سے فائدہ نہ اٹھایا۔

ترجمہ آیات ۴۶-۵۶:- اور پھر ہم نے موسیٰ کو اپنے نشانات کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا۔ سو اس نے کہا کہ میں پروردگار عالم کا ایک رسول برحق ہوں۔ سو جب اس نے ہمارے نشانات دکھائے تو وہ ان پر فوراً ہنسنے لگے اور ہم ان کو جو نشان بھی دکھاتے تھے وہ دوسرے سے بڑھ کر ہوتا تھا اور ہم نے ان کو سختیوں میں ڈالا تاکہ وہ باز آجائیں۔ انہوں نے کہا کہ اے جادوگر! اپنے رب سے دعا مانگ جیسا کہ اس نے تجھے سکھایا ہے۔ ہم ضرور راہ راست پر آجائیں گے۔ مگر جب ہم نے اس سختی کو ان سے دور کر دیا تو انہوں نے فوراً بد عہدی کی اور فرعون نے اپنی قوم میں پکار کر کہا اے میری قوم! کیا میں مصر کا بادشاہ نہیں ہوں اور کیا یہ نہریں میرے (پاؤں) تلے نہیں بہتیں؟ پھر کیا تم نہیں دیکھتے کیا میں اس سے بہتر نہیں ہوں جو ذلیل ہے اور صاف بات نہیں کر سکتا۔ (اگر یہ خدا کا رسول ہے) تو کیوں (اس کے ہاتھوں میں) سونے کے کنگن نہیں یا فرشتے اس کے ساتھ پرا باندھ کر آئے ہوتے۔ اس طرح اس نے اپنی قوم کو بیوقوف بنایا۔ سو انہوں نے اس کی اطاعت کرلی۔ یقیناً وہ برے لوگ تھے۔ سو جب انہوں نے ہم کو ناراض کیا تو ہم نے ان سے بدلہ لیا اور سب کو غرقاب کر دیا۔ اس طرح ہم نے ان کو پیشوا اور آنے والوں کے لئے ایک نمونہ عبرت بنایا۔

تشریح:- اس رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان فرمایا ہے کیونکہ آپ کے بہت سے حالات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملتے جلتے ہیں مثلاً جس طرح قریش نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت سے اس واسطے انکار کر دیا تھا کہ آپ کے پاس کوئی مال و دولت اور جاہ و حشمت نہیں۔ اسی طرح فرعون نے بھی موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ تو ذلیل ہیں کیونکہ آپ کے پاس سونے کے کنگن نہیں ہیں جو کہ اس زمانہ میں تاجداری کی علامت شمار کی جاتی تھی۔ فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا کا پیغام بنی اسرائیل اور فرعون کے نام لائے تو پہلے ان کو بتایا کہ میں خدا کا ایک رسول ہوں پھر یکے بعد دیگرے اپنی رسالت اور صداقت کے کئی نشان ان کو دکھائے مگر انہوں نے ہر ایک کو ہنسی ٹھٹھے میں ڈال دیا۔ حالانکہ ان کو ایک سے بڑھ کر ایک نشان دکھایا گیا تھا اور اس کے بعد ان پر کئی آسمانی بلائیں نازل کی گئی تھیں مگر وہ راہ راست پر نہ آئے کیونکہ جب مصیبت نازل ہوتی تو وہ رجوع کر لیتے مگر جب دور ہو جاتی تو وہ پھر بد عہدی کرنے

لگتے۔ فرعون اپنی رعایا کو کہتا اے لوگو! کیا چیز ہے جو میرے پاس نہیں میں ملک مصر کا بادشاہ ہوں اور باغ بہشت کا جو نقشہ تمہیں موسیٰ علیہ السلام کھینچ کر دکھاتے ہیں۔ کیا میرے ملک میں ویسے باغ ویسی نہریں اور ویسا سامان زیبائش نہیں ہے۔ اگر تم موسیٰ کو دیکھو تو اس کے پاس ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں اور علاوہ کنگال اور قلاش ہونے کے اس کی زبان تک رواں نہیں ہے۔ اگر سونے کے کنگن آسمانوں پر سے اس پر پھینکے جائیں یا فرشتے اس کے ساتھ آکر لوگوں سے کہیں کہ یہ رسول خدا ہے تو ہم موسیٰ علیہ السلام کو رسول مان لیں۔ ورنہ نہیں مانیں گے ایسی ایسی باتیں کرکے اس نے اپنی قوم کو احمق بنایا اور وہ احمق بن بھی گئی۔ کیونکہ وہ تھے ہی بدکار ان کو ہم نے یہ سزا دی کہ سمندر میں غرق کر دیا۔ اور آنے والے لوگوں کے لئے ان کو پیشوا اور مثال عبرت بنا دیا۔ سو اگر تم بھی فرعونیوں کے نقش قدم ہی پر چلو گے۔ تو ویسا ہی سلوک تم سے بھی کیا جائے گا۔

ترجمہ آیات ۵۷-۶۷:- اور جب ابن مریم کی مثال بیان کی گئی تو آپ کی قوم (مارے خوشی کے) چلانے اور کہنے لگے کہ کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا عیسیٰ (علیہ السلام)۔ یہ باتیں آپ سے محض جھگڑا پیدا کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔ وہ تو ہمارا ایک بندہ ہے جس پر ہم نے مہربانی کی اور اس کو بنی اسرائیل کے لئے ایک نمونہ قرار دیا۔ اگر ہم چاہتے تو تم میں سے فرشتے بنا دیتے جو زمین میں تمہاری جگہ رہتے۔ اور البتہ وہ قیامت کی ایک نشانی ہے سو اس نشانی میں شک نہ کرو اور میری پیروی کرو (کیونکہ) یہی سیدھی راہ ہے اور تم کو شیطان نہ روکنے پائے یقین جانو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور جب عیسیٰ (علیہ السلام) نے نشانات دکھلائے تو اس نے کہا کہ میں تمہارے پاس سراپا دانائی لایا ہوں اور اس لئے بھی آیا ہوں کہ بعض ان باتوں کی وضاحت کروں جن میں تم جھگڑتے ہو۔ سو اللہ ہی سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ یقین جانو کہ اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے۔ سو تم سب اسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھی راہ ہے۔ سو مختلف جماعتوں نے باہم اختلاف پیدا کر لیا۔ سو ان لوگوں کے لئے جو ظالم ہیں اس روز بڑی خرابی ہوگی۔ جو دردناک سزا کا دن ہے کیا وہ قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ ان پر اچانک آجائے اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔ اس دن دوست آپس میں دشمن بن جائیں گے۔ بجز پرہیزگاروں کے۔

شرح:- حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ سننے کے بعد بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ

حاصل ہوگا وہ وہاں میسر آئے گا اور تم وہاں ہمیشہ رہو گے اور یہ ہے وہ بہشت جس کا تم کو تمہارے اعمال کی وجہ سے وارث قرار دیا گیا ہے تمہارے لئے وہاں بہت سے میوے ہوں گے جن سے تم کھاؤ گے۔ گنہگار لوگ واقعی جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان کی سزا میں کچھ تخفیف نہ ہوگی اور وہ اس میں نامراد رہیں گے۔ اور ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا لیکن یہ خود ہی ظالم تھے۔ اور پکاریں گے اے مالک! کہیں تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کردے (تو بہتر ہو) وہ کہے گا کہ (نہیں) تم کو یہیں رہنا ہے۔ ہم نے تو تمہارے پاس واقعی حق بات پہنچائی مگر تم میں سے اکثر حق کو پسند نہیں کیا کرتے تھے کیا انہوں نے ایک بات ٹھہرائی ہے تو ہم بھی کچھ ٹھہرائیں گے۔ کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کی بھید اور ان کی سرگوشیوں کو نہیں سنتے کیوں نہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس لکھتے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ اگر خدائے رحمٰن کی اولاد ہو تو میں سب سے پہلے (اس کی) پرستش کروں گا (مگر) وہ جو آسمانوں کا اور زمین کا رب ہے اور عرش کا مالک ہے پاک ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں سو ان کو چھوڑ دے کہ وہ جھگتیں کریں اور کھیلیں کودیں یہاں تک کہ وہ دن آجائے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور وہی ہے آسمان میں معبود اور وہی زمین میں معبود ہے۔ اور وہ حکمت والا ہے اور مبارک ہے وہ جو آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ اس کا بادشاہ ہے اور اسی کے پاس ہے قیامت کا علم اور اسی کی طرف تم کو لوٹایا جائے گا اور جن کو یہ اس کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کی سفارش نہیں کر سکیں گے۔ بجز ان کے کہ جنہوں نے حق بات کی گواہی دی اور حق سے باخبر ہے اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے پھر کہاں بہکے چلے جارہے ہیں۔ اور اس کا کہنا (بھی ہمیں معلوم ہے) کہ اے میرے رب! یہ ایسے لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے سو آپ ان کی طرف سے منہ پھیر لیجئے اور کہئے سلام۔ بس ان کو جلدی ہی معلوم ہو جائے گا۔

شرح:۔ اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ توحید کا اعتقاد اور خدا کا خوف یہی دو ایسی چیزیں ہیں جو انسان کو خدا کا بندہ بنا سکتی ہیں اور جو خدا کے بندے ہوں گے ان کے لئے آخرت میں خدا کا یہ اعلان ہوگا کہ آج تمہیں کسی سے خوف نہیں رہا اور نہ حزن وملال کی کوئی ضرورت ہے۔ فرمایا یہ اعلان ان لوگوں ہی کے لئے ہوگا جو اللہ اور اس کی تعلیمات پر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تو نبی تھے۔ عیسائی ان کو خدا کا بیٹا مانتے اور ان کی عبادت کرتے ہیں پھر اگر ہم نے ملائکہ کرام کو خدا کی بیٹیاں تصور کر کے ان کی عبادت کرلی تو کیا گناہ ہے۔ فرشتے تو بہر حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ اشرف اور زیادہ مقرب خدا ہیں اور اس لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت زیادہ بہتر فرمایا! یہ لوگ بیکار حجتیں پیش کر رہے ہیں۔ اور بے فائدہ جھگڑا پیدا کر رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارا بیٹا نہیں محض ایک فرمانبردار بندہ ہے جس کو ہم نے بنی اسرائیل کے لئے ایک نمونہ بنایا تھا فرمایا عیسیٰ علیہ السلام نہ خدا ہے نہ خدا کا بیٹا۔ بلکہ قیامت کا ایک نشان ہے سوائے لوگو! قیامت کے آنے میں کوئی شک نہ کرو اور میں جو کچھ تمہیں بتا رہا ہوں اس پر ایمان لاؤ کیونکہ سیدھی راہ یہی ہے۔ شیطانی وساوس میں پڑ کر اپنے خالق کی عبادت سے مت رکو۔ دیکھو عیسیٰ علیہ السلام جتنا عرصہ دنیا میں رہے یہی کہتے رہے کہ میں تمہارے پاس اپنے رب کی دانش بھری باتیں اور کھلے کھلے احکام لے کر آیا ہوں اور تم لوگوں کے اندر جو مذہبی اختلافات رونما ہو گئے ہیں ان کو مٹانے کا کام میرے سپرد کیا گیا ہے۔ سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو اللہ جو ہے تو وہی میرا رب ہے۔ اور وہی تمہارا رب اور یہی راہ سیدھی ہے۔ جو میں تمہیں بتا رہا ہوں فرمایا! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ان تعلیمات کے باوجود انسانی گروہوں میں اختلاف کا سلسلہ جاری رہا اور اختلافات میں پڑ کر جن لوگوں نے حدود کو توڑا ان کے لئے قیامت کے دن جو نافرمانوں کے لئے ایک خطرناک دن ہے۔ بڑی خرابی ہوگی۔ سنو! ان لفظی بحثوں میں نہ پڑو۔ عمل کی کوئی بات کرو۔ اسی طرح وقت کٹتا چلا جا رہا ہے اور قیامت قریب سے قریب تر چلی آ رہی ہے۔ سنو! قیامت کے روز حساب کتاب کا دن ہے نہ لفظی بحثیں کسی کام آئیں گی اور نہ دوست حق دوستی ادا کر سکیں گے۔ بلکہ وہ الٹے ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے البتہ پرہیز گاروں کی آپس کی دوستی وہاں کام آئے گی۔

ترجمہ آیات ۶۸-۸۹:- اے میرے بندو! آج تمہیں کوئی خوف نہیں ہے اور نہ تم غم کھاؤ۔ وہ لوگ ہمارے نشانات پر ایمان لائے اور فرمانبردار رہے۔ (ان سے کہا جائے گا) تم اور تمہاری بیویاں خوش و خرم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ ان میں سونے کی رکابیوں اور پیالوں کا دور چلے گا اور جو کچھ دل چاہے گا وہ اور جس سے آنکھوں کو سرور

ایمان لائے۔ اور فرمانبرداروں کی زندگی بسر کرتے رہے۔ حکم ہو گا کہ جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ اور خوشیاں مناؤ۔ جنت میں ان کے لئے تمام سامان آرائش و زیبائش ہو گا اور منہ مانگی مرادیں حاصل ہوں گی۔ مزید برآں لطف یہ کہ اس حالت کو کبھی زوال نہ ہو گا اور کبھی یہ راحتیں مصائب سے تبدیل نہ ہوں گی۔ فرمایا اس دن اہل جنت سے مخاطب ہو کر کہا جائے گا کہ تم نے دنیا میں ہماری جو فرمانبرداری کی اور نیک عمل کئے تھے ان کے بدلے میں آج تمہیں یہ جنت دی جا رہی ہے جس میں تمہارے لئے ہر طرح کے میوے اور پھل موجود ہیں۔ اس کے برخلاف نافرمان اور مجرموں کے لئے دوزخ کا دائمی عذاب ہو گا جس میں کبھی تخفیف نہ ہو گی اور نہ وہاں سے چھٹکارے کی کوئی امید بندھے گی۔ فرمایا! اگر ان لوگوں کو دوزخ میں ڈالنا ظلم ہے تو یہ ظلم انہوں نے خود اپنے اوپر کیا ہے۔ اگر یہ ایسے برے کام نہ کرتے تو دوزخ میں نہ جاتے وہاں نہایت کسمپرسی کی حالت میں پڑے مالک نامی فرشتے سے جو دوزخ کا داروغہ ہے۔ درخواست کریں گے کہ اگر ہمارے عذاب میں کوئی تخفیف نہیں ہو سکتی تو کم از کم اتنا تو ہو جائے کہ ہمیشہ کے لئے ہمیں ہلاک کر کے ہمارا نام و نشان تک مٹا دیا جائے مگر وہ جواب دے گا کہ نہ عذاب میں تخفیف ہو سکتی ہے اور نہ تمہیں موت کی نیند ہی سلایا جا سکتا ہے اب دائمی عذاب ہی بھگتنا پڑے گا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اے اہل عالم! یہ احوال واقعی ہیں جو تم کو ہم نے کہہ سنائے ہیں مگر تم حق بات کو کان دھر کر سنتے ہی نہیں اور چپکے چپکے ایک دوسرے کو کہتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جنت اور دوزخ کے جو حالات بیان کر رہے ہیں محض خیالی اور وہمی ہیں۔ تم سمجھتے ہو کہ تمہاری یہ سرگوشیاں کسی کے علم میں نہیں حالانکہ ہمارے فرشتے جو ہر وقت تمہارے ساتھ موجود ہیں تمہاری ہر بات اور ہر حرکت کو معرض تحریر میں لے آتے ہیں۔ اے پیغمبر! لوگوں کو سنا دیجئے کہ خدا کا نہ بیٹا ہے نہ بیٹی۔ اور اگر کوئی ہوتا تو سب سے پہلے میں اس کی تعظیم و تکریم کرتا۔ اور اس کو پوجتا۔ مگر خدا کو اولاد کی ضرورت ہی کیا ہے۔ وہ تو کل کائنات کا آپ خالق، آپ مالک اور آپ رب ہے۔ فرمایا اے پیغمبر! اگر اس نصیحت وہ وعظ کے بعد بھی یہ ماننے کے لئے تیار نہ ہوں تو پھر ان کو وہ ان کے حال پر چھوڑ دیں جو جی میں آئے کریں۔ کج بحثیوں میں پڑیں اور کھیل کود میں زندگیاں گزاریں۔ حتی کہ وہ

روز قیامت جس کا ہم نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے ان پر آدھمکے فرمایا! جو آئے دن ہم تمہیں نافرمانی کی سزا سے ڈراتے اور فرمانبرداری اور عبادت گزاری کے انعامات کی ترغیب دیتے ہیں تو اس سے ہمارا ذاتی کچھ فائدہ نہیں تمہارا ہی فائدہ ہے اگر تم سوچ بچار کرو گے تو تمہیں آپ معلوم ہو جائے گا۔ آسمانوں اور زمین میں ایک ہی معبود برحق ہے اسی کی عبادت آسمانوں پر ہوتی ہے اور اسی کی زمین پر۔ آسمان اور زمین اور ان دونوں کی کائنات اسی ایک کی ملکیت ہے۔ قیامت کا علم بھی اسی کے پاس ہے اور یہ تمام مخلوق پھر ایک دن آپ اسی کے حضور میں لوٹائی جائے گی۔ کافر جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں قیامت کے دن وہ ان کے کسی کام نہ آسکیں گے۔ البتہ مومن کامل اور اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے حقداروں کی سفارش کر سکیں گے۔

اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوتا ہے کہ اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ کہیں گے کہ خدا نے۔ یہ جواب سننے کے بعد آپ خود حیران ہوں گے کہ پھر ان کو کیا ہو گیا ہے کہ خدا سے بھاگ رہے ہیں اور ان کی عبادت کر رہے ہیں جو خود ان کی طرح خدا کی مخلوق اور اس کے محتاج ہیں۔ فرمایا! ان کو ذرا وہ وقت یاد دلا دو جب ہمارے رسول قیامت کے روز اپنی اپنی امت کے خلاف دعویٰ دائر کریں گے اور ان کو بطور مدعا علیہم کے پیش کیا جائے گا اور پھر بھی یہ نہ مانیں تو ان کا خیال چھوڑ دیں۔ اور دور ہی سے سلام کریں۔ ان کو خود بخود ان واقعات کا علم عنقریب ہو جائے گا۔

(۴۴) سورۃ الدخان (۶۴)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی جبکہ آیت ۵۴ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں انسٹھ آیات اور تین رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۲۔۲۹:۔ قسم ہے اس کتاب کی جو روشن اور واضح ہے۔ (کہ ہم نے اس قرآن) کو بلاشبہ ایسی رات میں نازل کیا جو بڑی برکت والی ہے ہم واقعی آگاہ کرنا چاہتے تھے۔ اس رات ہر مناسب حکم صادر کیا جاتا ہے۔ ایسا حکم جو ہمارے ہاں سے

جاری ہوتا ہے بیشک رسولوں کو بھیجنے والے ہیں۔ یہ آپ کے رب کی رحمت ہے بیشک وہ سنتا اور جانتا ہے۔ جو آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان سب کا رب ہے اگر تم کو یقین آئے۔ کوئی اس کے سوا معبود نہیں وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے وہی تمہارا اور تمہارے گزشتہ باپ دادا کا رب ہے۔ بلکہ وہ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں۔ سو آپ اس دن کا انتظار کیجئے جب آسمان سے صاف دھواں پیدا ہوگا۔ جو لوگوں پر چھا جائے گا۔ یہ المناک سزا ہوگی۔ (تب وہ لوگ کہیں گے کہ) اے ہمارے رب! اس عذاب کو ہم سے دور کر ہم ایمان لاتے ہیں۔ وہ کہاں سمجھتے ہیں حالانکہ ان کے پاس کھول کھول کر سنانے والا رسول آ چکا ہے۔ پھر اس سے روگرداں ہوئے اور کہہ دیا کہ " سکھلایا ہوا" ہے "دیوانہ" ہے۔ بیشک ہم تھوڑے عرصہ کے لئے عذاب کو دور کر دیتے ہیں تم پھر وہی کام کرو گے جس دن ہم بڑی سخت پکڑ سے پکڑیں گے۔ (اس دن) ہم بدلہ لے لیں گے۔ اور بیشک ان سے پہلے ہم نے فرعون کی قوم کو آزمایا تھا اور ان کے پاس ایک معزز پیغمبر آئے۔ جنہوں نے کہا کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کر دو۔ میں تمہاری طرف خدا کا فرستادہ ہو کر آیا ہوں اور قابل اعتماد ہوں اور خدا کے مقابلہ میں سرکشی نہ کرو میں تمہارے پاس ایک کھلی دلیل لایا ہوں اور میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ لیتا ہوں کہ کہیں تم مجھے سنگسار نہ کردو اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے الگ رہو۔ سو اس نے اپنے رب سے دعا مانگی کہ یہ مجرم لوگ ہیں۔ اس پر ہم نے حکم دیا کہ تم ہمارے بندوں کو رات ہی رات لے کر چل دو۔ بیشک تمہارا تعاقب کیا جائے گا اور دریا کو تھما ہوا چھوڑ جانا وہ یقیناً "ایسا لشکر ہے جو غرق کر دیا جائے گا۔ وہ بہت سے باغ اور چشمے چھوڑ گئے۔ اور کھیتیاں اور عمدہ و نفیس مکان اور آسائش کے سامان جن میں وہ مزے سے رہتے تھے یہ بات اسی طرح ہے اور ہم نے ایک دوسری قوم کو ان کا وارث بنا دیا۔ پھر نہ آسمان ان پر رویا اور نہ زمین اور نہ ان کو مہلت دی گئی۔

شرح:۔ اس سورت کے ابتدا میں قرآن پاک کی عظمت بیان کی گئی ہے اور اس کی اہمیت جتلائی ہے۔ فرمایا یہ وہ کتاب ہے کہ اس میں جس قدر احکام موجود ہیں وہ سب واضح اور صاف ہیں ان میں کوئی ابہام نہیں۔ علاوہ ازیں اس میں انسان کی مذہبی ضروریات کو پورا کرنے والی تمام باتیں کھول کر بیان کر دی گئی ہیں۔ اور اس کا نزول اس

رات کو ہوا تھا جو ہمارے نزدیک بڑی مبارک رات ہے۔ اور جس رات آئندہ سال میں ہونے والے تمام واقعات کو متعلقہ ملائکہ کرام پر واضح کیا جاتا ہے فرمایا سب سے بڑی بات جو اس کتاب کے حق میں ہے وہ یہ ہے کہ اس کا نازل کرنے والا میں ہوں۔ فرمایا یہ ہماری رحمت ہے کہ ہم نے اس قرآن کو اہل عالم کے لئے نازل کیا ہے۔ اب جو باتیں اس کے منکر کر رہے ہیں ان کو بھی ہم سنتے ہیں اور تمہارے دلوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہیں۔ فرمایا تمہارا رب وہ ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو اور تمام کائنات کو پیدا کیا۔ سو اگر تمہارے اندر کسی چیز پر یقین کرنے کی صلاحیت ہے تو اس چیز پر یقین کرو۔ سنو۔ اللہ ہی ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہی تم سب کو پالتا اور روزی عطا کرتا ہے۔ فرمایا! ایسے دلائل قطعیہ کو دیکھنے اور سننے کے بعد حق تو یہ تھا کہ لوگ فوراً ایمان لے آتے اور دلوں میں کوئی شک باقی نہ رہنے دیتے مگر وہ پھر بھی نہیں مانتے اور ہنسی اور کھیل کود وغیرہ میں وقت عزیز کو رائیگاں ضائع کر رہے ہیں۔ فرمایا اہل مکہ کی اس سرکشی کی سزا یہ ہوگی کہ دیر تک ان پر آسمانوں سے بارش نازل نہ ہوگی اور بھوک سے ان کی آنکھوں کے سامنے دھواں سا نظر آنے لگے گا۔ اور یہ ایک دردناک عذاب ہوگا جو ان پر ہم نازل کریں گے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بددعا سے اہل مکہ پر سات سال کا قحط پڑا تھا جس پر انہوں نے مردار، چمڑہ اور ہڈیاں تک مجبور ہو کر کھائیں۔ فرمایا اس عذاب میں مبتلا ہو کر یہ لوگ کہیں گے کہ خدایا! اس عذاب کو دور کر دے۔ ہم تجھ پر ایمان لاتے ہیں۔ فرماتا ہے ان کو ایسی باتوں سے کہاں نصیحت ہوگی۔ ان کے پاس رسول آیا اور اس نے ہر ایک بات واضح طور پر کہدی اس کے باوجود انہوں نے انکار کیا۔ کسی نے کہا کہ آپ دیوانہ ہو گئے اور کسی نے کہہ دیا کہ غیر زبانوں سے سیکھی سکھلائی باتیں اپنی زبان میں بنا سنوار کر ہم کو سنا رہے ہیں۔ اگر ہم اس عذاب کو جو اس وقت ہم نے ان پر مسلط کر رکھا ہے دور کر دیا تو پھر بھی یہ ماننے والے نہیں۔ اپنی پہلی حالت پر پھر عود کر آئیں گے۔ فرمایا تم کو ہمارے عذاب سے بے خوف نہ ہونا چاہیے۔ دیکھو فرعونیوں نے اسی طرح کفر و انکار کیا تھا جس کی سزا ان کو یہ ملی کہ تباہ کر کے رکھ دیئے گئے تم بھی ان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ موسیٰ علیہ السلام بھی یہی کہتے تھے کہ بت پرستی چھوڑ دو اور زیر دستوں اور محکوموں پر ظلم روا نہ رکھو وہ بھی فرعونیوں کے شر سے

ہماری پناہ میں تھے۔ ایک دنیا جانتی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے کتنی نمایاں کامیابی دی اور فرعونیوں کو کیسا نیچا دکھایا۔

یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اسرائیلیوں نے کن حالات میں مصر کو چھوڑا۔ اور جب وہ چھوڑ کر چلے گئے اور فرعونیوں نے ان کا تعاقب کیا تو اس کے بعد کس طرح فرعون اور اس کے لشکر کو دریائے نیل میں غرق کیا۔ ان کے وہ باغات' وہ کنویں' وہ محلات' وہ عیش و عشرت کی جگہیں جن پر ان کو بڑا ناز تھا ان کے ہاتھوں سے نکل کر دوسری اقوام کے ہاتھ میں چلی گئیں اور وہ جو ہزاروں سال تک ملک مصر میں اپنے نام کا ڈنکا بجا رہے تھے۔ ایک دن اقوام عالم کی نگاہ سے ایسے پوشیدہ ہوئے کہ آسمان اور زمین نے ایک آنسو تک ان کی یاد میں نہ بہایا۔

ترجمہ آیات ۳۰-۴۲:- اور البتہ ہم نے بنی اسرائیل کو ذلیل کرنے والے عذاب سے بچا لیا جو فرعون کی طرف سے تھا۔ بیشک وہ سرکش اور حد سے نکل جانے والوں میں سے تھا اور ہم نے ان کو اپنے علم کے رو سے تمام دنیا پر برتری عطا کی اور ہم نے ان کو نشانیاں دیں جن میں صاف اور صریح آزمائش تھی۔ بیشک یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے صرف یہی پہلی موت ہے اور ہم مر کر زندہ نہیں ہوں گے۔ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو لا موجود کرو۔ کیا یہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور وہ لوگ جو ان سے پہلے ہو چکے ہیں۔ ہم نے ان (سب) کو ہلاک کر دیا۔ یہ سب نافرمان تھے اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے بے کار نہیں بنایا ہے۔ ہم نے ان دونوں کو کسی حکمت کے ماتحت بنایا ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے بلاشبہ فیصلہ کا روز ان سب کا مقررہ وقت ہے۔ جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آسکے گا اور نہ ان کو مدد پہنچے گی۔ بجز اس کے جس پر اللہ مہربان ہو۔ بیشک وہ زبردست (اور) رحم والا ہے۔

شرح:- اس رکوع میں بتایا ہے کہ اے اہل مکہ! جس طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور اس پر ایمان لانے والوں کو فرعون اور اس کی قوم کے مظالم سے بچایا تھا اسی طرح ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ پر ایمان لانے والے مسلمانوں کو بھی تمہارے مظالم اور شر سے محفوظ رکھیں گے۔ اگر تم ان سے اپنا مقابلہ کرو تو تمہیں معلوم ہو کہ تم کوئی چیز ہی

نہیں۔ وہ تو دنیا کی قوموں میں سے ایک چیدہ قوم تھی۔ وہ نہ رہی تم کیا چیز ہو۔

سنو! تمہارا یہ عقیدہ محض فضول اور لایعنی ہے کہ اس دنیاوی زندگی کے بعد کوئی زندگی نہیں ہوگی۔ سنو۔ ایک دن ضرور آئے گا جب ہر شخص کو دوبارہ زندہ ہو کر خدا کے حضور پیش ہونا ہے اور نیک و بد اعمال کی جزا سزا پانا ہے تم اپنی طاقت کے نشے کو چھوڑو۔ قوم تبع اسی ملک عرب میں تم سے پہلے ہو چکی ہے۔ ابھی تک تم ان کی طاقت کو نہیں پہنچے ہم نے ان کو نافرمانیوں کی بنا پر ہلاک و برباد کر دیا۔ پھر تم کیا ہو۔ دیکھو دنیا میں قومیں اسی وقت تک زندہ رہتی ہیں جب تک ان میں کوئی خوبی ہو۔ آخر اس بات کو دیکھو کہ اس زمین و آسمان اور اتنی بڑی کائنات کو ہم نے فضول پیدا نہیں کیا۔ ہمارا بھی کچھ مقصد ہے اور اس مقصد کی حفاظت ہمارے ذمے ہے دیکھو تمہاری سرکشی اور تمرد و طغیان عجیب رنگ لائے گا اور تمہارے بت اور خیالی معبود تمہارے کسی کام نہ آئیں گے۔

ترجمہ آیات ۴۳-۵۹:۔ بلاشبہ تھوہر کا درخت گنہگاروں کا کھانا ہے پگھلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹ میں کھولے گا۔ جیسا کہ گرم پانی کھولتا ہے (حکم ہوگا) اس کو پکڑو پھر دھکیلتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ لے جاؤ۔ پھر اس کے سر کے اوپر تکلیف دینے والا گرم پانی ڈالو (اور کہو) اس کا مزہ چکھو۔ تو بڑا معزز و شریف بنا پھرتا تھا۔ بیشک یہ وہی (عذاب) ہے جس میں تمہیں شک تھا۔ بیشک پرہیز گار امن کی جگہ میں ہوں گے۔ باغوں اور چشموں میں باریک اور موٹے ریشمی کپڑے پہنے ہوئے ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ (یقین رکھو کہ) ایسا ہی ہوگا۔ اور ہم ان کا بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے بیاہ کریں گے۔ وہاں مطمئن ہو کر ہر قسم کے میوے طلب کریں گے۔ وہ وہاں پہلی موت کے سوا کوئی موت نہ چکھیں گے اور (اللہ) ان کو دوزخ کے عذاب سے بچالے گا۔ یہ سب آپ کے رب کے فضل سے ہوگا۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان میں آسان کر دیا ہے تاکہ وہ اسے سمجھیں۔ سو آپ انتظار کیجئے وہ بھی انتظار کر رہے ہیں۔

شرح:۔ اس رکوع کے ابتدائی نصف حصہ میں دوزخ اور اہل دوزخ کی حالت کا ایک خوفناک اور دل ہلا دینے والا نقشہ کھینچا ہے جو کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ ترجمے کے پڑھنے سے آنکھوں کے سامنے ایک منظر سا پیدا ہو جاتا ہے۔ مگر یہ خیالی منظر اس حقیقی نظارہ کے

مقابلہ میں کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ انسان کو چاہیے کہ ان آیات کا مطالعہ کرے۔ تو خدا کے عذاب سے ڈرے اور اس کی مغفرت کا خواہاں ہو۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام جب ایسی آیات تلاوت فرمایا کرتے تھے تو رونے لگتے اور استغفار کرتے اسی رکوع کے باقی نصف میں جنت اور اہل جنت کا نقشہ کھینچا ہے اور کتنا خوشنما، خوش آئند اور امید افزا ہے۔ زہے قسمت ان کی جن کو خدا کا یہ انعام حاصل ہوگا۔ اللهم اجعلنا منهم۔

ترجمہ سے ان آیات کا مفہوم بھی واضح ہے اور کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ایسی آیات تبشیر کو تلاوت کر کے خوش ہوتے اور خدا کا شکر بجا لایا کرتے تھے۔

رکوع کے اخیر میں ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے قرآن کو عربی زبان میں اس واسطے نازل کیا ہے کہ آپ کے لئے اس کا سمجھنا اور لوگوں کو سمجھانا آسان ہو۔ اگر اقوام عالم ہمارے اس پیغام کو نہ سنیں یا سن کر اس پر عمل پیرا نہ ہوں تو فکر نہ کیجئے۔ صبر سے دیکھئے کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔

(۶۵) سورۃ الجاثیہ (۴۵)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی جبکہ آیت ۱۴ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ اس میں سینتیس آیات مبارکہ اور چار رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۲-۱۱:۔ یہ کتاب اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ یہ آسمانوں میں اور زمین میں ایمان لانے والوں کے لئے کئی ایک نشانات ہیں۔ اور تمہیں پیدا کرنے میں اور حیوانات میں جن کو پھیلا رکھا ہے یقین سے کام لینے والوں کے لئے کئی نشانیاں ہیں اور رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے میں اور اللہ نے آسمان سے جو رزق (یعنی پانی) نازل کیا ہے جس سے زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ اس میں اور ہواؤں کے رخ بدلنے میں ان لوگوں کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں کئی ایک نشان

ہیں۔ یہ اللہ کے نشانات ہیں جن کو ہم ٹھیک ٹھیک آپ کو سنائے دیتے ہیں۔ سو اللہ اور اس کے نشانات کے بعد کس چیز پر وہ ایمان لائیں گے۔ خرابی ہے ہر جھوٹے گنہگار کے لئے جو اللہ کی آیتوں کو سنتا ہے جو اس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں پھر غرور کی وجہ سے اڑا رہتا ہے۔ گویا اس نے سنا ہی نہیں سو ایسے شخص کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنائیے اور جب وہ ہماری آیتوں میں کچھ معلوم کرلیتا ہے تو ان کو ہنسی میں اڑا دیتا ہے ایسے لوگوں کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔ ان کے آگے جہنم ہے اور جو کچھ انہوں نے کرنا ہے وہ ان کے کسی کام نہ آئے گا اور نہ وہ دوست کسی کام آئیں گے جو انہوں نے اللہ کے سوا بنا رکھے ہیں اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ یہ ہے ہدایت۔ جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ انہی کے لئے سخت تکلیف دینے والا عذاب ہے۔

شرح:۔ اس سورت کے ابتدائی رکوع میں اللہ تعالیٰ نے وہ دلائل دیئے ہیں جو اس کی ذات پر دال ہیں چونکہ ان دلائل کو قرآن پاک میں بیان فرمایا تھا اس لئے ارشاد ہوا کہ یہ قرآن خدائے عزیز و حکیم کا نازل کیا ہوا ہے۔ لہٰذا اس کی عظمت کا اس سے اندازہ لگا لو کہ کون اس کا نازل کرنے والا ہے۔ فرمایا خدا کو تلاش کرتے ہو؟ دیکھو وہ آسمانوں کے ذرے ذرے اور زمین کے چپے چپے پر تمہیں نظر آئے گا۔ اگر تمہارا دل صحیح اور سلیم ہو اور کفرو شرک کی برائیوں سے بچا ہوا ہو اور اگر ایسا نہیں تو پھر تمہیں اس کا نظر آنا بہت مشکل ہے۔ دور نہ جاؤ۔ اپنی پیدائش ہی پر غور کرو اور سطح ارض پر جو جانور چلتے پھرتے دیکھتے ہو ان کی پیدائش اور ان کے حالات ہی کا مطالعہ کرو خدا تمہیں اپنی قدرتوں کے رنگ میں نظر آجائے گا۔ علاوہ ازیں ایک بڑی نشانی جو ہر روز تمہارے مشاہدے میں آتی ہے۔ رات اور دن کا یکے بعد دیگرے آنا ہے۔ شاید تم اسے معمولی بات سمجھتے ہو۔ مگر غور کرو تو تمہیں معلوم ہو کہ یہ کتنا بڑا انظام ہے جس کے تحت یہ کارخانہ چل رہا ہے اور جس کے ہاتھ میں اس کارخانہ کی باگ ڈور ہے وہی اللہ ہے وہی رحمٰن ہے وہی خدائے برحق ہے وہی معبود حقیقی ہے وہی تمام کائنات ارضی و سماوی کا خالق اور رزاق ہے۔ دیکھو وہ اپنی ارضی مخلوق کو کس طرح آسمانوں سے روزی پہنچاتا ہے۔ زمین جس میں اس نے تمام مخلوق کی روزی رکھی ہے۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے ایسی مردہ اور خشک ہو جاتی ہے کہ اس میں کوئی چیز پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔ تمام مخلوق کی حالت قابل رحم ہو جاتی ہے۔ مگر دیکھو کہ کس طرح

آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور بے حساب پانی کے ذخیرے حسب ضرورت زمین میں موجود ہوتے ہیں جس سے زمین تر و تازہ اور سرسبز و شاداب ہو کر ہر چیز کی روزی کا سامان پیدا کرتی ہے۔ پھر مختلف قسم کی ہواؤں کو دیکھو۔ ان میں مختلف تاثیریں رکھی ہیں۔ کوئی سرد ہے کوئی گرم' کوئی بارش لاتی ہے کوئی یبوست' کوئی آندھی کی شکل میں نمودار ہوتی ہے کوئی نسیم سحر کے رنگ میں۔ کیا یہ ایسے نشانات حق نہیں کہ عقلمند انسان ان کو دیکھ کر خدا اور اس کی قدرت پر ایمان لے آئیں اگر یہ چیزیں انسان کے لئے کافی دلائل نہیں ہیں تو تمہیں بتاؤ کہ ان کے بعد اور کیا چیز ہو سکتی ہے۔ جو ان کا سر تسلیم خم کرا دے۔ فرمایا ہر عقلمند سلیم الفطرت' نیکو کار اور مفکر انسان کے لئے یہ اور اسی قسم کے دیگر دلائل ہم پر ایمان لانے کے لئے کافی ہیں۔ مگر وہ جو فطرت سلیم کو کھو چکے گناہوں میں پڑ کر قلب سلیم کو مجروح کر چکے اور غرور و تکبر کے نشہ میں پڑ کر آنکھیں ضائع کر چکے ہیں۔ ان کو ان دلائل سے کوئی سبق حاصل نہیں ہوتا۔ فرمایا ان لوگوں کے پاس دنیا کی دولت کے خواہ بے حساب ڈھیر ہوں گے۔ ایک سوئی بھی ان کے کام نہ آسکے گی۔ ان کے لئے دنیا میں بھی رسوائی اور ذلت ہوگی اور آخرت میں بھی دردناک سزا۔

ترجمہ آیات ۱۲-۲۱:- اللہ وہ ہے جس نے سمندر کو تمہارے قابو میں کر دیا تاکہ کشتیاں اس کے حکم سے اس میں چلیں اور تاکہ تم اس کے فضل (روزی) کو تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو اور سب چیزوں کو تمہارے کام میں لگا دیا۔ جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو فکر و تدبر سے کام لیتے ہیں۔ ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ وہ ان سے جو اللہ کے (عذاب کے) دنوں کی امید نہیں رکھتے۔ درگذر کریں تاکہ وہ خود ان کو ان اعمال کا بدلہ دے جو وہ کرتے تھے۔ جو نیک کام کرتا ہے سو اپنے ذاتی فائدہ کے لئے اور جو برے کام کرتا ہے تو اس کی سزا بھی اسی کو ملے گی پھر تم کو تمہارے رب کی طرف لوٹایا جائے گا اور البتہ ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب حکمت اور نبوت دی اور ان کو حلال و طیب روزی دی اور اہل دنیا پر انہیں فضیلت عطا کی اور ان کو دین کے نہایت واضح احکام دیئے۔ پھر انہوں نے یہ اختلاف پیدا کیا' تو جان بوجھ کر علم کے بعد محض سرکشی سے اختلاف کیا۔ آپ کا رب بلاشبہ قیامت کے دن ان باتوں میں فیصلہ کرے گا جن میں اسراف کیا کرتے تھے۔ پھر ہم نے آپ کو شریعت خاص

کے طریقہ پر گامزن کیا سو اسی کی پیروی کئے جایئے۔ اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے جنہیں کوئی علم نہیں۔ وہ بلاشبہ اللہ کے مقابلہ میں آپ کے کسی کام نہ آسکیں گے اور ظالم لوگ بلاشبہ ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں۔ اور اللہ پرہیز گاروں کا دوست ہے۔ یہ ان لوگوں کے لئے بصیرت اور ہدایت اور رحمت کی باتیں ہیں جو یقین رکھنے والے ہیں۔ کیا گناہ کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم ان کو ان لوگوں کے برابر کر دیں گے جو ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے ہیں۔ ان کا جینا اور مرنا یکساں ہو جائے۔ جو کچھ وہ یہ فیصلہ کرتے ہیں کیسا غلط اور برا ہے۔

شرح :۔ ان نشانات حق کے بعد جس کی طرف تمہاری توجہ پھرائی گئی ہے اگر تم یہ دیکھو کہ دنیا میں جو کچھ تمہیں حاصل ہے وہ کون دیتا ہے تو تمہیں پھر بھی معلوم ہو جائے کہ سوائے اللہ کے کوئی ہستی ہو ہی نہیں سکتی جو تمہاری ان ضروریات کو پورا کر سکے۔ مثلاً سمندروں اور دریاؤں کو دیکھو کہ کس طرح اس نے ان کو تمہارے کام میں لگا دیا ہے تم پانی کی سطح پر اس طرح چلتے ہو جیسے کوئی زمین پر سفر کرتا ہے۔ اس نے ان اتھاہ سمندروں میں تمہاری روزی رکھی ہے تمہیں چاہئے کہ اس کا شکر بجالاؤ اور وہ یہی کہ اس کے احکام کی تعمیل کرو۔ اور اس کی فرمانبرداری میں غفلت نہ برتو۔ اس کے بعد دیکھو کہ آسمان پر سورج، چاند، ستارے الغرض تمام نظام شمسی و قمری تمہاری ہی خدمت کے لئے مامور ہے۔ زمین پر دیکھو تو تمام سطح ارض تمام پہاڑ، تمام میدان، درخت، حیوان غرضیکہ ہر چیز تمہاری ہی خدمت، تمہارے ہی فائدے اور تمہاری ہی ضرورت کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اگر تم غور و فکر کرو تو کیا ان باتوں کا سمجھنا تمہارے لئے کچھ مشکل ہے۔ فرمایا! اے ہمارے پیغمبر تمام اہل جہان کو سنا دیجئے کہ جو کوئی اپنے محسن حقیقی کا شکریہ بجالائے گا۔ اس کی ذات کو نفع پہنچے گا اور جو کوئی ناشکر گزار ہو گا وہ خود اپنے لئے تکلیف و اذیت کا سبب قرار پائے گا۔ کیونکہ دنیا کی اس عارضی زندگی کے بعد سب کو ہمارے روبرو حاضر ہو کر جواب دہ ہونا ہو گا کہ وہ کیوں نافرمانوں کی سی زندگی بسر کرتے رہے۔ فرمایا۔ اے مسلمانو! جس طرح ہم تمہیں کتاب، حکمت اور نبوت دے رہے ہیں۔ اسی طرح تم سے پہلے بنی اسرائیل کو بھی دے چکے ہیں۔ مگر انہوں نے ناشکری یہ کی کہ فرقہ بندیوں اور باہمی اختلافوں میں پڑ گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تمام نعمتیں ان سے چھن گئیں۔ نہ نبوت ان میں رہی اور نہ

حکمت۔ علاوہ ازیں ان کے اختلافات کی سزا ان کو آخرت میں دی جائے گی۔ اور اخلاقی امور کا فیصلہ بھی وہیں کیا جائے گا۔ سوائے مسلمانو! تم اس خطرناک اقدام سے بچنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی اختلافات میں پڑ جاؤ اور مغضوب ہو کر تمام نعمتوں کو کھو بیٹھو۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر آپ کو ایک شریعت دی گئی ہے تو اس پر چلیں اور مسلمانوں کو اس پر چلنے کی تلقین کریں۔ مسلمان سوائے اس شریعت کے جو قرآن اور حدیث کی شکل میں ان کو دی گئی ہے کسی چیز کو اپنی زندگی کے پروگرام میں داخل نہ کریں اور بے علم اور جاہل لوگوں کی خواہشات پر چلنے کے لئے قطعاً" تیار نہ ہوں کیونکہ خدا کے غضب سے بچانے کے لئے سوائے شریعت کی پابندی کے اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی اور گو دنیا میں انسان کے کئی ایک دوست ہوں۔ جو اس کے کام آ سکتے ہوں۔ مگر آخرت میں کوئی کسی کا دوست نہیں ہو سکتا۔ اگر دوست ہو گا تو صرف اللہ اور وہ بھی ان کا جو دنیا میں اس سے ڈرتے رہے ہوں گے اور فرمانبردارانہ زندگی بسر کر کے اس کے سامنے حاضر ہو رہے ہوں گے۔ فرمایا گزشتہ اقوام بالخصوص بنی اسرائیل کے جو حالات و واقعات تمہارے لئے ہم نے بیان کئے ہیں۔ ان سے درس عبرت حاصل کرو اور اس بات کو ذہن سے نکال دو کہ چونکہ ہم امت محمدیہ میں داخل ہو گئے ہیں اب خواہ ہم برے کام ہی کیوں نہ کریں ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ سنو نیکو کار اور بدکار دونوں ایک برابر نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ایمان والوں کو منکروں کے برابر ہی رکھا جا سکتا ہے۔ زندگی فی الحقیقت نیکو کاروں اور ایمان والوں کی ہے۔ بروں اور منکروں کی زندگی بھی موت ہے۔ کیونکہ ان کو زندگی کا وہ لطف حاصل ہو ہی نہیں سکتا جو نیکوکاروں کے حصہ میں ہم نے لکھ دیا ہے۔

ترجمہ آیات ۲۲-۲۶:- اور اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو حکمت کے ماتحت پیدا کیا اور تاکہ ہر شخص اپنے کئے کا بدلہ پائے اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنایا ہے اور اللہ نے اس کی سوجھ بوجھ کے باوجود اس کو گمراہ کر دیا اور اس کے کان و دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ سو اس کو اللہ کے سوا کون سیدھی راہ دکھائے گا تو کیا تم نہیں سوچتے۔ اور کہتے ہیں کہ بس یہی دنیا کا جینا ہے۔ ہم مرتے اور جیتے ہیں اور ہمیں صرف زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے، اور انہیں اس کا کچھ بھی علم نہیں۔ وہ تو محض اٹکلیں دوڑاتے ہیں اور جب ہماری صاف اور

سو جب آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا یہی جواب ہوتا ہے کہ ہمارے باپ دادا کو لا موجود کرو۔ اگر تم سچے ہو کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو زندہ کرتا ہے پھر تم کو مارتا ہے۔ پھر تم کو قیامت کے دن جس کے آنے میں قطعاً کوئی شک نہیں اکٹھا کرے گا مگر اکثر لوگ ایسے ہیں جو اس بات کو نہیں جانتے۔

شرح:- فرمایا اگر نیک اور بد دونوں درجے میں ایک برابر ہو جائیں۔ تو یہ نظام ارضی و سماوی جو حق و انصاف پر کھڑا ہے درہم برہم ہو جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ نیک کو نیکی کا اور بد کو بدی کا پورا پورا بدلہ دیا جائے۔ نیک اور بد برابر کیونکر ہو سکتے ہیں۔ نیک تو خدا کی مرضی پر چلتا ہے اور بد اپنی خواہشات پر چلتا اور خواہشات ہی کو اپنا معبود بناتا ہے۔ اس کے کان دل اور آنکھیں حق کو سننے سمجھنے اور دیکھنے سے بند ہوتی ہیں۔ سو اللہ اس کی گمراہی کو دور نہیں کرتا اور اسے پڑا ہلاک و برباد ہونے دیتا ہے۔ بدکار لوگ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہے دنیا کی زندگی ہی ہے۔ اس کے بعد نہ جینا ہے نہ عذاب پانا۔ پھر ہماری موت بھی کسی کے قبضے میں نہیں۔ جوں جوں وقت گزرتا ہے انسانی طاقتیں روبزوال ہوتی جاتی ہیں۔ ایک دن آتا ہے کہ وہ طاقت جس کے سہارے انسان زندہ ہے ختم ہو جاتی ہے اور وہ مرجاتا ہے۔ فرمایا ان کی جہالت ہے اس کے برعکس ایک بندۂ مومن اور نیکوکار جانتا ہے کہ اس کی یہ دنیاوی زندگی عارضی اور چند روزہ ہے جس کے متعلق وہ اتنا بھی وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ کب ختم ہونے والی ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس کی زندگی کی باگ ڈور اس کے خالق کے ہاتھ میں ہے۔ جب چاہے اسے کھینچ کر اپنے پاس بلالے۔ پھر بدکار جب ہمارے نشانات کو دیکھتا اور ہمارے احکام کو سنتا ہے تو کج بحثیوں میں اور طرح طرح کی واہی تباہی حجتیں پیش کرنے لگتا ہے۔ اس کے برعکس بندۂ مومن نشانات حق کو سن کر اپنے ایمان کو اور قوی کر لیتا ہے۔ سنو! اہل عالم کو سمجھا دو کہ اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا وہی تمہیں موت دے گا اور وہی بالآخر قیامت کے دن جس میں قطعاً کوئی شک نہیں ہو سکتا تم سب کو ایک جگہ جمع کرے گا اور نیکوکاروں کو نیکی کی جزا اور بدکاروں کو بدی کی سزا دے گا۔

ترجمہ آیات ۲۷-۳۷:- اور اللہ ہی کے لئے ہے آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی اور جس دن قیامت آئے گی اس دن جھوٹے لوگ سخت خسارہ میں رہیں گے۔ اور تم ہر فرقے کو دیکھو گے کہ وہ گھٹنوں کے بل گرے پڑے ہیں۔ ہر ایک جماعت کو ان کے

نامہ اعمال کی طرف بلایا جائے گا (اور حکم ہوگا کہ) آج تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ یہ ہمارا دفتر ہے جو تمہارے مقابلہ میں ٹھیک ٹھیک باتیں بیان کر رہا ہے۔ تم جو کچھ کرتے تھے ہم لکھواتے جاتے تھے۔ سو وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے تو ان کا رب ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ یہ کھلی کامیابی ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر و انکار کیا (ان سے کہا جائے گا کہ) تم کو میرے احکام پڑھ کر نہیں سنائے جایا کرتے تھے؟ سو تم نے غرور کا اظہار کیا اور تم لوگ جرائم پیشہ تھے۔ اور جب کہا گیا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں قطعاً کوئی شک نہیں تو تم نے کہا کہ ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے۔ ہم تو صرف اسے ایک خیالی بات سمجھتے ہیں۔ اور ہم کو اس پر یقین نہیں اور ان پر اپنے اعمال کی برائیاں ظاہر ہو جائیں گی۔ اور جس چیز کا وہ ان سے مذاق اڑاتے تھے وہ ان کو آگھیرے گی۔ اور کہا جائے گا کہ ہم نے ان کو آج اسی طرح بھلا دیا ہے جس طرح تم نے آج کے دن کی ملاقات کو بھلا رکھا تھا اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں یہ اس لئے کہ تم نے اللہ کے نشانات و احکام سے ٹھٹھا کیا اور دنیوی زندگی نے تمہیں دھوکے میں رکھا سو آج تم یہاں سے نہیں نکالے جاؤ گے اور نہ تمہارا عذر قبول ہوگا۔ سو تمام حمد و ثناء اللہ ہی کے لئے ہے جو آسمانوں کا اور زمین کا اور تمام جہان کا رب ہے۔ اور اسی کی عزت ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہ سب سے زبردست اور حکمت والا ہے۔

تشریح:۔ گزشتہ رکوع میں قیامت کے برپا کرنے اور محشر میں جمع کرکے سب کو نیک و بد اعمال کی جزا سزا دینے کا ذکر تھا۔ یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ خدا کے لئے ایسا کرنا کوئی مشکل نہیں کیونکہ اس نے آسمانوں کو اور زمین کو اور تمام کائنات عالم کو پیدا کیا ہے پھر اس کے لئے ان کو درہم برہم کرنا کیا مشکل ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ جب قیامت کا روز آئے گا۔ اس دن جھٹلانے والوں کا وہ برا حال ہوگا جس کا اندازہ اس وقت لگانا تمہارے لئے بعید مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ اس دن ہر گروہ اپنے رب العزت کے سامنے سرنگوں یا گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوگا اور ایک ایک گروہ کو اس کے نامہ اعمال کی طرف بلایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ جو کچھ کرتے رہے ہو۔ آج اس کا بدلہ پالو۔ اس کے بعد ان لوگوں کو جو نیکوکار اور ایمان والے ہوں گے اللہ اپنی رحمت میں داخل کرلے گا۔ اور انسان کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی کامیابی نہیں کہ آخرت میں اس کو عذاب الٰہی سے نجات مل جائے مگر جن لوگوں

نے کفروانکار میں اپنی زندگی گزاری ان سے پوچھا جائے گا کہ تم نے کیوں ایسا کیا۔ کیا ہمارے احکام تمہارے تک نہیں پہنچے تھے۔ اگر پہنچے تھے تو تم نے کیوں غرور و تکبر سے کام لیا اور کیوں گنہگار رہوئے۔ سنو! جب تم سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت کا دن ضرور واقع ہوگا تو تم کہا کرتے تھے کہ ہم تو نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہے اور نہ ہمیں اس کا یقین آتا ہے۔ حاصل کلام ان کی تمام برائیاں ظاہر ہو جائیں گی اور دنیا میں جو باتیں وہ ازراہ تمسخر کہا کرتے تھے وہی اس دن ان پر لوٹ آئیں گی اور پروردگار عالم کی طرف سے اعلان کیا جائے گا کہ تم نے ہم کو بھلا دیا تھا ہم تمہیں آج بھلائے دیتے ہیں۔ جاؤ دوزخ کی آگ میں پڑے رہو۔ دیکھو ہم نے تم کو ایسی سخت سزا اس لئے دی ہے کہ تم ہمارے نشانات اور ہمارے احکام کو دنیا میں ہنسی میں اڑا دیا کرتے تھے اور دنیاوی زندگی پر بڑے مغرور تھے۔ آج تمہاری یہ سزا ہے کہ جس آگ میں تمہیں ڈالا گیا ہے اس میں پڑے رہو گے۔ فرمایا! اے مسلمانو! اس لئے تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ زمین و آسمان کے پروردگار ہی کی صفت وثنا بیان کرو۔ جو تمام اہل عالم کا پروردگار ہے وہی سب سے بڑا ہے اور وہی سب پر غالب اور حکمتوں والا ہے۔

(۶۶) سورۃ الاحقاف (۴۶)

یہ سورت مبارکہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی جبکہ آیات ۱۰، ۱۵ اور ۳۵ مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔ اس میں پینتیس آیات اور چار رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح کے قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۲-۱۰:۔ یہ کتاب اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مصلحت سے اور ایک وقت معین تک کے لئے بنایا ہے اور منکروں کو جس چیز سے ڈرایا ہے (وہ) دھیان نہیں کرتے۔ کہہ دیجئے بھلا دیکھو تو جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں سے کون سی چیز پیدا کی ہے یا آسمانوں میں ان کا کوئی حصہ ہے۔ میرے پاس اس سے پہلے کی کوئی کتاب یا کوئی علم جو چلا آتا ہو لاؤ اگر تم سچے ہو، اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہو سکتا ہے جو اللہ کو چھوڑ کر اس کو پکارے جو قیامت تک اس کی پکار نہ سن سکے اور وہ ان کے پکارنے کی خبر تک نہیں رکھتے اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت ہی کا انکار کریں گے اور جب ان کو ہمارے صاف اور واضح احکام پڑھ کر سنائے جاتے ہیں تو وہ لوگ جو

کافر ہیں سچی بات کو جبکہ وہ ان کے پاس آجاتی ہے کہتے ہیں کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس کو اس نے اپنے دل سے بنالیا ہے کہہ دیجئے اگر میں نے اس کو از خود بنالیا ہے تو تم اللہ کے مقابلہ میں میرے کچھ بھی کام نہیں آسکتے جن باتوں میں تم پڑے ہو وہ ان کو خوب جانتا ہے میرے اور تمہارے درمیان وہ کافی گواہ ہے اور وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ کہہ دیجئے کہ میں کچھ انوکھا رسول نہیں ہوں اور مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا۔ میں تو صرف اسی بات کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے اور میں تو صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔ کہہ دیجئے کہ دیکھو تو اگر (یہ کتاب) اللہ کی طرف سے ہے اور تم نے اس کا انکار کیا اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اس طرح کی کتاب کی گواہی دی اور ایمان لے آیا اور تم نے غرور کا اظہار کیا تو (یاد رکھو) اللہ ایسے نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

شرح:۔ احقاف ملک یمن میں ایک وادی ہے جس میں ریت کے بہت ٹیلے ہیں اس وادی میں قوم عاد رہا کرتی تھی جو اپنی قوت و ہیبت کی وجہ سے تمام اقوام عرب میں بے نظیر تھی۔ اس سورۃ میں ان کی ہلاکت کا واقعہ بیان ہوا ہے جو بے حد موثر اور عبرت کا بہترین نمونہ ہے۔ لہٰذا اس وادی کے نام پر سورۃ کا نام رکھا گیا ہے۔

اس سورۃ میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔ اول حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت کا ثبوت دوسرے صانع عالم کا ثبوت تیسرے بت پرستی کی برائی چوتھے توحید کی عظمت۔

فرمایا یہ قرآن اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے جو سب سے زیادہ غالب اور حکمت والا ہے۔ اور چونکہ اللہ کی کتاب صرف پیغمبر ہی پر نازل ہو سکتی ہے۔ لہٰذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے پیغمبر ہیں اور یہ زمین و آسمان اور ان کے درمیان جو کچھ بھی تم دیکھتے ہو یہ سب خدا کی صنعت کا نمونہ ہے۔ پھر جو خدا زمین و آسمان جیسی چیزیں پیدا کر سکتا ہے اس سے اور کیا چیز ناممکن ہے۔ جب خدا ہی ہر چیز کا خالق اور ہر چیز کا رازق ہے تو بتاؤ کہ جن بتوں کو تم پوجتے ہو وہ تمہیں کیا دیتے ہیں یا کیا دے سکتے ہیں۔ اور اگر اللہ نے ان کے اختیار میں کوئی بات رکھی ہے تو اس کی سند لاؤ تاکہ معلوم ہو کہ تم جو کچھ کہتے ہو بے سند نہیں ہے۔ پھر جب نہ تمہارے پاس سند ہے اور نہ دلیل تو تمہارے گمراہ ہونے میں کیا شک باقی ہے۔ ایک تو یہ بت نہ تمہاری بات سنتے ہیں نہ اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ دوسرے جو چیز خدا کا حق ہے وہ تم اوروں کو دے رہے ہو اور اس طرح نافرمانی کے مرتکب ہو کر عذاب مول لے رہے ہو۔ بتوں کے علاوہ تم جن فرشتوں کو یا بزرگوں کو پوجتے ہو وہ بھی قیامت کے روز تمہاری عبادت کا انکار کریں گے۔ اور یہ

بجائے تمہارا بچاؤ کرنے کے الٹا تمہارے خلاف دعویٰ دائر کریں گے کہ یہ لوگ ہم پر بہتان باندھتے رہے ہیں۔

فرماتا ہے کہ جو کچھ قرآن میں نازل کیا جا رہا ہے اگر تم اسے غور سے سنو اور سمجھو تو اصل بات کو پالو مگر یہاں تو یہ کیفیت ہے کہ جب تمہیں قرآن سنایا جاتا ہے تو تم کہتے ہو کہ یہ ساحرانہ کلام ہے کبھی کہتے ہو کہ یہ رسول کی من گھڑت باتیں ہیں۔ سوائے پیغمبر! ان کو سنا دیجئے کہ اگر یہ میری من گھڑت باتیں ہوں اور میں نے ان کو خدا کی جانب منسوب کر رکھا ہو تو تم جانتے ہو کہ خدا میری افترا پردازی سے ناواقف نہیں رہ سکتا۔ وہ ایسے بہتان اور افترا کو کبھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ اس کے بعد اہل مکہ کے اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ دیکھو یہ رسول بھی عجب ہے جو ہماری طرح کھاتا پیتا چلتا پھرتا اور سوتا جاگتا ہے۔ اب ارشاد ہوتا ہے کہ ان کو یہ جواب دیجئے کہ میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں مجھ سے پہلے بہت سے رسول آچکے ہیں وہ بھی بشر تھے اور میں بھی بشر ہوں مجھ میں اور تم میں اگر فرق ہے تو یہ کہ مجھ پر اللہ کی طرف سے اس کا کلام وحی کیا جاتا ہے تاکہ میں اس آنے والے عذاب جہنم کی تمہیں ابھی سے اطلاع دیدوں جو نافرمانوں کو ہونے والا ہے۔ تمہیں اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ اگر یہ کتاب وہی ہے جس کا ذکر تورات و انجیل میں آچکا ہے اور بنی اسرائیل کے علماء میں سے ایک یعنی عبداللہ بن سلام اس پر ایمان لا کر اس امر کی گواہی دے چکے ہیں اور تم ضد و ہٹ دھرمی کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے تو تمہارا کیا انجام ہوگا۔ دیکھو ظالمانہ روش اختیار نہ کرو۔ خدا ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

ترجمہ آیات ۱۱-۲۰:- اور کافر ایمان والوں سے کہتے ہیں اگر یہ دین بہتر ہوتا تو یہ اس کی طرف ہم سے پہلے نہ دوڑتے اور جب قرآن سے ان کو ہدایت نصیب نہ ہوئی تو اب کہیں گے کہ یہ پرانا جھوٹ ہے۔ اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ان کے لئے پیشوا اور سراسر رحمت تھی اور یہ کتاب جو اس کی تصدیق کرتی ہے عربی میں ہے کہ ظالم لوگوں کو متنبہ کرے اور نیکوکاروں کو خوشخبری دے۔ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اس بات پر قائم رہے ان کو قطعاً کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔ یہ لوگ جنتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے (یہ) صلہ ہوگا ان کے (نیک) اعمال کا جو وہ کیا کرتے تھے اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید کی ہے۔ اس کی ماں نے اس کو بڑی تکلیف سے پیٹ میں رکھا اور بڑی تکلیف سے جنا اور اس کے پیٹ میں رہنے اور دودھ چھوڑنے میں تیس مہینے ہوئے حتیٰ کہ جب وہ جوان ہوگیا اور چالیس سال کی عمر ہوگئی تو اس نے

کہا کہ اے! میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیں اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جو تجھے پسند ہوں اور میری اولاد کو میرے حق میں نیک بنا دے میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور تیرے فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے نیک عمل ہم قبول کرتے ہیں اور ان کی برائیوں سے درگذر کرتے ہیں۔ یہ اہل بہشت ہوں گے (یہ ہے) سچا وعدہ جو ان سے لیا گیا تھا اور وہ جس نے اپنے والدین سے کہا کہ میں تم سے بیزار ہوں کیا مجھے تم ڈراتے ہو کہ میں (قبر سے دوبارہ) نکالا جاؤں گا اور مجھ سے پہلے کئی قومیں گزر چکی ہیں اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ اے کم بخت! تو ایمان لے آ۔ بلاشبہ اللہ کا وعدہ حق ہے تو یہ کہتا ہے کہ یہ اقوام ماضی کی کہانیاں ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن کے حق میں اللہ کی بات پوری ہوئی۔ منجملہ ان اقوام کے جو جن وانس میں سے پہلے گزر چکی ہیں۔ بیشک وہ خسارے میں رہیں گے۔ اور ہر ایک کے لئے الگ الگ درجات ہیں۔ ان کے اعمال کی وجہ سے، اور تاکہ ان کے اعمال کا وہ ان کو پورا بدلہ دے اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔ اور جس دن کہ کافر آگ کے روبرو لائے جائیں گے (کہا جائے گا) تم اپنے مزے اسی دنیا ہی کی زندگی میں اڑا چکے اور ان سے بہرہ مند ہو چکے۔ سو آج کے روز تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی۔ اس وجہ سے کہ تم دنیا میں ناحق تکبر کرتے تھے اور اس وجہ سے کہ تم نافرمان تھے۔

شرح:۔ اہل مکہ اکثر کہا کرتے تھے کہ اگر یہ دین والدین کی یہ شفقت و رحمت خدا کے انعامات میں سے ایک گرانقدر انعام ہے جس کے لئے اس منعم حقیقی یعنی خدا اور منعم مجاز یعنی والدین کا شکریہ انسان کے ذمے بطور قرض باقی رہتا ہے۔ فرمایا جس طرح نیک بندہ وہی ہے جو خدا کا عبادت گزار ہو۔ اسی طرح نیک اولاد وہی ہے جو والدین کی خدمت گزار ہے۔ اور خدا کے نزدیک وہی لوگ قدر و منزلت رکھتے ہیں جو حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ساتھ ساتھ ادا کرتے ہیں۔ برعکس اس کے وہ لوگ جو حقوق اللہ کی ادائیگی میں بھی کوتاہی برتتے ہیں اور مخلوق خدا میں سے اپنے محسنوں اور مربیوں کے حقوق بھی ادا نہیں کرتے بلکہ ان چیزوں کو سرسری اور بے فائدہ خیال کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق ازل سے خدا کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ خسارے میں رہیں گے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ دنیا ایک امتحان گاہ ہے اور انسان کے اعمال اس کا امتحان ہیں۔ جس شخص کے اعمال اچھے ہوں گے اس کے انعام و اکرام میں کوئی کمی نہ کی جائے گی اور جس کے اعمال برے ہیں اس کی سزا میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جس دن ہمارے احکام کی تعمیل نہ کرنے والوں کے سامنے دوزخ کی

آگ کا منظر پیش کیا جائے گا تو ان سے کہا جائے گا کہ تم نے اپنی دنیاوی زندگی کی لذتوں میں اپنے آپ کو غرق کر دیا اور ان سے خوب فائدہ اٹھایا تھا اور اس عذاب کو جو نہایت ذلیل و خوار کر دینے والا ہے کچھ سمجھا ہی نہ تھا سو اپنی بد عملیوں کی وجہ سے آج اس عذاب کا مزہ چکھو۔ اور دنیا میں جو فتنہ و فساد برپا کر رکھا تھا اس کا انجام دیکھو۔

ترجمہ آیات ۲۱-۲۶:- اور یاد کرو عاد کے بھائی (ہود) کو جب کہ اس نے اپنی قوم کو احقاف میں متنبہ کیا اور اس کے پیچھے بہت سے ڈرانے والے گذر چکے کہ تم اللہ کے سوا (کسی کی ہرگز) عبادت نہ کرو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تمہیں قیامت کے بڑے دن کا عذاب نہ ہو۔ انہوں نے کہا کیا تو اس لئے ہمارے پاس آیا ہے کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے پھیر دے۔ سو تو جس عذاب سے ہمیں ڈراتا ہے وہ لے آ اگر تو سچا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ خبر تو اللہ ہی کو ہے اور میں تو تم کو وہی کچھ پہنچاتا ہوں جو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے۔ لیکن میں تم کو جاہل قوم پاتا ہوں۔ پھر جب انہوں نے عذاب کو ابر کی صورت میں اپنے میدانوں کے سامنے آتے دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔ نہیں یہ تو وہ چیز ہے جس کے لئے تم جلدی مچا رہے تھے۔ یہ ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔ (وہ آندھی کیا ہے) اپنے رب کے حکم سے ہر شے کو برباد کر دے گی چنانچہ وہ ایسے ہو گئے کہ ان کے گھروں کے سوا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ اس طرح ہم گنہگاروں کو سزا دیا کرتے ہیں اور ہم نے قوم عاد کو ایسی باتوں کی قدرت بخشی کہ تم کو ان باتوں کی قدرت نہیں دی اور ہم نے ان کو کان' آنکھیں اور دل دیئے۔ مگر ان کے کان' ان کی آنکھیں اور ان کے دل کسی کام نہ آئے جب کہ انہوں نے اللہ کے حکموں کا انکار کیا اور جس چیز کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے وہی ان پر الٹ پڑی۔

شرح:- اس رکوع میں قوم عاد کی تباہی کے حالات بیان کئے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ خدا کی پناہ میں صرف وہی بندے ہوتے ہیں جو حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو منشائے الٰہی کے مطابق ادا کرتے ہیں اور جو کوئی خدا کے مقابلہ میں سرکش اور مخلوق کے حق میں ظالم ہو اس کو ہم بالآخر تباہ و برباد کرتے ہیں اس جگہ عرب کی ایک بڑی زبردست اور ہیبت ناک قوم عاد کی ہلاکت کا تذکرہ ہے۔ فرمایا وہ بھی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پرواہ نہ کرتے اور بڑی منکرانہ و گستاخانہ زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ بالآخر جب وہ لوگ حد سے گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا جھکڑ چلایا جو ان کی بستیوں کی بستیوں کو تباہ کر گیا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ عاد کے بھائی ہود کا قصہ یاد کرو جب اس نے اپنی قوم کو جو وادی احقاف میں رہا کرتی تھی خدا کے عذاب سے ڈرایا۔ اور

کہا کہ بت پرستی چھوڑ دو اور خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو کیونکہ قیامت کے دن بت پرستوں کو بڑا عذاب ہونے والا ہے تو انہوں نے کہا کہ اے ہود! تو ہمیں ہمارے بتوں سے برگشتہ کرنا چاہتا ہے۔ ہم ان کو تو قطعاً "نہ چھوڑیں گے تو جس عذاب سے ہمیں ڈراتا ہے وہ لے آ۔ حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تو میں نہیں جانتا کہ عذاب تم پر کب آئے گا اور کب نہیں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ ایسے مجرموں پر عذاب ضرور نازل ہو گا۔ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے۔ چنانچہ ایک دن ان کے سروں پر ایک بادل سا نمودار ہوا۔ وہ خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ بادل ہم پر برسے گا۔ فی الحقیقت وہ بادل نہ تھا بلکہ ایک عذاب تھا جس کے طلب کرنے میں وہ جلدی کر رہے تھے۔ پس تھوڑے ہی عرصے کے بعد وہ بادل آندھی میں تبدیل ہو گیا۔ جو اس زور سے چلی کہ جب سکون میں آئی تو قوم عاد کا کوئی گھر وہاں نظر نہ آتا تھا۔ ارشاد ہوتا ہے یہ تو ہے ان کی ہلاکت کا عبرت خیز واقعہ اور جو ان کی قوت و طاقت اور جلال و جبروت کا حال پوچھو تو اے اہل مکہ تم ان کے پاسنگ بھی نہیں مگر کوئی چیز ان کے اس وقت کام نہ آئی۔

ترجمہ آیات ۲۷-۳۵:- اور ہم نے تمہارے آس پاس کی بستیاں بھی غارت کی ہیں اور طرح طرح سے اپنی قدرت کی نشانیاں بتلائی ہیں تاکہ وہ باز آئیں۔ پھر کیوں نہ ان بتوں نے ان کی مدد کی جن کو انہوں نے قرب حاصل کرنے کے لئے اللہ کے سوا معبود بنا رکھا تھا بلکہ وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے اور یہ ہے ان کا جھوٹ اور وہ افترا جو یہ باندھتے ہیں اور جبکہ ہم نے آپ کی طرف چند جنوں کو بھیجا کہ وہ قرآن سنیں سو جب وہ اس کے پاس آئے تو کہنے لگے کہ چپ رہو پھر جب قرآن پڑھا جا چکا تو اپنی قوم کی طرف واپس گئے تاکہ ان کو (عذاب سے) ڈرائیں۔ انہوں نے کہا کہ اے ہماری قوم ہم نے ایک ایسی کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد اتاری گئی ہے جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے حق کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اور سیدھی راہ دکھاتی ہے۔ اے ہماری قوم! اللہ کی طرف بلانے والے کی پکار سنو اور اس پر ایمان لے آؤ۔ اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے گا۔ اور جو اللہ کی طرف بلانے والے کی بات کو نہیں مانتا وہ زمین میں خدا کو عاجز نہیں کر سکتا اور نہ خدا کے علاوہ کوئی اس کا دوست ہو سکتا ہے یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا

کیا اور ان کے پیدا کرنے میں ذرا نہیں تھکا وہ ان کے زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ بلکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور جس دن کافروں کو آگ کے سامنے لایا جائے گا۔ (ان سے پوچھا جائے گا) کیا یہ برحق نہیں! کہیں گے کیوں نہیں، ہمارے رب کی قسم! حکم ہوگا پھر اپنی کفر کے بدلے (اب) عذاب کا مزہ چکھو۔ سو آپ صبر سے کام لیں جس طرح عالی ہمت رسولوں نے صبر کیا اور ان کے معاملہ میں جلدی نہ کیجئے۔ کیونکہ یہ لوگ جس دن اس چیز کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے (سو ان کو ایسا معلوم ہوگا کہ) وہ دن میں ایک گھڑی بھر ہی رہے تھے۔ اس پیغام کا پہنچا دینا (آپ کا کام) ہے۔ اب جو ہلاک ہوں گے تو بدکار ہی ہوں گے۔

شرح:۔ اب اہل مکہ سے خطاب ہوتا ہے کہ تم نے اپنے اردگرد چاروں طرف دیکھ لیا کہ ہم نے کتنے نافرمانوں کی بستیاں ہلاک کردی ہیں جنوب میں قوم عاد کی بستیاں الٹی ہوئی پڑی ہیں۔ شمال مغرب میں ثمود کی بستیاں اجڑی پڑی ہیں اسی طرح شام کو جاتے ہوئے تم قوم لوط کی بستیوں کے کھنڈر دیکھتے ہو کیا ان میں تمہارے لئے کافی سبق نہیں ہے؟ اگر وہ نہیں رہیں تو کیا تم ہمیشہ رہو گے اور اگر ایک دن تمہیں سفر آخرت اختیار کرنا ہے تو بلا سازو سامان کیوں کرتے ہو۔ دیکھو جن بتوں کی تم پوجا کرتے ہو وہ بھی انہی بتوں کی پوجا میں مصروف تھے پھر کیا ان دیوتاؤں نے انہیں عذاب الٰہی سے بچالیا؟

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ کے باہر ایک وادی میں جس کا نام بطن نخلہ ہے عشاء کے بعد قرآن مجید پڑھ رہے تھے کہ نوجن اس طرف آپہنچے اور دلکش آواز اور موثر مضامین کو سن کر وہیں ٹھہر گئے اور اس قدر متاثر ہوئے کہ ایمان لے آئے۔ انہوں نے واپس جاکر اپنے ہم جنسوں میں قرآن اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ ہم تو ایمان لے آئے ہیں تم بھی مسلمان ہو جاؤ۔ علاوہ ازیں اور جو کچھ کہا وہ ترجمہ سے بخوبی ظاہر ہے یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا جن بھی کوئی ایسی مخلوق ہے جیسے ہم لوگ۔ جہاں تک قرآن اور حدیث کا تعلق ہے ہم لوگ کسی طرح جنوں کے وجود سے انکار نہیں کر سکتے اس کے علاوہ بزرگان دین سے بھی کئی روائتیں سن چکے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض جنوں نے علماء کرام سے آکر علوم دینیہ بالخصوص قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی ہے۔ مگر فلسفہ جدید

جنوں کے وجود کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ تسلیم کرنا تو درکنار ان کے وجود کو ہنسی اور مذاق میں اڑاتا ہے۔ فلسفہ جدید یورپ کی پیداوار ہے اور آج کل کا تعلیم یافتہ مسلمان بھی قرآن و حدیث کو چھوڑ کر یورپ ہی کے رنگ میں رنگا جا رہا ہے۔ اس واسطے انگریزی خواں مسلمان الا ماشاء اللہ جنوں کے وجود سے کسی نہ کسی طرح انکار ہی کرتے ہیں۔ مگر اس کا کیا علاج کہ جنوں کے متعلق بیشمار تجربے ہیں جن کی تکذیب آسان نہیں اہل مکہ کو اس واقعہ سے یہ سمجھانا مقصود ہے کہ تم لوگ کیوں نہیں مانتے جبکہ جنوں نے بھی اسلام کی حقانیت کو تسلیم کر لیا ہے۔ سنو وہ جو آسمان و زمین کے پیدا کرنے والا ہے اور اتنی کثیر التعداد اور عظیم الشان مخلوق کے پیدا کرنے سے نہیں تھکا کیا وہ ان کو نیست و نابود کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ کیا جو برتن بنا سکتا ہے وہ اسے توڑ نہیں سکتا اور اگر ایسا ممکن ہے تو پھر تمہیں روز آخرت کے تسلیم کر لینے میں کیا عذر اور کیا اعتراض باقی ہے اس کے بعد حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو حکم دیا گیا ہے کہ یہ آپ کی مساعی کا ابتدائی زمانہ ہے اس لئے صبر و ہمت سے کام لیجئے جیسا کہ آپ سے قبل دیگر انبیائے کرام کرتے رہے ہیں۔ ہر ایک کام بتدریج ہوتا جائے گا اور جن لوگوں میں نیکی کے قبول کرنے کی کچھ بھی صلاحیت باقی ہے وہ ضرور اسلام کو قبول کر لیں گے۔ صرف بدکار ہی محروم رہیں گے۔ سو ان کو ہلاک و برباد کر دیا جائے گا۔

(۶۷) سورۃ الذریت (۵۱)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ساٹھ آیات اور تین رکوع ہیں۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۲۳:۔ قسم ہے ان ہواؤں کی جو خاک اور بادلوں کو اڑا کر بکھیرتی ہیں۔ پھر قسم ہے ان ہواؤں کی جو (مینہ کا) بوجھ اٹھاتی ہیں۔ قسم ہے ان کی جو نرمی سے چلتی ہیں۔ پھر قسم ہے ان کی جو حکم کے مطابق بانٹنے والی ہیں۔ کہ تم سے جو کچھ وعدہ کیا گیا ہے وہ سچ ہے اور یہ کہ محاسبہ اعمال ضرور واقع ہوگا اور قسم ہے آسمان کی جس میں راستے ہیں کہ بلاشبہ تم جھگڑے کی بات میں پڑے ہو۔ اس حقیت سے وہی پھرتا ہے جو ازل سے

محروم ہے۔ مارے جائیں اٹکلیں دوڑانے والے وہ لوگ جو غفلت میں پڑے (خدا کو) بھولے ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ محاسبہ کا دن کب واقع ہوگا۔ جس دن کہ وہ آگ پر رکھے جائیں گے۔ (کہا جائے گا کہ) اپنی شرارت کا مزہ چکھو یہی ہے وہ عذاب جس کے لئے جلدی کر رہے تھے۔ بلاشبہ پرہیزگار لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ جو کچھ ان کا رب ان کو دے گا وہ اسے لیتے ہوں گے کیونکہ وہ اس سے پہلے نیک کردار تھے۔ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے اور صبح کو (اپنے گناہوں کی) معافی مانگا کرتے تھے اور ان کے مالوں میں سوال کرنے والے اور نہ مانگنے والے مفلسوں کا حق تھا۔ اور یقین کرنے والوں کے واسطے زمین میں بہت سے نشانات ہیں۔ اور خود تمہارے اندر بھی کیا تم ان کو نہیں دیکھتے اور آسمان میں تمہاری روزی ہے اور وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے سو آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم! جس طرح تمہارا بولنا برحق ہے اسی طرح یہ (روز جزا کا آنا) بھی برحق ہے۔

شرح:- گزشتہ سورۃ میں نہایت پختہ دلائل کے ذریعے سے انسان کو حشر و نشر اور توحید و نبوت کا قائل کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ مگر جہلا کا دماغ دلائل کو سوچنے سے اکثر عاری ہوتا ہے لہٰذا موثر ترین طریقہ یہی ہے کہ جس طرح مخاطب خود اوروں کو قائل کرنے یا اوروں کو اپنا مافی الضمیر سمجھانے کے لئے بات کیا کرتا ہو وہی طریق اس سے بات کرنے کے لئے اختیار کیا جائے۔ ہم جیسا کہ قبل ازیں ذکر کر چکے ہیں۔ عربوں میں دستور تھا اور اب بھی ہے کہ ان کے ہاں جو چیز بڑی ہی محترم ہوتی اس کی قسم کھا کر بات کرتے۔ مخاطب کو یقین ہو جاتا کہ متکلم جو کچھ کہہ رہا ہے درست ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کا عقیدہ تھا کہ جو کوئی جھوٹی قسم کھائے وہ برباد ہو جاتا ہے۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے سمجھانے کے لئے وہی طریقہ اختیار کیا ہے جو عربوں کا فقط اپنا محبوب طریقہ تھا اور ایسے انداز میں بات کی ہے کہ ان کو جھٹلانے کی جرات ہی نہ ہو سکتی تھی۔ یہاں چار چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے۔ چاروں چیزوں سے مراد جو چار ہوائیں ہیں یعنی ذاریات "وہ ہوائیں جو غبار اڑاتی ہیں" جن سے اخیر میں بادل پیدا ہوتے ہیں اور حاملات و قر بوجھ اٹھانے والی ہوائیں جو بادلوں کو لئے پھرتی ہیں جو پانی کے خزانے ہیں اور اسی لئے بادلوں کو بوجھل کہا گیا ہے اور "الجاریات یسرا" سے مراد وہ ہوائیں

ہیں جو بارش کے بعد چلتی ہیں۔ اور "المقسمات امراً" سے وہ ہوائیں ہیں جو بادلوں کو برسنے کے بعد ادھر ادھر لیجاکر پانی تقسیم کر دیتی ہیں۔ ہلکی ہلکی اور خوش آئند۔ بعض کہتے ہیں کہ ان سب سے ملائکہ مراد ہیں جو ان خدمات پر مامور ہیں۔

اس کے بعد اس چیز کی قسم کھائی ہے جو تمام کرۂ ارض اور جمیع عناصر کو محیط ہے یعنی ایسے آسمان کی قسم کہ جس میں ستاروں کی مختلف راہیں سی نظر آتی ہیں۔ کہ اے منکران حق! تم خود اختلاف میں پڑے ہوئے ہو۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے نبی! آپ سے یا قرآن سے وہی اختلاف کرتا ہے جس کو اس کی برائیوں کی وجہ سے قضاو قدر نے شبہ کے ظلمات میں ڈال رکھا ہو۔ فرماتا ہے لعنت ہے ان اٹکلیں دوڑانے والوں پر جو غفلت میں پڑے ہیں اور آخرت کو بھولے ہوئے ہیں اور از راہ تمسخر پوچھتے ہیں کہ روز جزا کب ہوگا۔ ان سے کہہ دیجئے کہ یہ وہی دن ہوگا جب تم کو دوزخ کی آگ میں ڈالا جائے گا۔

اس کے بعد نیکو کاروں اور متقی لوگوں کا کچھ حال بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ جو لوگ دنیاوی زندگی کے دوران میں نیک کام کرتے ہیں اور راتوں کو جاگ کر ہماری عبادت کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں مسکینوں اور محتاجوں پر خرچ کرتے ہیں۔ یہ لوگ ہمارے نشانات حق کو دیکھ کر اور خود اپنے اندر قیاس کر کے ہم پر ایمان لے آتے ہیں۔

ترجمہ آیات ۲۴-۴۶: کیا تمہیں ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر ہے۔ جب وہ اس کے پاس آئے تو انہوں نے اس کو السلام علیکم کہا۔ ابراہیم نے کہا کہ اے اجنبیو وعلیکم السلام۔ پھر اپنے گھر کی طرف دوڑے اور گھی میں بھنا ہوا ایک بچھڑا لے آئے اور ان کے پاس رکھ دیا اور کہا کہ تم کیوں نہیں کھاتے (جب انہوں نے اسے نہ کھایا) اس کو ان سے خوف معلوم ہوا انہوں نے کہا کہ ڈرو نہیں اور اس کو ایک دانا لڑکے کی خوشخبری دی۔ سو (اس کی بیوی) بولتی پکارتی آئی اور اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر کہنے لگی کہ کیا ایک بانجھ بڑھیا لڑکا جنے گی؟ انہوں نے کہا کہ آپ کے رب نے ایسا ہی کہا ہے بیشک وہ حکمت والا علم والا ہے۔ ابراہیم نے کہا کہ اے رسولو! تمہارا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم گنہگار لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ کہ ہم ان پر کنکر کے پتھر برسائیں۔ جو تمہارے پروردگار کے یہاں ان لوگوں کے لئے متعین ہو چکے ہیں۔ جو حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ سو ہم نے

اس بستی میں جتنے ایماندار تھے سب کو نکال کر علیحدہ کر لیا اور ہم نے وہاں مسلمانوں کے ایک گھر کے سوا کوئی گھر مسلمانوں کا نہ پایا اور ہم نے اس گاؤں کو ان لوگوں کے لئے جو درد ناک عذاب سے ڈرتے ہیں بطور عبرت کے باقی رکھا اور موسیٰ (کے قصے) میں بھی عبرت ہے جبکہ ہم نے اس کو فرعون کی طرف روشن دلائل دے کر بھیجا اور اس نے اپنے لشکروں سمیت منہ پھیر لیا اور کہا کہ یہ تو جادوگر ہے یا دیوانہ ہے۔ لہٰذا ہم نے اس کو اور اس کے لشکروں کو پکڑا اور ان کو سمندر میں پھینک دیا۔ کہ وہ برے کاموں کا مرتکب تھا اور عاد (کے حالات) میں بھی عبرت ہے جبکہ ہم نے ان پر سخت آندھی بھیجی۔ جس چیز پر سے اس ہوا کا گذر ہوا اس کو اس نے ریزہ ریزہ کر کے چھوڑا اور اسی طرح ثمود کے قصے میں بھی عبرت ہے جبکہ ان سے کہا گیا تھا کہ ایک وقت تک فائدہ اٹھالو۔ مگر انہوں نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔ سو ان کو دیکھتے ہی دیکھتے ایک کڑک نے آپکڑا۔ پھر نہ تو وہ اٹھنے کی تاب لا سکے اور نہ وہ بدلہ لے سکے اور نوح کی قوم کو پہلے ہی ہم ہلاک کر چکے تھے کیونکہ وہ ایک بدکار قوم تھی۔

شرح:۔ اس رکوع میں نیکو کاروں کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے۔ قصہ یہ تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک شام میں آرہے تھے اور حضرت لوط علیہ السلام جو ان کے بھتیجے تھے وہ بھی ساتھ ہی آئے تھے۔ چنانچہ حضرت لوط نے سدوم و عمارہ وغیرہ بستیوں میں سکونت اختیار کرلی۔ حضرت ابراہیم کی عمر ۸۶ برس کی تھی کہ ان کے گھر حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے مگر دوسری بیوی سارہ کے بطن سے کوئی اولاد نہ تھی۔ وہ اولاد کی امید میں ضعیفہ ہو گئیں اور اپنے بے اولاد ہونے کا بڑا غم کیا کرتی تھیں۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے۔ دوپہر کا وقت تھا کہ مہمانوں کی صورت میں چند فرشتے نمودار ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ تاڑ کر کہ مسافر ہیں کھانا کھانے کی دعوت دی اور ایک بچھڑا بھون کر ان کے سامنے لا رکھا انہوں نے کھانے سے انکار کیا۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام ڈر گئے کہ ہو نہ ہو یہ دشمن ہیں۔ کیونکہ اس زمانے میں کوئی شخص اپنے دشمن کے گھر کھانا نہیں کھایا کرتا تھا۔ بہرحال فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تسلی دی اور ساتھ ہی ایک بڑے صاحب علم بیٹے کے تولد کی خوشخبری دی۔ گو اس لڑکے کا نام کہیں صراحت سے ذکر نہیں مگر تمام آیات کے مجموعے

اور دیگر مقامات کو ساتھ ملا کر پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیٹا اسحٰق (علیہ السلام) تھا۔
حضرت سارہ نے اس خوشخبری کو سنا تو بطور تعجب کے ہنس پڑیں اور کہا کہ کیا بانجھ اور وہ بھی بڑھیا عورت کے ہاں بیٹا پیدا ہو سکتا ہے ان فرشتوں نے جواب دیا کہ ہاں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ خدا کا یہی حکم ہے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تمہارے بھیجے جانے کا کیا مطلب تھا اور تم کہاں اور کس لئے جا رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حکم ہوا کہ ہم لوط کی قوم پر پتھر برسا کر ان کو ہلاک و برباد کر دیں۔ کیونکہ انہوں نے نافرمانی کی حد کر دی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا کہ کیا لوطؑ اور اس کے خاندان کو بھی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں ایمانداروں کو وہاں سے نکال لیا جائے گا چنانچہ وہ وہاں گئے اور ان بستیوں کو ہلاک کر دیا۔ اور وہاں حضرت لوط علیہ السلام کے ایک گھر کے سوا کوئی گھر نہ تھا جس میں بد فعلی نہ ہوتی ہو۔ پس اس گاؤں کے کھنڈرات عذاب خدا سے ڈرنے والوں کے لئے مدتوں عبرت کا نشان بنے رہے۔ آج بھی قوم لوط کا سا فعل کرنے والوں پر اکثر مقامات پر زلزلے کی صورت میں پتھروں کی بارش ہوتی ہے تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں۔
ارشاد ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں بھی نافرمانوں کے لئے عبرت کا سامان موجود ہے جب ان کو فرعون کی طرف بھیجا گیا اور بیشمار معجزات دکھانے پر بھی وہ لوگ ایمان نہ لائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر اور دیوانہ بتایا تو ہم نے فرعون اور اس کے لشکروں کو دریا میں غرق کر دیا۔ غرق ہوتے وقت وہ بے حد نادم و پشیمان ہوئے مگر اس وقت کی پشیمانی کس کام اس کے بعد عاد اور ثمود کے قصص کی طرف خفیف سا اشارہ ہے کہ عاد کو ایک ایسی سخت آندھی کے ذریعے ہلاک کیا گیا کہ وہ آندھی جہاں سے گزری وہاں کی ہر شے کو ریزہ ریزہ کر گئی۔ اسی طرح قوم ثمود نے بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں کی نافرمانی کی سو ان کو ایک زبردست کڑک سے ہلاک کر دیا گیا۔ ان واقعات کو اس سے قبل کئی ایک مقامات پر تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے۔ پھر قوم نوح کی بربادی کا ذکر کر کے ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے ان نافرمانوں کو جب ہلاک کیا۔ تو کوئی بھی ان کی مدد و اعانت کے لئے آنے والا نہ تھا یہ سب واقعات اس لئے بیان ہوئے ہیں کہ موجودہ زمانے کے لوگ متنبہ ہو جائیں کہ اگر ان لوگوں نے بھی ان نافرمان قوموں کے نقش قدم پر چلنا شروع کیا تو ان کو بھی اسی طرح کسی نہ کسی عذاب میں گرفتار کر کے ہلاک و برباد کر دیا جائے گا۔

ترجمہ آیات ۴۷-۶۰:- اور آسمان کو ہم نے اپنی قدرت سے بنایا اور بلاشبہ ہم
وسعت والے ہیں اور زمین کو ہم نے بچھا دیا سو ہم کتنے اچھے بچھانے والے ہیں۔ اور ہر ایک
چیز کا ہم نے جوڑا پیدا کیا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔ پس (اے نبی لوگوں سے کہہ دیجئے کہ)
اللہ کی طرف دوڑو میں تم کو اس کی طرف سے صاف صاف ڈرانے والا ہوں اور اللہ کے
ساتھ اور معبود نہ ٹھہراؤ۔ میں اس کی طرف سے تم کو صاف طور پر ڈرانے والا ہوں۔ اسی
طرح ان سے پہلے لوگوں کے پاس جب کبھی کوئی پیغمبر آیا انہوں نے یہی کہا کہ وہ جادوگر ہے
یا دیوانہ ہے۔ کیا وہ ایک دوسرے کو یہی وصیت کر کے مرے ہیں (وصیت تو کیا کریں گے)
بلکہ یہ لوگ وہ سرکش اور شریر ہیں۔ سو آپ ان کی طرف التفات نہ کیجئے (کیونکہ اب) آپ پر
کوئی الزام نہیں ہے۔ اور لوگوں کو سمجھاتے رہئے کیونکہ ایمان والوں کو یہ سمجھانا مفید رہتا
ہے اور میں نے جن و انسان کو اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ میں ان سے رزق نہیں
چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھ کو کھانا کھلائیں۔ یقین رکھو کہ اللہ ہی روزی دینے والا
قوت والا زور آور ہے۔ سو ان گنہگاروں کی بھی ایک باری مقرر ہے جس طرح ان کے
ساتھیوں کی باری مقرر تھی۔ لہٰذا وہ اب مجھ سے جلدی نہ کریں۔ بربادی ہے ان لوگوں کے
لئے جنہوں نے اس دن کا انکار کیا جس دن کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔

تشریح:- اس رکوع میں اپنی خدائی کے ثبوت میں توحید رسالت اور گناہوں کے نتیجہ کو
پیش فرمایا ہے پہلی بات پر تین دلیلیں لائی گئی ہیں۔ اول یہ کہ ہم نے آسمان بنایا۔ دوسری یہ
کہ ہم نے زمین کو بچھونے کی طرح بچھایا اور تیسری یہ کہ ہم نے ہر ایک چیز کا جوڑا پیدا کیا۔
ان چیزوں کو اپنی خدائی اور یکتائی کی دلیل قرار دے کر یہ بات سمجھائی ہے کہ یہ چیزیں اس
گھر کی زینت اور آرائش کا سامان ہیں مگر تمہاری یہ زندگی محض چند روزہ ہے لہٰذا تمہیں
چاہئے کہ مرنے سے پہلے پہلے دوڑ کر اس کی طرف رجوع کرو۔ اور اس کی نافرمانی کے نتائج
و عواقب سے ڈرو۔ اس کے ساتھ کسی دوسرے کو عبادت میں شریک نہ کرو۔ اور بت
پرستی چھوڑ دو۔ یہ توحید کا بیان ہے اس کے بعد حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے فرمایا ہے کہ
جس طرح کے لوگوں سے آپ کو واسطہ پڑا ہے ایسے ہی وہ لوگ تھے جن کی طرف اس سے
قبل ہم نے رسول بھیجے ہیں اور وہ بھی اپنے اپنے رسولوں کو جادوگر یا دیوانہ بتاتے رہے ہے۔ یہ
لوگ نافرمانی کے معاملہ میں اس درجہ اپنے گزشتہ بزرگوں سے ملتے جلتے ہیں۔ گویا وہ مرتے

وقت ان کو وصیت کر گئے تھے کہ دیکھا ہمارا عقیدہ اور عمل یہ تھا اور تم کو بھی اسی پر چلنا ہوگا۔ سو آپ کا کام صرف اتنا ہے کہ تبلیغ حق کے بعد ان لوگوں سے بے پرواہ ہو جائیں جو مخالفت کرتے ہیں اور کسی طرح راہ حق پر نہیں آتے اور ایمان لانے والوں کو وعظ و نصیحت کرتے رہے۔ فرمایا کیا جن اور کیا انسان ہم نے سب مخلوق کو اسی غرض کے لئے پیدا کیا ہے کہ وہ ہماری فرمانبرداری کریں۔ فرمایا ہم نہ تو اپنی مخلوق سے کوئی روزی مانگتے ہیں اور نہ ان سے کھانے کے طلبگار ہیں کیونکہ یہ چیز تو خود ہم اپنی مخلوق کو دیتے ہیں۔

(۶۸) سورۃ الغاشیہ (۸۸)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں چھبیس آیات اور ایک رکوع ہے۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ معہ شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ:۔ کیا آپ کو اس چھپا لینے والی (مصیبت) کے حالات (بھی) معلوم ہوئے ہیں۔ اس دن کتنے ہی چہرے رسوا ہوں گے۔ طرح طرح کی مشقتیں کر رہے ہوں گے اور تھکے ہوئے ہوں گے۔ یہ لوگ (دوزخ کی) دھکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔ ان کو ایک کھولتے ہوئے چشمے سے (پانی) پلایا جائے گا۔ کانٹوں کے سوا ان کے لئے کوئی کھانا نہ ہوگا جو نہ (بدن) کو موٹا کرے گا اور نہ بھوک سے ہی بچائے گا۔ کتنے ہی چہرے اس دن تر و تازہ ہوں گے اور اپنی مساعی پر بڑے خوش ہوں گے۔ بہشت بریں میں رہیں گے وہاں کوئی بیہودہ بات نہ سنیں گے۔ وہاں چشمے بہہ رہے ہوں گے۔ اس میں اونچے اونچے تخت (بچھے) ہوں گے۔ اور آبخورے (چنے ہوئے) رکھے ہوں گے۔ اور گاؤ تکیے ایک قطار میں لگے ہوں گے اور سفید مسندیں (جگہ جگہ بچھی) ہوئی ہوں گی۔ کیا یہ لوگ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ ان کو کیسے بنایا گیا ہے اور آسمان کی طرف نہیں دیکھتے کہ اس کو کیسا بلند کیا گیا ہے اور پہاڑوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ ان کو کس طرح قائم کیا گیا ہے اور زمین کی طرف نہیں دیکھتے کہ اس کو کس طرح بچھا دیا گیا ہے۔ پس آپ سمجھاتے رہیں در حقیقت آپ تو سمجھانے والے ہیں۔ آپ ان پر داروغہ نہیں ہیں مگر جو روگردانی کرے

اور انکار تو اس کو اللہ بہت بڑا عذاب دے گا۔ بلاشبہ ان سب کو ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ پھر ان سے حساب لینا بھی ہمارا ہی کام ہے۔

شرح:- حدیث الغاشیہ سے مراد قیامت کا تذکرہ ہے فرمایا قیامت کا حال کیا پوچھتے ہو وہ کوئی ایسا واقعہ نہیں جس کو انسان آسانی کے ساتھ برداشت کر سکے۔ اس دن کئی چہرے ایسے ہوں گے جو اپنے گزشتہ اعمال کو دیکھ کر جو انہوں نے دنیا میں کئے ہوں گے نادم و پریشان ہوں گے اور شرم و ندامت کے مارے سر نیچے جھکائے ہوئے ہوں گے بعض لوگ ایسے ہوں گے جو دنیا میں اپنے خیال کے مطابق نیک اعمال کر کے تھک چکے ہوں گے مگر یہاں آئیں گے تو یہ دیکھ کر مایوس ہوں گے کہ ان کا کیا کرایا سب اکارت گیا۔ کیونکہ ان کی عبادت جسم بلا روح سے مشابہت رکھتی تھی۔ وہ عبادت کا منشا اہل دنیا کی واہ واہ اور ظاہرداری ہی خیال کرتے تھے انہوں نے اللہ کی عبادت کو اپنی دنیاوی اغراض کے لئے استعمال کیا اور فائدہ اٹھا لیا لہٰذا آخرت کی کوئی جزا ان کو مل نہیں سکتی۔ ان کا اعمالنامہ نیکیوں سے خالی ہوگا اور دوزخ کی آتش سوزاں کا ایندھن بنائے جائیں گے ان کا کھانا ذلت و حرمان نصیبی کا کھانا ہوگا جس کو دنیا میں وہ استعمال میں لانا تو در کنار دیکھنا بھی پسند نہ کرتے تھے۔ مثلاً" کھولتا ہوا پانی پینے کو اور خار دار جھاڑیاں کھانے کو جو نہ بھوک کو کم کرے نہ بقائے حیات کا موجب ہو مگر اس کے برعکس بعض لوگ نہایت ہشاش بشاش اور مسرور نظر آئیں گے وہ دیکھیں گے کہ ان کی مساعی بیکار نہیں گئی۔ یہ وہ خوشی ہوگی جو کسی عقلمند انسان کو زیادہ سے زیادہ حاصل ہو سکتی ہے۔ اب ان کا مقام بہشت بریں ہوگا جہاں دنیا کی لغویات کو قطعاً" کوئی دخل نہ ہوگا۔ ان کو پینے کا پانی ایک جاری چشمہ سے دیا جائے گا۔ جس کا وصف انتہائی درجے کی صفائی پاکیزگی اور لذت ہوگا۔ جنت میں ان کے لئے جابجا آرام گاہیں ہوں گی اور زینت و آرائش کے تمام وہ سامان مہیا ہوں گے جو ذہن انسانی میں آسکتے ہیں فرمایا لوگو! کیا تم ہمارے مظاہر قدرت کو نہیں دیکھتے اور ان کو دیکھ کر تم نہیں سمجھ سکتے کہ ہم ہر بات پر قادر ہیں اور اگر ہم نے اس کائنات کو پیدا کیا ہے تو اس کو برباد بھی کر سکتے ہیں۔ ذرا اونٹ کی طرف دیکھو کہ اس کی پیدائش کس طرح ہوئی اور اس میں تمہارے لئے کیا کیا فائدے مرکوز ہیں۔ پھر آسمان کی طرف دیکھو کہ کس طرح بے ستون چھت کی طرح کھڑا ہے اور اس کے چراغ کس طرح تمہیں بجلی کی روشنی سے

کہیں زیادہ روشنی بلا قیمت مہیا کرتے ہیں پہاڑوں کو دیکھو کہ وہ کیسے میخوں کی طرح زمین میں گڑے ہوئے ہیں اور تم ان سے کتنا فائدہ اٹھاتے ہو۔ پھر سطح ارضی پر غور کرو اور دیکھو کہ وہ کس طرح پھیلی ہوئی ہے اور تم اس پر کس طرح رہتے سہتے۔ کس طرح اس میں کھیتی باڑی کرتے اور کیا کیا فائدے اٹھاتے ہو۔ کیا یہ چیزیں کافی نہیں کہ تمہیں ہماری طرف متوجہ کر سکیں۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے ارشاد ہوتا ہے کہ آپ اپنا فریضہ تبلیغ ادا کئے جائیں اور یہ خیال نہ کریں کہ کوئی ایمان لاتا ہے یا نہیں کیونکہ زبردستی کسی کے دل میں ایمان بٹھا دینا آپ کا کام نہیں آپ کا کام محض ہمارے احکام کو عمدہ طریقے سے سنا دینا اور متواتر سناتے رہنا ہے کوئی مانے یا نہ مانے اور گو آپ ان پر کوئی زبردستی نہیں کرسکتے مگر وہ ہماری زد سے بچ نہیں سکتے اور ممکن نہیں کہ آپ سے منہ موڑ کر ہمارے عذاب کی گرفت سے بچ سکیں۔ فرمایا اے اہل عالم یاد رکھو کہ تم کو اس جہان سے گذر کر ہماری ہی طرف آنا ہے۔ اور پھر اس زندگی کے نیک و بد کا حساب تم کو دینا ہے۔ ذرا اتنی سی بات کو اپنے ذہن میں جگہ دے دو اور پھر جو چاہو سو کرو۔

(۶۹) سورۃ الکھف (۱۸)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو دس آیتیں اور بارہ رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ بمعہ شرح کے قارئین حضرات کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۱-۱۴:- تمام حمد و ثنا اللہ (ہی) کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی۔ اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی۔ راست اور ٹھیک تاکہ وہ لوگوں کو اس کے ہاں کے سخت عذاب سے ڈرائے اور ان ایمان لانے والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں خوشخبری سنائے کہ ان کے لئے عمدہ اجر ہوگا۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کو بھی ڈرائے جنہوں نے کہا کہ اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے۔ ان کو اس کا کچھ بھی علم نہیں اور نہ ان کے باپ دادوں کو ہے۔ (یہ) جو بات ان کے منہ سے نکلی ہے بڑی ہی سخت ہے۔ بلاشبہ یہ

سراسر جھوٹ کہہ رہے ہیں۔ کہیں یہ نہ ہو کہ آپ ان کے پیچھے افسوس کرتے کرتے اپنے تئیں ہلاک کر ڈالیں۔ اگر یہ اس بات (یعنی قرآن پر) ایمان نہ لائیں جو کچھ روئے زمین پر ہے ہم نے اس کی زینت کی خاطر پیدا کیا ہے تاکہ ہم آزمائیں کہ ان میں سے کون اعمال کی رو سے اچھا ہے۔ اور جو کچھ زمین پر ہے ہم اسے بنجر میدان بنا دینے والے ہیں۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ اصحاب کہف و رقیم ہماری قدرتوں میں سے ایک عجیب چیز تھی۔ جب نوجوان غار کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ خدایا! تو اپنے ہاں سے رحمت عطا کر۔ اور ہمارے کام میں ہمیں کامیابی مہیا کر۔ سو ہم نے کئی سال کے لئے غار میں انہیں کان تھپک کر سلائے رکھا۔ پھر ہم نے انہیں جگا اٹھایا تاکہ معلوم کریں کہ دونوں گروہوں میں سے کس کو وہ مدت اچھی طرح یاد ہے جو انہوں نے وہاں گزاری۔

شرح:۔ کہف پہاڑ کی کھوہ یا غار کو کہتے ہیں کسی زمانہ کا ذکر ہے کہ چند پاک باطن نوجوان اپنے زمانہ کے فسق و فجور اور شرک و بت پرستی سے تنگ آ کر پہاڑ کی ایک کھوہ میں جا کے رہے تھے اور حکمت الٰہی سے وہیں کوئی ۳۰۹ سال سوئے رہے تھے بعد ازاں قادر مطلق نے اُن کو پھر خواب راحت سے جگایا اور دنیا کو دکھایا کہ خدائے یگانہ ہر بات پر قادر ہے۔ یہ قصہ باختلاف روایات میں لوگوں میں متداول تھا۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے اور اہل عرب سمجھتے تھے کہ یہ قصہ صحیح طور پر صرف پرانی کتابوں میں ہی مذکور ہے جن تک حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی رسائی نہیں لہٰذا آپ سے پوچھا گیا کہ آپ سچے نبی ہیں اور ہر بات کی اطلاع براہ راست خدا کے حضور سے آپ کو ہوتی ہے تو آپ اصحاب کہف کا قصہ بلا کم و کاست ہم سے بیان کیجئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی درخواست پر ان نوجوانوں کا قصہ اس سورۃ میں بیان فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ اس سورۃ کا نام سورۃ الکہف رکھا گیا۔

ارشاد ہوتا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے اس کتاب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے اور اس کی تعلیمات کو بالکل سیدھا اور آسان رکھا ہے جن میں کسی طرح کی کجی یا دشواری نہیں۔ وہ لوگ جو شرک کرتے ہیں اور خدا کو بھی انسان کی طرح دوسروں کے سامنے مجبور سمجھتے ہیں۔ ان کو یہ قرآن عذاب دوزخ سے ڈراتا ہے فرماتا ہے۔ شرک کرنے والے اس واسطے شرک کرتے ہیں کہ ان کو حقیقت توحید کا علم ہی

نہیں ہوتا اور جن بڑوں کی وہ تقلید کرتے ہیں وہ بھی علم توحید سے محض کورے ہوتے ہیں ایسی باتیں جو ان کے منہ سے نکلتی ہیں وہ سراسر جھوٹ اور جھوٹ پر مبنی ہوتی ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں کی حالت پر تاسف نہ کریں اگر یہ قرآن پر ایمان نہیں لاتے تو ان کو جانے دیں۔ یہ لوگ دنیاوی زیب و زینت کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور ایک طرح کے امتحان سے دوچار ہیں۔ یاد رکھو کہ دنیا کی ہر زیب و زینت بالآخر ملیامیٹ ہو جائے گی۔ فرمایا۔ اصحاب کہف ہمارے نشانات قدرت میں سے ایک عجیب نشان تھے وہ جب دنیا کے مظالم سے تنگ آ کر پہاڑ کی کھوہ میں گئے تو دعا کرنے لگے۔ کہ خدایا ہم پر اپنی مہربانی کر اور ہمارے کام سنوار دے۔ پس ہم نے ان کو اسی غار میں کئی سال تک سلائے رکھا اور پھر انہیں جگایا۔ تاکہ دیکھیں کہ آیا ان کو یا ان کے بعد آنے والی نسلوں کو کچھ ان کے حالات یاد ہیں یا نہیں۔

ترجمہ آیات ۱۳-۱۷:- ہم آپ کو بالکل صحیح صحیح ان کا قصہ سناتے ہیں وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لے آئے تھے اور ہم نے ان کو (مرتبہ) ہدایت میں اور بڑھا دیا اور ان کے دلوں پر ہم نے (صبر و استقامت کی گرہ) لگا دی جب وہ (اعلان حق کے لئے) اٹھ کھڑے ہوئے تو کہنے لگے کہ ہمارا رب وہی ہے جو آسمانوں کا اور زمین کا رب ہے ہم اس کے سوا کسی دوسرے معبود کو ہرگز نہیں پکاریں گے۔ اگر ہم ایسا کریں تو (گویا) ہم نے بڑی ہی بیجا بات کہی۔ یہ ہماری قوم کے لوگ ہیں جنہوں نے اس کے سوا اور کئی معبود بنا رکھے ہیں۔ بھلا یہ ان کے معبود ہونے پر کیوں کوئی واضح دلیل پیش نہیں کرتے۔ سو جو شخص اللہ پر جھوٹ افترا کرے اس سے زیادہ کون ظالم ہے اور جب تم نے ان کو اور جن کو وہ خدا کے سوا پوجتے ہیں چھوڑ دیا تو غار میں چل رہو (جہاں) تمہارا رب تم پر اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے کام میں سہولت مہیا کر دے گا۔ اور تم سورج کو دیکھتے ہو جب طلوع ہوتا ہے تو ان کی غار سے داہنے ہاتھ کی طرف بچتا ہوا جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو ان سے بائیں ہاتھ کی طرف کترا کر نکل جاتا ہے اور وہ اس کے بیچ میں تھے۔ (یہ چیز) اس کے عجائبات قدرت میں سے ہے جس کو اللہ ہدایت سے بہرہ مند کرے وہی ہدایت پاتا ہے اور جسے گمراہ کرے تو تم اس کے لئے کوئی دوست رہنما نہ پاؤ گے۔

شرح:- فرمایا وہ لوگ جو مجھ یگانہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور یہ بات ان کے دل پر

کا نقش فی الحجر ہو چکی تھی کہ زمین و آسمان کا مالک خدا ئے واحد ہی ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے اگر اس کے سوا کسی اور کو پکارا جائے تو بڑی ہی ناانصافی ہوگی وہ کہا کرتے کہ اے لوگو! تم نے خدا کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں ذرا ان کا ثبوت تو لاؤ اور اگر اپنی طرف سے ان کو گھڑ رکھا ہے تو اس سے بڑا کوئی ظلم نہیں۔ لوگ تو ان کی بات پر نہ چلے مگر انہوں نے لوگوں کو بھی اور ان کے ساتھ ان کے معبودوں کو بھی چھوڑ دیا۔ اور آپس میں ایک دوسرے سے کہا چلو پہاڑ کی کھوہ میں چل کر بیٹھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے خود تمہارے لئے آسانیاں پیدا کر دے گا چنانچہ یہی ہوا۔ ہم نے ان کو وہاں بڑے آرام سے رکھا۔ حتی کہ سورج بھی طلوع و غروب کے وقت اس طرح سے ان کے پاس سے گزرتا کہ سردی یا گرمی کی شدت سے وہ بے چین نہ ہونے پائیں۔

فرمایا اے لوگو! یہ چیزیں ہمارے نشانات حق ہیں۔ مگر ان نشانات کو دیکھ کر یا سن کر صرف وہی لوگ ایمان لاتے ہیں جن کو اللہ سیدھی راہ دکھاتا ہے مگر وہ جسے گمراہ ہونے دے اسے سیدھی راہ پر کوئی رہنما گامزن نہیں کر سکتا۔

ترجمہ آیات ۱۸-۲۲:- اور تم ان کو جاگتا ہوا خیال کرتے ہو۔ حالانکہ وہ سوتے تھے اور ہم ان کو (کبھی) دائیں اور (کبھی) بائیں پہلو الٹتے پلٹتے رہے تھے اور ان کا کتا دہلیز پر دونوں بازو پھیلائے پڑا تھا۔ اگر تم انہیں جھانک کر دیکھ لیتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوتے اور تمہارے دل میں ان کی دہشت سما جاتی اور اسی طرح ہم نے ان کو جگا دیا تاکہ آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کریں ان میں سے ایک پوچھنے والے نے پوچھا کہ تم کتنی مدت (یہاں) ٹھہرے رہے۔ انہوں نے جواب میں کہا ہم ایک دن یا دن کا بعض حصہ ٹھہرے ہیں (بالآخر) انہوں نے کہا کہ تمہارا رب ہی خوب جانتا ہے۔ جتنی مدت تم یہاں ٹھہرے رہے ہو۔ اس بحث کو چھوڑو اور اپنے میں سے ایک کو یہ اپنا روپیہ دے کر شہر کی جانب بھیجو وہ جا کر دیکھے کہ کون سا کھانا عمدہ اور پاکیزہ ہے۔ تو اس میں سے تمہارے لئے کھانا لے آئے اور خوش اسلوبی سے جائے اور کسی کو خبر نہ ہونے دے۔ (کیونکہ) اگر وہ تم پر قابو پائیں گے تو یقیناً تمہیں سنگسار کر دیں گے یا اپنے مذہب میں پھر داخل کر لیں گے اور (اگر ایسا ہوا) تو تم کبھی فلاح نہ پاؤ گے اور اسی طرح ہم نے لوگوں کو ان پر مطلع کر دیا تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت میں کوئی شک نہیں

اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے۔ جس وقت لوگ ان کے بارے میں جھگڑنے لگے۔ پس کہنے لگے کہ ان کے غار پر ایک عمارت بنا دو۔ ان کا رب انہیں خوب جانتا ہے۔ ان میں سے بر سر اقتدار طبقے نے کہا ہم ان کے غار پر مسجد تعمیر کریں گے۔ (بعض) لوگ تو کہیں گے کہ (اصحاب کہف) تین تھے چوتھا ان کا کتا تھا اور (بعض) کہیں گے پانچ تھے چھٹا ان کا کتا تھا۔ یہ سب بے تحقیق باتیں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔ کہہ دیجئے کہ میرا پروردگار ان کی گنتی سے خوب واقف ہے۔ ان کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ سو آپ ان کے بارے میں سرسری بحث ہی کیجئے اور ان کے بارے میں ان میں سے کسی سے بھی دریافت نہ کیجئے۔

شرح:- فرمایا ان نوجوانوں نے ہماری فرمانبرداری کی خاطر نافرمانوں سے کلی مقاطعہ کیا۔ تو ہم نے بھی ان کو وہ عزت دی جس کے وہ مستحق تھے۔ مثلاً" ان کو ہم نے غار میں سلایا تو یہ نہیں کہ وہ کس مپرسی کی حالت میں رہے اور کوئی ان کا پرسان حال نہ تھا۔ بلکہ وہ اس شان سے سوئے پڑے تھے کہ ان پر جاگتوں کا گمان ہوتا تھا اور اگر کوئی انہیں اس حال میں دیکھ پاتا تو مارے ڈر کے وہاں سے بھاگ نکلتا علاوہ ازیں وہ جس شان سے خواب استراحت میں رہے۔ اسی شان سے ہم نے ان کو جگایا اور انہوں نے ایک دوسرے سے پوچھنا شروع کیا کہ بھائی! ہم کتنے عرصہ سے یہاں ہیں۔ چونکہ ان میں سے کسی کو بھی یقینی علم نہ تھا اور نہ ہو سکتا تھا لہٰذا وہ یہی کہتے کہ کوئی ایک دن یا کچھ حصہ دن سے یہاں رہے ہوں گے اب جو وہ نیند سے بیدار ہوئے تو ہر ایک بھوک محسوس کرنے لگا۔ تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ ایک شخص جائے اور چند ایک روپے لیجا کر کھانے پینے کی کچھ اشیاء خرید لائے۔ مگر اس قدر چوکنا اور ہوشیار ہو کر جائے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ کیونکہ اگر ان مشرکوں اور ظالموں کو جن سے متنفر ہو کر ہم یہاں آچھپے ہیں خبر ہو گئی تو وہ جس پر قابو پائیں گے پکڑ کر یا تو پتھر مار مار کر ہلاک کر دیں گے یا مجبور کر کے پھر بت پرستوں میں داخل کر لیں گے اور اگر ہم ارتداد پر مجبور ہو گئے تو یقیناً" اخروی کامیابی سے بھی محروم ہو جائیں گے۔ حاصل کلام ہم نے انہیں بھی اور ان کے علاوہ ان کے زمانہ کے لوگوں کو بھی دکھا دیا کہ ہم نے انسان کو مار کر دوبارہ زندہ کرنے کا جو وعدہ کر رکھا ہے وہ اس طرح پورا ہوگا۔ اور اس واقعہ سے تمہیں یہ بھی یقین ہو جانا چاہئے کہ قیامت کے آنے میں بھی

کوئی شک نہیں کیونکہ اصحاب کہف کے واقعہ میں تمہیں مرنے اور مر کر قیامت کے روز زندہ ہونے کی پوری تفصیل دکھا دی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جب ان کا فرستادہ روپیہ لے کر شہر میں سودا سلف خریدنے کے لئے گیا۔ تو شہر اور اہالیان شہر کو بالکل تبدیل شدہ پا کر حیران رہ گیا۔ اور جب ایک دکاندار کو روپیہ دے کر اس سے اشیاء طلب کیں تو وہ اسے اور اس کے روپیہ کو دیکھ کر متعجب سا ہو گیا اور دیکھتے دیکھتے خلقت جمع ہو گئی۔ لوگوں نے پوچھا تم کون ہو۔ کہاں سے آئے ہو؟ یہ روپیہ کس زمانے کا ہے اور تمہیں کہاں سے ملا ہے۔ اس معاملہ نے اتنا طول کھینچا کہ حکومت کے کانوں تک پہنچا اور بالآخر لوگ اسے پکڑ کر بادشاہ کے حضور میں لے گئے۔ جہاں اسے تمام ماجرا سنانا پڑا۔ بادشاہ نے کہا کہ تم فکر مت کرو۔ وہ ظالم بادشاہ جس کے زمانے میں تمہیں تنگ کیا گیا تھا مر چکا ہے اور وہ لوگ جو بت پرستی پر ضد کر رہے تھے وہ بھی اب نہیں رہے تم آج سے تین سو نو سال پہلے کی بات کر رہے ہو اب خدا کے فضل سے میں بادشاہ ہوں اور عقیدۃ" تمہارا موافق۔ اسی طرح رعایا بھی بت پرستی سے تمہاری طرح سخت متنفر ہے تم فکر نہ کرو اور ہمیں اپنے دوسرے ساتھیوں سے بھی ملاقات کراؤ چنانچہ وہ بادشاہ سلامت اور ارکان حکومت کو غار تک لے گیا۔ مگر ان کو دروازہ پر کھڑا کر کے خود اندر چلا گیا۔ بعد ازاں وہ لوگ بھی اندر داخل ہوئے مگر ان کو کوئی سراغ نہ ملا بادشاہ نے حکم دیا کہ اس جگہ ان کی یادگار میں ایک معبد بنا دو کہ لوگ ان پاک ہستیوں کے روپوش ہونے کی جگہ پر اللہ کی عبادت کریں بعد ازاں دنیا داروں نے ان کی تعلیمات اور اسوہ کو تو بالکل فراموش کر دیا۔ اور لگے فضول اور بے فائدہ باتوں میں وقت ہانکنے مثلاً" کوئی کہنے لگا کہ وہ تعداد میں تین تھے اور چوتھا ان کا کتا۔ بعضوں نے کہا کہ پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتا تھا۔ دیکھو یہ کس قدر بے تکی اور بے ثبوت باتیں ہیں۔ اور ان کے معلوم ہونے یا نہ ہونے سے بھلا فائدہ یا نقصان؟ مگر بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کی تعداد سات تھی اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔ خیر ان کی تعداد کچھ ہو وہ تو اللہ ہی کو معلوم ہے اور یہ لوگ محض اندازے اور اٹکل سے کام لے رہے ہیں۔ اے مسلمانو! تمہیں چاہئے کہ تم ہرگز ایسی باتوں میں نہ آؤ۔ تمہیں چاہئے کہ ٹھوس تعلیمات پر عمل پیرا رہو۔

ترجمہ آیات ۲۳-۳۱:- کسی کام کی بابت یہ نہ کہئے گا کہ میں اسے کل کر دوں گا

گا۔ مگر (یہ کہو کہ) خدا چاہے تو اور جب بھول جایا کریں تو (یاد آنے پر) اپنے رب کو یاد کر لیا کریں اور کہہ دیجئے کہ امید ہے کہ میرا رب مجھے اس سے بھی بہتر ہدایت کی باتیں بتائے اور یہ اصحاب کہف اپنے غار میں نو اوپر تین سو سال رہے کہہ دیجئے کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے جتنا عرصہ یہ رہے۔ آسمانوں اور زمین کی چھپی ڈھکی باتیں اسی کو معلوم ہیں وہ خوب دیکھنے والا اور خوب سننے والا ہے۔ سو اس کے ان کا کوئی کارساز نہیں اور وہ کسی کو اپنے حکم میں شریک نہیں کرتا۔ اور اپنے رب کی کتاب جو آپ کی طرف بذریعہ وحی بھیجی گئی ہے۔ پڑھتے رہا کیجئے۔ اس کی باتوں کو کوئی تبدیل کرنے والا نہیں اور آپ اس کے سوا کہیں پناہ نہ پائیں گے۔ اور اے پیغمبر! جو لوگ اللہ کی رضامندی اور خوشنودی کے لئے صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں' آپ ان کے ساتھ صبر کئے رہئے اور دنیوی زندگی کی زیب و زینت کو چاہتے ہوئے ان سے اپنی آنکھوں کو نہ پھیریں۔ اور ایسے شخص کی بات نہ مانیں جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے۔ اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کی یہ نافرمانی حد سے بڑھ گئی ہے۔ اور کہہ دیجئے کہ یہ قرآن برحق تمہارے رب کی جانب سے ہے۔ سو جو چاہے (اس پر) ایمان لائے اور جو چاہے منکر رہے۔ ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے۔ جس کی قناتیں انہیں گھیر لیں گی اور اگر وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی ایسے پانی سے کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہو اور جو مونہوں کو بھون ڈالے۔ پانی بھی برا ہوگا اور جگہ بھی بری۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے کام بھی نیک کئے۔ تو یقیناً" ہم نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ ان کے لئے ہمیشہ (ہمیشہ) رہنے والے باغات ہیں۔ جن کے نیچے نہریں رواں ہوں۔ وہاں ان کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اور وہاں وہ باریک دیبا اور اطلس کے سبز کپڑے پہنے تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ کیا اچھا بدلہ ہے اور کیا اچھی آرام کی جگہ ہے۔

شرح:۔ اس کے بعد اس سورۃ کے نزول کے موقعہ پر جو واقعہ پیش آیا اس کا ذکر کرتے ہے واقعہ یوں ہے کہ قریش نے بعض یہود کے ساتھ مل کر یہ تجویز کی کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی معلومات کا جائزہ لیا جائے۔ چنانچہ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ اصحاب کہف ذوالقرنین اور روح کے بارے میں ہمیں صحیح صحیح حالات سے مطلع کریں۔ آپ نے فرمایا

بستر کل سہی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا خیال تھا کہ وحی کل تک نازل ہو جائے گی اور سب بات کھل جائے گی۔ آپ بتقاضائے بشریت بہ منشا و رضائے الہٰی انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ اور کئی دنوں تک وحی نازل نہ ہوئی حضورؐ متفکر ہوئے۔ مخالفین نے باتیں کرنی شروع کر دیں۔ الغرض عجب بے چینی کے دن گزرے۔ جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو وحی نازل ہوئی اور امت کو بذریعہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ارشاد ہوا کہ اگر کوئی کام کرنے کا ارادہ ہو یا کسی چیز کے ملنے کی توقع ہو تو انشاء اللہ کہہ کر وعدہ کرنا چاہئے۔ اور اگر تم بھول چوک سے کبھی انشاء اللہ کہنا بھول جاؤ تو یاد آنے پر ذکر الہٰی میں مشغول ہو جاؤ۔ اور اپنی غلطی پر اظہار تاسف کرو تو ممکن ہے کہ تمہاری توبہ قبول ہو جائے اور تم سے کوئی مواخذہ نہ ہو یہ دراصل امت مسلمہ کے لئے ایک ہدایت اور تلقین تھی اس کے بعد پھر اصحاب کہف کے قصہ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ اصحاب کہف کوئی دو روز غار میں چھپے بیٹھے نہیں رہے تھے کہ فوراً باہر نکل آئے۔ بلکہ ہم نے انہیں کامل تین سو نو سال قمری لحاظ سے اور تین سو سال شمسی لحاظ سے تک سلائے رکھا اور پھر خود ہی اس کے بعد انہیں جگایا۔ فرمایا! غور تو کرو کہ خدائے علیم و دانا تمہارے حالات سے کس طرح باخبر ہے اور تمہاری باتوں کو کس طرح نزدیک ہو کر سنتا ہے لوگو! یاد رکھو کہ خدا کو چھوڑ کر تمہیں کوئی کارساز نہیں مل سکتا اور یہ بھی یاد رکھو وہ اپنے امور میں کسی مدد و اعانت کا محتاج نہیں۔ لوگو! تم میرے ان احکام کا مطالعہ کرتے رہو۔ جو میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کئے ہیں۔ ان احکام کو نہ کوئی تبدیل کر سکتا ہے نہ منسوخ اور نہ ان سے بے پروا ہو کر کوئی شخص فلاح و کامرانی حاصل کر سکتا ہے۔ اے مسلمانو! تم مقصد سے دور ہو کر بے تکی اور بے فائدہ باتوں کے پیچھے ہرگز نہ پڑو۔ تمہارا طریق کار صرف یہ ہونا چاہئے کہ جو لوگ خدا کی یاد میں صبح و شام مشغول رہتے ہیں تمہارا ان کے ساتھ رابطہ رہے اور تم کبھی بھی ان سے منہ نہ موڑو۔ دنیا کی زیب و زینت کی تلاش میں خدا کی یاد کرنے والوں کو بھلا دینا صرف انہی لوگوں سے ہو سکتا ہے جن کے دل خدا کی طرف سے بالکل غافل ہو گئے ہوں۔ جو خواہشات نفسانی کی پیروی کرتے ہوں اور جن کے تمام کام افراط و تفریط سے ملوث ہوں۔ مسلمانو! ہم نے جو کچھ قرآن میں نازل کیا ہے برحق ہے تمہیں چاہئے کہ اس پر ایمان لاؤ۔ مگر جو شخص اس کا منکر ہو جائے ہم اسے بھی دنیا میں

مجبور نہیں کرتے۔ ہاں ایسے ظالموں کو دوزخ کا عذاب سہنا ہوگا اور جب وہ چیخ و پکار کریں گے تو جلتا ہوا پانی پینے کو دیا جائے گا۔ یاد رکھو دوزخ سخت تکلیف وہ جگہ ہے۔

فرمایا! مگر وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لائیں اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر نیک کام کریں ان کی مساعی کا بدلہ ضرور دیا جائے گا اور وہ یہ کہ انہیں آنے والی زندگی میں ایسی جگہ عطا ہوگی۔ جس میں ہر ایک آسائش موجود ہے اور پھر اس نعمت کو کبھی بھی زوال نہ ہوگا۔ تمہارے انسانی ذہن میں زندگی کا جو امیرانہ سے امیرانہ نقشہ قائم ہو سکتا ہے۔ یقیناً" اس سے بھی بدرجہا بہتر زندگی تمہیں عطا کی جائے گی حاصل کلام جنت تمہارے لئے بہترین آسائش گاہ ہے۔

ترجمہ آیات ۳۲۔۴۴:۔ اور ان کو دو آدمیوں کی مثال سنائیے۔ جن میں سے ایک کو ہم نے انگوروں کے دو باغ دے رکھے تھے اور ان کے گرداگرد کھجوروں کے درخت لگا رکھے تھے اور دونوں کے درمیان کھیتی ہم نے پیدا کر رکھی تھی۔ یہ دونوں باغ اپنے پھل لائے اور انہوں نے پھل لانے میں کوئی کمی نہ کی اور ان کے درمیان ہم نے نہر جاری کر رکھی تھی۔ اور اس کے پاس کافی میوے رہتے تھے۔ سو اس نے اپنے ساتھی سے دوران گفتگو میں کہا کہ میں تجھ سے مال اور جتھہ بندی کی رو سے بڑھ کر ہوں۔ اور وہ اپنے باغ میں داخل ہوا۔ درآنحالیکہ وہ اپنے نفس پر (ایسی شیخیوں سے) ظلم کر رہا تھا (چنانچہ) کہنے لگا۔ میرے خیال میں یہ باغ کبھی نہیں تباہ ہونے کا اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت آنے والی ہے اور اگر میں اپنے رب کے پاس لوٹایا گیا تو میں ضرور یہاں سے بہتر جگہ ہی پاؤں گا۔ اس کے ساتھی نے باتوں باتوں میں اس سے کہا کہ کیا تو اس کا منکر ہو گیا ہے۔ جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفہ سے۔ پھر تجھے پورا آدمی بنایا۔ مگر میں کہتا ہوں میرا رب تو اللہ ہی ہے۔ اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا اور جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تو تو نے یہ کیوں نہ کہا کہ "جو اللہ کو منظور ہو وہی ہوتا ہے۔ اللہ کی مدد کے سوا کوئی طاقت نہیں" اگر تو دیکھتا ہے کہ میں تجھ سے مال اور اولاد کی رو سے کمتر ہوں۔ سو وہ وقت قریب ہے کہ میرا رب مجھے تجھ سے بھی بہتر باغ عطا کر دے اور اس (تیرے) باغ پر آسمان سے عذاب بھیج دے۔ جس سے وہ بنجر زمین ہو کر رہ جائے۔ یا اس کا پانی نیچے گہرائی میں اتر جائے۔ پھر تو کسی طرح طلب نہ کر سکے اور اس کے میووں پر

آفت پڑی۔ پھر جو کچھ اس نے اس باغ پر خرچ کیا تھا' اس پر ہاتھ ملنے لگا' اور باغ تھا کہ اپنی ٹٹیوں پر گرا پڑا تھا۔ اور یہ کہتا تھا کہ اے کاش! میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہوتا اور کوئی جماعت نہ تھی جو اللہ کے سوا اس کی مدد کرتی اور نہ وہ انتقام لے سکا۔ یہاں (سے ثابت ہوا کہ) تمام اختیار خدائے برحق ہی کو ہے۔ اسی کا انعام بہتر ہے اور وہی جزا کی رو سے اچھا ہے۔

شرح:۔ اس رکوع میں دو آدمیوں کا قصہ بیان فرمایا ہے۔ جن میں ایک فرمانبرداری اور تقویٰ کی زندگی بسر کیا کرتا تھا اور دوسرا نافرمانی و سرکشی کی موخر الذکر کو اللہ تعالیٰ نے دنیاوی مال و دولت بہت کچھ دے رکھا تھا۔ مگر اول الذکر بیچارہ غریب تھا۔ ایک دن دونوں آپس میں گفتگو کر رہے تھے تو دولت مند نے کہا کہ چلو چھوڑو جنت کو لئے پھرتے ہو۔ کل کی کون جانے۔ جنت اور دوزخ سبھی دنیا پر ہے۔ میرے پاس مال و دولت ہیں باغ باغیچے ہیں۔ کسی چیز کی احتیاج نہیں۔ میری جنت تو یہی ہے۔ چار دن کی زندگی ہے۔ عیش سے گزار رہا ہوں۔ مرنے کے بعد کیا ہوگا اور کیا نہیں مجھے اس کی پرواہ نہیں۔

یہی باتیں کہتے کہتے وہ اپنے باغ میں داخل ہوا اور اس کے پھلوں پھولوں اور سبزہ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ میرے خیال میں تو یہ باغ کبھی بھی ہلاک نہیں ہو سکتا۔ اگر قیاس کیا جائے تو قیامت کے واقع ہونے کا ہمیں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ پھر اخروی جنت و دوزخ کے کیا معنی؟ اور بالفرض اگر تمہارے کہنے کے مطابق قیامت آئے بھی اور جنت وغیرہ کا مسئلہ درپیش آئے تو مجھے کامل یقین ہے کہ وہاں موجودہ زندگی سے بھی بہتر زندگی مجھے عطا ہوگی اور موجودہ باغات سے بھی بہتر باغات مجھے حاصل ہو جائیں گے۔ کیونکہ عمدہ زندگی اور وفور مال و دولت لیاقتوں اور اچھی قابلیتوں پر منحصر ہے اس مرد نیک نے جب اس گستاخانہ کلام کو اس نافرمان سے سنا تو کہا کہ بھائی! ذرا اپنی حقیقت پر تو غور کرو محض مٹی کا ایک پتلا ہے اور محض پانی کا ایک قطرہ جسے خدا نے بنا سنوار کر اپنی حکمت سے انسانی لباس پہنا دیا ہے۔ پھر شرم نہیں آتی کہ اسی خالق یگانہ کے احکام سے سرتابی کر رہا ہے۔ تیرا خیال خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو میں تو کامل یقین رکھتا ہوں کہ میرا خدا وہی ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور میں کسی معاملہ میں اس کا کسی کو شریک نہیں سمجھتا۔ وہی احکم الحاکمین اور قادر مطلق ہے۔ تجھے چاہئے تھا کہ جب اپنے باغ میں داخل ہوا تھا اور اس کی ثمر آوری کو

دیکھ کر خوش ہوا تھا تو خدا کے سامنے سجدۂ شکر بجالاتا اور کہتا کہ خدایا یہ تیرے احسانات کا نتیجہ ہے ورنہ میں کسی قابل نہیں خدایا! جو کچھ تو نے دیا ہے اسے نظرِ بد اور حوادث زمانہ سے بچا۔ سنو بھائی! اگر میں مال و اولاد کی رو سے تیرے مقابلہ میں بہت ہی کمزور و ناتواں ہوں مگر وہ خدا جس نے مجھے پیدا کیا جس نے تمام کائنات کو تخلیق کیا اور جو تیرے جیسوں کو یہ چیزیں عنایت کر رہا ہے۔ وہ چاہے تو مجھے بھی سب کچھ دے سکتا ہے۔ اور اب جو مجھے محروم رکھا ہے تو اس میں بھی اس کی کوئی حکمت ہوگی۔ وہ قادر مطلق دینے پر بھی قادر ہے اور لے لینے پر بھی مجھے تو یہ ڈر ہے کہ تو نے ناشکری کا جو رویہ اختیار کر رکھا ہے کہیں اس کا عذاب ہی تجھے نہ بھگتنا پڑے۔ فرمایا چنانچہ یہی بات ہوئی اس واقعہ سے کچھ عرصہ بعد ایسی باد صرصر چلی کہ پھل گر کر زمین پر آ رہے۔ پیڑ جڑوں سے اکھڑ گئے اور وہی باغ ویران اور خرابہ بن گیا۔ اب تو لگا وہ رونے اور کف دست ملنے اور پچھتانے کہ ہائے نہ ایسا کہتا۔ نہ یہ روز بد دیکھنا نصیب ہوتا۔ اسے اپنی اولاد، ملازمین اور دیگر اقرباء پر جو ناز تھا وہ بھی فریب ثابت ہوا۔ کیونکہ اس مصیبت کے وقت کوئی بھی اس کے کام نہ آسکا۔ فرمایا اے انسان! اس قصہ سے تمہیں معلوم نہیں ہوتا کہ اصلی کارساز اور قادر مطلق خدا ہے۔ جو نیکو کاروں کو ان کے اعمال کا بدلہ اور نافرمانوں کو ان کی نافرمانی کی سزا دیتا ہے۔

ترجمہ آیات ۴۵-۴۹:- اور ان سے حیات دنیا کی مثال بیان کیجئے جو پانی کی طرح ہے۔ جس کو ہم نے آسمان سے برسایا۔ پھر اس کے ساتھ زمین کی روئیدگی مل گئی۔ پھر وہ چورا ہو کر رہ گئی کہ ہوا میں اسے اڑاتی پھرتی ہیں۔ اور فی الحقیقت خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ مال اور اولاد حیات دنیا کی زیب و زینت ہیں اور باقیات صالحات تیرے رب کے نزدیک ثواب اور آرزو کی رو سے بہت بہتر ہیں اور اس روز (سے غافل مت ہو) ہم پہاڑوں کو رواں کریں گے اور زمین کو تو بالکل صاف دیکھے گا اور ان کو ہم جمع کریں گے سو ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔ اور سب اپنے رب کے سامنے قطار در قطار پیش کئے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ جس طرح ہم نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اسی طرح آج تم ہمارے سامنے آئے ہو لیکن تم تو یہ خیال کرتے تھے کہ ہم تمہارے لئے کوئی وقت ہی نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور لوگوں کے اعمال نامے (لا کر) رکھے جائیں گے سو تو مجرموں کو دیکھے گا کہ اس میں جو کچھ ہوگا اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے کہ

ہائے مصیبت! اس کتاب کو کیا ہو گیا ہے کہ اس نے نہ کوئی چھوٹی چیز چھوڑی ہے نہ بڑی۔ مگر سب کو شمار کر رکھا ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے اسے حاضر پائیں گے۔ اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

شرح:- ارشاد ہوتا ہے کہ اے انسان! وہ زندگی جس پر تجھے اتنا ناز ہے کیا اُس کی حقیقت کا بھی تمہیں علم ہے۔ سنو! زندگی کی مثال آب باراں کی طرح ہے جو خاک میں مل جاتا ہے اور روئیدگی پیدا کرتا ہے۔ پھر اس روئیدگی کی زندگی صرف اس قدر ہے کہ باد صرصر کے صرف ایک جھونکے سے وہ جل کر راکھ بن جاتی ہے اور پھر ڈھونڈھنے سے بھی اس کا نشان نہیں ملتا۔ اسی طرح اے انسان! تیری ہستی کا عالم ہے تو خواہ کتنے ہی عظیم الشان کارنامے کرتا رہے مگر باد مخالف کا اچانک ایک جھونکا آجائے تو تجھے خواستہ ناخواستہ داعی اجل کو لبیک کہنا پڑتا ہے۔ پس مال و دولت اور آل و اولاد حیات دنیا کے خوشنما پھول ہی سہی مگر ان سے دل لگانا کسی عقلمند کا کام نہیں۔ کیونکہ یہ بے ثباتی میں بھی گل و لالہ سے کچھ کم نہیں۔ چیز ہو تو وہ جو دیرپا ہو اور کچھ زمانہ تک اپنا اثر چھوڑے۔ یہ سعادت صرف اعمال نیک ہی کو حاصل ہے اور نیکی کی بنیادیں ایمان بالآخرۃ کے عقیدہ پر استوار ہیں۔ جب انسان کو اس بات کا کامل یقین پیدا ہو جائے کہ قیامت ضرور برپا ہوگی اور پھر ہر ایک شخص کو دوبارہ زندہ ہو کر حساب دینا ہوگا۔ اس وقت ہر شخص خدا کے روبرو پیش ہو گا اور ہر شخص کا اعمالنامہ اس کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ جس میں ہر چھوٹی موٹی بات تحریر ہوگی تو ان لوگوں کو کف افسوس ملنا پڑے گا۔ جنہوں نے برے کام کئے ہوں گے۔

ترجمہ آیات ۵۰-۵۳:- اور (اس واقعہ کو) یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ تو سب نے سوائے ابلیس کے سجدہ کیا۔ وہ جنوں میں سے تھا سو اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔ تو کیا تم میرے سوا اس کو اور اس کی اولاد کو دوست قرار دیتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارا دشمن ہے۔ یہ ظالموں کے لئے بہت برا بدل ہے۔ میں نے نہ تو آسمانوں کے اور زمین کے بنانے کے وقت ان کو بلایا تھا اور نہ خود ان کے پیدا کرنے کے وقت اور میں ایسا نہ تھا کہ گمراہ کرنے والوں کو دست و بازو بناتا اور جس دن وہ ارشاد کرے گا کہ میرے ان شریکوں کو بلاؤ۔ جن کی بابت تمہیں گمان تھا تو وہ ان کو پکاریں گے۔ مگر وہ ان کو جواب نہ دیں گے اور ہم ان کے درمیان آڑ حائل کر دیں گے۔ اور

گنہگار آتش دوزخ کو دیکھیں گے سو وہ یقین کریں گے کہ وہ اس میں گرنے کو ہیں اور اس سے بچنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے۔

شرح:- فرمایا کہ انسان کا بدترین دشمن جو اسے ہماری نافرمانی پر ہر وقت اکساتا رہتا ہے وہ ابلیس ہے۔ جو روز اول سے ہی اس کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ ہم نے جب آدم کو پیدا کیا تھا اور تمام مخلوقات کو حکم دیا تھا اس کی تعظیم میں اس کے آگے جھک جائے تو اس نے آدم دشمنی کا ثبوت دے دیا تھا اور خدا کے اس حکم کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے اس کی برتری کو ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ اس جرم کی پاداش میں ہم نے اسے جنت سے نکال دیا اور اس طرح اسے جو نقصان پہنچا اس کا انتقام آدم اور اولاد آدم سے لینے کے لئے وہ اور اس کی ذریت اسی دن سے کوشاں ہیں۔ ان کے پاس اس مقصد کو بر لانے کے لئے جو سب سے بڑا حربہ ہے وہ اولاد آدم کو شرک و بت پرستی کی طرف مائل کر کے اسے ہماری نگاہوں میں گرا دیتا ہے۔ اس واسطے ہم نے قرآن کے ذریعے انسان کو پوری طرح سمجھا دیا ہے کہ وہ شرک سے کلی اجتناب کرے۔ دلیل یہ ہے کہ وہ ہستیاں جن کو انسان اپنا کارساز ہمارا شریک خیال کرتا ہے وہ نہ تو زمین و آسمان کے بنانے کے وقت اور نہ خود اپنی پیدائش کے وقت موجود تھیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تم ابلیس اور اس کی ذریت یا شیطان سیرت انسانوں کو اپنا مددگار یا کارساز سمجھو۔ وہ خود ہمارے پیدا کردہ ہیں۔ وہ نہ ہم سے زیادہ طاقت ور ہو سکتے ہیں نہ ان کا ہم پر کوئی اثر پڑ سکتا ہے۔ جیسے تم ویسے وہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کے خلاف حکم دینے والے کو شریک خدا کہا جاتا ہے خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے اور کسی ایسی ہستی کا حکم مان کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے کو مشرک کہتے ہیں۔ اس تشریح کو سمجھ لینے کے بعد جو لوگ شرک یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز نہ آئیں گے قیامت کے روز ان کو کہا جائے گا کہ اب ان ہستیوں کو اپنی حمایت کے لئے بلاؤ جن کو تم اپنا کارساز سمجھتے تھے۔ مگر وہاں کون کسی کی سنے گا۔ سب نفسا نفسی میں مبتلا ہوں گے۔ پس شرک کے مجرموں کو جہنم کے حوالہ کر دیا جائے گا اور کبھی وہاں سے نہ نکالا جائے گا۔

ترجمہ آیات ۵۴-۵۹:- اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر قسم کا انداز بیان اختیار کیا ہے اور انسان سب سے زیادہ جھگڑنے والا ہے اور لوگوں کے پاس

اس وقت رشد وہدایت آئی تو ان کو ایمان لانے سے اور اپنے رب سے بخشش طلب کرنے سے کسی چیز نے نہیں روکا بجز اس کے کہ ان کو بھی اگلے لوگوں کا سا ماجرا پیش آئے یا ان پر عذاب سامنے آ موجود ہو۔ اور ہم پیغمبروں کو جو بھیجتے رہے ہیں تو محض اس لئے کہ خوشخبری سنائیں اور عذاب الٰہی سے ڈرائیں اور وہ لوگ جو منکر ہیں۔ ناحق جھگڑتے ہیں تاکہ اس سے حق و صداقت کو پھسلا دیں اور میری آیتوں کو اور جس سے انہیں ڈرایا جاتا ہے اس کو انہوں نے ہنسی بنا لیا ہے اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا۔ جس کو اس کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جائے تو وہ ان سے روگردانی کرے اور جو کچھ اس نے آگے کام کئے ہیں ان کو بھول جائے۔ ہم نے ان لوگوں کے دلوں پر بلاشبہ پردے ڈال دیئے ہیں کہ وہ اس کو سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں میں ثقل پیدا کر دیا ہے اور اگر آپ ان کو ہدایت کی طرف بلائیں تو کبھی وہ راہ پر نہ آئیں گے۔ اور آپ کا رب بڑا بخشنے والا اور رحمت والا ہے۔ اگر خدا ان کے اعمال پر ان سے مواخذہ کرنے لگے تو ان پر جلد عذاب بھیج دے۔ مگر ان سے ایک وعدہ مقرر ہے اس کے سوا ہرگز ان کو پناہ نہ ملے گی اور بستیاں جب انہوں نے ظلم کیا تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور ان کی ہلاکت کے لئے ہم نے وقت مقرر کر رکھا ہے۔

شرح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے انسان کو مکمل طور پر آگاہ کرنے کے لئے اس قرآن کریم میں ہر قسم کا انداز بیان اختیار کیا ہے۔ مگر انسان دراصل بہت ہی جھگڑالو واقع ہوا ہے اور ہدایت کو فوراً قبول نہیں کرتا حالانکہ اس کے لئے ہدایت قبول کرنے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرنے میں کوئی چیز مانع نہ تھی مگر جس طرح اس کے پیشرو عذاب کی لپیٹ میں آ چکے تھے اس نے بھی یہ چاہا کہ خواہ مخواہ عذاب مول لے۔ سنو! ہم رسولوں کو بھیجتے ہیں تو محض اس لئے کہ وہ نیکو کاروں کو خوشخبری سنائیں اور نافرمانوں کو عذاب آخرت سے ڈرائیں۔ مگر جو لوگ حق کا انکار کر چکے ہیں وہ لایعنی اعتراضات بیان کر کے ان رسولوں کے ساتھ جھگڑتے ہیں اور ہمارے نازل کردہ احکام کا مذاق اڑاتے ہیں۔ درحقیقت جو لوگ باوجود اس امر کے کہ انہیں ہماری آیتوں کے ذریعہ متنبہ کیا گیا ہو۔ ہماری نافرمانی کرتے اور تمام احکام و آیات کو بھول جاتے ہیں وہ بڑے ظالم اور بے انصاف ہیں۔ فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کے دل اور کان ہرگز کام نہیں کرتے اگر ان کو سیدھی بات بتائی جاتی

ہے تو جب بھی وہ الٹی سمجھتے ہیں اور ہدایت قبول نہیں کرتے اس کے باوجود ہم ان کو دنیا میں اکثر اوقات مواخذہ نہیں کرتے اور ان کے گناہوں سے درگذر کرتے ہیں۔ اگر ان گستاخیوں پر ہم مواخذہ کرنے لگیں تو دنیا ہی میں ان پر عذاب آنازل ہو مگر ہم نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ ان نافرمانیوں کی سزا قیامت ہی کے روز ان کو دیں گے۔

ترجمہ آیات ۶۰۔۷۰:۔ اور جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا کہ میں نہ ہٹوں گا جب تک دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ نہ پہنچ جاؤں یا سالہا سال تک چلتا رہوں گا۔ سو جب وہ دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے تو وہ اپنی مچھلی بھول گئے اور مچھلی نے دریا میں اپنی راہ لی۔ پھر جب وہ آگے چلے گئے تو موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا کہ ہمارا ناشتہ لاؤ۔ ہم اس سفر میں بہت تھک گئے ہیں۔ اس نے کہا لو دیکھئے جب ہم اس پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی بھول گیا اور مجھے سوائے شیطان کے کسی نے اس بات سے نہیں بھلایا کہ (آپ سے) اس کا تذکرہ کروں اور مچھلی نے عجیب طریق سے دریا کی راہ لی۔ موسیٰ نے کہا کہ یہی تو وہ جگہ ہے جس کی ہم تلاش میں تھے۔ سو دونوں اپنے نقش قدم کا کھوج لگاتے ہوئے واپس لوٹے۔ تو (وہاں) انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جس کو ہم نے اپنے ہاں کی رحمت سے نوازا تھا اور اپنے پاس سے علم عطا کیا تھا۔ موسیٰ نے اس سے کہا کہ کیا میں آپ کے پیچھے ہو لوں۔ اس شرط پر کہ آپ مجھے اس مفید چیز میں سے کچھ سکھلائیں گے جس سے آپ بہرہ مند ہیں۔ اس نے کہا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکو گے۔ اور جس چیز کا تمہیں علم ہی نہیں اس پر صبر بھی کیونکر کر سکتے ہو۔ موسیٰ نے کہا کہ آپ انشاء اللہ مجھے صابر پائیں گے اور میں آپ کے حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ اس نے کہا (بہتر) اگر میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو ہم سے کسی چیز کے متعلق سوال نہ کرنا۔ جب تک کہ میں خود اس کا تذکرہ تم سے نہ کروں۔

شرح:۔ اس رکوع سے تیسرا قصہ شروع ہوتا ہے اور ایک نہایت سبق آموز حکایت بیان کی گئی ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ یہود کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علم پر بہت ناز تھا اور اگرچہ آپ واقعی بڑے جلیل القدر پیغمبر تھے۔ مگر خدا کی خدائی میں کسے معلوم کہ کون زیادہ علم و تفوق والا ہے۔ خود حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دفعہ وعظ فرما رہے تھے اور آپ سے یہی چیز پوچھی گئی تھی کہ سب سے زیادہ علم والا اس وقت دنیا میں

کون ہے۔ آپ نے فرمایا میں چونکہ نہ تو یہ واقع تھا اور نہ ایسی بات کرنا پیغمبری کے شایان شان تھی اس واسطے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام! تجھ سے بھی زیادہ علم والا ایک بندہ موجود ہے۔ اگر تو مجمع البحرین پر جائے تو وہ تجھے وہاں مل سکتا ہے۔ اس رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس ملاقات کا ذکر ہے جو اس بندۂ خدا سے ہوئی۔ اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ بزرگ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب معلوم ہوا کہ دنیا میں مجھ سے زیادہ علم والا بھی کوئی ہے تو انہیں اپنی غلط فہمی پر افسوس ہوا اور اسی وقت اپنے خادم کو ساتھ لے کر خضر علیہ السلام کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ ساتھ ایک مچھلی کھانے کو لے لی۔ چلتے چلتے مجمع البحرین پر پہنچ گئے اور ایک پتھر پر سر رکھ کر سو گئے۔ خادم بیٹھا تھا کہ مچھلی تھیلے سے نکلی اور سیدھی دریا میں پہنچ گئی' خادم جس کا نام یوشع تھا۔ یہ ماجرا دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ مگر حضرت کے بیدار ہونے پر آپ کو بتانا بھول گیا۔ خیر آپ اٹھے اور خادم کو ساتھ لے کر اسی جستجو میں چل نکلے۔ کچھ دور گئے تھے کہ تھک گئے اور بھوک لگی۔ کھانے کو مچھلی طلب کی اور یوشع کو وہ ماجرا یاد آیا۔ اس نے بیان کیا تو حضرت نے فرمایا کہ ہم تو اسی مقام کی تلاش میں تھے۔ پھر واپس وہیں چلنا چاہیے۔ جب وہاں گئے تو آپ کو ایک شخص ملا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس کو خاص علم عطا کر رکھا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ مجھے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دیں تاکہ میں بھی اس علم میں سے کچھ سیکھ لوں اور آئندہ زندگی میں میری رہنمائی کرے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا چونکہ آپ میرے علم سے ناواقف ہیں اس لئے آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکو گے کیونکہ جس بات کا علم نہ ہو اس پر کیسے صبر ہو سکتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں انشاء اللہ آپ کی مکمل فرمانبرداری کروں گا اور ناراضگی کا کوئی موقعہ نہیں دوں گا۔ آپ مجھے مایوس نہ کریں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا۔ بہتر آجاؤ مگر مجھ سے سوال نہ کرنا تاآنکہ میں خود آپ کو بیان کروں۔

ترجمہ آیات ۷۱ - ۸۲:- سو چل پڑے یہاں تک کہ جب وہ دونوں ایک کشتی میں سوار ہوئے تو اس نے کشتی میں چھید کر ڈالا۔ موسیٰ نے کہا کیا آپ نے اس واسطے اس میں چھید کر دیا ہے کہ اس میں سفر کرنے والوں کو ڈبو دیں آپ نے عجیب کام کیا ہے۔

اس نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکو گے۔ موسیٰ نے کہا مجھ سے جو بھول ہو گئی ہے اس پر آپ مجھ سے مواخذہ نہ کریں اور نہ میرے معاملہ میں زیادہ سختی سے کام لیں۔ پھر دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ ایک لڑکا ملا تو اس نے اس کو قتل کر ڈالا۔ موسیٰ نے کہا کیا آپ نے ایک بے گناہ کو بغیر کسی قصاص کے قتل کر ڈالا ہے۔ آپ نے بہت برا کام کیا ہے۔ اس نے کہا بس کیا میں نے تجھے کہہ نہیں دیا تھا۔ کہ تو میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکے گا۔ موسیٰ نے کہا اگر میں نے آپ سے اس کے بعد کسی چیز کے متعلق پوچھا تو آپ (بیشک) مجھے اپنی رفاقت میں نہ رکھئے گا۔ آپ میری طرف سے عذر کی انتہا کو پہنچ چکے۔ سو وہ دونوں چل دیئے یہاں تک کہ جب ان کا ایک گاؤں والوں پر گذر ہوا تو ان سے انہوں نے کھانا طلب کیا تو انہوں نے ان کی مہمان نوازی سے انکار کر دیا۔ پھر ان دونوں نے وہاں ایک دیوار دیکھی جو گرا ہی چاہتی تھی۔ سو اس (بزرگ) نے اس کو سیدھا کر دیا۔ موسیٰ نے کہا کہ اگر آپ چاہتے تو اس کی اجرت لے سکتے تھے۔ اس نے کہا کہ یہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی ہے۔ میں ان چیزوں کا بھید تمہیں بتائے دیتا ہوں جن پر تم صبر نہ کر سکے۔ سو کشتی تو چند مسکینوں کی تھی جو سمندر میں مزدوری کرتے تھے۔ پس میں نے ارادہ کیا کہ اسے عیب دار کر دوں اور ان کے پیچھے بادشاہ تھا۔ جو ہر اچھی کشتی کو چھین رہا تھا اور لڑکے کا پوچھتے ہو تو سنو اس کے ماں باپ دونوں مومن تھے ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں سرکشی اور کفر میں یہ ان پر غالب نہ آ جائے۔ سو ہم نے چاہا کہ ان کا رب ان کو اس کی جگہ اور عطا کرے' جو پاک نفسی میں اس سے بہتر اور محبت میں اس سے بڑھ کر ہو۔ اور وہ جو دیوار تھی سو وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی ملکیت تھی اور اس کے نیچے ان دونوں کا خزانہ دبا ہوا تھا اور ان کا والد ایک نیک آدمی تھا۔ سو تیرے رب نے چاہا کہ وہ دونوں سن بلوغ کو پہنچیں اور (پھر) اپنا خزانہ نکالیں۔ تیرے رب کی طرف سے یہ رحمت تھی اور میں نے جو کچھ کیا ہے اپنی مرضی سے نہیں کیا۔ یہ ہے بیان ان باتوں کا جن پر تو صبر نہیں کر سکا۔

شرح:- خیر وہاں سے چل دیئے اور آگے جا کر دریا عبور کرنے کی خاطر ایک کشتی پر سوار ہو گئے۔ کشتی چلی جا رہی تھی کہ حضرت خضر علیہ السلام نے اس میں چھید کر دیا۔ اور پانی اس میں آنے لگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام خوفزدہ ہو کر فوراً" بول اٹھے۔ آپ نے کیا

کر دیا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ سفر کرنے کی تاب نہیں لا سکتے۔ دیکھ لو پہلی ہی بات پر تم کتنے پریشان ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اب معافی طلب کی اور آئندہ محتاط رہنے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد وہ جا رہے تھے کہ ایک لڑکا ملا جو دوسرے بچوں کے ساتھ مل کر کھیل رہا تھا حضرت خضر علیہ السلام نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے یہ نہایت ہی برا کام کیا کہ ایک جان کو بلا قصور و بلا جرم موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آخری درخواست کی کہ اب اگر میں کوئی بات پوچھوں یا آپ پر اعتراض کروں تو آپ ہرگز مجھے اپنی مصاحبت میں نہ رکھیں حضرت نے پھر درگذر سے کام لیا اور راستہ پر ہو گئے چلتے چلتے ایک گاؤں میں پہنچے باہر چند آدمی بیٹھے تھے انہوں نے ان سے کہا کہ ہم مسافر ہیں اور مارے بھوک کے پریشان ہیں۔ ہمیں کھانا کھلا دیجئے۔ انہوں نے ان کو کھانا کھلانے سے صاف انکار کر دیا۔ ان حضرات کی دل شکنی ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی طیش آیا اور آگے کو چل دیئے کہ کسی اور جگہ چل کر کھانے کا بندوبست کریں۔ گاؤں کے پاس سے گذرے تو ایک شکستہ مکان نظر آیا جس کی دیواریں گرتی نظر آتی تھیں۔ حضرت خضر علیہ السلام دیوار کی مرمت کرنے لگے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سخت غصہ آیا۔ کہا کہ ایک تو سفر کی تکان' دوسرے بھوک کی شدت' تیسرے گاؤں والوں کی بے سلوکی کا اثر اور آپ ہیں کہ دیوار بنا رہے ہیں۔ کیا اس سے یہ بہتر نہ تھا کہ گاؤں والوں سے ہم کہتے کہ بھائی تمہارا ایک مکان گر رہا ہے۔ ہمیں مزدوری دو۔ ہم اس کی دیواریں مضبوط کر دیں گے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ موسیٰ! تو نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ کہ کبھی سوال نہ کروں گا اور نہ آپ پر کوئی نکتہ چینی روا رکھوں گا۔ مگر تم نے پھر وہی قابل اعتراض رویہ اختیار کیا ہے۔ اس لئے میرے اور تمہارے درمیان اب سے جدائی ہے۔ مگر تمہیں علیحدہ کرنے سے پیشتر ان ہر سہ باتوں کا بھید ظاہر کر دینا بہرحال مناسب خیال کرتا ہوں۔

کشتی کو اس واسطے عیب دار کر دیا تھا کہ وہ دو یتیم اور غریب بچوں کی ملکیت تھی جو مزدوری کر کے بمشکل اپنا پیٹ پالتے تھے۔ ادھر سے ہم اس کشتی پر جا رہے تھے۔ ادھر پیچھے سے وقت کا حاکم کشتی پر سوار نہایت تیز رفتاری سے آ رہا تھا۔ اسے چند اور کشتیوں

کی ضرورت تھی۔ چنانچہ جو کشتی اسے نظر آئی وہ بیگار میں پکڑلیتا میں نے اسے نکما کر کے بیگار سے بچالیا ورنہ ان یتیموں کے لئے مصیبت ہوتی۔ بچے کو جو قتل کیا تھا تو بلاوجہ نہیں۔ اس کے ماں باپ بڑے نیک تھے۔ مگر وہ شریر النفس واقع ہوا تھا اور اپنے ماں باپ کو بدنام کر رہا تھا۔ ہم نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ہمیں یقین ہے کہ خداوند کریم اس کے بدلے میں ان کو نیک اولاد دے گا۔

باقی رہا دیوار کا معاملہ سو وہ بھی سن لو کہ اس شہر میں دو یتیم بچے تھے۔ وہ ان کی ملکیت تھی اس دیوار کے نیچے ایک خزانہ پنہاں تھا۔ ان بچوں کا باپ ایک صالح مرد تھا۔ جو فوت ہو چکا تھا خدائے عزوجل کو یہ منظور تھا کہ جب تک بچے بالغ نہ ہو جائیں خزانے کا کسی کو پتہ نہ لگے۔ لہٰذا اس بوسیدہ اور عنقریب گر جانے والی دیوار کا مرمت کرنا میری اپنی مرضی سے نہ تھا۔ جس طرح اللہ عزوجل نے چاہا۔ میں نے کر دیا۔ سو یہ تھیں تینوں باتیں جن پر آپ صبر نہ کر سکے اور نہ ان کے رازہائے پنہاں کو سمجھ سکے۔

ترجمہ آیات ۸۳-۱۰۱:- اور (اے پیغمبر!) آپ سے لوگ ذوالقرنین کے متعلق سوال کرتے ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ اس کا کسی قدر حال میں تمہیں سنائے دیتا ہوں۔ ہم نے اس کو زمین میں حکومت سے بہرہ مند کیا تھا اور ہر طرح سے ساز و سامان عطا کر رکھا تھا سو ایک دفعہ وہ ایک راستے پر چل کھڑا ہوا۔ یہاں تک کہ جب وہ سورج کے غروب ہونے کی جگہ تک پہنچ گیا تو اس کو ایک دلدل کے چشمے میں ڈوبتا ہوا پایا اور اس کے پاس اس نے ایک قوم کو پایا۔ ہم نے کہا کہ اے ذوالقرنین! خواہ ان پر سختی کرو خواہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ اس نے کہا کہ جو نافرمانی کرے گا۔ سو اس پر ہم یہاں بھی سختی کریں گے اور اس کے بعد اسے اس کے رب کی طرف لوٹایا جائے گا۔ پھر وہ بھی اسے سخت سزا دے گا اور جو ایمان لے آئے گا اور نیک عمل کرے گا اس کے لئے عمدہ اجر ہو گا اور اپنے معاملہ میں ہم اس سے نرم بات کہیں گے۔ پھر وہ ایک راستے پر ہو لیا۔ یہاں تک کہ جب وہ سورج طلوع ہونے کے مقام تک پہنچ گیا تو اس نے سورج کو ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے پایا جن کے لئے ہم نے آفتاب سے ادھر کوئی اوٹ نہیں بنائی تھی یہ واقعہ بالکل اسی طرح ہے اور اس کے مکمل حالات سے ہم آگاہ ہیں۔ پھر وہ ایک راستہ پر چل پڑا۔ یہاں تک کہ وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا۔ تو ان کے اس طرف اس نے ایک ایسی قوم کو پایا

جو اس کی بات مطلق نہ سمجھتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین! بیشک یاجوج ماجوج زمین میں فساد برپا کر رہے ہیں۔ کیا ہم تمہیں چندہ اکٹھا کر دیں۔ تاکہ تم ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار کھینچ دو۔ اس نے کہا کہ میرے رب نے مجھے جو مقدور عطا کر رکھا ہے وہ بہتر ہے۔ تم قوت بازو سے میری مدد کرو روپے پیسے کی ضرورت نہیں میں تمہارے اور ان کے درمیان اوٹ بنا دوں گا۔ مجھے لوہے کے تختے لا کر دو حتی کہ جب اس نے دونوں کناروں تک برابر کر دیا تو حکم دیا کہ اب اسے دھونکو یہاں تک کہ جب اسے آگ کی طرح سرخ کر دیا تو حکم دیا کہ لاؤ اس پر پگھلا ہوا تانبا ڈال دوں۔ پھر ان میں اس بات کی طاقت نہ رہی کہ اس پر چڑھ سکیں اور نہ ہی سوراخ کر سکتے تھے۔ ذوالقرنین نے کہا کہ یہ میرے رب کی رحمت ہے۔ سو جب میرے رب کا وعدہ آجائے گا تو وہ خود اسے ڈھا کر برابر کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے۔ اور اس دن ہم ان کو اس طرح گڈمڈ ہو جانے دیں گے کہ ایک دوسرے سے گھسے چلے جا رہے ہوں گے اور صور پھونکا جائے گا پھر سب کو ہم ایک جگہ جمع کر دیں گے اور اس دن ہم کافروں کے سامنے جہنم پیش کریں گے۔ ان لوگوں کے سامنے جن کی آنکھیں میری یاد سے پردے میں تھیں اور وہ سننے کی طاقت ہی نہ رکھتے تھے۔

شرح:۔ یہود نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا مبلغ علم معلوم کرنے کی خاطر جو چند سوالات کئے تھے ان میں سے تین کا ذکر ہو چکا چوتھا سوال ذوالقرنین سے متعلق تھا۔ جس کا جواب یہاں ارشاد ہوتا ہے۔ فرمایا! وہ ایک بادشاہ تھا جس کو ہم نے تمام قسم کے دنیاوی اسباب راحت مہیا کئے تھے۔ ایک دفعہ اس نے مغربی ممالک کی تسخیر کا ارادہ کیا اور انہیں فتح کرتے کرتے دور تک نکل گیا۔ اور شام کے وقت کیا دیکھتا ہے کہ سورج ایک کیچڑ کی ندی میں غرق ہو رہا ہے۔ وہاں اس نے ایک ایسی قوم کو آباد پایا جو مشرک و بت پرست تھی۔ اس نے ان کو کہا کہ لوگو! تم یا تو خدا کی توحید پر ایمان لاؤ۔ یا بت پرستی کی سزا جھیلنے کو تیار ہو جاؤ اور اس بات کو یاد رکھو۔ کہ جو بت پرستی سے باز نہ آئے گا اسے دنیاوی سزا الگ دی جائے گی۔ اور آخرت میں الگ اسے دوزخ میں جلنا ہوگا۔ برعکس اس کے اگر تم خدائے یگانہ پر ایمان لے آؤ اور ایسے عمل کرو جو اس کی نگاہ میں مستحسن ہوں تو علاوہ دنیا میں معزز ہونے کے آخرت میں بھی بہت عمدہ انعام پاؤ گے۔

سو قیامت کے دن ہم ان کے اعمال کو ذرا بھی اہمیت نہیں دیں گے یہی جہنم ان کی سزا ہے کیونکہ انہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کا اور رسولوں کا مذاق اڑایا۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کی جائے اقامت جنت فردوس ہوگی۔ وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہاں سے کہیں جانا نہ چاہیں گے۔ کہہ دیجئے کہ اگر میرے رب کی باتوں کے (لکھنے) کے لئے سمندر سیاہی بن جائے تو سمندر ختم ہو جائے اس سے پہلے کہ میرے رب کی باتیں تمام ہوں۔ اگرچہ ایسا ہی ایک اور سمندر اس کی مدد کو ہم پیدا کر دیں۔ کہہ دیجئے کہ میں محض تم ایسا ایک بشر ہوں میری طرف وحی بھیجی جاتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے۔ سو جو اپنے رب کی ملاقات چاہے اسے چاہئے کہ وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔

شرح:۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے جو سوالات پوچھے گئے تھے ان سب کا جواب دینے کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ بعض لوگ مجھ سے روگردانی کر کے میری مخلوق کو اپنا کارساز سمجھ لیتے ہیں اور اس بات میں مست رہتے ہیں کہ فلاں بت ان پر مہربان ہے وہ فلاں فلاں کے ماننے والے ہیں۔ اس لئے خدا ان پر کبھی ناراض نہیں ہوگا۔ اور وہ دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو اس قسم کے خیالات رکھتے ہیں وہی سب سے زیادہ نقصان میں رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ تو یہ سوچتے رہتے ہیں کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ درست ہے۔ مگر حقیقت میں وہ غلط راہ پر گامزن ہوتے ہیں اور چونکہ وہ خدا کے احکام پر عمل پیرا نہیں ہوتے ان کی تمام مساعی اکارت جاتی ہیں اور جو نیک اعمال وہ کرتے ہیں ان کا بھی کوئی اجر ان کو نہیں ملتا۔ پس ان لوگوں کی سزا آتش دوزخ ہوگی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ یاد رکھو ہر وہ شخص جو میرے احکام کو ماننے سے انکار کرتا ہے اور میرے رسولوں کو جھٹلاتا اور ان سے ٹھٹھا کرتا ہے اس کی سزا دوزخ ہے۔ مگر وہ لوگ جو میرے احکام کو مانتے ہیں مزے اور راحت کی زندگی گزارتے ہیں اور جنت میں ایسے خوش ہوں گے کہ وہاں سے علیحدہ ہونے کی کبھی آرزو نہ کریں گے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! لوگوں کو توحید کامل سکھاؤ اور انہیں بتا دو کہ اللہ کے قبضہ قدرت میں ہر چیز ہے۔ وہ مالک حقیقی ہے۔ مخلوقات کا ہر فرد اسی کا محتاج ہے۔ اگر تم اس کی تعریف و توصیف لکھنے کو بیٹھو تو ساہی کے سمندر ختم ہو جائیں مگر اس کی تعریف ختم نہ ہو۔ پھر ایسے خدا کو چھوڑ کر تم کہاں

اس کے بعد ذوالقرنین وہاں سے واپس آیا اور پھر مشرقی سمت کے ممالک کی تسخیر کا ارادہ کیا اور حسب معمول دور تک ملک فتح کرتا چلا گیا حتی کہ وہ ایک انتہائی درجہ کے سخت گرم ملک میں پہنچا۔ تیسری مرتبہ وہ ایک ایسی جانب کو گیا جہاں دو ایسی قومیں تھیں۔ جو آپس میں لڑتی بھڑتی رہتی تھیں۔ اور ایک دوسرے کے ہاتھ سے سخت نالاں تھیں۔ ذوالقرنین ان کی زبان کو نہ سمجھتا تھا۔ مگر ترجمان کے ذریعے انہوں نے اسے سمجھایا کہ یہ یاجوج ماجوج نامی قوم ہمیں بہت ستاتی ہے ہم چاہتے ہیں کہ آپ کو ہم چندہ جمع کر دیں اور آپ ہمارے درمیان ایک دیوار بنا دیں تاکہ نہ وہ ہم پر چڑھ کر آسکیں۔ نہ ہم ان پر حملہ کر سکیں۔ ذوالقرنین نے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے مال و دولت بہت کچھ دے رکھا ہے۔ تم چندہ وغیرہ کی فکر نہ کرو۔ ہاں قوت بازو سے میری مدد کرو۔ اور خدا نے چاہا تو میں وہ دیوار بنا دوں گا۔ جو پہاڑ کا کام دے گی۔ جاؤ تم لوہے کی چادریں لاؤ۔ اور اوپر تلے ان کو رکھتے جاؤ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد اس نے لوہے کے اوپر آگ جلا کر تانبا ڈال دیا۔ حتی کہ لوہا اور تانبا ایک جان ہو گئے۔ اور وہ ایک ایسی مضبوط چیز بن گئی جسے کوئی توڑ نہ سکتا تھا۔ جب اس کی تکمیل ہو گئی۔ تو حضرت ذوالقرنین نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ اللہ کی تم پر ایک عنایت تھی جو اس نے مجھے ایسی دیوار بنانے کی توفیق عطا کی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ قیامت کا دن آئے گا۔ تو پھر وہی نفسا نفسی ہو گی اور اس قدر دوڑ بھاگ کر ہر شخص ایک دوسرے پر چڑھتا نظر آئے گا۔ لہٰذا جس چیز سے آج تم پناہ مانگتے ہو تمہیں چاہیے کہ قیامت کے دن اس کے واقع ہونے سے پہلے بھی پناہ مانگو۔ اگر تم نے آنکھوں کو بند اور کانوں کو بہرہ کر لیا تو تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہو گا۔

ترجمہ آیات ۱۰۲-۱۱۰:- کیا وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے۔ خیال کرتے ہیں کہ میرے علاوہ وہ میرے بندوں کو اپنا کارساز بنا لیں گے یقیناً" ہم نے (ایسے) کافروں کے لئے جہنم اقامت کی جگہ مقرر کر رکھی ہے۔ کہہ دیجئے کیا ہم تمہیں بتائیں کہ کون لوگ اعمال کی رو سے بہت زیادہ گھاٹے میں رہیں گے وہ لوگ جن کی کوششیں دنیا میں رائیگاں گئیں اور وہ یہی سمجھتے رہے کہ وہ بھلے کام کر رہے ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کے احکام سے اور اس کی ملاقات سے انکار کیا ہے ان کے تمام اعمال اکارت گئے۔

اوروں کی طرف دھیان لگاتے ہو۔ اس کے بعد ارشاد ہے کہ اے پیغمبر! تم اپنے متعلق بھی صاف طور پر اعلان کر دو کہ میں بھی انسان ہوں اور اس کا برگزیدہ بندہ ہوں۔ کسی مغالطے میں پڑ کر مجھے شریک خدا نہ ٹھہرالینا کہ لگو میری ہی پوجا کرنے۔ ان کو سنا دو معبود حقیقی صرف خدائے یگانہ ہے۔ جو اس کے سامنے سرخرو ہو کر پیش ہونے کا خواہاں ہو اسے چاہئے کہ وہ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے خواہ وہ نبی ہو یا ولی یا کوئی اور بزرگ یاد رکھو جس نے شرک پرستی اختیار کی وہ فلاح نہیں پائے گا۔

(۷۰) سورۃ النحل (۱۶)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی جبکہ آیات ۱۲۶ تا ۱۲۸ مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں اس میں ۱۲۸ آیات مبارکہ اور ۱۶ رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۱-۹:- امر الٰہی آپہنچا پس تم اس کے لئے جلدی نہ کرو وہ پاک ہے اور ان لوگوں کے شرک سے بالا و برتر۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کے پاس چاہتا ہے فرشتوں کو وحی دے کر بھیجتا ہے کہ تم (ان کو) مطلع کر دو کہ میرے (یعنی خدا کے) سوا کوئی معبود نہیں سو تم مجھ ہی سے ڈرو۔ اس نے آسمانوں کو اور زمین کو ٹھیک طور پر پیدا کیا وہ ان لوگوں کے شرک سے برتر ہے۔ انسان کو پانی کے ایک قطرہ سے بنایا پھر وہ کھلم کھلا (خدا کے بارے میں) جھگڑنے لگا اور چارپایوں کو پیدا کیا تمہیں ان سے جاڑے کا سامان اور دیگر کئی فائدے حاصل ہوتے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو اور جب ان کو شام کے وقت پھرا کر لاتے ہو اور جب (صبح کو) چرانے کے لئے چھوڑ دیتے ہو تو تمہارے لئے ان میں آبرو بھی ہے اور وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر ان شہروں تک لے جاتے ہیں جن تک تم (ان کے بغیر) بجز جان مارنے کے نہیں پہنچ سکتے بلاشبہ تمہارا رب بڑا مہربان اور رحم والا ہے اور گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کو بھی (پیدا کیا) تاکہ تم ان پر سواری کرو اور زینت کے لئے بھی اور وہ ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے جن کا تم کو علم تک نہیں اور سیدھی راہ تو اللہ تک جا پہنچتی ہے اور کئی راہیں ٹیڑھی بھی ہیں اگر وہ چاہتا تو تم سب کو سیدھی راہ پر

ڈال دیتا۔

شرح:۔ گزشتہ سورۃ میں سابقہ قوموں کے عبرت ناک قصص بیان فرما کر اقوام عالم کو نافرمانی کے نتائج و عواقب سے ڈرایا گیا۔ مگر بعض لوگوں نے اور زیادہ مخالفت کی اور کوئی عبرت حاصل نہ کی بلکہ الٹا کہہ دیا کہ اے پیغمبر خدا! ہم آپ کی دھمکی میں مطلق نہیں آنے والے۔ آپ جب چاہیں موعودہ عذاب ہمارے لئے لے آئیں۔ اس سورت شریف میں ان لوگوں کے اس گستاخانہ جواب پر تبصرہ فرمایا ہے اور کہا ہے کہ تم ایسے بے باک اور نافرمان لوگ واقعی عذاب کے مستوجب قرار پا چکے ہو۔ مگر ہم تمہاری طرح جھٹ پٹ ادلے کا بدلہ نہیں دیا کرتے۔ بلکہ ہمارے ہاں ہر کام کے کئے جانے کا ایک مقرر و موزوں وقت ہے لہٰذا ہر کام اپنے وقت پر ہوا کرتا ہے تم میں سے جو عذاب کے مستوجب ٹھہرائے جا چکے ہیں۔ چاہیئے کہ وہ جلدی نہ کریں۔ بزودیا بدیر ان کو اپنے کئے کی سزا یقیناً" ملے گی اور یہ بات قطعی طور پر کھل جائے گی۔ کہ اللہ کی ذات و صفات میں لوگ جو شرک کرتے تھے۔ اللہ اس سے بہت بلند ہے اور شرک و نجاست کی دلدل میں پھنسنا انسان کی محض گمراہی ہے بعض لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کرتے تھے کہ آخر آپ بھی تو ہماری طرح کے ایک بشر ہیں۔ آپ کے پاس کیوں فرشتہ آتا ہے اور ہمارے پاس کیوں نہیں آتا۔ ان کو ارشاد ہوتا ہے کہ نبوت کسبی چیز نہیں۔ یہ ایک وہبی حقیقت ہے خدا جس بشر میں اس بوجھ کو برداشت کرنے کی صلاحیت پاتا ہے اسے اس بار گراں کے اٹھانے پر مامور کر دیتا ہے۔ انسان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس بارے میں کوئی کلام کرے۔ پھر نبی کا کام بھی کتنا کڑا ہے۔ وہ لوگوں کو خدا کی فرمانبرداری اور اطاعت کی دعوت دیتا ہے۔ نفس پرستی اور خود غرضی کے خلاف جہاد کرتا ہے دنیا میں منبت اور خدا کی حکومت قائم کرنے کی فکر میں رہتا ہے اور اپنی تمام زندگی ان تعلیمات کا ایک عملی نمونہ بننے میں گزار دیتا ہے۔ جو اس کو اس کے رب کی طرف سے پہنچتے ہیں۔ اطاعت اور تقویٰ کی اسے عملی تفسیر بننا پڑتا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ کوئی معمولی کام ہے اور اس کو ہر شخص نباہ سکتا ہے؟

اس کے بعد اپنی خدائی اور یکتائی پر دلائل بیان فرماتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ انسان اپنی پیدائش پر غور کرے اور اپنی اصلیت کو تو سوچے اور پھر دیکھے کہ اپنے خالق کے

معاملہ میں اس طرح گستاخانہ کلام کرنے کا اسے کہاں تک حق ہے۔ کیا اسے جو پانی کے ایک قطرہ سے پیدا ہو خدا سے بحث وجدال کرتے شرم نہیں آتی۔ فرماتا ہے صرف اتنا ہی نہیں کہ اللہ نے تمہیں پیدا کر کے تمہارے حال پر چھوڑ دیا ہو۔ نہیں بلکہ تمہارے آرام و آسائش کا بھی تمام سامان پیدا کر دیا ہے۔ چارپایوں کو دیکھو کہ ان سے تمہاری اکثر ضروریات پوری ہو رہی ہیں سردیوں کا لباس' دودھ' دہی' گوشت اور مکھن تم ان سے حاصل کرتے ہو۔ سواری کے لئے انہیں استعمال کرتے اور اس کے علاوہ اور بھی کئی فائدے اٹھاتے ہو۔ یوں سمجھو کہ چارپایوں کو محض تمہاری ہی خاطر پیدا کیا گیا ہے ان مادی ضروریات کو پورا کرنے کے علاوہ خدا تمہاری روحانی ضروریات کو بھی پورا کرتا ہے' اور اس کے لئے جس غذا کی ضرورت ہے وہ بھی بہم پہنچاتا ہے۔ تمہیں زندگی گزارنے کی سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ مگر تم الٹی راہ اختیار کرتے ہو۔ پھر بھی وہ تم پر جبر نہیں کرتا اور تمہیں پورا اختیار دیتا ہے کہ جس طرح چاہو کرو۔ ہاں نیک و بد اعمال کی جزا اور سزا ضرور مرتب ہوگی اور ہر شخص کو ضرور ایک دن اس کے اعمال کا بدلہ ملے گا۔

ترجمہ آیات ۱۰-۲۱:- وہ ایسا ہے جس نے آسمان سے تمہارے لئے مینہ برسایا اسی میں سے تم پیتے ہو اور اسی سے درخت اگتے ہیں جن میں تم مویشی چراتے ہو۔ اسی سے وہ تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر ایک قسم کے میوے اگاتا ہے ان چیزوں میں غور و فکر کرنے والے لوگوں کے لئے یقیناً" نشانی موجود ہے۔ اور رات اور دن کو تمہارا تابع فرمان کر دیا اور سورج اور چاند کو بھی اور ستارے بھی اس کے حکم کے تابع ہیں اس بات میں عقل و دانش والوں کے لئے یقیناً" نشانیاں ہیں اور جو رنگ برنگ کی چیزیں اس نے زمین میں پیدا کی ہیں وہ بھی تمہارے لئے ہیں بیشک اس بات (میں بھی) ذکر و نصیحت قبول کرنے والوں کے لئے نشانی ہے اور اللہ وہی (ذات اقدس) ہے جس نے دریا کو تمہارے زیر فرمان کر دیا تاکہ اس میں سے تم تازہ تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے زیور نکالو جن کو تم پہنتے ہو اور تم کشتیوں کو دیکھتے ہو جو پانی کو چیرتی ہوئی چلی جاتی ہیں نیز اس لئے (سمندر کو تمہارے بس میں کیا) کہ تم اللہ کی نعمتوں کی تلاش کرو اور تاکہ تم اس کی شکر گزاری کرو۔ اور اسی نے زمین پر پہاڑ گاڑ دیئے کہ تمہیں لے کر زمین کہیں ڈگمگانے نہ لگے اور نہریں اور راستے بنائے تاکہ تم منزل تک پہنچ سکو اور (اسی طرح کے

اور بھی) کئی نشانات بنائے اور ستاروں سے بھی لوگ رستہ معلوم کرتے ہیں۔ کیا وہ جو پیدا کرتا ہے وہ اسی کی طرح ہوتا ہے جو پیدا نہیں کر سکتا تو کیا تم سمجھتے نہیں اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو تم ان کو پورا پورا نہ گن سکو گے بیشک اللہ بڑا بخشنے اور رحم کرنے والا ہے اور اللہ جانتا ہے ان باتوں کو بھی جن کو تم چھپاتے ہو اور ان کو بھی جن کو تم ظاہر کرتے ہو اور وہ جن کو یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود (اوروں کی طرح) پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ (معبود) مردے ہیں بے جان اور ان کو کچھ بھی شعور نہیں کہ کب وہ (دوبارہ) اٹھائے جائیں گے۔

شرح:۔ اس کے بعد اللہ عزوجل اپنی بے شمار نعمتوں میں سے چند بطور یاددہانی لوگوں کے سامنے بیان فرماتا ہے اور پوچھتا ہے کہ میرے سوا کوئی ہے جو یہ کام کر سکے یا تمہیں ان نعمتوں سے مالا مال کر سکے؟

فرمایا کہ لوگو! خدا ہی آسمان سے مینہ برساتا ہے جس سے تمہیں پینے کا پانی میسر آتا ہے اور تمہارے کھیتوں اور درختوں کو نشوونما حاصل ہوتا ہے۔ غرضیکہ ہر قسم کے پھل اور میوہ جات مثلاً" زیتون، کھجور اور انگور" اللہ کی ایسی عنایات کا نتیجہ ہیں۔ اگر تم غور کرو تو خدا کی خدائی کے نشانات اسی میں تمہیں نظر آجائیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کل شئی لہ ایتہ۔ تدل علی انہ واحد (ترجمہ) ہر چیز میں کوئی نہ کوئی ایسی نشانی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ خدا واحد ہے۔

فرماتا ہے کہ دن رات اگرچہ دو ناقابل تسخیر نشانات حق ہیں۔ مگر تمہارے فائدہ کی خاطر انہیں ہم نے اس طرح بے بس کر دیا ہے کہ تم ان سے پورا پورا فائدہ حاصل کر سکو۔ اسی طرح سورج چاند اور ستارے ہر وقت تمہاری نوکری میں حاضر ہیں اور تمہیں سمجھا رہے ہیں کہ جس خدائے قدوس نے ہمیں تمہارے فائدے کی خاطر تمہارا غلام بنایا ہے۔ چاہئے کہ تم بھی اس کے سامنے سرنگوں ہو جاؤ اور اس کی فرمانبرداری اسی حزم واحتیاط سے کرو جس باقاعدگی سے ہم تمہاری خدمت کرتے ہیں۔ بعد ازاں ارشاد ہوتا ہے کہ سطح زمین پر نظر غائر ڈال کر دیکھو تو تم رنگارنگ کی جڑی بوٹیاں دیکھ کر دنگ رہ جاؤ گے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ سب فضول چیزیں ہیں۔ کیا تم ان سے کسی نہ کسی طرح فائدہ نہیں اٹھاتے؟ پھر کیا وجہ ہے کہ تم ان اشیاء کو دیکھ کر تذکیر و موعظت حاصل نہ کرو۔ اب سمندروں اور

دریاؤں کو لو اور دیکھو کہ ان سے کس قدر اشیاء ایسی نکلتی ہیں جن کو تم زیب و زینت کے لئے پہنتے ہو اور کھانے کے لئے مچھلیوں کا ترو تازہ گوشت بھی حاصل کرتے ہو۔ کشتیوں کو تو تم دیکھتے ہو کہ پانی کو چیرتی ہوئی چلی جا رہی ہیں اور جہاں تم جانا چاہتے ہو تمہیں بلا خوف و خطر پہنچا رہی ہیں۔ اسی طرح پہاڑ بھی ہمارے عجائبات قدرت کا ایک نمونہ ہیں اور اسی طرح کی سینکڑوں اور ہزاروں کئی اور نشانیاں ہیں جو پکار پکار کر ہمارے خالق یگانہ ہونے کا ثبوت دے رہی ہیں۔ اب تم خود ہی غور کرو کہ ایک طرف تو وہ عالی قدر ہستی ہے جو تمہارے اور تمہارے علاوہ کل کائنات کی خالق و رازق ہے۔ دوسری طرف وہ ہستی یا ہستیاں ہیں جو خود اپنی ہستی کے لئے بھی خدا کی رہین منت ہیں اور دوسری کسی جاندار چیز کو پیدا کرنے کی قوت و صلاحیت ہی نہیں رکھتیں۔ پھر کون زیادہ اس بات کا حقدار ہے کہ تم اپنی توجہ اس پر خرچ کرو۔ کیا وہ سب کچھ پیدا کرنے والا ہے یا وہ جو کچھ پیدا کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتے۔

فرماتا ہے اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو یقیناً" تم انہیں کبھی شمار نہ کر سکو۔ اس کے باوجود تم اس کی صریح نافرمانی کرتے ہو۔ اور مطلقاً" خوف نہیں کھاتے۔ مگر اللہ اس پر بھی تمہاری روزی بند نہیں کرتا۔ بلکہ وہ تمہاری لغزشوں کو معاف کرتا اور تمہارے عیبوں کو چھپاتا ہے۔ یاد رکھو کہ اس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہتی۔ خواہ تم اسے علانیہ کرو یا چھپ کر فرماتا ہے۔ لوگو! تم جن پتھر کی مورتیوں کو اپنا قبلہ حاجات تسلیم کرتے ہو وہ بالکل بے حس اور خاک کا تو دہ ہیں۔ جن میں زندگی کی جھلک بھی نہیں۔ نہ ان میں کوئی شعور ہے کہ انہیں کب دوبارہ خدا کے حضور پیش کیا جائے گا۔ پس ایسی بے حس، بے جان اور مردہ ہستیوں کو مدد و استعانت کے لئے پکارنا محض بے سود و رائیگاں ہے اور سخت ناانصافی پر مبنی ہے۔

ترجمہ آیات ۲۲-۲۵:- تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے سو وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ ان کے دل نہیں مانتے اور وہ متکبر ہیں۔ لوگ جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں بیشک اللہ کو سب معلوم ہے وہ متکبروں کو یقیناً" پسند نہیں کرتا۔ اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے تو کہتے ہیں کہ اگلے لوگوں کے قصے۔ اس لئے کہ قیامت کے دن اپنا پورا پورا بوجھ اور ان لوگوں کا بوجھ جن کو انہوں

نے بے علمی سے گمراہ کیا ہے اٹھائیں گے۔ سن رکھو کہ جو بوجھ یہ اٹھا رہے ہیں برا ہے۔

شرح:- گزشتہ رکوع میں شرک سے نفرت دلائی گئی تھی اور صرف ایک خدائے یگانہ کے سامنے سر جھکانے اور اسی کی عبادت کرنے کی تعلیم دی گئی تھی۔ یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! تمہارا معبود صرف ایک ہے۔ مگر وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے ان کے دلوں میں توحید کا عقیدہ جمتا ہی نہیں اور وہ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتے ہوئے طرح طرح کی نکتہ چینیاں کرنے لگتے ہیں۔ کاش کہ انسان بے بنیاد کو اپنے انجام اور اپنی بے ثباتی کا علم ہوتا اور وہ غرور و تکبر کے فریب میں نہ آتا۔ فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں سے جب کوئی بندۂ خدا پوچھتا ہے کہ کیا تمہیں تعلیمات الہیہ کا بھی علم ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ چلو چھوڑو یار! یہ تو پرانے قصے اور کہانیاں ہیں۔ تم زمانہ جدید کی بات کرو۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ایسی باتیں صرف گناہ و عذاب کا باعث ہوتی ہیں اور کہنے والوں کو صرف کہنے ہی کا گناہ نہیں ہوتا۔ بلکہ جو لوگ ان باتوں کو درست مان کر تعلیمات الہیہ سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں ان کا تمام گناہ بھی ان کے سر لازم آتا ہے۔ فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے جو طریقہ اختیار کر رکھا ہے وہ نہایت ہی برا ہے مگر ان کو اس بات کا احساس نہیں۔

ترجمہ آیات ۲۶-۳۴:- ان سے پہلے لوگوں نے بھی حیلے بہانے کئے تھے پس اللہ نے ان کی عمارت کو جڑ سے اکھیڑ دیا پھر اوپر سے ان پر چھت آپڑی اور ان پر ایسی ایسی جگہوں سے عذاب آیا جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں۔ اس کے علاوہ قیامت کے دن بھی اس کو رسوا کرے گا اور پوچھے گا۔ کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کے بارے میں تم جھگڑا کرتے تھے وہ لوگ جن کو علم عطا کیا گیا تھا وہ کہیں گے کہ ذلت و رسوائی اور برائی کا عذاب آج (بس) کافروں کے لئے ہے۔ یعنی وہ لوگ جن کی روحیں فرشتوں نے قبض کی تھیں در آنحالیکہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے پھر وہ مطیع ہو جائیں گے (اور کہیں گے کہ) ہم نے تو کوئی برا کام نہیں کیا تھا۔ کیوں نہیں۔ اللہ کو تمہارے سب اعمال کی خبر ہے۔ سو تم جہنم کے دروازوں میں سے داخل ہو جاؤ ہمیشہ اسی میں رہو گے۔ متکبروں کا ٹھکانا واقعی برا ہے اور جو لوگ (اپنے رب کی نافرمانی سے) ڈرتے رہے ان سے پوچھا جائے گا کہ بھلا تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے تو وہ جواب دیں گے کہ نہایت اچھی چیز وہ لوگ جو اس دنیا میں نیک کام کرتے رہے ہیں ان کے لئے بھلائی ہے اور آخرت کا گھر یقیناً "بہت خوب ہے

اور پرہیزگاروں کا گھر بہت اچھا ہے۔ ہمیشہ (سرسبز و شاداب) رہنے والے باغات جن میں وہ داخل ہوں گے ان کے نیچے نہریں رواں ہوں گی وہاں جو کچھ وہ چاہیں گے ان کو میسر ہو گا (سنو) پرہیزگاروں کو خدا اسی طرح کا بدلہ دیتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب فرشتوں نے ان کی روحیں قبض کی تھیں تو یہ (شرک سے) پاک تھے۔ فرشتے کہیں گے تم پر سلامتی ہو اپنے اعمال کے سبب جنت میں داخل ہو جاؤ کیا یہ لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا آپ کے رب کا حکم (عذاب) آجائے۔ ان سے پہلے بھی لوگوں نے ایسا ہی کیا تھا اور اللہ نے ان پر ذرا ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے سو جو برائیاں وہ کرتے رہے ان کی سزا ان کو ملی اور جس چیز کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے اسی نے ان کو آگھیرا۔

شرح:- جو لوگ اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہیں لاتے۔ گزشتہ رکوع میں ان کو تنبیہہ کی گئی تھی یہاں بھی اسی کا بیان ہے فرمایا ہے۔ خدا کی وحدانیت یا اس کی عبادت سے گریز کرنا ایک قسم کا خدا سے حیلہ و مکر کرنا ہے چنانچہ اس قسم کی باتیں زمانہ سابق میں بھی ہوئیں۔ نتیجتہ" ان لوگوں پر آسمانی عذاب نازل ہوئے اور صدہا طرح کی اور سزائیں بھی ملیں۔ پھر اتنے پر ہی اکتفا نہیں کی جائے گی۔ قیامت کے روز ایسے لوگوں کو سزا ملے گی اور ذلیل کر کے پوچھا جائے گا کہ لاؤ کہاں ہیں تمہارے وہ بت یا مورتیاں جن کو تم نے میری خدائی میں شریک ٹھہرا رکھا تھا اور ان کے بارے میں دوسرے توحید دوست ابنائے وطن سے لڑا جھگڑا کرتے تھے مگر یہ لوگ ندامت کے بارے میں سر جھکا لیں گے اور عرض کریں گے کہ خدایا! ہم نے کوئی برا کام نہیں کیا جواب دیا جائے گا کہ ہم کو تمہارے اعمال کی پوری پوری خبر ہے اور اب تمہاری سزا دائمی جہنم ہے۔ اس میں داخل ہو جاؤ اور اپنے غرور و تکبر کی سزا بھگتو۔

اس کے مقابلہ میں وہ لوگ جو اپنی زندگی اتقاء و پرہیزگاری کے ساتھ گزارتے ہیں وہ حیلہ و مکر، دغا و فریب، کذب و افترا سے مطلق کام نہیں لیتے۔ بلکہ قرآن اور اس کی تعلیمات کو خیر کثیر خیال کرتے ہیں۔ پس جو لوگ اس دنیا میں نیک کام کرتے ہیں۔ ان کو اس دنیا میں بھی اللہ کی عنایات حاصل ہوتی ہیں اور ان کی اخروی زندگیاں بھی بہترین زندگیاں ہوں گی۔ فرماتا ہے کہ اتقاء و پرہیزگاری اختیار کرنے والوں کا آخری ٹھکانہ ایک

نہایت ہی اچھا مقام ہو گا۔ یعنی وہ ایسے خوشگوار اور آرام دہ باغات خلد میں رہیں گے۔ جہاں ہر وہ چیز جسے ان کے نفوس طاہرہ طلب کریں گے۔ ان کو مہیا کی جائے گی۔

فرماتا ہے کہ وہ لوگ جن کی دنیاوی زندگیاں ایسی پاک اور بے لوث گزریں۔ ان کو اللہ کے ہاں سے انعامات بھی ایسے شاندار ملتے ہیں۔ حتیٰ کہ بوقت نزع بھی جب **ملائکہ** قبض روح کے لئے آئیں گے تو وہ بھی ایسے حضرات سے یہی کہیں گے کہ تم آج اپنی نیک عملی کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

فرماتا ہے کہ لوگ اکثر اس انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں کہ اللہ کے فرشتے بنفس نفیس ان کے پاس آئیں اور ان کو خدا کی ہستی کا یقین دلائیں یا جس عذاب کی دھمکی ہم کو دی جا رہی ہے وہ عذاب آ جائے تو ہمارے شکوک رفع ہو جائیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اس قسم کی خرافات اس سے پہلے بھی لوگ بکتے چلے آئے ہیں حتیٰ کہ خود طلب کردہ عذاب نے آ کر ان کو تباہ و برباد کیا اور جو برے کام انہوں نے کئے تھے ان کی سزا پائی۔ حاصل کلام اگر کوئی شخص آج بھی ان مذموم حرکات کا مرتکب ہو گا تو اس کو بھی ویسی ہی سزا ملے گی۔

ترجمہ آیات ۳۵۔۴۰:۔ اور مشرک کہتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم اس کے سوا کسی چیز کی عبادت کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ بغیر اس کے ہم کوئی چیز حرام قرار دیتے جو لوگ ان سے قبل گذر چکے ہیں انہوں نے بھی اسی طرح کیا تھا۔ سو رسولوں کے ذمے تو کھلم کھلا پہنچا دینا ہے۔ اور ہم نے ہر قوم میں ایک نہ ایک رسول ضرور بھیجا ہے کہ (جاؤ اور جا کر کہو کہ اے لوگو!) اللہ کی عبادت کرو اور بت پرستی سے باز رہو۔ سو ان میں سے بعض کو تو اللہ نے ہدایت دی اور بعض ایسے ہیں جن پر گمراہی ثابت ہو گئی۔ زمین پر چلو پھرو اور دیکھو کہ (حق و صداقت کو) جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا (اے پیغمبر!) اگر آپ ان کی ہدایت کے لئے حریص ہوں تو (جان لیں کہ) اللہ ان لوگوں کو یقیناً ہدایت نہیں دیتا جن کو وہ گمراہ کر دے اور نہ ان کا کوئی مددگار ہے اور یہ لوگ اللہ کی سخت قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ اس کو زندہ نہیں کرے گا جو مر جاتا ہے کیوں نہیں یہ اللہ کا وعدہ سچ ہے جس کو وہ پورا کرے گا) لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (سنو! دوبارہ اس واسطے زندہ کرے گا) کہ ان پر اس چیز کی حقیقت واضح کرے جس میں وہ اختلاف رکھتے تھے نیز ان لوگوں کو جو (حق و صداقت سے) انکار کرتے رہے ہیں معلوم ہو جائے کہ وہ فی الحقیقت جھوٹے تھے۔

(یاد رکھو کہ) جب ہم کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتے ہیں تو صرف اس قدر کہتے ہیں کہ ہو جا سو وہ ہو جاتی ہے۔

شرح:۔ وہ لوگ جن کی طبائع میں کجی ہوتی ہے وہ ہمیشہ سے حق و صداقت کی مخالفت کرتے آئے ہیں اور تعلیمات الٰہیہ کا تمسخر اڑاتے رہے ہیں۔ چنانچہ یہی حال آج ہمارے زمانہ میں بھی ہے اور غضب تو یہ ہے کہ اب تو یہ روش آزاد خیال بے دین اور مغرب پرست مسلمانوں نے بھی اختیار کر لی ہے۔ قرآن پاک کے اس رکوع میں اس زمرہ کے لوگوں کا جو نقشہ کھینچ کر ہمیں دکھایا گیا ہے وہ غور کے قابل ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو خدا کی خدائی میں کسی نہ کسی طرح شرک کرتے ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم شرک نہ کرو۔ صرف خدائے واحد کی عبادت کرو تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے ہر شخص کی قسمت کا پہلے ہی دن سے فیصلہ کر دیا تھا اور حکم لگا دیا تھا کہ فلاں فلاں نیکی اور بھلائی کے کام کرے اور فلاں فلاں برائی اور بدی کے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ بد عملی کے لئے یہ پرانی وجہ جواز ہے۔ رسولوں کے اختیار میں صرف اس قدر ہے کہ وہ ہمارے احکام کو صحیح صحیح بلا کم و کاست ان لوگوں تک پہنچا دیں۔ ماننا نہ ماننا لوگوں کا اپنا کام ہے۔ فرمایا ہم نے اپنے احکام کی تبلیغ کے لئے ہر ایک گروہ انسانی میں ہمیشہ ایسے رسول بھیجے ہیں جو ان کو کہتے رہے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو اور بت پرستی سے باز آؤ۔ لیکن تمام دنیا نے ان کی دعوت کو کبھی قبول نہیں کیا۔ بعض لوگ تو راہ ہدایت کو مانتے آئے ہیں اور بعض نے مخالفت کر کے اپنے آپ کو مورد عذاب بنایا ہے۔ اگر کوئی چاہے تو ان تباہ شدہ اقوام عالم کے آثار آج بھی دنیا کے مختلف حصص میں دیکھ لے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ وہ لوگ جو رشد و ہدایت کو ماننے سے انکار کر دیتے ہیں ان کا ایمان لانا اکثر مشکل ہو جایا کرتا ہے چنانچہ اس وقت مخاطبین میں سے جو لوگ کفر و سرکشی پر اڑ گئے ہیں اگرچہ آپ کتنا ہی کیوں نہ چاہیں کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ مگر وہ نہیں ہونے کے اور نہ کوئی طاقت اس طرف ان کی رہنمائی کر سکتی ہے۔ یہ لوگ جو آپ کے سامنے قسمیں کھا کھا کر بیان کرتے ہیں کہ اللہ مردوں کو دوبارہ زندہ نہیں کرے گا ان سے کہہ دو کہ تم جھوٹ کہتے ہو۔ خدا نے جو جو وعدے کئے ہیں وہ پورے ہو کر رہیں گے۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض لوگ اس چیز کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ان سے کہو کہ اول تو ان ہی باتوں کے فیصلے کے لئے تمہیں مرنے کے

بعد دوبارہ زندہ کرنا ضروری ہے۔ جن میں تم آج باہمی اختلاف رکھتے ہو۔ تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ کون حق پر تھا۔ اور کون باطل پر۔ باقی رہا کسی محال سے محال کام کا ہو جانا تو اس کے لئے تم صرف اس قدر یاد رکھو کہ جب ہمارا ارادہ ہوتا ہے کہ فلاں کام کر لیں تو ہم صرف اتنا حکم دیتے ہیں کہ ہو جا۔ تو وہ کام ہو جاتا ہے۔

ترجمہ آیات ۴۱-۵۰:- اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار کو ظلم برداشت کرنے کے بعد چھوڑ دیا ہم دنیا میں ان کو یقیناً" اچھی جگہ دیں گے اور آخرت کا اجر یقیناً" بہت بڑا ہوگا۔ کاش ان کو علم ہو۔ (یہ وہ لوگ ہوں گے) جنہوں نے صبرو استقلال سے کام لیا اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے رہے۔ اور (اے پیغمبر!) ہم نے آپ سے پہلے بھی آدمی ہی معبوث کئے تھے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے اگر تمہیں اس چیز کا علم نہ ہو تو اہل علم سے پوچھ دیکھو۔ (ان کو بھی ہم نے) نشانیاں اور صحیفے (دیگر) بھیجا تھا اور ہم نے آپ پر ذکر و نصیحت (یعنی قرآن) نازل کیا تاکہ آپ لوگوں پر واضح کر دیں ان تعلیمات کو جو ان کی جانب نازل کی گئی ہیں اور تاکہ وہ غور و فکر کریں۔ وہ لوگ جو بری بری تدبیریں اختیار کرتے ہیں بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ ان کو زمین میں دھنسا دے یا کسی ایسی جانب سے ان پر عذاب آجائے جہاں سے ان کو وہم و گمان بھی نہ ہو۔ یا ان کو چلتے پھرتے (اچانک) پکڑ لے وہ کسی طرح بھی اس کو ہرا نہیں سکتے۔ یا ایسی حالت میں ان کو پکڑ لے کہ وہ خوف میں مبتلا ہوں سو بیشک تمہارا رب بڑا مہربان اور رحم والا ہے۔ کیا انہوں نے کبھی ایسی چیزوں کو نہیں دیکھا جو خدا نے پیدا کی ہیں جن کے سائے دائیں سے اور بائیں سے لوٹتے رہتے ہیں اللہ کے سامنے جھکتے اور عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور تمام وہ جاندار چیزیں جو آسمانوں میں ہیں یا زمین میں ہیں اللہ کے سامنے سجدہ کرتی ہیں اور فرشتے بھی اور وہ مطلقاً" تکبر نہیں کرتے۔ اپنے اس رب سے ڈر رہے ہیں جو ان کے اوپر ہے اور وہی کام کرتے ہیں جس کا ان کو حکم دیا جائے۔

شرح:- اس سورۃ کے گزشتہ رکوعوں میں حق و باطل کی آویزش کا ذکر تھا۔ اس رکوع میں بیان فرمایا ہے کہ ممکن ہے کہ باطل پرستوں کی تعداد و طاقت ہر لحاظ سے حق پرستوں سے بڑھ جائے اور وہ ان کے درپے آزار ہو جائیں۔ ایسی صورت میں جو لوگ محض حق کی خاطر ان ظالموں کو چھوڑ کر خدا کی وسیع زمین پر کسی اور جگہ جا ٹھہریں گے ان کو ہم دنیا میں

بھی ان کے چھوڑے ہوئے گھروں سے بہتر گھر دیں گے اور آخرت میں بھی بہت بڑا اجر عطا کریں گے۔ مگر افسوس! کہ اس بات کو اکثر سمجھتے نہیں ارشاد ہوتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے پہلے بھی لوگوں کی ہدایت کے لئے انسان ہی پیغمبر ہو کر آتے رہے ہیں۔ ملائکہ کبھی نہیں آئے اگر آپ کے سامعین کو یقین نہ آئے تو وہ ان علماء سے جا کر پوچھیں جو ہماری نازل کردہ کتابوں کا علم رکھتے ہیں۔ ہم نے آپ پر جو کتاب نازل کی ہے یہ ایک طرح کی یادداشت ہے تاکہ ان کو تعلیمات الٰہیہ کا علم ہو جائے۔ مگر مخالفین کچھ اس درجہ بگڑ گئے ہیں کہ ان پر کسی بات کا اثر ہی نہیں ہوتا۔ اللہ ان کو زمین میں دھنسا سکتا اور ان پر اس طرح عذاب لا سکتا ہے کہ ان کو قبل از وقت ذرا بھی خبر نہ لگ سکے۔ یا اگر ان کو بالکل اطمینان کے عالم میں اپنی قوتوں کا مظاہرہ کرتے اور ان پر ناز کرتے ہوئے پکڑ لے۔ یا ایسی حالتوں میں جب وہ کسی امر سے ڈر رہے ہوں۔ پکڑ کر ہلاک کر ڈالے۔ اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اہل جہان اللہ کی نشانیوں کو نہیں دیکھتے۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ اللہ کی مخلوق کا سایہ بھی اس کو سجدہ کرتا ہے اور تمام حیوانات ملائکہ تک اس کے سامنے سر بسجود ہیں۔ اور کوئی چیز اس کے سامنے تکبر نہیں کرتی۔ وہ اپنے اس رب کو یاد کرتے ہیں جو ان سب کا احکم الحاکمین ہے اور اس کے احکام پر چلتے ہیں۔ پھر انسان اشرف المخلوقات کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ نافرمانی پر تلا ہوا ہے۔

ترجمہ آیات ۵۱-۶۰:- اور اللہ فرماتا ہے کہ تم دو معبود نہ بناؤ (یاد رکھو کہ) معبود صرف ایک ہے پس چاہئے کہ صرف مجھ سے ڈرو۔ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اسی کا ہے اور عبادت بھی ہمیشہ اسی کے لئے زیبا ہے۔ کیا تم اللہ کے سوا دوسروں سے ڈرتے ہو؟ اور (سنو) تم پر جس قدر عنایات ہیں سب اللہ کی جانب سے ہیں پھر جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تم اسی کے آگے آہ و زاری کرتے ہو۔ پھر جب تم سے تکلیف کو دور کر دیتا ہے تو تم میں سے کچھ لوگ فوراً اپنے رب کے ساتھ شریک ٹھہرانے لگتے ہیں۔ کہ جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس کی ناشکری کریں تو (خیر' چند روزہ) فائدہ اٹھالو۔ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا جن کے متعلق ان کو علم نہیں ان کے لئے ان چیزوں میں سے جو ہم نے ان کو دے رکھی ہیں حصہ مقرر کر دیتے ہیں بخدا تم سے ان باتوں کے متعلق ضرور باز پرس ہوگی جو تم افترا کرتے ہو اور اللہ کے لئے بیٹیاں قرار

دیتے ہیں (حالانکہ) وہ (ان باتوں سے) پاک ہے اور اپنے لئے جو دل چاہے حالانکہ ان میں سے جب کسی کو بیٹی کا مژدہ سنایا جائے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے۔ جس چیز کی اسے بشارت دی گئی اس کی برائی کی وجہ سے وہ قوم سے منہ چھپاتا پھرتا ہے۔ (اور سوچتا ہے کہ) ذلت برداشت کرکے اسے رہنے دے یا اسے مٹی میں گاڑ دے۔ دیکھو ان کا یہ فیصلہ بہت برا ہے۔ وہ جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کی (مثال بہت) بری مثال ہے اور خدا کے لئے بہترین صفات ہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

شرح:- فرماتا ہے کہ لوگو! تمہارا معبود حقیقی صرف ایک ہی ہے تم زیادہ کا خیال بھی نہ کرو اور ہر معاملہ میں اس کی نافرمانی سے ڈرو۔ یاد رکھو کہ زمین و آسمان کی کائنات کا مالک صرف وہی یگانہ ہے اور وہی نیک و بد عمل کی جزا و سزا دینے والا ہے پھر تم اس کو چھوڑ کر دوسروں سے کیوں ڈرتے ہو۔ دیکھو اللہ کی عنایات اور بخشش تم لوگوں پر ہوتی ہیں اور تمہاری ہر ضرورت پوری ہوتی ہے اور پھر جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بالآخر اسی کے آگے آہ و زاری کرتے ہو۔ پھر جب وہ تمہاری تکلیف دور کرتا ہے تو اس کے ساتھ اوروں کو بھی شریک کرنے لگتے ہو۔ یہ ایک طرح کی اللہ کی نعمت کی ناشکری ہے۔ مگر خیر! تم ایام زندگی کو اب تو گزارو عنقریب حقیقت تمہارے سامنے آشکارا ہو جائے گی۔

فرماتا ہے جو لوگ از راہ شرک و بت پرستی میرے دیئے ہوئے رزق میں سے میرے سوا کسی دوسرے کے نام پر یا کسی دوسرے کی خاطر کچھ خرچ کرتے ہیں۔ ان سے اس چیز کا ضرور مواخذہ کیا جائے گا۔ کیونکہ ان کو اس بات کا کوئی حق نہیں ایسا کرنا سخت بے انصافی ہے۔ اس طرح کی ایک بے انصافی یہ ہے کہ ملائکہ کی نسبت ان کا اعتقاد ہے کہ وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ یہ نہایت ہی لغو بات ہے وہ خود تو بیٹیوں کو ایک نظر نہ دیکھ سکیں اور بیٹوں کو اچھا سمجھیں مگر اللہ کو جو انسان کو بیٹا بیٹی سب کچھ عطا کرتا ہے۔ بیٹوں کا باپ ٹھہرانا سخت بے انصافی ہے۔ خود ان کی کیفیت ملاحظہ کرو کہ جب انہیں اس بات کی خوشخبری دی جاتی ہے کہ تمہارے گھر بیٹی پیدا ہوئی ہے تو مارے غصہ اور ندامت کے ان کے منہ سیاہ پڑ جاتے ہیں اور اندر ہی اندر زہر کا گھونٹ پی کر رہ جاتے ہیں پھر وہ لوگوں سے اس کو چھپانے لگتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ آیا ذلت و بدنامی کو برداشت کرکے وہ اسے زندہ رہنے دیں یا تہ خاک جیتی جاگتی بیٹی کو دفن کر دیں۔ جو کچھ وہ فیصلہ کرتے ہیں وہ بڑا برا ہوتا ہے۔ فرماتا ہے جو

لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کی مثال نہایت ہی بری ہے۔ خدا کی سب صفات اچھی ہیں وہ ہر کام پر قادر اور غالب ہے اور اس کے ہر کام میں حکمت ہے۔

ترجمہ آیات ۶۱-۶۵:- اور اگر اللہ لوگوں سے ان کے ظلم کی بنا پر مواخذہ کرے تو زمین پر کسی جاندار کو نہ چھوڑے۔ لیکن وہ ان کو ایک مقرر وقت تک ڈھیل دیئے جاتا ہے۔ سو جب ان کا وقت آجائے گا تو نہ وہ ایک گھڑی (اس سے) پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔ اللہ کے لئے یہ ایسی اشیاء تجویز کرتے ہیں جن کو خود ناپسند کرتے ہیں اور ان کی زبانیں جھوٹ بولتی ہیں کہ ان کے لئے بہتری ہوگی قطعی ان کے لئے آگ ہوگی اور وہ (دوزخیوں کے) پیشرو ہوں گے۔ بخدا ہم نے آپ سے پہلے بھی اقوام عالم کی طرف رسول بھیجے مگر شیطان نے ان کے اعمال (بد) انہیں عمدہ کر دکھائے سو آج (بھی) وہی ان کا دوست ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور ہم نے آپ پر اس لئے کتاب نازل کی ہے کہ آپ لوگوں پر ان چیزوں کو واضح کردیں جن میں ان کو اختلاف رہا ہے اور یہ کتاب مومنوں کے لئے سامان ہدایت و باعث رحمت ہے اور اللہ ہی نے آسمان سے مینہ برسایا پھر اس سے مردہ زمین میں جان ڈال دی (یاد رکھو کہ) اس میں بلاشبہ ان لوگوں کے لئے نشانی ہے جو (دل سے) سنتے ہیں۔

شرح:- ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ خدا کے معاملہ میں بے ادبیوں اور گستاخیوں کے مرتکب ہوتے ہیں اگر ان کی وجہ سے وہ ان سے مواخذہ کرے تو سطح ارض پر تمہیں کوئی جانور زندہ دکھائی نہ دے مگر وہ ایسا نہیں کرتا۔ وہ غفور و حلیم ہے۔ عفو و درگذر سے کام لیتا ہے اور ہر شخص کو مہلت دیتا ہے کہ وہ اپنی عمر طبعی تک پہنچے اور پوری آزادی و راے سے اپنی راہ چلے۔ ہاں جب وہ معینہ عمر پوری ہو جاتی ہے تو پھر اس میں کسی سے نہ رو رعایت کی جاتی ہے نہ حد سے زیادہ سختی برتی جاتی ہے۔ فرماتا ہے دنیا میں یہ لوگ خدا کو بالکل بھول جاتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ گویا اس کے حضور میں ان کو کبھی پیش نہیں ہونا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اللہ کے بارے میں ناپسندیدہ باتیں بیان کرتے ہیں اور جو کچھ منہ سے کہتے ہیں۔ سراسر جھوٹ ہوتا ہے۔ اگرچہ جھوٹ بولنے اور کذب بیانی کرنے سے ان کا مقصد کسی وقتی مصلحت کو حاصل کرنا ہوتا ہے۔ مگر جھوٹ کا نتیجہ ہر حال میں وہی ہوگا۔ یعنی انہیں اس کے عوض دوزخ کی آگ میں ڈالا جائے گا اور جہنم میں یہ پیشرو ہوں گے۔

فرماتا ہے کہ اے پیغمبر! تجھے اس بات پر یقین کرنا چاہئے کہ لوگ آج صرف تیری ہی تبلیغ کی مخالفت نہیں کر رہے۔ اس سے پہلے بھی دیگر انبیاء و رسل کے ساتھ یہی سلوک کرتے چلے آئے ہیں۔ کیونکہ شیطان نے ان کو ان کے اعمال بد آراستہ کر کے دکھائے تھے۔ یہی حالت آج ہے۔ بس قیامت کے دن ایسے لوگوں کو سوائے شیطان کی دوستی کے اور کسی کی دوستی ہی نصیب نہ ہو گی۔ فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اہل جہان کو سنا دیجئے کہ قرآن پاک میں جو مجھ پر نازل ہو رہا ہے۔ علاوہ اور بے شمار خوبیوں کے دو بڑی عظیم الشان خوبیاں ہیں اور وہ یہ کہ جن غلط سلط مذہبی روایات کی بنا پر اقوام عالم کے مذاہب میں تفرقہ پڑ گیا ہے یہ ان کی بیخ کنی کرتا ہے اور مذہبی روایات اور عقائد اسلامیہ کی داغ بیل ڈالتا ہے۔ فرماتا ہے اس کی مثال آسمان سے نازل ہونے والی بارش ایسی ہی سمجھ لو جس طرح بارش آسمان سے نازل ہوتی ہے کہ جس زمین پر پڑتی ہے وہ زمین اگر صالح اور قابل کاشت ہے تو اس میں روئیدگی آ جاتی ہے اور اگر غیر صالح اور بنجر ہوتی ہے تو اس میں کچھ نہیں اگتا پس جن لوگوں کے طبائع نیکوکاری اور اتقاء کی وجہ سے صالح ہوتے ہیں وہ تو قرآن پاک کی ہدایت کو قبول کر لیتے ہیں مگر جن کے دلوں میں روگ ہوتا ہے وہ انکار پر اڑے رہتے ہیں۔

ترجمہ آیات ۶۶-۷۰:- اور (علاوہ ازیں) چارپایوں میں بھی تمہارے لئے ایک غور کا مقام ہے کہ ہم ان کے پیٹ میں سے گوبر اور خون کے درمیان میں سے نکال کر ایسا خالص دودھ تمہیں پلاتے ہیں جسے پینے والے غٹ غٹ پی جاتے ہیں۔ اور کھجوروں اور انگوروں کے میوؤں میں سے تم شیرہ بناتے ہو اور عمدہ روزی حاصل کرتے ہو اس میں بھی' بیشک ان لوگوں کے لئے نشانی ہے جو عقل رکھتے ہیں اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ تو پہاڑوں' درختوں اور اونچی اونچی چھتریوں پر جو لوگ بناتے ہیں چھتے بنا۔ پھر ہر قسم کا میوہ کھا پھر اپنے رب کے آسان راستوں پر ہو لے۔ اس کے پیٹ سے پینے کی چیز نکلتی ہے جو مختلف رنگ کی ہوتی ہے اس میں لوگوں کی (بیماریوں کی) شفا ہے اس بات میں بھی ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں نشانی ہے۔ اور اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا پھر وہی تم کو موت دیتا ہے اور تم میں سے بعض ایسے ہیں جو عمر کے ارذل حصہ تک پہنچ جاتے ہیں تاکہ جاننے کے بعد بھی کچھ نہ جانیں (یاد رکھو کہ) اللہ بیشک علم والا اور قدرت

والا ہے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں ارشاد ہوا تھا کہ ہم نافرمانوں کو سزا دینے میں جلدی نہیں کیا کرتے بلکہ جس طرح دیگر امور کے لئے وقت مقرر ہوتا ہے اسی طرح نیک و بد اعمال کی جزاو سزا کے لئے بھی ایک وقت مقرر ہے۔ اس کے بعد قرآن پاک کی برکات کا ذکر کیا تھا۔ اس رکوع میں جیسا کہ اس سورۃ کے اکثر حصص میں اللہ عزوجل نے اپنی بے پایاں نعمتوں کو شمار کیا ہے اسی طرح دودھ اور شہد ایسی بے حد مفید اور بے حد ضروری نعمتوں کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے انسان! ہم نے حیوانات تک کو تیرے فائدے کے لئے پیدا کیا ہے کیا تو دیکھتا نہیں کہ گائے بھینس بکری اور اونٹنی سے تو دودھ حاصل کرتا ہے اور بڑی لذت سے غٹ غٹ پی جاتا ہے۔ دودھ تیری زندگی کا ایک جزو ہے اور لازمہ حیات۔ اس کے بغیر تو اپنی زندگی کو بے مزہ پاتا ہے تو پھر کیا اتنی ہی بات کافی نہیں کہ تو ہمارے سامنے سربسجود ہو جائے اور جس طرح ہمارے سوا کوئی دوسری ہستی تجھے یہ نعمت عطا نہیں کر سکتی تو بھی ہمیں چھوڑ کر کسی دوسرے کی طرف مائل نہ ہو۔ اس کے بعد اگر تو نباتات کو دیکھے تو تجھے معلوم ہو کہ وہ بھی تیری ہی خاطر پیدا کی گئی ہیں۔ انگور، کھجور اور دیگر میوہ جات تیری مرغوب خوراک ہیں کیا ان درختوں اور میوؤں کو ہمارے سوا کوئی اور ہستی بھی پیدا کرنے پر قادر ہے۔ نہیں اور ہرگز نہیں پھر اے انسان ناشکر گذار۔ تو کیوں ان کے در پر ناصیہ فرسائی کرتا ہے۔ اسی طرح پرندے اور دیگر کائنات بھی فی الحقیقت تیری ہی خاطر پیدا کی گئی ہے اور تیرے لئے سب کا وجود مفید ہے۔ کسی کا کم کسی کا زیادہ۔ مثال کے طور پر شہد کی مکھی ہی کو لے تیری خاطر ہم نے اسے حکم دے رکھا ہے کہ درختوں کی بلند ٹہنیوں اور پہاڑوں کی غاروں میں وہ چھتہ بنائے اور صرف میوہ جات کا رس چوسے تاکہ اس نفیس ترین غذا اور عمدہ ترین رہائش سے اس کے پیٹ میں جو لعاب سا پیدا ہو وہ انسان کی اکثر بیماریوں کے لئے شفائے مطلق کا اثر رکھے۔ فرماتا ہے کہ شہد کی مکھی جسے تم ایک ادنیٰ سی چیز سمجھتے ہو ہمارے حکم کی اسی طرح متابعت کرتی ہے جس طرح اسے حکم دیا جاتا ہے۔ پھر جو چیز تمہارے لئے وہ اپنے گھر میں بناتی ہے اور جسے تم شہد کے نام سے پکارتے ہو۔ وہ تمہاری اکثر بیماریوں کا علاج ہے اگر تم غور و فکر سے کام لو تو یقیناً" اس سے تمہیں ہمارے متعلق علم ہو جائے فرماتا ہے اگر ان خارجی نشانات کو چھوڑ کر اپنے داخلی اسباب پر غور و خوض کرو

تو بھی تمہیں ہمارا پتہ بہت جلد مل جائے۔ فرماتا ہے تم نے کبھی غور کیا ہے کہ اللہ تم کو پیدا کرتا ہے اور وہی تمہیں موت دیتا ہے۔ پھر تم میں سے بعض تو معمولی عمر گذارنے کے بعد وفات پا جاتے ہیں اور بعض اس قدر شدید بڑھاپے تک پہنچائے جاتے ہیں کہ ان پر پھر ایک دفعہ بچپن کے زمانہ کی کیفیات طاری ہو جاتی ہیں کیا یہ چیز نشانات حق میں ایک زبردست نشان نہیں ہے۔ مگر افسوس! کہ انسان نے غور و فکر سے کام لینا ہی موقوف کر رکھا ہے اور یہی چیز اس کی گمراہی کا باعث ہے۔

ترجمہ آیات ۷۱-۷۶:- اور اللہ نے بعض کو بعض پر روزی کے معاملہ میں فضیلت دے رکھی ہے پھر وہ لوگ جن کو فضیلت دی گئی ہے۔ (وہ) اپنی روزی کو ان لوگوں کے حوالے نہیں کر دیتے جو ان کے غلام ہیں کہ سب اس میں برابر ہو جائیں۔ تو کیا یہ لوگ اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں اور اللہ نے تمہارے لئے تمہیں میں سے جوڑے پیدا کئے اور تمہاری بیویوں سے (تمہارے) بیٹے اور پوتے پیدا کئے اور عمدہ اشیاء تمہیں کھانے کو دیں۔ تو کیا بے اصل چیزوں پر اعتقاد رکھتے ہیں اور خدا کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں اور اللہ کو چھوڑ کر ان کی پوجا کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین سے ان کو روزی دینے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ ان کو طاقت ہے۔ پس (کسی کو) اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ اللہ بلاشبہ (ہر ایک بات کو) جانتا ہے اور تم (کچھ بھی) نہیں جانتے اللہ ایک مثال بیان کرتا ہے ایک غلام ہے مملوک جس کا کچھ بھی اختیار نہیں اور ایک وہ شخص ہے جس کو ہم نے اپنے ہاں سے خوب رزق دے رکھا ہے سو وہ اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتا ہے۔ کیا یہ دونوں برابر ہوں گے (ہرگز نہیں) ستائشیں اللہ کے لئے زیبا ہیں مگر ان میں سے اکثر بالکل نہیں جانتے اور اللہ دو آدمیوں کی اور مثال بیان کرتا ہے کہ ان میں سے ایک گونگا ہے جو کچھ نہیں کر سکتا اور وہ اپنے آقا کے لئے بوجھ (بنا ہوا) ہے جہاں بھی اسے بھیجتا ہے بھلائی لے کر نہیں آتا۔ کیا یہ اور وہ جو انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے برابر ہیں اور وہ صراط مستقیم پر گامزن بھی ہے۔

شرح:- ارشاد ہوتا ہے کہ اگرچہ ہم نے تم سب کو روزی عنایت کی ہے اور مال و دولت دیا ہے مگر تم نہیں چاہتے کہ سب کا ایک درجہ یا ایک حال ہو۔ تم ایک دوسرے کو کمزور کر کے اس پر اپنا سکہ بٹھانے کے متمنی رہتے ہو۔ چنانچہ تم نے کبھی اپنا مال و دولت

اپنے غلاموں میں بانٹ کر ان کو اپنا مساوی و ہم پلہ نہیں بنایا۔ پھر تم کس طرح خدا کے معاملہ میں اس بات کو برداشت کر سکتے ہو۔ کہ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراؤ۔ دیکھو تم کو تمہاری بیویوں کو تمہارے بچوں اور بیٹوں پوتوں کو پیدا تو خدا کرتا ہے مگر تم انہیں اغیار کی طرف منسوب کرتے ہو اور خدا کی ناشکری کرتے ہوئے باطل پر ایمان رکھتے ہو اور ایسی مخلوقات کی عبادت کرتے ہو جس کے قبضہ و اختیار میں کچھ بھی نہیں۔ بس تم کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ وہ پاک ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔ اور تم کچھ بھی نہیں جانتے فرماتا ہے کہ خدا مالک حقیقی ہے اور ہر بات پر قادر ہے اور انسان عبد مملوک سے زیادہ اور کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ فرماتا ہے خدا کے مقابلہ میں انسان جن کو اپنا معبود بناتا ہے وہ اس گونگے انسان کے مشابہ ہیں جو بالکل نکما ہو اور اپنے مالک کا کوئی کام بھی نہ کر سکے۔

ترجمہ آیات ۷۷ - ۸۳:- اور آسمانوں کے اور زمین کے رازہائے سربستہ (سب کے سب) اللہ ہی کے لئے ہیں اور قیامت کا معاملہ تو محض ایسا ہی ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا بلکہ اس سے بھی جلد تر ہے (یاد رکھو کہ) اللہ بلاشبہ ہر بات پر قادر ہے اور اللہ ہی نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے نکالا کہ تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے اور تم کو کان' آنکھیں اور دل عطا کئے۔ تاکہ تم شکر کرو کیا وہ پرندوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ آسمان کی فضا میں گھرے ہوئے ہیں ان کو صرف اللہ ہی نے تھام رکھا ہے (یاد رکھو کہ) اس چیز میں بھی ایمان لانے والوں کے لئے کئی نشانیاں ہیں۔ اور اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے گھروں کو تمہارے لئے بسیرے کی جگہ بنایا اور چارپایوں کی کھالوں سے تمہارے لئے گھر (خیمے) بنائے جنہیں تم اپنے کوچ کے دن اور ٹھہرنے کے دن ہلکا پھلکا پاتے ہو اور ان کی اون ان کی پشم اور ان کے بالوں سے اسباب اور فائدہ کی چیزیں بنائیں کہ ایک وقت تک (اس سے فائدہ اٹھا سکو) اور اللہ ہی وہ ہے جس نے تمہارے لئے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کے سائے بنائے اور پہاڑوں سے تمہارے لئے چھپ بیٹھنے کی جگہیں بنائیں اور تمہارے لئے کرتے بنائے جو تم کو گرمی سے بچاتے ہیں اور ایسے کرتے بھی بنائے جو لڑائی (کی زد) سے بچائیں۔ اسی طرح سے خدا اپنی نعمتوں کی تم پر تکمیل کرتا ہے تاکہ تم اطاعت کرو۔ پھر بھی اگر وہ منہ موڑ لیں تو (اے رسول) آپ کا فرض کھلم کھلا طور پر (احکام کا) پہنچا دینا

ہے۔ اللہ کی نعمتوں کو پہچانتے ہیں پھر دیدہ و دانستہ ان کا انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر ناشکر گزار ہیں۔

شرح:۔ توحید کا بیان ہو رہا تھا کہ معبودان باطلہ کا ذکر چھڑ گیا ان کی حقیقت و کیفیت بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ زمین و آسمان کی ظاہرو محسوس اشیاء کو تم بھی دیکھتے ہو۔ مگر وہ غیر محسوس و پوشیدہ راز یا وہ مخلوق جو تمہاری نظروں سے اوجھل ہے۔ خدا کو اور صرف خدا کو اس کا علم ہے۔ کوئی چیز ہو محسوس یا غیر محسوس' پوشیدہ یا ظاہر۔ آسمانوں میں یا زمین میں سب خدا کو معلوم ہے۔ پس اسے نہ کسی مخبر کی ضرورت ہے نہ درباری کی جو اسے مخلوق کے حالات نیک و بد سے آگاہ کرے اور کسی کو انعام اور کسی کو سزا دینے کی سفارش کرے۔ وہ قادر مطلق اتنی بڑی قوت کا مالک ہے کہ جب اس کائنات عالم کو مٹا کر قیامت برپا کرنا چاہے گا تو اس بنے بنائے کھیل کے بگاڑنے اور اس نقشہ کے تبدیل کرنے میں اسے مطلق دیر نہ لگے گی ادھر حکم دیا اور ادھر آنکھ جھپکتے کیا سے کیا ہو جائے گا۔ پس انسان کو چاہئے کہ وہ خدا کو ہر بات پر قادر سمجھے اور کسی معاملہ میں اسے کسی دوسری ہستی کا محتاج نہ سمجھے۔ اس کے بعد پھر پہلے کی طرح اپنے احسانات انسان کو گنانے شروع کئے ہیں ارشاد ہوتا ہے کہ خدا نے تمہیں تمہاری ماں کے پیٹ سے پیدا کیا۔ اسی نے تمہیں کان' آنکھیں اور دل عطا کئے۔ تاکہ تم خدا کی عطا کردہ نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤ اور اس کی شکر گزاری کا فرض ادا کرو۔

فرماتا ہے پرندوں کو دیکھو کہ وہ کس طرح فضائے آسمانی میں اڑتے نظر آتے ہیں۔ غور کرو کہ ہماری قدرت کے سوا کوئی چیز نہیں جو ان کو اس طرح بغیر سہارا کے قائم رکھ سکے۔ کیا یہی ایک چیز ایسی نہیں جو تمہارے اندر نور ایمان پیدا کرنے کے لئے کافی ہو؟ مگر یہ بات صرف اسی وقت ہو سکتی ہے جب انسان غور و فکر سے کام لے اس کے بعد فرمایا کہ انسان پر ہمارا ایک بڑا احسان یہ بھی ہے کہ اس کے رہنے کے واسطے ہم نے مکانات اور گھر بنائے ہیں۔ چنانچہ جب ایک جگہ سے دوسری جگہ جا کر عارضی رہائش رکھنا چاہو تو بھیڑ' اونٹ' اور بکری کے بالوں کے بنے ہوئے خیمہ جات تمہیں سردی اور گرمی سے بچانے کے لئے موجود ہیں۔ اسی طرح جمادات کو بھی تمہاری خدمت کے لئے پیدا کیا ہے۔ لوہے کو دیکھو یہ تمہیں جنگ کے دنوں میں کتنا کام دیتا ہے حتیٰ کہ تم زرہ بھی اس کی

پہنتے ہو۔ جو تمہیں دشمن کے حملہ سے محفوظ رکھتی ہے۔ فرماتا ہے ان میں سے کوئی نعمت ایسی نہیں جس سے تم انکار کرسکو۔ پس ان باتوں کا اعتراف بھی کرتے ہو۔ اور پھر ایمان لانے سے انکار بھی کرتے ہو اور یہ صورت حالات تمہارے حق میں نہایت ہی قابل اعتراض ہے۔

ترجمہ آیات ۸۴-۸۹:- اور جس دن ہم ہر ایک گروہ میں سے ایک گواہ اٹھا کھڑا کریں گے پھر ان کافروں کو (بولنے کی) اجازت نہ دی جائے گی اور نہ ان کا کوئی عذر قبول کیا جائے گا۔ اور جب وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا تھا عذاب کو دیکھ لیں گے تو پھر عذاب کی شدت میں نہ تخفیف ہوگی اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی اور جب وہ لوگ جو شرک کیا کرتے تھے اپنے شرکاء (یعنی معبودوں) کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ (خدایا) یہ ہمارے وہ معبود ہیں جن کو ہم تیرے سوا پکارا کرتے تھے سو وہ ان کو یہ جواب دیں گے کہ تم جھوٹے ہو اور وہ لوگ اس دن خدا کے آگے سر تسلیم خم کردیں گے اور جو بہتان طرازیاں وہ کیا کرتے تھے سب بھول جائیں گی اور وہ لوگ جو منکر ہوئے اور خدا کی راہ سے (لوگوں کو) روکتے رہے ہم ان کو اس جرم میں کہ وہ فساد پھیلاتے تھے۔ عذاب پر عذاب دیں گے اور (اس دن کو یاد کرو) جب ہم ہر ایک گروہ میں سے ان پر ایک گواہ اٹھا کھڑا کریں گے جو انہی میں سے ہوگا اور (اے رسولؐ) آپ کو ان سب کے مقابلہ میں بطور گواہ کے لائیں گے اور آپ پر ہم نے کتاب نازل کی ہے کہ اس میں ہر چیز کا بیان ہے اور یہ مسلمانوں کے لئے سامان ہدایت، باعث رحمت اور موجب بشارت ہے۔

شرح:- اپنے انعامات کا ذکر ہو چکا تو حشر کا نقشہ کھینچا فرمایا کہ ہر ایک قوم میں سے ہم بروز حشر ایک ایک گواہ طلب کریں گے اور جب منکرین حق اپنے اپنے خلاف شہادتیں سن لیں گے تو درخواست کریں گے کہ خدایا! ہمیں دنیا میں واپس جانے کی دوبارہ اجازت دی جائے۔ ہماری توبہ قبول کی جائے۔ ارشاد ہوگا کہ ہرگز نہیں اب دنیا میں کوئی شخص دوبارہ نہیں جاسکتا اور توبہ کا موقعہ نہیں رہا۔ اب تو سزا ہی بھگتنی پڑے گی اور اس میں کسی طرح کی کمی نہیں ہوسکتی۔ اب وہ سراسیمگی کی حالت میں اپنے ان معبودوں کو دیکھ پائیں گے جن کو وہ اپنا حاجت روا سمجھتے رہے تھے اور خیال کرتے تھے کہ یہ ہماری کسی طرح مدد کریں گے اور اللہ کے ہاں ہماری سفارش کرکے آتش جہنم سے بچالیں گے چنانچہ وہ

انہیں دیکھ کر فوراً" کہیں گے کہ خدایا! یہ ہیں جن کو ہم تجھے چھوڑ کر پکارا کرتے تھے۔ مگر وہ جواب دیں گے کہ نہیں نہیں یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ ہم نے ان کو کب کہا تھا کہ یہ ہمیں اپنا حاجت روا جانیں۔ پس ان بت پرست اور مشرک لوگوں کو عذاب پر عذاب دیا جائے گا اور اس سے چھٹکارے کی کوئی صورت انہیں نظر نہ آئے گی آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا ہے کہ حشر کا پورا بیان ہم نے اس کتاب میں کر دیا ہے جو آپ پر نازل کی گئی ہے ایک طرف یہ کتاب جملہ اشیائے کائنات کے رازوں کو بیان کرتی ہے اور دوسری طرف ان کے لئے جو اسے قبول کر لیں۔ ہدایت' رحمت اور بشارت کا سامان ہے۔

ترجمہ آیات ۹۰ - ۱۰۰:- (یاد رکھو کہ) اللہ بلاشبہ تم کو انصاف اور نیکی کرنے کا اور قرابت داروں کو (مالی امداد) دینے کا حکم فرماتا ہے اور بے حیائی' ناشائستہ حرکات اور ظلم کرنے سے منع کرتا ہے تمہیں طرح طرح سے سمجھاتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اور جب تم اللہ سے عہد باندھ لو تو اسے پورا کرو اور قسموں کو پختہ کر لینے کے بعد ان کو مت توڑا کرو۔ در آں حالیکہ تم اللہ کو اپنا ضامن ٹھہرا چکے ہو (یاد رکھو) جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے بلاشبہ جانتا ہے۔ اور اس عورت کی مانند نہ ہو جاؤ۔ جس نے اپنا سوت مضبوط کاتنے کے بعد اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا کہ تم بھی اپنی قسموں کو اس طرح ذریعہ فساد بنانے لگو تاکہ ایک گروہ دوسرے سے بڑھ جائے۔ بات یہ ہے کہ خدا تم کو اس امتیاز سے آزماتا ہے اور قیامت کے دن تمہیں جن چیزوں میں اختلاف ہے تم پر ان کی حقیقت ظاہر کر دے گا اور اگر اللہ چاہتا تم سب کو ایک ہی گروہ بنا دیتا لیکن جسے وہ چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور تمہارے اعمال کے متعلق تم سے ضرور پوچھا جائے گا۔ اور اپنی قسموں کو آپس میں وجہ فریب نہ بناؤ ورنہ پاؤں جمنے کے بعد پھر پھسل جائیں گے اور اس وجہ سے کہ تم نے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا تھا تمہیں برائی کا مزہ چکھنا پڑے گا اور تمہارے لئے بڑا عذاب ہوگا۔ اور اللہ کے عہد کو تھوڑے سے داموں پر نہ بیچو جو (صلہ) اللہ کے پاس ہے وہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تمہیں معلوم ہو۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے باقی رہے گا اور ان لوگوں کو جنہوں نے صبر سے کام لیا۔ ہم ضرور ان کے اعمال کا بہترین بدلہ دیں گے۔ جو نیک کام

کرے گا۔ مرد ہو یا عورت' بشرطیکہ مومن ہو۔ اسے ہم پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ان کے اعمال کا بہترین صلہ دیں گے۔ سو جب آپ قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے۔ بیشک اس کا ان پر کوئی زور نہیں چلتا جو مومن ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اس کا قبضہ صرف انہیں لوگوں پر ہے جو اس کو دوست بناتے ہیں اور جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔

شرح:۔ توحید کا ذکر ختم ہو چکا شرک اور بت پرستی کی مذمت کی جا چکی۔ حشر کا نقشہ کھینچ کر مواخذہ کی شدت سے ڈرایا جا چکا تو اب عملی پروگرام کی باری اور خلاصتہ "ایک جملہ میں انسانی زندگی کا تمام پروگرام بنا کر رکھ دیا۔ میرے نزدیک اگر انسان صرف اسی ایک جملے کو ذہن نشین کر کے اس پر عمل پیرا ہو جائے تو اس کی دینی اور دنیاوی نجات کے لئے کافی ہے۔ فرمایا! تین باتوں پر تمہارا عمل ہونا چاہیے۔ وہ یہ ہیں (۱) عدل و انصاف (۲) احسان و حسن سلوک (۳) اقربا کی مدد و اعانت اور جن تین سے پرہیز کرنا ضروری ہے وہ یہ ہیں۔ (۱) فحش و بے حیائی (۲) ناپسندیدہ روش (۳) سرکشی و بغاوت۔ فرمایا یہ پروگرام ہمیشہ یاد رکھو اور اس پر عمل پیرا ہو جاؤ۔ مگر افسوس کہ آج اور تو اور خود مسلمانوں کو خداوند کریم کا یہ حکم یاد نہیں۔ مجھے اس بات کو دیکھ کر رونا آتا ہے کہ ہر جمعہ کے خطبہ میں ہمارے ائمہ مساجد اس آیہ شریفہ کو لازمی طور پر باآواز بلند پڑھ کر سنا تو دیتے ہیں مگر نہ خود ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں نہ ان کے مقتدی الا ماشاء اللہ اگر جمعہ کے خطبہ میں ہمارے ائمہ مساجد صرف اسی ایک آیہ شریفہ کا ترجمہ سنا دیا کریں اور اپنے مقدور کے مطابق اس کی تشریح کر دیا کریں تو بس ہماری اصلاح کے لئے اسی قدر کافی ہو مگر ہمارے رہنماؤں اور عالموں نے ایسی روش اختیار کر رکھی ہے کہ بجائے قوم کو اللہ کے احکام اور قرآن حکیم سنانے کے قصے کہانیوں میں ہی الجھا رکھتے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! اپنی زبان کے اور قول و قرار کے پکے رہو اور جب ایک دفعہ کسی سے بات کر لو تو پھر اسے نباہنے کی کوشش کرو۔ اور اقرار پختہ کر لینے کے بعد کبھی اسے نہ توڑو اور ایسا بھی نہ ہونا چاہیے کہ تم کسی جماعت کو زیادہ پھلا پھولا دیکھ کر اپنی قسموں کو حیلہ بنانے لگو اور جھوٹی قسمیں کھا کھا کر انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو قیامت کے دن تمہارا تمام پول کھول کر رکھ دیا جائے گا۔ پھر تمہیں

شرم، ندامت کو برداشت کرنا ہوگا فرماتا ہے کہ اگر جھوٹی قسموں کے ذریعے فریب دینے کی تم کو عادت ہو گئی تو تمہاری اخلاقی حالت پست ہو جائے گی اور تمہارے پائے ثبات میں لغزش آجائے گی جس کا نہایت تلخ تجربہ تمہیں برداشت کرنا ہوگا۔ مزید برآں یوں بھی یہ بات ازحد بری ہے کہ خدا کے نام پر کوئی شخص ذاتی فائدہ اٹھائے ایسا کرنا حقیقتاً" خدا کی قسم کو چند ٹکوں کے واسطے فروخت کرنا ہے اور یہ درحقیقت بڑی مذموم بات ہے اس کے بعد نہایت ہی پتے کی بات بتائی ہے کہ تمہارا وہ علم جس کی بنا پر قسمیں کھا کر ایک دوسرے کو فریب دینا چاہتے ہو وہ بالکل ناقص اور عارضی ہے مگر خدا نے جس علم کی بنا پر تم کو یہ ہدایت کی ہے کہ تم کسی سے نہ غداری کرو۔ نہ جھوٹی قسم کھا کر وقت گزارو وہ بہت پختہ اور دائمی علم ہے۔ تم کو چاہیے کہ اللہ نے اپنے علم سے تم کو جو احکام دیئے ہیں ان کو اسی طرح پورا کرو۔ خواہ اس تعمیل ارشاد میں تمہیں مصائب و شدائد ہی کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے۔ اگر تم نے تکالیف کو برداشت کر لیا اور نافرمانی سے بچ گئے تو تمہیں یقیناً" اس بات کا بڑا اجر ملے گا یہ ہمارا وعدہ ہے اور تم اسے بہت اچھی طرح یاد رکھ لو کہ تم میں سے جو نیک کام کرے گا اور ہمارا فرمانبردار ہوگا خواہ وہ مرد ہو خواہ عورت۔ ہم اسے ایک نہایت ہی پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور آخرت میں بہترین انعام دیں گے۔ فرماتا ہے کہ پاکیزہ زندگی کے تمام اصول و قوانین ہم نے اپنے قرآن مجید میں بیان کر دیئے ہیں پس تمہارا فرض ہے کہ تم اپنے ذہن کو تمام آلودگیوں اور نجاستوں سے پاک و صاف کر کے قرآن کی تلاوت کرو اور اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ ان لوگوں پر شیطان کا کوئی وار نہیں چلتا۔ جن کے دل نور ایمان سے روشن ہوں اور جو اپنے رب پر کلی بھروسہ رکھتے ہوں۔ شیطان ان ہی لوگوں پر اپنا تسلط جماتا ہے جو شرک کی آلودگیوں میں پھنسے ہوں اور شیطان کی طرف میلان طبع رکھتے ہوں۔

ترجمہ آیات ۱۰۱-۱۱۰:- اور جب ہم کسی حکم کی جگہ کوئی دوسرا حکم تبدیل کر کے لاتے ہیں حالانکہ خدا جو کچھ نازل کرتا ہے اسے خوب جانتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ تم اپنی طرف سے گھڑ لیتے ہو ان کی یہ بات غلط ہے بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔ کہہ دیجئے کہ اس کو روح القدس میرے رب کے پاس سے سچائی کے ساتھ لایا ہے تاکہ جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کو ثابت قدم رکھے اور مسلمانوں کے لئے سامان ہدایت اور موجب

بشارت ہو۔ اور ہمیں معلوم ہے یہ کہتے ہیں کہ ان کو تو (کوئی) آدمی سکھا جاتا ہے اس شخص کی زبان جس کی طرف (اس کی) نسبت کرتے ہیں عجمی ہے اور یہ (قرآن) فصیح عربی زبان ہے۔ بیشک وہ لوگ جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اللہ ان کو ہدایت سے بہرہ مند نہیں کرتا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ افترا تو وہی لوگ کرتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور یہی لوگ جھوٹے بھی ہیں۔ جو ایمان لانے کے بعد پھر اللہ کا منکر ہو جائے مگر یہ کہ وہ مجبور کر دیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو بلکہ وہ جو دل کھول کر کفر کرے تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہو گا اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی سے زیادہ عزیز سمجھا اور بیشک اللہ ان لوگوں کو ہدایت سے بہرہ مند نہیں کرتا جو کافر ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے اور یہی لوگ غفلت میں ہیں۔ کچھ شبہ نہیں کہ یہی لوگ آخرت میں گھاٹا کھانے والے ہیں۔ پھر آپ کا رب ان لوگوں کے لئے جنہوں نے مصیبتیں سہنے کے بعد ہجرت کی پھر (خدا کی راہ میں) جہاد کیا اور (تکلیفوں پر) صبر سے کام لیا۔ (اے پیغمبر!) آپ کا پروردگار اس کے بعد یقیناً" بخشنے والا اور مہربان ہے۔

شرح:- وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہوتی ہے ہمیشہ حق کی مخالفت کرتے اور داعیان حق کو طرح طرح سے ستایا کرتے ہیں چنانچہ جس وقت قرآن پاک نازل ہو رہا تھا تو حق و صداقت کے مخالفین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی مخالفت کی اور کہا کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے بلکہ آپ کا خود ساختہ کلام ہے جو بعض عجمیوں کی مدد سے آپ خود تیار کر رہے ہیں۔ اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ لوگو! قرآن رسول کا کلام نہیں ہمارا اپنا کلام ہے جو جبرئیل امین کے ذریعے نازل کیا جا رہا ہے اس میں ان لوگوں کے لئے ہدایت کا سامان ہے جو ایمان لانا چاہتے ہوں اور مسلمانوں کے لئے اس میں پیغام مسرت ہے۔ فرماتا ہے کہ وہ آدمی جس کی اپنی مادری زبان عربی نہیں ہے کس طرح ہمارے پیغمبر کو ایسا کلام بنا کر دے سکتا ہے جو بدرجہ غایت فصیح اور بلیغ عربی میں ہے یہ محض تمہارا وہم ہے کہ قرآن کو تم ایک انسانی کلام سمجھے بیٹھے ہو۔ سنو۔ وہ لوگ جو اللہ کے احکام اور اس کے نشانات پر ایمان نہیں لاتے وہ کبھی راہ ہدایت نہیں پا سکتے بلکہ انہیں تو نافرمانی کے

کے سخت سزائیں برداشت کرنی پڑیں گی۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ انسان کو چاہئے کہ وہ کسی صورت میں منہ سے کلمہ کفر نہ نکالے۔ ہاں اگر کبھی ایسی صورت درپیش آجائے تو کسی شخص کو جان کے خوف سے اسلام چھپاتے ہوئے کوئی ناروا کلمہ نکالنا پڑے مگر دل میں اسلام کا پورا پورا احترام کارفرما ہو تو مجبوری ہے۔ گناہ کے مستوجب صرف وہی لوگ ہوتے ہیں جو آخرت کے مقابلہ میں دنیا کو زیادہ چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر ایک قسم کی مہر لگا دی جاتی ہے جس کی وجہ سے ان کو حق و باطل میں تمیز کرنے کے لئے بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایسے لوگ ہمیشہ غافل رہتے ہیں اور آخرت میں یقیناً سخت نقصان اٹھائیں گے مگر وہ لوگ جو اللہ کے احکام کو بجا لانے کے لئے ہر ممکن جدوجہد سے کام لیتے ہیں اللہ ان کی چھوٹی چھوٹی لغزشوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

ترجمہ آیات ۱۱۱-۱۱۹:- جس دن ہر شخص اپنے ہی لئے جھگڑنے کو آموجود ہو گا اور ہر ایک شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر (کوئی) زیادتی نہیں کی جائے گی اور اللہ ایک گاؤں کی مثال بیان فرماتا ہے جو بڑے امن و اطمینان سے رہتا تھا اس کی روزی ہر طرف سے بافراغت چلی آتی تھی۔ اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی سو اللہ نے ان کے کرتوتوں کے سبب ان کو یہ مزہ چکھایا کہ ان کو بھوک اور بے امنی کا لباس پہنا دیا۔ اور ان میں سے ایک رسول ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسے بھی جھٹلایا۔ سو ان کو عذاب نے آپکڑا اور وہ ظالم تھے۔ سو تم کو جو حلال و طیب اشیاء اللہ نے دے رکھی ہیں ان کو کھاؤ (پیو) اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ اس نے تم پر تو صرف مردار، خون، سور کا گوشت اور ان چیزوں کو حرام قرار دیا ہے جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کی جائیں۔ سو جو بیقرار ہو جائے (مگر) یہ سرکش ہو نہ حد سے تجاوز کرنے والا۔ تو اللہ بیشک بخشنے والا اور مہربان ہے۔ اور جو کچھ جھوٹ موٹ تمہاری زبان پر آ جائے نہ بک دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام کہ لگو خدا پر جھوٹ باندھنے۔ اس میں مطلق شک نہیں کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پاتے۔ (انہیں) تھوڑا سا فائدہ (ضرور) ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور یہودیوں پر ہم نے وہ اشیاء حرام کردی تھیں جو ہم پہلے آپ سے بیان کر چکے ہیں اور ہم نے ان پر کوئی ظلم

نہیں کیا۔ بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ پھر آپ کا رب ان لوگوں کے لئے جن سے نادانی کی وجہ سے برے کام سرزد ہوئے اور بعد ازاں تائب ہو گئے اور اپنی حالت درست کرلی تو اس کے بعد آپ کا رب (ان کو) یقیناً" بخشنے والا مہربان ہے۔

شرح:- بسلسلہ گزشتہ ارشاد ہوتا ہے کہ دنیا دار مکافات ہے جیسا کوئی کرے گا ویسا بھرے گا نہ زیادتی ہوگی نہ کمی ثبوت کے طور پر فرماتا ہے کہ ایک گاؤں تھا جس کے باشندے نہایت خوشحال تھے۔ ان پر اللہ کی اسقدر عنایات تھیں کہ ہر جانب سے سمٹ کر اس کی نعمتیں ان کے پاس آتی تھیں۔ مگر جب انہوں نے ناشکری سے کام لینا شروع کردیا تو ان پر قحط سالی مسلط کی گئی اور موت کا خوف ان پر طاری کیا گیا۔ فرماتا ہے کہ اگر وہ نافرمانی نہ کرتے تو یقیناً" ایسا نہ کیا جاتا بات یہ تھی کہ ان کے پاس ہماری جانب سے ایک رسول پہنچا تھا۔ انہوں نے اس کی بات کو تسلیم نہ کیا بلکہ الٹا اسے جھٹلایا۔ نتیجتہً" وہ عذاب کی لپیٹ میں آگئے اور اپنے ہاتھوں اپنا ستیاناس کرنے لگے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ سنو! ہر صاف ستھری چیز تمہارے لئے حلال ہے اسے کھاؤ اور اللہ کا شکر بجالاؤ اور صرف اللہ ہی کی عبادت کرو۔ تم پر صرف چار قسم کی چیزیں حرام ہیں ان سے اجتناب کرو۔ مردار جانور' خون' خنزیر کا گوشت اور وہ جانور جن پر ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو۔ اس پر بھی یہ رعایت ہے کہ اگر کوئی شخص حالت اضطرار میں جان بچانے کی خاطر ان میں سے کسی چیز کو صرف اس حد تک استعمال کرلے جس سے اس کی جان بچ جائے تو اجازت ہے فرمایا کہ تم اپنے آپ سے بے باکانہ طور پر یہ مت کہہ دیا کرو کہ فلاں چیز حلال ہے اور فلاں حرام ہے یہ اللہ پر ایک صریح بہتان ہے اور جو لوگ اس قسم کے بہتان خدا پر تراشتے ہیں خدا ان کو نجات نہیں دیتا۔ فرماتا ہے کہ دنیا اور اس کی دلفریبیاں عارضی چیزیں ہیں ان پر فریفتہ نہ ہونا ورنہ دردناک عذاب کا سامنا ہوگا۔ اس کے بعد مسلمانوں سے ارشاد ہے کہ دیکھو یہود پر بھی یہ چیزیں حرام قرار دی گئی تھیں۔ جو تم پر حرام ہیں مگر انہوں نے حلال حرام کی پرواہ نہ کی اور اپنے اوپر ظلم کیا اگر آج ہم نے ان کو دنیا کی ذلیل ترین قوم قرار دیا ہے تو اس میں ہمارا کچھ قصور نہیں ان کے اعمال اسی چیز کے مستحق تھے۔ فرمایا اگر کسی سے غلطی ہو جائے اور وہ ان ممنوعہ اشیاء کو کھالے مگر علم ہو جانے پر توبہ کرلے اور اپنے آپ کو سنوار لے تو خدا پھر بھی بخشش و عفو سے کام لیتا ہے اور ان

کے سابقہ گناہوں سے جو نادانی کی وجہ سے سرزد ہوئے ہیں درگذر کرتا ہے۔

ترجمہ آیات ۱۲۰-۱۲۸:- اس میں شک نہیں کہ ابراہیم (لوگوں کے) پیشوا، اللہ کے فرمانبردار اور صرف حق کی طرف مائل تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔ اس کی نعمتوں کے شکر گزار تھے خدا نے انہیں برگزیدہ کیا تھا اور سیدھی راہ پر لگا دیا تھا۔ اور دنیا میں بھی ہم نے انہیں ہر طرح کی خوبیاں دے رکھی تھیں اور اس میں شک نہیں کہ آخرت میں بھی نیک بندوں میں ہوں گے۔ پھر ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ ملت ابراہیمی کی پیروی اختیار کیجئے جو صرف حق کی طرف مائل تھے اور (یاد رکھ کہ) وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔ ہفتے کی تعظیم تو صرف ان ہی لوگوں پر لازم کی گئی تھی جنھوں نے اس میں اختلاف کیا اور آپ کا رب ان کے درمیان قیامت کے روز ان باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں انہیں اختلاف رہا ہے۔ اب آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصائح کے ذریعے سے دعوت دیجئے اور پسندیدہ طریق سے ان کے ساتھ بحث کیجئے اس میں شک نہیں کہ آپ کا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹک گیا ہے اور خوب جانتا ہے ان لوگوں کو جو راہ راست پر ہیں۔ اور اگر تم بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلہ لو۔ جتنی تم کو تکلیف پہنچائی گئی ہے اور اگر تم صبر سے کام لو تو وہ صبر کرنے والوں کے واسطے بہت ہی اچھی بات ہے۔ (اے پیغمبر) آپ صبر سے کام لیں اور آپ کا صبر کرنا تو اللہ ہی کی مدد سے ہے اور آپ ان لوگوں کا غم نہ کھائیں اور نہ آپ ان کے مکر و فریب سے تنگ دل ہوں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اس کی نافرمانی سے ڈرتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں۔

شرح:- یہ اس سورہ شریف کا آخری رکوع ہے اس میں سید الموحدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعض اوصاف بیان فرمائے ہیں۔ عرب کے مشرک اور یہودی دونوں حضرات ابراہیم علیہ السلام کی عزت کرتے تھے اور ان کو اپنا مذہبی مقتدا جانتے تھے مگر آپ کی صفات میں سے کوئی ایک صفت بھی ان میں نہ پائی جاتی تھی اس لئے ارشاد ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو دنیا میں ایک باعزت زندگی گزار گئے ہیں اور آخرت میں بھی صالحین میں اٹھائے جائیں گے آپ اللہ کے فرمانبردار اور توحید دوست (بندے) تھے اور شرک سے کلیتہ" مجتنب۔ آپ انعامات الٰہیہ کے شکر گزار تھے اور یہی وجہ ہے

کہ اللہ نے ان کو اقوام دنیا کی رہنمائی کے لئے منتخب کیا اور سیدھی راہ پر چلایا۔ پھر وہی اصول و قوانین وہی طور و طریقے ہم نے اپنے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائے اور انہی صفات سے آپ کو متصف کیا اور حکم دیا کہ خدا دوست ابراہیم کی اتباع کرو جو جماعت مشرکین سے کلیتہ "بیزار تھے۔ فرماتا ہے۔ اے یہودیو! یہ غلط ہے کہ ہفتہ کے روز پابندیاں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی تھیں۔ نہیں نہیں۔ یہ پابندیاں اس وقت سے تم لوگوں عائد کی گئیں جب سے تم باہمی اختلافات کی آگ کو ہوا دینے لگے تھے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوتا ہے کہ آپ لوگوں کو نہایت عمدہ طریقے اور وعظ و نصیحت سے اسلام کی تبلیغ کریں اور اگر کبھی بحث و جدال کی ضرورت پڑے تو نہایت خوشگوار اور دل لبھانے والا طرز اختیار کیجئے آپ کو چاہئے کہ سختی سے کام نہ لیں۔ ہاں اگر وہ دشمنی سے تمہارے پیچھے پڑ جائیں اور تمہیں تنگ کرنا شروع کر دیں تو تم بھی کسی حد تک اس کا جواب دو زیادتی ہرگز نہ کرو اور اگر صبر سے برداشت کر سکو تو بہت اچھا ہے اس کا اخلاقی اثر بہت بہتر ثابت ہوگا۔ یاد رکھو کہ اگر ان تمام مساعی کے باوجود لوگ تمہاری بات نہ مانیں تو بھی تنگدل نہ ہونا چاہئے۔ تمہاری مساعی اکارت نہ جائے گی کیونکہ ہر وہ شخص جو خدا سے ڈرتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے اپنے اعمال کا اجر خدا کے ہاں ضرور پاتا ہے۔

(٧١) سورۃ نوحؑ (٧١)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ٢٨ آیات اور ٢ رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ١-٢٠:۔ ہم نے نوح کو بلاشبہ اس کی قوم کی طرف بھیجا (اور حکم دیا) کہ تو اپنی قوم کو قبل اس کے کہ دردناک عذاب ان کو آگھیرے ڈرا۔ اس نے کہا اے میری قوم میں تمہیں کھلے طور ڈراتا ہوں کہ تم اللہ کی عبادت کرو اس سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ اور ایک مقررہ وقت تک تمہیں مہلت دے گا۔ اللہ کا مقررہ وقت جب آ جاتا ہے تو اس میں تاخیر نہیں کی جاتی۔ کاش تم (اس بات)

کو جانتے ہوتے۔ نوح نے کہا کہ اے میرے رب! میں نے اپنی قوم کو رات دن دعوت دی مگر میری دعوت سے وہ اور زیادہ دور بھاگ گئی اور میں نے جب کبھی بھی ان کو دعوت دی کہ تو ان کے گناہ معاف کر دے انہوں نے اپنی انگلیاں کانوں میں ٹھونس لیں اور اوپر سے اپنے کپڑے اوڑھ لئے اور ضد کی اور اکڑ بیٹھے۔ پھر میں نے ان کو برملا بلایا۔ پھر میں نے ان کو علانیہ طور پر بھی سمجھایا اور پوشیدہ طور پر بھی۔ میں نے ان سے کہا کہ تم اپنے پروردگار سے گناہوں کی معافی طلب کرو بلاشبہ وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ موسلا دھار مینہ تم پر برسائے گا۔ اور مال اور اولاد سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں باغ عطا کرے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کرے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے وقار کا اعتقاد نہیں رکھتے۔ حالانکہ اس نے تم کو طرح طرح سے بنایا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے سات آسمان اوپر تلے کس طرح بنائے اور ان میں چاند کو نور بنایا اور سورج کو چراغ ٹھہرایا۔ اور اللہ ہی نے تم کو زمین سے پیدا کیا جو پیدا کرنے کا حق تھا۔ پھر اسی میں تم کو لوٹائے گا۔ اور پھر نکال کھڑا کرے گا جو نکال کھڑا کرنے کا حق ہے اور اللہ ہی نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا۔ تاکہ تم اس کی کشادہ راہوں پر چلو پھرو۔

شرح:۔ اس سورت میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح ایک مدت دراز تک حضرت نوح علیہ السلام نے بت پرستی کے خلاف جہاد کیا اور کس طرح ان کی قوم نے آپ کی بات کو سننے سے انکار کر دیا۔ جس کا آخری اور لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے ہلاکت کی دعا کی جس کے بعد طوفان آیا اور ایک نافرمان بھی نہ بچ سکا اس سورت میں اسی عبرت انگیز واقعہ کو بالاختصار بیان فرمایا ہے تاکہ رہتی دنیا تک لوگ اسے یاد رکھیں اور نافرمانی کے نتائج و عواقب سے ڈرتے رہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اور کہا کہ ان کو متنبہ کر دو کہ اگر وہ بت پرستی سے باز نہ آئے تو ایک دردناک عذاب کی لپیٹ میں آئیں گے چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے یہی کہا اور ناصحانہ طور پر سمجھایا کہ بت پرستی چھوڑ کر خدا پرستی کی طرف آؤ۔ خدا ہی سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ کیونکہ میں اس کا رسول ہوں اور اس لئے آیا ہوں کہ تمہیں سیدھی راہ دکھا دوں۔ اگر تم نے ایسا ہی کیا تو خدا تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور ایک عرصہ تک تمہیں دنیا میں رکھے گا الغرض آپ ایک

مدت دراز تک یہی وعظ و نصیحت کرتے رہے مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور انہوں نے بت پرستی کو نہ چھوڑا۔ یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام ان کی گوناں گوں شرارتوں اور مخالفتوں سے تنگ آگئے اور آپ نے اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کی کہ خدایا! میں نے دن دیکھا نہ رات ہر وقت اپنی قوم کو تیری طرف بلایا اور بت پرستی سے روکا۔ مگر جتنا میں نے بلایا وہ اور دور گئے جتنا میں نے روکا وہ اور زیادہ بڑھے۔ میں ان کو بلاتا تو وہ کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے۔ کپڑے میں اپنے آپ کو لپیٹ لیتے ضد کرتے اور اکڑ اکڑ کر چلتے کہ کوئی ان سے کچھ کہے نہ سنے۔ میں نے ان کو صبح بھی پکارا اور شام کو بھی ظاہر ہو کر بھی اور پوشیدہ بھی مگر سب بے فائدہ میں نے ان کو کہا کہ گزشتہ گناہوں کی معافی مانگ لو۔ خدا بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تمہیں بخش دے گا۔ آسمانوں سے بارش نازل کرے گا دولت دے گا' اولاد عطا کرے گا۔ الحاصل جو مانگو گے سو ملے گا۔ تم خدا سے کیوں منکر ہو۔ وہی تمہیں عدم سے وجود میں لایا اسی نے تمہاری طفولیت سے لے کر تمہارے بڑھاپے تک تمہاری حفاظت کی۔ اسی نے تمام کائنات عالم کو پیدا کیا۔ آسمان کھڑے کئے اور ان میں چاند اور سورج کو بنا کر اس ظلمت کدہ کو منور کیا۔ زمین میں تمہارے کھانے کے لئے ہر طرح کے پھل اور میوے پیدا کئے۔ اس کے احسانات کو دیکھو کہ تمہارے چلنے پھرنے کے لئے زمین کو فرش کی طرح بچھادیا اور اس میں کھلے کھلے رستے بنادیے ہیں۔

ترجمہ آیات ۲۱-۲۸:- نوح نے کہا کہ اے میرے رب! انہوں نے میرا کہا نہیں مانا اور ان کے پیچھے چلے جن کے مال اور اولاد نے ان کو گھاٹے ہی میں رکھا اور انہوں نے (میرے ساتھ) بڑے بڑے فریب کئے ہیں اور انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ اپنے بتوں کو نہ چھوڑنا اور نہ چھوڑنا ود اور سواع کو اور نہ یغوث' یعوق اور نسر کو اور انہوں نے بہتوں کو گمراہ کیا ہے اور تو (اب) ان ظالموں کو اور گمراہ کردے۔ (چنانچہ) اپنی غلط کاریوں کی وجہ سے ان کو غرق کردیا گیا۔ پھر دوزخ میں داخل کیا گیا۔ پھر انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر کسی مددگار کو نہ پایا اور نوح نے کہا کہ اے رب! تمام روئے زمین پر کافروں کا ایک بھی بسنے والا گھر نہ چھوڑ۔ کیونکہ اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا۔ تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی جو اولاد ہوگی تو وہ بھی بدکار اور کافر ہی ہوگی۔ اے میرے رب مجھے! اور میرے والدین کو اور جو کوئی میرے گھر میں آداخل ہو اور مومن مردوں اور

شرح:- عرض کیا کہ خدایا! میری ان تمام باتوں کو انہوں نے سنا مگر ماننے سے انکار کر دیا اور ایسی راہ چلے جس سے ان کو مالی نقصان بھی ہوا اور جانی بھی۔ اور میرے ساتھ بڑی بڑی چالیں چلتے رہے۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کرلیا کہ تمہارے جتنے بھی بت ہیں۔ ان کی پرستش کو ہرگز ہرگز نہ چھوڑنا اور ایسی جتھہ بندی کی کہ کئی لوگوں کو گمراہ کرکے رکھ دیا۔ خدایا تو ان کی گمراہی کو اور بڑھادے۔ ان کی یہی سزا ہے۔ چنانچہ بارگاہ الٰہی سے ان کی خطا کاریوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے ان کو دوزخ کی آگ میں داخل کرنے کا حکم دیا گیا۔ جہاں کسی چیز نے ان کی مدد نہ کی۔ علاوہ ازیں نوح علیہ السلام نے یہ بھی دعا کی۔ کہ علاوہ اس سزا کے جو ان کو آگے چل کر ملے گی دنیا میں بھی یہ سزا دی جائے کہ ان کا ایک بشر بھی کہیں چلتا پھرتا نظر نہ آئے کیونکہ اگر ان میں سے ایک بھی بچ رہا تو وہ تمام دنیا کو نافرمانی اور بت پرستی سکھا دے گا۔ مگر ساتھ ہی عرض کیا کہ خدایا! مجھے میرے والدین کو اور ان مومن مردوں اور عورتوں کو جو میرے گھر میں آکر پناہ لے لیں۔ ان کو اپنی رحمت سے بچالے اور ظالموں کو ہلاک و برباد کردے! حضرت نوح علیہ السلام کی یہ بد دعا ہمیں اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ آپ کی قوم نے آپ کو بالکل مایوس کر دیا تھا کہا جاتا ہے کہ نوح علیہ السلام کی عمر نو سو پچاس سال تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جو اولوالعزم پیغمبر ساڑھے نو سو سال تک متواتر فریضہ تبلیغ کو ادا کرتا رہا اور اخیر میں قوم کی اصلاح کی طرف سے بالکل ہاتھ دھو بیٹھا اس کو جتنی بڑی مایوسی ہوئی اتنی ہی سخت اس نے بد دعا کی۔ طوفان نوح کا واقعہ اسی بددعا کا نتیجہ ہے اور رہتی دنیا تک یہ واقعہ درس عبرت بنا رہے گا مگر افسوس! انسان کی عقل و دانش کو کیا ہو گیا کہ وہ اب تک بت پرستی سے باز نہیں آتا۔

(۷۲) سورۃ ابراہیمؑ (۱۴)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی جبکہ آیات ۲۸، ۲۹ مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔ اس میں ۵۲ آیات مبارکہ اور سات رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۱-۶:- یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے آپ کی طرف اس واسطے نازل کیا ہے کہ آپ لوگوں کو (کفر کے) اندھیروں سے نکال کر (ایمان کی) روشنی میں لائیں (یعنی) ان کے رب کی اجازت سے خدائے زبردست و ستودہ صفات کی راہ کی طرف۔ وہ خدا جو زمین و آسمان کی تمام مخلوقات کا مالک ہے اور کافروں کے لئے سخت ترین عذاب کی خرابی ہے۔ جو دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی سے زیادہ عزیز جانتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی کے متلاشی رہتے ہیں۔ یہ لوگ بڑی ہی دور کی گمراہی میں پڑے ہیں۔ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان بولتا تھا تاکہ ان کو احکام کھول کھول کر بیان کر دے۔ پھر جس کو اللہ چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ زبردست اور حکمت والا ہے اور موسیٰ کو ہم نے اپنی نشانیاں دے کر اس لئے بھیجا کہ تم اپنی قوم کو (جہالت کے) اندھیروں سے نکال کر (علم کی) روشنی میں لے آؤ اور (لوگوں کو گزشتہ قوموں کے) وہ واقعات یاد دلاؤ جو اللہ کی طرف سے ظہور میں آئے یقیناً" ان باتوں میں صبر کرنے والے اور شکر گزار کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی ان مہربانیوں کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیں جب اس نے تمہیں آل فرعون سے نجات دی جو تمہیں بہت بری طرح تکلیف دیا کرتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کیا کرتے اور تمہاری عورت ذات کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس چیز میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی ہی آزمائش تھی۔

شرح:- اس سورہ شریف میں بھی وہی گزشتہ مضمون ہے۔ یہاں موحد اعظم حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے طریق توحید اور ان کی خدا پرستی کا ذکر ہے اور دکھایا ہے کہ دنیوی مشاغل میں گم ہو کر رہ جانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص اندھیروں میں گھر جائے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! یہ کتاب تجھ پر اس غرض سے نازل کی گئی ہے کہ لوگ جو کفر و انکار اور شرک و الحاد کے اندھیروں میں پھنسے ہوئے ہیں اور اپنی روحانی قوتوں کو تباہ کر رہے ہیں وہ اس کتاب سے تعلیمات توحید حاصل کر کے اور اپنے پروردگار عالم کے حکم سے بالکل سیدھے۔ بے خطا اور پسندیدہ ترین طریق کو اختیار کر کے نور کی نعمتوں سے مالا مال ہو جائیں۔ فرماتا ہے کہ انسان کو معلوم ہونا چاہئے کہ خدا وہی ہے جو اس تمام کائنات کا حقیقی مالک ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہ صرف ایک ہے جو یہ نہ مانے وہ

منکر ہے اور منکروں کو شدید ترین عذاب ہونے والا ہے۔ فرماتا ہے کہ توحید و رسالت کے صرف وہی لوگ منکر ہوتے ہیں۔ جن کو دنیا اور دین کی مسرتیں آخرت کی زندگی سے زیادہ پیاری معلوم ہوتی ہیں جو خود راہ خدا سے رکتے اور اوروں کو روکتے اور کج روی کی تلاش میں رہتے ہیں۔ یاد رکھو کہ صرف اسی ذہنیت کے لوگ گمراہ ہوتے ہیں لہٰذا اس سے بچنے کا طریق کار تمہیں بتلایا جا رہا ہے چاہئے کہ اس پر عمل پیرا ہو جاؤ۔ فرماتا ہے جس قدر رسول دنیا میں بھیجے گئے ہیں وہ سب اسی قوم کی زبان بولتے تھے۔ جس میں وہ معبوث ہوئے ہیں۔ تاکہ وہ لوگوں کو ان کی اپنی زبان ہی میں حقائق و معارف سے آگاہ کر سکیں اور سیدھے راستے پر آسانی سے ڈال سکیں۔ مگر تمام سامان ہدایت کے باوجود بھی بعض لوگوں نے گمراہی اختیار کئے رکھی۔ سو ہدایت چاہنے والوں کو اللہ نے ہدایت دی اور گمراہی اختیار کرنے والوں کو گمراہ رہنے دیا اور خدا تو ہر بات پر قادر اور اپنے ہر کام میں حکمت رکھنے والا ہے وہ نہیں چاہتا کہ اس دنیا میں کسی کو زبردستی گمراہ کرے اور کسی کو زبردستی ہدایت دے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی پہلے رسول نہیں جو لوگوں کی ہدایت کے لئے معبوث ہوئے ہیں۔ ان سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تو انہی مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ ان کو نشانات حق کے ساتھ بھیجا اور حکم دیا کہ لوگوں کے دلوں سے اندھیرا دور کر کے انہیں نور سے منور کر دیں اور گزشتہ اقوام عالم کے واقعات سے انہیں آگاہ کر دیں کہ وہ نصیحت و عبرت سیکھیں۔ فرمایا! ہر وہ شخص جو ٹھنڈے دل سے اور خدا کی نعمتوں کا قائل ہو کر ان باتوں پر غور کرے گا وہ یقیناً نشانات حق کو قبول کرے گا اور خدا کی فرمانبرداری کو اپنے لئے باعث فخر قرار دے گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آ کر دعوت تبلیغ کا کام شروع کر دیا اور اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا کہ تم اپنے اسلاف کی گزشتہ تاریخ پر ایک نظر ڈال کر دیکھو کہ اللہ نے تم پر کس قدر عظیم الشان احسانات کئے تمہارے اسلاف کو اس نے دولت دنیا بھی دی اور حکومت بھی۔ پیغمبری بھی دی اور ولائت بھی۔ پھر فرعون کے مظالم سے بھی بچایا اور ذلت و رسوائی کی زندگی سے بھی نجات دلائی۔ کیا ان باتوں کو تم بھول چکے ہو۔

ترجمہ آیات ۷ ۔ ۱۲:۔ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے تمہیں بتلا دیا کہ اگر تم نے شکر گزاری اختیار کی تو تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو (یاد رکھو کہ)

میرا عذاب بہت ہی سخت ہے اور موسیٰ نے کہا کہ (لوگو!) اگر تم اور تمہارے ساتھ وہ سب لوگ جو زمین میں ہیں ناشکرے ہو جاؤ تو بھی اللہ بے نیاز اور بڑا ستودہ صفات ہے۔ کیا تمہیں ان لوگوں کی خبریں نہیں پہنچیں جو تم سے پہلے تھے۔ نوح اور عاد اور ثمود کی قوم اور وہ جو ان کے بعد ہوئے جن کو اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا ان کے پاس ان کے رسول معجزات لے کر آئے مگر انہوں نے اپنے ہاتھ ان کے مونہوں پر رکھ دیئے اور کہا کہ جو کچھ تمہیں دے کر بھیجا گیا ہے ہم اس کے منکر ہیں اور جس امر کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس میں ہمیں بڑا شک ہے۔ ان کے رسولوں نے کہا کیا تمہیں اللہ کے بارے میں شک ہے جو زمین اور آسمانوں کو پیدا کرنے والا ہے وہ تمہیں اس لئے بلا رہا ہے کہ تمہارے گناہ معاف کر دے اور ایک وقت معین تک تمہیں مہلت دے۔ انہوں نے جواب میں کہا تم تو ہم ایسے محض ایک بشر ہو۔ تم یہ چاہتے ہو کہ ہمیں ان بتوں کی پوجا سے روک دو جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں سو کوئی صاف معجزہ پیش کرو۔ ان کے رسولوں نے کہا کہ ہم تو محض تم ایسے بشر ہیں لیکن خدا اپنے بندوں میں سے جس کسی پر چاہتا ہے احسان کر دیتا ہے اور یہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے کہ تمہارے سامنے اللہ کے حکم کے بغیر کوئی معجزہ پیش کریں اور اللہ ہی پر مومن بھروسہ رکھتے ہیں اور ہم کیوں اللہ پر توکل نہ رکھیں حالانکہ اس نے ہمارے رستے بتائے ہیں۔ اور ہم تمہاری ایذا رسانیوں پر صبر کریں گے اور اہل توکل اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

شرح:- حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے قوم! خدا کا تم سے وعدہ ہے کہ اگر تم نے شکر گزاری کی تو اپنے احسانات اور زیادہ کروں گا۔ اور اگر تم ناشکری پر اتر آئے تو سخت سزائیں دوں گا۔ کیا تم اس وعدہ کو بھول گئے ہو۔ سنو اگر مخلوقات کا ذرہ ذرہ تک خدا کا ناشکر گزار ہو جائے تو خدا کو رتی برابر بھی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ وہ سب سے بے نیاز اور بے پروا ہے۔ ہاں شکر گزاری سے تمہارا اپنا ہی فائدہ ہے۔ تم سے پہلے بڑی بڑی قومیں گذر چکی ہیں۔ قوم نوح، قوم عاد اور ثمود کے حالات تم نے سنے ہوں گے۔ ان کے بعد کئی قومیں ہوئیں اور کئی رسول آئے جن کا علم کسی کو نہیں۔ ان قوموں نے بھی تمہاری طرح ناشکری کی اور ایسے تباہ و ہلاک ہوئے کہ آج کہیں ڈھونڈے سے ان کا نشان نہیں ملتا انہوں نے رسولوں کی تعلیمات کی کوئی پروا نہ کی اور جو کچھ وہ لائے اس کا انکار کر

دیا اور کج بحثیوں میں پڑ گئے۔ رسولوں نے لاکھ کہا کہ اللہ کے معاملے میں کیوں شک کرتے ہو۔ اس کی ہستی کے بدیہی ثبوت موجود ہیں وہی آسمانوں کے پیدا کرنے والا ہے اور وہی زمین کا خالق ہے۔ تم آؤ اور اسے مان کر کفر و انکار کے عذاب سے بچ جاؤ۔ مگر انہوں نے رسولوں کی باتوں کو بالآخر یہ کہہ کر رد کر دیا کہ تم بھی تو ہماری طرح کے بندے ہو۔ ہمارے ہاں پیدا ہوئے۔ یہیں پھلے پھولے اور بڑھے تم کہاں کے رسول ہو؟ اور کہاں کے ناصح مشفق بنے ہو؟ کیا ہم تمہیں نہیں جانتے۔ تمہارا مقصد صرف ذاتی تفوق و برتری ہے تم ہم کو ہماری پرانی راہ سے جو ہمارے باپ دادا کی راہ ہے ہٹا کر ایک نئی راہ پر لگانا چاہتے ہو۔ ہم سے یہ نہیں ہو سکتا۔ رسولوں نے جواب دیا۔ اس میں شک نہیں کہ ہم بھی تم ہی میں سے ہیں اور بالکل تم ایسے ہیں مگر اللہ کی عنایت اور اس کا احسان شامل حال ہے کہ اس نے ہمیں اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ تم یقین رکھو کہ ہم کوئی بات اس کے حکم کے بغیر نہیں کرتے۔ جو کچھ کہتے ہیں اسی کے حکم و اشارہ سے کہتے ہیں اور اسی کی عنایات پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں اور اگر اس اعلان حق کے باوجود بھی تم نے ہمیں تکلیف دی تو ہم صبر سے برداشت کریں گے اور خدا سے فریاد رسی چاہیں گے۔

ترجمہ آیات ۱۳-۲۱:- اور جن لوگوں نے راہ کفر اختیار کی۔ انہوں نے اپنے رسولوں سے کہہ دیا کہ ہم تمہیں ضرور ہی اپنے ملک سے نکال دیں گے یا تم ہمارے مذہب میں پھر لوٹ آؤ۔ سو ان کے رب نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ہم ان ظالموں کو قطعی ہلاک کر ڈالیں گے اور ان کے بعد تم کو اس سرزمین میں بسائیں گے۔ یہ صلہ اس کے لئے ہے جو میرے حضور کھڑا ہونے سے خوف کھائے اور میرے عذاب سے ڈرے۔ اور پیغمبروں نے فتح و نصرت طلب کی اور ہر سرکش و متکبر نامراد ہوا۔ اس کے آگے دوزخ ہے اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ جس کو وہ گھونٹ گھونٹ پئے گا اور گلے سے نہیں اتار سکے گا اور ہر طرف سے اس کو موت کا سامنا کرنا پڑے گا مگر وہ مرے گا نہیں اور اس کے آگے سخت عذاب ہوگا۔ وہ لوگ جو خدا کے منکر ہیں ان کے اعمال راکھ کی مانند ہیں۔ جس کو آندھی کے دن زور کی ہوا چلے اور اڑا لے جائے۔ جو کچھ وہ کرتے رہے۔ اس میں سے کسی چیز پر قابو نہ پا سکیں گے۔ یہی دور کی گمراہی ہے۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو ٹھیک طور پر پیدا کیا ہے اگر وہ چاہے تو تمہیں مٹا دے اور نئی

مخلوق پیدا کردے۔ اور یہ بات اللہ کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں اور سب لوگ قیامت کے دن اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے تو ضعیف لوگ متکبروں سے پوچھیں گے کہ ہم تو تمہارے مطیع تھے تو پھر کیا تم ہم پر سے اللہ کا عذاب کچھ دور کر سکتے ہو وہ (جواب میں) کہیں گے کہ اگر اللہ ہم کو ہدایت کرتا تو ہم تمہیں ہدایت کرتے۔ اب ہمارے حق میں برابر ہے (خواہ ہم) بیقرار ہوں یا صبر کریں ہمارے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں۔

شرح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ رسولوں کی دعوت و تبلیغ کا اثر منکروں پر اس سے پہلے بھی کبھی تسلی بخش نہیں ہوا۔ چنانچہ وہ ہمیشہ یہ جواب دیتے چلے آئے ہیں کہ آپ اس وعظ و نصیحت کو چھوڑ دیں اور اسی پرانے مذہب پر آجائیں جو آج سے پہلے آپ کا' ہمارا اور ہمارے آباؤ اجداد کا تھا۔ کیونکہ جب تک ان پرانے معبودوں کی منت سماجت نہ کی جائے گی جن کے ہم نے بت بنائے ہیں۔ تب تک خدا کے ہاں ہماری کوئی دعا قبول نہ ہوگی۔ یہ بت ہمارے اور خدا کے درمیان ایک وسیلہ ہیں اور سفارش پہنچانے کا ایک ذریعہ ہیں۔ ہماری کیا مجال کہ خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں براہ راست کوئی درخواست پیش کر سکیں۔

اگر آپ نے ان مساعی کو نہ چھوڑا تو مجبوراً" ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال دیں گے۔ فرماتا ہے کہ رسول اس جواب کو سن کر گھبرائے مگر ان کو بتا دیا گیا کہ ان ظالموں کو عنقریب ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیا جائے گا۔ بے فکر رہو اور تمہیں اور ان لوگوں کو جو تمہاری اطاعت کریں۔ ان کی جگہ ملک پر مسلط کیا جائے گا۔ فرماتا ہے ہر وہ شخص جو میرے حضور کھڑا ہونے سے ڈرے اور میری سزاؤں سے خوف کھائے یقیناً" ان کو منکران حق پر غلبہ و تسلط دے دیا جاتا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ جب پیغمبروں نے تنگ آکر فتح و نصرت طلب کی تو تمام سرکش دشمن نامرادی کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں بلکہ اس زندگی کے بعد ان کے لئے جہنم تیار ہے۔ جہاں پیپ کا پانی انہیں پلایا جائے گا۔ وہ گھونٹ گھونٹ کرکے اسے گلے سے اتارنے کی کوشش کریں گے۔ مگر وہ گلے سے اترے گا نہیں۔ ہر طرف سے انہیں ہلاکت ہی ہلاکت نظر آئے گی۔ مگر وہ مریں گے نہیں۔ ان لوگوں نے اگر دنیا میں کوئی نیک کام بھی کئے ہوں گے تو ان پر بھی کوئی نتیجہ مرتب نہ ہوگا کیونکہ توحید و رسالت سے انکار کرنے پر تمام اعمال کا اخروی اثر زائل ہو جاتا ہے۔ جس طرح تیز

لاتے ہیں سچی بات پر حیات دنیا و آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے اور ظالموں کو اللہ گمراہ کر دیتا ہے اور اللہ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔

شرح:۔ چنانچہ جب بارگاہ خداوندی سے ان مجرموں کو سزا کا حکم ہو جائے گا تو وہ شیطان سے پوچھیں گے کہ اب تیرے وعدے کیا ہوئے؟ وہ کہے گا کہ ایک طرف خدا نے اپنے رسولوں اور کتابوں کے ذریعے وعدے کئے تھے۔ دوسری طرف میں نے وساوس و شکوک تمہارے دلوں میں ڈال کر اس کے خلاف امید دلائی تھی۔ آج خدا کے وعدے پورے ہوئے اور میں نے وعدہ خلافی کی ہے اور تمہیں کوئی حق نہیں کہ مجھے ملامت کرو تمہیں چاہئے کہ خود اپنے آپ پر ملامت کرو۔ کیونکہ میں نے تو تم کو محض دعوت دی تھی۔ پھر جب تم نے اسے قبول کر لیا تو میری ذمہ داری جاتی رہی اب نہ میں تمہارا فریاد رس ہوں نہ تم میرے دادرس۔ کیونکہ جس جس نے نافرمانی کی ہے خدا کے ہاں سے انہیں آج ضرور سزا ملے گی۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لے آئے تھے اور نیک عمل کرتے رہے ہیں وہ باغات جنت کے مکین ہوں گے۔ جہاں ہر طرح کا امن ہوگا اور آسائش ہوگی وہ خوشی کے مارے پھولے نہیں سمائیں گے اور چاروں طرف سے ایک دوسرے کو سلام سلام کہہ کر پکاریں گے اس کے بعد کلمہ طیبہ کی تعریف کی ہے علمائے متقدمین سلف صالحین کے نزدیک اس کلمہ سے مراد **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ہے۔ فرماتا ہے کلمہ طیبہ شجر پاک کی مانند سمجھو جس میں چار اوصاف پائے جاتے ہیں۔

(۱) پھل کا خوشنما ہونا اور خوش ذائقہ ہونا۔

(۲) جڑوں کا قائم و مضبوط ہونا۔

(۳) شاخوں اور ٹہنیوں کا بلند اور دیدہ زیب ہونا۔

(۴) پھل کا سدا بہار ہونا اور ہمیشہ آتے رہنا۔

فرماتا ہے کہ کلمہ طیبہ کی بھی یہی شان ہے۔

(۱) اس کا پھل یعنی اس کا مفہوم و معنی کا وہ اثر جو دل پر اترتا ہے وہ کچھ ایسا لذیذ و حلاوت آمیز ہوتا ہے کہ کوئی چیز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ تمام مخلوق سے منہ موڑ کر شجر، حجر سے تعلق توڑ کر صرف ایک خدائے خالق الکل کی چوکھٹ پر ناصیہ فرسائی کا خیال عمدہ خیال ہے حتیٰ کہ افضل الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی

آندھی کے آنے سے ریت اور بالو کے ذرے اڑ جایا کرتے ہیں الغرض وہ اپنی کمائی سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے اور یہ صورت حالات درحقیقت اسی وقت پیش آتی ہے۔ جب گمراہی اپنی انتہا کو پہنچ گئی ہو۔

ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! تم دیکھتے نہیں کہ اللہ ہی خالق ارض و سما ہے پھر اگر وہ چاہے کہ تمہیں ہلاک کر کے تمہاری جگہ دوسری مخلوق کو دیدے تو اس کے واسطے کیا مشکل ہے۔ فرماتا ہے کہ اس دن کا نقشہ اپنی آنکھوں کے سامنے جماؤ جب تمام منکران حق کو قیامت کے روز خدا کے روبرو پیش کیا جائے گا اور جو کچھ وہ کرتے رہے اس کا جواب طلب کیا جائے گا تو وہ لوگ جنہوں نے بے سوچے سمجھے دوسروں کی تقلید کر کے تعلیمات ربانی سے انحراف کیا تھا اپنے لیڈروں سے پوچھیں گے کیا تم آج ہماری کچھ مدد کر سکتے ہو؟ اور ہمیں عذاب سے بچا سکتے ہو وہ کہیں گے کہ اگر ہمیں یہ باتیں معلوم ہوتیں تو ہم تمہیں بتا بھی دیتے اب جزع فزع سے کیا حاصل ہوگا۔ خواہ روئیں دھوئیں خواہ صبر سے کام لیں اب عذاب سے چھٹکارا تو حاصل ہوگا نہیں۔

ترجمہ آیات ۲۲--۲۷:- اور جب فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان کہے گا کہ اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا مگر میں نے تم سے وعدہ خلافی کی ہے اور میرا تم پر اس کے سوا اور کچھ زور نہ تھا کہ میں نے تم کو بلایا اور تم نے میرا کہنا مان لیا۔ سو مجھے ملامت نہ کرو اور اپنے آپ کو ملامت کرو نہ میں تمہارا فریاد رس ہوں اور نہ تم میرے فریاد رس ہو۔ میں انکار کرتا ہوں جو تم نے اس سے پہلے مجھ کو شریک ٹھہرایا۔ بیشک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے ان کو ایسے باغات میں داخل کیا جائے گا۔ جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اپنے رب کے حکم سے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہاں ان کی دعائے خیر سلام ہوگا۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کس طرح کلمہ پاک کی مثال بیان کی ہے کہ وہ ایک پاک درخت کی مانند ہے جس کی جڑ (زمین میں) مضبوط اور شاخ آسمان میں ہے۔ وہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت پھل لاتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ اور ناپاک کلمہ کی مثال ناپاک درخت کی مانند ہے جو زمین کے اوپر سے اکھاڑ لیا جائے۔ اس کے لئے بقا (کی کوئی صورت) نہ ہو۔ اللہ ان لوگوں کو جو ایمان

ایک رسول ہیں جن کا فریضہ منصبی صرف یہ ہے کہ مخلوقات کو صرف اللہ ہی کی عبادت سکھائیں اور شرک و کفر سے ان کے دلوں کو پاک و منزہ کر کے توحید و رسالت کی عظمت کے سامنے ان کے سر جھکوائیں۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ لوگ ان کو خود پوجنا شروع کر دیں۔

(۲) اس کلمہ طیبہ کی یہ حقانیت ہے کہ جس کے دل میں جاگزین ہو جاتا ہے اسے وہ کچھ ایسا بلال و صہیب بنا دیتا ہے کہ ہزار ابوجہل و لاکھ ولید آئیں اس کے دل سے اسے نہیں نکال سکتے۔

(۳) یہ اعتقاد اور اس کے ثمرات اس قدر خوش ذائقہ ہیں کہ اقوام عالم میں سے جس کسی کے سامنے اسے اس کے اصلی رنگ میں پیش کر دو کوئی بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ یہی مقبولیت عامہ اس کے ثمر کے خوش ذائقہ ہونے کی دلیل ہے۔

(۴) یہ عقیدہ اس قدر سدا بہار ہے کہ جس قدر یہ پرانا ہو زیادہ مزا دیتا ہے اور جس قدر اس پر غور کیا جائے۔ اسی قدر اس میں تر و تازگی پیدا ہوتی ہے۔ وہ جو اسے ورد زبان کر لیتے اور دل کی پہنائیوں میں اسے جگہ دے دیتے ہیں۔ دنیا میں ان کے پاؤں غیر متزلزل اور ان کے دل غیر متذبذب ہو جاتے ہیں اور آخرت میں بھی خدا کے روبرو انہیں کوئی ندامت و شرمساری نہیں اٹھانی پڑے گی۔ سو اس کلمہ طیبہ کا قائل نہ ہونا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے اور سخت بے انصافی اور ظلم ہے۔

ترجمہ آیات ۲۸۔ ۳۴:- کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے اللہ کی نعمت کو ناشکری سے بدل ڈالا اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتارا۔ (یعنی) جہنم جس میں وہ داخل ہوں گے اور بہت برا ٹھکانا ہے اور انہوں نے اللہ کے شریک قرار دیئے تاکہ لوگوں کو اس کی راہ سے بہکاویں۔ کہہ دیجئے کہ (چندے) فائدہ اٹھا لو بالآخر تمہیں دوزخ میں جانا ہے۔ میرے ان بندوں کو جو ایمان لائے ہیں (اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ وہ نماز ادا کریں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے ظاہر و پوشیدہ (نیکی کی راہ میں) اس سے پہلے خرچ کریں کہ وہ دن آ جائے جس میں نہ کوئی خرید و فروخت ہو گی اور نہ دوستی (کام آئے گی) اللہ وہ ذات اقدس ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے مینہ برسایا پھر اس

کے ذریعے میوہ جات میں سے تمہارے لئے رزق پیدا کیا۔ اور کشتی تمہارے لئے تابع فرمان کردی تاکہ وہ سمندر میں اس کے حکم سے چلے اور نہریں بھی تمہارے زیر فرمان کر دیں اور سورج اور چاند کو جو رواں دواں رہتے ہیں تمہارا فرمانبردار بنا دیا اور رات اور دن کو بھی اور جو کچھ تم نے اس سے مانگا اس نے دیا اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہ کرسکو گے۔ بے شک انسان بڑا ظالم اور ناشکر گزار ہے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں کلمہ طیبہ کا ذکر آیا تھا اور اس کے محاسن بیان ہوئے تھے۔ یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ کلمہ طیبہ اللہ کی گرانقدر نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اس سے پہلے جو لوگ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے رہے ہیں ان کو تباہی کے گڑھے میں جانا پڑا۔ یعنی وہ دوزخ کے ایندھن بنے اور جو لوگ اب اس نعمت عظمیٰ سے فائدہ نہ اٹھائیں گے وہ بھی اپنے پیشرووں کی مانند تباہی کے گڑھے میں کودیں گے۔ فرماتا ہے کہ لوگوں کو چاہئے تھا کہ خدا کی توحید پر ایمان لاتے اور کلمہ طیبہ کی حقیقت کو سمجھتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ وہ خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو انہوں نے گمراہ کیا پس اس حیات دنیوی میں جو فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ کرلیں۔ اس کے بعد اس کو دوزخ میں رہنا سہنا' گلنا اور جلنا ہوگا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ میرے بندو! مجھ پر' میری توحید پر اور میرے احکام پر ایمان لاؤ نماز باقاعدہ پڑھو اور جو کچھ اللہ نے دیا ہے اسے ظاہر و پوشیدہ اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے خرچ کرو اور یہ سب کچھ حیات دنیوی کا رشتہ منقطع ہو جانے سے پہلے پہل ہونا چاہئے ورنہ پھر تو نہ فدیہ اور معاوضہ کام دے گا نہ کسی کی دوستی سے کچھ فائدہ ہوگا۔ لوگو! یقین کرلو کہ خدا وہی معبود یگانہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور پیدا کیا جو بادل سے مینہ برساتا ہے جس سے تمہارے لئے پھل پھول پیدا ہوتے ہیں۔ جس نے کشتیوں کو تمہارے تابع فرمان بنا دیا کہ اس کے حکم سے وہ تمہیں دریاؤں میں لئے پھرتی ہیں۔ جس نے ہوا کو تمہارے قبضہ و قابو میں کردیا ہے۔ جس نے تمہارے فائدہ کے پیش نظر سورج اور چاند کے لئے ایک ایک اندازہ اور ایک ایک راستہ مقرر کردیا ہے کہ وہ اسی پر چلتے ہیں جس نے رات اور دن کو تمہاری راحت اور تمہاری تگ و دو کا سامان بنایا ہے اور سب سے آخر میں یہ کہ جو منہ سے مانگو۔ وہی دیا جاتا ہے۔ الغرض ایک ایک کرکے اس کی نعمتوں کا شمار کرنے لگو تو کبھی نہ کرسکو۔ مگر انسان بہت ہی ناشکر گزار اور جاہل واقع

ہے کہ اسے کسی بات کا پاس ہی نہیں۔

ترجمہ آیات ۳۵-۴۱:- اور جس وقت ابراہیم نے دعا کی کہ خدایا! اس شہر کو امن کی جگہ بنا دے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کی پوجا سے بچائے رکھ۔ پروردگار! انہوں نے لوگوں میں سے بہت کو گمراہ کیا ہے سو جس نے میری اطاعت کی وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تو بخشنے والا مہربان ہے۔ پروردگار! میں نے اپنی کچھ اولاد کو تیرے معزز گھر کے قریب چٹیل میدان میں جہاں کھیتی نہیں ہوتی لا بسایا ہے۔ پروردگار! (میں نے یہ اس لئے کیا ہے) کہ یہ لوگ نماز ادا کریں۔ سو تو لوگوں کے دلوں کو اس طرف کر دے اور ان کو میووں سے روزی دے تاکہ وہ تیرا شکر کریں۔ پروردگار! تجھے معلوم ہے جو ہم مخفی رکھتے ہیں اور جو ہم ظاہر کرتے ہیں اور اللہ سے نہ زمین میں کوئی بات مخفی ہے نہ آسمان میں۔ حمد و ثنا اسی اللہ کے لئے ہے جس نے بڑھاپے میں مجھے اسمٰعیل اور اسحٰق عطا کئے۔ بیشک میرا رب دعا سننے والا ہے۔ پروردگار! مجھے اور میری اولاد کو نماز کا (خاص) اہتمام رکھنے والا بنا دے۔ اے میرے پروردگار! میری دعا قبول فرما۔ اے ہمارے رب! مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور مومنوں کو قیام حساب کے روز بخش دے۔

شرح:- سنو ابراہیم علیہ السلام بھی تم میں سے ایک انسان تھا۔ اس کی توحید پرستی دیکھو اور اپنی آلودگی شرک پر نظر ڈالو۔ سنو! ابراہیم علیہ السلام مکہ کی بنیادیں استوار کر رہا تھا کہ اس نے ہم سے درخواست کی کہ اے میرے رب! اس شہر کو اور اس کے رہنے والوں کو ہر طرح کا امن عطا فرما! راحت دنیا بھی دے اور راحت قلب بھی اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچائے رکھ۔ اے میرے رب! ان بتوں نے تیری مخلوق میں سے اکثر لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ پس جو شخص میری اطاعت کرے اسے میری معیت میں رکھ اور جو شخص مجھ سے بے پروا ہوا اور نافرمانی کرے تو تو غفور الرحیم ہے۔ اسے معاف کرنا ہو تو کوئی بڑی بات نہیں۔ اے میرے رب! میں نے اپنی اولاد کو تیرے گھر کے پاس ایسی جگہ آباد کیا ہے جہاں کھیتی باڑی کچھ نہیں ہوتی۔ خدایا! یہ میں نے اس لئے کیا ہے کہ یہ لوگ دنیوی مشاغل ہی کے نہ ہو رہیں بلکہ باقاعدہ نماز ادا کریں اور تیری عبادت میں مشغول رہیں۔ خدایا! تو اقوام عالم کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر کہ وہ ان کی طرف کھچے چلے آئیں اور ان کے کھانے کے لئے پھلوں اور میووں کا انتظام کر کہ وہ تیرے شکر گزار

ہوں۔ خدایا! ہماری کوئی بات تجھ سے مخفی نہیں اور آسمان و زمین میں کوئی چیز ایسی نہیں جو تیرے علم میں نہ ہو تو میرے اخلاص کو دیکھ اور میری دعا قبول فرما۔ میں تیرا بے حد شکر گزار و ثناخواں ہوں کہ تو نے باوجود میرے بڑھاپے کے مجھے اسمٰعیل و اسحٰق عطا فرمائے تو سب کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ اے میرے رب! تو مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے کی توفیق عطا فرما اور میرے ماں باپ کی اور سب مومنوں کی لغزشوں کو محاسبہ و مکافات کے دن معاف کر دیجیو۔

ترجمہ آیات ۴۲-۵۲:- اور (اے پیغمبر!) اللہ کو ان کاموں سے بے خبر نہ خیال کیجئے جو ظالم کر رہے ہیں وہ تو ان کو اس دن تک مہلت دے رہا ہے جب آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ سر اوپر کو اٹھائے مارے ہیبت کے جلدی جلدی آنکھیں جھپک رہے ہوں گے ان کی نظریں ان کی طرف پھر نہ پلٹیں گی اور ان کے دل پریشان ہوں گے۔ اور (اے پیغمبر!) لوگوں کو اس دن سے آگاہ کیجئے جب ان پر عذاب آئے گا تو وہ لوگ جو ظالم ہیں کہیں گے کہ اے پروردگار! ہمیں تھوڑی سی مدت کے لئے مہلت دے کہ ہم تیری دعوت قبول کریں اور رسولوں کی پیروی کریں (کہا جائے گا کہ) کیا تم پہلے قسم نہیں کھا چکے کہ تمہیں کچھ بھی زوال نہ ہوگا۔ اور تم ان لوگوں کے گھروں میں رہ چکے ہو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اور تمہیں معلوم ہو چکا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیونکر سلوک روا رکھا اور تمہارے لئے ہم نے مثالیں بھی بیان کر دی تھیں۔ اور یہ اپنی تدبیریں کر چکے اور ان کی تدبیریں اللہ کے سامنے تھیں اور اگرچہ ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ ٹل جاتے آپ اللہ کو یہ نہ سمجھیں کہ وہ اپنے رسولوں سے اپنا وعدہ پورا نہیں کرے گا بیشک اللہ زبردست اور بدلہ لینے والا ہے۔ جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی اور لوگ (قبروں سے) نکل کر خدائے یگانہ و قہار کے سامنے پیش ہوں گے اور تم گنہگاروں کو اس دن دیکھو گے کہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ان کے کرتے رال کے ہوں گے اور آگ ان کے چہروں کو ڈھانک رہی ہوگی۔ یہ اس لئے کہ اللہ ہر متنفس کو اس کے اعمال کا بدلہ دے۔ بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ یہ لوگوں کے نام ایک پیغام ہے اور یہ بات بھی ہے کہ لوگوں کو اس کے ذریعے نافرمانی سے ڈرایا جائے اور یہ بات بھی ہے کہ وہ تنہا معبود ہے اور تاکہ عقلمند نصیحت حاصل کریں۔

شرح:- ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! تم یہ نہ سمجھو کہ خدا کو کافروں' مشرکوں اور مفسدوں کی کارستانیاں معلوم نہیں۔ سنو! مجھے سب کچھ معلوم ہے کوئی بات مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ مگر ہر شخص کو اس دن کے لئے چھوڑ رکھا ہے۔ جب مارے ہیبت کے آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی۔ سرنگوں ہوں گے اور بد حواسی کا عالم ہوگا۔ یاد رکھو کہ پھر یہ غلط کار لوگ دعائیں مانگیں گے کہ ہمیں مہلت دیجئے ہم دنیا میں جا کر رسولوں کی اتباع کریں گے اور فرمانبرداری کی زندگی گزاریں گے۔ مگر پھر کسی شخص کو مہلت نہیں دی جائے گی۔ جواب ملے گا کہ تم قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ اور کوئی زندگی آنے والی نہیں اور ہمیں کوئی عذاب نہیں ہونے کا۔ اب سناؤ پھر تم نے ان لوگوں کے کھنڈرات اور نشان بھی دنیا میں دیکھے جو تمہاری طرح پہلے سرکش زندگیاں گزار چکے تھے ان کے حالات و قصص نے عبرت و موعظت کا تمہارے لئے کام نہ کیا۔ اب تم سے کیا توقع ہے ہر ایک بات شرح و بسط سے اور امثال و واقعات سے سمجھا دی گئی تھی مگر تم نے ہمیشہ حیلہ سازیوں سے کام لیا اور خواہ تمہاری حیلہ سازیاں کتنی ہی سخت تھیں ان کا حشر تم نے دیکھ لیا یاد رکھو رسولوں کی زبانی انسان سے جو وعدہ کر لیا گیا ہے ہم سے اس کے خلاف نہیں ہوگا۔ اور جن لوگوں نے دیدہ دانستہ نافرمانی کی ہے ان کو ضروری عبرتناک سزا ملے گی۔ لوگو! اس دن کو یاد کرو جب یہ زمین و آسمان ہی بدل جائیں گے اور تم قبروں سے نکل کر خدائے واحد و قہار کے سامنے پیش کئے جاؤ گے۔ گنہ گار اور مجرم زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے اور رال میں انہیں ملبوس کیا جائے گا تاکہ آگ جلدی ان تک پہنچ جائے اس طرح اللہ ہر ایک متنفس کو اس کے اعمال کی سزا دے گا اور یہ وقت کچھ دور نہیں۔ فرماتا ہے لوگو! یہ بات تمہیں پہنچا دی گئی ہے۔ مجرموں کو چاہئے کہ وہ اس دنیا میں اللہ سے خوف کھائیں اور آنے والے عذاب سے ڈریں اور اس بات کا یقین کریں کہ خدا ایک ہے وہی معبود برحق ہے اور وہی تمہاری مشکلات دور کر سکتا ہے۔

(۷۳) سورۃ الانبیاءؑ (۲۱)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو بارہ آیات مبارکہ اور سات رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۱-۱۰:- لوگوں کے لئے حساب (کا وقت) قریب آ پہنچا ہے اور وہ غفلت میں (پڑے) منہ پھیر رہے ہیں۔ ان کے پاس ان کے رب کی جانب سے جو نئی نصیحت آتی ہے تو وہ اس کو ہنسی کھیل کی صورت میں سنتے ہیں۔ ان کے دل غافل ہیں اور ظالم چپکے چپکے سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ تم جیسا ایک بشر ہی تو ہے پھر کیا تم دیدہ و دانستہ جادو کی پیروی کرو گے۔ پیغمبر نے کہا کہ میرا رب زمین و آسمان کی ہر بات کو جانتا ہے اور وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔ بلکہ انہوں نے کہا کہ یہ (قرآن) پریشان خیالات ہیں بلکہ (پیغمبر نے) از خود بنا لیا ہے بلکہ وہ ایک شاعر ہے اسے چاہئے کہ جس طرح پہلے نبیوں کو بھیجا گیا تھا وہ بھی ہمارے پاس کوئی نشان لے آئے۔ اس سے قبل ہم نے جس بستی کو تباہ کیا ہے وہ ایمان نہیں لائے تو کیا یہ لوگ ایمان لائیں گے اور آپ سے قبل ہم نے آدمیوں ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔ اگر تم اس بات کو نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ لو۔ اور ہم نے ان کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے جو کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔ پھر ہم نے ان کی بابت اپنے وعدہ کو سچا کر دیا۔ تو ان کو اور (دیگر) جس کو چاہا ہم نے نجات دی اور زیادتی کرنے والوں کو ہلاک کر دیا۔ (لوگو!) ہم نے تم پر ایک کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارے لئے نصیحت ہے۔ تو کیا تم نہیں سمجھتے۔

شرح:- اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مکہ معظمہ میں جو سورتیں نازل ہوئیں ان میں اکثر و بیشتر توحید و نبوت کا بیان۔ عالم آخرت کا ثبوت انبیاء علیہم السلام کے سبق آموز تذکرے نافرمان امتوں کا انجام بد اور بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر حساب دینے کا بیان ہے یہ سورۃ بھی مکی ہے اور اس میں بھی زیادہ تر یہی مضامین بیان ہوئے ہیں۔ سب سے پہلے،

حساب اعمال کا ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ہر شخص اپنے اعمال کے لئے خدا کے روبرو ذمہ دار ہے۔ لہٰذا اسے ایک وقت معین پر اس کے روبرو پیش ہو کر حساب دینا ہے۔ جس سے کسی کو چارہ نہیں مگر اکثر لوگ اس بات کو اہمیت نہیں دیتے اور سمجھتے ہیں کہ ہمیں بلا مقصد پیدا کیا گیا ہے جب ہم مرجائیں گے تو نہ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ نہ کسی بات پر ہم سے مواخذہ ہوگا۔ دوسری بات ان کے خیال میں یہ ہے پیغمبر علیہ السلام کا یہ دعویٰ کہ یہ تمام آیات و احکام مجھ پر براہ راست اللہ کی طرف سے نازل ہوتے ہیں۔ سراسر جھوٹ ہے اور وہ محض اپنا اقتدار و تسلط ہم لوگوں پر جمانے کی خاطر ایسا کہہ رہا ہے۔ یہ بھی ہم جیسا ایک انسان ہے پھر اس میں اور ہم میں فرق کیا ہوا اور ہمیں چھوڑ کر اسے کیوں نبی بنایا گیا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ سب باتیں ان لوگوں کی اپنی غلط فہمی کی بنا پر ہیں مار کر زندہ کرنے کے موضوع پر اس سے پہلے متعدد بار دلائل دیئے جا چکے ہیں۔ لہٰذا ان کے دوسرے شبہ کا جواب بھی دے دیا جاتا ہے۔ ان کو چاہئے کہ جو لوگ ان میں اہل علم ہیں یہ ان کے پاس جائیں اور جا کر پوچھیں کہ آج سے پہلے جس قدر انبیاء و رسل سطح زمین پر آئے ہیں کیا وہ انسان تھے۔ یا ملائکہ یا کوئی اور مخلوق ان کو معلوم ہوگا۔ کہ اس سے قبل جس قدر انبیائے کرام دنیا میں آئے ہیں وہ محض بشر ہوتے تھے۔ انہی کی طرح کھاتے پیتے اٹھتے بیٹھتے اور سوتے جاگتے تھے اور اپنی اپنی عمریں گزار کر داعی اجل کو لبیک کہتے گئے۔ ان میں کسی کو ہمیشگی کی زندگی نہیں ملی اور نہ مافوق البشر ان میں کوئی خصوصیت تھی۔ خدا تعالیٰ اپنی مخلوقات میں سے ان کو اپنے احکام کی تبلیغ کے لئے منتخب کرتا رہا ہے۔ پھر جن لوگوں نے دعوت و ارشاد کو سنا وہ مقاصد زندگی میں کامیاب ہوئے مگر جنہوں نے منہ موڑا وہ ہلاک و تباہ ہوئے۔

ترجمہ آیات ۱۱-۲۹:- اور کتنی ہی بستیوں کو ہم نے غارت کر دیا۔ جہاں کے رہنے والے ظالم تھے اور اس کے بعد ہم نے اور قوم پیدا کر دی۔ سو جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھا اس بستی سے لگے بھاگنے (ہاتف نے آواز دی) کہ بھاگو مت اور جو نعمتیں تمہیں دی گئی تھیں ان کی طرف اور اپنے گھروں کی طرف واپس جاؤ شاید تم سے باز پرس ہو۔ انہوں نے کہا کہ افسوس! ہم ہی بلاشبہ ظالم تھے۔ سو وہ اسی طرح پکارتے رہے یہاں تک کہ ہم نے ان کو کٹی ہوئی فصل اور بجھی ہوئی آگ کی طرح کر دیا اور ہم

نے آسمان کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل تماشے کے طور پر نہیں بنایا۔ اگر ہم کھیل تماشہ ہی بنانا چاہتے تو اپنے ہی ہاں کے لئے بناتے۔ اگر ہم کو ضرور ہی ایسا کرنا ہوتا۔ بلکہ ہم تو حق کو باطل پر کھینچ مارتے ہیں۔ سو وہ اس کا سر توڑ دیتا ہے اور وہ فوراً مٹ جاتا ہے اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس سے تمہارے لئے خرابی ہے۔ اور آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے اور جو اس کے پاس رہتے ہیں نہ اس کی عبادت سے سرکشی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں۔ دن اور رات وہ اس کی تسبیح کرتے ہیں اور بالکل سستی نہیں کرتے۔ کیا ان لوگوں نے زمین میں سے ایسی چیزوں کو معبود ٹھہرالیا ہے جن کو انہوں نے خود ہی بنا کھڑا کیا ہے۔ اگر زمین اور آسمان میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو یہ دونوں درہم برہم ہو جاتے سو جو باتیں لوگ اس کے متعلق بیان کرتے ہیں خدائے مالک عرش ان سے پاک ہے جو کچھ وہ کرتا ہے اس کی کوئی باز پرس نہیں اور ان لوگوں سے باز پرس ہوگی۔ کیا انہوں نے اسے چھوڑ کر اور معبود ٹھہرالئے ہیں کہہ دیجئے کہ تم اپنی دلیل پیش کرو یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جو میرے ساتھ ہیں اور ان کا جو مجھ سے پہلے تھے۔ بلکہ اکثر تو ان میں سے حق کو جانتے ہی نہیں سو وہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ اور آپ سے قبل ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر یہ کہ ہم نے اس کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ سو میری ہی عبادت کرو اور انہوں نے کہا خدائے رحمٰن اولاد رکھتا ہے۔ وہ پاک ہے بلکہ وہ اس کے معزز بندے ہیں۔ آگے بڑھ کر کلام نہیں کرتے اور اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پہلے ہو چکا۔ اور وہ کسی کی شفاعت نہیں کر سکتے۔ سوا اس شخص کے جس سے خدا خوش ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں اور ان میں سے جو یہ کہے کہ اس کے علاوہ میں بھی معبود ہوں۔ تو ہم اسے جہنم کی سزا دیں گے۔ ہم ظالموں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں ارشاد ہوا تھا کہ جن لوگوں نے رسولوں کی بات پر کان دھرنے سے اعراض کیا وہ تباہ و برباد ہوئے اور ان کی بستیاں بھی نسیاً منسیاً کر دی گئیں۔ یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ لوگ اس وقت تک غفلت میں پڑے رہتے ہیں جب تک ان پر کوئی آسمانی عذاب نازل نہیں ہوتا۔ مگر جونہی عذاب آیا یہ لوگ بھاگنے لگتے ہیں

کہ پناہ تلاش کریں۔ مگر خدا کے عذاب سے پناہ کیا معنی؟ کوئی انسان تو تعاقب میں ہے ہی نہیں جس کو دھوکا دے لیا جاوے گا۔ وہ تو خدائے علیم و بصیر ہے جو ان کی نافرمانیوں کی سزا دے کر ان کے ساتھ انصاف کرنا چاہتا ہے۔ فرماتا ہے کہ اگر عذاب کے نازل ہونے سے پہلے ہی یہ لوگ زمین و آسمان کی پیدائش پر غور و خوض کرتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ یہ کائنات بے فائدہ' بے سبب اور خود بخود نہ بن سکتی تھی کسی بنانے والے کا اس میں ضرور ہاتھ ہے۔ خواہ وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہے مگر اس کی قدرت کے کرشمے ہمارے سامنے ضرور موجود ہیں اور قرآن و اسباب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یگانہ ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں پس اگر وہ اس طرح استدلال کرتے تو نبی کی تعلیمات پر ایمان لانے کے علاوہ کوئی چارہ نہ پاتے۔ فرماتا ہے اور ہم تمہیں بتائیں کہ زمین و آسمان سوائے ہماری قدرت کاملہ کے کسی طرح معرض وجود میں نہیں آسکتے تھے۔ چنانچہ وہ مخلوق جو اس بات کو سمجھ چکی ہے وہ ہر لحظہ ہماری عبادت میں فرمانبردارانہ مشغول رہتی ہے۔ مگر ایک تم ہو کہ باوجود ان سب باتوں کے دیکھنے اور سمجھنے کے الٹی راہ اختیار کیے ہوئے ہو اور زمین میں اپنے ہی ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں کو اپنا معبود بنا رہے ہو۔ فرماتا ہے کہ اگر زمین و آسمان کے درمیان خدائے یگانہ کے سوا کوئی اور معبود بھی ہوتا تو یقیناً" خرابی پیدا ہو جاتی۔ کیونکہ یہ محض ممکن ہے۔ کہ انتظامی امور میں وہ ہم پلہ اور ہم پایہ ہستیاں مل کر کام کر سکیں۔ بزودیا بدیر ان میں اختلاف رائے ہوگا جو مملکت کی تباہی و بربادی اور مخلوق و رعایا کی بدامنی اور بے چینی کا باعث ہوگا۔ لہٰذا تمہیں چاہیے کہ خدائے وحید کے سوا کسی دوسرے کے معبود ہونے کا خیال تک بھی اپنے قریب نہ آنے دو۔ اور اگر اس کے خلاف تمہارے پاس کوئی دلائل ہیں تو شوق سے لاؤ۔ اور آزادی سے پیش کرو۔ سنو! جب سے یہ کائنات قائم ہے۔ ہم اپنے رسولوں کے ذریعے تمہیں پیغام پہنچاتے رہے ہیں۔ کہ خدا ایک ہے پس ایک ہی کی عبادت کرو۔ تم نے جو دوسروں کو معبود بنا لیا ہے اور کسی سے اولاد طلب کرتے ہو۔ کسی سے روزی کی فراخی چاہتے ہو۔ تو آخر کیوں۔ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو میرے فرمانبردار ہیں۔ وہ تو میرے احکام اور میری ہدایات پر کسی کو ترجیح نہیں دیتے باقی رہے وہ ہمارے برگزیدہ بندے جن کو تم ہماری اولاد سمجھتے ہو۔ وہ اولاد نہیں بلکہ ایسی مخلوق ہیں جو اعمال نیک کی وجہ سے ہمارے محبوب بن گئے ہیں۔ تم سمجھتے ہو گے کہ

بجائے ہمارے ان سے درخواست کرنا' جائز اور درست ہو گا۔ حالانکہ یہ معاملہ نہیں۔ بندگان دین کو کوئی حق نہیں کہ وہ ہمارے معاملہ میں دخل دیں اور نہ وہ دخل دیتے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی ایک خواہ وہ ہمارا سب سے زیادہ مقرب ہی کیوں نہ ہو۔ یہ کہہ دے کہ خدا سے بے پرواہ ہو کر جو چاہو مجھ ہی سے طلب کرو میں تمہاری تمام حاجات و ضروریات کو پورا کروں گا۔ دوسرے لفظوں میں وہ تم سے کہے کہ میری ہی عبادت کرو تو وہ بھی آتش جہنم کا مستوجب ہو گا اور اس ظالم و بے انصاف کو بھی ہم دیگر مجرموں کی طرح سخت ترین سزا دیں گے۔

ترجمہ آیات ۳۰-۴۱:- کیا ان لوگوں نے جنہوں نے وطیرۂ کفر اختیار کر رکھا ہے غور نہیں کیا کہ آسمان اور زمین ملے ہوئے تھے پھر ہم نے ان کو کھول کر جدا جدا کر دیا اور پانی سے ہر جاندار چیز بنائی تو کیا وہ ایمان نہیں لاتے اور ہم نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیئے تا کہ وہ ہلنے نہ پائے اور ہم نے اس میں کشادہ کشادہ راہیں بنا دیں تا کہ وہ منزل تک پہنچ جائیں اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا اس پر بھی وہ آسمانی نشانیوں سے انکار کر رہے ہیں اور وہ وہی تو ہے جس نے رات' دن' سورج اور چاند کو پیدا کیا۔ ہر ایک اپنے اپنے مدار میں تیر رہا ہے۔ اور آپ سے پہلے ہم نے کسی بشر کو ہمیشگی نہیں بخشی۔ پھر کیا آپ اگر وفات پا جائیں تو وہ ہمیشہ رہیں گے۔ ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور ہم بطور امتحان تمہیں بھلائی اور برائی سے آزماتے ہیں اور (بالآخر) تم ہماری طرف لوٹ کر آؤ گے۔ اور جب یہ کافر آپ کو دیکھتے ہیں تو بس آپ سے ہنسی مذاق ہی شروع کر دیتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کہ کیا یہ ہے وہ شخص جو تمہارے معبودوں کا ذکر (برائی سے) کرتا ہے اور وہ خدائے رحمٰن کی یاد سے انکار کرتے ہیں۔ انسان کی خلقت میں جلد بازی رکھی گئی ہے میں عنقریب تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا سو تم جلدی نہ کرو۔ اور کہتے ہیں کہ اگر تم صداقت پر ہو تو (بتاؤ کہ) یہ وعدہ کب پورا ہو گا۔ کاش منکروں کو وہ وقت معلوم ہوتا جب وہ نہ اپنے چہروں پر سے آگ کو روک سکیں گے نہ اپنی پیٹھوں پر سے اور نہ ان کو مدد دی جائے گی۔ بلکہ وہ اچانک ان پر آ جائے گی اور انہیں حیران کر دے گی۔ سو وہ اسے نہ روک سکیں گے اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔ اور آپ سے پہلے بھی کئی رسولوں سے استہزاء کیا گیا ہے سو جن لوگوں نے ان میں سے استہزاء کیا ان کو اسی عذاب نے آ گھیرا۔ جس کی وہ ہنسی

اڑاتے تھے۔

شرح :۔۔ اس رکوع میں زمین و آسمان کی تخلیق کے متعلق ارشاد ہوتا ہے فرمایا کہ جب ہم نے اس کائنات کو پیدا کرنا چاہا تو سب سے پہلے ایک کرہ کی شکل میں تھی پھر ہر عالم کو جدا جدا اور الگ الگ ہم بناتے گئے۔ پھر ہم نے پانی پیدا کیا اور پانی سے ہر چیز کو زندگی بخشی۔ زمین و آسمان اس کے زیریں اور بالین حصص کا نام ہے۔ پھر اس خیال سے کہ حصہ زیریں جو زمین کے نام سے موسوم ہے اپنے مرکز سے کہیں ہٹ کر غیر طبعی حرکت نہ کرنے لگے اس میں پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ کر مضبوط کر دیا اور زمین کو اتنا وزنی بنا دیا کہ اس میں غلط قسم کی حرکت پیدا ہونا ناممکن ہو جائے۔ پھر اس میں سے گزرنے کے لئے کشادہ کشادہ راہیں بنا دیں تاکہ تمہیں ایک جانب جانے میں کوئی دقت نہ ہو۔ اور حصہ بالین کو جو آسمان کے نام سے موسوم ہے تمہارے لئے منجملہ ایک ایسی چھت کے بنا دیا ہے جسے ٹوٹنے پھوٹنے کا خدشہ نہ ہو۔ مگر تم ہو کہ ان حیران کن اشیاء کو دیکھتے ہوئے خدا کی ہستی کے منکر ہو۔ پھر رات دن' سورج اور چاند کو تمہارے فائدے کے لئے بنایا اور ایک قاعدہ پر چلنے کے لئے مجبور کر دیا۔ تاکہ تمہاری خدمت پورے طور پر ہو سکے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اس خوبصورت گھر میں جو اس اہتمام سے ہم نے تمہارے لئے سجایا ہے کسی بشر کو ہمیشہ رہنا نہیں ہے۔ تم سے قبل بیشمار انسان اس گھر میں بس چکے ہیں اور اس گھر کو چھوڑ چکے ہیں اور تم بھی ایک مدت گزار کر چل دو گے۔ پھر تمہارے بعد اور آئیں گے اور یہ سلسلہ وقت مقرر تک یونہی چلتا رہے گا۔ زندگی کے بعد موت لازمی ہے۔ جس سے کسی بشر کو مفر نہیں۔ ہاں یہ کائنات اور اس کی رنگینیاں انسان کے لئے ایک سامان فریب ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ کون اس فریب میں آتا ہے اور کون حق کو دیکھتا ہے۔ کون منزل مقصود اور نصب العین حقیقی کو پیش نظر رکھتا ہے اور کون دائیں بائیں مڑ کر اس مختصر زندگی کو رائگاں کھوتا ہے۔ یہی تو امتحان ہے اور اس امتحان کے بعد تمہیں جواب دہی کے لئے اپنے مالک حقیقی کے روبرو پیش ہونا ہے۔ اگرچہ ان باتوں کو وہ لوگ شاہراہ زندگی سے ہٹ کر غیر متعلق دلفریبیوں کا شکار ہو چکے ہوں محض ایک دل لگی کا سامان تصور کرتے ہیں اور اس خدائے رحمٰن کو ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ جس نے یہ سب ساز و سامان بنایا ہے۔ فرمایا انسان کی طبیعت میں جلد بازی ہے۔ وہ دور اندیشی اور

عاقبت بنی سے زیادہ کام نہیں لیتا۔ آنے والی زندگی کی پرواہ نہیں کرتا اور دنیوی زندگی کے دلفریب نقوش پر فدا ہو کر اپنی عاقبت تباہ کر لیتا ہے۔ مگر جلد بازی اور اس کوتاہ بنی اور ناعاقبت اندیشی پر وہ اس وقت پچھتائے گا جب ان کی سزا میں آتش دوزخ کا ایندھن بنے گا اور اس سے بچنے کی کوئی شکل نہ دیکھے گا۔

ترجمہ آیات ۴۲-۵۰:- کہئے کہ خدائے رحمٰن (کے عذاب سے) کون تمہاری دن رات حفاظت کرتا ہے بات یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی یاد سے اعراض کر رہے ہیں۔ کیا ہمارے سوا ان کے اور بھی معبود ہیں جو ان کو بچالیں گے۔ وہ تو خود اپنی مدد نہیں کر سکتے اور نہ ہماری طرف سے ان کی حمایت کی جائے گی۔ بلکہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو (دنیا کی نعمتوں سے) بہرہ مند کیا۔ یہاں تک کہ ایسی حالت میں ایک طویل عرصہ گزر گیا۔ کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں۔ پھر کیا یہی غالب رہیں گے۔ کہہ دیجئے میں تو تمہیں وحی کے ذریعے (اللہ کی نافرمانی سے) ڈراتا ہوں اور ان بہروں کو جب ڈرایا جاتا ہے تو یہ پکار کو سنتے ہی نہیں اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ان کو ذرا تکلیف پہنچ جائے تو وہ کہہ اٹھتے ہیں ہائے ہماری بدبختی! ہم واقعی ظالم تھے۔ اور قیامت کے دن ہم انصاف کا ترازو قائم کریں گے۔ سو کسی شخص پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا تو ہم اسے لا حاضر کریں گے اور حساب کرنے کو ہم (تنہا) کافی ہیں اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ کن، اور یکسر روشنی اور نصیحت کی چیز (یعنی تورات) پرہیزگاروں کی رہنمائی کے لئے عطا کی تھی وہ لوگ جو اپنے رب سے غائبانہ ڈرتے ہیں اور وہ قیامت سے بھی خوف کھاتے ہیں اور یہ ایک بابرکت نصیحت ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے تو کیا تم اس سے انکار کرتے ہو۔

شرح:- سابقہ رکوع میں بتایا گیا تھا کہ آخرت میں کسی کو ہمارے عذاب سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔ یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ آخرت تو آخرت۔ یہاں دنیا میں ہی غور سے دیکھو تو تمہیں معلوم ہو جائے کہ اگر خدا تمہاری حفاظت نہ کرے تو تم ایک لحظہ زندہ نہیں رہ سکتے۔ فرماتا ہے یہ ہماری مہربانی ہے کہ ہم تمہیں تمام ساز و سامان زندگی عطا کرتے ہیں۔ اور باوجود تمہاری نافرمانیوں کے روزی کے معاملہ میں تمہیں تنگ نہیں کرتے تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اسلامی فتوحات کا سیل رواں بڑھ رہا ہے اور زمین روز بروز

تمہارے لئے تنگ ہو رہی ہے۔ حتی کہ ایک دن اس سرزمین پر تمہارے رہنے کے لئے ایک انچ جگہ نہ ہوگی۔ اگر تم غور کرو تو یہ بات آسانی سے تمہارے ذہنوں میں نقش ہو سکتی ہے۔ اور تمہیں ہمارے خدائے غالب ہونے کا یقین ہو سکتا ہے فرماتا ہے کہ تمہاری طرف جو رسول بھیجے جاتے ہیں اور تمہیں اپنی تعلیمات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ تو یہ تم پر ہماری محض شفقت ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تم بھولے بھٹکے بھی ہماری نافرمانی نہ کرو۔ کیونکہ تمہارے لئے عذاب کا منظر ایک حسرت ناک منظر ہوگا۔ جس کے دیکھنے سے تم پچھتانا شروع کرو گے۔ نیز حساب کتاب اور سزا کے معاملہ میں ہم کسی سے رو رعایت رکھنے والے نہیں۔ یوں سمجھو کہ تمہاری نیکیاں اور برائیاں ترازو میں رکھ کر تولی جائیں گی۔ اگر نیکیاں زیادہ ہوں گی تو سزا سے بچ جاؤ گے۔ اور انعام پاؤ گے۔ ورنہ ابد الاباد تک دوزخ میں پڑے جلتے رہو گے۔

ترجمہ آیات ۵۱-۷۵:- اور ہم نے ابراہیم کو پہلے ہی سے ہدایت دے رکھی تھی اور ہم اس سے واقف تھے۔ جب اس نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مورتیاں کیا ہیں جن کی پرستش پر تم جمے بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرتے پایا ہے۔ (ابراہیم نے) کہا کہ تم اور تمہارے بڑے کھلی گمراہی میں پڑے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کیا تم ہمارے پاس واقعی صداقت لائے ہو یا دل لگی کر رہے ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ تمہارا رب وہی ہے جو تمام آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ جس نے ان کو پیدا کیا اور میں اس بات پر گواہ ہوں اور خدا کی قسم جب تم چلے جاؤ گے تو میں تمہارے بتوں کے ساتھ ایک چال چلوں گا۔ سو اس نے سوا ان کے بڑے بت کے سب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تاکہ وہ اس بڑے بت کی طرف رجوع کریں۔ انہوں نے کہا کہ کس نے ہمارے معبودوں کے ساتھ ایسا کیا ہے؟ بلاشبہ وہ بڑا ظالم ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک نوجوان کو ان کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے جسے ابراہیم کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسے لوگوں کے سامنے (یہاں) لاؤ۔ تاکہ سب اسے دیکھ لیں۔ انہوں نے پوچھا کہ اے ابراہیم کیا یہ کام تو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں اسی نے کیا ہے۔ ان کا بڑا یہ ہے اگر یہ بولتے ہوں تو ان سے پوچھ لو۔ سو انہوں نے سوچا تو آپس میں کہنے لگے کہ بیشک تم ہی بے انصاف ہو۔ پھر انہوں نے

اپنے سر نیچے کر لئے اور کہا کہ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ یہ باتیں نہیں کرتے۔ ابراہیم نے کہا کہ کیا پھر تم اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہو جو تم کو نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ افسوس ہے تم پر اور ان پر جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو کیا تم نہیں سمجھتے۔ انہوں نے کہا کہ اس کو (آگ میں) جلا دو۔ اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تمہیں کچھ کرنا ہے۔ ہم نے حکم دیا کہ اے آگ! تو ابراہیم کے لئے سرد ہو جا اور راحت بن جا اور انہوں نے اس سے برا کرنا چاہا تھا مگر ہم نے انہیں کو خسارہ میں ڈال دیا۔ اور ہم اس کو اور لوط کو بچا کر اس سرزمین میں لے آئے جس میں ہم نے تمام مخلوق کے لئے برکت رکھی تھی اور ہم نے ابراہیم کو اسحٰق عطا کیا اور اس کے علاوہ یعقوب (پوتا) بھی اور سب کو صالح کیا۔ اور ہم نے ان کو رہنما بنایا کہ ہمارے احکام کے مطابق ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کو نیک کام کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کا حکم بھیجا اور وہ ہماری ہی عبادت کرتے تھے اور لوط کو ہم نے علم و حکمت عطا کی اور اس کو اس گاؤں سے نجات دی۔ جس کے رہنے والے گندے کاموں کے عادی تھے۔ بیشک وہ بری اور بدکار قوم تھی اور اس کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا۔ یقیناً وہ نیکو کاروں میں سے تھا۔

شرح:۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس مکالمہ کا ذکر ہے جو آپ کے اور آپ کی قوم کے درمیان ہوا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جوان ہو چکے تھے اور رشد و ہدایت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ کہ ایک دن آپ نے اپنے باپ اور لوگوں سے دریافت کیا کہ ان مورتیوں کی پرستش کا معاملہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ ذرا تم اس پر روشنی ڈالو۔ تاکہ مجھے معلوم ہو۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ ہم سب اپنے بڑوں کو اسی طرح دیکھتے چلے آئے ہیں۔ اور بڑے غلطی نہیں کر سکتے تھے۔ اور ہر بات کو خوب سمجھتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ میری دانست میں وہ بھی اور تم بھی ایک صریح غلطی کے مرتکب ہو رہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ اچھا آپ ہی ہمیں حقیقت حال سے خبردار کر دیجئے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ عبادت کے لائق وہی ہستی ہو سکتی ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور یہ بات یقین کے درجہ تک پہنچ چکی ہے میں از راہ ہمدردی تم سے کہتا ہوں کہ تم اس غلط طریق کار کو چھوڑ دو ورنہ میں ان مورتیوں کے ساتھ تمہاری غیر حاضری میں ایک چال چلوں گا۔ وہ نہ مانے۔ آپ نے ایک دن موقعہ پا

کر ان پتھر کے بتوں کو توڑ پھوڑ دیا۔ مگر سب سے بڑے بت کو علی حالہ قائم رہنے دیا۔ لوگوں کو جب اطلاع ہوئی تو وہ سخت حیران ہوئے اور لگے تحقیقات کرنے چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس موضوع پر بات ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا۔ سب نے بالاتفاق کہا کہ ہو نہ ہو یہ اس نوجوان لڑکے کا کام ہے جو بتوں کے خلاف ہم سے بحث کیا کرتا ہے۔ چنانچہ آپ سے پوچھا کہ کیا تم نے یہ کام ہمارے معبودوں کے ساتھ کیا ہے۔ انہوں نے کہا ان بتوں سے پوچھ دیکھو۔ انہوں نے کہا کہ کہیں بت بھی باتیں کیا کرتے ہیں۔ اس پر آپ نے فوراً" جواب دیا کہ تمہاری عقلوں پر حیف ہے جو نہ بات کر سکے نہ سن سکے وہ معبود کیسا پھر جو نہ نقصان سے بچا سکے نہ نفع دے سکے۔ اس کی عبادت کیسی! لوگوں کے دلوں پر اس بات کا بے حد اثر ہوا اور وہ کھسیانے سے ہو کر اور اپنا سامنہ لے کر وہاں سے چل دیئے اور لگے آپس میں مشورہ کرنے کہ اب کیا کرنا چاہئے سب کا اتفاق ہوا کہ اس نوجوان کو پکڑ کر آگ میں جلا دو۔ اور ہمیشہ کے لئے اپنے بتوں کی مدد کر لو۔ ورنہ یہ زندہ رہا تو تمہارے بتوں کا نشان تک نہیں رہنے دے گا۔ چنانچہ انہوں نے بڑے اہتمام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال کر جلا دینے کی تیاریاں کیں مگر قدرت الٰہی سے آپ بچ گئے اور وہ آگ سرد و سلامتی سے بدل گئی اور آپ کو اور حضرت لوط علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بابرکت خطہ زمین میں بسایا۔ اور نیک اولاد دی جس نے لوگوں کو نیکی کی طرف بلایا اور نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کی تلقین کی اور عبادت گزارانہ زندگیاں بسر کرتے رہے اس زمانہ میں حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے بھی اپنی بد اعمالیوں سے عذاب الٰہی کو مول لے لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو بچا لیا اور اس قوم کو تباہ و برباد کر دیا۔

ترجمہ آیات ۷۶ - ۹۳:- اور اس سے قبل جب نوح نے پکارا تو ہم نے اس کی دعا بھی قبول فرمائی۔ سو ہم نے اس کو اور اس کے خاندان کو سخت تکلیف سے بچا لیا۔ اور ان لوگوں پر اسے نصرت عطا کی۔ جنہوں نے ہمارے نشانات کو جھٹلایا۔ بے شک وہ برے لوگ تھے۔ سو ہم نے ان سب کو غرق کر دیا اور داؤد اور سلیمان کو بھی یاد کرو جب وہ کھیتی کے معاملے میں فیصلے صادر کر رہے تھے جبکہ ایک گروہ کی بکریاں اس میں جا پڑی تھیں اور ان کے فیصلے کو دیکھ رہے تھے سو ہم نے وہ فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا اور دونوں کو ہم نے

علم و حکمت عطا کی تھی اور ہم نے داؤد کے لئے پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا جو تسبیح کیا کرتے تھے۔ اور پرندوں کو بھی اور یہ (سب کچھ) کرنے والے ہم تھے اور ہم نے اسے تمہارے لئے زرہ بنانے کی صنعت سکھائی تاکہ وہ تم کو لڑائی کے نقصانات سے بچائے۔ سو کیا تم شکر کرو گے؟ اور ہم نے سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کیا جو اس کے حکم سے اس زمین کی طرف چلتی جس میں ہم نے برکت رکھی تھی اور ہمیں ہر چیز کا علم ہے۔ اور بعض دیووں میں سے ایسے تھے جو اس کے لئے (سمندروں میں) غوطہ لگاتے تھے اور اس کے علاوہ وہ کام بھی کرتے تھے اور ہم ان کے نگہبان تھے اور ایوب کو یاد کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ تو ہم نے اس کی دعا قبول کر لی اور اس کی تکلیف دور کر دی اور اسے اس کا کنبہ بھی عطا کیا اور ان کے ساتھ ان کے مانند اور لوگ بھی اپنی رحمت سے (بخشے) تاکہ عبادت کرنے والوں کے لئے نصیحت ہو اور اسماعیل اور ادریس اور ذی الکفل (کو یاد کرو) یہ سب صبر کرنے والوں میں سے تھے اور ان کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا۔ بلاشبہ وہ نیکو کار تھے اور ذوالنون (کو یاد کرو) جب وہ ناراض ہو کر چلا گیا اس نے سمجھا کہ ہم اس پر قابو نہ پا سکیں گے۔ آخر اس نے اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے میں ہی زیادتی کرنے والا ہوں۔ سو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے غم سے نجات دی اور اسی طرح ہم مومنوں کو نجات دیتے ہیں۔ اور ذکریا (کو یاد کرو) جب اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہترین وارث ہے۔ ہم نے اس کی دعا بھی قبول کی! اور اسے یحییٰ عطا کیا اور اس کی بیوی کو اس کے لئے اولاد کے قابل بنایا۔ بیشک یہ لوگ نیکی کے کاموں میں سرعت سے کام لیتے تھے اور ہمیں امید و خوف سے پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی سے رہتے تھے اور اس عورت کا ذکر کرو جس نے عفت و پاکیزگی کو محفوظ رکھا تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور اس کو اور اس کے بیٹے کو تمام دنیا کے لئے ایک نشان بنایا۔ بیشک یہ تمہارا گروہ ایک ہی گروہ ہے۔ اور میں تمہارا رب ہوں سو تم میری ہی عبادت کرو اور ان لوگوں نے اپنے دین میں اختلافات پیدا کر لئے (مگر ہر) ایک کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے+

تشریح:۔ اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام اور دیگر انبیائے کرام پر اللہ تعالیٰ کی

مہربانیوں کا ذکر ہے۔ جس کا لب لباب یہ ہے کہ ہماری مخلوقات میں سے جو ہستیاں ہمارے احکام کے آگے سر جھکا دیتی ہیں ان کی آواز ہم سنتے ہیں اور انہیں فرمانبردار زندگی گزارنے کے تمام انعامات سے سرفراز کر دیتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ منکرین نے جب حضرت نوح علیہ السلام کو سخت تکلیف دی اور اس نے ہم سے مدد چاہی تو ہم نے اسے اس مصیبت سے نجات دلائی اور منکروں کو غرقاب کر دیا۔ اس کے بعد حضرت سلیمان اور داؤد علیہم السلام کے ایک قصہ کی طرف اشارہ کر کے اس حکمت و علم کا ذکر کیا ہے جو ان الوالعزم پیغمبروں کے حصہ میں آیا تھا اس اجمال کی تفصیل جیسا کہ مفسرین اسلام نے بیان کی ہے یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں کسی چرواہے کی بکریاں رات کے وقت کسی کے باغ کو خراب کر گئیں۔ باغ والے نے حضرت داؤد علیہ السلام سے شکایت کی۔ آپ نے نقصان کا اندازہ لگایا تو وہ بکریوں کی قیمت کے برابر نکلا۔ چنانچہ آپ نے بکریوں والے کو حکم دیا کہ بکریاں اس کے سپرد کر دو۔ چنانچہ فریقین نے رضامندی سے فیصلے کو تسلیم کر لیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب یہ فیصلہ سنا تو آپ نے ان کو کہا کہ تمارے حق میں اس سے بہتر فیصلہ ہو سکتا تھا انہوں نے پوچھا کہ وہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ بکریاں تو باغ والے کے حوالے کر دی جائیں اور بکریوں والا باغ کی درستی اور حفاظت کا کام کرے جب باغ پھر ویسا ہی ہو جائے۔ جیسا کہ بکریوں کے خراب کرنے سے پیشتر تھا تو بکریاں اسے واپس مل جائیں اس دوران میں باغ والا بکریوں کا دودھ پی سکتا ہے اور ان کی اون سے فائدہ اٹھانے کا مجاز ہے۔ مگر جب اس کا باغ درست ہو جائے تو پھر بکریوں پر اس کا کوئی حق نہیں ہوگا۔

فریقین کو یہ فیصلہ اور بھی زیادہ پسند آیا اور انہوں نے اسے قبول کر لیا ادھر حضرت داؤد علیہ السلام کو جب اس کا علم ہوا تو وہ بھی بے حد خوش ہوئے اور اپنے صاحبزادے کی فطانت و ذہانت اور حق و انصاف کو دیکھ کر بہت پسند فرمایا۔

یہاں اس کا ذکر کرنے سے صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ علم و حکمت کا یہ تقاضا ہے کہ حق و انصاف پر عمل کیا جائے اور بڑوں اور بزرگوں کی باتوں کو محض اس لئے ہی تسلیم نہ کیا جائے کہ وہ بڑے اور بزرگ تھے۔ بلکہ علم و حکمت کی کسوٹی پر ان کے افعال و اقوال کو

رکھنا چاہئے۔ اگر ان میں اللہ کی معصیت نہ پائی جائے تو پھر وہ قابل عمل و تقلید ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ فرمایا کہ انبیاء کی مثال کو ہمیشہ پیش نظر رکھو اور دیکھو کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کس فراخدلی سے اپنے بیٹے کے فیصلے کو تسلیم کر لیا تھا اور بیٹے نے کس جرات سے باپ کے غیر النسب فیصلے کو بدلنے میں ذرا سا تامل نہیں کیا تھا۔ حالانکہ باپ برسر اقتدار اور زبردست بادشاہ تھا۔

اس کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام کی بابت فرمایا کہ جب مرض خارش نے ان کو بے حد تنگ کیا تو اس نے ہم سے یوں التجا کی۔ "خدایا! مجھے سخت تکلیف پہنچ رہی ہے اور تو بڑا مہربان ہے مجھ پر مہربانی فرما اور میری تکلیف کو دور کر دے۔"

چنانچہ ہم نے اس کی تکلیف دور کر دی اور بھلا چنگا کر دیا اور اسے اور اس کے تمام خاندان پر اپنا رحم کیا۔ اور عبادت گزاری کے لئے ان کو ایک نمونہ بنا دیا۔ اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام اور ذوالکفل کو صبر و شکر کی نعمت عطا کی اور اپنی رحمت میں ان کو داخل کیا۔ پھر حضرت یونس علیہ السلام ذوالنون کی نسبت فرمایا کہ جب ان کی قوم نے ان کو زیادہ ستایا تو فریضہ تبلیغ کو چھوڑ کر بھاگ نکلے کہ شاید اس طرح لوگ اپنے کئے پر پچھتائیں گے۔ انہوں نے فرض کی ادائیگی سے کوتاہی کی۔ لہٰذا اللہ نے ان کو مچھلی کے پیٹ میں قید کیا اور اپنی قدرت سے وہاں زندہ رکھا۔ پھر جب حضرت یونس علیہ السلام نے دعا مانگی کہ خدایا! مجھ سے زیادتی ہوئی تو پاک ہے تیرا ثانی کوئی نہیں۔ تو معبود برحق ہے۔ میری خطا معاف کر تو اللہ نے ان کو وہاں سے نجات دی فرماتا ہے کہ اسی طرح ہر اس شخص کو رنج و غم سے نجات دیتے ہیں جو سب سے منہ موڑ کر اور ہر ایک سے تعلق توڑ کر ہم سے دعا مانگتا ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ حضرت ذکریا علیہ السلام نے جب بڑھاپے میں اولاد کے لئے ہم سے دعا مانگی تو ہم نے یحییٰ علیہ السلام جیسا عظیم الشان اور الوالعزم پیغمبر اس کو عنایت کیا۔ اس طرح مریم علیہ السلام علیہا السلام کو حضرت عیسیٰ ایسا بلند مرتبہ بیٹا بخشا۔

اس میں اشارہ ہے کہ لوگ اپنی ذہنی پستی کی وجہ سے اولاد کے لئے جوشیوں اور کاہنوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تو یہ ان کی بڑی غلطی ہے۔

اس کے بعد مسلمانوں کو حکم ہوتا ہے کہ تم متذکرہ الصدور لوگوں کے اسوہ ہی کو

نظر رکھو اور جو کچھ مانگو۔ مجھ ہی سے مانگو۔ اور جب رجوع کرو تو میری ہی طرف رجوع کرو۔

ترجمہ آیات ۹۴ - ۱۱۲:- سو جو نیک کام کرے گا اور مومن بھی ہوگا۔ تو اس کا عمل ضائع نہیں جائے گا اور ہم یقیناً" اس کے اعمال لکھتے جاتے ہیں۔ اور جس بستی کو ہم نے ہلاک کر دیا اس کے رہنے والوں کے لئے ناممکن ہے کہ وہ پھر دنیا میں لوٹ کر آ سکیں یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کھول دیئے جائیں اور وہ ہر بلندی سے اترتے ہوئے نظر آئیں اور وعدۂ حق نزدیک آ جائے اور ان لوگوں کی آنکھیں اوپر ہی کی اوپر لگی رہیں جو منکر ہیں (پھر وہ کہیں گے کہ) افسوس! ہم اس حقیقت سے غفلت ہی میں رہے بلکہ ہم ظلم کرتے رہے۔ تم اور تمہارے معبود جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو جہنم کا ایندھن ہوں گے اور اس میں تم (سب) داخل ہو کر رہو گے اور اگر وہ (سچ مچ) معبود ہوتے تو اس میں داخل نہ ہوتے اور سب اس میں ہمیشہ رہیں گے وہاں وہ چیخیں ماریں گے اور ایک دوسرے کی بات بالکل نہ سن سکیں گے۔ وہ لوگ جن کے لئے ہماری طرف سے نیکی پہلے سے مقدر ہو چکی ہے وہ اس (عذاب سے) دور رہیں گے۔ وہ دوزخ کی آواز بھی نہ سنیں گے اور جو کچھ ان کا جی چاہے گا وہ وہی حاصل کریں گے اسی میں ہمیشہ رہیں گے ان کو " بڑی گھبراہٹ " کا رنج نہ ہوگا اور فرشتے ان کا خیر مقدم کریں گے (اور کہیں گے کہ) یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا جس دن آسمان کو اس طرح لپیٹ لیں گے جیسا کہ کتابوں کے طومار کو لپیٹا کرتے ہیں۔ جس طرح ہم نے اول بار پیدا کیا تھا اسی طرح ہم دوبارہ پیدا کر دیں گے۔ یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے جسے ہم پورا کر کے رہیں گے۔ اور البتہ ہم نے نصیحت کرنے کے بعد زبور میں لکھ دیا ہے کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہیں۔ بلاشبہ اس میں عبادت کرنے والوں کے لئے پیغام بشارت ہے۔ اور ہم نے آپ کو تمام دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے کہہ دیجئے کہ میری طرف تو صرف یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود حقیقی صرف ایک معبود ہے۔ تو کیا تم مانتے ہو؟ پھر اگر وہ منہ پھیر لیں تو کہہ دیجئے کہ میں نے تم کو برابر اطلاع کر دی ہے اور مجھے یہ معلوم نہیں کہ جو کچھ تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا دور ہے۔ وہ جو بات اونچی پکار کر کی جائے اس کو بھی جانتا ہے اور اسے بھی جانتا ہے جسے تم چھپاتے ہو، اور میں نہیں جانتا شاید وہ تمہارے لئے آزمائش

ہے اور وقت مقرر تک بہرہ مندی (کی مہلت ہے) پیغمبر نے کہا کہ اے رب انصاف سے فیصلہ کر دے اور ہمارا رب خدائے رحمٰن ان باتوں میں ہمارا مددگار ہے جو تم بیان کرتے ہو۔

شرح:۔ سابقہ رکوع میں نیک لوگوں کا ذکر ہوا تھا یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ جو شخص بھی نیکی کا کام کرے اگر وہ خدا پر ایمان رکھتا ہے تو اپنی نیکی کا ضرور اجر پائے گا۔ مگر جو لوگ برے کام کرتے ہیں ان کو برائی کی ضرور سزا دی جائے گی۔ فرماتا ہے کہ جب منکرین حق اپنے گناہوں کی شامت کو اپنے سروں پر سوار دیکھیں گے تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ اب وہ لاکھ کوشش کریں گے کہ کسی طرح واپس ہی چلے جائیں اور جا کر اچھے عمل کریں۔ مگر ان کو یہ جواب ملے گا کہ تم اور تمہارے وہ معبود جن کی تم پوجا کرتے تھے اب جہنم کا ایندھن بنو۔ فرمایا کہ اگر تمہارے معبود، معبود حقیقی ہوتے تو وہ جہنم کا ایندھن نہ بنتے۔ اس کے بعد ان کی قابل رحم حالت کا نقشہ کھینچا ہے کہ وہ شدت عذاب کی وجہ سے چیخیں چلائیں گے مگر سب بے فائدہ۔ اس کے برعکس وہ لوگ جنہوں نے دنیا کی زندگی کے دوران میں خدا کے احکام کی نافرمانی نہ کی ہوگی۔ ان کو جہنم کی ہوا بھی نہ لگے گی اور نہ منکروں کی طرح ان کو اس دن رونا دھونا پڑے گا۔ بلکہ ملائکہ کرام ان کے پاس آئیں گے اور انہیں مبارکباد دیں گے۔ فرمایا اس نیلگوں چھتر کو جو آج تمہارے سروں پر سایہ افگن ہے۔ ہم اسی طرح لپیٹ لیں گے جیسے تم کتاب کے اوراق لپیٹ لیتے ہو۔ اس کے بعد فرمایا کہ جہاں تک زمین کا تعلق ہے اس کے وارث صرف صالح اور پاکباز لوگوں ہی ہوں گے۔ اس میں ان کے لئے یقیناً" پیغام بشارت ہے۔ فاسقوں اور فاجروں کے لئے کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہوتا ہے کہ آپ لوگوں کو پکار کر سنا دیں کہ میرا کام صرف یہ ہے کہ خدائے واحد کی توحید کا اعلان کروں۔ اور اس کی فرمانبرداری کی تمہیں ترغیب دوں۔ جیسا کچھ کہ مجھے حکم ہوتا ہے۔ تمہیں پہنچا دیتا ہوں۔ اب یہ کہ کب قیامت آئے گی اور کب نہیں۔ اس کا مجھے علم نہیں اور نہ اس کا معلوم کرنا میرا کام ہے جو کچھ تم لوگ اپنے دلوں میں سوچ بچار کرتے ہو۔ وہ سب اللہ کو معلوم ہے اور مجھے نہیں معلوم کہ آیا یہ باتیں تمہارے لئے آزمائش کا باعث ہوں گی۔ یا فائدہ د

انعام کا۔ بہرحال میں تو خدا سے یہی دعا کرتا ہوں کہ وہ حق و انصاف سے فیصلہ کرے۔ وہی خدا میری اس معاملہ میں مدد کر سکتا ہے۔ اور تمہاری اس مخالفت کے مقابلہ میں مجھے سہارا دے سکتا ہے۔

(۲۳) سورۃ المومنون (۷۴)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو اٹھارہ آیات مبارکہ اور چھ رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۲۲:۔ بلاشبہ مسلمان کامیاب ہوئے جو اپنی نماز میں اظہار عجز و نیاز کرتے ہیں۔ اور جو بے ہودہ باتوں سے کنارہ کش رہتے ہیں۔ اور جو زکوۃ ادا کرنے والے ہیں اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں یا اپنی لونڈیوں سے (نہیں) کیونکہ ان پر (ان سے مباشرت کرنے میں) کوئی ملامت نہیں۔ سو جو اس کے سوا (برائی کا) خواہاں ہو تو ایسے لوگ حد سے نکل جانے والے ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور معاہدوں کو ملحوظ رکھتے ہیں اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ وارث ہیں۔ جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اس کو نطفہ بنا کر ایک مضبوط (اور محفوظ) آرامگاہ میں رکھا۔ پھر ہم نے نطفہ کو لوتھڑے کی شکل میں پیدا کیا۔ پھر لوتھڑے کو بوٹی بنایا۔ پھر بوٹی کو ہڈیاں بنایا اور ہڈیوں کو گوشت پہنایا۔ پھر اسے نئی صورت دے دی۔ تو بڑی برکت والا ہے۔ وہ اللہ جو بہترین پیدا کرنے والا ہے۔ پھر اس کے بعد تم نے ضرور مرنا ہے۔ پھر تم کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ اور ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے اور ہم مخلوقات سے بے خبر نہیں۔ اور ہم نے آسمان سے ایک اندازہ کے مطابق پانی اتارا پھر اسے زمین میں ٹھہرا دیا اور ہم اسے معدوم کر دینے پر بھی قادر ہیں۔ پھر ہم نے اس سے تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے۔ تمہارے لئے ان میں بہت سے میوے ہیں اور ان میں سے تم کھاتے ہو۔ اور ایک اور درخت بھی

کیا جو طور سینا میں ہوتا ہے کھانے والوں کے لئے تیل اور سالن لئے ہوئے اگتا ہے۔
اور تمہارے لئے چارپایوں میں بھی مقام غور ہے ان کے پیٹ میں جو بوجھ ہے اس سے
تمہیں (دودھ) پلاتے ہیں۔ اور تمہارے لئے ان میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں
اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو اور ان پر اور کشتی پر تم کو سوار کیا جاتا ہے۔

شرح :۔ سورۂ مومنون مکہ معظمہ میں نازل ہوئی جہاں اس امر کی ضرورت تھی کہ
مسلمانوں کے خصوصی امتیازات کا ذکر کیا جاتا اور بتایا جاتا کہ ان لوگوں میں سے جو اسلام
قبول کر لیتے ہیں۔ ان میں کون سے صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔ جو انہیں دیگر ابنائے وطن
سے معزز و سربلند کر دیتی ہیں۔ مقصود یہ تھا کہ جو لوگ اسلام لے آئیں ایک تو وہ ان
صفات کو اپنے اندر پیدا کر لیں دوسرے یہ کہ جو لوگ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے۔ ان
کو اسلام کی خوبیاں معلوم ہو جائیں۔ چنانچہ ارشاد ہوا کہ جو لوگ ایمان لانے کے بعد
خضوع و خشوع کے ساتھ پنجگانہ نماز ادا کرتے' لغو باتوں سے پرہیز کرتے اور اپنے مال و
دولت سے زکوۃ ادا کرتے ہیں۔ نیز وہ جو خواہشات نفسانی پر قابو رکھتے ہیں اور لوگوں کی
امانتوں میں خیانت نہیں کرتے اور نہ معاہدوں کو توڑتے ہیں صرف وہی لوگ جنت
الفردوس کے حقیقی وارث ہیں اور صرف انہی کو ابدی عیش و تنعم حاصل ہو گا۔

ان الفاظ میں ایک طرح انسان کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ کبر و نخوت سے باز رہے
اور اپنی اصلیت کو یاد رکھے کیونکہ جب اسے اپنی کمزوری و ناتوانی اور خدائے یگانہ کی
توانائی و قدرت معلوم ہوگی جبھی اس میں یہ صفات حمیدہ پیدا ہوں گی۔ لہٰذا ارشاد ہوتا ہے
اے انسان! کیا تجھے اپنی پیدائش کی کیفیت معلوم ہے؟ تجھے خیال ہونا چاہئے کہ تیری
حیثیت ایک مشت خاک سے زیادہ نہیں اور تیری زندگی کی ابتدا صرف ایک قطرۂ صافی کی
رہین منت ہے جس نے کئی مدارج طے کر کے انسان کی شکل اختیار کی۔ پس تجھے چاہئے
کہ ان تمام مدارج کو مدنظر رکھے اور دیکھے کہ ہم نے کس عمدگی اور خوبصورتی سے تجھے
بنایا پھر ایک دن تیری اسی موہنی مورت اور کامنی سی صورت کو فنا ہو کر خاک میں مل جانا
ہے اور قیامت کے روز نیک و بد اعمال کی جوابدہی کے لئے دوبارہ حاضر ہونا ہے۔ پس جو
کوئی اپنی پیدائش کو بھول گیا اور عبادت و فرمانبرداری میں کوتاہی برتتا رہا وہ یقیناً "سزا پائے
گا لیکن جنہوں نے اپنے فرائض کو سمجھا وہ انعام حاصل کریں گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بیشمار انعامات شمار کراتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہم نے سات آسمان اوپر تلے پیدا کئے اور ان میں بے شمار حکمتیں رکھ دیں۔ یوں نہ سمجھو کہ ان اشیائے عالم کی پیدائش کوئی اتفاقی چیز تھی۔ نہیں جو کچھ پیدا کیا گیا ہے ارادہ اور مشیت سے پیدا کیا گیا ہے۔ اس طرح مینہ کے برسنے پر غور کرو۔ اگر بارش نہ ہو تو سطح زمین ویران و برباد ہو جائے۔ پھر تمہاری خوراک کے لئے ہم نے طرح طرح کے میوے اور رنگ رنگ کی سبزیاں پیدا کی ہیں۔ اگر چشم بینا سے دیکھو تو مویشی چارپایوں میں ہی ہماری کئی نشانیاں تمہیں مل جائیں۔ دیکھو تم ان کا دودھ پیتے ہو۔ گوشت کھاتے ہو ان پر سواری کرتے ہو اگر ان تمام نعمتوں سے تمہیں محروم کر دیا جائے تو تم ہی کہو تمہارا کیا حال ہو۔ پھر کیوں اپنے خدائے یگانہ اور خالق حق کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اس کی عبادت نہیں کرتے اور کیوں اس کے احکام سے سرتابی کرتے ہو۔

ترجمہ آیات ۲۳-۳۲:- اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا کہ اے میری قوم! تم اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ پھر کیا تم ڈرتے نہیں۔ تو اس کی قوم کے سرداروں نے جو کافر تھے کہا کہ یہ تو تمہارے ایسا بشر ہے جو چاہتا ہے کہ تم پر فضیلت حاصل کرے اور اگر اللہ چاہتا تو فرشتوں کو اتار دیتا۔ ہم نے ایسی باتیں اپنے اگلے بزرگوں سے تو (کبھی) نہیں سنیں۔ اس آدمی پر تو جنات کا اثر ہے۔ سو تم اس کے بارے میں چندے انتظار کرو نوح علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب انہوں نے میری تکذیب کی ہے سو تو میری مدد کر سو ہم نے اس کی طرف وحی بھیجی کہ تو ہمارے سامنے اور ہمارے حکم کے مطابق ایک کشتی تیار کر پھر جب ہمارا حکم آجائے اور تنور (غضب) جوش مارنے لگے تو ہر جاندار میں سے جوڑا جوڑا (نر و مادہ) دونوں کشتی میں داخل کر لینا اور اپنے کنبے کو بھی سوا اس کے جس کی نسبت بات پہلے سے طے ہو چکی ہے اور ان لوگوں کے بارے میں مجھ سے کلام نہ کرنا جو ظالم ہیں۔ وہ ضرور غرق کئے جائیں گے۔ سو جب تو اور تیرے ساتھی کشتی میں بیٹھ جائیں تو کہو کہ تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہم کو ظالم قوم سے نجات بخشی اور کہو کہ اے میرے رب! مجھے (کشتی سے) برکت کی جگہ اتارنا اور تو بہترین اتارنے والا ہے۔ اس میں بیشک کئی ایک نشانیاں ہیں اور ہم تو آزمائش کرنا چاہتے تھے پھر ان کے بعد ہم نے ایک دوسری قوم کو پیدا کیا اور

انہیں میں سے ہم نے ان میں ایک رسول بھیجا (اس رسول نے کہا) کہ تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تم ڈرتے نہیں۔

شرح:۔ لوگو! تمہاری ہدایت کے لئے ہم شروع ہی سے اپنے انبیاء و رسل بھیجتے رہے ہیں چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کو ہم نے اس زمانے کے لوگوں کی طرف پیغام حق دے کر بھیجا اور انہوں نے لوگوں کو یہ پیغام دیا۔ اے لوگو! سنو خدا کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے پھر کیوں اس سے نہیں ڈرتے۔

اس کے جواب میں انہوں نے یوں سرگوشیاں کرنی شروع کیں کہ یہ بھی تو آخر ہماری طرح ایک انسان ہے جو چاہتا ہے کہ سردار بن جائے اگر نبی ہوتا تو از قسم ملائکہ ہوتا۔ کیا کسی نے بھلا بروں سے کبھی سنا تھا کہ انسان بھی نبی بن سکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس پر آسیب کا اثر ہے۔ سو فکر نہ کرو خود بخود یہ معمہ حل ہو جائے گا۔ اس کے کہنے میں نہ آؤ۔ ہرچند حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو سمجھایا مگر کسی نے نہ سنا جب آپ تنگ آگئے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ "خدایا! جس معاملے میں یہ لوگ مجھے جھٹلا رہے ہیں تو اس میں میری مدد کر" اس پر غیرت خداوندی کو جوش آگیا اور حکم دیا کہ ایک کشتی تیار کر لے اور اس میں ہر جاندار چیز کا ایک جوڑا رکھ لے۔ چنانچہ اسی طرح کیا گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے اور زمین کے اندر سے پانی کے چشمے ابال دیئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سوا اہل کشتی کے کسی جاندار ہستی کا وجود سطح ارض پر نظر نہ آتا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کا ایک لڑکا بھی بروں کی صحبت میں بیٹھا کرتا تھا۔ اسے کشتی میں نہ بٹھایا گیا۔ جب آپ نے دیکھا کہ وہ بھی دیگر غرق ہونے والوں کی طرح ڈوبنے لگا ہے تو شفقت پدری نے مجبور کیا اور آپ اللہ تعالیٰ سے اس کے بارے میں اجازت چاہنے لگے۔ ارشاد ہوا کہ اے نوح! تیری اولاد وہ ہے جو تیری فرمانبردار ہو۔ نافرمانوں کا ذکر نہ کر۔ کیونکہ ان کو ضرور غرق کیا جائے گا۔ ارشاد ہوا کہ اے نوح! اب جبکہ تمہیں دشمنان دین سے نجات مل چکی ہے چاہئے کہ میرا شکر بجا لاؤ۔ اور کسی اچھی جگہ اترنے کی خواہش کرو" اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ لوگوں کے لئے اس میں ایک عظیم الشان سبق ہے چاہئے کہ وہ اسے سیکھیں۔ فرمایا کہ اس کے بعد ہم نے پھر انسانی نسل کو بڑھایا۔ اور پھر رسولوں کو بھیجا جو یہی کہتے رہے کہ "لوگو! اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں

ترجمہ آیات ۳۳-۵۰:- اور اس کی قوم کے اکابر جو کافر تھے اور آخرت کے آنے کی تکذیب کرتے تھے اور ہم نے ان کو دنیا کی زندگی میں آسودگی عطا کر رکھی تھی کہنے لگے یہ تو تمہارے ایسا ہی ایک بشر ہے جو کچھ تم کھاتے ہو وہی یہ کھاتا ہے اور جو کچھ تم پیتے ہو وہی یہ پیتا ہے اور اگر تم نے ایسے بشر کی اطاعت کر لی تو یقیناً" خسارہ میں رہو گے۔ کیا تم سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ جب تم مرجاؤ گے اور مٹی بن جاؤ گے اور ہڈیاں ہو کر رہ جاؤ گے تو تمہیں دوبارہ نکالا جائے گا۔ یہ وعدہ جو تم سے کیا جا رہا ہے بہت ہی بعید ہے۔ بہت ہی بعید ہے۔ ہماری یہ زندگی محض تباہی کی زندگی ہے کہ مرتے اور جیتے ہیں اور دوبارہ ہم کو زندہ نہیں کیا جائے گا۔ یہ تو ایک ایسا آدمی ہے جس نے اللہ پر جھوٹ افترا کیا ہے اور ہم اس پر ایمان نہیں لائیں گے۔ اس نے کہا اے رب تو میری مدد کر کہ انہوں نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔ حکم ہوا کہ تھوڑی ہی دیر کے بعد یہ نادم ہو جائیں گے۔ پھر ایک زور کی آواز نے ان کو آپکڑا سو ہم نے ان کو کوڑا کر دیا۔ پس ظالموں پر لعنت ہے۔ پھر ہم نے ان کے بعد اور قوموں کو پیدا کیا کوئی جماعت اپنے وقت سے نہ آگے نکل سکتی ہے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔ پھر ہم اپنے رسولوں کو پے در پے بھیجتے رہے جب کبھی کسی قوم کے پاس اس کا رسول آیا تو انہوں نے اس کو جھٹلایا۔ سو ہم بھی یکے بعد دیگرے ان کو ہلاک کرتے گئے اور انہیں کہانیاں بنا دیا۔ پس جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان پر لعنت ہو۔ پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنے احکام اور روشن دلیل کے ساتھ بھیجا۔ فرعون اور اس کی جماعت کی طرف مگر انہوں نے تکبر سے کام لیا اور وہ (بڑے) سرکش لوگ تھے۔ کہنے لگے کیا ہم اپنے جیسے ان دو آدمیوں پر ایمان لائیں حالانکہ ان کی قوم کے لوگ ہمارے غلام ہیں۔ تو انہوں نے دونوں کو جھٹلایا سو ہلاک کر دیئے گئے اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تاکہ وہ لوگ ہدایت پائیں اور ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو (لوگوں کے لئے) بڑی نشانی قرار دیا اور ان کو ایک بلند مقام پر جو رہنے کے لائق تھا اور آب رواں کے چشمے رکھتا تھا جگہ دی۔

تشریح:- مگر ان لوگوں نے بھی رسولوں کو وہی جواب دیا جو نوح علیہ السلام کی قوم دے چکی تھی۔ ان میں سے بھی جو وطیرۂ کفر اختیار کر چکے تھے اور دنیا میں آسودگی کی زندگی گزار

رہے تھے۔ کہنے لگے کہ بھلا یہ شخص کیا ہے۔ آخر تمہاری طرح ایک رسول ہی ہے
جو کچھ تم کھاتے ہو وہی یہ کھاتا ہے جو کچھ تم پیتے ہو وہی یہ پیتا ہے پھر اگر تم نے اپنے ایسے
ایک شخص کی فرمانبرداری قبول کرلی تو سراسر نقصان میں رہو گے۔ وہ تمہیں اس بات سے
ڈراتا ہے۔ کہ جب تم مرکھپ کر مٹی اور ہڈیاں بن جاؤ گے تو پھر خدا تمہیں دوبارہ زندہ
کرے گا۔ نہایت دور کی بات ہے۔ یاد رکھو کہ اس دنیاوی زندگی کے بعد پھر کوئی زندگی
نہیں۔ یہ آدمی تو سراسر افترا و کذب سے کام لے رہا ہے۔ لہٰذا ہم کسی طرح اس کی بات
کو نہیں مان سکتے۔ چنانچہ جب رسول تنگ آگیا۔ تو اس نے اپنے رب کو پکارا کہ خدایا
جس معاملے میں یہ میری مخالفت کرتے ہیں تو اس میں میری مدد کر۔ ارشاد ہوا کہ صبر سے
کام لو۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ان لوگوں کو اپنے کیے پر پچھتانا پڑے گا۔ حاصل کلام
وقت زیادہ نہ گزرنے پایا تھا کہ ہمارے عذاب نے ان کو بالکل برباد کر دیا۔ اور ہم نے
دشمنان دین کو اپنی درگاہ سے دور ہونے کا حکم دے دیا۔

بعد ازاں پھر مثل سابق لوگ پیدا کیے گئے اور علیٰ ہذا القیاس کئی قومیں پیدا ہوئیں
اور کئی فنا۔ ہر ایک نے اپنا اپنا وقت گزارا اور چل بسے ہمارے رسول اسی طرح پے در پے
آتے رہے مگر انسان نافرمان ہمیشہ ان کو جھٹلاتا رہا اور ان کے کام میں دشواریاں پیدا کرتا
رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ایمان نہ لانے والوں کو ملعون قرار دیا زمانہ گذرتے گذرتے
نوبت بہ ایں جا رسید کہ حضرت موسیٰ کا زمانہ آگیا۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ
السلام دونوں بھائیوں کو منصب نبوت سے سرفراز کر کے فرعون اور اس کی قوم کی طرف
بھیجا مگر ان لوگوں نے سرکشی اور نافرمانی سے کام لیا اور کہا تو یہ کہا کہ یہ دونوں ایک غلام
قوم کے دو افراد ہیں۔ ان میں کیا برتری ہے کہ پیغمبر خدا بن بیٹھے ہیں۔ حاصل کلام انہوں
نے پیغمبروں کو جھٹلایا اور ہلاکت کا سامان خریدا۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر اپنی ایک
کتاب نازل کی تاکہ لوگ اسے پڑھیں اور سیدھی راہ پر چلیں۔ اس کے بعد ابن مریم اور
اس کی ماں کو ایک نشان حق بنایا اور دشمنوں کی زد سے انہیں بچا کر راحت و اطمینان کی
ایک جگہ پر متمکن کیا۔

ترجمہ آیات ۵۱۔۷۷:۔ اے رسولو! تم پاک اشیاء کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ تم
جو کچھ کرتے ہو میں اسے جانتا ہوں۔ اور بیشک یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے اور

میں تمہارا رب ہوں سو (میری نافرمانی سے) ڈرو۔ پھر لوگوں نے دین کے معاملے میں اپنے آپ کو جدا جدا کرلیا۔ ہر ایک گروہ جس بات پر قائم ہے اسی پر خوش ہے۔ سو آپ ان کو ایک وقت تک ان کی اسی بیہوشی میں پڑا رہنے دیجئے کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ جو ہم ان کو مال اور اولاد دیئے جاتے ہیں۔ ہم ان کی بھلائی میں جلدی کررہے ہیں (غلط ہے) بلکہ وہ سمجھتے ہی نہیں۔ یقیناً" وہ لوگ جو اپنے رب کے جلال و ہیبت سے ڈرتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کے احکام پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے اور وہ لوگ جو کچھ دے سکتے ہیں دیتے رہتے ہیں اور ان کے دل اس بات سے ڈرتے ہیں کہ انہیں ایک دن اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ وہ لوگ نیکی کی طرف دوڑتے ہیں۔ اور وہی اس میں سبقت لے جاتے ہیں۔ اور ہم کسی شخص کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور ہمارے پاس وہ کتاب ہے جو سچ سچ کہہ دے گی اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کے دل اس کی طرف سے غفلت میں پڑے ہیں اور علاوہ ازیں اور کام بھی ہیں جو یہ لوگ کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ہم ان کے مالداروں کو عذاب میں گرفتار کریں گے تو اس وقت چلا اٹھیں گے۔ (کہا جائے گا کہ) آج مت چلاؤ۔ کیونکہ ہماری طرف سے تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔ میرے احکام تمہیں پڑھ پڑھ کر سنائے جاتے تھے اور تم الٹے پاؤں پلٹ جاتے تھے۔ تکبر و غرور کی حالت میں بیٹھے ان کے مقابلہ میں قصے کہانیوں پر فریفتہ ہو کر قرآن کو چھوڑ دیا کرتے تھے کیا انہوں نے اس کلام میں تدبر نہیں کیا یا ان کے پاس کوئی ایسا علم آگیا ہے جو ان کے اگلے بزرگوں کے پاس نہیں آیا تھا۔ یا انہوں نے اپنے رسول کو نہیں پہچانا جس کی وجہ سے وہ اس سے منکر ہیں۔ یا وہ یہ کہتے ہیں کہ انہیں سودا ہے نہیں نہیں بلکہ وہ ان کے پاس حق و صداقت کے ساتھ آتے ہیں اور ان کی اکثریت حق کو ماننے سے گریز کرتی ہے اور اگر دین ان کی خواہشات کی پیروی کرنے لگے تو آسمان اور زمین اور جو ان میں ہیں درہم برہم ہو جائیں۔ بلکہ ہم نے ان کے پاس ان کی کتاب ہدایت بھیج دی ہے مگر وہ اپنی کتاب سے منہ پھیر رہے ہیں۔ کیا آپ ان سے کوئی معاوضہ طلب کرتے ہیں معاوضہ تو آپ کے رب کا سب سے بہتر ہے اور وہ بہترین رزاق ہے۔ اور بیشک آپ ان کو سیدھی راہ کی طرف بلاتے ہیں اور بیشک وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے راہ راست سے ہٹ گئے ہیں اور اگر

ہم ان پر مہربانی کریں اور ان کی تنگی و تکلیف کو دور کر دیں تو اپنی سرکشی پر اڑے رہیں اور بھٹکتے رہیں اور بیشک ہم نے ان کو عذاب میں گرفتار کیا۔ پھر بھی انہوں نے اپنے رب کے آگے فروتنی کا اظہار نہ کیا اور نہ عاجزی کی۔ یہاں تک کہ جب ہم نے ان پر عذاب شدید کا دروازہ کھول دیا تو وہ اس میں ناامید ہو کر رہ گئے۔

شرح:۔ گزشتہ چند رکوعوں میں اس بات کا ذکر ہو چکا ہے کہ انسان ہمیشہ سے انبیائے کرام کی مخالفت کرتا چلا آیا ہے اور انہیں تکلیف دیتا آیا ہے۔ انبیائے کرام کا منصب فی الواقع بڑا مشکل منصب ہے۔ جس کو سرانجام دینا کوئی آسان کام نہیں۔ مزید برآں نبی کو تبلیغ میں کسی ذاتی منفعت کا خیال ماسوائے رضائے الٰہی ہرگز نہیں ہوتا۔ اسے تکالیف ہی تکالیف کا سامنا ہوتا ہے۔ پھر کس طرح ممکن ہو کہ وہ اپنے فرض سے تغافل کریں۔ سو ارشاد ہوتا ہے کہ جہاں ہم عوام الناس کے نام احکام بھیجتے رہے ہیں وہاں ہم نے انبیاء کے نام بھی پیغام ارسال کئے اور انہوں نے ہمارے پیغامات کو لفظ بہ لفظ قبول کیا اور ان پر عمل کر کے دکھایا۔ ہم نے رسولوں کو یہ پیغام دیا تھا کہ اے رسولو! حلال و پاکیزہ اشیاء کھاؤ اور نیک عمل کرو اور اس بات کو یاد رکھو کہ تمہارا کوئی عمل میری نگاہ سے پوشیدہ نہیں اور یہ لوگ سب کے سب تمہاری امت ہیں اور میں تمہارا پروردگار ہوں۔ پس تمہیں لازم ہے کہ میری نافرمانی سے ڈرو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ مگر عوام باہمی نفاق و اختلاف میں پڑے رہے اور ان کے دلوں میں جو کچھ سما چکا تھا اسی پر لگے رہے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہوتا ہے کہ اے رسول! اب بھی بعض لوگ ویسے ہی ہیں۔ سو تم ان کے پیچھے نہ پڑو۔ ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو کہ اپنی لاعلمی و فریب کی بیہوشی میں غوطے کھاتے پھریں۔ اس کے بعد دنیا کے فریب خوردہ لوگوں کی ذہنیت پر روشنی ڈالی ہے۔ ارشاد ہوا کہ جن لوگوں کو دنیاوی وسعت و فراخی دے دی جاتی ہے وہ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ہمارے حق میں بہتر ہو گیا حالانکہ وہ بالکل اندھے ہیں۔ اور حقیقت کو نہیں دیکھتے مال و اولاد کا عطا ہو جانا اس بات کا ہرگز ثبوت نہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر خوش ہے۔ اور ان کی عاقبت بھی نیک کر دے گا۔ فرماتا ہے کہ عاقبت صرف ان لوگوں کی بخیر ہو گی جو اپنے رب کی نافرمانی سے خوف کھاتے ہیں اور اس کے احکام کو بجالاتے ہیں۔ اپنے رب کے ساتھ کسی کو ذات و صفات میں شریک نہیں ٹھہراتے اور ہماری راہ میں اپنا

مال و منال خرچ کرتے ہیں اور ہمارے سامنے حساب دینے سے کانپتے ہیں۔ حقیقتاً یہ لوگ ہیں جو نیکی کرنے میں اپنا وقت گزارتے ہیں۔ اور اس میں سبقت حاصل کرتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ہم کسی شخص کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور نہ کسی کے ساتھ ناانصافی کرتے ہیں۔ فرماتا ہے کہ ہمارے پاس ہر شخص کے اعمال کا اس قدر پورا پورا انضباط ہوتا ہے کہ کوئی چیز چھپی رہ نہیں سکتی۔ مگر انسان اس حقیقت سے بے خبر ہے وہ غفلت میں ہے اور ایسے اعمال کا ارتکاب کرتا ہے جو اس کے لئے شایان شان نہیں ہیں۔ مگر جب ہمارا عذاب آکر ان کو پکڑتا ہے تو پھر واویلا کرنے لگتے ہیں۔ مگر سب بے فائدہ کیونکہ ہم تمہاری اب کوئی مدد کرنے والے نہیں۔ اس سے پہلے تمہیں میری آیات پڑھ کر سنائی جاتی رہی ہیں مگر تم ناک بھوں چڑھا کر وقت گزار دیتے رہے اور قصے کہانیوں کے سننے سنانے میں مشغول رہ کر وقت برباد کرتے رہے۔ تم نے نہ ہمارے احکام پر غور کیا نہ رسول کی حقانیت کو پہچانا۔ لہٰذا اس سے منکر ہو گئے اور کہنے لگے کہ رسول پر تو جنوں کا اثر ہے۔ حالانکہ وہ پیغام حق و صداقت لے کر آیا ہے۔ مگر تم میں سے اکثر اس کے ماننے سے احتراز کرتے ہیں۔

فرمایا اے داعیان حق! اگر ان فریب خوردگان دنیا کے پیچھے لگ کر حق و صداقت کو چھپایا گیا تو زمین و آسمان میں ایک فتور برپا ہو جائے گا۔ کیونکہ ہم نے انسان کے نام پر جو یادداشت ارسال کی تھی۔ یہ لوگ اسے بھولے ہوئے ہیں۔ فرماتا ہے ان لوگوں کا ہمارے رسول کی اتباع کرنے میں بھلا حرج کیا ہے۔ کیا ان پر کوئی بوجھ ڈالا جاتا ہے یا کیا ان سے کوئی چندہ طلب کیا جاتا ہے۔ جو انہیں رسول کے اتباع میں لیت و لعل ہے۔ وہ یاد رکھیں کہ رسول کسی سے معاوضہ طلب نہیں کرتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ بہترین رازق خدا ہے۔ فرمایا کہ رسول کا کام ہے کہ اعلان حق کرتا جائے جو لوگ ایمان رکھتے ہیں وہ مان لیں گے اور دوسرے انکار کر دیں گے اگر ہم چاہتے تو جو لوگ مخالفت کرتے ہیں وہ اس کی طاقت ہی نہ رکھتے۔ مگر ہمارا قانون ہے کہ کسی معاملہ میں ہم دخل اندازی نہیں کرتے۔ احکام سب کو معلوم ہیں۔ جو چاہے مانے جو چاہے خلاف ورزی کرے جزا و سزا اور عتاب و ثواب کا معاملہ اس حیات دنیاوی کے بعد پیش آنے والا ہے۔ اس وقت دیکھا جائے گا کہ کون کس چیز کا مستحق ہے۔ شریر اور نافرمان لوگوں کی سزا دنیا میں اس قدر کافی ہے کہ ان

کو شرارت و انکار سے روکا نہ جائے اور گمراہی کے دریا میں غوطے کھانے کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ ہم نے ان کو ان کے حالات میں چھوڑ دیا نہ انہوں نے اپنے رب سے عاجزی کی اور نہ زاری۔ یہاں تک کہ ان کا وقت پورا ہو گیا۔ اور وہ ہماری رحمت سے دور رہے۔

ترجمہ آیات ۷۸ - ۹۲:- اور وہی تو ہے جس نے تمہارے کان، آنکھیں اور دل بنائے۔ تم بہت کم شکر کرتے ہو۔ اور وہی تو ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلا رکھا ہے اور اسی کی طرف تم جمع ہو کر جاؤ گے۔ اور وہ وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے رات دن کا گھٹنا بڑھنا بھی اسی کے اختیار میں ہے پھر کیا تم سمجھتے نہیں بلکہ یہ لوگ ویسی ہی باتیں کرتے ہیں جیسی اگلے کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا پھر زندہ کئے جائیں گے۔ بیشک یہ وعدہ تو ہم سے اور ہمارے بڑوں سے اس سے پہلے ہوتا چلا آیا ہے۔ یہ تو پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں۔ (ان سے) پوچھئے کہ زمین اور جو اس میں ہے کس کی ملکیت ہیں اگر تمہیں علم ہو تو بتاؤ۔ (اس کے جواب میں) فوراً" کہہ دیں گے کہ اللہ کی۔ فرمایئے تو کیا تم سوچتے نہیں۔ پوچھئے کہ سات آسمانوں کا اور عرش عظیم کا کون رب ہے؟ وہ کہیں گے کہ اللہ! (پھر ان سے) پوچھئے تو کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں۔ پوچھئے وہ کون ہے کہ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا اگر تمہیں علم ہوا (تو بتاؤ) وہ فوراً" کہیں گے کہ اللہ! کہئے پھر کیسے دیوانے بن رہے ہو۔ بلکہ ہم نے ان کو حق بات پہنچا دی ہے اور وہ یقیناً" جھوٹے ہیں۔ اللہ کی کوئی اولاد نہیں نہ اس کے ساتھ کوئی اور خدا ہے یوں ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوقات کو لے کر چل دیتا۔ اور ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کر لیتا۔ اللہ ان نقائص سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ وہ ڈھکی چھپی اور آشکارا باتوں کو جانتا ہے اور مشرک جو اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں وہ اس سے کہیں اونچا ہے۔

شرح:- اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ کائنات عالم کو میں نے پیدا کیا اور میں ہی ان کو پھر نابود کر دوں گا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے لوگو! خدا وہ ذات اقدس ہے جس نے تمہیں کان دیئے آنکھیں عطا کیں اور دل بخشا وہ وہی ہے جس نے تمہیں زمین پر

پھیلایا اور پھر وہی تمہیں بالآخر حشر کے دن جمع کرے گا۔ یاد رکھو خدا وہی ہے جو تمہیں زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ وہی ہے جو دن اور رات کو پھیر کر لاتا ہے۔ ایسے واضح نشانات تمہارے سامنے موجود ہیں پھر کیوں تم نہیں سمجھتے تم نے وہی باتیں کرنی شروع کر دی ہیں۔ جو تم سے پہلے لوگ کہتے چلے آئے ہیں گویا سب نے ایک سبق پڑھ رکھا ہے تم پوچھتے ہو کہ کیا جب ہم مرگئے او مٹی اور ہڈیاں ہو گئے تو کیا پھر ہمیں دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا اور کہتے ہو کہ ہم سے اور ہمارے باپ دادا سے ہمیشہ ایسے ہی وعدے کئے جاتے رہے ہیں۔ اور اب تو ہم سمجھنے لگے ہیں کہ یہ محض قصے کہانیاں ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر اسلام! ان سے پوچھو کہ بھلا آسمان اور زمین کو اور ان کے اندر جو کائنات رہتی ہے اس کو کس نے پیدا کیا ہے وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے۔ پھر پوچھنا کہ جب اس بات کو مانتے ہو تو پھر کیوں اس کے احکام کی تعمیل نہیں کرتے اور کیوں ان باتوں کو نہیں سمجھتے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر اسلام ان لوگوں سے پوچھئے کہ کس کے ہاتھ میں کائنات عالم کی بادشاہی ہے۔ کون ہے جو سب پر حاکم ہے اور اس پر کوئی حاکم نہیں وہ سوائے اس کے کوئی جواب نہیں دیں گے کہ اللہ ہی ہر چیز کا مالک حقیقی ہے۔ اور اسی کو یہ سب قدرتیں حاصل ہیں پھر پوچھنا کہ تمہاری عقل پر کیا پردہ پڑ گیا ہے کہ اس کے احکام کی تعمیل نہیں کرتے۔ دیکھو ہم نے ان کو حق و صداقت کے ساتھ اپنا کلام عطا کیا ہے اور یہ اسے جھٹلا رہے ہیں۔ سنو نہ خدا کا کوئی لڑکا ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا شریک ہے۔ ورنہ ہر ایک کو اپنی اپنی فکر ہوتی اور ہر ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے سر توڑ کوشش کرتا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ ان عیوب سے منزہ و پاک ہے۔ تم ایسے اوصاف اس کی طرف منسوب نہ کرو۔ بلکہ اسے یکتا و بے ہمتا جانو۔ وہ ظاہر و پوشیدہ تمام رازہائے آسمان و زمین سے واقف ہے اور ان تمام باتوں سے بلند ہے۔ جو مشرکین اس کے ذمہ لگاتے ہیں۔

ترجمہ آیات ۹۳-۱۱۸:- دعا کیجئے کہ اے رب جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے اگر وہ میری زندگی میں نازل ہو تو اے میرے رب مجھے ظالم لوگوں میں شامل نہ کرنا اور بیشک ہم اس بات پر قادر ہیں کہ جس عذاب کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے وہ آپ کو

دکھاویں۔ برائی کا مقابلہ اس انداز میں کیجئے کہ وہ بہتر ہو جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں ہمیں خوب معلوم ہے۔ اور کہئے کہ پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میرے رب! میں اس بات سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت ہو جاتی ہے تو کہتا ہے پروردگار! مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج دے۔ تاکہ میں جس دنیا کو چھوڑ آیا ہوں اس میں (جا کر) نیک کام کروں ہرگز نہیں یہ محض ایک بات ہے جسے وہ کہہ رہا ہے اور ان کے پیچھے قیامت کے روز تک ایک (عالم) برزخ ہے سو جب صور پھونکا جائے گا تو اس روز نہ باہمی رشتہ داری کام آسکے گی اور نہ ایک دوسرے سے وہ کچھ پوچھ سکیں گے۔ تو جن شخصوں کا پلہ بھاری ہو گا تو وہ کامیاب ہوں گے۔ اور جن کا پلہ ہلکا ہو گا تو وہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈالا۔ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے (دوزخ کی) آگ ان کے چہروں کو جھلس دے گی اور وہاں ان کے چہرے بگڑ جائیں گے (اور کہا جائے گا کہ) کیا ہمارے احکام تمہیں پڑھ پڑھ کر سنائے نہیں جاتے تھے اور تم ان کو جھٹلاتے رہے ہو۔ وہ جواب دیں گے ہمارے رب! ہماری بدقسمتی نے ہم پر غلبہ پالیا اور ہم گمراہ ہو گئے۔ اے ہمارے رب ہمیں اس میں سے نکال دے۔ ہم دوبارہ ایسا کریں تو بیشک ظالم ہوں گے۔ حکم ہو گا کہ دور ہو جاؤ اور مجھ سے بات نہ کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے بندوں کا ایک گروہ تھا جو یہ دعا کرتا تھا کہ اے ہمارے رب! ہمیں ہمارے گناہ بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بہترین رحم کرنے والا ہے۔ تو تم نے ان کو ہنسی مذاق میں اڑایا۔ یہاں تک کہ ان کے پیچھے تم میری یاد بھی بھول گئے اور تم ان پر ہنسا کرتے تھے۔ میں نے آج ان کو ان کے صبر کا بدلہ (یہ) دیا ہے کہ وہ کامیاب ہو گئے۔ اللہ فرمائے گا کہ زمین پر کتنے سال تم رہے۔ وہ کہیں گے کہ ہم ایک دن یا ایک دن سے بھی کم رہے ہیں۔ شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجئے۔ فرمائے گا کہ تم نے بہت تھوڑی مدت قیام کیا ہے کاش تمہیں علم ہوتا کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے۔ تو خدا جو بادشاہ حقیقی ہے اس کی شان بلند ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش کریم کا مالک ہے اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارتا ہے جس کے لئے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے ہاں ہو گا۔ کچھ شک نہیں کہ کافر نجات نہیں پائیں گے۔ اور

دعا کرو کہ اے میرے رب! مجھے بخش دے اور رحم کر اور تو بہترین رحم کرنے والا ہے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں بیان فرمایا تھا کہ منکرین و مشرکین خدا کی قدرت کو تسلیم بھی کرتے ہیں اور پھر اس کے سامنے جھکتے نہیں اور احکام بجا نہیں لاتے۔ یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو خاموشی کے ساتھ سمجھاتے بجھاتے رہو۔ اور شیطان کی شرارت سے اللہ کی پناہ مانگتے رہو۔ فرمایا اے مبلغان حق! تمہیں چاہئے کہ تم جہاں فریضہ تبلیغ ادا کرو وہاں یہ بھی دعا کرتے رہا کرو کہ خدایا! اگر نافرمانوں پر عذاب نازل ہو تو ہمیں اس سے بچا لینا اور ظالموں کے ساتھ ہمیں شامل نہ کرنا فرمایا کہ جب نافرمانوں کو موت آدباتی ہے تو کہتے ہیں کہ خدایا ہمیں چھوڑ دے۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہنے کو تو انہوں نے یہ بات کہہ دی ہے مگر انہیں قیامت کے دن تک عالم برزخ میں سزا بھگتنی ہوگی۔ پھر جب قیامت کے دن انہیں دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا اور کسی سے کچھ دریافت نہ کیا جائے گا۔ بلکہ ہر ایک بات پہلے ہی سے بین طور پر ہر شخص کے اعمال نامہ میں درج ہوگی اور اسی کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا اعمال بمنزلہ سامان تجارت کے ہوں گے جو انصاف کے ترازو پر وزن کئے جائیں گے۔ جن لوگوں کے تمام اعمال نیک ہوں گے وہ اور نیز وہ جن کے اعمال نیک کا پلہ اعمال بد کے پلے سے زیادہ بھاری ہوگا۔ وہ لوگ فلاح یافتہ ہوں گے۔ مگر جن کے تمام اعمال برے ہیں۔ یا برے اعمال کا پلہ نیک اعمال کے پلے سے زیادہ بوجھل ہوگا۔ وہ نقصان میں رہیں گے اور ہمیشہ جہنم میں گلتے سڑتے رہیں گے۔ جہاں انہیں طرح طرح کے عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اور جب وہ عذاب کا مزہ چکھ لیں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا میرے احکام تمہیں پڑھ کر نہیں سنائے گئے تھے۔ پھر تم نے کیوں انہیں جھٹلایا پھر وہ جواب دیں گے کہ خدایا ہماری بدبختی نے ہم پر غلبہ کیا اور ہم گمراہ ہو گئے۔ ہمیں ایک دفعہ یہاں سے نکال دے۔ پھر دوبارہ اگر وہ طریق کار اختیار کریں گے تو بیشک ہم ظالم ٹھہریں گے۔ جواب ملے گا کہ دور ہو جاؤ۔ اور مجھ سے بات نہ کرو۔ میرے نیک بندے جب تمہارے پاس آیا کرتے تھے اور مجھ سے مغفرت مانگا کرتے تھے تو تم ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ تم مجھے بالکل بھول گئے۔ انہوں نے تمہاری تکالیف کو سہا سو اس امر کی ہم نے انہیں جزا دی ہے اور ان کی کامیابی کا اعلان کیا ہے۔ اس کے بعد ان منکرین سے پوچھا جائے گا کہ تم دنیا میں کہا کرتے تھے کہ کسی کو مر کر

زندہ نہیں ہونا کہو زندہ ہوئے ہو یا نہیں؟ پھر تم کہتے تھے کہ دنیاوی زندگی اور اس کا مال و منال ہمیں کافی ہے۔ تم کسی چیز کی پروا نہیں کرتے تھے۔ سناؤ۔ کتنا عرصہ دنیا میں رہے ہو۔ اب وہ شرم کے مارے سر نیچے کئے ہوئے جواب دیں گے کہ ہم تو دنیا میں پورا ایک دن بھی نہیں رہے جواب ملے گا کہ نہیں ایک کیا کئی دن وہاں رہے ہو مگر وہ مدت خواہ کتنی ہی دراز کیوں نہ ہو۔ تمہیں آج بہت کم دکھائی دیتی ہے۔ تم یہ سمجھتے رہے کہ ہم نے تمہیں دنیا میں بے فائدہ بھیج رکھا تھا تمہیں معلوم نہ ہوا کہ اللہ جو تمام کائنات عالم کا بادشاہ حقیقی ہے۔ ان نقائص سے بہت بالاتر ہے۔ کہ بلا فائدہ چیزوں کو پیدا کرتا جائے اور نافرمان انسانوں کو سزا نہ دے یا سزا دینے پر قادر ہی نہ ہو یاد رکھو کہ وہ معبود برحق ہے اور اس کے سوا کوئی ہستی عبادت و پرستش کے لائق نہیں۔ اور جو شخص خدا کے ساتھ کسی دوسری ہستی کو ذات یا صفات میں شریک ٹھہرائے گا۔ اسے ہر ایک بات کا جواب دینا پڑے گا۔ تمام کد و کاوش کے باوجود فلاح و کامرانی حاصل نہ ہوگی۔ لہٰذا اے مسلمانو! تمہیں چاہئے کہ خدا سے گناہوں کی بخشش طلب کرتے رہو۔ اور اس کی رحمت کے طلبگار رہو۔

(۷۵) سورۃ السّجدہ (۳۲)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی جبکہ آیات ۱۶ تا ۲۰ مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔ اس میں تیس آیات مبارکہ اور تین رکوع ہیں۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۲-۱۱:- اس کتاب کا نازل کیا جانا اس میں شک نہیں کہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو از خود بنا لیا ہے نہیں یہ آپ کے رب کی طرف سے برحق ہے تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جس کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ تاکہ وہ ہدایت پا جائیں۔ اللہ ہی تو ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر استوار فرمایا۔ (سنو) اسکے سوا تمہارا نہ کوئی دوست ہے اور نہ سفارش کرنے والا۔ تو کیا

تم سمجھ بوجھ سے کام نہیں لیتے۔ وہ آسمان سے زمین تک ہر بات کا انتظام کرتا ہے۔ پھر ہر بات اسی کے حضور پیش ہوگی، ایک ایسے دن میں جس کا اندازہ تمہارے حساب کے مطابق ایک ہزار برس کا ہوگا۔ یہی خدا چھپی اور کھلی باتیں جاننے والا زبردست بڑا مہربان ہے۔ جس نے ہر چیز کو نہایت اچھی طرح بنایا اور انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا۔ پھر مٹی کے نچوڑ سے جو ایک حقیر پانی ہے اس کی نسل چلائی۔ پھر اسے درست کیا اور اس میں اپنی روح پھونکی اور تم لوگوں کے لئے کان آنکھیں اور دل بنائے۔ تم بہت ہی تھوڑا احسان مانتے ہو اور انہوں نے کہا کہ جب ہم زمین میں گم ہو جائیں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا ہوں گے۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات سے منکر ہیں کہہ دیجئے کہ ملک الموت جو تم پر مقرر ہے وہی تمہاری روحیں قبض کرے گا۔ پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

شرح:۔ اس سورہ میں انسان کی پیدائش اور اس کی نیک و بد زندگی اور جزا و سزا کا ذکر ہے۔ فرمایا کہ لوگو! یہ قرآن بھی انسان کا کلام نہیں۔ یہ میں نے خود نازل کیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ لوگوں کو اس آنے والے عذاب سے ڈرایا جائے جو نافرمانوں کو ملنے والا ہے فرمایا میں نے ہی آسمانوں کو اور زمین کو اور ان سب کائنات کو چھ دنوں میں پیدا کیا تھا۔ میں ہی تمہاری رہنمائی اور تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔ تم میری ہی طرف دھیان لگاؤ اور میرا ہی کلام سنو اور اسی پر عمل کرو اس تمام کائنات کا علم میرے ہی پاس ہے اور میں ہی اس کا منتظم ہوں میری نگاہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ فرمایا میں ہی ہوں جس نے نہ صرف تم کو بنایا اور پیدا کیا بلکہ یہ تمام کائنات میری ہی صنعت کا نتیجہ ہے۔ فرمایا تم نے انسان کی زندگی پر کبھی غور نہیں کیا اور نہ تمہیں یہ معلوم ہے کہ انسان کی تخلیق کس طرح ہوئی ہے۔ سنو! انسان ایک ایسے قطرۂ پانی سے بنایا گیا ہے جو تمام بدن انسانی کا نچوڑ ہوتا ہے اور جسے تم نہایت نفرت و حقارت سے دیکھتے ہو۔ فرمایا اس قطرۂ پانی کو ہم نے اپنی قدرت سے وہ اعزاز بخشا کہ اس میں اپنی روح پھونک دی اور کان، آنکھ اور دل ایسی بے بہا نعمتیں عطا کرکے عقل و شعور دے کر اسے تمام کائنات عالم کا سردار بنا دیا۔ اس کے باوجود بعض ناشکر گزار اور حقیقت نا آشنا انسان یہ پوچھنے لگتے ہیں کہ اگر ہم ایک دفعہ مر کر مٹی میں گم ہو جائیں گے تو کیا پھر از سر نو پیدا کئے جائیں گے۔ اور کیا ایسا ہونا عقلاً ممکن بھی ہے؟

اس قسم کے شبہات پیدا کرنے والے لوگ ہماری قدرتوں اور حکمتوں کے منکر ہیں اور اس بات کو سوچ نہیں سکتے کہ جو خدا ان کو اول بار پیدا کر سکتا ہے جب ان کا نام ونشان تک نہ تھا وہ کیا اب پیدا نہیں کر سکتا۔

ترجمہ آیات ۱۲ - ۲۲:- اور کاش آپ ان مجرموں کو دیکھیں جب یہ اپنے پروردگار کے سامنے اپنے سر جھکائے ہوں گے اور کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے سب کچھ اب دیکھ لیا اور سن لیا ہے سو ہمیں واپس بھیج دے کہ ہم نیک کام کریں ہمیں اب یقین آگیا ہے اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دے دیتے مگر میری طرف سے یہ بات قرار پا چکی ہے کہ میں جنوں اور انسانوں دونوں سے جہنم کو پر کروں گا۔ سو تم نے جو اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا تو اس کا مزہ چکھو۔ ہم نے (آج) تم کو بھلا دیا ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو اس کی سزا میں ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھو۔ ہماری آیتوں کو تو وہی لوگ مانتے ہیں جن کو جس وقت وہ یاد دلائی جاتی ہیں) سجدے میں گر پڑتے اور اپنے پروردگار کی حمد وثنا کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے ان کے پہلو بچھونوں سے جدا رہتے ہیں۔ بیم ورجا کی حالت میں اپنے رب کو پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیا کیا آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی ہے۔ یہ ان کے ان (نیک) اعمال کا بدلہ ہے جو وہ کرتے رہے کیا جو شخص مومن ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو نافرمان ہے (نہیں) وہ برابر نہیں ہو سکتے ہاں جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے رہنے کے لئے باغ ہوں گے یہ مہمانی ان کے اعمال کا بدلہ ہے۔ اور جن لوگوں نے نافرمانی کی ان کے رہنے کی جگہ دوزخ ہے۔ جب وہ اس سے نکلنا چاہیں گے اسی میں لوٹا دئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ اس آگ کے عذاب کا مزہ چکھو جس کو جھوٹ سمجھا کرتے تھے اور ہم لازمی طور پر اس بڑے عذاب کے آنے سے پہلے دنیا کے عذاب کا مزہ بھی چکھائیں گے۔ ممکن ہے کہ یہ لوٹ آئیں۔ اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جس کو اس کے پروردگار کی آیتیں یاد دلائی جائیں اور وہ ان سے منہ پھیر لے بلاشبہ ہم ایسے گنہگاروں کو ضرور سزا دیں گے۔

شرح:- ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ اس دنیا میں ان حقائق سے ناواقف رہیں گے اور غلط کاریوں کے مرتکب ہوتے رہیں گے ان کو روز حشر کے وقت شرمندگی سے اپنے سر

نیچے جھکانے پڑیں گے اور حسرت سے التجا کرنی پڑے گی کہ خدایا! ہمیں ایک دفعہ پھر دنیا میں بھیج دے تاکہ ہم اب نیک کام کریں ارشاد ہوگا کہ اب وقت گذر چکا اب دنیا میں تمہارا دوبارہ واپس جا کر نیک عمل کر کے آنا محال ہے اب تو سزا ہو کر رہے گی۔ تم نے ہم کو ہمارے عذاب کو' اس دن کی شدت کو بھلا رکھا تھا۔ سو آج ہم بھی تم سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں۔ دیکھو جن لوگوں نے ہماری نعمتوں کو صحیح طور پر استعمال کیا تھا وہ ہمارے احکام پر ایمان لائے ان کو عملاً" بجا لاتے رہے میری تحمید' تمجید' تقدیس میں تسبیحیں پڑھتے رہے۔ ان کے پہلو خواب گاہوں سے نا آشنا رہے وہ کہیں خدا کے خوف سے ڈر کر اس کے سامنے گڑگڑاتے اور کہیں اس کی رضا اور خوشنودی کے حاصل ہونے کی توقع پر خوشی خوشی اس کی عبادت کرتے رہے اور خدا نے ان کو جو کچھ دے رکھا تھا اس میں سے مناسب مواقع پر وہ خرچ کرتے رہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ انسان کو اس حقیقت کا علم نہیں کہ وہ جس قدر نیک کام کرتا ہے ان کا بدلہ اس کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہوگا۔ اگر اس کو اس بات کا یقین ہو جائے تو وہ نیک اعمال میں ہرگز کوئی کوتاہی نہ دکھائے فرمایا' کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ جو فرمانبردار ہوں گے اور جو نافرمان ہیں سب کے ساتھ ایک سلوک کیا جائے گا؟ اگر تم دونوں کو برابر نہیں سمجھتے تو پھر تمہیں خیال رکھنا چاہئے کہ نافرمانوں کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جس کے وہ مستحق ہوں گے۔ مگر جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں۔ ان کا ٹھکانا جنت ہوگا۔ جہاں خدائے تعالیٰ ان کی مہمانی کرے گا۔ نافرمانوں کو آگ میں ڈالا جائے گا اور جب کبھی وہ نکلنے کا ارادہ کریں گے تو دھکے دے کر پھر اسی آگ میں ان کو ڈالا جائے گا اور کہا جائے گا کہ تم اس آتش دوزخ کے منکر تھے۔ آج اس کے عذاب کو سہو۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اس عذاب سے پیشتر ہم دنیا میں انسان کو چھوٹے چھوٹے عذابوں سے دوچار کرتے رہتے ہیں تاکہ وہ درس عبرت حاصل کر کے سنبھل جائے۔ مگر جو نشانات حق کو دیکھے اور خدائی پیام کو پائے پھر بھی منہ موڑے تو ایسے مجرموں کو یقیناً" سزا دی جائے گی۔

ترجمہ آیات ۲۳ - ۳۰:- اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی سو آپ (اے پیغمبر) اس کے ملنے میں کچھ شک نہ کیجئے اور ہم نے اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے باعث ہدایت بنایا تھا۔ اور ان میں سے ہم نے پیشوا بنائے جو لوگوں کو ہمارے حکم سے

سیدھی راہ دکھاتے تھے جب وہ صبر کرتے تھے اور ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔ بیشک آپ کا رب ہی قیامت کے دن ان کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کرے گا جن میں وہ ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں۔ کیا لوگوں کو اس سے ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی قومیں ہلاک کر ڈالیں جن کے گھروں میں یہ (آج) چلتے پھرتے ہیں۔ بیشک اس میں نشانیاں ہیں تو کیا وہ سنتے نہیں۔ کیا انہوں نے (کبھی غور) نہیں کیا کہ ہم خشک زمین کی طرف پانی کو پہنچادیتے ہیں پھر اس کے ذریعے ہم کھیتی پیدا کرتے ہیں جو ان کے چوپائے بھی کھاتے ہیں اور وہ خود بھی۔ کیا وہ (اس چیز) کو نہیں دیکھتے اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو (بتاؤ کہ) یہ آخری فیصلہ کب ہوگا۔ کہہ دیجئے کہ اس فیصلے کے دن منکروں کو ایمان لانا بھی کوئی فائدہ نہ دے گا اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔ سو آپ ان سے منہ موڑ لیں اور انتظار کریں یہ بھی انتظار کر رہے ہیں۔

شرح:- یہاں سے پھر رسالت کا ذکر شروع ہوتا ہے لوگ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی رسالت پر اعتراض کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی رسول بن کر آئے تھے۔ کیونکہ اس وقت بنی اسرائیل کی حالت نہایت ناگفتہ بہ تھی۔ اب اسی طرح اہل عرب اخلاقی طور پر بالکل تباہ ہو چکے ہیں۔ اور ان کی ہدایت کے لئے کسی رسول کی ضرورت ہے۔

فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے جن لوگوں نے ہمت و استقلال سے کام لیا اور جو ہمارے نشانات پر یقین رکھتے تھے ہم نے ان کو دنیا بھر کا لیڈر بنایا۔ تم میں سے بھی جو لوگ صبر و ہمت سے کام لے کر تبلیغ حق میں سرگرمی دکھائیں گے وہ بھی اس اعزاز کو پالیں گے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ اس کے باوجود بھی ہمارے رسول پر ایمان نہ لائیں گے۔ قیامت کے روز ان کو یقین آجائے گا کہ وہ غلطی پر تھے۔ فرمایا تم سے پہلے کئی قومیں گذر چکی ہیں جو اس قسم کے اختلافات میں پڑی ہوئی تھیں۔ آج تم ان کے اجڑے گھر اور ویران بستیاں دیکھتے ہو۔ اگر غور کرو تو اس میں تمہیں صدہا نشانات حق نظر آئیں۔ ہماری قدرتوں کو دیکھو کہ ہم خشک زمین میں پانی چلا دیتے اور پھر اس سے زرعی پیداوار پیدا کرتے ہیں۔ جسے تم اور تمہارے مویشی کھاتے ہیں۔ کیا تم نے کبھی ہمارے اس احسان پر غور نہیں کیا اور ہمیشہ قیامت کے متعلق یہی سوال پوچھنے پر زور دے رکھا ہے

کہ وہ کب واقع ہوگی۔ فرمایا تمہیں اس سوال کے پوچھنے کا کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ جب قیامت آئے گی تو پھر کسی کو ایمان لانا مفید نہ ہوگا۔ لوگو! تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ اس دن کے آنے سے پہلے تم جو چیز خدا کو خوش کرنے کے واسطے کرنا چاہتے ہو کرلو ورنہ پھر موقع نہ ملے گا۔

(۷۶) سورۃ الطور (۵۲)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں انچاس آیات مبارکہ اور دو رکوع ہیں۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۱-۲۸:- قسم ہے طور کی اور قسم ہے اس کتاب کی جو لکھی ہوئی ہے چوڑے چکلے کاغذوں میں۔ اور قسم ہے آباد گھر کی۔ اور (آسمان کی) اونچی چھت کی اور قسم ہے جوش مارنے والے دریا کی۔ تیرے رب کا عذاب ضرور وقوع پذیر ہو کر رہے گا۔ اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ جس دن آسمان تھرتھرائے گا اور پہاڑ چلیں پھریں گے۔ سو اس دن جھٹلانے والوں کے لئے بربادی ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو معاندانہ کوششوں میں خوشی سے مصروف ہیں۔ جس دن وہ جہنم کی آگ کی طرف دھکیلے جائیں گے (اور کہا جائے گا کہ) یہ ہے وہ آگ جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے اب بھلا کیا یہ جادو ہے یا تم ہی اسے نہیں دیکھتے۔ اس کے اندر چلے جاؤ۔ صبر کرو یا نہ کرو تمہارے لئے برابر ہے۔ تم کو تو تمہارے اعمال کا ہی بدلا ملے گا۔ بلاشبہ اللہ سے ڈرنے والے باغوں میں اور نعمت (بھری جگہوں) میں ہوں گے۔ اور ان کے پروردگار نے ان کو جو کچھ دیا ہے اس پر بہت خوش ہوں گے اور ان کا رب ان کو دوزخ کے عذاب سے بچالے گا۔ (ان سے کہا جائے گا کہ) اپنے نیک عملوں کے بدلہ میں خوب مزے سے کھاؤ پیو۔ وہ برابر بچھے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے اور گوری گوری کشادہ چشم (حوریں) ہم ان کی زوجیت میں دیں گے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد ایمان کے ساتھ ان کے نقش قدم پر چلی تو ان کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی ہم ملا دیں گے اور ان کے عملوں میں ہم کچھ کمی نہیں کریں گے۔

ہر شخص اپنے اعمال کا بدلہ پائے گا۔ اور ہم ان کو پے در پے میوے اور گوشت دیتے رہیں گے۔ جو ان کو مرغوب ہو گا۔ وہاں وہ شراب کے پیالوں کو ایک دوسرے سے (محبت سے) بڑھ کر لیں گے۔ نہ وہاں بیہودگی ہوگی اور نہ معصیت۔ اور ان کے آس پاس بچے خدمت کے لئے گھومیں گے جو ان موتیوں کی طرح بے داغ اور معصوم ہوں گے جو چھپے ہوئے ہوں۔ اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر بات چیت کریں گے۔ کہیں گے کہ اپنے اپنے گھروں میں ڈرا کرتے تھے۔ سو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہم کو (جہنم کے) عذاب سے بچا لیا۔ بیشک ہم اس کو اس سے پہلے پکارا کرتے تھے۔ وہ فی الحقیقت بڑا احسان کرنے والا مہربان ہے۔

شرح:۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے طور کو اور کتاب رشد و ہدایت کو بیت آسمان کو اور موجزن دریا اور بحر متلاطم کو بطور آیۃ شہادت کے پیش فرمایا ہے۔ اور ان چیزوں کی قسم کھائی ہے ان اشیاء کی قسم کھانے سے اپنے عجائبات قدرت اور دینی دنیاوی برکات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ خدا نے دنیا میں استواری کے لئے پہاڑ قائم کئے کتابیں' دستور العمل بنائیں۔ گھر آباد کئے' بلند مکان بنوائے' دریائے شور بنایا جو ہر ایک چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ فرمایا! ان چیزوں کی عظمت و اہمیت کی قسم! قیامت کا عذاب ضرور واقع ہو کر رہے گا اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی جو اس عذاب کے وقوع پذیر ہونے کو روک سکے۔ جب وہ دن آئے گا آسمان لرزیں گے اور پہاڑ اڑیں گے اس دن منکران قیامت کے لئے بڑی خرابی اور بڑا عذاب ہو گا۔ اس دن ایسے لوگوں کو دوزخ میں پھینکا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ قیامت اور وہ دوزخ جس کو تم مانا نہ کرتے تھے۔ اس میں داخل ہو کر چیخو چلاؤ۔ جو مرضی آئے کرو۔ اب تمہیں یہاں سے نکالا نہ جائے گا۔ مگر اسی قیامت کے دن ان لوگوں کو جو اپنے رب کے فرمانبردار ہوں گے اور دنیا میں نیکو کار بن کر رہے ہوں گے۔ نعمت کے باغوں میں جگہ دی جائے گی۔ جہاں وہ اپنے رب کے فضل و کرم پر بڑے خوش ہوں گے۔ اس کے بعد اہل جنت کو جو نعمتیں وہاں دی جائیں گی ان کا ذکر کیا ہے اور اخیر میں اہل جنت کے منہ سے نکلوایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہ انعامات ہم پر اس لئے ہوئے ہیں کہ ہم دنیا میں سنگدل نہ تھے شفیق و مہربان تھے۔ پس اللہ نے ہم پر شفقت و مہربانی کی ہے۔ جنتیوں کی ان نعمتوں پر جو قرآن پاک میں متعدد مقامات پر

مختلف پیرایوں میں بیان ہوئی ہیں عیسائی مصنفین نے کئی اعتراض اور رکیک حملے کیے ہیں اور ان کی تقلید میں بعض مغرب زدہ لوگوں نے بھی مہمل اعتراضات پیش کیے ہیں۔ ہم اس مقام پر صرف اتنا واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اخروی زندگی کی تمام اشیاء ہماری دنیاوی چیزوں سے بالکل مختلف ہوں گی۔ چونکہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کو انسان کا امتحان مقصود ہے اس واسطے ہماری اکثر دنیاوی اشیاء میں کوئی نہ کوئی چیز یا تاثیر ایسی ہوتی ہے جس میں ہمارے لئے ابتلا ہو مگر اخروی زندگی میں کسی کا امتحان مقصود نہ ہوگا۔ لہٰذا وہاں یہ قباحتیں پیش نہ آئیں گی۔ مثلاً ہماری دنیاوی شراب اگر استعمال میں لائی جائے تو گو ایک طرح کا سرور تو ضرور حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر اس کے بعد اس کا رد عمل کہیں مضر ہوتا ہے۔ اسی طرح عورت انسان کے لئے جس خوشی، جس محبت اور جس باہمی رفاقت کی جیتی جاگتی تصویر ہے اس سے کسی کو انکار نہیں۔ مگر حصول اولاد کے لئے قدرت نے مرد و عورت میں جو شہوانی جذبہ پیدا کر رکھا ہے پھر فطری طور پر اس میں عقل و دین کی جو کمی رکھی گئی ہے وہ اس کی تمام خوبیوں کو مٹا کر انسان کے لئے اس کے وجود کو بجائے رحمت کے زحمت بنا دیتی ہے۔ اگر شراب کی ان قباحتوں اور عورت کو ان عیوب سے جن کو ہم نے بیان کیا ہے پاک کر دیا جائے تو کون کہہ سکتا ہے کہ یہ چیزیں مجسم انعامات اور مجسم رحمت نہ بن جائیں۔ اس صورت میں اس طرح اعتراضات آپ سے آپ دور ہو جاتے ہیں۔

ترجمہ آیات ۲۹-۴۹:- سو آپ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے رہئے کیونکہ آپ اپنے رب کی مہربانی سے آپ نہ تو کاہن ہیں اور نہ دیوانہ۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ آپ ایک شاعر ہیں جن کے بارے میں گردش زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں؟ کہہ دیجئے کہ انتظار کئے جاؤ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔ کیا ان کی عقلیں ان کو یہی سکھاتی ہیں۔ یا وہ لوگ ہی سرکش ہیں۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے قرآن از خود بنا لیا ہے (نہیں اس نے تو نہیں بنایا) بلکہ ان کو یقین ہی نہیں آتا۔ کہ اس نے بنا لیا ہے اور اپنے (دعویٰ میں) یہ سچے ہیں تو یہ بھی اسی طرح کا کلام لے آئیں کیا وہ اپنے آپ پیدا ہوئے ہیں یا آپ اپنے خالق ہیں۔ کیا انہوں نے آسمانوں کو اور زمین کو بنایا ہے۔ انہیں انہوں نے کچھ نہیں بنایا۔ بلکہ ان کو یقین ہی نہیں آتا۔ کیا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا وہی (اس کے) داروغہ ہیں۔ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر وہ سن آتے ہیں (اگر ایسا ہے

تو) ان میں سے کوئی سننے والا کوئی روشن دلیل تو لائے۔ کیا اس کے ہاں بیٹیاں ہیں اور تمہارے ہاں بیٹے؟ کیا آپ ان سے اجرت طلب کرتے ہیں کہ مارے تاوان کے وہ دبے جاتے ہیں۔ یا ان کے پاس غیب کی خبر ہے کہ وہ اسے لکھتے جاتے ہیں۔ یہ کوئی داؤ کھیلنا چاہتے ہیں (یاد رکھو کہ) کافر خود ہی داؤ میں گرفتار ہیں۔ اللہ کے سوا بھی کوئی ان کا حاجت روا ہے؟ سنو! اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔ یہ آسمان سے ایک ٹکڑا گرتا ہوا دیکھیں تو بھی کہیں کہ گہرا بادل ہے۔ سو آپ ان کو رہنے دیجئے یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن کو دیکھ لیں جس میں وہ ہلاک ہوں گے۔ اس دن ان کا مکر کسی کام بھی نہ آئے گا اور نہ ان کو (کسی طرف سے) مدد پہنچے گی۔ اور گنہگاروں کو اس کے سوا ایک اور سزا بھی ملے گی لیکن ان میں سے اکثر اس بات کو نہیں جانتے۔ اور آپ اپنے رب کے حکم کا صبر سے انتظار کیجئے۔ کیونکہ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید بیان کیا کیجئے۔ جب آپ اٹھیں۔ رات کو بھی کسی وقت اس کی تسبیح کیا کیجئے اور ستاروں کے ڈوبنے کے بعد بھی۔

شرح:۔ اس رکوع میں نبوت' توحید اور علم غیب پر بحث کی ہے۔ انبیاء کے متعلق فرمایا ہے یہ جادوگر نہیں ہوتے' نہ یہ شاعر و کاہن ہیں۔ مخالفین کو اگر مخالفت پر اصرار ہے تو عنقریب دیکھ لیں گے۔ نتائج کیا خبر دیتے ہیں اور جو قرآن کو افترا اور من گھڑت قصہ سے تعبیر کرتے ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ پھر تم بھی ایسا ہی کلام بنا لاؤ۔ اگر اپنے دعویٰ میں سچے اور دل میں ہمت رکھتے ہو ایسا کہنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ کوئی ہے جو خدائی کلام کا مقابلہ کر سکے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مخالفوں کو یہ تو سوچنا چاہئے کہ کیا وہ از خود پیدا ہو گئے ہیں یا کسی نے ان کو پیدا کیا ہے۔ اگر وہ اپنی پیدائش کے لئے ہمارے رہین منت ہیں تو پھر کیوں ہماری طرف رجوع نہیں کرتے۔ علاوہ ازیں تین سوال اور کئے ہیں جن سے مسئلہ توحید کو ثابت کیا ہے۔ آخر میں ارشاد ہوتا ہے کہ منکران حق دلائل کو سن کر ایمان لانے والے نہیں۔ ان پر تو آسمان کا ایک ٹکڑہ ٹوٹ کر عذاب کی شکل میں آ جائے تو بھی وہ ماننے والے نہیں۔

ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے رسالت کی تصدیق فرمائی ہے اور انبیائے کرام کے بعض اوصاف بیان فرمائے ہیں تاکہ انسان کے دل میں رسالت کی طرف سے کوئی شک و

شبہ باقی نہ رہ جائے۔

رسالت کے بعد دوسری چیز جس کو ماننا مبادیات دین میں سے ہے وہ توحید باری تعالیٰ ہے جن لوگوں کو توحید کے مسئلے کے سمجھنے میں غلطی لگی ہے وہ خدا سے کبھی آشنا نہیں ہوں گے۔ درحقیقت توحید کی پہچان دین کی پہچان ہے۔ اس کے بعد تیسری بڑی چیز جو انسان کے لئے بے حد ضروری ہے وہ اعتقاد علم غیب ہے۔ ان ہر سہ مبادیات مذہب کو جس عمدہ طریق سے اس رکوع میں بیان فرمایا گیا ہے۔ وہ قرآن پاک ہی کا حصہ تھا۔ ان تینوں باتوں کو بیان فرمانے کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ رسالت، توحید اور علم غیب کے منکر ہیں اور کسی طرح نہیں مانتے ان کا خیال چھوڑ دو۔ حتی کہ قیامت کا دن ان کے سرپر آدھمکے۔ یہ وہ دن ہوگا کہ کوئی چیز کسی کے کام نہ آئے گی اور نہ کسی کو کہیں سے کوئی مدد مل سکے گی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو حکم ہوتا ہے کہ آپ صبر و استقامت سے اپنا کام کئے جائیں۔ اور دن رات اور صبح و شام تسبیح و تحمید اور تقدیس میں مشغول رہیں۔

(۶۷) سورۃ الملک (۶۷)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں تیس آیات مبارکہ اور دو رکوع ہیں۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۱-۱۴:- بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس کے قبضہء قدرت میں بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اسی نے موت اور حیات کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ کون تم میں سے نیک عمل کرتا ہے اور وہ بڑا زبردست بخشنے والا ہے۔ اسی نے سات آسمان اوپر تلے بنائے۔ تو خدا کی صنعت میں کوئی نقص نہیں دیکھے گا۔ پھر آنکھ اٹھا کر دیکھ لے کہیں خلل تو نظر نہیں آتا۔ پھر دوبارہ اچھی طرح دیکھ لے (مگر سوائے اس کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا کہ) نگاہ ذلیل اور درماندہ ہو کر تیری طرف واپس آئے گی اور بیشک ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں سے سجا رکھا ہے اور ان کو شیاطین کے مارنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ اور ان کے لئے آتش سوزاں کا عذاب (بھی) تیار ہے اور ان لوگوں کے لئے

بھی جو اپنے رب کے منکر ہیں۔ جہنم کا عذاب ہو گا اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔ تب ان کو اس میں ڈالا جائے گا تو وہ اس کا شور و شر سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہو گی۔ مارے غضب کے ابھی پھٹنے لگی ہے جب کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے گا تو اس کے داروغہ ان سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہ آیا تھا۔ وہ کہیں گے ہمارے پاس ڈرانے والا تو بلاشبہ آیا مگر ہم نے تکذیب کی اور کہا کہ اللہ نے کچھ نہیں اتارا۔ تم بڑی ہی غلطی میں ہو اور کہیں گے کہ اگر ہم (ان کی) سنتے یا سمجھ سے کام لیتے تو (آج) دوزخیوں میں سے نہ ہوتے۔ غرض وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے۔ سو دوزخیوں کے لئے لعنت ہے۔ بیشک جو لوگ اپنے رب سے غائبانہ ڈرتے ہیں ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہو گا۔ اور تم اپنی بات کو چھپاؤ یا اس کو ظاہر کرو (اس کے لئے برابر ہے کیونکہ) وہ تمہارے سینوں کے اندر چھپی ہوئی باتوں کو بھی جانتا ہے۔ جس نے پیدا کیا۔ کیا اسے معلوم نہیں؟ وہ تو از حد باریک بین اور بڑا باخبر ہے۔

شرح:- اس سورت میں انسان کی بے بسی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ذکر ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ یہ کائنات عالم جو تم کو نظر آتی ہے اور وہ کائنات جو تمہاری نگاہ سے پوشیدہ ہے اس سب کی حکومت اور اس کا کلی اختیار اللہ اور صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی قدرت کے مُظاہر میں سے ایک یہ بھی ہے کہ موت و حیات کا سلسلہ اس نے اس لئے بنایا ہے کہ تمہارے اعمال کی جانچ کرے کہ کون اچھے کام کرتا ہے اور کون برے یہ زندگی بس اس امتحان کے لئے ہے۔ دوسری زندگی میں اس کا نتیجہ ظاہر ہو گا نیک کام کرنے والے فرمانبردار لوگ کامیاب ہوں گے اور برے کام کرنے والے کو سخت سے سخت سزا دی جائے گی اور اللہ سے دوری ان کے حصے میں آئے گی۔ فرمایا اللہ کی قدرت و طاقت اور اس کے زور و غصہ کا تو یہ حال ہے مگر وہ اتنا بخشنے والا ہے کہ تم اس کی سلطنت میں رہ کر لاتعداد نافرمانیاں کرتے اور فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہو۔ مگر وہ پھر بھی تم کو روزی سے محروم نہیں رکھتا۔ تمہیں بھوکا نہیں مارتا۔ تمہارے اوپر آسمانی بلائیں نازل کر کے تمہیں ہلاک و برباد نہیں کرتا۔ الا یہ کہ اصلاح و درستی کی کوئی امید ہی نہ رہے پھر اس کی قدرت کا دوسرا نشان دیکھو کہ اس نے اوپر تلے سات آسمان اس طرح بنا کھڑے کئے ہیں کہ ان کو ستونوں کا کوئی سہارا ہے اور نہ ان میں کوئی دراڑ ہے۔ تم ایک بار نہیں لاکھ

بار نگاہ اٹھا کر آسمان کو بغور دیکھو مگر کوئی نقص نہ نکال سکو گے اور کسی جگہ کوئی رخنہ نہ پاؤ گے۔ خواہ تمہاری آنکھیں تھک کر رہ جائیں۔ آسمان کو ستاروں سے سجا دیا ہے اور ان سے ان شیاطین کا دنیا میں سزا دینے کا کام لیا جاتا ہے جو مجلس اعلیٰ کی باتیں سننے کے لئے اوپر جاتے ہیں۔

فرمایا ہماری ان قدرتوں کو دیکھ کر بھی جو لوگ ایمان نہیں لاتے وہ کافر ہیں ان کے لئے ہم نے آخرت میں دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ جب ان شیطانوں اور کافروں کو دوزخ میں پھینکا جائے گا تو اس کی آواز سخت کریہہ اور خوفناک ہوگی اور اس کے جوش سے ایسا معلوم ہوگا کہ گویا غصے میں آکر پھٹی پڑتی ہے۔ دوزخ کے داروغے ان لوگوں سے دریافت کریں گے کہ ارے کمبختو! کیا دنیا میں تمہارے پاس کوئی ایسا رسول نہیں آیا جس نے تم کو اس عذاب سے ڈرایا ہو یہ کھسیانے ہو کر جواب دیں گے کہ بیشک ڈرانے والے آئے مگر ہم نے ان کا کہا نہ مانا۔ بلکہ اسے جھوٹ جانا۔ اے کاش اگر ہم دل کے کانوں سے ان کی بات سنتے اور سمجھتے تو آج آتش دوزخ کی نذر نہ کئے جاتے۔ اس طرح وہ اپنے گناہ و قصور کا اعتراف کریں گے۔ فرمایا اس کے بالعکس جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں حالانکہ کسی نے اس کو دیکھا نہیں مگر اس پر اور اس کی صفات پر پورا یقین رکھتے ہیں اور اس کی عظمت و جلال کے تصور سے لرزتے اور اس کے عذاب کا خیال کر کے تھرتھراتے ہیں۔ ان کی خطاؤں پر پردہ ڈالا جائے گا اور فرمانبرداری اور نیکو کاری کا اجر بھی دیا جائے گا۔

فرمایا اے لوگو! دیکھو گو تم اس کو نہیں دیکھتے مگر وہ تم کو دیکھ رہا ہے اور تمہاری ہر کھلی چھپی بات کو جانتا ہے۔

ترجمہ آیات ۱۵-۳۰:- وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا سو تم اس کے اطراف و جوانب میں چلو پھرو اور اس کے رزق میں سے کھاؤ اور یہ بات بھی یاد رکھو کہ دوبارہ زندہ ہو کر اس کی طرف جانا ہے کیا تم اُس سے جو آسمان میں ہے اس بات کا ڈر نہیں رکھتے کہ وہ تم کو زمین میں دھنسا دے پھر ناگاہ زمین لرزنے لگے۔ کیا تم اس سے جو آسمان میں ہے اس بات کا ڈر نہیں رکھتے کہ وہ تم پر پتھروں کا مینہ برسائے پھر تمہیں معلوم ہو کہ میرا ڈرانا کیسا تھا۔ اور ان سے پہلے لوگوں نے بھی (اسی طرح) جھٹلایا تھا سو (دیکھ لو

کہ ان پر) میرا عذاب کیسا ہوا۔ کیا انہوں نے کبھی اپنے سروں کے اوپر پرندوں کو (اڑتے) نہیں دیکھا جو پروں کو پھیلاتے ہیں اور ان کو سمیٹ بھی لیتے ہیں۔ (یاد رکھو کہ) انہیں خدا کے سوا کوئی تھامے ہوئے نہیں بیشک وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے۔ بھلا وہ کون ہے جو خدائے رحمٰن کے مقابلے میں تمہارا لشکر بن کر تمہاری مدد کرے۔ کافر تو محض دھوکے میں پڑے ہیں۔ بھلا وہ کون ہے جو تم کو روزی دے اگر خدا اپنے رزق کو روک لے (کوئی نہیں دے سکتا) لیکن یہ لوگ سرکشی اور عناد پر جمے ہوئے ہیں۔ آیا وہ شخص جو منہ کے بل گرتا ہوا چلے زیادہ سیدھے راستہ پر ہے یا وہ جو سیدھا ہموار راستہ پر چل رہا ہو۔ کہہ دیجئے وہ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے واسطے کان' آنکھیں اور دل بنائے (مگر اس کے باوجود) تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔ کہہ دیجئے وہ وہی ہے جس نے تم کو روئے زمین پر پھیلایا اور (بالآخر) اسی کے روبرو تم سب کو جمع کیا جائے گا۔ اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ (ان سے) کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے اور میں تو محض صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔ پھر جب اس وعدہ کو وہ نزدیک تر آتے دیکھیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے اور کہا جائے گا کہ یہی وہ چیز ہے جس کو تم طلب کیا کرتے تھے۔ کہہ دیجئے کہ تم نے (کبھی) غور نہیں کیا کہ اگر اللہ مجھ کو اور میرے ساتھ والوں کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحم ہی کرے تو تم کو اس سے کیا فائدہ؟ تم بتاؤ کہ کافروں کو (آخرت کے) دردناک عذاب سے کون بچائے گا۔ کہہ دیجئے وہی ہے رحمٰن اسی پر ہم ایمان لائے اور اسی پر ہم کو بھروسہ ہے۔ تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ کون صریح گمراہی میں (پڑا) ہے۔ کہہ دیجئے کہ تمہارے استعمال کا پانی خشک ہو کر نیچے چلا جائے تو کون ہے جو تمہیں (ایسا) شیریں پانی لا کر دے۔

شرح:۔ پہلے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنی دو عظیم الشان قدرتوں کا ذکر کیا تھا یعنی موت و حیات اور سات آسمانوں کا پیدا کرنا۔ اس رکوع میں چند دیگر قدرتوں کا ذکر ہے۔ فرمایا کیا تم زمین کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح تمہارے لئے مسخر کر دی گئی۔ تم اس کے نشیب و فراز میں چلو' اس میں کھیتی باڑی کرو۔ اس پر محلات تعمیر کرو' غرض جس مصرف میں لانا چاہو لاؤ وہ تم سے کبھی انکار نہیں کرتی تم کو بھی چاہئے کہ اس کو یاد رکھو جس نے تمہارے قبضہ و اختیار میں اتنی بڑی اور اتنی مفید چیز دیدی ہے۔

ہمارے انعامات اور مادی قوت و طاقت کو تم دیکھتے ہو مگر اس کے باوجود ہماری نافرمانی سے نہیں ڈرتے کیا تم کو خوف نہیں ہے کہ ہم چاہیں تو تمہیں زمین کے اندر دھنسا دیں یا کیا تم کو خوف نہیں آتا کہ ہم اوپر سے پتھروں کا مینہ برسا دیں۔ اور پھر تمہیں معلوم ہو کہ ہمارا ڈرانا کیا معنی رکھتا تھا فرمایا جب ہم ان باتوں پر قادر ہیں تو پھر کیوں نہیں ڈرتے اور کیوں ایمان و عمل سے اپنے آپ کو آراستہ و پیراستہ نہیں کرتے۔ اے لوگو! تم دیکھو کہ تم سے پہلے جو لوگ کفر و انکار کی راہ چل چکے ہیں ان کا انجام کس قدر حسرت ناک ہوا اور ان پر میرا کتنا بڑا عذاب آیا۔ ہماری تین قدرتیں تم دیکھ چکے۔ اب چوتھی قدرت پر بھی غور کرو کہ تمہارے سروں کے اوپر پرندے اڑے چلے جا رہے ہیں وہ کبھی پر کھول لیتے ہیں اور کبھی سمیٹ لیتے ہیں۔ مگر زمین پر نہیں آگرتے باوجود یہ کہ ثقیل جسم رکھتے ہیں۔ پھر اگر ان کو تھام رکھا ہے تو خدا کے سوا کون ہے تھامنے والا۔ فرمایا کیا تم نے کبھی غور کیا ہے کہ تمہیں روزی کہاں سے میسر ہوتی ہے؟ اگر خدا روک لے تو تم ہی بتاؤ کہ کون ہے جو تمہیں کھانے پینے اور پہننے کو دے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ یہ جس قدر باتیں ہم نے بیان کی ہیں ان میں سے ہر ایک بات کو تم خود نہایت اچھی طرح سمجھتے ہو۔ دیکھو تو خدا وہ ہے جس نے تمہیں سننے کو کان دیکھنے کو آنکھیں اور سوچنے کو دل دیا۔ چاہئے تھا کہ تم ان عجیب و غریب قوتوں سے کام لیتے اور خدا کا شکر بجا لاتے مگر تم بہت کم شکر گزار ہو۔ فرمایا یاد رکھو کہ خدا ہی نے تم کو زمین پر پھیلایا ہے اور وہی تمہیں اکٹھا کرے گا۔ منکرین حق کو جب عذاب الٰہی سے ڈرایا جاتا تھا تو وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ معلوم نہیں قیامت کا وعدہ کب پورا ہوگا۔ اس پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو حکم ہوتا ہے کہ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ قیامت کے واقع ہونے یا عذاب کے آنے کا صحیح وقت تو خدا ہی جانتا ہے۔ میرا کام تو صرف اتنا ہے کہ تمہیں بتا دوں کہ نافرمانی کی سزا یہ ہے۔

منکران حق جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لاجواب ہوتے اور کسی طرح بات نہ کر سکتے تو کہنے لگتے کہ آپ مر ہی جائیں تو آئے دن کا دھندا ختم ہو۔ اس کا جواب ملتا ہے کہ اے رسول ان کو کہہ دیجئے کہ باتیں دو ہیں یا تو یہ کہ بغیر کامیابی کا منہ دیکھے ہم لوگ مر جائیں اور یا یہ کہ ہمارا خدا ہم کو آغوش رحمت میں لے اور ہمیں ہمارے

مقاصد میں کامیاب کر دے۔ ان ہر دو صورتوں میں سے کوئی صورت بھی ہمیں دنیا میں پیش آئے ہم اس کے لئے بالکل تیار ہیں مگر تم یہ بتاؤ تمہیں بھی تو مرنا ہے تمہارے پاس کیا دلیل ہے کہ تم کو وہاں کوئی سزا نہ ملے گی۔ فرمایا موت کے بعد جزا اور سزا اور حشر اور نشر کو کیوں ناممکن خیال کرتے ہو۔ یہ تمام چیزیں اسی کے قبضہ و اختیار میں ہیں۔ غور کرو کہ اس نے اپنی حکمت بالغہ سے پانی ایسی نعمت تم کو دے رکھی ہے۔ ایک اسی چیز پر غور کرو تو تم خدا کو ماننے لگو۔ سنو! یہ صاف پانی جو بغیر کسی محنت کے تم کو حاصل ہے اگر زمین میں گہرا چلا جائے یا اس کے چشمے بند کر دیئے جائیں۔ تو کون ہے جو خدا کے گہرے کئے ہوئے پانی کو نزدیک تر لے آئے۔ اگر نہیں تو پھر تم کیوں سجدہ شکر بجا نہیں لاتے اور کیوں اس کو اور اس کے احکام کو ماننے سے انکار کرتے ہو۔

(۷۸) سورۃ الحاقۃ (۶۹)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں باون آیات مبارکہ اور دو رکوع ہیں۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۱-۳۷:- وہ ثابت ہو کر رہنے والی کیا ہے وہ ثابت ہو کر رہنے والی اور آپ کو کیا معلوم ہے وہ ثابت ہو کر رہنے والی کیا چیز ہے۔ ثمود اور عاد نے اس کھڑکھڑانے والی (قیامت) کو جھٹلایا۔ سو ثمود تو ایک مہیب آواز سے ہلاک کر دیئے گئے اور جو عاد تھے ان کو تیز اور آندھی سے برباد کر دیا گیا۔ اللہ نے اس کو سات رات اور آٹھ دن مسلسل ان پر چلائے رکھا۔ سو آپ ان کو اس آندھی میں دیکھتے کہ کھجوروں کی کھوکھلی جڑوں کی طرح گرے پڑے ہیں۔ کیا آپ ان میں سے کسی کو باقی دیکھتے ہیں اور فرعون اور جو لوگ اس سے پہلے تھے اور الٹی ہوئی بستیوں میں رہنے والے ان سب نے گناہ کے کام کئے انہوں نے اپنے رب کے رسول کی نافرمانی کی۔ پس اس نے ان کو بہت سخت پکڑا۔ (سنو) جب پانی کا طوفان آیا تھا تو ہم نے تم کو (چلتی) کشتی میں سوار کیا تاکہ اس واقعہ کو تمہارے لئے یادگار بنا دیں اور یاد رکھنے والے کان اسے یاد رکھیں۔ پھر جب صور

میں ایک پھونک ماری جائے گی اور زمین اور پہاڑوں کو اٹھالیا جائے گا پھر ان کو (ٹکرا کر) ایک بارگی ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔ اس دن ہو کر رہنے والی ہو کر رہے گی اور آسمان پھٹ جائے گا وہ اس دن بہت کمزور ہو گا۔ اور فرشتے اس کے کناروں پر ہوں گے اور تیرے رب کا عرش آٹھ فرشتے اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے اس دن تم کو (اللہ کے روبرو) پیش کیا جائے گا (اور) تمہارا کوئی راز اس سے چھپا نہیں رہے گا۔ سو وہ جس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا کہ لو! میرا اعمال نامہ پڑھو۔ مجھے پورا یقین تھا کہ (ایک نہ ایک دن) مجھے میرا حساب ملنے والا ہے۔ سو وہ بڑی اچھی زندگی میں ہو گا بہشت بریں میں۔ کہ جس کے پھل جھکے ہوئے ہوں گے (حکم ہو گا کہ) تم نے ایام گزشتہ میں جو عمل آگے بھیجے ہیں ان کے صلہ میں مزے سے کھاؤ پیو اور جس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا کہ اے کاش! مجھے میرا اعمال نامہ دیا ہی نہ جاتا اور مجھے معلوم ہی نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ اے کاش! میری ہستی کا خاتمہ ہو گیا ہوتا۔ (آج) میرا مال میرے کسی کام نہیں آیا۔ میرے اختیارات مجھ سے چھن گئے۔ (حکم ہو گا کہ) اس کو پکڑلو۔ پھر اسے زنجیروں میں جکڑ دو۔ پھر دوزخ میں اس کو دھکیل دو۔ پھر ایک ایسی زنجیر میں جس کی ناپ ستر گز ہے۔ اس کو جکڑ دو۔ یہ خدائے بزرگ پر ایمان نہیں لاتا تھا۔ اور نہ محتاجوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیا کرتا تھا۔ سو آج کے دن یہاں اس کا کوئی دوست نہیں اور نہ اس کے لئے کھانا ہے مگر زخموں کی پیپ۔ یہ کھانا صرف گنہگار ہی کھائیں گے۔

شرح:۔ فرمایا قیامت کی وہ گھڑی جس کا آنا یقینی اور لابدی ہے اور جس کے آنے سے ہر ایک بات خود بخود ثابت ہو جائے گی جانتے ہو وہ کیا چیز ہے اور اس کا کیا حال ہو گا اور کیا کیفیت فرمایا تم لاکھ سوچ بچار کر لو اور تخیل کو دوڑا لو مگر تم اس کی ہولناکی اور زہرہ گدازی کو نہ سمجھ سکتے ہو اور نہ بیان ہی کر سکتے ہو۔ ثمود اور عاد نے اس گھڑی کو جھٹلایا تھا جو ایک دن ہر چیز کو خواہ آسمان ہو یا زمین برباد کر دے گی۔ اس پر ہم نے ثمود کو بھونچال کے ذریعے تہ و بالا کر کے رکھ دیا۔ اور عاد کو آندھی کی لپیٹ میں ڈال کر تباہ کر دیا۔ یہ آندھی ان پر سات راتیں اور آٹھ دن چلی اور ان کو اس طرح نڈھال کر کے چھوڑ گئی جیسے کھجور کے درخت کی خشک جڑیں اکھڑی پڑی ہوتی ہیں۔ آج دیکھو تم کو ان کا کوئی نشان

تک دکھائی نہیں دیتا۔ اس کے بعد فرعون اور اس سے قبل چند دیگر قومیں آئیں اور انہوں نے بڑی شد و مد کے ساتھ گنہگاری کے طریقے اختیار کئے اور ہمارے رسول کو جھٹلایا۔ لہٰذا ہم نے ان کو ایسا پکڑا کہ ہمارے آگے کسی کی پیش نہ گئی۔ پھر نوح علیہ السلام کے زمانے میں جو طوفان آیا تو کسی کے بچاؤ کی کوئی صورت نہ تھی۔ ہم نے محض اپنی قدرت اور عنایت سے تم کو بچالیا۔ تاکہ نوح علیہ السلام کے زمانہ کے لوگوں کی یاد کسی کو بھولے نہیں اور یاد رکھنے والے یاد رکھیں۔

فرمایا یہ گھڑی اس وقت آئے گی جب صور پھونکا جائے گا اور زمین و آسمان اپنی اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے اور یہ چیزیں جو آج تمہیں اس قدر مضبوط دکھائی دیتی ہیں ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔ پس جس دن یہ واقعات ظہور پذیر ہوں گے اسی کا نام "الحاقہ" ہے۔ اس دن آسمان کی یہ بلندی پستی سے تبدیل ہو جائے گی اور وہ پھٹنا شروع ہو جائے گا۔ فرشتے اس کے اوپر سے ہٹ کر کناروں پر آجائیں گے۔ اور خدا کے عرش کو آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ اس دن تمام مخلوق کو اللہ عزوجل کے روبرو پیش کیا جائے گا اور کوئی بات تم سے پوشیدہ نہ رہے گی۔ آج دنیا میں انسان کو اکثر حقائق پر محض غائبانہ ایمان لانا پڑتا ہے کیونکہ یہ اس قسم کی چیزیں ہیں جو انسان کی مادی نگاہ میں دکھائی نہیں دیتیں مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے انسان کی دوسری زندگی میں ہر چیز کو انسان دیکھ اور سمجھ سکے گا مثلاً "نامہ اعمال اور اس کی حقیقت کو انسان دنیا میں سمجھ نہیں سکتا۔ کراما" کاتبین اور ان کے روزنامچہ پر ایمان بالغیب لانا پڑتا ہے مگر اس دن اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کا اعمال نامہ دے گا اور اس کی حقیقت سے اس کو واقف کر دے گا۔ چنانچہ جن لوگوں کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا وہ بے حد خوش ہوں گے اور لوگوں کو پکار پکار کر کہیں گے کہ آؤ ہمارا اعمال نامہ پڑھو۔ دیکھو ہمیں یقین کامل تھا کہ ایک دن ہمارا حساب کتاب ہمیں ملنے والا ہے۔ الغرض یہ لوگ تو مزے کی زندگی گزاریں گے۔ بہشت بریں میں رہیں گے جس کے درختوں کی ثمربار ٹہنیاں جھکی ہوئی ہوں گی حکم ہوگا کہ دنیا کی زندگی کے دوران میں تم نے جو نیک کام کئے تھے ان کے بدلے میں آج جس چیز کو جی چاہے مزے سے کھاؤ اور پیو مگر اس کے برعکس جس کے بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا وہ واویلا کرے گا شور مچائے گا اور کہے گا اے کاش! میرا اعمال نامہ مجھے نہ دیا جاتا

مجھے کبھی معلوم نہ ہوتا کہ میں نے کیا کمایا ہے اے کاش میری زندگی کا آخری طور پر فیصلہ ہی ہو گیا ہوتا اور آج اس سیاہ اعمال نامہ کو دیکھنے کے لئے زندہ نہ ہوتا دیکھو دنیا میں میرے پاس اتنی دولت تھی مگر آج میرے کسی کام نہیں آئی اور میں اتنی باتیں کرنا جانتا تھا مگر آج کوئی دلیل و حجت مجھے یاد ہی نہیں رہی اس اعتراف گناہ کے بعد ارشاد ہوگا کہ اس نالائق کو پکڑ کر زنجیروں میں جکڑ دو۔ اور جہنم میں پھینک دو کیونکہ نہ تو یہ کبھی اللہ پر ایمان لایا نہ اس نے کبھی مسکینوں کو کھانا کھلانے کے واسطے ترغیب دی۔ اس نے دنیا میں کسی کو بھی دوست نہ بنایا تھا۔ سو آج اس کا بھی کوئی دوست نہ ہوگا۔ اور چونکہ اس نے کسی کو کھانا نہیں کھلایا تھا۔ آج اس کو بھی کوئی کھانا نہیں کھلائے گا۔ اور اگر کچھ دیا بھی گیا تو صرف دوزخیوں کے زخموں کی پیپ دی جائے گی۔ فرمایا گنہگاروں کے لائق یہی کھانا ہے۔

ترجمہ آیات ۳۸-۵۲:- سو مجھے قسم ہے ان چیزوں کی جن کو تم دیکھتے ہو۔ اور ان کی بھی جن کو تم نہیں دیکھتے کہ یہ قرآن ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا ہے۔ اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے (مگر) تم بہت ہی کم یقین کرتے ہو اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے (مگر) تم بہت ہی کم غور کرتے ہو۔ یہ پروردگار عالم کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اور اگر وہ کوئی بات اپنے پاس سے بنا کر ہماری طرف منسوب کر دیتا تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے۔ پھر اس کی رگ گردن کو ہم کاٹ دیتے۔ پھر تم میں سے کوئی ہمیں اس سے روک نہ سکتا اور یہ قرآن تو ڈرنے والوں کے لئے بلاشبہ ایک نصیحت ہے اور یہ بھی ہم جانتے ہیں تم میں سے بعض اس کو جھٹلانے والے ہیں۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ کافروں کے لئے موجب حسرت ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ یہ یقیناً برحق ہے۔ سو آپ اپنے پروردگار عالیشان کی تسبیح و تقدیس کرتے رہیں۔

شرح:- جہان میں دو طرح کی چیزیں ہیں ایک وہ جن کو ہم حواس خمسہ سے معلوم کرتے ہیں اور ایک وہ جو حواس خمسہ سے تو معلوم نہیں ہوتیں مگر عقل کے ذریعہ ہم کو معلوم ہوتی ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے تمام اشیائے عالم کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دونوں کی قسم کھائی ہے جس سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ ان ہر دو طرح کی چیزوں کو جو قرآن بیان کر رہا ہے تو اس سے سمجھ لو کہ یہ اللہ کا کلام ہے اگر انسان کا کلام ہوتا تو دوسری قسم کی چیزوں کو اتنی وضاحت سے بیان نہ کر سکتا۔ فرمایا یہ قرآن ہمارا کلام ہے۔ جو ہمارے

ایک معزز فرشتے کے ذریعے معزز رسول پر نازل ہو رہا ہے۔ یہ کسی شاعر کا کلام نہیں۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ شعرا کے کلام میں ہزلیات اور ناقابل عمل تخیلی باتیں نہ ہوں۔ جن پر وہ خود بھی عمل پیرا نہیں ہوتے اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے کیونکہ کاہنوں کا کلام بے فائدہ اور صرف لفاظی ہی ہوتی ہے۔ کہیں پر کام کی بات ہوئی تو ہوئی مگر وہ بھی نامکمل افسوس! تمہاری عقلوں پر ایسا پردہ پڑ گیا ہے کہ تم شاعروں اور کاہنوں کے کلام اور خدا کے کلام میں تمیز ہی نہیں کر سکتے سنو یہ پروردگار عالم کا کلام ہے اس میں نہ کسی نے تصرف کیا اور نہ کوئی کر سکتا ہے کیونکہ ہمارا رسول اس میں اگر کوئی بات اپنی طرف سے بڑھا دے تو ہم اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ کر موت کے گھاٹ اتار دیں۔ اور دنیا کا کوئی بشر اس کی مدد نہ کر سکے دیکھو شک و شبہات میں نہ پڑو یہ قرآن ہم نے اس لئے نازل کیا ہے کہ جو لوگ ہمارا خوف دلوں میں رکھتے ہیں۔ وہ اسے پڑھ کر رشد و ہدایت حاصل کریں۔ اور جو لوگ اس کو نہیں مانتے وہ اسے جھٹلائیں گے۔ مگر ایک دن ایسا آئے گا جب ان کو یہ حسرت و پشیمانی ہوگی کہ ہم نے کیوں ایسا کیا۔ کیوں نہ قرآن کو تسلیم کر لیا۔ اس دن ان کو قرآن کے ہماری طرف سے ہونے کا قطعی اور آخری یقین حاصل ہوگا۔ مگر اس کا کیا فائدہ لہٰذا اے مسلمانو! تم قرآن میں کوئی شک نہ کرو اور اس پر ایمان لا کر ہماری تسبیح و تحمید میں لگے رہو۔

(۷۰) سورۃ المعارج (۷۹)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں چوالیس آیات مبارکہ اور دو رکوع ہیں۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۳۵:۔ ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کے وقوع پذیر ہونے کے متعلق سوال کیا جو کافروں پر واقع ہوگا اور جسے کوئی روکنے والا نہیں۔ وہ اس اللہ کی طرف سے ہوگا جو بلند درجوں والا ہے۔ فرشتے اور روح اس کی طرف چڑھتے ہیں۔ (یہ عذاب) اس دن ہوگا جس کا اندازہ پچاس ہزار سال ہے۔ سو آپ پوری طرح صبر سے

کام لیں۔ وہ بلاشبہ اسے دور خیال کرتے ہیں اور ہم اسے قریب دیکھ رہے ہیں۔ جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا اور پہاڑ دھنی ہوئی رنگین اون کی مانند ہو جائیں گے اور کوئی دوست کسی دوست کا پرسان حال نہ ہو گا باوجودیکہ ایک دوسرے کو دکھلا بھی دیئے جائیں گے گنہگار اس بات کو پسند کرے گا کہ اس دن کے عذاب کے صلے میں وہ دیدے اپنے بیٹوں کو اور اپنی بیوی کو اور بھائی کو۔ اور اپنے گھرانے کو جس میں وہ رہتا تھا اور وہ جو روئے زمین پر ہیں ان سب کو پھر اپنے آپ کو نکالے۔ ہرگز نہیں وہ تپتی ہوئی آگ ہے جو منہ کی کھال ادھیڑ ڈالنے والی ہے۔ (یہ آگ) اس کو پکارے گی جس نے پیٹھ پھیرلی اور روگردانی کی اور دولت جمع کی اور اس کو بند رکھا۔ بلاشبہ انسان بے صبر پیدا کیا گیا ہے۔ جب اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرانے لگتا ہے اور جب اس کو دولت ملتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے سوائے ان نماز گزاروں کے جو اپنی نمازوں کو ہمیشہ ادا کرتے ہیں اور جن کے مال میں ایک معین حصہ (مقرر) ہے سوال کرنے والوں کا اور محتاجوں کا اور جو قیامت کے دن کو مانتے ہیں اور جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں ان کے رب کا عذاب بلاشبہ بڑا خطرناک ہے اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں یا ان لونڈیوں سے جو ان کے قبضے میں ہیں کیونکہ (ان کے بارے میں) ان پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا۔ پھر جو کوئی اس کے سوا خواہش کرے تو وہ لوگ حد سے گزرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور معاہدوں کا خیال رکھتے ہیں اور جو اپنی گواہیوں کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔ یہ لوگ بہشت میں عزت پائیں گے۔

شرح:۔ ابتدائے اسلام کے زمانے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کبھی لوگوں کو خدا کے عذاب اور روز آخرت کی سختی سے ڈراتے اور ان سے بچاؤ کے لئے یہ فرماتے کہ خدا پر ایمان لا کر اس کی عبادت کرو اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرو تو اکثر لوگ اس حقیقت ثانیہ کو سمجھ نہ سکتے اور یہ کہتے کہ خدایا! اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں تو جس عذاب سے ہم کو ڈراتے ہیں وہ ہم پر نازل کر دے۔ اس صورت میں ان کی اس حماقت کا جواب ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ قیامت کا عذاب تو ضرور نازل ہو کر رہے گا۔ تم اپنے منہ سے عذاب مانگتے ہو اور اتنی جلدی کرتے ہو یہ تمہاری اپنی کم بختی ہے۔ فرمایا

جس دن یہ عذاب نازل ہوگا اس دن کا اندازہ تم اپنے ہاں کے پچاس ہزار سال سمجھو اور اندازہ کرو کہ اگر تم کو دنیاوی تکلیف ہی آئے تو تم کو ایک دن گزارنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مگر ایک تو وہاں کی تکلیف دنیاوی تکلیف سے کئی گناہ زیادہ ہوگی اور دوسرے اس دن کی لمبائی بڑی تکلیف دہ۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اے رسول! اگر یہ لوگ مخالفت اور تمسخر سے باز نہیں آتے تو آپ ان کی پرواہ نہ کریں۔ اور صبر سے کام لیں۔ گویہ تو اس دن کے آنے کو ایک مستبعد اور ناممکن چیز خیال کرتے ہیں مگر ہم جانتے ہیں کہ اس کا لانا ہمارے لئے کتنا آسان ہے فرمایا اس دن یہ کائنات عالم تمام درہم برہم ہوجائے گی اور سارا نظام بگڑ جائے گا۔ کوئی دوست کسی دوست کی حمایت و مدد نہ کرسکے گا۔ نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔ ہر شخص خود عذاب سے بچنے کی غرض سے اپنے عزیز سے عزیز رشتہ دار اور بہن بھائی کو دینے کے لئے تیار ہوگا۔ بلکہ اگر کوئی شخص روئے زمین اور مافیہا کا مالک ہو تو اس سب کو دے کر بھی نجات حاصل کرنا چاہے گا مگر دوزخ کی لپیٹ سے بچنا ناممکن ہوگا۔ فرمایا دوزخ آواز دے گی کہ او کافر! او منافق! او مال جمع کرنے والے! میری طرف آ! اس کے بعد جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔ ایک لمبی گردن نکلے گی جو منافقوں' کافروں اور دولت جمع کرکے رکھنے والوں کو چن چن کر پکڑے گی اور آتش سوزاں کے سپرد کرتی جائے گی۔

فرمایا ان کافروں کی باتوں پر کیا جاتے ہو انسان تو ہے ہی بڑا بزدل۔ نہ مصیبت کو برداشت کرسکتا ہے نہ خوشی کو سہار سکتا ہے۔ بیماری' تنگدستی' موت آتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے۔ ہاتھ فراخ ہوتا ہے مال و دولت ملتی ہے اولاد حاصل ہوتی ہے تو متکبر ہو جاتا ہے اور نیکی کے کاموں سے خود باز رہتا اور دوسری کو روکنے لگتا ہے۔ نہ آپ اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے نہ دوسروں کو اس کی ترغیب دیتا ہے۔

فرمایا یہ نقائص بالعموم ہر انسان میں پائے جاتے ہیں مگر جو لوگ نماز پڑھتے ہوں متواتر پڑھتے ہوں اور سوچ سمجھ کر۔ ان میں یہ عیوب نہیں ہوتے۔ وہ اپنے مال و دولت سے ایک حصہ فقیروں اور مسکینوں کے لئے الگ نکالتے ہیں۔ روز قیامت کو مانتے اور اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ایسی چیز نہیں کہ انسان اس کی طرف سے بے فکر ہو بیٹھے۔ الغرض یہاں مومنوں کے جو صفات بیان کیے گئے ہیں۔ وہ

انسان کو انسان کامل بنا دیتے ہیں اور جب انسان اس درجہ پر پہنچتا ہے تو فی الحقیقت اسی وقت وہ نجات کا مستحق ہوتا ہے۔ نماز انسان کی طبیعت میں خوف خدا پاکیزگی' معاملہ کی صفائی اور باقاعدگی پیدا کرتی ہے۔ صدقہ و خیرات انسان کو فراخدل بناتا اور قومی اور ملکی خدمت کے لئے تیار کرتا ہے۔ روز جزا و سزا کا ڈر انسان کو افراط و تفریط اور بد معاملگی سے بچاتا ہے۔ پاک دامنی اور عفت شعاری انسان کے دل کو پاک ذہن کو مجلی اور قوئی بدنیہ کو طاقتور بناتی ہے۔ امانتوں اور معاہدوں کا احترام انسان کو ابنائے زماں کی نظروں میں باعزت اور خدا کی نظروں میں متقی بنا دیتا ہے۔ سچی گواہی دینا فتنہ و فساد کے مٹانے کا بہترین ہتھیار ہے۔

فرمایا۔ ان اشخاص کے اندر یہ صفات پیدا ہو جائیں وہی اس دن کے عذاب سے نجات پائیں گے۔ اور بہشت بریں میں امن و چین سے آخری زندگی گزاریں گے۔

ترجمہ آیات ۳۶ – ۴۴:- پھر کافروں کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ وہ آپ کی طرف دوڑتے ہوئے چلے آتے ہیں۔ دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے گروہ گروہ ہو کر کیا ان میں سے ہر شخص اس بات کی آرزو کرتا ہے کہ اسے نعمتوں سے معمور جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ہرگز نہیں! ہم نے ان کو اس چیز سے بنایا ہے جو ان کو معلوم ہے۔ سو میں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی قسم کھاتا ہوں کہ ہم (اس پر بھی) قادر ہیں۔ کہ ان سے بہتر لوگ ان کی جگہ لے آئیں اور ہم عاجز نہیں ہیں۔ سو ان کو چھوڑ دیجئے کہ وہ باتیں بنایا اور کھیلا کریں یہاں تک کہ وہ دن ان کے سامنے آ موجود ہو جس کا ان سے وعدہ ہے جس دن وہ قبروں سے ایسے دوڑتے ہوئے نکل پڑیں گے گویا کہ وہ کسی نصب العین کی طرف دوڑے جا رہے ہیں۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی (اور) ان کے (چہروں) پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی۔ یہی ہے وہ دن جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔

شرح:- اس رکوع میں صاف لفظوں میں بتا دیا گیا ہے کہ جو لوگ قرآن سننے کے بعد اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے اور نصیحت حاصل نہیں کرتے ممکن نہیں کہ وہ اس دن کی شدت سے نجات پائیں۔ فرمایا کیا بات ہے جو منکرین حق دائیں بائیں سے قرآن سنتے اور سن کر ہنستے اور مضحکہ اڑانے کے لئے بھاگے چلے آ رہے ہیں فرمایا کہ اس گستاخی کے باوجود کیا ان کو توقع ہو سکتی ہے کہ اس دن کی سختی سے بچ جائیں گے اور نعمتوں سے معمور جنت

میں داخل ہو جائیں گے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اگر ان کی گستاخیوں کو دیکھا جائے تو ہم ان کو فوراً ہلاک و برباد کر کے ان سے بہتر مخلوق ان کی جگہ لے آئیں۔ مگر ہمارے ہاں ہر ایک چیز کا وقت معین ہے ہم نہ اس سے پہلے کرتے ہیں نہ پیچھے۔ اس مقام پر اللہ تعالیٰ اپنے رب المشارق اور رب المغارب ہونے کی قسم کھا کر بتاتا ہے کہ تمہارا وہ رب جو ہر روز نئے مقام سے سورج کو چڑھاتا اور نئے مقام ہی پر اسے غروب کرتا ہے کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ تمہاری گستاخیوں کو دیکھ کر فوراً تمہیں ہلاک کر دے۔

فرمایا' چھوڑ دو ان کا ذکر ہی کیا کرنا ہے جس طرف دھیان لگائے بیٹھے ہیں حتی کہ وہ دن آ جائے جس کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس دن یہ جلدی جلدی قبروں سے نکلیں گے اور ایک مقام معلوم کی طرف بھاگے چلے جائیں گے۔ شرم و ندامت کے مارے آنکھیں نیچے جھکی ہوئی ہوں گی اور عجیب پریشانی میں پڑے ہوئے ہوں گے۔

(۸۰) سورۃ النبا (۷۸)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں چالیس آیات مبارکہ اور دو رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

<u>ترجمہ آیات ۱-۳۰</u>:- یہ لوگ کس چیز کے متعلق آپس میں سوال کرتے ہیں (کیا) اس عظیم الشان خبر کے متعلق جس کے بارے میں وہ مختلف رائیں رکھتے ہیں نہیں نہیں انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا (میں) پھر (کہتا ہوں) نہیں نہیں ان کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا کیا ہم نے زمین کو فرش اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا اور ہم نے تمہیں جوڑا جوڑا پیدا کیا اور ہم نے تمہاری نیند کو راحت کا سامان بنایا اور ہم نے رات تمہاری پردہ پوشی کا سامان ٹھہرائی اور دن کو طلب معاش کا وقت بنایا اور ہم نے تمہارے اوپر سات مضبوط (آسمان) بنائے اور ایک روشنی دینے والا چراغ بھی مہیا کیا اور ہم نے بادلوں سے موسلا دھار مینہ برسایا تاکہ ہم اس کے ذریعے اناج اور سبزہ نکالیں اور گھنے باغ (پیدا

کرین) بیشک (حق و باطل میں) فیصلہ کا دن معیّن ہو چکا ہے۔ جس دن صور پھونکا جائے گا سو تم گروہ در گروہ چلے آؤ گے۔ اور آسمان کھول دیا جائے گا پس (اس میں) دروازے ہی دروازے ہو جائیں گے۔ اور پہاڑوں کو (اپنی جگہ سے) چلایا جائے گا۔ پس وہ (صحرا کی) ریگ کی مانند ہو جائیں گے۔ بیشک دوزخ تاک میں ہے (اور) شریروں کا ٹھکانا ہے۔ جس میں وہ مدتوں پڑے رہیں گے۔ نہ وہاں ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ پینے کو کچھ (ملے گا) بجز کھولتے ہوئے پانی اور پیپ کے (یہ) پورا پورا بدلہ ہے کیونکہ یہ لوگ حساب کی قطعاً توقع نہ رکھتے تھے اور ہماری نشانیوں کو بڑے زور سے جھٹلاتے رہے اور ہم نے ہر ایک بات قلمبند کر رکھی ہے۔ سنو (اس دن کہا جائے گا کہ) لو چکھو (اب) ہم بھی عذاب پر عذاب بڑھاتے جائیں گے۔

شرح:۔ مکہ معظمہ میں ابھی کوئی کوئی شخص ایمان لایا تھا۔ اکثر غیر مسلم ایک دوسرے سے پوچھا کرتے تھے کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقعی رسول ہیں اور آپ کے اس دعویٰ کی حقیقت کیا ہے کہ میں اللہ کی جانب سے توحید سکھانے اور روز آخرت کا اعتقاد تمہارے دلوں میں پیدا کرنے کے لئے آیا ہوں اور بتاتے ہیں کہ روز آخرت وہ ہے جب ہر شخص سے پوچھا جائے گا کہ وہ دنیا میں کیسے عمل کرتا رہا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ دیکھو یہ لوگ آپس میں قیامت اور ایسی عظیم الشان خبروں پر رد و کد کر رہے ہیں کوئی انکار کرتا ہے اور کوئی تردد میں پڑا ہے فرمایا کہ اس تردد و انکار کو چھوڑ دو۔ تمہیں بہت جلد اصلی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ اس کے بعد اپنے قدرت اور نشانات رحمت کا ذکر کیا ہے اور فرماتا ہے جس نے تم کو یہ نعمتیں عطا کی ہیں بھلا کس طرح تم کو ایک پیغمبر کے بغیر جو تمہیں توحید کی طرف بلائے ایک ہادی کے بغیر جو سیدھی راہ دکھائے اور ایک یاد کرانے والے کے بغیر جو روز آخرت کا یقین دلائے چھوڑ سکتا تھا اور جو خدا زمین کو بچھونے کی طرح بچھا سکتا ہے پہاڑوں کو زمین کے اندر میخوں کی طرح گاڑ سکتا ہے تمہیں جوڑے جوڑے پیدا کر سکتا ہے نیند کو راحت رات کو لباس اور دن کو معاش کا ذریعہ بنا سکتا ہے۔ اور پھر سات آسمان بنا کر ان میں ایک چمکتا ہوا چراغ رکھ سکتا ہے۔ بادلوں سے مینہ برسا سکتا ہے۔ زمین میں طرح طرح کی سبزیاں اگا سکتا ہے۔ اور تمہارے لئے باغ لگا سکتا ہے۔ کیا وہ رسول نہیں بھیج سکتا کیا وہ تمہاری ہدایت کا سامان پیدا نہیں کر سکتا اور کیا وہ اس نظام عالم

کو ایک دن درہم برہم کر کے قیامت قائم نہیں کر سکتا؟

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے جو انعامات جتلائے ہیں وہ قابل غور ہیں۔ پہلا انعام مثلاً" فرمایا کہ زمین کو ایسا فرش بنا دیا ہے کہ انسان اور حیوان اس پر بلا تکلف چلتے ہیں۔ اگر زمین اس طرح بچھی ہوئی نہ ہوتی بلکہ کوہستانی علاقوں کی طرح نشیب و فراز ہی کا سلسلہ ہوتی تو انسان نہ بلا تکلف اس پر رہ سکتا نہ چل پھر سکتا۔ لہٰذا زمین کا موجودہ طرز پر فرش کی طرح بچھا ہونا بھی انعامات الٰہیہ میں سے ایک انعام ہے۔ دوسرا انعام پہاڑوں کو میخوں کی طرح زمین پر گاڑنا ہے۔ پہاڑوں کو میخیں اس لئے کہا کہ جس طرح میخیں زمین میں گاڑی جاتی ہیں۔ اسی طرح پہاڑ بھی گڑے ہوئے ہیں۔ اور ان کا فائدہ یہ ہے کہ زمین ادھر ادھر ہلنے جلنے سے بچی رہے۔ تیسرا انعام یہ بتایا کہ ہم نے تمہیں جوڑے جوڑے پیدا کیا تاکہ تمہاری باہمی الفت و محبت میں کوئی کمی نہ رہے۔ حصول معاش میں ایک دوسرے کا تعاون حاصل ہو۔ سلسلہ نسل باقی رہے اور اولاد کی تربیت مکمل طور پر ہو سکے۔ چوتھا انعام یہ بتایا کہ نیند کو تمہارے لئے باعث راحت بنایا اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک انعام ہے کیونکہ رات دن میں چند گھنٹوں کی نیند اعضاء انسانی کی تھکاوٹ دور کر دیتی ہے۔ اور جو قوت و طاقت جاگنے اور کام کرنے سے خرچ ہو جاتی ہے اسے واپس لے آتی ہے۔ پانچواں احسان یہ گنایا ہے کہ رات کو تمہارے لئے بمنزلہ لباس بنایا۔ رات کو لباس اس لئے قرار دیا کہ انسان کے لئے اس میں بھی وہی فوائد موجود ہیں جو لباس میں ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس دیگر احسانات و انعامات کو سمجھو جس قدر سوچو گے اسی قدر اللہ تعالیٰ کی عنایات کا علم ہوتا جائے گا۔ ان انعامات کے ذکر رسالت کی تصدیق اور یوم آخرت کے وقوع پذیر ہونے کے متعلق خبر دینے کے بعد فرمایا کہ جو لوگ کفر و انکار کریں گے دوزخ ان کی تاک میں منتظر بیٹھی ہے۔ چونکہ انہوں نے یوم حساب کو تسلیم نہ کیا۔ برائیاں کرتے اور رسولوں کو جھٹلاتے رہے۔ لہٰذا اپنے اعمال بد کی پوری پوری سزا پائیں گے۔

ترجمہ آیات ۳۱-۴۰:- بیشک پرہیز گاروں کو (بڑی) کامیابی ہوگی۔ (ان کے لئے) باغ اور انگوروں کے درخت ہوں گے۔ اور ہم عمر نوجوان عورتیں اور چھلکتے ہوئے جام ہوں گے وہ نہ تو وہاں لغو باتیں سنیں گے اور نہ جھوٹ (یہ ان کے اعمال کا) بدلہ ہوگا جو آپ کے رب کی طرف سے حساب کر کے دیا جائے گا۔ اس کی طرف سے جو آسمانوں کا

اور زمین کا اور اس تمام کائنات کا جو ان کے درمیان ہے پروردگار ہے۔ اس رحمان کی طرف سے جس کے سامنے انہیں بات کرنے کی جرات نہ ہوگی۔ جس دن روح اور تمام فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے۔ ہرگز بات نہ کر سکیں گے بجز اس کے جس کو خدائے رحمٰن بولنے کی اجازت دے اور وہ بات بھی سچ کہے۔ یہ دن یقینی ہے سو جو کوئی چاہے اپنے رب کے پاس ٹھکانا بنا لے۔ ہم نے تمہیں عنقریب آنے والے عذاب سے ڈرایا ہے۔ جس دن انسان وہ کچھ دیکھ لے گا جو اس کے ہاتھوں سے پہلے ہو چکا ہے اور کافر کہے گا کاش! میں (آج) مٹی ہوتا۔

شرح:۔ جھٹلانے والوں کا حال بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ متقیوں کو جو تمام عمر اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے اور نیک عمل کرتے رہے بہشت بریں میں جگہ دی جائے گی اور منکروں کو اس کے نزدیک نہ آنے دیا جائے گا کسی کی مجال نہ ہوگی کہ ان کے حق میں کوئی بات کر سکے۔

آخر میں پھر مخالفین و معاندین اسلام کو تہدید کی ہے کہ جب روح بدن سے نکل جائے گی تو اس پر حقیقت منکشف ہوگی اور کوفت شروع ہو جائے گی حتی کہ وہ دن آئے جب ان کے اعمال ان کے روبرو پیش کئے جائیں گے اور ان کی سزا سے ان کو آگاہ کیا جائے گا۔ اس دن کافر کی یہ تمنا ہوگی کہ اے کاش! وہ جمادات میں سے ہوتا تاکہ اس عذاب سے بچ جاتا۔

(۸۱) سورۃ النازعات (۷۹)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں چھیالیس آیات مبارکہ اور دو رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۲۶:۔ قسم ہے ان فرشتوں کی جو سختی کے ساتھ جان نکالتے ہیں اور ان فرشتوں کی جو بہت نرمی کے ساتھ روح کھینچتے ہیں۔ اور ان فرشتوں کی جو (فضائے عالم میں) تیرتے پھرتے ہیں۔ پھر قسم ہے دوڑ کر آگے بڑھنے والوں کی پھر ان کی جو حکم کے

مطابق دنیا کا انتظام کرتے ہیں۔ جس دن لرز جائے گی لرز جانے والی اور اس کے پیچھے آئے دوسرا زلزلہ اس دن کتنے ہی دل دھڑکیں گے۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی۔ (کفار) پوچھتے ہیں کہ کیا ہم (مرنے کے بعد) پہلی حالت پر لوٹائے جائیں گے۔ کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے (تب بھی اٹھائے جائیں گے) کفار نے کہا کہ اگر ایسا ہوا تو یہ لوٹنا بڑے ہی خسارے کی بات ہے (سنو!) وہ تو محض ایک ڈانٹ ہوگی اور بس کہ یکایک وہ میدان میں آموجود ہوں گے۔ (اے پیغمبر) کیا آپ کو موسیٰ کا قصہ معلوم ہے جب اس کے رب نے اس کو طویٰ نامی ایک مقدس میدان میں آواز دی کہ فرعون کی طرف جاؤ وہ (بہت) سرکش ہوگیا ہے اس سے کہو کہ کیا تیرا جی چاہتا ہے کہ (شرک سے) پاک صاف ہو جائے؟ اور میں تجھ کو تیرے پروردگار کی طرف راہ دکھاؤں تاکہ تو اس سے ڈرے پس اس کو ایک بڑا معجزہ دکھایا۔ مگر اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی پھر لوٹ گیا (اور موسیٰ کے خلاف) کوششیں کرنے لگا پھر اس نے (لوگوں کو) جمع کیا اور یہ اعلان کیا۔ کہا کہ میں تمہارا سب سے بڑا پروردگار ہوں سو اللہ نے اس کو آخرت اور دنیا کے عذاب میں گرفتار کیا۔ بیشک اس شخص کے لئے جو (اللہ سے) ڈرے اس (واقعہ) میں بڑی عبرت ہے۔

شرح:۔ قرآن عزیز میں اوقات امکانات اور مختلف اشیاء کی کئی طرح کی قسمیں آتی ہیں جس پر لوگ سوال کرتے ہیں کہ خدا کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ اس نے قرآن پاک میں اس قسم کی قسمیں کھائی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جب آپ ان تمام قسموں کو دیکھیں گے جو قرآن کریم میں آئی ہیں تو وہ یا تو ان چیزوں کی قسمیں ہوں گی جن کو ماننے سے لوگوں نے انکار کیا ہے یا ان کے فائدے سے بے خبر ہونے کی وجہ سے ان کو حقیر سمجھا ہے یا اس میں جو درس عبرت تھا اسے بھلا دیا ہے۔ یا اس کے پیدا کرنے میں جو حکمت تھی اس کو دیکھنے سے آنکھیں بند کرلی ہیں۔ یا عقل وقیاس سے کام لے کر اس کے متعلق ایسا اعتقاد قائم کرلیا ہے جو درست نہیں لہٰذا ان قرآنی قسموں کا منشاء یہ ہے کہ یا تو ان چیزوں کو برحق ثابت کیا جائے جن سے لوگوں نے انکار کیا ہے یا جن چیزوں کو وہ نگاہ حقارت سے دیکھتے ہیں۔ ان کی عظمت و شان کو واضح کیا جائے یا عقل و شعور نے جن چیزوں کو پس پشت ڈال رکھا ہے ان کے متعلق ان کو تنبیہ کی جائے تو قرآن کریم میں جتنی قسمیں ہوں گی وہ انہی اقسام کے ماتحت آئیں گی۔

النازعات والناشطات کے تعین میں بہت سے اقوال ہیں۔ بعض لوگ ان سے فرشتے مراد لیتے ہیں اور بعض کواکب بہر حال یہاں ان کی بعض صفات کو بیان کرنے کے بعد ان کی قسم کھا کر حضرت موسیٰ اور فرعون کا قصہ بیان فرمایا ہے۔ جس میں یہ نصیحت ہے کہ اے لوگو! جس طرح تم ان کواکب کو معمولی چیز سمجھتے ہو اور کوئی اہمیت نہیں دیتے اسی معاملے میں بڑی بے پرواہی دکھاتے ہو۔ مثلاً "ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا اور اس سے کہا کہ وہ آخرت سے ڈرے اور شرک و کفر اور ظلم و عصیاں سے باز آئے مگر اس نے اس پیغام کو معمولی سمجھا نتیجہ یہ ہوا کہ فرعون اپنے لاؤ لشکر سمیت غرق دریا ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پوری پوری کامیابی حاصل ہوئی۔ اس وقت ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کو وہی تعلیم دے رہے ہیں اور تم اسی طرح سرکشی کر رہے ہو۔ کہیں تمہارا بھی وہی حال نہ ہو؟ اس میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے تسلی ہے اور منکرین حق کے لئے تنبیہہ۔

ترجمہ آیات ۲۷-۴۶:- کیا تمہارا بنانا مشکل ہے یا آسمان کا جسے اس نے بنایا۔ اس کی بلندی کو بڑھایا پھر اس کو ہموار کیا اور اس کی رات کو تاریک بنایا اور اس کی روشنی نکالی اور اس کے بعد زمین کو صاف بچھا دیا اسی میں اس کا پانی اور اس کا چارہ نکالا۔ اور پہاڑوں کو اس میں قائم کیا۔ یہ تمام چیزیں تمہارے چوپایوں کے فائدہ کے لئے ہیں۔ پس جس وقت وہ بڑی آفت آئے گی جس دن یاد کرے گا آدمی جو کچھ اس نے کیا ہوگا اور ہر اس شخص کے لئے جو دیکھتا ہوگا دوزخ ظاہر کر دی جائے گی سو جس نے سرکشی کی ہوگی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی ہوگی تو دوزخ ہی اس کا ٹھکانا ہے اور جو شخص اپنے رب کے سامنے (جوابدہی کے لئے) کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکتا رہا تو جنت اس کا ٹھکانا ہوگا۔ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اس کا وقت کون سا ٹھہرا ہے۔ آپ کو اس کے ذکر سے کیا کام۔ آپ کے رب ہی کی طرف ہے اس کی انتہا۔ آپ تو اس شخص کو ڈرانے والے ہیں جو اس (دن) سے ڈرے اور بس۔ جس دن وہ اس کو دیکھیں گے تو ایسا معلوم ہوگا کہ وہ دنیا میں نہیں رہے مگر ایک شام یا ایک صبح۔

شرح:- اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے بعض اشیاء کا ذکر کیا ہے اور مقصود یہ بتایا ہے کہ ہم نے یہ چیزیں اس لئے بنائی ہیں کہ انسان اور حیوان ان سے فائدہ اٹھائیں اور پھر یہ

دریافت کیا کہ جو اللہ ان چیزوں کا بنانے والا اور تمہیں پیدا کرنے والا ہے کیا وہ تمہیں دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا اور کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ تمہیں یونہی بیکار چھوڑ دے۔

اس چیز کو ظاہر کرنے کے بعد کہ خدا مردوں کو زندہ کرنے پر اسی طرح قادر ہے جس طرح دیگر اشیائے عالم کے اول مرتبہ پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہے اللہ جل شانہ اس وحی کی تصدیق فرماتا ہے۔ جو اس نے اپنے نبی کی طرف بھیجی ہے اور ارشاد کیا ہے کہ اس دن سے جب تمام مخلوق خدا کے روبرو حاضر ہوگی بچاؤ ممکن نہیں۔ سو جب وہ بڑا عظیم الشان ہنگامہ برپا ہوگا کہ اس سے بڑا کوئی ہنگامہ ہے ہی نہیں۔ جب لوگوں کے سامنے ان کے اعمال نامے پیش کیے جائیں گے تو اس وقت انسان کو اپنی کوششوں اور اپنے عملوں کے نتائج خود بخود نظر آ جائیں گے۔ پس سرکش اور ظالم لوگ دوزخ کی نذر ہوں گے اور نیک اور متقی لوگ جنت میں جائیں گے۔

اس کے بعد حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اس بات سے روکا گیا ہے کہ وہ لوگوں کے یہ سوال کرنے پر کہ قیامت کب آئے گی۔ متفکر نہ ہوا کریں جب لوگ پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی تو آپ تردد میں پڑ جاتے ہیں۔ فرمایا کہ قیامت کا ایک وقت مقرر ہے مگر اس کا علم مصلحتاً لوگوں کو بتایا نہیں جا سکتا۔ پس آپ کا کام تو صرف اس قدر ہے کہ اس کی شدت اور خوف سے مطلع کر دیں اور بس۔

(۸۲) سورۃ الانفطار (۸۲)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں انیس آیات مبارکہ اور ایک رکوع ہے جس کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرت کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ:- جب آسمان پھٹ جائے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب دریا چیرے جائیں اور جب قبریں اکھاڑی جائیں (اس وقت) ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا جو کچھ اس نے آگے بھیجا ہے اور جو کچھ پیچھے چھوڑا ہے۔ اے انسان! تجھے اپنے رب کے بارے میں کس چیز نے دھوکا دیا وہ رب کہ جس نے تجھے پیدا کیا پھر تیرے جوڑ درست کیے پھر تجھے

برابر بنایا اور جس صورت میں چاہا تیرے اعضا کو ترکیب دی۔ ہرگز نہیں بلکہ تم روز جزا کو جھٹلاتے ہو حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیں۔ (یعنی) معزز لکھنے والے جو کام تم کرتے ہو ان کو معلوم (ہو جاتا) ہے بیشک نیک کام کرنے والے ضرور نعمتوں والی جنت میں ہوں گے اور برے کام کرنے والے ضرور دوزخ میں ہوں گے۔ جس میں جزا کے دن وہ داخل ہوں گے اور اس سے غائب نہیں ہونے پائیں گے اور آپ کو کیا خبر کہ روز جزا کیا چیز ہے۔ پھر آپ کو کیا خبر کہ روز جزا کیا چیز ہے۔ یہ وہ دن ہو گا جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے لئے کوئی اختیار نہ رکھے گا اور اس دن حکومت صرف اللہ ہی کی ہو گی۔

شرح:- اس سورت میں پھر روز آخرت کا تذکرہ فرمایا ہے اور جتایا گیا ہے کہ یہ نظام ارضی و سماوی کس طرح درہم برہم ہو جائے گا اور کس طرح آخرت میں ہر شخص کو نفسا نفسی پڑ جائے گی۔ فرمایا اے انسان تیرے رب نے تجھے کس عمدہ طریقے اور احسن تقویم پر بنایا ہے اور کیسی خوب صورت شکل دی ہے مگر تو ہے کہ اپنے رب کریم کو بھلائے بیٹھا ہے روز جزا و سزا کو جھٹلا رہا ہے جس کی وجہ سے تو اکثر افعال بد کا مرتکب ہوتا ہے اور تیرے ان افعال کو ہمارے فرشتے جو محض اس کام کے لئے مقرر کئے گئے ہیں لکھتے رہتے ہیں ان کے علم سے کوئی بات جو تم کرتے ہو باہر نہیں ہوتی۔ اس کا نتیجہ جو پیش آنے والا ہے یہ ہو گا کہ نیک آدمی جنت میں جائیں گے اور بدکار دوزخ میں جو بھڑکتی ہوئی آگ ہے داخل کئے جائیں گے۔ یہ سب کچھ قیامت کے دن وقوع پذیر ہو گا اور ہم سے پوچھو تو وہ دن ان سے بہت قریب ہے کچھ دور نہیں۔ مگر یہ لوگ اس روز جزا و سزا کی سختی اور کیفیت سے محض ناآشنا ہیں۔ اور اے پیغمبر! آپ کو بھی کیا معلوم کہ وہ دن کیسا سخت ہو گا۔ سنو اس دن کوئی متنفس کسی متنفس کے کام نہ آ سکے گا۔ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہو گی اور اس دن صرف اللہ ہی کی حکومت ہو گی۔ کسی کے ہاتھ میں کوئی اختیار حقیقی ہو یا مجازی باقی نہ رہے گا۔ پس جو کوئی جس بدلہ کا مستحق ہو گا وہی اس کو دیا جائے گا۔

(۸۴) سورۃ الانشقاق (۸۴)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں پچیس آیات مبارکہ اور ایک

رکوع ہے جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ:۔ جب آسمان پھٹ جائے اور اپنے رب کے حکم کی تعمیل کرے اور اس کا فرض ہے بھی یہی اور جب زمین تان دی جائے اور جو کچھ اس میں ہے اسے نکال ڈالے اور خالی ہو جائے۔ اور اپنے رب کے حکم کی تعمیل کرے اور اس کا فرض ہے بھی یہی۔ اے انسان! تجھے تکلیفیں سہہ سہہ کر اپنے رب کے پاس پہنچنا اور پھر اس سے ملنا ہے سو جس کسی کا اعمالنامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو اس سے آسانی کے ساتھ حساب لیا جائے گا اور وہ خوشی خوشی اپنے اہل و عیال کے پاس لوٹ کر جائے گا مگر وہ شخص جس کو کتاب اس کے پس پشت سے دی جائے گی وہ فوراً "موت کو پکارنے لگے گا اور جہنم واصل ہو گا۔ بلاشبہ وہ (دنیا میں) اپنے گھر والوں کے ساتھ مزے سے رہا۔ اس نے سمجھ رکھا تھا کہ وہ پھر کر (اپنے رب کے پاس) نہ جائے گا۔ کیوں نہیں اس کا رب اس کو دیکھتا تھا سو قسم ہے شام کی سرخی کی اور رات کی اور جن چیزوں کو وہ ڈھانک لیتی ہے ان کی اور چاند کی جب پورا ہو جائے کہ تم (منازل ہستی کو) درجہ بدرجہ طے کرو گے پھر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ایمان نہیں لاتے اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے بلکہ یہ کافر جھٹلاتے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ ان کے دلوں میں کیا بھرا ہے۔ سو ان کو دردناک عذاب کی بشارت دید یجئے مگر (ہاں) جو ایمان لائے اور نیک عمل کر گئے ان کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہو گا۔

شرح:۔ اس سورت میں بھی قیامت کا ایک پہلو دکھایا گیا ہے۔ مضمون وہی ہے جو سورہ انفطار میں گزر چکا ہے مگر یہاں نیا رنگ اور نیا پیرایہ ہے۔ انشقاق آسمان سے مراد اس کے نظام کا بگڑ جانا اور اس کی ترکیب کا اس وقت درہم برہم ہو جانا ہے جب اللہ تعالیٰ اس عالم کون و فساد کو جس میں ہم رہتے ہیں تباہ کرنا چاہے گا اور وہ اس طرح ہو گا کہ ایک ستارہ چلتا چلتا دوسرے کے پاس پہنچ جائے گا اور دونوں ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچیں گے جس سے دونوں میں باہمی تصادم ہو گا اور نظام شمسی بگڑ کر رہ جائے گا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ جب نظام شمسی و سماوی درہم برہم ہو جائے گا اور زمین کے نشیب و فراز سب برابر ہو جائیں گے تو انسان اپنے رب کے روبرو پیش ہو گا اور جو کچھ کرتا

رہا ہے اس کا پورا پورا حساب کیا جائے گا۔

کدح کہتے ہیں انسان کے عمل کو خواہ نیک ہو خواہ بد لہٰذا اس آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ اے انسان جو دن رات برے کام کے کرنے میں مشغول ہے لوگوں پر ظلم و ستم اور جور و جفا روا رکھتا ہے اپنے خدا سے غافل رہتا ہے۔ موت کو بھولا ہوا ہے مت خیال کر کہ تجھے یہاں ہمیشہ ہی رہنا ہے اور یہ کہ خواہ تو خلقت کو تنگ کرے خواہ لوگوں کی حق تلفی کرے خواہ اپنے زور و قوت پر نازاں رہے۔ تجھے کوئی پوچھنے والا نہیں ایسا نہیں تیرا ہر قدم خواہ نیکی کی طرف اٹھے یا برائی کی طرف بڑھے تجھے معلوم ہو یا نہ ہو وہ تجھے تیری اجل سے قریب تر کرتا جاتا ہے۔ تیری تمام جدوجہد اور سعی و کوشش تیرے قویٰ میں ضعف کا ایک اثر چھوڑ دیتی ہے اور پے در پے یہ ضعف بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ ضعف موت پر جا کر منتہی ہوگا۔ جس سے کسی کو مفر نہیں۔ موت روح سے غفلت کا پردہ اٹھا دیتی ہے اور وہ انسان کی ان باتوں کو سمجھنے لگتا ہے جن سے پہلے انکار کیا کرتا تھا۔ اس دن ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیا کرتا رہا ہے۔ نیک عمل یا بد فرمایا نیک عمل کرنے والوں کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور برے کام کرنے والوں کا بائیں ہاتھ میں۔ جن کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا وہ خوش خوش اپنے لوگوں میں جائیں گے اور بائیں ہاتھ والے موت کو پکاریں گے اور تمنا کریں گے کہ وہ ہلاک ہی ہو جائیں تو بہتر یہ عذاب تو ہم سے نہ سہا جائے گا۔

آخر میں ارشاد ہوتا ہے چاہئے کہ انسان تکذیب حق سے باز رہے۔ عذاب دردناک سے بچنے کی کوشش کرے اور وہ صرف اس طرح ہو سکتا ہے کہ ایمان لائے اور نیک عمل کرے۔

(۳۰) سورۃ الروم (۸۴)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی جبکہ آیت ۱۷ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں ساٹھ آیات مبارکہ اور چھ رکوع ہیں۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۲-۱۰:- رومی مغلوب ہو گئے۔ قریب کی سرزمین میں (یعنی شام میں) اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد پھر جلدی ہی غالب آ جائیں گے۔ چند ہی سال میں۔ پہلے بھی اختیار اللہ ہی کو تھا اور اب بھی اسی کو ہے اور اس دن (جبکہ رومی غالب آئیں گے) مسلمان اللہ کی امداد پر خوش ہو جائیں گے۔ وہ جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے اور وہ زبردست اور رحم والا ہے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ یہ دنیاوی زندگی کے ظاہر ہی کو جانتے ہیں اور آخرت کی طرف سے یکسر غافل ہیں کیا انہوں نے اپنے دل میں غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمان کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مصلحت ہی سے پیدا کیا ہے۔ اور ایک وقت مقرر تک کے لئے اور بہت سے لوگ اپنے پروردگار سے ملنے کے قائل ہی نہیں کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں (چلتے پھرتے) تو دیکھتے کہ جو لوگ پہلے ہو چکے ہیں ان کا کیسا انجام ہوا وہ لوگ جو ان سے زور و قوت میں کہیں بڑھ کر تھے اور انہوں نے زمینیں بھی جوتیں اور جس قدر انہوں نے زمین کو آباد کیا ہے اس سے کہیں زیادہ انہوں نے آباد کیا تھا اور ان کے پاس بھی ان کے رسول معجزے لے کر آئے تھے (مگر انہوں نے نہ مانا) خدا نہ تھا کہ ان پر ظلم ہوتا۔ لیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم در ظلم کرتے رہے۔ پھر جن لوگوں نے برا کام کیا ان کا انجام بھی برا ہوا۔ کیونکہ انہوں نے خدا کی آیتوں کو جھٹلایا اور ان کی ہنسی اڑاتے تھے۔

تشریح:- سورۂ عنکبوت میں اہل کتاب کو مشرکین پر ترجیح دی تھی اور ارشاد ہوا تھا کہ اہل کتاب سے جھگڑا نہ کرو۔ مگر نرمی سے انہیں کہو کہ جو کچھ تمہارے انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوا تھا۔ ہم اس کو مانتے ہیں اور ہمارا اور تمہارا ایک ہی خدا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ مشرکوں کی نسبت مسلمان اہل کتاب کو قریب تر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ سورہ عنکبوت کے نزول کے بعد مشرکوں کو اہل کتاب سے بھی ایک گونہ نفرت ہو گئی ہے۔ اب ان کے پاس آنا جانا بھی چھوڑ دیا۔ اس عرصہ میں شاہ ایران اور شاہ روم کی لڑائی ہو گئی۔ شاہ ایران آتش پرست ہونے کی وجہ سے مشرک خیال کیا جاتا تھا اور شاہ روم عیسائی یعنی اہل کتاب۔ اتفاقاً" رومیوں کو شکست ہوئی۔ حالانکہ وہ ہمیشہ ایرانیوں کو پچھاڑتے چلے آئے تھے۔ اس پر مشرکین عرب بغلیں بجانے لگے اور کہنے لگے کہ مسلمانو! جو حال تمہارے اہل

کتاب کا ہوا ہے وہی تمہارا ہوگا۔ اس پر یہ سورۂ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی جس میں شاہ روم کے پھر غالب ہونے کی اور نیز مسلمانوں کو فتح ہونے کی بشارت ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ گو رومی اب دب گئے ہیں مگر مغلوب ہونے کے بعد پھر غالب آئیں گے اور اس کے بعد پھر مغلوب ہوں گے۔ چنانچہ دونوں باتیں وقوع میں آئیں۔ رومی ایرانیوں پر فتح بدر کے روز غالب آئے۔ پھر چند برس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں مغلوب ہو گئے۔ ان آیات کریمہ میں ایک طرف تو مسلمانوں کو فتح مند ہونے کی خوشخبری ہے اور دوسری طرف اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ جہاں حق اور باطل اسلام اور کفر کا مقابلہ ہو۔ وہاں ظاہری سامان کو دیکھنا غلطی ہے۔ کیونکہ حق باطل پر اور اسلام کفر پر ضرور غالب آکر رہے گا۔ خواہ مخالفین تمام دنیا کی طاقتوں کو جمع کر کے لے آئیں چنانچہ جن دنوں ان آیات شریفہ کا نزول ہوا۔ اسلام اور مسلمانوں کے فتح مند ہونے کا کسی کو امکان نظر نہ آتا تھا مگر اس کے سولہ ہی سال بعد مسلمانوں نے رومیوں کو شکست فاش دی اور ہمیشہ کے لئے ان کی طاقت کو توڑ کر رکھ دیا۔ پھر ایرانیوں کو بھی جو سرزمین خدا پر حکومت کرنے کے ٹھیکیدار بنے بیٹھے تھے پچھاڑا اور ایسا پچھاڑا کہ وہ پھر میدان میں نہ آسکے۔ یہ باتیں قرآن پاک کے منجانب اللہ ہونے کی زبردست دلیلیں ہیں۔ اور ممکن نہیں کہ کوئی شخص اس سے انکار کر سکے۔ مگر افسوس کہ وہ مسلمان جسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ قوت ایمانی سے مسلح ہو کر اور اسباب ظاہری سے بے نیاز ہو کر تبلیغ حق کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائے۔ آج اسباب مادی پر انحصار کرنے لگ گیا ہے کہ جب تک دشمن کے مقابلے کے لئے اس کے پاس ویسی ہی طاقت و قوت نہ ہو وہ اس کا مقابلہ کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کا مترادف سمجھتا ہے۔ فرمایا تم اپنے آپ میں غور کرو تو تمہیں معلوم ہو کہ ہم نے تمہیں کس طرح بنایا اور تمہارے اندر کیا کیا طاقتیں مضمر کر رکھی ہیں اور پھر جو خدا بغیر کسی مدد کے تمہیں زمین کو آسمان اور تمام کائنات کو پیدا کر سکتا اور ایک مدت معین تک پھر بے نام و نشان کر سکتا ہے کیا وہ اتنا نہیں کر سکتا کہ تم بے سرو سامان مگر صاحب ایمان و عمل لوگوں کو تمہارے مقاصد عالیہ میں کامیاب کرے۔

ترجمہ آیات ۱۱-۱۹:- اللہ ہی مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ

پیدا کرے گا پھر اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔ جس دن قیامت برپا ہوگی گنہگار ناامید ہو کر رہ جائیں گے۔ اور ان کے (خود ساختہ) شریکوں میں سے کوئی ان کا سفارشی نہ ہوگا اور وہ اپنے (خود ساختہ) شریکوں کو تسلیم بھی نہیں کریں گے۔ اور جس دن قیامت برپا ہوگی اس دن سب لوگ جدا جدا ہو جائیں گے۔ سو جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے عمل نیک کئے وہ تو (بہشت کے) باغوں میں خوش خوش رہیں گے۔ اور جن لوگوں نے انکار کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور آخرت کے پیش آنے کی تکذیب کی وہ عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ تو تم اللہ کی تسبیح کرو جب شام ہو اور جس وقت صبح ہو اور آسمانوں میں اور زمین میں اس کی ستائش ہے اور اس کی تسبیح کرو تیسرے پہر بھی اور جب دوپہر ہو۔ وہ جاندار کو بے جان سے (پیدا کرکے) نکالتا ہے اور بے جان کو جاندار سے (پیدا کرکے) باہر لاتا ہے اور زمین کو اس کے مردہ اور خشک ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے اور تم بھی اسی طرح (مرنے کے بعد زمین سے) نکالے جاؤ گے۔

شرح:- یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ جس طرح تمام کائنات عالم کو اول مرتبہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اسی طرح اس کو فنا کرکے دوبارہ پیدا کرے گا اور ہر شخص سے اس کے اعمال کا حساب لے گا۔ اس دن وہ لوگ جو مجرم قرار پائیں گے وہ خدا کی تمام رحمتوں سے ناامید ہو جائیں گے۔ اور انہیں پتہ چل جائے گا کہ یہاں تو صرف اسی کو انعام ملے گا جس نے دنیا میں دین خدا کی مخالفت نہیں کی اور اس کی اشاعت و تبلیغ میں سرگرمی دکھائی ہے۔ مگر منکروں، مشرکوں اور کافروں کو نہ کوئی مدد دے گا نہ وہ عذاب خداوندی سے بچ سکیں گے۔ گو دنیا میں بھی انسان اتفاق واتحاد اور اطمینان وسکون کی زندگی بسر نہیں کرتا۔ بلکہ پھر بھی وہ اپنی موجودہ حالت کا موازنہ اس حالت سے کرے جو قیامت کے دن ہوگی تو اسے معلوم ہوگا کہ وہ اتنا خطرناک دن ہے کہ اس دن بچہ ماں سے بیٹا باپ سے بھائی بھائی سے، دوست دوست سے الگ ہو جائے گا۔ ہر شخص اپنی پریشانی میں مبتلا ہوگا اسے دوسرے کی خبر تک نہ ہوگی۔ مگر حساب ہو جانے کے بعد جن کا نتیجہ امتحان اچھا نکلے گا وہ تو دل کا سکون پائیں گے اور جن کا نتیجہ برا نکلے گا ان کو نافرمانی کی پاداش میں عذاب الٰہی بھگتنا ہوگا۔ مگر سنو! اس کو تمہاری بندگی اور طاعت کی کچھ ضرورت نہیں۔ وہ جو کچھ فرماتا ہے تمہارے بھلے کو اور اس کی تسبیح وتقدیس تو صبح وشام مخلوقات کا ذرہ ذرہ کرتا رہتا ہے اسے

نہ کسی کی عبادت کی ضرورت ہے نہ کسی کی نافرمانی کا خدشہ۔ وہ بے نیاز ہے مگر سب کا داتا ہے۔ اس کی قوت کے یہ کرشمہ ہیں کہ وہ بے جان سے جاندار کو پیدا کرتا ہے اور جانداروں سے بے جانوں کو اور مردہ زمین کو جس میں گھاس پھوس تک نہ ہو سکے باران رحمت سے زندہ کر کے سرسبز و شاداب کر دیتا ہے۔ فرمایا تمہارا خدا جس کے یہ اوصاف ہیں تم کو بھی اسی طرح ایک دن زمین تلے سے نکال کھڑا کرے گا۔

ترجمہ آیات ۲۰-۲۷:- اور اس کے نشانات میں سے ہے کہ تم سب کو مٹی سے پیدا کیا پھر اب تم انسان ہو کہ روئے زمین پر پھیلے ہوئے ہو۔ بہت نشانات میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہیں میں سے تمہاری عورتیں پیدا کیں تاکہ تم ان کے ہاں آرام محسوس کرو۔ اور تمہارے درمیان دوستی اور ہمدردی استوار کی اس میں بھی ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں اور اس کے نشانات میں سے آسمانوں کا اور زمین کا بنانا ہے۔ اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا جدا جدا ہونا ہے بیشک ان باتوں میں علم رکھنے والے لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور اس کے نشانات میں سے تمہارا رات اور دن کو سونا اور اس کے فضل سے روزی تلاش کرنا ہے۔ بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو (حق بات کو) سنتے ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے (ایک یہ بھی) ہے کہ تم کو ڈرانے اور امید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے مینہ برساتا ہے۔ پھر زمین کو اس سے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ اور شاداب کر دیتا ہے۔ بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں ور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب تم کو پکار کر زمین سے نکلنے کو کہے گا تو تم فوراً نکل کھڑے ہو گے اور جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اسی کے غلام ہیں۔ سب (جاندار) اس کے فرمانبردار ہیں اور وہی تو ہے جو اول بار پیدا کرتا ہے پھر اس کو دوبارہ پیدا کرے گا اور اس کیلئے بہت آسان ہے اور آسمانوں میں اور زمین میں اس کی شان سب سے بالاتر ہے اور وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

شرح:- اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کے چند دلائل دیئے ہیں اور ایسے نشانات بتلائے ہیں جن کی مدد سے انسان فوراً اپنے خدا کو پہچان لیتا ہے۔ فرمایا دیکھو تم کسی حقیر چیز سے پیدا کئے جاتے ہو اور پھر ایک عظیم الشان بشر بن کر دنیا میں چلنے پھرنے

لگتے ہو۔ یہ کس کا کرشمہ ہے۔ پھر دیکھو کہ تمہاری پیدائش کا یہ سلسلہ قائم کیا ہے کہ تم ایک دوسرے سے پیدا ہوتے ہو۔ اس طرح تمہیں جوڑے جوڑے بنا دیا ہے اور ایک دوسرے کے دل میں محبت ڈال دی ہے۔ یہ ہماری حکمت کا کوئی چھوٹا سا کرشمہ نہیں مگر لوگ اس پر تدبر نہیں کرتے۔ ایسے ہی تیسری دلیل یہ ہے کہ خدا ہی نے اس نیلگوں آسمان کو اور رنگا رنگ زمین کو پیدا کیا ہے۔ اس نے تمہیں ایک ہی چیز سے پیدا کر کے مختلف الجبال، مختلف الاشکال، مختلف اللسان اور مختلف الالوان بنا دیا ہے۔ دیکھو یہ اس کی قدرت کی کتنی بڑی نشانی ہے۔ مگر جب تک انسان غور و فکر سے کام نہ لے وہ ان چیزوں کے رازہائے پنہاں سے واقف نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح غور کرو کہ اس کی کتنی بڑی نعمت ہے کہ تم دن یا رات کو جب سونا چاہو سو سکتے ہو اور جب سامان معیشت کی تلاش میں کام کرنا چاہو کر سکتے ہو۔ اگر وہ تمہاری آنکھوں میں نیند کو نہ رکھ دیتا تو تمہارے لئے زندگی محال ہو جاتی اور تم کوئی بھی کام نہ کر سکتے۔ یہ بھی ایک بڑی عظیم الشان دلیل ہے جو اس کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ مگر اس کا فائدہ صرف ان لوگوں کو پہنچ سکتا ہے جو حق کی بات پر کان دھریں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ خدا کی قدرت کے کیا کیا نشان پوچھتے ہو۔ دیکھو اسی کے حکم سے بادل گرجتے ہیں۔ جن سے کبھی تو تم ڈرتے ہو کہ کہیں بجلی ہم پر نہ پڑ جائے اور کبھی خوش ہوتے ہو کہ شاید مینہ برس جائے۔ پھر وہی خدا بادلوں سے مینہ برساتا ہے اور اس خشک اور بے جان زمین میں سے طرح طرح کی جڑی بوٹیاں اور رنگ رنگ کی روئیدگیاں اگاتا ہے۔ یہ بات بھی عقل سے سمجھنے کی ہے اگر سمجھنے کی کوشش کرو تو کئی رازہائے پنہاں تم پر آشکارا ہوں۔ سنو جس طرح اس خدائے برحق نے زمین اور آسمانوں کو اپنے حکم سے قائم کر رکھا ہے اسی طرح جب وہ چاہے گا اور تمہیں پکارے گا تو تم قبروں سے نکل نکل کر اس کے حضور میں جمع ہو جاؤ گے۔ دیکھو تمام کائنات اسی کی پیدا کی ہوئی اور اسی کے زیر حکم ہے اس نے اس کائنات کو اول مرتبہ پیدا کیا۔ وہی اس کی موت پر قادر ہے اور اس کے بعد پھر وہی پیدا کر کے دنیاوی زندگی کا حساب طلب کرے گا۔ گو یہ بات تمہاری نظروں میں محال دکھائی دے۔ مگر خدا کے لئے سب کچھ آسان ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور ہر شے کی حکمت جانتا ہے۔

ترجمہ آیات ۲۸-۴۰:- اس نے تمہارے لئے (توحید کی) ایک مثال تمہیں میں سے بیان کی ہے کہ کیا جن (غلاموں کے) تم مالک ہو ان میں سے کوئی بھی ہے جو اس روزی میں جو ہم نے تم کو دے رکھی ہے تمہارا برابر کا شریک ہو؟ (کہ) تم ان کی ایسی ہی پرواہ کرتے ہو جیسی اپنوں کی پرواہ کرتے ہو اسی طرح ہم ان لوگوں کے لئے اپنے کلام کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ بلکہ جو لوگ ظالم ہیں بے سوچے سمجھے اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں سو جس کو اللہ گمراہ کردے اسے کون ہدایت سے بہرہ مند کر سکتا ہے اور ایسے لوگوں کا کوئی مددگار نہیں۔ تو آپ یکسو ہو کر اپنا رخ اس دین کی طرف رکھئے۔ وہی انداز ساخت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ کی اس بنائی ہوئی چیز میں تبدیلی نہ کرو یہ درست درست دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (لوگو!) اس کی طرف رجوع کرو اور اس سے ڈرو اور نماز پڑھو اور مشرکوں میں شامل نہ ہونا۔ جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور فرقے فرقے ہو گئے (اور) ہر فرقہ اپنے مزعومات پر نازاں ہے اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کی طرف رجوع ہو کر اسکو پکارتے ہیں۔ پھر جب وہ اپنی رحمت کا مزہ ان کو چکھاتا ہے تو ان میں بعض لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں۔ تاکہ جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے وہ اس کی ناشکری کریں سو تم فائدے حاصل کئے جاؤ عنقریب تمہیں (انجام) معلوم ہو جائے گا کیا ہم نے ان لوگوں پر کوئی دلیل اتاری ہے کہ وہ ان کو شرک کرنے کو کہہ رہے ہیں اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اسے پاکر خوش ہو جاتے ہیں اور اگر ان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے اور وہ بھی اپنی شامت اعمال سے تو وہ فوراً مایوس ہو جاتے ہیں کیا انہوں نے تمہیں کہا کہ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور (جس کسی کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔ سو تم اپنے رشتہ داروں کا مسکینوں کا اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو یہ بات ان لوگوں کے لئے بہت بہتر ہے جو خدا کی خوشنودی کے طالب ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور تم لوگ جو (رقم) سود پر دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں مل کر افزائش ہو تو خدا کے نزدیک اس میں کوئی افزائش نہیں ہوتی۔ جو تم زکوۃ دیتے ہو اللہ کی رضا جوئی کے لئے (تو وہ برکت و افزائش ہے) جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہی اپنے اجر کو (خدا کے ہاں)

بڑھانے والے ہیں۔ (لوگو!) اللہ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا تمہیں روزی دی پھر تمہیں مارے گا پھر (دوبارہ) زندہ کرے گا کیا جن کو تم خدا کا شریک ٹھہراتے ہو ان میں سے بھی کوئی ہے جو ان (کاموں) میں سے کوئی کام کر سکے (سنو) وہ پاک ہے اور ان کے شرک سے پاک ہے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں خدا تعالیٰ کے خالق و رازق ہونے پر دلائل دیئے ہیں۔ اس رکوع میں ایک مثال کے ذریعے شرک کی برائی کی ہے۔ فرمایا کہ بھلا تم اپنے غلاموں میں سے کسی کو اپنے برابر ہونا پسند کرتے ہو؟ کیا تم اس بات کو گوارا کرتے ہو کہ تم ان سے ایسا ڈرنے لگو جیسا اپنے شرکائے کار سے ڈرا کرتے ہو کہ ایک دوسرے کو پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کرتا۔ پھر غور کرو کہ جب غلام کو کہ جو تمہارا بنایا ہوا نہیں وہ بھی اللہ کا بندہ ہے تم اپنے مال میں کہ جو تم کو اللہ ہی نے دیا ہے شریک اور مساوی درجہ دیکھنا پسند نہیں کرتے تو پھر خدا تعالیٰ کو کب پسند ہوگا کہ تم اس کی مخلوق کو اس کا شریک بناؤ۔ فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے اپنے کلام کو مثالوں کے ذریعے ایسا آسان اور عام فہم کر دیا ہے کہ ہر شخص اسے سمجھ سکتا ہے۔ مگر لوگ پھر بھی سوچ سمجھ سے کام نہیں لیتے فرماتا ہے کہ یہ تمام باتیں جو تم کو بتائی جا چکی ہیں صرف ان لوگوں کو راہ ہدایت پر لا سکتی ہیں جو عقل و ہوش اور علم یقین کی دولتوں سے مالا مال ہوں۔ مگر جن لوگوں کی طبیعت میں ظلم و ناانصافی اور افراط و تفریط کا روگ ہے اور جو گمراہی کے گڑھوں میں گر چکے ہیں ان کو اس سے فائدہ نہیں ہوگا۔ فرمایا اے پیغمبر اسلام! اور اے مسلمانو! خدا کی صحیح عبادت یہ ہے کہ تم اپنی تمام خواہشات اور آرزوؤں کو خدا کی مرضی اور اس کے حکم کے تابع بنالو اور کسی امر میں اس کی مخالفت نہ کرو۔ فرمایا فطرت الٰہی پر قائم ہو جاؤ وہ فطرت جس پر اس نے بنی آدم کو بنایا ہے اور وہ دراصل انسان کی وہ حالت ہے کہ جس پر قائم رہنا انسان کا کمال ہے لیکن کبھی توہمات باطلہ اور رسم و عادات فطرت سے باز رکھ کر اس کو ناموزون حالت پر ڈال دیتی ہیں جس کے لئے اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو بھیجتا ہے اور وہ آکر بتاتے ہیں کہ فلاں فلاں آدمی فطرت کے مطابق نہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بچہ فطرت ہی پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ کہیں اس کو یہودی بنا لیتے ہیں کہیں نصرانی کہیں مجوسی جیسا کہ

حیوانات میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے تو بے عیب ہوتا ہے کسی کا کان کٹا ہوا نہیں ہوتا۔ بعد میں لوگ اس کے کان کاٹ ڈالتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ جس طرح حیوانات کے بچے اپنے اصلی حالت اور صورت پر پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح انسان کا ہر ایک بچہ اخلاق، عادات اور خیالات میں بھی اپنی اصلی حالت اور صورت پر پیدا ہوتا ہے اگر اس پر کوئی بیرون اثر نہ پڑے تو وہ جوان ہو کر بھی اسی حالت پر رہے۔ اللہ کو وحدہ لاشریک جانے اپنے خالق و محسن کی تابعداری کرے۔ اس کے بعد انسانی جذبات میں فطرت الٰہیہ کے ہونے کا ثبوت ہے۔ فرمایا کہ جب انسان پر کوئی سخت مصیبت آ پڑتی ہے تو بکمال اخلاص سے اپنے رب کو پکارنے لگتا ہے۔ پھر جب وہ ان کی مصیبت کو ٹال دیتا ہے اور اپنی رحمت کا تھوڑا مزہ چکھاتا ہے۔ تو کچھ لوگ ان سے بتوں اور دیگر غیر از خدا ہستیوں کو بھی پکارتے اور استمداد طلب کرنے لگتے ہیں۔ ان کا یہ کام خدا تعالیٰ کی ناشکری ہے۔ سو ارشاد ہوتا ہے کہ اے ناشکر گزار لوگو! تم سمجھتے ہو کہ تم اب بالکل امن و امان میں ہو اور تمہیں کوئی ضعف نہیں پہنچ سکتا۔ سو چند روز تک دنیا کا مزہ اٹھا لو پھر مرنے کے بعد تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ تم کس قدر غلط کار اور بے خبر تھے اس کے بعد ان لوگوں سے ارشاد ہوتا ہے کہ تمہارے پاس اس عقیدہ کے جواز میں کیا ثبوت ہے کیا تمہارے خالق نے تمہیں کبھی حکم دیا تھا کہ خدا کے علاوہ اوروں کی پوجا بھی کر لیا کرو۔ اس کو چھوڑ کر دوسروں کے ساتھ بھی توقعات اور آرزوئیں وابستہ کر لیا کرو اگر اس قسم کی کوئی بات نہیں تو تمہیں کون کہتا ہے کہ خدا کے سامنے اس قدر غیر ذمہ دارانہ روش اختیار کرو۔ خدا تمہاری ایسی نافرمانیوں کو دیکھتا ہے پھر بھی تمہیں کوئی سزا نہیں دیتا بلکہ گاہ بگاہ اپنی رحمت سے تمہیں نوازتا ہے۔ مگر جب کبھی تمہارے گناہوں کی پاداش میں تمہیں سزا دیتا ہے تو تم مایوس ہو کر رہ جاتے ہو۔ غور کرو تو تمہیں معلوم ہو کہ اللہ ہی رزق فراخ کرتا ہے اور وہی تنگی دیتا ہے۔ کیا اس آسمان کے تلے اور اس زمین کے اوپر کوئی ہے جس کے ہاتھ میں رزق کی فراخی اور تنگی ہو۔ اگر نہیں تو پھر تم کیوں اوروں کو شریک خدا ٹھہراتے ہو۔ پس تمہیں چاہیے کہ فرمانبرداری اور نیکوکاری کی زندگی گزارو۔ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اور ان کے حقوق کو ادا کرو۔ مسکینوں اور مسافروں کے ساتھ ہمدردی کا ثبوت دو۔ کیونکہ وہ لوگ جو خدا کے رحم کی توقع رکھتے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ وہ خود بھی دوسروں پر

رحم کریں تاکہ وہ کامیابی و کامرانی حاصل کریں۔ سنو! تمہارا خدا وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا جو تمہیں روزی دیتا ہے پھر مار دیتا ہے اور اس کے بعد پھر زندہ کرتا ہے اب بتاؤ تمہارے معبودوں میں سے کون ایسا ہے جس میں یہ اوصاف پائے جاتے ہیں۔ اگر کسی میں نہیں تو تم ان کو معبود کیوں بناتے ہو؟

ترجمہ آیات ۴۱-۵۳:- خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال (بد) کی وجہ سے فساد پھیل گیا ہے تاکہ خدا ان کو ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے۔ ممکن ہے وہ باز آ جائیں۔ کہہ دیجئے کہ ملک میں چلو پھرو اور دیکھو کہ ان لوگوں کا کیسا انجام ہوا جو پہلے ہو چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر مشرک تھے۔ سو آپ دین قیم کی طرف رخ کئے رہئے اس سے پیشتر کہ وہ دن آ جائے جس کے واسطے پھر خدا کی طرف سے ہٹنا نہ ہوگا۔ سب لوگ اس دن جدا جدا ہو جائیں گے۔ جس نے انکار کیا تو اس کے انکار کا ضرر اسی کو ہے اور جس نے اچھے اعمال کئے تو ایسے لوگ اپنے ہی لئے سامان تیار کر رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے عمل بھی اچھے کئے وہ ان کو اپنے فضل سے صلہ دے گا۔ بیشک وہ منکروں کو پسند نہیں کرتا۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ تم کو خوشخبری دینے اور تمہیں اپنی رحمت کا (مزہ) چکھانے کے لئے ہوائیں بھیجتا ہے اور اس لئے بھی کہ اس کے حکم سے کشتیاں چلیں اور تاکہ تم اسکے فضل سے (روزی) تلاش کرو اور اس لئے کہ تم اس کا شکریہ ادا کرو اور ہم نے آپ سے پہلے رسول ان کی قوموں کی طرف بھیجے اور وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے سو ہم نے ان لوگوں کو سزا دی جنہوں نے جرم (و انکار) کا ارتکاب کیا اور ایمان لانے والوں کی مدد کرنا ہمارے لئے ضروری تھا۔ اللہ وہ ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے جو بادلوں کو ابھارتی ہیں۔ پھر ان کو آسمان میں پھیلا دیتا ہے جس طرح چاہتا ہے اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے یہاں تک کہ (اے مخاطب) تو دیکھتا ہے کہ بادلوں میں سے مینہ نکلا چلا آ رہا ہے۔ سو جب وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اسے پہنچا دیتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ اور اگرچہ وہ بارش کے نازل ہونے سے پہلے بڑے مایوس تھے۔ سو اللہ کی رحمت کے آثار دیکھو کہ وہ کس طرح زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ بیشک وہ (خدا) مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔ اور اگر ہم اور ہوا بھیج دیں پھر یہ دیکھیں کہ کھیتی زرد ہو گئی ہے

تو اس کے بعد یہ ناشکر گزاری کرنے لگیں۔ سو آپ نہ مُردوں کو (اپنی بات) سنا سکتے ہیں اور نہ بہروں تک اپنی آواز پہنچا سکتے ہیں جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر چلدیں اور نہ آپ اندھوں کو ضلالت سے نکال کر ہدایت دے سکتے ہیں۔ آپ تو انہیں لوگوں کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے سو یہی فرمانبردار ہیں۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں توحید پرستی کے دلائل بیان کئے گئے تھے۔ یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ انسان خدا کی نافرمانی کر کے اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مارتا ہے اور مصیبتوں میں گرفتار ہوتا ہے۔ فرمایا دنیا میں جس قدر فسادات برپا ہیں سب حضرت انسان کے اپنے گناہوں کا نتیجہ ہیں۔ اگر دو قوموں اور ملکوں میں خونریز جنگ لڑی جا رہی ہے۔ تو بغاوت و سرکشی اور خدا فراموشی کا نتیجہ ہے۔ اگر قحط، طاعون اور دیگر مہلک بیماریاں انسانوں کو ہلاک اور ملک کو ویران کر رہی ہیں تو یہ بھی انسان کی اخلاقی پستی اور بے حیائی و بے شرمی کی پاداش کے طور پر ہے علی ہذا القیاس اقوام و افراد کو جو تکلیفیں اس واسطے پہنچتی ہیں۔ کہ وہ غور و فکر کریں اور ناپسندیدہ افعال اور مذموم حرکات سے باز رہیں۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ انسان کو چاہئے کہ دنیا میں چل پھر کر ان لوگوں کے حالات پر غور کرے جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور سبق سیکھے۔ تاکہ اس سے بداعتدالیاں واقع نہ ہوں۔ فرمایا اس وقت تک ظلم و ستم اور جور و تشدد کا خاتمہ دنیا میں نہیں ہوگا۔ جب تک انسان خدا کے دین پر عمل پیرا نہیں ہوتا فرمایا جو کوئی دین اور دین کی تعلیمات سے انکار کرے گا وہ خود اس کا نقصان اٹھائے گا۔ مگر جو شخص مان لے گا اور نیک بن کر زندگی گزارے گا وہ انعامات الٰہیہ سے سرفراز کیا جائے گا۔ تم دیکھو کہ دنیا میں تمہیں خوش رکھنے اور تمہاری ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہم کس قدر سامان بہم پہنچاتے ہیں۔ ہوائیں چلائی جاتی ہیں جو تمہاری روح اور جسم و جان کو تر و تازگی بخشتی ہیں اور بارش برسا کر خشک اور مردہ زمین میں پھل پھول اور روئیدگیاں اگانے کا باعث اور تمہاری خوشی کا موجب بنتی ہیں۔ فرمایا اگر تم ان احسانات کو بھول جاؤ گے اور ہماری یاد سے غافل ہو کر ہمارے نیک بندوں اور رسولوں کو تنگ کرنے لگو گے۔ تو ہم تمہیں بتائے دیتے ہیں کہ ان کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔ لہٰذا تمہیں ہمارے مقابلہ پر شکست کھا کر ذلیل و خوار ہی ہونا پڑے گا۔ فرماتا ہے میری قدرت دیکھو کہ ہواؤں کو چلاتا ہوں وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں۔ بادل آسمان پر پھیل

جاتے ہیں اور گھنگھور گھٹائیں بن کر تمہارا دل خوش کرتے ہیں۔ پھر تمہارے دیکھتے ہی دیکھتے ان سے مینہ برسنے لگتا ہے اور تم خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتے اگرچہ تمہاری حالت مینہ برسنے سے پہلے ایسی ہوتی ہے کہ مارے مایوسی کے تمہاری جان نکلنے لگتی ہے پھر جب بارش ہو جاتی ہے تو کیا تم اللہ کی رحمت کے اثرات و نشانات کو نہیں دیکھتے؟ کیا ہر مردہ چیز زندہ فرحاں دکھائی نہیں دیتی؟ سنو یہ سب قدرتیں اسی خدائے یگانہ ہی کو ہیں۔ وہ ہر بات پر قادر ہے۔ پس تم جھکو تو اسی کی چوکھٹ پر جھکو اور مانگو تو اسی سے مانگو۔ وہی سب کا قاضی الحاجات ہے اور وہی سب اسباب کا مالک ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جن لوگوں کے دل مردہ ہو چکے ہیں آپ ان کو اپنی بات نہیں سنا سکتے اور اسی طرح وہ بہرے لوگ جو صدائے حق سے پیٹھ پھیر کر بھاگیں ان کو بھی کوئی بات سنائی نہیں جا سکتی۔ نہ دل کے اندھوں کو سیدھی راہ پر چلایا جا سکتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام کی بات وہی سنتے ہیں جن کے دل میں ایمان ہوتا ہے۔ یا وہ جن میں اس کلام کے سننے کی صلاحیت موجود ہو۔

ترجمہ آیات ۵۴-۶۰:- اللہ وہ ہے جس نے تم کو کمزور حالت میں پیدا کیا۔ پھر کمزوری کے بعد توانائی عطا کی۔ پھر توانائی کے بعد ضعف اور بڑھاپا دیا۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور وہ بڑے علم اور قدرت والا ہے۔ اور جس دن قیامت برپا ہو گی گنہگار قسمیں کھائیں گے کہ وہ ایک گھڑی سے زیادہ (دنیا میں) نہیں رہے۔ اسی طرح یہ لوگ (دنیا میں بھی) بھکے رہے اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا ہے (وہ کہیں گے کہ) تم اللہ کی کتاب کی رو سے روز قیامت تک ٹھہرے ہو۔ سو یہ روز قیامت (ہی) ہے۔ مگر تم نہیں جانتے تھے۔ تو اس دن ظالموں کو اس کی معذرت خواہی کچھ فائدہ نہ دیگی اور نہ خدا کو خوش کرنے کا ان کو موقع ہی دیا جائے گا اور ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر طرح کا انداز بیان اختیار کیا ہے اور اگر آپ ان کے سامنے کوئی معجزہ پیش کریں منکر جو ہیں پھر بھی کہیں گے کہ آپ محض فریب کار ہیں۔ اسی طرح اللہ ان لوگوں کے دلوں پر مہر کر دیتا ہے جو سمجھ بوجھ نہیں رکھتے۔ سو آپ صبر کریں بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے۔ آپ کو سبکسار نہ بنا دیں۔

شرح:- اس رکوع میں انسان کی ناتوانی اور اس عالم بے ثباتی سے گذر کر خدا کے

حضور حاضر ہونے کا ... ارشاد ہوتا ہے کہ انسان ایک بے جان اور ضعیف سی چیز

سے ابتداء" پیدا کیا جاتا ہے پھر اسے قوی و توانا بنایا جاتا ہے۔ پھر اس بلا کی طاقت و توانائی کے بعد جو پہاڑوں کو چیر کر رکھ دیتی ہے اور شیروں اور چیتوں کو غلامی کی زنجیر پہنا دیتی ہے۔ سفید بالوں والا بوڑھا اور ناتوان آدمی بنا کر رکھ دیا جاتا ہے جو کوئی بھی کام کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ فرمایا اے انسان! غور کر کہ جس خدائے قدیر میں ان سب باتوں کی قدرت ہے تجھے کسی دم اس سے غافل نہیں رہنا چاہئے اور اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ لوگ جو مجرمانہ اور غافلانہ زندگی دنیا میں بسر کریں گے وہ حیات ثانی کے وقت خدا کے روبرو پشیمان ہوں گے اور کہیں گے کہ ہمیں تو دنیا میں مہلت ہی نہیں ملی ورنہ ضرور سوچ سمجھ کر نیک عمل کرتے اور آج نافرمانوں کی صف میں نہ ہوتے۔ اس اظہار پشیمانی سے ان کو قطعا" کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اس قرآن میں ہم نے ہر قسم کی مثال بیان کر دی ہے۔ مگر نہ ماننے والوں کا کیا علاج۔ ان کو خواہ کسی قسم کے دلائل و معجزات دکھاؤ۔ نشانات لاؤ۔ مگر وہ یہی کہے جاتے ہیں کہ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ ہم نہیں مانتے۔ فرمایا! یہ ان دلوں کی حالت ہوتی ہے جن پر مہر لگ چکی ہو اور وہ تمام طرف سے اندھے ہو چکے ہوں۔ سو آپ صبر کریں غم نہ کھائیں اور یقین رکھیں کہ اللہ کا وعدہ سچ ہے۔ اور وہ لوگ جو نہ حشر و نشر کو مانتے ہیں اور نہ دین الٰہی کے قائل ہیں وہ آپ کو رسوا نہ کر سکیں گے اور نہ آپ سے کسی معاملہ میں سبقت لے جا سکیں گے۔

(۸۵) سورة العنكبوت (۲۹)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی جبکہ آیات ۱ تا ۱۱ مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں اس میں انہتر آیات مبارکہ اور ۷ رکوع ہیں۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۲۔۱۳:۔ کیا یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو چھوڑ دیا جائے گا۔ صرف یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور ان کو آزمائش میں نہ ڈالا جائے گا اور بیشک ان سے پہلے جو لوگ تھے ہم نے ان کو بھی آزمائشوں میں ڈالا سو اللہ ان لوگوں کو

ضرور معلوم کر کے رہے گا جو صداقت پر ہیں اور ان کو بھی ضرور معلوم کر کے رہے گا جو جھوٹے ہیں کیا ان لوگوں نے جو برائیاں کرتے ہیں یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ ہمارے قابو سے نکل جائیں گے بہت ہی برا فیصلہ ہے جو انہوں نے کیا ہے۔ جو اللہ سے ملنے کی امید رکھے تو بیشک اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت آنے والا ہے اور وہ ہر بات کو سننے والا اور ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ اور جو شخص محنت کرتا ہے تو وہ اپنے ہی لئے محنت کرتا ہے بیشک اللہ تمام کائنات سے بے پروا ہے۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل نیک کئے ہم ان کے گناہوں کو ان سے دور کر دیں گے اور جو کام وہ کرتے رہے ہیں ان کا بہترین بدلہ دیں گے۔ اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر وہ دونوں کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک بنائے جس کا تجھے علم ہی نہیں۔ تو ان کا کہا نہ ماننا۔ میری ہی طرف تم کو لوٹ کر آنا ہے۔ پھر میں تمہیں بتاؤں گا جو تم کرتے رہے ہو۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے۔ ہم ان کو یقیناً" نیکو کاروں کے زمرے میں داخل کریں گے۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا پر ایمان لے آئے ہیں پھر جب ان کو اللہ کی راہ میں تکلیف پیش آتی ہے تو لوگوں کی آزمائش کو اللہ کے عذاب کے برابر سمجھنے لگتے ہیں اور اگر آپ کے رب کی طرف سے مدد پہنچ جائے تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ تھے (یہ لوگ کیوں دھوکے بازی سے کام لیتے ہیں) کیا جو اہل جہاں کے سینوں میں ہے وہ اللہ کو معلوم نہیں ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ ضرور ان کو معلوم کر کے رہے گا اور جو منافق ہیں ان کو بھی ضرور معلوم کرے گا اور جو لوگ کافر ہیں وہ ان سے جو لے آئے ہیں کہتے ہیں کہ ہمارا مسلک اختیار کرو۔ تمہارے گناہ ہم اٹھالیں گے۔ حالانکہ وہ ان کے گناہوں میں سے کچھ بھی اٹھا نہیں سکتے (بلکہ) وہ سراسر جھوٹے ہیں۔ ہاں وہ اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ بھی۔ اور قیامت کے روز جو جو افترا پردازیاں کرتے رہے ہیں ان سے پوچھی جائیں گی۔

شرح:- یہاں سے سورت عنکبوت شروع ہوتی ہے۔ عنکبوت کہتے ہیں مکڑی کے جالے کو۔ چونکہ مشرکین کے اعتقادات کو اس سورت میں مکڑی کے جالے سے تشبیہ دی گئی ہے اور اس سورت کا یہ حصہ اس کا دل ہے۔ لہٰذا سورت کا نام ہی عنکبوت رکھا گیا

ہے۔ جو اس مضمون کے لحاظ سے عین مناسب ہے۔ ابتدا میں مسلمانوں کو ایک سخت تنبیہہ کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ نہ سمجھ لینا کہ لا الہ الا اللہ کہہ دینے سے سیدھے جنت میں چلے جاؤ گے اور تمہیں وہ محنت و مشقت نہ اٹھانی پڑے گی۔ جو ایک مومن صادق کے لئے ازبس ضروری ہے فرمایا کہ تم سے پہلے جو لوگ گزر چکے ہیں ان کو بھی اپنی زبانی دعاوی کا ثبوت دینا پڑا ہے اور انہوں نے زبانی دعوے کے ساتھ ساتھ اپنے عمل اور فعل سے اپنی صداقت کو ثابت کیا ہے۔ تمہیں بھی ایسا ہی کرنا پڑے گا۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کی دیوار سے تکیہ لگائے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بعض صحابہؓ نے مشرکین کے ظلم و ستم کی شکایت کی کہ ہم یوں ستائے جا رہے ہیں آپ بد دعا کیوں نہیں کرتے۔ آپ نے خفا ہو کر فرمایا کہ تم سے پہلے دیندار لوگ آرے سے چیرے گئے۔ مگر وہ دین سے نہ ہٹے۔ لوہے کے کنگھے ان کے سر میں کئے گئے۔ کہ گوشت چیر کر ہڈی تک پہنچ گئے۔ مگر وہ پھر بھی دین سے نہ ہٹے لیکن تم ابھی سے گھبرا رہے ہو قسم ہے خدا کی یہ دین پھیلے گا اور صنعاء سے لے کر حضر موت تک سوار امن سے جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہر ایک مسلمان کو صرف زبانی جمع خرچ کرنے والا مسلمان ہی نہیں دیکھنا چاہتے تھے بلکہ سچا اور عملی مسلمان دیکھنے کے متمنی تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا اور جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ محض لا الہ الا اللہ کہنا نجات کے لئے کافی ہے۔ تو نہ قرآن اتنے زور سے اعمال کی تاکید کرتا اور نہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام۔ اس کے بعد ان لوگوں کو تنبیہہ کی گئی جو ایمان والوں کو ستاتے اور ان پر عرصہ حیات کو تنگ کرتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ نافرمانی کی زندگی بسر کرتے ہیں اور نیک آدمیوں کو تنگ کرتے رہتے ہیں وہ کبھی خیال نہ کریں کہ خدا تعالیٰ کے قابو سے بھی نکل جائیں گے۔ اور اپنے اعمال بد کی سزا نہ پائیں گے۔ فرمایا جو لوگ نیک کام کریں گے اور خدا کے سامنے سرخرو ہو کر جانے کی کوشش کریں گے ہم ان کی محنتوں کو اکارت نہیں جانے دیں گے حتیٰ کہ ان کی بعض لغزشوں اور خطاؤں کو بھی معاف کر دیا جائے گا۔ فرماتا ہے کہ نیک کاموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرے۔ اور اگر والدین مسلمان نہ ہوں تو بھی سوائے مذہبی معاملات کے ہر طرح ان کی فرمانبرداری کرنی چاہئے۔ البتہ جہاں

ان کی فرمانبرداری سے خدا کی نافرمانی لازم آئے وہاں ان کا ساتھ "قطعاً" چھوڑ دینا چاہیے۔

اس کے بعد ان کم ہمت لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو اللہ کی راہ میں تکلیف پا کر گھبرا جاتے ہیں اور ہمت چھوڑ دیتے ہیں فرمایا یہ اس تکلیف کو جو انہیں لوگوں کی طرف سے پہنچتی ہے خدا کے عذاب کے برابر سمجھنے لگتے ہیں۔ حالانکہ ان کو معلوم ہی نہیں کہ خدا کا عذاب کتنا خوفناک اور درد انگیز ہوگا۔ اور دنیا میں جو بڑی سے بڑی مصیبت بھی انسان برداشت کرے اسے خدا کے عذاب سے کوئی نسبت نہیں ہو سکتی۔

فرماتا ہے کہ اگر زبانی دعویٰ پر ہی اعتبار کیا جائے اور عمل کو نہ دیکھا جائے تو مومنوں اور منافقوں میں کس طرح تمیز ہو سکے بعض لوگ از راہ تمسخر ایمان والوں سے کہا کرتے ہیں کہ خدا اتنا ظالم نہیں کہ اپنی غریب مخلوق کو عذاب دے۔ ہم تو اس کی طرف سے بالکل مطمئن ہیں۔ اگر تمہیں ڈر ہے تو تم بھی ہم پر اعتبار کرو۔ ہم تمہارے گناہوں کے ذمہ دار بن جائیں گے اور خدا سے تمہیں چھڑا لیں گے۔ فرماتا ہے کہ یہ ان کی خام خیالی ہے۔ کوئی شخص کسی کے گناہوں کو اٹھا نہیں سکتا اور نہ کسی کا ذمہ دار بن سکتا ہے۔

ترجمہ آیات ۱۴-۲۲:- اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان کے اندر پچاس کم ہزار سال تک رہے۔ بالآخر ان کو طوفان نے آ پکڑا۔ در آنحالیکہ وہ نافرمان تھے پھر ہم نے اس کو اور کشتی میں سوار ہونے والوں کو بچا لیا اور اس واقعہ کو اہل جہاں کے لئے نشان عبرت بنایا (اور ہم نے) ابراہیم (کو بھیجا) جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو۔ یہ بات تمہارے لئے بہتر ہوگی اگر تم کو (کچھ بھی) علم ہے اللہ کو چھوڑ کر تم بتوں کی پوجا کرتے ہو اور بہتان تراشتے ہو اللہ کو چھوڑ کر جن لوگوں کی تم پرستش کرتے ہو وہ تمہیں یقیناً" روزی دینے کی توفیق نہیں رکھتے۔ سو رزق تو تم اللہ ہی کے ہاں تلاش کرو اور اس کی عبادت کرو۔ اور اسی کا شکر بجا لاؤ (یاد رکھو کہ) اس کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہوگا۔ اور اگر تم تکذیب پر اتر آؤ تو (یہ کوئی نئی بات نہیں) تم سے پہلے بھی بہت سی قومیں تکذیب سے کام لے چکی ہیں اور رسول کا تو فرض کھول کر پہنچا دینا ہے۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ کس طرح مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے اور کس طرح وہ اس کو بار بار پیدا کرتا رہتا ہے یہ سب کام اللہ کے لئے آسان ہے۔ کہہ دیجئے کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ اس نے کس طرح مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا اسی طرح پھر خدا ہی مخلوق کو پچھلی بار

پیدا کرے گا۔ بلاشبہ اللہ ہر بات پر قادر ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے عذاب میں گرفتار کرتا ہے اور وہی جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ اور تم نہ زمین میں (رہ کر) خدا کو ہرا سکتے ہو اور نہ آسمان پر (جا کر) اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ مددگار ہے۔

شرح:۔ اس رکوع میں گزشتہ مطالب کو حضرت نوح علیہ السلام اور اس کی قوم کا قصہ بیان کر کے واضح کر دیا ہے۔ فرمایا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال لوگوں کو وعظ و نصیحت کی۔ مگر بہت ہی تھوڑے لوگ آپ پر ایمان لائے۔ آپ نے شرک اور بت پرستی کے قلع و قمع میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ چنانچہ ایک موقع پر آپ نے لوگوں سے کہا کہ تم جن کی عبادت کرتے ہو وہ محض بت ہیں۔ نہ تم کو نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ تمہیں روزی دینے والا صرف خدائے واحد ہے۔ سو اسی سے مانگو اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر بجالاؤ اور یاد رکھو کہ تمہیں ایک دن اس کے پاس حاضر ہو کر ہر بات کا جواب دینا ہے۔ فرمایا کہ اگر کسی کو خدا کی ہستی کا یقین نہ آئے تو اسے چاہئے کہ وہ آنکھیں کھول کر اکناف و اطراف میں پھرے اور مخلوقات کی پیدائش و اموات کا مطالعہ کرے۔ اس پر از خود یہ بات کھل جائے گی کہ کوئی ایسا صانع درپردہ ضرور کام کر رہا ہے جو ان اشیاء کو بناتا اور پھر ڈھا دیتا ہے۔ پس جب یہ راز اس پر کھل جائے گا تو اس کو قیامت کے برپا ہونے اور پھر انسان کو دوبارہ زندہ ہو کر حساب دینے پر بھی خود بخود ایمان آ جائے گا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ انسان کو یہ بات ضرور ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ خدا جس کو چاہے گناہوں کی سزا دے گا اور جس کو چاہے بخش دے گا۔ اس کے اختیارات پر کوئی پابندی عائد نہیں ہو سکتی۔ اور نہ کسی طرح انسان خدا کے قابو سے باہر جا سکتا ہے اور نہ اسے دھوکہ دے کر بچ سکتا ہے۔

ترجمہ آیات ۲۳-۳۰:۔ اور وہ لوگ جو اللہ کے احکام کے اور اس کے روبرو حاضر ہونے کے منکر ہیں وہ لوگ میری رحمت سے ناامید ہیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے تو ان کی قوم نے جواب میں کہا تو یہ کہا کہ اس کو قتل کر ڈالو یا اس کو آگ میں ڈال دو۔ مگر اللہ نے اس کو آگ سے بچا لیا۔ بیشک جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کے لئے اس میں نشانیاں ہیں اور اس نے کہا کہ اللہ کو چھوڑ کر تم نے جو بتوں سے لو لگائی ہے۔ تو صرف دنیا کی زندگی میں باہمی محبت کے لئے پھر قیامت کے دن ایک دوسرے کو جھٹلاؤ گے اور ایک

دوسرے پر لعنت بھیجے گے اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہو گا اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہو گا۔ سو لوط
ان پر ایمان لے آئے اور ابراہیم نے کہا کہ میں اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنے کو ہوں بیشک وہ زبردست اور حکمت والا ہے اور ہم نے اس کو اسحٰق اور یعقوب عطا کئے اور ان کی نسل میں پیغمبری اور کتاب کے سلسلہ کو (جاری) رکھا اور ان کو دنیا میں بھی ان کا صلہ بخشا اور آخرت میں (بھی) وہ بلاشبہ نیکو کاروں کے زمرے میں شامل ہوں گے اور لوط کو بھی بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم بے حیائی کے کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا جہاں کے لوگوں میں سے کسی نے نہیں کئے۔ کیا تم مردوں کے پاس جاتے ہو اور راہزنی کرتے ہو۔ اور اپنی مجلسوں میں ناشائستہ حرکتوں کا ارتکاب کرتے ہو۔ سو ان کی قوم کا جواب تھا تو یہ کہ اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ۔ انہوں نے کہا کہ اے میرے رب! مجھے ان فساد برپا کرنے والے لوگوں کے معاملہ میں نصرت عطا فرما۔

شرح:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصے کے دوران میں چند اصولی باتوں کا ذکر آگیا تھا۔ ان کو بیان کرنے کے بعد اس رکوع سے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ شروع کر دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وعظ و نصیحت سے قوم تنگ ہوئی اور آپ کے دلائل کے سامنے بالکل عاجز آگئی۔ تو انہوں نے مشورہ کیا کہ اس سے نجات حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ مگر خدا نے ابراہیم علیہ السلام کا بال تک بیکا نہ ہونے دیا اور ان کی تمام شرارتوں سے بچا کر رکھ لیا۔ فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے وعظوں میں اکثر یہی کہا کرتے تھے۔ کہ لوگو! تم جن کی عبادت کرتے ہو وہ پتھر ہیں تم کہتے ہو کہ ہم پتھروں کی عبادت نہیں کرتے ہم تو ان کو خوش کرنا چاہتے ہیں جن کی صورتیں ہم نے پتھروں سے تراشی ہیں اور ہمارا مقصد ان کو خوش رکھنے سے محض اس قدر ہے کہ وہ خدا کے ہاں ہماری سفارش کریں اور ہمیں بخشوالیں۔ مگر تمہارا ایسا کرنا محض لغو ہے۔ کیونکہ خدا سے کوئی بخشوا نہیں سکتا۔ بخشش اسی کے لئے ہوگی جو نیکو کار ہو گا۔ جن پر تم اعتماد کئے بیٹھے ہو۔ یہ تو قیامت کے روز کانوں پر ہاتھ دھریں گے اور تم پر سو سو لعنتیں بھیجیں گے پھر تم اور تمہارے بتوں سب کو جہنم کے سپرد کیا جائے گا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ وعظ اور نصیحت کا اثر حضرت لوط علیہ السلام پر ہوا۔ اور وہ ایمان لے آئے۔ اور سب خرافات چھوڑ کر خدا کے ہو گئے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد

رسول ان کی اولاد حضرت اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام اور ان کی نسل میں سے ایک زمانہ تک
حکومت رہی اور ان کو بھی دنیا کے ساتھ ساتھ دین کی بادشاہت عطا کی گئی۔ اس کے بعد
حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا سبق آموز قصہ بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ وہ
قوم کچھ ایسی گندہ ذہنیت رکھتی تھی کہ بجائے عورتوں کے پاس جانے کے وہ لڑکوں کے پاس
جاتے۔ جس سے ان لوگوں کی نسلیں قطع ہو گئیں اور جو اولاد پیدا ہوتی تھی وہ نہایت کمزور
اور نکمی۔ علاوہ ازیں ان کے اخلاق ناپاک اور ان کی عادات قابل نفرت ہو گئیں۔ کوئی
شریف آدمی ان کے اندر مل جل کر رہنا گوارا نہ کر سکتا۔ حضرت لوط علیہ السلام ان کو
سمجھاتے بجھاتے رہے مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور کہا تو یہ کہا کہ ہم تو ان باتوں کو چھوڑنے
والے نہیں۔ جو عذاب لانا ہو بے شک لے آؤ۔ حضرت لوط علیہ السلام نے قوم کے حق
میں بددعا کی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ آندھی میں اس طرح اڑا دیئے گئے کہ ان کی بستیاں نیچے اوپر
ہو گئیں۔ اور تمام وہ سرزمین جس میں وہ بستے تھے تباہ کر دی گئی۔

ترجمہ آیات ۳۱۔ ۴۴:۔ اور جب ابراہیم کے پاس ہمارے فرشتے خوشخبری لے کر
آئے تو انہوں نے کہا کہ ہم اس گاؤں والوں کو ہلاک کرنے آئے ہیں کہ یہاں کے رہنے
والے ظالم ہیں۔ (ابراہیم نے) کہا کہ ان میں لوط بھی ہیں انہوں نے کہا کہ ہمیں خوب
معلوم ہے اس میں کون کون ہے ان کو اور ان کے گھر کے لوگوں کو ضرور بچالیں گے سوائے
ان کی بیوی کے وہ پیچھے رہنے والوں میں ہوگی اور جب لوط کے پاس ہمارے فرشتے آئے تو
انہیں وہ ناگوار گزرے اور انہیں دیکھ کر ان کا دل تنگ ہوا اور فرشتوں نے کہا ڈریے نہیں
اور نہ غم کھایئے ہم آپ کے گھر کے لوگوں کو ضرور بچالیں گے بجز آپ کی بیوی کے وہ
پیچھے رہ جانے والوں میں ہوگی ہم اس بستی کے لوگوں پر آسمان سے ان کی بدکاریوں کی وجہ
سے عذاب نازل کرنے والے ہیں اور بیشک ہم نے ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں
اس بستی کو (عبرت کا) کھلا نشان بنا دیا اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا انہوں
نے کہا کہ اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اور آخرت کے دن کی توقع رکھو اور ملک میں
فساد نہ کرتے پھرو مگر انہوں نے ان کو جھٹلایا تو ان کو بھونچال نے آگرفتار کیا اور وہ اپنے
گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے اور عاد اور ثمود کو بھی ہم نے ہلاک کیا اور تمہیں ان کے
گھر بھی دکھائی دیتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظروں میں خوشنما کر دکھایا

سو ان کو (سیدھی) راہ سے روک دیا۔ حالانکہ (یوں) وہ ہوشیار تھے۔ اور قارون' فرعون
اور ہامان کو بھی (ہم نے ہلاک کیا) اور (باوجودیکہ) موسیٰ ان کے پاس کھلے نشانات[11] لے کر
آئے۔ انہوں نے خدا کی سرزمین میں تکبر کا مظاہرہ کیا وہ قابو سے نکل جانے والے نہ
تھے۔ تو ہم نے سب کو ان کے گناہوں کی بنا پر پکڑ لیا۔ سو بعضوں پر تو ہم نے پتھر برسائے
اور بعض کو زور کی چیخ نے آدبایا اور کچھ ایسے تھے کہ ہم نے انہیں زمین میں دھنسا دیا اور
کچھ لوگوں کو ہم نے غرق کر دیا اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا۔ بلکہ وہ خود اپنے اوپر ظلم
کرتے رہے۔ جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اور معبود بنا رکھے ہیں ان کی مثال (ناتوان)
مکڑی کی سی ہے جس نے گھر بنایا اور البتہ سب گھروں سے بودا گھر مکڑی ہی کا ہے کاش وہ
اس بات کو جانتے۔ بلاشبہ اللہ جانتا ہے ہر اس چیز کو جسے وہ خدا کے سوا پکارتے ہیں اور وہ
زبردست اور حکمت والا ہے۔ اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں اور ان کو
اہل علم ہی سمجھتے ہیں اللہ نے آسمان کو اور زمین کو غرض و مصلحت کے ساتھ پیدا کیا ہے
بیشک اس میں ایمان لانے والوں کے لئے نشانی ہے۔

شرح:۔ اس رکوع میں ذرا تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ کس طرح ان لوگوں کی تباہی
معرض عمل میں آئی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے
ایک بچے کی خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ ہم آج فلاں گاؤں کو تباہ
بھی کریں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے گھبرا کر کہا کہ وہاں تو لوط علیہ السلام بھی
ہے اور کیا وہ بھی ان لوگوں کے ساتھ ہی عذاب کی لپیٹ میں آ جائے گا۔ فرشتوں نے
جواب دیا کہ ہم جانتے ہیں کہ وہاں کون کون ہے اور کس کس کو بچانا اور کس کو ہلاک کرنا
مقصود ہے۔ اس کے بعد فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے اس وقت فرشتوں نے
چند خوبصورت نوجوان لڑکوں کی ہیئت اختیار کر رکھی تھی اس واسطے حضرت لوط علیہ السلام
کو خطرہ گزرا کہ یہ لڑکے میرے ہاں مہمان آئے ہیں۔ مگر بدمعاش لوگ ابھی چیلوں کی
طرح ان پر جھپٹ پڑیں گے اور مجھے اور ان کو رسوا کریں گے۔ مگر فرشتوں نے جلدی ہی
حضرت لوط علیہ السلام کو تسلی کر دی اور کہہ دیا کہ آپ نہ گھبرائیں ہم فرشتے ہیں۔ ہمیں
کوئی چھیڑ نہیں سکتا۔ آج یہ بستی ہلاک ہو جائے گی۔ آپ اپنے لوگوں سمیت یہاں سے
نکل جائیں۔ مگر آپ کی اہلیہ کا میلان طبع اسی قوم کی طرف ہے۔ وہ ان کے ساتھ ہی ہلاک

ہو جائے گی۔ آپ اس کا کوئی فکر نہ کریں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آسمانی عذاب نے ان کو فنا کر دیا۔ اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام نے تمام عمر لوگوں کو سمجھانے بجھانے میں گزاری کہ بھلے لوگو! لوگوں کو کم تول کر نہ دیا کرو۔ اور مال تجارت میں دھوکہ فریب نہ کیا کرو۔ مگر کسی نے نہ مانا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو زلزلے کی لپیٹ میں دے کر خدائے تعالیٰ نے صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ یہی حالات قوم عاد اور ثمود کے گذر چکے ہیں اور باوجود اس شان و شوکت کے جو ان کو نصیب تھا وہ خدا کے عذاب کا مقابلہ نہ کر سکے۔ پھر قارون، فرعون اور ہامان کے قصے کی طرف اشارہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ جن لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا تھا اور اتنے غرور و تکبر کا اظہار کیا تھا اور وہ جو خدائی دعوے کرتے تھے جب ہلاک ہونے پر آئے تو مجبور ترین چیز تھے اور ان کو عذاب آسمانی سے کوئی چیز بچانے والی نہ تھی۔ نہ تدبیر نہ دولت نہ عقل اور نہ جاہ و حشمت۔ ارشاد ہوتا ہے کہ نافرمانوں کی اقوام کو گننے اور شمار کرنے لگو تو تم سے شمار نہ ہوں۔ مگر اتنا یاد رکھو کہ ان میں سے بعض کو ہم نے آسمانوں سے پتھراؤ کر کے ہلاک کیا بعض پر زلزلے آئے۔ بعض کو زمین کے اندر دھنسایا اور بعض پر دیگر ناگہانی بلائیں آئیں۔

اس کے بعد اس سورت کا ماحصل بیان فرمایا ہے کہ جو لوگ خدا کو چھوڑ کر دوسری چیزوں پر امید رکھتے اور ان کے ساتھ لو لگاتے ہیں۔ وہ دراصل مکڑی کے جالے کی طرح نہایت ناپائدار اور کچی عمارت کی بنیاد رکھتے ہیں۔ جو ایک پھونک سے اڑ جائے فرمایا۔ خدا سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوتی۔ پھر اس کا دروازہ چھوڑ کر اوروں کے پاس جا کر ذلیل ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ آخر میں ارشاد ہوتا ہے کہ قرآن پاک میں جس قدر قصص اور مثالیں بیان ہوئی ہیں۔ وہ اس لئے کہ مذکورہ مطالب کی ان کے ذریعے تشریح کی جائے اور جو بات بیان کرنا مقصود ہے وہ جلدی ہی انسانی ذہن میں گھر کر جائے۔ جس طرح کہ زمین و آسمان پر غور کرنے سے اسے بیشمار نشانات حق نظر آ جاتے ہیں۔ اسی طرح ان حکایات و امثال سے بھی بے شمار حقائق و معارف منکشف ہوتے ہیں۔

ترجمہ آیات ۴۵-۵۱:- (اے پیغمبر!) کتاب جو آپ کی طرف وحی کی گئی اس کو پڑھا کیجئے اور نماز کے پابند رہئے (بلاشبہ) نماز برے اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر بڑی چیز ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے واقف ہے۔ اور اہل کتاب

سے بحث نہ کرو مگر ایسے طریقہ سے جو نہایت عمدہ ہو۔ سوا ان لوگوں کے جو ان میں سے زیادتی کریں اور کہہ دو کہ جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا ہے اور جو کچھ تم پر اترا ہے ہم سب پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف کتاب نازل کی ہے سو جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی تھی وہ اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور ان (مشرکین) میں سے بھی بعض ایسے ہیں جو اس کتاب پر ایمان لے آئے ہیں اور ہمارے حکموں سے تو (ازلی) کافر ہی انکار کرتے ہیں۔ اس سے پہلے بھی تو آپ نہ کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ آپ کو ہاتھ سے لکھنا ہی آتا تھا (کیونکہ اگر) ایسا ہوتا تو یہ لوگ ضرور شک و شبہ میں پڑ جاتے بلکہ یہ کھلی اور روشن آیتیں ہیں ان لوگوں کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا ہے اور ہماری آیتوں سے تو وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو ظالم ہیں اور انہوں نے کہا کہ اس کے رب کی طرف سے اس پر نشانیاں کیوں ظاہر نہیں ہوتیں (ان سے) کہہ دیجئے نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں۔ میں تو محض آگاہ کرنے والا ہوں۔ کیا (یہ) ان کے لئے کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر قرآن نازل کر دیا ہے جو ان کو پڑھ پڑھ کر سنایا جاتا ہے بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے رحمت اور نصیحت ہے جو ایمان رکھتے ہیں۔

شرح:۔ مشرکوں کے عقائد کا تار و پود بکھیرنے کے بعد توحید کی خصوصیات اور اسلام کی تعلیمات کی خوبیاں بیان کی جاتی ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! لوگوں کو قرآن پڑھ کر سناؤ تاکہ ان کی جہالت دور ہو اور ظلمت کی بجائے ان کے سینے نور ایمان کی روشنی سے معمور ہوں اور ان کو معلوم ہو کہ خدا اور بندہ کے درمیان کیا تعلق ہے بندوں کے ایک دوسرے پر کیا حقوق ہیں دنیاوی زندگی کا راز کیا ہے اور موت کیا شے ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں ہیں جن کے معلوم ہونے سے ایک انسان انسان کامل بن جاتا ہے فرمایا اے انسان! نماز پڑھا کر کیونکہ نماز تمام برے افعال اور ناپسندیدہ خصائل سے انسان کو روکتی ہے۔ ایک نمازی ظاہر اور باطن سے پاک و صاف ہوتا ہے اس کے لباس اور اس کے جسم پر کسی قسم کی نجاست نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ نماز کے لئے شرط ہے کہ انسان کا لباس اور جسم صاف ستھرا اس کا باطن یعنی اس کا دل اور اس کا ضمیر بھی خبث باطنی سے پاک ہو۔ کیونکہ جب تک انسان اپنے دل کو ماسوائے خدا سے ہٹا کر صرف اس کی طرف نہ لگالے اور اس کی رضا کے سامنے اپنی تمام خواہشات کو ترک نہ کر دے تب تک اس کی نماز نہیں ہو سکتی۔ پھر اللہ کا

ذکر ایک ایسی بڑی چیز ہے کہ اس کے وظیفہ سے انسان بھی بڑا بن جاتا ہے اور دنیا و مافیہا کی تمام اشیاء اس کے سامنے پانی بھرنے لگتی ہیں۔ فرمایا اے لوگو! اگر تم ہماری اس ہدایت پر کان نہ دھرو گے اور ظاہر و باطن کی پاکیزگی کے ساتھ ان تعلیمات پر عمل نہ کرو گے تو جو کچھ کرو گے اس کا بدلہ پالو گے۔ اس کے بعد مسلمانوں کو ایک اور زریں اصول بتایا جاتا ہے کہ کسی سے بحث و مباحثہ نہ کرو خصوصاً" اہل کتاب سے مباحثہ کی ضرورت نہیں کیونکہ مباحثہ سے کسی شخص پر حقیقت واضح نہیں ہو سکتی کوئی شخص مباحثے کے دوران میں حق تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوا کرتا۔ کیونکہ ہر شخص اپنی بات پر ضد کرتا ہے۔ ہاں اگر اہل کتاب سے مجادلہ کرنا ہی ہے تو کسی بہترین طریق کو اختیار کرو۔ مثلاً" اپنے حسن عمل اور اپنی نیکی اور پاکیزگی سے ان کے دلوں پر اثر ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ آملیں تم اپنے اور ان کے درمیان کوئی بڑا فرق مت بتاؤ۔ بلکہ کہو کہ ہماری تمہاری کتابیں ایک ہی خدا کی نازل کردہ ہیں۔ اور وہی ایک تمہارا معبود ہے اور ہمارا بھی اور ہم سب اسی کے بندے ہیں۔ پھر اختلاف کیا معنی! الغرض اسلام کی تبلیغ کے لئے ایسے عملی طریقے اختیار کرو کہ کوئی شخص مخالفت کر ہی نہ سکے اور جو چند بدبختان ازلی تمہارا کہنا نہ مانیں ان کو چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ ہدایت کو قبول نہیں کریں گے۔

ترجمہ آیات ۵۲ - ۶۳:- کہہ دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان خدا کی شہادت کفایت کرتی ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اسے سب معلوم ہے اور وہ لوگ جو باطل پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ سے منکر ہو گئے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو نقصان اٹھانے والے ہیں اور عذاب طلب کرنے میں یہ لوگ جلدی کرتے ہیں اور اگر (پہلے سے) ہر چیز کا وقت مقرر نہ ہوتا تو ان پر عذاب آچکا ہوتا اور عذاب ان پر اچانک آکر رہے گا اور انہیں خبر بھی نہ ہوگی۔ یہ لوگ عذاب طلب کرنے میں جلدی کرتے ہیں اور بلاشبہ دوزخ کافروں کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ (اس دن کو یاد کرو) جب اوپر سے ان کو عذاب ڈھانک لے گا اور نیچے سے پھر ان کو گھیر لے گا اور (خدا) کہے گا کہ جو کچھ تم کیا کرتے تھے اس کا مزہ چکھو۔ اے میرے بندو! جو ایمان لا چکے ہو میری زمین وسیع ہے۔ سو تم (جہاں بھی رہو) میری عبادت کرو۔ ہر متنفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ پھر ہماری طرف ہی تمہیں لوٹ کر آنا ہے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل نیک کر گئے ان کو جنت کے بالاخانوں میں جگہ دیں گے۔ جن

کے نیچے نہریں رواں ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ (نیک) عمل کرنے والوں کا (یہ) خوب صلہ ہے۔ (یعنی) جو صبر سے کام لیتے اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں اور بہت سے جاندار ہیں جو اپنی غذا اٹھائے نہیں پھرتے (سنو) اللہ ہی ان کو اور تم سب کو روزی دیتا ہے اور وہ سننے والا ہے اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور سورج اور چاند کو تابع فرمان کیا تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔ پھر وہ کہاں بھٹکے بھٹکے پھر رہے ہیں۔ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے آسمان سے بارش نازل کی اور کس نے زمین کو کہ خشک پڑی تھی اس کے بعد شگفتہ اور زندہ کر دیا تو وہ کہیں گے کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے زیبا ہے لیکن اکثر ان میں نہیں سمجھتے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں ذکر ہوا تھا کہ کافر لوگ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو نبی ماننے سے انکار کرتے تھے اور معجزات طلب کیا کرتے تھے۔ فرمایا یہ معجزہ کیا کم ہے کہ قرآن ایسی بے مثل کتاب ایک ایسے شخص پر نازل کی گئی ہے۔ جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتا یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تمہیں میری بات پر یقین نہیں تو ہم اللہ کو اپنے درمیان گواہ ٹھہرا لیتے ہیں۔ جس سے زمین و آسمان کی کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ فرمایا! اس کے باوجود بھی جو لوگ باطل پر اڑے رہیں گے اور اللہ کے احکام کو ماننے سے انکار کریں گے تو وہ اس اعتبار سے خسارے میں رہیں گے کہ دنیا مزرعۃ الاخرۃ ہے اور آگے چل کر وہی شخص فائدے میں رہے گا جس نے حیات دنیاوی کے دوران میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کر کے اسے خوش کر لیا ہوگا۔ اس کے بعد نافرمانوں کو تنبیہہ کی ہے کہ آسمانی عذاب نہ مانگو۔ تمہارے مانگنے سے نہ وہ پہلے آسکتا ہے نہ تمہارے ہٹانے سے پیچھے ہٹ سکتا ہے۔ وہ جب آئے گا تو اچانک آئے گا اور منکروں کو ان کے اعمال بد کی سزا دے کر آناً "فاناً" چلا جائے گا۔ فرمایا کہ تمام منکران حق ایک نہ ایک دن خدا کے عذاب میں ضرور گرفتار ہوں گے اور کوئی شخص کہیں بھاگ نہ سکے گا اوپر نیچے جس طرف دھیان کریں گے خدا کا عذاب سامنے سے نمودار ہوگا۔ اس کے بعد ان صحابہ کرام کو جو ابتداء میں اسلام لے آئے تھے خطاب کیا ہے اور اس خطاب میں غور سے دیکھا جائے تو رہتی دنیا تک مسلمانوں کے لئے کئی ایک درس

عبرت ہے۔ بات یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں عرب کے مسلمانوں کا حال یہ تھا ابھی اسلام اچھی طرح پھیلا نہ تھا اور یہ لوگ جابجا کفار کے نرغے میں تھے اور وہ ان کو خدائے واحد کی عبادت کرنے سے منع کرتے تھے چنانچہ پیغمبر علیہ السلام اور بعض مسلمان تو ہجرت کر کے مدینے میں جا رہے اور بعض مسلمان تعلقات معاش کی وجہ سے بدستور کفار کے نرغہ میں رہے ان کو خدا نے یہ حکم دیا کہ معاش کی کیا طمع کرتے ہو خدا رازق ہے کفار کے نرغے سے نکل جاؤ۔

ملک خدا تنگ نیست پائے گدا لنگ نیست

ارشاد ہوتا ہے کہ اے انسان! تیری روزی کی کوئی جگہ مخصوص نہیں ہے۔ تیرا رازق خدا ہے جہاں تو ہوگا وہ تجھے روزی پہنچائے گا روزی کی کمی بیشی اور فراخی و تنگی اس کے اپنے قبضہ میں ہے۔ وہ جسے چاہے دے اور جس سے چاہے لے لے۔ سو ڈرو تو اسی سے ڈرو۔ سنو جس خدا نے تمہیں پیدا کیا اس نے زمین اور آسمان کو بھی پیدا کیا۔ سورج اور چاند کو تمہارا مطیع فرمان بنایا اور بادلوں نے مینہ برسا کر تمہارے کھیتوں کو سرسبز و شاداب کیا۔ وہ زیادہ تر اس بات کا حقدار ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔ مگر افسوس کہ اکثر لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے اور خدائے خالق و رازق و غالب کو چھوڑ کر اپنے ایسے انسانوں کو کارساز اور مالک و رازق سمجھنے لگتے ہیں۔ ان سے ایسے ڈرتے ہیں جیسے خدا سے ڈرنا چاہیے۔ ان کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ مگر خدا کے احکام کو پس پشت ڈال رکھتے ہیں۔ خدا کے رسول اور اس کے مبلغ اس کے احکام سنائیں تو وہ سنتے نہیں مگر ان خود ساختہ معبودوں کا کوئی ادنیٰ سا چپڑاسی یا اردلی یا قاصد بھی آجائے تو اس کے آگے پیچھے طواف کرتے ہیں اور پیغام یا حکم کے ایک ایک لفظ پر دل و جان سے عمل کرتے ہیں۔ یہ شرک فی العبادت ہے اور ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص خدا کا حق چھین کر انسان کو دیدے۔

ترجمہ آیات ۶۴-۶۹:- دنیا کی یہ زندگی تو لہو و لعب ہے اور دار آخرت ہی تو صحیح معنوں میں زندگی ہے کاش یہ لوگ سمجھتے۔ پھر جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو نہایت اخلاص کے ساتھ اللہ کو پکارتے ہیں۔ پھر جب وہ ان کو خشکی تک پہنچا دیتا ہے تو فوراً شرک

کرنے لگتے ہیں۔ تاکہ جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس کی ناشکری کریں۔ اور تاکہ وہ کچھ اور (دنیاوی) فائدہ حاصل کرلیں سو بہت جلد ان کو معلوم ہو جائے گا کیا انہوں نے کبھی غور نہیں کیا کہ ہم نے حرم کو امن کی جگہ قرار دیا ہے اور لوگ اس کے گردو پیش سے نکلے جا رہے ہیں تو کیا یہ لوگ جھوٹے (معبودوں) پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں سے ناشکری کرتے ہیں۔ اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو خدا پر جھوٹ بہتان باندھے یا جب حق بات اس کو پہنچے تو وہ اس کو جھٹلانے لگے۔ کیا (ایسے) منکروں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے۔ اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں کوشش کی (صعوبتیں برداشت کیں) ہم بھی ضرور ان کو اپنا رستہ دکھائیں گے اور بیشک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

شرح:- اس کے بعد دنیا کی زندگی سے بے رغبتی دلائی ہے ارشاد ہوتا ہے کہ یہ زندگی تو محض ایک کھیل ہے اور آخرت کی زندگی ہی اصل زندگی ہے مگر انسان اس راز کو نہیں سمجھتا اس کے بعد انسان کی بے صبری اور ناشکری کا ایک نمونہ دکھایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ تم لوگ جب کسی مشکل میں پھنس جاتے ہو تو خلوص دل سے اللہ کے ساتھ وعدہ کرتے ہو کہ ہم تیری ہی عبادت کریں گے اور بس۔ مگر جب تم اس مشکل سے نجات پاتے ہو تو پھر مشرکانہ طرز عمل اختیار کرلیتے ہو چنانچہ اگر تم کبھی دریا میں ڈوبنے لگو تو پھر مخلص ہو کر خدا سے دعائیں کرنے لگتے ہو مگر جونہی کنارے لگتے ہو تو اس کو بھول جاتے ہو۔ یہ درحقیقت سخت نافرمانی ہے اور دنیاوی حرص میں گم ہو جانے کا ثبوت ہے۔ یاد رکھو کہ یہ ایک ایسا فعل ہے جس کی سزا تمہیں جلدی ہی مل جائے گی۔ سنو جس شخص کے پہلو میں قلب صادق موجود ہو اس کے لئے قضاو قدر پردۂ غیب سے ایسے وسائل مہیا کر دیتے ہیں جیسے مکہ کی وادی غیر ذی زرع میں رہنے والوں کو خدا نے مہیا کر دیئے ہیں۔ پھر کیا اگر اور لوگ بھی اسی طرح خدا پر توکل کریں تو وہ ان کی مدد نہ کرے؟ یہ لوگوں کی انتہا درجہ کی بے انصافی ہے کہ وہ خدا کے معاملہ میں کذب گوئی سے کام لیتے ہیں اور عذاب آخرت سے مطلق نہیں ڈرتے۔ حالانکہ ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ مگر وہ لوگ جو ہماری راہ میں ہمارے دین کی خاطر جدوجہد کرتے ہیں ان کی رہنمائی کو ہم ہروقت تیار ہیں اور ہر طرح ان کی مدد کرتے ہیں۔

(۸۶) سورۃ التطفیف (۸۳)

یہ سورت مبارکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں چھتیس آیات مبارکہ اور ایک رکوع ہے۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ:- کم دینے والوں کے لئے بڑی خرابی ہے۔ (یعنی) ان لوگوں کے لئے جو لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا پورا اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا دیں۔ کیا یہ لوگ اس بات پر یقین نہیں رکھتے کہ ان کو (قبروں سے) اٹھایا جائے گا ایک بڑے (سخت) دن میں۔ جس دن تمام لوگ پروردگار عالم کے سامنے (جوابدہی کے لئے) کھڑے کئے جائیں گے۔ خبردار بدکار لوگوں کا اعمال نامہ سجین میں ہے اور آپ کو کیا معلوم کہ سجین کیا چیز ہے۔ سنو وہ ایک کتاب ہے جس کی خانہ پری ہوتی رہتی ہے۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے۔ (یعنی) ان لوگوں کے لئے جو قیامت کے دن کو جھٹلاتے ہیں۔ اور اس کو صرف وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے گزرنے والا گنہگار ہو۔ جب اس کے سامنے ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو اگلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں۔ ہرگز نہیں (یہ قصے کہانیاں نہیں ہیں) بلکہ (بات یہ ہے کہ) ان کے (برے) اعمال کی وجہ سے ان کے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے۔ خبردار! یہ لوگ اس دن اپنے رب (کے سامنے آنے) سے روک دیئے جائیں گے۔ پھر وہ ضرور جہنم میں داخل ہوں گے۔ پھر کہا جائے گا کہ یہ ہی وہ چیز کہ جس کو تم جھوٹ جانا کرتے تھے۔ بیشک نیک لوگوں کا اعمال نامہ علیین میں ہے۔ آپ کو کیا خبر کہ علیین کیا چیز ہے۔ وہ ایک کتاب ہے جس کی خانہ پری ہوتی رہتی ہے۔ جسے مقرب دیکھتے ہیں۔ بے شک نیک لوگ نعمت (کے باغوں میں) ہوں گے تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔ ان کے چہروں پر آپ خوشحالی کی ترو تازگی دیکھیں گے۔ ان کو سربمہر خالص شراب پینے کو دی جائے گی۔ جس کی مہر مشک کی ہوگی پس چاہیئے کہ خواہش کرنے والے اسی چیز کی خواہش کریں۔ اب شراب میں تسنیم کے پانی کی آمیزش ہوگی۔ (تسنیم بہشت میں) ایک چشمہ ہے جس سے مقرب لوگ پانی پئیں گے۔ بلاشبہ وہ لوگ جو گنہگار

ہیں ان لوگوں پر ہنسا کرتے تھے جو ایمان لائے ہیں۔ اور جب ان کے پاس سے ہو کر گزرا کرتے تھے تو چشمک زنی کیا کرتے تھے۔ اور جب اپنے گھروں کو واپس آیا کرتے تھے تو خوش طبعی کرتے اور جب ان کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ لوگ یقیناً گمراہ ہیں۔ حالانکہ ان کو مسلمانوں پر نگران بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ سو آج وہ جو ایمان والے ہیں کفار پر ہنستے ہیں۔ تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہیں (اور کہیں گے کہ) کافر جو کچھ کیا کرتے تھے کیا اب تو انہوں نے اس کا بدلہ پالیا۔

شرح:۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ سورۃ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اور بعض کا خیال ہے کہ اہل مدینہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب آپ پہلے پہل مدینہ میں تشریف لاتے ہیں۔ کیونکہ وہ ماپ تول کے معاملے میں بڑے خائن واقع ہوئے تھے۔ جیسا کہ بیہقی وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

بات یہ ہے کہ ان لوگوں کی عادت تھی (جیسا کہ آج بھی اکثر ہمارے دکانداروں کی عادت ہے) کہ انہیں جب کسی سے کوئی چیز ناپ تول کر لینی ہوتی ہے تو وہ پوری پوری لیتے اور کہتے کہ جو کچھ لینا ہے ہمارا حق ہے کیوں نہ پورا پورا لیں۔ مگر جب لوگوں نے ان سے لینا ہوتا تو وہ ضرور ماپ اور تول میں کمی کرتے اور اس وقت نہایت بے شرمی سے دوسروں کے حقوق کو بھول جاتے۔

گزشتہ سورت میں لوگوں کی جن برائیوں کی طرف ایک اجمالی اشارہ کیا تھا یہاں ان کی تفصیل دی ہے۔ مثلاً "سب سے پہلی برائی ماپ تول میں لوگوں کو نقصان اور خسارے میں رکھنا کچھ کم برائی نہیں۔ اس لئے قوم کی قوم کو نقصان پہنچتا ہے۔ اخلاق گندے ہو جاتے ہیں اور باہمی اعتماد اٹھ جاتا ہے دوسری برائی روز جزا سزا کی تکذیب ہے اور یہ اتنی بڑی برائی ہے کہ باقی تمام برائیاں اسی سے پیدا ہوتی ہیں۔

جب کسی کو نیکی پر انعام اور بدی پر خوفناک سزا ملنے کا یقین ہی نہیں تو کون ہوگا جو مشقت اٹھا کر نیکی کرے اور برائی کے نقد او. فوری فائدہ کو ہاتھ سے چھوڑ دے اسی طرح روز جزا کی تکذیب کے بعد لوگوں کو کلام الٰہی کی تکذیب کی جرات ہوتی ہے اور یہ تمام برائیاں ایسی ہیں جو انسان کو دوزخ میں لے جا کر رہتی ہیں۔

گزشتہ سورت میں نیکوکاروں کے انعامات کو مجمل طور پر بیان کیا تھا یہاں ان کو

کسی قدر تفصیل سے بیان کیا ہے۔

یہ ارشاد فرمانے کے بعد کہ کم ماپنے اور تولنے والوں کو سخت تباہی کا سامنا ہو گا فرمایا کہ اس طرح تول میں کمی کرنا اور لوگوں کا مال ناجائز طریقے پر کھانا صرف اسی شخص سے ہو سکتا ہے جس کو اس بات پر ایمان نہیں کہ مجھے قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور نیک و بد اعمال کی جزا و سزا دی جائے گی۔ اگر اس کو دوبارہ زندہ ہونے اور اپنے اعمال کا حساب دینے کا ڈر ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ وہ ماپ تول میں کمی کرتا۔ اسی واسطے کم ماپنے تولنے والوں کو بھی بمنزلہ انہی جاہلوں کے سمجھا گیا ہے۔ جو دوبارہ زندہ ہونے پر یقین نہیں رکھتے خواہ ان کا اپنا عقیدہ ہی ہو کہ مرنے کے بعد زندہ ہونا اور اپنے اعمال کی جواب دہی کے لئے ہمیں خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے کیونکہ عقیدہ کا رکھنا محض اس وقت مفید اور قابل ستائش ہے جب اس کے لوازمات پر عمل بھی کیا جائے۔

افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے ملک میں اس وقت ایسے لوگ موجود ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ محض مسلمانوں کے گھر پیدا ہو جانے' اسلامی نام رکھا لینے اور مردم شماری میں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے سے انسان مسلمان ہو جاتا ہے۔ حالانکہ حقیقت اس سے کوسوں دور ہے۔ ایمان و اعتقاد کا ہونا تو عمل کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک ایک نظریہ پر انسان کا اعتقاد نہ جم جائے۔ وہ اس پر عمل کر ہی نہیں سکتا۔ مگر جب ایمان و اعتقاد کی رسمی شرطیں پوری کرنے کے بعد ان کے لوازمات کو کبھی خواب میں بھی پورا کرنے کا خیال پیدا نہ ہو تو کوئی عقلمند انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس ایمان و اعتقاد سے کچھ فائدہ حاصل ہو گا۔ بلکہ ہم تو یہ کہیں گے کہ اس ایمان کو ایمان اور اس اعتقاد کو اعتقاد ہی نہیں کہا جا سکتا۔ وہ محض ایک دھوکے کی ٹٹی ہے۔ یہ ممکن ہو نہیں سکتا کہ ایک شخص دل سے ایک اعتقاد رکھتا ہے اور اس کے اعضاء و جوارح سے دوسروں کو اس کا ثبوت نہ ملے

اس وقت ہمارے خیال میں مسلمانوں کی تین جماعتیں ہیں۔ ایک وہ بدقسمت لوگ ہیں جو اسلامی تعلیمات اور اسلامی عقائد سے اسلامی تعلیم اور اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے محض نا آشنا ہیں۔ وہ اپنے روز مرہ کے کاروبار دینی اور دنیاوی دونوں اردگرد کی سوسائٹی سے متاثر ہو کر کرتے ہیں۔ اس لئے ان میں زیادہ ہندوانہ رسوم پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ وہ لین دین کے معاملے' تمدن و معاشرت کے طریقے اور عبادت و اخلاق میں پورا

پورا ہندوؤں کا اتباع کرتے ہیں۔ اس زمرہ میں بالکل ان پڑھ لوگ بھی ہیں اور وہ تعلیم یافتہ بھی جنھوں نے دینی تعلیم کو چھوڑ کر مروجہ تعلیم ہی کو اپنا ملجا و ماویٰ بنا رکھا ہے۔ دوسرا طبقہ ان خبردار جاہ پسند ابن الوقت اور بندگان زر کا ہے جو عقائد اسلامی سے واقف ہیں۔ مگر ان کو معرض عمل میں لانے سے وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری دولت، ہمارے منصب، ہماری تجارت اور ہماری آمدنی کو نقصان پہنچتا ہے۔ یہ وہ بدبخت طبقہ ہے جو صحیح عقائد اسلامی کو جو بالکل مختصر اور سادہ ہیں چھوڑ کر ان میں نئے عقائد اختراع کر کے اسے الجھنوں کا ایک جال بنانے میں مصروف ہیں تاکہ نہ عوام کی نگاہ صحیح عقائد کی طرف جائے اور نہ ہم پر کوئی اعتراض کرے اپنے آپ کو اعتراض و الزام سے بچانے کے لئے ان لوگوں نے دین کے بنیادی عقائد ہی کو بدل کر رکھ دیا ہے اور پھر دعویٰ یہ کہ ہم خادمان دین ہیں۔ ہم حاملان قرآن ہیں اور شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے فدا کار ہیں۔

تیسرا طبقہ وہ ہے اور ہائے بدنصیبی کہ وہ بہت ہی تھوڑے سے افراد پر مشتمل ہے۔ جو اعتقاداً اور "عملاً" دونوں طرح مسلمان ہے اور انہی کے دم قدم سے آج اسلام کی رہی سہی روایات زندہ ہیں۔ پس اس سورت میں واضح طور پر بتا دیا گیا ہے کہ وہ لوگ جن کے اعتقادات اور اعمال دونوں درست ہیں اللہ کی صد ہزاراں نعمتیں اس کے لاکھوں انعامات اور بیشمار عنایات ان کے شامل حال ہوں گی اور وہ جو بد اعتقاد اور بد اعمال ہیں وہ معیوب اور مغضوب ہوں گے اور سخت سے سخت سزاؤں کا تختہ مشق بنیں گے۔ خدایا! ہمیں اپنی عنایات سے نیک عمل اور صحیح الاعتقاد بننے کی توفیق عطا فرما اور بد اعتقاد اور بد اعمال لوگوں میں شامل ہونے اور ان کے زمرے میں آنے سے بچا۔ آمین!

(۸۷) سورۃ البقرہ (۲)

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ اس میں دو سو چھیاسی آیات مبارکہ اور چالیس رکوع ہیں۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۲-۷:- یہ (وہ) کتاب ہے جس میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں، پرہیزگاروں کے لئے راہنما ہے۔ (پرہیزگار وہ ہیں) جو پوشیدہ حقائق پر ایمان لاتے ہیں،

(باقاعدہ) نماز پڑھتے اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے' اس میں سے (نیکی کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔ اور وہ جو اس (کتاب) پر ایمان رکھتے ہیں جو (اے نبی) آپ پر نازل کی گئی ہے اور ان (تمام کتابوں) پر جو آپ سے پہلے نازل کی گئیں۔ اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے سیدھی راہ پر ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔ بیشک وہ لوگ جنھوں نے راہ کفر اختیار کی۔ ان کے لئے برابر ہے کہ آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر لگادی اور ان کی آنکھوں پر پردہ (پڑا ہوا) ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

شرح:- الف لام میم۔ حروف مقطعات کہلاتے ہیں اور یہ حروف بقول حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان مطالب کے لئے بطور اجمال بیان ہوئے ہیں جن کی تفصیل آئندہ سورت میں کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے آغاز ہی میں اس کے نزول کا مقصد واضح فرما دیا ہے۔ اور یہ بات قرین صواب بھی ہے کہ کسی ضابطہ عمل کو پیش کرنے سے پیشتر اس کے اغراض و مقاصد سے واقفیت بہم پہنچ جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نہایت حکیمانہ پیرائے میں انسان کے اس فطری تقاضے کو پورا کر دیا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ یہ وہ دستور العمل ہے جس کی صداقت اور سچائی میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں یہ کسی انسان کا بنا ہوا نہیں بلکہ ہمارا نازل کردہ ہے اور بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے نازل کیا ہے۔ مگر اس سے وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو متقی یعنی پرہیزگار ہیں اور جن کی نگاہیں اس کی روشنی سے خیرہ نہیں ہوتیں اور جو بیماری سے نجات حاصل کرنے کی تڑپ' احساس اور چاہت رکھتے ہوں۔

سوال ہو سکتا تھا کہ متقی کون ہیں؟ اس لئے اس کی تفصیل فرما دی گئی کہ متقی وہ ہے جو غیب یعنی پوشیدہ صداقتوں کو مانے' جو خدا' فرشتے اور حشر و نشر کی مخفی کیفیتوں پر ایمان رکھے' جو نماز قائم کرے' اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے اس کی راہ میں حسب توفیق خرچ کرے۔ جو قرآن مجید اور جملہ کتب سماوی کو یکساں طور پر اللہ کا کلام سمجھے اور قرآن مجید پر عمل کرے' تمام پیغمبروں کو برحق جانے' آخرت یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور اپنے اعمال کی جوابدہی پر یقین رکھے۔ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں اور دنیا و

آخرت میں کامیاب اور فائز رہیں گے۔

قرآن مجید نے آخرت کی کامیابی کو لفظ فلاح سے تعبیر کیا ہے۔ مومن کا نصب العین محض حصول جنت یا حور و قصور نہیں بلکہ فلاح ہے جس کے مفہوم میں بہت وسعت ہے۔ فلاح کے معنی پوری پوری کامیابی حاصل کرنے کے ہیں۔ یعنی اگر تم اسلامی تعلیمات پر پورا پورا عمل کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا و آخرت میں ہر طرح کامیاب و کامران رکھے گا۔ تمہاری تمام ضرورتوں کا کفیل ہو گا اور تمام روحانی و مادی طاقتوں کو بڑھائے گا۔

خداوند تعالیٰ چونکہ فطرت انسانی کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس لئے اس نے ان تمام شکوک و شبہات کے جواب جو ایک طالب حق کے دل میں فطری طور پر پیدا ہو سکتے ہیں نہایت عام فہم اور منطقی ترتیب کے ساتھ دے دیئے ہیں۔

چنانچہ اس کتاب کو شروع کرتے ہی یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ کس قسم کی کتاب ہے۔ کس مقصد کے لئے نازل ہوئی۔ کس نے نازل کی۔ کن خصوصیات کی حامل ہے۔ وہ لوگ جو اس سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں ان کی شناخت کیا ہے۔ اس کتاب پر عمل پیرا ہونے سے انہیں کیا حاصل ہو سکتا ہے اور انکار کرنے والوں کا کیا حشر ہو گا؟ وید' موجودہ تورات' انجیل اور دوسری کتابیں ان تفصیلات سے بالکل خالی ہیں۔

متقین یعنی مومنوں کا ذکر کرنے اور ان کی شناخت بتا دینے کے بعد دو اور گروہوں کا ذکر فرمایا ہے ایک وہ جو ضابطہ خداوندی کو تسلیم نہیں کرتے انہیں قرآنی اصطلاح میں کافر کہا گیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا کے رسول کی کوئی نصیحت کارگر نہیں ہوتی اور نہ دلائل و براہین ان کی نظر میں کوئی وقعت رکھتے ہیں۔ اس گروہ کی کفر و انکار اور گناہ و نافرمانی کو اپنا وطیرہ بنا لینے' باپ دادا کے غلط راستوں پر چلنے اور حق و صداقت سے منہ موڑ لینے پر کچھ ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ حقائق اور معارف الہیہ کا جلوہ ان کے دل میں نہیں سما سکتا' صدائے حق کی گونج ان کے کانوں تک نہیں پہنچتی اور واقعات کی روشنی ان کی آنکھوں کو روشن نہیں کرتی۔ حقیقت کا سمجھنا دل کا کام ہے اور جب دل ہی مسخ ہو جائے تو کوئی معقول بات کیونکر سمجھے؟

انسان جب احکام الٰہی کی نافرمانی' حقائق الہیہ سے انکار اور فرمان خداوندی سے

سرکشی کرتا ہے تو دل پر ایک سیاہ داغ پڑ جاتا ہے۔ پھر دوبارہ ایسا ہی کرتا ہے تو ایک اور داغ کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ چونکہ باری تعالیٰ نے انسان کو نیکی اور بدی کی تمیز دے کر اسے اپنے افعال کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے اور وقتاً فوقتاً اسی سبق کی یاددہانی اور اعادہ کے لئے انبیاءؑ کرام کو مبعوث فرمایا۔ اب اگر انسان بدی کی طرف مائل ہو تو خدائی طاقتیں اس کے راستہ میں حائل نہیں ہوتیں۔ اگر وہ نافرمانی اور سرکشی کی رو میں بہ کر دل کو مسخ کر لے تو خداوند تعالیٰ جبراً اسے ہدایت نہیں دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ دل کو مسخ کر لینے والوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دینا اور برائی کرنے والوں سے تعرض نہ کرنا دلوں پر مہر لگا دینے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ترجمہ آیات ۸-۲۰:- اور لوگوں میں سے بعض (ایسے بھی) ہیں جو کہتے تو ہیں کہ ہم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں مگر (دراصل) وہ مومن نہیں۔ وہ (اپنے خیال میں) اللہ کو اور مومنوں کو دھوکا دیتے ہیں حالانکہ (حقیقت میں) اپنے آپ کو ہی دھوکہ دیتے ہیں مگر وہ سمجھتے نہیں۔ ان کے دلوں میں (ایک طرح کا) مرض ہے۔ پس اللہ ایسے لوگوں کے مرض کو اور بڑھا دیتا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے اس لئے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ملک میں فساد نہ پھیلاؤ تو کہتے ہیں کہ ہم تو محض اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبردار! یہ مفسد لوگ ہیں لیکن (اپنی مفسد پردازی کو) نہیں سمجھتے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اور لوگوں کی طرح تم بھی ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں کہ کیا ہم (بھی اس طرح) ایمان لے آئیں جس طرح کہ (یہ) بیوقوف ایمان لائے ہیں یاد رکھو وہ خود ہی بیوقوف ہیں لیکن انہیں معلوم نہیں۔ اور جب یہ لوگ مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم بھی ایمان لے آئے ہیں اور جب اپنے شیطانوں کے ساتھ تنہائی میں ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ان سے تو محض دل لگی کیا کرتے ہیں۔ اللہ ان کو اس دل لگی کی سزا دیتا ہے اور انہیں ان کی سرکشی میں (اس طرح) چھوڑ دیتا ہے کہ حیران اور سرگرداں پھرتے رہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی۔ لیکن اب ان کی تجارت نے انہیں نفع نہ دیا اور وہ کسی طرح ہدایت پانے والے تھے ہی نہیں۔ ان کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے (اندھیرے میں) آگ سلگائی۔ پس جب آگ نے اردگرد کی چیزوں کو روشن کر دیا تو اللہ

نے ان کی روشنی کو بجھا دیا اور ان کو اندھیروں میں (اس طرح) چھوڑ دیا کہ کچھ نہ دیکھ سکیں۔ وہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں۔ پس (راہ حق کی طرف) لوٹتے ہی نہیں۔ یا ان کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جن پر بادلوں سے ایک ایسی سخت بارش ہو رہی ہو جس میں تاریکیاں، گرج اور بجلی ہو۔ کڑک پر موت کے خوف سے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں اور (یاد رکھو کہ) اللہ کافروں کو (تمام طرف سے) گھیرے ہوئے ہے۔ قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھیں اچک لے (چنانچہ) جب ان کے لئے (تھوڑی سی) روشنی ہو جاتی ہے تو اس میں چلنے لگتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے تو رک جاتے ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو ان کی قوت شنوائی اور بینائی کو سلب کر لیتا بیشک اللہ ہر بات پر قادر ہے۔

شرح:۔ مومن اور کفار کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک تیسرے گروہ کا ذکر فرمایا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو بظاہر مسلمانوں سے ملتے جلتے رہتے ہیں لیکن دراصل کفار سے ساز باز رکھتے ہیں اور جب موقع ملے مسلمانوں کی تکذیب سے نہیں چوکتے۔ یہ لوگ جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو اپنے طرز عمل سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اور جب کفار سے ملتے ہیں تو مسلمانوں کی ہنسی اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم مسلمانوں سے محض دکھاوے کے طور پر ملتے ہیں۔ دراصل تمہارے ساتھ ہیں۔ یہ لوگ نہیں جانتے کہ اس فریب کارانہ طریق سے وہ اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں اور مسلمانوں کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ ایسے لوگوں کو قرآنی اصطلاح میں منافق کہا گیا ہے۔

واضح رہے کہ منافقت اللہ کی نظر میں کفر سے بھی بدتر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **کان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار** (یعنی منافقین جہنم کے سب سے نچلے حصہ میں رہیں گے۔ مگر یہ لوگ اپنی بدبختی اور قساوت قلبی کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح ہم اپنی زندگی کو کامیاب بنا سکیں گے ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کی تباہ حالی اور ناکامی سے صاف لفظوں میں آگاہ کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ہدایت کی جگہ گمراہی اختیار کرتے ہیں اور یقیناً" دنیا و آخرت میں ناکام رہیں گے۔

چونکہ نفاق اسلام کی نظر میں بدترین مرض ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کی خرابیوں سے آگاہ کرنے کے لئے چند مثالیں بھی بیان فرما دی ہیں۔ اور یہ قرآن مجید کا وہ انداز بیان ہے جو اسے عالم اور عامی دونوں کے لئے یکساں طور پر مفید اور دلچسپ بنا دیتا

احمد ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ منافقین کی حالت بالکل ایسی ہے جیسے کہ ایک شخص اندھیرے میں حیران و سرگرداں پھر رہا ہو اور منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے راستہ نہ ملتا ہو۔ وہ بہ ہزار دقت آگ مہیا کرے اور اسے سلگائے تاکہ اس کی روشنی میں راستہ دریافت کر سکے۔ لیکن جب کچھ روشنی نمودار ہو تو آگ فوراً بجھ جائے اور تاریکی راہ میں حائل ہو جائے۔ اب آپ خود غور فرما سکتے ہیں کہ اس صورت حال میں اس شخص کے دلی اضطراب کا کیا عالم ہو گا۔

اس کے بعد ایک اور مثال بیان فرمائی ہے کہ منافقین کی حالت ان لوگوں کی سی ہے جو سخت بارش، طوفان اور اندھیرے میں راہ طے کر رہے ہوں اور ایک عالم سراسیمگی ان پر طاری ہو۔ جب بجلی کوندتی ہے تو چند قدم چل لیتے ہیں اور جب دوبارہ اندھیرا ہو جاتا ہے تو وہیں ٹھٹک کر رہ جاتے ہیں۔

غرض یہ ہے کہ کفر تو بالکل تاریکی اور ظلمت ہے جس میں روشنی کی کوئی کرن نہیں۔ البتہ منافقت کی حالت میں کبھی کبھی امید و ایمان کی جھلک نظر آ جاتی ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو ان کی شنوائی اور قوت بینائی بالکل سلب کر لیتا۔ لیکن وہ نہیں چاہتا کہ کوئی شخص اس کی نعمتوں سے محروم ہو اس لئے اس نے اصلاح حال کا موقع ہر شخص کو دیا ہے اگر کوئی اس سے فائدہ نہ اٹھائے تو بلاشک مستوجب سزا ہو گا۔

ترجمہ آیات ۲۱-۲۹:- اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور ان سب کو جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں پیدا کیا ہے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ (اس رب کی عبادت) جس نے تمہاری خاطر زمین کو فرش اور آسمان کو ایک قسم کی چھت بنایا اور بادلوں سے مینہ برسایا جس کے ذریعے تمہارے کھانے کو طرح طرح کے پھل پیدا کئے پس (ان باتوں کو) جانتے بوجھتے کے بعد کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ اور اگر تمہیں اس (کتاب) میں جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے کچھ شک ہو تو تم بھی ویسی ہی ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے تمام مددگاروں کو بھی بلا لو۔ اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو۔ پھر اگر تم (ایسا) نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن (نافرمان) انسان اور پتھر ہوں گے (یہ وہ آگ ہے) جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور

(اے نبی) ان لوگوں کو جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں بشارت دو کہ ان کے لئے ایسے باغ ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی اور جب ان کو ان باغوں میں سے کوئی میوہ کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے یہ تو پہلے بھی ہم پا چکے ہیں اور ان کو (دنیا کے پھلوں سے) ملتے جلتے (پھل دیئے) جائیں گے۔ نیز ان (باغوں) میں ان کے لئے پاک عورتیں ہوں گی اور وہ ان میں سدا رہیں گے بیشک اللہ اس بات سے نہیں شرماتا کہ وہ مچھر ایسی یا اس سے بھی بڑھ کر (حقیر) چیزوں کی مثال بیان کرے پس جن لوگوں نے راہ ایمان اختیار کی وہ جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے برحق ہے لیکن وہ جنہوں نے انکار کیا' کہتے ہیں کہ اللہ کا اس مثال (کے بیان کرنے) سے کیا مقصد تھا (وہ) بہتیروں کو اس کے ذریعہ گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت دیتا ہے لیکن گمراہ تو صرف بدکاروں کو ہی کرتا ہے۔ (یعنی) وہ جو اللہ کے ساتھ پیمان وفا پختہ کرنے کے بعد اسے توڑ دیتے ہیں اور جن (رشتوں) کو جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے ان کو قطع کر دیتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے ہیں یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔ تم لوگ خدا سے کیونکر منکر ہوتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے اس نے تمہیں زندہ کیا پھر تم پر موت طاری کرے گا پھر زندہ کرے گا پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ وہ وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے دنیا کی تمام چیزیں پیدا کیں پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا اور سات آسمان نہایت عمدگی سے ترتیب دیئے اور وہ ہر بات کو جانتا ہے۔

شرح:- پہلے اور دوسرے رکوع میں متقی اور مومن' کافر اور منافق کے اوصاف و اعمال کی توضیح و تشریح ہو چکی ہے اب خداوند کریم دنیا بھر کے لوگوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ دیکھو میں تمہارا' تمہارے آباؤ اجداد کا اور سب مخلوقات کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہوں۔ یہ نرم و ملائم زمین جو تمہارے پاؤں تلے بچھی ہے اور یہ نیلگون آسمان جو سائبان کی طرح تمہارے سروں پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ ہم نے ہی پیدا کیا۔ اور ہم ہی بادلوں کو بناتے اور پھر بادلوں سے مینہ برسا کر زمین میں طرح طرح کے پھل' اناج اور دانے اگاتے ہیں تاکہ تم کھاؤ پیو اور خوش رہو تمہاری عقل و بصیرت بھی اس بات پر گواہی دیتی ہے کہ بجز ہمارے کوئی دوسری ہستی نہ تمہیں پیدا کر سکتی ہے اور نہ کوئی دوسرا تمہاری روحانی و جسمانی نشوونما کر سکتا ہے۔ کسی کو یہ طاقت حاصل نہیں کہ وہ زمین کا فرش بچھا

سکے یا آسمان کو جس طرح بلا ستون کھڑا دیکھ رہے ہو تمہارے سروں پر کھڑا کر سکے کون ہے جو بادل بنائے اور کون ہے جو پانی اور مٹی کے امتزاج سے رنگا رنگ کے پھول، طرح طرح کے میوے اور قسم قسم کے دانے اگا سکے؟ ہمارے سوا کوئی نہیں اور یقیناً "کوئی نہیں۔ پس تم پر لازم ہے کہ تم بھی ہماری ہی عبادت کرو اور یقین کرو کہ تمہارا اور کوئی معبود نہیں تمہاری یہ توجہ تمہیں متقی بنا دے گی مگر یاد رہے کہ جب تمہارا ضمیر گواہی دے چکا اور آنکھ مشاہدہ کر چکی کہ ان اشیاء کے بنانے میں ہمارا کوئی شریک کار نہیں تو پھر ہماری عبادت میں بھی کسی دوسرے کو شریک نہ کرنا۔ جب مانگو ہم سے ہی مانگو اور جب سجدہ کرو ہماری ہی بارگاہ میں کرو۔ اے لوگو! تمہیں رہنے سہنے اور متمدن زندگی بسر کرنے کے لئے ایک ایسے ضابطے اور دستور کی ضرورت ہے جو تمہاری صحیح صحیح رہنمائی کر سکے، اس غرض سے ہم نے قبل ازیں متعدد کتابیں نازل فرمائیں اور اب تمہارے اور ان لوگوں کے لئے جو قیامت تک آنے والے ہیں ہم نے اپنے ایک بندے پر یہ قرآن نازل کیا ہے۔ اگر دنیا جہان کے لوگ مل کر بھی اس جیسی ایک آیت بنانا چاہیں تو نہیں بنا سکتے۔ یہ تمہارے لئے مشعل ہدایت ہے۔ اپنی روز مرہ کی زندگی میں اس سے سبق سیکھو اگر تم نے محض ہٹ دھرمی اور ضد سے ہماری کتاب پر عمل نہ کیا اور ہمارے احکام نہ مانے۔ مجھے اپنا رب نہ جانا اور میری مہربانیوں کے شکر گزار نہ ہوئے تو جب اس چند روزہ زندگی کے بعد ہمارے حضور میں حاضر ہو گے تو نافرمانی کی پاداش میں دوزخ کی آگ کا ایندھن بنو گے۔ لیکن وہ لوگ جنہوں نے مجھے مانا، میری عبادت کی اور قرآن کو اپنا دستور العمل بنایا وہ ابدی زندگی سے اور ہماری عنایتوں سے شاد کام ہوں گے۔ ان کو وہاں بھی ایسی پُر لطف نعمتیں ملیں گی جیسی یہاں دنیا میں اکثر کو میسر ہیں۔ اگرچہ آنے والی زندگی کی نعمتوں کا صحیح صحیح اندازہ تمہیں معلوم نہیں ہو سکتا تاہم مثال کے طور پر یوں سمجھ لو کہ جیسے پھل، میوے اور اناج وغیرہ یہاں کھاتے ہو وہاں بھی کھاؤ گے۔ ان کی ظاہری شکل و شباہت تو دنیاوی چیزوں کے مشابہ ہو گی مگر کیفیت بالکل مختلف ہو گی۔ نیز وہاں تنہائی اور تجرد ہی کی زندگی نہ ہو گی بلکہ تمہارے ساتھی بھی ہوں گے اور پاکباز عورتیں بھی گویا جو چیزیں تم دنیا میں عیش و عشرت کا سامان سمجھتے ہو وہ تمہیں وہاں بھی میسر ہوں گی مگر اختلاف کیفیت کے ساتھ۔ نہ تو وہاں کوئی کثیف چیز ہو گی اور نہ ایسی جو طبیعت پر گراں گذرے۔ ہر طرف راحت و امن برستا ہو گا۔ نیز یاد

رہے کہ آنے والی زندگی کا نقشہ کھینچنے کے واسطے ہم نے پھلوں اور عورتوں کا ذکر کیا ہے۔ ایسا بیان ہمارے لئے کچھ بعید از شان نہیں کیونکہ تمہارے ذہن میں صرف وہی چیز آسکتی ہے جو تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہو۔ جنت اور وہاں کی زندگی کی پوری کیفیت تمہیں اس دنیا میں معلوم ہو ہی نہیں سکتی وہ ایک نہایت پاکیزہ' پرلطف اور خوشنما جگہ ہے جتنی بات تم سمجھ سکتے ہو' مثال دے کر سمجھادی گئی ہے۔ ممکن ہے اس تمثیل کو سن کر بعض لوگ کج بحثی کرنے لگیں۔ مگر یاد رہے کہ ایسا وہی کریں گے جو فطرت سلیم کو ضائع اور ضمیر کو مردہ کر چکے ہیں۔ ایسے لوگوں کو زندگی کا صحیح راستہ نہیں ملا کرتا۔ یہ لوگ اس کے برعکس کرتے ہیں۔ یعنی اپنوں سے قطع تعلق کرتے اور دنیا میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے میں مشغول رہتے ہیں۔ یہی لوگ آگے چل کر ان نعمتوں سے محروم رہیں گے۔ اور موت کے بعد کی زندگی میں خسارہ اٹھائیں گے۔ مگر کسی شخص کے لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ باغیانہ اور متکبرانہ زندگی بسر کرنے پر جرات کر سکے۔ ایک زمانہ وہ تھا جب تمہارا نام و نشان تک نہ تھا۔ ہم نے تمہیں پیدا کیا۔ اور ہم پھر اس طرح تمہارا نام و نشان مٹا دیں گے۔ پھر دوسرے جہان میں بھی زندہ کر کے لے جائیں گے۔ اور حساب کتاب لیں گے۔ ہم نے تم کو اور زمین و آسمان کی کل چیزوں کو پیدا کیا اور تلے اوپر نہایت خوشنما سات آسمان بھی بنائے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تم ہم پر ایمان نہ لاؤ اور ہماری ہی عبادت نہ کرو۔

ترجمہ آیات ۳۰-۳۹:- اور (اے نبی یاد کرو) جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک نائب مقرر کرنے کو ہوں انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ! کیا تو ایسے نائب مقرر کرے گا جو زمین میں فساد پھیلائے اور خون بہائے۔ حالانکہ ہم (ہر وقت) تیری حمد و ثنا میں مشغول رہتے ہیں۔ ارشاد ہوا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور (اللہ نے) آدم کو سب چیزوں کے نام سکھا دیئے۔ پھر فرشتوں کے روبرو وہ چیزیں پیش کیں اور کہا ان کے نام بتاؤ اگر تم (اپنے دعویٰ میں) سچے ہو (اس پر فرشتوں نے) کہا اے اللہ! تو پاک ہے ہم تو اس قدر جانتے ہیں جس قدر تو نے ہمیں بتایا۔ بیشک تو ہی علم و حکمت والا ہے۔ (اللہ نے) کہا اے آدم! تم ان کو ان (اشیاء) کے نام بتاؤ۔ پس جب اس نے ان چیزوں کے نام بتا دیئے تو ارشاد ہوا کہ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ میں زمین و آسمان کے غیب پوری طرح واقف ہوں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو (وہ) اور جو چھپاتے ہو وہ میں جانتا

ہوں اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا اس نے نہ مانا' گھمنڈ کیا اور کافروں میں شمار ہوا اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم! تم میاں بیوی جنت میں سکونت اختیار کرو اور جہاں سے چاہو بافراغت کھاؤ اور (دیکھنا) اس درخت کے نزدیک نہ جانا ورنہ ظالم قرار پاؤ گے۔ پھر شیطان نے انہیں ڈگمگا دیا اور اس جگہ سے جہاں وہ تھے ان کو نکلوا دیا۔ اور ہم نے حکم دیا کہ اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لئے زمین میں ٹھکانا ہے اور تمہیں وہاں ایک (مقررہ) وقت تک فائدہ حاصل کرنا ہے۔ پھر آدم نے اپنے رب (کے القاء) سے چند کلمات معلوم کر لئے پس اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی بیشک وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ ہم نے حکم دیا کہ تم سب یہاں سے نکل جاؤ۔ اور اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی (پیغام) ہدایت پہنچے تو وہ جو میری ہدایت کی پیروی کریں گے ان کو نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور جن لوگوں نے ایمان لانے سے انکار کیا اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا وہ دوزخی ہوں گے (اور) اس میں ہمیشہ رہیں گے۔[1]

شرح: — گزشتہ رکوع میں اللہ جل شانہ نے اپنی شان ربوبیت اور خالقیت کو پیش کر کے لوگوں کو حکم دیا۔ کہ بس اسی کے ہو کر رہیں اور اسی کی عبادت کریں اور فرمانبرداروں کو جنت کا مژدہ سنایا۔ اس رکوع میں خداوند کریم نے یہ فرمایا ہے کہ ہم نے انسان کو جملہ مخلوقات حتی کہ ملائکہ سے بھی افضل و اعلیٰ بنایا۔ اسے ہر ایک چیز کے خواص' نام' قوانین' صنعت اور آلات صنعت کا پورا پورا علم عطا کیا۔ معقولات' محسوسات' تخیلات اور تصورات سے مکمل طور پر بہرہ ور فرمایا۔ علم غیب کے سوا وہ کون سی شے ہے۔ جس کا علم انسان کو نہیں؟ روح کے علاوہ کون سی چیز ہے جسے انسان بنانا نہیں جانتا؟ جڑی بوٹیوں کے خواص' ماہیات' تاثیرات اور نفع نقصان کا علم جس طرح انسان کو عطا ہوا ہے۔ مٹی' لوہے' تانبے' پیتل اور پتھر وغیرہ کے خواص اور ان سے فائدہ حاصل کرنے کے طریقے جس طرح انسان کو بتائے گئے ہیں۔ تمام مخلوقات میں کسی دوسرے کو معلوم نہیں۔ اسی طرح روحانیات میں بھی انسان دیگر مخلوقات پر ایک نمایاں فوقیت رکھتا ہے۔ اللہ عز و جل انسان کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتے ہیں کہ دیکھو! ہم نے تمہیں فرشتوں سے بھی افضل و اعلیٰ بنایا اور انہیں حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کر کے اپنے عجز و انکسار

اور اس کی برتری کا اعتراف کریں۔ ہمارے اس حکم کی تعمیل میں صرف عزازیل نے انکار کیا اور اس نافرمانی کی پاداش میں اپنے منصب سے معزول ہو کر چاہ ضلالت میں گر پڑا۔ اور ہمیشہ کے لئے لعین ٹھہرا۔ اے اولاد آدم! گو ہم نے تمہیں زمین پر اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے لیکن یہ بھی سن رکھو کہ اگر تم نے ہمارے احکام کو ماننے سے انکار کیا اور سرکشی کی تو تمہارا بھی وہی حشر ہو گا جو ابلیس لعین کا ہوا۔ ہاں اگر کبھی بھول جاؤ تو جس طرح آدم نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا تھا اور فورا" ہی **ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخسرین** کہہ کر توبہ کر لی تھی اسی طرح جب تم سے کوئی گناہ یا غلطی ہو جائے تو نادم ہو کر فورا" توبہ کر لیا کرو شیطان تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ قدم قدم پر تم کو دھوکا دینے کی کوشش کرے گا۔ مگر جو لوگ ہدایت کے خواہاں ہوں گے اور قرآن پر ثابت قدم رہیں گے وہ شیطانی زد سے بچے رہیں گے اور جو ہماری' ہمارے احکام کی اور قرآن کی پرواہ نہ کریں گے وہ کافروں میں شمار ہو کر عذاب دوزخ کی سزا بھگتیں گے۔

ترجمہ آیات ۴۰ - ۴۶:- اے اولاد یعقوب! میرے ان احسانات کو یاد کرو جو میں نے تم پر کئے اور اس عہد کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا تھا۔ میں بھی تمہارا عہد پورا کروں گا اور صرف مجھ سے ڈرتے رہو۔ اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو میں نے تمہاری کتابوں کی تصدیق میں نازل کی ہے اور سب سے پہلے تم ہی اس کے منکر نہ بنو اور میری آیات (میں تحریف کر کے ان) کے عوض حقیر معاوضہ نہ لو اور صرف مجھ سے ڈرتے رہو۔ اور سچ کو جھوٹ کا جامہ نہ پہناؤ اور نہ سچ کو چھپاؤ۔ درآنحالیکہ تمہیں اس کا علم ہو اور نماز ادا کرو اور زکوۃ دو۔ اور خدا کے حضور جھکنے والوں کے ساتھ تم بھی جھکا کرو۔ (یہ کیا بات ہے؟ کہ) تم لوگوں کو تو نیکی کی ہدایت کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھلا رکھا ہے حالانکہ تم کتاب الٰہی پڑھتے ہو۔ کیا تم نہیں سمجھتے اور (سب باتوں میں) صبر و صلوٰۃ سے مدد لیا کرو۔ یقینا" یہ مشکل ہے مگر ان خاکساروں کے لئے (کچھ مشکل) نہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں اور اسی کے حضور لوٹ کر جانے والے ہیں۔

شرح:- پچھلے چار رکوعوں میں اللہ عزوجل نے دنیا جہان کی تمام قوموں کو مختلف طریقوں سے سمجھا دیا کہ انسان ہماری عبادت کئے بغیر نجات اخروی حاصل نہیں کر سکتا۔ اس رکوع میں خدائے ذوالجلال نے یہودیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دیکھو ہم نے تم پر

بے شمار مہربانیاں کیں۔ اب تم پر بھی لازم ہے کہ تورات میں ہم نے جس قدر احکام نازل فرمائے ہیں۔ بلا تاویل اور بلا حیل و حجت ان پر عمل کرو۔ تم ہر روز تورات میں پڑھتے اور خوب جانتے ہو کہ اگر نیک نیتی اور خلوص سے ہماری عبادت کی اور تورات پر پورا پورا عمل کیا تو تمہیں دونوں جہانوں میں کامیابی حاصل ہو گی۔ اور اگر نافرمانی کی تو ذلت و رسوائی حصہ میں آئے گی۔ آؤ ہمارا حق ادا کرو۔ ہم سے جو عہد باندھا تھا اسے پورا کرو۔ پھر دیکھو ہم کس طرح اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔ تمہاری کتاب میں ہم نے جس جلیل القدر پیغمبر کے بھیجنے کی بشارت دی تھی اور جس کے انتظار میں تم چشم براہ تھے وہ آچکا ہے اس کو ہم نے ایک ایسی کتاب عطا کی ہے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ سب سے پہلے تم پر فرض ہے کہ اس کتاب پر ایمان لاؤ اور اس کی تعلیم پر عمل کرو ایسا نہ ہو کہ چھوٹتے ہی انکار کرنے لگو اور دوسروں کو بھی گمراہ کرو اگر تم ایمان لے آؤ گے تو تمہاری دیکھا دیکھی اوروں کو بھی نور ہدایت سے فیض حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو گا۔ اور وہ بھی قرآن کو بسرو چشم مان لیں گے مگر جو تم ہی نے انکار کیا تو بتاؤ دوسرے جہلاء کا کیا ہو گا؟ وہ تو کفر و انکار میں تم سے بھی دو قدم آگے بڑھ کر نکلیں گے۔ پھر سب کا گناہ تمہارے اوپر ہو گا۔ تم میں سے بعض لوگوں نے ایسا کرنا شروع کر دیا ہے کہ جب ان سے تورات کا کوئی حکم یا شریعت کا کوئی مسئلہ پوچھا جاتا ہے تو وہ لوگوں سے دنیاوی معاوضہ لے کر حسب منشاء مسئلہ بیان کر دیتے ہیں۔ اور دور از کار تاویلیں کرتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہماری آیات اور ہمارے احکام کو اس طرح سستے داموں بیچ کر وہ کوئی مستقل فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ انہیں ایک دن مر کر ہمارے پاس آنا ہے۔ لہٰذا اگر وہ ڈریں تو ہم ہی سے ڈریں۔ اور اگر فائدے کے متوقع ہوں تو صرف ہم ہی سے۔ حق و باطل کو، سچ اور جھوٹ کو، نقل اور اصل کو آپس میں خلط ملط نہ کرو۔ جب تم ایسا کرتے ہو تو کیا تمہارا ضمیر تمہیں ملامت نہیں کرتا؟ ضمیر سے ہرگز غداری نہ کرو۔ نماز تم پہلے بھی پڑھا کرتے تھے مگر آؤ اب قرآن کو ماننے والوں کے ساتھ مل کر پڑھو اور ان کی جماعت میں شامل ہو کر ہمارے حضور میں جھکو۔ تم لوگوں کو ہدایت کیا کرتے تھے کہ نماز ادا کرنی چاہئے۔ اور جماعت کے ساتھ مل کر رہنا چاہئے۔ اب بھی تم میں سے حق گو علماء یہی کہتے ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ تم لوگ اس حکم ربانی پر خود عمل پیرا نہیں ہو۔ حالانکہ تورات تمہارے سامنے ہے۔ تم اسے پڑھتے اور سمجھتے ہو اگر قرآن کو اپنا

امام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول تسلیم کرنے میں مخالفوں کی طرف سے تم پر کچھ سختی ہو اور تمہارے راستے میں روڑے اٹکائے جائیں تو صبر سے کام لو اور نماز پڑھ کر خدا سے مدد مانگو۔ اگرچہ مخالفتوں کے باوجود اندیشۂ سود و زیان سے برتر ہو کر قبول حق کرنا ذرا مشکل ہے مگر ان کے لئے مشکل نہیں جو خدا کے حضور کھڑا ہونے سے لرزتے، کانپتے اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے ہر وقت حاضر رہتے ہیں۔ انہیں تو یہ یقین ہوتا ہے کہ ہمیں بھی مرنا اور ایک روز خدا کے پاس جانا ہے۔ اگر یہاں اس کے احکام پر عمل نہ کیا تو وہاں کیا منہ دکھائیں گے۔

ترجمہ آیات ۴۷-۵۹:- اے اولاد یعقوب! میرے احسانات کو یاد کرو جو میں نے تم پر کئے اور یہ کہ تمہیں تمام اہل جہان پر فضیلت دی تھی اور اس دن سے ڈرو جب کوئی شخص کسی کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ کسی کی سفارش قبول ہو گی اور نہ کسی سے معاوضہ لیا جائے گا اور نہ انہیں امداد ہی ملے گی۔ اور (یاد کرو) جب ہم نے تمہیں آل فرعون سے نجات دی جو تمہیں سخت عذاب پہنچاتے، تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی بھاری آزمائش تھی اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے تمہارے لئے دریا کو پھاڑ دیا۔ پس تم کو تو بچا لیا اور آل فرعون کو تمہارے دیکھتے ہی دیکھتے غرق کر دیا اور (یاد کرو) جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا پھر تم نے اس کے بعد بچھڑے کی پرستش شروع کر دی اور (اس طرح تم نے) اپنے آپ پر ظلم کیا پھر اس کے بعد (بھی) ہم نے تم کو معاف کر دیا تاکہ تم شکر کرو۔ اور (یاد کرو) جب ہم نے موسیٰ کو کتاب اور قانون فیصل دیا تاکہ تم ہدایت پاؤ اور (وہ بھی یاد کرو) جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! بیشک تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے آپ پر بڑا ظلم کیا۔ پس اپنے خالق کی طرف رجوع کرو اور اپنی جانوں کو مارو کہ تمہارے لئے تمہارے پروردگار کے نزدیک یہی بات بہتر ہے۔ چنانچہ اللہ نے تمہاری توبہ قبول کر لی۔ بیشک وہ درگزر کرنے والا مہربان ہے۔ اور (یاد کرو) جب تم نے کہا اے موسیٰ! ہم ہرگز تم پر ایمان نہ لائیں گے۔ جب تک اللہ کو آنکھوں سے نہ دیکھ لیں پس تمہارے دیکھتے ہی دیکھتے تم پر بجلی گری۔ پھر ہم نے تمہاری موت کے بعد تمہیں زندہ کیا تاکہ تم شکر بجا لاؤ اور تم پر بادلوں کا سایہ کیا اور من و سلویٰ اتارا اور (اجازت دی

کہ) جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں عطا کی ہیں انہیں (شوق سے) کھاؤ اور انہوں نے ہمارا تو کچھ نہیں بگاڑا بلکہ اپنے آپ ہی پر ظلم کرتے رہے اور (یاد کرو) جب ہم نے کہا کہ اس گاؤں میں داخل ہو جاؤ پس اس میں سے جہاں سے چاہو بافراغت کھاؤ اور (شہر کے) دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا اور بخشش طلب کرنا تاکہ ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں اور نیکی کرنے والوں کو ہم زیادہ اجر دیں گے۔ پھر جو کچھ کہا گیا تھا ظالموں نے اسے بدل دیا۔ پس ہم نے ظلم کرنے والوں پر آسمان سے عذاب نازل کیا۔ کیونکہ انہوں نے حکم عدولی کی تھی۔

شرح:۔ پچھلے رکوع میں یہود کو قرآن پاک پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی تھی۔ انہیں بتایا گیا تھا کہ سب سے پہلے تمہیں ہی اس نور ہدایت کو خوش آمدید کہنا چاہئے۔ یہاں یہود کی لاتعداد نافرمانیوں کی طویل فہرست میں سے چند ایک کا ذکر فرمایا اور اپنے بے شمار احسانات کو یاد دلایا۔ پھر روز حشر اور یوم الحساب کا نقشہ کھینچ کر آخرت سے ڈرایا کہ اگر عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو قرآن پر ایمان لے آؤ۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے یہودیو! میرے ان احسانات کو یاد کرو جب تم اپنی بد اعمالیوں اور سیاہ کاریوں سے اتنے ذلیل و خوار ہو چکے تھے کہ مصری قبطیوں کے ہاں غلامانہ زندگی بسر کر رہے تھے اور تمہاری قومیت اور شخصیت بالکل مٹ چکی تھی۔ اس وقت ہم نے تمہیں تمہارے دشمنوں کے ہاتھوں سے نجات دلائی۔ آزاد کرایا اور ایک سرسبز شاداب ملک کی حکومت عطا فرمائی۔ اگر تم نے ہمارے احکام کو مان لیا تو فبہا ورنہ اس دن کیا کرو گے جب نفسا نفسی کا معاملہ ہو گا اور کوئی انسان کسی دوسرے کے تو کیا کام آئے گا خود اپنا ہوش نہ ہو گا۔ اگر تم قرآن پر ایمان نہ لائے تو اس دن تمہارے باپ دادوں اور ولیوں' بزرگوں کی سفارشیں ہرگز تمہارے حق میں مفید نہ ہوں گی۔ تم یہاں تو ایک دوسرے کو رشوت اور عوضانہ دے کر کام نکال لیتے ہو مگر وہاں اس قسم کے فریب ہرگز نہ چلیں گے۔ کیا ہمارے احسانات تم بھول چکے ہو۔ وہ وقت تو یاد کرو جب تمہارے ہاں کوئی لڑکا پیدا ہوتا تو قبطی لوگ اسے مار ڈالتے اور اگر لڑکی ہوتی تو اسے زندہ رہنے دیتے۔ ذرا دل میں سوچو تو سہی' تمہارے لئے یہ کتنی خوفناک مصیبت تھی۔ اور تمہاری یہ حالت تھی کہ خوف کے مارے دم نہ مار سکتے تھے۔ پھر ہم نے تم پر فضل کیا اور اس مصیبت سے تم کو نجات دلائی اور دیکھو جب تم موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھاگ کر

مصر سے کنعان آرہے تھے اور فرعون نے تعاقب کرکے تمہیں دریا کے کنارے آپکڑا تھا اگر اس وقت ہم تمہارے لئے دریا کو پھاڑ کر رستہ نہ بنادیتے اور تمہیں وہاں سے صحیح و سالم گذار کر تمہارا تعاقب کرنے والوں کو منجدھار میں غرق نہ کردیتے تو اسی دن تمہارا نام و نشان مٹ جاتا۔ ذرا ہمارا کرم بھی دیکھو اور پھر اپنی ناشکری بھی۔ افسوس! کیا تم سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ ان احسانات ہی کو یاد کرکے ہم پر اور ہماری کتاب پر ایمان لے آؤ۔ اور ہمارے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور پھر اس سے بڑھ کر ہم نے اس وقت تم پر احسان کیا جب موسیٰ علیہ السلام کو چالیس دن کے لئے کوہ طور پر طلب کیا تھا اور تم نے ایک بندۂ حرص و ہوا سامری کی پیروی کرکے گوسالہ کا بت بنا کھڑا کیا اور بجائے مجھ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کے جس نے تم پر ان گنت احسان کئے تھے۔ اس بچھڑے کی عبادت شروع کردی جو نہ تمہیں کوئی نفع دے سکتا تھا اور نہ نقصان پہنچا سکتا تھا۔ بلکہ اسے تو اپنی بھی خبر نہ تھی۔ ذرا سوچو تو سہی یہ کتنا بڑا ظلم ہے پھر بھی ہم نے تمہیں معاف کردیا کہ شکر بجالاؤ۔ اور تمہاری رہنمائی کو ایک کتاب عطا کردی۔ مگر تم نے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے تم سے کہا کہ چونکہ تم نے گوسالہ کی پرستش کرکے ایک گناہ عظیم کا ارتکاب کیا ہے تم پر لازم آتا ہے کہ اپنے صانع حقیقی کے سامنے گڑگڑا کر توبہ کرو اور اپنی جانوں کو مارو کہ معافی مانگنے کے لئے اس سے زیادہ بہتر کوئی طریقہ نہیں۔ اگر تم نے توبہ کرلی تو وہ تمہیں معاف کردے گا۔ مگر اس کے بعد تم نے موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ خدا کو ہمیں ہماری آنکھوں سے دکھاؤ۔ حالانکہ تمہیں اسے دیکھنے کی تاب ہی نہ تھی اور پھر جب ہم نے کہا کہ آؤ۔ ہمیں دیکھو تو دہشت کے مارے زمین پر ایسے گرے کہ کئی روز تک تمہیں اپنی خبر ہی نہ رہی۔ لیکن اس کے باوجود ہم نے تم پر رحم کیا تاکہ تم ہمارے شکر گزار ہو کر زندگی بسر کرو۔ کیا ہمارا یہ احسان کچھ کم تھا پھر کیا وجہ ہے کہ تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔ کہ قرآن کو ہماری کتاب مان کر اس پر عمل پیرا ہو جاؤ۔ پھر جب تم جنگلوں میں مارے مارے پھر رہے تھے تو سائے کے لئے بادل اور کھانے کے لئے تمہیں من و سلویٰ عطا کیا اور ہر صاف ستھری چیز تمہارے لئے مباح کی۔ مگر تم نے مطلق پرواہ نہ کی۔ اور ہمیشہ نافرمانی کرتے رہے۔ پھر ہماری مہربانی دیکھو اور اپنی کور چشمی کہ ہم نے تمہیں بیت المقدس میں فاتحانہ طور پر داخل ہونے کو کہا اور حکم دیا کہ جب شہر کو فتح کرلو تو انکساری کے ساتھ

ہمارا شکر بجالاؤ اور ہم سے اپنے گذشتہ گناہوں کی معافی چاہو مگر تم نے اس کے برعکس کیا اور اپنی اکڑفوں دکھائی اور بجائے معافی چاہنے کے گستاخانہ روش اختیار کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تم پر آسمانی بلائیں اور وبائیں آئیں اور تم لوگ ذلیل و رسوا ہوئے۔ یاد رکھو اگر قرآن کو اپنا دستور العمل نہ بناؤ گے تو پھر اس طرح رسوا اور خوار ہو گے۔

ترجمہ آیات ۶۰-۶۱:- اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے پانی طلب کیا تو ہم نے حکم دیا کہ اپنے عصا کو پتھر پر مارو۔ پس (ان کا پتھر کو مارنا تھا کہ) اس میں سے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ اس پر ہر گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کر لیا (ہم نے حکم دیا کہ) اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے کھاؤ پیو اور ملک میں فساد نہ مچاتے پھرو۔ اور (یاد کرو) جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز ایک کھانے پر اکتفا نہیں کر سکتے۔ پس اپنے رب سے ہمارے لئے دعا کرو کہ ہمارے لئے زمین میں سے اگنے والی چیزیں مثلاً "ساگ پات' کھیرے ککڑی' غلہ گندم' مسور اور پیاز پیدا کرے (موسیٰ نے کہا) کیا تم ایک بہتر چیز کے بدلے ادنیٰ چیز لینا چاہتے ہو؟ پس (ہم نے حکم دیا) جاؤ کسی شہر میں داخل ہو جاؤ جو کچھ تم نے مانگا ہے۔ تمہیں ملے گا۔ اور ان پر ذلت و محتاجی مسلط کر دی گئی اور وہ غضب الٰہی کے مستحق ہوئے۔ اس لئے کہ وہ اللہ کے احکام سے انکار کرتے اور نبیوں کو ناحق قتل کیا کرتے تھے۔ ان کے ایسا کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ گناہ کرتے اور حد سے بڑھ جایا کرتے تھے۔

شرح:- چھٹے رکوع میں یہود کے ان مصائب کا ذکر ہوا جن سے اللہ تعالیٰ نے انہیں چھٹکارا دیا تھا اور بتایا گیا ہے کہ ہرچند اللہ عزوجل نے انہیں ذلت و رسوائی کی زندگی سے نکال کر عزت و وقار اور تسلیم و رضا کی زندگی بسر کرنے کی تعلیم دی۔ مگر انہوں نے ایک نہ مانی نتیجہ جو ہونا تھا وہ ہوا۔ نافرمانی اور حیا سوز عادات ان کی زندگی کا جزو لاینفک ہو گئیں اور یہی چیز ان کی تباہی کا باعث ہوئی۔ اس رکوع میں اللہ عزوجل نے بتایا ہے کہ باوجودیکہ انہوں نے کفر و عصیان کا وطیرہ اختیار کیا ہم نے انہیں ہر طرح کی آسائش اور آسودگی عطا کی مگر پھر بھی وہ شکر نہ بجالا سکے۔ بندہ فرمانبردار ہو کر نہ رہے۔ انسانی صفات کو کھو کر وحوش و بہائم سے جا ملے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے اولاد یعقوب! کیا تمہیں یاد ہے جب ملک شام کے گھنے جنگلوں اور عرب کے تپتے صحراؤں میں تم مارے مارے پھر رہے تھے اور تمہیں پانی تک پینے کو میسر نہ آتا تھا جب کوئی تدبیر نہ چل سکی اور لگے تم پیاسے مرنے تو

ہمارے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام سے تم نے درخواست کی کہ اے موسیٰ! آپ خدا سے دعا کریں کہ وہ ہمارے پینے کو اس صحرا میں سے پانی کے چشمے بہادے پھر ہم کبھی کوئی نافرمانی نہ کریں گے اور ہمیشہ اس کے حکم کے مطابق عمل کریں گے۔ چنانچہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ لو۔ انہیں ایک اور معجزہ دکھاؤ۔ تمہارے ہاتھ میں جو عصا ہے اسے پتھر پر مارو۔ دیکھو۔ اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلیں گے۔ اور تمہاری قوم کے بھی بارہ ہی قبیلے ہیں۔ ہر ایک قبیلے کو ایک ایک چشمہ دے دو۔ تاکہ ان میں لڑائی جھگڑا نہ ہو۔ یہ سب کچھ ہوا مگر تم پھر گمراہ ہو گئے۔ اور لگے نافرمانیاں کرنے۔ تمہاری ناشکری کی یہ حالت تھی کہ من و سلویٰ کو چھوڑ کر جو تمہیں بلامشقت ہر روز میسر آجاتا تھا تم نے ساگ پات ہم سے طلب کیا۔ حالانکہ یہ چیزیں من و سلویٰ کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھیں۔ بہر حال جو تم نے مانگا ہم نے دیا۔ مگر پھر بھی تم شکر گزار نہ ہوئے اور ہمارے جملہ احکام کی نافرمانی کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو ایک ایک کرکے جھٹلا دیا کیونکہ تمہاری عادت ہی کچھ ایسی ہوگئی تھی کہ تم کوئی اچھا کام نہ کرسکتے تھے۔ پس تمہیں ذلیل و رسوا کر دیا گیا۔

<u>ترجمہ آیات ۶۲-۷۱</u>:- بیشک جو لوگ ایمان لائے اور وہ جو یہودی، نصرانی اور صابی ہوئے۔ ان میں سے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان کے لئے ان کے رب کے پاس اجر ہے اور ان کو (آئندہ) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ حزن و ملال اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا اور تم پر طور کو اٹھا کھڑا کیا (اور حکم دیا تھا کہ) جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اسے مضبوطی سے تھام لو اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد رکھو تاکہ (عذاب الٰہی سے) بچ جاؤ۔ پھر تم نے اس کے بعد منہ موڑ لیا۔ پس اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی، تو تم ضرور نقصان اٹھاتے اور یقیناً" تم کو ان لوگوں کا حال بھی معلوم ہو چکا جنہوں نے تم میں سے ہفتہ کے حدود سے تجاوز کیا۔ پس ہم نے ان سے کہہ دیا کہ (جاؤ) ذلیل و خوار بندر ہو جاؤ۔ پس ہم نے اس واقعہ کو اس زمانے کے لئے اور بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے عبرت، اور عذاب الٰہی سے ڈرنے والوں کے لئے نصیحت بنا دیا اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو۔ وہ کہنے لگے کہ کیا آپ ہم سے ٹھٹھا کر رہے ہیں؟ (موسیٰ نے) کہا

کہ خدا مجھے (اس بات سے) پناہ میں رکھے کہ نادانوں میں میرا شمار ہو۔ انہوں نے کہا (اگر ایسا ہی ہے تو) اپنے رب سے کہو کہ ہمیں واضح کرکے بتائے کہ وہ گائے کیسی ہو؟ (موسیٰ نے) کہا وہ فرماتا ہے کہ گائے ایسی ہو جو نہ بوڑھی ہو اور نہ بچھیا۔ درمیانی عمر کی ہو۔ پس جو کچھ تمہیں حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کرو۔ انہوں نے کہا اپنے رب سے کہو کہ ہمیں (یہ بھی) بتائے کہ اس کا رنگ کیا ہو (موسیٰ نے کہا) وہ فرماتا ہے کہ نمایاں زرد رنگ کی ہو جو دیکھنے والوں کو بھلی معلوم ہو۔ انہوں نے کہا کہ اپنے رب سے کہو۔ وہ ہمیں صاف صاف بتائے کہ کیسی گائے ہو۔ بیشک اس گائے کی پہچان ہمارے لئے مشکل ہو گئی ہے اور اگر خدا نے چاہا (اب) ہم کو ضرور صحیح پتہ مل جائے گا۔ (موسیٰ نے) کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ تو ایسی محنت کش ہو کہ ہل میں جوتی جائے اور نہ کھیتی کو پانی دیتی ہو۔ صحیح و سالم اور داغ دھبہ سے پاک ہو انہوں نے کہا کہ اب آپ نے ٹھیک بات کی چنانچہ انہوں نے اسے ذبح کیا اگرچہ وہ (ایسا) کرنے کے لئے آمادہ نہ تھے۔

تشریح:۔ اس رکوع میں اللہ عزوجل نے یہود کی اس غلط فہمی کو دور کر دیا ہے کہ صرف وہی خدا کے چہیتے اور مقبول بندے ہیں اور جنت کی خوشگوار زندگی کے لطف صرف وہی اٹھائیں گے۔ باقی سب خائب و خاسر رہیں گے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ کی خوشنودی اور اس کے انعامات کسی گروہ کے لئے خاص نہیں۔ جو اپنے قلب سلیم کے اندر ایمان رکھتا ہو۔ یعنی خدا کو، خدا کے رسولوں کو، فرشتوں اور اس کی کتابوں اور صحیفوں کو مانے ان پر عمل کرے، خوش اخلاق ہو، عبادت گذار ہو، اللہ کے بندوں کی خدمت کرے۔ احکام الٰہی پر عمل پیرا ہو، انسانیت کا صحیح نمونہ ہو، وہ خواہ کوئی ہو، کسی نام سے پکارا جائے، کسی ملک کا رہنے والا ہو۔ سیاہ ہو یا سفید اللہ کے ہاں مقبول ہو گا اور اللہ کی عنایات ہر جگہ اس کے شامل حال ہوں گی، صابی، نصرانی، یہودی اور مومن کہلانے والوں کے لئے اس کی رحمت کی تخصیص نہیں۔ اس کو صرف عمل پیارا ہے۔ ایک خود کو مومن کہلانے والا شخص صوم و صلوۃ کی کچھ پروا نہیں کرتا۔ زکوۃ ادا کرنے میں اسے تامل ہے۔ حقوق العباد اور حقوق اللہ کا اسے کوئی پاس نہیں۔ قرآن کے احکام کی علانیہ خلاف ورزی کرتا ہے وہ نہ کامل مومن ہے۔ نہ اللہ کا پیارا بلکہ اس کے واسطے **فسوف یلقون غیا** کی وعید ہے۔ اسی طرح ایک یہودی احکام تورات پر عمل پیرا نہیں۔ وہ آیات کی تاویل کرتا ہے ادائے فریضہ میں ست

ہے۔ نبی آخر الزمان کو جس کی بشارت تورات اور انجیل میں موجود ہے۔ خدا کا آخری پیغامبر ماننے سے انکار کرتا ہے اور ان کے اسوۂ حسنہ کے مطابق جو انسانیت کا بہترین نمونہ ہے اپنا طرز زندگی نہیں بناتا۔ بلکہ دغا' فریب' کذب و افترا اور فتنہ و فساد کا بازار گرم رکھتا ہے۔ خدا کا محبوب اور آنے والی زندگی میں عذاب سے بے خوف نہیں ہو سکتا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ تمہیں وہ واقعہ بھی یاد ہوگا جب تمہارے آباؤ اجداد نے سرکشی و نافرمانی کی انتہا کر دی تھی اور کوئی نصیحت ان پر کارگر نہ ہوتی تھی حتیٰ کہ خود ہماری ذات کو ماننے سے انکار کر دیا۔ تو کوہ طور کے نیچے ہم نے ان پر وہ خوف و ہراس طاری کیا۔ کہ انہیں ہلاکت سے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ پھر جب انہوں نے توبہ کی اور آئندہ کے لئے نیک رہنے کا ہم سے عہد و پیمان کر لیا تو ہم نے انہیں عذاب سے بچا لیا۔ ورنہ وہ سخت نقصان اٹھاتے۔ اس طرح جب تمہارے بزرگوں نے ہماری حکم عدولی کی اور ہفتہ کے روز بھی شکار کیا تو آخر ان پر ہمارا عذاب نازل ہوا اور ان کی شکلیں مسخ کر کے انہیں بندر بنا دیا گیا۔ یہ واقعات صرف اس واسطے رونما ہوئے تھے کہ آئندہ آنے والی نسلیں سبق سیکھیں۔ برے اور ناپسندیدہ کاموں سے بچیں اور نیکو کار ہو جائیں۔ اور نیز جب تمہیں حکم دیا گیا تھا کہ ایک گائے یا بیل ذبح کرو۔ تو اس وقت تم نے جو کج بحثی کی تھی وہ بھی تمہاری مسخ شدہ فطرت کا ایک بین ثبوت تھی۔ اس معجزہ کو دکھانے اور تمہارے دل و فریب کو عالم آشکارا کرنے سے بھی یہی مقصود تھا کہ تم میں خدا کا ڈر پیدا ہو۔ اور تم نیکو کار بن کر دنیا میں رہو سہو۔

ترجمہ آیات ۷۲ - ۸۲ :- اور (یاد کرو) جب تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا اور (اپنے بچاؤ کے لئے) ایک دوسرے پر الزام لگانے لگے اور اللہ ان باتوں کو ظاہر کرنے والا تھا جو تم چھپا رہے تھے۔ تو ہم نے حکم دیا کہ اس (مقتول) پر اس (ذبح شدہ گائے) کا ایک ٹکڑا مارو۔ اللہ اس طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے۔ گویا کہ وہ پتھر ہیں یا اس سے بھی بڑھ کر سخت ہیں اور بیشک پتھروں میں بعض (ایسے پتھر بھی) ہیں جن میں سے پانی کی نہریں نکلتی ہیں اور ان میں یقیناً" ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اور ان میں سے پانی رستا ہے اور بعض ایسے بھی ہیں جو خدا کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔ اور (یاد رکھو) کہ اللہ تمہارے اعمال سے غافل

نہیں (اے مسلمانو!) کیا اب بھی تمہیں توقع ہے کہ یہ لوگ تمہاری بات تسلیم کر لیں گے حالانکہ ان میں سے ایک گروہ ایسا تھا جو کلام الٰہی کو سنا کرتا تھا پھر اس میں تحریف کر دیتا حالانکہ وہ اسے سمجھتا اور جانتا تھا۔ اور جب وہ لوگ مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو ایمان لا چکے ہیں اور جب ایک دوسرے کے پاس تنہائی میں ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ (اے بھائیو!) کیا تم ان کو وہ راہیں بتا دینا چاہتے ہو جو اللہ نے تم پر کھولی ہیں تاکہ تمہارے پروردگار کے سامنے انہی باتوں کی بنا پر تمہارے ساتھ مناظرہ کریں کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے؟ کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ کو ہر اس چیز کا علم ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں اور ان میں بعض ان پڑھ بھی ہیں جن کو خوش اعتقادی کی آرزوؤں کے سوا کتاب کا علم تک نہیں اور محض الکل پچو باتیں بنایا کرتے ہیں۔ پس افسوس ہے ان لوگوں پر جو اپنے ہاتھ سے تحریر لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ (ہمارے) رب کی طرف سے ہے تاکہ اس کے عوض تھوڑی سی قیمت حاصل کر لیں۔ پس ان کے ہاتھوں نے جو کچھ لکھا وہ ان کے لئے خرابی کا باعث ہے اور جو کچھ کہ وہ کماتے ہیں وہ بھی ان کے لئے افسوس کا سامان ہے۔ اور کہتے ہیں کہ ہم کو ہرگز آگ نہ چھوئے گی سوا گنتی کے چند روز کے۔ کہہ دو کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لے لیا ہے کہ اللہ اس کے خلاف نہ کرے گا یا تم (یونہی) اللہ سے وہ باتیں منسوب کرتے ہو جو تمہیں معلوم نہیں؟ ہاں جس کسی نے برائی کمائی اور اس کو گناہوں نے ہر طرف سے گھیر لیا۔ ایسے ہی لوگ دوزخی ہیں اور وہی اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے وہ لوگ جنتی ہیں اور وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

شرح:۔ اس رکوع میں اللہ جل شانہ نے یہود کو بالخصوص اور اہل دنیا کو بالعموم بتایا ہے کہ انسان کو کون کون سی صفات حاصل کرنی چاہئیں۔ کن افعال کے کرنے سے وہ اللہ کا محبوب ہو سکتا ہے اور کون سے کام اسے ہلاکت و تباہی کی طرف لے جاتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے اے یہود! تمہیں یاد ہوگا کہ تمہارے آباؤ اجداد میں سے ایک نے اپنے ایک عزیز اور قریبی رشتہ دار کو وراثت و دولت کے لالچ میں خود قتل کر دیا تھا اور دوسروں کے سر الزام تھوپ کر ان کو ظلم و ستم کا شکار بنانا چاہا تھا۔ اسے اس دجل و فریب کے وقت بالکل خیال نہ آیا کہ زمین و آسمان اور جملہ مخلوقات کو پیدا کرنے والا خدائے علیم و بصیر ہر بات کو جانتا

ہے۔ میں لاکھ چھپاؤں اگر وہ ظاہر کرنا چاہے گا تو کچھ پیش نہ جائے گی۔ سارا پول کھل جائے گا اور ذلیل و رسوا ہو جاؤں گا۔ چنانچہ جب یہ مقدمہ ہمارے نبی کے سامنے لایا گیا تو ہم نے ایک عجیب طریقہ سے اس کا فیصلہ چکایا۔ حکم دیا کہ ایک بیل یا گائے ذبح کرو۔ اور اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا مقتول کے جسم سے مارو تم دیکھو گے کہ مقتول خود بولے گا اور صحیح صحیح واقعات بیان کر دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دغاباز اور فریب کار ظالم کیفر کردار کو پہنچا۔ اس معجزہ کے دکھانے سے ایک تو یہ مقصد تھا کہ تمہیں آئندہ کے لئے سبق حاصل ہو جائے اور تم اپنا ظاہر و باطن ایک جیسا رکھو۔ کبھی کسی سے جھوٹ نہ بولو۔ کسی پر تہمت نہ لگاؤ۔ دغا فریب سے کام نہ لو اور نہایت سچے اور نیک کردار بن کر آپس میں رہو سہو۔ دوسرے تمہیں یہ دکھانا اور سمجھانا تھا کہ جس طرح اس مقتول کو ایک عجیب طریقہ سے جو بظاہر تمہاری سمجھ میں نہیں آ سکتا ہم نے تم سے ہمکلام کرا دیا۔ اور وہ زندوں کی طرح باتیں کرنے لگا۔ اسی طرح جب تم ایک روز مر چکنے کے بعد ہمارے پاس واپس لوٹ کر آؤ گے تو تمہیں زندہ کیا جائے گا اور تمہارے نیک و بد اعمال کی جزا و سزا تمہیں ملے گی۔ اس روز تم کسی بات پر پردہ نہ ڈال سکو گے اور اعمال بد کا پول جب کھل جاؤ گے تو مارے شرم و ندامت کے نگونسار ہونا پڑے گا۔ پھر فرمایا ہے کہ یہ معجزے اور ایسی ہی مافوق العقل نشانیاں تمہیں اس لئے دکھائی جاتی ہیں کہ تم ابھی سے اپنے چلن کو درست کر لو تاکہ بعد میں شرمساری نہ اٹھانی پڑے۔ چاہئے کہ تمہارے دل نرم ہوں اور ہمارے احکام کو سن لینے کے بعد خشیت الٰہی سے لرز جائیں اور برا کام کرنے کی طرف مطلق مائل ہی نہ ہوں۔ مگر تم نے کسی بات سے فائدہ نہ اٹھایا مثلاً" ابھی دیکھو کہ ادھر مسلمانوں میں آ بیٹھتے ہو۔ اور ان سے ہمدردانہ باتیں کرتے ہو مگر جب اٹھ کر تخلیہ میں جاتے ہو تو خود انہیں کی برائی اور انہیں کے زک پہنچانے کے منصوبے سوچنے لگتے ہو گویا تمہارا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ۔ کیا تمہارے خیال میں ہم تمہاری ان حرکتوں سے بے خبر ہیں؟ نہیں۔ ہمیں سب کچھ معلوم ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر تم یہ ظلم کر رہے ہو کہ ہماری کتاب کی اصل عبارت میں اپنی خواہشات کے مطابق تبدیل و ترمیم کرتے رہتے ہو۔ یعنی مطالب و معانی میں ردوبدل اور تاویلات سے کام لیتے ہو اور پھر کہتے ہو کہ ہم نے اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کی۔ یہ سب کچھ خدا کی طرف سے ہے۔ غور کرو کس قدر ظلم کر رہے ہو۔ کتنا جھوٹ بولتے ہو۔ ہم پر افترا باندھتے

اور پھر دعویٰ یہ کہ خواہ ہم کتنے ہی گناہ کریں ہمیں دوزخ کی آگ ہمیشہ کے لئے ہرگز نہ چھوئے گی۔ شاید تم دل میں یہ سمجھے بیٹھے ہو کہ چونکہ تم اسرائیل کی اولاد میں سے ہو اور تمہارے بزرگوں پر اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے فضل و احسان کئے ہیں۔ اس واسطے تمہاری نافرمانیوں کی تم سے پرسش نہ ہوگی اور تم عذاب دوزخ سے بچے رہو گے۔ نہیں یہ بات نہیں ہو سکے گی۔ بلکہ جو بھی اللہ کو' اس کی کتابوں' رسولوں اور فرشتوں کو اور روز آخرت کو مانے اور پورے یقین سے مانے اور نیک عمل کرے وہی اہل جنت میں سے ہوگا۔ اور صرف وہی عذاب دوزخ سے بچ سکے گا۔

ترجمہ آیات ۸۳-۸۶:- اور (یاد رکھو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے ایک پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرنا۔ والدین کے ساتھ احسان کرنا۔ اور رشتہ داروں' یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ بھی (سلوک سے پیش آنا) اور لوگوں سے اچھی باتیں کہنا' نماز قائم کرنا' اور زکوٰۃ دیتے رہنا۔ پھر چند آدمیوں کے سوا تم سب پھر گئے اور تم (سب) اعراض کرنے والے ہو۔ اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا تھا کہ آپس میں خونریزی نہ کرنا اور نہ اپنے بھائی بندوں کو شہروں سے نکالنا۔ پھر تم نے اس کا اقرار کیا تھا اور تم اس کی شہادت بھی دیتے ہو۔ اور پھر تم وہ لوگ ہو جو اپنوں کو قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو ان کے گھروں سے نکالتے اور گناہ و سرکشی کے طریقوں سے ان کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو اور اگر وہ قید ہو کر تمہارے پاس آئیں تو فدیہ دے کر ان کو چھڑا لیتے ہو۔ حالانکہ ان کا نکال دینا ہی تم پر حرام کیا گیا تھا۔ کیا تم کتاب الٰہی کے بعض حصوں کو مانتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ پس تم میں سے جو شخص ایسا کرے اس کی سزا دنیا کی زندگی میں سوائے ذلت اور رسوائی کے اور کیا ہو سکتی ہے اور قیامت کے دن ایسے لوگوں کو شدید ترین عذاب کی طرف لوٹایا جائے گا اور اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے عوض دنیا کی (چند روزہ) زندگی کو خریدا۔ پس ان کے عذاب میں کمی نہ کی جائے گی اور نہ انہیں کوئی مدد مل سکے گی۔

شرح:- پچھلے رکوع میں بتایا جا چکا ہے کہ یہود نے اپنی کتاب کی کس قدر بے قدری کی اور کس طرح اس کے معانی و مطالب میں تاویلیں کیں اور عبارت میں ردّ و بدل اور تحریف سے کام لیا۔ اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ یہود کو اصل تعلیم کیا دی گئی تھی۔ تورات

میں کیا کچھ لکھا تھا۔ اور ان لوگوں نے کس طرح بعض احکام بالکل پس پشت ڈال دیئے اور بعض پر طوعاً" و کرہاً" عمل کرتے رہے اور پھر اس قسم کے تمام منافق' ریا کار' بے خوف' مکار اور دغا باز لوگوں کی سزا کا ذکر کیا ہے جو انہیں آنے والی زندگی میں ملے گی۔ ارشاد ہوتا ہے اے یہود! تمہیں یاد رہے کہ ہم نے تم سے بوساطت تورات یہ عہد لیا تھا کہ تم صرف ایک ہی حقیقی معبود کی عبادت کرو گے۔ نیز والدین' اہل قرابت' یتامیٰ اور مساکین کے ساتھ حسن سلوک اور خوش اخلاقی سے پیش آؤ گے۔ اور لوگوں کو ہمیشہ نیکی اور ہدایت کے کام کرنے کی تلقین کرو گے اور نماز ادا کرو گے۔ جس سے تماری روحوں کو غذا پہنچے گی اور زکوۃ دو گے جس سے ہماری نادار مفلس مخلوق فائدہ اٹھائے گی۔ اور تمہیں اجر ملے گا۔ مگر تم لوگوں نے اس تعلیم کو سراسر فراموش کر دیا اور کھلی مخالفت پر تل گئے۔ پھر ہم نے تم سے یہ بھی عہد لیا تھا کہ دیکھو باہمی جنگ و جدال و خونریزی سے باز رہنا اور اپنے عزیز و اقارب کو ہمسایوں اور شہریوں کو تنگ کر کے ملک چھوڑ جانے پر مجبور نہ کرنا۔ مگر تم تو اس کے بالکل برعکس کر رہے ہو اور آئے دن جھوٹی سچی سازشیں کر کے اپنوں کو قتل کرتے ہو۔ تمہیں ان کی بیواؤں' یتیم بچوں اور ضعیف متعلقین پر مطلق ترس نہیں آتا۔ بعض کو تو تم ستا ستا کر ملک چھوڑ جانے پر مجبور کر دیتے ہو اور جب وہ بیچارے ملک چھوڑ جاتے ہیں اور اجنبی لوگوں کے پاس لونڈی غلام بن کر فروخت ہو جاتے یا مخالف طاقتوں کے پاس قید ہو جاتے ہیں تو تم قبیلے میں اپنی ناک رکھنے اور یہ بتانے کے لئے کہ ہم بڑی دولت والے ہیں اور اپنوں پر مال و جان تک قربان کر دینے کو تیار ہیں انہیں معاوضہ دے کر چھڑا لیتے ہو اور پھر ڈینگیں مارنے لگتے ہو۔ لوگو! تم پر تو ان کا نکال دینا ہی حرام تھا۔ اگر تم نے خدا کے حکم کی نافرمانی کر کے انہیں شہر بدر کر دیا تھا اور اب انہیں چھڑا بھی لیا تو کون سا بڑا کام کیا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اپنے کئے پر پچھتاتے اور اپنے گناہوں کی معافی چاہتے۔ الٹا احسان جتانے لگتے ہو۔ تورات کی تعلیم ہے کہ خونریزی نہ کرو اور اپنوں کو نہ ستاؤ۔ نہ انہیں شہر بدر کرو۔ تم اس تعلیم کی مطلق پرواہ نہیں کرتے اور صریح خلاف ورزی کرتے ہو اور یہ بھی حکم ہے کہ تمہارے عزیز مصیبت کی حالت میں یا قیدی ہو کر تمہارے پاس آئیں تو ان کی امداد کرو اور انہیں چھڑاؤ اور صرف اس حصہ کتاب پر تمہارا عمل ہے۔ وہ لوگ جو اس طرح خدا کی تعلیم کا کچھ حصہ پس پشت ڈال دیتے ہیں اور کچھ حصہ پر اپنی خواہشات کے مطابق عمل کرتے ہیں ان کو آنے والی زندگی میں سخت ترین

عذاب دیا جائے گا۔ اور دنیا میں انہیں ذلیل ورسوا کیا جائے گا۔ ہمیں تمہارے افعال سے پوری آگاہی ہے۔ ہم غافل نہیں اور جب ہمارے عذاب کا وقت آئے گا تو پھر تمہیں کہیں سے بھی مدد نہ مل سکے گی اور نہ عذاب میں رعایت سے کام لیا جائے گا۔

ترجمہ آیات ۸۷ - ۹۶:- اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ان کے بعد کئی رسول پے در پے بھیجے۔ اور عیسیٰ ابن مریم کو کھلی نشانیاں دیں اور روح القدس سے ان کی تائید کی۔ کیا (یہ تمہاری عادت ہو چکی ہے کہ) جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول ایسی چیز لے کر آئے جس کو تمہارا جی نہ چاہتا تھا تو تم نے سرکشی کی۔ سو بعضوں کو تم نے جھٹلایا اور بعض کو تم قتل کرنے لگے اور کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر پردہ پڑا ہے (نہیں) بلکہ اللہ نے انکار حق کے سبب ان پر لعنت کر دی ہے پس بہت کم ایمان لائیں گے۔ اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے وہ کتاب آئی جو ان (کتابوں) کی تصدیق کرتی تھی جو ان کے پاس موجود تھیں اور (جس کی امید پر) یہ لوگ اس سے پہلے کافروں کے مقابلہ میں فتح و نصرت طلب کیا کرتے تھے۔ پس جب ان کے پاس وہ چیز پہنچی جس کو وہ جانتے پہچانتے تھے تو اس کا انکار کر دیا۔ پس کافروں پر خدا کی لعنت ہو۔ کیسی بری ہے وہ چیز جو انہوں نے اپنی جانوں کے بدلے خرید کی۔ یہ کہ سرکشانہ طور پر اس چیز سے انکار کیا جو اللہ نے نازل کی تھی۔ (صرف) اس لئے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے فضل نازل کر دیتا ہے۔ پس وہ غضب در غضب لے کر لوٹے اور کافروں کے واسطے رسوا کن عذاب ہو گا۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس پر ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا اس پر تو ایمان لائیں گے اور اس کے سوا جو کچھ ہے اس سے انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ یہی ایک کلام سچ ہے اور جو کچھ ان کے پاس ہے اس کی تصدیق کرتا ہے (ان سے) پوچھو بھلا پہلے تم نبیوں کو کیوں قتل کیا کرتے تھے اگر تم (درحقیقت) مومن ہو اور بیشک موسیٰ تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے پھر تم نے اس کے بعد بچھڑے کی پرستش شروع کر دی اور تم ظلم کرنے والے ہو۔ اور (یاد رہے) جب ہم نے تم سے ایک پختہ عہد لیا تھا اور تم پر کوہ طور کو اٹھا کھڑا کیا تھا (اور حکم دیا تھا) کہ جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس پر سختی سے کاربند ہو جاؤ اور سنو انہوں نے کہا (ہاں) ہم نے سنا اور نہیں مانتے اور ان کے کفر کی وجہ سے گوسالہ پرستی ان کے دلوں میں پانی کی طرح سرایت کر گئی۔ کہدیں کہ اگر تم اہل ایمان ہو تو پھر تمہارا یہ ایمان تمہیں بہت ہی برا

حکم دے رہا ہے۔ کہدیں اگر آخرت کا گھر خدا کے ہاں دوسروں کی بجائے خاص طور پر تمہارے ہی لئے ہے۔ تو ذرا موت کی آرزو تو کرو اگر تم سچے ہو اور (یاد رکھو) وہ اپنے ان اعمال کے سبب جو ان کے ہاتھوں سرزد ہوئے ہیں اس کی ہرگز آرزو نہ کریں گے اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے اور یقیناً" تم ان کو تمام لوگوں سے بڑھ کر زندگی کا حریص پاؤ گے اور مشرکوں سے بھی زیادہ۔ ان میں سے ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ کاش! اس کی عمر ہزار برس کی ہو حالانکہ (بات یہ ہے کہ) اگر وہ لمبی عمر پائیں' تو بھی عذاب سے نہیں چھوٹ سکتے اور اللہ ان کے اعمال کو خوب دیکھتا ہے۔

شرح:۔ گذشتہ رکوع میں بتایا گیا تھا کہ تورات کے ذریعہ یہود کو کیا تعلیم دی گئی تھی اور انہوں نے کس طرح اسے پس پشت ڈالا۔ اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی ہو کر آئے اور تورات ایسی مفید کتاب ان کی ہدایت کے لئے ساتھ لائے۔ اسی طرح مختلف اوقات میں مختلف رسول آئے اور لوگوں کو وعظ و تلقین کرتے رہے۔ سب رسولوں' نبیوں اور تمام کتابوں اور صحیفوں کی تعلیم کا لب لباب وہی ہے جو تورات میں ہے۔ سب ایک ہی نصب العین کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور سب کا منتہائے مقصود یہی ہے کہ انسان مکرم عتاب و عذاب الٰہی سے دنیا و آخرت میں بالکل بچا رہے اور کبھی ذلیل و رسوا نہ ہو۔ اسی واسطے موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا اور انہیں تورات عطا فرمائی پھر اس تعلیم کو عام کرنے اور لوگوں کی اصلاح و تربیت کے لئے کئی ایک رسول بھیجے جب دنیا کا کفر و عصیان حد سے گذر گیا تو عیسیٰ ابن مریم کو نبی بنا کر بھیجا اور انہیں حیرت انگیز معجزے دکھانے کی قوت عطا کی اور روح القدس یعنی جبریل امین کے ساتھ تائید فرمائی۔ مگر اے اولاد اسرائیل! تم نے اپنے بڑوں سے لے کر اب تک ہمیشہ سرکشی کی ہے۔ جب کبھی ہمارے برگزیدہ بندے' نبی اور رسول تمہارے پاس پیغام ربانی اور مواعظ حسنہ لے کر آئے ہیں۔ تم نے بعض کی پھبتیاں اڑائیں بعض پر کذب و دروغ کی تہمتیں لگائیں اور بعض کو تو تم نے سرے سے قتل ہی کر ڈالا۔ جب کبھی تمہیں خدا کا کوئی حکم سنایا گیا تم نے یہی کہا کہ ہمارے دلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ پس اس کفر و انکار کی وجہ سے تم پر لعنتیں پڑیں اور نور ایمان کی روشنی سے تم محروم رہے اور تم ہمارے اس آخری پیغام کو سننے کے لئے بڑی بے تابی کے ساتھ منتظر تھے اور ہمارے رسول کے انتظار میں چشم براہ تھے۔ لیکن جب وہ تمہارے پاس بھیجے گئے اور تم نے انہیں پہچان بھی لیا کہ

ہاں یہی وہ نبی آخر الزمان ہیں جن کا ذکر تمہاری الہامی کتابوں میں مذکور ہے۔ تو تمہاری عقل پر ایسا پردہ پڑا کہ تم جاننے بوجھنے کے بعد ان کی اطاعت سے منحرف ہو گئے اور جو الہامی کتاب ہم نے انہیں عطا فرمائی تھی اسے ماننے سے انکار کر دیا اور اس نافرمانی کی سزا میں تم ہمارے عذاب کی لپیٹ میں آ گئے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ غرور اور تکبر میں آ کر اس حقیقت کو ماننے سے انکار کر دیا جائے جو ہم نے تم میں سے اپنے ایک نیک بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کھول دی ہے یہ ہماری مشیت ہے جسے ہم نے اس نعمت کا اہل سمجھا اسے عطا کر دی اور جو لوگ اس صداقت کو تسلیم نہ کریں گے ان پر ہمارا غضب نازل ہوگا اور انہیں بڑی سخت سزائیں دی جائیں گی۔ غور کرو کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ قرآن پر ایمان لے آؤ تو کہتے ہو کہ ہمارا ایمان صرف تورات پر ہے۔ ہم کسی اور کتاب کو نہیں مانیں گے کہ ہمیں وہی بس ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تورات اور قرآن کی تعلیم میں کوئی فرق نہیں۔ ذرا تم سے کوئی پوچھے کہ بھلا اگر تم تورات پر اتنے ہی عمل کرنے والے ہو اور تمہارا جذبہ ایمان اتنا ہی صادق ہے تو تم نے اس سے پہلے اپنے نبیوں کو کیوں قتل کیا تھا تمہارے پاس موسیٰ علیہ السلام آئے اور انہوں نے اتنے معجزے دکھائے پھر بھی تم نہ ان کے متبع ہوئے نہ ہماری عبادت خلوص دل سے کی بلکہ الٹا گوسالے کی عبادت شروع کر دی اور ہمارا ذرا پاس نہ کیا۔ پھر تمہاری نافرمانیوں کی وجہ سے کوہ طور کے دامن میں بالکل ہلاک و برباد کرنا چاہا۔ مگر اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کی سفارش سے تمہیں معاف کر دیا اور تم سے اقرار لے لیا کہ دیکھو تورات پر پورا پورا عمل کرنا اور رسولوں کا کہنا سننا اور ہمارے احکام کے مطابق عمل کرنا۔ مگر تم نے ہمیشہ احکام سن کر ان کی نافرمانی کی ہے تمہارے دلوں میں ایمان کہاں ہے؟ گوسالے کی عبادت میں گم ہو کر رہ گئے ہو اگر اسی کا نام ایمان ہے تو یہ بہت بری شے ہے اور تمہارا یہ خیال بھی سراپا غلط ہے کہ آخرت کا آرام و آسائش صرف تمہارے لئے ہے۔ اگر یہ صحیح ہوتا تو تم بھی ہماری راہ میں کٹ مرنے کو تیار ہوتے۔ برعکس اس کے تم انتہائی درجہ کے بزدل ہو اور موت کے نام سے کانپتے ہو۔ تمہیں طلب شہادت کا ذوق کہاں؟ تمہیں تو یہی حیات چند روزہ نعمت عظمیٰ ہے۔ تمہیں تو بس اتنی خواہش ہے کہ ہم سے عیش و عشرت نہ چھنے۔ اسی طرح تمہارے مشرک بھائی کہتے ہیں مگر تمہارا یہ خیال نہایت بودا ہے۔ یاد رکھو کوئی شخص محض درازیٔ عمر کی وجہ سے عذاب دوزخ سے نہیں چھوٹ سکتا۔ فرض کرو اگر ایک

شخص ہزار برس تک زندہ رہے اور اس دوران میں دل کھول کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے تو کیا مرنے کے بعد اسے عذاب نہ ہو گا؟ ہو گا اور ضرور ہو گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات سے ناواقف نہیں۔

ترجمہ آیات ۹۷-۱۰۳:- (اے نبی آپ) کہہ دیں کہ جو جبریل کا دشمن ہے (وہ ہوا کرے) بیشک اس نے اللہ کے حکم سے آپ کے دل پر اس کتاب کو نازل کیا جو ان کتابوں کی جو اس سے پہلے تھیں تصدیق کرتی ہے اور وہ ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت و بشارت ہے۔ جو اللہ کا، اس کے فرشتوں اور رسولوں کا، جبریل و میکائیل کا دشمن ہے یقیناً" خدا بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے۔ اور (اے پیغمبر!) یقین جانیں کہ ہم نے آپ پر کھلے احکام نازل کئے ہیں اور بدکرداروں کے سوا کوئی ان کا انکار نہیں کر سکتا اور کیا جب کبھی انہوں نے کوئی عہد باندھا تو اس کو ان میں سے کسی نہ کسی گروہ نے پس پشت (نہیں) ڈال دیا؟ بلکہ اکثر تو سرے سے تسلیم نہیں کرتے اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے ایک رسول آیا جو ان کتابوں کی جو پہلے سے ان کے پاس تھیں تصدیق کرتا ہے تو ان میں سے جنہیں کتاب دی گئی تھی ایک گروہ نے اللہ کی کتاب کو اس طرح پس پشت ڈال دیا گویا وہ جانتے ہی نہیں اور اس چیز کے پیچھے پڑ گئے جس کو سلیمان کے عہد میں شیاطین پڑھا کرتے تھے اور سلیمان نے راہ کفر اختیار نہیں کی تھی بلکہ خود شیاطین ہی کفر کے مرتکب ہوئے تھے جو لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے نیز (وہ اس چیز کے بھی پیچھے پڑ گئے) جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت کو عطا کی گئی تھی اور وہ کسی کو نہیں سکھاتے تھے جب تک ان سے نہ کہہ دیتے کہ ہم تو ایک ذریعہ آزمائش ہیں۔ پس تم کافر نہ بنو (باوجود اس کے) لوگ ان سے وہ باتیں سیکھتے جن سے زن و شوہر میں جدائی ہو اور وہ اللہ کے حکم کے سوا کسی کو بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے اور لوگوں نے وہ باتیں سیکھیں جو خود ان کے لئے ضرر کا موجب ہوں اور انہیں کوئی نفع نہ پہنچا سکیں۔ اور یقیناً" انہیں معلوم تھا کہ جن لوگوں نے اس چیز کو خریدا ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو گا اور یقیناً" بری ہے وہ چیز جس کے عوض انہوں نے اپنے آپ کو فروخت کیا۔ کاش! انہیں علم ہوتا اور اگر وہ ایمان لے آتے اور تقویٰ کی راہ اختیار کرتے تو البتہ اللہ کے ہاں ان کے لئے بہتر اجر ہوتا۔ کاش! انہیں معلوم ہوتا۔

شرح:- گیارہویں رکوع سے لے کر یہاں تک بنی اسرائیل مخاطب تھے اور انہیں ہر

طرح سمجھایا گیا ہے کہ دنیا میں عزت و احترام اور آخرت میں نجات و فلاح تمہیں صرف اس طرح مل سکتی ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور ہمارے کلام یعنی قرآن پر عمل کرو اور اگر پہلے کی طرح ضد پر اڑے رہے تو پھر دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تمہارے لئے ذلت اور تباہی ہے۔ اس رکوع میں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ اے پیغمبر! ہم نے دور حاضر کے یہود کو ان کے باپ دادا اور خود ان کے اپنے افعال سے آگاہ کر دیا۔ ان کے افعال کا بھانڈا نہایت اچھی طرح سے پھوٹ چکا ہے چاہئے تو یہ تھا کہ وہ آپ پر اور ہماری اس کتاب قرآن پرنور پر ایمان لے آتے مگر انہوں نے یہ عذر لنگ پیش کر دیا کہ حضرت جبرئیل ہمارے دشمن ہیں۔ کیونکہ آئے دن نبیوں پر وحی لے کر آجاتے ہیں اور ہماری باتوں سے انہیں واقف کر کے ہمیں ذلیل و رسوا کرتے رہتے ہیں۔ چونکہ آپ بھی فرماتے ہیں کہ یہ کلام جبرئیل علیہ السلام ہی کے ذریعہ آپ پر نازل ہو رہا ہے لہٰذا ہم مجبور ہیں کہ جو کلام ہمارے ایک دشمن کے ذریعہ آپ پر نازل ہو اس کی مخالفت کریں۔ آپ ان یہود کو بالخصوص اور دنیا کو بالعموم پکار کر سنا دیں کہ جو جبرئیل علیہ السلام کا دشمن ہے خدا اس کا دشمن ہے کیونکہ جبرئیل امین صرف وہی کام کرتے ہیں جو خدا کی جانب سے انہیں کرنے کا حکم ملتا ہے۔ انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ کو' اللہ کے فرشتوں کو اور رسولوں کو اور جبرئیل اور میکائیل کو مانے اور ان کی تعظیم کرے اور اگر اس نے دشمنی کی تو کافر ٹھہرے گا۔ یہ قرآن تو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پر ہم نے نازل کیا ہے اور اس میں بالکل صاف' غیر مبہم اور آسان فہم احکام ہیں۔ سوائے ان لوگوں کے جو دیدہ و دانستہ اس سے منحرف ہونا چاہیں اور تو کوئی انکار نہیں کر سکتا اور ان یہود کی تو یہ حالت ہے کہ روز اول سے ہی خدائی عہد کو توڑنے اور اس کی نافرمانی کرنے کے عادی ہیں۔ بلکہ اکثر تو سرے سے ایمان ہی نہیں لاتے مثلاً "ابھی کل کی بات ہے کہ ہمارے رسول عیسیٰ ابن مریم ان کے پاس آئے ہم نے ان کو وہ کتاب دی جو تورات کی تصدیق کرتی تھی۔ خود ان کی کتاب میں وہ تمام نشانیاں اور حوالے موجود تھے جن کا ذکر انجیل میں تھا۔ مگر ان لوگوں نے نہ اپنی کتاب کی پرواہ کی نہ انجیل کو قابل اعتبار سمجھا اور ایسی ناواقفیت ظاہر کی کہ گویا انہیں کوئی علم ہی نہیں۔ ان لوگوں کی یہ عادت ہے کہ رشد و ہدایت سے تو انہوں نے اعراض کیا ہے اور لغویات میں تن من دھن سے مشغول رہتے ہیں۔ مثلاً "عہد

سلیمانی میں کاہنوں کا بڑا چرچا تھا کاہن لوگ جنات کو اپنا تابع یا دوست بنا لیتے اور ان کی مدد سے لوگوں پر سحر جادو کرتے۔ یہود کا خیال ہے کہ خود سلیمان علیہ السلام بھی ساحر و جادوگر تھے۔ حالانکہ یہ بات نہیں۔ باقی رہے ہاروت ماروت تو جب کبھی کوئی شخص ان کے پاس یہ علوم سیکھنے آیا کرتا تھا تو وہ برملا کہہ دیا کرتے تھے کہ بھلے لوگو! جادو اچھی چیز نہیں۔ فتنہ و فساد کا گھر ہے۔ انسان کو کافر بنا تا ہے پس تمہیں کفر سیکھنے کی کیا ضرورت؟ مگر وہ لوگ باز نہ آتے اور جادو ضرور سیکھتے۔ جو عورت مرد کے درمیان لڑائی جھگڑا ڈال دیتا اور خوشگوار زندگی کو دنیا ہی میں دوزخ کا نمونہ بنا دیتا۔ کیا اچھا ہوتا کہ بجائے ان برے کاموں میں پڑنے کے یہ لوگ خدا پر ایمان لاتے اور اس سے ڈرتے تو البتہ دونوں جہاں میں ان کے لئے بہتر ہوتا۔

ترجمہ آیات ۱۰۴ – ۱۱۲:- اے ایمان لانے والو! لفظ "راعنا" نہ کہا کرو اور "انظرنا" کہا کرو اور (جو کچھ کہا جائے اسے بغور) سنو اور نہ ماننے والوں کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ نہ اہل کتاب میں سے وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا اس بات کو پسند کرتے ہیں اور نہ مشرک کہ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر کوئی بھلائی نازل ہو اور اللہ تو جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے مخصوص کر لیتا ہے اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔ اگر ہم کوئی آیت منسوخ کرتے ہیں یا اسے ذہن سے اتر جانے دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا ویسا ہی (اور حکم) صادر فرما دیتے ہیں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قدرت (کاملہ) رکھتا ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آسمان و زمین کی بادشاہت اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی دوست ہو سکتا ہے اور نہ مددگار۔ (اے مسلمانو!) کیا تمہارا ارادہ ہے کہ تم بھی اپنے رسول سے ویسے ہی سوال کرو جس طرح کہ اس سے پہلے موسیٰ سے کئے گئے تھے اور جو ایمان کو کفر سے تبدیل کر لے۔ تو وہ راہ راست سے بھٹک گیا۔ اکثر اہل کتاب اپنے ذاتی حسد کی وجہ سے یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان لانے کے بعد پھر کفر کی طرف لوٹا دیں۔ اس کے بعد کہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے پس تم (انہیں) معاف کر دو۔ اور درگذر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا (دوسرا) حکم نازل فرمائے۔ یقین جانو کہ اللہ ہر بات پر قادر ہے۔ اور نماز قائم کرو۔ اور زکوۃ دیتے رہو اور اپنے لئے جو نیکی بھی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے ہاں (موجود) پاؤ گے۔ اللہ یقیناً تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ اور (اہل کتاب) کہتے ہیں کہ یہود یا نصاریٰ کے سوا اور کوئی جنت میں داخل

نہ ہوگا۔ یہ ان کی آرزوئیں ہیں کہہ دیں اگر تم سچے ہو تو (اس بات کی) سند پیش کرو
ہاں! جو اپنی جبین نیاز کو اللہ کے سامنے جھکا دے اور وہ نیکوکار بھی ہو تو اس کے رب کے
ہاں اس کے لئے اجر ہوگا اور ایسے لوگوں کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

شرح:۔ اس رکوع میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کی توجہ یہود کی نافرمانیوں' ان کے حاسدانہ طرز عمل' اور بودے اعتراضات کی طرف مبذول کرائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ دیکھو تم یہود کا طرز عمل ہرگز ہرگز اختیار نہ کرنا' ورنہ پھر یاد رکھو کہ تم بھی اسی سزا اور اسی عذاب کے مستوجب قرار دیئے جاؤ گے جو یہود کے حصے میں آیا ہے۔ فرماتا ہے۔ ہمارے ہاں مقبول صرف وہی ہیں جو ہم پر' ہمارے رسولوں اور کتابوں پر ایمان لائیں اور نیک عمل کریں۔ محض خوش اعتقادی کی ہمارے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں۔ حکم ہوتا ہے کہ مسلمانو! دیکھو یہود کس قدر شریر ہیں۔ ہمارے رسول سے یہ کہنا ہوتا ہے کہ آپ ہماری بات سنیں۔ تو لفظ "راعنا" سے خطاب کرتے ہیں۔ جس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ آپ ہماری طرف توجہ فرمادیں۔ دوسرا اے متکبر! (معاذ اللہ) وہ ہمیشہ دوسرے معنی مراد لیتے ہیں اور اس طرح ہمارے رسول کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ دیکھنا کہیں ان کی دیکھا دیکھی تم بھی رسول اللہ کو "راعنا" کہہ کر متوجہ نہ کرنا۔ بلکہ ہمیشہ "انظرنا" کہہ کر درخواست کیا کرو۔ کیونکہ اس لفظ کے اندر زیادہ ادب ہے اور اس کے صرف ایک معنی ہیں۔ یعنی آپ ہماری طرف توجہ فرمادیں۔ دیکھو! مسلمانو! تم ہمیشہ ظاہر و باطن میں ایک رہو۔ کسی کی ہنسی نہ اڑاؤ۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب سے ان حرکات شنیعہ کا اس واسطے ارتکاب ہو رہا ہے کہ انہیں حسد ہے کہ آپ کو کیوں پیغمبر بنایا جاتا۔ پیغمبری تو اللہ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اور ایک بے مثل عزت' جو وہ اپنے بندوں میں سے صرف اس شخص کو عطا کرتا ہے جو اس کی بارگاہ میں محبوب ہوتا ہے۔ سو اس پر حسد کرنا ایک طفلانہ حرکت ہے۔ باقی رہا یہ سوال کہ یہود و نصاریٰ کو اس بات کا رنج ہے کہ ہم نے ان کی کتابوں کو منسوخ کیوں کر دیا۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ہم کسی ایک کتاب یا حکم کو منسوخ کرتے ہیں تو اس سے زیادہ بہتر احکام کا صادر فرمانا مقصود ہوتا ہے اور اس سے زیادہ اچھی کتابیں نازل کرنے کا ارادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر بات' ہر حکم اور ہر کتاب مقتضائے وقت کے مطابق مخلوق کی بہتری کے لئے نازل کی جاتی ہے۔ ہاں ایک اور بات ہے کہ تم ہمارے رسول سے زیادہ باتیں نہ پوچھا کرو اور نہ بال کی کھال نکالنے کی کوشش کیا کرو۔ کیونکہ یہ

یہود کا طرز عمل تھا اور اسی وجہ سے ان پر اکثر مصیبتیں نازل ہوئی تھیں۔ تمہیں چاہیے کہ نہایت پابندی کے ساتھ صوم و صلوٰۃ ادا کرو کیونکہ یہی نیک کام تمہارے کچھ کام آ سکیں گے۔ تم بھی یہود و نصاریٰ کی طرح خالی باتیں نہ بنانے لگنا۔ تم نے سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ جنت میں صرف وہی لوگ داخل ہوں گے جو یہودی یا نصرانی ہیں۔ مگر یہ ان کی محض آرزوئیں ہیں۔ جن کے پورا ہونے کی کوئی توقع نہیں۔ کیونکہ جنت کی راحت اور آئندہ زندگی کی سہولت صرف انہیں لوگوں کو حاصل ہوگی جو نیکو کار ہیں اللہ پر، اسکے رسولوں، اس کی کتابوں اور فرشتوں پر ایمان رکھتے ہیں اس کی فرمانبرداری میں مطلق تساہل نہیں کرتے۔ صرف یہی لوگ آخرت کے عذاب سے بچ سکتے اور جنت کی خوشگوار زندگی کے لطف اٹھا سکتے ہیں۔ دیکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی یہود و نصاریٰ کی سی باتیں بنانے لگو اور کہنے لگو کہ جنت میں تو صرف مسلمان ہی داخل ہو سکیں گے۔ حالانکہ یہ بات نہیں جنت میں وہ لوگ جائیں گے جنہوں نے دنیا میں ایمان کے علاوہ نیک عمل بھی کئے ہوں گے۔ اگر تمہیں جنت کی آرزو ہے تو پھر تم بھی ایمان لے آؤ اور نیک کام کرو۔ خالی باتوں سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ترجمہ آیات ۱۱۳-۱۲۱:- اور یہود کہتے ہیں کہ عیسائی کسی بات پر (قائم) نہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ یہودی کسی بات پر (قائم) نہیں۔ حالانکہ وہ دونوں اپنی اپنی کتابیں پڑھتے ہیں۔ اس طرح وہ لوگ بھی کہتے ہیں جو بے علم ہیں (یعنی مشرکین عرب) تو قیامت کے دن اللہ ان کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کردے گا جن میں وہ اختلاف رکھتے ہیں اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو مسجدوں میں اللہ کا نام لینے سے منع کرے اور (الٹا) ان کی بربادی میں کوشاں ہو ان لوگوں کو تو زیبا تھا کہ ان مقامات میں ہیبت و خوف کے ساتھ داخل ہوتے (یاد رکھو) ان کے لئے دنیا میں ذلت و خواری ہے اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہوگا۔ اور مشرق و مغرب اللہ ہی کے ہیں۔ پس جس طرف تم رخ کرو اسی طرف اللہ (کا سامنا) ہے اللہ یقیناً" بڑی وسعت رکھنے والا اور بڑے علم والا ہے۔ انہوں نے یہ (بھی) کہا کہ اللہ کے ہاں اولاد ہے (حالانکہ) وہ (ایسی باتوں سے) پاک ہے۔ بلکہ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے اسی کا ہے سب اس کے تابع ہیں (وہی تو ہے) جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور جب کسی امر کا فیصلہ کرلیتا ہے تو بس اتنا کہہ دیتا ہے کہ ہو تو وہ فوراً" ہو جاتا ہے اور ان لوگوں نے جنہیں کوئی علم نہیں (یہاں تک) کہہ دیا کہ اللہ ہم سے

کیوں ہم کلام نہیں ہوتا! یا کوئی نشانی کیوں ہمارے پاس نہیں آتی! ان سے پہلے لوگ بھی ایسے ہی باتیں کہہ چکے ہیں ان کے دل ایک دوسرے کے مشابہ ہو گئے ہیں اور ہم تو یقین رکھنے والوں کے لئے اپنی نشانیاں اچھی طرح ظاہر کر چکے ہیں۔ (اے نبی!) بیشک ہم نے آپ کو صداقت کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور آپ سے دوزخیوں کے متعلق کوئی باز پرس نہ ہوگی اور آپ سے یہود اور نصاریٰ ہرگز خوش نہ ہوں گے۔ جب تک کہ آپ ان کے مذہب کی پیروی نہ کریں۔ کہہ دیں کہ اللہ کی ہدایت ہی (سچی) راہنمائی ہے اور اگر آپ نے جاننے کے بعد بھی ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو اللہ کے ہاں آپ کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ مددگار۔ وہ لوگ جنہیں ہم نے (یہ جلیل القدر) کتاب دی ہے وہ اس کو پڑھتے ہیں۔ جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے اور وہی لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے منکر ہیں وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں مسلمانوں کو بتایا جا چکا ہے کہ تم نے یہود و نصاریٰ کی زبوں حالی دیکھ لی۔ ان کی عادت بد سے تم واقف ہو گئے۔ دیکھو۔ کہیں ان کے نقش قدم پر چل کر تباہ و برباد نہ ہونا۔ سنو۔ تمام دنیا کے لئے وہی راستہ درست ہے جو پیغمبر اسلام کے ذریعہ دکھایا جا رہا ہے۔ اس رکوع میں بھی مسلمانوں کو مخاطب کیا گیا ہے کہ یہود و نصاریٰ کی تباہی کا باعث ان کے باہمی اختلافات' ذاتی عداوتیں' رنج و حسد اور فتنہ و فساد کی ریشہ دوانیاں ہوئیں مگر تم ان باتوں سے الگ تھلگ رہنا۔ انسان جو دنیا میں خدا کا خلیفہ کہلاتا ہے اس قسم کی لغو اور بیہودہ باتیں اس کی شان اور مرتبے کے خلاف ہیں۔ مثلاً" ان کے اختلافات کو لو۔ یہودی تو کہتے ہیں کہ نصاریٰ کا کوئی مذہب نہیں۔ وہ کسی صداقت پر نہیں ہیں۔ اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود بے دین اور غدار ہیں۔ ان کا کوئی ایمان نہیں۔ اس طرح مشرکین عرب خود کو راہ راست پر سمجھتے ہیں۔ اور دوسری تمام امتوں کو گمراہ قرار دیتے ہیں۔ کسی بات پر ان کا اتحاد نہیں حالانکہ تورات اور انجیل ان لوگوں کے پاس ہے۔ اس کی روزانہ تلاوت بھی کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ دونوں کتابوں کا مفہوم ایک ہے۔ دونوں کی تعلیم کا لب لباب ایک ہے۔ دونوں صرف ایک ہی خدائے واحد کی پرستش کا حکم دیتے ہیں۔ دونوں دنیا میں امن و چین اور اطاعت و فرمانبرداری کا پیغام دیتی ہیں۔ دیکھ لو یہ سب کچھ ہے مگروہ ہیں کہ بس اسی طرح جہالت پر قائم ہیں۔ اور کوئی تعلیم ان پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ انہیں اس طرح کٹ مرنے دو۔ قیامت کے دن ان کے ساتھ

نپٹ لیا جائے گا اور دیکھو جو خدا کا نام لینے کے لئے معابد یا مساجد میں جاتا ہے یہ لوگ اسے سو حیلے بہانے سے مانع ہوتے ہیں۔ دیکھا یہ کتنے ظالم ہیں۔ بیت المقدس کو جب رومیوں نے فتح کیا تو مسجد اقصیٰ کو کس طرح خراب و برباد کیا اور جب تم لوگ حج کعبہ کے لئے گئے تھے۔ تو جہلاء مکہ نے کیا کیا ریشہ دوانیاں کیں۔ یہ ہیں ان کے مذہبی عقائد اور یہ ہے ان کی خدا ترسی اگر یہ لوگ اسی مسلک پر اڑے رہے تو تمہاری آنکھوں کے سامنے انہیں ذلیل و خوار کیا جائے گا۔ اور پھر آخرت میں بھی انہیں شدید عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ تم ان کی شرارتوں سے گھبراؤ نہیں۔ تمام دنیا، تمام سطح ارض اللہ کی ملکیت ہے۔ وہ ہر جگہ کارفرما ہے۔ جہاں چاہو اس کی عبادت کرو۔ کوئی حرج نہیں۔ اگر ایک جگہ کوئی مانع ہو تو دوسری جگہ جا کر رہو سہو اور اس کی عبادت کرو۔ وہ انسان کے اندرونی خیالات تک سے واقف ہے۔ اور خدا پرستوں کو بڑی وسعت دیتا ہے۔ ان لوگوں نے تو خدا کی حقیقت ہی کو سرے سے نہیں پایا بس یونہی قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔ ادھر یہود ہیں وہ کہتے ہیں کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں۔ ادھر نصاریٰ ہیں تو وہ کہتے ہیں۔ نہیں۔ عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں۔ اور جہلاء جو تورات و انجیل کے پیرو ہی نہیں کہہ رہے ہیں کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ حالانکہ وہ ذات پاک اولاد وغیرہ کی احتیاج سے منزہ و پاک ہے۔ جس نے خود آسمان بنایا۔ سطح ارض کو بچھایا اور ایک حکم "کن" کے حیرت زا اثر سے دنیا و مافیہا کو پیدا کر دیا ہو۔ اسے اولاد کی احتیاج کیا معنی؟ جہلاء جن کو خدا کے نوشتوں کا مطلق کوئی علم ہی نہیں وہ اس واسطے پیغمبر اسلام پر ایمان نہیں لاتے کہ اگر خدا ہم سے براہ راست ہم کلام ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سچے رسول ہیں تو ہم مانیں۔ یا ہمیں پھر اس قسم کی کوئی نشانی دکھائی جائے جس سے ہمارے شکوک رفع ہو جائیں تو ہم ایمان لائیں۔ اس سے پہلے بھی لوگ ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے رہے ہیں اور ہزار بار ان کو اپنی نشانیاں دکھا چکے ہیں۔ مگر وہ کبھی نہیں مانے ان کے بڑوں کے اور یہود و نصاریٰ کے دل ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ لاکھ نشانیاں دکھلائی جائیں۔ یہ ایمان لانے والے نہیں۔ باقی رہے یقین کرنے والے۔ سو ان کے لئے بھی مفصل احکام جاری کر دیئے گئے ہیں۔ مسلمانو! تم سن چکے ہو! اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی سن لیں کہ آپ ہمارے سچے نبی ہیں۔ آپ کا کام صرف یہ ہے کہ ہمارے احکام پر چلنے والوں کو خوشگوار زندگی کی خوشخبری دیجئے اور غفلت و اعراض کرنے والوں کو آنے والے ہولناک عذاب سے۔

ڈرائیے۔ آپ بے فکر رہیں۔ دوزخیوں کے متعلق آپ کو جوابدہ نہیں ہونا پڑے گا۔ یہود اور نصاریٰ تو آپ سے خوش ہونے کے نہیں! حتی کہ آپ دین اسلام کو چھوڑ کر اس طرح ان کے ساتھ گمراہ ہو جائیں۔ سو ان کی پرواہ تو آپ کو مطلق نہیں کرنی چاہیے۔ سیدھا راستہ وہی ہے جو آپ کو دکھایا جا چکا ہے۔ اور اگر آپ بھی بغرض محال ان کے ساتھ ہو جائیں تو پھر یاد رکھیں۔ آپ کو بھی کوئی حامی و مددگار نہیں مل سکے گا اور کوئی چیز عذاب سے نہ چھڑا سکے گی۔

ترجمہ آیات ۱۲۲-۱۲۹:- اے اولاد یعقوب! میرے ان احسانات کو یاد کرو جو میں نے تم پر کیے۔ اور یہ کہ تمہیں تمام اہل جہان پر فضیلت دی اور اس دن سے ڈرو جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے کچھ بھی کام نہ آئے گا۔ نہ اس سے معاوضہ قبول کیا جائے گا نہ اس کو سفارش فائدہ دے گی اور نہ ان کو مدد ہی مل سکے گی اور (یاد کرو) جبکہ ابراہیم کو ان کے رب نے چند باتوں میں آزمایا۔ انہوں نے ان کو پورا کیا تو اللہ نے فرمایا ہم تمہیں لوگوں کا امام بنانے والے ہیں۔ (ابراہیم نے) کہا اور میری اولاد کو (بھی) (اللہ نے) کہا کہ خلاف ورزی کرنے والے میرے عہد میں داخل نہیں اور (یاد کرو) جبکہ ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لئے مرکز اور جائے امن قرار دیا اور (حکم دیا کہ) مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل سے عہد لیا کہ تم میرے گھر کو طواف کرنے والوں' اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک و صاف رکھو اور (یاد کرو) جبکہ ابراہیم نے کہا۔ اے رب اس کو ایک پرامن شہر بنا دے اور اس میں رہنے والوں میں سے ان کو جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائیں کھانے کو میوے دے (اللہ نے) فرمایا اور جو کافر ہو گا اسے بھی تھوڑے دنوں فائدہ اٹھانے دیں گے پھر کشاں کشاں دوزخ کے عذاب میں پہنچا دیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ اور (یاد کرو) جب ابراہیم اور اسمٰعیل بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے (اور کہہ رہے تھے) اے ہمارے رب! ہماری محنت قبول فرما بیشک تو سننے اور جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب! اور ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت (پیدا کر) جو تیری فرمانبردار ہو۔ اور ہم کو عبادت کے طریقے بتا اور ہماری توبہ قبول فرما۔ بیشک تو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اے ہمارے رب! انہیں میں سے ایک عظیم الشان رسول مبعوث فرما جو ان کو تیرے احکام سنائے کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور پاکیزہ

(نفس) بنائے۔ بیشک تو غالب اور حکمت والا ہے۔

شرح:۔ اس رکوع میں پھر یہود کو خطاب ہوتا ہے اور وہی باتیں یاد دلائی جاتی ہیں جو ابتداء میں ان کو یاد دلائی گئی تھیں۔ ارشاد ہوتا ہے اے اولاد یعقوب! میرے ان احسانات کو یاد کرو جو وقتاً فوقتاً تم پر کئے گئے ہیں اور اس بات کو بھی پیش نظر رکھو کہ ایک وقت ہم نے تمہیں تمام دنیا کے لوگوں پر فضیلت دی تھی اور ذرا اس دن کا نقشہ اپنی آنکھوں کے سامنے لاؤ جب تمہیں خدا کے حضور میں اس طرح کھڑا ہونا ہوگا کہ تم بالکل بے یار و مددگار ہوگے اور کوئی پرسان حال نہ ہوگا۔ اس دن کسی شخص کو اس کے گناہوں اور غلطیوں کا معاوضہ لے کر نہ چھوڑا جائے گا نہ سفارشیں چل سکیں گی اور نہ کسی کو غلبہ نصیب ہوگا اور ذرا وہ وقت بھی یاد کرو جب تمہارے جد اعلیٰ ابراہیم علیہ السلام کو ہم نے بعض باتوں میں آزمایا تھا اور وہ پورے اترے تھے۔ تو ہم نے ان کو کامیابی کے صلہ میں تمام دنیا جہان کے لوگوں کا امام بنایا تھا۔ صرف اس قدر بات تمہارے لئے قابل غور ہے جب ابراہیم علیہ السلام نے امام کا خطاب حاصل کر لیا تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا میری اولاد کو بھی۔ اس پر اللہ نے کہا کہ خلاف ورزی کرنے والے میرے عہد میں داخل نہیں مگر جو تمہارے نقش قدم پر چلیں گے بیشک ان کو یہ خطاب ملے گا مگر وہ جو ظالم ہیں اس چیز کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے واسطے امن و اطمینان اور اجر و ثواب کا مرکز بنایا اور حکم دیا کہ دنیا جہان کے لوگوں کو مقام ابراہیم میں کم از کم ایک دفعہ ضرور نماز ادا کرنی چاہیے۔ اور تمہارے اسی جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے فرزند ارجمند سے اقرار لیا کہ تم میرے اس گھر کو ان لوگوں کے لئے جو اس کے گرد دیوانہ وار طواف کریں۔ اس میں بیٹھ کر سب علائق سے الگ تھلگ ہو کر میری عبادت کریں۔ اور نماز پڑھیں۔ پاک و صاف رکھو گے۔ پھر ابراہیم علیہ السلام کی دعا بھی تم کو یاد ہوگی۔ جب انہوں نے ہمارے ہاں عرض کی تھی کہ اے خدا! اس شہر کو امن و امان دے اور اس میں رہنے والوں میں سے ان لوگوں کو جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہوں۔ کھانے کو پھل وغیرہ عطا فرما اور تمہیں یاد ہے کہ ہم نے کیا جواب دیا تھا؟ کہ اے ابراہیم! یونہی ہوگا۔ بلکہ ان کو بھی جو کفر کی راہ اختیار کریں دنیا میں تمام آسائشیں دی جاویں گی۔ پھر بعد میں انہیں دوزخ کے عذاب میں ڈالا جائے گا۔ تم ذرا اس جلیل القدر امام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف تو دیکھو! ادھر وہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ

السلام خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ پکارتے جاتے ہیں کہ خدایا! ہماری محنتوں کو قبول فرما تو سب کچھ سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔ اے ہمارے رب! ہم دونوں کو اپنا بندۂ فرمانبردار بنا اور ہماری نسل کو بھی اپنی فرمانبرداری کا شرف عطا فرما' اے ہمارے رب! ہماری نسل سے بالآخر ایک ایسا رسول بھی پیدا ہو جو تیرے احکام انہیں پڑھ کر سنائے ان میں تیرے احکام کے سمجھنے کی قابلیت پیدا کرے۔ انہیں حکمت و دانائی کی باتیں سکھائے اور ان کے دل و دماغ کو تمام قسم کی آلائشوں سے پاک و صاف کرے۔ اے خدا! تجھے ہر بات کی قدرت حاصل ہے اور تو جو کچھ کرتا ہے وہ حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ پس ہماری گذارش کو بھی شرف قبولیت عطا فرما۔

ترجمہ آیات ۱۳۰-۱۴۱:- اور ملت ابراہیمی سے کون منہ موڑ سکتا ہے بجز اس شخص کے جو احمق ہو اور انہیں تو ہم نے دنیا میں (بھی) برگزیدہ قرار دیا تھا اور آخرت میں (بھی) وہ بلاشبہ جماعت صالحین میں سے ہوں گے۔ یاد کرو جب (ابراہیم کو) اس کے رب نے کہا کہ فرمانبردار ہو جا اس نے کہا میں رب العالمین کا فرمانبردار ہوا۔ اور ابراہیم اور یعقوب نے اپنے بیٹوں کو اسی مسلک کی وصیت کی کہ بیٹو! بیشک اللہ نے تمہارے لئے (اس) دین کو چن لیا ہے پس تم جو مرو تو اسلام ہی کی حالت میں مرو۔ پھر کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کا آخری وقت آیا۔ جب اس نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہم اسی خدائے واحد کی عبادت کریں گے جس کی عبادت آپ اور آپ کے بزرگ ابراہیم' اسمٰعیل اور اسحٰق کرتے رہے اور ہم اسی (خدا) کے فرمانبردار ہیں۔ یہ ایک امت تھی جو گذر گئی ان کے اعمال ان کے کام آئیں گے اور تمہارے اعمال تمہارے کام۔ اور تم سے ان کے اعمال کے متعلق بازپرس نہ ہوگی اور وہ کہتے ہیں کہ یہودی یا عیسائی ہو جاؤ تو ہدایت پاؤ گے آپ کہہ دیجئے کہ ملت ابراہیمی کی اطاعت شعاری سے (ہدایت حاصل ہوگی) جو حق پسند تھے اور وہ گروہ مشرکین میں سے نہ تھے۔ کہہ دیں کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کتاب پر جو ہماری طرف نازل ہوئی اور ان (تعلیمات) پر جو ابراہیم' اسمٰعیل' اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر نازل ہوئی تھی۔ اور ان کتابوں پر جو موسیٰ' عیسیٰ اور تمام انبیاء کو اپنے پروردگار کی طرف سے دی گئی تھیں۔ ہم ان میں سے کسی کے درمیان کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم تو اسی کے فرمانبردار ہیں۔ پس اگر یہ لوگ اسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح آپ اس کتاب پر

ایمان لائے ہیں تو یقیناً" انہوں نے ہدایت پائی اور اگر انہوں نے منہ موڑ لیا تو یہ ان کی ضد ہے آپ کے لئے ان کے مقابلہ میں اللہ ہی کافی ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ ہم نے اللہ کا رنگ قبول کیا ہے اور اللہ کے رنگ سے اور کس کا رنگ بہتر ہو سکتا ہے اور ہم تو اسی اللہ کے پرستار ہیں۔ کہہ دیجئے کیا تم اللہ کے معاملہ میں ہم سے جھگڑا کرنا چاہتے ہو حالانکہ وہی ہمارا رب ہے اور وہی تمہارا۔ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال۔ اور ہم اسی کے مخلص (بندے) ہیں۔ کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم' اسمٰعیل' اسحٰق' یعقوب اور ان کی اولاد یہودی یا عیسائی تھے۔ بتاؤ۔ کہ تم زیادہ جاننے والے ہو یا اللہ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا۔ جو اللہ کی اس شہادت کو جو اس کے پاس ہے چھپائے اور اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں۔ یہ ایک امت تھی جو گزر گئی ان کے اعمال ان کے کام آئیں گے اور تمہارے اعمال تمہارے کام اور تم سے ان کے اعمال کے متعلق کوئی بازپرس نہ ہو گی۔

شرح :۔ گزشتہ رکوع میں یہود کو مخاطب کر کے اسوۂ ابراہیمی کی طرف ان کی توجہ مبذول کرائی گئی تھی اور اصلی یہودی تعلیم کا لب لباب بتایا تھا۔ اس میں اشارۂ لطیفہ صرف اس قدر ہے کہ دیکھو جن کے متبع اور مقلد ہونے کا تمہیں دعویٰ ہے۔ وہ کس قدر خدا ترس' خدا پرست' نیک اور بلند خیال انسان تھے۔ اور تم ایسے کوتاہ بین' کینہ پرور اور فتنہ پرداز لوگ ہو تمہیں ان سے کیا نسبت؟ اگر ان جیسا بننا ہے تو ویسے عمل بھی کرو۔ اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام میرے منتخب بندہ تھے اور نہایت نیکو کار انسان تھے۔ ان کی سعادت مندی دیکھو کہ جب ہم نے انہیں بندۂ فرمانبردار بن کر رہنے کا حکم دیا تو فوراً" بول اٹھے ہاں۔ اے زمین و آسمان اور اس کے مافیہا کو پیدا کرنے والے! میں تیرا فرمانبردار ہوں پھر اسی قسم کی تعلیم ابراہیم اور یعقوب علیہم السلام نے اپنے بیٹوں کو دی۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا۔ اے بیٹو! اللہ نے تمہارے لئے بہترین دین اور بہترین تعلیم کا انتخاب کیا ہے۔ پس تمہارا فرض ہے کہ تمہارا ایک لمحہ بھی اس کی نافرمانی میں نہ گذرے اور جب موت آئے تو وہ تمہیں ایمان کی حالت میں ہی لے جائے۔ یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے پوچھا تھا کہ اے میرے بچو! میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ کس کے سامنے سر جھکاؤ گے؟ کس کو قبلۂ حاجات بناؤ گے؟ تو ان سب نے یہی جواب دیا تھا کہ ہمارا معبود' ہمارا قبلہ حاجات اور ہمارا کارساز وہی

خدائے واحد ہے۔ جو آپ کا آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام اور اسحٰق علیہ السلام کا خدا ہے اور ہم اسی کے بندۂ فرمانبردار بن کر رہیں گے۔ اے یہود! دیکھو یہ بڑے نیک لوگ تھے جو گذر گئے ہیں جو نیکیاں انہوں نے کیں اس کا فائدہ وہ اٹھائیں گے اور جو نیکیاں تم کرو گے اس کا فائدہ تمہیں ہوگا۔ نہ تمہیں ان کے نیک عملوں سے کوئی فائدہ ہے اور نہ تمہاری بد عملیوں سے انہیں کچھ نقصان پہنچے گا۔ دیکھو ہدایت نہ تو یہودی کہلانے سے ملتی ہے نہ نصرانی کہلانے سے بلکہ ہدایت تو ابراہیم علیہ السلام کے موحدانہ طرز عمل سے نصیب ہوتی ہے۔ چاہئے کہ انسان مشرک نہ ہو۔ دیکھو تمہیں زبان قلب سے یہ پکارنا چاہئے اور صدق دل سے اسی پر ایمان لانا چاہئے کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں اور اس تعلیم کو مانتے ہیں جو ہم پر اور ہم سے پہلے حضرت ابراہیم حضرت اسمٰعیل حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد پر نازل کی گئی تھی اور ان کتابوں کو بھی بسرو چشم تسلیم کرتے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے نبیوں کو عطا ہوئیں۔ ہم ان تمام نبیوں میں کوئی فرق نہیں کرتے اور اسی ایک خدا کے پرستار اور اسی کے تابع فرمان ہیں۔ دیکھو اے یہود اگر تم بھی ان نیک بندوں کی طرح جن کا ذکر ہو چکا ہے ایمان لاؤ اور اچھے عمل کرو۔ تو یقین جانو تمہاری دنیا بھی سنور جائے اور دین بھی اور اگر نہ مانو گے تو یہ پھر تمہاری ضد ہوگی اور اس ضد سے تمارے سوا کسی دوسرے کو کچھ نقصان نہ ہوگا اور ہمارے نبی کو تم کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ کیونکہ وہ ہماری پناہ میں ہیں۔ آگاہ رہنا چاہئے کہ ہم تمہاری ریشہ دوانیوں سے واقف اور پوری طرح باخبر ہیں۔ دیکھو اللہ کے رنگ میں رنگ جاؤ اس کے رنگ سے کسی کا رنگ اچھا نہیں اور اسی کے پرستار ہو کر رہو۔ دیکھو خدا کے معاملہ مین بحث و مباحثہ چھوڑ دو اور مسلمانوں کے ساتھ مل جل کر رہو۔ وہی رب تمہارا ہے وہی ان کا۔ اگر تم نیک عمل کرو گے تو فائدہ اٹھاؤ گے وہ نیک عمل کریں گے تو انہیں فائدہ ہوگا۔ ہر ایک کو اس کا مخلص بندہ بن کر رہنا چاہئے۔ یہ نہ کہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، اسمٰعیل علیہ السلام، اسحٰق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد خود کو یہودی یا نصرانی کہلاتے چلے آئے ہیں۔ لہٰذا ہم بھی اپنے واسطے یہی نام رکھیں گے اور اسے چھوڑ کر اسلام میں داخل نہ ہوں گے۔ ایسا مت کہو۔ وہ لوگ اپنے آپ کو یہودی یا عیسائی نہیں

بلکہ مسلمان کہتے تھے۔ یہ اصطلاحیں تمہارے بعد کی اختراع ہیں۔ اس بات کا تمہیں علم ہو یا نہ ہو مگر ہم تو جانتے ہیں۔ یہ نیک لوگ اپنا زمانہ گذار گئے اپنے عملوں کے پھل پائیں گے۔ اچھا برا جو کچھ انہوں نے کیا تمہیں اس پر نہ فخر کرنا چاہئے اور نہ پشیمانی۔ کیونکہ ان کے اعمال کے متعلق تم سے کوئی باز پرس نہ ہوگی۔

ترجمہ آیات ۱۴۲-۱۴۷:- اب تو یہ بے وقوف لوگ ضرور کہیں گے کہ مسلمانوں کو کس چیز نے اپنے اس قبلہ (بیت المقدس) سے پھیر دیا' جس کی طرف وہ رخ کیا کرتے تھے کہہ دیجئے (کہ) مشرق اور مغرب اللہ ہی کے ہیں وہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ پر ڈال دیتا ہے اور اسی طرح (اے مسلمانو!) ہم نے تم کو بہترین گروہ بنایا' تاکہ تم لوگوں پر شہادت دینے والے بنو اور (اللہ کا) رسول تمہارا شاہد ہو اور اس قبلہ کو جس کی طرف تم (پہلے) متوجہ تھے ہم نے صرف اس لئے مقرر کیا تھا کہ (تحویل قبلہ کے وقت) ہمیں معلوم ہو جائے کہ کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔ اور یقیناً" یہ بات (بہت ہی) مشکل تھی۔ مگر ان لوگوں کے لئے (کچھ مشکل) نہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی اور (یاد رکھو) اللہ ایسا نہیں ہے کہ تمہارے (سابقہ) ایمان کو ضائع کر دے بیشک اللہ لوگوں پر بہت زیادہ شفقت و رحم کرنے والا ہے۔ (اے پیغمبرؐ) ہم آپ کے منہ کا آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں۔ پس یقیناً" آپ کو ہم اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جسے آپ پسند کرتے ہیں۔ اور اب جبکہ وہ وقت آچکا ہے چاہئے کہ آپ اپنا رخ مسجد حرام کی طرف پھیر لیا کریں اور (اے مسلمانو!) جہاں کہیں تم ہو اپنا رخ اسی کی طرف کر لیا کرو اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اس بات کا ہونا ان کے رب کی طرف سے بالکل حق ہے اور اللہ (بھی) ان باتوں سے بے خبر نہیں جو وہ کر رہے ہیں۔ اور اگر آپ ان لوگوں کے پاس جن کو کتاب دی گئی ہے سب دلیلیں بھی لے آئیں تو بھی وہ آپ کے قبلہ کو نہیں مانیں گے نہ آپ ان کے قبلہ کو مان سکتے ہیں۔ اور نہ وہ خود ایک دوسرے کے قبلہ کو ماننے والے ہیں اور اب جبکہ آپ کو علم حاصل ہو چکا ہے اگر آپ نے ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو البتہ آپ بھی ظالموں میں شمار ہوں گے۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (نبی) کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور پھر بھی ان میں سے ایک گروہ جان بوجھ کر صداقت کو چھپاتا ہے۔ (بہ

حال یہ معاملہ) آپ کے رب کی طرف سے حق ہے پس آپ کو شک کرنے والوں میں سے ہرگز نہ ہونا چاہیئے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں بتایا جا چکا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا مسلک اور ان کا اسوہ تمام دنیا کے لئے قابل تقلید ہے۔ صرف ناسمجھ لوگ ان کی پیروی کرنے سے لیت و لعل کرتے ہیں۔ یہود کو بتایا جا چکا ہے کہ تمہارے دعاوی بالکل باطل ہیں۔ تم اسوۂ ابراہیمی سے بہت دور ہو وہ ایک خدا ترس اور نیک کردار انسان تھے۔ ان کی اولاد بھی اسی طرح صالح تھی۔ مگر تم ناخلف ہو۔ تمہیں بار بار تنبیہہ کی گئی۔ راہ راست دکھائی گئی مگر تم بدکرداریوں سے باز نہ آئے۔ اسی واسطے ہم نے ایک ایسی قوم پیدا کر دی ہے جو صحیح معنوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اتباع کرے گی اور فرمانبردارانہ طور ان کے نقش قدم پر چلے گی اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ اے یہود! ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ان سچے جانشینوں کا مرکز' ان کا مقام اجتماع اور قبلہ عبادت بجائے تمہارے قبلہ بیت المقدس کے خانہ کعبہ کو قرار دے دیا ہے کیونکہ خانہ کعبہ ہمارا گھر ہے اور اس جلیل القدر پیغمبر کی یادگار ہے۔ جس کی پیروی کرنا تم اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہو۔ جو کچھ تم زبان سے کہتے ہو اگر وہی تمہارے دلوں میں بھی ہے۔ تو آؤ ہمارے ان فرمانبرداروں کی نئی جماعت کے ساتھ مل کر پرانا قبلہ چھوڑ دو۔ اور ہمارے اس گھر کی طرف منہ کر کے جو مکہ معظمہ میں ہے عبادت کیا کرو۔ فرمایا اس طرح معلوم ہو جائے گا کہ واقعی تمہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کوئی نسبت ہے یا جھوٹی باتیں ہی بنانا جانتے ہو۔ اگر تم نے خانہ کعبہ کو اپنا قبلہ بنا لیا تو واقعی تم سچے ابراہیمی ہو۔ دیکھو تم اس حقیقت سے خوب واقف ہو کہ خانہ کعبہ کی بنیاد تمہارے پیشوا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے نیک اختر صاحبزادے اسمٰعیل علیہ السلام نے ڈالی تھی۔ پس اسے قبلہ بنانے میں تمہیں مطلق کوئی پس و پیش نہیں ہونا چاہیئے۔

ترجمہ آیات ۱۴۸۔۱۵۲:۔ اور ہر ایک کے لئے ایک سمت ہے جس کی طرف وہ متوجہ ہوتا ہے پس تم نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے پر سبقت کرو۔ تم خواہ کسی جگہ رہو اللہ تم سب کو لا اکٹھا کرے گا بیشک اللہ کو ہر بات پر قدرت حاصل ہے۔ اور (اے پیغمبر) آپ جہاں کہیں بھی نکل کر جائیں (نماز کے وقت) مسجد حرام کی طرف رخ کر لیا

کریں اور (یقین رکھیں کہ) یہ حکم آپ کے رب کی طرف سے بالکل حق پر مبنی ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں اور آپ جہاں کہیں بھی جائیں مسجد حرام کی طرف رخ کر لیا کریں اور (اے مسلمانو!) تم جہاں کہیں بھی ہوا کرو اسی کی طرف اپنا رخ کر لیا کرو (تحویل قبلہ کا حکم اس لئے دیا جاتا ہے) کہ تم پر سوائے ان لوگوں کے جو ان میں سے بے انصاف ہیں کسی کا کوئی اعتراض نہ رہے۔ پس تم ان سے ہرگز نہ ڈرو اور صرف مجھ سے ڈرو (یہ حکم اس لئے بھی دیا گیا ہے) کہ تم پر اپنی نعمت کی تکمیل کر دوں نیز اس لئے کہ تم ہدایت پاؤ۔ (یہ تحویل قبلہ بھی ایک ایسی نعمت ہے) جیسا کہ وہ رسول جو ہم نے تمہیں میں سے تمہاری جانب بھیجا ہے۔ جو تمہیں ہمارے احکام سناتا، تمہیں پاکیزہ بناتا، قرآن اور حکمت سکھاتا اور ایسی باتوں کی تعلیم دیتا ہے جو تمہیں معلوم ہی نہ تھیں۔ پس تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرے شکر گزار ہو اور کفران نعمت نہ کرو۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے لئے خانہ کعبہ کو قبلہ مقرر کیا گیا ہے اور یہ کہ اس تبدیلی سے بہت فائدے حاصل ہوں گے۔ مثلاً" ایک یہ کہ یہود و نصاریٰ میں سے جو لوگ اسلام قبول کر چکے ہیں ان کے اخلاص کا امتحان ہو جائے گا۔ دوسرا یہ کہ یہود و نصاریٰ نے اپنی نافرمانیوں سے جہاں اور شعائر الٰہی کی بے عزتی کی تھی وہاں اپنے قبلے کی سچی محبت بھی ان کے دلوں میں باقی نہیں رہی تھی۔ لہٰذا مناسب یہی تھا کہ مسلمانوں کی پر جوش اور مخلص جماعت جس طرح اعتقادات اور اقوال و افعال میں دیگر تمام جماعتوں سے ممتاز اور الگ حیثیت رکھتی تھی' ان کا قبلہ عبادت اور مرکز اجتماع بھی الگ ہو۔ پھر یہ مقام جس کو مسلمانوں کا قبلہ تجویز کیا گیا یوں بھی شاندار مذہبی اور تاریخی روایات کا حامل تھا اور نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقدس مقام سے جو تاریخی اور خاندانی لگاؤ تھا اس کا اقتضاء بھی یہی تھا کہ اسی کو مسلمانوں کا قبلہ قرار دیا جائے تاکہ انہیں یکجہتی اور اتفاق کامل سے اپنے فرائض منصبی ادا کرنے میں پوری سہولت ہو۔ اور انسانی طبائع جو تمام اچھے برے کاموں میں پوری آزادی کی خواہاں ہوتی ہیں۔ انہیں ایک مرکز سے وابستہ کر کے ان امور میں جو ان کے لئے مفید ہیں آزادی دی جائے اور جو امور ان کے لئے مضر ہیں ان میں جماعتی اور مذہبی پابندیاں عائد کی جا سکیں اس کے بعد بتایا گیا ہے کہ لوگو! ہم جس قدر احکام نازل فرماتے ہیں اور جو تعلیمات

تمہارے لئے ضروری قرار دیتے ہیں ان میں تمہارا ہی فائدہ ملحوظ خاطر ہوتا ہے اس لئے تمہیں چاہئے کہ تم ان احکام و تعلیمات سے فائدہ اٹھاؤ اور اگر تم نے بے پروائی سے کام لیا تو یہ بات ہماری ناراضی کا موجب ہوگی' ہم نے تمہیں میں سے ایک نہایت جلیل القدر ہستی کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور اس کے ذریعہ سے تمہیں علمی و روحانی غذا بہم پہنچائی جا رہی ہے اور تمدن و معاشرت اور اخلاق و تہذیب کے ایسے ایسے عجیب و غریب اصول و قوانین بتائے جا رہے ہیں کہ اس سے پہلے تمہیں ان کی خبر تک نہ تھی لہٰذا تمہارا فرض اولین ہے کہ تم ان تعلیمات سے سرمو انحراف نہ کرو۔ ہمیشہ ان کے مطابق عمل کرو۔

ترجمہ آیات ۱۵۳-۱۶۳:- اے ایمان والو! تم (سب باتوں میں) صبر و صلوٰۃ سے مدد لیا کرو۔ بیشک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے اور ان لوگوں کو جو راہ خدا میں مارے جائیں مردہ نہ کہو (حقیقتاً) وہ زندہ ہیں لیکن تم (ان کی زندگی کو) نہیں سمجھتے اور یہ ضروری ہے کہ ہم خوف و ہراس' بھوک کی تکلیف' مال و جان کے نقصان اور پھلوں کی کمی سے تمہارا کچھ تھوڑا بہت امتحان لیں اور (اے پیغمبر) صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے۔ جنہیں جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو (بے ساختہ) کہہ اٹھتے ہیں کہ ہم تو اسی اللہ کے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ ایسے ہی لوگ ہیں جن پر اللہ کی بخشش اور اس کی رحمتیں ہوتی ہیں اور صرف یہی لوگ سیدھی راہ پر ہیں بیشک صفا اور مروہ اللہ کے مقرر کردہ نشانات ہیں پس جو خانہ کعبہ کا حج ادا کرے یا عمرہ بجالائے۔ اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں میں طواف کرے اور جو خوشی سے نیکی کا کام کرے تو اللہ اسے یقیناً" قبول کرنے والا اور جاننے والا ہے۔ بیشک وہ لوگ جو اللہ کے کھلے احکام اور اس کی ہدایت کو اس کے بعد بھی چھپا رہے ہیں جبکہ ہم نے لوگوں کے واسطے کتاب میں ہر ایک حکم وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے ان پر اللہ اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کرلی اور (احکام الٰہی) کو بیان کیا پس ایسے لوگوں کی توبہ قبول کرلیتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔ یقیناً" جن لوگوں نے (اپنی اصلاح کرنے سے) انکار کیا اور اسی حالت انکار ہی میں چل بسے ان پر اللہ کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہوتی ہے۔ اسی (لعنت) میں ہمیشہ وہ رہتے ہیں نہ تو ان پر سے عذاب کم کیا جائے گا۔ اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔ اور

اے لوگو تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے کوئی معبود نہیں مگر وہی جو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

شرح:- اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ حق و صداقت کو قبول کرنے والے مومنین کو شرارت پسند طبقہ سے ہمیشہ اذیت پہنچا کرتی ہے۔ فتنہ و فساد کرنے والے جادۂ مستقیم سے برگشتہ ہو جانے والے، تعلیمات خداوندی کو پس پشت ڈالنے والے لوگ، سیدھے سادھے خدا ترس اور نیکوکار لوگوں کو اکثر تنگ کیا کرتے ہیں۔ ان کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص ان کی بد عنوانیوں میں مزاحم نہ ہو۔ ایسے حالات میں خدا کے فرمانبرداروں کو چاہئے کہ وہ نہایت مستقل مزاج اور ثابت قدم ہو کر رہیں اور ادائے نماز میں کوتاہی نہ کریں۔ نماز کو باقاعدہ ادا کرنے والے لوگ ہمیشہ روحانی قوت سے مسلح رہتے ہیں اور خدا بھی ایسے لوگوں کی ضرور امداد کرتا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ خدا کے فرمانبرداروں کو اگر شریر لوگوں سے جنگ کرنا پڑے اور وہ اس جنگ میں کام بھی آجائیں تو یوں نہ سمجھو کہ ان کی جانیں ضائع ہوئیں بلکہ خدا کی راہ میں سر کٹانے والے زندگی کا اصل مقصد فوراً" پالیتے ہیں اور ابدی زندگی حاصل کر لیتے ہیں اس دنیا میں انسان کی تمام جدوجہد محض اس لئے ہوتی ہے کہ وہ آنے والی زندگی میں امن و راحت حاصل کر سکے۔ خواہ اسے اس دنیا کی مختصر زندگی میں اس مدعا کے حصول میں کوئی تکلیف ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے۔ عاقبت کی خوشگوار زندگی اگر سر کٹانے سے حاصل ہو جائے تو زہے قسمت۔ اسی اصول کے پیش نظر اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ اگر حق و صداقت کے اتباع میں تمہیں بھوکا پیاسا رہنا پڑے۔ مال و جان کا نقصان بھی ہو جائے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ تمہاری زندگیاں راہ مولا میں صرف ہو جائیں تو یہ نہ کہو۔ کہ تمہاری محنتیں اکارت گئیں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ صرف ایثار و قربانی کرنے اور تسلیم و رضا کا شیوہ اختیار کرنے والوں کو ہی دینی و دنیاوی مقاصد میں کامیاب سمجھا جاتا ہے اور وہی انعامات الٰہی کے مستحق ہوا کرتے ہیں۔

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے ذریعے سے شریعت کے جو احکام انسان کی ہدایت کے لئے نازل کئے گئے تھے۔ ان میں اس قدر کمی بیشی اور ردّو بدل ہو چکا ہے کہ اب وہ اپنے اندر کوئی روحانی کشش نہیں رکھتے۔ صرف فضول رسمیں باقی رہ گئی ہیں۔ آؤ ایک ایک کر کے تمام احکام شریعت کو سن لو یہی احکام اس سے پہلے نازل کئے گئے تھے۔ مگر لوگوں نے انہیں اپنی خواہشات کے مطابق تبدیل کر ڈالا اور ملعون ٹھہرے۔

آئندہ بھی اگر کسی نے احکام الٰہی میں کسی طرح کی دست اندازی کی تو اس پر بھی لعنت اور پھٹکار ہو گی۔ سنو! اگر حج کو جاؤ یا عمرہ بجا لاؤ۔ تو صفا اور مروہ پہاڑیوں کے درمیان بے تابانہ دوڑ لگاؤ۔ یہ ایک تاریخی یادگار ہے۔ اس کے تازہ رکھنے سے تمہیں بے شمار عبرتیں اور نصیحتیں حاصل ہوں گی ان پہاڑیوں پر جو بت نصب کردیئے گئے ہیں۔ انہیں ایک تودۂ خاک سے زیادہ کچھ نہ سمجھو۔ وہ محض نام ہیں۔ ان میں نہ جان ہے نہ روح نہ سکت نہ طاقت نہ وہ فائدہ دے سکتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ سنتے ہیں نہ جواب دیتے ہیں انہیں مت مخاطب کرو۔ ان سے ہرگز نہ ڈرو۔ ان کی طرف مطلق التفات نہ کرو میرے سوا تمہارا نہ کوئی کچھ بگاڑ سکتا ہے اور نہ سنوار سکتا ہے۔ بخشش اور رحم کی درخواست صرف مجھ سے کرو۔ صرف میری ناراضگی سے تمہیں خوفزدہ ہونا چاہیئے۔ جو مانگو مجھ سے مانگو جب ڈرو مجھ سے ڈرو۔ اسی کو عبادت کہتے ہیں۔ اور میرے سوا دوسرا کوئی اس لائق نہیں کہ اس کی عبادت کی جائے۔

ترجمہ آیات ۱۶۴-۱۶۷:- بلاشبہ آسمان و زمین کے پیدا کرنے میں، رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آتے رہنے میں کشتیوں میں جو ان چیزوں کو سمندر میں لے کر چلتی ہیں۔ جو لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں، اس بارش میں جسے اللہ نے بادلوں سے پانی کی شکل میں نازل کیا اور اس کے ذریعے سے زمین کو مردہ (یعنی خشک) ہونے کے بعد زندہ کیا اور اس میں ہر قسم کے جانوروں کو پھیلایا اور ہواؤں کے رخ پھراتے رہنے میں اور بادلوں کو آسمان و زمین کے درمیان مسخر رکھنے میں ان لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں جو عقلمند ہیں۔ اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کو چھوڑ کر دوسری ہستیوں کو اس کا ہم پلہ بنا لیتے ہیں اور ان سے ایسی ہی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے محبت کرنی چاہیئے اور جو لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں ان کو اللہ ہی کی محبت سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ اور کاش ظالموں کو عذاب دیکھ کر جو کچھ سوجھے گا وہ بھی سوجھ جائے (اس دن وہ دیکھیں گے کہ) تمام قوت و طاقت صرف اللہ کو ہی حاصل ہے اور یہ کہ اللہ بڑا سخت عذاب دینے والا ہے۔ اس وقت (کو ذرا یاد کرو) جبکہ وہ لوگ جن کی پیروی کی گئی تھی اپنے پیروی کرنے والوں سے بیزاری کا اظہار کریں گے اور جبکہ وہ عذاب خدا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور ان کے تمام رشتے اور وسیلے بھی ٹوٹ جائیں گے۔ اور پیروی کرنے والے پکار

انھیں گے کہ اگر ہم ایکبار لوٹ کر جا سکیں تو ان سے اسی طرح بیزاری کا اظہار کریں گے جس طرح کہ انہوں نے ہم سے کیا ہے اس طرح اللہ ان کے تمام اعمال کو ان کے لئے سراپا حسرتیں بنا کر دکھائے گا اور وہ کبھی آگ سے چھٹکارا پانے والے نہیں۔

شرح:- گزشتہ رکوع میں بتایا گیا تھا کہ انسان کو چاہئے کہ وہ تمام عبادات الٰہی میں بالکل مخلص، صاف دل اور اللہ کی توحید کا سچے دل سے معترف ہو کر عمل پیرا ہو۔ اس کے تمام اعمال اور اس کے تمام حرکات و سکنات کا محرک اصلی صرف داعیہ توحید اور خوف الٰہی ہو۔ اسے ہر ایک کام کرتے وقت اپنے آپ سے یہ سوال کر لینا چاہئے کہ آیا میرا یہ عمل کسی حکم خداوندی کے خلاف تو نہیں اور اس میں شرک کا کوئی شائبہ تو نہیں۔ نیز تنبیہہ کر دی گئی ہے کہ وہ علماء جو الہامی کتابوں کی تعلیمات کو اصلی رنگ میں پیش نہیں کرتے بلکہ اپنی ذاتی کمزوریوں سے اپنی یا اپنے مخاطبین کی خواہشات کے مطابق معنی و مفہوم کو تبدیل کر ڈالتے ہیں۔ وہ انسانوں میں بدترین گروہ ہیں اور اپنی عاقبت کو تباہ کر رہے ہیں۔ اس رکوع میں ذات باری تعالیٰ نے انسان کو سمجھایا ہے کہ تمہیں کیوں میری توحید کا قائل ہونا چاہئے۔ کیوں کہ میری اور صرف میری عبادت کرنی چاہئے اور یہ کہ جس عظمت و احترام اور تقدیس و توحید کا حق مجھے پہنچتا ہے اس سے دوسروں کو مخاطب کرنے والے کس عذاب کے مستوجب ہوں گے۔ ارشاد ہوتا ہے ذرا زمین و آسمان پر غور کرو اور دیکھو کہ کیا کوئی اور ہستی بھی یہ چیزیں پیدا کر سکتی ہے۔ دن رات کا ان کا اپنے اپنے اوقات پر آنا ان کے اندر انسان کے لئے زیست و معیشت اور آرام و راحت کے صد ہزاراں سامان مہیا کر دینا کسی انسان کے بس کی بات نہیں اگر تم غور کرو گے تو معلوم ہو گا کہ ایک ہی ذات ہے اور صرف ایک ہے جس نے تمہارے لئے زمین کا مخملیں فرش بچھایا اور سروں پر نیلگوں آسمان کو چھت بنا کر اسے ستاروں اور سیاروں کے عدیم المثال برقی چراغوں سے سجایا وہ ذات جس نے ان چیزوں کو ان خوبیوں سے بنایا وہی خدا ہے اور صرف اسی کو حق پہنچتا ہے کہ اپنی عبادت کرائے اسی نے گہرے سمندروں میں انسان کو کشتیاں چلانے کا ڈھب بتایا تاکہ وہ بحری خزائن دریا ہر سے فائدہ اٹھا سکے اور سمندر پار دوسرے ممالک میں بھی آ جا سکے۔ پھر دیکھو یہ بادل کس طرح بنتے ہیں اور کس طرح ان سے بارش ہوتی ہے اور جب زمین بالکل خشک ہو جاتی ہے اور اس

میں تمہارے کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں اگ سکتی۔ تو کس طرح ہم اسے آب باران سے تر و تازہ کر کے سبزیاں اور روئیدگیاں پیدا کرتے اور تمہیں رنگا رنگ کے پھل پھول اور اناج اور غلہ بہم پہنچاتے ہیں۔ کیا ہمارے سوا کسی اور میں اس قدر طاقت ہے کہ وہ بھی اسی طرح بادل بنا سکے اور بارش برسا سکے خشک و مردہ زمین کو سرسبز و شاداب بنا سکے اور دیکھو ہوا کے بغیر ایک منٹ تم زندہ نہیں رہ سکتے۔ اگر ہم اسے ذرا کم کر دیں تو تمہاری روحیں بے چین ہونے لگتی ہیں۔ اس کو کون چلاتا ہے پس تمہیں چاہئے کہ تم میری شکر گزاری کرو اور اپنی تمام حاجات کے وقت مجھی سے التجا کرو میں اس بات کا خواہاں ہوں اور وہ بھی تمہاری بھلائی کی خاطر کہ تم میرے ان احسانات کو دل سے تسلیم کرو اور جب مانگو تو مجھی سے مانگو۔ افسوس کا مقام ہے اگر تم ان حالات کے ہوتے ہوئے بھی میرے سوا کسی دوسری ہستی کو جو خود میری اسی طرح محتاج ہے جیسے تم محتاج ہو۔ اپنا مشکل کشا اور دستگیر سمجھو۔ سنو! سب علاقے چھوڑ کر سب تعلق توڑ کر اور تمام پابندیوں سے آزاد ہو کر صرف میرے ہی ہو کر رہو اور مواحدانہ میری عبادت کرو۔ ورنہ جب اس زندگی سے گذر کر آگے جاؤ گے اور اصل حال کو آنکھوں سے دیکھو گے تو پچھتاؤ گے حسرتیں پیدا ہوں گی۔ مگر کچھ نہ کر سکو گے۔ پھر تو عذاب میں رہنا اور دوزخ میں جلنا ہو گا۔

ترجمہ آیات ۱۶۸-۱۷۶: اے لوگو! زمین میں جس قدر حلال اور صاف ستھری چیزیں ہیں انہیں (شوق سے) کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تو تمہیں برائی اور بے حیائی کی ہی ترغیب دے گا اور یہ کہ تم سے اللہ کے متعلق وہ باتیں کہلوائے جن کا تمہیں علم تک نہیں اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو کچھ نازل کیا ہے اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو چلتے ہوئے پایا تو کیا اگر ان کے بڑے کسی بات کو نہ سمجھے ہوں اور راہ راست پر بھی نہ رہے ہوں (تو بھی یہ انہی کے طریق پر چلیں گے؟) اور کافروں کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ایسی چیز کے پیچھے چلائے جو سوائے پکار اور ندا کے کچھ نہیں سنتی۔ یہ لوگ بہرے گونگے اور اندھے ہیں سو کچھ نہیں سمجھتے۔ اے ایمان والو! ان پاکیزہ اور حلال چیزوں میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں (جو چاہو) کھاؤ اور اللہ کا شکر بجا لاؤ۔ اگر تم صرف اسی کی بندگی کرنے والے ہو اس نے تم پر صرف مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور

ایسے جانور حرام کیے ہیں جو اللہ کے سوا کسی اور کے نامزد کردیئے گئے ہوں پس جو نافرمانی کرنے اور حد سے بڑھ جانے والا نہ ہو بحالت مجبوری اگر ان کا استعمال بھی کرلے تو اس پر کوئی گناہ نہیں بیشک اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ جو لوگ ان احکام کو جو اللہ نے اپنی کتاب میں نازل کیے ہیں چھپاتے ہیں اور اس کے عوض دنیا کے حقیر فائدے حاصل کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جو اپنی پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔ ان لوگوں سے اللہ قیامت کے دن کلام تک نہ کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے گمراہی کو ہدایت اور عذاب کو مغفرت کے بدلے مول لیا ہے سو یہ لوگ آتش دوزخ کو برداشت کرنے میں کس قدر صابر ہیں۔ یہ اس لئے کہ اللہ نے کتاب سچائی کے ساتھ نازل کردی تھی اور وہ لوگ جنھوں نے کتاب میں اختلاف کیا بیشک وہ پرلے درجے کی ضد پر اڑے ہوئے ہیں۔

شرح:- اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ انسان کو صرف پاک صاف اور حلال اشیاء ہی کا استعمال کرنا چاہئے۔ نہ وہ چیزیں کھائے جو اس کی صحت اور اخلاق کے لئے سم قاتل کا حکم رکھتی ہیں۔ نہ جادۂ مستقیم سے منحرف ہو کر اور احکام خداوندی کو پس پشت ڈال کر شیطان کے قدم بقدم چلے۔ کیونکہ شیطان کا صرف یہ کام ہے کہ وہ انسان سے بے حیائی بیشرمی اور برائی کے کام کرائے اور اس کے منہ سے ایسے کلمات کہلوائے جن سے وہ مستوجب سزا قرار پائے۔ وہ انسان کو یہی کہتا ہے کہ جس طریق پر تمہارے باپ دادا تمہارے پہلے بزرگ اور آج کل کے عوام الناس چل رہے ہیں تم بھی اسی پر چلو یہی سیدھی راہ ہے اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ کھانے پینے کے بارے میں توہم پرستی کی بنا پر خواہ مخواہ اپنے اوپر فضول پابندیاں عائد کرلینا کوئی دینداری نہیں اور اس سے ترقی و وسعت کبھی حاصل نہیں ہوسکتی ارشاد ہوتا ہے کہ جس قدر اچھی اور پاک صاف اور حلال چیزیں تمہارے لئے پیدا کردی ہیں انہیں شوق سے کھاؤ اور وسوسوں میں نہ پڑو۔ شیطان کی بات نہ سنو۔ بلکہ ایمان کی راہ جو دراصل عقل و بصیرت کی راہ ہے تمہیں اختیار کرنی چاہئے کورانہ تقلید کرنا۔ سنی سنائی باتوں پر بے سوچے سمجھے جمے رہنا اور گمراہ لوگوں کے اقوال و افعال کو سند پکڑنا ہدایت کی راہ سے بہت بعید ہے۔ اندھی پیروی کرنے والے تو ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے چارپائے۔ فرمایا! کہ انسان کے حق میں چار چیزیں مضر

ہیں۔ چاہیئے کہ ان سے اجتناب کیا جائے۔ یعنی مردار جانور۔ حیوانات کا خون۔ سور کا گوشت اور تمام وہ جانور جو اللہ کے سوا کسی دوسری ہستی کے نامزد کئے جائیں۔ یہ چیزیں انسان کے لئے مضر ہیں لہٰذا حرام ہیں۔ باقی رہا یہ کہ یہود اور نصاریٰ نے باوجود الہامی کتابوں کی موجودگی کے حلت و حرمت کے بارے میں جو طرح طرح کی پابندیاں عائد کرلی ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے علماء الہامی کتابوں کا نہ تو مطالعہ کرتے ہیں اور نہ ان پر عمل پیرا ہیں اور جو علماء فی الحقیقت باخبر ہیں۔ وہ بھی کسی نہ کسی وجہ سے احکام الٰہی کو چھپاتے ہیں اور اپنا وقت قوم کی اصلاح میں نہیں بلکہ تفرقہ و مخالفت میں ضائع کرتے ہیں۔ عوام الناس ان علماء کی جو دراصل جاہل ہیں کورانہ تقلید کرتے ہیں اور اصل حقیقت سے دور رہتے ہیں۔ پس جو لوگ ایسے تفرقوں میں پڑ جائیں ان کا نکلنا مشکل ہوتا ہے وہ لوگ یقیناً" دوزخ کا ایندھن بنیں گے اور شدید ترین عذاب الٰہی کے مستوجب ہوں گے' کیونکہ وہ دنیوی نام و نمود کے لئے ہدایت کو بیچ کر جہل و ظلمت کو خریدتے ہیں۔

ترجمہ آیات ۱۷۷-۱۸۲:- تم نے مشرق کی طرف منہ کرلیا یا مغرب کی طرف' تو یہ کوئی (بڑی) نیکی نہیں۔ ہاں نیکی تو یہ ہے کہ کوئی اللہ پر' روز آخرت پر' فرشتوں پر' کتابوں اور نبیوں پر ایمان لایا اور جس شخص نے اللہ کی محبت میں قریبی رشتہ داروں اور یتیموں' مسکینوں اور مسافروں' سائلوں اور غلاموں کے آزاد کرانے کو مال دیا اور جو نماز کی پابندی کرتا رہا اور زکوٰۃ دیتا رہا اور جو عہد کرکے اسے پورا کرنے والے ہیں' اور تنگدستی اور تکلیف میں اور جنگ کے وقت ثابت قدم رہنے والے ہیں۔ یہی لوگ حق و صداقت پر ہیں اور یہی متقی انسان ہیں۔ اے مسلمانو! مقتول کا بدلہ لینا تم پر فرض کیا گیا ہے۔ اگر آزاد آدمی نے آزاد کو قتل کیا ہے۔ تو اس کے بدلے وہی قتل کیا جائے گا اور اگر غلام نے قتل کیا ہے تو غلام اور اگر عورت نے کیا ہے تو وہی عورت قتل ہوگی۔ پھر اگر قاتل کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معاف کردیا جائے تو چاہیئے کہ دستور کے موافق خون بہا طلب کیا جائے اور وہ خوش خلقی کے ساتھ ادا کردے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے ایک قسم کی تخفیف اور رحمت ہے پس جو اس کے بعد بھی زیادتی کرے اس کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ اور اے عقلمندو! قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے (یہ سب احکام اس لئے ہیں) کہ تم (لڑائیوں سے) باز رہو۔ مسلمانو! تم پر فرض کیا ہے کہ جب تم

میں سے کسی کا آخیروقت آجائے اور بطور ترکہ مال و دولت چھوڑ رہا ہو تو والدین اور قریبی رشتہ داروں کے حق میں منصفانہ وصیت کر جائے۔ متقی لوگوں کو ایسی وصیت کرنا ضروری ہے۔ پس جو شخص وصیت سن لینے کے بعد اس میں کوئی تبدیلی کردے تو اس کا گناہ ان لوگوں پر ہوگا جنہوں نے اس میں تبدیلی کی۔ بیشک اللہ ہر بات کو سنتا ہے اور اس کو ہر چیز کا علم ہے۔ ہاں، جو شخص اس بات کے خوف سے کہ وصیت کرنے والے نے کسی غلطی یا گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ وارثوں میں صلح کرادے تو اس پر کوئی گناہ نہیں بیشک اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

شرح:- اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ محض رسوم پرستی باپ دادا کی کورانہ تقلید کرنا، خورد و نوش کے معاملے میں فضول پابندیاں اپنے اوپر عائد کرلینا (دین کی) کوئی خدمت نہیں۔ خدا ان باتوں سے نہیں ملتا بلکہ وہ سچی خدا پرستی، نیکوکاری اور روح و قلب کی صفائی سے ملتا ہے شریعت کے احکام بھی اسی غرض کے لئے ہیں۔

فرمایا ایمان کا عملی ثبوت یہ ہے کہ انسان خدا کو مانے اور اس کے مخفی حقائق کو تسلیم کرے۔ اس کے احکام کی تعمیل کرے۔ اس کے نبیوں کی تعظیم کرے، روز آخرت کا قائل ہو، خلق خدا سے ہمدردی کرے، رشتہ داروں سے بہترین سلوک کرے یتیموں پر رحم و شفقت کا ہاتھ رکھے مسکینوں اور مسافروں کی امداد کرے اور غلامی کے دور کرنے میں اجتماعی و انفرادی طور پر مدد و معاون ہو۔ پس تمہاری تمام تر ہمت اور جدوجہد طلب مقصد میں خرچ ہونی چاہیے۔

دوسری بات یہ بتلائی گئی ہے کہ انسان آزاد ہو یا غلام، عورت ہو یا مرد۔ بچہ ہو یا بوڑھا۔ گورا ہو یا کالا انسان ہونے کے لحاظ سے سب برابر ہیں۔ نیکی کرنے والا خواہ کوئی ہو۔ انعام پائے گا اور بدی خواہ کوئی کرے وہ سزا بھگتے گا۔ لہٰذا قاتل خواہ کوئی ہو بلا امتیاز شخصے اس سے قصاص ضرور لیا جائے گا اور ہرگز کوئی رعایت روا نہ رکھی جائے گی۔ یہاں کنایتہ "یہود کے اس مذموم طریقہ کی مذمت کی گئی ہے کہ جب قاتل کوئی دولت مند یا آزاد شخص ہوتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی غریب یا غلام ہوتا تو اسے قتل کردیتے مسلمانوں کو ایسی بے انصافی سے پہلے ہی دن متنبہ کردیا گیا۔ مبادا وہ بھی کسی ایسی غلطی کا ارتکاب کرنے لگیں۔

نیکی کی تیسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ انسان کو مرنے سے پہلے پس ماندوں کے لئے اپنی جائیداد یا ترکہ کی تقسیم کے متعلق ضروری تلقین کر دینی چاہئے اگرچہ مرنے کے بعد اس کی جائیداد دوسروں کے قبضہ میں آنے والی ہے مگر مناسب طور پر اس کو بانٹ دینا اور شریعت کی حدود کے اندر رہتے ہوئے حقداروں کو فائدہ پہنچانا ہر انسان پر فرض کر دیا گیا ہے اور اس فریضہ سے کوئی شخص بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ شریعت کے مطابق وصیت نہ کر جائے' باقی رہی وصیت کی تعمیل تو یہ ان لوگوں کے لئے چھوڑ دی گئی ہے۔ جو اس کے اہل ہوں' انہیں چاہئے کہ اپنے فرض سے عہدہ برآ ہوں۔ اس میں نہ وصیت کرنے والے کا کوئی قصور اور نہ ان کا جن کے حق میں وصیت کی گئی ہے۔ یہاں بھی یہود کے نامنصفانہ رویہ اور ان کی مجرمانہ خیانت کوشی کی مذمت مقصود ہے اور مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ اگر تم ان احکام کے مطابق نہ چلو گے تو پھر تم بھی یہود ہی کے بھائی بند ہو۔ جن کی بدنیتوں کا پول آج تمہارے سامنے کھولا جا رہا ہے اور معتوب و مقہور گردانا جا رہا ہے۔ دیکھو گوش ہوش سے سنو۔ شریعت کے یہی بنیادی اصول ہیں۔ ان میں کمی بیشی نہ ہو۔

ترجمہ آیات ۱۸۳–۱۸۸:- اے مسلمانو! تم پر روزے اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم برائیوں سے بچو۔ (روزے) گنتی کے چند روز ہیں پھر تم میں سے جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اس گنتی کو بعد میں پورا کر دے اور جو اس امر کی طاقت رکھیں کہ فدیہ دے سکیں ان کے ذمے ایک مسکین کا کھانا ہے۔ پھر اگر کوئی شخص خوشی سے نیکی کا کام کرے تو اس کے لئے بہت بہتر ہے اور اگر تم روزے رکھو تو یہ امر خود تمہارے لئے بہتر ہو گا بشرطیکہ تم اس بات کو سمجھو۔ رمضان وہ (مبارک) مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے راہنمائی ہے اور ہدایت و امتیاز (حق و باطل) کی روشن دلیلیں۔ پس جو یہ مبارک مہینہ پائے وہ اس کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو وہ اتنے ہی دن بعد میں روزے رکھے اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے۔ دشواری نہیں چاہتا اور یہ (رعایت اس لئے بھی ہے) کہ تم یہ گنتی پوری کر سکو اور تاکہ تم اللہ کی عظمت بیان کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے تاکہ تم اس کا احسان مانو اور (اے نبی) جب آپ سے میرے بندے

میرے متعلق سوال کریں تو (آپ ان سے فرما دیجئے کہ) میں تمہارے پاس ہی ہوں پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں جبکہ وہ مجھے پکارتا ہے پس چاہئے کہ وہ میری دعوت کو تسلیم کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ انہیں راہ ہدایت ملے۔ روزے کی رات میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لئے حلال کر دیا گیا ہے۔ وہ تمہارا پردہ ہیں اور تم ان کا پردہ ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم خود اپنی ذات کے ساتھ خیانت کیا کرتے تھے پس اس نے تمہاری توبہ قبول کرلی اور تمہیں معاف کر دیا۔ لہٰذا اب سے تم (رات کے وقت) اپنی بیویوں سے بخوشی خلوت کرو اور جو کچھ اللہ نے تمہارے لئے مقرر کر دیا ہے' اس کے خواہشمند ہو اور کھاؤ پیو حتیٰ کہ صاف صاف معلوم ہو جائے کہ صبح کی سفید دھاری اندھیرے کی کالی دھاری سے الگ ہو گئی ہے۔ پھر روزے کو رات تک پورا کرو اور مساجد میں اعتکاف کرنے کے ایام میں (رات کو) بھی اپنی بیویوں سے خلوت نہ کرو۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں ان کے نزدیک نہ جاؤ اللہ اسی طرح وضاحت کے ساتھ اپنی آیتیں لوگوں کے واسطے بیان کرتا رہتا ہے تاکہ وہ برائیوں سے بچ جائیں اور آپس میں ناحق ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ اور نہ مال جو حکام تک اس نیت سے پہنچاؤ کہ لوگوں کے مال میں سے کچھ ناجائز طریقوں سے کھا جاؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو (کہ اس طرح) ناجائز باتیں جائز نہیں ہو جاتیں۔

شرح:۔ اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ جب سے دنیا قائم ہے تمام امتوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا جاتا رہا ہے اسی کلیہ کے ماتحت یہود کو بھی حکم دیا گیا۔ مگر وہ روزہ کی روح کو بھول گئے۔ محض رسمی طور پر دیکھا دیکھی اور شریعت کے احکام میں کمی بیشی کرتے ہوئے اس فریضہ کو ادا کرنے لگے۔ خدائے عزوجل فرماتا ہے کہ روزے کی فرضیت سے اصل مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو کھانا پینا ترک کرکے ہمہ تن متقی بننے اور یاد الٰہی میں مشغول رہنے کی مشق کرائی جائے کیونکہ جہاں جسم کو توانا و تندرست رکھنا ضروری ہے وہاں روح کو بھی مردہ اور پژمردہ ہونے سے بچانا لازمی ہے۔

یہاں مسلمانوں کو مخاطب کرنے سے یہ مقصد ہے کہ یہود اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے قابل التفات نہیں رہے اس واسطے تمہیں ان کے موجودہ دین اور موجودہ مذہب کو قطعاً نظرانداز کر دینا چاہئے۔ روزہ کی اصل یہ ہے کہ انسان چند روز تک خدا کی یاد میں

محو رہے۔ کھانا پینا ترک کر کے دن کو مطلق کچھ نہ کھائے۔ شام و سحر پاک اور طیب چیزیں استعمال کرے۔ خدا کو یاد کرے اور جذبات میں خلوص' پاکیزگی اور توازن پیدا کرے۔ صرف اللہ کے حکم کا منتظر رہے۔ کھائے تو اس کی اجازت سے اور بھوکا رہے تو اس کے حکم سے۔ مگر وہ شخص جو عمر کی آخری منزل میں ہو جسے عرف شرعی میں شیخ فانی کہا جاتا ہے اور روزے کی تاب و توان نہ رکھتا ہو اسے اگر استطاعت ہو تو فدیہ دیدے۔ کیونکہ مقصود یہ نہیں کہ نفس کو تکلیف دی جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ فی الجملہ ایثار و قربانی کی روح پیدا کی جائے۔ اب اگر کچھ لوگ بتقاضائے ضعف و پیری ایسے ہیں جو بھوک اور پیاس کی شدتوں کو برداشت نہیں کر سکتے تو قرآن کہتا ہے کہ تم فدیہ دے دو تاکہ ایثار کی روح تم میں پیدا ہو سکے۔

پھر بتایا کہ یوں نہ سمجھو کہ انسان کے روزہ سے خدا کی ذات کو کوئی نفع پہنچتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ روزہ انسان کو انسان کامل بناتا ہے جو تمہارا منتہائے مقصود ہے۔ آگے چل کر بتایا کہ مختلف قوموں کو مختلف اوقات میں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تھا مگر اے مسلمانو! تم اپنے روزے ماہ رمضان میں رکھا کرو یہ تمہارے لئے ایک مبارک مہینہ ہے کیونکہ وہ قرآن جس میں لوگوں کی رہنمائی کے قوانین سیدھے سادھے احکام حق و باطل میں تمیز کرنے کے اصول واضح کیے گئے ہیں وہ اسی ماہ مبارک میں نازل کیا گیا تھا۔ پس اس مہینے میں روزے رکھو' تمہیں برکت حاصل ہوگی اور عید کے دن اللہ کے جاہ و جلال کا اظہار کرو۔ روزوں کے اختتام پر جشن مسرت بھی مناؤ تاکہ دل اللہ کی اطاعت کے لئے آمادہ رہیں اور یہ سمجھیں کہ ہر مشکل کے بعد آسانی و شادمانی ہے۔ اے مسلمانو! تم اس ماہ مبارک میں روزے رکھا کرو تم میں سے جو مریض ہوں وہ روزے نہ رکھیں اور نہ مسافروں کو تکلیف دی جاتی ہے۔ ہاں! تندرستی حاصل ہونے کے بعد تمہیں اس قدر روزے رکھ کر خدا کا شکر بجالانا چاہئے کیونکہ تمہیں تنگ کرنا اور بے فائدہ مشقت میں ڈالنا اس کی مصلحت میں داخل نہیں اور دیکھو! اگر تم میں روحانی طاقت پیدا ہو جائے تو جب ہمیں پکارو ہم پکار کو سنیں گے۔ جب ہم سے مانگو گے ہم تمہاری حاجت کو پورا کریں گے اور ہمیشہ سیدھی راہ پر چلنے کی تمہیں توفیق عطا فرمائیں گے دیکھو روزہ صرف کھانا پینا ترک کرنے کا نام نہیں بلکہ تمہیں تمام نفسانی خواہشات کو کلیتہً ترک کر دینا چاہئے۔

دن کے وقت عورتوں سے ہم بستری نہ کرو ہاں رات کے وقت اجازت ہے۔ روزے کے اوقات کے متعلق فرمایا کہ پو پھٹنے سے لے کر غروب آفتاب تک روزہ کا وقت ہے۔ اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے مساجد میں اعتکاف کا حکم دیا۔ نیز بتایا کہ دھوکے فریب سے لوگوں کا مال نہ کھانا چاہئے اکل حلال بھی روحانی ترقی کا موجب ہے اور تقرب الی اللہ کا بہترین وسیلہ ہے۔ اگر روزے رکھنے کے باوجود مال حرام سے اپنے آپ کو نہ روکو تو روزے کا کوئی فائدہ نہیں۔

ترجمہ آیات ۱۸۹-۱۹۶:- اے نبیؐ لوگ آپ سے چاند (اور اس کی مختلف تبدیلیوں) کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ یہ انسان کے لئے وقت کا حساب اور حج کا تعین ہے اور یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم گھروں میں پچھواڑے سے آؤ ہاں نیکی اس نے کی جو پرہیز گار رہا۔ گھروں میں دروازوں ہی سے داخل ہوا کرو اور خدا کا ڈر پیدا کرو تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو۔ اور خدا کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کریں اور زیادتی نہ کرو بیشک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور انہیں جہاں کہیں پاؤ قتل کرو اور جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے تم ان کو نکال دو فتنہ کا قائم رہنا جنگ و جدل سے بھی بڑھ کر (برا) ہے اور مسجد حرام کے قرب و جوار میں ان سے لڑائی نہ کرو جب تک وہ خود تم سے وہاں نہ لڑیں۔ پھر اگر انہوں نے تم سے لڑائی شروع کر دی تو تم بھی ان کو مارو۔ منکروں کی یہی سزا ہے پھر اگر وہ باز آجائیں تو بیشک اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ شرک کا نام و نشان نہ رہے اور دین بس اللہ کا دین ہو جائے پس اگر وہ رک جائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر تشدد نہ کیا جائے۔ اگر حرمت کے مہینوں کا پاس رکھا جائے تو تمہیں بھی یہ پاس رکھنا چاہئے اور حرمت کی ہر چیز میں ادلہ کا بدلہ ہے جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اس کی زیادتی کا جواب دو جس طرح کہ اس نے زیادتی کی ہے اور (ہر حال میں) اللہ سے ڈرتے رہو اور یقین جانو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے اور (مال و جان) اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو یقیناً" اللہ ان کو پسند کرتا ہے جو نیکو کار ہیں اور حج اور عمرہ کو اللہ کی راہ میں پورا کرو۔ پس اگر تم راہ میں گھر گئے تو جیسا کچھ میسر آئے (ایک جانور کی) قربانی کرنی چاہئے اور تم اپنے سر کے بال اس وقت تک نہ منڈاؤ جب تک کہ قربانی اپنے

کھانے نہ پہنچ جائے پس اگر تم میں سے کوئی شخص بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو (تو سر کے بال منڈوا دے مگر) چاہئے کہ بطور فدیہ روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے پھر جب تمہیں امن حاصل ہو تو جو شخص عمرہ کو حج سے ملا کر فائدہ حاصل کرنا چاہئے وہ بھی جیسا کچھ میسر آئے۔ قربانی (کا ایک جانور) دے اور جسے نہ ملے۔ وہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے اور سات روزے واپسی پر رکھے۔ یہ پورے دس ہو گئے یہ حکم ایسے شخص کے لئے ہے جس کے اہل و عیال مسجد حرام کے قرب و جوار میں نہ رہتے ہوں اور خدا سے ڈرتے رہو اور یقین جانو کہ وہ (نافرمانوں کو) سخت سزا دینے والا ہے۔

شرح:۔ اس رکوع میں بتلایا گیا ہے کہ چاند کی مختلف تبدیلیوں کی وجہ معلوم کر لینا کوئی بہت بڑی دینی خدمت نہیں بلکہ دین کا مفاد اس سے وابستہ ہے کہ تم ان کے فوائد سے بحث کرو۔ ان تبدیلیوں کا مذہبی فائدہ یہ ہے کہ مذہب کے بہت سے احکام ان سے متعلق ہیں حج کی تاریخ کا تعین رمضان و عید کا تقرر اور وہ تمام مسائل جن کا تعلق تاریخ اور مدت معینہ سے ہے چاند کی تبدیلیوں پر اور ان کے جاننے پر موقوف ہیں نیز یہ بتلایا یہ کوئی نیکی کی بات نہیں کہ حالت احرام میں اگر گھر جانے کی ضرورت پیش آئے تو دروازے کو چھوڑ کر مکان کے پچھواڑے سے داخل ہو۔ اس طرح کی مشقتیں خدا کو ہرگز قبول نہیں۔ وہ تو صرف اس قدر چاہتا ہے کہ انسان کے اندر تقویٰ پیدا ہو اور تمام امور میں اسے آسانی حاصل ہو ارشاد ہوتا ہے کہ نیکی یہ ہے کہ دنیا میں امن و امان قائم کیا جائے اور ہر شخص بلا خوف و خطر اپنا کام کر سکے اور اگر بعض شرارت پسند لوگ کسی گروہ جماعت یا فرد کو دین قیم پر چلنے' خدا کی عبادت کرنے اور آزادانہ زندگی بسر کرنے سے مانع آئیں تو ان کا قلع قمع کر دینا اور ان کی جمعیت کو منتشر اور ان کی طاقت کو توڑنا بھی نیکی ہے۔ کیونکہ اگرچہ جنگ و جدل بری شے ہے مگر فتنہ و فساد اس سے کہیں بڑھ کر قبیح چیز ہے۔ اس لئے فتنہ و فساد کی روک تھام کی خاطر جنگ و جدل کی برائی گوارا کی جا سکتی ہے۔

پس اے مسلمانو! جو لوگ تمہارے راستہ میں روڑے اٹکائیں اور تمہیں آزادی سے زندگی نہ بسر کرنے دیں۔ ان سے ڈٹ کر مقابلہ کرو۔ ایسے لڑو کہ فتنہ و فساد کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے۔ مگر دیکھو تمہارے ہر کام میں اعتدال و میانہ روی کار فرما ہو۔ حق و انصاف پر تمہارا پورا پورا عمل ہو۔ اور جب تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ تو کسی پر

دست ظلم و تعدی دراز نہ کرو۔ ایسے کام کسی ایک شخص کے بس کے نہیں ہوتے اور حکومت ان حالات میں رعایا کی مالی و جسمانی امداد کی محتاج ہوا کرتی ہے لہٰذا مسلمانوں کو من حیث القوم اس میں پورا پورا حصہ لینا چاہئے اور دل کھول کر مالی امداد کرنی چاہئے۔ اس موقع پر بخل سے کام لینا اور جان و مال کو خدا کی راہ میں خرچ نہ کرنا اپنے لئے ہلاکت مول لینا ہے مخالفین کی جمعیت کو توڑنے کے واسطے اتحاد عمل کرنا اور اس میں تمام مسلمانوں کا عملی حصہ لینا قومیت کی جان ہے اور یہ کام خدا کے نزدیک نہایت مقبول ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ جب مطلوبہ امن و امان حاصل ہو جائے تو تمہیں خدا کی راہ میں حج کعبہ سے بھی مشرف ہونا چاہئے اور تمام ارکان کو پوری طرح ادا کرنا چاہئے اور بفرض محال اگر کہیں راستے میں دشمن تمہیں روک دیں تو ایک جانور کی قربانی دے کر احرام اتار دو اور اگر تم ایام حج میں بیمار ہو جاؤ یا سر میں کوئی تکلیف ہو' تو چاہئے کہ روزہ رکھو یا صدقہ دو۔ یا ایک جانور کی قربانی کرو اور جب کامل اطمینان ہو جائے اور حج اور عمرہ کو ملا کر ادا کرنا چاہو۔ تو جو جانور میسر آئے اس کی قربانی دو اور اگر قربانی دینے کی توفیق نہ ہو تو حج کے دنوں میں تین روزے رکھو اور جب گھر کو لوٹو تو سات روزے اور رکھ کر دس کی گنتی پوری کر لو یہ حکم ان لوگوں کے لئے ہے جن کا گھر بار مکہ میں نہ ہو۔ فرمایا حج کے مہینے تمہیں معلوم ہی ہیں۔ اگر تم حج کرنا چاہو تو عورتوں سے مخصوص تعلقات' لوگوں کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آنا اور لڑائی جھگڑا کرنا قطعاً" بند کر دو مجسم نیکی بن جاؤ۔ دل میں خشیت الٰہی اور تقویٰ پیدا کرو۔ کیونکہ تقویٰ سے نجات حاصل ہوتی ہے اور عقل بڑھتی ہے۔

ترجمہ آیات ۱۹۷-۲۱۰:- حج کے مہینے معلوم ہیں پس جس شخص نے ان مہینوں میں اپنے اوپر حج فرض کر لیا تو وہ ایام حج میں نہ کوئی فحش بات کرے، نہ کوئی گناہ کا کام اور نہ اسے لڑائی جھگڑے کی اجازت ہے اور جو نیکی بھی تم کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے اور زاد سفر ساتھ لے کر چلا کرو اور بہترین زاد راہ اللہ کا ڈر ہے اور اے عقلمندو! مجھ ہی سے ڈرو۔ اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں اگر (ایام حج میں) اللہ کا فضل (یعنی مال و دولت بذریعہ تجارت) طلب کرو۔ پس جب عرفات سے لوٹو تو (مزدلفہ میں) مشعر الحرام کے پاس ٹھہر کر اللہ کا ذکر کرو اور اسی طرح اسے یاد کرو جیسا کہ اس نے تمہیں بتا دیا ہے اور اس سے پہلے تم لوگ یقیناً" بے خبر تھے پھر جہاں سے ہو کر لوگ لوٹتے ہیں تم بھی (اے قریش) وہیں سے

ہو کر لوٹو اور خدا سے مغفرت چاہو اللہ یقیناً" بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ پس جب حج کے ارکان پورے کر چکو تو جس طرح اپنے باپ دادوں کو یاد کرتے ہو۔ اسی طرح خدا کو بھی (منیٰ میں) یاد کرو بلکہ یہ ذکر اس سے بھی زیادہ (جوش کے ساتھ) ہو پھر بعض لوگ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا ہی میں دے (جو کچھ دینا ہے) ایسے شخص کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی خوشحال رکھ اور آخرت میں بھی خوشحال رکھ اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔ ان ہی لوگوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ہے اور اللہ جلد (اعمال کا) حساب کرنے والا ہے۔ اور اللہ کو ان چند دنوں میں یاد کرتے رہو پھر جو دو ہی دن میں جلدی چلا آئے اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو (ایک آدھ دن) زیادہ لگا دے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں یہ اس شخص کے لئے ہے جو اللہ کی نافرمانی سے ڈرے اور اللہ ہی سے ڈرو اور یقین جانو کہ تم کو اسی کے پاس جمع ہونا ہے۔ اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جن کی باتیں آپ کو دنیوی زندگی کے بارے میں نہایت بھلی معلوم ہوتی ہیں اور وہ اللہ کو اپنے خلوص دل پر گواہ بھی کر لیتے ہیں حالانکہ (فی الحقیقت) وہ جھگڑے میں بڑے ہی سخت ہوتے ہیں۔ اور جب وہ آپ سے الگ ہو جاتے ہیں تو ملک میں اس خیال سے سرگرمی دکھاتے ہیں کہ وہاں فساد پھیلائیں اور کھیتوں کو تباہ کریں اور انسانی نسل کو ہلاک کریں اور اللہ فساد (پھیلانے والوں) کو دوست نہیں رکھتا اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو تو وہ گھمنڈ میں آکر اور گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور انہیں جہنم ہی کفایت کرے گا اور وہ نہایت برا ٹھکانا ہے اور بعض وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جان تک صرف کر دیتے ہیں اور اللہ بھی اپنے ایسے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو۔ پوری طرح اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو وہ یقیناً" تمہارا کھلا دشمن ہے اگر اس کے بعد بھی تمہارے پاؤں پھسل گئے جب کہ تمہارے پاس کھلے کھلے احکام آچکے ہیں تو یقین جانو کہ اللہ سب پر غالب اور حکمت والا ہے۔ کیا یہ لوگ اسی بات کے منتظر ہیں کہ بادلوں کے سائبانوں میں اللہ اور اس کے فرشتے نمودار ہو جائیں اور تمام باتوں کا فیصلہ ہو جائے؟ (یاد رہے) کہ اللہ ہی کی طرف (انجام کار) تمام امور کو لوٹایا جائے

شرح:۔ حج کیا ہے۔ مسلمانوں کا سالانہ قومی اجتماع ہے۔ باہمی میل ملاپ اور تعارف کا بہترین ذریعہ ہے۔ چاہئے کہ ایک جگہ جو عرفات کے نام سے مشہور ہے۔ تم سب اکٹھے ہو جاؤ۔ وہاں کے مناسک ادا کرو۔ پھر مزدلفہ میں بھی ایک ایسا ہی اجتماع کرو۔ دنیاوی فوائد بھی حاصل کرو اور اللہ تعالیٰ کا نام بھی لیتے رہو تجارت کرنا چاہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں خدا کا فضل تمہارے شامل حال ہوگا۔ اس طرح فریضہ حج سے فارغ ہو کر اور دینی و دنیاوی نعمتوں سے مالا مال ہو کر گھروں کو لوٹو۔ ہر موقع پر تمہیں خدا سے یہی دعا مانگنی چاہئے کہ اے اللہ! ہمیں دنیا و آخرت میں صرف وہی چیزیں عطا کر جو ہمارے لئے مفید ہوں۔

حج کو حشر کا چھوٹا نمونہ سمجھو اور اس روز کی تکالیف کو اس روز کی تکالیف کا ادنیٰ پیمانہ خیال کرو۔ اور دیکھو دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو غرور اور نفس پرستی میں سرشار ہیں بظاہر تو بڑے مزے کی باتیں کرتے ہیں مگر حقیقت میں وہ دین حق سے بعید اور باطن ہیں۔ ایسے لوگوں کو جب طاقت حاصل ہو جائے تو یہ اپنے ابنائے جنس کے ساتھ بدترین سلوک کرتے ہیں۔ ایک شخص اپنی زبان سے نیک دلی کا کتنا ہی چرچا کرے اس کا کچھ فائدہ نہیں۔ دیکھنا تو یہ ہوتا ہے کہ اس کا سلوک ابنائے جنس سے کیا ہے۔ ایسے مغرور اور ظالم لوگوں سے جب کہا جائے کہ خدا سے ڈرو تو وہ اور زیادہ نافرمانی اور ظلم و معصیت پر اتر آتے ہیں اور بجائے اصلاح کے اور زیادہ بگڑتے اور کجروی اختیار کرتے ہیں۔ دیکھو یہ ایمان کی راہ نہیں، تمہیں زبانی طور پر ہی مسلمان ہونا کفایت نہیں کرتا بلکہ تمہارے ایمان کا یہ تقاضا ہونا چاہئے کہ تم ایمان و عمل کے ہر شعبہ میں پیکر ایمان و عمل بن جاؤ اور کسی حالت میں شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ تمہارا ہر عمل اسلام کے مطابق اور تمہاری ہر بات اسلام کے ماتحت ہو۔ تمہارا جذبہ اسلامی جذبہ ہونا چاہئے کسی بات میں تم قرآن کے احکام سے انحراف نہ کرو۔ یہی اسلام ہے اور ایسا ہی اسلام ہمارے ہاں مقبول ہے۔ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا بعض باتوں میں اسلام پر عمل پیرا ہوئے اور بعض میں اپنی ذاتی خواہشات پر چلے تو پھر تم مسلمان نہیں اگر ایسی تشریح و توضیح کے بعد بھی ایمان و عمل کے لئے کلام الٰہی کی ہدایت کافی نہیں تو پھر اس کے بعد اسی قدر باقی رہ گیا کہ خدائے بذات خود تمہارے سامنے آکر اپنی زبان سے کہہ دے۔ کہ میں تمہارا خدا ہوں۔ مجھ

پر ایمان لاؤ۔ مگر یاد رکھو یہ دنیا میں نہیں ہونے کا۔ خدا اسی وقت مخلوق کے سامنے آئے گا جب دنیا تہ و بالا ہو چکی ہوگی اور تمام دنیاوی امور کا فیصلہ ہو چکا ہوگا۔ اس رکوع میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ سچی خدا پرستی‘ اصل دینداری اور نیکوکاری یہی ہے۔ جو ان سطور میں بیان کر دی گئی ہے۔ یہود میں یہ چیز باقی نہیں رہی یہود کے پاس الٰہی تعلیم کا جسم ہے اور روح مفقود ہے۔ لہٰذا اس کی ضرورت تھی کہ پھر وہی پرانی تعلیم جس کو دنیا آج فراموش کر چکی ہے اور یہود کھو چکے ہیں عام کر دی جائے لہٰذا ہر شخص جو دین کا شیدائی ہو اور دونوں جہاں کی سعادت حاصل کرنا چاہے‘ وہ ان احکام قرآنی کی پیروی کرے اس سے اسے گوہر مقصود ہاتھ آجائے گا۔ تصویر کے دونوں رخ دکھائے جا چکے ہیں۔ نیکی اور بدی کے نتائج واضح طور پر تمہارے سامنے آچکے ہیں۔ پس ان الفاظ کو صحیح مانو اور پورے پورے "تابع فرمان" بندے بن جاؤ۔

ان آیات میں انسان کو بالعموم اور مسلمانوں کو بالخصوص یہ تعلیم دی گئی ہے کہ انہیں اختلافات کو مٹا کر خدا کی عبادت کرنے اور امن قائم کرنے کے لئے موافق و متحد ہونا چاہئے۔ دور حاضر کے مسلمانوں کو ان آیات پر متعدد بار غور کرنا چاہئے۔ اور دو باتوں کو خوب ذہن نشین کر لینا چاہئے۔ ایک تو یہ کہ ایمان لانے کے بعد ارکان اسلام پر عمل پیرا ہونے کے بغیر چارہ نہیں۔ اور دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو باہمی اختلاف سے بچنا چاہئے۔ اور اگر اختلافات پیدا ہو بھی جائیں تو نفسانیت‘ ہٹ دھرمی اور خود غرضی سے بالکل الگ تھلگ ہو کر خوف خدا کو مد نظر رکھ کر احکام قرآنی کے مطابق فیصلہ کر لینا چاہئے۔ ذاتی رائے ذاتی پسند اور ذاتی رجحانات کو یک قلم چھوڑ دینا ضروری ہے۔ مقابلہ میں شخصی مفاد کو ہرگز ترجیح نہ دی جائے۔ خفیہ ریشہ دوانیاں اور غلط پروپیگنڈہ کر کے باطل کو فروغ دینا اور حق کو زک پہنچانا مسلم کی شان سے بہت بعید ہے۔

ترجمہ آیات ۲۱۱-۲۱۶:- اولاد یعقوبؑ سے پوچھو کہ ہم نے انہیں کس قدر واضح دلائل دیئے اور جو اللہ کی نعمت کو بدل ڈالے۔ بعد اس کے کہ وہ اس کے پاس آچکی ہو تو (یاد رہے) اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا انہیں دنیوی زندگی خوبصورت کر کے دکھائی گئی ہے اور وہ ایمان والوں کا تمسخر اڑاتے ہیں حالانکہ خدا سے ڈرنے والے ہی قیامت کے دن ان سے بلند مرتبہ ہوں گے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے

حساب روزی عطا کرتا ہے۔ (ابتداء میں) لوگ ایک ہی گروہ تھے (جب اختلاف ہونے لگا) تو اللہ نے نبیوں کو بھیجا جو (ایمان والوں کو) بشارت دیتے تھے اور (شریروں کو) ڈراتے تھے اور ان کو حق و راستی کے ساتھ کتاب دی تاکہ لوگوں کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کرے جن میں وہ اختلاف رکھتے تھے یہ اختلاف پیدا کرنے والے صرف وہی لوگ تھے جنہیں کتاب ملی تھی بعد اس کے کہ انہیں واضح احکام پہنچ چکے تھے محض باہمی ضد اور مخالفت کی بنا پر (اختلاف کیا) پس اللہ نے اپنے فضل سے ایمان والوں کی اس سچی بات میں راہنمائی کی۔ جس میں وہ لوگ اختلاف کرتے تھے اور اللہ جسے چاہتا ہے راہ راست پر چلنے کی توفیق دیتا ہے۔ کیا تم سمجھے بیٹھے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ تم ان واقعات سے ابھی تک دوچار نہیں ہوئے۔ جو تم سے پہلے لوگوں کو پیش آچکے ہیں انہیں ہر طرح کی سختیاں اور تکلیفیں پیش آئیں اور ان کے پاؤں لڑکھڑا گئے حتی کہ رسول اور اس کے مومن ساتھی کہہ اٹھے کہ نصرت الٰہی کب پہنچے گی؟ (جواب ملا کہ) یاد رکھو بیشک نصرت الٰہی قریب ہے (اے نبیؐ) آپ سے لوگ پوچھتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کیا خرچ کریں۔ ان سے کہہ دیجئے کہ جو کچھ بھی اپنے مال میں سے خرچ کرو۔ وہ ماں باپ' رشتہ داروں' یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کو دو اور نیکی کا جو کام بھی کرو گے بیشک وہ اللہ کے علم میں ہوتا ہے۔ تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے اور وہ تمہیں ناگوار ہے۔ اور ممکن ہے تم ایک چیز کو ناگوار سمجھو اور وہی تمہارے لئے بہتر ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو۔ اور وہ تمہارے لئے بری ہو۔ اور ہر بات کا (حقیقی علم) اللہ کو ہے اور تمہیں کوئی علم نہیں۔

شرح:۔ گزشتہ چند رکوعوں میں بتایا گیا تھا کہ شریعت کے احکام کی اصل کیا ہے اور یہود نے انہیں موڑ توڑ کر کس طرح بنا دیا تھا اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کو دنیا میں سیادت و قیادت کا شرف عطا ہوا تھا انہیں مذہبی پیشوا بنایا گیا۔ انہیں تورات ایسی جلیل القدر کتاب عطا کی۔ مگر انہوں نے اپنی بداعمالیوں' سیاہ کاریوں اور مکارانہ چالوں سے خود ہی اپنے سر پر ہلاکت لی اور آج ان سے منصب سعادت چھینا جا رہا ہے وہ دین و دنیا میں معتوب گردانے جا رہے ہیں اور تم کو اے مسلمانو! ان کی جگہ اب مذہبی پیشوا مقرر کیا جاتا ہے اور تم ان تمام انعامات سے سرفراز کئے جاؤ گے۔ جو یہود کو حاصل تھے مگر اس

کا یقین کرلو کہ اگر تم نے یہود ہی کا رویہ اختیار کرلیا۔ تو بس پھر تمہارا بھی وہی حال
ہوگا۔ یہاں تو کسی کی شخصیت اور رعایت کا معاملہ نہیں' جو شخص احکام خداوندی مانے'
سرفراز ہوتا ہے جو بے پروا ہو جائے۔ اس کی ہمیں بھی کوئی پرواہ نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے
کہ اگر تمہیں یہاں دنیاوی آسائش و آرام حاصل ہو جائیں تو یوں نہ سمجھو کہ بس
آخرت کوئی شئے ہی نہیں۔ حساب کتاب سے تمہیں کوئی سروکار نہیں۔ نہیں! جس طرح
مرنا سب کو ہے۔ اسی طرح حساب بھی سب کو دینا ہے۔ پھر مرنے کے بعد بلند مرتبت وہی
ہوں گے جنہوں نے دنیا میں نیک عمل کئے ہوں گے اور ایمان کی راہ پر چلے ہوں گے۔

دیکھو! ابتدا میں تو تمام انسان ایک ہی دین پر تھے پھر جوں جوں تعداد بڑھتی گئی
اختلافات رونما ہوتے گئے۔ پس ان میں فیصلہ کرنے اور سیدھی راہ بتانے اور اختلافات
مٹانے کی خاطر نبیوں کو بھیجا گیا۔ وہ لوگ جو دعوت حق کو قبول کرلیتے۔ نبی انہیں آنے
والی زندگی میں خوشیوں کی بشارت دیتے اور جو انکار و تساہل سے کام لیتے انہیں آنے والی
زندگی کے عذاب سے ڈراتے اور تعلیم دیتے کہ دیکھو اپنے ہر معاملہ میں کتاب اللہ کو
منصف بناؤ۔ مگر اس کے باوجود لوگ اختلاف کرنے لگے اور اس اختلاف کی وجہ محض
ہٹ دھرمی ضد' قدامت پسندی اور باہمی عناد تھا۔ اصل راہ ہمیشہ وہی ہے جو کتاب اللہ
بتائے اور جس کی طرف رسول بلائے اور وہ یہ ہے کہ خدا پرستی و نیک عملی کی تلقین کی
جائے اور تفرقہ و اختلاف کی جگہ وحدت و اجتماع کا قیام ہو۔ مگر بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ
محض زبانی جمع خرچ ہی کافی ہے۔ یاد رکھو' مومن کے لئے صرف یہی کافی نہیں کہ ایمان کا
اقرار کرلے اور سمجھ لے "کہ بس جنتی ہو گئے" اس کے لئے ضروری ہے کہ ان تمام
آزمائشوں میں ثابت قدم رہے جو حق پرستوں کو ہمیشہ سے پیش آتی رہی ہیں اور اسے بھی
ضرور آئیں گی۔ اس سے کسی کو مفر نہیں اسی طرح یہود نے خیرات کے جو اصول وضع کر
رکھے ہیں۔ وہ بھی ہماری کتاب کی تعلیم سے بہت کچھ بعید ہیں۔ سنو! خیرات کے حقدار
سب سے پہلے اپنے رشتہ دار ہیں۔ جنہیں تمہاری امداد کی ضرورت ہے سب سے پہلے اپنی
کمائی اور اپنے مال و دولت کو والدین پر خرچ کرو۔ جو کچھ بچے وہ حاجتمند رشتہ داروں کو
ان کے حسب ضرورت دو۔ اور اگر اس سے زیادہ کی طاقت ہو۔ تو یتیموں کی امداد'
مسکینوں کی دستگیری اور مسافروں کی اعانت پر خرچ کرو۔ یہ سب نیکی کے کام ہیں اور اللہ

ایسے ہی کاموں پر اجر دیتا ہے۔ اسی طرح کی نیکی وہ ہے جو اس سے پہلے تمہیں بتائی گئی ہے۔ یعنی خدا کی راہ میں جہاد کرنا۔ دیکھو! جہاد اگرچہ تمہیں بظاہر ناگوار معلوم ہوتا ہے مگر یہی چیز تمہاری حیات قومی کی اساس اولین ہے۔ اگر غور و فکر کرو اور اپنی ذہنیت مجاہدانہ بنالو۔ تو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔

ترجمہ آیات ۲۱۷-۲۲۱:- (اے نبی) لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ حرمت کے مہینے میں جنگ کرنا کیسا ہے؟ ان سے کہہ دیجئے کہ اس مہینے میں جنگ کرنا بڑی بری بات ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس کا انکار کرنا اور مسجد حرام میں نہ جانے دینا اور اس کے لئے رہنے والوں کو وہاں سے نکال دینا اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑھ کر برا ہے اور فتنہ و فساد خونریزی سے بھی زیادہ برا ہے اور یہ لوگ تم سے جنگ کرتے ہی رہیں گے کہ اگر ان کے امکان میں ہو تو تمہیں تمہارے دین سے برگشتہ کردیں اور جو تم میں سے اپنے دین سے برگشتہ ہو گیا اور کفر ہی کی حالت میں دنیا سے گزر گیا تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت میں اکارت جائیں گے اور یہی لوگ دوزخ کی آگ میں پڑنے والے ہیں (اور) تمہیں وہاں ہمیشہ رہنا ہوگا۔ یقیناً" وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنھوں نے اللہ کی راہ میں گھربار چھوڑا اور جہاد کیا وہی رحمت خداوندی کے امیدوار ہیں۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (اے نبی) لوگ آپ سے شراب اور قمار بازی کے متعلق سوال کرتے ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں لوگوں کے لئے بڑی برائیاں ہیں اور فائدے بھی ہیں لیکن ان کی برائیاں ان کے فائدوں سے بڑھ کر ہیں اور لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ اللہ کی راہ میں کیا خرچ کریں کہہ دیجئے (کہ جس قدر تمہاری) ضروریات سے زاید (ہو) اسی طرح اللہ اپنے احکام کو تمہارے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم (دنیا اور آخرت کے امور پر) غور و فکر کرو اور لوگ آپ سے یتیموں کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہہ دیجئے کہ ان کے ساتھ بھلائی کرنا ہی بہتر ہے اور اگر ان کے ساتھ مل جل کر رہو تو (کوئی ہرج نہیں) وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ کو معلوم ہے کہ کون خرابی پیدا کرتا ہے اور کون اصلاح کرنے والا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا۔ بیشک اللہ کو ہر بات پر غلبہ حاصل ہے اور ہر کام کی حکمت معلوم ہے۔ اور تم مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں اور یاد رکھو کہ ایک

مومن لونڈی مشرکہ عورت سے کہیں بہتر ہے اگرچہ یہ تمہیں بھلی ہی کیوں نہ معلوم ہو اور مومن عورتوں کو مشرک مردوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں یاد رکھو کہ ایک مومن غلام مشرک آزاد سے کہیں بہتر ہے خواہ یہ مشرک تمہیں بھلا ہی کیوں نہ معلوم ہو۔ یہ (مشرکین) تو دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے حکم سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور لوگوں کے لئے اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت اور موعظت حاصل کریں۔

شرح:- اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ حرمت کے مہینوں میں جو حج اور عبادت کے مہینے ہیں۔ جنگ و جدل سے مسلمانوں کو قطعاً" باز رہنا چاہئے۔ کیونکہ لڑائی فی نفسہ ایک بری شئے ہے۔ مگر جب دیکھو کہ غیر قومیں جو احاطہء اسلام کے اندر نہیں ہیں تمہاری عبادت میں مانع ہیں اور فتنہ و فساد پھیلاتی ہیں تو اس فتنہ کا روکنا اشد ضروری ہے۔ خواہ اس کی خاطر جنگ و جدل ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ کیونکہ اگرچہ لڑائی ایک برائی ہے مگر فتنہ شرک اس سے بھی بڑی برائی ہے۔ لہٰذا ایک بڑی برائی کو روکنے کی خاطر چھوٹی برائی گوارا کی جاسکتی ہے۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو تمہارے دشمن تمہاری جمعیت اور تمہارے مذہب کو صفحہ ہستی سے معدوم کر دیں گے اور اگر تم نے یہ ذلیل حالت گوارا کرلی تو پھر خواہ تم مسلمان ہی کیوں نہ کہلاتے ہو دوزخ کی آگ کا ایندھن بنائے جاؤ گے۔ اگر تم نے کوئی نیک کام بھی کئے ہوں گے تو سب ضبط کر لئے جائیں گے۔ یعنی تمہیں ان کا مطلق کوئی فائدہ نہ پہنچ سکے گا اور اگر پوچھو کہ کیا جہاد کے واسطے شراب کا استعمال اور اس کی ضروریات پر جوئے اور لاٹری سے فراہم شدہ روپیہ خرچ کریں یا نہیں تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ شراب سے دراصل حقیقی جوش اور قوت پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ محض عارضی جوش و خروش ہوتا ہے۔ اگرچہ اس میں کچھ فائدے بھی ہیں مگر ان کے نقصانات اس کے فوائد سے زیادہ ہیں۔ پس جس چیز میں زیادہ نقصانات ہوں اور منافع کم' اسے تم اپنے اوپر حرام سمجھو۔ یہی حال جوئے اور لاٹری کا ہے اور یہ بھی تمہارے لئے حرام ہیں۔ باقی رہا یہ کہ جہاد میں تم بطور چندہ کیا چیز دو۔ تو اس کے لئے خدا تمہیں کسی مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ کھانے پینے اور دیگر ضروریات زندگی کے مصارف کو چھوڑ کر جو کچھ بچ رہے اس میں سے راہ خدا میں خرچ کرو۔ دیکھو' کس قدر صاف صاف احکام اور کس قدر فائدے

کی باتیں تمہیں بتائی جاتی ہیں۔ پھر اگر تم دنیا و آخرت کے واسطے ان پر غور نہ کرو تو افسوس کی بات ہے اگر تمہیں یہ خدشہ ہو کہ اگر جنگ و جدل میں حصہ لیا اور لقمہ اجل ہو گئے تو یتیم بچوں کی نگہداشت کون کرے گا تو تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے یتیموں کی پرورش اور ان کی کفالت ایک قومی فریضہ ہے۔ یتیم بچے بھی قوم کے معزز افراد میں سے ہوتے ہیں۔ ان کی اصلاح بھی ایسی ہی ضروری چیز ہے جیسا کوئی اور دینی کام۔ اگرچہ اس بارہ میں بھی تم پر کوئی خاص مشکل احکام نافذ نہیں کئے جاتے مگر مسلمانوں کو من حیث القوم یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ یتیموں کی بہرصورت بھلائی ہو اور اگر اس طرف سے مسلمانوں نے بے اعتنائی کی تو انہیں مجرم گردان کر سخت سزاؤں کا مستوجب قرار دیا جائے گا پھر قومی عزت و حرمت کا تقاضا ہے کہ ازدواجی تعلقات میں مسلمان مرد اور مسلمان عورت کو مشرک مرد اور مشرک عورت پر بہر حال ترجیح دی جائے اور اس مسئلہ میں افلاس یتیمی اور بے کسی کا مطلق خیال نہ رکھا جائے اسی طرح قوم کی تنظیم ہوا کرتی ہے۔ اسی طرح جماعتوں کی دھاک بندھا کرتی ہے۔ اور اسی طرح آخرت کے مدارج عالیہ حاصل ہوتے ہیں۔

ترجمہ آیات ۲۲۲-۲۲۸:- اور (اے نبی) لوگ آپ سے حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ یہ ناپاک چیز ہے۔ ان ایام میں عورتوں سے الگ رہو اور ان کے پاس نہ جاؤ حتی کہ وہ پاک ہو جائیں پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو جدھر سے اللہ نے تمہارے لئے (فطری طور پر) ٹھہرا دیا ہے ان کے پاس آؤ بیشک اللہ انہی کو دوست رکھتا ہے جو توبہ کرنے والے ہیں اور پاکی و صفائی والوں کو پسند کرتا ہے۔ تمہاری بیویاں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں۔ پس جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں آؤ اور اپنے لئے آئندہ کا سامان کرو اور (ہر وقت) اللہ سے ڈرو اور اس بات کا یقین رکھو کہ تم بالضرور (ایک دن) اس سے ملنے والے ہو اور (اے پیغمبر) ایمان والوں کو خوشخبری سنا دیجئے اور اللہ کے نام کو اپنی قسموں کی آڑ نہ بناؤ کہ کسی کے ساتھ بھلائی نہ کر سکو یا پرہیزگاری کی راہ اختیار نہ کر سکو یا لوگوں میں صلح صفائی کرانے سے رکے رہو (یاد رکھو) اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ (یاد رہے) اللہ تمہاری لغو قسموں پر مواخذہ نہیں کرتا۔ لیکن ان قسموں پر ضرور مواخذہ ہو گا جو تمہارے دلی ارادہ سے ہوں (بہر حال) اللہ بخشنے والا اور بردبار ہے جو لوگ

اپنی بیویوں کے پاس جانے کی قسم کھالیں انہیں چار ماہ کی مہلت ہے پھر اگر وہ اس دوران میں رجوع کر لیں تو اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور اگر طلاق دینے کا پختہ ارادہ کرلیں تو بھی اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے اور وہ عورتیں جنہیں طلاق دی گئی ہے تین حیض (یا تین طہر تک) انتظار کریں اور ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس چیز کو جو اللہ نے ان کے شکم میں پیدا کی ہے چھپائے رکھیں اگر وہ اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہوں۔ اگر اس دوران میں صلح صفائی کرنا چاہیں تو ان کے شوہروں کو انہیں زوجیت میں واپس لینے کا زیادہ حق ہے اور عورتوں کے حقوق اسی طرح مردوں کے ذمہ ہیں جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں کے ذمہ ہیں دستور کے مطابق۔ البتہ مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ فضیلت دی گئی ہے اور خدا غالب' اور حکمت والا ہے۔

شرح:- پچھلے رکوع میں قومی زندگی کی مہمات کا ذکر ہوا اور مسلمانوں کو ایسے ٹھوس اور کارآمد اصول بتائے گئے۔ جن پر عمل کرنے سے رہتی دنیا تک ان کی ہوا نہ بگڑ سکے۔ اس رکوع میں ویسی ہی ایک مہم یعنی اکھڑ زندگی کی مشکلات کا بیان ہے اور اس مشکل کے تمام پہلوؤں پر اس طرح روشنی ڈالی ہے کہ کوئی شق نہیں چھوٹی مثلاً" ارشاد ہوتا ہے کہ ماہواری ایام کے دنوں میں عورتوں سے خلوت نہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ اس حالت میں یہ تعلق عورت مرد دونوں کے لئے مضر ہے اور صفائی اور پاکیزگی کے خلاف ہے مگر یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ عورت ناپاک ہو گئی ہے۔ اور یہ نہ روا ہے کہ اسے اچھوت سمجھا جائے۔

دوسرے یہ کہ عورت مرد کے باہم ملنے اور وظیفہ زوجیت ادا کرنے کے لئے جو فطری طریقہ ہے وہی اختیار کرنا چاہئے اور کسی ناپاک اور مکروہ طریقہ سے ہرگز نہ چلنا چاہئے۔ نیز تیسرے یہ کہ ازدواجی زندگی کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے زبان اپنے قابو میں رکھنی چاہئے اور بے معنی قسمیں کھالینے کے بعد یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ رشتہ نکاح ٹوٹ گیا۔ تیسرے یہ کہ کسی نیکی کے کام کے خلاف قسم کھالینا اور خدا کے نام کو برے کام کی خاطر استعمال کرنا بہت ہی برا ہے۔ عورتوں سے قطع تعلق کرنا کوئی نیکی کا کام نہیں اور اس بارے میں خدا کی قسمیں کھانا اور مصالحانہ اور متقیانہ زندگی گزارنے اور لوگوں کو اس کی ترغیب دینے سے باز رکھنا نہایت برا ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اگر بیوی سے جنسی تعلق نہ رکھنے کی قسم کھالی جائے تو فوراً" ہی قطع تعلق نہیں کرنا چاہئے۔ چار ماہ تک

خوب غور و خوض کرو۔ اس فیصلے کے تمام پہلوؤں کو جانچ لو اور اگر تمہیں ٹھنڈے دل سے غور کرنے کے بعد معلوم ہو کہ پہلا فیصلہ غلط تھا تو فوراً رجوع کرلو خدا تمہاری غلطیوں کو معاف کرنے والا ہے اور اگر اس کے برعکس طلاق دینے کا فیصلہ ہی کرلو۔ تو اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے تین مرتبہ' تین مجلسوں میں' اور تین فرصتوں میں اپنے الفاظ کو دہرایا اور اپنے عزم کو ظاہر کیا جائے۔ اس سے پہلے پہلے ملاپ کرلینے کے مواقع باقی ہیں۔ کیونکہ شرعاً" ملاپ مطلوب ہے۔ تفرقہ اور جدائی مقصود نہیں۔ نیز یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حقوق کے لحاظ سے عورت و مرد مساوی ہیں۔ جیسے مرد کے حقوق عورت کے ذمہ ہیں ویسے ہی عورت کے حقوق مرد کے ذمہ ہی۔ ہاں اس خیال سے کہ گھر کی اس چھوٹی سی مملکت میں مطلق العنانی اور شتر بے مہاری کا مظاہرہ نہ ہونے لگے۔ خاوند کو سردار اور حاکم مقرر کیا گیا ہے تاکہ خانہ داری کا نظام حکومت نہ بگڑے۔ مگر جہاں بیوی کے ذمہ وہ تمام فرائض ہیں جو رعایا کے ہوا کرتے ہیں وہاں خاوند کے ذمہ بھی وہ تمام فرائض ہیں جو حاکم یا سردار کے ہوا کرتے ہیں۔ یاد رکھو' انسان ہونے میں تم سب برابر ہو کسی کو دوسرے پر ظلم و تعدی نہ کرنا چاہیے۔

ترجمہ آیات ۲۲۹-۲۳۱:- طلاق (رجعی) دو مرتبہ ہے۔ اس کے بعد یا تو (مطلقہ کو) حسن سلوک سے روک لیا جائے یا اچھے طریقے سے الگ کر دیا جائے اور تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ جو کچھ تم انہیں دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو۔ مگر اس صورت میں جبکہ دونوں کو خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدود قائم نہ رکھ سکیں گے۔ پس اگر تمہیں ڈر ہو کہ مرد اور عورت اللہ کی مقرر کردہ حدود کو قائم نہ رکھیں گے تو اس میں ان پر کوئی گناہ نہیں کہ عورت کچھ دے دلا کر اپنا پیچھا چھڑا لے۔ یہ اللہ کی حد بندیاں ہیں ان سے باہر نہ جاؤ اور جو اللہ کی حدود سے تجاوز کرے وہی ظالموں میں شمار ہوگا۔ پھر اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو (تیسری) طلاق دے چکا ہو تو وہ اس کے لئے پھر حلال نہیں ہو سکتی تاوقتیکہ وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے پھر اگر وہ (اپنی مرضی سے) اس کو طلاق دیدے تو اب ان پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ پھر تعلقات کو وابستہ کرلیں بشرطیکہ انہیں یقین ہو کہ وہ اللہ کی مقرر کردہ حدود قائم رکھ سکیں گے اور یہ اللہ کی حدود ہیں جنہیں سمجھدار لوگوں کے لئے کھول کر بیان کرتا ہے اور جب تم عورتوں کو دوسری طلاق دے چکو اور ان

کی عدت پوری ہو جائے تو انہیں حسن سلوک سے روک لو یا خوش معاملگی سے علیحدہ کر دو مگر انہیں تنگ کرنے کے لئے روکے نہ رکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کر جاؤ اور جو شخص ایسا کرے گا وہ اپنی ہی جان پر ظلم کرے گا اور اللہ کے احکام کو ہنسی مذاق نہ سمجھو اور اللہ کی عنایتوں کو یاد رکھو۔ جو تم پر ہیں اور کتاب و حکمت کو جو اس نے تم پر اتاری کہ تمہیں اس کے ذریعہ سے نصیحت فرمائے اور خدا کا خوف ہر وقت پیش نظر رکھو اور یقین جانو کہ اللہ تمام باتوں کو جانتا ہے۔

شرح:۔ اس رکوع میں طلاق کے تمام مدارج کا ذکر اور میاں بیوی کو صلح و صفائی کی زندگی گزارنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تمہیں دو طلاقیں دے چکنے کے بعد بھی معلوم ہو جائے کہ جدائی اچھی نہیں ہے اور صلح و صفائی سے دن گزارنے ممکن ہیں تو تمہیں جب بھی اجازت ہے کہ رجوع کر لو اور باہمی مصالحت سے مل جل کر رہو اور اگر دوسری طلاق دینے کے بعد بھی علیحدگی ہی کا خیال ہو۔ تو نہایت خوش اسلوبی سے علیحدہ ہونا چاہئے۔ اس صورت میں تم نے جو کچھ بیوی کو پہلے سے دیدیا ہو یا دینے کا وعدہ کیا ہو وہ سب دیدینا چاہئے اور کچھ واپس نہ لینا چاہئے ہاں اگر یہ دیکھو کہ اللہ کی ٹھہرائی ہوئی حدود اس طریق کار سے ٹوٹ جائیں گی۔ مثلاً" شوہر طلاق نہ دینا چاہے اور نہ اس کا کوئی قصور ہو۔ مگر میاں بیوی آپس میں صلح و صفائی سے نہ رہ سکیں اور عورت کہے کہ میں اپنا مہر یا مہر کا کوئی حصہ چھوڑتی ہوں اور خاوند اس کے بدلے طلاق دیدے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ تمہارے پیش نظر صرف یہ اصول ہونا چاہئے کہ بھلائی اور نیکی کی حدود کسی طرح نہ ٹوٹیں۔ دیکھو نکاح کا مقصد صرف یہ ہے کہ عورت و مرد کے ملاپ سے ایک خوشگوار اور پر لطف زندگی پیدا ہو۔ یہ مقصد نہیں کہ ایک مرد اور ایک عورت خواہ مخواہ ایک دوسرے کے گلے کا ہار ہو جائیں۔ اور نہ یہ مقصد ہے کہ عورت کو مرد کے رحم پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ لگے اس سے وحوش و بہائم کا سا سلوک کرنے۔ خوشگوار زندگی اسی وقت بسر ہو سکتی ہے جب میاں بیوی میں باہمی صلح و صفائی ہو۔ پیار اور محبت ہو اور ایک دوسرے کی چاہت کا جذبہ دونوں کے دلوں میں موجزن ہو اور دیکھو جب ایسی صورت حالات پیدا نہ ہو سکے اور تم بالکل مایوس ہو جاؤ اور ایک دوسرے سے علیحدہ ہونا ہی بہتر ہو تو پھر تم اسے طلاق دے کر علیحدہ کر دو۔ اگر اسے گھر میں رکھنا ہے تو بیوی کی

طرح رکھو اور بہترین سلوک سے پیش آؤ۔ ورنہ اسے طلاق دے کر آزاد کر دو اور اس کے راستے میں کسی طرح کی مشکلات نہ پیدا کرو۔ یہ ہرگز نہیں ہونا چاہئے کہ نہ بچاری کو آزاد کرو اور نہ اس سے وہ حسن سلوک کرو جس کی وہ حقدار ہے۔ دیکھو' یہود کی طرح تم سے بھی مرد کی خود غرضیوں اور نفس پرستیوں سے عورت ذات کی حق تلفی نہ ہو۔ ہمیشہ خدا کا ڈر پیش نظر رکھو اور اس بات کو قطعی طور پر جانے رہو کہ اللہ کو تمہارے دلوں تک کے بھید معلوم ہیں۔ ممکن ہے کہ تم کسی انسان کو دھوکا دیدو۔ خدا کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ پس ان احکام کی پوری پوری تعظیم کرو اور تعظیم یہی ہے کہ ان پر تمہارا عمل ہو۔ اگر تم نے ان احکام میں موڑ توڑ کر کچھ کمی بیشی کی یا تاویلات سے کام لیا تو سمجھا جائے گا' کہ تم نے آیات قرآنی کا تمسخر اڑایا ہے اور اس تمسخر کی کس قدر بڑی سزا ہو گی اس کا اندازہ تم خود ہی لگا سکتے ہو۔

ترجمہ آیات ۲۳۲-۲۳۵:- اور جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ عدت بھی ختم کر لیں تو پھر انہیں اس سے نہ روکو کہ وہ باہمی رضامندی سے مناسب طور پر کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لیں ان احکام کے ساتھ اللہ تم میں سے ان کو نصیحت کرتا ہے جو اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ تمہارے لئے بہت پاکیزہ اور صفائی کی بات ہے اور اللہ (بہتری کی راہ کو) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ یہ مدت اس کے لئے ہے جو پوری مدت دودھ پلانا چاہے اور باپ پر فرض ہے کہ وہ بچے کی ماں کے کھانے پہننے کا (مطلقہ ہونے کی حالت میں بھی) مناسب انتظام کرے۔ کسی شخص کو اس کی بساط سے بڑھ کر تکلیف نہیں دی جاتی۔ ماں کو اس کے بچے کی وجہ سے اور باپ کو اس کے بچے کی وجہ سے' نقصان نہ پہنچایا جائے اور یہی احکام بچوں کے وارثوں پر عائد ہوتے ہیں۔ پھر اگر باہمی رضامندی اور مشورہ سے دونوں (قبل از وقت) دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں' اور اگر تم چاہو کہ اپنی اولاد کو کسی دوسری عورت سے دودھ پلاؤ۔ تو اس میں بھی کوئی گناہ نہیں۔ شرط یہ ہے کہ تم نے جو کچھ دینا کیا تھا وہ خوش معاملگی سے ان کو دیدو اور ہر حال میں اللہ سے ڈرو اور یقین جانو کہ اللہ تمہارے ان اعمال کو جو کر رہے ہو خوب دیکھ رہا ہے اور تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں (ان کی بیویوں کو چاہئے کہ) وہ چار ماہ اور دس دن تک

اپنے آپ کو (نکاح سے) روکے رکھیں۔ پھر جب یہ عدت پوری کر چکیں تو تم پر اس کارروائی میں کوئی گناہ نہیں جو وہ جائز طریقہ سے (نکاح کے لئے) کریں اور اللہ تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے۔ اور اس میں بھی تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم (عدت کے اندر) ایسی عورتوں سے اشارۃً نکاح کا خیال ظاہر کردیا اپنے دل میں قصد نکاح کو پوشیدہ رکھو اللہ کو معلوم ہے کہ تمہیں ان کا خیال ضرور آئے گا لیکن مخفی طور پر ان سے کوئی وعدہ نہ لو ہاں جائز طور پر ان سے کوئی بات کہہ سکتے ہو اور اس وقت تک عقد نکاح کا قصد نہ کرو جب تک عدت پوری نہ ہو جائے اور اس بات کو اچھی طرح سمجھتے رہو کہ اللہ کو ان سب باتوں کا علم ہے جو تمہارے دلوں میں ہیں۔ پس اس سے ڈرتے رہو اور یقین جانو کہ اللہ بخشنے والا نہایت تحمل کرنے والا ہے۔

شرح:۔ اب اگر تم نے طلاق دے دی ہے تو عورتوں کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ اور ان کے معاملات میں ہرگز کسی طرح کی مزاحمت نہ کرو۔ وہ اپنی خوشی سے جہاں چاہیں نکاح کرلیں۔ کیونکہ وہ آزاد ہیں۔ دیکھو تمہیں یہی تاکید کی جاتی ہے کہ ہر کام میں طہارت' قلبی اور پاکیزگی کا خیال مدنظر رہے۔ مطلقہ عورتوں کی گود میں اگر دودھ پیتے بچے ہوں تو بچے ماؤں کو دیئے جائیں تاکہ وہ انہیں دودھ پلائیں دودھ مکمل دو سال تک پلانا چاہئے اور اس دوران میں باپ پر فرض ہے کہ وہ ماں بچہ دونوں کے لباس اور خوراک کا بقدر وسعت انتظام کرے بچے کے سلسلہ میں نہ تو باپ کو نقصان پہنچایا جائے نہ ماں کو اگر مدت رضاعت کے ختم ہونے سے پہلے فریقین دودھ چھڑانے کا فیصلہ کرلیں تو کوئی مانع نہیں اور اگر یہ مناسب ہو کہ کسی غیر عورت سے دودھ پلوایا جائے تو اس میں بھی حرج کی کوئی بات نہیں مگر ایسا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انا کو جو کچھ دینا کیا ہے بلاکم و کاست دیدو اور ہر حالت میں دلوں کے اندر خدا کا خوف رکھنا ہی اتقاء و پرہیزگاری ہے اللہ تمہارے تمام اعمال کو دیکھتا اور جانتا ہے پس تم سے مطلق کوئی کوتاہی نہ ہونی چاہئے اور دیکھو جو عورتیں بیوہ ہو جائیں انہیں چار ماہ اور دس دن تک کی عدت گزارنے کے بعد اپنے نکاح ثانی کا کوئی انتظام کرنا چاہئے کیونکہ فوراً ہی نکاح کرلینے سے مرحوم شوہر کی بے وقعتی اور اس کی سچی محبت میں فرق آتا ہے۔ نیز نسب کے مشتبہ ہونے کا خیال ہوتا ہے اور اس سے زیادہ مدت تک بیوہ بیچاری کو سوگ منانے پر مجبور کرنا بھی خلاف انصاف ہے۔ کیونکہ

اس بیچاری کو خورد و نوش اور دیگر ضروریات زندگی کے واسطے حیران اور پریشان پھرنے کے لئے اس کے حال پر بے بسی کے عالم میں نہ چھوڑ دینا چاہئے۔ بلکہ اسے مکمل اختیار دیا جائے کہ جو صورت اس کے لئے بہتر ہو وہی اختیار کرلے۔ اگر اس کا ارادہ نکاح ثانی کا ہو تو مدت گزر جانے کے بعد اس سے نامہ و پیام کا سلسلہ جنبانی کی جائے۔ مگر کوئی بات چوری چھپے نہ ہو جو کچھ کہو سنو علانیہ اور دستور کے موافق کہو تاکہ نہ غلط فہمیاں پیدا ہوں اور نہ کوئی فتنہ و فساد اٹھے۔ عدت کی مدت ختم ہونے سے پہلے کوئی قول و قرار لینا ناجائز اور مضر ہے۔

ترجمہ آیات ۲۳۶ - ۲۴۲:- تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو ہاتھ لگانے یا ان کا مہر مقرر کرنے سے پہلے طلاق دیدو اور انہیں فائدہ پہنچاؤ مقدور والا اپنی حیثیت کے مطابق دے اور تنگدست اپنی حیثیت کے مطابق۔ یہ حسن سلوک دستور کے مطابق ہو۔ نیک اور خوش معاملہ لوگوں کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔ اور اگر تم انہیں چھونے سے پہلے طلاق دو اور ان کا مہر مقرر کر چکے ہو تو چاہئے کہ اس کا نصف ادا کرو جو تم نے مقرر کیا تھا مگر یہ کہ عورت خود معاف کردے یا وہ شخص جس کے ہاتھ میں نکاح کا سررشتہ ہے معاف کردے اور اگر تم معاف کردو تو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کرنے سے غفلت نہ کرو بیشک اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ نمازوں کی محافظت اور پابندی کرو۔ خصوصاً درمیانی نماز کی اور اللہ کے حضور میں عاجزی و ادب سے کھڑے ہوا کرو پھر اگر تمہیں (دشمن کا) خوف ہو تو (نماز پڑھ لو) خواہ پیدل ہو یا سوار۔ پھر جب تمہیں امن حاصل ہو جائے تو اللہ کو یاد کرو جس طرح کے اس نے تمہیں تعلیم دی ہے جو تم پہلے نہیں جانتے تھے اور جو لوگ تم میں سے فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں انہیں چاہئے کہ وہ اپنی بیویوں کے حق میں وصیت کر جائیں کہ ایک سال تک انہیں فائدہ اٹھانے دیا جائے اور گھروں سے نہ نکالا جائے پھر اگر وہ خود بخود نکل جائیں تو انہوں نے جائز طور پر اپنے لئے جو کچھ کیا تم پر اس سے کوئی گناہ لازم نہیں آتا اور اللہ غالب ہے اسے ہر بات کی حکمت معلوم ہے۔ اور مطلقہ عورتوں کو بہرہ مند کرنا چاہئے پاکباز اور خوش معاملہ لوگوں کے لئے یہ ضروری ہے۔ اس طرح اللہ اپنے احکام تمہارے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھ سکو۔

شرح:- اس رکوع میں عورتوں کی بقیہ مشکلات کو حل کرنے کے اصول بتائے گئے اور ان پر کاربند رہنے کا ایک زریں قاعدہ بتا دیا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ فرض کرو کہ کسی نے ایک عورت سے نکاح کیا مگر نکاح کے بعد میاں بیوی میں نہ زناشوئی کا کوئی تعلق ہوا اور نہ مہر کی رقم مقرر ہوئی اور شوہر طلاق دینے پر آمادہ ہو گیا تو ایسی صورت میں چاہئے کہ مرد اپنے مقدور کے مطابق جس قدر فائدہ عورت کو پہنچا سکتا ہے پہنچا دے اور اگر مہر کی رقم مقرر ہو چکی ہے تو نصف رقم عورت کو ادا کی جائے اور اگر مرد اس سے زیادہ بطور احسان دے سکے تو یہ اور اچھا ہے ہاں عورت یا اس کا ولی خود بخود اپنی مرضی سے مہر کی رقم لینے سے انکار کر دیں تو یہ ان کی اپنی مرضی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ چونکہ نکاح کے معاملہ میں مرد کا ہاتھ زیادہ قوی ہوتا ہے اس لئے انہیں چاہئے کہ ہر معاملہ میں فراخ دلی اور عالی حوصلگی کا ثبوت بھی وہی دیں۔ فرمایا لوگو! اخلاق اور نیکوکاری کے جو اصول تمہیں بتائے گئے ہیں۔ ان پر آسانی سے اسی وقت چل سکتے ہو جب تم ہر روز خدا کی عبادت کرو، اور اس عبادت کا تمہیں اس قدر شغف ہو کہ اگر دشمن تمہاری جان لینے کے ہی درپے ہوں اور تمہیں ایک جگہ ٹھہر کر نماز تک بھی ادا کرنے کا وقت نہ مل سکے تو بھی چلتے چلتے یا سواری کے عالم ہی میں نماز ادا کرو۔ ان چیزوں سے تمہاری اخلاقی طاقت بڑھ جائے گی اور ان تعلیمات پر جو تمام تر تقویٰ و طہارت پر مبنی ہیں تمہارا چلنا آسان ہو جائے گا۔ لہٰذا نماز کو کبھی اور کسی حالت میں بھی قضا نہ ہونے دینا چاہئے۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ دیکھو اگر عورت بیوہ رہ جائے تو متوفی کے وارثین کو یہ نہ چاہئے کہ اس بیچاری کو فوراً گھر سے نکال باہر کھڑا کریں۔ کم از کم ایک سال تو اسے گھر سے مطلق کوئی نہ نکالے اس کے بعد جائیداد کو تقسیم کرنے والے اس معاملہ پر ہمدردانہ غور کریں۔ ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے مرنے سے پہلے اپنی اہلیہ کے حق میں اس قسم کی کوئی وصیت چھوڑ جائے۔ کہ کم از کم ایک سال تک اسے گھر سے نہ نکالا جائے۔ ہاں عورت اپنی مرضی سے اگر مکان چھوڑ کر کہیں جانا چاہے تو کوئی اس کے راستہ میں حائل نہ ہو۔ اخیر میں فرما دیا کہ عورتوں کے ساتھ خواہ وہ مطلقہ ہوں۔ یا بیوہ حسن سلوک سے پیش آنا نیکوکاروں پر فرض قرار دیا گیا ہے لہٰذا کوئی کوتاہی نہ ہونی چاہئے۔

ترجمہ آیات ۲۴۳-۲۴۸:- (اے پیغمبر!) کیا آپ نے ان لوگوں کے حال پر

غور نہیں کیا جو موت کے ڈر سے گھروں سے نکل بھاگے تھے حالانکہ ہزاروں تھے پھر اللہ نے ان کو حکم دیا کہ مرجاؤ (چنانچہ وہ مر گئے) پھر (اپنے فضل و کرم سے) انہیں زندہ کر دیا۔ بیشک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس کے شکر گزار نہیں ہوتے اور اللہ کی راہ میں جنگ کرو اور یقین جانو کہ اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ کون ہے جو اللہ کو خوشدلی سے قرض دیتا ہے اللہ اس کے قرض کو کئی گنا بڑھا دے گا اور اللہ ہی تنگی دیتا ہے اور وہی فراخی عطا فرماتا ہے اور (یاد رکھو) تمہیں آخر اسی کی طرف جانا ہے۔ کیا آپ نے اس واقعہ پر غور نہیں کیا جو بنی اسرائیل کی جماعت کو موسیٰ کے بعد پیش آیا۔ جب انہوں نے اپنے نبی سے کہا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے تاکہ ہم اللہ کے راستے میں لڑیں۔ اس نبی نے کہا کہ اگر تم پر جہاد فرض کر دیا گیا تو کچھ بعید نہیں کہ تم نہ لڑو۔ کہنے لگے کیا وجہ ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں۔ حالانکہ ہمیں اپنے شہروں سے نکالا گیا اور اولاد سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ جب ان پر جہاد فرض کیا گیا۔ تو چند لوگوں کے سوا سب پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور اللہ بھی نافرمانوں کو خوب جانتا ہے اور ان سے ان کے نبی نے کہا کہ واقعی اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر کیا ہے کہنے لگے بھلا اسے ہم پر کیونکر حکومت کا حق حاصل ہو سکتا ہے۔ حالانکہ ہم اس سے زیادہ حکمرانی کے حقدار ہیں اور اسے تو مال و دولت کی وسعت بھی حاصل نہیں (نبی نے کہا) کہ تم میں سے اللہ نے اسی کو منتخب کیا ہے اور اسے علم کی فراوانی اور جسمانی طاقت عطا کی ہے اور اللہ تو اسی کو حکمرانی عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بڑا وسعت بخشنے والا ذی علم ہے۔ اور ان کے نبی نے ان سے کہا کہ دیکھو طالوت کی حکمرانی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آ جائے گا۔ جس میں تمہارے رب کی جانب سے دلجمعی کا سامان ہو گا اور وہ بقیہ اشیاء بھی جو آل موسیٰ اور آل ہارون چھوڑ گئے تھے (تمہیں مل جائیں گی) اس کو فرشتے اٹھائے ہوں گے۔ یقیناً" تمہارے لئے اسی ایک بات میں نشانی ہے اگر تمہیں اللہ پر ایمان ہو۔

شرح:۔ اس رکوع میں سلسلہ ء بیان کو پھر رکوع چھبیس کے مضمون کی طرف پھیرا گیا ہے جہاں سے یہ سلسلہ مضمون شروع ہوا تھا۔ اور جہاد کا حکم دیا گیا تھا۔ ضمناً" کئی ایک سوالات اٹھے جن کے جوابات دے دیئے گئے اور پھر اس رکوع میں بنی اسرائیل کی ایک عبرت انگیز مثال بیان فرما کر واضح کیا گیا کہ جب کسی قوم میں اخلاقی کمزوری' بزدلی اور

جہالت پیدا ہو جائے تو وہ صفحۂ ہستی سے مٹ جایا کرتی ہے اور اگر وہ پھر اپنی حالت کو درست کر لے اور کمزوریوں کو دور کر دے تو پھر کامیابی آکر اس کے قدم چومنے لگتی ہے۔
فرمایا بنی اسرائیل کی ایک دفعہ اس قدر کمزور حالت ہو گئی تھی کہ ان کے مخالفین نے شہروں سے بھی نکال باہر کھڑا کیا تھا حالانکہ تعداد کی رو سے یہ لوگ اپنے مخالفین سے کہیں بڑھے ہوئے تھے مگر موت کا ڈر ان کے دلوں پر اس قدر طاری تھا کہ تمام ذلتیں گوارا کرتے اور جہاد سے کوسوں بھاگتے تھے۔ بالآخر جب پانی سر سے گزر گیا تو ان کے چند نمائندے اپنے نبی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اب ہم جہاد کرنے پر بالکل تلے ہوئے ہیں۔ آپ جسے چاہیں ہمارا سردار مقرر کر دیں تاکہ اس کی قیادت میں ہم اپنی قسمت کا فیصلہ کریں۔ ان کے نبی نے کہا کہ بزدلی اور نافرمانی تمہاری گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر تمہیں جہاد کرنے کا حکم دیا جائے تو شاید تمہاری قوم اس کے لئے تیار نہ ہو اور پھر تمہیں خواہ مخواہ اور بھی ذلیل ہونا پڑے وہ عرض کرنے لگے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا ذلت ہو سکتی ہے کہ ہمیں اپنے مسکونہ گھروں سے بھی نکال دیا گیا ہے اور ہم سے ذلیل ترین سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ ہم ضرور لڑیں گے اور ڈٹ کر لڑیں گے۔ اس پر ان کے نبی نے کہا کہ اچھا میں طالوت کو تمہارا سردار مقرر کرتا ہوں۔ جاؤ اس کی معیت میں جا کر لڑو طالوت ایک جید عالم اور باعمل بزرگ تھے اور تن و توش کے لحاظ سے بھی بھاری بھرکم جسم کے مالک تھے مگر دولت کے لحاظ سے بڑے غریب۔
یہی نمائندے جو اس قدر مخلصانہ درخواست کر رہے تھے کہ ہمیں لڑنے کی اجازت دیجئے ہم ہر طرح تیار ہیں۔ کہنے لگے۔ واہ! آپ نے تو خوب فیصلہ کیا ہے ایک ایسے شخص کو ہم پر سردار مقرر کر دیا ہے جس بیچارے کے پاس ایک کوڑی تک نہیں۔ نبی نے جواب دیا۔ بھلے مانسو! وہ علم میں تم سب سے زیادہ بڑھا ہوا ہے اور جسمانی طاقت میں بھی کسی سے پیچھے نہیں۔ تم سب میں سرداری کے زیادہ قابل وہی ہے۔ دیکھو اگر تم نے اسے سردار تسلیم کر لیا تو وہ صندوق جس میں حضرت موسیٰ کی یادگار چند اشیاء تھیں۔ اور وراثتہ" تمہارے پاس چلا آ رہا تھا اور اب تمہارے مخالفین نے تم سے چھین لیا ہے ابھی تمہیں واپس مل جائے گا اور یہ سب ایک ایسے معجزنما طریقے سے ظہور میں آئے گا کہ تم دیکھ کر دنگ رہ جاؤ گے۔ تب کہیں جا کر وہ لوگ اس بات پر آمادہ ہوئے کہ طالوت کو اپنا

سردار مقرر کریں۔

ترجمہ آیات ۲۴۹ - ۲۵۳:- پس جب طالوت لشکروں سمیت چل کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ اللہ ایک نہر کے ذریعہ سے تمہارا امتحان لینے والا ہے۔ پس جس کسی نے اس میں سے پانی پیا وہ میری جماعت سے نہ ہوگا۔ اور جو نہ پئے گا وہ میری جماعت میں سے ہے۔ ہاں! اپنے ہاتھ سے چلو بھر (پی) لینے میں کوئی ہرج نہیں۔ پھر ان میں سے چند لوگوں کے سوا سب نے پانی پی لیا۔ پھر جب طالوت اور اس کے ایماندار ساتھی نہر کے اس کے پار ہو گئے تو (نافرمانی کرنے والوں نے) کہا کہ ہم میں تو جالوت اور اس کے لشکر سے لڑنے کی آج طاقت نہیں۔ وہ لوگ جو (قیامت کو) اللہ سے ملاقات کرنے کا یقین رکھتے تھے۔ کہنے لگے کتنی ہی چھوٹی جماعتیں ہیں جو حکم الٰہی سے بڑی بڑی جماعتوں پر غالب آ گئیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور جب وہ جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلہ پر آئے تو کہنے لگے اے ہمارے رب! ہمیں صبر عطا کر اور ثابت قدم رکھ اور کافروں پر نصرت عطا فرما۔ پس انہوں نے اللہ کے حکم سے انہیں شکست دی اور داؤد نے جالوت کو قتل کیا اور اللہ نے داؤد کو حکومت اور حکمت عطا فرمائی اور جو کچھ اسے چاہا سکھایا اور اگر اللہ انسانوں کے ایک گروہ کے ذریعے دوسرے گروہ کو ہٹاتا نہ رہے تو البتہ زمین میں فساد پھیل جائے۔ لیکن اللہ کائنات پر فضل کرتا ہے یہ اللہ کی آیتیں ہیں۔ جو ہم صحیح صحیح آپ کو پڑھ کر سنا رہے ہیں اور بلاشبہ آپ رسولوں میں سے ہیں یہ رسول ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت دی۔ ان میں سے بعض ایسے تھے جو اللہ سے ہم کلام ہوئے اور بعضوں کو اس نے کئی (اور بلند) درجے دیئے۔ اور عیسیٰ ابن مریم کو ہم نے کھلے کھلے معجزات دیئے اور جبرائیل سے ان کی تائید کی اور اللہ چاہتا تو لوگ ان پیغمبروں کے بعد جبکہ ان کے پاس واضح احکام آچکے تھے ایک دوسرے سے نہ لڑتے لیکن (باوجود اس کے) لوگوں میں باہمی اختلاف پیدا ہوا تو ان میں بعض تو ایمان پر قائم رہے اور بعضوں نے کفر کا وطیرہ اختیار کیا اور اگر اللہ چاہتا تو (یہ لوگ) ایک دوسرے سے نہ لڑتے مگر اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

شرح:- اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ نصرت الٰہی کسی قوم کے شامل حال کس صورت میں ہوا کرتی ہے اور اسے تنظیم و متابعت کے کن اصولوں کی پیروی کرنے اور صبر و

استقامت کے کٹھن امتحانات میں کامیاب ہونے کے بعد عزت ملا کرتی ہے۔ اور اگر امیر جماعت یا سردار قوم کی پوری پوری اتباع نہ کی جائے تو قوم کی دھاک بندھنی ناممکن ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جب یہود کے اس گروہ کو حضرت طالوت اپنی قیادت میں لے کر میدان جنگ کو چلے تو راستے میں انہوں نے یہ آزمانا چاہا کہ آیا یہ لوگ میرے احکام کی پیروی کرتے ہیں۔ یا نہیں لہٰذا انہیں حکم دیا گیا کہ خواہ تمہیں کیسی ہی پیاس لگے راستے میں پانی نہ پینا۔ دیکھو ایک نہر آئے گی جو کوئی اس سے پانی پی لے گا اس کو اس جماعت سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔ مگر جب وہ نہر آئی تو اکثر نے اس میں سے پانی پیا اور حکم کی خلاف ورزی کی وہ پانی ان کے لئے اس قدر خراب ثابت ہوا کہ سب بیمار ہو گئے اور ان میں جنگ کی تاب و تواں نہ رہی۔ دیکھو اے مسلمانو! تم بھی اپنے امیر جماعت کی حکم عدولی کرو گے تو اسی طرح ذلیل و خوار ہو گے۔ یہ قصے تمہارے لئے درس عبرت ہونے چاہئیں۔ اگر تم نے بھی ان سے کوئی سبق نہ سیکھا۔ تو یہود کی طرح ذلیل و خوار ہو گے۔ پھر دیکھو وہی چند نفر جنہوں نے حضرت طالوت کی متابعت میں پانی نہ پیا تھا جنگ کرنے کے قابل رہے۔ چنانچہ انہوں نے کمر ہمت باندھی اور کہا کہ ہم تو لڑنے مرنے کو تیار ہیں اور اگرچہ مخالفین کے مقابلہ میں ہماری تعداد بہت کم ہے۔ مگر جن کے ساتھ نصرت الٰہی ہو وہ تعداد میں کم بھی ہوں جب بھی کامیاب ہو جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے خدا سے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ! ہمیں مشکلات سہنے کی توفیق عطا کر! جنگ میں ثابت قدم رکھ اور اپنی خاص عنایت سے اپنے دین کے دشمنوں پر ہمیں غلبہ عطا فرما۔ پس جب ہم نے ان کو علم و دانش کے صحیح عقائد پر پایا اور ان کے خلوص و صداقت کو بھی پرکھ لیا تو انہیں کامیابی عطا کی۔

دیکھو مسلمانو! تمہارا طرز عمل بھی ہمیشہ یہی رہے اور جہاد کی ذہنیت کبھی دور نہ ہو۔ کیونکہ اگر خدا اپنے نیک بندوں اور نیک جماعتوں کو فتنہ و فساد برپا کرنے والوں پر مسلط نہ کرے۔ تو تھوڑے دنوں میں دنیا پر اندھیر چھا جائے دیکھو! جہاد کے احکام تمہیں مفصل بتا دیئے گئے ہیں ان میں کوتاہی نہ ہو۔

اے مسلمانو! تم نے بھی گذشتہ نبیوں اور امتوں کے قصے سن لئے ان نبیوں کو ہم نے اپنی بارگاہ سے نہایت بلند درجے عطا کر کے دنیا میں اس واسطے بھیجا تھا کہ لوگوں میں جو اعتقادی و علمی اختلافات تھے ان کا فیصلہ کر کے سب کو ایک طریق کار پر گامزن کریں اور

باہمی محبت و یگانگت پیدا کر دیں۔ چنانچہ نبیوں نے اپنے فرائض منصبی کو باحسن وجوہ ادا کیا۔ مگر لوگ اپنے اپنے اختلافات پر اڑے رہے۔ بہت تھوڑے لوگ نبیوں پر ایمان لائے اور اگرچہ یہ درست ہے کہ اگر ہم چاہتے تو انسان کے ہاتھ پاؤں اس طرح باندھ کر اسے بندۂ مجبور بنا دیتے کہ وہ برائی کا کوئی کام نہ کر سکتا۔ پھر نہ نبی بھیجنے کی ضرورت پڑتی اور نہ ان میں اختلافات ہی رونما ہوتے مگر ہم نے انسان کو بندۂ مجبور نہیں بنایا بلکہ اسے پوری آزادی دی کہ جو چاہے کرے۔ ہاں نیک و بد میں تمیز کرنے کو ضمیر دیا اور وعظ و نصیحت کرنے اور رشد و ہدایت کے راستے بتانے کو رسول و پیغمبر بھیجے۔

ترجمہ آیات ۲۵۴-۲۵۷:- اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے کچھ حصہ (اللہ کی راہ میں) اس سے پہلے پہلے خرچ کر لو وہ دن آ جائے جس دن نہ تو خرید و فروخت ہوگی' نہ دوستی کام آئے گی اور نہ سفارش اور انکار کرنے والے ہی ظالم ہیں۔ (لوگو!) اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ حی و قیوم ہے۔ اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے پاس کسی کی سفارش کر سکے (کیونکہ) جو کچھ لوگوں کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اللہ کو سب معلوم ہے اور لوگ اس کے علم میں سے کسی چیز پر حاوی نہیں۔ الا یہ کہ وہ جس قدر علم ان کو دینا چاہے دیدے اور اس کا تخت حکومت آسمان اور زمین (کی وسعت) پر چھایا ہوا ہے اور ان کی حفاظت و نگرانی اسے گراں نہیں گزرتی اور وہ بڑا ہی بلند مرتبہ اور عظیم الشان ذات ہے۔ دین کے بارے میں زبردستی نہیں۔ بلاشبہ ہدایت کی راہ گمراہی سے نمایاں طور پر الگ ہو گئی ہے۔ پس جو شخص شیطان کا انکار کر دے اور اللہ پر ایمان لے آئے اس نے درحقیقت ایک ایسی مضبوط رسی کو پکڑ لیا جو ہرگز ٹوٹنے والی نہیں (لہٰذا اس کے سہارے قائم رہے گا) اور اللہ (تمام باتوں کو) سنتا اور (ارادوں کو) جانتا ہے۔ اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو اس پر ایمان لے آئیں وہ ان کو (کفر کی) تاریکیوں سے نکال کر (ہدایت کی) روشنی میں لاتا ہے اور وہ لوگ جو کفر کی راہ اختیار کریں۔ شیاطین ان کے دوست ہیں وہ ان کو (ہدایت کی) روشنی سے نکال کر (کفر کی) تاریکیوں میں لے جاتے ہیں۔ یہی لوگ دوزخی ہیں (اور) ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

شرح:۔ پچھلے رکوع میں جہاد کی ضرورت کو ایک قصے کے ذریعے واضح کیا گیا تھا اور بتایا گیا تھا کہ جب تک راہ حق پر چلنے والے لوگ شریروں اور مفسدوں کے خلاف اللہ کی راہ میں جہاد نہ کریں۔ تب تک دنیا کا امن قائم ہی نہیں رہ سکتا اور مسلمانوں کی توجہ بھی اس عظیم الشان اصول کی طرف منعطف کرائی گئی تھی۔ اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ جہاد میں اس وقت تک کامیابی ناممکن ہے جب تک فرداً" فرداً" ہر شخص اخراجات جہاد میں دل کھول کر حصہ نہ لے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم دنیا میں فساد و شر نہیں دیکھنا چاہتے پس جو لوگ اس دفع فساد میں اپنا مال و جان خرچ کر دیں وہ یقیناً" نجات حاصل کرلیں گے۔ اور جن لوگوں نے جہاد کے واسطے مال و جان خرچ کرنے میں بخل سے کام لیا وہ آخرت میں پچھتائیں گے۔ لوگو! آخرت کے معاملات کو اس دنیا کے معاملات پر محمول نہ کرو وہاں داؤ' فریب اور دوستی یا سفارش سے کام نہ چل سکے گا۔ کیونکہ خدا کی ذات عالم الغیب ہے۔ وہ سب کے دلی حالات سے واقف ہے۔ اور ہر بات اس کے علم میں ہے۔ نیز خدا کی ذات ان تمام عیوب و نقائص سے مبرا ہے جو انسان میں پائے جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ دوسروں کی سفارش سننے اور ان سے رائے لینے پر مجبور ہوتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے اگر ہم نبیوں کو بلند مرتبت کرنے کے خیال سے انہیں کسی گروہ یا امت کے حق میں سفارش کرنے کی اجازت دیں تو یہ اور بات ہے۔ درحقیقت ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا تمہیں صرف وہی نیک اعمال فائدہ دیں گے جو تم نے اس دنیا میں کئے ہیں اور دیکھو دین کے معاملے میں ہم کسی پر کوئی سختی نہیں کرتے۔ ہدایت اور گمراہی کی راہیں واضح کردی گئی ہیں۔ ہر شخص کے اختیار میں یہ بات دی گئی ہے کہ اگر وہ چاہے تو ہدایت قبول کرے اور اگر چاہے تو کفر اختیار کرلے۔ ان معنوں میں انسان بالکل آزاد اور خود مختار واقع ہوا ہے اور وہ لوگ جو مجھ پر ایمان لے آتے اور کفرو سرکشی کی راہوں سے انکار کر دیتے ہیں وہ مقصد حیات میں کامیاب ہوں گے اور کسی طرح کی پشیمانی نہ اٹھائیں گے۔ یاد رکھو! ہم تمہاری باتوں کو سنتے اور تمہارے دل کے ارادوں سے خوب واقف ہیں۔ اگر خلوص دل سے نیک عمل کرو گے تو بڑے بڑے انعام پاؤ گے۔ دیکھو! جو لوگ ہمارے احکام پر عمل پیرا ہوتے ہیں ہم ہر طرح ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔ یوں سمجھو کہ اگر وہ خطرناک اندھیروں میں بھی ہوں تو بھی ہم ان کے واسطے روشنی کر دیتے ہیں اور

ہلاکت سے بچالیتے ہیں۔ برعکس اس کے وہ لوگ جو ہمارے احکام اور ہدایت کی پرواہ نہیں کرتے وہ ہر وقت شیطان کی معیت میں رہتے ہیں۔ جو کسی وقت بھی ان کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ ایسے لوگ اگر کبھی حسن اتفاق سے سیدھی راہ پر آبھی جائیں تو شیطان جھٹ انہیں پکڑ کر ٹیڑھے راستے پر ڈال دیتا ہے۔ یوں سمجھو کہ اگر وہ روشنی میں بھی ہوں تو شیطان انہیں اس سے محروم کر دیتا ہے۔ اور تاریکی کی ہلاکتوں میں لے جا کر پھینک دیتا ہے۔ لیکن وہ سمجھتے نہیں اور دوزخ کا ایندھن بنتے ہیں۔ جہاں ہمیشہ انہیں جلنا ہوگا۔

ترجمہ آیات ۲۵۸-۲۶۰:- کیا آپ نے اس شخص کی حالت پر غور نہیں کیا جس نے ابراہیم سے اس کے پروردگار کے بارے میں مناظرہ کیا (اور اس واسطے کیا) کہ اللہ نے اس کو بادشاہت دے رکھی تھی۔ جب ابراہیم نے کہا کہ میرا پروردگار وہ ہے جو (انسان کو) زندہ کرتا اور مارتا ہے' تو اس نے کہا میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں۔ ابراہیم نے کہا کہ اچھا۔ اللہ تو سورج کو مشرق کی طرف سے نکالتا ہے تو مغرب کی جانب سے نکال کر دکھا۔ پس (یہ بات سن کر) وہ کافر ہکا بکا رہ گیا اور اللہ (اس قسم کے) ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ یا (آپ نے اس شخص کے واقعہ پر غور نہیں کیا) جو ایک (تباہ شدہ) گاؤں کے پاس سے گزرا جس کی دیواریں چھتوں پر گری پڑی تھیں (اور اسے دیکھ کر) کہنے لگا۔ اللہ اس برباد شدہ گاؤں کو کس طرح (دوبارہ) آباد کرے گا پس اللہ نے اسے سو سال تک مردہ رکھا پھر اسے زندہ کیا (اور) پوچھا کہ کتنا عرصہ تم اس حالت میں رہے۔ کہنے لگا ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہا۔ فرمایا نہیں تو سو برس تک رہا ہے۔ اب اپنے کھانے پینے کی چیزیں دیکھ۔ گلی سڑی نہیں ہیں اور اپنی گدھے کی طرف بھی نظر کر (یہ سب کچھ اس واسطے کیا گیا ہے) تاکہ ہم تجھے لوگوں کے واسطے ایک نشان بنائیں اور (گدھے کی) ہڈیوں کو بھی دیکھو کہ کس طرح ہم انہیں جوڑتے ہیں۔ پھر (کس طرح) ان کو گوشت پہناتے ہیں۔ پھر جب ہر ایک بات اس پر آشکارا ہو گئی تو کہنے لگا میں نے اب جانا کہ اللہ ہر بات پر قادر ہے۔ اور پھر اس واقعہ کو بھی یاد کرو جب ابراہیم نے کہا کہ اے میرے رب! مجھے دکھا تو کس طرح مردوں کو زندہ کرے گا۔ فرمایا کیا تجھے اس بات پر ایمان نہیں ہے۔ عرض کیا کیوں نہیں (ایمان تو ہے) لیکن اطمینان قلب چاہتا ہوں۔ پھر فرمایا کوئی سے چار پرندے لے لو اور انہیں اپنے آپ سے مانوس کر لو۔ پھر ان میں کا ایک ایک ٹکڑا مختلف پہاڑوں پر

رکھ دو۔ پھر انہیں بلاؤ۔ تو وہ تمہاری طرف بھاگے چلے آئیں گے اور جان رکھو کہ اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

شرح:۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اے مسلمانو اپنی موجودہ کمزور حالت اور بے بسی سے خائف ہو کر کہیں تبلیغ حق اور جہاد فی سبیل اللہ کو نہ چھوڑ بیٹھنا۔ دشمن کی افواج قاہرہ اور ان کے ان گنت خزانے کہیں مرعوب نہ کریں تمہیں چاہئے کہ ابراہیم علیہ السلام اور اس کے زمانے کے ظالم بادشاہ کا واقعہ اپنے پیش نظر رکھو۔ جب دنیا میں خدا پرستی کا نام نہ رہا تھا اور ہر سو بت پرستی' نفس پرستی' انسان پرستی اور آتش پرستی کا دور دورہ تھا۔ جب احکام خداوندی کو لوگ بھول چکے تھے اور دنیا میں طاقت و قوت کی حکومت تھی تو دعوت و تبلیغ حق کے لئے ابراہیم علیہ السلام نے کمر ہمت باندھی اور نتائج و عواقب سے بے پرواہ ہو کر حاکم وقت کو جو ایک نہایت مغرور' ظالم اور نڈر بادشاہ تھا خدا کا فرمانبردار بننے اور صرف اسی کی عبادت کرنے کے لئے دعوت دی۔ اس نے جو کٹ حجتیاں کیں اور جن مظالم کو ابراہیم علیہ السلام کے لئے روا رکھا۔ وہ تاریخ عالم کے اوراق میں محفوظ ہیں۔ مگر کیا ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنی حفاظت میں نہ لیا؟ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ دشمن ان کا بال بھی بیکا نہ کر سکے؟ اور کیا ان کی آواز پر تمام دنیا کی قوموں نے لبیک نہ کہا؟

تم بھی نتائج و عواقب سے اس طرح بے پرواہ ہو کر دعوت و تبلیغ حق کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ۔ خدا کا دین پھیلاؤ۔ مظالم سے نہ ڈرو۔ اپنی جان' اپنا مال و دولت اپنا متاع حیات ہماری راہ میں قربان کر دو۔ دیکھو تم بھی ابراہیم علیہ السلام کی طرح اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گے۔ عزت کی زندگی بسر کرو گے اور زندہ کہلاؤ گے۔ اسی طرح بنو اسرائیل کا وہ واقعہ بھی تمہیں نہ بھولنا چاہئے جب بخت نصر نے بیت المقدس کو اجاڑ کر ویران و برباد اور ان کی قومی زندگی کو ملیامیٹ کر دیا تھا۔ چونکہ وہ جادۂ مستقیم سے بالکل منحرف ہو چکے تھے دوسری قومیں ان پر مسلط ہوئیں اور انہوں نے بنو اسرائیل کی حالت قابل رحم بنا دی۔ اس وقت ہمارے ایک نیک بندے نے قوم کی ناگفتہ بہ حالت اور بیت المقدس کی ویرانی کو دیکھ کر کہا کہ خدایا! کیا یہ ہو سکتا ہے کہ یہ شہر از سر نو اسی طرح آباد ہو جائے اور میری قوم جو بالکل مردہ اور فنا ہو چکی ہے دوبارہ زندہ ہو اور ذلت سے نکل کر عزت و احترام

کی زندگی حاصل کرے؟ ہم نے اسی حالت میں جہاں وہ تھا اس پر موت طاری کردی اور پورے ایک سو سال بعد اسے دوبارہ زندہ کیا اور پوچھا کہ بھلا تم کتنے عرصہ سے یہاں ہو کہنے لگا کہ کم و بیش ایک دن گذرا ہوگا۔ ہم نے کہا ایک دن نہیں تم سو سال سے یہاں مرے پڑے تھے۔ ذرا اپنے کھانے پینے کی اشیاء تو دیکھو کہ اسی طرح جوں کی توں پڑی ہیں اور دیکھ لو کہ تمہارے گدھے کی ہڈیاں کس طرح بکھری پڑی ہیں۔ اب ہم انہیں تمہارے سامنے جوڑنے اور ان پر گوشت پوست چڑھا کر تمہارا گدھا صحیح و سالم بنائے دیتے ہیں۔ چنانچہ اس نے سب کچھ دیکھا اور بے ساختہ پکار اٹھا کہ ہاں اللہ کو ہر بات پر قدرت تامہ حاصل ہے۔ اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ہم ایک شخص کو سو سال تک مردہ رکھنے کے بعد دوبارہ زندہ کرسکتے ہیں اور اس کے سو سال کے مرے ہوئے گدھے کے پنجر کو دوبارہ اس کی آنکھوں کے سامنے جوڑ جاڑ کر صحیح و سالم کرسکتے ہیں تو کیا تمہیں تمہارے مقاصد میں کامیاب اور تمہاری مردہ یا بے نشان قوم کو زندہ نہیں کرسکتے؟ پھر اسی طرح کا وہ واقعہ ہے جو ابراہیم علیہ السلام کو پیش آیا۔ ایک دن ابراہیم علیہ السلام نے ہم سے التجا کی کہ بار خدایا! مجھے اپنی قدرت سے یہ تو دکھا کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا۔ ذرا میں اپنا اطمینان قلب چاہتا ہوں۔ ہم نے کہا کہ چار پرندے لے لو اور انہیں ہلا لو جب وہ ہل جائیں تو ذبح کرکے چار مختلف پہاڑوں پر رکھ دو اور آواز دے کر پکارو اور دیکھو کہ وہ سب اڑتے اڑتے تمہاری آواز پر چلے آئیں گے اور خوب یقین رکھو کہ ہمیں ہر چیز پر پورا پورا غلبہ حاصل ہے اور یہ بھی تم سے پوشیدہ نہیں کہ کس کام کو کس طرح کرنا چاہئے۔ اے مسلمانو! تمہیں ایک لمحہ کے لئے بھی اس امر میں شک نہ کرنا چاہئے کہ کس طرح مخالفین پر تمہیں غلبہ حاصل ہوگا اور کس طرح تم دنیا کی قوموں پر حکمران ہو گے۔ ہاں! جہاد کرو اور اپنے قلب سلیم کے اندر یقین محکم پیدا کرلو۔ پھر ہم تمہیں یقیناً غلبہ دیں گے اور کامیاب کریں گے۔

ترجمہ آیات ۲۶۱-۲۶۶:- ان لوگوں کی مثال جو اللہ کی راہ میں اپنا مال و دولت خرچ کرتے ہیں۔ ایسی ہے جیسا کہ (بیج کا) ایک دانہ ہو جس سے سات خوشے پیدا ہوں ہر ایک خوشے میں سو دانے ہوں اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے اور اللہ بڑی وسعت اور بڑے علم والا ہے۔ وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنا مال و دولت خرچ کرتے ہیں

پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ دکھ پہنچاتے ہیں ایسے لوگوں کو ان کے رب کے ہاں سے اجر ملے گا اور ان پر نہ کسی طرح کا خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غم کھائیں گے خوش کلامی (سے جواب دے دینا) اور درگذر کرنا اس صدقہ سے کہیں بہتر ہے جس کے بعد دکھ پہنچایا جائے (دیکھو!) اللہ بڑا بے نیاز اور بڑا بردبار ہے۔ اے ایمان والو اپنے صدقات کو اس شخص کی طرح احسان جتانے اور دکھ پہنچانے سے ضائع نہ کرو جو اپنا مال و دولت لوگوں کے دکھاوے کے واسطے خرچ کرتا ہے اور اللہ پر ایمان نہیں رکھتا اور نہ یوم آخرت پر اعتقاد رکھتا ہے سو اس شخص کی مثال ایسی ہی ہے کہ ایک چٹان ہو جس پر مٹی پڑی ہوئی ہو پھر جب اس پر زور کی بارش ہو تو ایک چٹان کی چٹان رہ جائے (اسی طرح) انہیں ان کی کمائی میں سے کچھ ہاتھ نہیں لگے گا اور اللہ ناشکری کرنے والوں کو ہدایت نہیں دیتا اور ان لوگوں کی مثال جو اپنا مال اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے اور دلوں کو تقویت پہنچانے کے لئے خرچ کرتے ہیں اس باغ کی مانند ہے جو بلند جگہ پر واقع ہو (اگر) اس پر زور کی بارش ہو تو دگنا پھل لاتا ہے اور اگر بارش نہ ہو تو اوس ہی کافی ہے اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ کھجوروں اور انگوروں کے ایک ایسے باغ کا مالک ہو جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں۔ اس میں اس کے لئے ہر قسم کے میوے مہیا ہوں اور وہ ایسی حالت میں بوڑھا ہو جائے کہ اس کے بچے کمزور و ناتواں ہوں۔ پس (اچانک) تیز و تند ہوا چلے۔ جس میں آگ ہو اور (اس کا) باغ جل جائے کہ اس طرح اللہ تمہارے لئے اپنے احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم غور و خوض کرو۔

شرح:۔ گذشتہ رکوع میں مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب پورے زور سے دی گئی تھی اور تین مثالیں دے کر واضح کیا گیا تھا کہ جب اللہ کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ بظاہر ناممکن چیزوں کو ممکن کر دے تو پھر اس کے لئے یہ بھی کوئی مشکل بات نہیں کہ اگر تم خدا کی راہ میں کٹ مرنے کے لئے کمربستہ ہو کر نکل آؤ تو وہ تم مٹھی بھر فدائیوں کی جماعت کو منکروں کے لاتعداد لشکروں پر غالب کر دے جیسا کہ اس نے ہمیشہ کیا ہے۔ چونکہ جہاد میں کامیابی حاصل کرنے کے واسطے مال و دولت خرچ کرنے کا حکم دیا گیا تھا مگر پورے طور پر سخاوت کے فضائل بیان نہیں کئے تھے اب جبکہ جہاد کے مفصل و مشرح احکام صادر ہو چکے تو

سخاوت کے فضائل کو بھی وضاحت سے بیان کر دیا۔ اس مقام پر یہ لطیف اشارہ ہے کہ یہود نے ہمیشہ جہاد فی سبیل اللہ سے منہ موڑا تھا دیکھ لو وہ کس قدر ذلت کی زندگی بسر کرتے ہیں تم ان کے نقش قدم پر نہ چلنا دوسرے یہ کہ یہود خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے معاملہ میں بڑے بخیل واقع ہوئے ہیں جس سے ان کی روحانیت فنا ہو چکی ہے اور وہ انسانیت کا جوہر کھو چکے ہیں تم ان کی طرح مال و متاع کی محبت میں نہ پھنسنا۔ بلکہ تمہیں خوب کمانا اور دل کھول کر نیک کاموں میں خرچ کرنا چاہئے مال و دولت کماؤ اور اسے قوم کی فلاح و بقا پر خرچ کرو۔ زندگی کا یہی راز ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ خلوص دل سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص زمین میں ایک دانہ بوئے اور سات سو دانے حاصل کرے بلکہ بعض دفعہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ پا لیتا ہے مگر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا اسی صورت میں کوئی فائدہ ہوتا ہے جب ریا کا کوئی شائبہ نہ پایا جائے اور نہ بعد میں احسان جتایا جائے اس قسم کی سخاوت سے تو یہی بہتر ہے کہ لوگوں سے خندہ پیشانی کے ساتھ گفتگو کرے اور ہر شخص کے ساتھ چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑا کرنا شروع نہ کر دے فرمایا وہ لوگ جو خدا کی راہ میں ریا کاری سے خرچ کرتے ہیں ان کا کیا کرایا اکارت جاتا ہے خدا کو روپے پیسے کی احتیاج نہیں بلکہ تمہارے خلوص نیت کی ضرورت ہے۔ دیکھو! اگر تم صرف ہمیں خوش کرنے اور اپنی روحوں کو دکھ درد سے بچانے کے خیال سے اپنی دولتیں ہماری راہ میں لٹاؤ گے تو تمہارے اعمال اس سدا بہار باغ کی طرح ہوں گے جو کبھی خشک نہ ہو اس کے برعکس اگر ریا کاری' ایذا دہی اور نفس پرستی کے خیال سے خرچ کرو گے تو خائب و خاسر رہو گے۔ فرمایا ریا کاری سے خرچ کرنے والا اس شخص کی مانند ہے۔ جس نے بڑی محنت و جانفشانی سے میوہ جات کا ایک باغ لگایا اور جب اس سے پھل کھانے کے دن آئے تو سر پر ایک تو بڑھاپے کی مصیبت اور دوسرے چھوٹے بچوں کو پرورش کی فکر آسوار ہوئی اور ساتھ ہی ایک ایسی تند ہوا چلی جس سے تمام باغ اور اس کے پھل پھول جل کر خاک سیاہ ہو گئے غور کرو کہ اس شخص کی حالت کس قدر قابل رحم ہو گی اور تم میں سے کون چاہتا ہے کہ ویسا ہی ہو جائے۔ پس اگر تمہیں ویسا بننا مقصود نہیں تو ابھی سے سنبھل جاؤ اور جو کچھ خرچ کرو اللہ اور صرف اللہ کے واسطے خرچ کرو۔

ترجمہ آیات ۲۶۷-۲۷۳:- اے ایمان والو! اپنی حلال کمائی میں سے اور ان

(حلال) اشیاء میں سے جو ہم نے تمہارے واسطے زمین سے پیدا کی ہیں (ہماری راہ میں) خرچ کرو اور ناقص و ناپاک (چیزیں دینے) کا ارادہ نہ کرو کہ ایسے چیزیں دینے لگو۔ حالانکہ تم ایسی چیزیں (دوسروں سے) خوشدلی کے ساتھ قبول نہیں کرتے ہاں چشم پوشی کر جاؤ تو دوسری بات ہے۔ جان لو کہ اللہ بے نیاز اور لائق حمد و ثنا ہے شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور برے کام کی ترغیب دیتا ہے اور اللہ تمہیں اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ دلاتا ہے اور (یاد رکھو) اللہ بڑی وسعت اور بڑے علم والا ہے۔ جس کو چاہتا ہے علم و حکمت سے بہرہ ور کرتا ہے اور جسے (علم و حکمت کی) سمجھ دی گئی اس نے بلاشبہ خیر و برکت کی بہت سی نعمتوں کو پا لیا اور اس نصیحت کو صرف دانا آدمی ہی مانتے ہیں اور تم جو کچھ (تھوڑا بہت جہاں کہیں بھی) خرچ کرو یا نذر نیاز کے طور پر دو سو وہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہے اور ظالموں کا (جو ناجائز طریقوں سے خرچ کریں) کوئی مددگار نہ ہو گا اگر تم علانیہ خیرات کرو تو بھی اچھا ہے اور اگر مخفی طور پر حاجتمندوں کو دو تو وہ تمہارے لئے بہت اچھا ہے اور اللہ تم سے تمہارے گناہوں کو دور کردے گا اور (یاد رکھو) اللہ ان تمام باتوں سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔ (اے پیغمبر!) آپ ان (لوگوں) کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں ہیں بلکہ خدا جسے چاہے ہدایت کی توفیق دے اور (اے لوگو!) جو کچھ تم (ہماری راہ میں) خرچ کرو گے وہ خود تمہیں فائدہ دے گا اور تم صرف خدا کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہو اور (یاد رکھو) تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے اس کا پورا پورا اجر تمہیں دیا جائے گا اور تم نقصان میں نہیں رہو گے۔ (صدقے خیرات کا مال) ان حاجتمندوں کو دو جو اللہ کی راہ میں گھرے بیٹھے ہیں اور (معاش کے لئے) زمین میں دوڑ دھوپ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ناواقف آدمی انہیں سوال نہ کرنے کی وجہ سے دولت مند سمجھتے ہیں۔ تم ان کے چہرے سے پہچان سکتے ہو وہ لوگوں کے پیچھے پڑ کر سوال نہیں کرتے اور (یاد رکھو) تم (نیکی کی راہ میں) جو کچھ خرچ کرو گے بیشک اللہ کے علم میں ہے۔

شرح:- پچھلے رکوع میں صدقہ و خیرات کی فضیلت بتا کر اس کی ترغیب دی گئی تھی اور ریاکاری کی سخاوت یا صدقہ دینے کے بعد احسان جتانے کے خوفناک نتائج سے باخبر کر کے محض خالص و مخلص ہو کر غرباء کی امداد کرنے کی تلقین کی گئی تھی۔

اس رکوع میں ذیل کی چار باتیں بتائی گئی ہیں۔ اول یہ کہ خدا کی راہ میں صرف وہی

اشیاء دینی چاہئیں جو انسان کو خود پسندیدہ ہوں۔ "ہر چہ بر خود پسندی بر دیگران پسند" کو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہئے۔ دوسرے یہ کہ قوم کی امداد میں چندہ دینے اور غریبوں کی مدد کرنے سے انسان غریب نہیں ہو جاتا تیسرے یہ کہ صدقہ و خیرات کرنے والوں کے اس فعل سے ان کی ذات اور قوم کو فائدہ پہنچتا ہے نہ خدا کا اس میں ذاتی فائدہ ہے اور نہ اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ذاتی فائدہ مقصود ہے۔ چوتھا یہ بتایا گیا ہے کہ کس قسم کے لوگوں کو خیرات کا مال دینا چاہئے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

کہ اے مسلمانو! تمہیں خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا جا چکا ہے اب اگر تم یہ پوچھو کہ اللہ کے نام پر کیا دینا چاہئے تو اس میں تم پر کوئی خاص پابندی عائد نہیں کی جاتی۔ تم اپنی حلال کمائی میں سے جو کچھ بھی میسر آئے دے سکتے ہو۔ مگر اس بات کو ہمیشہ پیش نظر رکھو کہ خدا کے نام پر ردی اور بے کار یا ناپسندیدہ اشیاء نہ دو۔ بھلا ہم تمہاری اس قسم کی سخاوت کو کیوں قبول کرنے لگیں جبکہ خود تمہیں کوئی ناپسندیدہ اور ردی چیز دی جائے تو تم ہرگز قبول نہیں کرتے بلکہ ناراض ہو جاتے ہو۔ تو ہم بھی اسی طرح ردی چیزوں کی سخاوت پر کوئی اجر نہیں دیتے۔ نیز اس بات کو بھی یاد رکھو کہ اگر تم اپنی کمائی کا کوئی حصہ ہماری راہ میں غرباء کی امداد یا عساکر اسلام کی مدد یا قومی تحریکات کی اعانت کے واسطے خرچ کرو گے تو یہ ہرگز نہ سمجھو کہ غریب ہو جاؤ گے۔ نہیں بلکہ اس طریق کار سے تمہاری کمائی میں برکت ہوگی۔ قوم کی دھاک بندھے گی حکومت کے پاؤں متزلزل نہ ہوں گے۔ دشمن مقابلے کی جرات نہ کرے گا اور تمہارے افراد خوشحال و مطمئن ہو کر بہترین کام کرنے کے قابل ہوں گے دیکھو! جسے ہم "حکمت" کہتے ہیں وہ "علم و عمل" کے مجموعے کا نام ہے "علم کیا ہے؟" اللہ پر، اس کے رسولوں پر اس کی نازل کردہ کتابوں پر اور روز حشر پر حساب کتاب پر اور بعث بعد الموت اور ان سب کی تفصیلات پر ایمان لانا اور صدق دل سے اس کا اعلان کرنا۔ مگر "عمل" کیا ہے اپنی جیب سے اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی سے اور اپنے فراہم کردہ مال و متاع کی مدد سے متذکرہ امور کے پھیلانے پر خرچ کرنا اگر منکرین سے جنگ کرنے کی نوبت آئے تو ضروریات جنگ کی فراہمی کے واسطے حسب توفیق حصہ لینا۔ جو لوگ جنگ میں کام آئیں ان کے بیوی بچوں کے وظائف مقرر کرنا۔ جو لوگ زخمی ہو جائیں ان کو خورد و نوش کے سامان بہم پہنچانا جو لوگ اعلان حق کرنے والے

ہوں ان کی معاش کی کفالت اپنے سر لینا "عمل" ہے جو لوگ علم بھی رکھیں اور اس پر عمل پیرا بھی ہوں یوں سمجھو کہ انہیں "حکمت" دی گئی ہے اور جسے "حکمت" دی جائے۔ یقیناً اسے دین و دنیا کی تمام نعمتیں مل گئیں۔ جو انسان کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

دیکھو! نہ تو یہ ضروری ہے کہ صدقہ چوری چھپے ہی دیا جائے اور نہ یہ ضروری ہے کہ ضرور لوگوں کو دکھا کر ہی دو بلکہ مناسب حال جو صورت بہتر ہو اس پر عمل کرو۔ ہاں اتنی بات ہمیشہ پیش نظر رکھو کہ ریاکاری یا نفسانیت یا ایذا دہی کا کوئی شائبہ تمہارے دل میں نہ آنے پائے۔ دیکھو! اگر مخلص ہو کر نیک کام کرو گے اور خیرات دو گے تو ضرور اپنی ذات کو فائدہ پہنچاؤ گے۔ ورنہ تمہارا اپنا نقصان ہو گا کسی دوسرے کا کیا حرج ہے۔ ہاں! صدقات صرف انہی مسلمان، نیک عمل اور پابند صوم و صلوٰۃ لوگوں کو دو جو تمہیں مستحق نظر آئیں اور جو خود نہ کما سکتے ہوں یاد رکھو تم کو ہر وقت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ ہم تم سے کسی وقت غافل نہیں۔

ترجمہ آیات ۲۷۴-۲۸۱:- وہ لوگ جو اپنا مال دن رات (اللہ کی راہ میں) پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے رہتے ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس اجر ہے اور انہیں نہ کسی طرح کا خوف ہو گا اور نہ وہ غم کھائیں گے وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) اس شخص کی طرح (اپنے پاؤں پر) کھڑے نہ ہو سکیں گے۔ جسے شیطان نے چھو کر دیوانہ کر دیا ہو یہ انہیں اس بات کی سزا ہے کہ انہوں نے کہہ دیا۔ خرید و فروخت بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے خرید و فروخت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے تو جس شخص کو اللہ کی یہ نصیحت پہنچ چکی اور وہ (آئندہ کے لئے) باز آ گیا۔ تو جو کچھ وہ لے چکا ہے وہ اس کا ہو چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو اس کے بعد بھی سود لے تو یہی لوگ دوزخی ہیں اور یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ نہ ماننے والے گنہگار لوگوں کو پسند نہیں کرتا وہ لوگ جو ایمان لائے اور (انہوں نے) نیک عمل کئے، نماز کے پابند رہے اور زکوٰۃ دی۔ ان کے واسطے ان کے رب کے پاس اجر ہے اور انہیں نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اگر تمہیں خدا پر ایمان ہے تو جس قدر سود باقی ہے

اسے چھوڑ دو۔ اگر تم ایسا نہیں کرتے تو پھر اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ اور اگر توبہ کرتے ہو تو اپنی اصل رقم کے حقدار ہو۔ نہ تم ظلم کرو نہ تمہارے ساتھ ظلم کیا جائے اور اگر (مقروض) تنگدست ہو تو اس کے لئے آسودگی تک مہلت ہے اور بخش دو تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔ بشرطیکہ تم اس بات کو سمجھو اور (اے لوگو!) اس دن سے ڈرو جب تم خدا کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ پھر تم میں سے ہر ایک شخص کو جو کچھ کہ اس نے کیا ہے اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر بالکل ظلم نہ ہو گا۔

شرح:۔ پچھلے رکوع میں یہ بتایا گیا تھا کہ خیرات و صدقہ بھی حکمت یعنی "علم و عمل" کی ایک شاخ ہے اور نیز یہ کہ خیرات کس طرح کن لوگوں کو اور کیوں کر دینی چاہئے۔ اس رکوع میں خیرات کی ضد سود (ربا) کی مذمت اور حرمت کا بیان ہے اور سود لینا خدا سے جنگ کرنے کے مترادف قرار دیا گیا ہے گذشتہ رکوع اور اس رکوع کے مضمون کو ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام انسان میں باہمی محبت' ہمدردی اور موانست پیدا کرنا چاہتا ہے وہ تمام ایسے اور صرف ایسے احکام صادر کرتا ہے جن کے تحت میں جذبہ ہمدردی و ایثار کارفرما ہو۔ یعنی ایک انسان دوسرے انسان کے دکھ درد اور تکلیف کو اپنا دکھ درد اور اپنی تکلیف سمجھے اور اس کی ضرورت کو اپنی ضرورت خیال کرے۔ اور نہ صرف زبانی ہمدردی کرے بلکہ عملی طور پر اپنے روپے پیسے اور اپنے سامان خورد و نوش سے دوسروں کا پیٹ پالے وہ اپنے آپ کو تکلیف دینا تو گوارا کر لے مگر دوسرے اپنے جیسے انسانوں کو دکھ درد اور تکلیف میں نہ دیکھ سکے۔ اسلام ان تمام طریقوں' رواجوں اور قوانین کی مذمت کرتا ہے جو اس جذبے کے خلاف ہوں اور عملی طور پر اس کی تعلیم کے منافی ہوں مثلاً" وہ سود و ربا کی ذہنیت کو فنا اور ملیامیٹ کر دینا چاہتا ہے وہ دنیا کی سب سے بڑی سود خور قوم یہود کے طرز عمل کو دکھا کر پوچھتا ہے کہ کیا انسانیت اسی چیز کا نام ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کو احتیاج و ضرورت میں جکڑا دیکھ کر اس سے ذاتی فائدہ اٹھائے اور اس کی مفلسی کو اپنی دولت مندی کا ذریعہ بنائے۔ فی الحقیقت سود کی ذہنیت انسان کو بے رحم' درندہ اور وحشی صفت حیوان بنا دیتی ہے اور اس کے انسانی اوصاف میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔ خدا ایسے یہود صفت لوگوں کو فرماتا ہے کہ سود لینے سے باز آؤ اور انسان بن

گزار ہو اگر ایسا نہیں تو ہم یوں سمجھیں گے کہ تم ہم سے اعلان جنگ کر رہے ہو۔ مگر تم ناتوان اور ضعیف الخلقت ہستیوں کی کیا مجال ہے کہ ہمارے مقابلے میں کھڑے ہو سکو۔ اگر ہم تمہیں فنا کرنا چاہیں تو ایک لحظہ میں کر سکتے ہیں۔ ہماری نافرمانی کے خوفناک نتائج سے آگاہ ہو جاؤ اور سود لینا چھوڑ دو دیکھو! ہم یہ چاہتے ہیں کہ انسان سود کی رسم کو دنیا سے ملیامیٹ کر دے اور خیرات و صدقات کو عام کر دے۔ منہ سے اقرار کرنے کے بعد عمل بھی کر کے دکھائے اگر نماز پڑھتا ہے تو زکوٰۃ بھی دے۔ عذاب سے بچنے کا یہی طریق کار ہے فرماتا ہے جس وقت کسی کو سود کی ممانعت کا حکم پہنچ جائے اسی وقت سے وہ سودی لین دین کو بند کر دے۔ اور حیل و حجت اور "اگر مگر" کو بہانہ نہ بنائے یاد رہے سود اور چیز ہے تجارت اور۔ اور ان دونوں میں کوئی یکسانیت نہیں۔ تجارت حلال ہے اور جائز سود حرام ہے اور ناجائز اور بس۔ مسلمانو! آج یہود جن کو ہم نے کبھی دین و دنیا کی نعمتیں عطا کر رکھی تھیں۔ کیوں ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ کیوں معتوب و مقہور قرار دیئے گئے ہیں؟ سنو! منجملہ اور خرابیوں کے ان میں سب سے بڑی خرابی یہ تھی کہ سود کی عادت نے ان کے دل پتھر اور ان کی فطرتیں مسخ کر دیں۔

تم اس بری چیز سے بچو اور آخرت کا خوف پیدا کر کے انسانیت کے ساتھ یہ چند روزہ زندگی گزار جاؤ۔

ترجمہ آیات ۲۸۲ - ۲۸۳:- اے مسلمانو! جب کبھی تم ایک دوسرے کے ساتھ مقررہ میعاد کے لئے لین دین کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو اور تمہارے درمیان ایک کاتب ہونا چاہئے جو عدل و انصاف سے لکھے اور کاتب جیسا کچھ اللہ نے اسے سکھا دیا ہے لکھنے سے انکار نہ کرے۔ اسے چاہئے کہ وہ لکھ دے۔ اور وہ جو لے رہا ہے لکھاتا جائے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور (اپنی طرف سے) اس عبارت میں کوئی کمی نہ کرے۔ ہاں اگر وہ شخص کہ جس کے ذمے حق ہے نادان یا کمزور (بچہ یا بوڑھا) ہو یا خود لکھانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو چاہئے کہ اس کا ولی (یا وکیل) انصاف سے (دستاویز) لکھاتا جائے اور اپنے میں سے دو مردوں کو گواہ کر لیا کرو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو پھر ایک مرد اور (ایسی) دو عورتیں کافی ہوں گی جنہیں تم شہادت کے لئے پسند کرو کہ (اگر) ان میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے اور گواہوں کو چاہئے کہ جب وہ (عدالت

میں) بلائے جائیں تو انکار نہ کریں اور معاملہ جب ایک مدت کے لئے ہو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا لکھنے میں تساہل نہ کرو۔ یہ کارروائی اللہ کے نزدیک بہت انصاف پر مبنی ہے اور شہادت کے لئے بھی بہت موزوں ہے اور اغلب یہ ہے کہ اس طرح تم شک و شبہ میں نہ پڑو۔ ہاں اگر تجارت نقد ہو جس میں تم (ہاتھوں ہاتھ) لین دین کرتے ہو۔ تو اس کے نہ لکھنے میں تم پر کوئی الزام نہیں اور اس قسم کی خرید و فروخت کے وقت بھی گواہ کر لیا کرو اور کاتب کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے اور نہ گواہ کو۔ اور اگر تم نے ایسا کیا تو یہ تمہاری نافرمانی ہوگی۔ اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں (باہمی معاملات کی) تعلیم دیتا ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اور اگر تم سفر میں ہو اور کاتب نہ ملے تو باقبضہ گرو کا معاملہ کر لو۔ اگر تم میں سے کوئی شخص کسی پر اعتماد کرے (اور قرض دیدے) تو جس پر اعتماد کیا گیا اسے چاہئے کہ وہ اس کی امانت کو ادا کر دے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو گواہی کو چھپاتا ہے وہ دل کا مجرم ہوتا ہے۔ اور (یاد رکھو) اللہ تمہارے اعمال سے واقف ہے۔

شرح:۔ پچھلے رکوع میں سود کی حرمت بیان ہوئی اور اس سلسلے میں قرض لینے دینے کا بیان شروع ہو گیا تھا۔

اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ قرض لینا دینا ممنوع نہیں بشرطیکہ سودی قرض نہ ہو۔ نیز بدمعاملگی اور تلخ تجربوں سے بچنے کے چند اصول بیان کر دیئے اور فرمایا کہ اس طریق کار سے تم نقصان نہیں اٹھاؤ گے:

(۱) قرض لین دین کا معاملہ تحریری معاہدہ کے بغیر ہرگز نہ ہونا چاہئے۔

(۲) دستاویز لکھنے والا کاتب عدل پسند، حق گو اور دلیر آدمی ہو اور دیانتداری سے اپنا فرض سرانجام دے۔

(۳) اگر کوئی فریق بے سمجھ یا کمزور و ناتوان ہو تو اس کا سرپرست نہایت دیانتداری اور انصاف پسندی سے اس کی وکالت کرے۔

(۴) دو گواہ اس دستاویز یا معاملہ پر شاہد ہوں اور جب انہیں گواہی دینے کے لئے طلب کیا جائے تو وہ لیت و لعل اور پس و پیش نہ کریں۔

(۵) کوئی شخص کاتب اور گواہ پر ناجائز رعب نہ ڈالے۔

(۶) اگر دو مرد گواہ نہ مل سکیں تو ایک مرد اور دو عورتیں شاہد ہوں۔

فرمایا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو کبھی بدمعاملگی کا خدشہ لاحق نہ ہوگا اور اگر عدالت تک جانے کی نوبت بھی آئے تو آسانی سے شہادت بہم پہنچا کر اپنا حق محفوظ کرا سکو گے۔ ہاں وہ چیز جو تم نقد بنقد فروخت کرلو۔ ایک ہاتھ سے دو اور دوسرے ہاتھ سے اس کی قیمت وصول کرلو اس کے لئے ایک دوسرے کو کوئی دستاویز لکھ کر دینے کی ضرورت نہیں۔ مگر جہاں اتنا ڈر ہو کہ اس کی فروخت پر بعد میں کوئی فتنہ برپا ہو سکتا ہے تو فوراً گواہ بنالو اور اس طریق سے لکھا پڑھی کرو کہ نہ فریقین میں سے کسی کے ساتھ حیلہ و فریب ہو اور نہ کاتب و شاہد کو کوئی نقصان پہنچ سکے یعنی بالکل سچے واقعات کو معرض ضبط میں لاؤ۔ پھر فرمایا کہ اگر تم ایسے حالات میں گھر جاؤ کہ لکھا پڑھی نہ کر سکو اور قرض لینے کی ضرورت پیش آئے تو کوئی چیز گروی رکھ کر کام چلا لو اور وعدہ کے مطابق قرضخواہ کی رقم ادا کرکے اپنی چیز واپس لے لو۔ یہاں قرضخواہ کو تنبیہہ کردی کہ دیکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم گروی رکھی ہوئی چیز کو واپس کرنے سے انکار کردو۔ یاد رکھو! وہ ایک امانت ہے جو تمہارے قبضے میں دی گئی ہے۔ تمہارا فرض ہونا چاہئے کہ تم اس امانت کو اسی طرح واپس کردو جیسے تمہیں دی گئی تھی اور ہمیشہ خدا کا خوف دل میں رکھو۔ دیکھو! ہم تم میں سے ہر ایک کے حالات سے واقف ہیں اور تمہارے دلوں تک کی کیفیتیں ہم کو معلوم ہیں۔

ترجمہ آیات ۲۸۴-۲۸۶:- آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ ہی کی ملکیت ہے اور خواہ تم دل کی باتوں کو ظاہر کردیا پوشیدہ رکھو (ہر حال میں) اللہ ضرور تم سے اس کا محاسبہ کرے گا۔ پھر جس کو چاہے گا بخش دے گا اور جس کو چاہے گا سزا دے گا اور اللہ ہر بات پر قدرت رکھتا ہے۔ جو کچھ اللہ کی جانب سے رسول کی طرف نازل کیا گیا اس پر اس نے اور ایمان لانے والے لوگوں نے یقین کرلیا ان میں سے ہر ایک اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں اور رسولوں پر ایمان لایا (اور انہوں نے کہہ دیا کہ) ہم تو اللہ کے رسولوں میں سے کسی ایک کو (دوسرے سے) جدا نہیں سمجھتے اور (یہ بھی) کہا بارے خدایا! ہم نے (تیرے حکموں کو) سنا اور بجا لائے۔ تیری ہی مغفرت کے خواہاں ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ کسی انسان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ ہر شخص وہی کچھ پائے گا جو اس نے کمایا اور جوابدہ بھی اسی کے لئے ہے جو اس نے

کیا۔ (ایمان والے تو یہی کہتے ہیں) خدایا! اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو اس پر ہمیں سزا نہ دے۔ خدایا! ہم پر ویسا بار نہ ڈال جیسا کہ تو نے ان لوگوں پر ڈالا تھا جو ہم سے پہلے تھے۔ خدایا! ہم سے ایسا بوجھ نہ اٹھوا! جس کی ہمیں طاقت نہیں۔ ہم سے درگذر فرما، ہمارے گناہ بخش دے اور ہم پر رحم کر۔ خدایا! تو ہی ہمارا آقا ہے تو ہی ہمیں نافرمانوں کے مقابلہ میں فتح عطا فرما۔

شرح:- یہاں سورۂ بقرہ کا تمام مضمون ختم ہوا۔ اس سورہ کا پہلا رکوع بطور مقدمہ کے تھا اور یہ آخری رکوع بطور تتمہ و تکملہ کے ہے اور ان دونوں کا مضمون ایک ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے لوگو! زمین و آسمان اور جملہ کائنات کو ہم نے پیدا کیا ہم ہی ان اشیاء کے مالک حقیقی ہیں۔ جب چاہتے ہیں ان اشیاء کو بنا دیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں فنا کر دیتے ہیں کوئی چیز ہماری نگاہ سے پوشیدہ نہیں۔ حتیٰ کہ جو باتیں تمہارے دلوں کی پہنائیوں میں پوشیدہ ہوتی ہیں وہ بھی روز روشن کی طرح ہم پر عیاں ہیں۔ دیکھو تمہیں راہ ہدایت اور راہ ضلالت دکھا دی گئی ہے اور ان پر چلنے کی توفیق دے دی ہے اور صاف بتا دیا ہے کہ اگر اپنے لئے راہ ہدایت کو منتخب کرو گے تو تمہاری ادنیٰ لغزشیں معاف کر دی جائیں گی اور اپنے قرب میں مقام عزت عطا کروں گا اور اگر تم نے غلط راستہ اختیار کیا تو پھر تمہیں عذاب پر عذاب اور سزا پر سزا دی جائے گی۔ یاد رکھو سلامتی اسی میں ہے کہ تم اس رسول (یعنی محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے نقش قدم پر چل کر قرآن اور صرف قرآن پر ایمان لاؤ اور اسی کے مطابق عمل کرو۔ دیکھو! تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور رسولوں میں سے کسی کو ایک دوسرے سے جدا نہ کرو تم سب کی عزت کرو۔ اور قرآن کے احکام سن کر ان پر عمل کرو۔ ہر وقت اپنی فروگذاشتوں کی معافی چاہو اور کہو کہ خدایا ہمارا کوئی دوسرا ٹھکانا نہیں ہم تو بالآخر تیری ہی طرف رجوع کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم تمہیں کوئی ایسا کام کرنے کی تکلیف نہیں دیتے جو تم نہ کر سکو جن فرائض کی تعمیل کے لئے ہم احکام صادر کرتے ہیں ان کی توفیق بھی عطا کرتے ہیں پس جو اب بھی کوتاہی کرے اس کا نتیجہ برا ہوگا۔ دیکھو تم ہمیشہ یہ دعا مانگا کرو بارے خدایا! اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو ہمیں سزا نہ دے ہم پر کوئی ایسی مہم نہ ڈال جیسی کہ ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالی گئی تھی۔ خدایا!

ہم سے کوئی ایسا بوجھ نہ اٹھوا جو ناقابل برداشت ہو۔ خدایا! ہماری لغزشیں معاف فرما! خدایا ہم پر رحم کر! خدایا تو ہی ہمارا آقا ہے۔ ہمیں ان لوگوں پر غلبہ عطا کر جو تیرے دین مبین کو نہیں مانتے۔ قرآن پر عمل نہیں کرتے اور اسلام کے دشمن ہیں۔

(۸۸) سورۃ الانفال (۸)

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں پچھتر آیات مبارکہ اور دس رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۱-۱۰:- (اے پیغمبر) لوگ آپ سے مال غنیمت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہہ دیجئے کہ مال غنیمت تو اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا پس تم اللہ سے ڈرو اور ایک دوسرے کے ساتھ صلح صفائی سے رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔ درحقیقت مومن وہی ہیں کہ (جب ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اس کے احکام پڑھ کر سنائے جاتے ہیں تو یہ احکام ان کے ایمان کو اور بڑھا دیتے ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس میں سے (نیکی کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں یہی لوگ سچے مومن ہیں انہی کے واسطے ان کے رب کے پاس بلند مرتبے ہیں۔ عفو و بخشش ہے اور عزت کی روزی ہے۔ اے پیغمبر! (غور کرو کہ) کس طور پر آپ کے رب نے آپ کو حق و صداقت کے ساتھ گھر سے نکلنے پر آمادہ کیا حالانکہ مومنوں کا ایک گروہ اسے ناپسند کر رہا تھا یہ لوگ آپ کے ساتھ حق بات میں اس کے ظاہر ہوجانے کے بعد بھی جھگڑ رہے تھے۔ گویا کہ موت کی طرف دھکیلے جا رہے ہیں اور وہ اسے دیکھ بھی رہے ہیں اور (یاد کرو) جب اللہ نے دو گروہوں میں سے ایک گروہ کا تم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ تمہارے قابو میں آئے گا اور تم اس بات کو پسند کرتے تھے کہ غیر مسلح گروہ تمہارے مقابلہ پر آئے اور اللہ کو یہ منظور تھا کہ اپنے احکام سے حق کو ثابت کر دکھائے اور منکروں کی جڑ کاٹ دے۔ تاکہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا

ثابت ہو جائے خواہ اس امر کو گنہ گار ناپسند ہی کریں۔ جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری اس بات کو قبول کر لیا کہ میں ایک ہزار لگا تار آنے والے فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد کروں گا۔ اور یہ مدد جو اللہ نے کی تو محض تم کو خوش کرنے کے لئے اور اس لئے بھی کہ تمہارے دل اس کے ساتھ مطمئن ہو جائیں اور حقیقت میں تو نصرت و کامرانی صرف اللہ ہی کی جانب سے ہے بیشک اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

شرح:۔ سورۂ اعراف میں تمام مشہور انبیائے کرام کے حالات و واقعات اور ان کی تعلیم کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے اور بتایا جا چکا ہے کہ جس طرح ان انبیاء کو تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائی گئی ہیں اسی طرح اے پیغمبر! تجھے اور تیرے ماننے والوں کو بھی پہنچائی جائیں گی اور معاندین و مخالفین ہرگز نہ چاہیں گے کہ ہر طرف اللہ کا دین پھیل جائے۔ سورۂ انفال میں ان تمام مشکلات کا حل بتایا گیا ہے جو مخالفوں کی طرف سے مسلمانوں کے سامنے پیش ہونے والی تھیں اور مسلمانوں کو ایک ایسا لائحہ عمل بتایا گیا ہے کہ جب تک وہ اس پر قائم رہیں گے دنیا کی کوئی طاقت ان کے مقابلے کا حوصلہ نہ کر سکے گی۔ اس ضمن میں سورۂ آل عمران میں مسلمانوں سے خطاب ہو چکا ہے **کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتومنون باللہ۔** تم ایک بہترین جماعت ہو جو اس واسطے پیدا کئے گئے ہو کہ لوگوں کو نیکی کے کام کرنے کی ترغیب دو اور برائیوں سے منع کرو اور سب مل کر اللہ پر ایمان لاؤ مگر کون ہے جو نیکی کی آواز پر لبیک کہے اور برائی سے باز آئے۔ انسان کا نفس اور طاغوتی طاقتیں اسے ہمیشہ برائی پر اکساتی رہتی ہیں۔ انسان عجلت پسند ہے اور عیش کی زندگی چاہتا ہے جو اس دنیا میں نفس امارہ کی متابعت اور شیطان کی اتباع میں اسے نظر آتی ہے۔ اب اگر کوئی باخدا ہستی چاہے کہ اسے برائی سے منع کر کے نیکی پر لگا دے تو بہت حد تک دونوں میں سخت مخالفت ہو گی اور اگر مخالف نے نیکی قبول نہ کی تو وہ اس بندۂ خدا کو اپنی قوت و طاقت سے فنا کر دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرے گا۔ سابقہ انبیائے کرام کے حالات و واقعات سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے اب یہ سوال پیدا ہوا کہ مسلمان اب کس طرح ان مخالفوں سے اپنے جان و مال کو محفوظ رکھیں اور کس طرح اللہ کے دین کی اشاعت کریں۔ اس حکم کے علاوہ سورۂ بقر میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ **قاتلوا المشرکین حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ۔** مسلمانو!

مشرکوں کو ہلاک کرنے کی ایسی کوشش کرو کہ فتنہ و فساد کی آگ سرد پڑ جائے اور ہر جانب اللہ کے دین کی اشاعت ہو پس اب جبکہ دین الٰہی کی اشاعت کرتے کرتے سرور دو عالم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو چودہ سال گزر گئے اور مخالفوں کی ریشہ دوانیاں روز بروز زور پکڑتی چلی گئیں تو مسلمانوں کو حکم ہوا کہ دیکھو اگر بحیثیت قوم زندہ رہنا چاہتے ہو تو اپنی مدافعت کرو اور جب دشمن مقابلے پر آئے تو ایسا ڈٹ کر لڑو کہ تمام طاقتیں فنا ہو کر رہ جائیں۔ تاکہ فتنہ و شرارت کی چنگاریاں پھر کبھی فروغ نہ پا سکیں۔ چنانچہ مسلمانوں کو سب سے پہلے بدر کی لڑائی پیش آئی۔ پس اس سورۂ مبارکہ میں جنگ بدر کے پورے حالات ہیں اور قوانین جنگ پر پوری بحث ہے۔

مسلمانوں نے جب تک قرآن پاک کے اس حصہ پر عمل کیا۔ دنیا کی تمام طاغوتی طاقتیں ان کے سامنے جھکی رہیں۔ محمد بن قاسم جو سترہ سال کا ایک نوجوان لڑکا تھا مگر اپنے سینے کے اندر تعلیمات اسلام کا ایک صحیح فہم اور درد رکھتا تھا اس نے اس وقت جبکہ سوائے عرب کے تمام دنیا اسلام کی اور مسلمانوں کی جانی دشمن تھی صرف چھ ہزار سوار اور تین ہزار پیادہ مسلمان رضا کاروں کی مدد سے ہندوستان پر حملہ کیا۔ اور کراچی سے لے کر ملتان تک تمام علاقہ کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ کیا اس وقت ہندوستان میں ہندوؤں کی سلطنت نہ تھی کیا اس وقت سندھ میں شیر دل جاٹوں کی آبادی نہ تھی۔ کیا اس وقت سورما راجپوت نہ بستے تھے کیا اس وقت کشتریوں کی خون آشام تلواریں زنگ آلود ہو چکی تھیں۔ نہیں نہیں تمام طاغوتی طاقتیں اس وقت موجود تھیں اور پورے جاہ و جلال کے ساتھ موجود تھیں۔ مگر وہ معرکہ حق و باطل کا معرکہ تھا اور وہ جنگ اسلام اور الحاد کی جنگ تھی پس حق غالب آیا اور باطل مٹ گیا۔ اسلام پھیلا اور الحاد دب گیا۔ مگر آہ آج اسی بدنصیب ہندوستان میں محمد بن قاسم کے نام لیوا ہزاروں نہیں لاکھوں نہیں کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ اور اغیار کے بدترین سلوک کو بہ طیب خاطر برداشت کر رہے ہیں۔ وہ نو ہزار نفوس تمام مشرق کو فتح کرنے پر قادر تھے۔ اور یہ حالانکہ ان کی تعداد کروڑوں تک پہنچتی ہے غلام ہیں۔ آؤ دیکھیں اس تعجب خیز زوال کے اسباب کیا ہیں؟ آؤ سورۂ انفال کا مطالعہ کریں کہیں اسی میں بزرگوں کی کامیابی کے بھید اور ہماری ذلت و نکبت کے اسرار تو پوشیدہ نہیں۔

شروع میں ارشاد ہوا ہے کہ مسلمانو! تمہیں منکرین حق سے جو جنگ آزمائیاں کرنی ہوں گی۔ ان میں جو کچھ مال غنیمت تمہارے ہاتھ آئے وہ سب کا سب خدا اور رسول کے حوالے کر دو۔ اور خود آپس میں تقسیم کرنے نہ بیٹھ جاؤ۔ پھر ہمارا رسول یا نائب رسول جو کچھ تمہیں اس میں سے تقسیم شرعی کے لحاظ سے دیدے۔ اسی پر اکتفا کرو اور ہمیشہ اس بات کو یاد رکھو کہ تمہیں مال و دولت حاصل کرنے کی خاطر جنگ و جدل نہیں کرنا چاہئے اور نہ بدامنی پیدا کرنے کی خاطر بلکہ تمہارا جہاد اور تمہاری جنگ اس وقت تم پر فرض ہوگی جب تم دیکھو کہ لوگوں کی اخلاقی' معاشرتی اور مذہبی حالت بگڑ رہی ہے۔ پس ان کی حالت سنوارو۔ اور اس راہ میں جو کانٹا تمہارے سامنے آئے اسے دور اٹھا پھینکو۔ دیکھو! مومن کی نشانی یہی ہے کہ جب اس کو ہمارے احکام سنائے جائیں تو اس کا دل تڑپ اٹھے اور وہ دیوانہ وار جان فدا کرنے کو تیار ہو۔ نیز مومنوں کی نشانی یہ بھی ہے کہ وہ نماز کی پابندی کرتے اور جہاد کا سامان فراہم کرتے ہیں۔ اور حقیقتاً" یہی لوگ ہر دو جہان میں عزت و احترام کے حقدار ہیں۔ مسلمانو! تم خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے ہرگز نہ ڈرو' تم جنگ بدر کا واقعہ دیکھ چکے ہو۔ تم اس وقت بہت کم تعداد میں تھے اور دشمن کئی گنا۔ تاہم ہم نے تم کو فتح دی اور وہ شاندار فتح کہ دشمن کے دانت ہمیشہ کے لئے کھٹے کر دیئے گئے اس وقت تمہاری یہ کیفیت تھی کہ مارے ڈر کے تم دعائیں مانگ رہے تھے کہ خدایا! ہمیں کامیاب کر! چنانچہ ہم نے تمہارے اطمینان قلب کی خاطر یہ بشارت بھی تم کو دی کہ ملائکہ کرام تمہاری امداد کی خاطر بھیجے جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مقصد یہ ہے کہ ہم منکرین حق کی جڑ کاٹ کر رکھ دینا چاہتے ہیں۔ مگر چاہئے کہ کوئی مومن پیدا ہو جس کے ہاتھوں یہ کام سرانجام پائے۔

<u>ترجمہ آیات ۱۱-۱۹:</u>- جب اللہ نے تم پر تمہاری تسکین کے لئے اپنی طرف سے اونگھ طاری کر دی اور آسمان سے تم پر بارش نازل کی تاکہ اس کے ساتھ تمہیں پاک کر دے اور تم سے شیطانی نجاست دور کر دے اور اس لئے بھی کہ تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور اس کے ساتھ تمہارے پاؤں جما دے۔ جب آپ کے رب نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ پس تم ان لوگوں کو جن کے دلوں میں ایمان ہے ثابت قدم رکھو۔ ان لوگوں کے دلوں میں جو منکریں ہیں عنقریب میں رعب ڈال دوں گا سو تم ان کی گردنیں مارو اور ان کے ہاتھوں کا پور پور کاٹ کر رکھ دو۔ یہ انہیں اس امر کی سزا ہے کہ

انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے (سو ایسے لوگوں کے لئے) اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ یہ تمہاری سزا ہے اسے چکھو اور (یاد رکھو) کہ منکروں کے لئے آتش دوزخ کا عذاب ہے۔ اے ایمان والو! جب ان لوگوں سے تمہارا مقابلہ ہو جائے جنہوں نے راہ کفر اختیار کی۔ تو ان کو پیٹھ نہ دکھاؤ اور جو اس دن ان سے پیٹھ پھیرے گا ماسوا اس بات کے کہ وہ لڑائی کی خاطر پہلو بدل رہا ہو یا اپنے ہی کسی دوسرے گروہ سے جا ملنا چاہے تو بیشک اللہ کا غضب اس نے اپنے سر لے لیا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بہت بری جگہ ہے تم لوگوں نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا ہے اور جب آپ نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ آپ نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں تاکہ اللہ مومنوں کو انعامات دے کر اچھی طرح آزمالے (یاد رکھو) کہ بیشک اللہ سننے اور ہر بات کو جاننے والا ہے یہ تمہاری فتح اس لئے ہوئی کہ اللہ کو منکران حق کے داؤ فریب کو کمزور کرنا منظور تھا۔ (اے اہل مکہ) اگر تم فتح طلب کرتے تھے فتح آچکی اور اگر تم باز آجاؤ تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم نے پھر نافرمانی کی تو ہم پھر عذاب کو لوٹا دیں گے اور تمہاری جماعت کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو تمہارے کچھ کام نہ آئے گی اور اللہ مومنوں کے ساتھ ہے۔

شرح:- گزشتہ رکوع میں جہاد کی ضرورت پر بحث تھی۔ یہاں غزوۂ بدر کے تفصیلی حالات ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے مسلمانو! باوجودیکہ تم اس موقعہ پر قلیل التعداد تھے تاہم ہم نے تمہیں پوری طمانیت قلب بخش رکھی تھی حتی کہ میدان جنگ میں بھی جو خوف و ہراس اور بے چینی کی جگہ ہوتی ہے تم بے خوف ہو کر اونگھ رہے تھے پھر تمہیں وہاں پانی میسر نہ تھا لہٰذا مینہ برسا دیا جس سے دوگونہ فائدہ ہوا۔ ایک تو ریت بھیگ کر سخت ہو گئی تاکہ میدان جنگ میں تمہارے پاؤں دشمن کے مقابلے پر خوب جما دیئے۔ دوسرے یہ کہ تمہارے دل سے یہ وسواس بھی نکل گئے کہ اگر پانی کا کوئی انتظام نہ ہوا تو ہم نجاست میں رہیں گے۔ پھر یہی نہیں بلکہ ہم نے اپنے نبی کو وحی کے ذریعے بتلا دیا کہ ہم نے تمہارے دشمنوں کے دلوں پر تمہارا رعب طاری کر دیا ہے پس اب تو انہیں کاٹ کاٹ کر رکھ دو۔ فرماتا ہے مسلمانو! تمہارے دشمنوں کو اس قدر زبوں حالی سے ہم نے کیوں برباد کیا محض اس لئے کہ وہ کلام الٰہی کو جھوٹا خیال کرتے اور ہمارے رسول کی مخالفت کرتے تھے

اور تمہیں کیوں اس قدر شاندار فتح عطا کی سنو! محض اس واسطے کہ تم قرآن کو کتاب اللہ مانتے اور رسول کی فرمانبرداری کرتے اور فتح کے خواہاں تھے یاد رکھو کہ کافروں کا جو برا حال تم نے یہاں دنیا میں دیکھا ہے اس سے بھی زیادہ برا آگے چل کر ہونے والا ہے۔ مسلمانو! یاد رکھو جب تم میدان جہاد میں قدم رکھو تو دشمن کو پیٹھ نہ دکھاؤ اگر تم پیٹھ دکھاؤ گے تو سیدھے جہنم کی آگ میں جھونکے جاؤ گے۔ ہاں جنگ کی خاطر تمہیں پہلو بدلنا ہو' یا جان بچا کر اپنی جماعت سے ملنے کا مقصد ہو تو اس کو جنگ سے بھاگنا نہیں کہا کرتے۔ دیکھو مسلمانو! جنگ بدر کے موقعہ پر جو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خاک کی مٹھی کفار کی طرف پھینکی تھی وہ ہم نے ہی پھینکی تھی۔ تم مٹھی بھر انسانوں نے اپنے سے کئی گناہ زیادہ جماعت کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا تھا۔ اب دنیا کو سنا دو کہ ہر شخص جو اسلام کا دشمن ہے خبردار ہو جائے کیونکہ اب منکرین حق کی تمام سازشوں کا تار و پود مسلمانوں کے سامنے ہم بکھیر دینے والے ہیں۔ پس اگر یہ لوگ مخالفت سے باز آجائیں تو خود ان کے لئے بہتر ہے اور اگر نہ مانیں تو خواہ لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں ہوں اور اربوں اور کھربوں روپے کے ڈھیر رکھتے ہوں مسلمانوں کی زد سے ان کو کوئی چیز نہ بچا سکے گی۔ کیونکہ مسلمانوں کے ساتھ خدائی طاقتیں شامل ہیں۔

ترجمہ آیات ۲۰-۲۸:- اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور جب کہ تم قرآن سن رہے ہو اس کی نافرمانی نہ کرو اور ان کی مانند نہ ہو جانا جو کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا مگر درا صل وہ کچھ نہیں سنتے درحقیقت اللہ کے نزدیک بدترین حیوان وہ بہرے اور گونگے لوگ ہیں جو سوچتے سمجھتے نہیں اور اگر اللہ جانتا کہ ان میں نیکی کرنے کی (کچھ بھی) صلاحیت ہے تو انہیں سننے کی طاقت دے دیتا اور اگر ان کو سننے کی طاقت دے دیتا تو وہ بھی منہ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوتے اے وہ لوگو! جو ایمان لے آئے ہو جب تمہیں اللہ اور رسول اس کام کی طرف بلائیں جو تمہیں (قوی اور ابدی) زندگی بخشے تو تم ان کا حکم مانو اور یقین کر لو کہ اللہ انسان کے دل پر مطلع رہتا ہے اور یہ بھی جان لو کہ تم سب کو اسی کے روبرو جمع کیا جائے گا اور اس کی آزمائش سے ڈرتے رہو جو تم میں سے زیادتی کرنے والوں پر ہی خصوصیت سے واقع نہ ہو گی (بلکہ سب کے لئے یکساں ہے) اور جان رکھو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے اور یاد کرو جب تم قلیل التعداد تھے (اور) ملک بھر میں کمزور خیال

کئے جاتے تھے تمہیں ڈر رہتا تھا کہ کہیں تم کو لوگ اچک کر نہ لے جائیں تو خدا نے تمہیں اپنی پناہ میں لیا اور اپنی نصرت کے ساتھ تمہاری تائید کی اور تم کو کھانے کے لئے پاک چیزیں دیں تاکہ تم شکر کرو۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو در آنحالیکہ تم جانتے ہو اور اس بات کو بھی جان رکھو کہ تمہارا مال و دولت اور تمہاری اولاد محض ایک آزمائش ہے کہ اور یہ کہ اللہ کے پاس بڑا اجر ہے۔

شرح:- اس رکوع میں مسلمانوں کو اس بات پر زور دے کر سمجھایا گیا ہے کہ تمہیں فتوحات اسی وقت حاصل ہوں گی جب تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہمہ تن گوش ہو کر سنو گے اور اس پر وفادارانہ عمل پیرا ہو گے ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو اللہ کے احکام پر عمل کرو اور رسول کی اطاعت کرو فرماتا ہے بعض لوگوں کا شیوہ ہوتا ہے کہ وہ ہاں میں ہاں تو ساتھ ساتھ ملاتے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے ہر ایک بات سن لی ہے اور بہت خوب ہے۔ مگر موقع کے وقت کہیں غائب ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ جو نہ بات کو کان دھر کر سنیں اور نہ منہ سے اعلان حق کریں چوپائیوں سے بھی زیادہ گئے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! تم نہ اللہ سے خیانت کرو اور نہ رسول سے یعنی یوں نہ کرو کہ منہ سے تو ایمان و اسلام کا اظہار کرو مگر تمہارا عمل ایمان و اسلام کی کوئی بات ظاہر نہ کرتا ہو۔ تمہیں دیانتدار اسی وقت کہا جائے گا کہ جب تم قرآن پر عمل کر کے دکھا دو گے اور بتا دو گے کہ واقعی تم اپنے سینوں میں ایمان رکھتے ہو تمہارے اعضاء و جوارح اسلام کی خدمت کرتے ہیں اگر ایسا نہ کرو اور منہ سے **"امنت باللہ و ملئکتہ و کتبہ و رسلہ والیوم الاخر"** پڑھتے رہو مگر نہ قرآن کے احکام کی پیروی کرو اور نہ رسول کی بات مانو تو تم نے اللہ سے خیانت کی۔ اسی طرح اگر زبانی تم رسول کی محبت کا دم بھرو اور اس کے ساتھ وفادار رہنے کا حلف بھی اٹھا لو مگر عملاً" اس کے اسوۂ حسنہ کو اختیار نہ کرو اور نہ اس کے احکام کی تعمیل کرو تو سمجھا جائے گا کہ تم نے جو کچھ منہ سے کہا تھا غلط کہا تھا اور صریح دھوکا دیا تھا یہ رسول سے خیانت ہو گی۔ اسی طرح تم آپس میں بھی ایک دوسرے کے اعتماد سے ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤ۔ یعنی جس شخص کا اعتماد تم نے حاصل کر لیا ہے اس سے کبھی غداری نہ کرو۔ اسے کبھی دھوکا نہ دو اس کا کبھی نقصان نہ ہونے دو۔ الحاصل تمہارے پاس جو بھی امانت رکھی جائے وہ جوں کی توں اس کے مالک کو واپس کر دو۔ دیکھو تمہاری زندگیاں بھی ایک

طرح کی امانتیں ہیں جو ہم نے تمہارے پاس بطور آزمائش کے رکھی ہیں۔ پس دیانتداری یہی ہے کہ جب تم سے ان کی جان طلب کی جائے تو اسے ہمارے سپرد کرنے میں کوئی پس و پیش نہ کرو۔

مسلمانو! دولت کا لالچ اور اس کا حصول بھی تمہیں راہ حق سے نہ روک دے اور نہ اولاد کی محبت تمہیں میدان جنگ میں جانے سے منع کرے کیونکہ یہ چیزیں تمہاری راحت کے لئے دی گئی ہیں کہ تم ان کی مدد سے آخرت کی زندگی کو خوشگوار بنا سکو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دھوکے میں پڑ کر ان چیزوں کو اصل خیال کرنے لگو اور ان کی محبت میں اس قدر مستغرق ہو جاؤ کہ نصب العین ہی بھول جائے۔

مسلمانو! تم کو اچھی طرح یاد ہے کہ ابتدا میں تمہارے مخالفین تمہیں اس طرح اچک کر لے جانا چاہتے تھے جیسے چیل مرغی کے بچوں کو اٹھا کر لے جاتی ہے۔ مگر تم نے اس وقت جو قربانیاں کیں جس طرح اپنی جانیں' اپنا مال اور اپنی اولادیں بے دھڑک ہماری راہ میں خرچ کر دیں یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ تم کو جو اقوام عالم میں کمزور ترین قوم سمجھے جانے لگے تھے۔ جہانبانی عطا کی پس جب تک تمہارے اندر یہ روح کار فرما رہے گی تم اقوام عالم پر ہمیشہ غالب آؤ گے۔ مگر اس بات سے ڈرو کہ کہیں کسی دھوکے میں نہ پڑ جاؤ یا کہیں عیش و تنعم کی نذر نہ ہو جاؤ۔

<u>ترجمہ آیات ۲۹ تا ۳۷</u>:- اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمہیں اوروں سے ممتاز کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے اور (اے پیغمبر! یاد کیجئے) جب کافر آپ کے بارے میں تدبیریں کر رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں' یا جان سے مار ڈالیں یا وطن سے نکال دیں۔ یہ لوگ تدبیریں کر رہے تھے تو اللہ بھی تدبیریں کر رہا تھا اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے اور جب آپ کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ "ہم نے سن لیا اگر ہم چاہیں تو ہم بھی ایسا ہی کہہ سکتے ہیں یہ کلام تو محض پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں" اور جب انہوں نے کہا تھا کہ خدایا! اگر تیری جانب سے یہی (دین) برحق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر کی بارش کر۔ یا ہم پر کوئی اور دردناک عذاب بھیج اور اللہ نہیں چاہتا کہ انہیں عذاب دے جب تک کہ آپ ان میں موجود ہیں اور نہ اللہ ان کو عذاب دیتا ہے جبکہ وہ بخشش کے

طلبگار ہوں اور کیا بات ہے کہ اللہ ان کو سزا نہ دے در آنحالیکہ وہ خانہ کعبہ سے (لوگوں کو) روکتے ہیں۔ حالانکہ وہ اس کے متولی بھی نہیں ہیں اس کے متولی تو وہی لوگ ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے اور ان لوگوں کی نماز بیت اللہ کے پاس صرف سیٹیاں اور تالیاں بجانا تھی پس (ان کو کہا جائے گا کہ) تم جو کچھ کفر کی باتیں کیا کرتے تھے ان کی سزا کا مزہ چکھو۔ بلاشبہ جو لوگ منکر ہیں وہ اپنا مال اس واسطے خرچ کرتے ہیں کہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکیں۔ اب تو وہ خرچ کریں گے (مگر) پھر انہیں اس پر حسرت ہوگی اور اس کے بعد وہ مغلوب ہو جائیں گے اور وہ لوگ جنہوں نے راہ کفر اختیار کر رکھی ہے وہ جہنم کی طرف اکٹھے کرکے ہانکے جائیں گے۔ تاکہ اللہ ناپاک کو پاک سے الگ کر دے۔ پھر ناپاک کو ایک دوسرے پر رکھ کر ان کا ایک ڈھیر بنا دے۔ پھر اس ڈھیر کو جہنم کے سپرد کر دے یہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

شرح:- اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے واسطے وہ کون سا وقت ہے کہ جب ان پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ میدان جہاد میں نکلیں اور جان و مال تک قربان کرنے میں دریغ نہ کریں ارشاد ہوتا ہے کہ جب انہوں نے تمہیں دین حق کے پھیلانے سے منع کیا اور خفیہ سازشیں کرکے تمہاری زندگیاں تلف کر دینے کا ارادہ کیا تمہیں قید خانہ کی سختیاں جھیلنے کے لئے چنا اور تم میں سے بعض کو جلاوطن بھی کر دیا اور بالخصوص پیغمبر اسلام کے متعلق قید و بند اور قتل و جلاوطنی کی تدبیریں سوچیں تو مناسب تھا کہ تمہیں بھی جان بچانے اور ان کے مکر و فریب سے بچ رہنے کا حکم دیا جائے۔ پھر ان لوگوں کی یہ کیفیت ہے کہ جب ان کو قرآن پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تو پرانے قصے کہانیاں ہیں خدا کا کلام نہیں۔ الحاصل اسی طرح کی سینکڑوں کج بحثیاں پیش کرتے ہیں۔ کبھی کہنے لگتے ہیں کہ جس عذاب سے تم۔ تمہارا قرآن اور تمہارا خدا ہمیں روز ڈراتا ہے جاؤ وہ آج لے ہی آؤ۔ ادھر عبادتگاہیں ہیں تو ان پر مخالفانہ قبضہ جما کر بیٹھے ہیں۔ معبود حقیقی کی نہ خود عبادت صحیح معنوں میں کرتے ہیں نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو ان مقامات کے متولی ہیں اور ان کی عبادت کیا ہوتی ہے۔ محض شور مچانا' چیخنا چلانا اور بس اور اسی قدر نہیں بلکہ یہ لوگ باقاعدہ منظم ہو کر مسلمانوں کا مقابلہ کرتے ہیں اور مقصد صرف اس قدر ہوتا ہے کہ اگر سب لوگ مسلمان ہو گئے تو دنیا میں امن قائم ہو جائے گا اور زبردست لوگ کسی

زبردست پر زیادتی نہیں کر سکیں گے امیر و غریب کے لئے ایک قانون ہو گا زور و طاقت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ہر شخص کو اپنا پیٹ پالنے کے لئے کام کرنا پڑے گا۔ حالانکہ اب لوگ کماتے ہیں اور ہم مزے سے اڑاتے ہیں پھر یہ بات نہ ہو گی پس ان لوگوں کا علاج یہی ہے کہ ان کو دنیا میں ملیامیٹ کر کے رکھ دیا جائے اور پھر جب اس دنیا سے ان کا تعلق منقطع ہو جائے تو دوزخ میں لا کر ڈال دیا جائے۔ اس طرح دنیا ہی میں ناپاک و پاک کی تمیز ہو جائے گی۔ اور ہر دو جہان میں وہ نقصان ہی نقصان میں رہیں گے۔

ترجمہ آیات ۳۸-۴۴:- (اے پیغمبر!) ان لوگوں سے جنہوں نے راہ کفر اختیار کر رکھی ہے کہہ دیجئے کہ اگر وہ (آئندہ کے لئے) باز آ جائیں تو پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اگر پھر وہی حرکات کرنے لگیں گے تو پہلے لوگوں کے حالات گزر چکے ہیں اور مسلمانو! تم ان سے لڑتے رہو تا آنکہ فتنے کا نام و نشان باقی نہ رہے اور دین تمام تر اللہ ہی کا ہو جائے پس اگر وہ لوگ باز آ گئے تو اللہ ان کے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور اگر وہ روگردانی کریں تو تم یقین رکھو کہ اللہ تمہارا کارساز ہے۔ وہ اچھا کارساز اور اچھا مددگار ہے۔ اور جان لو کہ جو چیز بطور غنیمت کے تمہارے ہاتھ لگے اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کا اور اس کے رسول کا (رسول کے) قریبی رشتہ داروں' یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم اللہ پر اور اس چیز پر ایمان رکھتے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن نازل فرمائی۔ جس دن دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئی تھیں اور اللہ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے یہ وہ وقت تھا جب تم (میدان جنگ کے) ادھر والے کنارے پر تھے اور وہ ادھر والے کنارے پر تھے اور قافلہ تم سے نیچے کی طرف جا رہا تھا اور اگر تم آپس میں جنگ کے متعلق کوئی وعدہ کر لیتے تو تم ضرور اس وعدہ کے خلاف کرتے لیکن (جو کچھ وقوع پذیر ہوا وہ اس واسطے ہوا) کہ اللہ ایک ایسے کام کو جسے وہ کرنا چاہتا تھا کر دے تاکہ جس کو مرنا ہے وہ اتمام حجت کے بعد مرے اور جس کو جینا ہے وہ اتمام حجت کے بعد جیئے اور اللہ یقیناً سنتا ہے اور اسے (ہر چیز کا) علم ہے وہ وقت بھی یاد کیجئے جب عالم خواب میں اللہ نے آپ کو ان کی تعداد بہت کم دکھائی اور اگر آپ کو ان کی کثرت دکھاتا تو تمہارے پاؤں پھسل جاتے اور تم اس بارے میں باہمی تنازع کرتے لیکن خدا نے تمہیں بچا لیا۔ بیشک وہ دل کے خیالات کو بھی جانتا ہے اور جب تم ایک دوسرے کے مقابلے پر آئے تو تمہاری آنکھوں میں اللہ نے ان کو قلیل التعداد

دکھایا اور ان کی آنکھوں میں تمہیں تھوڑا دکھایا تاکہ وہ کام جو ہونے والا ہے اللہ اسے مکمل کردے اور سب امور اللہ کی طرف ہی پھیرے جائیں گے۔

شرح:۔ اس رکوع میں ارشاد ہوتا ہے کہ جب تم دیکھ لو کہ اب دین کی مخالفت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ تم تبلیغ حق کے لئے پورے آزاد نہیں ہو تو پھر چاہئے کہ تم منکرین حق کو اعلان کردو کہ دیکھو یا تو بالکل خاموش رہو اور ہمارے راستے میں کوئی مزاحمت نہ پیدا کرو اور اگر تم باز نہیں آتے تو جو حال پہلے منکرین حق کا ہو چکا ہے وہی تمہارا ہوگا اس اعلان کے بعد تم ان سے ایسی جنگ کرو کہ پھر کبھی فتنہ ابھرنے کا ڈر ہی نہ رہے۔ اگر وہ تعداد میں زیادہ ہوں۔ مال و دولت زیادہ رکھتے ہوں۔ آلات حرب و سلاح جنگ بھی انہیں پورا حاصل ہو۔ اور تم کمزور و ناتوان۔ تو بھی نہ ڈرو اور یقین رکھو کہ **ان اللہ مولکم نعم المولی و نعم النصیر** یعنی یہ کہ خدا ہی تمہارا کارساز ہے اور وہ بہترین کارساز اور بہترین مددگار ہے۔

پارہ نمبر۹ کے آخری رکوع میں اسلامی جہاد کی غرض بیان ہو چکی ہے اس امر کا واضح کردینا یوں بھی ضروری تھا کہ کہیں مسلمان بھی کسی وقت غلط راستہ پر نہ پڑ جائیں۔ چنانچہ صاف صاف الفاظ میں بتا دیا کہ جہاد کا مقصد محض امن قائم رکھنا اور انسانوں کو خدا کا بندۂ فرمانبردار بنانا ہے لوٹ مار اور جلب زر مقصود نہیں اسی واسطے پارہ نمبر۹ کے آخر میں فرمایا تھا کہ جب تک تم دیکھو کہ فتنے کا کلی انسداد نہیں ہوا اس وقت تک لڑائی جاری رکھو۔ یہاں بتایا گیا ہے کہ اگرچہ مال غنیمت کا اکٹھا کرنا تمہارے نصب العین میں شامل نہیں مگر یہ چیز لڑائی کا لازمی نتیجہ ہے۔ اگر تم فتح مند ہو گئے تو غناء بھی تمہارے قبضے میں آئیں گی ان کی تقسیم کس طرح کرو گے۔ سنو! فتح مند ہونے پر جو کچھ بطور غنیمت تمہارے قبضے میں آئے اس میں سے پانچواں حصہ رسول کا ہے وہ اس میں سے کچھ اپنے لئے رکھ لیں کچھ اپنے قرابت داروں کے لئے مخصوص کردیں اور کچھ یتیموں کو اور مسکینوں کو اور محتاجوں اور مسافروں کو دیدیں اس کے بعد دوسرے چار حصوں کو غازیوں میں حسب مراتب تقسیم کیا جائے گا اس طرح کہ کوئی بھی اپنے جائز حق سے محروم نہ رہے تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو اور یہ لوگ خدا کی راہ میں دلجمعی کے ساتھ جہاد کرسکیں اور مالی مشکلات ان کے مجاہدانہ ارادوں میں حائل نہ ہوں۔

ابتدا میں تمام مسلمان اور خصوصاً بنو ہاشم اور عبدالمطلب کے وہ افراد جو مسلمان ہو

گئے تھے سخت غریب تھے۔ اگرچہ ان میں سے اکثر حضرات قبل از اسلام دولت مند تھے مگر مسلمان ہونے کے بعد انہوں نے اپنا سب زر و مال اسلام کی راہ میں قربان کر دیا تھا اور ہجرت کے بعد وہ مفلس ترین افراد قوم سمجھے جاتے تھے۔ مگر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا اور مسلمانوں کو اسقدر فتوحات حاصل ہوئیں کہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب نے یہ کہہ کر مال غنیمت قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ اب ان کو اس کی ضرورت نہیں آپ ضرورت مند حضرات کو تلاش کریں اور یہ مال ان میں تقسیم کریں۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! مال غنیمت اگرچہ تمہارے اپنے قوت بازو کا نتیجہ ہے مگر تمہیں قوت بازو کس نے دی۔ تمہارے حوصلے کس نے بڑھائے اور تمہاری دھاک کس نے بٹھائی؟ یاد رکھو اگر ہم تمہاری مدد نہ کرتے تو تمہاری قلیل سی جماعت کو دشمن کی افواج قاہرہ پر کبھی کامیابی نہ ہوتی پس ہمارے اس احسان کے شکریہ کے طور پر تمہیں مال غنیمت کا پانچواں حصہ بے روک ٹوک ہماری راہ میں رسول کے سپرد کر دینا ہوگا دیکھو لو بدر کا واقعہ تمہاری تاریخ میں ایک ایسی عظیم الشان اہمیت رکھتا ہے کہ اگر اس دن تمہارے بے سرو سامان ۳۱۳ آدمیوں کو دشمن کے مسلح اور آزمودہ کار ایک ہزار سپاہیوں پر نمایاں اور فیصلہ کن غلبہ نہ دیا جاتا تو تمہارا خاتمہ تھا۔ مگر ہم نے تمہارے حوصلے اس قدر بڑھائے کہ دشمن تمہاری نظروں میں بالکل حقیر اور قلیل التعداد دکھائی دینے لگے اس کے علاوہ ہم نے اپنے نبی کو خواب میں بھی اس جنگ کا نقشہ دکھا دیا تاکہ اسے اور اس کے ذریعہ سے تمہیں بھی اطمینان حاصل ہو کہ دشمنوں کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہے۔ مسلمانو! ان باتوں کو کبھی نہ بھولو اور اپنی پیش نظر جہاد کا مقصد محض امن و امان کا قائم کرنا اور انسان کو خدا کی فرمانبرداری سکھانا رکھو۔ نیز دولت کی حرص کبھی پیدا نہ کرو دولت خود آئے گی اور تمہارے قدم چومے گی۔ روز ملاقات' ملاقات کو کبھی نہ بھولو کہ تمہیں اس دن اپنے کئے دھرے سب کا حساب دینا ہے دیکھنا کہیں اس دن ذلت نہ اٹھانی پڑے۔

ترجمہ آیات ۴۵-۴۸:- اے ایمان والو! جب تم (کفار کے) کسی گروہ کے مقابلہ پر آؤ تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت بہت یاد کرو تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں تنازع نہ کرو۔ ورنہ تمہارے پاؤں پھسل جائیں گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر اختیار کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں

کے ساتھ ہے اور ان لوگوں کی مانند نہ بنو جو اپنے گھروں سے سرکشی اور لوگوں کو دکھانے کے خیال سے نکلتے ہیں اور اللہ کی راہ سے (لوگوں کو) روکتے ہیں اور ان کے سب اعمال اللہ کے احاطہ علم میں ہیں اور جس وقت شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے سامنے آراستہ کر کے پیش کیا اور کہا کہ آج لوگوں میں سے کوئی (ایسا) نہیں جو تم پر غالب آئے اور میں تمہارا پشت پناہ ہوں پھر جب دونوں گروہ آمنے سامنے آئے تو (وہ) الٹے پاؤں بھاگ گیا اور کہنے لگا کہ میں تم سے بری الذمہ ہوں۔ میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے بیشک میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

شرح:۔۔ اس رکوع میں فرمایا ہے کہ مسلمانوں کو باہمی جھگڑوں خود بینیوں اور نفس پرستیوں سے ہر وقت باز رہنا چاہئے اور ارشاد فرمایا کہ اگر تمہیں چار و ناچار دشمن کا مقابلہ کرنا ہی پڑے تو ڈٹ کر کرو۔ ہمیشہ ثابت قدمی اور استقلال سے کام لو اور ہر دم خدا کو یاد رکھو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو دشمن پر فتح پاؤ گے اور مقاصد حیات میں بھی کامیاب رہو گے۔

سنو! اتحاد اور یک جہتی قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ تم آپس مین کبھی تنازع نہ کرو اگر تم میں پھوٹ پڑ گئی تو تم دون ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ یاد رکھو کیا دشمن کے مقابلہ میں اور کیا امن و امان کے وقت تمہیں چاہئے کہ صبر سے کام لو۔ کیونکہ درگاہ خداوندی میں صرف وہی لوگ مستحق تائید سمجھے جاتے ہیں کہ جو صاحب دل اور صبر سے کام لینے والے ہوں خبردار مسلمانو تمہارے اندر نفس پرستی' خود بینی اور خود غرضی کا کوئی شائبہ پیدا نہ ہو ورنہ تم بھی تباہ شدہ قوموں کی مانند ہو جاؤ گے پھر تمہارے جس قدر بھی کام ہوں گے ان میں ریاء' ظاہر داری اور نخوت و تکبر کی ملاوٹ ہوگی۔ خلوص اور للہیت اٹھ جائے گی۔ اور وہ شاندار نتائج مرتب نہ ہو سکیں گے جو خلوص و للہیت سے مختص ہیں اگر تم اس بات کو نہ بھولو کہ خدا تمہارے دلوں کے بھیدوں سے اور تمہارے خلوص و ریا سے پوری طرح باخبر ہے تو تم کبھی راہ راست سے نہ بھٹکو گے۔ یاد رکھو لوگوں کے وسوسوں اور شیطانی انگیختوں کا شکار نہ بننا۔ جو دیکھو خدائی احکام کی روشنی میں دیکھو ورنہ اگر اپنی قیاس آرائیوں میں پڑ جاؤ گے تو نتیجہ وہی ہو گا' جو ان شکست خوردہ اور تباہ شدہ اقوام عالم کا ہوا۔ جنہیں تم نے شکست دی ہے۔ خوب یاد رکھو کہ نافرمانوں کے لئے بہت سخت سزائیں مقرر ہیں جن میں کوئی رو رعایت نہ ہوگی۔

ترجمہ آیات ۴۹-۵۸:- (یاد کرو) جب منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں (کفر کا) مرض تھا کہتے تھے کہ ان لوگوں کو تو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور جو شخص اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے تو اللہ (بھی اس کے لئے) یقیناً" عزیز و حکیم ہے۔ کاش آپ اس وقت دیکھیں جب فرشتے کافروں کی روحیں قبض کرتے ہیں وہ ان کے چہروں پر اور ان کی پشت پر مارتے ہیں اور (کہتے ہیں کہ) آتش سوزاں کے عذاب کا مزہ چکھو۔ یہ سزا ان افعال کی بنا پر ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں سے آگے بھیجے اور یقیناً" اللہ اپنے بندوں پر ظلم ہرگز نہیں کرتا۔ ان کی حالت آل فرعون کی مانند ہے اور ان لوگوں کی مانند جو ان سے پہلے تھے۔ انہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا تو اللہ نے ان سے ان کے گناہوں پر مواخذہ کیا۔ بیشک اللہ بڑا زور آور اور سخت عذاب دینے والا ہے۔ یہ اس واسطے ہے کہ اللہ کسی ایسی نعمت کو جو اس نے کسی قوم کو دے رکھی ہو۔ نہیں بدلتا جب تک کہ وہ لوگ اپنی حالت خود نہ بدل دیں۔ اور بلاشبہ اللہ سنتا اور جانتا ہے ان کی حالت آل فرعون کی مانند ہے اور ان لوگوں کی مانند جو ان سے پہلے تھے۔ انہوں نے اپنے رب کے احکام کو جھٹلایا پس ہم نے ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو ہلاک کر دیا اور ہم نے فرعون کے ساتھیوں کو ڈبو دیا اور وہ سب کے سب ظالم تھے۔ بیشک اللہ کے نزدیک وہ لوگ جنہوں نے راہ کفر اختیار کی بدترین حیوان ہیں۔ پس وہ کبھی ایمان نہیں لائیں گے۔ (یعنی) وہ لوگ جن سے آپ نے (بارہا) معاہدہ کیا پھر ہر مرتبہ وہ اپنے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں اور وہ مطلق نہیں ڈرتے۔ پس اگر آپ جنگ میں ان پر قابو پا جائیں تو (ان کو سزا دے کر) ان لوگوں کو جو ان کے پیچھے ہیں بھگا دیجئے تاکہ وہ (اس سے) نصیحت حاصل کریں اور اگر آپ کو کسی قوم کی عہد شکنی کا اندیشہ ہو تو آپ بھی (ان کا معاہدہ) ان کی طرف پھینک دیں بیشک عہد توڑنے والے غداروں کو اللہ محبوب نہیں رکھتا۔

شرح:- اس رکوع میں ایک اور بات بتائی گئی ہے جس سے مسلمانوں کو کلی اجتناب کرنا چاہئے ورنہ جس طرح کفر و ریا فخر و غرور اور خود بینی اور خود رائی شکست و ہزیمت کا باعث بن سکتے ہیں اسی طرح یہ امر بھی تباہی کا موجب بن سکتا ہے فرمایا کہ مسلمانو تمہاری زبانوں پر وہی کچھ آنا چاہئے جو دل کی گہرائیوں میں پنہاں ہو کبھی نفاق و منافقت کے قریب تک نہ پھٹکنا اور زبان حال و قال سے ہمیشہ یہی کہتے رہنا کہ خدایا تو ہی ہمارا کارساز ہے اور

در حقیقت تو ہی غلبہ و عزت عطا کرنے اور حکمت و دانائی سکھانے والا ہے۔ تو ہی ہماری مدد کر مسلمانو! یاد رکھو کہ منافقوں کے لئے بھی وہی سزائیں مقرر ہیں جو کٹر سے کٹر کافروں کے لئے ہیں منافقوں کو بھی آتش سوزاں کی لپیٹ کا اسی طرح شکار بننا ہو گا جس طرح کافروں کو۔ سنو! فرعون اور اس کی ذریت نے ہمیشہ کفر و نفاق سے کام لیا مگر انجام اچھا نہ ہوا۔ آخرت کی سزاؤں کے علاوہ دنیا میں بھی ذلیل ترین سزا ان کے حصے میں آئی کہ آج ڈھونڈنے سے بھی ان کے آثار باقیہ کا کوئی پتہ نہیں چلتا کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی سزا ہو سکتی ہے۔ مسلمانو! ہمارے اس اصول کو ہمیشہ مد نظر رکھو کہ ہم کبھی کسی قوم کو جسے ہم نے خود بنایا ہو اپنے ہاتھوں سے تباہ نہیں کرتے الا یہ کہ وہ قوم از خود تباہی کے اصولوں کو اختیار کر کے تباہ ہو جائے۔ مثلاً" ہم نے فراعنہ مصر کو اپنی تمام نعمتیں عطا کیں۔ مگر کچھ عرصہ ان سے فائدہ اٹھا کر انہوں نے نافرمانی و گنہگاری کے طریقے اختیار کر لئے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان سے اپنی نعمتیں چھین لیں اور نسل کی نسل غرق آب کر کے رکھ دی۔ دیکھو! انہوں نے خود وطیرۂ ظلم و شرک اختیار کیا تھا اس لئے وہ تباہ ہوئے ورنہ ہم نہیں چاہتے کہ بلا وجہ اپنے بندوں کو تباہ کریں۔

مسلمانو! وہ لوگ جنہیں تم کافر کہہ کر پکارتے ہو یعنی وہ جو ہم پر ایمان نہیں لاتے۔ ہماری فرمانبردار مخلوق بن کر نہیں رہتے وہ حقیقتاً" چوپایوں سے زیادہ جاہل و شریر واقع ہوئے ہیں ان کو ہمارا ڈر نہیں۔ لہٰذا وہ عہد و پیمان کا کوئی پاس نہیں رکھتے اور ہر ممکن طریقے سے اوچھے ہتھیار استعمال کر کے ملکی امن کی جڑ پر کلہاڑا رکھتے ہیں۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! جب تم دیکھو کہ مخالفین و منکرین حق تمہارے ساتھ بر سر پیکار ہیں تو اگر ان میں سے تم کسی جماعت یا گروہ پر قابو حاصل کر لو تو انہیں عبرتناک سزا دو۔ تاکہ ان کے ذریعے دوسرے نصیحت حاصل کریں اور مخالفوں کے حوصلے پست ہو جائیں اور وہ تمہارے مقابلہ پر آسانی سے نہ آ کھڑے ہوں۔ اور اگر کوئی معاہد قوم اپنا معاہدہ جو اس نے تم سے کر رکھا ہے توڑ دے تو تم بھی اسی طرح معاہدہ کو توڑ دو۔ اور ڈٹ کر مقابلہ کرو اور ہمیشہ اس بات کو یاد رکھو کہ اللہ ہر قسم کی خیانت کو خواہ وہ مالی ہو یا اخلاقی سخت برا جانتا ہے۔

ترجمہ آیات ۵۹ - ۶۴:- کافر یہ نہ سمجھیں کہ وہ (ہماری گرفت سے) بھاگ نکلے

یقیناً" وہ لوگ (اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتے اور ان کے مقابلہ کے لئے جس قدر قوت تم سے بن پڑے اور جس قدر گھوڑے باندھ سکو مہیا کئے رہو تاکہ اس کے ذریعے انکے دلوں میں جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں دھاک بٹھائے رکھو اور ان کے علاوہ دوسروں کے دلوں میں بھی جن سے تم واقف نہیں اللہ ان سے واقف ہے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے وہ پورا پورا تمہیں دے دیا جائے گا اور تم گھاٹے میں نہیں رہو گے اگر وہ صلح کی جانب جھکیں تو آپ بھی انہیں پناہ میں لے لیجئے اور اللہ پر بھروسہ رکھئے بیشک وہ سننے اور علم رکھنے والا ہے اور اگر وہ آپ کو دھوکا دینا چاہیں تو یقین رکھئے کہ آپ (کی حفاظت) کے لئے اللہ کافی ہے اسی نے آپ کو اپنی مدد سے اور مومنوں سے قوت عطا کی۔ دلوں میں باہمی محبت ڈال دی اور اگر آپ زمین کے تمام خزانے بھی خرچ کر دیتے تو بھی ان کے دلوں میں محبت پیدا نہ کر سکتے۔ لیکن خدا نے ان میں محبت پیدا کر دی۔ بیشک وہ غالب اور حکمت والا ہے۔ اے پیغمبر! آپ کے لئے اللہ اور وہ مومن جنہوں نے آپ کی پیروی اختیار کر لی کافی ہیں۔

شرح:۔ اس رکوع میں دو چیزیں بیان فرمائی ہیں ایک یہ کہ مسلمانو! تم مخالفین کی طاقت و قوت کو دیکھ کر کبھی نہ گھبرانا وہ کسی طرح تم پر فتح حاصل نہ کر سکیں گے بشرطیکہ تم بیان کردہ اصولوں کے ماتحت ان کا مقابلہ کرو۔ دیکھو تم سے جہاں تک ہو سکے قوت بہم پہنچاؤ اور ایسا سامان حرب جو دشمن کے پاس ہے تمہیں بھی مہیا کرنا چاہیے۔ اس سلسلہ میں تم جو خرچ کرو گے وہ رائیگاں نہیں جائے گا اور اس کا بدلہ تمہیں دنیا میں بھی مل جائے گا اور آخرت میں بھی تم کسی جگہ خسارے میں نہیں رہو گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر تم سامان حرب سے مسلح بھی ہو جاؤ اور اقوام عالم کو شکست بھی دے دو تو بھی تم اس بات کو نہ بھولو کہ تم نے لڑائی کو محض امن قائم کرنے اور اسلام کی اشاعت کرنے کے واسطے اختیار کیا تھا خونریزی تمہارا مقصد نہ تھا۔ لہٰذا جب کوئی قوم یا جماعت صلح و امن کی درخواست کرے تو تم ان کی درخواست مان کر انہیں امان دے دو۔ اور اگر صلح کے رنگ میں وہ تمہارے ساتھ کوئی چال چلنا چاہیں اور تمہیں اس کا علم ہو جائے تو پھر تم اس سے ہرگز نہ ڈرو اور ان کی پرواہ مت کرو۔ تمہاری سازگاری کے لئے اللہ ہی کافی ہے جس نے تمہاری جماعت کو توفیق بخشی ہے اور اسی نے تمہیں فتح و نصرت عطا کی ہے۔ اس

نے تمہاری جماعت کے دلوں میں باہمی محبت کا بیج بو دیا ہے۔ اگر دنیا کی کوئی ہستی ساری زمین کے خزانے اس باہمی محبت کے حاصل کرنے میں خرچ کر دیتی تو بھی اس کا حصول ممکن نہ تھا وہ عرب قوم جس کا پیشہ ہی لڑائی تھا اور جس کا ہر قبیلہ ہر وقت ایک دوسرے سے برسرپیکار رہتا تھا اس کے تمام افراد کو ایک دوسرے کا والہ وشیدا بنا دینا اور انہیں ایثار اور قربانی کا سبق پڑھا کر بھائی بھائی بنا دینا ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔ پس اے پیغمبر اگر ہم نے آپ کے لئے اس قدر محال اور ناممکن بات کو ممکن کر دیا تو اسی سے سمجھ لیجئے کہ ہم دوسرے معاملات میں بھی آپ کی اسی طرح مدد کریں گے۔ اے مسلمانو! اگر تمہارے دلوں میں ایمان وایقان باقی رہا اور تم ہمارے فرمانبردار بندے بنے رہے تو پھر تمہیں کسی کا محتاج نہ ہونا پڑے گا پس ہم سے تعلق قائم رکھنا ضروری ہے۔

ترجمہ آیات ۶۵-۶۹:- اے نبی! ایمان والوں کو جہاد کی ترغیب دیجئے اگر تم میں سے بیس ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں سے ایک سو ہوں گے تو کافروں کے ایک ہزار پر غالب آئیں گے۔ اور اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں گے تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آئیں گے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ یہ بات نبی کے شایان نہیں کہ اپنے قبضہ میں قیدی لے جب تک ملک بھر میں (کافروں کا) صفایا نہ کر لے۔ تم لوگ دنیاوی مال واسباب چاہتے ہو اور اللہ تمہارے لئے آخرت (کا سامان) چاہتا ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ اگر اللہ کا حکم پہلے سے طے شدہ نہ ہوتا تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس پر تمہیں سخت ترین سزا ملتی۔ سو جو کچھ تمہیں مال غنیمت میں سے ملا ہے اسے حلال وپاک سمجھ کر کھاؤ اور خدا سے ڈرتے رہو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

شرح:- اس رکوع میں مسلمانوں کو جہاد وقتال کی ترغیب وتحریص دلائی ہے۔ فرمایا ہے کہ اے پیغمبر! مسلمانوں کو سنا دیجئے کہ اب جبکہ تم قلیل التعداد ہو اور ہر طرف دشمن ہی دشمن نظر آ رہے ہیں جو تمہاری ہستی کو فنا کر دینے کی فکر میں ہیں اور تم بھی چاہتے ہو کہ اپنے قومی وقار کو قائم رکھتے ہوئے بحیثیت قوم ومذہب کے زندہ رہو تو مقتضائے وقت یہی ہے کہ تم میں سے ہر مرد مومن دس منکران حق کا لازمی طور پر مقابلہ کرے اور اپنے اوپر فرض قرار دے لے کہ اگر کبھی راہ خدا میں منکران حق کے ساتھ مٹھ بھیڑ ہوگی تو مجھ

اکیلے کو دس کا مقابلہ کرنا ہے پس اسی تناسب سے اپنے حوصلے بڑھاؤ اسی تناسب سے ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا کرو اور اسی نسبت سے جہاد اور قتال کے لئے باخبر و ہوشیار رہو۔ تمہارے ایک فرد کو یقینی طور پر منکران حق کے دس افراد پر غلبہ حاصل ہوگا اور تم منصور و مظفر لوٹو گے۔ کیونکہ منکران حق وحدت و اجتماع ملی سے محض ناآشنا ہیں اور تم اس کے شیدا ہو وہ ذاتی اغراض کے حصول کی فکر میں منہمک اور تم مقصد حیات پر مرمٹنے والے ان کا بھروسہ اسباب مادی پر اور تم محض اللہ کے توکل پر زندگی بسر کرنے والے وہ صدہا معبودان باطل سے ڈرنے والے اور تم ایک خدائے یگانہ کے پرستار۔ وہ ہزار جا سجدہ ریزی کرنے والے اور تم اپنی جبین نیاز کو صرف ایک آستان پر رگڑنے والے اب خود ہی سمجھ لو وہ تمہارا کیا مقابلہ کریں گے تم جس قدر ایمان و ایقان سے زیادہ بہرہ ور ہوگے اسی قدر زیادہ مضبوط و بہادر بنو گے۔ وہ جس قدر زیادہ کفر پر اصرار کریں گے اسی قدر زیادہ بزدل و بے ثبات ٹھہریں گے۔ ہاں ہاں جونہی تمہاری تعداد بڑھتی ہے تمہیں حکم دیدیا جائے گا کہ جاؤ اب چونکہ تم بھی کثیر التعداد مگر انسانی حیثیت سے کمزور ہو لہٰذا اگر تمہارا ایک فرد صرف دو منکران حق ہی کا مقابلہ کرے گا تو بھی اس پر کوئی عتاب نہیں۔ جتنا بن پڑے کرو مگر صبر و استقلال کو کبھی ہاتھ سے نہ دو۔ کیونکہ اس سے حوصلہ قائم رہتا ہے۔ اے مسلمانو! جہاد و قتال کی غرض کیا ہے یاد رکھو اس کی غرض دشمن کی طاقتوں کو محض پاش پاش کرنا اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دینا ہے جہاد کی غرض یہ نہیں کہ تم قیدیوں کے عوض میں روپیہ پیسہ لے کر انہیں چھوڑ دو اور ان کو دوبارہ مقابلہ میں آنے کا موقع دو۔ یہ دنیا اور اس کے اسباب یہیں تک محدود ہیں۔ ساتھ جانے والی چیز خالق یگانہ کی فرمانبرداری ہے۔ سو جس طرح بن پڑے اسے حاصل کرو۔ ہاں اگر عزت کے خواہاں ہو تو خدا کے ہاں سے ہی طلب کرو۔ وہی دانش و بینش عطا کر سکتا ہے اور وہی عزت و غلبہ دے سکتا ہے دیکھو بدر کے ستر قیدیوں کی رہائی کے سلسلہ میں تمہارا طریقہ کار محمود نہ تھا۔ بہر حال جو ہو چکا سو ہو چکا تمہارے لئے یہ شایان شان نہ تھا کہ تم زر و فدیہ لے کر ان منکران حق کو جو تمہارے قابو میں آچکے تھے چھوڑ دیتے جب تک کہ تمہارے دشمن فنا کے گھاٹ نہ اتر جائیں۔ تمہاری اس غلطی پر تمہیں سخت سزا دی جا سکتی تھی مگر اب معاف کر دیا گیا ہے۔ نیز یاد رکھو کہ آئندہ اگر کبھی مال غنیمت حاصل ہو جائے تو اسے بالکل

حلال و جائز سمجھ کر فائدہ اٹھاؤ اور ذاتی اغراض و نفس پرستی کے جذبات سے جذبہ جہاد کو ملوث نہ کرو یاد رکھو حلال و طیب چیز سے فائدہ اٹھانے اور ناپاک و ناجائز سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ تم ہر وقت خدا سے ڈرتے رہو اور کوئی کام جس سے اس کی ناراضگی کا اندیشہ ہو نہ کرو۔ ہاں اگر ہمارے احکام پہنچنے سے پہلے تم سے کوئی غلطی سرزد ہو چکی ہو اور آئندہ کے لئے تم بندۂ فرمانبردار بن جاؤ تو پھر خدا کو بھی بخشنے اور رحم کرنے والا پاؤ گے۔

ترجمہ آیات ۷۰-۷۵:- اے نبی! آپ کے قبضہ میں جو بھی قیدی ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ اگر اللہ کو معلوم ہو گا کہ تمہارے دلوں میں نیکی ہے تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں دیا جائے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر یہ لوگ آپ سے دغا کرنا چاہیں تو وہ اس سے پیشتر بھی اللہ سے دغا کر چکے ہیں۔ (جس پر) اس نے ان کو تمہارے قبضے میں دیدیا اور اللہ کو (ہر بات کا) علم ہے اور وہ حکمت والا ہے۔ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور انہوں نے اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے ان کو جگہ دی اور ان کی مدد کی یہی لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور ہجرت کے لئے تیار نہ ہوئے تمہیں ان سے دوستی رکھنے کا کوئی حق نہیں حتی کہ وہ ہجرت کے لئے آمادہ ہو جائیں اور اگر وہ تم سے دین کے معاملہ میں مدد طلب کریں تو ان کی مدد تم پر فرض ہے مگر ان لوگوں کے مقابلہ پر نہیں کہ تم میں اور ان میں عہد و پیمان ہو اور (یاد رکھو کہ) اللہ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے اور وہ لوگ جنہوں نے راہ کفر اختیار کر رکھی ہے وہ ایک دوسرے کے مددگار ہیں اگر تم (آپس میں ایک دوسرے کی مدد) نہ کرو گے تو ملک میں ایک فتنہ اور بڑا بھاری فساد برپا ہو جائے گا اور وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور راہ خدا میں گھربار چھوڑ دیا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے اور جن لوگوں نے ان کو جگہ دی اور مدد کی۔ یہی حقیقتاً" مومن ہیں۔ ان کے لئے بخشش ہے اور (جنت میں) عزت کی روزی اور جو لوگ بعد کو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور تمہارے ساتھ شامل ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کیا سو یہ لوگ بھی تم ہی میں سے ہیں اور کتاب اللہ کے مطابق رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہوتے ہیں۔ بیشک اللہ ہر بات سے واقف ہے۔

شرح:- اس رکوع میں پہلے تو ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور پھر چند ایک

ایسے احکام کی تلقین فرمائی جن سے اسلامی برادری اور اسلامی قومیت دنیا بھر میں عالمگیر ہو جائے اور اگر انسان ان پر گامزن ہو جائے تو پھر اسلام کی متحدہ قومیت کو باد مخالف کا کوئی جھونکا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدر کی لڑائی میں اعدائے اسلام پر وہ فتح مندی حاصل ہوئی جس کی نظیر دنیا کے پاس نہیں آپ نے اس لڑائی میں ستر مخالفوں کو زیر حراست کر لیا۔ مگر بعد میں طے پایا کہ ان سے زر فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع محمود سے کون واقف نہ تھا ہر ایک نے حیلہ بہانہ تراش کر زر فدیہ ادا کرنے سے بچنا چاہا یہاں تک کہ جب حضرت عباس سے جو حضور کے عم بزرگوار تھے اور قیدیوں کے زمرہ میں شامل تھے زر فدیہ طلب کیا گیا اور کہا گیا کہ چونکہ تم دولت مند ہو اپنے بھتیجوں حضرت عقیل اور نوفل کا بھی زر فدیہ ادا کرو تو کہنے لگے کہ "یا رسول اللہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں مدت العمر قریش کا دست نگر رہوں" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خواہ کچھ ہو آپ کو فدیہ دینا پڑے گا۔ الغرض حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور بدر کے اسیروں کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس پر اس رکوع کی پہلی آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ اے نبی ان قیدیوں سے کہہ دو کہ سنو! اگر تمہارے دلوں میں نیک نیتی ہے تو زر فدیہ کا ادا کرنا تمہارے لئے کچھ گراں نہیں کیونکہ عنقریب تم اس سے کئی گنا زائد زر و دولت اسلام کے دائرے کے اندر شامل ہو کر حاصل کر لو گے اور ابدی راحت اور اخروی نجات کے مزے بھی اڑاؤ گے اور یاد رکھو کہ اگر تم نے دغا کیا تو جس طرح اس سے پہلے دغا کر کے منہ کی کھا چکے ہو اسی طرح اب ہو گا۔ دیکھو خدا علیم و حکیم ہے اس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں اس سے دھوکا کرنے کی کبھی نہ ٹھانو۔ دوسری بات یہ بتائی ہے کہ متحدہ قومیت قائم کرنے اور اقوام عالم میں ایک نمایاں حیثیت حاصل کرنے کے واسطے ضروری ہے کہ مسلمان اپنے اعتقادات میں مثل کوہ مضبوط ہو اور اس کے پائے ثبات میں کسی طرح بھی لغزش نہ آئے وہ خدا کو مانے تو اس طرح کہ اس کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ سمجھے اور محض اس کے در آستان پر جبین نیاز رگڑے۔ باقی سب سے مستغنی ہو اور اس کا طریقہ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ رسول ہاشمی خاتم الانبیاء علیہ الف الف تحیات و سلام سے سیکھے کہ ان سے بہتر دنیا کی کوئی ہستی اس چیز کو نہیں نباہ سکی اس کے

بعد مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اگر وہ قابل و معزز قومیت پیدا کرنا چاہتا ہے تو باوجود جان و مال کو عزیز رکھنے کے وہ اس کے ترک پر بھی قادر ہو اور علم و صنعت کے حصول دشمن کے مقابلہ کرنے کی اشاعت اور بدی کی بیخ کنی پر دل کھول کر خرچ کرنے کی اہلیت بھی رکھتا ہو کیونکہ مال و منال کو خزانوں کی شکل میں جمع کر رکھنے کی اہلیت بخل اور کنجوسی اور جمود طبع ایسی چیزیں ہیں جو قومیت کی جانی دشمن ہیں۔ پھر ہر ایک مسلمان کو تھوڑا بہت مبلغ اسلام بھی ہونا چاہئے اس کا کوئی وقت کوئی لمحہ اور کوئی دقیقہ ایسا نہیں گزرنا چاہئے جبکہ وہ خود اپنے آپ کو اپنے احباب کو اپنے خاندان کو اور اپنے حلقہ زیر اثر کو نیکی کے لئے آمادہ اور بدی سے متنفر نہ کرے اس کے بعد مسلمانوں میں باہمی ہمدردی کا عالمگیر جذبہ ہونا چاہئے۔ کوئی مسلمان کہیں رہتا ہو ایرانی ہو کہ تورانی' مغربی ہو کہ مشرقی' سیاہ فام ہو کہ گل اندام سبھی کو اپنے ماں جائے بھائیوں کی مانند سمجھے اور ہر مظلوم کی دادرسی اور محتاج کی حاجت روائی اپنے اوپر لازم قرار دے۔ علامہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں۔

یقین محکم عمل پیہم' محبت فاتح عالم

جہاد زندگی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

الغرض خداوند کریم نے صاف صاف بتا دیا ہے کہ ملی و مذہبی روایات اس وقت تک زندہ و شاندار رہ سکتی ہیں جب تک مسلمان مندرجہ بالا اصولوں پر بالالتزام قائم رہیں ورنہ ان کی قومیت بھی حرف غلط کی طرح مٹ جائے گی۔ مسلمانو! خدا کے واسطے غور کرو جب ہمارے بزرگوں نے قرآن کریم اور خصوصاً" اس حصہ قرآن پر عمل کیا تھا تو کیا وہ اقوام عالم کی ناک نہ سمجھے جاتے تھے اور کیا آج جبکہ ہم نے قرآن کریم کی تعلیم کو پس پشت ڈال کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے محض انکار کر رکھا ہے تو تمام اقوام عالم میں ہم ذلیل ترین قوم نہیں سمجھے جاتے۔ اے مسلمانان عالم اگر تم نے آج بھی سورۂ انفال و سورۂ توبہ پر عمل کرنے کی کوشش نہ کی تو یاد رکھو کہ جس طرح تم سے پہلے تمہاری قوم کا ایک جزو جسے تم مور ہسپانیہ کے نام سے یاد کرتے ہو حرف غلط کی طرح صفحہ عالم سے مٹ چکا ہے۔ اسی طرح تم بھی۔ خدا نہ کرے ایسا ہو۔ آج نہیں تو کل مٹنے والے ہو۔ یاد رکھو کہ سچے مسلمان وہی ہیں جو ایمان و ایقان کی نعمت سے بہرہ ور ہوں۔ عملاً" اپنے مذہب و ملت کی خاطر زیادہ سے زیادہ قربانی کرنے کے لئے آمادہ ہوں اور اپنے مسلمان

بھائیوں کو ہر ممکن مدد دینے اور ان کا دست راست بننے کے لئے ہر وقت تیار رہوں۔ یہی لوگ درحقیقت مومن ہیں اور یہی لوگ انعامات خداوندی کے مستحق ہیں۔

(۸۹) سورۃ آل عمران (۳)

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں دو سو آیات مبارکہ اور بیس رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۲-۹:- (اے لوگو!) اللہ وہ (ذات) ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں (اور) جو حی و قیوم ہے۔ اسی نے (اے پیغمبر!) آپ پر برحق کتاب نازل کی جو ان کتابوں کی بھی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے تھیں اور اسی نے اس سے پہلے تورات اور انجیل کو نازل کیا جن میں لوگوں کے لئے ہدایت کا سامان تھا اور اسی اللہ نے تمہیں جوہر امتیاز عطا کیا۔ بیشک جو لوگ (باوجود اس سامان ہدایت کے) اللہ کے احکام پر عمل پیرا نہیں ہوتے ان کو سخت عذاب ہوگا اور اللہ بڑا غالب اور سزا دینے والا ہے۔ یقیناً "اللہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں، نہ زمین میں اور نہ آسمان میں۔ اللہ (وہی) ہے جو رحم مادر میں جس طرح چاہتا ہے تمہاری صورتیں بنا دیتا ہے (یاد رکھو) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بڑا زبردست اور بڑا صاحب حکمت ہے۔ اللہ ہی (وہ ذات ہے جس نے) (اے پیغمبر!) آپ پر یہ کتاب نازل کی اس کی بعض آیتیں صاف واضح اور محکم ہیں یہی اس کتاب کے اصول ہیں اور بعض آیتیں مختلف معنوں کی متحمل ہیں تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہوتی ہے وہ اس میں سے انہیں آیتوں کی پیروی کرتے ہیں جو باہم مختلف معنوں کی متحمل ہیں (وہ لوگ) فتنہ برپا کرنے اور اپنے ڈھب کے معنی تلاش کرنے کی غرض سے ایسا کرتے ہیں حالانکہ ان آیتوں کے اصلی معنی و مقصود اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں اور جو لوگ علم میں ماہر ہوتے ہیں کہہ دیتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں یہ سب کچھ ہمارے رب کی جانب سے ہے اور وعظ و نصیحت کو صرف وہی لوگ سمجھتے ہیں جو صاحب عقل و بصیرت ہیں۔ (ان کی یہی دعا ہوتی ہے) کہ خدایا! ہدایت دے چکنے کے بعد ہمارے دلوں میں کجی نہ پیدا کر اور ہمیں

اپنی رحمت عطا فرما بیشک تو بہت عطا کرنے والا ہے۔ خدایا (ہم قیامت کی حقیقت کو سمجھیں یا نہ سمجھیں مگر) تو بیشک لوگوں کو ایک ایسے دن (ایک جگہ) جمع کرنے والا ہے جس (کے وقوع پذیر ہونے) میں کوئی شک و شبہ نہیں یقین رکھو کہ اللہ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

شرح:۔ سورۂ بقرہ ختم ہوئی اور یہاں سے سورۂ آل عمران شروع ہو گئی۔ جاننے والوں کے لئے ان دونوں سورتوں میں اس قدر گہرا تعلق ہے کہ دونوں فی الحقیقت ایک ہی موضوع کے دو عنوان معلوم ہوتے ہیں یا ایک کو دوسری کا تتمہ کہئے۔ اگر آپ نے سورۂ بقرہ کا مطالعہ بنظر امعان کیا ہے اور شرح کے تمام مطالب کو ذہن نشین کر لیا ہے تو آپ کو اس میں ذیل کی باتیں نظر آئی ہوں گی جنہیں اس سورۃ کا خلاصہ کہنا چاہیے۔

(۱) خدا کی نگاہ میں انسان اسی وقت قابل عزت ہستی ہو سکتا ہے جب اس کے اندر صحیح جذبہ ایمان و عمل پیدا ہو۔ ایمان بلا عمل اور عمل بلا ایمان مطلق فائدہ نہیں بخشتا۔

(۲) کسی شخص کا خواہ وہ کسی وقت ہوا ہو کوئی سا مذہب رکھتا ہو کسی نام سے پکارا جائے یا پکارا جاتا ہو محض خوش اعتقادی یا گروہ بندی کی بنا پر نجات کی توقع رکھنا سخت غلطی کرنا اور اپنے آپ کو دھوکے میں ڈالنا ہے۔ ایمان و عمل کے بغیر نجات ناممکن ہے۔

(۳) ایمان کی شرائط یہ ہیں:۔

(i) انسان خدا کو یگانہ و یکتا جانے کسی ہستی کو اس کی ذات و صفات میں شریک نہ سمجھے۔ ذات میں شریک سمجھنا یہ ہے کہ جس طرح خدا معبود ہے ویسا ہی کسی دوسرے کو بھی معبود سمجھے۔ جس تعظیم کے قابل اس کی ذات ہے وہی تعظیم کسی دوسرے کی کرے۔ صفات میں شریک سمجھنا یہ ہے کہ جو قدرت تامہ اس ذات یگانہ کو حاصل ہے وہی قوت بعینہٖ کسی دوسری ہستی کی طرف منسوب کرے۔

(ii) انسان ان تمام کتابوں کو جو خدا کی جانب سے نازل ہوئی ہیں سچا جانے اور ان کی عظمت کو دل سے مانے اور عمل صرف قرآن پر کرے۔ کیونکہ خدا

نے قرآن کریم سے پہلے جس قدر کتابیں اور صحیفے نازل کئے تھے وہ آج بعینہٖ موجود نہیں اگر وہ آج بعینہٖ موجود ہوتے تو ان میں خدا کے اس آخری پیغام پر ایمان لانے اور اس کی پیروی کرنے کی نمایاں تعلیم موجود ہوتی اور یہود و نصاریٰ میں سے کوئی شخص بھی جو اپنی کتاب پر پوری طرح عمل پیرا ہوتا اور اس کی پیروی کو ذریعہ نجات سمجھتا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے کے بغیر کوئی چارہ کار نہ پاتا۔

(iii) انسان فرشتوں کو تسلیم کرے جیسا کہ خدا نے فرما دیا خواہ ان کی ہستی اس کے ذہن میں آئے یا نہ آئے۔

(iv) رسولوں کو ماننا ان کی تعظیم کرنا ان میں باہمی تفریق نہ کرنا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری پیغمبر ماننا ہے کیونکہ اب رہتی دنیا تک کوئی رسول نہیں آئے گا۔ اس سے پہلے انسان خدا کی نازل کردہ کتابوں میں تحریف کر لیا کرتا تھا اور پہلے رسولوں کا اسوہ اس کے ذہن سے اتر جایا کرتا تھا مگر اب قرآن کی حفاظت کرنے اور اسوۂ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو قائم رکھنے کا ذمہ اللہ عزوجل نے اپنے اوپر لیا ہے۔

(v) انسان یوم قیامت کو مانے جس دن اس دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا اور ہر متنفس کو اس کے نیک و بد اعمال کی جزا و سزا ملے گی۔

(vi) انسان کو ایک ایسے آنے والی زندگی پر ایمان رکھنا چاہئے جو اس دنیا سے گزر جانے کے بعد واقع ہوگی۔ اور روز قیامت کے فیصلے کے مطابق ہر شخص کو یا ہمیشہ راحت و آرام نصیب ہوگا یا ہمیشہ کے لئے رنج و آلام۔

(vii) نیک و بد کا پیدا کرنے والا اسی خدا کو سمجھا جائے۔ مگر نیکی کرنے کے لئے خدا کی توفیق شامل حال ہوتی ہے۔ اور وہ نیکی پر خوش ہوتا ہے اور بدی کرنے کے لئے اس کی توفیق حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ برائی کرنے والوں کو وہ ان کے حال پر چھوڑ دیتا ان سے ناراض ہوتا اور مرنے کے بعد ان کو سزا دیتا ہے۔

(۴) عمل یہ ہے کہ انسان جس دین حق کو تسلیم کر چکا ہے اس کا اعلان اور اس کی

تبلیغ بالکل بیباکانہ اور نتائج و عواقب سے یکسر بے پرواہ ہو کر پوری تندہی سے کرے تاکہ اس کے وہ قابل رحم بھائی جو کسی نہ کسی وجہ سے سوسائٹی کے اثر یا ناعاقبت اندیشی سے بدی کی طرف مائل ہو کر قبول حق سے محروم رہے ہوں اور راہ راست اور صراط مستقیم پر آجائیں اور اس کے ہمنوا ہو کر اسی ذات اقدس کے ہو کر رہیں۔ تاکہ دنیاوی کامیابیوں اور اخروی فوز و فلاح سے شاد کام ہوں۔ دوسرے یہ کہ دنیا کا امن قائم رکھے "ہرچہ خود ہی پسندی بردیگراں ہم پسند" پر کاربند ہو۔ خویش و اقارب سے بہترین سلوک کرے۔ ہمسائے کو اپنے آپ پر ترجیح دے۔ اور اس کو ہر ممکن سہولت پہنچائے۔ کسی کی عزت کو بٹہ نہ لگائے۔ کسی کا مال نہ لوٹے۔ معاملہ کا صاف ہو خدا کا عبادت گزار ہو اور ہر وہ کلام کرے جسے قرآن کی اصطلاح میں نیک اور پسندیدہ کام کہا جاتا ہے۔

(۵) یہود کی بد اعمالیوں کا نقشہ دکھا کر مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ ان کے نقش قدم پر نہ چلیں۔ یہود نے اصل دین کو موڑ توڑ کر جس طرح اسے اپنی خواہشات کے مطابق بنا لیا تھا سورۂ بقرہ میں اس کی پوری تفصیل ہے۔ یہود کو راندۂ درگاہ قرار دیئے جانے کے اسباب پر مدلل بحث ہے۔ بتایا گیا ہے کہ عمل کا جذبہ ان میں مفقود تھا۔ وہ جماعتی گروہ بندی اور خود اختراع کردہ رسوم کو نجات کا ذریعہ مانتے تھے۔ وہ نبیوں کا اقرار کرتے مگر ان کی تعلیم پر عمل نہ کرتے تھے۔ جو حکم آسان پاتے اسے قبول کر لیتے جو مشکل دکھائی دیتا اسے یہ کہہ کر ٹال دیتے کہ ہم "یہودی ہیں ضرور بخشے جائیں گے۔ ہمیں عمل کی ضرورت نہیں" اس سے مسلمانوں کو اشارۃً یہ سمجھانا مقصود ہے کہ یہود کی ان باتوں پر ہم نے انہیں معتوب ٹھہرایا۔ اگر تم بھی یہی طریق کار اختیار کرو گے تو تم بھی اسی طرح دنیا میں ذلیل و خوار کر دیئے جاؤ گے۔ سورۂ آل عمران میں بھی ایمان و عمل کی یہی تعلیم ہے۔ مگر یہاں یہود کی بجائے عیسائیوں کا مذموم رویہ دکھایا گیا ہے کہ انہوں نے ایمان و عمل دونوں سے بے پروائی برتی۔ انجیل کے الفاظ تک بدلنے میں انہیں خوف نہ آیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو ایذا دی۔ توحید کے عقیدہ کو مضحکہ خیز بنا دیا۔ خدائے یگانہ کو تین میں سے ایک اقنوم قرار دیا۔ عمل سے یکسر علیحدہ ہو گئے۔ ہمیشہ نفسانیت کی پیروی کی۔ خدا

سے کبھی نہ ڈرے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشخبری کو صفحات انجیل ہی سے مٹا دیا اور جو کچھ باقی رکھا اس میں تحریف کی وہ بھی راندۂ درگاہ ہوئے۔ فرمایا کہ یہ بھی یہود کی طرح حق کے مقابلے پر ہمیشہ ناکام رہیں گے۔ بے عزت ہوں گے۔ ذلیل و خوار رہیں گے۔ اور آخرت میں گوناگوں عذاب سہیں گے۔ یہ ہے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کی تعلیم کا خلاصہ۔

اس رکوع میں انسان کو مخاطب کرکے کہا گیا ہے کہ اس عقیدہ کو نہایت پختہ کرکے دل میں جمالو کہ تمہارا معبود صرف وہی ذات برتر و اعلیٰ ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ہی قائم رہے گی اور جس نے تمام کائنات کو پیدا کیا اور قائم رکھا ہے پھر پیغمبر کو مخاطب فرمایا۔

کہ دیکھیے! جو کتاب آپ کو دی گئی ہے اس میں تمام واقعات سچے ہیں اور اس کی اصولی تعلیم بھی وہی ہے جو آپ سے پہلے اور پیغمبروں کے ذریعے ہم نے دنیا تک پہنچائی تھی قرآن سے پہلے لوگوں کو راہ ہدایت دکھانے کے لئے ہم نے تورات اور انجیل نازل کی تھی اور ہر شخص کو ہم نے سمجھ بھی عطا کر رکھی ہے تاکہ وہ اچھے برے میں تمیز اور حق و باطل میں فرق کر سکے لیکن جو لوگ اس قدر سامان ہدایت پانے کے باوجود بھی انکار حق پر اڑے رہے اور رہتے ہیں وہ پچھتائے ہیں اور پچھتائیں گے۔ اور ضرور سزا یاب ہوں گے۔ پھر فرماتا ہے کہ انسان کو اپنی پیدائش پر غور کرنا چاہئے اسی سے وہ سمجھ سکتا ہے کہ اس کا معبود صرف وہی ہو سکتا ہے جو ماں کے شکم میں اس کی صورت بناتا ہے جس طرح اسے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور ہر ایک بات کو جانتا ہے آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے کہ قرآن پاک کی بعض عبارتیں اور بیانات ایسے ہیں جو شرع کا قانون ہیں ان پر چلنا انسان کی نجات کے لئے کافی ہے یہ عبارتیں اور قوانین نہایت آسان فہم ہیں۔ ہر شخص انہیں باسانی سمجھ سکتا ہے اور تمہیں انہیں پر چلنا چاہئے مگر بعض عبارتیں اور بعض حقائق و معارف کی باتیں ایسی بھی مذکور ہیں جو معمولی قابلیت کے انسان نہیں سمجھ سکتے۔ ذہنی ترقی کے ارتقائی مدارج طے کرنے والے کچھ کچھ سمجھتے اور حقیقت کو پاتے ہیں۔ مگر پھر بھی اصل معنی و مقصود اللہ کو اور صرف اللہ کو معلوم ہوتا ہے ایسے مواقع پر ہر شخص دخل اندازی نہ کرے۔ ان باتوں کو جوں کا توں مان لے اور پہلی قسم کی عبارتوں پر یعنی قوانین و اصول پر کاربند رہے اور ہمیشہ طلب مغفرت کرتا رہے۔

ترجمہ آیات ۱۰-۲۰:- (یاد رکھو) وہ لوگ جو راہ کفر اختیار کریں انہیں اللہ کے عذاب سے نہ ان کی دولت بچا سکے گی اور نہ اولاد' اور وہ یقیناً" آگ کا ایندھن بنائے جائیں گے۔ ان لوگوں کی حالت آل فرعون کی طرح ہے اور ان لوگوں کی طرح جو ان سے پہلے تھے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی۔ پس اللہ نے ان کے گناہوں پر ان سے مواخذہ کیا اور (یاد رکھو) اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ (اے پیغمبر!) جو لوگ کفر کی راہ اختیار کریں انہیں کہہ دیجئے کہ تم بھی (آل فرعون کی مانند) بہت جلد مغلوب ہو گے اور جہنم کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے۔ اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ تمہارے واسطے دو گروہوں کے ہمدگر مقابلہ پر آنے کا واقعہ ایک نمونہ تھا ایک گروہ خدا کی راہ میں جنگ کر رہا تھا اور دوسرا منکروں کا گروہ تھا اور مسلمانوں کو بظاہر اپنے آپ سے تعداد میں دگنا دیکھتا تھا اور اللہ اپنی مدد سے جس کی چاہتا ہے تائید کرتا ہے بیشک ان (واقعات) میں بصیرت رکھنے والے لوگوں کے لئے عبرت (کا بے شمار سامان ہے) لوگوں کے دلوں میں بیوی بچوں کی محبت سونے اور چاندی کے انباروں سے الفت' عمدہ عمدہ گھوڑوں سے لگاؤ اور مال مویشی اور کھیتی سے شغف کی خواہشیں آراستہ ہیں۔ یہ چیزیں اس دنیا کی زندگی کا متاع و اسباب ہیں اور (اچھی ہیں مگر) آئندہ کی بہتر زندگی تو اللہ ہی کے پاس ہے (اے پیغمبر!) ان سے فرما دیجئے کہ کیا میں تمہیں اس چند روزہ زندگی سے بہتر کوئی چیز بتاؤں؟ (سنو!) وہ لوگ جو خدا کا ڈر پیدا کرلیں (آنے والی زندگی میں) اللہ کے پاس ان کے لئے ایسے باغ ہوں گے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کو (آلائش و نجاست سے) پاک و صاف بیویاں میسر آئیں گی اور اللہ کی رضامندی حاصل ہوگی (یاد رکھو) اللہ اپنے نیک بندوں کے نیک و بد کو دیکھنے والا ہے۔ (یہ وہ لوگ ہوں گے) جو کہتے ہیں کہ خدایا! ہم تجھ پر (صدق دل سے) ایمان لائے ہیں۔ پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا (یہ لوگ) صبر کرنے اور سچ بولنے والے' فرمانبردار' سخاوت شعار اور آخر شب (اپنے پروردگار سے) گناہوں کی بخشش چاہنے والے (ہوتے ہیں) (لوگو) اللہ شہادت دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں نیز ملائکہ اور اصحاب علم بھی (یہی) شہادت دیتے ہیں (وہ وہی جو) حق و انصاف کے ساتھ (کارخانہ کائنات کو) سنبھالے ہوئے ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عزیز و حکیم ہے۔ بیشک اسلام ہی اللہ کے نزدیک دین حق ہے اور

ان لوگوں میں جنہیں کتاب دی گئی تھی جو اختلاف رونما ہوا وہ باہمی ضد کی بنا پر ہوا اور اس وقت (ہوا) جب ان کے پاس حقیقی علم پہنچ چکا تھا اور جو اللہ کے احکام سے سرتابی کرے تو (اسے یاد رہے کہ) اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ اے پیغمبر! اگر لوگ آپ سے جھگڑا کریں تو کہہ دیجئے کہ میں اور میرے پیرو سب اللہ کے فرمانبردار ہیں اور اہل کتاب اور ان پڑھ (عرب) لوگوں سے پوچھئے کہ کیا تم بھی اللہ کے فرمانبردار ہو۔ پھر اگر وہ اطاعت کریں تو یقیناً" راہ ہدایت پر ہیں اور اگر نافرمانی کریں تو (انہیں چھوڑ دو کہ) آپ پر صرف (احکام کا) پہنچانا فرض ہے اور اللہ بندوں (کے حال) کو خوب دیکھتا ہے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں بتایا جا چکا ہے کہ اصل دین یہی ہے کہ خدائے یگانہ کے احکام کو بلا چون و چرا تسلیم کیا جائے۔ اس کی عبادت سے سرتابی نہ ہو توحید کا عقیدہ رگ و پے میں سرایت کر جائے اور اس کے کلام قرآن پاک میں جو باتیں جس طرح مذکور ہیں ان پر پورا پورا عمل کیا جائے۔ اس رکوع میں یہ بیان ہے کہ جو لوگ دین حق قبول نہ کریں گے ان کو بھی وہی نامرادیاں وہی ناکامیاں اور وہی ذلت و خواری نصیب ہوگی جو فرعونیوں کو موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے پر اٹھانی پڑی تھی۔ پھر جنگ بدر کی طرف اشارہ کر کے ارشاد ہوتا ہے کہ تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ جب دین حق کے دشمنوں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے بدر میں پرے جمائے تھے تو ان کے مقابلے پر مٹھی بھر مسلمان تھے تاہم انہوں نے کفار کو وہ شکست دی کہ ان کا یہ کارنامہ رہتی دنیا تک یاد رہے گا اور بطور معجزہ پیش کیا جا سکے گا۔ آگے چل کر مسلمانوں پر اس راز کا انکشاف کیا ہے کہ گو دنیاوی جاہ و جلال کی چاہ اور مال و منال کی محبت فطری امور ہیں اور بظاہر نہایت خوبصورت اور دلاویز معلوم ہوتے ہیں مگر ایمان و عمل کی برکت ان سے کہیں بڑھ کر اچھی چیز ہے اور جو لوگ آخرت کی خوشگوار زندگی حاصل کر سکیں خواہ کسی طریقے سے کیوں نہ ہو وہ یقیناً" ان سے بدرجہا بہتر ہوں گے جنہوں نے آخرت کے واسطے کوئی ذخیرہ تیار نہ کیا اور انہیں جو کچھ بھی موقع دیا گیا اس سے انہوں نے بالکل فانی اور یہیں رہ جانے والا عارضی فائدہ حاصل کیا مگر کیا اچھے ہوں گے وہ جنہوں نے دنیاوی جاہ و جلال اور مادی مال و منال کے ساتھ ہر وقت اپنے پروردگار سے یہی التجا کی کہ "خدایا ہم تیرے عبادت گزار ہیں تو ہماری لغزشیں معاف فرما اور دوزخ کے عذاب سے بچا" اور محض زبانی جمع خرچ ہی

نہیں کیا بلکہ عملی طور پر اتباع حق میں جو مصیبتیں آئیں انہیں بخوشی جھیلا کسی حالت میں سچ کا ساتھ نہ چھوڑا عملاً" عبادت کی اور خشوع و خضوع سے کی اور اپنے مال و دولت اور جاہ و جلال کو پروردگار کے راستہ میں استعمال کیا اور ہر رات اٹھ کر نہایت گڑگڑا کر اللہ سے گناہوں کی معافی چاہی ارشاد ہوتا ہے مسلمانو! بس تمہیں اس قسم کی ایک امت ہونا چاہئے اور یاد رکھو کہ تمارا دین اسلام اس روز سے انسان کا دین چلا آرہا ہے جب سے وہ پیدا کیا گیا اور تمام انبیاء صرف اسی ایک ہی دین کی تعلیم دیتے چلے آئے ہیں۔ باقی رہے یہود و نصاریٰ اور دیگر امتوں کے باہمی اختلافات جو نہ ہماری طرف سے تھے اور نہ نبیوں کی تعلیم یا ان پر نازل کردہ کتابوں کے پیدہ کردہ تھے بلکہ وہ ان امتوں کے بعض لوگوں کی باہمی ضد و عناد کا نتیجہ تھا جس سے تمام کی تمام امتیں متاثر ہوئیں۔ پس تمہیں یاد رہے کہ کہیں بھولے سے بھی ایسی غلطی کا ارتکاب نہ کرنا بلکہ ہمیشہ یہی اعلان کرو کہ ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ اور صرف ان لوگوں کے ساتھی ہیں جو ہماری طرح اللہ کے فرمانبردار ہوں۔ اگر تم یہودی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ عیسائی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر کسی اور گروہ سے تعلق ہو تو بھی کوئی ڈر نہیں آؤ سب مل کر اللہ کے فرمانبردار بن جائیں۔ فرمانبرداری کیا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر انبیاء کی طرح اسے روز روشن کی طرح عیاں کر دیا ہے اور قرآن میں اس کی پوری تفصیل ہے۔ لہٰذا آؤ سب مل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمانبرداری کے طریقے سیکھیں۔ اور قرآن کی تعلیم کو اپنا نصب العین بنا لیں کیونکہ اور کوئی تعلیم دستبرد زمانہ سے محفوظ نہیں۔ مسلمانو! جو لوگ اس طریق کار پر گامزن ہو جائیں وہی راہ ہدایت پر ہیں اور جو تمہارا کہا نہ مانیں ہم ان کے لئے جوابدہ نہیں۔

ترجمہ آیات ۲۱-۳۰:- یقیناً" جو لوگ اللہ کے احکام سے سرتابی کرتے ہیں اور نبیوں کو بلا قصور قتل کرتے ہیں اور جو لوگ حق و انصاف کا وطیرہ اختیار کرنے کی تلقین کرنے والوں کی جانیں تلف کرتے ہیں انہیں ایک دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں اکارت گئے اور انہیں (عذاب سے بچانے کے لئے) کوئی مددگار میسر نہ آئے گا۔ (اے پیغمبر!) کیا آپ نے (ان لوگوں کے حال پر) غور نہیں کیا جنہیں کتاب (کے فہم و ادراک) کا کچھ حصہ دیا گیا تھا جب وہ

کتاب اللہ کی طرف اس غرض سے بلائے جاتے ہیں کہ (اس کی رو سے) ان میں فیصلہ ہو جائے تو ان میں ایک گروہ منحرف ہو کر منہ پھیر لیتا ہے (اور وہ در حقیقت سب کے سب تغافل پیشہ ہیں) اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں آگ ہرگز نہ چھوئے گی۔ ہاں (اگر چھوئے گی بھی تو) گنتی کے چند روز اور دین کے معاملہ میں ان کو ان باتوں نے دھوکہ دے رکھا ہے جو وہ خود تراش لیتے ہیں تو ان کی کیا کیفیت ہوگی جب ہم انہیں اس وقت جمع کریں گے جس کے آنے میں کوئی شک ہی نہیں اور ہر متنفس کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر مطلق کوئی ظلم نہ ہوگا (اے پیغمبر!) آپ کہدیں کہ اے خدا! بادشاہی کے مالک تو جسے چاہے بادشاہی دیدے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے۔ جسے چاہے عزت دیدے اور جسے چاہے ذلیل کردے تیرے ہی ہاتھ میں خیر و برکت (کا سر رشتہ) ہے بیشک تجھے ہر بات پر قدرت حاصل ہے تو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور زندہ کو بے جان سے نکالتا ہے اور بے جان کو زندہ سے نکالتا ہے اور جسے چاہتا ہے بے حساب روزی عطا فرماتا ہے۔ دین حق قبول کرنے والوں کو چاہئے کہ مومنوں کو چھوڑ کر انکار حق کرنے والوں سے دوستی نہ گانٹھیں اور (یاد رہے) جس کسی نے ایسا کیا اسے اللہ سے کوئی سروکار نہیں مگر اس صورت میں کہ تمہیں ان کی طرف سے خوف ہو اور (یاد رکھو) اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور (بالآخر) اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (ایسے لوگوں کو) کہہ دیجئے کہ تم اپنے دل کے بھیدوں کو چھپاؤ یا انہیں ظاہر کرو اللہ کو بہر حال ان کا علم ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کو ہر بات پر قدرت حاصل ہے وہ دن (یاد رہے) جب ہر ایک متنفس اپنے نیک کاموں کا نتیجہ موجود پائے گا اور برے کاموں کا نتیجہ بھی (اور) آرزو کرے گا کہ کاش! اس دن اور اس کے درمیان ایک عرصہ دراز (حائل) ہوتا (یاد رکھو) اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔

شرح:۔ پچھلے رکوع میں دکھایا جا چکا ہے کہ جب کبھی حق و باطل میں مٹھ بھیڑ ہو جائے تو حق کو ہمیشہ غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ حق پرستوں کو باطل پرستوں کے اسباب مادی سے ہرگز ہرگز مرعوب نہ ہونا چاہئے اور کسی حالت میں نجات اخروی کے نصب العین کو ہاتھ سے چھوڑ کر اس چند روزہ زندگی کے دام فریب میں نہ پھنس جانا چاہئے اس

رکوع میں یہ بیان ہے کہ لوگ کیوں اپنے باطل عقیدوں پر جمے رہتے ہیں اور تمہیں ان کے مقابلہ میں کیا کرنا چاہیئے ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! آپ کی مخالفت کوئی نئی چیز نہیں اس سے پہلے بھی اس قسم کے لوگوں نے ہمارے سچے پیغمبروں کو اذیتیں پہنچائیں حتی کہ بعض کو جان ہی سے مار ڈالا۔ اس قسم کے لوگ ان سرپھرے اور سنگدل علماء کے زیر اثر ہوتے ہیں جو تعلیم الٰہی کو صحیح طور پر سمجھنے کے باوجود من گھڑت اور بے بنیاد اعتقادات کو رائج کر دیتے ہیں۔ مثلاً ”ان کا یہ کہنا کس قدر لغو ہے کہ ہم تو بخشی ہوئی امت ہیں۔ اگر ہم نے فلاں یا فلاں مذہب کو تسلیم کر لیا تو بس عمل کی ضرورت نہیں۔ زبان سے مان لینا ہی کافی ہے ہمارا پیغمبر یا دوسرے نیک کردار بزرگ ہمیں بخشوالیں گے ہم دوزخ میں نہیں جا سکتے اور اگر گئے بھی تو صرف چند روز کے لئے تاکہ گناہوں سے پاک صاف ہو کر جنت میں داخل ہونے کے قابل ہو جائیں۔“ یہ ان کے عقائد فاسدہ ہیں کوئی امت جنت کی اجارہ دار نہیں ہو سکتی اور جب تک وہ اپنے ”ایمان و عمل“ سے اس کی مستحق نہ بنے جنت میں داخل نہیں ہو سکے گی۔ کوئی شخص کسی کا کفارہ نہیں ہو سکتا۔ سفارش کے بھی وہی مستحق ہیں جو نیک نیتی سے تعلیم ربانی پر کاربند ہونے کی کوشش کریں۔ ہر وقت خدا سے ڈرتے رہیں ہاں! اگر اجتہادی غلطی کے مرتکب ہو جائیں۔ یا ضعیف الایمان ہونے کی وجہ سے کسی عمل سے قاصر رہ جائیں مگر شریعت کو کبھی خواب میں بھی پائے استحقار سے نہ ٹھکرایا ہو۔ قرآن سے، قرآن کی تعلیم سے، قرآن کے لانے والے سے مطلق بے پروائی نہ برتی ہو تو ان کے واسطے خدا جسے سفارش کرنے کی اجازت دینا چاہے دے سکتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان ہی لوگوں کی سفارش کریں گے جنہوں نے قرآن کی تعلیم سے بے پروائی نہ برتی ہو یاد رکھو نیک عمل کرنے والوں کو نیکی کا بدلہ ملے گا اور نافرمان اور بد عمل لوگوں کو نافرمانی کی سزا اور بد عملی کا ثمرہ ملے گا۔ آگے ارشاد ہوتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ دنیا کو پیغام خدا سنا چکے اب نافرمانوں کی گوشمالی کے لئے تیار ہو جائیں اور اپنے دلوں کو اس عقیدہ سے تقویت دیں کہ ”خدایا! تو ہی بادشاہی عطا کرتا ہے اور تو ہی بادشاہی چھین لیتا ہے تو جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے رسوا کر دیتا ہے خدایا نافرمانوں کے مقابلے میں ہمیں غلبہ عطا فرما اور فتح و نصرت کی عزت بخش اور انہیں ہماری آنکھوں کے سامنے ذلیل و رسوا کرنا تیرے لئے کیا مشکل ہے“ مگر مسلمانو! یاد رکھو کہ

اگر اس معرکہ حق و باطل میں کامیاب ہونا چاہتے ہو تو اپنی الگ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا کر باہم تفریق پیدا نہ کرنا سب اکٹھے رہنا۔ اور باطل پرستوں سے کوئی ساز باز نہ کرنا ورنہ تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور رعب اٹھ جائے گا کفار کے مقابلے پر خوب ڈٹ کر لڑو۔ دیکھو اوروں کی دیکھا دیکھی باہمی ریشہ دوانیاں شروع نہ کر دینا۔ کہیں تمہیں یہ خیال نہ آئے کہ اب تو مزے سے گذار لیں۔ عاقبت کی پھر دیکھی جائے گی۔ وہاں سوائے تمہارے عملوں کے کچھ نہیں دیکھا جائے گا اور اگر تم نے مخلص ہو کر خدا کی عبادت اور اس کے دشمنوں سے جنگ نہ کی ہوگی تو پچھتاؤ گے۔ واویلا کرو گے ہاتھ ملو گے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

ترجمہ آیات ۳۱-۴۱:- (اے پیغمبر!) دنیا کو سنا دیجئے کہ اگر تمہیں اللہ سے سچی محبت ہے تو میری پیروی کرو (اس صورت میں) اللہ بھی تم سے محبت کرتے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔ (انہیں) کہہ دیجئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو پھر اگر یہ روگردانی کریں تو (یاد رہے کہ) اللہ انکار حق کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا بیشک اللہ نے تمام دنیا میں سے آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کو اور خاندان ابراہیم و عمران کو منتخب کیا ہے جو ایک دوسرے کی نسل سے تھے اور اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا (وہ لوگوں کی سنتا اور نیتوں کو جانتا) ہے (اس واقعہ کو یاد کرو) جب عمران کی بیوی نے کہا تھا کہ خدایا! جو کچھ میرے شکم میں ہے اسے آزاد کر کے تیری نذر کرتی ہوں پس میری طرف سے (یہ نذر) قبول فرما۔ بیشک تو (ہماری باتوں کو) سنتا اور (نیتوں کو) جانتا ہے (چنانچہ) جب اس نے لڑکی جنی تو کہا کہ خدایا! میرے ہاں تو لڑکی پیدا ہوئی ہے حالانکہ اللہ خوب جانتا تھا جو کچھ اس نے جنا اور (عمران کی بیوی نے کہا کہ) مرد عورت کی طرح نہیں ہوتا اور میں نے اس (بچہ) کا نام مریمؑ رکھا ہے اور میں اسے اور اس کی نسل کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ پس اس کے پروردگار نے اس کی نذر کو حسن قبول کا شرف بخشا اور اس کی نہایت عمدہ تربیت کی اور زکریا (علیہ السلام) کو اس کا کفیل بنا دیا جب کبھی زکریا (علیہ السلام) محراب میں اس کے پاس جاتے تو اس کے پاس کھانے کی چیزیں پاتے۔ کہتے 'اے مریم! یہ تجھے کہاں سے مل گئیں۔ وہ کہتی یہ اللہ کی طرف سے ہیں بیشک اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عطا

فرماتا ہے اس وقت زکریا نے اپنے رب سے دعا کی۔ کہا خدایا! مجھے اپنی جناب سے نیک اولاد عطا فرما بیشک تو دعاؤں کو سننے والا ہے۔ پس ملائکہ نے انہیں پکار کر کہا جب کہ وہ محراب میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے کہ اللہ آپ کو یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے جو کلمۃ اللہ (یعنی مسیح) کی تصدیق کرے گا اور (قوم کا) مقتدا' پاکباز اور (اللہ کے) نیکوکار بندوں میں سے ایک نبی ہوگا (زکریاؑ) کہنے لگے۔ خدایا! میرے لڑکا کیونکر ہوگا؟ حالانکہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری عورت بانجھ ہے۔ فرمایا اسی طرح اللہ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔ کہنے لگے خدایا! میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما۔ فرمایا تیرے لئے (بس) یہی نشانی ہے کہ تو لوگوں سے تین دن تک کوئی بات چیت نہ کر سکے گا مگر اشارے سے۔ اور (بطور شکریہ) اپنے رب کا کثرت سے ذکر کرتا رہ اور صبح و شام اس کی تسبیح و تقدیس کرو۔

شرح:۔ گذشتہ رکوع میں بتلایا جا چکا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے یہودی اور عیسائی علماء نے اپنی اپنی کتابوں سے عملاً "منہ موڑ لیا تھا اور تعلیم ربانی کا اصل مقصد فوت ہو رہا تھا۔ لہٰذا مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ منظم جماعت کی شکل میں تبلیغ حق کے لئے کمربستہ ہو جائیں اور جماعتی اصولوں پر شدت سے کاربند رہیں اس رکوع میں بیان ہے کہ اب سے لے کر رہتی دنیا تک جو لوگ محبوب خدا بننا چاہیں ان کے لئے اسوۂ محمدی اور شریعت اسلام پر چلنا لابدی و ضروری ہے۔ اتباع شریعت کرنے والوں سے کوئی غلطی سرزد ہوگی تو ان کا معاملہ اللہ سے ہے جو بڑا بخشنے والا مہربان ہے مگر جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر نہیں چلتے اور شریعت کا احترام و عزت پیش خاطر نہیں رکھتے وہ کافر ہیں۔ اور ہر لحاظ سے یہاں اور وہاں خائب و خاسر رہیں گے۔ پھر عیسائیوں کو مخاطب کر کے ارشاد ہوتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور کوئی نئی چیز نہیں تمہاری کتابوں میں یہ بشارت موجود تھی مگر تم نے اپنی کتاب کو پس پشت ڈالا اور اس کی اصل تعلیم اور عبارت کو خلط ملط کر دیا۔ آؤ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اپنے بزرگوں اور نبیوں کے سچے حالات سنو اور ان کے متعلق جو غلط روایات تم نے مشہور کر رکھی ہیں جن کی بنا پر افراط و تفریط میں پڑے ہو۔ انہیں چھوڑ دو۔ اور جو کچھ قرآن نے تمہیں بتا دیا ہے اسی پر کفایت کرو۔ دیکھو! عیسیٰ علیہ السلام جو تمہارے پیغمبر تھے ان کا سلسلہ عمران سے شروع ہوتا ہے۔ عمران کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ ان کی بیوی نے اللہ سے دعا مانگی

کہ "خدایا! اگر مجھے بچہ عطا ہو تو اسے تیرے پجاریوں کی جماعت میں داخل کر دوں گی کہ ہر وقت تیری ہی عبادت کرے۔" اس کی دعا قبول ہوئی۔ اور اللہ نے اسے بیٹی عطا کی۔ کہنے لگی۔ "خدایا! اگر بیٹا ہوتا تو بات بھی تھی۔ بیٹیاں اتنی دلیر کہاں کہ مصائب اور رہبانیت کی زندگی بسر کر سکیں۔ بہرحال تو نے جو کچھ دیا ہے۔ اس کی حقیقی مصلحت تجھے ہی معلوم ہے میں اس کا نام مریم رکھتی ہوں اور اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود کی زد سے تیری پناہ میں دیتی ہوں تو ہی اس کا حافظ و ناصر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس عورت کی صدق دل سے نکلی ہوئی دعا ہمارے ہاں قبول ہوئی۔ ہم نے اس ہونہار لڑکی کی بڑی اچھی تربیت کا انتظام کیا۔ اور زکریا علیہ السلام کو اس کا سرپرست مقرر کر دیا گیا۔ بگاہ جب زکریا مریم علیہا السلام کے کمرے (ہیکل) میں جاتے تو کھانے پینے کی عمدہ عمدہ چیزیں دیکھ کر پوچھتے کہ مریم! یہ نعمتیں تجھے کہاں سے دستیاب ہوتی ہیں۔ وہ عرض کرتی میں کیا جانوں، وہی خدا جو سب کا رازق ہے کسی نہ کسی طریقے سے یہاں پہنچا دیتا ہے ورنہ میں تو ان کے حصول کے واسطے کوئی کوشش نہیں کرتی وہ نیک نہاد انسان مریم علیہا السلام کی اس گفتگو سے بڑا ہی متاثر ہوا اور بالکل مومنانہ خلوص سے کہنے لگا۔ "خدایا تجھے ہر بات کی توفیق ہے تیرے لئے کچھ محال نہیں۔ مجھے بھی ایک ایسا ہی پاک باز نیکوکار اور پیارا پیارا بچہ عطا فرما جو میری دلبستگی کا سامان ہو" یہ دعا جو اس کے دل کی گہرائیوں سے نکلی تھی اور سچی دعا تھی اثر پذیر ہوئی اور ہمارے حکم سے ملائکہ نے زکریا علیہ السلام کو اس وقت جبکہ وہ عبادت گاہ میں فریضہ نماز ادا کر رہے تھے یہ بشارت دی کہ لیجئے درگاہ ربانی سے آپ کے لئے ایک پاکباز معزز اور نیک بچہ عطا ہونے کا حکم صادر ہو چکا ہے۔ اس بچہ کا نام یحیٰ ہوگا اور اسے نبوت سے بھی سرفراز کیا جائے گا۔ حضرت زکریا علیہ السلام ذرا متعجب سے ہوئے اور کہنے لگے خدایا! اگر مجھے بچہ عطا ہوا تو فی الحقیقت یہ ایک بڑی ہی عجیب بات ہوگی کیونکہ میں ایک ضعیف العمر آدمی ہوں اور میری اہلیہ بانجھ ہے۔ ارشاد ہوا۔ یہ سچ ہے۔ مگر تم یقین جانو کہ ہمارے سب کام اسی طرح حیرت زدہ ہوتے ہیں۔ ہم جو کچھ کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ عرض کرنے لگا۔ "خدایا! میں نے سب کچھ مانا مگر مجھے اس بچہ کے ہونے کی کوئی نشانی بھی بتایئے تاکہ تسلی ہو۔ حکم ہوا یہی نشانی ہے کہ تم سوا ہمارے ذکر کے زبان کو نہ ہلا سکو گے اور خاموش رہو گے۔ اور تسبیح بیان کرتے رہو گے۔

ترجمہ آیات ۴۲-۵۴:- اور (یہ بھی یاد کرو) جب ملائکہ نے کہا کہ اے مریم! اللہ نے تجھے منتخب فرمایا ہے اور (گناہ کی آلائشوں سے) تجھے پاک وصاف کر دیا ہے اور تجھے دنیا کی تمام عورتوں پر فضیلت دی ہے۔ اے مریم! تو اپنے رب کی عبادت نہایت خشوع و خضوع سے کر۔ اسی کے لئے سجدہ ریز ہو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر (اے پیغمبر!) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں اور آپ اس وقت ان کے پاس نہ تھے جبکہ وہ اپنے قلم (بطور قرعہ) پھینک رہے تھے کہ (دیکھیں) کون مریم کا کفیل ہوتا ہے اور آپ اس وقت بھی ان کے پاس موجود نہ تھے جب وہ (اس کفالت کی خاطر) آپس میں جھگڑ رہے تھے (نیز) جب ملائکہ نے کہا تھا کہ اے مریم! اللہ تجھے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے جو اس کی جانب سے ہے۔ جس کا نام مسیح ابن مریم ہوگا (وہ) دنیا اور آخرت میں معزز اور مقربین میں سے ہوگا اور وہ بچپن اور بڑھاپے میں (یکساں طور پر) لوگوں سے باتیں کرے گا اور نیکو کاروں میں سے ہوگا۔ (مریمؑ نے) کہا خدایا! میرے ہاں کیونکر بچہ پیدا ہوگا۔ حالانکہ مجھے تو کسی بشر نے چھوا تک نہیں۔ فرمایا اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو صرف اتنا کہہ دیتا ہے کہ "ہو" پس وہ ہو جاتا ہے اور (اللہ) اسے کتاب و حکمت اور تورات و انجیل کی تعلیم دے گا اور بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر (بھیجے گا) کہ (لوگو!) میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے لئے نشانی لے کر آیا ہوں (وہ یہ کہ) میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی شکل کی چیز بنا دیتا ہوں پھر اس میں پھونک مار دیتا ہوں تو اللہ کے حکم سے وہ اڑنے لگتا ہے اور (خدا کے حکم سے) مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دیتا ہوں اور اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیتا ہوں اور جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ گھروں میں جمع کرتے ہو اس کی خبر دیتا ہوں۔ بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم یقین رکھتے ہو اور (اس لئے آیا ہوں کہ) تورات کی جو مجھ سے پہلے (نازل کی گئی) تھی تصدیق کروں نیز اس لئے کہ بعض وہ چیزیں جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں حلال کر دوں اور (دیکھو!) میں تمہارے پروردگار کی جانب سے نشانی لے کر آیا ہوں پس تم اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو۔ بیشک اللہ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو۔ یہی صراط مستقیم ہے۔ پھر جب عیسیٰ نے ان کے کفر و انکار کو محسوس کیا تو کہا کہ خدا کے راستہ

میں کون میرا مددگار ہے؟ (اس پر) حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ (کے دین) کے مددگار ہیں۔ ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ خدایا! جو کچھ تو نے نازل کیا ہے ہمارا اس پر ایمان ہے اور ہم نے رسول کی پیروی اختیار کرلی ہے۔ پس ہمیں بھی (حق کی) شہادت دینے والوں میں لکھ لے اور (یہودیوں نے عیسیٰ کے متعلق) مخالفانہ تدبیریں اختیار کیں اور اللہ نے (ان کے مخالف) تدبیر اختیار کی اور اللہ بہترین تدبیریں جاننے والا ہے۔

شرح:۔ گذشتہ رکوع میں حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر تھا اس سلسلے میں عیسائیوں کے بعض غلط خیالات کی تردید کردی اور موحدانہ اعتقادات اور دین پرستی کا اصلی رنگ دکھایا۔ اس رکوع میں حضرت مریم علیہا السلام کے علو مرتبت اور عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر، اور اس جلیل القدر نبی کے چند حیران کن معجزات کا تفصیلی بیان ہے۔ دین مسیحی کا لب لباب اوران زہرہ گداز مظالم کا اجمالی ذکر ہے جو بد طینت منکروں نے آپ پر روا رکھے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ مریمؑ کی پاکبازی اس کی عبادت گذاری اور دیگر اوصاف کے پیش نظر ملائکہ نے اس سے کہا کہ "اے مریم علیہا السلام تجھے خدائے عزوجل نے نہایت بلند مرتبہ عطا کیا ہے اوران تمام آلائشوں سے پاک و صاف کردیا ہے جو دیگر عورتوں کو لاحق ہوتی ہیں اور اپنے زمانے کی تمام عورتوں میں تجھے سب سے افضل قرار دیا ہے پس تجھے بطور شکریہ پروردگار عالم کی عبادت پہلے سے بھی زیادہ کرنی چاہئے۔" آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے کہ (اے پیغمبر!) حاضرین کو سنادیں کہ اگرچہ میں لکھا پڑھا نہیں ہوں۔ نہ میں نے تورات پڑھی ہے اور نہ انجیل اس کے باوجود تمہارے ہی بزرگوں کے صحیح صحیح واقعات بیان کررہا ہوں" یہ محض اس لئے ہے کہ وہ پروردگار جس نے تورات و انجیل کو نازل کیا اور دنیا کی ہدایت کے لئے انبیاء کو بھیجا وہی مجھے یہ واقعات بتا رہا ہے اور قرآن اسی کا کلام ہے۔ جاؤ تم کسی غیر محرف نسخہ انجیل میں دیکھ لو یا کسی خدا ترس عالم سے پوچھ لو کہ آیا یہ واقعات جو قرآن بیان کررہا ہے درست ہیں یا نہیں۔ فرماتا ہے عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ یہ ہے کہ ملائکہ نے خلاف توقع مریم علیہا السلام کو یہ بشارت دی کہ بارگاہ حق تعالیٰ سے یہ احکام صادر ہو چکے ہیں کہ تجھے ایک فرزند عطا ہو جس کا نام عیسیٰ ہوگا۔ لقب "المسیح" اور کنیت "ابن

مریم" ہوگی وہ ہماری نگاہ میں بڑا معزز اور آخرت میں خاص مقرب لوگوں کی صف میں شمار کیا جائے گا اور بچپن سے بڑھاپے تک تبلیغ حق میں مصروف رہے گا۔" مریم خوفزدہ ہو گئی اور عرض کرنے لگی کہ خدایا! کیا یہ ہو سکتا ہے کہ کسی انسان سے میرا اختلاط بھی نہ ہوا ہو اور بچہ پیدا ہو جائے۔ ارشاد ہوا۔ ہاں! ایسا ہو سکتا ہے بچہ پیدا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ہم اپنی بارگاہ سے حکم دیدیں کہ "پیدا ہو جا" تو "وہ پیدا ہو جائے گا" دیکھو! تمہارے بچے کو تورات اور انجیل اور دیگر کتابوں کا پورا پورا علم دیں گے۔ اور ایمان و عمل کی نعمتوں سے مالا مال کریں گے وہ بنی اسرائیل کی طرف نبی بنا کر بھیجا جائے گا اور کہے گا کہ لوگو! میں تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہوں مجھے سچا جانو۔ اگر تم کو مجھے سچا ماننے میں کوئی تامل ہو تو آؤ تمہیں چند ایسی باتیں دکھاؤں جو تم بالکل ناممکن سمجھتے اور " سنت اللہ" کے خلاف جانتے ہو۔ دیکھو! یہ طاقت خدائے رحمان نے مجھے اس واسطے عطا کی ہے کہ تم مجھ پر یقین کامل کر لو۔ اور خدا کی عبادت اور نیکوکاری کا جو راستہ بتاؤں اس پر بلا تامل گامزن ہو سکو۔ آؤ دیکھو! میں تمہارے سامنے مٹی سے پرندے کی شکل کا ایک کھلونا بناتا ہوں اور پھر اس میں پھونک مارتا ہوں دیکھنا وہ بحکم خدا پرندوں کی طرح اڑنے لگے گا پھر مادر زاد اندھوں کو لاؤ۔ تمہارے سامنے انہیں اللہ کے حکم سے بینا کر دوں اور کوڑھیوں کو چنگا بھلا بنا دوں۔ اسی طرح کسی مردہ کو میرے سامنے لاؤ۔ اسے کہوں کہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا تو وہ زندہ ہو جائے۔ گھر میں جو چیز کھا کر آؤ میں بتا دوں کہ تم نے کیا کھایا تھا اور کیا کچھ جمع کر رکھا ہے۔ لوگو! یہ تمہارے لئے میرے سچا پیغمبر ہونے کی علامتیں ہیں ایمان لانے کی خواہش ہے تو آؤ میری پیروی کرو۔ دیکھو! میں کوئی نئی بات سکھانے نہیں آیا۔ آؤ سب مل کر تورات کے احکام پر چلیں۔ چند چیزیں جو تمہیں شریعت موسوی میں گراں گزرتی تھیں اللہ نے بکمال نوازش میرے ذریعے انہیں آسان شکل میں صادر فرمایا ہے۔ آؤ اپنے بھلے کی باتیں سنو۔ خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو میں تمہیں بالکل سیدھے اور بے خطا راستے پر لے جا رہا ہوں۔" ارشاد ہوتا ہے کہ جب جوان ہو کر یہ باتیں عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں تک پہنچا دیں تو دیکھا کہ ہر سو ان کی مخالفت کا بازار گرم ہے۔ مخفی شرارتیں سوچی جا رہی ہیں۔ اور قتل کے منصوبے ہو رہے ہیں۔ آپ نے پکار کر کہہ دیا کہ جسے دین خدا کی حمایت کرنا ہے وہ آئے اور میرے ساتھ

دل کر بے باکانہ کام کرے۔ چنانچہ چند روشن دل لوگوں نے اس صدا پر لبیک کہی اور اپنے ایمان کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد انکار حق کرنے والے دشمنوں نے اپنے مخفی طریقوں سے عیسیٰ علیہ السلام کو تنگ کیا۔ اور ان کے حق میں بڑی خطرناک تدبیریں سوچیں۔ مگر ہم نے انہیں بچانا تھا سو بچایا اور ان کے تمام منصوبوں پر پانی پھیر دیا۔ ان کی مخالفت دراصل ہماری مخالفت تھی اور کون صحیح الدماغ انسان کہہ سکتا ہے کہ ہمارے مقابلے پر کسی کا کوئی داؤ فریب چل سکتا ہے۔

ترجمہ آیات ۵۵-۶۴:- (وہ واقعہ یاد کرو) جب اللہ نے کہا تھا کہ اے عیسیٰ! میں تجھے بزرگی بخشنے والا اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھے منکروں کی صحبت سے پاک کرنے والا ہوں اور ان لوگوں کو جنہوں نے تیری پیروی کی انکار حق کرنے والوں پر قیامت تک فوقیت دینے والا ہوں پھر تم (سب) کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے تو میں تمہارے درمیان اس بات کا فیصلہ کروں گا جس میں تمہیں ایک دوسرے سے اختلاف ہے۔ پس ان لوگوں کو جنہوں نے (تیری پیروی کرنے سے) انکار کر دیا دنیا اور آخرت میں سخت عذاب دوں گا اور انہیں (اس عذاب سے بچانے والا) کوئی مددگار نہیں ملے گا۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے انہیں اللہ (ان کی محنتوں کا) پورا پورا بدلہ دے گا اور اللہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (اے پیغمبر!) یہ جو ہم آپ کو پڑھ کر سنا رہے ہیں دلائل و آیات اور حکیمانہ مضامین ہیں۔ دراصل عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال بھی خدا کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کی مثال کی طرح ہے اسے خدا نے مٹی سے بنایا پھر کہا کہ "ہو" پس وہ ہو گیا (یہ) سچی باتیں تیرے رب کی جانب سے ہیں سو آپ کو شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا چاہئے۔ پس آپ کو (مسیح کے متعلق) علم ہو چکنے کے بعد بھی جو لوگ اس بارے میں آپ سے کج بحثی کریں۔ ان سے کہہ دیجئے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلا لیں تم اپنے بیٹوں کو ہم اپنی مستورات کو بلا لیں تم اپنی مستورات کو اور ہم خود بھی شریک رہیں اور تم بھی شریک رہو پھر عاجزی سے دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔ یقین جانو کہ یہی خبر سچی ہے اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ بیشک غالب اور حکمت والا ہے۔ پس (اے پیغمبر) اگر یہ روگردانی اختیار کریں تو بیشک اللہ فتنہ پردازوں سے خوب واقف ہے۔

شرح:- گزشتہ رکوع میں حضرت مریم علیہا السلام کے بعض اجمالی حالات، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش، مخالفین کی مخفی شرارتوں اور آپ کے تبلیغ حق کا کچھ بیان تھا اور یہ تمام اس قسم کے واقعات تھے کہ بغیر وحی کے کسی کو معلوم ہی نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ انجیل کی تحریف ہو چکی تھی اور اصل واقعات کی جگہ قصے کہانیاں اور پادر ہوا افسانے رائج تھے۔ چنانچہ پیغمبر علیہ السلام کی وساطت سے ان واقعات کو منکشف کر کے اس چیز کو آپ کی صداقت کا نشان ٹھہرایا گیا جو اصحاب بصیرت کے لئے بس تھی۔ اس رکوع میں خدائے ذوالجلال کے اس وعدہ کا ذکر ہے جو ذات باری تعالیٰ نے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا۔ جب آپ چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغے میں پھنس گئے تھے اور جان کے بچاؤ کی کوئی صورت بظاہر نظر نہ آتی تھی اور سب بے ساختہ پکار اٹھے تھے **متی نصر اللہ** کہ اللہ کی مدد کب پہنچے گی؟ اور ہماری زبوں حالی کب دور ہو گی اور حواریوں سے پوچھا تھا کہ **من انصاری الی اللہ** خدا کی راہ میں میرا کون مددگار ہے؟ بارگاہ الٰہی سے ارشاد ہوا کہ اے عیسیٰ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ میں تمہیں بزرگی بخشنے والا ہوں اور کوئی دشمن تمہارا بال تک بیکا نہ کر سکے گا۔ میں تمہیں اپنی طرف اٹھالوں گا اور جو الزامات بدباطن لوگوں نے تم پر لگا رکھے ہیں ان سب سے تمہیں پاک کر دیا جائے گا نیز جو لوگ تمہاری تعلیم پر عمل پیرا ہوں گے وہ تمہارے ان دشمنوں یعنی یہود پر قیامت تک فائق رہیں گے اور تمہارے اذیت دینے والوں کو دونوں جہان میں سخت عذاب دیا جائے گا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے متعلق خود عیسائیوں اور دیگر فرقوں میں جو غلط ملط روایات چلی آ رہی تھی جن کی وجہ سے ان کے اعتقادات کفر کے حامل ہو گئے تھے ان کی بوضاحت تردید کر دی اور فرمادیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش تمہارے مورث اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی مانند ہے۔ ان کا کوئی باپ نہ تھا صرف ایک "کن" کہہ کر ہم نے انہیں پیدا کر دیا تم کوئی اور بدگمانی نہ کرو اور خواہ مخواہ مریم علیہا السلام پر کوئی تہمت نہ لگاؤ۔ نہ دور از کار تاویلیں تلاش کرو بس اس قدر سمجھ لو کہ ہم جو کچھ پیدا کرنا چاہیں وہ کر سکتے ہیں۔ اور اگرچہ تمہارے خیال کے مطابق عیسیٰ کا اس طرح پیدا ہونا محال ہے مگر یقین جانو ہم نے اسی طرح اسے پیدا کیا۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! اگر اب بھی سننے والوں کو اس بات کا یقین نہ آئے تو انہیں مباہلہ کی دعوت دو اور جھوٹوں پر خدا کی

لعنت بھیجو اور یقین جانو کہ یہی واقعات سچے ہیں جو بیان کر دیئے گئے ہیں اور خدا کو ہر امر کی حکمت معلوم ہے اور ہر کام پر قدرت ہے۔

ترجمہ آیات ۶۴-۷۱:- (اے پیغمبر! ان سے) کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! آؤ ایک بات پر (متفق ہو جائیں) جو تمہارے ہمارے درمیان یکساں ہے یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کا کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ اللہ کو چھوڑ کر ایک دوسرے کو اپنا رب قرار دیں۔ پھر اگر وہ منہ موڑلیں تو کہہ دیں کہ شاہد رہنا ہم تو فرمانبردار ہیں اے اہل کتاب! تم ابراہیم (علیہ السلام) کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو۔ حالانکہ تورات اور انجیل تو ان کے بعد نازل کی گئی تھیں۔ کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے۔ (دیکھو!) تم وہ لوگ ہو کہ جس بات کا تمہیں قدرے علم تھا۔ اس میں تم نے کج بحثی کی مگر جن باتوں کا تمہیں بالکل علم نہیں ان میں کیوں جھگڑتے ہو؟ اور اللہ (ہر بات) جانتا ہے اور تم (کچھ بھی) نہیں جانتے۔ ابراہیم (علیہ السلام) نہ تو یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ حق پسند اور بندۂ فرمانبردار تھے۔ اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔ ابراہیم (علیہ السلام) کے نزدیک تر وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی۔ اور یہ نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اللہ مومنوں کا دوست ہے اہل کتاب کا ایک فریق چاہتا ہے کہ (کسی طرح) تمہیں گمراہ کر دے حالانکہ وہ (اس طرح) صرف اپنے آپ کو گمراہ کرتے ہیں اور سمجھتے نہیں۔ اے اہل کتاب! تم اللہ کی آیتوں سے کیوں انکار کرتے ہو حالانکہ تم (اس صداقت پر) گواہ ہو۔ اے اہل کتاب! تم حق و باطل کو کیوں خلط ملط کرتے ہو اور صداقت کو کیوں چھپاتے ہو؟ حالانکہ تم (حقیقت کو) جانتے ہو۔

شرح:- گزشتہ رکوع میں عیسائیوں کو بالخصوص اور عوام الناس کو بالعموم یہ بتایا گیا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے جو واقعات تم میں مشہور ہیں وہ قطعاً غلط ہیں اور گمراہ کن۔ تم اصلیت کو نہیں سمجھے پھر یہ بتایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کس طرح ہوئی انہوں نے کیا تبلیغ کی۔ یہود نے کس طرح انہیں ستایا اور ہم نے کس طرح اپنی حفاظت میں لیا۔ اس رکوع میں عیسائیوں سے خطاب کر کے پیغمبر علیہ التحیۃ والسلام کی زبانی کہلوایا گیا ہے کہ دیکھو! اگر تمہیں اسلام لانے میں کچھ تامل ہے تو پوری طرح انجیل ہی کی تعلیم پر چلو۔ کیونکہ تمام مذاہب کے بنیادی اصول ایک ہی ہیں۔ مثلاً" خدا ایک ہے اس

کے سوا کوئی دوسرا معبود نہ مانو۔ صرف اسی ایک کی عبادت کرو اس کے ساتھ ذات اور صفات میں کسی کو شریک نہ بناؤ۔ نہ کسی کو اپنا کارساز سمجھو۔ کارساز حقیقی وہی خدائے یگانہ ہے پس اسی کی فرمانبرداری کرو۔ دوسرے یہ کہ آپس کی پھوٹ اور گروہ بندی سے بچو۔ ہم، تم اور یہودی سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیغمبر سمجھتے ہیں۔ آؤ انہیں کی تعلیم پر کاربند ہو جائیں اور بالفعل مخصوص مسائل سے بحث نہ کریں۔ دیکھو تورات اور انجیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد نازل ہوئی تھیں وہ نہ تو یہودی تھے اور نہ عیسائی بلکہ ایک پکے فرمانبردار بندۂ خدا تھے اور شرک سے بے حد بیزار تم بھی اسی جلیل القدر ہستی کی اتباع کرو۔ دیکھو! خالی باتوں سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ جس طرح زبانی طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعظیم و تکریم کرتے اور ان سے بڑی بڑی خوش اعتقادیاں رکھتے ہو۔ اسی طرح عملاً" بھی ان کی تعلیم پر چلو۔ عمل ہی منتہائے مقصود ہے۔ عمل ہی نجات کا سامان ہے۔ عمل ہی منتہائے تورات و انجیل ہے۔ دیکھو! اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیح جانشین بننا چاہتے ہو تو ان کی پیروی کرو۔ پیغمبر علیہ السلام اور جماعت المسلمین بھی تمہاری طرح ان کو تسلیم کرتی ہے اور عملاً" بھی انہیں کے اسوۂ پر کاربند ہے۔ لہٰذا یہ لوگ بجا طور پر ان کے صحیح جانشین کہلاسکتے ہیں اور ایسے ہی لوگوں کو ہماری رفاقت حاصل ہوتی ہے۔ تیسرے یہ کہ حق بیانی کو ہاتھ سے نہ دو اور تورات و انجیل کو نہ چھپاؤ چوتھے یہ کہ ضد و عناد کے جذبہ کو دل سے نکال کر پوری انصاف پسندی سے دینی معاملات کو سوچو اور صحیح صحیح تعلیم کی رہنمائی میں اپنی عاقبت سنوارنے کی فکر کرو۔

ترجمہ آیات ۷۲-۸۰:- اور اہل کتاب کے ایک گروہ نے کہا کہ مسلمانوں پر جو (کلام) نازل ہوا ہے اول روز اس پر ایمان لاؤ اور آخر روز انکار کردو۔ ممکن ہے کہ وہ پلٹ جائیں اور صرف اسی کی بات مانو جو تمہارے دین کی پیروی کرنے والا ہو (اے پیغمبر!) آپ کہہ دیجئے کہ (اصل) ہدایت وہی ہے جو اللہ کی ہدایت ہے (اور کہتے ہیں) یہ تسلیم نہ کرو جیسا (دین) تمہیں دیا گیا ہے ویسا ہی کسی اور کو بھی دیا گیا ہے یا یہ لوگ تم سے تمہارے خدا کے ہاں جھگڑا کریں گے (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی وسعت اور بڑے علم والا ہے وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کرلیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ اور اہل کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں

جنہیں اگر خزانے کا امین بنادو تو وہ (بعینہ) تمہیں واپس دیدیں اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ اگر تم ان کے پاس ایک دینار بھی امانت رکھ دو تو وہ تمہیں واپس نہ دیں مگر یہ کہ ان کے سر پر کھڑے رہو یہ اس واسطے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ناخواندوں کے بارے میں (بد معاملگی کا) ہم پر کوئی مواخذہ نہیں اور (ایسا کہہ کر) اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ وہ (اصل بات کو) جانتے ہیں۔ ہاں جو اپنا قول و قرار پورا کرے اور اللہ سے ڈرے یقین جانو اللہ ایسے متقیوں کو محبوب رکھتا ہے۔ بیشک وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں پر قلیل (دنیاوی) معاوضہ لیتے ہیں ان لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں نہ ان سے اللہ قیامت کے دن کلام کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انہیں (گناہوں سے) پاک کرے گا اور ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور بیشک ان میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو (پڑھتے وقت) کتاب کو الجھا دیتا ہے (اور کچھ کا کچھ پڑھ دیتا ہے) تاکہ تم سمجھو کہ یہ کتاب الٰہی میں ہے حالانکہ وہ کتاب الٰہی میں نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ اضافہ اللہ کی جانب سے ہے حالانکہ وہ اللہ کی جانب سے نہیں اور اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں کسی انسان کے لئے یہ زیبا نہیں کہ اللہ اس کو کتاب، حکمت اور نبوت عطا کرے (اور) پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔ بلکہ (وہ تو یہی کہے گا) "تم خدا پرست بن جاؤ" اس لئے کہ تم کتاب الٰہی کی تعلیم دیتے ہو اور اس لئے کہ تم اس کو پڑھتے ہو اور نہ یہ کہے گا کہ تم ملائکہ اور انبیاء کو اپنا رب سمجھو۔ کیا وہ تمہیں کفر کی تلقین کرے گا اس کے بعد کہ تم اسلام قبول کر چکے ہو۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں اہل کتاب سے کہا گیا تھا کہ اگر تم مذہب کے بنیادی اصولوں کو قائم کر لو تو تمام نزاع اٹھ جائے چونکہ تم سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ماننے والے ہو لہٰذا اگر اور نہیں تو انہیں کی تعلیم پر عمل پیرا ہو جاؤ تاکہ تم میں اتفاق کامل پیدا ہو۔ اس رکوع میں یہ بتایا گیا ہے کہ مسلمانو! اب جبکہ تم اعلان حق کے لئے کمربستہ ہو گئے ہو چاہیے کہ انکار حق کرنے والوں کے ہتھکنڈوں اور ان کے طریقوں اور چالبازیوں سے پوری طرح واقف رہو تاکہ کسی وقت غلط قدم نہ اٹھے دیکھو! تمہارے مخالفین کا ان دنوں یہ طریقہ ہے کہ ان میں سے بعض اپنی جماعت کے صلاح مشورے سے چند ساعتوں کے لئے بظاہر اسلام قبول کر لیتے ہیں اور پھر اچانک کسی وقت جبکہ وہ موزوں خیال کرتے ہیں اس سے

اپنی علیحدگی کا اعلان کر دیتے ہیں اور اس طرح اپنے ان سادہ لوح بھائیوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں جو اسلام کی طرف مائل ہوں۔ وہ اپنے اس فعل سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ "ہم نے اسلام کے اندر رہ کر تمام حالات معلوم کر لئے ہیں اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ دین حق نہیں ہے لہٰذا تم بچے رہنا" ارشاد ہوتا ہے مسلمانو! یہ باتیں تمہاری دل شکنی کا باعث نہ ہوں۔ تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ جب تک وہ تمہارے ساتھ نہ مل جائیں یا تم ان کے ساتھ نہ ملو تب تک یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا۔ یہ لوگ اس واسطے بھی تمہاری مخالفت کرتے ہیں کہ وہ اپنے زعم باطل میں ہدایت پر ہیں اور ان کے علاوہ سب لوگ راہ ہدایت سے بھٹکے ہوئے ہیں حالانکہ اصل یہ ہے کہ خدا کی ہدایت سب کے لئے عام ہے کسی کے لئے خاص نہیں جو طلب کرتا ہے پاتا ہے جو مستحق ہوتا ہے حاصل کرتا ہے اور چونکہ انہوں نے ہمارے احکام کو ایک ایک کر کے توڑ ڈالا ہے اس لئے ضرورت تھی کہ نبوت و حکومت کی نعمتیں دوسروں کے سپرد کر دی جائیں جو مستحق ہیں اور ان کے غرور بے جا کو صدمہ پہنچایا جائے اور انہیں بتا دیا جائے کہ اللہ کی یہ نعمتیں کسی خاص قوم کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں اس سے آگے ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! جو شخص اپنے رب کا خائن ہے وہ تمہارا بدرجہ اولیٰ خائن ہو گا وہ جو خدا کا باغی ہے وہ اس سے کہیں بڑھ کر تمہارا باغی ہو گا۔ وہ جو خدا کا شکر گزار نہیں وہ تمہارا شکر گزار کب ہو سکتا ہے۔ مثلاً "یہود اور نصاریٰ ہی کو دیکھ لو۔ وہ خدا کے خائن ہیں۔ اس کے احکام کو پس پشت ڈالتے ہیں۔ اس کا ڈر دلوں سے بھلا رکھا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہ لوگوں سے بدرجہ اولیٰ خیانت کرتے اور بد معاملگی سے پیش آتے ہیں مگر سب یکساں نہیں بعض اچھے بھی ہوتے ہیں۔ ان اچھے لوگوں کے پاس مال و دولت کے خزانے بھی بطور امانت رکھے جائیں۔ تو بوقت ضرورت بلا چون و چرا واپس کر دیتے ہیں۔ مگر بہتوں کا یہ حال ہے کہ انہیں روپیہ دو روپے کی رقم بھی امانت رکھنے کے لئے دی جائے تو نگل جانے کی فکر میں رہتے ہیں اور واپس دینے کا نام نہیں لیتے۔ حتیٰ کہ انہیں تنگ کر کے کسی نہ کسی طرح اپنی رقم وصول کی جائے۔ یہ لوگ اس واسطے خائن ہو جاتے ہیں کہ اپنے گروہ یا فرقے کے علاوہ دوسروں کی فلاح و بہبود سے بالکل بے پروا ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ غیر مذاہب والوں خصوصاً" مسلمانوں کا نقصان کر دینے اور ان کا مال جائز و ناجائز طریقوں سے کھا جانے میں کوئی گناہ نہیں۔ یہاں یہ

لطیف اشارہ ہے کہ مسلمانو! خیانت اور بد خواہی نہایت بری شے اور گناہگاری کا سامان ہے تم کسی حالت میں اپنوں پرائیوں سے خیانت نہ کرنا۔ کسی کو نقصان نہ پہنچانا کسی کی بد خواہی میں حصہ نہ لینا ورنہ تم میں اور یہود و نصاریٰ میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ جس عذاب کے وہ مستوجب قرار دیئے جائیں گے۔ وہی عذاب تمہیں جھیلنا ہوگا جو عتاب ان پر نازل ہوگا وہی بدرجہ اولیٰ تم پر نازل کیا جائے گا۔ اگر اتقاء چاہتے ہو اور محبوب خدا بننے کا شوق ہے تو اپنے قول و قرار کو پورا کرو اور وعدوں کو وفا کرو اور اگر تم نے چند روزہ دنیاوی فائدوں کے لئے دیانتداری اور خیر خواہی کے جذبہ سے بے پروائی برتی' خدا کے احکام کی تضحیک کی اور سچی جھوٹی قسموں سے دوسروں کو دھوکہ دے کر فائدہ اٹھایا تو قیامت کے دن جب ہمارے روبرو مجرمانہ حالت میں پیش کئے جاؤ گے تو جس طرح تم نے ہم سے بے پروائی برتی تھی اسی طرح ہم تم سے بے پروائی برتیں گے اور دردناک اور ہوشربا سزاؤں کا تمہیں سامنا ہوگا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ بھلا جو لوگ اتنے جری ہوں اس قدر بے خوف اور بے پرواہ واقع ہوئے ہوں کہ ناواقف لوگوں کے سامنے خود تراشیدہ فقروں اور اپنے کلام کو خدا کا کلام کہہ کر پیش کریں اور کتاب اللہ کے بالکل منافی اعتقادات اور باطل تعلیمات کو رائج کریں۔ تمہیں ان سے کیا توقع ہو سکتی ہے وہ تو خدا پر افترا پردازی سے نہیں ڈرتے تو تم سے کیا ڈریں گے۔ وہ جس نے انہیں پیدا کیا' اتنا بڑا کیا اور عقل و شعور دیا۔ اس کے احسان مند نہ ہوئے تم کیونکر ان سے بھلائی کی توقع رکھ سکتے ہو۔ ارشاد ہوتا ہے کہ کسی نبی نے آج تک بجز اس کے کوئی تعلیم نہیں دی کہ لوگو! خدا کے بندے اور اس کے فرمانبردار بن کر رہو۔ کتاب اللہ کو پڑھو اور پڑھاؤ۔ اور امن و چین اور صلح و آشتی کی زندگی بسر کرو۔ نہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے معبود ہونے اور خدا کا بیٹا ہونے کی تعلیم دی نہ دوسرے کسی نبی نے اور نہ ہی یہ کسی نبی کے شایان شان ہے۔ لوگ جو چاہتے ہیں خود ہی عقیدے بنا لیتے ہیں اور نبیوں کو خواہ مخواہ بدنام کرتے ہیں۔

ترجمہ آیات ۸۱-۹۱:- اور (اے لوگو! اس واقعہ کو یاد کرو) جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ میں جو تمہیں کتاب و حکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو ان چیزوں کی جو تمہارے پاس ہیں تصدیق کرے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور (تبلیغ حق میں) اس کی مدد کرنا (پھر) فرمایا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور میرا یہ عہد قبول کرتے ہو؟

انہوں نے (برملا) کہا کہ ہم اقرار کرتے ہیں اللہ نے فرمایا تم (سب ایک دوسرے کے) گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ پھر جو اس کے بعد روگردان ہو تو ایسے ہی لوگ بدکار ہیں۔ تو کیا اللہ کے دین کے سوا یہ کچھ اور تلاش کرتے ہیں حالانکہ جو زمین اور آسمان میں ہے خوشی سے یا مجبوری سے اسی کا فرمانبردار ہے اور (بالآخر سب) اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے (اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ ہم تو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا اس پر، اور جو کچھ ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق اور یعقوب (علیہ السلام) پر اور اس کی اولاد پر نازل ہوا اور جو کچھ موسیٰ، عیسیٰ (علیہم السلام) اور دیگر نبیوں کو ان کے رب کی جانب سے دیا گیا ہے (ہم سب پر ایمان رکھتے ہیں) ہم ان میں سے کسی کو دوسرے سے جدا نہیں کرتے اور ہم اسی کے تابع فرمان ہیں اور جو اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کا خواہاں ہو تو وہ اس سے کبھی قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ گھاٹے میں رہے گا۔ کس طرح اللہ ان لوگوں کو ہدایت دے جنہوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا اور (جو) اقرار کر چکے تھے کہ رسول برحق ہے اور ان کے پاس اس کی نشانیاں بھی آگئیں تھیں اور اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت کی توفیق نہیں دیا کرتا۔ ایسے لوگوں کی سزا یہی ہے کہ اللہ، ملائکہ اور تمام لوگوں کی ان پر لعنت ہو۔ اسی میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کے عذاب میں کمی نہ کی جائے گی اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔ مگر جن لوگوں نے اس کے بعد توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کر لی تو اللہ (انہیں) بخشنے والا مہربان ہے۔ یقین جانو جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کر لیا پھر کفر میں بڑھتے گئے ان کی توبہ قبول نہ ہوگی اور یہی لوگ گمراہ ہیں۔ یقین کر لو کہ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور حالت کفر ہی میں مر گئے تو زمین کے برابر بھی سونا بطور فدیہ دینا چاہیں تو ان سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا ان لوگوں کے لئے (دردناک عذاب ہے) اور انہیں (عذاب سے بچانے کے لئے) کوئی مددگار نہ ملے گا۔

شرح:۔ پچھلے رکوع میں بتایا گیا تھا کہ ہدایت کی راہ وہی ہے جو خدا کی کتاب اللہ کی اور نبی کی بتائی ہوئی راہ ہو۔ وہ نہیں جو بدباطن علماء اور تہی مغز جہلاء کی راہ ہے۔ انسان کو روز ازل کا وہ واقعہ یاد دلایا گیا ہے جس میں تمام انبیاء سے ایک دوسرے کی تصدیق و تائید کا وعدہ لیا گیا تھا اور ان سے کہا گیا تھا کہ تم صداقت اور سچائی کے علمبردار ہو۔ تم میں باہم

کوئی اختلاف نہ ہونا چاہئے اس میں لطیف اشارہ اس طرف ہے کہ یہود و نصاریٰ کو جنگ و جدل ترک کر کے حقائق اسلامی کو مان لینا چاہئے کیونکہ تمام انبیاء ایک دوسرے کی تصدیق پر مجبور ہیں۔ ان میں اور ان کی تعلیمات میں کوئی اختلاف نہیں اور اسلام تو دین فطرت ہے۔ لہٰذا کوئی اس دین سے انحراف نہ کرے اور در حقیقت دیکھو تو زمین و آسمان کی تمام کائنات عقلاً" اس بات پر مجبور ہے کہ وہ اسی دین فطرت کی پیروی کرے۔ لہٰذا اے دعوت ایمان کو قبول کرنے والو! کہو کہ ہم خدا پر' خدا کی کتاب قرآن پر اور اس سے پہلے جس قدر انبیائے برحق ہو چکے ہوں ان سب کی تعلیمات پر ایمان لائے ہیں اور ان میں سے کسی کو دوسرے سے الگ نہیں سمجھتے۔ لوگو! انہی تعلیمات صحیحہ کے مجموعے کا نام "دین اسلام" ہے۔ اگر تم میں سے کوئی شخص ان بنیادی اصولوں کی اعتقاد" یا عملاً" نافرمانی کرے تو یقیناً" وہ سخت نقصان میں رہے گا اور پھر خواہ وہ کسی دین کا تبع کیوں نہ ہو۔ اس کا کوئی عمل مقبول نہ ہو گا۔ دیکھو! تم روز ازل ہی سے اسلام کی فرمانبرداری کا عہد کر چکے ہو۔ پھر کس طرح اس سے روگردان ہوتے ہو۔ پھر عیسائیوں اور یہودیوں سے خطاب کر کے ارشاد کیا ہے کہ تم میں سے بعض نیک نہاد علماء نے تسلیم کر لیا ہے کہ تمام نشانات صداقت جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر ظاہر ہونے تھے ہو چکے ہیں اور محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نبی برحق ہیں پھر تمہیں کیا تامل ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرتے۔ سنو! جو کوئی پیغمبر اسلام کو نہ مانے اس پر اللہ کی' ملائکہ کی اور تمام لوگوں کی لعنتیں ہوں گی اور متعدد طریقوں سے اسے عذاب دیا جائے گا اور یہ عذاب چند روزہ نہیں ہو گا۔ بلکہ ہمیشہ اسی میں رہنا ہو گا اور پھر یہ بھی یاد رکھو کہ ہماری عدالت تمہاری دنیاوی عدالتوں کی طرح نہیں کہ جہاں مجرم اپنے گناہوں کے بدلے عوض معاوضہ لے کر چھوٹ سکتا ہے۔ ہمیں تو زمین و آسمان کے اندر جو خلا ہے اسے سونے سے پر کر کے بھی بطور فدیہ دو گے تو قبول نہ ہو گا اور تمہیں اپنی سیاہ کاریوں کی پاداش میں ضرور ہی عذاب برداشت کرنا ہو گا۔

ترجمہ آیات ۹۲-۱۰۱:- تم ہرگز نیکی (کا درجہ) حاصل نہیں کر سکتے تاوقتیکہ اس چیز میں (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو جو تمہیں پسند ہو اور جو کچھ بھی (اس کی راہ میں) خرچ کرتے ہو اللہ اس کو خوب جانتا ہے کھانے کی تمام چیزیں بنی اسرائیل کے لئے حلال

تمیں بجز ان اشیاء کے جو یعقوب نے خود اپنے اوپر حرام ٹھہرالیں، پیشتر اس کے کہ تورات نازل ہو (اے پیغمبر!) ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم سچے ہو تو تورات لاؤ اور اسے پڑھو پھر اس کے بعد بھی جو اللہ پر جھوٹ باندھے تو ایسے ہی لوگ ہیں جو حد اعتدال سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ (اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ اللہ نے سچ فرمایا ہے پس تم ابراہیم کے طریقہ کی پیروی کرو جو حق پسند تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔ بیشک پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ برکت والا ہے اور دنیا جہان کے لئے (مرکز) ہدایت ہے۔ اس میں (دین حق کی) روشن نشانیاں ہیں جن میں ایک مقام ابراہیم ہے جو بھی اس (کی حدود) میں داخل ہو جائے وہ امن و حفاظت میں ہے اور اللہ کی طرف سے لوگوں پر فرض ہے کہ جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھے وہ خانہ کعبہ کا حج کرے اور جو انکار کردے تو (یاد رہے کہ) اللہ تمام دنیا سے بے نیاز ہے۔ کہہ دیجئے اے اہل کتاب! تم کیوں اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس پر شاہد ہے۔ کہہ دیجئے اے اہل کتاب! تم اس شخص کو اللہ کی راہ سے کیوں روکتے ہو جو ایمان لا چکا ہے۔ تم اس راہ میں عیب کے متلاشی رہتے ہو۔ حالانکہ (حقیقت سے) باخبر ہو اور (یاد رکھو) اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں۔ اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب کے کسی گروہ کی اطاعت قبول کرو گے تو وہ تمہیں تمہارے ایمان لانے کے بعد بھی کافر بنا دیں گے اور تم کس طرح کفر اختیار کرو گے حالانکہ تمہیں اللہ کے احکام پڑھ کر سنائے جاتے ہیں اور اس کا رسول بھی تم میں موجود ہے اور (یاد رکھو) جس نے اللہ (کے دین) کو مضبوطی سے پکڑا۔ یقیناً" اسے سیدھی راہ دکھا دی گئی۔

شرح:- گذشتہ رکوعوں میں انسان کو وہ خوفناک وقت یاد دلایا گیا تھا جب اسے خدا کے روبرو پیش ہونا اور اپنے اعمال کی جزا پانا ہے۔ نیز دروغ گو علماء کو تنبیہہ کی گئی تھی کہ ان کا جھوٹ ہی ان کے لئے وبال جان ثابت ہو گا۔ لہٰذا چاہئے کہ ابھی سے سنبھل جائیں۔ یہاں یہود اور نصاریٰ سے خطاب ہے اور فرمایا ہے کہ اصل دین وہی ہے جو اب تمہارے سامنے پیش کیا جا رہا ہے اور تمہارے تمام اعتراضات یا تو بودے ہیں یا لاعلمی پر مبنی ہیں۔ مثلاً" جو چیزیں تم آج حرام سمجھتے ہو ان میں سے کھانے پینے کے لائق جس قدر اشیاء ہیں وہ سب ابتداء میں حلال تھیں۔ پھر خود تم لوگوں نے نافہمی سے ان میں سے

بعض اشیاء کو حرام کر دیا۔ اور وہ حرام ہو گئیں۔ اگر تم تورات کا غور و فکر سے مطالعہ کرو تو یہ بات وہیں سے تمہیں مل جائے۔ دوسرا تمہارا یہ کہنا کہ قدیمی عبادت گاہ بیت المقدس ہے سراسر غلط ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے انسان کی عبادت گاہ مکہ معظمہ میں قائم کی تھی اور خود بھی وہیں ایک عرصہ تک عبادت گذار رہے۔ پھر اگر تم ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کا دم بھرتے ہو تو خانہ کعبہ کو اپنا مرکز ہدایت اور جائے عبادت تصور کرو۔ دیکھ لو۔ صداقت کے جو نشانات مکہ معظمہ کی عبادت گاہ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ اور کہیں نہیں۔ مثلاً" حضرت ابراہیم علیہ السلام جہاں خدا کی عبادت کیا کرتے تھے وہ جگہ آج تک اسی طرح قائم ہے اور دنیا میں مشہور چلی آتی ہے دوسرے یہ کہ حدود حرم کے اندر جو شخص آ جائے وہ دشمن کے خوف سے ہر طرح ماموں و محفوظ رہتا ہے۔ تیسرے یہ کہ صرف اسی زیارت گاہ کی نسبت خدا کی طرف سے یہ احکام صادر ہوئے ہیں کہ اگر تمہیں سفر کی استطاعت ہو تو تم اس کے حج کے لئے تمام اطراف و اکناف عالم سے آؤ۔ اس کے علاوہ کوئی جگہ ایسی نہیں جس کے متعلق اس نے حکم دیا ہو کہ اس کی زیارت بھی ضروری ہے۔ کیا یہ نشانات تمہارے لئے کافی نہیں ہیں۔

سالہا سال تک پے در پے غلط کاریوں میں مبتلا رہنے اور حق و صداقت پر چلنے والوں کی مخالفت کرنے سے یہود جس طرح اپنی طبائع کو مسخ کر چکے تھے اس کا لازمی نتیجہ یہی تھا کہ نہ ان پر اعتماد کیا جائے اور نہ انہیں دوست بنایا جائے بلکہ ان سے بالکل الگ تھلگ رہ کر عملاً" اسلام کی تعلیم اور اس کے محاسن سے انہیں متاثر کیا جائے۔ تاکہ وہ مشاہدہ کر سکیں۔ فی الحقیقت اسلام ہی وہ دین ہے جو مذہب کی حقیقی روح کو پیش کرتا ہے اور تمام قسم کی افراط و تفریط سے پاک ہے۔ یہاں مسلمانوں کو ایک قسم کی تنبیہہ کر دی گئی ہے کہ اگر تم ان لوگوں کو جو احاطہ اسلام کے اندر نہیں' دوست بناؤ گے اور ان کی صحبت اختیار کرو گے تو وہ تمہیں بھی اپنی طرح کافر و منکر بنا دیں گے لہذا ان سے اجتناب کرنا ہی مناسب ہے۔ اور تمہیں اغیار کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ تمہاری ہر قسم کی رہنمائی اور تمام ضروریات پیغمبر اسلام اور ہمارا کلام پوری کر سکتے ہیں۔ یاد رہے کہ اگر اس کے بعد بھی ان سے ساز باز رکھو گے تو تمہیں بھی انہیں میں سے شمار کیا جائے گا۔

ترجمہ آیات ۱۰۲-۱۰۹:- اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا

حق ہے اور مرو تو صرف اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو۔ اور سب کے سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو اور باہمی اختلاف سے بچو اور اللہ کے تم پر جو انعامات ہیں انہیں یاد کرو۔ جب تم (ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اس نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی سو تم اس کی عنایت سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے پس اللہ نے تمہیں اس سے بچالیا اسی طرح اللہ اپنی آیتوں کو تمہارے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ اور تم میں سے ایک گروہ ایسا بھی ہونا چاہئے جو نیکی کی طرف بلائے' اچھے کاموں کا حکم دے اور برائی سے باز رکھے اور ایسے ہی لوگ کامیاب رہیں گے۔ اور تم ان لوگوں کی مانند نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور واضح احکام پا لینے کے بعد بھی ایک دوسرے سے اختلاف کرنے لگے اور ایسے ہی لوگوں کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ جس روز بعض چہرے روشن ہوں گے اور بعض سیاہ پڑ جائیں گے تو وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا تھا پس کفر کی وجہ سے عذاب کا مزہ چکھو اور وہ لوگ جن کے چہرے روشن ہوں گے وہ اللہ کی آغوش رحمت میں ہوں گے (اور) اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم آپ کو صحیح صحیح طور پر پڑھ کر سناتے ہیں اور اللہ لوگوں پر ظلم نہیں کرنا چاہتا اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور (انجام کار) سب امور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

شرح:— گذشتہ رکوع میں یہود و نصاریٰ کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے تھے اور اہل علم کی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا گیا تھا اور بتایا گیا تھا کہ اگر مسلمان ہر قسم کی افراط و تفریط اور بیرونی وسوسہ اندازی سے بچنا چاہیں تو ان کے لئے سیدھا اور بے خطا راستہ یہی ہے کہ مسلمانوں کے سوا دوسروں کو نہ اپنا دوست سمجھیں نہ ان سے کوئی توقعات رکھیں یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ اور دیگر گمراہ امتوں کے حالات جن کا اجمالاً ذکر ہو چکا ہے وہ تمہارے لئے درس عبرت ہیں ان تمام خرابیوں کا یہ علاج ہے کہ تم ہر حال میں خدا سے ڈرو۔ ظاہر و باطن میں اپنے پرایوں میں' خوشی اور غمی میں' تنگی اور کشائش میں غرضیکہ زندگی کے تمام مراحل میں خالص و مخلص ہو کر رہو سب کے سب ایک دستور العمل یعنی قرآن کریم کی تعلیم پر سختی سے کاربند ہو جاؤ۔ گروہ بندی سے باز رہو۔ بھائی

بھائی ہو کر رہو۔ پرانی رنجشیں بھول جاؤ۔ نئی غلط فہمیوں سے بچو۔ اسلام سے پہلے ان اصولوں کو چھوڑ دینے کی وجہ سے تمہاری یہ حالت ہو گئی تھی جیسے کوئی شخص ایک ایسے گڑھے کے کنارے پر کھڑا کر دیا گیا ہو جو آگ کے انگاروں سے بھرپور ہو اور ہر لحظہ یہی گمان ہو کہ اب گرا۔ دیکھو! قرآن کی برکت اور پیغمبر اسلام کے طفیل تمہیں اس خوفناک حالت سے بچایا گیا ہے۔ پس تمہیں چاہئے کہ ہر زمانے میں تم میں سے ایک گروہ ایسا ہو جو مندرجہ بالا نیکی اور بھلائی کے امور کی دعوت دیتا رہے اور جن برائیوں سے یہود و نصاریٰ اور دیگر امتیں گمراہ ہوئیں ان سے آگاہ کرتا رہے تاکہ تم بھولے سے بھی ان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ کیونکہ برائی' نافرمانی اور معصیت کے کام جو دوسروں نے کئے اور جس سے وہ ہماری نظر میں معتوب گردانے گئے اگر تم بھی انہیں کا ارتکاب کرو گے تو یقیناً" تم بھی اسی طرح معتوب گردانے جاؤ گے۔ اور جس طرح ان کی گوشمالی کے لئے تمہیں مسلط کیا گیا ہے اسی طرح تمہیں سزا دینے کے لئے کسی اور قوم کو تم پر مسلط کیا جائے گا علاوہ ازیں ایک اور نہایت ضروری بات یہ ہے کہ تمہارے علماء اختلافات میں نہ پڑیں۔ اصول کی باتیں واضح کر دی گئی ہیں اور جزئیات قابل التفات نہیں ہونی چاہئیں۔ باہمی اختلافات میں پڑ کر ایک دوسرے کی مخالفت میں اپنا زور ختم کر دینا روح اسلام کی مخالفت کرنا ہے۔ ذرا اس نقشہ کو ذہن میں لاؤ کہ جو لوگ اس دنیا میں ہمارے نافرمان ہو کر رہے اور نافرمانی میں مرے قیامت کے روز ان کے چہرے سیاہ ہوں گے اور جو لوگ ہمارے احکام اور مذہب کے منشاء کے مطابق زندگی بسر کر گئے ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور وہ کامرانی اور فرحت و مسرت کی زندگی کے لطف اٹھائیں گے۔ یاد رکھو تمہیں یہاں سدا نہیں رہنا ہے بالآخر سب امور اللہ کی طرف رجوع ہوں گے اور وہیں تمہیں ہمیشہ رہنا ہو گا۔ پس ہمیشہ کے عذاب سے بچو۔ اور ہمیشہ کی فرحت و مسرت کے حصول کے لئے جانیں لڑاؤ چند روزہ تکلیف سے نہ ڈرو اور نہ چند روزہ عیش کے پیچھے پڑو۔

ترجمہ آیات ۱۱۰-۱۲۰:- تم (اے مسلمانو!) بہترین جماعت ہو جو پیدا کئے گئے ہو لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہت بہتر ہوتا۔ ان میں بعض تو مومن ہیں اور زیادہ تر نافرمان ہیں۔ وہ سوائے معمولی اذیت کے تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے

اور اگر تم سے جنگ کریں گے تو تمہارے سامنے سے پیٹھ پھیر کر بھاگ اٹھیں گے پھر انہیں کوئی مدد بھی نہ ملے گی ان لوگوں پر جہاں کہیں بھی پائے جائیں ذلت مسلط ہے۔ ہاں' اگر اللہ کی پناہ میں اور لوگوں کی پناہ میں رہیں (تو اور بات ہے) اور یہ غضب الٰہی لے کر لوٹے اور ان پر (محتاجی و) مسکینی کو مسلط کر دیا گیا یہ اس واسطے ہے کہ یہ اللہ کی آیتوں کی نافرمانی کرتے تھے اور نبیوں کو بلا قصور مار ڈالتے تھے وجہ یہ تھی کہ انہوں نے نافرمانی کی تھی اور حد سے گذر چکے تھے یہ سب یکساں نہیں۔ اہل کتاب میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو (راہ ہدایت پر) قائم ہیں۔ رات کے اوقات میں کلام الٰہی کی تلاوت کرتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں وہ اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور نیکی کرنے کا حکم دیتے برائیوں سے باز رکھتے اور نیک کاموں میں مسابقت کرتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ نیکو کاروں میں سے ہیں او (یہ لوگ) جو کچھ بھی نیکی کے کاموں میں سے کریں گے اس کی ناقدری نہیں کی جائے گی اور اللہ پرہیز گاروں کو اچھی طرح جانتا ہے۔ بیشک جن لوگوں نے راہ کفر اختیار کی انہیں ان کی دولت اور ان کی اولاد اللہ (کے عذاب) سے کچھ بھی نہ بچا سکے گی اور یہ دوزخی ہیں اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اس دنیا میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس ہوا کی سی ہے جس میں بلا کی سردی ہو اور کسی ایسی قوم کی کھیتی تک جا پہنچے جس نے (شرک و کفر کی راہ اختیار کر کے) اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اسے تباہ و برباد کر گئی اور (اس میں) اللہ نے ان پر کچھ ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہیں اے ایمان والو! اپنوں کو چھوڑ کر غیروں کو راز دار نہ بناؤ وہ تمہاری نسبت فساد برپا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے وہ وہی بات پسند کرتے ہیں جس سے تمہیں رنج پہنچے دشمنی کا تو ان کے منہ سے اظہار ہو چکا اور جو کچھ (بغض و عناد) ان کے سینوں میں چھپا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے ہم نے تمہارے لئے نشانیاں واضح کر دی ہیں اگر تم سمجھ بوجھ رکھتے ہو۔ (دیکھو) تم ایسے ہو کہ ان سے محبت رکھتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے اور تم تمام کتابوں کو مانتے ہو اور وہ نہیں مانتے اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لا چکے ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو مارے غصے کے تم پر انگلیاں کاٹتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ اپنے (جوش) غضب میں ہلاک ہو جاؤ۔ اللہ بیشک سینوں کے بھیدوں کو جاننے والا ہے۔ اگر تمہیں کوئی فائدہ پہنچے تو انہیں ناگوار گزرتا ہے' اور اگر کوئی تکلیف پہنچے تو

اس سے وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری پر قائم رہو تو ان کا مکر و فریب تمہیں کچھ نقصان نہ پہنچائے گا۔ بیشک ان کے اعمال اللہ کے احاطہ علم میں ہیں۔

شرح:۔ پچھلے رکوع میں بتایا گیا تھا کہ گذشتہ قوموں کی ہلاکت اور ان کے مغضوب خدا ہونے کے کیا کیا اسباب تھے اور تمہیں کیونکر ان کمزوریوں سے باخبر ہو کر جادۂ مستقیم پر رہنا ضروری ہے تاکہ اخروی کامیابیوں کا سہرا تمہارے سر بندھے۔ یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ تمہیں تمام قوموں سے بہتر بننے کا حکم دیا جاتا ہے اسی لئے تمہیں جو دستور العمل دیا گیا وہ سب سابقہ قوانین سے بہتر ہے۔ لہٰذا تمہیں سب قوموں سے زیادہ نیک و پارسا اور سب سے زیادہ بہتر بننا ہے۔ پس چاہیے کہ تم تمام دنیا کو بہتر بننے کی ترغیب دو۔ اور بہتر بناؤ۔ خود برائیوں سے بچو اور انہیں بچاؤ اور یاد رکھو کہ اگر پہلی امتیں ان اصولوں کے مطابق چلتیں تو آج ذلیل و خوار نہ ہوتیں۔ مگر ان میں سے اکثر نے راہ کفر و انکار اور شیوۂ سرکشی و نافرمانی اختیار کیا اب دیکھ لو! وہ دنیا کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو گئے ہیں اور اگرچہ اس وقت وہ اس قدر کثیر تعداد میں موجود ہیں مگر تم مٹھی بھر فدائیوں کا وہ کچھ نہیں بگاڑ سکتے اگر ان کے دل میں تم سے جنگ کرنے کا ارمان ہو تو یقیناً" وہ شکست کھائیں گے اور خائب و خاسر ہو کر لوٹیں گے ایک زمانہ تھا جب دنیا کی قیادت ان کے ہاتھ میں تھی مگر آج وہ دن ہے کہ وہ خود دوسروں کے رحم پر ہیں جہاں جاتے ہیں مسکین بن کر رہنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ یہ سب اس بات کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے انبیاء کی توہین کی اور ہماری نافرمانی کی اور اسی طرح اور امور میں بھی زیادتیاں کرتے رہے مگر ہاں! وہ سب برابر نہیں ان میں نیک بندے بھی ہیں اور عبادت گذار انسان بھی اگرچہ ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے وہ لوگ تمہاری طرح اللہ پر ایمان بھی رکھتے ہیں روز قیامت کو بھی مانتے ہیں اچھے اور پسندیدہ کام کرتے اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں اور نیکی کے کاموں میں ہمیشہ پیش قدمی کرتے ہیں۔ ایسے لوگ تو اپنا اجر پالیں گے اور سرمدی انعام حاصل کریں گے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! بہتر بننے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ دولت کے انبار ہی جمع کئے جائیں اور مادی قوت حاصل کی جائے نہیں نہیں! یہ چیزیں بہتر بننے میں کوئی مدد نہیں دیتیں۔ تم تمام تر روحانی قوت حاصل کرو۔ اخلاقی طاقت بڑھاؤ۔ جو ملکوں اور زمینوں کو نہیں بلکہ انسانوں کے دلوں کو مسخر کرے اور بے خوف ہو کر ان پر حکومت کرے۔ ہاں

ہاں! مادی وسائل اور مادی قوتوں کے پیچھے کیوں مر رہے ہو۔ ذرا خیال تو کرو کہ وہ غریب بوڑھا جو تمام عمر محنت و مشقت اور گاڑھے پسینے کی کمائی سے بال بچوں کے لئے ایک باغ لگانے کی فکر میں رہا اور بالآخر لگا بھی لیا مگر اسی حالت میں کہ جب وہ خود ضعیف العمر ہو چکا تھا اور کام کاج کی سکت اعضا میں باقی نہ تھی اور بچے چھوٹے چھوٹے محتاج و بے بس تھے تو باد سموم کے ایک ہی جھونکے نے درختوں کو جھلس کر رکھ دیا اور اس کی تمام عمر کی کمائی خاک سیاہ ہو کر رہ گئی۔ کیا تم اس کی قابل رحم حالت کا اندازہ لگا سکتے ہو؟ اگر اتنا شعور ہے تو سمجھ لو کہ مادی طاقتوں کو حاصل کرنے والوں کا یہی انجام ہوا کرتا ہے۔ پس تم بچو اور نیکی کی طاقتوں کو جمع کرو جو محض معنوی محاسن سے متعلق ہیں۔ چونکہ اس وقت تمہاری اصولوں کی قدر کرنے والے بہت کم لوگ ہیں تم صرف انہیں لوگوں کے ساتھ میل جول اور نشست و برخاست رکھو جو تمہاری طرح ہماری اطاعت اور ہمارے پیغمبر کی پیروی کرتے ہیں کیونکہ ان کے علاوہ باقی سب تمہارے دشمن ہیں۔ کوئی تو زبانی تمہاری خوشامدانہ تعریف کرتا ہے اور پھر جب تم اس کے پنجے میں گرفتار ہو جاتے ہو تو تمہیں برگشتہ کرنے اور غلط راستے پر چلانے کے لئے ہر ممکن حکمت عملی اختیار کرتا ہے کسی کا کوئی طریقہ ہے کسی کی کوئی روش مگر دعاسب کا معاندانہ ہے۔ تم اپنی طرح ان کو نہ سمجھو کہ جیسے ہم ان کے بڑوں کی تعظیم کرتے ہیں وہ بھی ہمارے بڑوں کو مان لیں گے یا جس طرح ہم ان کی کتاب کو تسلیم کرتے ہیں وہ بھی ہماری کتاب کو تسلیم کر لیں گے۔ نہیں غیر قومیں اکثر تم سے حسد کرتی ہیں۔ وہ تمہیں دنیا میں پھلتا پھولتا نہیں دیکھ سکتیں۔ وہ منافقانہ چالوں اور معاندانہ ایذا رسانیوں سے تم پر اپنا غصہ نکالنا چاہتے ہیں مگر تم بے خوف رہو اگر ہماری بیان کردہ راہ پر چلو گے تو کوئی تمہارا بال تک بیکا نہیں کر سکتا اور اس بات سے متاثر نہ ہو کہ وہ تمہارا نقصان دیکھ کر ہنستے اور خوشی دیکھ کر جلتے ہیں۔ یہ ان کے مکرو فریب ہیں جو ہمارے احاطہ علم کے اندر ہیں اور اس کی سزا وہ بھگت کر رہیں گے۔ صبر اور تقویٰ جیسی صفات جمیلہ اگر تمہارے اندر پیدا ہو جائیں تو پھر تمہیں کسی کا کھٹکا نہیں اور ان کا کوئی داؤ فریب تم پر نہیں چل سکتا۔ صبر، حرص و ہوا اور طمع و آز کی ضد ہے۔ پس جو آز و طمع سے چھٹکارا پا گیا اسے کسی کی احتیاج نہ رہی اور "تقویٰ" کا جذبہ ہر اس فعل سے انسان کو باز رکھتا ہے جو خدا کی ناراضی کا موجب ہو۔ تقویٰ انسان کو یہ سکھاتا ہے کہ ہر

قدم پر اسے معلوم ہو جائے کہ آیا وہ خدا کے احکام کے عین مطابق ہے کہیں مخالفت کا شائبہ تو نہیں پایا جاتا؟ دنیاداری، ریاکاری، نفس پرستی، رعونت وغیرہ اور کبر و نخوت کو جڑ سے اکھاڑنا اور انسان کو انسانیت کا بہترین نمونہ بنا دیتا ہے۔ وہ نمونہ جس کی تمنا خود ملائکہ کے دل میں پیدا ہو۔ پس "ایمان و عمل" کے ساتھ "صبر و تقویٰ" پیدا کرو۔ تاکہ دشمنوں کے مکر و فریب سے محفوظ اور آنے والے عذاب سے بچے رہو۔

ترجمہ آیات ۱۲۱-۱۲۹:- اور (یاد کرو) جب (اے پیغمبر اسلامؐ) آپ اپنے گھر سے صبح کے وقت نکل کر مومنوں کو جنگ کے موقعوں پر بٹھا رہے تھے اور اللہ (تمہارے دل کی) باتوں کو سنتا اور (ارادوں کو) جانتا ہے۔ جب تم میں سے دو گروہوں نے ارادہ کیا تھا کہ ہمت ہار دیں حالانکہ اللہ ان کا مددگار تھا اور چاہئے کہ مومن اللہ ہی پر توکل کریں۔ اور بیشک بدر میں اللہ تمہاری مدد کر چکا تھا حالانکہ تم کمزور تھے پس اللہ ہی سے ڈرو تاکہ (اس کی نعمتیں پاکر) شکرگزاری کر سکو (بدر کا یہ واقعہ بھی یاد کرو) جب آپ مومنوں سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمہارے لئے اتنا کافی نہیں کہ اللہ تین ہزار نازل شدہ فرشتوں سے تمہاری مدد کرے۔ کیوں نہیں (کافی ہے) اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری پر قائم رہو اور پھر اگر وہ اس جوش میں تم پر چڑھ آئیں تو اللہ پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا جو اپنے گھوڑوں کو شاندار کئے ہوں گے اور یہ (امداد) تو خدا نے محض تمہیں خوش کرنے کو کی ہے اور اس لئے کہ تمہارے دلوں کو اس سے تسکین حاصل ہو اور نصرت تو اللہ ہی کی جانب سے ہے جو غالب اور حکمت والا ہے (اور یہ) اس لئے کہ ان لوگوں کے ایک حصہ کو ہلاک کر دے جنہوں نے راہ کفر اختیار کی یا ذلیل و رسوا کر دے کہ نامراد ہو کر لوٹ جائیں۔ آپ کو اس معاملہ میں کوئی دخل نہیں۔ چاہے (اللہ) انہیں معاف کر دے چاہے انہیں عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے اور وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

شرح:- گذشتہ رکوع میں مسلمانوں کو تاکید کی گئی تھی کہ وہ یہود و نصاریٰ اور دیگر گمراہ لوگوں کو اپنا دوست اور رفیق نہ بنائیں اور ان کی ریشہ دوانیوں سے بچے رہیں اور ہر معاملے میں اللہ سے مدد طلب کریں۔ یہاں مسلمانوں کو جنگ بدر کا واقعہ یاد دلایا گیا ہے

اور کہا گیا ہے کہ دیکھو اس جنگ کے وقت تم میں صبر و تقویٰ کے اوصاف جمیلہ موجود تھے۔ صبر نے تمہیں مصائب و مشکلات سے ہراسان نہ ہونے دیا اور تقویٰ نے خدا کا خوف تمہارے دل میں قائم رکھا جس نے تم کو نافرمانیوں سے بچایا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا کی جانب سے تمہیں ہر قسم کی مدد اور فتح و نصرت کا وعدہ دیا گیا اور تم مٹھی بھر انسانوں نے ٹڈی دل مخالفین کے مقابلے پر وہ عظیم الشان کارنامے دکھائے جو رہتی دنیا تک بے نظیر رہیں گے صبر و تقویٰ کے علاوہ تم سے یہ بھی وعدہ تھا۔ کہ اگر تمہیں آسمانی فوجوں کی بھی کوئی ضرورت درپیش آئے تو اسی وقت ہزارہا فرشتے تمہاری مدد کو آموجود ہوں گے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ہماری طرف سے فتح و نصرت کی بشارت صرف انہیں لوگوں کے لئے ہے جو اپنے اندر ایمان رکھتے ہوں ہم ایمان والوں کی جماعت کو منکروں پر غلبہ دیتے ہیں اور جادۂ مستقیم سے بھٹکنے والوں کو اس دنیا اور آنے والی زندگی میں انواع و اقسام کے عذاب دیں گے کیونکہ انہوں نے رب السموات والارض کے احکام سے سرتابی کی۔ یہاں یہ لطیف نکتہ بیان ہوا ہے کہ جو اپنے سینے کے اندر "ایمان و عمل" کی برکات رکھتا ہو اس کو اصولاً" ان لوگوں پر غلبہ اور فتح و نصرت دی جاتی ہے جو احکام خداوندی اور قوانین فطرت کی کماحقہ قدر نہیں کرتے۔

ترجمہ آیات ۱۳۰۔۱۴۳:۔ اے ایمان والو! تم سود نہ کھاؤ (کہ اصل میں مل کر) دگنا چوگنا (ہو جائے) اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب رہو اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے واسطے تیار ہے اور اللہ کی اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف لپکو اور جنت کی طرف' جو زمین و آسمان کی وسعت رکھتی ہے۔ (اور) ان پرہیزگاروں کے لئے تیار ہے جو خوش حالی اور تنگدستی میں (اللہ کی راہ میں مال) خرچ کرتے ہیں اور غصے کو قابو میں رکھتے اور لوگوں (کے قصوروں) سے درگزر کرتے ہیں اور اللہ نیکو کاروں کو ہی دوست رکھتا ہے اور وہ لوگ کہ جب کوئی برا کام کر گزرتے ہیں یا اپنی ہی جان پر ظلم کر لیتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں پھر اس سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور اللہ کے سوا کون گناہ بخش سکتا ہے اور جو گناہ کر بیٹھتے ہیں اس پر دانستہ اصرار نہیں کرتے۔ یہی لوگ ہیں جن کی جزا ان کے اللہ کی طرف سے مغفرت اور وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور (یہ)

نیکو کاروں کے لئے (بہت) عمدہ اجر ہے۔ بیشک تم سے پہلے بھی واقعات ہو گزرے ہیں۔ پس زمین میں چلو پھرو اور دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا یہ لوگوں کے لئے ایک بیان اور پرہیز گاروں کے لئے ہدایت و نصیحت ہے۔ اور تم ہمت نہ ہارو اور نہ غم کھاؤ اور تم ہی غالب آؤ گے اگر تم اپنے اندر ایمان رکھتے ہو اگر تمہیں (اس جنگ کی بدولت) زخم لگا ہے تو اس قوم کو بھی ایسا ہی زخم لگ چکا ہے اور یہ تو حوادث ہیں جنہیں ہم (نوبت بہ نوبت) لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں اور اس لئے بھی ہے کہ اللہ تم میں سے ان لوگوں کو آزمالے جو ایمان والے ہیں اور تم میں سے بعض کو درجہ شہادت نصیب کرے اور اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا اور اس لئے بھی کہ اللہ ایمان والوں کو پاک و صاف کردے اور کافروں کو مٹا دے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ جنت میں داخل ہو گے حالانکہ اللہ نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو آزمایا ہی نہیں اور نہ صبر کرنے والوں کو آزمایا ہے اور تم موت کے آنے سے پہلے مرنے کی خواہش کیا کرتے تھے۔ سو اب تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں "صبر و تقویٰ" کی لازوال نعمتوں کی برکات کا ذکر تھا اور ان کے شاندار نتائج سے دنیا کو آگاہ کر دیا گیا تھا۔ یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ جو "صبر و تقویٰ" کی اس نعمت سے مالا مال ہونا چاہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ سودی لین دین کو قطعاً" چھوڑ دے کیونکہ یہ وہ ہیبت ناک بلا ہے کہ اس کے چکر میں پھنسا ہوا انسان اسی وقت خلاصی پاتا ہے جب اس کی اقتصادی' معاشرتی اور سیاسی زندگیوں کا خاتمہ ہو چکتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ہم اپنے محبوب بندوں کو اس مصیبت سے قطعاً" بچانا چاہتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ سود لینا دینا حرام ہے۔ مسلمانو! یہود کی دیکھا دیکھی کہیں اس طرف تمہارا رجحان نہ ہو جائے ورنہ یاد رہے کہ سود خواروں کے لئے دوزخ کی آگ بھڑک رہی ہے۔ فرماتا ہے کہ اگر تم آسانی اور فراخ دستی چاہتے ہو تو خدا سے طلب کرو جو زمین و آسمان کے خزانوں کا مالک ہے۔ سودی لین دین کی عارضی آسانیاں کس کام کی جو چند در چند مصائب میں گرفتار کر دیں۔ سنو! ابدی خوشیاں انہیں نصیب ہوتی ہیں جو مال و دولت کی حرص دہوا کی بجائے اس سے مستغنی ہوں۔ دکھ درد اور راحت و خوشی میں یکساں طور پر خدا کے نام پر مستحقین کی امداد کرتے رہیں۔ غصے کو پی جانے والے اور خطا کاروں کی

لغزشیں معاف کر دینے والے ہوں۔ یہی لوگ نیکو کار ہوتے ہیں یہی لوگ ہر دو جہان میں کامیاب خیال کئے جاتے ہیں۔ اس کے برعکس سود کی ذہنیت اور مال کی حرص و ہوا قوی سے قوی انسان کو کمزور و ناتواں اور ذلیل و خوار بنا دیتی ہے۔ مثلاً "جنگ احد میں تمہیں جس شکست کا منہ دیکھنا پڑا وہ تمہاری حرص و ہوا اور طمع مال کا نتیجہ تھا۔ تمہارا بے صبر ہو جانا اور تقویٰ کو چھوڑ دینا کوئی معمولی لغزش نہ تھی۔ خدا چاہے تو معاف کر دے اور تم عذاب آخرت سے بچ جاؤ ورنہ کوئی تمہیں بچا نہیں سکتا۔ اگر تمہیں یہ خواہش ہو کہ احکام الٰہی سے بے پروائی کرنے والوں کی زبوں حالی کا عینی مشاہدہ کیا جائے تو دنیا کی سیاحت اور تاریخ کی ورق گردانی کرو۔ پچھلی قوموں کے آثار دیکھو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ جذبہ ایمان رکھنے والوں کو کبھی غم نصیب نہیں ہوا۔ واقعہ احد سے یہ سبق لو کہ اللہ کی رحمت اور اس کی توفیق صرف انہیں لوگوں کے لئے خاص ہے جو اس کی اور اس کے رسول کی اتباع کریں۔ کوئی خاص گروہ یا جماعت اس کی عنایات کی اجارہ دار نہیں۔ جنگ بدر کے موقع پر تم سب صبر و تقویٰ اور ایمان و عمل کی برکات سے مالا مال تھے اور اگرچہ کامیابی اور فتح و نصرت کے کوئی سامان نہ تھے تمہاری جمعیت بھی نہ تھی اور سارے ملک میں تمہارے دشمن موجود تھے۔ مگر تمہارے خلوص ایمان اور شوق عمل کے پیش نظر ہم نے تمہیں کامیابی دی۔ مگر جنگ احد کے موقع پر تم میں سے بعض اس قدر مضبوط ایمان والے نہ تھے۔ اتباع رسول میں ان کا قدم رک رک کر اٹھتا تھا اور بعض نے تو عملاً نافرمانی کی اور میدان جنگ چھوڑ کر مال و دولت کے پیچھے دوڑ پڑے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ تمہاری تمام جماعت کو شکست دی گئی اور تمہیں وہ ٹھوکر لگی کہ تمہارا شیرازہ بکھر گیا اور سینکڑوں آدمی مجروح ہوئے۔ پس جو اللہ کا فرمانبردار ہو اللہ اس کی تو مدد کرتا ہے اور جو نافرمان ہو دلی اس کو دوسرے نافرمانوں کی طرح چھوڑ دیا جاتا ہے پس ان میں سے جو زیادہ دلیر زیادہ طاقتور اور زیادہ صاحب ثروت ہو وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح گردش ہی میں دن پورے ہو جاتے ہیں۔ پس تم یقین کر لو کہ جب تک صبر و تقویٰ اور ایمان و عمل کی قوتیں تمہارے اندر پیدا نہ ہوں گی اس وقت تک تم محبوب خدا نہیں بن سکتے اور نہ دنیاوی زندگی کی کامرانی و کامیابی تمہیں حاصل ہو سکتی ہے یاد رکھو لفظی دعوے ہمارے ہاں کوئی وقعت نہیں رکھتے جو کچھ کہو عملاً "کر کے دکھاؤ۔

ترجمہ آیات ۱۴۴-۱۴۸:- اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو صرف ایک رسول ہیں آپ سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ تو کیا اگر آپ فوت ہو جائیں یا شہید کردیئے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر لوٹ جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں لوٹ جائے گا وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا اور اللہ بہت جلد شکر گزاروں کو جزا دے گا اور کوئی شخص اللہ کے حکم کے بغیر مر نہیں سکتا (ہر ایک کے لئے) ایک لکھا ہوا وقت مقرر ہے اور جو دنیا میں (اپنے اعمال کا) اجر چاہتا ہے۔ اس کو ہم یہیں دیدیتے ہیں اور جو آخرت میں اجر چاہتا ہے اس کو ہم وہیں دیں گے اور ہم بہت جلد شکر گزاروں کو جزا دیں گے اور کتنے نبی ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت سے باخدا لوگوں نے جنگ کی تو اللہ کی راہ میں جو مصیبتیں انہیں پیش آئیں اس کی وجہ سے نہ تو انہوں نے ہمت ہاری نہ کمزوری دکھائی اور نہ عاجزی کا اظہار کیا اور اللہ صبر کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے اور اس کے سوا ان کی کوئی بات ہی نہ ہوتی تھی کہ وہ کہتے اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو اور معاملات میں ہماری زیادتیوں کو بخش دے اور ہمارے قدم جمائے رکھ اور کافروں کی جماعت پر ہمیں فتح و نصرت دے۔ پس اللہ نے انہیں دنیا میں اجر دیا اور آخرت میں بھی اچھا اجر دیا اور اللہ نیکو کاروں کو محبوب رکھتا ہے۔

شرح:- گزشتہ رکوع میں بتایا جاچکا ہے کہ انعامات الہیہ کی تخصیص صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو "ایمان و عمل" اور "صبر و تقویٰ" سے بہرہ ور ہوں اور جو ایسے نہیں انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ وہ مادی طاقتوں اور انسانی کاوشوں میں جس قدر دوسرے سے زیادہ چالاک و شاطر ہوں گے اسی قدر زیادہ ان پر غلبہ حاصل کرسکیں گے۔ مگر ایمان والوں کو علاوہ ان مادی طاقتوں کے تائید ایزدی بھی حاصل ہوا کرتی ہے۔ یہاں اس چیز کو بیان کیا گیا ہے کہ سچائی کو سچائی ہی کی خاطر تسلیم کرنا چاہیئے۔ کسی شخصیت کی خاطر نہیں خدا اور اس کی تعلیم پر اس واسطے ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے کہ اس کے بغیر انسان کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ دنیاوی زندگی جو انسان کے لئے ایک امتحان گاہ ہے جلد ختم ہونے والی اور اس کے بعد عذاب یا ثواب کی ایک طویلانی زندگی شروع ہونے والی ہے۔ اس دنیا کی تمام جدوجہد اسی غرض سے ہونی چاہئے کہ کسی طرح اس امتحان گاہ سے کامیاب ہو کر نکلیں۔ تاکہ ہمیشگی کے عذاب سے چھٹکارا حاصل ہو

جائے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام شخصیت پرستی نہیں سکھاتا۔ دنیا کی سب سے بڑی شخصیت ایک مسلمان کے نزدیک محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ انہیں کے متعلق ارشاد کر دیا ہے کہ دیکھو مسلمانو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا پیغام تمہیں سنا رہے ہیں۔ تمہیں اس پیغام کو سننا اسے ماننا اور اس پر چلنا ہے۔ یہ نہ ہو کہ غفلت کرو' پیغام کو سنو اور نہ مانو اور لگو "نبی کی پرستش" کرنے۔ دیکھو! تمہیں اسلام کے جو اصول پیغمبر اسلامؐ کے ذریعے مل چکے ہیں ان پر عمل کرو ایک دن ہمارے رسول کو بھی دنیا کی نگاہوں سے اوجھل ہونا ہے۔ یہ نہ ہو کہ جب تک وہ تمہارے اندر رہیں تم بھی مسلمان رہو اور جب وہ دنیا سے رخصت ہو جائیں تو تم ایک ایک کر کے اسلام کے اصولوں کو چھوڑنے لگو۔ ایک دن سب کو مرنا ہے اور ہمارے حضور پیش ہونا ہے۔ پس جس کسی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام سے رتی بھر انحراف کیا وہ اپنے کئے کی سزا بھگتے گا تم ہر وقت یہ وظیفہ اپنی زبانوں پر جاری رکھو کہ خدایا! ہم سے یہ لغزشیں ہو جاتی ہیں کیونکہ ہم ضعیف واقع ہوئے ہیں۔ ہمیں بخش دے۔ مخالفین کے مقابلے پر ہمارے قدم مضبوط رکھ اور ان پر ہمیں فتح و نصرت عطا کر۔

ترجمہ آیات ۱۴۹-۱۵۵:- اے ایمان والو! اگر تم ان کے پیچھے لگے جو راہ کفر اختیار کر چکے ہیں تو وہ تمہیں الٹے پاؤں (کفر کی طرف) لوٹا دیں گے۔ پھر تم خائب و خاسر ہو جاؤ گے۔ (نہیں) بلکہ اللہ ہی تمہارا کارساز ہے اور وہ بہترین مددگار ہے۔ (دیکھو) ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں (تمہارا) رعب ڈال دیں گے یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے خدا کے ساتھ ان ہستیوں کو شریک ٹھہرا لیا جن کے لئے اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا ٹھکانا (نہایت ہی) برا ہے اور یقیناً "اللہ نے تم کو اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ جب تم اس کے حکم سے ان کافروں کو قتل کر رہے تھے حتیٰ کہ تم نے خود ہی ہمت ہار دی اور مورچے کے بارے میں جھگڑنے لگے اور نافرمانی کی اس کے بعد کہ اللہ نے تمہیں دکھا دیا جو کچھ کہ تم چاہتے تھے (اور) تم میں سے بعض دنیا کے خواہشمند ہو گئے اور بعض نے آخرت کی خواہش کی۔ پھر تمہارا رخ ان کی طرف سے پھیر دیا تاکہ تمہارا امتحان لے اور (اب بھی) تمہیں معاف کر دیا ہے اور اللہ ایمان والوں پر بڑا فضل

کرنے والا ہے۔ (یاد کرو) جب تم دور نکل گئے تھے اور مڑ کر کسی کو دیکھتے تک نہ تھے اور رسول تمہیں پچھلی جماعت میں کھڑے پکار رہے تھے پس تمہیں رنج پر رنج پہنچایا تاکہ تم اس چیز کا غم نہ کھاؤ جو تمہارے ہاتھ سے نکل چکی اور نہ اس مصیبت سے خوف کھاؤ جو سر پر آپڑی اور اللہ ان باتوں سے خوب واقف ہے جو تم کرتے ہو۔ پھر اس غم کے بعد تم پر امن نازل کیا یہ نیند تھی جو تم میں سے ایک گروہ پر طاری ہو گئی اور ایک گروہ کو اس وقت بھی اپنی جانوں کی فکر پڑی تھی یہ جو اللہ کی بابت جاہلیت کے زمانہ کی سی باتیں کر رہے تھے۔ کہتے تھے کہ (اس میں) ہمارے بس کی کیا بات ہے۔ کہہ دیجئے کہ یقیناً" تمام باتیں اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ (اے پیغمبر اسلام) یہ لوگ دلوں میں وہ باتیں پوشیدہ رکھتے ہیں جو آپ کے سامنے ظاہر نہیں کرتے یہ (دلوں میں) کہتے ہیں کہ اگر ہمارے اختیار میں کوئی بات ہوتی تو ہم اس جگہ قتل نہ ہوتے۔ کہہ دیجئے کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو وہ لوگ جن کے نصیب میں مارا جانا لکھا تھا اپنی موت کی جگہوں کی طرف نکل کھڑے ہوتے اور (تمہیں جو کچھ پیش آیا) اس واسطے تھا کہ اللہ تمہارے مافی الضمیر کو آزمائے اور تمہارے خیالات کو (وسوسوں کی آلائش سے) پاک وصاف کردے اور اللہ سینے کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔ بیشک تم میں سے وہ لوگ جنہوں نے اس دن لڑائی سے منہ موڑ لیا تھا جب دونوں جماعتوں کی مٹھ بھیڑ ہوئی تھی تو شیطان نے ان کے بعض اعمال کی وجہ سے ان کے قدم ڈگمگا دیئے تھے اور بیشک اللہ نے ان لوگوں کا گناہ معاف کر دیا ہے اور اللہ یقیناً" بخشنے والا بردبار ہے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں فرمایا تھا کہ اسلام کو اسلام ہی کی خاطر اختیار کرو اور صداقت کو صداقت ہی کی خاطر قبول کرو۔ کسی شخصیت کی خاطر اگر ان چیزوں کو اختیار کرو گے تو جب وہ شخصیت ہی نہ رہے گی یہ چیزیں بھی نہ رہیں گی۔ مگر اسلام ایک لازوال حقیقت ہے۔ اگر اسے اسی کی خاطر اختیار کیا گیا تو پھر یہ چیز فنا ہونے والی نہیں۔ یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم نے کفار کی دیکھا دیکھی بیہودہ رسموں کو اختیار کر لیا قرآن اور پیغمبر اسلام کی تعلیم سے منہ موڑ لیا اور کافرانہ روش اختیار کر لی تو تمہیں اسلام کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ محض مسلمان کہلانے کی وجہ سے تمہیں دوسروں پر غلبہ نہ دیا جائے گا ہاں اگر تم نے خدا ہی کو کارساز سمجھا تو پھر تمہیں ہر قسم کی مدد دی جائے گی اور دوسروں کے دلوں میں

تمہارا رعب بٹھا دیا جائے گا۔ اس حقیقت کو کبھی نہ بھولو جب کوئی شخص یا کوئی قوم خدا کی نافرمان ہو جاتی ہے اور اس کے حکموں کو چھوڑ کر انسانی قوانین کی تابع ہو جاتی ہے۔ تو اسے بزدل بنا دیا جاتا ہے احد کے میدان میں جب تک تم نے پیغمبر اسلام کی کوئی نافرمانی نہ کی اور آپس میں پارٹیاں نہ بنائیں تو تم ایک سرے سے دوسرے سرے تک دشمن کو قتل کرتے جاتے تھے۔ مگر جب نافرمانی کرکے اس مورچہ کو چھوڑ دیا جہاں جمے رہنے کا تمہیں حکم دیا گیا تھا اور تم نے ایک دوسرے سے اختلاف کرکے پارٹیاں بنا لیں تو تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دیا گیا کہ لو اپنی ذاتی طاقت کا امتحان بھی کر لو جس کا غرور تمہارے دل میں پیدا ہو گیا ہے۔ بس پھر کیا تھا لڑائی کا رخ بدل گیا اور تمہیں منہ کی کھانی پڑی۔ رسولؐ اکیلے چند ایک فدائیوں کے ہمراہ جنہوں نے آخری وقت تک اتباع رسول میں جانیں لڑائی رکھیں کھڑے تمہیں پکار رہے تھے کہ آؤ' آؤ اللہ کی طرف آؤ اور کفار کا ڈٹ کر مقابلہ کرو۔ آؤ اگر مافات کی تلافی چاہتے ہو تو مخلص ہو کر لڑو۔ کہ خدا تمہارے گناہ معاف کر دے اس کا نتیجہ بھی تم نے دیکھ لیا کہ واقعی تم نے اپنی غلطی کو محسوس کر لیا۔ تو تمہیں کفار کی طرف سے بالکل بے خوف کر دیا گیا۔ سنو! موت سے مت ڈرو۔ ہر شخص کو مرنا ہے۔ اگر خدا کے نام پر شہادت کا درجہ حاصل کرنے سے احتراز کرو گے تو بھی وقت پورا ہونے پر موت کا شکار بننا پڑے گا لہٰذا چاہئے کہ ہر آزمائش میں پورے اترو خواہ تمہیں جان ہی کی بازی لگانی پڑے۔ کیونکہ اگر اس طرح جان دے دو گے تو بھی مقصد حیات میں کامیاب ہو جاؤ گے اور اگر کبھی بھولے سے غلطی بھی ہو جائے۔ تو پھر رجوع کر لیا کرو اور خدائے غفور و رحیم سے توبہ کی درخواست کیا کرو۔

ترجمہ آیات ۱۵۶-۱۷۱:- اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو کافر ہیں اور اپنے بھائیوں کی نسبت کہتے ہیں۔ جبکہ وہ سفر میں ہوں یا جہاد میں کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے (یہ اس لئے ہے) کہ اللہ ان کے دلوں میں حسرت پیدا کر دے اور اللہ ہی زندہ رکھتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا اپنی موت سے مر جاؤ تو (یاد رکھو کہ) اللہ کی بخشش اور اس کی رحمت ان چیزوں سے بہتر ہے جو لوگ جمع کرتے ہیں اور (یاد رکھو کہ) تم خواہ اپنی موت سے مرو یا مارے جاؤ تمہیں اللہ کے حضور میں ضرور جمع کیا

جائے گا سو یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ آپ ان کے لئے (بہت) نرم مزاج ہیں اگر آپ درشت مزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے بھاگ جاتے۔ پس (اب بھی) ان سے درگزر کیجئے اور ان کے لئے بخشش طلب فرمایئے اور اہم بات میں ان سے مشورہ کرلیا کیجئے۔ پس جب آپ کسی بات کا پختہ ارادہ کر چکیں تو اللہ پر بھروسہ کریں یقیناً" اللہ توکل کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ اگر خدا تمہیں نصرت دے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کر سکے اور مومنوں کے لئے لازم ہے کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں اور کسی نبی کے شایان شان نہیں کہ وہ (کسی طرح کی) خیانت کرے اور جو خیانت کرے گا قیامت کے دن اپنی خیانت لا حاضر کرے گا۔ پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اور ان پر بالکل ظلم نہ ہوگا۔ تو کیا جو شخص اللہ کی خوشنودی پر چلے اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس نے اللہ کا غضب حاصل کیا اور دوزخ اس کا ٹھکانا ہوا اور وہ (بہت ہی) برا ٹھکانا ہے۔ اللہ کے نزدیک لوگوں کے الگ الگ درجے ہیں اور اللہ ان کے اعمال کو دیکھتا ہے۔ اللہ نے واقعی ایمان والوں پر احسان کیا۔ جب انہی میں کا ایک رسول بھیجا جو ان کو اس کے احکام سناتا ہے اور ان کے نفوس کو پاک کرتا اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور یقیناً" اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے اور جب تم پر مصیبت آپڑی ایسی مصیبت کہ اس سے دگنی تم ان پر ڈال چکے ہو تو تم کہنے لگے کہ یہ کہاں سے آپڑی ہے کہہ دیجئے یہ خود تمہارے ہاں سے آئی۔ بیشک اللہ ہر بات پر قادر ہے۔ اور جو مصیبت تم پر اس دن آئی جب دونوں جماعتیں گتھ گئی تھیں تو وہ بھی اللہ ہی کے حکم سے تھی اور اس لئے تھی کہ مومن الگ معلوم ہو جائیں۔ اور منافق الگ معلوم ہوں۔ (اور جب) ان سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں جنگ کردیا (دشمن کی) مدافعت کرو۔ تو کہنے لگے کہ اگر ہم اس کو جنگ سمجھتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے۔ اس دن وہ بمقابلہ ایمان کے کفر سے نزدیک تر تھے۔ وہ اپنے منہ سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں اور اللہ کو خوب علم ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خود تو (گھروں میں) بیٹھے رہے اور اپنے بھائیوں کی نسبت کہنے لگے کہ اگر ہمارا کہا مانتے تو مارے نہ جاتے کہہ دیجئے اگر تم اس بات میں سچے ہو تو موت کو اپنے اوپر سے ٹال دو۔ اور (اے مخاطب!) ان لوگوں کو جو اللہ

کی راہ میں مارے جائیں مردہ نہ خیال کرو بلکہ وہ زندہ ہیں انہیں اپنے رب کی طرف سے روزی مل رہی ہے (اور) اللہ نے اپنے فضل سے جو کچھ انہیں دیا ہے اس پر خوش ہیں اور ان لوگوں کی نسبت خوش ہو رہے ہیں جو ابھی ان سے ملے نہیں ان کے پیچھے ہیں کہ نہ تو ان پر کوئی خوف ہو گا اور وہ نہ کسی طرح کا غم کھائیں گے وہ اللہ کی نعمتوں اور اس کے فضل کی وجہ سے خوشیاں مناتے ہیں اور اس بات سے کہ اللہ ایمان رکھنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں مسلمانوں کو بتایا جا چکا ہے کہ دنیاوی زندگی کی کامرانیاں اور اخروی زندگی کی فلاح اتباع احکام خداوندی ہی میں ہے۔ لہٰذا تمہیں منکروں کے طور طریقے اختیار نہ کرنے چاہئیں۔ بلکہ تمہارے رہنماؤں کو پیغمبرؐ اسلام کے اسوہ پر چل کر اخلاق حمیدہ و عادات پسندیدہ اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! ان کا جو بشر بھی آج تمہارے سامنے آتا ہے۔ مطیع و فرمانبردار بن کر جاتا ہے کیوں! اس لئے کہ تمہارے اخلاق پاکیزہ، الفاظ شیریں اور دل محبت سے بھرا ہوا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی شخص تمہارے پاس نہ پھٹکتا۔ نہ اس قدر جماعت بنتی نہ لوگ تمہارے گرویدہ ہوتے نہ شوکت اسلام سے اس قدر جلد متاثر ہوتے۔ لہٰذا تمہارا یہ طریقہ تمہاری امت کے لئے مشعل ہدایت بننا چاہئے۔ تمہاری شان یہی ہے کہ ان سے مشورہ بھی طلب کرو۔ پھر جو کچھ فیصلہ کر لو اس پر سختی سے کاربند ہو جاؤ۔ اور ہم پر توکل کر کے کام شروع کرو۔ تمہارے تمام کاموں میں یہی جذبہ کارفرما نظر آئے اور جو لوگ تمہارے اس فیصلے سے نہیں! نہیں! قوم کے فیصلے سے جس کے تم سردار ہو۔ روگردانی کریں۔ خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہوں۔ کفر سے زیادہ قریب ہیں۔ جو لوگ منہ سے مسلمانوں والی باتیں کریں اور عملاً" اسلام کے مفاد کے خلاف ہوں اور حرمت و عظمت شریعت کو قائم نہ رکھ سکیں وہ مسلمان ہی نہیں دیکھو! اسلام کی خاطر جب تک تم جہاد نہ کرو تب تک تمہارے سب دعوے جھوٹے ہیں۔ جان ہتھیلی پر رکھ کر اگر اللہ کی راہ میں مارے جاؤ تو ابدی راحتیں تمہیں حاصل ہوں گی اور تم پر ہمارے انعامات کی بارش ہو گی۔

مسلمانو! ہمارا یہ احسان تم پر کچھ کم نہیں کہ اس قدر صفات حسنہ کا مالک اور ہمارا جلیل القدر پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے اندر موجود ہے جو تمہیں فلسفہ، روحانیات

اور علم و حکمت کے رموز سمجھاتا ہے اور زندگی کی کامیاب راہ دکھاتا ہے اب اگر تمہیں کوئی صدمہ پہنچے کوئی تکلیف آئے تو سمجھ لو کہ اس میں نہ مذہب کا کوئی قصور ہے نہ تعلیم کی خامی اس کا باعث ہے۔ بلکہ بعض دفعہ شیطانی تحریک تمہارے پاؤں جادۂ مستقیم سے منحرف کردیتی ہے اور تم نقصان اٹھالیتے ہو۔ پس جو لوگ ایمان اور یقین کامل کے جذبہ کے ماتحت نیک عمل کریں گے۔ وہ یقیناً اپنی محنت کا شیریں ثمرہ پائیں گے۔

اس تمام رکوع میں جنگ احد کے واقعہ کو پیش نظر رکھ کر منافقوں اور کمزور طبیعت انسانوں کی فتنہ پردازیوں اور خام نگاہیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ منافقوں کا دستور ہے کہ ہر معاملہ میں روڑہ اٹکائیں۔ ہر بات کی مخالفت کریں اور جب انہیں مسلمانوں کی کامیابی نظر آئے تو جمعیت میں تفرقہ ڈالیں۔ اور خام نگاہ، ضعیف ایمان اور بھولے بھالے لوگوں کو اپنا آلہ کار بنا کر دشمن کو شرارت کا موقع دیں۔ مثلاً "جنگ احد کے موقع پر جب کثرت رائے سے یہ طے پایا کہ شہر کی فصیل سے باہر نکل کر مخالف کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ تو منافقوں نے کہنا شروع کردیا کہ دشمن اس قدر بھاری تعداد میں ہے کہ شہر سے باہر نکل کر اس کا مقابلہ کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اس پر ان سے کہا گیا کہ لو! تم شہر کے اندر ہی رہ کر مدافعت کرو۔ تو کہنے لگے کہ ہاں ہم اس کے لئے بالکل تیار تھے مگر یہاں تک تو نوبت ہی نہیں آئے گی لہٰذا تیاری میں وقت اور زر خرچ کرنا محض بے سود ہے۔ ہم تمام معاملات کو اچھی طرح جانتے ہیں پس کوئی کام سوچے سمجھے بغیر کرنا قرین مصلحت نہیں ہے پھر جب انہیں کی ریشہ دوانیوں اور بعض کمزوریوں سے مسلمانوں کو شکست ہو گئی تو لگے باتیں بنانے کہ "ہم تو پہلے ہی سب کچھ جانتے تھے اور کہہ رہے تھے مگر ہماری سنتا کون ہے ان لوگوں نے ہماری بات کو نہ سنا اور منہ کی کھائی" پھر بعض اوقات جب مخالفوں کی ریشہ دوانیوں کو روکنے کے لئے مجالس شوریٰ قائم کی جاتی ہیں تو یہ لوگ امن عامہ کے نام پر یہ کہنا شروع کردیتے ہیں کہ "جنگ و جدال کی ضرورت ہی کیا ہے۔ مصالحانہ روش سے کام لینا چاہیے۔ جنگ کا نتیجہ کون جانتا ہے اگر ہم لوگوں کو شکست ہو گئی تو ہمارا رہا سہا رعب بھی اٹھ جائے گا اور ممکن ہے کہ مخالفین مسلمانوں کی قلیل سی جماعت کا شیرازہ ہی سرے سے بکھیر دیں۔ پس ایسی باتوں سے منافق لوگ اکثر وسوسہ ڈال دیتے ہیں اور کمزور طبیعت انسانوں کو ہراساں کردیتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ

موت سے کسی کو مفر نہیں۔ پس اس سے ڈرنا بے سود اور محض احمقانہ فعل ہے۔ جب مرنا ہی ہے تو پھر کیوں نیک کام کرتے ہوئے نہ مریں جس سے ابدی زندگی کی کامرانیاں حاصل ہوں۔ جب ایک دن دنیا اور اہل دنیا کو چھوڑنا ہی ہے تو پھر کیوں ذلیل و رسوا ہو کر چھوڑیں۔ کیوں نہ ایک باعزت سودا کریں جس میں خسارہ کا کوئی امکان ہی نہ ہو۔ فائدہ ہی فائدہ ہو۔ جب اس دنیا کو چھوڑ کر کسی اور زندگی کا چولا پہننا ہی ہے تو کیوں نہ انعام و اکرام کا خلعت حاصل کیا جائے جو اللہ کی راہ میں سر کٹانے اور حق و صداقت پر جان دینے سے حاصل ہوتا ہے اور جس کے عطا ہو جانے کے بعد انسان پر کوئی خوف و ہراس باقی نہیں رہتا۔ بلکہ وہ شاد کام اور فائز المرام ہو کر ایک لازوال مسرت کو حاصل کر لیتا ہے۔

ترجمہ آیات ۱۷۲-۱۸۰:- وہ لوگ جنہوں نے زخم کھانے کے بعد بھی اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو مانا ان میں سے وہ جو نیک کردار اور متقی ہیں ان کے لئے بڑا اجر ہوگا وہ لوگ جن کو لوگوں نے کہا کہ دیکھو کافروں نے تمہارے لئے فوج جمع کر رکھی ہے ان سے ڈرتے رہنا تو اس بات نے ان کا ایمان اور بڑھا دیا اور وہ کہہ اٹھے کہ ہمیں تو اللہ ہی کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔ پس وہ اللہ کی نعمت اور اس کے فضل سے شاد کام لوٹے۔ انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچی اور وہ اللہ کی خوشنودی کے تابع رہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ یقین کر لو کہ یہ شیطان ہی ہے جو تمہیں اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے تو تم ان سے ہرگز نہ ڈرو اور اگر اپنے اندر ایمان رکھتے ہو تو مجھ ہی سے ڈرو اور (اے پیغمبر اسلام) ان لوگوں کو دیکھ کر جو کفر اختیار کرنے میں جلدی کر رہے ہیں آپ ملول نہ ہوں۔ وہ خدا کا ہرگز کچھ نہیں بگاڑ سکتے اللہ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ رکھے اور ان کے واسطے بڑا عذاب ہوگا۔ وہ لوگ جنہوں نے ایمان کے بدلے کفر کو خریدا وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہوگا وہ لوگ جنہوں نے راہ کفر اختیار کی۔ یہ نہ خیال کریں کہ ہم جو انہیں ڈھیل دے رہے ہیں ان کے حق میں بہتر ہے یہ ڈھیل تو ہم انہیں اس واسطے دیتے ہیں کہ وہ گنہگاری میں اور بڑھ جائیں اور ان کے لئے رسوا کن عذاب ہوگا یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ ایمان والوں کو ایسی حالت میں جو (آجکل) تمہاری ہے چھوڑ دے۔ تا آنکہ ناپاک کو پاک سے الگ کر دے اور یہ بھی نہیں ہونے کا کہ اللہ تمہیں غیب کی اطلاع دیدے۔ ہاں (اس بات کے لئے) وہ اپنے رسولوں میں سے

جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے پس اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لے آؤ اور اگر ایمان لاؤ اور متقی بن جاؤ تو تمہیں بڑا اجر ملے گا۔ اور وہ لوگ جو اس چیز (کے خرچ کرنے) میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے اپنی عنایت سے انہیں دے رکھی ہے۔ یہ خیال نہ کریں وہ ان کے لئے بہتر ہے (نہیں) بلکہ وہ ان کے لئے بہت بری چیز ہے جس مال میں وہ (آج) کنجوسی کر رہے ہیں۔ یقیناً قیامت کے دن اسی کے طوق ان کے گلوں میں ڈالے جائیں گے اور زمین و آسمان کی میراث اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے آگاہ ہے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں بتایا گیا تھا کہ منافق لوگ امتحان کے وقت حیلے بہانے تراش کر کے جنگ سے گریز کرتے اور سادہ لوح لوگوں کو راہ حق سے پھسلاتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو ان سے بچنا چاہئے پھر موت سے ڈرنے والوں کو بتایا گیا ہے کہ اس سے کسی کو چھٹکارا نہیں۔ جب مرنا ہی ہے تو کیوں عزت کی موت نہ مرو۔ اس رکوع میں فرمایا ہے کہ جو لوگ منافقوں اور شرارت پسند لوگوں کے جھانسے میں نہ آئیں اور دکھ' درد' تکلیف اور فتح و شکست کے وقت اللہ اور اللہ کے رسول ہی کی پکار کا جواب دیں۔ نیکوکاری پر قائم رہیں اور خدا سے ڈرتے رہیں۔ انہیں کے لئے بڑے بڑے اجر ہوں گے۔ دیکھو! ایسے لوگوں کی پہچان یہی ہے کہ جب انہیں دشمن سے ڈرایا جاتا اور کہا جاتا ہے کہ مخالفوں کا جم غفیر تمہارے مقابلے پر آ کھڑا ہوا ہے ذرا بچ کر رہنا تو وہ لوگ جواب دیا کرتے ہیں کہ ہمیں مخالفوں کا کیا ڈر ہے خواہ کتنی ہی بھاری تعداد میں ہوں۔ خدا ہمارا مددگار ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔ ہمارا کام تو جان و مال کی بازی لگا دینا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ایسے لوگ جب گھروں کو لوٹ کر آتے ہیں اور اس کے فضل و کرم سے ان کا بال تک بیکا نہیں ہوتا اور وہ ہمیشہ اللہ کی خوشنودی کی راہ میں گامزن ہوتے ہیں۔ فرماتا ہے کہ غیر اللہ سے ڈرنا شیطانی کام ہے اور ڈرانے والے خفیف الایمان انسان ہوتے ہیں۔ پھر اس اصل عظیم کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمانو! غیر مسلموں اور کافر صفت لوگوں کو بڑھتے اور پھلتے پھولتے دیکھ کر کہیں تمہارے دل میں تذبذب پیدا نہ ہو۔ یاد رکھو ان لوگوں کی یہ ظاہری تگ و دو تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اگر تم اپنے اصولوں پر قائم رہے تو دیکھو گے کہ وہ دونوں جہان میں ذلیل ہوں گے۔ آخرت کی کامرانیوں میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا اور یہاں ان کے لئے عرصہ حیات تنگ کر دیا جائے گا ارشاد ہوتا ہے کہ وہ ہر کسی کو

مہلت دیتا ہے۔ نیکی کرنے والوں کو نیکی کی مہلت دی جاتی ہے اور بدی کرنے والوں کو بدی کی۔ حق کو بھی مہلت ملتی ہے اور باطل کو بھی' عدل کو بھی اور ظلم کو بھی' پھر جب امتحان کا وقت گزر جاتا ہے اور ظہور نتیجہ کا دن آتا ہے تو برے' باطل پرست اور ظالم لوگ رسوا کن سزائیں پاتے ہیں۔ پھر مسلمانوں کو تسلی دی گئی ہے کہ اگر کسی وقت تمہاری حالت کمزور ہو جائے تو بھی دل کو مضبوط رکھو۔ تمہیں ایسی بے بسی کے عالم میں نہیں چھوڑا جائے گا۔ بلکہ بہت جلد وہ دن آئیں گے کہ تم اوروں کے مقابلے میں بہت بلند اور ممتاز ہو گے اور نہ اس بات سے گھبراؤ کہ تمہیں کل کی کوئی خبر نہیں۔ یاد رکھو خدا کسی کو غیب کا علم نہیں دیتا بلکہ جس قدر وہ چاہتا ہے اپنے رسولوں کو عطا کر دیتا ہے۔ کیونکہ تمہاری رہنمائی کا فرض انہیں کے ذمہ ہے پھر فرمایا کہ جہاد میں جان و مال کو خرچ کرنے میں بعض لوگ بخل سے کام لیتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ان کی جان جسے وہ بچا بچا کر رکھتے تھے ان کے لئے وبال جان ہو جائے گی اور دولت جس کے خزانے جمع کرنے میں انہوں نے عزیز وقت کو برباد کیا اس کے طوق بنا کر گلے میں ڈالے جائیں گے۔ دیکھو تو یہ کس قدر مصیبت ناک حالت ہے۔ اگر بچنا چاہتے ہو تو آؤ جہاد کی راہ میں مال و دولت کو لٹا دو۔ مال و دولت کی اس کے ہاں کوئی کمی نہیں۔ وہ جس نے زمین و آسمان پیدا کیا۔ کیا تمہاری ضروریات کا سامان پیدا نہیں کر سکتا؟ وہ تمہارے تمام افعال سے باخبر ہے۔ اگر تم مستحق نظر آئے تو یقیناً" زمین و آسمان کی تمام نعمتیں تمہیں عطا کی جائیں گی۔

ترجمہ آیات ۱۸۱-۱۸۹:- بے شک اللہ نے ان لوگوں کی بات سن لی ہے جنہوں نے کہا کہ خدا تو محتاج ہے اور ہم دولت مند ہیں۔ جو کچھ انہوں نے کہا یقیناً" ہم اسے اور نبیوں کے ناحق قتل (کے واقعات) کو لکھ رکھیں گے اور کہیں گے کہ دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھو۔ یہ اس چیز کا نتیجہ ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں آگے بھیجی اور آگاہ رہو کہ اللہ اپنے بندوں پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ بیشک اللہ نے ہم سے عہد لے رکھا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں حتیٰ کہ ہمارے پاس ایسی قربانی لے آئے جسے آگ کھا جائے ان سے کہہ دیجئے مجھ سے پہلے کئی رسول کھلی نشانیاں لے کر تمہارے پاس آئے اور اس چیز کے ساتھ آئے جو تم نے کہی پھر اگر تم سچے ہو تو تم نے کیوں ان کو قتل کیا تھا (اے پیغمبر اسلام) اگر ان لوگوں نے آپ کو جھٹلایا ہے تو آپ سے پہلے بھی رسولوں

کی تکذیب کی گئی جو کھلی نشانیاں' صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے۔ (یاد رکھو) ہر کسی کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور البتہ قیامت کے دن تمہیں اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ تو جو دوزخ کی آگ سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا گیا ہے وہ یقیناً کامیاب رہا۔ اور دنیاوی زندگی محض ایک سامان فریب ہے۔ تمہیں جان و مال کی آزمائش میں ضرور ڈالا جائے گا ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور نیز مشرکوں سے تم ضرور بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے اور اگر صبر کرو گے اور پرہیز گاری پر قائم رہو گے تو یہ عزم و ہمت کی باتیں ہیں۔ اور (یاد کرو) جب اللہ نے ان لوگوں سے جو اہل کتاب ہیں یہ عہد لیا تھا کہ تم اس (کتاب کی تعلیمات) کو لوگوں پر واضح کرنا اور چھپانا نہیں تو انہوں نے اس عہد کو پس پشت ڈال دیا اور کتاب خدا کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ ڈالا۔ سو انہوں نے (کیا ہی) برا سودا کیا جو لوگ اپنے (برے) افعال پر خوش ہیں اور اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ ان کے کچھ نہ کرنے پر بھی ان کی تعریف کی جائے۔ سو ان کو آپ یہ خیال نہ کریں کہ عذاب سے چھوٹ گئے (نہیں) ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ ہی کے لئے ہے زمین و آسمان کی بادشاہت اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں بتایا گیا تھا کہ نیک عملی کی راہ اختیار کرنے اور اللہ کے نام پر جان و مال تک فدا کر دینے والے خدا کی حفاظت میں ہوتے ہیں اور ہر دو جہان کی عزتیں ان کو عطا کی جاتی ہیں اور نافرمان اور بخیل لوگوں کو دونوں جہان میں ذلیل و رسوا کیا جاتا ہے۔ یہاں ان لوگوں کے بودے اعتراضات اور کٹ حجتیوں کا ذکر ہے جو وہ پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت میں روا رکھتے ہیں۔ مثلاً یہود میں سے جو لوگ از راہ منافقت مسلمانوں سے مل گئے تھے۔ جب کبھی ان سے کہا جاتا ہے کہ جہاد کا ساز و سامان خریدنے کے لئے تم بھی مالی امداد کرو تو وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم دولت مند ہیں۔ اور خدا غریب و مفلس ہو گیا ہے کہ آئے دن ہم سے چندہ لیا جاتا ہے اگر یہ خدا کا کام ہے تو پھر کیوں خدا خود اس کام کو سرانجام نہیں دیتا ارشاد ہوتا ہے کہ اس قسم کی تمسخرانہ گفتگو کرنے اور ہنسی اڑانے والوں کو دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھنا ہوگا پھر بعض یہود کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اس نبی پر ایمان لائیں گے جو سوختنی قربانی کا حکم لائے۔ ان سے پوچھنا چاہئے کہ اس سے پہلے جو بے شمار نبی سوختنی قربانی کا حکم ساتھ لائے تھے تم نے ان سے کیوں سرکشی کی اور

کیوں ان کو قتل کیا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ تمہاری بدنیتی کا بھانڈا اس وقت پھوٹے گا جب موت کا مزہ چکھ کر خدا کے روبرو پیش ہوگے اور اپنے نیک و بد اعمال کی جزا سزا پاؤ گے۔ پس جو دوزخ کے عذاب سے بچ رہا اور جنت میں داخل ہو گیا فی الحقیقت وہی کامیاب ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ موت سے پہلے جان و مال کی آزمائش ایک نہایت ضروری شے ہے اور مسلمانوں کو بھی راہ حق و صداقت میں اغیار و اعداء کی وہ باتیں ضرور سننی پڑیں گی جو تمام حق پرست جماعتوں کو سننی پڑی ہیں۔ ہاں! تمہاری کامیابی یہی ہے کہ تم سب کچھ سنو مگر اپنی دھن کے پکے رہو اور راہ ہدایت پر پوری مستعدی سے گامزن رہو ان لوگوں کو کامیاب نہ سمجھو جو ریاکاری اور زبانی جمع خرچ کے واسطے اپنی تعریف کرانا چاہتے ہیں اور دنیاوی شہرت کے خواہاں ہیں۔ ان کے لئے کامیابی کہاں؟ وہ تو دردناک عذاب اٹھانے والے ہیں جو کچھ مانگو اسی خدائے قدوس سے مانگو۔ جو زمین اور آسمان کا بادشاہ ہے۔

ترجمہ آیات ۱۹۰-۲۰۰:۔ بے شک زمین و آسمان کی پیدائش اور رات اور دن کے مختلف ہونے میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں (یعنی ان لوگوں کے لئے) جو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور زمین و آسمان کی پیدائش پر غور کرتے ہیں (اور یہ کہتے ہیں کہ) خدایا تو نے اس (کارخانہ) کو بے فائدہ نہیں بنایا۔ تو پاک ہے ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ خدایا! جس کو تو دوزخ میں داخل کر دے تو اسے تو نے ذلیل کر دیا اور (ایسے) ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں۔ خدایا! ہم نے ایک دعوت دینے والے کو سنا کہ وہ ایمان کی دعوت دے رہا ہے کہ اپنے رب کو مانو۔ پس ہم نے مان لیا۔ خدایا ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری برائیوں کو ہم سے دور کر اور نیکوکاروں کے ساتھ ہمارا خاتمہ کر۔ خدایا! اور ہمیں وہ چیز عطا کر جس کا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کی زبانی وعدہ کیا تھا اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کر۔ بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ تو ان کے رب نے ان لوگوں کی دعا قبول کر لی (اور فرمایا) یقیناً" میں تم میں سے کسی مرد یا عورت کے (نیک) اعمال کو ضائع نہیں کرتا سب ایک دوسرے کی جنس سے ہو تو وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور جنہیں میری راہ میں تکلیف دی گئی اور جنہوں نے جنگ کی اور مارے گئے میں یقیناً" ان کی برائیوں کو ان سے دور کروں گا اور انہیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ یہ اللہ کی

جانب سے اجر ہے اور اللہ کے ہاں بہترین اجر ہے۔ ان لوگوں کا جو راہ کفر اختیار کر چکے ہیں اور ملکوں میں (عیش و عشرت سے) چلنا پھرنا تجھے دھوکے میں نہ ڈالے۔ یہ چند روزہ پونجی ہے پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور وہ (بہت ہی) برا ٹھکانا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو اپنے پروردگار سے ڈریں ان کے لئے ایسے باغ ہوں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ کی طرف سے مہمانی ہوگی اور اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ نیکو کاروں کے لئے بہت ہی اچھا ہے اور اہل کتاب میں سے یقیناً" ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ پر اور اس کتاب پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی۔ نیز ان پر جو (تم سے پہلے) نازل کی گئیں ایمان رکھتے ہیں اس طرح کہ اللہ سے عاجزی کرتے ہیں وہ اللہ کے احکام کے عوض حقیر (دنیاوی) معاوضے نہیں لیتے ان لوگوں کے لئے ان کے رب کے پاس اجر ہے۔ یقین رکھو اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ اے ایمان والو! صبر کرو' ایک دوسرے کو صبر پر آمادہ کرو اور اپنے آپ کو جہاد کے لئے تیار رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو۔

شرح:۔ اس تمام سورۃ میں عیسائیوں کی نامرادیوں اور یہود کی تیرہ بختیوں کا ذکر ہے۔ اور انسان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کی گئی ہے کہ فلاح و نجات کی راہ وہ نہیں ہے جو ان لوگوں نے اختیار کر رکھی ہے بلکہ وہ ہے جو پیغمبر اسلامؐ نے پیش کی ہے ضمناً" چند در چند مباحث کا ذکر بھی آگیا ہے۔ مثلاً" ولادت و حیات مسیح۔

مسیح کی ولادت و حیات کے متعلق جو تصریح فرما دی ہے اس کے بعد کوئی چیز دریافت طلب باقی نہیں رہتی اور اگر کوئی چیز تشریح کی محتاج ہو بھی تو وہ آیات متشابہات کے ضمن میں سمجھنی چاہئے۔ جس کی طرف اس سورۃ کے ابتداء ہی میں توجہ منعطف کرائی گئی تھی۔ جنگ احد و بدر کے واقعات کا تذکرہ حق و باطل کی مڈھ بھیڑ کے سلسلے میں آیا اور نہایت آسان فہم اور واضح طریق سے بتا دیا کہ تائید الٰہی صرف ان لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے جو ایمان کے پکے' رسول کے محب' خدا کے فرمانبردار' اور مخلص کارکن ہوں۔ ایسے لوگ جب اعلائے کلمتہ الحق کے لئے علم بلند کریں تو دنیا کی کوئی طاقت ان کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتی۔ لیکن ہاں جب ان میں خود غرضی' نفسانی حرص و ہوا اور نخوت و تکبر کا جزو بھی شامل ہو جائے تو پھر تائید الٰہی اپنا ہاتھ کھینچ لیتی ہے اور لوگوں کو

ان کے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ قوت آزمائی کرتے پھریں۔ پس جو کوئی مادی طاقت اور مادی تدابیر سے زیادہ مسلح ہوگا وہی کامیاب ہوگا۔ مگر جن لوگوں کے ساتھ تائید الٰہی بھی شامل ہو وہ خواہ کوئی مادی طاقت نہ رکھیں اور جنگ و جدال کے ظاہری اسباب سے بالکل محروم ہوں۔ میدان انہیں کے ہاتھ رہے گا۔ اس سلسلے میں جنگ بدر کو مثال کے طور پر بیان کیا ہے۔ جب مسلمان بالکل ابتدائی حالت میں تھے اور ابھی جماعتی تنظیم بھی نہ کر سکے تھے نیز ملک میں ہر سو دشمن کا غلبہ تھا اور وہ اس بات پر تلے بیٹھے تھے کہ جونہی موقعہ ملے مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ تائید الٰہی مسلمانوں کے ساتھ تھی کیونکہ وہ اللہ اور اس کے دین کی اشاعت کے واسطے جانفروشی کر رہے تھے۔ انہوں نے نہایت مخلص ہو کر گھر بار کو چھوڑا دولت و ثروت کو لات ماری۔ حق کے مقابلے میں اپنوں کی ناجائز پاسداری کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا کیا اس سے بھی بڑھ کر ایمان و اخلاص اور صبر و تقویٰ کا کوئی امتحان ہو سکتا تھا؟ پس اللہ نے ان کے افراد کو دشمن کے ہزار قوی ہیکل اور جانباز سورماؤں پر وہ فتح عطا کی کہ تاریخ عالم میں اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی اس رکوع میں تمام سورۃ کے مضمون کا مختصر خلاصہ ہے یہاں انہی تعلیمات کا اعادہ کیا ہے جن سے اس سورۃ کی ابتداء ہوتی ہے یعنی ذکر و فکر کو روحانی سعادت اور فلاح و نجات کا ذریعہ ٹھہرایا ہے اور وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ مخلص اور پکے مومن بن کر حق و صداقت کی راہ میں جہاد کریں گے اگر وہ زندہ رہے تو دنیاوی کامرانیاں اور جاہ و جلال ان کے حصے میں آئے گا۔ اگر میدان جنگ میں کام آئے تو اخروی زندگی کے امن اور راحت سے شاد کام ہوں گے اور اس سلسلے میں انہوں نے جو قدم بھی اٹھایا ہوگا اس کا اجر ملے گا اس رکوع کی پہلی دو آیتیں قابل غور ہیں۔ انہیں دو فقروں میں ذکر و فکر کے راز پوشیدہ ہیں۔ فکر یہ ہے کہ انسان کائنات کی پیدائش پر غور و تامل کرے۔ اس سے حقیقت و معرفت کے رازہائے سربستہ اس کے دل پر کھلیں گے۔ ذکر یہ ہے کہ کسی لحظہ کسی حال اور کسی مقام میں خدا کو نہ بھولے۔ اس سے غفلت دور ہوگی اور تقویٰ و طہارت کے جذبات پیدا ہوں گے۔

ان آیات شریفہ کے متعلق رسول اکرم (فداہ ابی و امی) کا ارشاد ہے کہ **ویل لمن قرا ھا ولم یتفکر فیھا** جو لوگ انہیں پڑھیں اور پھر فکر و تدبر نہ کریں ان کے لئے بڑی خرابی ہوگی۔ ان آیات سے استدلال کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ جو لوگ قرآن

پاک پڑھیں لیکن اس کے مطالب و معانی پر غور و خوض نہ کریں زبانوں سے رٹ لگائیں۔ مگر عمل سے کوسوں دور بھاگیں۔ قرآن ان کے لئے رحمت نہیں بلکہ خرابی کا موجب ہوگا اور کسی قوم پر اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت عظمیٰ آسکتی ہے جو آج مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ محض اس لئے کہ ہمارے اندر نہ فکر ہے نہ ذکر ہے کچھ ہے تو دکھلاوا اور ظاہرداری۔ نفس پرستی اور ریاکاری جو ایمان' اتقان اور صبرو تقویٰ کے صریح منافی ہیں۔ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخسرین۔

(۹۰) سورۃ الاحزاب (۳۳)

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں تہتر آیات مبارکہ اور نو رکوع ہیں۔ جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۸:۔ اے نبی! خدا سے ڈرتے رہو اور کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانئے بیشک اللہ ہر بات سے واقف اور حکمت والا ہے اور جو آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے وحی کیا جاتا ہے اسی کی پیروی کیجئے اللہ بیشک تمہارے اعمال سے باخبر ہے اور اللہ پر بھروسہ رکھئے اور اللہ ہی کارساز کافی ہے۔ اللہ نے کسی آدمی کے سینے میں دو دل نہیں رکھے اور نہ تمہاری عورتوں کو جن سے تم ظہار کر لیتے ہو تمہاری مائیں بنایا ہے اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے بنایا ہے۔ یہ تمہارے اپنے منہ کی باتیں ہیں اور اللہ حق بات کہتا ہے اور تمہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ لے پالکوں کو ان کے اپنے باپوں کے نام سے بلایا کرو۔ یہ بات اللہ کے نزدیک زیادہ قرین انصاف ہے۔ اگر تم کو ان کے باپوں کے نام معلوم نہ ہوں تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں اور تم سے اس معاملہ میں جو بھول چوک ہو جائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں لیکن ہاں گناہ اس میں ہے جو کچھ تم اپنے دلی ارادہ سے کرو اور اللہ بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔ مسلمانوں پر نبی ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتا ہے اور اسکی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔ اور رشتے دار کتاب اللہ کی رو سے تمام مسلمانوں اور مہاجروں سے ایک دوسرے کے حقدار ہیں۔ مگر تم اپنے دوستوں میں

سے کسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہو (تو وہ اور بات ہے) یہ بات کتاب میں لکھ دی گئی ہے اور (اس وقت کو یاد کرو) جب ہم نے تمام نبیوں سے اور آپ سے اور نوحؑ اور ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے عہد لیا تھا اور ان سے عہد بھی لیا تو پکا۔ تاکہ صادقوں سے ان کی سچائی کا امتحان کرے۔ اور اس نے نہ ماننے والوں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

شرح:۔ ہجرت کے پانچویں سال غزوہ احد کے ایک سال بعد تمام قبائل جو اسلام اور شارع علیہ السلام کی مخالفت پر تلے ہوئے تھے۔ سیاسی اتحاد قائم کر کے مدینہ پر چڑھ آئے مخالفین اسلام کی یہ وہ آخری اور متفقہ کوشش ہے جو اگر کامیاب ہو جاتی تو اسلام بڑے خطرہ میں پڑ جاتا۔ کیا جانے اسے کیا کیا قربانیاں اور پیش کرنی پڑتیں اس خوفناک سیاسی اتحاد کا باعث قبیلہ بنی النضیر تھا یہ لوگ مذہباً" یہودی تھے اور مدینہ کے قرب وجوار میں رہا کرتے تھے یہ آئے دن مسلمانوں کو تنگ کرتے اور اپنی شرارتوں سے ہر وقت انہیں بے چین رکھتے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان لوگوں سے ایک معاہدہ کر رکھا تھا کہ تم ہماری مخالفت نہ کرو ہم تمہاری مخالفت نہ کریں گے تم ہمارے دشمنوں کو مدد نہ دو ہم تمہارے دشمنوں کو مدد نہ دیں گے وغیرہ۔ یہ لوگ بڑے عہد شکن اور بے وفا واقع ہوئے تھے آخر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کو حکم دیا کہ مدینہ چھوڑ کر وادی خیبر میں جا کر مقیم ہو جاؤ۔ یہ وادی مدینہ منورہ سے کئی منزل شمال مشرق کے رخ ایک پہاڑی سلسلہ کے درمیان واقع ہے۔ جہاں ایک چھوٹا سا قصبہ تھا جہاں باغات تھے اور پانی کے چشمے۔ ان لوگوں نے یہاں پہنچ کر سوچا کہ اس وقت تمام عرب میں شارع علیہ السلام کے مخالفین موجود ہیں اور موافقین کی تعداد سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہیں۔ آج تک صرف قریش نے مسلمانوں کی مخالفت کی ہے اور ان سے لڑائیاں لڑی ہیں۔ مگر وہ اکیلے کچھ نہیں کر سکے۔ اگر تمام مخالف طاقتیں سیاسی اتحاد قائم کر کے ایک ہی وقت میں مدینہ پر پل پڑیں تو پھر مسلمان مقابلے کی تاب نہیں لا سکیں گے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اولاً" تو جا کر قریش کو اکسایا اور جنگ کے لئے آمادہ کیا اور اس کے بعد دیگر قبائل عرب میں سے جس کو مناسب سمجھا دعوت دی سب نے اتفاق اور آمادگی کا اظہار کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں دس ہزار کا ایک بے پناہ لشکر تیار ہو کر جو ہر طرح مسلح تھا۔ مدینہ کی جانب بڑھا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو جو اس کی اطلاع

ملی تو آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ سے مدینہ منورہ کے مشرقی جانب خندق کھودنے کا حکم دیا تاکہ مخالف فوجیں باسانی شہر میں داخل ہو کر قتل و غارت کا سلسلہ شروع نہ کر دیں ایک ماہ تک محاصرہ قائم رہا اگرچہ جم کر لڑائی کا موقعہ نہ آیا۔ مگر طرفین تیراندازی اور سنگ باری کرتے رہے۔ آخر جبکہ اہل مدینہ بہت گھبرا گئے تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی دعاؤں کو سنا اور اپنی قدرت کاملہ سے ایک ایسی ہوا بھیج دی جو سخت سرد اور تیز تھی۔ اہل عرب زیادہ سردی اور تیز ہوا کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اس ہوا اور سردی نے ان کے دل توڑ دیئے اور محاصرہ اٹھانے پر ان کو مجبور کر دیا۔ اہل عرب کو اسلام کے مقابلہ پر یہ وہ شکست تھی کہ اس کے بعد ان کو کبھی جرات نہ ہوئی کہ وہ کوئی سیاسی اتحاد قائم کر کے اسلام کا مقابلہ کر سکیں۔ مسلمانوں کو معلوم ہو چکا تھا کہ اس سلسلے میں سب سے زیادہ شرارت بنی النضیر کے یہود کی ہے لہٰذا ان کو باقاعدہ نوٹس دیدیا گیا کہ سرزمین عرب سے نکل جاؤ۔ ادھر مسلمانوں کو بھی حکم دیدیا گیا کہ جزیرہ نما عرب سے یہود اور نصاریٰ کو قطعاً نکال دو۔ چنانچہ اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد ہمیں عرب میں نہ کوئی یہودی قبیلہ نظر آتا ہے نہ عیسائی ان قبائل عرب کا مسلمانوں نے جو مقابلہ کیا وہ تاریخ عرب میں غزوہ خندق کے نام سے مشہور ہے۔

اس سورۃ میں زیادہ تر تمدنی و معاشرتی تعلیم ہے اور ترک رسوم و توہمات پر زور دیا گیا ہے اس لئے تمدن و معاشرت کے اصولوں سے واقف ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ اے نبی! مخالفوں اور منافقوں کی ریشہ دوانیوں سے قطعاً نہ ڈرو۔ ڈرنے کے لائق اس خدائے یگانہ کی ذات ہے جو سب کا معبود برحق اور حاکم اعلیٰ ہے۔ اسی طرح بات بھی مانو تو پروردگار عالم کی مانو۔ جو تم سب کا پرورش کرنے والا ہے فرمایا انسان کے سینہ میں ایک ہی دل ہے اس کے شایان شان صرف یہ بات ہے کہ وہ اخلاق و محبت سے کام لے اور کفر و نفاق کو قریب تک نہ آنے دے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ تم غصے میں آ کر بسا اوقات اپنی بیویوں سے کہہ دیتے ہو کہ تم ہم پر اسی طرح حرام ہو جس طرح ہماری مائیں ہم پر حرام ہیں تم نے اس رسم کا نام ظہار رکھا ہوا ہے اور سختی سے اس کی پابندی کرتے ہو۔ دیکھو محض تمہارے کہنے سے تمہاری بیویاں مائیں نہیں بن جاتیں۔ ماں وہی ہوتی ہے جس کے بطن سے تم پیدا ہوتے ہو۔ ایسی قسمیں مت کھایا کرو طلاق کا یہ طریقہ مستحسن نہیں۔ اسی طرح

خوشی کے عالم میں تم منہ بولے بیٹوں کو بیٹا بنا لیتے اور اپنی جائیداد کا وارث ٹھہرا لیتے ہو۔ یہ بھی درست نہیں اس قدیم رسم کو بھی چھوڑ دو۔ تمہارے بیٹے وہی ہیں جو تمہاری صلب سے ہیں۔ اپنے لے پالکوں اور منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کے نام سے پکارا کرو۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اس حکم کے نازل ہونے سے پہلے پہلے جو لوگ ان غلطیوں کے مرتکب ہو چکے ہیں اگر وہ آج سے باز آ جائیں تو ان سے کوئی مواخذہ نہ ہو گا۔ اس کے بعد تمام مسلمانوں سے ارشاد ہوتا ہے کہ دیکھو نبی کو اپنی جانوں سے بھی عزیز تر جانو۔ اور نبی کی بیویوں کو اپنی مائیں سمجھو۔ پھر فرمایا کہ خون کے رشتہ داروں کا اوروں کی نسبت درجہ بدرجہ زیادہ حق ہوتا ہے۔ رشتہ داروں کے علاوہ دیگر مومن دوستوں کے ساتھ اگر دوستی کا ثبوت دینا ہو تو بوقت وفات اپنی جائیداد میں سے کچھ تھوڑے بہت حصے ان کے لئے ان کے حق میں وصیت کر جاؤ۔ فرمایا اے پیغمبر اسلام! آپ سمیت تمام رسولوں سے ہم نے اول ہی روز یہ عہد لے لیا تھا کہ میرے احکام پر خود عمل پیرا ہو گے اور اپنی امتوں کو عمل کی ترغیب دو گے۔ سو اس بات کو ہر وقت پیش نظر رکھو۔

ترجمہ آیات ۹-۲۰:- اے ایمان والو! اللہ کے احسان کو یاد کرو جب تمہارے اوپر لشکروں کے لشکر چڑھ آئے تھے تو ہم نے ان پر ہوا بھیجی اور ایسے لشکر بھیجے جن کو تم دیکھتے نہ تھے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھتا ہے۔ جب وہ تمہارے اوپر کی طرف سے اور تمہارے نیچے کی طرف سے تم پر چڑھ آئے اور (مارے خوف کے) تمہاری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے تھے اور خدا کی نسبت تم طرح طرح کے گمان کرنے لگے تھے۔ اس موقع پر مسلمانوں کی آزمائش کی گئی اور انہیں شدید زلزلہ میں ڈال دیا گیا اور یاد کرو جب منافقوں اور ان لوگوں نے جن کے دلوں میں مرض تھا کہنے لگے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے جو وعدہ کیا ہے وہ تو محض فریب ہے اور (یاد کرو) جب ان میں سے ایک فریق نے کہا تھا کہ اے مدینہ والو! تم (ان کے مقابلہ پر) نہیں ٹھہر سکو گے سو واپس چلے جاؤ ان میں سے ایک گروہ نے پیغمبر سے اجازت چاہی کہنے لگے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہیں تھے وہ تو صرف بھاگنا چاہتے تھے اور اگر (دشمن) شہر کے اطراف و جوانب سے ان پر گھس آئیں پھر ان سے فساد برپا کرنے کو کہا جائے تو وہ فساد برپا کر دیں اور اپنے گھروں میں تھوڑا ہی ٹھہریں۔ حالانکہ انہوں نے پہلے

اللہ سے عہد کر رکھا تھا کہ وہ پیٹھ نہیں پھیریں گے (اور یاد رکھو کہ) اللہ کے عہد کی بابت باز پرس کی جائے گی کہہ دیجئے کہ اگر تم موت یا قتل سے بھاگے تو بھاگنا تمہیں نفع نہیں دے گا اور اس صورت میں تمہیں کچھ زیادہ فائدہ نہیں ہو گا۔ کہئے کون ہے جو اللہ سے تمہیں بچا لے گا اگر وہ تمہیں تکلیف دینا چاہے یا تم پر مہربانی کرنا چاہے (تو کون اس کو ہٹا سکتا ہے) اور اللہ کے سوا کسی کو نہ اپنا دوست پائیں گے نہ مددگار۔ اللہ تم میں سے ان کو خوب جانتا ہے جو (لڑائی میں شریک ہونے سے) روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہماری طرف چلے آؤ اور وہ لڑائی میں شریک نہیں ہوتے مگر تھوڑے۔ تمہارے حق میں بخیل ہیں پھر جب خوف کا موقع آتا ہے تو آپ دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کو اس طرح دیکھتے ہیں کہ ان کی آنکھیں اس شخص کی طرح گھومنے لگتی ہیں جس پر سکرات کی بیہوشی طاری ہو۔ مگر جب خوف دور ہو جاتا ہے تو وہ مال غنیمت کی حرص میں تیز زبانوں سے تمہیں طعنے دینے لگتے ہیں یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں سو اللہ نے ان کے تمام اعمال کو اکارت کر دیا اور اللہ کے لئے آسان (سی بات) ہے۔ یہ خیال کرتے ہیں کہ فوجیں ابھی تک نہیں گئیں اور اگر لشکر (پھر) آ موجود ہو تو یہ چاہیں گے کہ دیہات میں کسی طرف کو نکل جائیں اور (وہاں بیٹھے) تمہارے حالات پوچھتے رہیں اور اگر تمہارے ساتھ رہتے ہوں تو جنگ میں حصہ نہ لیں مگر کم۔

شرح:۔ اس رکوع سے غزوہ خندق کے حالات شروع ہوتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! اس وقت کو یاد کرو جب چاروں طرف سے مخالفین نے تمہیں مدینہ منورہ میں محصور کر لیا تھا۔ وہ پہاڑوں کی بلندیوں اور وادیوں کی نشیبوں کی طرف سے تم پر آ کودے تھے اور تمہارا ناک میں دم کر دیا تھا یہاں تک کہ تمہارے ایمان بھی ڈگمگانے لگے تھے اور تمہاری آنکھین پتھرائی تھیں یہ ایک سخت ابتلا تھی جس نے تمہیں سر سے پاؤں تک ہلا دیا تھا اور منافق کہتے سنے جاتے تھے کہ ہم سے جو وعدے اللہ اور رسول نے کئے تھے وہ محض فریب اور دھوکا پر مبنی تھے بعض یہ کہتے سنے گئے کہ مدینہ والو! تم ان قبائل عرب کے مقابلہ پر کھڑے نہیں ہو سکتے جاؤ اپنے اپنے گھروں میں جا کر بیٹھو۔ اور لڑائی کا خیال خام چھوڑ دو بعض لوگ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس آتے اور کہتے کہ حضور ہمارے گھر بے حفاظت پڑے ہیں۔ کوئی رکھوالی کرنے والا نہیں ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم جا کر گھروں کی

حفاظت کریں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ سب ان کے حیلے بہانے اور لڑائی سے فرار کی راہیں تلاش کرنے کے طریقے تھے۔ ورنہ ان کی کیفیت یہ ہے کہ کہیں اگر فتنہ و فساد کی آگ بھڑک رہی ہو تو یہ خواہ مخواہ اس میں کودنے کے لئے دوڑ آتے ہیں فرمایا یہ وہ منافق لوگ ہیں جنہوں نے بدر کی فتح کے بعد قسم کھائی تھی کہ کبھی اسلام کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ مگر آج پھر غداری کر رہے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! موت سے کسی کو مفر نہیں ایک روز مرنا سب کو ہے۔ جب دنیا کی زندگی چند روزہ زندگی ہے اور اس کا ساز و سامان ناپائیدار ہے۔ تو پھر تم کیوں اس پر مرے مٹتے ہو۔ فرمایا ان لوگوں کا مطمع نظر زر طلبی اور دولت مندی ہے چنانچہ تم میں سے وہ لوگ جو زر طلب' جاہ پسند اور دولت کے بندے ہیں وہ اپنے بھائیوں اور تعلق والوں سے کہتے ہیں کہ ہماری جانب آؤ۔ لڑائیوں میں اپنی جان عزیز نہ گنواؤ۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ان کا یہ کہنا محض حسد و بخل کی بنا پر ہے۔ چنانچہ جب لڑائی کا وقت آتا ہے تو ان لوگوں کی روح اس خیال سے پرواز کرنے لگتی ہے کہ کہیں ہم لڑائی میں کام نہ آجائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری دولت اور ہمارا مال و منال دھرے کا دھرا ہی رہ جائے۔ مگر جونہی لڑائی کا وقت ٹل جاتا ہے تو پھر باتیں بنانے لگتے ہیں اور اپنی بہادری' سیاست دانی اور اپنی خدمات کا راگ الاپنے لگتے ہیں۔ فرمایا ان لوگوں کے دلوں میں ایمان شمہ بھر نہیں ہوتا۔ لہٰذا ان کے سب اعمال رائیگاں جائیں گے خواہ بظاہر وہ عین شریعت کے مطابق ہوں۔ مگر چونکہ ان کا مقصد حصول رضائے الٰہی اور اظہار حق نہ تھا وہ تو اس کے ذریعے شکم پروری اور جاہ پسندی کے خواہاں تھے۔ اس کے بعد ان بزدل اور منافق لوگوں کی ذہنیت کا خاکہ کھینچا ہے جو مارے خوف و ہراس کے اس وقت بھی جبکہ قبائل کی فوجیں جا چکی تھیں۔ یہ خیال کر رہے ہیں کہ وہ ابھی نہیں گئے۔ فرماتا ہے کہ اگر فوجیں پھر لوٹ کر آجائیں تو یہ لوگ شہر چھوڑ کر جنگلوں میں جا بسیرا کریں اور وہاں بیٹھ کر اہل شہر کی خبریں پوچھتے ہیں مگر کبھی میدان عمل میں آنے کی ہمت نہیں کر سکتے۔

ترجمہ آیات ۲۱-۲۷:- مسلمانو! تمہارے لئے یعنی ان لوگوں کے لئے جو اللہ اور روز آخرت سے ڈرتے اور کثرت سے یاد الٰہی کیا کرتے تھے رسول اللہ کا عمدہ نمونہ موجود تھا اور جب ایمان والوں نے لشکروں کو دیکھا تو بول اٹھے کہ یہ تو وہی (موقع) ہے جس کا خدا اور اس کے رسول نے ہم سے پہلے وعدہ کر رکھا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا

اور اس بات نے ان کے ایمان اور اطاعت کو بڑھا دیا۔ مومنوں میں سے بعض تو ایسے ہیں انہوں نے جو اللہ سے اقرار کیا تھا اسے سچا کر دکھایا سو ان میں سے بعض نے اپنی نذر پوری کر لی اور بعض ابھی منتظر ہیں اور انہوں نے (اپنے رویے میں) ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں کی۔ (یہ موقعہ اس لئے پیش آیا) تاکہ خدا سچے مسلمانوں کو ان کے سچ کا معاوضہ دے اور منافقوں کو اگر چاہے تو سزا دے یا ان کی توبہ قبول کرلے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اللہ نے کافروں کو ہٹا دیا وہ اپنے غصے میں بھرے ہوئے تھے کچھ بھلائی حاصل نہ کر سکے اور خدا نے مسلمانوں کو لڑائی کا موقع نہ دیا اور اللہ زبردست اور غالب ہے اور اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے مدد کی تھی ان کو ان کی گڑھیوں سے نیچے اتارا اور ان کے دلوں میں تمہاری دھاک بٹھادی بعض کو تم قتل کرنے لگے اور بعض کو قید کرلیا اور ان کی زمین اور ان کے گھر اور ان کے اموال اور (نیز) اس زمین کا جس میں ابھی تم نے قدم نہیں رکھا تھا تمہیں مالک بنا دیا اور اللہ ہر بات پر قادر ہے۔

شرح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! جو شخص اللہ کے سامنے پیش ہونے کی امید اور آخرت پر یقین رکھتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ کے رسول کی اتباع کرے اور خدا کو ہر وقت یاد رکھے۔ دیکھو! قبائل عرب کی فوجوں کو دیکھ کر ہمارے رسول نے قطعاً کوئی گھبراہٹ اور پریشانی نہیں دکھائی اور خدا پر پورا بھروسہ اور کامل اعتماد رکھ کر اس نے مقابلہ کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ عام مسلمانوں کو چاہئے تھا کہ وہ بھی اسی طرح جب ان افواج قاہرہ کو دیکھتے تو بول اٹھتے کہ خدا نے ہم سے جو وعدہ کر رکھا ہے وہ درست اور سچا ہے اسلام اور شارع علیہ السلام کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اس سے ان کے ایمان بڑھتے ہیں۔ فرمایا اے مسلمانو! تم میں سے بعض لوگ تو ایسے ہیں جو اللہ کے وعدوں کو سچ مانتے اور ان پر اعتقاد کامل رکھتے ہیں اور جان تک اس کی راہ میں دینے کو تیار ہیں۔

اللہ ایسے راست باز لوگوں کو ان کی راست بازی کا اجر دے گا اور منافق اگر توبہ کرلیں تو اگر چاہئے گا تو عذاب دے گا اور اگر چاہے گا تو ان کی توبہ قبول کر کے معاف کر دے گا۔ باقی رہے توبہ نہ کرنے والے منافق کافر و منکر لوگ جو محض حسد و بخل کی بنا پر کوئی نیکی کا کام نہیں کرتے اور ہمیشہ مسلمانوں سے برسرپیکار رہتے ہیں ان کے مقابلہ پر جنگ میں مسلمانوں کے لئے خدا کافی ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ بنی قریظہ وغیرہ یہود جنہوں

نے اس غزوۂ خندق میں مسلمانوں کے خلاف افواج عرب کو مدد دی تھی اللہ نے ان کو تمہارے ہاتھوں قلعوں میں محصور کرایا۔ ان کے دلوں میں تمہارا رعب ڈالا۔ سو بعض کو تم نے ان میں سے قتل کیا اور بعض قیدی ہو کر تمہارے غلام بنے حاصل کلام اس غزوہ کے بعد مسلمانوں کو اللہ نے اپنی عنایت سے دیار عرب کا وارث اور اس کی زمین کا حاکم بنا دیا۔

ترجمہ آیات ۲۸۔ ۳۴:۔ اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کے ساز و سامان کی طلبگار ہو تو آؤ میں تمہیں ساز و سامان دوں اور خوش اسلوبی سے تمہیں رخصت کر دوں اور اگر تم خدا اور اس کے رسول اور عاقبت کے گھر کی خواہاں ہو تو تم میں سے جو نیکو کار ہیں اللہ نے ان کے لئے بڑے بڑے اجر تیار کر رکھے ہیں۔ اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو کوئی کھلی ہوئی ناشائستہ حرکت کی مرتکب ہوگی اس کو دگنی سزا دی جائے گی۔ اور اللہ کے نزدیک یہ آسان ہے۔ اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گی اور نیک عمل کرے گی ہم اس کو اس کا دہرا اجر دیں گے اور اس کے لئے ہم نے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔ اے نبی کی بیویو! تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تمہیں پرہیزگاری منظور ہے تو نرمی اور لوچ سے بات نہ کیا کرو ورنہ وہ شخص کہ جس کے دل میں کھوٹ ہے وہ (غلط) توقعات پیدا کرے گا اور بات چیت کرو تو جچی تلی اور اپنے گھروں میں (جمی) بیٹھی رہو اور اگلے زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھرو' اور نماز ادا کیا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت شعار ہو اے پیغمبر کے گھرانے کے لوگو! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور رکھے اور تمہیں ہر قسم کی آلائش روحانی و جسمانی سے پاک کرے اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جو آیتیں اور دانائی کی باتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو بلاشبہ اللہ ہر باریک سے باریک راز کو جاننے والا ہے اور پوری طرح باخبر ہے۔

شرح:۔ اس کے بعد میاں بیوی کے تعلقات پر روشنی ڈالی گئی ہے عورت عورت ہی ہے خواہ وہ نبی کی بیوی ہو خواہ ولی کی۔ اس کے جنسی اوصاف میں بہت کم فرق واقع ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات گو حضور پرنور کی اطاعت کرتیں اور دل سے آپ کی عزت و تکریم کرتی تھیں مگر عام عورتوں کی طرح ان کے دل میں بھی خواہش ہوتی

کہ وہ اچھا کھائیں اچھا پہنیں اور آسانی کی زندگی بسر کریں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے سب نے اس چیز کا تقاضا شروع کیا۔ آہستہ آہستہ آپ اس مطالبہ کو برا محسوس کرنے لگے۔ تو یہ آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے سب سے اول حضرت عائشہ کو جا کر کہا کہ میں تمہیں ایک بات کہنا چاہتا ہوں تم جواب دینے سے پہلے اپنے ماں باپ سے بھی مشورہ کر لینا انہوں نے پوچھا کہ بات کیا ہے حضور نے یہ آیات پڑھ کر سنا دیں۔ انہوں نے جواب دیا اس میں ماں باپ سے پوچھنا کیا ہے میں نے اللہ کو اور اللہ کے رسول کو اختیار کیا اور دنیا و دنیا کے لوازمات کو چھوڑا۔ آپ نے اسی طرح تمام ازواج مطہرات کو کہا اور تمام نے یہی جواب دیا۔ اس کے بعد تمام زندگی بھر کوئی واقعہ ایسا ظہور پذیر نہ ہوا جس کی بنا پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو ازدواج مطہرات سے کوئی تکلیف پہنچتی۔ یہ آیات مبارکہ تمام مسلمان عورتوں کے لئے ایک زریں سبق ہے۔ مگر افسوس مسلمان کیا مرد اور کیا عورت سب قرآن سے اپنی نظر کو ہٹا چکے ہیں۔ ان کو کیا معلوم کہ میاں بیوی کے تعلقات خوشگوار کرنے کے لئے بھی سورہ احزاب میں بے بہا اور نادر اصول بتائے گئے ہیں۔ اگر آج مسلمان عورتوں کے ذہن میں ان آیات کے مفہوم کو بٹھا دیا جائے تو موجودہ زمانہ کی اسی فیصدی معاشرتی و تمدنی مصیبتوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے یہاں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ازواج مطہرات کو ان کی علو مرتبت کی طرف توجہ دلائی ہے اور فرمایا ہے کہ گو تم بھی عورتوں ایسی عورتیں ہو مگر ہمارے نبی کی زوجیت میں ہونے کی وجہ سے رتبہ و شان میں اور عورتوں سے کہیں زیادہ ہو پس اس شان خصوصی کی بنا پر اگر تم نیک عمل کرو گی تو اوروں سے دگنا ثواب پاؤ گی اور اگر تم سے کوئی خطا سرزد ہو گی تو اوروں کی نسبت سزا بھی دگنی پاؤ گی۔ کیونکہ تم اقوام عالم کی عورتوں کے لئے نیکی اور پاکیزگی قلب کا نمونہ بننے والی ہو۔ آنے والی نسلیں تمہاری پاک زندگیوں کا مطالعہ کریں گی اور تمہارے نقش قدم پر چلنا اپنے لئے باعث فخر سمجھیں گی۔ اگر تم سے کوئی چھوٹی سی لغزش بھی ہو گئی تو آنے والی نسلیں اسے بطور سند پیش کر سکیں گی۔ جس کا باعث زیادہ تر تم ہو گی۔ سو اپنی ذمہ داری کو محسوس کرو اور ادنیٰ سے ادنیٰ بات کو سوچ سمجھ کر کرو اجمالی طور پر تنبیہہ کر دینے کے بعد اب چند قاعدے بتائے جاتے ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے ان خطاؤں اور غلط کاریوں کے واقع ہونے کا کوئی اندیشہ ہی باقی نہیں رہتا جو

ان مصائب کا باعث بن سکتی ہیں۔ یہ آیات اگرچہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے ارشاد کی گئی ہیں مگر ان کا حکم عام ہے اور تمام مسلمان عورتوں پر یکساں نافذ ہوتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ خدا سے ڈرو۔ غیر مرد سے بات کرتے وقت گفتگو ایسی جاذب و شیریں نہ کیا کرو کہ اس کا دل تمہاری طرف مائل ہو جائے۔ ہاں اگر تم اس سے کوئی بات کرنے پر مجبور ہو جاؤ تو تم مختصر اور مطلب کی بات ایسے انداز میں کرو کہ اس کو تمہارے متعلق برا خیال کرنے کی جرات ہی نہ ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ زمانہ قبل از اسلام میں جس طرح عورتیں مردوں کے سامنے ننگے منہ پھرا کرتی تھیں اور تمام اچھی بری مجالس میں ان کے ساتھ رہتی تھیں اب ایسا ہرگز ہرگز نہ کریں کیونکہ یہ چیز مجلسی و معاشرتی خرابیوں کا پیش خیمہ ہے۔ عورت کو گھر کی چار دیواری کے اندر اپنے فرائض کو ادا کرنا ہوتا ہے اسے گھر میں رہنا سیاست اہلی میں وقت کاٹنا' نماز پڑھنا۔ اپنے مال کی زکوۃ دینا اور اللہ اور رسول کے دیگر احکام کی اطاعت کرنا چاہئے اور بس۔ فرمایا اگر تم اس بات پر عمل کرو گی تو روحانی ناپاکی تمہارے پاس بھی نہ پھٹکے گی اور تمہارے اخلاق قطعاً" خراب نہ ہونگے۔ یاد رکھو کہ خدا سے تمہاری کوئی حرکت پوشیدہ نہیں وہ تمہارے دلوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہے۔ ان آیات کریمہ کے اندر مسلمان عورت کے لئے ہزارہا سبق ہیں۔ مگر افسوس اس نے قرآن سے اپنی نظر ہٹالی اور یورپ کی اندھی تقلید پر مٹی چلی جا رہی ہے۔

ترجمہ آیات ۳۵-۴۰:- بیشک اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں اور ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں اور فرمانبردار مردوں اور فرمانبردار عورتوں اور سچے مردوں اور سچی عورتوں اور صبر کرنے والے مردوں اور صبر کرنے والی عورتوں اور ڈرنے والے مردوں اور ڈرنے والی عورتوں اور خیرات کرنے والے مردوں اور خیرات کرنے والی عورتوں اور روزہ رکھنے والے مردوں اور روزہ رکھنے والی عورتوں اور پاک دامن مردوں اور پاک دامن عورتوں اور اللہ کو بہت بہت یاد کرنے والے مردوں اور عورتوں کے لئے بخشش و مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کے لئے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو وہ اپنی رائے کو اس میں دخل دیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی

میں ہے۔ اور (یاد کیجئے) جبکہ آپ اس کو جس پر اللہ نے احسان کیا اور آپ نے بھی احسان کیا کہہ رہے تھے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور آپ اپنے دل میں اس چیز کو چھپائے ہوئے تھے جس کو اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور آپ لوگوں کے طعن سے ڈرتے تھے۔ حالانکہ اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس سے ڈریں پھر جب زید کی حاجت روائی ہو چکی اور وہ طلاق دے چکا آپ سے اس کا نکاح کر دیا تاکہ مسلمانوں کے لئے جب ان کے لے پالک اپنی بیویوں سے بے تعلق ہو جائیں تو (نکاح کرنے میں) کوئی دشواری نہ رہے اور خدا کی بات ہو کر رہتی ہے۔ پیغمبر کے لئے اس بات کے اختیار کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں جو اللہ نے اس کے لئے ٹھہرا دی جو لوگ پہلے ہو چکے ہیں ان میں یہی سنت الٰہی جاری تھی اور خدا کے ہر کام کا اندازہ مقرر ہو چکا ہے۔ یہ سب وہ پیغمبر ہیں جو اللہ کے پیغاموں کو (لوگوں تک) پہنچاتے رہے اور اس سے ڈرتے رہے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے اور اللہ حساب لینے کے لئے کافی ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ ہاں وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں میں آخری ہیں (خاتم النبیین ہیں)۔ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔

شرح:۔ مسلمان مردوں اور عورتوں کا جو تعلق خدا سے اور خدا کے رسول سے ہونا چاہئے اس کا ذکر ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ وہ مسلمان مرد اور عورتیں جو اپنے سینوں کے اندر ایمان رکھتے ہیں خدا کی فرمانبرداری کرتے۔ ہمیشہ سچ بولتے' حق و صداقت کی خاطر مصائب برداشت کرتے' انکساری و خاکساری سے کام لیتے' اپنے ہم جنسوں پر احسان کرتے پاک دل' پاک زبان اور پاک جسم ہو کر رہتے ہیں۔ خدا کے ہاں ان کے مراتب بہت بلند ہیں۔ فرمایا یہ کسی مومن کی شان نہیں کہ جب اس کو اللہ اور اس کا رسول کوئی حکم دیدے تو وہ پھر اپنے اختیار کو کام میں لائے اور جو چاہے کرے بلکہ اس کا فرض ہے کہ وہ اپنی تمام خواہشات اور تمام نفع و نقصان خدا کے سپرد کر کے صرف اسی کا ہو رہے۔ خدا کے حکم کی خلاف ورزی میں وہ جو قدم اٹھائے گا وہ غلط ہو گا۔ اس کے بعد ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ زید بن حارث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک غلام تھے جن کو حضورؐ نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ جاہلیت میں یہ رسم تھی کہ جو لوگ کسی کو اپنا بیٹا بنا لیتے تھے اس کو اپنے صلبی بیٹوں کی طرح جائیداد کا وارث قرار دیتے۔ اللہ تعالیٰ اسلام میں اس رسم کو کوئی وقت

نہیں دینا چاہتا تھا اس واسطے حضور کو حکم دیا گیا کہ لے پالکوں کو صلبی بیٹوں کی طرح قرار نہیں دیا جا سکتا چنانچہ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اس کے بعد ایک اور دقت پیش آئی زید کی شادی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پھوپھی زاد بہن زینب بنت حجش سے ہوئی تھی وہ کئی وجوہ کی بنا پر زید سے نباہ نہ کر سکیں۔ میاں بیوی کے درمیان ہر روز تکرار ہوتا اور دونوں آئے دن حضور کے پاس شکایتیں لاتے۔ ادھر زید کی یہ حالت تھی کہ وہ خدائے عزوجل کے ہاں بھی عزت و اکرام رکھتا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی محبوب تھا اور زینب خاندانی تعلقات کی بنا پر حضورؐ کی بڑی قریبی اور آپ کی عنایات کی خاص طور سے مستحق تھیں۔ حضورؐ کسی کی دل شکنی بھی نہیں چاہتے تھے نہ اسلام جور و ظلم کا کوئی قانون نافذ کرنا چاہتا تھا لہٰذا بڑی لمبی سوچ بچار کے بعد حضور نے ایک دن زید کو سمجھایا کہ جب تم میاں بیوی خوشی اور اتفاق کی زندگی بسر نہیں کر سکتے اور ایک دوسرے کے غم خوار و مونس نہیں بن سکتے تو میرے خیال میں ایسی شادی تمہارے لئے بجائے رحمت کے زحمت ہوگی۔ سو تم کو میرا مشورہ یہ ہے کہ اولاً تو تم اپنی انتہائی کوشش ایک بار اور کر دیکھو کہ زینب تمہاری زوجیت ہی میں رہے اگر تمہاری کوششیں بے سود ثابت ہوں تو تم اسے طلاق دیدو کہ وہ بھی اس عذاب سے چھٹے اور تم بھی اس دماغی پریشانی سے نجات پاؤ۔ خدا کی مرضی زید کی مساعی ثمر آور ثابت نہ ہوئیں اور اس نے حضورؐ کے مشورے سے زینب کو طلاق دیدی اب زینب کی حالت بھی عجیب تھی زید کے ساتھ اس کی شادی کا باعث حضورؐ تھے اور حضورؐ کی اجازت سے اسے طلاق ملی تھی۔ زید لوگوں میں حضورؐ کا لے پالک مشہور تھے۔ سو اگر زینب کا نکاح کسی اور شخص سے کیا جاتا تو یہ امر خود حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلام اور زینب تینوں کے لئے بے عزتی کا باعث ہوتا اور اگر حضورؐ خود اسے اپنی زوجیت میں لیتے تو لوگوں کے اعتراضات سے ڈرتے تھے۔ کیونکہ جاہلیت کی رسم و رواج کی رو سے لے پالک کی بیوی سے نکاح نہیں کیا جا سکتا۔ الغرض عجیب کش مکش کا عالم تھا۔ مگر اس تمام الجھن کا سلجھاؤ یہی تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زینب کو اپنے نکاح میں لے لیتے! اس مشکل کا حل انسانی طاقت سے باہر تھا۔ چنانچہ وحی نازل ہوئی۔ خدا کا حکم آ گیا اور مسئلہ بالکل صاف ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہیں بتایا جا چکا ہے کہ منہ بولے بیٹوں پر اس قانون کا اطلاق نہیں ہو سکتا جو صلبی بیٹوں پر عائد ہوتا ہے سو تم ان کی بیویوں سے نکاح کر سکتے ہو اور اب

جو تم یہ خیال کرتے ہو کہ اگر زینب تمہارے ہی نکاح میں آئے تو موجودہ مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔ یہ بھی درست ہے اور ہماری جانب سے تمہیں اجازت ہے کہ اس سے نکاح کر لو تاکہ نہ زینب کی دل شکنی ہو نہ زید کی اور معاملہ سلجھ جائے فرمایا جب ایک طرف دینی مسائل پیش نظر ہوں اور دوسری طرف رسم و رواج کی پابندیاں تو لوگوں کے ڈر سے رسم و رواج پر چلنا مصلحت دین کے خلاف اور خدا کی ناراضگی کا موجب ہے۔ انسان اگر ہمیں چھوڑ کر کسی دوسرے سے ڈرے تو وہ ظالم و ناانصاف ہے۔ حق یہی ہے کہ ہم سے ڈرو فرمایا! اس طرح یہ بات بھی واضح ہو جائے گی کہ اللہ نے جو چیزیں نبی کے لئے فرض قرار دی ہوئی ہیں نبی کو ان کے بجالانے میں قطعاً" کوئی باک نہیں ہوتا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اگرچہ نرینہ اولاد سے محروم رکھا گیا تھا لیکن اس کے نعم البدل میں تمام دنیا کا روحانی باپ بنا دیا گیا ہے۔ نیز ہم نے آپ کو دنیا کی طرف آخری پیغام دے کر بھیجا ہے جس میں کسی ترمیم و تنسیخ کی ضرورت نہ ہوگی آپ خاتم النبین ہیں اور تاقیامت اب دنیا میں کوئی نبی نہیں آئے گا۔ فرمایا مجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں' موجودہ اور آئندہ ہونے والی ہر شے کو بخوبی جانتا ہوں۔ میرا فیصلہ آخری فیصلہ ہے۔ یہی سب سے بہتر و موزوں ہے۔

ترجمہ آیات ۴۱-۵۲:- اے وہ لوگو جو ایمان لے آئے ہو خدا کو بہت بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح و تقدیس بیان کرو وہی ہے جو تم پر اپنی رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لائے اور ایمان والوں کے حق میں بہت مہربان ہے جس دن وہ اس سے ملیں گے ان کو "سلام علیکم" کہہ کر پکارا جائے گا اور خدا نے ان کے لئے عمدہ اجر تیار کر رکھا ہے۔ اے نبی! ہم نے آپ کو شاہد' خوشخبری دینے اور آگاہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور اس کے حکم کے مطابق آپ لوگوں کو اللہ کی طرف پکارنے والے اور ایک روشن چراغ ہیں اور ایمان والوں کو خوشخبری سنا دو کہ ان پر اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہونے والا ہے اور کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانئے گا اور نہ ان کی ایذادہی کا خیال کیجئے گا اور اللہ پر توکل کیجئے اور خدا کی کارسازی بس ہے۔ اے ایمان والو! جب تم مومن عورتوں کو نکاح میں لاؤ اور پھر انہیں ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدو تو تمہاری طرف سے ان پر عدت میں بیٹھنا ضروری نہیں کہ تم اس کو شمار کرنے لگو۔ سو انہیں کچھ دے دلا کر حسن سلوک سے رخصت کر دو۔ اے نبی! ہم نے آپ کے لئے وہ

بیویاں حلال کر دی ہیں جن کے مہر آپ نے ادا کر دیئے ہیں۔ وہ عورتیں بھی لونڈیاں ہیں جو اللہ نے آپ کو غنیمت میں دلوا دی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جو آپ کے ساتھ ہجرت کر کے آئی ہیں اور وہ مومن عورت بھی (آپ کے لئے حلال ہے) جو اپنے کو پیغمبر کے لئے مفت پیش کر دے اگر پیغمبر اس کو اپنے نکاح میں لانا چاہے۔ یہ حکم آپ سے خاص ہے۔ مسلمانوں کے لئے نہیں ہم نے ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں باتیں فرض قرار دی ہیں وہ تمہیں معلوم ہیں (یہ اجازت خاص اس لئے ہے) تاکہ آپ کے لئے کوئی دشواری نہ ہو۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ان میں سے جس کو آپ چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے پاس رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا تھا ان میں سے پھر کسی کو طلب فرمالیں تو بھی آپ پر کچھ گناہ نہیں اس سے زیادہ توقع ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی اور آزردہ خاطر نہ ہوں گی اور آپ جو کچھ ان کو عطا فرمائیں گے وہ سب کی سب اس پر راضی رہیں گی اور اللہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے جانتا ہے وہ علیم اور بردبار ہے۔ اس کے علاوہ اور عورتیں ان کے لئے حلال نہیں اور نہ یہ کہ ان کو بدل کر دوسری عورتیں کر لو اگرچہ ان کا حسن تجھے بڑا اچھا معلوم ہو۔ مگر جو آپ کی لونڈی ہو اور اللہ ہر چیز کا نگران ہے۔

شرح:- ارشاد ہوتا ہے کہ اے لوگو! میرے احکام تمہارے لئے عین باعث رحمت ہیں۔ خدا خود اپنے بندوں پر مہربان ہے اور ان کی خیر خواہی چاہتا ہے تمہیں بھی چاہئے کہ اللہ کو یاد کرتے رہو اسے کسی دم فراموش نہ کرو دیکھو وہ ہر وقت تم پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے اور اس کے ملائکہ ہر لحظہ تمہارے لئے اس کی بارگاہ میں رحمت کے طلبگار رہتے ہیں۔ خدا تمہاری خیر خواہی میں اتنا کوشاں ہے کہ تمہاری جہالت کی تاریکیوں کو دور کرنے کے لئے علم و عرفان کا نور دنیا میں پھیلاتا ہے۔ مگر تم ہو کہ دوڑ دوڑ کر اندھیروں میں جا کر پھنستے ہو۔ علاوہ ازیں اگر تم دنیا میں مومنانہ و مطیعانہ زندگی بسر کرو تو آخرت میں جب تم اس کے روبرو پیش ہو گے تو وہ تمہیں خوش آمدید کہے گا اور تمہاری فرمانبرداری کا نہایت اچھا اجر دے گا۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے خطاب ہوتا ہے کہ اے نبی! ہم نے آپ کو ان لوگوں کو راہ راست پر ڈالنے کے لئے بھیجا ہے۔ سو ان کو ایک طرف تو

فرمانبرداری کے خوشگوار نتائج سے آگاہ کرو اور دوسری طرف نافرمانی کی سزا سے ڈراؤ اور ان کے اعمال کا جائزہ لیتے رہو۔ فرمایا! اے پیغمبر! منکر و منافق لاکھ کوشش کریں آپ کو ان کی طرف مائل نہیں ہونا چاہیے ان کی ایذا ہی سے ڈرنا چاہیے۔ ان مواعظ حسنہ کے بیان کرنے کے بعد پھر میاں بیوی سے متعلق مسائل کی طرف توجہ کی ہے اور فرمایا ہے کہ حسن سلوک کو کبھی ہاتھ سے نہ دینا چاہیے یہاں تک کہ اگر دو مسلمان میاں بیوی آپس میں نکاح کر لیں مگر شب باشی سے پہلے ہی طلاق کی نوبت آجائے تو نہایت اچھے سلوک سے کچھ دے دلا کر رخصت کر دو اور زیادتی نہ کرو اس کے بعد حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو عورتوں سے نکاح کے سلسلہ میں اجازت دی ہے کہ آپ فلاں فلاں قسم کی عورتوں سے نکاح کر سکتے ہو۔ یہ چیز ترجمہ میں بالکل عیاں ہے اور کسی شرح کی محتاج نہیں اس مقام پر لوگوں نے حضور ﷺ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ آپ کو نعوذ باللہ عورتوں کی بڑی چاہت تھی چنانچہ جہاں عام مسلمانوں کو چار عورتیں زیادہ سے زیادہ بیک وقت نکاح میں رکھنے کی اجازت تھی آپ نے نو تک نکاح میں رکھی ہیں۔ جن میں سے بعض غیر رشتہ دار مسلمان بعض رشتہ دار و بعض آزاد شدہ مسلمان لونڈیاں تھیں قرآن نے ان تینوں قسم کی عورتوں کو حضور کے نکاح کے لئے جائز قرار دیا ہے۔ اس قدر عورتوں کے نکاح میں لے آنے کا مقصد یہ تھا کہ جہاں سینکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں مرد آ آ کر دینی مسائل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھتے تھے وہاں عورتوں کو بھی عورتوں سے متعلق مسائل کے سیکھنے کی ضرورت تھی اور اس کا بہترین طریق یہی تھا کہ چند عورتوں کو نکاح میں لے کر ان کو پوشیدہ مسائل سے آگاہ کیا جائے اور وہ اور مسلمان عورتوں کو یہ باتیں سکھائیں پھر ہر قسم کی عورت جوان' بوڑھی' آزاد' غلام' سفید' سیاہ سے سلوک کر کے دکھانا تھا اور رہتی دنیا تک سبق دینا تھا کہ میاں بیوی کا نباہ یوں ہوتا ہے ازواج مطہرات کے معاملہ میں ہدایات صادر کرنے کے بعد اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ عورتیں جن سے آپ گزشتہ چند روز سے ناراض ہیں ان سے جس کسی کو چاہیں اپنے پاس رکھیں اور جس کسی کو چاہیں علیحدہ کر دیں۔ چاہیے کہ آپ انہیں نہایت دانش مندی سے خدا کی بتائی ہوئی راہ پر چلائیں اور آپ کو یہ اصول اور قوانین اس واسطے بتائے گئے ہیں کہ ان پر چل کر عورتوں کی آنکھیں ان کی طرف سے ٹھنڈی رہیں اور آپ رنج و غم میں نہ پڑیں مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ قرآن کے ان بتائے

ہوئے قوانین کو اپنی ازدواجی زندگی پر منطبق نہ کریں گے وہ امن وچین کی زندگی بسر نہیں کرسکتے۔ اس دعویٰ کی صداقت آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو جو اب بھی دنیا قرآن حکیم ہی کی بتائی ہوئی راہ کو اختیار کرے۔ فرمایا کہ جو مستورات اس معیار پر پوری نہ اتریں ان کو زوجیت میں قطعاً" نہ لو۔ خواہ حسن وشکل اور مال ومنال کی وجہ سے ان میں تمہارے لئے کتنی ہی کشش کیوں نہ ہو۔

ترجمہ آیات ۵۳-۵۸:- اے ایمان لانے والو! تم پیغمبر کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر یہ کہ تمہیں اجازت دیدی جائے اس طرح نہیں کہ کھانا پکنے کے منتظر رہو۔ بلکہ جب تمہیں بلایا جائے اس وقت جاؤ پھر جب کھانا کھا چکو تو چل دو اور بات چیت کی دلچسپی میں نہ بیٹھے رہو۔ تمہاری یہ باتیں نبی کو ناگوار معلوم ہوتی ہیں۔ مگر وہ لحاظ سے کچھ نہیں کہتے اور اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا اور اگر تمہیں ان سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ یہ بات تمہارے اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو ایذا دو اور نہ یہ جائز ہے کہ اس کے بعد کبھی اس کی بیویوں سے نکاح کرو۔ اللہ کے نزدیک یہ بڑے گناہ کی بات ہے خواہ تم کسی بات کو ظاہر کرو خواہ اسے پوشیدہ رکھو اللہ تو ہر بات کو نہایت اچھی طرح جانتا ہے۔ اپنے باپوں' اپنے بیٹوں' اور اپنے بھائیوں نیز اپنے بھتیجوں' اپنے بھانجوں اور اپنی (ہم جنس) عورتوں اور لونڈیوں کے سامنے بلا پردہ آنے میں ان پر کوئی گناہ نہیں اور تم اللہ سے ڈرتے رہو بلاشبہ اللہ ہر بات کو دیکھتا اور جانتا ہے اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان لانے والو! تم بھی اس پر درود و سلام بھیجو۔ بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ اللہ نے دنیا اور آخرت میں ان کو ملعون قرار دیا ہے اور ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر اس کے کہ وہ کوئی گناہ کریں ایذا دیتے ہیں وہ بہتان عظیم اور اثم مبین کے ارتکاب کا بار اٹھاتے ہیں۔

شرح:- اس رکوع میں ان آداب کا ذکر کیا ہے جو عوام الناس کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ملحوظ خاطر رکھنے چاہئیں۔ فرمایا اکثر ہوتا ہے کہ ہمارا نبی تمہیں اپنے دستر خوان پر کھانے کی دعوت دیتا ہے۔ سو جب تم آپ کے گھر جاؤ تو اجازت

حاصل کیے بغیر اندر مت داخل ہو۔ خواہ تمہیں خاص طور پر ہی کیوں نہ بلایا گیا ہو۔ پھر جب تمہیں بلایا جائے تو بلا چون وچرا حاضر خدمت ہو جایا کرو جب کھانے سے فارغ ہو چکو تو اجازت حاصل کر کے چلے جاؤ یہ نہ ہو کہ گھر میں بیٹھے اپنی باتوں میں لگ جاؤ اور اہل خانہ کے لئے تکلیف کا باعث بنو کیونکہ ایسی باتوں سے اہل خانہ خصوصاً ہمارے نبی کو جو تم سب میں زیادہ حساس طبیعت رکھتے ہیں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ مگر وہ شرم کی وجہ سے تمہیں کچھ نہیں کہتے اور اگر تمہیں ازواج نبی سے بات کرنے کی ضرورت پڑے تو روبرو ہو کر بات نہ کرو ہمیشہ پس پردہ ہو کر بولو کیونکہ عورت و مرد کے درمیان جس قدر زیادہ پردہ ہو جس قدر زیادہ بعد و عزلت ہو اسی قدر زیادہ بے حیائی منکر و فواحش کا کم خدشہ ہو گا۔ اسی طرح تم دونوں کے دل پاک و صاف رہیں گے اور گناہ سے آلودہ نہ ہوں گے۔ دیکھو مسلمانو! تم کوئی ایسی حرکت نہ کرو اور کسی ایسے فعل کا ارتکاب نہ کرو جو ہمارے رسول کی اذیت کا باعث ہو۔ آپ کی ازواج مطہرات کو بھی ان کے بعد کبھی اپنے نکاح میں نہ لو کیونکہ یہ امر بھی آپ کی شان کے منافی اور تمہاری طرف سے ایک گستاخی کا موجب ہو گا۔ دیکھو ہمارے رسول کی ازواج مطہرات اپنے باپوں' اپنے بیٹوں' بھائیوں' بھتیجوں' بھانجوں ہم جنس عورتوں اور لونڈیوں کے علاوہ کسی کے سامنے کھلے منہ نہ آئیں ان کو چاہیے کہ وہ اور لوگوں سے بھی زیادہ اللہ سے ڈریں اور اس کے حدود کو قائم رکھنے میں سب سے زیادہ پیش پیش ہوں۔ فرمایا ہمارا رسول ہمیں اس قدر محبوب ہے کہ ہم ہر وقت اس پر رحمت نازل کرتے رہتے ہیں اور ہمارے فرشتے بھی آپ کے حق میں ہر لحظہ رحمت کے طلبگار رہتے ہیں سو تمہارا بھی فرض ہے کہ تم فرشتوں کی طرح آپ کے حق میں ہم سے طالب رحمت رہو اور ہر دو جہان میں آپ کی سلامتی کے خواہاں رہو مگر اس کے برخلاف اگر تم سے کوئی خفیف سے خفیف بھی ایسی حرکت ہوئی جس سے ہمارے رسول کو اذیت پہنچے یا پہنچ سکتی ہو تو ہم تمہیں سخت ترین اور رسوا کن عذاب دیں گے۔ کیونکہ ہمارے رسول کو ایذا دینا ہمیں ایذا دینے کے مترادف ہے سو ایسی بڑی غلطی کے ارتکاب سے بچو۔

ترجمہ آیات ۵۹ - ۶۸ :- اے نبی! اپنی بیویوں' اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی چادروں کے گھونگھٹ نکال لیا کریں اس طرح ان کی

پہچان میں آسانی ہوگی اور انہیں ایذا نہ پہنچے گی۔ اللہ بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔ اگر منافق لوگ اور وہ جن کے دلوں میں روگ ہے نیز وہ جو جھوٹی افواہیں مدینہ میں اڑاتے ہیں باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان پر مسلط کر دیں گے پھر وہ اس شہر میں آپ کے پاس نہ رہنے پائیں گے مگر چند روز کفر کی حالت میں جہاں کہیں جا کر ٹھہریں گے پکڑ دھکڑ ہوگی اور مارے جائیں گے۔ جو لوگ قبل ازیں گذر چکے ہیں ان میں بھی عادت الٰہی یہی رہی ہے اور تو عادت الٰہی میں کبھی تبدیلی نہیں پائے گا۔ (اے پیغمبر!) لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو خدا ہی کو ہے اور آپ کیا جانیں کہ شاید قیامت جلد ہی واقع ہونے والی ہے۔ بیشک اللہ نے کافروں کو ملعون قرار دیا ہے اور ان کے لئے دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے کوئی دوست اور کوئی مددگار وہ نہ پائیں گے۔ جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے وہ کہیں گے کہ اے کاش! ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی اور کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی سو انہوں نے ہم کو گمراہ کیا۔ خدایا! ان کو دوہرا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت کر۔

شرح:۔ اس رکوع میں ازواج مطہرات اور اہل بیت اور عام مسلمان مستورات کو پردے کا حکم دیا جاتا ہے۔ پردے کے حکم کے نفاذ سے پہلے عرب عورت اسی طرح ننگے منہ مردوں کے دوش بدوش کام کرتی بازار میں سودا سلف خریدنے جاتی۔ کھیتی باڑی کے معاملات میں خاوند کی مدد کرتی۔ قبائل کی لڑائی میں مردوں کو ہر ممکن مدد دیتی۔ جس طرح برصغیر میں آج کل بعض غریب طبقات کی عورتیں مردوں کو محنت و مزدوری میں مدد دیتیں اور ننگے منہ ادھر ادھر آتی جاتی ہیں۔ اسلام آیا تو ابتداء میں بعض حلقوں میں اس کی بڑی مخالفت ہوئی۔ جب تک مسلمانوں کو اکثریت نصیب نہ ہوئی اور سیاسی تفوق نہ حاصل ہو سکا اعدائے دین طرح طرح سے ستایا کرتے۔ چنانچہ مدینہ منورہ کی بات ہے جہاں مسلمانوں کو دو قسم کے دشمنوں یعنی منافقوں اور منکروں سے مقابلہ کرنا پڑتا تھا کہ جب مسلمان عورتیں قضائے حاجت کو باہر جاتیں تو یہ لوگ طرح طرح سے چھیڑ خوانی کرتے۔ چونکہ مدینہ ابھی ایک چھوٹی سی بستی تھی اور لوگوں کو قضائے حاجت کے لئے باہر جانے کی عادت تھی جیسا کہ اب بھی چھوٹی چھوٹی آبادیوں میں یہی رواج ہے۔ اس وقت اس کا کوئی

حل نظر نہ آتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ازواج مطہرات کو ایک دو دفعہ تنبیہہ کی کہ تم باہر مت نکلو۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے بھی التجا کی کہ آپ اپنی ازواج مطہرات کو روک دیں کہ وہ باہر نہ نکلا کریں منافقوں اور منکروں کو اس بات سے روکا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم لونڈیاں سمجھ کر ان کو چھیڑتے ہیں۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ آیت نازل ہوگئی۔ کہ اے نبی! تمام ازواج مطہرات اور اہل بیت اور مسلمانوں کی مستورات کو حکم دیدیں کہ وہ باہر جائیں تو اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا کریں۔ اس حکم کے تحت میں لونڈیاں نہیں آئیں۔ فرمایا کہ تمہارا ایسا کرنے سے تم لونڈیوں سے الگ پہچان پڑوگی اور تمہیں ستانے کی کوئی جرات نہ کرے گا۔ اگر ستائے گا تو یہ بہانہ نہ کر سکے گا۔ حاصل کلام ان آیات کے ذریعہ ایک ایسا حکم دیا گیا ہے جس سے مسلمان عورت اپنے آپ کو مردوں سے چھپائے اور ان کے دوش بدوش چلنا پھرنا تو درکنار، ان سے اس وقت تک بات نہیں کر سکتی جب تک ان کی زینت پوشیدہ اور پہچان مشکل نہ ہو۔ فرمایا کہ اگر عورتیں اپنے آپ کو پردہ میں نہ رکھیں تو وہ شرارت پسند طبقہ کی شر سے محفوظ نہیں رہ سکتیں۔

اس آیہء کریمہ میں انسانی دل و دماغ کی نفسانی کیفیات کو بہترین اور نہایت جامع الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جن لوگوں کے دل پاک اور مصفیٰ نہیں ہوتے جن کے دلوں میں کدورت اور اخلاقی امراض کا روگ ہوتا ہے وہ کسی نہ کسی حیلے بہانے سے عورتوں کو ستانے کے درپے رہتے ہیں۔ لہٰذا ایسے ذرائع اختیار کرنے چاہئیں جن سے وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہو سکیں اور اس کا بہترین طریق پردے کو اختیار کرنا ہے۔

فرمایا جب تک انسان کو خدا کے روبرو حاضر ہونے کا یقین کامل نہ ہو جائے تب تک وہ احکام خداوندی کو مستعدی کے ساتھ تسلیم نہیں کرتا حساب کتاب، قیامت اور حشر و نشر کو مان لو تاکہ تم کو احکام خداوندی کے ماننے میں کوئی پس و پیش نہ ہو اور اس روز پچھتانا نہ پڑے۔

ترجمہ آیات ۶۹ ـ ۷۳:- اے ایمان والو! ان لوگوں کی مانند نہ بنو جنہوں نے موسیٰ کو اذیت دی۔ پھر جو کچھ انہوں نے کہا تھا خدا نے اس سے موسیٰ کو بری ثابت کیا اور

وہ اللہ کے نزدیک بڑے معزز تھے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور بات کہو تو سیدھی اور پختہ وہ تمہارے اعمال کو سنوار دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے سو وہ عظیم الشان کامیابی حاصل کرتا ہے ہم نے آسمانوں پر اور زمین پر اور پہاڑوں پر (خلافت ارضی کی) امانت پیش کی تو سب نے اس ذمہ داری سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اسے اپنے ذمہ لے لیا۔ وہ بیشک بڑا ظالم اور نادان ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو سزا دے گا اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔

شرح:- اس رکوع میں مسلمانوں سے کہا گیا ہے کہ جس طرح یہود نے موسیٰ علیہ السلام کو ستایا اور اس کی نافرمانی کی تھی تم اس طرح مطلق نہ کرنا تم نے دیکھ لیا ہے کہ موسیٰ ہمارے نزدیک بڑے وجیہ اور مکرم تھے۔ ہم نے ان تمام الزامات سے ان کو بری الذمہ ظاہر کیا جو لوگوں نے ان پر لگائے تھے۔ یہ نبی جو آخر الزمان اور افضل الرسل ہیں۔ یہ تو ہمارے نزدیک اور بھی زیادہ معزز ہیں سو تم آپ کی اطاعت کرو۔ سنو مسلمانو! تم اللہ سے ڈرو اور لغو باتوں میں مطلق نہ پڑو۔ جو بات کہو پختہ کہو تا کہ تم سے جو فعل صادر ہو وہ نیک ہو اور تم سے جو لغزش ظہور میں آئے خدا اسے معاف کر دے گا۔ دیکھو انسانی کامیابی کا منتہا یہی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کا مطیع اور فرمانبردار ہو۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے انسان کو زمین پر اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے اور اس خلافت ارضی کو ہم نے آسمانوں پر زمین پر اور پہاڑوں پر بھی پیش کیا تھا مگر وہ اس کے متحمل نہ ہو سکے۔ ان میں افعال اختیاریہ کے بجا لانے کا مادہ نہیں ہے۔ اس مادہ کا نہ ہونا زبان حال سے گویا اس ذمہ داری کو اپنے سر لینے سے انکار کر دینا ہے اور انسان میں اس کا مادہ ہونا گویا اقرار کرنا ہے چونکہ اس مادہ میں قوت غضبیہ و شہوانیہ بھی ہیں جو ظلم و جہل کی جڑ ہیں۔ اس واسطے انسان کو نادان ظالم کہا گیا ہے۔ فرمایا اب اس عظیم الشان بلند مرتبگی کے باوجود بھی انسان خدا سے منافقت برتے یا اس سے شرک کرے تو خدا ایسے لوگوں کو ضرور سزا دے گا اور ایمان لانے والے فرمانبردار مردوں عورتوں کو اپنے فضل و کرم سے ضرور نوازے گا کیونکہ وہ اپنی مخلوق کو بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔

(۹۱) سورۃ الممتحنۃ (۶۰)

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں تیرہ آیات مبارکہ اور دو رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۱-۶:- اے ایمان والو! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ تم ان کی طرف باہمی دوستی کے پیغام بھیجتے ہو اور حقیقت میں وہ اس (دین) حق سے جو تمہارے پاس اللہ کی جانب سے آیا ہے منکر ہیں۔ وہ رسول کو اور تم کو (محض) اس لئے باہر نکال رہے ہیں کہ تم اللہ پر ایمان لائے ہو جو تمہارا رب ہے اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے اور میری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نکلے ہو تو تم ان سے چپکے چپکے دوستی کی باتیں کیوں کرتے ہو اور تم جو کچھ پوشیدہ رکھتے اور ظاہر کرتے ہو مجھے اس کا پورا پورا علم ہے اور تم میں سے جو شخص ایسا کرے گا وہ اور بھک جائے گا۔ اگر وہ تم پر قابو پالیں تو تمہارے دشمن ہو جائیں اور ایذا کے لئے اپنے ہاتھ چلائیں اور اپنی زبانیں بھی۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ تم کسی طرح کافر ہو جاؤ۔ قیامت کے دن تمہیں نہ تمہارے کنبے والے کام آئیں گے اور نہ تمہاری اولاد۔ وہ تمہارے درمیان جو فیصلہ کرے گا اور اللہ تمہارے اعمال دیکھتا رہتا ہے۔ (مسلمانو!) ابراہیم اور اسکے ساتھیوں کا نمونہ تمہارے لئے بہترین (نمونہ) ہے (یہ اس وقت کی بات ہے) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہہ دیا تھا کہ ہم تم سے اور جن کو تم پوجا کرتے ہو اس سے بیزار ہیں ہم تم کو نہیں مانتے اور ہمارے اور تمہارے درمیان (آج سے) بغض اور دشمنی ہمیشہ کے لئے نمودار ہو گئی۔ جب تک کہ تم خدائے واحد پر ایمان نہ لاؤ ہاں ابراہیم نے ایک بات ضرور اپنے باپ سے کہی کہ میں تیرے لئے (خدا سے) مغفرت طلب کروں گا گو مجھے (استغفار سے زیادہ) خدا کے سامنے کسی بات کا اختیار نہیں۔ اے ہمارے رب! تجھی پر ہمارا بھروسہ ہے اور ہم تیری ہی طرف رجوع ہوتے ہیں اور تیری ہی طرف ہمیں لوٹنا ہے۔ اے ہمارے رب! تو ہمیں کافروں کے مظالم کا تختہ مشق نہ بنا اور اے ہمارے رب! تو ہمیں بخش دے بیشک تو بڑا ہی زبردست حکمت والا ہے۔ ان لوگوں کے حالات تمہارے لئے یعنی ان لوگوں کے لئے جو

اللہ (کے روبرو پیش ہونے) اور روز آخرت کے وقوع پذیر ہونے کی امید رکھتے ہیں بہترین نمونہ ہیں اور جو کوئی منہ پھیرلے تو وہ بے نیاز ستودہ صفات ہے۔

شرح:۔ صلح حدیبیہ جس کا ذکر سورۃ الفتح میں آئے گا۔ دس سال کے لئے تھی مگر دو ہی سال کے بعد مکہ والوں نے صلح کی شرائط کو توڑنا شروع کر دیا بالاخر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے مقابلہ کی تیاریاں شروع کیں اور صحابہ کرام کو فرمایا کہ اپنی کوئی خبر باہر نہ جانے دو کیونکہ اگر اہل مکہ کو ہماری تیاری کی خبر ہو گئی تو وہ لڑائی کا سامان اچھی طرح کریں گے اور پھر ممکن ہے کہ حرم شریف میں لڑائی ناگزیر ہو جائے۔ حاطب بن ابی بلتعہ ایک مہاجر مسلمان تھا مکہ میں اس کی بہت برادری اور بڑے اعزاء و اقارب تھے۔ اس نے از راہ شفقت چوری سے ایک خط لکھا اور ایک عورت کے ذریعے اسے مکہ کی طرف روانہ کر دیا اس خط میں حاطب نے اپنے رشتہ داروں کو بتایا تھا کہ ہم فلاں دن رات کے وقت مکہ پر حملہ بولنے والے ہیں۔ تم اپنی جان بچانے کا سامان پہلے ہی کر لو۔ اللہ اور اللہ کے رسول کو منظور نہ تھا کہ مسلمانوں کی کوئی خبر قبل از وقت شائع ہو۔ لہٰذا حضور کو بذریعہ وحی بتا دیا گیا کہ ابن ابی بلتعہ نے کیا حرکت کی ہے چنانچہ حضور نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور آپ کے ہمراہ چند ایک بہادر سپاہیوں کو مکہ کی طرف روانہ کیا۔ اور بتایا کہ فلاں مقام پر تمہیں ایک عورت ملے گی۔ اس کے پاس ایک خط ہوگا وہ چھین لاؤ۔ چنانچہ اس جماعت نے جو تعاقب کیا تو عین اس مقام پر عورت کو جا پکڑا اور اس سے خط چھین لیا۔ اس رکوع میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! جو لوگ تمہارے اور ہمارے دین کے دشمن ہو چکے ہیں تم ان کو قطعاً" دوست نہ بناؤ یہ کتنی بزدلی ہوگی اگر تم ان کو جو شریعت اسلامی اور تعلیم قرآن کے قبول کرنے سے انکار کر چکے ہیں اپنی دوستی کے پیغام بھیجو وہ تو اتنے ظالم ہیں کہ اگر ان کا بس چلے تو ہاتھ پاؤں اور زبان کو معاندانہ طور پر تمہارے خلاف استعمال کرنے میں کوئی دریغ نہ کریں اور تمہیں کافر کر کے چھوڑیں اور تم ان کی خیر خواہی کا دم بھر رہے ہو۔ ان کی رشتہ داری اور ان کے ساتھ رہنے والی تمہاری اولاد تم کو قطعاً" کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔ قیامت کے روز یہ تمہارے کسی کام نہیں آسکتے۔ تم سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے تمہارے لئے اپنا اسوہ چھوڑا ہے۔ جب وہ اپنی بت پرست قوم سے مایوس ہو گئے تو تنگ آکر ان کو

برملا سنا دیا کہ ہم تم سے بھی بیزار ہیں اور تمہارے معبودوں سے بھی اور ہم علانیہ طور پر تمہارے دشمن ہیں۔ ہمارے تمہارے درمیان صرف ایک بات صلح کرا سکتی ہے اور وہ یہ کہ تم بت پرستی کو ترک کر کے موحد بن جاؤ۔ فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے صرف ایک وعدہ کیا تھا کہ میں آپ کے لئے مغفرت کی دعا کروں گا۔ گو مجھے کوئی اختیار نہیں کہ میں آپ کے واسطے زبردستی خدا سے کچھ منوا سکوں۔ دیکھو' مسلمانو! تم منکران حق سے اتنا سا وعدہ بھی مت کرو خواہ وہ تمہارے عزیز سے عزیز قریبی ہی کیوں نہ ہوں۔ جو کوئی اللہ کے روبرو حاضر ہونے اور یوم آخرت کے آنے پر ایمان رکھتا ہے۔ وہ تو اس طرز عمل کو اختیار کرے گا اور جو کوئی پرواہ نہ کرے گا اس کمبخت کا خیال چھوڑ دو۔ اللہ اس کا محتاج نہیں۔

<u>ترجمہ آیات ۷۔۱۳</u>:- قریب ہے کہ وہ تمہارے اور ان کے درمیان جن سے تمہاری دشمنی ہے دوستی پیدا کر دے اور اللہ بڑا قادر ہے اور اللہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔ اللہ تم کو ان لوگوں کے بارے میں جو تم سے نہ دین کے معاملے میں لڑے ہیں اور نہ انہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ہے۔ اجازت دیتا ہے کہ تم ان سے نیکی کا برتاؤ اور منصفانہ سلوک کرو (سنو!) اللہ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ اللہ تو تمہیں صرف ان لوگوں سے دوستانہ تعلقات رکھنے سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے معاملے میں لڑائی کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکال دیا اور تمہارے نکالنے کے معاملے میں (تمہارے مخالفوں کی) مدد کی جو ایسوں سے دوستی کریں گے وہی ظالم ہیں۔ اے ایمان والو! جب تمہارے پاس ایمان والی عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو (پہلے) ان کو آزما لو۔ اللہ تو ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ پھر اگر تمہارے علم میں وہ ایمان والی ہوں تو انہیں کافروں کے پاس واپس نہ لوٹاؤ۔ نہ وہ (عورتیں) ان کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ مردان کے لئے حلال ہیں اور (کافروں کو) دیدو۔ جو کچھ انہوں نے (ان پر) خرچ کیا ہو اور تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم ان سے نکاح کرو جب تم ان کے مہران کو ادا کر دو اور کافروں کے ناموس کو قبضے میں نہ رکھو اور جو کچھ تم (ان پر) خرچ کر چکے ہو ان سے مانگ لو اور وہ مانگ لیں جو کچھ انہوں نے خرچ کیا ہے یہ اللہ کا حکم ہے وہ تمہارے درمیان فیصلہ کر رہا ہے اور وہ ہر بات کو جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اگر تمہاری کچھ عورتیں کافروں کی طرف

چلی جائیں۔ پھر تمہاری نوبت آئے تو ان لوگوں کو جن کی بیویاں چلی گئی تھیں۔ اتنا دے دو جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا اور اس اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان لائے ہو۔ اے نبی! جب آپ کے پاس ایمان والی عورتیں اس غرض سے آئیں کہ وہ ان باتوں پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کا ارتکاب کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان بنا کھڑا کریں گی اور نہ کسی نیکی کے کام میں آپ کی نافرمانی کریں گی تو ان کو بیعت کر لیں اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کریں۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ اے ایمان والو! ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ ناراض ہے۔ وہ آخرت سے اسی طرح امیدیں توڑ چکے ہیں جس طرح منکروں نے قبر والوں (کے دوبارہ زندہ ہونے سے) تمام توقعات اٹھالی ہیں۔

شرح:۔ اس رکوع میں بتایا ہے کہ مسلمان بے جا طور پر کسی کے ساتھ سختی کرنے کو تیار نہیں وہ غیر مسلموں کو بھی اپنی آغوش رحمت میں لے سکتا ہے بشرطیکہ وہ مسلمانوں کے دینی معاملات میں کوئی مداخلت نہ کریں اور امن و چین سے رہیں اور اگر وہ ایسا نہ کریں اور مسلمانوں کی راہ میں روڑے اٹکائیں تو پھر یقیناً" وہ بھی آرام سے نہیں رہیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ انصاف چاہتا ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک فریق تو ظلم کرے اور دوسرا اس کا بدلہ نہ لے۔ اب دوبارہ سہ بارہ پھر اسی حکم کو دوہرایا ہے کہ سنو' جن لوگوں نے دینی معاملات میں تم سے جنگ کی یا تم کو تمہارے شہروں سے نکالا' یا نکالنے میں دوسروں کی مدد کی تم ہرگز ہرگز ان سے دوستانہ تعلقات نہ رکھو اور جو کوئی ان سے تعلقات رکھے گا وہ مسلمان نہیں بلکہ ظالم قرار دیا جائے گا۔ صلح حدیبیہ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر اہل مکہ کا کوئی آدمی مدینہ میں جا کر مسلمانوں میں شامل ہو جائے تو مسلمان اس کو واپس کر دیں گے چنانچہ اس طرح کئی اشخاص مکہ سے حضور کے پاس مدینہ منورہ آئے۔ مگر ان کو معاہدہ کے مطابق مکہ واپس بھیج دیا گیا۔ پھر کئی مسلمان عورتیں بھی آئیں ان کو واپس کرنے کا معاملہ بڑا نازک تھا۔ کیونکہ جو عورت مسلمان ہو وہ کافر کے گھر میں نہیں رہ سکتی جب یہ مشکل حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو درپیش آئی تو یہ آیات نازل ہوئیں۔

ارشاد ہوا کہ اے مسلمانو! جو عورتیں مکہ سے بھاگ کر تمہاری جماعت میں شامل ہونے کو آئیں تم پہلے ان کی تحقیق کر لیا کرو کہ آیا وہ واقعی مسلمان ہیں یا جاسوس عورتیں ہیں۔ اگر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جائے کہ وہ مسلمان ہیں تو انہیں اہل مکہ کے پاس مت لوٹاؤ۔ کیونکہ مسلمان عورت کافر مرد کے لئے حلال نہیں اور نہ کافر کو کوئی حق ہے کہ وہ مسلمان عورت کو اپنی زوجیت میں رکھے۔ ہاں ایسی عورتوں نے جو حق مہر لیا تھا وہ اپنے کافر مردوں کو واپس کر دیں اور جب مسلمان مرد سے نکاح پڑھائیں تو اس سے مہر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ فرمایا اے مسلمانو! تم کافر عورتوں کو اپنی زوجیت میں نہ لو اگر وہ اسلام نہ لائیں تو جو مہر تم نے ان کو دیا ہے وہ ان سے واپس لے کر ان کو علیحدہ کر دو۔ فرمایا اگر کسی مسلمان کی عورت کافروں کے ساتھ جا ملے اور وہ اس کا حق مہر جو اس نے عورت کو دیا تھا واپس نہ کریں۔ تو جب کسی کافر کی عورت مسلمانوں میں آ شامل ہو تو اسی عورت کا مہر بجائے کافر کو ادا کرنے کے اس مسلمان کو ادا کریں۔ جس کا حق مارا گیا ہے ہاں اس مسلمان کا حق دیکر جو کچھ بچے وہ واپس کر دینا چاہیے۔ فرمایا حق و انصاف کو مدنظر رکھو اور خدا سے ڈرو اس کے بعد عورتوں کو بیعت کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ پچھلی آیت میں حکم ہوا تھا کہ جو عورتیں دارالحرب سے بھاگ کر آئیں اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کریں۔ ان کی تحقیق کر لیا کرو کہ آیا وہ فی الحقیقت مسلمان ہیں یا نہیں اس آیت میں اس تحقیق کا طریقہ بتایا ہے کہ ایسی عورتوں سے کہا جائے کہ وہ آپ کی بیعت کریں۔ بیعت یہ ہے کہ وہ آپ کے سامنے اس بات کا اقرار کریں کہ وہ نہ تو اللہ سے شرک کریں گی نہ چوری کریں گی نہ زنا کی مرتکب ہوں گی نہ اپنی اولاد کو خواہ کوئی وجہ ہی کیوں نہ ہو قتل کریں گی۔ نہ بہتان تراشیں گی نہ نیکوکاری کے کاموں میں رسول خدا کی نافرمانی کریں گی۔ اگر وہ ان تمام باتوں کو مان لیں اور ان پر عمل پیرا ہونے کا اقرار کریں تو ان سے بیعت لے لو اور انہیں دائرہ اسلام میں داخل کر لو۔ حدیث اور تاریخ کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس کئی عورتیں بیعت کرتی تھیں مگر یہ کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ حضور کا ہاتھ ان کے ہاتھ کو کبھی مس کرتا ہو۔

بیعت مرد سے لی جائے یا عورت سے مقصد صرف یہ ہے کہ اس سے ایک اقرار لیا جائے کہ وہ امور شریعت میں سے کسی امر کی خلاف ورزی نہیں کرے گا اور اس بات پر

علاوہ خدا کو شاہد کرنے کے امیر شریعت یا امیر المومنین کو بھی گواہ بنا لیا جائے فرمایا اے مسلمانو! شریعت کے معاملے میں بڑی احتیاط برتو اور غیرت و حمیت دینی کے پیش نظر اس قوم سے قطعاً" کوئی دوستانہ مراسم قائم نہ رکھو جس سے خدا ناراض ہے۔ فرمایا جس طرح منکر آخرت سے بالکل مایوس ہیں اسی طرح ان مسلمانوں کو کافروں سے مایوس ہونا پڑے گا جو ان سے دوستانہ مراسم قائم کریں گے۔

(۹۲) سورة النساء (۴)

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو چھہتر (۱۷۶) آیات مبارکہ اور چوبیس رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۱۰:۔ اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو۔ جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں کی نسل سے بہت سے مرد اور عورتیں (دنیا میں) پھیلا دیں اور اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابتداری (کے تعلقات منقطع کرنے) سے ڈرو۔ یقین جانو کہ اللہ تم پر نگران ہے۔ اور یتیموں کو ان کا مال دے دو اور (ان کی) اچھی چیزیں (اپنی) نکمی چیزوں سے نہ بدل لو اور نہ ان کا مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر کھا جاؤ۔ ایسا کرنا یقیناً" بڑا ہی بھاری گناہ ہے۔ اور اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ تم یتیم عورتوں کے حق میں انصاف نہ کر سکو گے تو (ان کو چھوڑ کر) اور جو تمہیں اچھی لگیں ان میں سے دو دو تین تین اور چار چار نکاح میں لے آؤ۔ پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ تم انصاف نہ کر سکو گے تو البتہ ایک ہی بیوی پر اکتفا کرو یا لونڈی ہو جو تمہارے قبضے میں ہو۔ یہ (طریق کار) تمہیں ناانصافی سے بچانے کے لئے قریب تر ہے اور عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی سے ادا کرو پھر اگر وہ اپنی رضا مندی سے تمہیں اس میں سے کچھ چھوڑ دیں تو اسے خوشگواری اور مزے سے کھاؤ اور مال و دولت جسے خدا نے تمہاری معیشت کا سہارا بنا دیا ہے بے سمجھ آدمیوں کے سپرد نہ کرو۔ تم اس میں سے انہیں کھلاؤ اور پہناؤ اور ان سے معقولیت سے گفتگو کرو۔ اور

یتیموں کو آزماتے رہو حتی کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچیں۔ پھر اگر تم ان میں صلاحیت دیکھو تو ان کا مال (و اسباب) ان کے سپرد کر دو اور ان کے بڑے ہونے کے خوف سے مال کو فضول خرچی اور جلدی میں نہ کھاؤ اور جو دولت مند ہو اسے چاہیئے کہ وہ پرہیز کرے اور جو غریب ہو اسے چاہیئے کہ وہ بقدر ضرورت کھائے۔ پھر جب تم ان کا مال و اسباب واپس دو تو (چاہیئے کہ) اس پر (لوگوں کو) گواہ کر لو اور خدا ہی حساب لینے کے لئے کافی ہے۔ جو کچھ والدین اور قرابت والے (بطور ترکہ) چھوڑ جائیں اس میں مردوں کا حصہ ہے اور (اسی طرح) عورتوں کے لئے بھی اس ترکہ میں حصہ ہے جو ان کے والدین اور اقربا چھوڑ جائیں خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ (یہ) ٹھہرایا ہوا حصہ ہے۔ اور جب تقسیم (ترکہ) کے وقت (دور کے) رشتہ دار یتیم بچے اور مسکین حاضر ہوں تو انہیں بھی کچھ دے دو اور ان سے نرمی کے ساتھ بات کرو اور ان لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اس بات سے ڈریں کہ اگر وہ بھی اپنے پیچھے (ایسی ہی) کمزور اور ناتوان اولاد چھوڑ جاتے تو انہیں ان کے متعلق (کیسا) فکر ہوتا۔ پس چاہیئے کہ وہ اللہ سے ڈریں اور معقول بات کریں۔ یقیناً" وہ لوگ جو ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں۔ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں اور جلد دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔

شرح:۔ سورۂ بقرہ اور آل عمران میں ایمان و عمل کی دعوت تھی اور یہود و نصاریٰ کو بالخصوص اور اقوام عالم کو بالعموم اسلام کی طرف بلایا گیا تھا کہ یہی ایک مذہب حق ہے۔ ضمنا" یہود و نصاریٰ کی بد اعتدالیوں اور نافرمانیوں کا ذکر آیا۔ اور جس طرح انہوں نے اپنی شریعتوں کی بے حرمتی کی اور انبیاء کو ستایا وہ بھی بیان فرمایا۔ جس سے مقصود ایک طرف تو یہ تھا کہ خدا ترس انسان ان حقائق کو قبول کرتے ہوئے نفس کی شرارتوں سے نجات پائیں اور دین حق کو قبول کر لیں وہ دین جس کا معنی و مفہوم خوشی اور خلوص نیت سے احکام الٰہی کے سامنے سر جھکانا اور بالالتزام ان پر عمل کرنا ہے پھر تبلیغ حق کی راہ میں جو مشکلات آسکتی تھیں ان کا ذکر فرمادیا ہے۔ اور ان لوگوں کو ہر قسم کی مدد دینے کا وعدہ کیا ہے جو دین اسلام کی حمایت میں مجاہدانہ زندگی بسر کریں۔ سورۂ نساء میں اسلام کے تمدنی و معاشرتی قوانین کی توضیح و تشریح ہے کہ مسلمان کو اپنے اعزاء و اقارب اور یتامیٰ و بیوگان سے کیا سلوک کرنا چاہیئے۔ ایک دوسرے کی عصمت و عفت کو کس طرح محفوظ رکھا

جائے۔ بڑوں کی جائیداد کو کس تناسب سے ان کے رشتہ داروں میں تقسیم کیا جائے اور اس طرح کے اکثر قوانین جو حق و انصاف کا بہترین ذریعہ ہیں' بیان فرمائے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کیا اور دنیا کی دیگر اقوام کیا ہمیشہ سے سبھی عورت کی حق تلفی کرتے آئے ہیں اور ہمیشہ ایسی ذلیل اور ناقابل التفات قرار دیا گیا ہے کہ اس کے بیان سے مرد حق شناس کا زہرہ گداز ہو جائے۔ مرد نے عورت کا کوئی حق اپنے ذمے تسلیم نہیں کیا۔ مگر اپنے تمام جائز و ناجائز حقوق کی پابندیوں میں اسے نہایت بری طرح جکڑ رکھا ہے۔ ظاہر ہے کہ اسلام اس چیز کو کبھی گوارا نہیں کر سکتا تھا چنانچہ دنیا کو اس ظلم سے باز رکھنے کے لئے اس سورہ شریف کا اکثر و بیشتر حصہ نازل فرمایا اور عورت کے نام ہی سے اس کا عنوان رکھا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! جس طرح مرد پیدا ہوتا ہے اسی طرح سے عورت پیدا ہوئی ہے۔ جو ہستی مرد کو زندگانی بخشتی ہے وہی عورت کو۔ پس خدا سے ڈرو اور ایک ہی رحم سے پیدا شدہ ایک مرد اور ایک عورت کی باہمی مساوات کو اس طرح پامال نہ کرو کہ یہ ظلم ہے اور مجھ سے تمہارے افعال خواہ نیک ہوں یا بد پوشیدہ نہیں پس یاد رکھو کہ ظلم و ستم کی سزا بھگتنی ہوگی۔ اسی طرح اے اہل دنیا! تم یتیموں کے حقوق اور ان کے مال و دولت کی نگہداشت میں بھی بڑے لاپرواہ واقع ہوئے ہو دیکھو حیلے بہانے تراش کر اور اگر مگر کے پردے میں یتیموں کی اچھی اچھی چیزیں اپنی نکمی اشیاء سے نہ بدل لیا کرو کہ یہ سخت گناہ ہے اور نہ یتیموں کے مال و منال پر قبضہ کرنے کی نیت سے ان سے نکاح کرو۔ کہ مال ہضم کرنے کے بعد ان بچاریوں کے ساتھ ناانصافی کا سلوک کرنے لگو۔ دیکھو! اگر تمہیں ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا ہی ہے تو ایک چھوڑ چار عورتیں نکاح میں رکھ سکتے ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ چاروں کے ساتھ یکساں سلوک ہو۔ پوری پوری مساوات ہو۔ پورا پورا انصاف ہو۔ کسی کی طرف نظر التفات زیادہ نہ ہو۔ اور اگر اس چیز کو تم اپنے لئے مشکل اور ناممکن العمل پاؤ تو پھر ایک ہی عورت یا زر خرید لونڈی پر اکتفا کرو۔ نیز اس بات کو یاد رکھو کہ عورت کا مہر اسے بطیب خاطر ادا کر دینا چاہئے۔ اگر تم اس میں سے کچھ کھانا ہی چاہتے ہو تو صرف اسی قدر جو وہ اپنی مرضی اور خوشی سے بغیر تمہاری علانیہ یا خفیہ ریشہ دوانیوں کے تمہیں کھانے کو دیدے۔ عورت بے بس ہے اور یتیم بچے بھی بے بس ہوتے ہیں اسی طرح کم عقل اور نابالغ بھی بے بس اور تمہارے غور و پرداخت کے محتاج ہوتے

ہیں۔ دیکھو ایسے لوگوں کے مال و دولت کو ضائع مت ہونے دو۔ ان کے لئے ٹرسٹ (TRUST) قائم کرو۔ اور صرف اسی قدر ان کو کھانے پینے کو دو جتنا ان کے لئے بے حد ضروری ہے۔ ان کے ساتھ حسن سلوک اور خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔ جب وہ جوان ہو جائیں اور اپنی حفاظت آپ کرنے کے قابل ہوں تو بچیوں کو ان کا حصہ دے کر نکاح کر دو کہ وہ اپنے گھروں میں بخیر و خوبی رہیں سہیں۔ اور لڑکوں کو چند ایک گواہوں کے سامنے ان کی جائیداد دے دو یاد رہے تمام مدت تولیت اور سرپرستی کے اندر تم ایک پائی بھی فضول نہ خرچ کرو نہ تمہیں یہ خیال گذرے کہ یہ رشتے میں ہمارا شریک ہے۔ آؤ جلدی جلدی اس کا پیسہ اڑا دیں۔ کہ کل کو ہمارا ساجھی اور مد مقابل ہو کر نہ بیٹھ جائے۔ نہیں نہیں! تمہیں کوئی حق نہیں کہ جن بچوں کا متولی اور سرپرست تمہیں مقرر کیا گیا ہے ان کے مال و دولت میں سے اپنی ذات پر ایک دمڑی بھی خرچ کرو اگر تم کھاتے پیتے ہو اور جو وقت اس کے غور و پرداخت پر خرچ کر رہے ہو اس کا معاوضہ لئے بغیر بھی تمہارا گذارہ چل سکتا ہے تو ان سے ایک دمڑی نہ لو اور اگر تم غریب اور مفلوک الحال ہو تو پھر اس قدر واجبی معاوضہ لو جو بالکل دستور کے مطابق ہو اور کوئی شخص اسے ناانصافی سے تعبیر نہ کر سکے۔ اس سلسلے میں اس بات کو بھی یاد رکھو کہ جب کوئی شخص فوت ہو جائے تو اس کے ترکے میں جیسے مرد کے حقوق ہیں ویسے ہی عورت کے بھی حقوق ہیں۔ جائیداد خواہ کم ہو یا زیادہ اور اس میں حصہ داروں کے بڑے بڑے حصے ہوں یا چھوٹے چھوٹے جو کچھ بھی کسی کا حق ہو اس کو دیا جائے۔ یہ خیال نہ ہو کہ بے بس عورتوں، یتیم بچوں، کم عقل رشتہ داروں کو نقصان میں رکھ کر اپنا ہی قبضہ جما لو اور ان بچاروں کو بالکل محروم الارث رکھو اور اگر کچھ دو بھی تو دکھاوے کے طور پر ان کے جائز حصوں سے بہت کم۔ دیکھو خدا نے تمام حقداروں کے حصے مقرر کر دیئے ہیں جن کا اجمالی ذکر بھی آ گیا ہے۔ بس اسی کے مطابق جائیداد تقسیم ہو۔ اور دیکھو جب تقسیم جائیداد کے دن اپنے پرائے اور وہ جن کا حق ہے اور وہ جن کا کوئی حق نہیں جمع ہوں۔ تو حقداروں کو خوش اخلاقی اور خوشگواری سے ان کے حقوق ادا کر دو۔ اور جن کا کوئی حق نہیں انہیں نہایت سکون طبع اور حسن سلوک سے سمجھا دو کہ تمہارا کوئی حق نہیں انہیں تنگ نہ کرو اور یتیموں اور حقداروں کے مال میں سے بغیر حق کچھ لینے کے لئے ہمیں مجبور نہ کرو کہ ہم بھی امین ہیں اور خدا کے

روبرو ہمیں بھی اس کا جواب دینا ہے اور سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ جب تم متوفی کی جائیداد کو اس کے یتیم بچوں اور بچیوں میں تقسیم کرو تو تمہیں اپنی آنکھوں کے سامنے یہ منظر لانا چاہئے کہ اگر میں فوت ہو جاتا تو چھوٹے چھوٹے بچے جو میرے نور نظر ہیں۔ آج اسی طرح کسی کے حق و انصاف اور دلی ہمدردی کے محتاج ہوتے جس طرح آج یہ بچے میری دیانت و امانت اور حق و انصاف کے محتاج ہیں۔ دیکھو! حیلے بہانے اور مکرو فریب سے یتیم کے مال میں سے کچھ کھالینا ایسا ہی ہے جیسے انگارے نگل لینا۔

ترجمہ آیات ۱۱-۱۴:- تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ مرد کے لئے دو عورتوں کے حصوں کے برابر حصہ ہے۔ اگر لڑکیاں (دو یا) دو سے زیادہ ہوں۔ تو ترکے میں ان کا دو تہائی (حصہ) ہے اور اگر ایک ہی ہو تو وہ نصف کی مالک ہوگی اور مرنے والے کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ ملے گا۔ اگر وہ صاحب اولاد ہو اور اگر اس کے اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ اس کے (وارث) ہوں تو اس کی ماں کو تیسرا حصہ ملے گا اور باقی باپ لے گا اگر اس کے بہن بھائی ہوں تو پھر ماں چھٹا حصہ لے گی (یہ تقسیم) مرنے والے کی وصیت کی تعمیل اور اس کے قرضہ (کی ادائیگی) کے بعد (عمل میں لائی جائے) تمہارے ماں باپ اور تمہاری اولاد تم نہیں جانتے کہ ان میں سے کون نفع رسانی کے لحاظ سے تم سے قریب تر ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے مقرر شدہ ہے۔ یقین جانو کہ اللہ مصلحتوں سے واقف اور حکمت والا ہے۔ اور جو کچھ تمہاری بیویاں (ترکے میں) چھوڑ جائیں اس میں سے نصف کے تم حقدار ہو بشرطیکہ ان سے اولاد نہ ہو' اگر ان کے اولاد ہے تو تمہیں جو کچھ وہ چھوڑیں اس کا چوتھائی ملے گا (یہ تقسیم) مرنے والی کی وصیت کی تعمیل اور اس کے قرضے (کی ادائیگی) کے بعد (عمل میں لائی جائے) اور ان کے لئے جو کچھ تم چھوڑ جاؤ اس کا چوتھائی حصہ ہے بشرطیکہ تمہارے اولاد نہ ہو اور اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کے لئے تمہارے ترکے کا آٹھواں حصہ ہوگا (یہ تقسیم) تمہاری وصیت کی تعمیل یا قرضے (کی ادائیگی کے) بعد (عمل میں لائی جائے) اور اگر کوئی مرد یا عورت ہو (جو ترکہ چھوڑ جائے) اور اس کے نہ باپ ہو نہ بیٹا اور بھائی یا بہن ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر وہ (بہن بھائی) ایک سے زائد ہوں تو پھر وہ ایک تہائی میں برابر کے شریک ہوں گے (یہ تقسیم) مرنے والے کی وصیت اور اس کے قرضے

(کی ادائیگی) کے بعد (عمل میں لائی جائے) بشرطیکہ وہ (میت حقداروں کو) نقصان نہ پہنچائے۔ یہ اللہ کی طرف سے حکم ہے اور اللہ (بہتری کو) جاننے والا اور بردبار ہے۔ یہ اللہ کی حدبندیاں ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا اللہ اسے ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ (اسی راحت و خوشی میں) ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی (ہی) کامیابی ہے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدبندیوں سے تجاوز کر جائے اللہ اسے دوزخ میں داخل کرے گا وہ اسی میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسواکن سزا ہوگی۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں عورت، یتیم اور بے عقل لوگوں کے حقوق اور ان کے مال و منال کی غور و پرداخت کے متعلق حکم تھا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا تھا کہ مرنے والے کی جائیداد اس کے جائز ورثاء میں خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں مقرر کردہ تناسب سے تقسیم کر دینی چاہیے۔ اس رکوع میں ان مقررہ حصص اور تناسب کا ذکر ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! یہ اللہ کا حکم ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص فوت ہو جائے اور اپنے پیچھے اولاد چھوڑ جائے تو اس کی جائیداد کو یوں تقسیم کرو کہ لڑکے کو لڑکی سے دوگنا حصہ ملے اور فرض کیا کہ لڑکا کوئی نہیں ہے صرف ایک ہی لڑکی ہے تو متوفی کے قرضہ کی ادائیگی اور اس کی وصیت کی تعمیل کے بعد جو کچھ بچے گا اس میں سے نصف لڑکی کو ملے گا اور باقی کا نصف دوسرے رشتہ داروں کو حصہ بحصہ۔ اور اگر لڑکیاں ایک سے زائد ہوں تو انہیں قرضہ وغیرہ کی ادائیگی کے بعد کی بقیہ رقم کا دو تہائی حصہ دیا جائے گا اور باقی ایک تہائی میں دوسرے حقداروں کا حق ہے۔ یاد رکھو کہ جب کبھی جائیداد کو تقسیم کرنے لگو تو سب سے پہلے قرض کی ادائیگی کرو جو کچھ بچے اس میں سے وصیت کی تعمیل کرو۔ یہ دو چیزیں بہت ضروری قرار دی گئی ہیں۔ ہاں وصیت کا حکم یہ ہے کہ ادائیگی قرضے کے بعد جو کچھ بچے وصیت کی مالیت اس کے ایک تہائی سے زائد نہ ہو جب قرضہ ادا ہو چکا اور وصیت کی تعمیل ہو چکی اور میت کی تجہیز و تدفین کے خرچ اخراجات بھی الگ کر لئے گئے پھر تقسیم شروع ہوگی۔ اس میں سب سے پہلے متوفی کی اولاد کو حصہ دیا جائے گا جس کا طریقہ اوپر بیان ہو چکا ہے اس کے بعد میت کے ماں باپ کی باری آتی ہے اگر وہ دونوں زندہ ہوں اور میت کی اولاد بھی ہو تو پھر ان میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ ملے گا اور اگر اولاد نہ ہو

صرف والدین ہی وارث ہوں تو ماں کو تیسرا حصہ دیا جائے گا اور بقیہ اس کے باپ اور دور کے حقدار حصہ داروں میں تقسیم ہوگا۔ ہاں اگر ماں باپ کے علاوہ بہن بھائی بھی ہوں تو پھر ماں کو چھٹا حصہ دیا جاوے گا اور بقیہ میت کے والد اور اس کے بہن بھائیوں میں تقسیم ہوگا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو یاد رکھو تمہیں کوئی علم نہیں کہ تمہارے ماں باپ رشتہ دار اور اولاد میں نفع و نقصان کے لحاظ سے کون شخص تمہارے حق میں زیادہ مفید ہے اور کون مضر۔ لہٰذا کسی کی ناحق پاسداری مت کرو اللہ کے مقرر کردہ حصوں کے مطابق جائیداد تقسیم کرو۔ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یوں نہ سمجھو کہ ہمیں اس بات کا علم نہیں۔ نہیں ہم سے تمہارا کوئی عمل پوشیدہ نہیں ہے اور اس بات کو بھی یاد رکھو کہ اس تقسیم میں بہت بڑی حکمت ہے جس سے تمہیں فائدہ حاصل کرنا چاہئے اور دیکھو اگر تمہاری بیوی فوت ہو جائے اور اولاد چھوڑ جائے تو تمہیں اس کی جائیداد میں سے ایک چوتھائی حصہ دیا جائے گا اور اگر اولاد نہ چھوڑے تو پھر تمہیں نصف حصہ جائیداد کا ملے گا مگر اس میں وہی بات ملحوظ خاطر ہوگی کہ پہلے قرضے کی ادائیگی اور وصیت کی تعمیل ہو جائے اور اگر خاوند فوت ہو جائے اور اولاد چھوڑ مرے تو بیوی کو آٹھواں حصہ دیا جائے اور اگر اولاد نہ ہو تو بیوی کو چوتھا حصہ ملے۔ مگر سب سے پہلے قرضے کی ادائیگی اور وصیت کی تعمیل ضروری ہے۔ اگر کوئی ایسا شخص ہو کہ نہ اولاد چھوڑ کر مرے نہ ماں باپ ہاں اس کے بہن بھائی ہوں۔ مگر وہ بھی دوسری ماں سے۔ سگے وہ بھی نہ ہوں تو اس کا یہ حکم ہے کہ بھائی کو چھٹا اور بہن کو بھی چھٹا حصہ ملے گا اور اگر وہ زیادہ تعداد میں ہوں تو پھر کل ترکہ کا تہائی حصہ ان میں برابر تقسیم کر دو اور ہمیشہ یاد رکھو کہ یہ حد بندیاں اللہ کی مقرر کردہ ہیں۔ پس جو شخص ان اصولوں پر چلے اور رسول کا حکم مانے اسے تو ایسے باغات میں داخل کیا جائے گا جو سرسبز و شاداب ہوں گے۔ اور انسان کے لئے یہ بڑی ہی کامیابی ہے اور جو شخص اللہ کے احکام پر نہ چلے اور رسول کی نافرمانی کرے اس نے گویا اللہ کی حد بندیوں کو توڑا اور جو ایسا کرے اس کے لئے رسوا کن عذاب ہوگا۔ اے برصغیر کے نام نہاد مسلمانو! ڈرو اس خدائے جبار و قہار سے جس کے احکام کی نافرمانی کرتے ہوئے تم رسم و رواج کو شریعت پر ترجیح دیتے اور بے زبان و بے بس بیٹیوں کو محروم لاوارث قرار دے کر بیٹوں کے پیٹ میں دوزخ کا ایندھن بھرتے ہو اور سیاہ رو ہوتے ہو اور غور کرو تمہیں بیٹوں سے کیا نفع ہے۔ بیٹیوں

سے کیا نقصان۔ ڈرو خدائے قدوس سے۔ لڑکیوں کو اسی طرح اپنی جائیدادوں میں سے حصے دو جس طرح بیٹوں کو دیتے ہو۔

ترجمہ آیات ۱۵-۲۲:- اور تمہاری عورتوں میں سے جو بے حیائی کا کام کریں ان پر اپنے آدمیوں میں سے چار کی گواہی لو۔ پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ایسی عورتوں کو گھروں میں بند کر دو یہاں تک کہ موت ان کا کام تمام کر دے یا اللہ ان کے لئے کوئی دوسرا راستہ نکالے۔ اور جو دو مرد تمہاری جماعت میں سے بدکاری کا فعل کریں تو ان دونوں کو سزا دو اگر وہ توبہ کر لیں اور (آئندہ) اپنی اصلاح کر لیں تو پھر انہیں چھوڑ دو۔ یقین رکھو کہ اللہ توبہ کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اللہ یقیناً "توبہ انہیں لوگوں کی قبول کرتا ہے جو برا کام نادانی سے کر بیٹھیں۔ پھر جلدی ہی توبہ کر لیں ایسے ہی لوگ ہیں جن کی توبہ اللہ قبول کر لیتا ہے اور اللہ ہر بات جاننے والا اور حکمت والا ہے اور ان لوگوں کی توبہ (کوئی توبہ) نہیں جو (عمر بھر) برائیاں کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے جب کسی کے موت سامنے آ حاضر ہوئی تو کہنے لگے (یا رب) میں توبہ کرتا ہوں اس طرح ان لوگوں کی (توبہ بھی کوئی توبہ) نہیں جو حالت کفر ہی میں مرجاتے ہیں یہ لوگ وہ ہیں جن کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اے ایمان والو! تمہارے لئے یہ حلال نہیں کہ تم عورتوں کو (مرنے والے کی) میراث سمجھ کر ان پر زبردستی قبضہ کر لو اور نہ انہیں اس خیال سے روکے رکھو کہ جو کچھ تم لوگ انہیں (ایک دفعہ) دے چکے ہو اس کا کوئی حصہ لے لو۔ مگر اس صورت میں کہ وہ علانیہ بدچلنی کریں اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے رہو سہو اگر تم انہیں نہیں چاہتے تو یہ عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور خدا اس میں تمہارے لئے بھلائی رکھ دے اور اگر ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لانے کا ارادہ ہو اور تم نے اس کو ایک دولت کا ڈھیر بھی دے دیا ہو تو بھی اس سے کچھ نہ لو کیا تم بہتان لگا کر اور علانیہ گناہ کر کے (دیا ہوا مال ان سے واپس) لینا چاہتے ہو اور تم کیونکر واپس لے سکتے ہو؟ جب کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ مقاربت کر چکے ہو اور وہ تم سے پکا قول و قرار بھی لے چکیں اور نہ ان عورتوں کو نکاح میں لاؤ جنہیں تمہارے باپ نکاح میں لا چکے ہیں۔ ہاں جو ہو چکا سو ہو چکا یہ بڑی ہی بے حیائی اور نفرت کی بات تھی اور برا دستور تھا۔

شرح:- گزشتہ رکوع میں عورتوں کے حقوق کے سلسلے میں تقسیم جائیداد کا بیان آگیا

تھا اور اٹل قوانین کے ذریعے اسلام نے صنف نازک کے حقوق وراثت کو محفوظ کر دیا ہے اور مرد کے ساتھ اسے مساوی حقوق عطا فرمائے۔ مساوی سے مراد یہ ہے کہ جہاں مرد کا حصہ مقرر کیا وہاں عورت کا بھی۔ مگر چونکہ قدرتی طور پر مرد کے سر پر زیادہ ذمہ داریاں ہیں اسے عورت سے دگنا حصہ دلایا۔ اگر نگاہ حق بین سے دیکھا جائے تو مرد کے دو حصے عورت کے ایک حصہ کے برابر ہیں۔ اکثر دنیا کا خیال ہے کہ عورت اس واسطے قابل نفرت ہے اور اسے اس واسطے محروم الارث رکھا جاتا ہے کہ وہ بدکار ہوتی ہے اور ماں باپ اور بہن بھائی کی عزت پر بٹہ لگاتی ہے۔ اس رکوع میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے کہ سب عورتیں بدکار نہیں ہوتیں۔ بلکہ اکثر پاک دامن، عصمت مآب اور عفت شعار ہوتی ہیں اور جو بدکار ہوں انہیں سزا دو۔ گھروں میں بند رکھو۔ کسی سے ملنے جلنے نہ دو اور جب وہ دل سے توبہ کرلیں تو پھر ان سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ بعض کے گناہ یا قصور کی وجہ سے تمام عورتوں کو محروم الارث قرار دے دو۔ یہ سخت بے انصافی ہے اور کسی صورت میں قابل معافی نہیں۔ پھر اسی قدر نہیں مرد بھی تو بدکار ہوتے ہیں۔ انہیں کیوں محروم الارث نہیں کیا جاتا۔ دیکھو اگر مرد برائی کریں تو انہیں سزا دو اور اگر عورتیں افعال قبیحہ کی مرتکب ہوں تو انہیں بھی مارو پیٹو۔ جو کرے سو بھرے۔ دیکھو بدکاری و بے حیائی بھی گناہ ہے اور ورثہ کو قوانین بالا کی رو سے تقسیم نہ کرنا بھی گناہ ہے۔ پس تم سب لوگ اپنی اپنی جگہ توبہ کرو اور موت آنے سے پہلے پہلے نیکوکار بن جاؤ ورنہ دردناک عذاب سامنے ہے اور دیکھو عورتوں کو مال مویشی اور جمادات کی قسم سے شمار کر کے وراثت میں نہ لیا کرو وہ بھی تمہاری طرح انسان ہیں اور فاعل مختار اور نہ ان کا مال و دولت لوٹو۔ اور نہ ستاؤ۔ ہاں! اگر وہ ظاہرا طور پر بے حیائی کا بازار گرم کریں تو ان سے سب کچھ چھین لو اور ان کے سب راستے بند کر دو اور کہیں ان کا نکاح کر دو کہ عزت کی زندگی بسر کریں ایک اور بات ہے کہ جب تم کسی وجہ سے اپنی منکوحہ کو طلاق دو تو جو کچھ تم آج سے پہلے اس کو دے چکے وہ اس کا ہو چکا خواہ تم نے ڈھیروں دولت اس کو دے دی ہو۔ ہرگز ہرگز اس سے ایک دمڑی کی چیز واپس نہ لو کہ یہ بڑا سخت گناہ ہے۔

ترجمہ آیات ۲۳-۲۵:- (دیکھو!) تم پر تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں، تمہاری خالائیں، تمہاری بھتیجیاں، تمہاری بھانجیاں، تمہاری

دودھ پلانے والی مائیں، تمہاری دودھ کی بہنیں، تمہاری بیویوں کی مائیں (نکاح کے لئے تم پر) حرام ٹھہرائی گئی ہیں نیز تمہاری بیویوں کی (پچھلی) لڑکیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں اگر ان کی ماؤں سے زناشوئی کا تعلق پیدا کر لیا ہے (تو حرام ہیں) اگر تمہارا ان کا زناشوئی کا تعلق نہ ہوا ہو تو پھر ان کی لڑکیوں کو نکاح میں لانا کوئی گناہ نہیں اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری پشت سے ہیں (وہ بھی تم پر حرام ہیں اور یہ بھی حرام ہے) کہ تم دو بہنوں کو جمع کرو ہاں جو ہو چکا سو ہو چکا۔ یقین رکھو کہ اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے اور وہ عورتیں (بھی تم پر حرام ہیں) جو دوسروں کے نکاح میں ہوں ماسوا ان عورتوں کے جو تمہاری لونڈیاں بن جائیں اور یہ (حرمتیں) اللہ کی طرف سے تم پر فرض کی گئی ہیں اور ان کے سوا جو کچھ ہے وہ تم پر حلال ہے یوں کہ مال خرچ کر کے انہیں نکاح میں لاؤ۔ پاکبازی مد نظر ہو زنا کا ارادہ نہ ہو پھر جو کچھ تم ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ اس کے بدلے ان کا مقررہ مہر انہیں دو اور مقرر ہو چکنے کے بعد باہمی رضامندی سے اگر تم کسی (کمی بیشی) پر رضامند ہو جاؤ تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔ یقین رکھو کہ اللہ کو (تمہارے متعلق) ہر بات کا علم ہے اور اس کا ہر کام حکمت رکھتا ہے۔ اور جو تم میں سے اس بات کا مقدور نہ رکھتا ہو کہ مومن شریف زادیوں کو نکاح میں لا سکے تو وہ ان نوجوان مومن لونڈیوں کو نکاح میں لا سکتا ہے جو تمہارے قبضہ میں آ گئی ہوں اور اللہ تمہارے ایمان کو بہتر جانتا ہے (انسان ہونے کے لحاظ سے) تم ایک دوسرے کی جنس سے ہو اس لئے تم ایسی عورتوں کو ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح میں لے آؤ اور دستور کے مطابق انہیں ان کے مہر دو (مگر ہاں) وہ پاکباز اور عفت شعار ہوں۔ بدکار و بدچلن نہ ہوں اور نہ چوری چھپے (غیروں سے) دوستی رکھنے والی ہوں۔ پھر جب یہ عورتیں نکاح میں آ جائیں تو اگر ان سے بے حیائی کا کام سرزد ہو تو انہیں آزاد عورتوں سے آدھی سزا دی جائے گی۔ یہ ان لوگوں کے لئے ہے جنہیں تم میں سے بدکاری کا خوف ہو اور صبر کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں اس بات کا بیان تھا کہ بدکار عورتوں اور بدکار مردوں کو کیا سزائیں دینی چاہئیں کہ دوبارہ انہیں ایسے افعال قبیحہ کی جرات نہ ہو۔ نیز یہ کہ جب کوئی شخص فوت ہو جائے تو اس کے ورثاء کو بیوہ کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے۔ آخر میں مطلقہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کے مہر دلائے جانے کے متعلق احکام

صادر فرمائے تھے اس رکوع میں ان رشتوں کا ذکر ہے جن میں باہم نکاح جائز نہیں۔ مثلاً خون کی طرف سے ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی یہ سات رشتے ہوئے اسی طرح دودھ کی طرف سے بھی یہی سات رشتے ہیں جن سے کوئی شخص شادی نہیں کر سکتا دودھ پلانے والی ماں اسی تعظیم کی مستحق ہے جو جننے والی ماں کا حق ہے۔ علی ہذا القیاس اس کی بیٹی بہن وغیرہ۔

سوتیلی ماں اور اس کی لڑکی سے شادی جائز نہیں۔ پھر فرمایا کہ بہو سے بھی نکاح درست نہیں اور نہ دو سگی بہنوں سے ایک ہی وقت شادی کی جا سکتی ہے۔

زنا دنیا میں سب سے بڑی بے حیائی اور سب سے بڑا گناہ ہے۔ اس سے دنیا کا امن تباہ اور نسب خلط ملط ہو جاتا ہے۔ شرافت، خیالات کی پاکیزگی، بنی نوع انسان کی ہمدردی یا حیا و عفت اور اسی قسم کی دوسری پسندیدہ اور شریفانہ صفات عموماً نجیب الطرفین لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔ مشکوک النسب اور برے لوگوں میں تخیل کی رفعت اور عزائم کی استواری کا نشان نہیں ہوتا اسی لئے اس بے حیائی کو روکنے اور انسان کو بلند صفات کا حامل بنانے کے لئے اسلام نے زنا اور اس کے تمام ذرائع کو حرام قرار دیا ہے۔ فرمایا ہے کہ جو عورتیں شوہر والی ہیں اور کسی کے عقد نکاح میں آچکی ہیں وہ بھی تم پر حرام ہیں اگر تم پاکباز رہنا چاہتے ہو تو مذکورہ الصدر رشتوں اور عورتوں کو چھوڑ کر جس کسی سے چاہو مال خرچ کر کے نکاح کر لو۔ مگر یہ نکاح ازدواجی زندگی کی پابندیوں کے لئے ہو عیاشی اور حرام کاری کے لئے نہ ہو اور اس بات کی پھر تاکید ہے کہ جو کچھ بطور مہر عورت کو دینا کر لو وہ اسے بخوشی ادا کر دو اگر تمہیں شریف اور آزاد عورت میسر نہ آئے تو تم لونڈی سے نکاح کر سکتے ہو۔ جو عین ممکن ہے کہ تمہارے حق میں بہتر ثابت ہو اور تم دونوں مل کر احکام خداوندی کے مطابق زندگی بسر کر سکو۔

ترجمہ آیات ۲۶-۳۴:- اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے واسطے (احکام شرعی) واضح کر دے اور ان لوگوں کے طریقوں کی رہنمائی کرے جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں اور تم پر کرم کرے اور اللہ (بہتری) کو جاننے والا اور حکمت والا ہے اور اللہ تو چاہتا ہے کہ تم پر رحم فرمائے اور وہ لوگ جو نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑے ہیں چاہتے ہیں کہ تم کجی کی طرف بہت زیادہ جھک جاؤ۔ خدا تو چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے اور (حقیقت یہ ہے

کہ) انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ اے ایمان والو! آپس میں ناجائز طریق سے ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ۔ ہاں باہمی رضامندی سے تجارت ہو (تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں) اور ایک دوسرے کو قتل نہ کرو یقین جانو کہ اللہ تم پر بڑا رحم کرنے والا ہے۔ جو سرکشی اور ظلم سے ایسا کام کرے گا ہم عنقریب اسے آگ میں جھونکیں گے اور اللہ کے لئے ایسا کرنا بہت ہی آسان ہے اور اگر تم ان بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے باز رہو تو ہم ضرور تمہارے (چھوٹے چھوٹے) قصور معاف کر دیں گے اور تمہیں ایک باعزت جگہ میں داخل کریں گے۔ اور اللہ نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر جو فضیلت دی ہے اس کے بارہ میں تمنا نہ کرو مردوں کے لئے وہی حصہ ہے جو وہ کمائیں اور عورتوں کے لئے وہ جو انہوں نے حاصل کیا اور اللہ سے اس کا فضل طلب کرو۔ بے شک اللہ کو ہر چیز کا علم ہے اور والدین اور قریبی رشتہ دار جو کچھ بطور ترکہ چھوڑ جائیں اس سب کے لئے ہم نے حقدار ٹھہرا دیئے ہیں اور جن لوگوں سے تم عہد و پیمان کرلو انہیں بھی ان کا حصہ دو۔ بیشک اللہ ہربات پر شاہد ہے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں یہ بتایا گیا تھا کہ کن کن عورتوں کو نکاح میں لیا جا سکتا ہے اور میاں بیوی کے تعلقات کو خوشگوار رکھنے اور پاکباز و عفت شعار رہنے کے لئے مرد اور عورت کو کن کن اصولوں پر کاربند ہونا ضروری ہے۔ اس رکوع میں سلسلہ بیان کو جاری رکھتے ہوئے اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کے ذریعہ تم پر یہ احکام اس واسطے نازل کیے گئے ہیں کہ

(۱) جس طرح تم سے پہلے نیک انسان ان اصولوں پر عمل پیرا ہو کر سعادت دارین حاصل کر چکے ہیں تم بھی وہی سعادت حاصل کر سکو۔

(۲) بے فائدہ رسمی مشکلات کی جکڑ بندیوں سے نکل کر ایک یقینی راہ پر پڑ جاؤ اور آرام و سہولت اور عزت و صحت کی زندگی بسر کرو۔

(۳) جو گناہ تم کر چکے ہو اور جن مشکلات میں پھنس کر دل برداشتہ اور حیران پریشان ہو چکے ہو ان سے توبہ کر کے سیدھی اور بے خطا راہ اختیار کر سکو۔

(۴) کہیں نفس پرستی میں سرشار ہو کر نظام معاشرت کو تباہ نہ کر ڈالو۔

ارشاد ہوتا ہے کہ انسان ہر لحاظ سے کمزور و ناتواں ہے اس لئے ہم اس کی رہنمائی

الْوَھَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ الْحَکَمُ الْعَدْلُ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ الْحَلِیْمُ الْعَظِیْمُ الْغَفُوْرُ الشَّکُوْرُ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ الْحَفِیْظُ الْمُقِیْتُ الْحَسِیْبُ الْجَلِیْلُ

الصَّبُوْرُ الرَّشِیْدُ الْوَارِثُ الْبَاقِیْ الْبَدِیْعُ الْھَادِیْ النُّوْرُ النَّافِعُ الضَّارُّ الْغَنِیُّ الْمُغْنِیْ الْجَامِعُ الْمُقْسِطُ مَالِکُ الْمُلْکِ الرَّءُوْفُ الْعَفُوُّ الْمُنْتَقِمُ التَّوَّابُ الْبَرُّ الْمُتَعَالِیْ الْوَالِیْ الْبَاطِنُ الظَّاھِرُ الْاٰخِرُ الْاَوَّلُ الْمُؤَخِّرُ الْمُقَدِّمُ الْمُقْتَدِرُ الْقَادِرُ الصَّمَدُ الْوَاحِدُ ذُوالْجَلَالِ الْمُحْیِیْ الْمُعِیْدُ الْمُبْدِیْ

کرتے ہیں اور ترغیب و ترہیب کے طریقوں سے برائی کرنے سے ڈراتے اور نیکی پر ابھارتے رہتے ہیں تاکہ اس کا ضعف دور ہو۔ اور اس کو قوت پہنچے۔ اللہ فرماتا ہے کہ اسلام زندگی کے تمام شعبوں کی اصلاح کرتا ہے اس لئے وہ صرف چند رسموں کو ادا کرلینا کافی نہیں سمجھتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ زہد و عبادت سے لے کر معاملات تک میں دین داری کی روح تم میں موجود ہونی چاہئے وہ قوم جس کے افراد دین دار اور راست باز نہ ہوں حقیقت میں مردہ اور پست قوم ہے۔

لہٰذا چاہئے کہ تمام افراد نہایت راست باز دیانت دار اور ایثار شعار ہوں۔ ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقوں سے نہ کھائیں نہ ایک دوسرے سے دھوکہ فریب کا معاملہ کریں بلکہ کامل خلوص اور سچی ہمدردی سے ایک دوسرے کی مدد کریں اگر تم ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر تجارت کر رہے ہو تو چاہئے کہ صرف اپنا اپنا حصہ کھاؤ اور وہ بھی پوری دیانتداری اور باہمی رضامندی کے ساتھ۔ نیز ظلم و ستم اور تنگ دستی کے خوف سے اپنے ایسے انسانوں کو قتل مت کرو اور اگر اس سے قبل قتل کا ارتکاب کر چکے ہو تو آئندہ کے لئے توبہ کرو۔ اگر تم ان بڑے بڑے گناہوں سے باز رہے جو نظام تمدن و معاشرت کو فنا کر دیتے ہیں تو تمہاری چھوٹی چھوٹی لغزشیں معاف کر دی جائیں گی۔ لوگو! یہ مت خیال کرو کہ مرد ہی عنایات خداوندی کے سزاوار ہیں اور عورتیں یکسر معتوب۔ نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ اگر مرد نیک کام کرتے ہیں تو وہ نیکی کا اجر پاتے ہیں اور اگر عورتیں نیک کام کرتی ہیں تو وہ اجر پاتی ہیں۔ اس میں کوئی خصوصیت نہیں۔ جو برا کام کرے۔ خواہ مرد ہو یا عورت اپنے کئے کی سزا پاتا ہے۔ اس لحاظ سے مرد اور عورت یکساں ذمہ دار ہیں۔ باقی رہا تقسیم جائیداد کا معاملہ تو اس بارے میں پہلے ہی مفصل احکام بتائے جا چکے ہیں۔ پس حقداروں کو ان کے پورے پورے حصے ادا کرو۔

ترجمہ آیات ۳۴-۴۲:- مرد عورت کے نگران و محافظ ہیں کیونکہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس لئے کہ مرد اپنا مال (عورتوں پر) خرچ کرتے ہیں۔ پس نیک عورتیں (خاوندوں کی) فرمانبردار ہیں اور غائبانہ خدا کی عنایت سے (تمام امور کی) حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں اور جن عورتوں کی سرکشی کا تمہیں اندیشہ ہو تو پہلے انہیں نصیحت کرو اور ان کو بستر خواب پر تنہا چھوڑ دو اور (پھر بھی نہ مانیں تو) انہیں

مارو اور اگر مان جائیں تو پھر ان کے خلاف کوئی راہ نہ ڈھونڈو۔ یقین جانو کہ اللہ سب سے بلند اور سب سے بڑا ہے۔ اور اگر تمہیں ان کے درمیان نا اتفاقی کا اندیشہ ہو تو ایک "ثالث" خاوند کے کنبے سے اور ایک بیوی کے کنبے سے مقرر کرو اور اگر وہ دونوں دل سے اصلاح چاہیں تو اللہ ضرور ان کے درمیان باہمی موافقت پیدا کر دے گا بیشک اللہ سب کچھ جاننے (والا) اور ہر بات کی خبر رکھنے والا ہے اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ اور (چاہیے کہ) تم والدین کے ساتھ قرابتداروں کے ساتھ، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ، پڑوسیوں کے ساتھ، قرابتدار ہوں۔ یا اجنبی، پاس کے اٹھنے بیٹھنے والوں کے ساتھ مسافروں کے ساتھ اور لونڈی، غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ یاد رکھو کہ اللہ اکڑفوں دکھانے والے متکبروں کو پسند نہیں کرتا۔ (یعنی) ان کو جو خود بخیل ہیں اور لوگوں کو بخل کی تعلیم دیتے ہیں اور اللہ نے اپنے فضل و کرم سے جو کچھ انہیں دے رکھا ہے اسے چھپاتے ہیں اور ایسے منکروں کے لئے ہم نے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے اور اللہ ان لوگوں کو بھی پسند نہیں کرتا جو محض لوگوں کے دکھاوے کے لئے مال خرچ کرتے ہیں اور اللہ اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور شیطان جس کا ساتھی ہو تو وہ برا ساتھی ہے اور ان کا کیا بگڑتا اگر وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتے اور اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے (اس کی راہ میں) خرچ کرتے اور اللہ ان سے خوب واقف ہے۔ اللہ کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔ اگر (ذرہ برابر کسی نے) نیکی (کی) ہو تو وہ اسے دگنا کر دے گا اور اپنے پاس سے بہت بڑا اجر دے گا۔ پھر کیا حال ہوگا (اس دن جبکہ) ہم ہر ایک امت میں سے ایک گواہ مہیا کریں گے اور آپ کو بھی ان سب پر گواہی کے لئے طلب کریں گے۔ جن لوگوں نے راہ کفر اختیار کی ہے اور رسول کی نافرمانی کی ہے وہ اس دن تمنا کریں گے کہ کاش زمین میں دھنس جائیں (اس دن) اللہ سے وہ کوئی بات پوشیدہ نہ رکھ سکیں گے۔

شرح:۔ اب تک جو کچھ کہا گیا ہے وہ مرد و عورت کے بارے میں کہا گیا ہے اور زن و شوہر کے باہمی تعلقات خوشگوار رکھنے کی وصیت کی گئی ہے۔ مگر عورتوں کو معلوم ہونا ہے کہ مرد ان کی ضروریات زندگی کے کفیل ہیں اور اپنی گاڑھے پسینے کی کمائی بے دریغ ان کے ہاتھ میں دے رہے ہیں۔ تاکہ وہ خود کھائیں اور بچوں کی نگہداشت کریں۔ لہٰذا

عورت کو چاہئے کہ وہ مرد کو اپنا سرپرست اور حاکم تصور کرے۔ یاد رکھو نیک عورتیں وہی ہوتی ہیں جو خاوندوں کی اطاعت شعار اور ان کی غیر حاضری میں بھی ان کے مفاد کی حفاظت کرتی ہیں۔ مردوں کو حق پہنچتا ہے کہ اگر عورت سرکش ہو جائے اور فرمانبردار نہ رہے تو وہ اسے مناسب سزا دے دیں اور نرمی یا سختی سے جس طرح موزوں ہو اسے راہ راست پر لائیں۔ ہاں جب وہ اطاعت قبول کرلے گی تو خاوند خود اس پر مہربان ہو جائے گا اگر نوبت یہاں تک پہنچ جائے کہ میاں بیوی کی باہمی مصالحت کی کوئی صورت نظر نہ آتی ہو تو اس صورت میں یہ مقدمہ دو ثالثوں کے سپرد ہونا چاہئے اور ثالثوں کو چاہئے کہ وہ ان کے درمیان حقیقی مصالحت کے لئے سرتوڑ کوشش کریں۔

اس کے بعد مرد عورت سب کو حکم ہوتا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس عبادت میں کسی کو شریک نہ بناؤ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو قرابتداروں کے حقوق ادا کرو یہ نہ ہو کہ عورت آئے اور خاوند کو اس کے والدین کی خدمت کرنے یا قرابتداروں سے میل جول رکھنے سے منع کرے اور اس طرح اسے خدا کا نافرمان اور دوزخ کا ایندھن بنائے نہ مرد کو چاہئے کہ وہ عورت کو اس کے ماں باپ اور رشتہ داروں سے قطع تعلق پر مجبور کرے۔ نیز یتیموں مسکینوں اور پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ حتی کہ بیٹھنے والوں کو بھی اپنا گرویدہ بنا لو۔

لیکن اے مردو اور عورتو! اگر تم نے اپنے پرایوں سے حسن سلوک کرنے اور فراخدلی سے پیش آنے میں بخل و کمینگی سے کام لیا اور ہمارے ان مشرح و مفصل احکام کو پس پشت ڈالا یا نظرانداز کردیا تو یاد رہے کہ تمہیں سخت سزائیں دی جائیں گی۔

ایک اور ضروری بات یاد رکھو کہ مرد عورت کے باہمی تعلقات کے سلسلے میں کیا اور دوسرے عام معاملات کے سلسلے میں کیا جب کسی سے حسن سلوک کا معاملہ کرو تو اس کا داعیہ صرف تعمیل حکم باری ہو۔ عزت و شہرت حاصل کرنا نہ ہو کیونکہ محض عزت یا شہرت چاہنے کے لئے نیکی کا کام کرنا شیطانی کام ہے اور اس پر اللہ کے ہاں کوئی اجر مرتب نہیں ہوتا آگے چل کر متعجبانہ لہجہ میں پوچھا ہے کہ جب تمہیں نیکی ہی کرنا ہے تو خدا پر ایمان رکھتے ہوئے اور محض اس کی خوشنودی طلب کرتے ہوئے تم کیوں نیکی نہیں کرتے جس سے خدا بھی خوش ہو جائے گا' دنیا بھی سنور جائے گی اور عزت و شہرت بھی حاصل

ہوگی۔ اگر خدا کو خوش کرنے کا داعیہ تمہارے اندر موجود نہ ہو تو جو کام بھی کرو گے خواہ وہ بظاہر نیک ہو۔ ضائع جائے گا اور اس میں برکت پیدا نہ ہوگی۔ بالآخر ہر دو جہاں میں نقصان اٹھانا پڑے گا۔ فرماتا ہے کہ یوم آخرت اور یوم حساب کا منظر ہر شخص کے لئے خوش کن نہیں۔ جن لوگوں نے ہمارے احکام کی پرواہ زندگی میں نہیں کی اور اپنی خواہشوں پر چلے اس دن انہیں اپنی تمام غلطیوں اور اپنے تمام گناہوں کا اعتراف کرنا پڑے گا اور ایسا دردناک عذاب جھیلنا ہوگا کہ مٹی میں دھنس جانا پسند کریں گے مگر عذاب نہ چاہیں گے۔

ترجمہ آیات ۴۳-۵۰:- اے ایمان والو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ حتیٰ کہ تمہیں جو (زبان) سے کہہ رہے ہو۔ معلوم ہو اور (اسی طرح) جنابت کی حالت میں (نماز نہ پڑھو) جب تک کہ غسل نہ کرلو۔ ہاں یہ کہ راہ چلتے مسافر ہو (تو تیمم کرکے نماز پڑھ سکتے ہو) اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی آدمی جائے ضرور سے فارغ ہو کر آئے یا تم عورت کے پاس جاؤ تو اگر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرلو۔ اور چہرے اور ہاتھوں پر مسح کرو۔ بلاشبہ اللہ درگذر کرنے والا اور بخشش والا ہے کیا آپ نے ان لوگوں کی حالت نہیں دیکھی جنہیں کتاب الٰہی (کے علوم) میں سے ایک حصہ دیا گیا تھا وہ (کیونکہ) گمراہی خرید رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی راہ راست سے بھٹک جاؤ اور اللہ تمہارے دشمنوں کو اچھی طرح جانتا ہے اور اللہ کا دوست ہونا ہی (آدمی کو) بس کرتا ہے اور اللہ کا مددگار ہونا ہی کافی ہے۔ یہودیوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو لفظوں کو ان کی جگہ سے پھیر دیتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہیں مانتے اور تم سنو خدا نہ سنوائے۔ زبانیں مروڑ مروڑ کر کہتے ہیں اور دین میں طعنہ زنی کرتے ہیں اگر کہتے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی اور آپ سنیں اور توجہ فرمائیں تو ان کے لئے یقیناً" بہتر اور درست ہوتا لیکن (حقیقت یہ ہے کہ) ان کے (پیہم) کفر کی وجہ سے اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے پس ایک قلیل تعداد کے سوا سب کے سب ایمان سے محروم رہیں گے۔ اے وہ لوگو! جنہیں کتاب دی گئی تھی جو کتاب ہم نے (اب) نازل کی ہے (اور جو) ان کتابوں کی تصدیق کرتی ہے جو تمہارے پاس موجود ہیں اس پر اس وقت سے پہلے ایمان لے آؤ کہ ہم لوگوں کے چہرے مسخ کرکے پیٹھ پیچھے پھیر دیں یا ان کو اسی طرح ملعون ٹھہرا دیں جیسا کہ

اصحاب سبت کو ملعون ٹھہرایا تھا اور اللہ کا حکم پورا ہو کر رہے گا۔ بیشک اللہ یہ (جرم) نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے سوا جو گناہ۔ وہ جس کو چاہے بخش دے گا اور جس نے (کسی) کو اللہ کا شریک ٹھہرایا اس نے یقیناً" بہت بڑا گناہ کیا (اور) اللہ پر بہتان باندھا۔ کیا آپ نے ان لوگوں کی حالت نہیں دیکھی جو اپنی پاکبازی کی آپ تعریف کرتے ہیں بلکہ اللہ جسے چاہے پاک کردے اور کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ دیکھئے تو یہ لوگ اللہ پر کس طرح جھوٹا بہتان باندھ رہے ہیں اور صریح گناہ کے لئے تو یہی کافی ہے۔

شرح:- اس رکوع میں اللہ فرماتا ہے کہ تم ان معاشرتی و اقتصادی اور تمدنی اصولوں پر کاربند نہیں ہو سکتے جب تک اخلاقی اور روحانی قوتوں کو مضبوط نہ کر لو تم کمزور ہو۔ عمدہ اخلاق اور روحانی ذکرو اذکار تمہاری تمام کمزوریوں کو دور کر دیں گے اس مطلب کے لئے بہترین چیز "نماز" ہے۔ مگر کون سی "نماز؟" وہ نماز نہیں جس کی ادائیگی کے وقت تم مدہوشانہ کھڑے ہو' نہ سمجھتے ہو کہ ہم کہاں کھڑے ہیں 'کیا کرتے ہیں 'کیا اقرار ہمارے منہ سے نکل رہا ہے کیا دعائیں ہم مانگ رہے ہیں کن باتوں پر کاربند رہنے کا وعدہ کر رہے ہیں۔ نہیں یہ نماز نہیں بلکہ وہ نماز جس میں تمہارے ہوش و حواس قائم ہوں جس میں تم یہ محسوس کرو کہ ہم خدا کو دیکھ رہے ہیں اور اگر یہ مقام حاصل نہ کر سکو تو پھر یہ خیال کرو کہ خدا ہمیں دیکھ رہا ہے۔ ہماری باتوں کو سن رہا ہے ہم اس سے مانگ رہے ہیں۔ وہ ہمیں دینے کا وعدہ کر رہا ہے ہم گناہوں پر اظہار ندامت و تاسف کر رہے ہیں۔ وہ ہمیں معاف کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ دیکھو دوبارہ یہ گناہ سرزد نہ ہو۔

ہاں ہاں نماز وہی نماز ہے جو برائی کرنے سے تمہیں روک دے نیکی کی طرف تمہیں راغب کرے۔ اگر تم نماز بھی پڑھتے ہو اور جھوٹ بھی بولتے ہو دغا فریب بھی کرتے ہو کبائر کے مرتکب بھی ہوتے ہو تو وہ نمازیں ہوش و حواس کی حالت میں نہیں پڑھی گئیں۔ بلکہ نشہ و سکر کی حالت میں ادا ہوئیں۔

نماز کی پابندی یہاں تک اختیار کر لو کہ اگر بیمار ہو اور پانی کا استعمال تمہارے لئے مضر ہے اور وضوء نہیں کر سکتے یا سفر کی حالت میں ہو اور وضو کے لئے پانی دستیاب نہیں ہوتا تو نماز نہ چھوڑو مٹی ہی سے تیمم کر کے ادا کر لو پس اس طرح تمہارے اندر اس قدر

اخلاقی قوت پیدا ہو جائے گی کہ عملی زندگی کی تمام مشکلات پر قابو پا لو گے۔ دیکھو، یہی احکام بنی اسرائیل پر نازل ہوئے تھے مگر انہوں نے اخلاقی و روحانی خوبیاں بالکل حاصل نہ کیں اسی واسطے وہ تعمیل احکام نہ کر سکے اور وہ راہ راست سے بھٹک کر بہت دور جا پڑے اب بھی گمراہ قومیں یہی چاہتی ہیں کہ راہ راست پر چلنے والوں کو اپنی طرح گمراہ کر لیں اور جو ان کے پیچھے ہو لے گا اسے خدا کے ہاں سے کوئی یاوری نصیب نہ ہوگی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ یہود کو جب یہی احکام دیئے گئے تو ان لوگوں نے ان احکام کی عبارت کو الٹ پلٹ کر بیان کیا اور معنوں میں تاویلیں پیدا کیں ادھر سے ایک بات سنی ادھر ہنسی میں اسے گنوا دیا اور اسی طرح کفران کی گھٹی میں داخل ہو گیا۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ ایمان لے آتے اور تعمیل احکام میں اپنی زندگی بسر کرتے۔ اللہ فرماتا ہے کہ اے اقوام عالم! اپنی زندگی ہی کے دنوں میں قرآن اس کے احکام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ ورنہ یاد رکھو کہ تم پر ہماری لعنتیں پڑیں گی۔ دیکھو خدا اور سب کچھ برداشت کر سکتا ہے مگر اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کے احکام کے بالمقابل کسی دوسرے احکام کی تعمیل کی جائے اس چیز کو قرآن نے شرک کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور شرک کو ایک ناقابل معافی جرم ٹھہرایا ہے۔ آخر میں اللہ فرماتا ہے کہ یہود جو تورات کی تعلیمات کو پس پشت ڈال چکے ہیں وہ باوجود تمام بدعنوانیوں اور سیاہ کاریوں کے اپنے آپ کو پاک و صاف سمجھتے اور خدا کی چہیتی قوم جانتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے ایک یہود پر کچھ منحصر نہیں تمام گمراہ قوموں کی یہی کیفیت ہوتی ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ خدا کو صرف اسی کی چاہت ہے جو نیکوکار ہو اور اس کے احکام بجا لائے۔

ترجمہ آیات ۵۱-۵۹:- کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنہیں کتاب الٰہی (میں سے علم) کا کچھ حصہ دیا گیا تھا (باوجود اس کے) وہ بتوں پر اور شیطانوں پر ایمان لاتے ہیں اور کافروں کی نسبت کہتے ہیں کہ مسلمانوں سے تو یہی لوگ زیادہ راہ راست پر ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے ملعون ٹھہرایا ہے اور جس کو اللہ ملعون ٹھہرائے تم کسی کو اس کا مددگار نہ پاؤ گے۔ کیا ان کا بادشاہت میں کوئی حصہ ہے؟ جب تو وہ لوگوں کو اس میں سے ذرہ برابر چیز بھی نہ دیتے۔ یا خدا نے اپنے فضل سے لوگوں کو جو کچھ عطا کیا ہے اس پر یہ جلتے ہیں۔ سو ہم نے خاندان ابراہیم علیہ السلام کو کتاب اور حکمت دی اور انہیں عظیم

الشان سلطنت بھی عطا کی۔ پھر بعض تو ان میں ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائے اور بعض نے روگردانی کی اور ان کے لئے دہکتی ہوئی آگ ہی کافی ہے۔ یقیناً "جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا ہم عنقریب انہیں دوزخ کی آگ میں جھونکیں گے جب ان کی کھالیں جل جائیں گی تو ان کو دوسری (نئی) کھالوں سے بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب کا مزہ چکھیں۔ بیشک اللہ بڑا غالب اور حکمت والا ہے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے ہم عنقریب انہیں ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہاں ان کے لئے پاک صاف بیویاں ہوں گی اور بڑے گھنے سایہ میں ان کو جگہ دیں گے۔ (یاد رکھو) خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ چکانے لگو تو عدل و انصاف سے فیصلہ کرو (دیکھو وہ) بہت اچھی بات ہے جس کی خدا تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ بیشک اللہ سب کچھ سننے والا اور (سب کچھ) دیکھنے والا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ان لوگوں کی اطاعت کرو جو تم میں صاحب حکومت ہیں۔ پھر اگر کسی بات میں اختلاف کرنے لگو تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو اگر تم اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے اور اسی میں آخر کار خوبی ہے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں بتایا گیا تھا کہ خدا کی فرمانبرداری اور نیک کام کرنے کے لئے روحانی اخلاقی طاقتوں سے کس طرح اپنے آپ کو مسلح کرنا ضروری ہے نیز بتایا گیا تھا کہ جو لوگ ان قوتوں کو حاصل نہیں کرتے وہ کس طرح ناکام رہتے ہیں۔ مثلاً "یہود کے طرز عمل کی طرف اشارہ تھا جو اپنی ہوس کاری اور غفلت کی وجہ سے روحانی و اخلاقی طاقتوں کو بالکل تباہ کر چکے تھے۔ اس رکوع میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہود نے مسلمانوں کی ضد میں آکر حق و صداقت کا بالکل گلا گھونٹ دیا ہے۔ آج سے پہلے وہ جن بت پرستوں اور مشرکوں کو نگاہ حقارت سے دیکھتے اور انہیں کافر سمجھتے تھے۔ آج مسلمانوں کے مقابلہ میں انہیں ترجیح دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ خواہ مشرکین کتنے ہی برے کیوں نہ ہوں مسلمانوں سے اچھے ہیں۔

بات یہ ہے کہ گروہ بندی اور فرقہ وارانہ تعصبات نے جن لوگوں کو تنگ خیال بنا

دیا ہو ان سے بھلائی کی توقع ہی عبث ہے۔ کیونکہ وہ اس قدر تنگ دل اور خود غرض ہو جاتے ہیں کہ اگر انہیں تمام دنیا کی بادشاہت بھی دے دی جائے تو وہ سب کچھ خود سمیٹنا چاہتے ہیں۔ کسی دوسرے کو رتی برابر چیز دنے دینے کے روادار نہیں ہوتے۔ ایسے لوگ بھلا دوسروں کی قیادت و سیادت کو کب تسلیم کرنے لگے۔ اللہ فرماتا ہے ان لوگوں کا علاج یہی ہے کہ جہنم کی آگ میں پڑے رہیں اور عذاب کی سختیاں جاری رہیں نہ موت آئے اور نہ مخلصی ہو۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اے ایمان والو! تمہارے لئے یہ لازمی امر ہے کہ تم ہمیشہ حق و صداقت کا ساتھ دو۔ لوگوں کی امانتیں خواہ وہ مالی امانتیں ہوں خواہ اخلاقی بکمال دیانتداری ان کے حقداروں تک پہنچاؤ اور جو بات بھی کہو۔ عدل و انصاف کو پیش نظر رکھ کر کہو۔ تمہیں گروہ بندی کے تعصبات اندھا نہ کردیں اور نہ خدا کی نافرمانی کی جرات تمہارے اندر پیدا ہو۔ جب کہیں تمہیں فیصلے کی ضرورت ہو تو وہ فیصلہ خدا کی کتاب اور رسول کے ارشادات سے تلاش کرو۔ اگر تم اپنے باہمی فیصلوں اور زندگی کے پروگراموں کی بناء تعلیم خداوندی اور ارشادات نبوی پر رکھو تو سمجھ لیا جائے گا کہ تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور روز آخرت سے بھی خائف ہو۔ ورنہ تمہارے سب دعوے باطل متصور ہوں گے۔

ترجمہ آیات ۶۰ - ۷۰:- کیا آپ نے ان لوگوں کی حالت پر غور نہیں کیا جو یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ پر نازل ہوا اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے نازل ہوا (لیکن) چاہتے یہ ہیں کہ باطل کو اپنا حکم بنائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان سے انکار کردیں اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں بڑی دور کی گمراہی میں ڈال دے اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور رسول کی طرف تو آپ منافقوں کو دیکھیں گے کہ وہ آپ سے روگردانی کرتے ہیں پھر کیسی حالت ہوتی ہے جب ان پر کوئی مصیبت اپنے ہی ہاتھوں آپڑتی ہے۔ تو یہ آپ کے پاس قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ (ہم نے جو کچھ کیا اس سے) ہمارا مقصود صرف بھلائی اور باہمی میل ملاپ ہی تھا یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے اس لئے آپ ان سے اعراض فرمائیں اور ان کو نصیحت کرتے رہیں اور ایسی بات ان لیس جو دل میں اتر جائے۔ اور ہم صرف اسی واسطے رسول بھیجتے ہیں کہ ہمارے حکم

کے مطابق ان کی اطاعت کی جائے اور اگر اس وقت جب ان لوگوں نے اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کر لیا تھا آپ کے پاس آجاتے اور اللہ سے گناہوں کی معافی چاہتے اور رسول (یعنی آپ) بھی ان کے لئے بخشش کی دعا کرتے تو اللہ کو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور رحمت والا پاتے پھر قسم ہے تمہارے رب کی یہ لوگ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام جھگڑوں میں آپ کو حاکم نہ بنائیں پھر آپ کے فیصلہ سے اپنے دلوں میں گرانی نہ محسوس کریں اور پوری طرح مان لیں اور اگر ہم ان پر فرض کر دیتے کہ (دیکھو) اپنے آپ کو قتل کر دیا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو ان میں سے بہت ہی کم لوگ اس کی تعمیل کرتے اور اگر یہ لوگ جس بات کی ان کو نصیحت کی جاتی ہے اس پر عمل کرتے تو ان کے لئے بہتر تھا اور ثابت قدمی کے لئے بہت زیادہ موزوں اور اس صورت میں ہم انہیں یقیناً" اپنی طرف سے بہت بڑا اجر بھی دیتے اور ضرور سیدھی راہ پر لگا دیتے اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر خدا نے انعام کیا ہے۔ یعنی نبیوں' صدیقوں' شہیدوں اور تمام نیک لوگوں کے ساتھ اور یہ لوگ بڑے ہی اچھے رفیق ہیں۔ یہ بخشش و کرم اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ کافی جاننے والا ہے۔

شرح:۔ سلسلہ بیان کو جاری رکھتے ہوئے اس رکوع میں ارشاد ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ خدائی احکام کی آج کل مطلق پروا نہیں کرتے۔ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ اپنے تمام دنیاوی و دینی امور میں خدا کو اپنا حاکم بنایا کرو اور اس کے احکام کے مطابق باہمی فیصلے کیا کرو۔ مگر وہ سرکشانہ قوتوں' نفسانی جذبوں اور شیطانی وسوسوں کی پیروی کرتے ہیں اور انہیں کے مطابق تمام فیصلے کرتے ہیں اور جب کوئی بندۂ خدا انہیں احکام الٰہی کی دعوت دیتا ہے تو اینچ پیچ سے کام لینے لگتے ہیں اور لیت و لعل کرتے ہیں۔ کیونکہ احکام الٰہی کی پیروی ان پر شاق گذرتی ہے اور ان کا ضمیر پہلے ہی سے انہیں لعن طعن کر رہا ہوتا ہے۔ درحقیقت ہر شخص قدرتی طور پر اس راز سے واقف ہے کہ اسے صرف خدائی فیصلوں کے آگے سر تسلیم خم کرنا چاہئے اور بس۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ نسل آدم کو معلوم ہونا چاہئے کہ رسولوں کے بھیجنے سے ہماری غرض و غایت صرف یہی ہوتی ہے کہ وہ ان کی پیروی کر کے دینی و دنیاوی کامرانیاں اور حقیقی خوشیاں حاصل کریں۔ اور اگر ان سے کوئی لغزش یا غلطی ہو جائے تو وہ اسوۂ رسول کو دیکھ کر اپنی اصلاح کر لیا کریں۔ اسی واسطے اے

اہل جہان! اگر تم نے اس پیغمبر اسلام کے فیصلوں کو آخری اور قطعی فیصلے سمجھ کر اپنی انتہائی رضامندی اور خوشنودی کا اظہار نہ کیا تو نہ تم مسلمان ہو نہ تمہارا کوئی ایمان ہے۔ فرماتا ہے کہ تم لوگ نہایت آسان شریعت کے تابع ہو۔ پھر بھی تمہارے تغافل کا یہ عالم ہے کہ ایثار سے بھاگتے ہو اور قربانی سے نفور ہو۔ حالانکہ تم سے پہلے لوگ سخت آزمائش میں سے گذر چکے ہیں۔ بنی اسرائیل کو نافرمانی کی سزا یہ دی گئی کہ اپنی گردنیں مارو اور بچھڑا پوجنے کی وجہ سے قتل عام کرو۔ بتاؤ تم کیا اس کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو! اللہ کا شکر ادا کرو کہ تمہیں جو دستور العمل دیا گیا ہے وہ بہت مشفقانہ ہے۔ اس لئے تمہیں چاہیئے کہ خلوص کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اے اہل جہان! اگر تم چاہتے ہو کہ نبیوں کی معیت اور خدا کے دوستوں کا ساتھ حاصل کرو نیکو کاروں اور اس کی راہ پر کٹ مرنے والوں کی صف میں جگہ پاؤ تو اس کے لئے تمہیں خدا کے حکموں پر چلنا اور رسول کی پیروی کرنی ہوگی ورنہ یہ عزت کے مقام اور کسی طرح حاصل نہ ہوں گے ارشاد ہے کہ اس سے بڑھ کر فضل و رحمت کی اور کیا نشانی ہو سکتی ہے کہ معزز ترین مراتب اور عمدہ ترین زندگی صرف ان امور کے انعامات ٹھہرائے جائیں جو خود انسان کی دنیاوی زندگی میں اس کے لئے سرمایہ راحت و آرام اور سامان عیش حقیقی ہوں۔

ترجمہ آیات ۷۱-۷۶:- اے ایمان والو! (دشمن کے مقابلہ کے لئے) حفاظت کا سامان لے لو پھر گروہ گروہ بن کر نکلو یا سب اکٹھے ہو کر (جہاد کے لئے) نکلو اور (یاد رکھو) تم میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو (ایسے مواقعہ پر) ضرور پیچھے کو قدم ہٹائیں گے پھر اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچی تو وہ کہیں گے کہ خدا نے ہم پر بڑا احسان کیا کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ حاضر نہ تھے اور اگر تم پر خدا کا فضل و کرم ہوا تو ضرور اس طرح کہیں گے گویا تم میں اور ان میں دوستی کا نام و نشان تک نہیں تھا کہ اے کاش اگر ہم ان لوگوں کے ساتھ ہوتے تو ہم بھی عظیم الشان کامیابی حاصل کر لیتے تو چاہیئے کہ جو لوگ اس دنیا کی زندگی کو آخرت کی (خوشگوار) زندگی کے عوض فروخت کر چکے ہیں اللہ کی راہ میں جنگ کریں اور جو اللہ کی راہ میں جنگ کرے پھر (خواہ) قتل ہو جائے خواہ غالب آئے (ہر حال میں) ہم اسے اجر عظیم عطا کریں گے اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے جنگ نہیں کرتے۔ جو کہہ رہے ہیں کہ اے ہمارے

رب! ہمیں اس بستی سے جہاں کے باشندے بڑے ظالم ہیں، نکال باہر کر اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا دے اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا یار و مددگار بنا۔ وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جو لوگ منکر و کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں۔ تو تم شیطان کے حامیوں کے خلاف جنگ کرو بیشک شیطان کا مکر و فریب (بہت ہی) ضعیف و بے بنیاد ہے۔

شرح:— گزشتہ رکوع میں قیام حق و عدل کی تعلیم دی گئی اور بتایا گیا تھا کہ بعض لوگ طبعاً ایسے واقع ہوئے ہیں کہ احکام الٰہی کی طرف آتے ہی نہیں اور جب ملک میں غلبہ اور حکومت حاصل کر لیتے ہیں تو زیر دستوں اور محکوموں پر ناروا ستم ڈھانے لگتے ہیں۔ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو دعوت ایمانی قبول کر چکے ہیں۔ انہیں ہوشیار رہنا چاہئے قومی اور انفرادی حیثیت سے دیکھتے رہیں کہ آیا راستے میں منکرین و مخالفین کی طرف سے کوئی رکاوٹیں تو پیش نہیں آ رہیں یا وہ لوگ جو ایمان لا چکے ہیں انہیں ستایا تو نہیں جا رہا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم دیکھو کہ فی الحقیقت بے بسوں کو امداد کی ضرورت ہے خواہ اس کے لئے تمہیں لشکر جرار کی صورت میں نکلنا پڑے اور خواہ چھوٹے وفدوں کی شکل میں اپنے مطالبات پیش کرو اور میدان جہاد میں نکل کھڑے ہو بہرحال اس بات سے تمہیں ہراساں نہیں ہونا چاہئے کہ ایسے نازک مواقع پر بعض کمزور اور کوتاہ نظر اشخاص یا منافق لوگ اس پاک اقدام کے بھی خلاف ہوتے ہیں۔ ان کی قوت ایمانی اس قدر کمزور ہوتی ہے کہ وہ اس بات کو تو گوارا کر سکتے ہیں کہ خدا اور خدا کے رسول کے احکام و تعلیمات کو پس پشت ڈال دیں لیکن یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ اپنی آرام گاہیں چھوڑ کر حق و باطل کے مقابلہ میں حصہ لیں۔ ایسے لوگوں کا وجود سرداران قوم کے لئے بے حد مضر ثابت ہوگا۔ ان سے بچنا چاہئے۔ ایسے لوگوں کی ذہنی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ جب تمہیں فریق مخالف سے کوئی عارضی ناکامی حاصل ہو تو وہ خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بڑے صائب الرائے نکلے ورنہ آج ہمیں بھی اس ناکامی سے دوچار ہونا پڑتا اگر تمہیں فتح نصیب ہو تو پھر حسد سے ہاتھ ملنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں اے کاش! اگر اس مرتبہ ہم ان کے ساتھ ہوتے تو بڑی ہی اچھی بات ہوتی۔ الحاصل ان کی زندگیاں عجب کش مکش اور تذبذب کی زندگیاں ہوتی ہیں۔ خبردار! تم ان کے مکر و فریب میں مت آنا۔ فرماتا ہے۔ اگر تمہیں لڑنا

پڑے تو اپنی نفسانی خواہشوں کے لئے نہیں بلکہ اللہ کے عدل و انصاف کے قیام کے لئے لڑو مظلوموں اور بیکسوں کی حمایت اور انہیں ظالموں کے پنجہ سے نجات دلانے کے لئے لڑو۔ اگر اس نیت سے لڑو گے تو ہمارا وعدہ ہے کہ شہید ہونے کی صورت میں عظیم الشان اجر و ثواب دیا جاوے گا اور غالب آنے کی صورت میں جاہ و جلال سے مالا مال کیا جائے گا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ بھلا جس جگہ بے بس مرد اور عورتیں بوڑھے اور بچے درد بھری آوازوں کے ساتھ آسمان کو تکتے ہوئے اور سائلانہ ہاتھ بڑھاتے ہوئے یہ کہتے سنے جائیں کہ خدایا ہمیں اس گاؤں سے نکال کہ یہاں کے تمام بسنے والے ظالم ہیں۔ خدایا کوئی ہمارا دوست بنا جو یہاں سے ہمیں نجات دلائے۔ خدایا کسی کو بھیج جو ہماری مدد کرے۔ تو کون ہے جو خدا کی راہ میں کٹ مرنے کے لئے گھر سے نہ نکلے۔ سن لو۔ مومن اور کافروں کی یہ نشانی ہے کہ مومن قیام حق اور قیام شریعت پر اپنی جان دینے کو تیار ہوتا ہے اور کافر ان باتوں سے بے پروا اور ان کا مخالف ہوتا ہے۔ پس مسلمانو! تم قیام حق و عدل کے لئے اپنی جانیں لڑا دو خدائی احکام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے حتی المقدور کوشش کرو اور طاغوتی طاقتوں اور شیطانی فوجوں کو مار مار کر بھگا دو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ منکرین و کافرین کی افواج قاہرہ تمہارے سامنے ٹھہر نہیں سکتیں وہ نہایت کمزور بنیادوں پر قائم ہیں جونہی تم نے جان توڑ کر حملہ کیا وہ تتر بتر ہوتے نظر آنے لگیں گے۔

ترجمہ آیات ۷۷ - ۸۷:- کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں حکم دیا گیا تھا کہ (جنگ و جدال سے) ہاتھ روکے رہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو پھر جب ان لوگوں پر جہاد فرض کر دیا گیا تو ناگہاں ان میں سے ایک گروہ لوگوں سے اس طرح ڈرنے لگا جیسا کہ اللہ سے ڈرنا چاہئے بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھ کر اور کہنے لگے خدایا! تو نے ہم پر جہاد کو کیوں فرض قرار دیدیا کیوں نہ ہمیں تھوڑے دنوں کی اور مہلت دی۔ کہہ دیجئے کہ دنیا کے فائدے بہت کم ہیں اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اس کے لئے آخرت بہتر ہے۔ اور تم پر ذرہ برابر بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں پا کر رہے گی۔ اگرچہ تم مضبوط قلعوں کے اندر (چھپ کر) رہو اور اگر ان کو کوئی بھلائی کی بات پیش آئے تو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے رب کی جانب سے ہے اور اگر کوئی تکلیف پہنچے تو کہتے ہیں کہ یہ تیری طرف سے ہے کہئے سب اللہ کی جانب سے ہے تو ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے

کہ بات کو سمجھتے تک نہیں۔ (اے انسان!) جو کچھ تجھے بھلائی پیش آتی ہے وہ خدا کی جانب سے ہے اور جو تکلیف پہنچتی ہے وہ تیرے اپنے نفس کی طرف سے ہے اور اے پیغمبر آپ کو تو ہم نے لوگوں کی طرف پیغام رسان بنا کر بھیجا ہے اور آپ کے لئے اللہ کی گواہی کافی ہے۔ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا ہی کی اطاعت کی اور جس نے روگردانی کی تو اے پیغمبر! ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا اور (ایسے لوگ بظاہر تو) کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں مگر جب آپ کے پاس سے اٹھ کر باہر جاتے ہیں تو ان میں سے کچھ لوگ جو کچھ آپ کہتے ہیں اس کے خلاف سوچنے میں رات گزار دیتے ہیں اور خدا ان باتوں کو لکھتا جاتا ہے جن کے سوچنے میں وہ راتیں گزارتے ہیں پس آپ ان سے روگردانی فرمائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں اور اللہ ہی کا کارساز ہونا کافی ہے۔ تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں لوگ بہت ہی اختلاف پاتے اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی کوئی بات پہنچتی ہے تو اسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اسے اللہ کے رسول کے سامنے اور ان لوگوں کے سامنے پیش کرتے جو ان میں سے حکم و اختیار والے ہیں تو جو حضرات ان میں سے بات کی تہ کو پہنچنے والے ہیں وہ اس کی اصلیت کو معلوم کر لیتے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے چند کے سوا اکثر لوگ شیطان کے پیچھے لگ جاتے تو (اے پیغمبر) اللہ کی راہ میں جنگ کرو۔ آپ پر سوا اپنی ذات کے کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اور مومنوں کو جنگ کے لئے آمادہ کیجئے اللہ جلد ہی ان لوگوں کا زور روک دے گا جنہوں نے راہ کفر اختیار کر رکھی ہے اور اللہ سب سے زیادہ زور والا اور سزا دینے میں سب سے زیادہ سخت ہے جو نیکی اور بھلائی کے کام کی (دوسروں کو) سفارش کرتا ہے اسے بھی اس نیکی (کے نتائج) سے حصہ ملے گا اور جو برے کاموں کی سفارش کرے گا اس کے لئے اس برائی میں سے حصہ ملے گا۔ اور اللہ ہر چیز کا نگہبان ہے اور (مسلمانو!) جب تمہیں (دعا دے کر) سلام کیا جائے تو تم اس سے بھی بہتر (الفاظ) میں سلام کا جواب دو یا (کم از کم) انہیں الفاظ کو لوٹا دو اور یقیناً" اللہ ہر بات کا حساب لینے والا ہے۔ اللہ وہ ہے جس کے سوا ہرگز کوئی معبود نہیں وہ ضرور تمہیں قیامت کے دن (اپنے حضور) جمع کرے گا قیامت کا دن وہ ہے جس میں کوئی شبہ نہیں اور اللہ سے بڑھ کر قول میں کون سچا ہو سکتا ہے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں یہ بیان ہوا تھا کہ جب دیکھو کہ مظلوموں اور زیر دستوں کو ستایا جا رہا ہے اور ملک میں حق و عدل کی بجائے ظلم و ستم کا دور دورہ ہے تو جس طرح بن پڑے سرکشوں کا مقابلہ کرو اور دنیا سے ظلم کی رسم مٹانے کی کوشش کرو یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کی ذہنیت عجب مضحکہ خیز واقع ہوئی ہے۔ مثلاً" جب ظلم و ستم کی بنا پر ان سے جنگ لڑنے کے لئے کہا جائے تو وہ فوراً" تیار نظر آتے ہیں۔ مگر اللہ کی راہ میں ان پر جہاد فرض کر دیا جائے تو اس سے جی چرانے لگتے ہیں اور انسانوں سے ایسا ڈرتے ہیں جیسے خدا سے ڈرنا چاہئے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور آرزو کرتے ہیں کہ اے کاش! یہ وقت بھی کسی طرح ٹل جاتا۔ فرماتا ہے یہ لوگ حقیقت سے ناآشنا ہیں نہیں جانتے کہ دنیا کا ساز و سامان تھوڑے دن رہنے والا ہے اور آخرت کی بھلائی صرف انہی لوگوں کے حصہ میں آنے والی ہے جو خوف الٰہی دل میں رکھ کر ایام زندگی گزار جائیں خوف الٰہی یہی ہے کہ اس کے احکام پر عمل کیا جائے۔ خواہ ایسا کرنے سے جان عزیز ہی کو قربان کرنا پڑے کیونکہ جو کوئی پیدا ہوا ہے اسے ایک نہ ایک دن ضرور مرنا ہے خواہ وہ موت کے خلاف کتنا ہی پختہ بندوبست کرلے مگر کوئی چارہ کارگر ہونے والا نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس چند روزہ اور ناپائیدار زندگی کو اس کی ناراضگی میں بسر کیا جائے فرماتا ہے بعض لوگ خود مسلمانوں کے اندر ایسے ہوں گے جو بھلائی کی صورت میں تو کہیں گے کہ یہ اللہ کی جانب سے ہمیں حاصل ہوئی ہے مگر جب کبھی برائی پیش آئے گی تو اسے اسلام، پیغمبر اسلام اور امیران قوم کے سر تھوپیں گے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ایسے لوگ بڑے بے سمجھ واقع ہوئے ہیں۔ بات کو سمجھنے کی مطلق اہلیت نہیں رکھتے انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جو بھلائی پیش آتی ہے وہ تو واقعی خدا کی جانب سے ہوتی ہے اور جو برائی پیش آتی ہے اس کے موجب وہ خود ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہر بات کے لئے احکام و قوانین مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ جو کچھ بھی پیش آتا ہے ان حالات کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے جن کو تم خود پیدا کرتے ہو فرماتا ہے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری عین خدا کی اطاعت و فرمانبرداری ہے اور اس فرمانبرداری سے کوئی برائی پیش نہیں آسکتی اور جو نافرمان ہو جائے اس کی اپنی بدقسمتی ہے۔ آپ اس بات کے ذمہ دار نہیں کہ ساری دنیا اسلام کی نعمتوں کو قبول کرلے۔ آپ قوم کی بدبختی کے کسی طرح بھی موجب و سبب نہیں آپ پر تو محض یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ انہیں انجام و مال

سے آگاہ کر دیں اور بتا دیں کہ فلاح و بہبود اطاعت پر موقوف ہے ورنہ نافرمانی کی صورت میں تباہی لازمی ہے۔

فرماتا ہے اس منافقانہ اطاعت سے بھی کوئی فائدہ نہیں جو محض دکھاوے اور دھوکے کے لئے ہو بعض لوگ اطاعت کا قلادہ تو گلے میں ڈال لیتے ہیں مگر تنہائی میں اطاعت سے سرکشی کی تجاویز سوچتے ہیں ارشاد ہوتا ہے کہ رسول ایسے لوگوں کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا نہ ان کے مصائب پر اسلام کو ترس آ سکتا ہے وہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنے پاؤں پر کلہاڑا چلاتے ہیں۔ اس کا علاج ہی کیا ہو سکتا ہے۔ آگے چل کر نفاق کے روگ کا علاج بتلاتا ہے فرماتا ہے ہر انسان کو چاہئے کہ وہ خود قرآن کے مطالب میں غور و فکر کرے دوسروں کا علم اسے کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ قرآن سب لوگوں کی مشترکہ جائیداد ہے۔ علماء اور آئمہ ہی مجبور نہیں کہ قرآن میں تدبر و تفکر کیا کریں۔ بلکہ ہر شخص کو چاہئے کہ براہ راست اس نسخہ کیمیا کی طرف دست شوق بڑھائے۔

فرماتا ہے کہ اکثر لوگ ایسے واقع ہوئے ہیں کہ جب کبھی وہ کوئی بات سن پاتے ہیں خواہ وہ امن کی ہو یا خوف کی اسے لے اڑتے ہیں اور مطلق تحقیقات نہیں کرتے حالانکہ چاہئے تو یہ کہ جب کوئی بات سنیں تو یا خود اس پر غور کریں اور یا ان لوگوں کے پاس لے جائیں جو معاملہ فہم ہوں۔ تاکہ اصل حقیقت واضح ہو جائے۔ فرماتا ہے کہ بغیر سوچے سمجھے اور بلا تحقیق اڑی اڑائی بات پر یقین کرنا شیطان کی اتباع کرنا ہے اور جن لوگوں پر اللہ کا فضل ہوتا ہے وہ شیطانی اتباع سے محفوظ ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر اسلام آپ اللہ کے راستے میں منکرین خدا سے جنگ کریں اور اس بات کو یاد رکھیں کہ آپ صرف اپنی ذات کے ذمہ دار ہیں اوروں کی ذمہ داری آپ پر عائد نہیں ہوتی۔ پس اے مسلمانو! تم اپنی جماعت کے ڈرپوک اور نفاق پسند اشخاص کی پروا نہ کرو اور اپنا کام کئے جاؤ جو نیکی کے کام میں دوسروں کی مدد کرے گا۔ اسے نیکی میں سے حصہ ملے گا اور جو برائی کے کام میں اوروں کو مدد دے گا اسے برائی میں سے حصہ ملے گا۔

اس سلسلہ بیان کو ختم کرتے ہوئے اللہ عز و جل ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دوسرے سے خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آیا کرو جب تمہیں کوئی سلام کہے تو

اس سے بہتر لفظوں میں اس کے سلام کا جواب دو ورنہ تم از کم انہیں لفظوں کو دہرا دو۔ فرماتا ہے کہ تم سب ایک ہی خدا کے پرستار ہو اور سب ایک جگہ قیامت کے دن جمع ہونے والے ہو۔ پس باہمی رواداری اور خوش اخلاقی سے رہو سہو۔

ترجمہ آیات ۸۸ - ۹۱ :- تو (مسلمانو) تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم منافقوں کے بارے میں دو گروہ بن گئے ہو اور اللہ نے انہیں ان کی بد عملیوں کی وجہ سے اوندھا کر دیا۔ کیا تم چاہتے ہو کہ ایسے لوگوں کو راہ دکھاؤ جنہیں اللہ نے گمراہی میں ڈال رکھا ہے اور جس کو اللہ گمراہی میں ڈال دے اس کے لئے آپ کوئی راہ نہ پائیں گے یہ لوگ تو اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ جس طرح انہوں نے راہ کفر اختیار کی ہے کسی طرح تم بھی راہ کفر اختیار کر لو پھر سب ایک جیسے ہو جاؤ تو جب تک یہ (منافق) لوگ اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں تم ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ پھر اگر وہ (تم سے) روگردانی کریں تو انہیں پکڑ لو اور جہاں (کہیں تم انہیں) پاؤ قتل کر دو اور ان میں سے کسی کو اپنا دوست اور مددگار نہ بناؤ۔ مگر وہ لوگ جو ایسی قوم سے جا ملیں کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہے یا ایسی حالت میں تمہارے پاس آئیں کہ تم سے جنگ کرنے میں یا اپنی قوم سے لڑنے میں کبیدہ خاطر ہوں اور اگر اللہ چاہتا تو انہیں تم پر مسلط کر دیتا پھر وہ ضرور تم سے نبرد آزما ہوتے پس اگر وہ تمہیں چھوڑ دیں اور تم سے جنگ نہ کریں اور تمہاری طرف پیغام صلح بھیجیں تو تمہارے لئے خدا نے ان کے خلاف کوئی راہ (کھلی) نہیں رکھی (ان کے علاوہ) کچھ لوگ تم ایسے بھی پاؤ گے جو تم سے امن میں رہنے کے خواہاں ہوں گے اور اپنی قوم سے بھی (لیکن) جب کبھی فتنہ و فساد کی طرف متوجہ کئے جاتے ہیں تو اس میں اوندھے منہ جا گرتے ہیں سو اگر ایسے لوگ تم سے کنارہ کش نہ رہیں نہ پیغام صلح تمہاری طرف بھیجیں اور نہ لڑائی سے ہاتھ روکیں تو تم انہیں پکڑ لو اور جہاں (کہیں) بھی پاؤ قتل کر دو اور (یہی وہ لوگ ہیں جن کے خلاف ہم نے تمہیں کھلا اختیار دے رکھا ہے)

شرح :- یہاں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کی سیاسی تنظیم کا ایک پہلو نمایاں طور پر دکھایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے محض ابن الوقت بن کر تمہارا دم بھرنا شروع کر دیا ہے لیکن دل میں تمہارے مخالف ہیں ان سے تم دوستانہ تعلقات نہیں رکھ سکتے اگر وہ لوگ اسلام کو قبول کر لیں اور ہر معاملہ میں تمہارے دوش بدوش ہوں تو ان کی بات

قابل قبول ہے ورنہ انہیں منافق سمجھو اور ان سے محترز رہو۔ اگر تم نے ان کے دام فریب میں آکر ان کا ساتھ دے دیا تو وہ یقیناً" تمہیں راہ راست سے دور پھینک دیں گے کیونکہ ان کی یہی خواہش ہے کہ تمہیں اپنی مانند بنالیں۔ اگر جنگ کی نوبت آئے تو تمہیں چاہیئے کہ ان لوگوں کا رتی برابر لحاظ نہ کرو نہ ان سے دوستی رکھو نہ ان کی مدد کرو بلکہ جہاں کہیں تم کو مل جائیں تہ تیغ کرکے رکھ دو۔

فرماتا ہے ان میں سے دو قسم کے لوگ مستثنیٰ ہوں گے۔ ایک تو وہ جو اپنی قوم کو چھوڑ کر کسی ایسی قوم کے پاس جاکر پناہ گزین ہو جائیں جس کا تم سے معاہدہ ہے یا وہ جو غیر جانبدار رہیں نہ تم سے برسرپیکار ہونا چاہیں نہ اپنی قوم سے۔ پس ایسے لوگوں سے جنگ نہ کرو کیونکہ تمہارا اصل مقصود امن و امان پیدا کرنا ہے جنگ کرنا نہیں۔ ہاں اگر غیر جانبدار لوگ فتنہ و فساد کے وقت غلط راستہ اختیار کرلیں اور تم سے جنگ کرنے والوں کو مدد دیں یا علانیہ جنگ کے لئے نکل آئیں تو پھر ان کو بھی نہ چھوڑو۔

ترجمہ آیات ۹۲ - ۹۶ :- اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ (کسی دوسرے) مسلمان کو قتل کرڈالے مگر یہ کہ غلطی ہو جائے اور جو کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کرڈالے (اس کی سزا یہ ہے کہ) وہ ایک مسلمان غلام آزاد کرے اور اس کے وارثوں کو اس کا خون بہا دے مگر یہ کہ وہ (خود بخود) خون بہا معاف کردیں۔ پھر اگر وہ اس قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے اور وہ خود مومن ہو تو (اس صورت میں قاتل کو چاہیئے کہ) ایک غلام آزاد کرے اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو کہ ان کے اور تمہارے درمیان کوئی معاہدہ ہے تو (چاہیئے کہ) مقتول کے وارثوں کو خون بہا دیا جائے اور ایک غلام آزاد کیا جائے پھر جو غلام نہ رکھتا ہو وہ دو مہینوں کے لگاتار روزے رکھے اور توبہ کرے جو اللہ کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اور جو مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہوا اور اس کی لعنت پڑی اور اس کے لئے اللہ نے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے اے مومنو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو خوب جانچ لیا کرو اور جو شخص تمہیں سلام کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں کیا تمہارا مقصد دنیا کی زندگی کا ساز و سامان طلب کرنا ہے۔ پس اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں۔ پہلے تم بھی تو ایسے ہی تھے پھر تم پر اللہ نے احسان کیا پس تم

خوب تحقیق کر لیا کرو اللہ یقیناً" تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ وہ مومن جو کسی طرح معذور نہیں اور گھر بیٹھ رہے اور وہ جو اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کو اللہ نے بیٹھ رہنے والوں پر درجات میں فضیلت دی ہے اور سب ہی سے اللہ نے اچھے گھر کا وعدہ کر رکھا ہے اور جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر بہت بڑا اجر دیا ہے۔ یہ اس کی طرف سے درجے ہیں اور اس کی بخشش اور رحمت ہے اور اللہ (بڑا ہی) بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

شرح:۔ اس رکوع میں مسلمانوں کو باہمی خانہ جنگی اور خون ریزی سے منع کیا گیا ہے یہ نہ ہو کہ جب اعدائے اسلام سے فراغت پائیں تو آپس میں الجھ پڑیں۔ فرماتا ہے کہ کسی مسلمان کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی دوسرے مسلمان کو قتل کر ڈالے۔ ہاں اگر غلطی یا شبہ میں ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ہاتھ سے مارا گیا تو دوسری بات ہے مگر اس پر دنیا میں مقتول کے ورثاء کو خون بہا دینا پڑے گا اور مسلمان غلام کو آزاد کرنا پڑے گا۔ ورثا از خود معاف کر دیں تو یہ امر دیگر ہے۔ اسی طرح معاہد قوم کا آدمی بھی مارا جائے تو اسی اصول کو مد نظر رکھ کر صلح کرائی جائے گی۔ جو شخص ان دونوں باتوں پر قادر نہ ہو۔ اسے دو ماہ کے لگاتار روزے رکھنے ہوں گے اور جو جان بوجھ کر کسی دوسرے مسلمان کو مار ڈالے تو اس کی سزا جہنم کا دائمی عذاب اللہ کی لعنت اور اس کی پھٹکار ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! بہانے تراش کر تم مسلمان کو نہ قتل کرو یاد رکھو کہ تمہیں خدا کی راہ میں جنگ کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا کے احکام' اس کی شریعت اور قیام حق و عدالت کے لئے جنگ کرو۔ نفسانی خواہشات' دنیاوی مال و منال اور تلاش جاہ و جلال کے لئے مت لڑو اگر عزت چاہتے ہو تو وہ خدا کے پاس ہے اگر دولت چاہتے ہو تو وہ بھی اسی کے ہاں سے مل سکتی ہے اور وہ اس طرح کہ اپنے جان و مال کے ساتھ خدا کا دین پھیلانے کی کوشش کرو اور یاد رکھو کہ خدا کی راہ میں جنگ کرنے والوں کے ساتھ کوئی شخص درجہ میں مساوی نہیں ہو سکتا۔ گھر میں بیٹھے رہنے والے جنگ کی تلواروں کی جھنکار سننے والوں پر کبھی فضیلت نہیں پا سکتے اگر حق و عدالت کو قائم رکھنے والوں کا وجود دنیا سے ناپید ہو جائے تو شیطان کی حکومت ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیل جائے اور کوئی شخص خدا کا نام نہ لے پس دین کا کوئی کام جہاد فی سبیل اللہ پر فضیلت نہیں پا سکتا۔

دنیا کی عزتیں اور آخرت کے بلند مرتبے اور اس کی ان گنت رحمتیں بھی ان ہی لوگوں پر ہوں گی جو خدا کا دین پھیلانے اور اس کا نام کا بول بالا کرنے میں تمام جدوجہد کو خرچ کر ڈالیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ معظمہ میں نبوت کا اعلان کیا تو اسلام قبول نہ کرنے والوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کیا یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ چھوڑ کر مدینہ منورہ چلے جانے کا قصد کیا اور موقعہ پا کر چلے گئے اور حکم دے دیا کہ مکہ میں جو مسلمان ہیں اور انہیں اعتقاد و عمل کی آزادی نہیں وہ بھی ہجرت کر کے مدینہ آجائیں یا کسی ایسی جگہ اقامت گزین ہوں جہاں وہ آزادانہ اپنے اعتقادات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں چنانچہ بعض لوگوں نے ہجرت کی مگر بعض ایسے بھی تھے جو مظلومانہ اور ذلت کی زندگی پر قناعت کر کے بیٹھے رہے۔ اور دشمن کے ظلم و ستم کو برداشت کرتے رہے مگر گھروں کو نہ چھوڑا۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں وہ دین کی تمام باتوں پر عمل کرنے کی آزادی نہ رکھتے تھے اور یقیناً کئی ایک فرائض سے قاصر رہ جاتے ہوں گے۔

ترجمہ آیات ۹۷-۱۰۰:- وہ لوگ جو ہجرت نہ کر کے اپنی جانوں پر آپ ظلم کر رہے ہیں فرشتے ان کی روح قبض کرتے وقت ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں بے بس اور کمزور تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ کیا اللہ کی زمین وسیع و فراخ نہ تھی؟ کہ تم اس میں ہجرت کر کے چلے جاتے یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہو گا اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔ مگر وہ ضعیف مرد، عورتیں اور بچے مستثنیٰ ہیں جو کوئی تدبیر نہیں کر سکتے اور نہ دوسری جگہوں کے راستوں سے واقف ہیں۔ امید ہے کہ ان لوگوں کو اللہ بخش دے اور اللہ درگزر کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ اور جو اللہ کی راہ میں وطن عزیز کو چھوڑ دے وہ بہت سی غنیمتیں اور فراخی حاصل کرے گا اور جو اپنے گھر کو چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول کی طرف نکلے پھر اسے موت آگھیرے تو اس کا اجر و ثواب اللہ کے ذمہ کھرا ہو گیا اور اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

شرح:- اس رکوع میں ان لوگوں کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ جب ان کی روحیں قبض کی جائیں گی تو فرشتے ان سے دریافت کریں گے کہ سناؤ تم اسلام قبول کرنے کے بعد

جو متعدد فرائض کی ادائیگی سے محروم رہے اور اس طرح اپنی جانوں پر آپ ظلم کیا اور آج مورد عذاب الٰہی ہوئے تو آخر اس کی وجہ کیا تھی۔ فرماتا ہے کہ یہ لوگ فرشتوں سے عرض کریں گے کہ ہم بے بس تھے۔ سامان ہجرت نہ رکھتے تھے نہ گھربار کو چھوڑ کر کہیں نکل سکتے تھے اور اگر نکلتے بھی تو کدھر کو۔ ہم کسی مقام سے واقف نہ تھے۔ فرشتے کہیں گے کہ وہ عورتیں بچے اور بوڑھے جو فی الحقیقت بے بس تھے ان پر تو کچھ اعتراض نہیں مگر تمہیں کیا دقت تھی۔ خدا کی زمین وسیع تھی۔ چاہیئے تھا کہ تم ایک جگہ نہیں تو دوسری جگہ چلے جاتے جہاں تمہیں اعتقاد و عمل کی آزادی ہوتی خود فرائض الٰہیہ پر عمل کر سکتے اور دوسروں کو بھی تبلیغ کر سکتے چونکہ تم نے اپنی دون ہمتی اور ضعیف الاعتقادی کی بنا پر جو کچھ بھی حالات تھے انہیں پر قناعت کی اور ہجرت نہ کی۔ آج خدا کا غضب تم پر ہوگا اور طرح طرح کی سزائیں بھگتنی ہوں گی۔ فرماتا ہے جو کوئی ہجرت کرے اسے گھروں سے بہتر گھر ہمسایوں سے بہتر ہمسائے۔ جاگیروں سے بہتر جاگیریں دی جاتی ہیں اور آخرت میں جو عظیم الشان اجر و ثواب حاصل ہوگا اس کا کوئی حساب ہی نہیں۔

ترجمہ آیات ۱۰۱-۱۰۴:- اور جب تم (جہاد کے لئے) سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ لازم نہیں آتا کہ نماز میں کچھ کمی کر لو اگر تمہیں خوف ہو کہ کافر تمہیں کسی مصیبت میں ڈال دیں گے۔ بلاشبہ کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں اور (اے پیغمبر اسلام) جب آپ ان میں موجود ہوں اور ان کو نماز پڑھائیں تو چاہیئے کہ ان میں سے ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور اپنے ہتھیار کو لئے رہیں پھر جب وہ سجدہ کر چکیں تو وہ پیچھے ہٹ جائیں اور دوسرا گروہ جس نے ابھی تک نماز نہیں پڑھی آئے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھے اور چاہیئے کہ ہوشیار رہے اور ہتھیار لئے رہے۔ کافر تو یہی پسند کرتے ہیں کہ اگر تم اپنے ہتھیاروں سے اور سامان جنگ سے غافل ہو جاؤ تو یکبارگی تم پر ٹوٹ پڑیں اور اس بات میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم ایسی حالت میں اپنے ہتھیار اتار رکھو جب تمہیں بارش کی وجہ سے کوئی تکلیف ہو یا تم بیمار ہو اور ہوشیار رہو بیشک اللہ نے کافروں کے لئے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے پھر جب تم نماز (خوف) ادا کر چکو تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرو اور جب تمہیں اطمینان ہو تو (پوری) نماز ادا کرو بلاشبہ نماز مومنوں پر بہ قید وقت فرض کر دی گئی ہے اور تم دشمنوں کا پیچھا کرنے میں ہمت نہ ہارو۔

اگر تمہیں دکھ پہنچتا ہے تو انہیں بھی اسی طرح دکھ پہنچتا ہے جس طرح تمہیں پہنچتا ہے اور (سب سے بڑی بات یہ ہے کہ) تمہیں اللہ سے ایسی امیدیں ہیں جو ان کو نہیں اور اللہ کو ہر بات کا علم ہے اور اس کے ہر کام میں حکمت ہے۔

شرح:- اس سے پہلے یہ بتایا جا چکا ہے کہ اگر تم چاہو کہ تمہارے امور دینی اور دنیاوی بلا روک ٹوک پورے ہو جائیں تو چاہئے کہ اخلاقی قوت حاصل کرو جو نماز سے بدرجہ اولیٰ حاصل ہو سکتی ہے اس رکوع میں نماز کی تاکید ہے فرماتا ہے اور تو اور اگر تم دشمن سے جنگ کر رہے ہو اور نماز کا وقت آ گیا ہے تو موقعہ پا کر نماز ضرور ادا کر لو اگرچہ وہ قصر ہی کی صورت میں کیوں نہ ہو۔ قصر یہ ہے کہ جس نماز کے چار فرض ہوں اس کے صرف دو فرض پڑھ لو اور جس کے دو ہی ہوں وہ دونوں ادا کرو اگر اس قدر بھی فرصت نہ ہو اور دشمن کے غلبے کا ڈر ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک صف امام کے پیچھے نماز کی نیت سے کھڑی ہو جائے مگر بالکل ہوشیار اور ہتھیار لگائے ہوئے رہے۔ دوسری صف ان کی محافظت کے واسطے پورے سامان جنگ سے مسلح ان کا پہرہ دے۔ ایک رکعت ادا ہو جائے تو پہلی صف ہٹ آئے اور دوسری صف امام کے پیچھے کھڑی ہو کر ایک رکعت نماز ادا کرے اور اسی طرح دوسری جماعت دوسری رکعت پڑھ لے مسلمان اس حکم سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ نماز کس قدر ضروری چیز ہے اور اس کا حکم کس قدر تاکیدی ہے کہ جب دشمن کی طرف سے جان کھونے کا خطرہ ہو تو بھی اس سے چھٹی نہیں مل سکتی۔

فرماتا ہے میدان جنگ میں جب اس طرح نماز ادا کرنے لگو تو پوری طرح مسلح اور باخبر رہو کیونکہ دشمن موقعہ پاتے ہی تم پر یکبارگی ٹوٹ پڑیں گے لہٰذا نماز تو پڑھو مگر دشمن سے بے پروا ہو کر نہیں اور جب نماز ادا ہو جائے تو اس کے بعد کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں خدا کا ذکر کرتے رہو اور اس بات کو بھی کبھی فراموش نہ ہونے دو کہ نماز مسلمانوں پر بقید وقت فرض ہے اور یہ فرض کسی طرح ٹل نہیں سکتا۔

فرماتا ہے یہ بھی یاد رکھو کہ اگر میدان جنگ میں تمہیں کچھ نقصان پہنچتا ہے تمہارے افراد ضائع ہوتے ہیں تمہارا مال و دولت خرچ ہوتا ہے تو اسی طرح تمہارے مخالف تکلیفیں برداشت کرتے ہیں اور تمہاری تسکین کو سب سے بڑی بات یہ ہے کہ علاوہ دنیاوی جاہ و جلال کے تمہیں آخرت کی شاد کامیاں حاصل ہونے والی ہیں جو کافروں

کو نہیں ہو سکتیں اگر کافر غلبہ پالیں تو وہ دنیا میں ضرور تم پر کچھ عرصہ کے لئے غالب ہو جائیں گے مگر ان کے مقابلہ پر اگر تمہیں شہادت نصیب ہو جائے تو مقصد حیات حاصل ہو سکتا ہے اور آخرت کی خوشگوار زندگی میسر آتی ہے اور اگر کامیابی نصیب ہو تو پھر علاوہ اخروی مراتب کے دنیاوی جاہ و جلال بھی نصیب ہوتا ہے اور مسلمانوں کے لئے دشمنان خدا کے مقابلہ پر تیسری صورت کوئی نہیں ہے یا کامیابی ہے۔ یا حصول کامیابی کے لئے جنگ۔ پس حیف ہے ان لوگوں پر جو دشمنان اسلام کا مقابلہ کرنے کو اجتماعی طور پر اور انفرادی شکل میں تیار نہ رہیں۔

ترجمہ آیات ۱۰۵-۱۱۲:- (اے پیغمبر اسلام) ہم نے (یہ) کتاب آپ کی طرف حق و صداقت کے ساتھ نازل کی ہے تاکہ اللہ نے آپ کو جو کچھ دکھایا ہے اس کے مطابق آپ لوگوں میں فیصلہ کریں اور خیانت کرنے والوں کی طرف داری میں جھگڑا کرنے والے نہ بنیں۔ اور اللہ سے مغفرت مانگو بیشک اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے اور نہ ان لوگوں سے جھگڑا کرو جو اپنی ہی جانوں سے خیانت کرتے ہیں۔ یقین رکھو کہ اللہ اس شخص کو دوست نہیں رکھتا جو خیانت کرنے والا اور معصیت میں ڈوبا ہوا ہو۔ (ایسے لوگ گناہوں کو) انسانوں سے چھپاتے ہیں اور اللہ سے نہیں چھپاتے حالانکہ جب وہ ایسی باتوں کے طے کرنے میں راتیں گزارتے ہیں جو اسے پسند نہیں تو وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اس کے احاطہ علم میں ہے۔ دیکھو! تم وہ لوگ ہو جو دنیا کی زندگی میں ان لوگوں کی طرف سے جھگڑتے ہو مگر کون ہے جو قیامت کے دن اللہ کے ساتھ ان کی طرف سے جھگڑے گا۔ یا کون ہے جو (اس دن) ان کا وکیل بنے گا اور جو بھی گناہ کرے یا اپنے اوپر ظلم ڈھائے پھر اللہ سے معافی کا طلبگار ہو وہ اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائے گا اور جو بدی کا ارتکاب کرتا ہے تو اپنی ہی جان پر ظلم کرتا ہے اور اللہ کو ہر بات کا علم ہے اور اس کے ہر کام میں حکمت ہے اور جس سے تقصیر ہو جائے یا گناہ سرزد ہو پھر وہ اسے کسی بے گناہ کے سر تھوپ دے تو اس نے ایک بہتان باندھا اور کھلے گناہ کا مرتکب ہوا۔

شرح:- جہاد فی سبیل اللہ اور دیگر فرائض کا سلسلہ اس بات سے شروع ہوا تھا کہ مسلمانوں کو اتباع رسول اور احکام خداوندی کی تعمیل میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا

چاہئے اس رکوع سے پھر سلسلہ بیان کو اسی طرف پھرایا گیا ہے اور ساتھ ہی امیران جماعت یا قضاۃ قوم کے لئے قیام حق و عدالت کے قوانین بھی بیان کر دیئے ہیں جو ہر مسلمان قاضی، جج یا منصف کو یاد رکھنے چاہئیں۔ نیز عامتہ المسلمین کے لئے ایک نہایت ضروری حکم صادر فرمایا ہے کاش! ہماری قوم اس طرف کچھ بھی توجہ کر لیتی ان آیات کا تعلق ذیل کے واقعہ سے ہے ایک مسلمان اطمعہ نامی نے کسی کی چوری کی اور مال مسروقہ کو ایک یہودی کے ہاں رکھ دیا تلاش کرتے کرتے مال بر آمد ہو گیا۔ یہودی جھٹ بول اٹھا کہ یہ فلاں شخص کا ہے۔ اطمعہ سے دریافت کیا گیا اس نے صاف انکار کر دیا اور کہنے لگا مجھ پر یہ ایک صریح بہتان ہے۔ اطمعہ کے رشتہ داروں اور اس سے ملنے والوں کو اصل حقیقت کی خبر تھی مگر یہودی کے مقابلہ پر وہ اپنے کسی دوست یا رشتہ دار کو جھوٹا ہوتے نہ دیکھ سکتے تھے۔ ہر ایک نے یہی کہا کہ صاحب! یہودی لوگ بڑے متعصب ہوتے ہیں۔ چوری تو یہودی نے خود کی ہے اور دشمنی سے ایک مسلمان کو پھنسا رہا ہے اس معاملہ نے یہاں تک طول پکڑا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش ہوا حضور علیہ الصلوۃ والسلام تحقیقات فرما رہے تھے اور عین ممکن تھا کہ پیش کردہ حالات کے ماتحت یہودیوں کے خلاف فیصلہ صادر ہو جاتا۔ مگر یہ آیات شریفہ نازل ہوئیں (اے پیغمبر اسلام) قرآن اسی واسطے اتارا گیا ہے کہ آپ اور تمام وہ لوگ جو آپ کے وارث ہوں گے دنیا میں حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کر سکیں یاد رکھو کہ خیانت کرنے والوں اور جھوٹے لوگوں کی طرف داری ہرگز نہ کرو خواہ وہ تمہارے اپنے ہی کیوں نہ ہوں۔ ہر وقت خدا کی بخشش طلب کرو۔ فرماتا ہے کہ گنہگار لوگ خواہ کسی قوم یا قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں ہمیں اچھے نہیں لگتے ان کی حمایت کرنا سخت عیب اور گنہگاری کی بات ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ لوگ اپنی غلطیاں اور قصور جس طرح دنیا سے پوشیدہ رکھتے ہیں اگر اسی طرح خدا سے پوشیدہ رکھنا چاہیں تو کبھی گنہگار نہ ہو سکیں کیونکہ ممکن ہے کہ دنیا کی نگاہیں نہ دیکھ سکیں لیکن خدا سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ پس اگر انسان کو یہ معلوم ہو کہ خدا میرے تمام گناہوں کو دیکھتا ہے اور کسی طرح کوئی بات اس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی تو یقیناً" اس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔

ان تصریحات سے ذیل کی باتیں نکلتی ہیں:۔

(۱) قاضی کو چاہیے کہ وہ معیار حق و صداقت کو قائم رکھے۔
(۲) کسی قصور وار ملزم اور جھوٹے آدمی کی طرفداری نہ کرے خواہ وہ اس کا قریبی ہی کیوں نہ ہو۔
(۳) ہر وقت خدا سے معافی مانگتا رہے اور اس سے ڈرے کہ قضا کا معاملہ بے حد نازک اور بڑا مشکل ہے اور مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ کسی شخص کی محض اس وجہ سے کہ وہ ان کا قریبی' دوست' ہمسایہ یا ملنے والا ہے ہرگز طرفداری نہ کریں۔ گنہگار خدا کا دشمن ہے اور اس کا مجرم' پس ایسے مجرم کی حمایت کرنا بھی جرم ہے۔ پس اگر خاندان یا قبیلہ میں سے کوئی ایک شخص برائی کرتا ہے تو تمہیں اس کی برائی ظاہر کر دینے سے کوئی گناہ نہیں ہو گا۔ نیز اس بات کو بھی یاد رکھو کہ یہ انتہائی اخلاقی کمزوری ہے کہ کوئی شخص خود قصور کرے اور دوسرے کے سر تھوپ دے ایسا ہرگز ہرگز نہ کرو کہ یہ بہتان طرازی اور بھاری گناہ کی بات ہے۔

ترجمہ آیات ۱۱۳-۱۱۵:- (اور اے پیغمبر اسلام) اگر آپ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان میں سے ایک گروہ نے ارادہ کر ہی لیا تھا کہ آپ کو غلط راستے پر ڈال دیں اور یہ لوگ صرف اپنے آپ کو گمراہ کر رہے ہیں اور آپ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور آپ کو وہ باتیں سکھائی ہیں جو آپ کو (پہلے) معلوم نہ تھیں اور آپ پر اس کا بہت ہی بڑا فضل ہے۔ ان لوگوں کی سرگوشیوں میں کوئی بھلائی (کی بات) نہیں ہوتی۔ ماسوائے اس شخص کے کہ اس نے خیرات دینے کی' اور نیک کام کرنے کی' یا لوگوں کے درمیان میل ملاپ کی ترغیب دی ہو اور جو اللہ کی خوشنودی کی طلب میں ایسا کام کرے گا تو ہم اسے اجر عظیم عطا کریں گے اور جو اس (بات کے) بعد کہ اللہ نے اس پر راہ ہدایت کھول دی رسول کی مخالفت کرے اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر دوسری راہ چلنے لگے تو ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں پہنچائیں گے جو بہت ہی بری جگہ ہے۔

شرح:- اس رکوع میں گزشتہ واقعہ کی دوسری شق بیان ہوئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ **طعمہ** نے جب یہ دیکھا کہ بارگاہ نبوت سے اس کے خلاف فیصلہ صادر ہوا ہے تو وہ مدینہ سے بھاگ کر مکہ چلا گیا اور مشرکین سے مل کر مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے لگا۔

چونکہ مسلمانوں کی جماعت سے نکل کر آیا تھا تھوڑا بہت رازدان تھا۔ اس نے چاہا کہ مشرکین سے مل کر مسلمانوں کو زک دے۔ یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ اے نبی (آپ پر خدا) کا فضل اور اس کی رحمت ہے یہ لوگ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے پس آپ کو مطلق فکر نہیں کرنا چاہئے۔ یہاں ہماری قوم کے لئے ایک سبق ہے اور وہ یہ کہ اگر تم حق و صداقت اور عدل و انصاف کی بات کرو گے تو کوئی شخص تمہارا کوئی نقصان نہیں کر سکتا یہ نہ سمجھو کہ اگر ہم نے احکام خداوندی کے مطابق عدل و انصاف پر مبنی فیصلہ دیا تو لوگ ہمارے دشمن ہو جائیں گے اور ہم پر عرصہ حیات تنگ کر دیں گے نہیں ایسا ہرگز نہ ہو گا۔ تم ہماری حفاظت میں ہو گے اور بالکل محفوظ رہو گے۔ خدا کا شکر کرو کہ اس نے تمہیں وہ علم دیا ہے جو تمہیں نزول قرآن سے پہلے نہ تھا اور اس کے شکر کا طریقہ یہ ہے کہ خود قرآن کے احکام پر عمل کرو اور دوسروں سے عمل کراؤ۔

فرماتا ہے کہ نیکی کے کام اگر اس نیت اور اس خیال سے کئے جائیں کہ ان کے کرنے کا حکم بارگاہ الٰہی سے صادر ہوا ہے۔ ان کاموں کے کرنے سے خدا خوش ہو جائے گا تو پھر یہ کام نیکی کے کام ہیں اور ان کا اجر و ثواب بھی ملے گا۔ مگر یہی کام جو کسی ذاتی غرض سیاسی چال یا نام و نمود کی خاطر کئے جائیں تو پھر وہ نیکی کے کام نہیں رہتے اور ان پر کوئی شخص کسی اجر کا حقدار نہ ہو گا۔

آخر میں یہ فرما کر اس رکوع کا مضمون ختم کیا کہ جس شخص پر اللہ نے راہ ہدایت کھول دی ہو اگر وہ غیر مسلموں کے طور طریقے اختیار کرنے لگے تو ہم اسے ہدایت پر قائم رہنے کے لئے مجبور نہیں کیا کرتے۔ فرماتا ہے جو شخص جس طرف جانا چاہے ہم اسی طرف لے جائیں گے جو راہ جس نے پسند کی ہو ضروری ہے کہ اس کا نتیجہ اسے پیش آئے بری راہ چلنے کا نتیجہ دوزخ میں جانا ہے جو بہت ہی بری جگہ ہے۔

ترجمہ آیات ۱۱۶-۱۲۶:- یقین رکھو اللہ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے سوا (جو کچھ) جسے چاہے گا بخش دے گا اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا وہ راہ راست سے دور بھٹک گیا۔ یہ اللہ کو چھوڑ کر صرف دیویوں کو پکارتے ہیں اور صرف شیطان کو جو سرکش ہے۔ جس پر اللہ نے لعنت کر رکھی ہے اور شیطان نے کہا کہ میں تیرے بندوں سے ضرور ایک مقررہ حصہ لوں گا اور انہیں

یقیناً "گمراہ کردوں گا اور (باطل) آرزوؤں میں الجھاؤں گا اور میں ان کو تعلیم دوں گا کہ وہ نیاز کے جانوروں کے کان کاٹ ڈالیں گے اور (اس طرح) انہیں حکم دوں گا تو وہ خدا کی بنائی ہوئی صورتوں میں بھی تغیر و تبدل کردیں گے اور جو اللہ کے سوا شیطانوں کو دوست بنائے وہ کھلے گھاٹے میں پڑ گیا شیطان ان کو وعدے دیتا اور (باطل) آرزوؤں میں الجھاتا ہے اور وہ ان سے جو وعدے کرتا ہے وہ نرا فریب ہی فریب ہے۔ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ اس سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے انہیں ہم ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ نے اس کا پکا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ سے بڑھ کر وعدہ وفائی میں کون سچا ہو سکتا ہے۔ نہ تمہاری آرزوؤں پر (کچھ منحصر) ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر۔ جو برائی کرے گا اس کی سزا پائے گا۔ اور اسے اللہ کے سوا نہ کوئی دوست ملے گا اور نہ مددگار اور جو شخص نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت' اور وہ مومن بھی ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرہ برابر ظلم نہ کیا جائے گا اور اس شخص سے بڑھ کر کس کا دین بہتر ہو سکتا ہے جس نے اپنا سر خدا کے آگے جھکا دیا اور وہ نیکوکار بھی ہے اور ابراہیم (علیہ السلام) کی ملت کا متبع ہوا جو حنیف تھا اور (یہ ایک حقیقت ہے کہ) اللہ نے ابراہیم (علیہ السلام) کو اپنا دوست بنا لیا تھا اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ (اپنے علم سے) ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

شرح:- اس رکوع میں ایک ایسا ضروری مضمون بیان ہوا ہے جس پر آج کل کے مسلمانوں کو کامل غور و خوض کرنا چاہئے ورنہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم جس حالت بد میں سے گذر رہے ہیں اس سے کہیں بڑھ کر بری حالتیں ہمیں پیش آنے والی ہیں؟

ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تمام گناہ بخش سکتا ہے مگر شرک قابل معافی نہیں۔ فرماتا ہے مشرک لوگ کس قدر جاہل واقع ہوئے ہیں کہ خدا کو چھوڑ کر بندوں سے حاجت روائی چاہتے ہیں۔ خالق کو چھوڑ کر مخلوق کے در پر سائل ہوتے ہیں۔ مالک کو چھوڑ کر مملوک کو پکارتے ہیں کیا وہ نہیں جانتے کہ اس غلط راستہ پر ڈالنے جہالت میں پھنسانے راہ راست سے دور ہٹا دینے والا کون ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ شیطان لعین ہے جو درگاہ رب العلمین سے دھتکارا ہوا ہے وہ انسان کو ایمان' عمل اور اصل حقیقت کی بجائے

باطل آرزوؤں اور جھوٹی امیدوں پر لگائے رکھنے کی قسم کھا چکا ہے۔ پس جو شیطان کا اتباع کرتا ہے وہ عمل اور ایمان اور اصل حقیقت کی بجائے باطل آرزوؤں بے بنیاد رسموں اور جھوٹی امیدوں پر زندگی بسر کرتا ہے فرماتا ہے ایسے لوگ سخت نقصان اٹھاتے ہیں اور ہمیشہ دھوکے میں زندگی گزارتے ہیں ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ ایسی جگہ ہے کہ وہاں سے بھاگ کر یہ کسی طرف نہیں جاسکتے مگر اس کے برعکس جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد نیک عمل کئے خدا کے احکام کے آگے سر جھکا دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلے۔ حقوق العباد اور حقوق اللہ کو اسی طرح نبھایا جیسے شریعت نے حکم دیا تھا اور حقیقی معنوں میں نبی کے متبع بنے ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے انعامات ہوں گے آخرت کی زندگی کی کامرانیاں اور خوشیاں انہیں کو دی جائیں گی۔

مدینہ منورہ کا واقعہ ہے کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان اس پر بحث چھڑ گئی کہ کون افضل ہے۔ یہودی کہنے لگے ہمارا نبی تمہارے نبی سے پہلے ہوا ہے ہماری کتاب بھی تمہاری کتاب سے پہلے ہے اور ہم اللہ کے مقبول بندے ہیں مسلمان کہنے لگے ہم تم سے کہیں بڑھ چڑھ کر اچھے ہیں۔ ہمارے نبی خاتم الانبیاء ہیں اور ہماری کتاب سب کتابوں سے افضل ہے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور مسلمانوں کو سنا دیا گیا کہ

ایمان و عمل کی جگہ باطل آرزوؤں میں مگن ہو جانا انتہائی درجے کی گمراہی ہے۔

یہود و نصاریٰ اس گمراہی میں پڑ کر تباہ ہو گئے ہیں۔ یہود کہتے ہیں ہم خدا کے چہیتے بندے ہیں۔ ہم پر دوزخ کی آگ حرام ہے وہ اس غرور میں پڑ کر نیکی کا کوئی کام نہیں کرتے اور اس قدر سنگدل ہو گئے ہیں کہ الامان۔ پھر عیسائی ہیں کہ وہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ہمارے لئے کفارہ ہو گئے ہیں۔ اب ہم کتنے ہی گناہ کریں کوئی حرج کی بات نہیں بخشے تو ضرور جائیں گے۔ اس مقام پر مسلمانوں کو غیر مبہم الفاظ میں متنبہ کر دیا گیا ہے کہ دیکھو لفظی جمع خرچ کا کوئی فائدہ نہیں اور آرزوؤں کو سرمایہ دین بنانے سے نجات حاصل نہیں ہو سکتی۔ جو کوئی موہوم امیدوں پر رہتا ہے اور عمل کی طرف نہیں آتا اس کو اس کے اعمال کی سزا دی جائے گی اور کوئی ہستی اس کی مدد نہ کر سکے گی جو کوئی نیک عمل کرے گا بشرطیکہ اس کے سینے کے اندر ایمان ہو تو وہ یقیناً" جنت میں داخل ہو گا۔ خواہ کوئی ہو اور یہی سیدھا دین ہے جو ابتدائے دنیا سے چلا آرہا ہے اور اسی دین کی تعلیم حضرت ابراہیم

خلیل اللہ دیتے رہے ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل شے ایمان و عمل ہے اپنے طریقے یا اپنے مذہب کی بڑائی سے کچھ نہیں ہوتا اگر ایک مسلمان ایمان و عمل کی برکات سے خالی ہے تو اس کو بھی وہی سزا دی جائے گی جو ایک بدکار یہودی گنہ گار عیسائی یا دیگر مشرکوں کو دی جائے گی۔

ترجمہ آیات ۱۲۷-۱۳۴:- اور (اے پیغمبر اسلام!) لوگ آپ سے عورتوں کے (نکاح) کے بارے میں فتویٰ طلب کرتے ہیں کہہ دیجئے کہ اللہ تمہیں ان عورتوں (کے بارے) میں اجازت دیتا ہے اور جو احکام تمہیں سنائے جا رہے ہیں وہ کتاب میں موجود ہیں ایسی عورتوں کے متعلق جنہیں تم ان کا حق جو ان کے لئے مقرر ہو چکا ہے نہیں دیتے اور چاہتے ہو کہ تم انہیں نکاح میں لے آؤ اور بے بس بچوں کے بارہ میں بھی احکام موجود ہیں نیز یہ کہ تم یتیموں کے ساتھ حق و انصاف سے پیش آؤ اور نیکی کا جو کام بھی کرو گے وہ اللہ کے علم میں ہے اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی سرکشی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ (کسی بات پر) آپس میں صلح کرلیں اور صلح اچھی چیز ہے اور بخل و حرص تو ہر ایک نفس میں موجود ہے اگر ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کرو اور خدا سے ڈرتے رہو تو (یاد رکھو کہ) یقیناً" اللہ بھی تمہارے ان کاموں سے واقف ہے۔ اور یہ تم سے ہرگز نہ ہو سکے گا کہ (ایک سے زائد) عورتوں میں برابری قائم رکھو۔ اگرچہ تمہاری انتہائی خواہش ہی کیوں نہ ہو پس ایک ہی طرف نہ جھک پڑو کہ دوسری کو معلقہ کی طرح چھوڑ بیٹھو۔ اگر تم باہمی سمجھوتہ کرلو اور خدا سے ڈرتے رہو تو بیشک اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے اور اگر وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو اللہ اپنے فضل سے دونوں کو بے نیاز کردے گا اور اللہ بڑی کشائش اور بڑی حکمت والا ہے اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور ہم نے جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی تھی ان کو اور تم کو حکم دے رکھا ہے کہ اللہ سے ڈرو اور اگر راہ کفر اختیار کرو گے تو (یاد رکھو) آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ سب سے بے نیاز اور بڑی ہی تعریف کے قابل ہے اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور (انسان کے لئے) اللہ ہی کا کارساز ہونا کافی ہے۔ اے لوگو! اگر وہ چاہے تو تمہیں دنیا سے اٹھا لے اور دوسروں کو لا بسائے اور اللہ ایسا کرنے پر قادر ہے۔ جو صرف دنیا کا ثواب چاہتا

ہو تو (اسے معلوم ہونا چاہئے کہ) اللہ کے پاس دنیا و آخرت دونوں کا ثواب ہے اور اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

شرح:- سورۃ کی ابتدا عورتوں کے حقوق اور ان کے معاملات کی نگہداشت کے احکام سے ہوئی تھی۔ دوران بحث میں جو باتیں چھڑ گئیں وہ انہیں بیانات کی تائید اور توضیح و تشریح کے سلسلے میں تھیں اور بتایا گیا تھا کہ کس طرح ایک عمل صالح کرنے سے دوسرے کی توفیق ہوتی ہے اور کس طرح ایک نافرمانی کر لینے سے دوسری نافرمانیوں پر جرات ہوتی ہے اسی واسطے عورت اور یتامیٰ کے حقوق کے سلسلے میں دوسری فضیلتوں اور ایسے کاموں کا ذکر ہوا جو خدا کو محبوب ہیں اور جن سے انسان کو دنیا میں عزت اور آخرت میں کامیابی ہوتی ہے اس رکوع سے پھر سلسلہ بیان عورتوں کے حقوق کی طرف پھر گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جو بیان عورتوں اور یتیموں کے بارے میں ہو چکے ہیں انہیں کے سلسلہ میں لوگوں نے حضور رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم سے مزید سوالات پوچھے ہوں گے جن کا یہاں ذکر ہے حضور کے زمانہ میں لوگوں کا دستور تھا کہ اکثر یتیم لڑکیوں کو جو مالدار ہوتیں ان کے نگران و سرپرست اس واسطے شادی سے روکے رکھتے کہ جب یہ بیاہی جائیں گی تو اپنی جائیداد بھی اپنے ساتھ لے جائیں گی اور جس طرح ہم آج اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں کل کو نہ اٹھا سکیں گے بعض لوگ ایسی لڑکیوں کو اپنے رشتہ نکاح میں لے آتے تاکہ ان کا روپیہ پیسہ بھی ان کی ملکیت میں آجائے چنانچہ ان کی جائیداد کو بیٹھ کر کھا لیتے تو پھر بیچاریوں پر طرح طرح کے ظلم ڈھاتے۔ اگر باہر شادی کی بھی جاتی تو شوہر سے یہ شرط کر لی جاتی کہ وہ انہیں ایک رقم دے کر یا عورت کے مہر سے کچھ حصہ یا تمام مہر بجائے عورت کے دینے کے ان کے حوالے کر دے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ تمہیں عورت کے بارے میں جو احکام دیئے گئے ہیں انہیں پر سختی سے کاربند رہو اور تمہارے لئے یہ ضروری ہے کہ لڑکیوں اور بے بس بچوں کو ان کی چیزیں اور ان کا حق ادا کرو یہ کیا عجیب بات ہے کہ مال کے لالچ میں ان سے شادی کر لیتے ہو اور پھر بیچاریوں کے ساتھ حق و انصاف سے پیش نہیں آتے یاد رکھو کہ یتیموں کے ساتھ پورا پورا انصاف کرو کہ یہ نیکی کا کام ہے اور کوئی ایسا کام نہیں جو خدا کے علم میں نہ ہو۔

اور چاہئے کہ میاں بیوی بکمال رضامندی زندگی بسر کریں اور اتفاق سے رہیں۔ اگر

عورت کو خوف ہو کہ اس کا خاوند اس سے بگڑ گیا ہے تو اس پر لازم ہے کہ جس طرح بن پڑے اسے رضامند کرے خواہ ایسا کرنے میں اسے اپنے بعض حقوق سے دست بردار ہونا پڑے بہرحال حسن سلوک اور پرہیزگاری اور دیگر اعمال نیک خدا کے علم میں ہوتے ہیں وہ ایسے اعمال کا اجر ضرور عطا کرتا ہے اور اے مردو! سن لو کہ اگر ایک سے زائد عورتیں اپنے حلقہ نکاح میں لانا چاہو تو یاد رکھو کہ ان سب کے ساتھ یکساں سلوک کرنا ہوگا یہ نہ ہو کہ کسی ایک طرف تو بالکل جھک جاؤ اور کسی کو بالکل معلق چھوڑ دو یہ باتیں یاد رکھنے کے قابل ہیں کہ کوئی شخص کماحقہ دو یا زیادہ عورتوں کے درمیان حق و انصاف قائم نہیں رکھ سکتا اس لئے ممکن حد تک تم اس کی رعایت رکھو اور خدا سے ڈرو کہ وہ بخشنے والا مہربان ہے فرماتا ہے کہ اگر تم میاں بیوی رضامندی سے نہیں رہ سکتے تو بیشک جدا ہو جاؤ اللہ ہر ایک کو وسعت دے گا کہ خوشگوار زندگی گزار سکو۔ فرماتا ہے جو لینا ہے مجھ سے لو میرے سوا کسی کے پاس کچھ نہیں دھرا ہے۔ میں ہی زمین و آسمان کا مالک ہوں پس کوئی کسی کو پھندے میں پھنسا کر اپنے لالچ کا شکار نہ بنائے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! یہی احکام اس سے پہلے دنیا کو سنائے گئے تھے اور یہی اب تمہیں اور آئندہ آنے والی نسلوں کو سنائے جا رہے ہیں اگر مان لو گے تو تمہارا فائدہ ہے نہ مانو گے تو خدا کا اس میں کوئی نقصان نہیں۔ یاد رکھو اگر تم نے بھی گزشتہ نافرمان امتوں کی طرح ہمارے احکام پر عمل کرنے سے انکار کر دیا تو تمہاری جگہ کوئی اور قوم کھڑی کر دی جائے گی اور جو کوئی اس قابل ہوگا وہی دنیا و آخرت کے بلند درجے' خوشیاں اور کامرانیاں حاصل کر لے گا۔

ترجمہ آیات ۱۳۵-۱۴۱:- اے ایمان والو انصاف پر پوری طرح قائم رہو اس حالت میں کہ اللہ کے لئے (سچی) گواہی دو۔ اگرچہ وہ تمہارے اپنے یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں کے خلاف ہی پڑے اگر ان میں کوئی مالدار ہے تو' نادار ہے تو' بہرحال اللہ ان سے زیادہ حق رکھتا ہے پس خواہشات کی پیروی میں کہیں جادۂ انصاف سے نہ بھٹک جاؤ اور اگر بات کو گول مول رکھو گے یا گواہی دینے سے پہلوتہی کرو گے تو (یاد رکھو) اللہ کو تمہارے اعمال کی خبر ہے۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے نیز اس کتاب پر جو اس نے اس سے پہلے نازل کی تھی

یقین رکھو اور جو اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا' اس کی کتابوں کا' اس کے رسولوں کا اور یوم آخرت کا انکار کرے وہ بیشک (راہ راست سے) بہت دور جا پڑا۔ وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے اللہ انہیں نہ بخشے گا اور نہ انہیں سیدھی راہ دکھائے گا (اے پیغمبر اسلام) منافقوں کو خوشخبری سنا دیجئے کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہو گا (وہ منافق) جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا وہ ان کافروں سے عزت کے طلبگار ہیں سو (جان لیں کہ) عزت تو تمام تر اللہ کے قبضہ میں ہے اور تم پر اللہ کتاب میں یہ حکم نازل کر چکا ہے کہ جب تم اللہ کی آیتوں کے ساتھ انکار اور ہنسی مذاق ہوتے سنو تو ان کے پاس مت بیٹھو جب تک وہ کسی دوسری بات میں مشغول نہ ہو جائیں ورنہ بلاشبہ تم بھی ان جیسے ہی ہو جاؤ گے۔ یاد رکھو کہ اللہ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں (ایک جگہ) جمع کرنے والا ہے (یعنی ان لوگوں کو) جو تمہارے متعلق منتظر رہتے ہیں اگر اللہ کی طرف سے تمہیں فتح نصیب ہو تو کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ شریک نہ تھے اور اگر کافروں کو کچھ حصہ ملے گا تو (ان سے) کہنے لگتے ہیں کیا ہم تم پر غالب نہیں ہو گئے تھے اور مسلمانوں سے تمہیں نہیں بچایا تھا؟ تو اللہ قیامت کے دن تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گا اور اللہ ہرگز ایمان والوں کے مقابلہ میں کافروں کو فتح و نصرت کی کوئی راہ نہ کھولے گا۔

شرح:۔ اب کہ اس سورت کا اختتام ہونے کو ہے وعظ و نصیحت کا پہلو نمایاں کیا گیا ہے اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ قیام حق و عدل پر زور دیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے مسلمانو! تم سچائی اور حق گوئی کو اپنا وطیرہ بناؤ اور ہمیشہ سچی شہادت دو اور کوئی چیز تمہیں اس سے منع نہ کرے حتی کہ اگر دیکھو کہ حق گوئی تمہارے ہی خلاف پڑتی ہے یا تمہارے والدین اور قریبی رشتہ داروں پر حرف آتا ہے تو بھی سچ کہنے سے دریغ نہ کرو۔ دیکھو تمہیں سچ کہنے سے نہ دولت مند کی دولت باز رکھے اور نہ فقیر و بے بس کی غریبی۔ حاصل کلام تمہاری اغراض کو سچ کہنے میں کوئی دخل نہیں ہونا چاہئے۔ لگی لپٹی رکھے بغیر سچ کہہ دو اور اگر تم نے ہیر پھیر کر کے حقیقت کو چھپانے کی کوشش کی تو یاد رہے کہ خدا تم سے بے خبر نہیں۔ فرماتا ہے یہ صفات جمیلہ تمہارے اندر اسی وقت پیدا ہو سکتی ہیں جب تم خدا پر ایمان لاؤ اور رسول کے سامنے سر تسلیم خم کر دو۔ تمام کتابوں کو بلا چون و چرا مانو اور جو اللہ'

اس کے ملائکہ' اس کی کتب' اس کے رسل اور یوم آخرت سے انکار کرے سمجھو کہ وہ گمراہ ہے اور راہ راست سے بہت دور ہے۔

یاد رکھو کہ ایمان لانے کو کھیل نہ بنایا جائے کہ کبھی تو ایمان لے آئے اور کبھی انکار کر دیا اور اسی طرح انکار میں زندگی گزارتے رہے ایسے لوگوں کو خدا نہ بخشتا ہے اور نہ انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ منافق بھی سن لیں ان کو دردناک عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا اگر وہ عزت حاصل کرنے کے خیال سے منافقت کرتے ہیں تو انہیں معلوم ہو کہ عزت تو اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔ وہ جسے چاہے دے اور جسے چاہے نہ دے پس اللہ ہی سے ان چیزوں کی طلب گاری کرو۔ مسلمانو! اگر کبھی ایسے لوگوں سے ملو جو ہمارے احکام اور آیات پر ہنسی اڑا رہے ہوں تو ان کی مجلس میں نہ بیٹھو۔ حتی کہ وہ دوسری باتوں میں لگ جائیں کیونکہ اگر تم وہاں بیٹھ کر ان کی باتیں سنتے رہے تو پھر تم بھی انہی کے مانند ہو گے اور منافق سمجھے جاؤ گے اور منافق اور کافر ایک ہی جیسے عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں۔ کافروں اور منافقوں کے خصائل بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ یہ لوگ سیاسی چالیں چلتے ہیں اگر تمہیں فتح نصیب ہوتی ہے تو تم میں شامل ہو کر حصہ بٹا لیتے ہیں اگر مخالفوں کو تم پر کامیابی حاصل ہو جاتی ہے تو ان سے جا کر ملتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے مسلمانوں کو تم سے ڈرائے رکھا ان کا ہاتھ تم پر اٹھنے نہ دیا ان کے راز تم کو بتائے۔ تمہاری ہیبت ان کے دلوں پر بٹھا کر انہیں مرعوب کیا۔ تبھی تو تمہیں اتنی کامیابی نصیب ہوئی۔ پس ہمارا حصہ لاؤ۔

ارشاد ہوتا ہے مسلمانو! گھبراؤ نہیں یہ دنیاوی زندگی عنقریب ختم ہونے والی ہے اور ان لوگوں کو مسلمانوں پر کبھی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی تم دیکھو گے کہ قیامت کے روز ان کا جھگڑا کس طرح چکایا جاتا ہے۔

ترجمہ آیات ۱۴۲-۱۵۲:- منافق (اپنے خیال میں) خدا کو دھوکا دے رہے ہیں حالانکہ حقیقت میں اللہ نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو الکسائے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں لوگوں کو دکھانے کے لئے اور اللہ کا ذکر برائے نام ہی کرتے ہیں کفر و ایمان کے بین بین متردد کھڑے ہیں نہ ان (مسلمانوں) کی طرف نہ ان (کافروں) کی طرف' اور جس کو اللہ گمراہی میں ڈال دے تم اس کے لئے کوئی

رستہ نہ پاؤ گے۔ اے مسلمانو! تم مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کی صریح حجت اپنے خلاف قائم کر لو' بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں ڈالے جائیں گے اور تم کسی کو بھی ان کا مددگار نہ پاؤ گے۔ لیکن وہ لوگ جو توبہ کرلیں اور اپنی حالت کو سنوار لیں اور اللہ کے احکام کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کرلیں تو یہ لوگ (جنت میں مومنوں) کے ساتھ ہوں گے اور عنقریب اللہ مومنوں کو اجر عظیم دے گا اگر تم شکر کرو اور خدا پر ایمان رکھو تو خدا کو تمہیں عذاب دے کر کیا کرنا ہے؟ اور خدا تو شکر کا بدلہ دینے والا اور ہر بات کا علم رکھنے والا ہے۔ اللہ بری بات کے اظہار کو پسند نہیں کرتا سوا اس شخص کے کہ وہ مظلوم ہو اور اللہ (مظلوم کی فریاد) سننے اور (ظالم کو) جاننے والا ہے اگر تم نیکی کی بات کھلم کھلا کر دیا اسے پوشیدہ رکھو یا برائی سے درگذر کرو تو (بہت اچھا ہو کیونکہ) اللہ بھی درگذر کرنے والا اور قدرت رکھنے والا ہے۔ بیشک جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کیا اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق قائم کر دیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور خواہش یہ رکھتے ہیں کہ اس (کفر و ایمان) کے بین بین کوئی راہ اختیار کریں۔ یہی لوگ درحقیقت کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے اور وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لائے' رسولوں کو مانا اور ان میں سے کسی ایک کو دوسروں سے جدا نہ جانا یہی لوگ ہیں جن کو عنقریب اللہ اجر عطا فرمائے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

شرح:- یہاں بھی اسی سلسلہ بیان کو جاری رکھتے ہوئے منافقوں کے دیگر خصائص بیان کئے ہیں۔ فرماتا ہے کہ منافق اپنے خیال میں خدا کو اس طرح دھوکا دیتے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر دکھاوے کی نماز قائم کرتے ہیں۔ مگر نہ دل میں خضوع و خشوع ہوتا ہے نہ ثواب کا خیال۔ پھر انہیں جب دیکھو ایک عجیب کشمکش کی حالت میں پاؤ گے نہ پوری طرح کفر کے ساتھ نہ مسلمانوں کے دل سے حامی فرماتا ہے۔ اے مسلمانو! مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ کہ تم بھی منافقانہ چالیں چلنے پر مجبور ہو جاؤ گے۔ مسلمانو! یاد رکھو منافقوں کو دوزخ کے ایسے طبقے میں سزائیں دی جانے والی ہیں جو سب سے زیادہ سخت ہے مگر مرنے سے پہلے پہلے جب بھی ہو سکے اصلاح حال کر لو اور

مخلصانہ ایمان لے آؤ کہ مومنوں کو بڑا اجر ملنے والا ہے فرماتا ہے جو لوگ ایمان لے آئیں اور شکر گزار بندے بن کر رہیں خدا کا اس میں کوئی فائدہ نہیں کہ انہیں عذاب میں مبتلا کرے۔

ان آیات کے ذریعے جہاں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تنبیہہ کر دی کہ وہ ان منافقوں کی چالیں ہرگز نہ چلیں جو قوم کو چھوڑ کر دشمنوں کے ساتھ مل جاتے ہیں اور ذاتی مفاد کو قوم کے مفاد پر ترجیح دیتے ہیں وہاں یہ بھی فرما دیا کہ کسی شخص کی برائی کو مشہور کرنا اچھا نہیں۔ صرف مظلوم کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرے فرماتا ہے اگر کوئی شخص سچائی کو اپنے اوپر لازم کر لے تو پھر نہ اس سے منافقت کا کوئی فعل صادر ہو گا اور نہ کفر کا۔ ایسی حالت میں معمولی لغزشیں اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے مگر وہ لوگ جو سچائی کو چھوڑ کر دوسرا طریق عمل اختیار کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں یا کسی رسول کو مانتے ہیں کسی کو نہیں مانتے وہ فی الحقیقت ایک نئی راہ نکالنا چاہتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اگرچہ ہم کٹر مسلمان نہیں مگر ضدی کافروں سے بھی مختلف ہیں ہمیں چاہئے کہ اعتدال پسندی اختیار کریں نہ مسلمانوں کا پورا ساتھ دیں اور نہ ان کے مخالفوں کا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ لوگ پکے کافر ہیں اور عذاب رسوا کے مستحق۔ مسلمان وہی ہیں جو اللہ کو بھی مانیں اور تمام رسولوں کو بھی کیونکہ کسی ایک رسول کا انکار کرنا تمام رسولوں کے انکار کے مترادف ہے۔

ترجمہ آیات ۱۵۳-۱۶۲:- (اے پیغمبر اسلام) اہل کتاب آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ان پر آسمان سے (لکھی لکھائی) کتاب اتاری جائے تو (کٹ حجتی ان کی عادت ہے) یہ موسیٰ سے اس سے بھی بڑا مطالبہ کر چکے ہیں۔ کہتے تھے کہ ہم کو اللہ کھلم کھلا دکھلا دیں ان کی زیادتی کی وجہ سے بجلی نے انہیں آ پکڑا۔ پھر وہ بچھڑے کی عبادت کرنے لگے اس کے بعد بھی کہ ان کے پاس کھلی نشانیاں آ چکی تھیں۔ پھر ہم نے اس سے بھی در گزر کی اور موسیٰ کو واضح غلبہ دیا اور ہم نے ان سے عہد لینے کے لئے ان پر کوہ طور اٹھا کھڑا کیا اور حکم دیا کہ (شہر کے) دروازے سے عجز و انکساری کرتے ہوئے داخل ہونا اور (یہ بھی) حکم دیا کہ ہفتہ کے بارہ میں تجاوز نہ کرنا اور ان سے ہم نے پختہ عہد لیا پھر ان کے عہد توڑنے' اللہ کی آیتوں سے انکار کرنے' نبیوں کو ناحق قتل کرنے اور یہ کہنے کی وجہ سے کہ ہمارے

دلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے (نہیں) بلکہ ان کے کفر کی وجہ سے اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے سو چند آدمیوں کے سوا کوئی ایمان نہیں لاتا اور ان کے انکار کرنے اور مریم پر بہتان عظیم باندھنے اور یہ کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے قتل کیا ہے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو جو اللہ کے رسول تھے حالانکہ نہ انہوں نے ان کو قتل کیا اور نہ انہیں سولی دی۔ مگر ان پر (حقیقت حال) مشتبہ ہو گئی اور جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے البتہ شک میں ہیں۔ ان کے پاس بجز ظن کی پیروی کے کوئی یقینی علم نہیں ہے۔ یقیناً" انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے اور اہل کتاب میں سے سب کے سب مسیح پر اس کی موت سے پہلے ضرور ایمان لائیں گے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہی دے گا پھر یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے ہم نے ان پر کئی پاکیزہ اشیاء کو بھی حرام ٹھہرا دیا جو (پہلے) ان کے لئے حلال تھیں اور اس واسطے بھی کہ وہ بہتوں کو اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور سود لینے کے سبب بھی' حالانکہ اس سے انہیں روک دیا گیا تھا اور اس لئے بھی کہ وہ لوگوں کا مال ناجائز طور سے کھا جاتے تھے اور ہم نے ان میں سے منکروں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے لیکن ان میں سے بھی جو لوگ علم میں ثابت قدم ہیں وہ اور مسلمان اس (کتاب) پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی ہیں اور وہ نماز پر قائم کرنے والے' زکوٰۃ دینے والے اور اللہ اور روز آخرت پر ایمان لانے والے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن کو ہم عنقریب اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔

شرح:۔ گزشتہ چند رکوع میں منافقوں کی چالوں اور ان کی ناعاقبت اندیشیوں کا ذکر تھا۔ چونکہ نزول قرآن کے زمانہ میں یہ مرض یہودیوں میں تھا اس واسطے سلسلہ بیان یہاں سے یہودیوں کی طرف پھر گیا ہے۔ یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو لکھی لکھائی کتاب ہمیں آسمان سے ایک دم اتری ہوئی دکھایئے۔ پھر ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اے نبی ان سے کہہ دیجئے کہ اس سے بھی بڑے بڑے معجزے تمہیں دکھائے جا چکے ہیں۔ مگر تم کبھی صدق دل سے ایمان نہیں لائے اور نہ اب لانے والے ہو۔ تمہارا شیوہ ہو چکا ہے کہ کٹ حجتیاں کرو۔ سو جس طرح ان کج بحثیوں کی سزا پہلے بھگتے رہے ہو اسی طرح اب بھگتو گے۔ مثال کے طور پر کیا یہ تمہاری کٹ حجتی کم تھی جو تم نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ

ہمیں خدا کو ان آنکھوں سے دکھاؤ۔ ورنہ ہم کبھی ایمان نہ لائیں گے۔ پھر جب تمہیں کہا گیا کہ صرف خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کرو اور کسی کو اس کی عبادت میں شریک نہ کرو تو تم نے گائے کے بچھڑے کی عبادت شروع کر دی اس کے بعد ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو معجزے بھی دیئے اور ایک زبردست اور روشن کتاب عطا کی مگر اس کے باوجود تم نے تمام قول و قرار بھلا دیئے۔ تمہیں اپنے آباؤ اجداد کا وہ واقعہ بھی یاد ہو گا جب شہر بیت المقدس کے فاتحانہ داخلے کے سلسلے میں یہ حکم دیا تھا کہ عجز و انکساری کرتے ہوئے اور خدا کا شکر بجالاتے ہوئے شہر میں داخل ہونا مگر تم بالکل اس کے برعکس سفیہانہ نعرے لگاتے اور متکبرانہ وضع بناتے شہر میں داخل ہوئے۔ اور جب تم سے کہا گیا کہ ہفتے کے دن جو کام کرنے سے تمہیں منع کیا گیا ہے اس حکم کی پیروی کرو لیکن تم نے اس کی نافرمانی کی اور ہر طرح کی زیادتیاں کیں۔ تم نے پے در پے گستاخیاں کیں اللہ کے احکام سے منہ موڑا۔ نبیوں کو ناحق قتل کیا اور طرح طرح کی کج بحثیاں کیں اور حق کے قبول کرنے سے قطعاً" انکار کر دیا آخر میں سب سے بڑا ظلم یہ کیا کہ عیسیٰ (علیہ السلام) کی پاک دامن والدہ پر تم نے بہتان تراشے اور خود عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ مشہور کر دیا کہ ہم نے انہیں قتل کر دیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی حفاظت میں لے لیا۔ مرتبہ رفعت سے نوازا اور آسمان پر اٹھا لیا۔ مگر تم ہو کہ نہ جاننے کے باوجود ظن و وہم کی بنا پر اب تک ان کے قتل کے مدعی ہو اور بھی کئی نافرمانیاں تم سے سرزد ہوئیں اور نتیجتہ" حلال و مباح چیزیں تم پر حرام قرار دی گئیں۔ تم لوگوں کو ہمیشہ گمراہ کرتے رہے اور باوجودیکہ سودی کاروبار کرنے سے تمہیں بالکل روک دیا گیا تھا تم نے سودی لین دین جاری رکھا اور لوگوں کا مال اس طرح کے حرام طریقوں سے کھاتے رہے پھر اگر تمہارا مطالبہ پورا کر دیا جائے تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم ضرور ایمان لے آؤ گے؟ ایمان لانے والے اشخاص فرمائشی معجزوں کے بعد ایمان نہیں لایا کرتے۔ بلکہ وہ تو دعوت حق کو دیکھتے ہیں اور داعی کے حالات شخصی کی تحقیق کرنے کے بعد نفس تعلیم سے متاثر ہو کر ایمان لاتے ہیں۔ لوگو! آخرت کی کامرانیاں اور اجر و ثواب کے بلند درجے صرف انہیں لوگوں کو حاصل ہونے والے ہیں جو پہلی امتوں میں سے راسخ العلم ہیں اور ایمان و عمل کی نعمت سے بہرہ ور ہیں۔ یا ان مسلمانوں کے لئے جو اللہ کی تمام نازل کردہ تعلیمات کو برحق سمجھتے ہیں۔ قرآن

پر عمل کرتے ہیں۔ نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اللہ کو مانتے ہیں اور روز آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

ترجمہ آیات ۱۶۳-۱۷۱:- (اے پیغمبر اسلام) ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح اور اس کے بعد دوسرے نبیوں کی طرف بھیجی تھی اور ہم نے ابراہیم' اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف (بھی اسی طرح) وحی نازل کی اور داؤد کو زبور عطا کی اور کتنے رسول (ہم بھیج چکے ہیں) جن کا ذکر ہم پہلے آپ سے کر چکے ہیں اور کتنے ایسے رسول ہیں جن کا ذکر (ابھی تک) ہم نے آپ سے نہیں کیا اور اللہ نے موسیٰ سے (در حقیقت) باتیں کیں۔ ان سب پیغمبروں کو ہم نے خوشخبری دینے اور (منکروں کو عذاب الٰہی سے) ڈرانے والے بنا کر بھیجا تاکہ لوگوں کے پاس ان رسولوں کے آنے کے بعد اللہ کے خلاف کوئی اعتراض باقی نہ رہے (جسے وہ خدا کے سامنے پیش کر سکیں) اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ اے پیغمبر (وہ مانیں یا نہ مانیں) لیکن اللہ اس کتاب کی شہادت دیتا ہے جس کو اس نے آپ کی طرف نازل کیا کہ اسے اپنے علم سے نازل کیا ہے اور ملائکہ بھی اس پر گواہ ہیں گواہی کو تو اللہ ہی کافی ہے بیشک وہ لوگ جنہوں نے راہ کفر اختیار کی اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا وہ دور کی گمراہی میں جا پڑے ہیں۔ یقیناً" جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ظلم کیا اللہ انہیں نہیں بخشے گا اور نہ انہیں سیدھی راہ دکھائے گا۔ سوا جہنم کی راہ کے کہ جس میں یہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ (سزا دینا) اللہ کے لئے آسان ہے۔ اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس رسول حق و صداقت لے کر آچکا ہے تم اس پر ایمان لاؤ۔ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور اگر انکار کرو گے تو (یاد رکھو!) زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے اور وہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اے اہل کتاب! تم اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ کی نسبت سوائے حق بات کے کچھ نہ کہو۔ حقیقت صرف یہ ہے کہ مسیح مریم کا بیٹا عیسیٰ اللہ کا رسول ہے اور اس کا وہ حکم ہے جو اس نے مریم کی طرف (کہلا) بھیجا۔ اس کی طرف سے ایک جان ہے پس اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین (خدا) نہ کہو۔ باز آجاؤ۔ تمہارے لئے بہتر ہوگا (حقیقت میں) اللہ ہی تنہا معبود ہے وہ اس بات سے پاک ہے کہ کوئی اس کا بیٹا ہو۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے اور

خدا کا کارساز ہونا (انسان کے لئے) بس کرتا ہے۔

شرح:۔ اس رکوع میں اصل عظیم کی طرف اشارہ ہے کہ روز اول سے لے کر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک جس قدر انبیائے کرام آچکے ہیں ان سب کی تعلیم ایک تھی مقصد اور نصب العین ایک تھا آج جو اختلاف نظر آرہا ہے وہ ان جلیل القدر پیغمبروں کے متبعین کا پیدا کردہ ہے اور ان کی اپنی باہمی فرقہ بندیوں کا نتیجہ ہے پھر فرمایا ہے کہ قرآن میں بعض پیغمبروں کا ذکر ضمناً آگیا ہے اور بعض کا نہیں آیا۔ مگر مسلم صادق کا فرض ہے کہ تمام معلوم اور نامعلوم پیغمبران خدا کو تسلیم کرے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ تمام دنیا میں رسول بھیجے جا چکے ہیں دنیا کا کوئی خطہ اور زمین کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں ہمارے فرمانبردار بندوں تک آخرت کی بشارت دینے اور نافرمانی کے عواقب و نتائج سے آگاہ کرنے والوں کی آواز نہ پہنچ چکی ہو۔ ہم نے رسولوں کی آواز کو دنیا کے گوشے گوشے اور زمین کے چپے چپے تک اس واسطے پہنچا دیا ہے کہ کل کلاں کو کوئی گروہ یہ نہ کہے کہ ہمیں کوئی صحیح پیغام نہیں پہنچا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! اگر یہ لوگ آپ کو اور آپ کی طرف نازل کردہ کتاب کو نہیں مانتے تو نہ مانیں آپ ان کی باتوں سے دل گیر نہ ہوں۔ کیونکہ میں بذات خود گواہی دیتا ہوں کہ آپ میرے محترم رسول ہیں اور قرآن میرے علوم کا گنجینہ ہے۔ اس کے علاوہ ملائکہ کرام بھی اس بات کی شہادت دیتے ہیں اور یوں تو اللہ کی شہادت کے بعد کسی دوسری شہادت کی ضرورت ہی نہیں۔ آپ کا پیغام سب کے لئے یکساں مفید ہے۔ جو لوگ نہ مانیں گے یا مسلمانوں کو راہ راست سے روکیں گے ان کا شمار گمراہوں میں ہوگا۔ ایسے گمراہ اور ظالم لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق نہیں دیتا۔ یہ لوگ خود جہنم کو پسند کرتے ہیں اس لئے جہنم ہی میں رہیں گے۔ پھر انسان سے خطاب ہوتا ہے کہ اے نوع انسان! تمہارے پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم دین حق لے کر آگئے ہیں ان پر ایمان لانا تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم نے ان سے روگردانی کی تو پھر ہمیں بھی تمہاری کوئی پرواہ نہ ہوگی۔ پھر نوع انسان میں سے یہود و نصاریٰ اور تمام اہل کتاب کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہاری اصلاح ہو سکتی ہے۔ اگر تم دین کی باتوں میں غلو کرنا چھوڑ دو۔ غلو یہ ہے کہ اگر تم عبادت کی طرف متوجہ ہوتے ہو تو اس میں ایسا انہماک

پیدا کرتے ہو کہ اخلاقی معاشرتی اور تمدنی فرائض کو یکسر فراموش کر کے تارک دنیا اور رہبان بن جاتے ہو اگر دنیا داری میں پڑتے ہو تو ایسے غافل ہو جاتے ہو کہ خدا بھی بھول جاتا ہے اگر کسی کی محبت و تعظیم کی طرف جھکتے ہو تو بس اسے خدا ہی بنا دیتے ہو اور جو مخالفت پر اتر آئے تو نبوت و رسالت کا انکار کر دیا اور لگے ان کو تکلیفیں دینے' مثلاً" یہودی مسیح علیہ السلام کے جانی دشمن ہیں اور ان کی عداوت میں اس قدر آگے ہیں کہ ان کو گالیاں دیتے ہیں اور عیسائی اسی انداز سے مسیح کے عقیدت مند ہیں وہ ان کو اس درجہ بڑھاتے ہیں کہ خدائی سے کم رتبہ نہیں دیتے۔ پس اے اہل کتاب ان باتوں سے باز آؤ اور کسی بات میں غلو نہ کیا کرو۔ حد اعتدال کے اندر اندر رہو اور خدا کے احکام کی فرمانبرداری کرو۔ وہ پاک اور بلند ہے نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کسی کا باپ بلکہ وہ مالک ہے سب کا پیدا کرنے والا ہے اور سب کو روزی دینے والا ہے۔

ترجمہ آیات ۱۷۲-۱۷۶:- مسیح کو اس بات سے ہرگز عار نہیں کہ وہ خدا کا بندہ ہو' اور نہ مقرب فرشتوں کو اور جو اس کی بندگی سے عار رکھے اور غرور کرے تو ان سب لوگوں کو اللہ اپنے پاس لا اکٹھا کرے گا پھر وہ لوگ جو ایمان لائے اور (انہوں نے) نیک عمل کئے انہیں اللہ ان کا پورا پورا اجر دے گا اور اپنے فضل سے کچھ زیادہ بھی دے گا اور وہ لوگ جنہوں نے بندگی سے عار رکھی اور غرور کیا انہیں دردناک سزائیں دے گا اور وہ سوا اللہ کے نہ کوئی اپنا دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔ اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حجت آچکی اور ہم نے تمہاری طرف جگمگاتا ہوا نور بھیجا تو وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لائے اور اسی کا سہارا پکڑا' وہ انہیں بہت جلد اپنے فضل و رحمت میں داخل کرے گا اور اپنے حضور تک پہنچنے کے لئے سیدھی راہ دکھائے گا۔ (اے پیغمبر اسلام!) آپ سے لوگ (کلالہ کے بارے میں) فتویٰ طلب کرتے ہیں کہہ دیجئے کہ کلالہ کے بارے میں اللہ کا یہ حکم ہے کہ اگر کوئی مرد مر جائے جس کے کوئی اولاد نہ ہو (اور نہ باپ دادا ہو) اور اس کی بہن ہو تو مرنے والے نے جو کچھ چھوڑا ہے اس کا نصف اس (بہن) کے لئے ہوگا اور (بہن مر جائے) اور اس کے اولاد نہ ہو تو بھائی اس کے سارے مال کا وارث ہوگا۔ پھر اگر بہنیں دو ہوں (یا زیادہ ہوں) تو انہیں ترکے کا دو تہائی ملے گا اور اگر بھائی بہن ہوں تو پھر مرد کے لئے دو عورتوں کے برابر حصہ ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے (اپنے

احکام) بیان کرتا ہے کہ گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر بات کو خوب جانتا ہے۔

شرح: ۔ گزشتہ رکوع میں اہل کتاب کو متنبہ کیا گیا تھا کہ دین کی باتوں میں غلو جائز نہیں۔ اس رکوع میں عیسائیوں کو خاص طور پر "غلو فی الدین" سے روکا گیا ہے۔ فرمایا ہے کہ لوگو! تمہارے پیغمبر مسیح علیہ السلام تو بندۂ خدا کہلانے سے اور اس کی عبادت کرنے سے عار نہیں کرتے اور فرشتوں کو بھی اس کی بندگی کا اقرار ہے پھر یہ کس قدر ناشکری کی بات ہے کہ تم خدا کو چھوڑ کر کسی دوسری شخصیت کو خدا سمجھو۔ عبادت صرف خدا کا حق ہے اس لئے اسی کے سامنے جھکو اور اس کو اپنا مالک و پروردگار سمجھو۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جو خدا کی عبادت کرنے سے اور اس پر ایمان لانے سے' اور اس کے سامنے عجز و انکساری کا اظہار کرنے سے گریز کرتا ہے وہ عذاب کا مستحق ہے۔ کوئی شخص اسے عذاب عظیم سے نہیں بچا سکتا۔ نصرت اور امداد کے تمام دروازے اس کے لئے مسدود ہیں۔ اس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ عیسائیوں کا یہ خیال باطل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہمارے لئے کفارہ ہو گئے ہیں۔ فرماتا ہے کہ مجرم بہرحال سزا کا مستحق ہے اس کا کوئی مددگار اور ناصر نہ ہو گا۔ پھر فرمایا کہ لوگو! تمہیں نہایت واضح احکام اور روشن دلائل عطا کر دیئے گئے ہیں اب تمہارا کوئی عذر باقی نہیں رہا پس جو ان احکام کو مانے گا وہ اللہ کی رحمت میں داخل ہو گا اور ہمیشہ راہ ہدایت پر چلنے کی توفیق پائے گا۔ پھر اس کے بعد کلالہ کی میراث کے بقیہ احکام کو بیان فرما کر ان الفاظ پر سورت کا اختتام کیا ہے کہ ہم نے حقوق العباد کو تمہارے لئے واضح کر دیا ہے تا کہ کہیں تم راہ راست سے نہ بھٹک جاؤ۔ کیونکہ تمہارا علم محدود اور تمہارے تجربات ناقص ہیں۔ مگر اللہ ان سب باتوں کو ٹھیک طور پر جانتا ہے اور تم پر احسان کر رہا ہے تاکہ تم اللہ کے علم سے فائدہ اٹھاؤ۔ اگر تم نے ان باتوں سے فائدہ نہ اٹھایا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ تم یقینی چیز کو چھوڑ کر وہم و قیاس کے پیچھے اپنی زندگیاں تباہ کرنا چاہتے ہو۔

۹۹ سورۃ الزلزال ۹۳

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں آٹھ آیات مبارکہ اور ایک رکوع ہے جس کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا

ہے:-

منظوم ترجمہ:-

خدا کے نام سے آغاز کرتا ہوں کہ وہ "آقا"
بڑا ہی مہرباں ہے اور نہایت مرحمت والا
ہلائی جائے گی جس دم زمیں اک سخت حرکت سے
اگل دے گی وہ جبکہ اپنے سب پوشیدہ گنجینے
اور انساں چیخ اٹھے گا کہ یہ حالت ہے کیا اس کی
زمیں اس روز بتلائے گی ساری سرگزشت اپنی
کہ اس کو حکم ہی اس طرح ہوگا آپ کے رب کا
وہ دن جب لوٹ کر سب لوگ آئیں گے پراگندا
کہ دیکھیں آ کے ثمرہ اپنے اعمال "گزشتہ" کا
لہٰذا جس نے نیکی صرف ذرہ بھر بھی کی ہوگی
تو اس کو دیکھ لے گا عرصہ محشر میں وہ خود ہی
اور اک ذرہ برابر بھی برائی جس نے کی ہوگی
تو اس کو دیکھ لے گا عرصہ محشر میں وہ خود ہی

شرح:- ارشاد ہوتا ہے کہ یہ زمین جس کو تم اتنا مضبوط دیکھتے ہو جب قیامت آئے گی یا آنے کے قریب ہوگی تو اس میں زلزلے آنے لگیں گے۔ حتیٰ کہ ہر چیز جو اس میں پوشیدہ ہے سطح پر آجائے گی اور مردے زندہ ہو جائیں گے انسان حیران ہوں گے اور کہیں گے کہ یہ کیا ہوگیا اس دن زمین انسان کے کسی راز کو پوشیدہ نہیں رہنے دے گی کیونکہ اس کو حکم ہی ایسا دیا گیا ہوگا۔ ہر شخص حیران و ششدر دوڑتا ہوا میدان حشر میں آئے گا کہ اپنے اعمال کا نتیجہ دیکھے۔ چنانچہ کسی شخص نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی تو اسے بھی اپنے اعمال نامے میں درج پائے گا اور اگر کسی نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی تو وہ بھی اسے وہاں نظر آجائے گی۔

(۹۴) سورۃ الحدید (۵۷)

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں انتیس آیات مبارکہ اور چار رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۱-۱۰:- تمام مخلوقات جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں' سب اللہ کی تسبیح (و تقدیس) کرتی ہے اور وہ سب سے زبردست حکمت والا ہے۔ آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے وہی زندہ کرتا ہے اور (وہی) مارتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی اول و آخر ہے اور وہی ظاہر و باطن اور اس کو ہر ایک چیز کا علم ہے۔ اس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دنوں میں بنایا پھر وہ عرش پر قائم ہوا۔ وہ جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی اور جو اس سے باہر نکلتی ہے اور جو کچھ آسمان سے نازل ہوتا اور جو کچھ اس کی طرف اوپر کو چڑھتا ہے اور جہاں بھی تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور اللہ تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے۔ اسی کی ہے آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت اور اسی کی طرف تمام امور کو انجام کار لوٹایا جائے گا وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ ان چیزوں کو بھی جانتا ہے جو سینوں میں پنہاں ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس مال میں سے جس کا اس نے تم کو جانشین بنایا ہے اس کی راہ میں خرچ کرو۔ پھر تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اس کی راہ میں خرچ کیا ان کے لئے بہت اجر ہے۔ وہی تو ہے جو اپنے بندے پر کھلی آیتیں نازل کرتا ہے تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لائے اور یقین جانو کہ اللہ تمہارے حق میں بڑا نرمی کرنے والا اور مہربان ہے اور تم کو کیا ہوا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ حالانکہ آسمان و زمین کی وراثت خدا ہی کی ہے جن لوگوں نے تم میں سے فتح (مکہ) سے پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور (دشمنوں سے لڑائی) لڑے وہ (اوروں کے) برابر نہیں ہیں۔ یہ لوگ درجہ میں ان لوگوں سے بہت بڑے ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیا اور لڑائیاں لڑیں اور اللہ نے ہر ایک سے حسن سلوک کا وعدہ کر رکھا ہے اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ کو اس

کی خبر ہوتی ہے۔

شرح:- ارشاد ہوتا ہے کہ انسان کو چاہئے کہ وہ زبان حال یا قال یا دونوں سے ہر وقت اللہ کی تسبیح و تقدیس میں مشغول رہے کیونکہ زمین و آسمان میں سب جگہ اسی کا حکم اور اسی کا اختیار چلتا ہے۔ وہی بنانے اور مٹانے والا ہے۔ وہی زندہ کرنے اور مارنے والا ہے۔ جب کوئی نہ تھا تو وہ موجود تھا اور جب کوئی نہ ہوگا تو بھی وہ رہے گا ہر چیز کا وجود و ظہور اس کے وجود سے ہے۔ للٰہذا اگر اس کا وجود ظاہر و باہر نہ ہو۔ تو اور کس کا ہوگا؟ وہ اندر بھی ہے اور باہر بھی۔ ظاہر بھی اور باطن بھی کھلے اور چھپے ہر قسم کے احوال جاننے والا ہے ظاہر ایسا کہ اس سے اوپر کوئی قوت نہیں۔ باطن ایسا کہ اس سے پرے کوئی جگہ نہیں جہاں اس کی آنکھ سے اوجھل ہو کر کوئی پناہ حاصل کر سکے۔ اس کی قوت و طاقت کا اندازہ اس سے کر لو کہ اس نے اس تمام زمین و آسمان کو کل چھ دنوں میں بنا کھڑا کیا اور پھر ایسا نظام قائم کیا کہ کوئی چیز اس کے علم سے پوشیدہ نہیں وہ جانتا ہے کہ زمین کے اندر کیا چیز جاتی ہے اور باہر کیا نکلتی ہے۔ آسمان سے جو مینہ برستا ہے اس کے علم سے برستا ہے اور جو کچھ آسمانوں پر جاتا ہے وہ اس کے علم میں ہوتا ہے۔ تم اندھیروں میں ہو یا روشنی میں میدان میں ہو یا کوٹھڑی میں سمندر میں ہو یا زمین پر۔ ہر صورت اور ہر حالت میں اللہ تم کو ایک جیسا دیکھتا ہے۔ تم اس کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں ہو سکتے اور تم اس کی سلطنت سے بھاگ کر نہ زمین پر نہ آسمانوں میں کسی جگہ رہ سکتے ہو۔ رات کو دن کا اور دن کو رات کا لباس پہنا دینا اس کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ پھر اس سے تمہارے دلوں کے راز کس طرح پوشیدہ رہ سکتے ہیں جب تم کو یہ باتیں معلوم ہو چکیں تو چاہئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لا کر اس کے غضب سے بچ جاؤ اور اس کی رحمت حاصل کرو۔ سنو یہ جو مال تمہارے ہاتھ میں ہے اس کا مالک اللہ ہے۔ تم صرف امین اور خزانچی کی حیثیت رکھتے ہو للٰہذا جہاں وہ مالک بتائے وہاں اس کے نائب کی حیثیت سے خرچ کرو اور یہ بھی ملحوظ رکھو کہ پہلے یہ مال دوسروں کے ہاتھ میں تھا اس کے جانشین تم بنے اور اب تمہارا جانشین کوئی اور ہی بنے گا۔ للٰہذا ایسی زائل ہو جانے والی فانی چیز سے دل لگانا کوئی مناسب بات نہیں۔ پس اگر تم ایمان و عمل اور طاعت و فرمانبرداری کی زندگی بسر کرو گے تو اللہ کے ہاں تمہارے لئے بڑا اجر ہوگا اور اللہ پر ایمان لانے اور یقین و معرفت کے راستوں پر چلتے

رہنے میں تمہیں کون سی چیز روک سکتی ہے۔ بلکہ جن چیزوں کی طرف تم کو دعوت دی جاتی ہے ان کا اعتقاد تمہاری طبیعت میں پہلے ہی سے ودیعت کر دیا گیا ہے۔ یہ اللہ کی بڑی ہی شفقت اور مہربانی ہے کہ اس نے قرآن اتارا اور صداقت کے نشان دیئے تاکہ ان کے ذریعے تم کفر و جہالت کے اندھیرے سے نکل کر ایمان و عمل کے اجالے میں آجاؤ۔ اگر اللہ تم پر سختی کرتا ہے تو وہ تمہیں اندھیرے میں چھوڑ کر برباد و ہلاک کر دیتا۔ فرمایا تم لوگ جو ہماری راہ میں اور ہمارے حکم کے مطابق مال خرچ نہیں کرتے۔ بتاؤ کہ تم کو کیا ہو گیا ہے۔ تم سوچتے نہیں کہ یہ مال و دولت ہمیشہ تمہارے ساتھ نہیں رہے گا۔ تم نے کسی سے لیا اور کوئی تم سے لے جائے گا۔ دیکھو فتح مکہ سے قبل جن لوگوں نے جہاد کیا اور اسلام کی خاطر اپنی دولت خرچ کی چونکہ انہوں نے ایک آڑے وقت میں اپنا دھن من لٹایا تھا۔ خدا نے ان کو وہ بلند درجے عطا کئے ہیں جو بعد والوں کو نصیب نہیں ہو سکتے۔ گو بعد میں بھی خرچ کرنے والوں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ ان کو بہترین انعام دے گا۔

ترجمہ آیات ۱۱-۱۹:- کون ہے جو اللہ کی راہ میں خوشدلی سے خرچ کرے پھر وہ اسے اس کے لئے دگنا کر دے اور اسے بڑی عزت کا صلہ ملے۔ جس دن آپ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی داہنی جانب دوڑ رہا ہے (ان سے کہا جائے گا کہ) آج تمہارے لئے خوشخبری ہے کہ (تمہارے لئے) باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اور تم ان باغوں میں سدا رہو گے یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے کہ ہمارا انتظار کر لو تاکہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کریں۔ ان سے کہا جائے گا کہ تم واپس لوٹ جاؤ پس (کوئی) اور روشنی تلاش کرو پھر ان دونوں جماعتوں کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ بھی ہو گا اس کے اندر کی طرف رحمت ہو گی اور باہر کی طرف عذاب۔ یہ ان کو پکاریں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کہ کیوں نہیں۔ مگر تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں ڈالا اور (ہمارے حق میں مصیبتوں کے) منتظر رہے اور شک کیا اور (تمہاری) توقعات نے تم کو دھوکے میں ڈالے رکھا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آگیا اور وہ دغاباز تم کو اللہ کے بارے میں دھوکے دیتا رہا سو آج کے دن نہ تم سے معاوضہ لیا جائے گا اور نہ ان لوگوں سے جنہوں نے راہ کفر اختیار کر رکھی تھی تم

سب کا ٹھکانا آگ ہے وہی تمہاری رفیق ہے اور بہت برا ٹھکانا ہے کیا ان لوگوں کے لئے جو ایمان لا چکے ہیں وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد اور اس کتاب کے لئے جو خدائے برحق کی طرف سے اتری ہے جھکیں اور ان لوگوں کی مانند نہ ہوں جن کو اس سے پہلے کتاب دی گئی تھی پھر جوں جوں مدت گزرتی گئی ان کے دل پتھر ہوتے گئے اور ان میں سے بہت سے (نافرمان و) بدکار ہیں۔ جان لو کہ اللہ ہی ہے جو زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے ہم نے تمہارے لئے اپنی آیتوں کو واضح کر دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔ بلاشبہ خیرات کرنے والے مرد اور عورتوں کو اور ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں خوش دلی سے خرچ کرتے ہیں دگنا (صلہ) دیا جائے گا اور ان کے لئے بڑی عزت کا اجر ہوگا اور وہ لوگ جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں یہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔ ان کے لئے ان کے اعمال کا صلہ ہے اور (ایک خاص) نور اور وہ لوگ جو منکر ہیں اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ دوزخ میں جائیں گے۔

شرح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جو اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کرتا ہے وہ اس سے کئی گنا زیادہ اس کو دنیا ہی میں دے دیتا ہے اور آخرت میں اس خلوص و ایثار کا جو انعام دے گا وہ اس سے کہیں زیادہ ہوگا اس دن جب کہ منکران حق کفر و ضلالت کے اندھیرے میں پڑے ٹھوکریں کھا رہے ہوں گے اور کسی طرف بھی ان کو راہ نہ ملے گی ان لوگوں کے آگے ایمان کا نور چلا جا رہا ہوگا اور یہ مبارکبادیاں اور خوشخبریاں سنتے سنتے اپنی منزل مقصود یعنی جنت میں جا پہنچیں گے نور ایمان کی یہ روشنی منافقوں کو نصیب نہ ہوگی گو وہ دنیا میں مسلمان کہلاتے تھے اور انہیں میں شمار ہوتے تھے۔ مگر چونکہ ان کے اعمال اسلام اور ایمان کے خلاف تھے اس دن وہ ایمان والوں سے الگ رکھے جائیں گے مومنوں اور منافقوں کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی دیوار کے اس جانب جدھر ایمان والے ہوں گے جنت کا سماں ہوگا اور اس جانب جدھر منافق ہوں گے عذاب الہٰی چھا رہا ہوگا۔ اب منافق آوازیں دینے لگیں گے کہ بھائی! ہم کو بھی ساتھ لے چلو کیا دنیا میں ہم تمہارے ساتھ نہ تھے ادھر سے جواب ملے گا کہ تم ساتھ تو تھے مگر فتنہ و فساد برپا کرنے کے لئے امن و امان کے لئے نہیں کفر کی حمایت کرنے کے لئے۔ اسلام کو غالب کرنے کے لئے نہیں، بروں کی مدد کرنے کے لئے، نیکو کاروں کا ساتھ دینے کے لئے نہیں تم کو کبھی

بھی عمر بھر صداقت اسلام پر ایمان وایقان نصیب نہ ہوا اور تم دھوکے ہی میں پڑے رہے۔ سو آج اپنے اعمال بد کا ثمرہ پاؤ۔ آج وہ دن ہے کہ نہ تم عوضانہ دے کر رہائی پا سکتے ہو اور نہ کسی اور طرح۔ آج یہ دوزخ کی آگ ہی تمہارا ٹھکانا ہے اور گو بدترین جگہ ہے مگر اب تمہیں ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہنا اور عذاب جھیلنا ہوگا۔

منافقوں کا حسرت ناک انجام بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا ابھی وہ زمانہ نہیں آیا کہ ایمان والوں کے دل اللہ کے ذکر اور قرآن کے نصائح سے متاثر ہو کر گڑگڑانے لگیں۔ فرمایا اے مسلمانو! تم بھی گزشتہ امتوں کی طرح نہ ہو جانا کہ جس طرح وہ بعد زمانہ کے باعث سنگدل ہو گئے تھے اور اپنی شریعت اور ہماری نازل کردہ کتابوں کو طاق نسیاں پر رکھ چکے تھے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے دلوں پر بھی قرآن کوئی اثر نہ کرے اور کہیں تم بھی شریعت کو نہ چھوڑ بیٹھو۔ دیکھو اللہ جس طرح اس بات پر قادر ہے کہ وہ مردہ و خشک زمین کو جس میں کوئی پیداوار نہیں ہو سکتی سرسبز و شاداب کر کے اس میں رنگا رنگ کے پھول اور طرح طرح کی روئیدگیاں پیدا کر دیتا ہے۔ وہ اسی طرح تمہارے مردہ دلوں کو بھی زندہ کرنے پر قادر ہے۔ شرط یہ ہے کہ تمہیں اس کی خواہش ہو۔ فرمایا آخرت کے بلند درجے انہی لوگوں کے لئے ہیں جو صدقہ و خیرات دیتے اور علاوہ ازیں جب ضرورت پڑے ہماری راہ میں بے دریغ خرچ کرتے ہیں۔

فرمایا صدیقوں کے لئے یعنی ان کے لئے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر سچا ایمان لاتے ہیں جس کا ثبوت وہ اپنے اعمال حسنہ سے دیتے ہیں اور شہیدوں کے لئے بھی جو محض اپنے اللہ کے حکم کے مطابق اپنی عزیز جانیں بھی پیش کر دیتے ہیں بڑا اجر ہوگا اور ان کے لئے ایک طرح کی روشنی ہوگی۔ جو ہر وقت ان کے لئے خوشی کا ایک منظر پیش کرے گی مگر حق سے انکار کرنے والے بدبخت دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔

ترجمہ آیات ۲۰-۲۵:- جان رکھو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل تماشہ اور ظاہری زینت اور آپس میں فخر کرنے اور مال و اولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ خواہش و آرزو کا مقام ہے اس کی مثال اس مینہ کی سی ہے کہ اس کی پیداوار کاشتکاروں کو اچھی معلوم ہوتی ہے پھر وہ (کھیتی) زور پر آتی ہے۔ پھر پک کر زرد ہو جاتی ہے۔ پھر چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی مغفرت اور رضامندی بھی اور دنیاوی زندگی تو

محض دھوکے کا ایک سامان ہے۔ رب کی مغفرت کی طرف دوڑو اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان اور زمین کی وسعت کے برابر ہے۔ یہ ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ کوئی آفت زمین پر نہیں آتی اور نہ تمہاری جانوں پر مگر قبل اس کے کہ ہم ان جانوں کو پیدا کریں ہمارے ہاں مرقوم ہے۔ یاد رکھو کہ یہ امر اللہ کے لئے بہت آسان ہے تاکہ جو چیز تم سے جاتی رہے اس پر غم نہ کھاؤ اور نہ اس چیز پر اتراؤ جو اس نے تم کو دی ہے اور اللہ کسی اترانے والے شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا (یعنی) ان لوگوں کو جو خود بخل سے کام لیتے ہیں اور لوگوں کو بخیل ہونے کی ہدایت کرتے ہیں اور جو اعراض کرے تو اس کی کچھ پرواہ نہیں کیونکہ اللہ سب سے بے پرواہ اور ستودہ صفات ہے۔ ہم اپنے کئی رسول روشن نشانات (اور واضح احکام) کے ساتھ بھیج چکے ہیں اور ان کے ساتھ ہم نے کتاب نازل کی اور میزان تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور ہم نے لوہا پیدا کیا جس میں سخت خطرہ بھی ہے اور لوگوں کے لئے کئی منافع بھی ہیں تاکہ اللہ جان لے کہ کون اس کے دین اور اس کے رسولوں کی بن دیکھے مدد کرتا ہے بلاشبہ اللہ بڑا طاقتور اور زبردست ہے۔

شرح:۔ اس رکوع میں انسانی زندگی کا ایک مختصر مگر نہایت موثر نقشہ کھینچ کر دکھایا گیا ہے فرمایا ہے کہ انسان کی یہ چند روزہ زندگی ایک کھیل اور تماشے کی مانند ہے جب تماشہ ختم ہو جاتا ہے تو اس کے بعد کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ دنیا کچھ بھی نہیں زندگی دراصل آخرت ہی کی زندگی کا نام ہے۔ یہ دنیا کی زندگی کیا ہے جب یہ بچہ ہوتا ہے تو کھیل کود اور دل لگی میں وقت گزار دیتا ہے۔ اس وقت اس کو سوائے ان چیزوں کے اور کسی کا شوق نہیں ہوتا۔ پھر جب یہ وقت گزر جاتا ہے تو خوبصورت بننے اور خوبصورت اشیاء کے حاصل کرنے کی اسے فکر لگی رہتی ہے اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر رہنے کا خیال دامن گیر رہتا ہے۔ یہ منزل بھی طے ہو جاتی ہے تو پھر مال و دولت کے اکٹھا کرنے اولاد کے چاہنے اور ان کی پرورش کرنے میں لگ جاتا ہے۔ ہر وقت اسے کوئی نہ کوئی خبط ضرور ہی لگا رہتا ہے اور جانتا ہوں کہ اس سب تگ و دو کا نتیجہ کیا ہے اس کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے کاشتکار کی کھیتی کی مثال سامنے رکھ لو۔ کاشتکار بیج بوتا ہے اور جب چھوٹی چھوٹی

پتیاں زمین سے نکلتی ہیں تو اس کا دل خوش ہونے لگتا ہے پھر وہ پتیاں بڑھ کر ٹہنیاں بنتی ہیں اور ایک دن ہوتا ہے کہ وہ پک کر اپنی عمر کھا کر خشک ہو جاتی ہیں اور کاشتکار ان کو اکھاڑ کر باہر پھینک دیتا یا جلا دیتا ہے۔ یہی حالت تمہاری زندگیوں کی ہے پھر جب تمہارا زمانہ یہاں سے ختم ہو جائے گا تو وہ جنہوں نے اپنی زندگی کے دوران میں کفروانکار کو اپنا طریقہ کار بنایا ہوگا ان کے لئے بڑی بھاری سزا ہوگی مگر ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کے لئے اللہ کی مغفرت اور اس کی رضا ہوگی۔ فرمایا تم دنیاوی زندگی کے جھمیلوں کے دوران میں خدا کو کبھی نہ بھولو۔ اسے یاد رکھو اور اس کی مغفرت طلب کرتے رہو۔

ارشاد ہوتا ہے کہ جو مصیبت تم پر آنے والی ہے وہ آکر ہی رہے گی اور جو راحت تمہارے نصیب میں لکھی ہے اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تم اس چکر میں پھنسے رہتے ہو۔ فرمایا اگر کچھ جاتا ہو تو اس کا غم نہ کرو کیونکہ وہ تمہارے پاس کسی طرح رہ نہیں سکتا اور اگر کوئی چیز مل جائے تو اس پر حد سے زیادہ خوشی نہ کرو۔ کون جانتا ہے کہ اس چیز کا ہونا تمہارے لئے باعث رحمت ثابت ہوگا یا سبب زحمت۔ فرمایا تمہارے ہاتھ میں ہم نے جو کچھ دیا ہے اس کو اس طرح لے کر نہ بیٹھ جاؤ کہ کسی کو کچھ دو ہی نہیں۔ فرمایا مجھے تمہارے مال و دولت کی ضرورت نہیں مگر اس کا خرچ کرنا دنیا و آخرت میں خود تمہارے ہی لئے مفید ہوگا۔ فرمایا چونکہ انسان ان حقائق و معارف کو خود بخود نہیں سمجھ سکتا ہم نے اس کی ہدایت کے لئے کتابیں نازل کی ہیں اور ایسے قانون بنائے ہیں کہ وہ ہماری بتائی ہوئی سیدھی راہ سے نہ بھٹکے۔ مگر اس کے باوجود بعض سرکش لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ نہ تو قوانین کا احترام کرتے ہیں نہ امن و چین کی زندگیاں گزارتے ہیں۔ ان کی گوشمالی کے لئے ہم نے لوہا پیدا کر دیا ہے تاکہ علاوہ اور طرح فائدہ اٹھانے کے لوگوں کو یہ فائدہ بھی ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کے دین کی مدد لوہے کے ہتھیار بنا کر کر سکیں اور ہر سرکش و باغی شخص کو جو اللہ کے نافذ کردہ قوانین کے سامنے سر اطاعت جھکا نہ دے ڈنڈے کے زور سے مطیع و منقاد بنا دیں۔

ترجمہ آیات ۲۶-۲۹:- اور ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان کی نسل میں نبوت اور کتاب رکھ دی۔ سو ان میں کچھ تو راہ راست پر قائم رہے اور اکثر بدکار ہو گئے۔ پھر ان کے پیچھے ان کے نقش قدم پر ہم نے کئی رسول بھیجے اور عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور

اس کو انجیل دی اور جن لوگوں نے اس کی اتباع کی ان کے دلوں میں نرمی اور مہربانی ڈال دی اور وہ رہبانیت جو انہوں نے نکال لی تھی ہم نے آگے کہیں نہیں لکھا تھا مگر انہوں نے اللہ کی رضامندی کی تلاش میں اسے اختیار کیا۔ پھر اسے جس طرح نبھانا چاہیئے تھا نباہ نہ سکے۔ سو ان میں سے جو ایمان لائے تھے ہم نے ان کو ان کا اجر دیا اور بہت سے ان میں سے (نافرمان) و بدکار ہو گئے۔ اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ وہ اپنی رحمت سے تم کو دگنا عطا کرے گا اور تمہارے لئے ایک نور ٹھہرا دے گا۔ جس کی روشنی میں تم چلو گے اور (تمہاری) خطاؤں کو وہ معاف کر دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ تاکہ اہل کتاب یہ نہ جان پائیں کہ مسلمان اللہ کے فضل سے کوئی چیز نہیں پا سکتے اور یہ کہ بزرگی تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل اور عظمت والا ہے۔

شرح:- اس رکوع میں اللہ تعالیٰ بتاتے ہیں کہ ابتدائے آفرینش ہی سے لے کر انسان دو گروہوں میں منقسم چلا آتا ہے۔ ایک نیکوکار و ہدایت یافتہ دوسرے بدکار و گمراہ۔ فرمایا ہم نے نوح اور ابراہیم علیہم السلام جیسے الوالعزم پیغمبروں کو دنیا میں بھیجا اور ان کی نسل کو بھی نبوت و کتاب دی مگر وہ تمام کے تمام سیدھی راہ پر نہ رہے بعض نے تو صحیح راہ اختیار کی اور بعض بدکاری کے پیچھے لگ گئے۔ پھر ان رسولوں کے بعد عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کو بھیجا اور اس کو انجیل دی اور اس کے متبعین کو بڑا رحم دل اور نیکوکار بنایا مگر انہوں نے رہبانیت اور ترک دنیا کی بدعت اختراع کر لی اور افراط و تفریط میں پڑ کر راہ راست سے دور جا پڑے۔ سو ان میں سے جن کے دل پاک اور مخلص تھے ہم نے ان کو تو بڑا اجر دیا۔ مگر اکثر ان میں سے بدکار و نافرمان تھے۔ سوائے مسلمانو! تم ان باتوں کو ہمیشہ کے لئے یاد رکھو۔ ایمان لائے ہو تو متقی بھی بنو اور اللہ کے رسول کے بتائے ہوئے ہر حکم کو سچ مانو اور اس کے مطابق عمل کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو وہ نور جو قیامت کے روز ہمارے مقرب اور محبوب بندوں کی رہنمائی کرے گا تمہیں بھی دیا جائے گا اور تمہاری تمام خطائیں معاف کر دی جائیں گی۔ فرمایا! اے مسلمانو! تم اہل کتاب کو جو ایمان نہیں لائے یہ دکھا دو کہ اللہ کا فضل اور اس کی عنایات صرف ان ہی لوگوں پر ہوتی ہیں جو اس کے محبوب و مرتضیٰ ہوں اور یہ کہ اللہ بڑے فضل و کرم والا ہے۔

(۹۵) سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (۴۷)

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں اڑتیس آیات مبارکہ اور چار رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۱-۱۱:- وہ لوگ کہ جنہوں نے کفر و انکار کا وطیرہ اختیار کیا اور (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکا ان کے اعمال کو (اللہ نے) برباد کر دیا اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے اور اس کتاب پر ایمان لائے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی ہے اور وہ ان کے رب کی طرف سے ہے بھی برحق۔ اللہ ان کی برائیوں کو دور کر دے گا اور ان کی حالت اچھی کر دے گا یہ اس لئے ہے کہ جو کافر ہیں وہ تو باطل کی پیروی کرتے ہیں اور جو ایمان والے ہیں وہ اپنے رب کی طرف سے (آئی ہوئی) حق بات کا اتباع کرتے ہیں اللہ اسی طرح لوگوں سے ان کے حالات بیان کرتا ہے۔ سو جب تم ان لوگوں سے ملو جنہوں نے وطیرۂ کفر اختیار کر رکھا ہے تو (ان کی) گردنیں مارو۔ یہاں تک کہ جب تم ان کو خوب تہ تیغ کر چکو تو (باقیوں کو) اچھی طرح قید کر لو۔ بعد ازاں (حالت امن میں) یا تو ان پر احسان کر کے چھوڑ دو یا فدیہ لے کر جب تک کہ جنگ موقوف نہ ہو جائے (جہاد جاری رہے) یہ حکم ہے اور اگر خدا چاہتا تو خود ان سے بدلہ لے لیتا۔ لیکن وہ تمہیں ایک دوسرے کے ذریعہ سے آزمانا چاہتا ہے اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں اللہ ان کے اعمال کو برباد نہیں کرتا۔ اللہ ان کو سیدھی راہ دکھائے گا اور ان کی حالت سنوار دے گا اور ان کو جنت میں داخل کرے گا جو ان کو (اس نے) پہلے سے جتا دی ہے۔ اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے پاؤں جمائے رکھے گا اور وہ لوگ جو کافر ہیں ان کے لئے تباہی ہے اور اس نے ان کے اعمال کو برباد کر دیا ہے یہ اس لئے کہ انہوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جو اللہ نے نازل کی سو اس نے ان کے اعمال کو ضائع کر دیا کیا وہ ملک میں چلے پھرے نہیں تاکہ وہ دیکھیں کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کا انجام کیسا ہوا۔ اللہ نے ان کو برباد کر

دیا اور کافروں کی یہی حالت ہوا کرتی ہے۔ کیونکہ وہ لوگ جو ایمان والے ہیں اللہ ان کا حامی ہے اور کافروں کا کوئی کارساز نہیں۔

شرح:۔ یہ سورۃ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اور تمام مدنی سورتوں کی طرح اس میں بھی اعمال صالحہ مکارم اخلاق اور عبادت وغیرہ کا ذکر ہے۔ منافقوں کو تنبیہہ کی گئی ہے اور نیکو کاروں کے حوصلے بڑھائے گئے ہیں۔ گزشتہ سورۃ کے آخری الفاظ سے معلوم ہوتا تھا کہ جو شخص خالص مومن اور پکا مسلمان نہ بنے وہ ہلاک و برباد ہوگا اس پر سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ ایسے لوگ بھی تو ہیں جو اگرچہ دائرہ اسلام میں داخل نہیں مگر بہت سے نیک کام کرتے ہیں۔ مثلاً "سخاوت' غریب پروری' حفاظت مظلومان اور قومی مفاد کی نگرانی وغیرہ بعض لوگ اپنے مخصوص طریقہ سے خدا کی عبادت بھی کرتے ہیں تو کیا اگر وہ مسلمان نہ ہوں تو ان کی یہ نیکیاں رائیگاں جائیں گی۔ اس سورۃ کی پہلی آیت نے ایک بڑی انقلاب خیز حقیقت کا انکشاف کیا ہے اور وہ یہ کہ جو لوگ اسلام نہیں لاتے اور اس کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں وہ خواہ کتنے ہی نیک کام کریں ان کے سب کام آخرت میں اکارت اور ضائع جائیں گے کیونکہ نیک عمل اس کو کہا جاتا ہے جس کی تہ میں اخلاص اور رضائے مولیٰ کا جذبہ کارفرما ہو اور جہاں خود غرضی اور ذاتی مفاد پیش نظر ہو خواہ وہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو اس پر کوئی جزا مرتب نہیں ہو سکتی۔ فرمایا جو لوگ ایمان لاتے اور نیک کام کرتے اور قرآن پر عمل پیرا ہوتے ہیں چونکہ ان کے اعمال ذاتی اغراض اور مطلب پرستیوں سے بالکل خالی ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو اعمال کی جزا بھی ملتی ہے اور ان کی خطائیں بھی جو بتقاضائے بشریت ان سے سرزد ہو جاتی ہیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ فرمایا اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ اگر حق و صداقت کی تبلیغ میں کوئی رکاوٹ ڈالے تو اس کی گردن اڑا دی جائے اور جب ایسے لوگوں کو خوب زور سے تہ تیغ کر چکو تو پھر باقیوں کو قید کر لو اور جو چھوڑنا ہو تو خواہ معاوضہ لے کر چھوڑو خواہ احسان کر کے بغیر کچھ لئے دئے چھوڑ دو تمہاری اپنی مرضی ہے۔ فرمایا جو لوگ اللہ کی راہ میں منکران حق کے ساتھ مقابلہ کرتے میں کام آئیں چونکہ انہوں نے اپنے انتہائی خلوص دل کا ثبوت دیا ہوتا ہے اس لئے ان کا کوئی عمل ضائع نہیں ہوگا اور خدا کے حضور ان کے لئے بہترین عزت کی جگہیں ہیں۔

قرآن پاک میں متعدد موقعوں پر جہاد بالسیف کا ذکر آیا ہے مگر مصلحت کوش حضرات جہاد کا نام سن کر عجیب عجیب تاویلیں کرتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاد صرف اتنا تھا کہ جب دیکھا کہ اب مسلمانوں کا دین ان کی سیاسی حالت ان کے مال و دولت اور ان کی جانیں خطرے میں ہیں۔ تو خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے کا حکم دیدیا مسلمان یونہی تلوار لئے تو لوگوں کو قتل نہیں کرتے پھرتے تھے جب دیکھتے تھے کہ اب اللہ کے دین کی مخالفت ہو رہی ہے اور مسلمان کا جان و مال خطرہ میں ہے تو پھر قوم کی قوم ایک سرے سے دوسرے سرے تک سر دھڑ کی بازی لگا دیا کرتی تھی۔ جب تک یہ حالت رہی مسلمان ترقی کرتے گئے۔ مگر جس دن سے ان میں بزدلی بے ہمتی اور مال و جاہ کی محبت نے گھر کر لیا۔ اس دن سے وہ فاتح سے مفتوح عزیز سے ذلیل اور حاکم سے محکوم ہوتے چلے گئے۔ ہمارے زمانے کی ذہنیت کا مطالعہ کر کے دیکھو تو ان میں جذبہ جہاد نام کو بھی نظر نہ آئے گا اور یہی چیز ہماری موجودہ پستی اور ذلت کا باعث ہے۔

ترجمہ آیات ۱۲-۱۹:- بیشک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ لوگ جو کافر ہیں وہ (دنیا میں) عیش کر رہے ہیں اور اس طرح کھاتے اور پیتے ہیں جس طرح چوپائے کھاتے ہیں اور آگ ان کا ٹھکانا ہے اور بہت سی بستیاں تھیں جو آپ کی اس بستی سے جس کے رہنے والوں نے آپ کو گھروں سے نکلا زور و قوت میں کہیں زیادہ تھیں۔ ہم نے ان کو برباد کر دیا سو کوئی ان کا مددگار نہ ہوا۔ بھلا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے واضح راستہ پر ہے اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جس کو اپنے برے عمل بھلے معلوم ہوتے ہیں اور وہ جو اپنی خواہشوں پر چلتے ہیں وہ بہشت کہ جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے ایسے ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں رواں ہیں جس میں کبھی بو نہ پیدا ہو اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا ذائقہ نہ بدلے اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کو مزیدار معلوم ہوں اور ایسے شہد کی نہریں جو صاف ہوگا اور ان کو وہاں ہر قسم کا میوہ میسر آئے گا اور ان کے رب کی طرف سے ان کی سب لغزشیں معاف کر دی جائیں گی کیا یہ لوگ ان کے برابر ہوں گے جو ہمیشہ آگ میں رہیں گے اور ان کو ابلا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو (بظاہر) آپ کی

طرف کان لگا کر (سنتے ہیں) یہاں تک کہ جب وہ آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں تو ان لوگوں سے جن کو علم دیا گیا ہے پوچھتے ہیں کہ (آپ نے) ابھی کیا کہا تھا یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور وہ اپنی خواہشات پر چلتے ہیں اور وہ لوگ جو بر سر ہدایت ہیں خدا ان کو اور زیادہ ہدایت سے بہرہ مند کرتا ہے اور ان کو پرہیز گاری عطا فرماتا ہے۔ پھر کیا وہ صرف قیامت کے منتظر ہیں جو ان پر ناگہاں آ پڑے۔ سو اس کی نشانیاں آ چکی ہیں پھر جب وہ ان کے روبرو آ جائے گی تو ان کے لئے نصیحت حاصل کرنا کیسے ممکن ہو گا۔ آپ یقین رکھئے کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے اور اپنی لغزشوں کی معافی مانگتے رہئے۔ اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں کے لئے بھی اور اللہ کو تمہارے چلنے پھرنے کی جگہ اور تمہارا ٹھکانا خوب معلوم ہے۔

شرح:۔ اس رکوع میں پھر جہاد کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان کی زندگی تو واقعی زندگی ہے مگر جو لوگ ایمان کی دولت سے مالا مال نہیں ہوتے اور نہ نیک عمل کرتے ہیں ان کی زندگی ایسی ہی سمجھو جیسی کسی جانور کی۔ جو شخص اپنی جان کو اتنا عزیز سمجھتا ہے کہ وہ اس کے دینے والے کو سپرد کرنے کے لئے بھی تیار نہیں اور اس فانی جسم کو اناج اور پانی سے موٹا کرنا ہی جانتا ہے وہ یقیناً اپنے مالک حقیقی سے ناواقف ہے اس میں اس چیز کا ذرہ بھی موجود نہیں جو انسان کو انسان یا اشرف المخلوقات بناتی ہے اور جب وہ امتیازی چیز نہ رہی تو پھر حیوان اور انسان سب ایک ہوئے۔ فرمایا ان حیوان صفت انسانوں میں کوئی طاقت و ہمت نہیں ہوا کرتی چنانچہ دیکھ لو کہ کفار مکہ گو بڑی بڑی طاقت والے تھے مگر مومنوں کے مقابلہ میں ان کی طاقت ایسی ہی تھی جیسے جانوروں کی ہوتی ہے۔ جس طرح بڑے سے بڑے جانور کو معمولی سی معمولی آدمی مار کر ہلاک کر سکتا ہے۔ اسی طرح طاقتور سے طاقتور کافر کو کمزور سے کمزور مسلمان موت کے گھاٹ اتار سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ مومن ہو اور سچا مسلمان ہو۔

آپ اگر ذرا غور سے کام لیں اور انسان اور حیوان کے درمیان جو مابہ الامتیاز ہے اس کو معلوم کرنے کی کوشش کریں تو اکثر باتوں میں مشابہت پائی جائے گی یہاں ارشاد فرمایا کہ جسم کی نشوونما کے لئے حیوان بھی کھاتے پیتے ہیں اور انسان بھی۔ کھانے پینے سے جسم بڑھتا ہے اور شہوانی قوتوں کو تحریک ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنا مقصد حیات

صرف اسی قدر سمجھے کہ اسے دن رات پیٹ کی فکر کرنی ہے اور ہر ممکن طریق سے اپنے آپ کو امن و شہوات میں رکھنا اور عیش کی زندگی گزارنا ہے تو یہی مقصد عام حیوانوں کا ہے ایسے انسان کو انسان نہیں خیال کرنا چاہئے وہ حیوان ہے۔ انسان وہی ہے جو عقل و ہوش سے کام لیکر صانع عالم کے سامنے سربسجود ہو اور ہر وقت خدا کو یاد رکھے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرے پھر ان کا کھانا پینا زندہ رہنے اور خدا کی عبادت کرنے کا ذریعہ سمجھا جائے گا شیخ سعدی علیہ الرحمتہ نے کیا خوب کہا ہے۔

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است
تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

اس کے بعد منافقوں کی چالوں کا ذکر کیا ہے۔ منافق نام ہے اس کا جس کے دل میں کچھ اور ہو اور زبان سے کچھ اور نکلتا ہو۔ ایسے لوگ دل کے پلید' ہمت کے پست اور مکارم اخلاق سے عاری ہوتے ہیں۔ وہ لوگ بڑے بڑے نیکی کے کام بھی کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں مگر اخلاص اور للہیت سے نہیں۔ مصلحت سے یا دوسروں کے خوف و ڈر سے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم ایسے لوگوں کو سزا یہ دیتے ہیں کہ ان کے دلوں پر ایک مہر سی لگا دیتے ہیں جس سے وہ سخت دل چالباز اور مکارم اخلاق سے عاری ہو جاتے ہیں۔ منافق اور مومن کا امتحان عمل ہے۔ بالخصوص وہ عمل جس کی ادائیگی میں دولت یا جان کام آئے۔ منافق اسلام کی خاطر جان دینے کیلئے تو کبھی بھی تیار نہیں ہوتا اور روپیہ بھی اس جگہ خرچ کرتا ہے جہاں سے کسی نہ کسی طرح اس کی واپسی متوقع ہو۔ فرمایا ان کو موت سے پہلے اپنی اصلاح کی فکر ہونی چاہئے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! تمہاری منافقت سراسر حماقت پر مبنی ہے غور کرو خدا تو ہر چیز سے واقف ہے وہ مومن کو ایمان کا بدلہ اور منافق کو منافقت کی سزا اور منکر کو انکار کا عذاب ضرور دے گا۔

ترجمہ آیات ۲۰-۲۸:- اور ایمان والے کہتے ہیں کہ (جہاد کے بارے میں کوئی) سورۃ کیوں نازل نہیں ہوئی پھر جب ایسی صاف صاف سورۃ نازل ہوتی ہے جس میں جہاد کا ذکر ہو تو آپ ان لوگوں کو دیکھتے ہیں جن کے دلوں میں نفاق کا روگ ہے کہ وہ آپ کی طرف اس شخص کی طرح دیکھتے ہیں جس پر موت کی بیہوشی طاری ہو سو ان کی کمبختی آئی ہے۔ فرمانبرداری کرنی چاہئے اور اچھی بات کہنی چاہئے پھر جب جنگ کی بات طے ہو جائے تو اگر اللہ سے سچے رہیں تو ان کے لئے بہت بہتر ہے۔ پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ

اگر تم کو حاکم بنا دیا جائے تو تم ملک میں فساد برپا کر دو اور اپنے رشتے ناطے توڑ ڈالو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی سو اللہ نے ان کو بہرہ اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا پھر کیا یہ لوگ قرآن میں تدبر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل لگے ہیں۔ بیشک وہ لوگ جو ہدایت کے ظاہر ہونے کے باوجود مرتد ہو گئے شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظروں میں خوبصورت بنا دیا اور ان کو لمبی امیدیں دلائیں۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے ان لوگوں سے جو اللہ کی نازل کردہ کتاب سے بیزار ہیں یہ کہہ دیا کہ ہم بعض باتوں میں تمہارا کہنا مان لیں گے تو اللہ ان کی پوشیدہ باتوں سے واقف ہے۔ سو ان کا کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کی جان قبض کریں گے اور ان کے مونہوں اور پشت پر مارتے جائیں گے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے وہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا جس سے اللہ ناراض ہے اور انہوں نے اللہ کی رضا مندی کو ناپسند کیا سو اس نے ان کے اعمال کو برباد کر دیا۔

شرح:- اس رکوع میں وہی بات بتائی گئی ہے جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ یعنی منافق زبانی جمع خرچ کے لئے تو فوراً تیار ہو جاتا ہے مگر جب کام کا وقت آتا ہے تو حیلے بہانے تلاش کرنے لگتا ہے۔ فرمایا جب تک جہاد کا حکم نازل نہیں ہوا تھا تب تک یہ بڑے زور شور سے کہتے رہے کہ ہمیں لڑنے کی اجازت کیوں نہیں دی جاتی یہ کوئی مصلحت نہیں کہ مخالف تو ہر قسم کی زیادتی کریں اور ہم لوگ ہاتھ بھی نہ اٹھائیں مگر جب جہاد کا حکم آگیا تو ہکا بکا ہو کر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے کہ کیا سوچا تھا اور کیا ہو گیا۔ جہاد میں روپیہ بھی خرچ ہوتا ہے اور جان کا خطرہ بھی ہوتا ہے یہ دونوں چیزیں منافق کو بے حد عزیز ہوتی ہیں۔ ان کی قربانی وہ کسی طرح کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا اور اگر مجبوراً روپیہ دینا ہی پڑے تو دیدیتا ہے مگر جان کو موت کے حوالے کرنے کے لئے وہ کبھی تیار نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کے اعمال کی سیہ کاریاں خوفناک شکلیں اختیار کر کے اس کو ڈراتی ہیں اور موت کے بعد کا زمانہ اس کے لئے سوہان روح بن کر سامنے آجاتا ہے اس کے برعکس ایک نیکوکار انسان دنیا کی بے ثباتی اس کے امتحانات اور یہاں کی سختیوں سے گزر کر ابدی راحت اور مزے کی زندگی کی تلاش میں اپنی جان کو ہر وقت ہتھیلی پر رکھتا ہے اور اس جستجو میں رہتا ہے کہ اس کا حکم آئے تو اپنی جان کو خدا کے سپرد کر کے یہاں کے آلام سے نجات پائے۔ موت کی ایک ہی صورت اللہ تعالیٰ نے انسان کے ہاتھ میں رکھی ہے اور وہ

ہے شہادت یعنی جہاد فی الاسلام کی موت۔ یہ مواقع روز روز نہیں آیا کرتے۔ جب وقت آجاتا ہے تو وہ جو زندگی کے راز کو پاچکے اور اپنے مولیٰ کی رضا پر خوش ہو چکے ہیں فوراً" میدان جنگ میں آکر شہادت کے خواہاں ہوتے ہیں۔ ان کو یقین ہوتا ہے کہ اگر ہم اس وقت کام آئے تو سیدھے اللہ کے دربار میں پہنچ کر مراتب عالیہ پائیں گے اور اگر زندہ رہے تو غازی کا خطاب پاکر دنیا میں عزت سے رہیں گے اور خدا کی بارگاہ میں بھی مخلص قرار دیئے جائیں گے۔ فرمایا وہ حیوان صفت سنگ دل اور منافق انسان جو ایمان لانے کے بعد بجائے دنیا میں امن قائم کرنے کے فتنہ و فساد برپا کرتے ہیں ان کے کان بہرے اور ان کی آنکھیں اندھی ہیں۔ فرماتا ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن کا مطالعہ کرے تو وہ منافق نہیں رہ سکتا ان کا نفاق محض اس لئے قائم ہے کہ قرآن کے مطالب پر غور ہی نہیں کرتے اور نہ اسلام کے متعلق کچھ سوچتے ہیں۔

ترجمہ آیات ۲۹۔ ۳۸:۔ کیا وہ لوگ جن کے دلوں میں نفاق کا روگ ہے سمجھے بیٹھے ہیں کہ اللہ ان کے کینوں کو ظاہر نہ کرے گا اور اگر ہم چاہیں تو ہم آپ کو وہ لوگ دکھا دیں تو آپ ان کے چہروں سے ان کو پہچان لیں گے اور طرز کلام سے بھی ان کو شناخت کر لیں گے اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے اور ہم تم کو آزمائیں گے حتی کہ تم میں سے جہاد کرنے والے اور صبر و ہمت سے کام لینے والے معلوم ہو جائیں اور تمہارے حالات جانچ لیں۔ بلاشبہ وہ لوگ جنہوں نے وطیرۂ کفر اختیار کیا اور (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکا اور ہدایت کے ظاہر ہو جانے کے بعد بھی رسول کی مخالفت پر جمے رہے وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے اور اللہ ان کے اعمال کو برباد کر دے گا۔ اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔ بلاشبہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکا پھر مر گئے در آں حالیکہ وہ کافر تھے اللہ ان کے گناہ ہرگز معاف نہیں کرے گا سو تم ہمت نہ ہارو اور صلح کی طرف نہ بلاؤ کیونکہ تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے کاموں میں ہرگز تمہیں نقصان نہ پہنچائے گا۔ یہ دنیاوی زندگی تو کھیل اور تماشہ ہے اگر تم ایمان لاؤ اور اللہ سے ڈرو تو تمہیں تمہارا اجر دے گا اور تم سے تمہارا مال طلب نہ کرے گا۔ اگر وہ تم سے مال طلب کرکے تمہیں تنگ کرنا اور تم سے تمام مال لے لینا چاہے تو تم بخل سے کام لینے لگو اور

تمہارے کھنیے ظاہر ہو جائیں۔ دیکھو تم وہ ہو کہ تم کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے تو بعض تو تم میں سے وہیں جو بخل سے کام لینے لگتے ہیں اور جو کوئی بخل سے کام لیتا ہے وہ اپنے ہی آپ سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم نادار ہو اور اگر تم پھر جاؤ گے تو تمہاری جگہ وہ کسی دوسری قوم کو لے آئے گا۔ پھر وہ تمہاری طرح کے نہ ہوں گے۔

شرح:۔ اس رکوع میں منافقوں سے خطاب ہے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ ہم تمہارے راز ہائے درون پردہ سے ناواقف ہیں۔ سنو ہم سے کوئی بات پوشیدہ نہیں اور تم ایک دن دیکھ لوگے کہ ہم ان تمام باتوں کی فہرست تمہارے سامنے کھول کر رکھ دیں گے آج بھی ہم چاہیں تو وحی کے ذریعے سے تمام دنیا پر عالم آشکارا کر دیں کہ فلاں فلاں منافق ہے پھر تم خود ہی سوچو کہ تمہارا کیا حال ہوگا۔ اگرچہ ہم دنیا میں ایسا کرنا نہیں چاہتے مگر آخرت میں ضرور ایسا ہوگا۔ اس وقت بتاؤ کیا کرو گے۔ اس وقت رسوائی کا وہ عالم ہوگا جو اب تمہارے تصور میں بھی نہیں آسکتا اس سے بچاؤ کی صورت ابھی نکال لو۔

اس زمانے میں مسلمانوں کو مالٗ و دولت اور جان اتنی پیاری ہو گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے منافقوں کو بھی ان سے اتنا پیار نہ تھا۔ قرآن کا مطالعہ کرنے والے کو آج کے مسلمانوں کا جائزہ لے کر انہیں تین حصوں پر منقسم کرنا پڑے گا۔ ایک وہ بندگان خدا جو فی الحقیقت صاحب ایمان ہیں اور اپنی جان اپنی اولاد اپنی دولت غرضیکہ جو کچھ ان کے پاس ہے وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دینے کے لئے ہر وقت تیار ہیں اور جب کوئی تھوڑا بہت موقع آجاتا ہے تو وہ دریغ نہیں کرتے ایسے لوگ مومن ہیں اور یہی متقی ہیں یہی لوگ اللہ کی رضا کے حقدار ہیں دوسرے وہ جو مسلمان ہو کر نہ قرآن کی عزت کرتے ہیں نہ حدیث کی بلکہ قرآن پاک پر ہنستے اور حدیث کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ ایسے لوگ بدقسمتی سے مسلمانوں میں عام پائے جاتے ہیں۔ تیسرے وہ جو بظاہر بڑے پکے مسلمان ہیں نماز روزے کے بھی پابند ہوتے ہیں اور گفتگو کے لحاظ سے بڑے مخلص نظر آتے ہیں مگر جب ان کے نجی حالات کا مطالعہ کیا جائے یا جہاں اسلام کے نام پر جان و مال فدا کرنے کا موقعہ آجائے تو وہ قرن اول کے منافقوں کا پورا نقشہ دکھا دیتے ہیں۔ اس ضمن میں وہ لوگ بھی آجاتے ہیں جو حقوق العباد کے معاملے میں سخت بے احتیاط واقع

ہوئے ہیں اگر ان کے دلوں میں ایمان ہو خدا کا خوف ہو آخرت کا ڈر ہو تو کیوں کسی کی حق تلفی کریں کیوں کسی سے وعدہ خلافی کریں کیوں کسی پر ظلم و ستم روا رکھیں۔ یہ باتیں محض اس لئے سرزد ہوتی ہیں کہ ایسے لوگوں کے دلوں پر نہ قرآن کا اثر ہوتا ہے نہ عاقبت کا خوف ہوتا ہے۔ یہی ہیں وہ لوگ جن کے بارے میں قرآن نے کہا کہ ان کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے سو وہ اپنی خواہشات ہی کو دین سمجھتے ہیں۔ اللھم اعلنا منہم۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اے منافقو! تمہیں اس واسطے منافق کہا گیا ہے کہ تمارے زبانی دعوے تو بڑے بڑے ہوتے ہیں مگر جب کام کا موقع آتا ہے اور تمہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ جہاد کے واسطے روپیہ دو اور رضاکارانہ طور پر اسلامی فوج میں شامل ہو کر دشمنان دین کا مقابلہ کرو۔ تو نہ تم روپیہ دیتے ہو اور نہ دین کی راہ میں سرفروشی کے لئے تیار ہوتے ہو اور اس طرح جب کبھی دوسرے امور شرعیہ کی ادائیگی کے لئے تم سے کہا جاتا ہے جہاں روپیہ پیسہ وغیرہ کام آتے ہیں تو تم بخل سے کام لینے لگتے ہو۔ دیکھو اگر تم منشائے الٰہی کے مطابق اسی کے دیئے ہوئے جان و مال میں سے خرچ کر دیتے تو اس میں تمہارا اور تمہاری قوم کا ہی کچھ فائدہ تھا کیونکہ اللہ نہ بھوکا ہے تمہاری دولت کا اور نہ محتاج ہے تمہاری امداد کا وہ تو صرف اتنا دیکھنا چاہتا ہے کہ اس کے احکام کون دل و جان سے قبول کرتا ہے اور کون نافرمانی کرتا ہے پھر جب نافرمانوں کی نافرمانی ثابت ہو جاتی ہے تو وہ ان کو ہلاک کر کے ان کی جگہ کوئی اور قوم پیدا کر دیتا ہے۔

(۹۶) سورۃ الرعد (۱۳)

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں ۴۳ آیات مبارکہ اور چھ رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۷:۔ یہ کتاب کی آیتیں ہیں اور آپ کے رب کی طرف سے جو کچھ نازل کیا گیا ہے برحق ہے مگر اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اللہ وہ (ذات اقدس) ہے جس نے آسمانوں کو جنہیں تم دیکھتے ہو بغیر ستونوں کے اتنا اونچا بنایا پھر وہ عرش پر مستوی ہوا اور سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا۔ ہر ایک اپنے وقت معین پر چل رہا ہے وہی ہر ایک بات کا

انتظام کرتا ہے کھول کھول کر آیتیں بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب کے سامنے حاضر ہونے کا یقین کر لو اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور دریا بنائے اور ہر قسم کے پھلوں کو اس نے دو دو قسم کا بنایا وہی دن کو رات (کی تاریکی) سے ڈھانک دیتا ہے۔ ان باتوں میں بلاشبہ غور و فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور زمین میں مختلف قطعات ہیں ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور انگوروں کے باغ اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں بعض کی کئی شاخیں ہوتی ہیں اور بعض کی نہیں پانی سب کو ایک ہی ملتا ہے اور ذائقہ میں ہم نے ایک میوے کو دوسرے پر فضیلت دی ہے۔ بلاشبہ ان سب باتوں میں ان لوگوں کے لئے جو عقل و دانش رکھتے ہیں نشانیاں ہیں۔ اور اگر آپ کو تعجب ہو تو یہ ان کی بات واقعی لائق تعجب ہے کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو کیا از سرنو پیدا کئے جائیں گے۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب سے انکار کیا اور یہی لوگ ہیں جن کی گردنوں میں طوق ڈالے جائیں گے اور یہی لوگ اصحاب دوزخ ہیں کہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور یہ لوگ بھلائی سے پہلے آپ سے برائی کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ ان سے پہلے عذاب واقع ہو چکے ہیں اور آپ کا رب باوجود لوگوں کے گناہوں کے ان کو بخش دینے والا ہے اور آپ کا رب البتہ شدید ترین سزا دینے والا بھی ہے اور وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا ہے کہتے ہیں کہ اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں اس پر نازل نہیں ہوئی اے پیغمبر! (یاد رہے کہ) آپ تو محض نتائج بد سے ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کا ایک رہنما ہوتا ہے۔

شرح:۔ سورۂ یوسف کے آخیر میں توحید کی اہمیت جتائی گئی تھی اور شرک پرستی سے اجمالاً نفرت دلائی گئی تھی چونکہ دین کی بنا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے محض توحید و اخلاص پر ہے اس واسطے اس موقع پر مختلف دلائل و شواہد سے توحید و اخلاص پر زور دیا ہے اور تمام نیکیوں اور عبادتوں کا محور اسی ایک مسئلہ کو قرار دیا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کے نشانات حق میں سے "رعد و برق" بھی ایک عظیم الشان نشان ہے۔ لہٰذا اس سورۃ کا نام سورۂ الرعد رکھا گیا۔ اس میں چھ رکوع ہیں اور سب کے سب توحید پرستی کی تعلیمات سے مملو ہیں اور مشرکین و کافرین کی جا بجا مذمت کی گئی ہے۔ اگر کوئی اکھڑ سے اکھڑ اور ضدی سے ضدی انسان بھی اس سورۃ شریف کے مطالب و معانی پر حاوی ہو جائے تو توحید کی جڑ

اس کے دل میں یقیناً" راسخ ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ ایسے دلائل ہیں جن کا توڑنا انسان کے اختیار میں نہیں۔

ہر گیاہے کہ از زمیں روید وحدہٗ لا شریک لہٗ گوید

ارشاد ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا ایک ایک لفظ اور اس کا ایک ایک حرف اپنے اندر منجانب اللہ ہونے کے صد ہزاروں نشان رکھتا ہے۔ لوگ ان نشانات کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں مگر افسوس کہ ایمان نہیں لاتے۔ پھر توحید پرستی کی تعلیم دیتے ہوئے اپنے احسانات کو جتاتا ہے اور فرماتا ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے بغیر ستونوں کے آسمان کا سقف تمہارے سروں پر کھڑا کیا۔ پھر عرش پر مستوی ہوا پھر سورج اور چاند کو بنایا اور انہیں پابندی اوقات کے ساتھ تمہاری خاطر چلایا۔ کیا یہ چیزیں اس بات کا کافی ثبوت نہیں کہ خداوند عالم جو ان عجیب الوقوع اشیاء کو پیدا کر سکتا ہے اور ان سے اس طرح کام لے سکتا ہے وہ تمہاری حاجات و ضروریات کو بھی پورا کر سکے؟ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ خدا ہی نے زمین کا فرش خاکی بچھایا۔ اسی نے زمین پر دریا بہائے اسی نے میخوں کی طرح اس میں پہاڑ گاڑے۔ اسی نے میووں کے باغات اگائے اسی نے تمام اشیاء کا جوڑا جوڑا پیدا کیا۔ کیا ان چیزوں سے عقلمند لوگ اس بات کو نہیں سمجھ سکتے کہ وہ خدا جو ان عجیب و غریب اشیاء کو پیدا کر سکتا ہے کیا وہ تنہا معبود برحق نہیں؟ کیا وہ اکیلا تمہاری حاجات و ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا؟ وہ خدا جو ایک زمین سے ایک ہی نوع کا پانی پلا کر مختلف قسم، مختلف رنگ اور مختلف ذائقوں کے پھل پیدا کر سکتا ہے کیا وہ تمہیں روزی نہیں دے سکتا۔ جو دوسروں کے دروازے پر ماتھے رگڑتے پھرتے ہو۔ کیوں اسی خدائے یگانہ سے نہیں مانگتے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ صاحب عقل کو یہ بدیہی باتیں سن کر تعجب ہو گا کہ ان دلائل و شواہد کے ہوتے ہوئے کیوں لوگ توحید پر قائم نہیں رہتے۔ کیوں خالق ارض و سما کو اپنا قبلہ حاجات نہیں بناتے۔ مگر اس سے کہیں زیادہ یہ امر تعجب خیز ہے کہ لوگ ان تمام نشانات کو دیکھتے ہوئے بھی یہ پوچھتے ہیں کہ آیا مرجانے کے بعد بھی ہم دوبارہ زندہ کئے جا سکتے ہیں اور کیا واقعی زندہ کئے جائیں گے۔ کوئی ان سے پوچھے کہ جب کچھ نہیں تھا تو تمہیں اس نے پیدا کر دیا پھر اسے اب کیا مشکل درپیش آ سکتی ہے کہ تمہیں موت کے بعد

وہ پھر زندہ نہ کر دے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ شکوک و شبہات صرف ان لوگوں کے دل میں پیدا ہوئے ہیں۔ جن کے دل نور ایمان سے یکسر خالی ہوں۔ انہی لوگوں کی گردنوں میں لعنت کے طوق ہوں گے اور یہی لوگ ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں مبتلا رہنے والے ہیں۔ اگر کوئی شخص خدا کے ان روشن نشانات کو دیکھتا بھی ہے اور پھر بھی اسے معبود برحق کی پروا نہیں وہ دنیوی عیش و آرام ہی پر مگن ہے تو اسے چاہئے کہ وہ کم از کم خدا کو چیلنج نہ کرے اور یہ کبھی نہ کہے کہ خدا نے میرا جو بگاڑنا ہے بگاڑ لے۔ لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ خدا کی گرفت بڑی سخت ہے اور کئی قوموں کی تباہی کی مثالیں پہلے گذر چکی ہیں۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے کہ آپ تمام اقوام عالم کے رہبر و ہادی ہیں اور آپ کو سب کا رہبر و ہادی بنایا جاتا ہے آپ کا فرض ہے کہ آپ اور آپ کے متبعین سب کے سب لوگوں کو خدا کی نافرمانی کے نتائج سے آگاہ کرتے رہیں کیونکہ آپ تمام اقوام عالم کے لئے ہادی ہیں۔

ترجمہ آیات ۸-۱۸:- اللہ ہی جانتا ہے کہ مادہ اپنے پیٹ میں کیا لئے ہوئے ہے اور پیٹ میں کیا سکڑتا اور کیا بڑھتا ہے اور اس کے پاس ہر چیز ایک انداز سے ہے۔ وہ باطن اور ظاہر کا جاننے والا سب سے بزرگ بلند مرتبہ ہے۔ اس کے لئے برابر ہے (کہ) کوئی تم میں سے بات کو چھپائے یا اسے ظاہر کرے یا رات کو چھپ کر رہے یا دن میں چلے پھرے۔ اس کے آگے اور پیچھے پہرہ دار ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ خدا اس وقت تک کسی قوم کی (عمدہ) حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ لوگ خود اپنی حالت تبدیل نہ کر دیں اور جب اللہ کسی قوم کے لئے عذاب تجویز کرتا ہے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا اور نہ کوئی اس کے سوا ان کا مددگار ہوتا ہے۔ وہ وہی (ذات اقدس) ہے جو تمہیں خوف اور امید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا ہے اور بھاری بھاری بادلوں کو پیدا کرتا ہے اور رعد اور فرشتے اس کے خوف سے اس کی حمد و ثنا بیان کرتے رہتے ہیں اور وہی بجلیاں بھیجتا ہے۔ پھر جس پر چاہتا ہے گرا دیتا ہے اور وہ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور اللہ بڑی ہی قوت والا ہے۔ اسی کو پکارنا' سچا پکارنا ہے اور وہ لوگ جو اس کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ نہیں سنتے مگر اس شخص کی طرح جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلا دے تاکہ اس کے منہ تک پہنچ جائے حالانکہ وہ اس تک کبھی نہیں پہنچ

سکتا اور کافروں کی دعا محض فضول ہے۔ اور جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے خوشی سے یا ناخوشی سے اللہ ہی کو سجدہ ادا کرتا ہے اور ان کے سائے بھی صبح و شام (اسی کو سجدہ کرتے ہیں) دریافت فرمایئے کہ آسمانوں اور زمین کا کون رب ہے؟ کہہ دیجئے کہ اللہ' کہئے کہ کیا تم نے اللہ کے سوا ان کو کارساز سمجھ رکھا ہے جو اپنے لئے بھی نہ نفع کی قدرت رکھتے ہیں نہ نقصان کی۔ پوچھئے کہ کیا اندھے اور آنکھوں والے برابر ہوتے ہیں یا کیا اندھیرا اور اجالا برابر ہے یا کیا جن کو انہوں نے شریک خدا بنا رکھا ہے انہوں نے بھی کچھ مخلوق خدا کی مخلوق کی مانند بنائی ہے کہ انہیں مخلوق کے بارے میں شبہ پیدا ہو گیا ہے فرما دیجئے کہ اللہ ہی ہر ایک چیز کا خالق ہے اور وہی یگانہ اور سب سے قوی ہے۔ اس نے آسمان سے مینہ برسایا پھر اس سے اپنی اپنی مقدار کے مطابق نالے بہنے لگے۔ پھر پانی کے چلنے نے پھولا ہوا جھاگ اٹھایا اور جس چیز کو آگ میں زیور یا کسی اور چیز کے بنانے کے لئے پگھلاتے ہیں اس میں بھی ویسا ہی جھاگ آجاتا ہے اسی طرح اللہ حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے سو جھاگ تو یونہی جاتا رہتا ہے لیکن جو چیز لوگوں کو نفع پہنچاتی ہے وہ زمین میں رک جاتی ہے۔ اللہ اسی طرح کی مثالیں بیان فرماتا ہے جنہوں نے اپنے رب کا کہا مانا ہے ان کے لئے بہتری ہے اور جنہوں نے اس کا کہا نہیں مانا اگر وہ ان سب چیزوں کے مالک بھی ہوں جو زمین میں ہیں اور اس کے ساتھ اسی کے برابر اور بھی ہوں تو وہ اسے ضرور اپنی رہائی کے لئے دے ڈالیں (تو بھی) ان کے لئے بدترین قسم کا عذاب ہو گا اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

شرح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جب عورت حاملہ ہو جاتی ہے تو کسی کو اس بات کا یقینی علم نہیں ہوتا کہ آیا بچہ مذکر ہے یا مونث۔ مگر خدائے یگانہ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ پھر رحم کا سکڑنا اور بڑھنا اسی طرح اور سینکڑوں ہزاروں اشیاء کا اپنے اپنے فرائض کی ادائیگی میں مختلف حالتوں سے ہو کر گزرنا خدائے ذوالجلال ہی کے اشارہ و حکم سے ہوتا ہے۔ اس نے ہر ایک چیز کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے اور وہ اسی کے مطابق اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف رہتی ہے۔ سورج کا اپنے مقررہ اوقات میں نہ پہلے نکلنا نہ بعد میں اسی طرح چاند اور ستاروں کا اپنے اپنے اوقات میں غائب ہو جانا خدائے ذوالمنن ہی کے ارادہ و علم سے ہوتا ہے پھر ان لاانتہا اشیاء کو جو حکم دے رکھے ہیں ممکن نہیں کہ ان میں سے کوئی چیز

نافرمانی کرے اور وہ اس کے علم میں نہ ہو یا اطاعت و فرمانبرداری کا رویہ اختیار کیے ہوئے ہو اور وہ اسے نہ جانتا ہو بلکہ اس کی کیفیت تو یہ ہے کہ وہ تمام مخلوقات اور تمام اشیائے کائنات کا علم رکھتا ہے خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ۔ وہ سب سے بڑی صفات حمیدہ کا مالک اور سب سے عالی مرتبہ ہے۔ یہاں تک کہ اگر تم اپنے دل کے نہاں خانہ میں کسی بات کو چھپاؤ تو وہ بھی اس کے علم میں آجاتی ہے اور اگر بلند آواز سے کوئی بات کرو تو وہ بھی اس تک پہنچ جاتی ہے رات کے وقت چوری چھپے کوئی کام کرو یا دن کے وقت علی الاعلان کسی فعل کا ارتکاب کرو اس کے لئے برابر ہے وہ تمہاری ہر قسم کی حرکتوں سے آگاہ ہے تمہارے آگے اور پیچھے دائیں اور بائیں اس نے پہرہ دار مقرر کر رکھے ہیں جو تمہاری نگرانی اور حفاظت کرتے ہیں اور تمہارے ہر فعل کی روداد خدا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ مگر اس نے ہر انسان کو اس امر کا پورا پورا اختیار دے رکھا ہے کہ جو چاہو سو کرو تمہیں روکنے والا کوئی نہیں۔ نیکی کرو گے تو اس کا نیک بدلہ پاؤ گے بدی کرو گے تو اس کی سزا بھگتو گے مگر ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ جب برائیوں کی بنا پر کسی قوم کے سامنے عذاب آکھڑا ہو تو اسے بچانے والا کوئی نہیں۔ کسی کی جرات نہیں کہ وہ آکر سفارش کر سکے۔

دیکھو خدا وہی ہے جو بجلی کی چمک دکھا کر تمہیں ڈرا دیتا ہے اور تم رعشہ بر اندام ہو جاتے ہو۔ ہاں! خدا وہی ہے جو گھٹا ٹوپ بادل تمہیں دکھا کر بارش کی خوشخبری دیتا ہے یہ رعد اور فرشتے سب اللہ کے تابع اور فرمانبردار ہیں۔ سب اللہ کی حمد و ثنا میں مصروف ہیں کیا تم نے کبھی بجلیوں کو کوندتے نہیں دیکھا۔ جب تم بحث و مجادلہ میں مشغول ہوتے ہو اگر یہ بجلیاں تم پر آگریں تو بتاؤ تمہیں کون بچا سکتا ہے کیا ان باتوں سے بھی تمہیں اس کی قوت کا اندازہ نہیں ہوتا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تم اسی ذات یگانہ کی مخلصانہ عبادت نہیں کرتے اور در بدر مارے مارے پھرتے ہو جو لوگ دوسروں کو پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ بھی نہیں سنتے۔ یوں سمجھو کہ جیسے کوئی شخص دور سے پانی کے لئے ہاتھ پھیلائے کہ وہ اس کے منہ تک پہنچ جائے مگر وہ تو پہنچ ہی نہیں سکتا یہی کیفیت مشرکوں اور کافروں کی دعاؤں کی ہوتی ہے یاد رکھو زمین و آسمان کی تمام مخلوقات کو آخر کار اسی کے سامنے سرنگوں ہونا پڑتا ہے خواہ وہ کتنا ہی راہ فرار اختیار کیوں نہ کریں۔ تمام چیزیں اور ان کے سائے اس کے

سامنے سربسجود ہیں پھر تم اس کی عبادت سے کس طرح بھاگ سکتے ہو" یہ تو تمہیں معلوم ہی ہے کہ زمین اور آسمان کے پیدا کرنے والا کون ہے پھر اگر تم نے اسے چھوڑ کر اور کارساز بنائے تو اس کا فائدہ؟ وہ تو اپنے نفع و نقصان پر بھی قادر نہیں ہوتے۔ تمہیں کیا فائدہ پہنچائیں گے یا کس طرح تمہیں نقصان سے بچائیں گے۔ دیکھو خدا کو چھوڑ کر دوسروں سے دعائیں مانگنے والے اندھے ہیں اور خدا سے مانگنے والے بینا اور یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ اندھے اور آنکھوں والے ایک ایسے نہیں ہوا کرتے۔ دیکھو توحید نور ہے اور کفرو شرک اندھیرا۔ کیا اندھیرا اور نور ایک برابر ہیں؟ تم کہو گے کہ نہیں تو بتلاؤ پھر تم توحید پرستی کو چھوڑ کر کفرو شرک کی طرف کیوں جا رہے ہو۔ کیا وہ جن کے ذریعے یا جن سے تم حاجتیں طلب کرتے ہو انہوں نے بھی خدا کی مخلوقات و مصنوعات کے متشابہ کوئی چیز بنائی ہے اگر بنائی ہے تو پیش کرو۔ اور اگر نہیں تو پھر خدا کو چھوڑ کر ان کو کیوں اپنا کارساز سمجھے بیٹھے ہو سنو! ہر چیز کا پیدا کرنے والا خدائے یگانہ ہے۔ لہٰذا ہر شے کا وہی تنہا معبود برحق ہے۔ تم نے پانی پر جھاگ دیکھا ہو گا یا سونے چاندی کے پگھلانے سے جو کھوٹ جھاگ کی شکل میں نمودار ہو جاتا ہے وہ دیکھا ہو گا۔ سنو پانی حق ہے اور جھاگ باطل۔ اسی طرح اصل سونا اور چاندی حق ہیں۔ اور کھوٹ باطل۔ تم دیکھتے ہو کہ اصل چیز باقی رہتی ہے کھوٹ اور جھاگ غائب ہو جاتا ہے۔ اصل سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور کھوٹ وغیرہ بلا فائدہ ضائع ہو جاتا ہے۔ یہی مثال حق اور باطل کی ہے۔ حق قائم رہتا اور نفع دیتا ہے۔ باطل مٹ جاتا ہے اور سوائے تکلیف دینے کے اور کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا پس توحید حق ہے اور کفرو شرک باطل ہیں۔ تم حق پرستی چھوڑ کر باطل پرستی کی طرف نہ جاؤ ورنہ جب عذاب کا وقت آئے گا تو تمہیں کوئی چیز اس سے بچا نہ سکے گی۔

ترجمہ آیات ۱۹-۲۶:- کیا وہ شخص جو یہ جانتا ہے کہ جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوا برحق ہے اس شخص کی طرح ہے جو اندھا ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ صاحب عقل ہی (ان چیزوں کو) سمجھتے ہیں۔ جو اللہ کے قول و قرار کو پورا کرتے ہیں اور عہد کو نہیں توڑتے اور جو (ان رشتوں کو) جوڑتے ہیں جن کو جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب سے خوف رکھتے ہیں اور جو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے صبر کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے

انہیں عطا کیا ہے اس میں سے (نیکی کی راہ میں) پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں اور جو نیکیوں سے برائیوں کو مٹا دیتے ہیں انہیں لوگوں کے لئے عاقبت کا گھر ہے (یعنی) ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود اور ان کے باپ دادا اور بیویوں میں سے اور اولاد میں سے جو نیکو کار ہوں گے سب داخل ہوں گے اور فرشتے ہر دروازہ سے ان کے پاس آئیں گے اور کہیں گے تم نے جو مصائب و شدائد برداشت کئے ہیں ان کی وجہ سے تم پر سلامتی ہو عاقبت کا گھر کتنا اچھا گھر ہے اور وہ لوگ جو اللہ سے پختہ عہد کر کے توڑ ڈالتے ہیں اور جن رشتوں کو جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے ان کو قطع کر ڈالتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان لوگوں کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے گھر بھی برا ہے۔ اللہ جس کی چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اور لوگ تو دنیوی زندگی پر خوش ہیں اور آخرت کے مقابلہ میں حیات دنیا محض متاع قلیل ہے۔

شرح:- اس رکوع میں ان بندگان خدا کے اوصاف بتائے گئے ہیں جو منشائے الٰہی کے مطابق زندگیاں گزارتے ہیں ان کو بینا کہا گیا ہے اور جو نافرمان ہیں انہیں نابینا سے تشبیہ دی گئی ہے اور اصحاب عقل و دانش سے کہا گیا ہے کہ وہ غور و فکر سے کام لیں اور کسی مقام پر بھی غلطی نہ کھائیں ارشاد ہوتا ہے کہ عقل مند صرف وہی لوگ ہیں اور دانا و بینا صرف انہیں کو کہا جا سکتا ہے جو

(۱) قسم کھانے کے بعد اس کو ایفا کریں اور خدا کے اور بندے کے درمیان یوم الست کا جو معاہدہ ہوا تھا اسے پورا کریں۔

(۲) ان رشتہ داریوں کو جن کو قائم رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے قائم رکھیں اور ان تعلقات کو جن کے انقطاع سے خدا نے منع کیا ہے رک جائیں۔

(۳) خدا کی نافرمانی سے ڈریں اور عاقبت کے محاسبہ سے خائف ہوں۔

(۴) خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کے سلسلے میں جو مصائب و شدائد آئیں انہیں بطیب خاطر برداشت کریں۔

(۵) نماز اوقات کی پابندی سے ادا کریں۔

(۶) اپنے مال و دولت سے نیکی کی راہ میں بھی خرچ کریں۔

(۷) مصیبت میں پھنسنے یا عذاب کی لپیٹ میں آجانے سے پہلے نیکی کے کاموں میں

مشغول اور عبادت میں مصروف رہتے ہوں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو آخرت کی زندگی کی کامرانیاں حاصل ہوں گی۔ وہ خدا کے بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کے نیکوکار رشتہ داروں کو بھی ان کے ساتھ رکھا جائے گا۔ فرشتے جنت کے دروازوں سے ہو ہو کر ان کو ہدیہ تہنیت و تبریک پیش کریں گے اور ان کے لئے سلامتی کی دعائیں کریں گے کہ انہوں نے مصائب و شدائد کو جھیلا مگر نافرمانی نہ کی پس ایسے لوگوں کے لئے آخرت کی کامرانیاں دنیوی مصائب کے مقابلہ میں کہیں اچھا انعام ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ اللہ کے فرمانبردار رہنے کی قسم کھا کر اور اس کی اطاعت کا اقرار کرنے کے بعد بھی نافرمانی کریں اور جن تعلقات کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے ان کو توڑ پھینکیں اور دنیا میں فساد پھیلاتے پھریں۔ ان پر ہمیشہ اللہ کی لعنت ہے اور آخرت کی سختیاں اور عذاب کی مصیبتیں ان لوگوں کا مخصوص حصہ ہیں۔ فرماتا ہے کہ خدا کی فرمانبرداری کے لئے امیری یا غریبی کی شرط نہیں۔ اکثر لوگ دنیا کی کشش پر مگن ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ دنیا کا ساز و سامان بالکل عارضی اور غیر مستقل چیز ہے پس بندہ کو چاہئے کہ افلاس و امارت کی الجھنوں پر اطاعت و فرمانبرداری کو موقوف نہ رکھے اور ہر حالت میں تسلیم و رضا سے کام لے اور پوری اطاعت گزاری سے زندگی بسر کرے۔

ترجمہ آیات ۲۷-۳۱:۔ اور کافر کہتے ہیں کہ اس کے رب کی طرف سے اس پر کیوں کوئی معجزہ نازل نہیں ہوا۔ کہہ دیجئے کہ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع ہوتا ہے اسے اپنی طرف کی راہ دکھاتا ہے۔ یعنی وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اور اللہ کے ذکر سے ان کے دل اطمینان حاصل کرتے اور بن رکھو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں ان کے لئے خوشحالی ہے اور اچھا ٹھکانا ہے۔ اسی طرح (اے پیغمبر!) آپ کو بھی ہم نے ایسی امت میں بھیجا ہے کہ اس سے پہلے کئی امتیں گذر چکی ہیں تاکہ آپ ان کو پڑھ کر سنائیں جو کچھ ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے اور (ان کی حالت یہ ہے کہ) یہ رحمٰن کا انکار کرتے ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ وہی میرا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اسی پر توکل کر رکھا ہے اور اسی کی طرف جانا ہے اگر قرآن کے ذریعے پہاڑ چل پڑتے یا زمین ٹکڑے

ٹکڑے ہو جاتی یا اس کے ذریعے مردے بول اٹھتے (جب بھی یہ نہ مانتے) بلکہ سب کام اللہ کے اختیار میں ہیں۔ کیا وہ لوگ جو ایماندار ہیں یہ نہیں جانتے کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو راہ راست پر ڈال دیتا اور وہ لوگ جنہوں نے راہ کفر اختیار کر رکھی ہے ان کے اپنے اعمال کے سبب ان کو کوئی نہ کوئی مصیبت آتی ہی رہے گی۔ یا ان کے گھروں کے آس پاس نازل ہوتی رہے گی یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آجائے یقین رکھو کہ اللہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

شرح:۔ جن لوگوں کے دل نور توحید سے روشن ہیں ان کے کیریکٹر کا خاکہ اور جن کے دل کفر و شرک سے آلودہ ہیں ان کے کوائف و حالات کا نقشہ گزشتہ رکوع میں کھینچا گیا تھا اس رکوع میں بھی منکروں کی کج بحثیوں کا ذکر ہے ارشاد ہوتا ہے کہ منکروں کی عادت ہے کہ وہ بار بار معجزات طلب کرتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ماننے والے معجزات دیکھے بغیر بھی مان لیتے ہیں اور نہ ماننے والے کسی طرح بھی نہیں مانتے برعکس اس کے ایمان والوں کی یہی کیفیت ہوتی ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے یا سننے سے ان کے دلوں کو ایک گونہ تسلی ہوتی ہے۔ اور فی الحقیقت یاد خدا چیز ہی ایسی ہے کہ اس سے دلوں کو اطمینان ہی حاصل ہوتا ہے۔ فرماتا ہے کہ جو لوگ خدا پر ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے ہیں وہ دنیا میں خوشنود و شاد کام رہتے ہیں اور آخرت میں بھی بہترین مقام حاصل کریں گے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہے کہ آپ کو ایک ایسی قوم میں مبعوث کیا گیا ہے جس سے پہلے کئی قومیں ہو گزری ہیں۔ یہ لوگ رحمٰن کو نہیں مانتے لہٰذا ان کو ہمارا کلام سناؤ اور یہ سمجھاؤ کہ اللہ اور رحمٰن ایک ہی ذات کے دو نام ہیں۔ ایک ذاتی دوسرا وصفی اور کہہ دو کہ یہی اللہ اور یہی رحمٰن میرا رب ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی پر مجھے کامل بھروسہ ہے اور بالآخر اسی کے پاس جانا ہے یاد رکھو کہ نہ ماننے والوں کی یہ کیفیت ہے اگر انہیں بڑے بڑے معجزات دکھائے جاتے کہ ان کے سامنے پہاڑ اپنی جگہ سے چل پڑتے یا زمین میں شگاف پڑ جاتے یا مردے باتیں کرنے لگتے تو بھی یہ لوگ نہ مانتے اور کوئی نیا اعتراض کھڑا کر دیتے۔ سنو خدا کسی قوم کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کرتا اگر وہ مجبور کرنا چاہتا تو دنیا میں کوئی شخص منکر و منافق باقی نہ رہتا۔ بلکہ اس نے انسان کو کامل آزادی دے رکھی ہے جو چاہے ایمان لائے جو چاہے کفر کرے۔ جزا اور سزا زندگی

کے بعد مرتب ہوگی۔ تاہم اس قدر ضرور ہے کہ منکروں کو ان کے افعالِ بد کے عوض طرح طرح کے مصائب سے ڈرایا جاتا ہے کسی نہ کسی طرح عذاب دنیا میں ان پر مسلط ضرور کردیا جاتا ہے تاکہ ان کی آنکھیں کھلیں اور وہ ان باتوں کو نشانِ حق سمجھتے ہوئے راہ راست پر آجائیں مگر اس کے باوجود بھی وہ نہ مانیں اور سیدھی راہ جو ایمان و ایقان کی راہ ہے اختیار نہ کریں تو پھر ایسے لوگوں سے جو سزا کا وعدہ ہو چکا ہے وہ کسی طرح ٹلے گا نہیں۔

ترجمہ آیات ۳۲-۳۷:- اور آپ سے پہلے بھی رسولوں کی ہنسی اڑائی گئی ہے تو میں نے ان لوگوں کو جنہوں نے منکرانہ روش اختیار کی تھی مہلت دی پھر میں نے ان کو مبتلائے عذاب کیا سو ہمارا عذاب کیسا رہا۔ تو کیا وہ شخص جو ہر اس عمل کا محاسبہ کرتا ہے جو اس سے صادر ہوتا ہے (اس کی طرح ہے جو ایسا نہیں؟) اور لوگوں نے خدا کے شریک ٹھہرا رکھے ہیں کہہ دیجئے ان کے نام تو بتاؤ یا تم اللہ کو اس چیز کی خبر دیتے جو روئے زمین پر اس کے علم میں نہیں یا صرف ظاہری لحاظ سے ایسا کہتے ہو بلکہ اصل بات یہ ہے کہ کافروں کو ان کے مکر و فریب خوشنما نظر آتے ہیں اور ان کو راہ راست سے روک دیا گیا ہے اور جس کو خدا گمراہ کرے اس کا کوئی رہنما نہیں۔ ان کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی سخت ہے اور ان کو اللہ سے کوئی بھی بچانے والا نہیں۔ اس جنت کی کیفیت جس کا وعدہ متقیوں سے کیا گیا ہے کہ اس کے نیچے نہریں رواں ہیں اس کے میوے اور سائے ہمیشہ رہیں گے یہ ان لوگوں کا انجام ہوگا جو (نافرمانی کے نتائج و عواقب سے) ڈرتے ہیں اور کافروں کا انجام دوزخ ہوگا۔ اور وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب عطا کی ہے جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا ہے اس سے خوش ہوتے ہیں اور انہی کے گروہ میں بعض ایسے ہیں جو اس کے بعض حصہ کا انکار کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ مجھے تو صرف یہ حکم ملا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤں اسی کی طرف میں (تمہیں) بلاتا ہوں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو عربی زبان کا فرمان نازل کیا ہے اور اگر آپ ان کی خواہشوں پر اس کے بعد بھی کہ آپ کو علم ہو چکا ہے چلے تو اللہ کے مقابلہ میں آپ کا نہ کوئی حامی ہوگا اور نہ بچانے والا۔

شرح:- وہ لوگ جن کی طبائع میں کفر وانکار اور شر و فساد کا مادہ ہوتا ہے وہ محض انکار تک ہی محدود نہیں رہتے بلکہ اس سے ایک قدم آگے بڑھتے ہیں اور استہزاو تضحیک اور ضرر رسانی پر اتر آتے ہیں۔ جب سے رسول آ رہے ہیں اسی وقت سے یہ سلسلہ مخالفت بھی جاری ہے اور اکثر اوقات اس شدت سے مخالفت ہوئی کہ اگر خدا کی طرف سے تسلی و تشفی نہ دی جاتی تو ممکن ہے کہ رسول بھی دل برداشتہ ہو جاتے چنانچہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! اگر لوگ آج تیری ہنسی اڑائیں اور تیرے تبلیغی کام میں روڑے اٹکائیں تو بھی تجھے رنجیدہ خاطر نہیں ہونا چاہئے کیونکہ تجھ سے پہلے بھی جس قدر رسول آ چکے ہیں مخالفین نے ان کی بھی ہنسی اڑائی ہے مگر میں نے ہمیشہ ان کو مہلت دی اور مہلت کے بعد مواخذہ کیا۔

اس کے بعد حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو ارشاد ہوتا ہے کہ لوگوں کو یہ سمجھاؤ کہ خدائے قادر تو تمہارے ان تمام اعمال سے واقف ہے جو تم سے سرزد ہوتے ہیں اور تمہارے شرکاء کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں۔ پھر تم خدا کو چھوڑ کر کیوں اوروں کے دروازے کھٹکھٹاتے ہو۔ کیا تمہارے خیال میں چند معبود ایسے بھی ہیں جن کا علم خدا کو نہیں؟ افسوس! یہ کتنا لغو خیال ہے لوگو! وہ جس نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا۔ کیا وہ اپنی مخلوق سے باخبر نہیں؟ یا یہ بات ہوگی تمہارے دل میں کچھ اور ہے اور زبان پر کچھ اور دل سے توحید کے قائل ہو اور زبان سے مخالف باتیں بناتے ہو۔ اس قسم کا رویہ منکران حق کو بہت مرغوب معلوم ہوتا ہے اور وہ عادتاً کچھ ایسے ہو گئے ہیں کہ راہ راست سے بھٹک کر بہت دور چلے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے دنیا میں بھی عذاب ہے اور آخرت میں بھی اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی سخت ہوگا۔ وہاں کسی کی سفارش ان کو عذاب سے نہ بچا سکے گی۔ اس کے مقابلہ پر توحید پرستوں کو دیکھو کہ اس حیات مستعار کو گزارنے کے بعد سیدھے جنت میں جا داخل ہوں گے جہاں ہر طرح کا امن و امان ہوگا اور سب سے بڑی بات یہ کہ وہاں کوئی نعمت عارضی نہ ہوگی۔ دیکھ لو یہ ان لوگوں کا ابدی مقام ہے مگر جو انکار کرتے ہیں ان کا ٹھکانا آتش دوزخ ہوگی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر! یہود و نصاریٰ جن کے پاس تورات و انجیل ہے توحید کی تعلیم قرآن میں دیکھ کر بہت خوش ہو رہے ہیں مگر بعض فرقے اسے ناپسندیدگی کی نگاہ سے بھی دیکھتے ہیں تمہارا فرض ہے کہ تم بہانگ دہل بیان

اعلان کرتے جاؤ کہ میں تو صرف خدائے یگانہ کی عبادت کرتا ہوں اسی کو پکارتا ہوں۔ اسی سے حاجت روائی چاہتا ہوں۔ اسی سے مدد و استعانت کا طلب گار ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا میں تمہیں بھی اسی کی طرف بلاتا ہوں اور یاد رکھو کہ تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پھر مبلغین اسلام کو انتباہ ہے کہ ان کو چاہئے کہ وہ کفر و شرک کی شدت کو دیکھ کر ہرگز ہرگز مرعوب نہ ہوں اور خواہ کسی نوع کے حالات پیدا ہو جائیں وہ کفر کے سامنے ہتھیار نہ ڈالیں ورنہ وہ بھی گرفتار عذاب ہو جائیں گے۔

ترجمہ آیات ۳۸-۴۳:- اور آپ سے پہلے ہم نے کئی رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیویاں اور اولاد بھی دی اور کسی رسول کو یہ اختیار نہیں تھا کہ سوا خدا کے حکم کے وہ کوئی نشانی پیش کرے۔ ہر (کام کا) وقت لکھا ہوا ہے۔ اللہ جو کچھ چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے اور اگر ہم کچھ عذاب جس کا ان لوگوں سے وعدہ ہے آپ کو دکھا دیں یا آپ کی مدت حیات ہی پوری کر دیں تو (بہرحال) آپ کا فرض پہنچا دینا ہے اور ہمارا کام حساب لینا ہے۔ کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں اور اللہ حکم کرتا ہے کوئی اس کے حکم کو رد کرنے والا نہیں اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے اور کئی لوگ ان سے پہلے بھی تدابیر کر چکے ہیں لیکن سب تدابیر کا اللہ ہی مالک ہے اسے معلوم ہے کہ ہر ایک متنفس کیا کر رہا ہے اور کافروں کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ عاقبت کا گھر کس کے لئے ہے اور جو لوگ راہ کفر اختیار کر چکے کہتے ہیں کہ آپ رسول نہیں ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ اور وہ شخص جس کے پاس الہامی کتاب کا علم ہے کافی گواہ ہیں۔

شرح:- اس رکوع میں بیان فرمایا ہے کہ انسانی رشد و ہدایت کے لئے جو رسول آئے گا وہ بھی انسان اور بشر ہوگا اور اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح صاحب اہل و عیال ہوگا۔ چنانچہ ابتدا سے لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک جس قدر انبیا آ چکے ہیں۔ اکثر انسانی لوازم سے متصف تھے۔ ان کی بیویاں بھی تھیں اور اولاد بھی دیگر یہ کہ معجزہ نمائی کسی نبی کا اختیاری فعل نہیں ہے۔ خدا کے ہاں سے منظوری ملتی ہے تو معجزہ دکھایا جاتا ہے ورنہ نہیں پھر اس نے ہر کام کے لئے وقت اور اندازہ مقرر کر رکھا ہے کوئی کام نہ اس سے پہلے

ہوتا ہے نہ پیچھے۔ لہٰذا مبلغ اسلام کو چاہئے کہ وہ تمام اطراف و خیالات سے اپنی توجہ ہٹا کر اپنا کام کئے جائے اور وقت اور نتائج وقت سے نہ ڈرے۔ اس کا یہی فرض ہے۔ یہ ہمارا کام ہے کہ ہم اس کی مساعی کا اس کو اجر دیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ تم روز بروز دیکھتے ہو کہ روئے زمین پر منکران حق کی تعداد کم ہو رہی ہے اور قائلانِ توحید روز افزوں ترقی کر رہے ہیں۔ یہ ترقی یونہی جاری رہے گی۔ اسے کوئی روک نہیں سکتا اور پھر اس کے بعد اس بات کا محاسبہ ہوگا۔ کہ ان مبلغانہ مساعی کے زیر اثر کون توحید کا قائل ہوا ہے اور کون نہیں۔ انسان ہمیشہ سے دینی معاملات میں تدابیر سے کام لیتا آیا ہے مگر خدا کے آگے کسی کی تدبیر نہیں چلتی۔ تمام تدابیر کا مالک اللہ ہے اور اسے معلوم ہے کہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ جن لوگوں نے کفر و انکار سے کام لیا ہے وہ عنقریب اپنے ٹھکانے کو دوزخ میں دیکھ لیں گے اور جو لوگ منکر رسالت ہیں رسول کو ان کی پروا نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اللہ اور صاحب علم لوگ جن کی صحف آسمانی پر نظر ہے جانتے ہیں کہ پیغمبر اپنے دعویٰ میں صادق ہے۔

(۹۷) سورۃ الرحمٰن (۵۵)

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں اٹھتر آیات مبارکہ اور تین رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۲۵:- خدائے رحمان (نہایت کریم ہے) (جس نے) قرآن کی تعلیم دی۔ انسان کو پیدا کیا۔ اسے بولنا سکھایا۔ سورج اور چاند ایک مقررہ حساب سے چلتے ہیں اور بے تنے کے پودے اور بڑے بڑے درخت (سب اس کے سامنے) سر بسجود ہیں۔ اسی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو بنائی تاکہ تم تولنے کے معاملہ میں حد سے تجاوز نہ کرو۔ اور تول ٹھیک رکھو اور وزن میں کمی نہ کرو اور اسی نے زمین کو مخلوق کے واسطے بچھایا۔ اس میں میوے ہیں اور کھجور کے درخت ہیں جن کے خوشوں پر غلاف چڑھائے ہیں۔ نیز بھوسی والا اناج ہے اور خوشبو دار پھول ہیں۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اسی نے انسان کو ٹھیکری کی طرح کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا اور جنوں

کو ایک شعلہء آتش سے بنایا۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہ دونوں مشرقوں اور مغربوں کا رب ہے۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اس نے دو سمندروں (کھاری اور شیریں کو) اس طرح ملا دیا کہ (جب وہ) ملتے ہیں (تو) دونوں کے درمیان صرف ایک پردہ (سا ہوتا) ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ دو سمندروں میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے پھر تم (اے انسانو اور جنو!) اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اور اسی کی ہیں وہ کشتیاں جو دریاؤں میں پہاڑوں کی مانند اونچی اونچی کھڑی ہیں۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

شرح:۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بے شمار نعمتوں کا ذکر کر کے انسان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے کہ اگر تم اپنے اللہ کی عنایات کو جھٹلانا چاہو تو تم کسی طرح جھٹلا نہیں سکتے۔ الا یہ کہ تمہاری آنکھیں، تمہارے کان، اور تمہارے دل ماؤف ہو کر کام کرنے سے جواب دے چکے ہوں۔ اس سورۃ میں اکتیس مرتبہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے جن و انس! تم ہماری کون کون سی نعمت یا قدرت سے انکار کر سکتے ہو؟ ہر موقع پر یہ استفہام، استفہام انکاری ہے۔ گویا ایسا کہنے سے مراد یہ ہے کہ اے جن و انس تم ہماری کسی نعمت یا کسی قدرت سے بھی انکار کرنے کی مجال نہیں رکھتے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ خدائے رحمٰن کے احسانات تو دیکھو کہ اس نے تم پر کتنی بڑی عنایات کی ہیں ان عطیات میں سے سب سے بڑا عطیہ اور اس کی نعمتوں میں سے سب سے اونچے درجے کی نعمت یہ ہے کہ اس نے تم کو قرآن سکھایا انسان کی بساط اور اس کی استعداد پر خیال کرو اور علم قرآن کے اس دریائے ناپید اکنار کو دیکھو بلاشبہ ایسی ضعیف البنیان ہستی کو آسمانوں اور پہاڑوں سے زیادہ بھاری چیز کا حامل بنا دینا رحمان ہی کا کام ہو سکتا ہے۔ ورنہ کہاں بشر اور کہاں خدا کا کلام۔

پھر اس کا احسان دیکھو کہ اس نے تم کو پیدا کیا اور قدرت دی کہ اپنے مافی الضمیر کو نہایت صفائی اور حسن خوبی سے ادا کر سکو اور دوسروں کی بات سمجھ سکو۔ اسی صفت کی بدولت انسان قرآن کو سیکھتا اور سکھاتا ہے۔

انسان کی خدمت کے لئے نظام شمسی کو قائم کیا۔ سورج اور چاند کے طلوع و

غروب، ان کے گھٹنے بڑھنے اور کائنات ارضی پر اثر ڈالنے وغیرہ کے معاملات کو ایک نظام کے ماتحت رکھ دیا۔ مجال نہیں کہ کوئی چیز اپنے فرض کی ادائیگی میں کچھ بھی کوتاہی کرے۔ اس طرح عالم سفلی کو بھی اپنا مطیع منقاد رکھا اور تمہارے فائدے اور خدمت کے لئے ان کو مقرر کیا۔

فرمایا ہم نے ہر ایک چیز کو اعتدال وعدل پر پیدا کیا اور ترازو قائم کر دی۔ دیکھو! اگر عدل و انصاف اٹھ جائے تو یہ نظام شمسی ارضی تمام درہم برہم ہو جائے تم بھی اپنے تمام معاملات میں خواہ وہ عبادت سے متعلق ہوں۔ خواہ تمدن و معاشرت سے انصاف کو نہ چھوڑنا۔ اگر تم انصاف کو چھوڑ دو گے اور ترازو سے کام نہ لو گے تو یاد رکھو کہ تمہارا تمام نظام بگڑ جائے گا۔

فرمایا! زمین کو تمہارے لئے بچھونے کی طرح بچھا دیا ہے جس میں تمہارے کھانے کے لئے طرح طرح کے پھل اور میوے ہیں کھانے کے لئے اناج وغیرہ بھی ہے اور خوشبو دینے اور دل و دماغ کو تر کرنے کے واسطے عطر اور عنبر بھی۔ سو بتاؤ کہ تم ہماری کس کس نعمت یا کس کس قدرت سے انکار کر سکتے ہو؟

موسموں کے تبدیل ہونے، سمندروں میں کھاری اور میٹھے پانی کے درمیان ایک آڑ کے ہونے اور پانی میں کشتیوں کے چلنے سے تم کو جو جو نعمتیں حاصل ہوتی ہیں ان کے پیش نظر بتاؤ کہ تم ہماری کون کون سی نعمت و قدرت سے انکار کرنے کی تاب رکھتے ہو۔

ترجمہ آیات ۲۶-۴۵:- جو کوئی بھی روئے زمین پر ہے فنا ہو جانے والا ہے اور (صرف) تیرے رب کی ذات جو نہایت عزت و اکرام والی ہے باقی رہ جائے گی۔ پھر تم (اے انسانو اور جنو!) اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ہر کوئی جو زمین و آسمان میں ہے اسی سے مانگتا ہے۔ ہر روز اس کی نئی شان ہے۔ پھر (اے انسانو اور جنو!) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اے جنو اور آدمیو! ہم جلد فارغ ہو کر تمہاری طرف متوجہ ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اے جن و انس کے گروہو! اگر تم زمین و آسمان کے کناروں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ جاؤ مگر تم ایک خاص قوت و غلبہ کے بغیر بھاگ نہیں سکتے (جو تم کو حاصل نہیں) پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑا جائے گا

مگر تم نہ اسے روک سکو گے اور نہ بدلہ لے سکو گے۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ پھر جب آسمان پھٹے گا تو وہ چمڑہ کی طرح گلابی رنگ کا ہو جائے گا۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ سو اس دن کسی انسان اور جن سے اس کے گناہوں کے متعلق سوال نہ کیا جائے گا پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ گنہگار لوگ اپنے چہروں سے پہچانے جائیں گے پھر ان کو پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑا جائے گا۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ جہنم جس کی یہ گنہگار تکذیب کیا کرتے تھے وہ آگ اور کھولتے ہوئے پانی میں گھومتے پھریں گے پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

شرح:- فرمایا۔ یہ سب چیزیں جن کا ہم نے ذکر کیا ہے یا جن کو تم سطح ارض پر دیکھتے ہو یہ سب فنا ہو جائیں گی تاکہ یہ معلوم ہو کہ جیسا ہم ان کے پیدا کرنے کی طاقت رکھتے ہیں اسی طرح ان کو مٹا کر ملیا میٹ کر دینے کی بھی قدرت رکھتے ہیں۔ کوئی چیز ہماری قدرت اور اختیار سے باہر رہ کر زندہ اور قائم نہیں رہ سکتی۔

دیکھو اللہ کی کتنی مخلوق زمین پر اور آسمانوں میں بٹی پڑی ہے۔ ہر چیز روز مرہ اپنی ضروریات و حاجات اس سے طلب کرتی ہے اور وہ تمام کو دیتا ہے ہر روز اس کی نئی شان ہے کسی کو مارنا کسی کو جلانا کسی کو بیمار کرنا کسی کو تندرست کر دینا کسی کو بڑھانا کسی کو گھٹانا کسی کو دینا کسی سے لینا اس کا روز مرہ کا کام ہے مگر دنیا کے دھندے عنقریب ختم ہو جانے والے ہیں اس کے بعد دوسرا دور شروع ہو گا جب تم دونوں فریقوں کا حساب کتاب ہو گا۔ مجرموں کو اچھی طرح سزا دی جائے گی اور وفاداروں کو پورا پورا صلہ دیا جائے گا۔ اگر کوئی چاہے کہ ہماری حکومت سے نکل بھاگے تو بدون غلبہ اور قوت کے کیسے بھاگ سکتا ہے کیا خدا سے زیادہ کوئی قوی اور زور آور ہے اگر نہیں تو پھر کیوں عجز و انکساری کا اظہار نہیں کرتے۔

فرمایا جس وقت مجرموں پر آگ کے شعلے اور دھواں ملے ہوئے شرارے چھوڑے جائیں گے کوئی ان کو دفع نہ کر سکے گا۔ اور نہ وہ اس سزا کا کچھ بدلہ دے سکیں گے۔ فرمایا پھر بتاؤ تو تم ہماری کون کون سی قدرت اور کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ مجرموں کو سزا دینا بھی وفاداروں کے حق میں انعام ہے اور اس سزا کا

بیان کرنا بھی ایک مستقل انعام ہے تاکہ لوگ ڈر کر گناہوں سے باز رہیں۔ فرمایا کہ پھر جب قیامت کے روز آسمان پھٹ جائے گا اور ایسا نظر آئے گا جیسے گلابی تلچھٹ ہوتی ہے اس دن کو یاد کرو اور ہماری قدرت و قوت کا ایک اندازہ کرو اور بتاؤ کہ ہماری کون سی طاقت کو تم جھٹلا سکتے ہو۔ علی ہذا القیاس قیامت کا نقشہ اور مجرموں کی حالت کا ایک دردناک منظر دکھا کر پوچھتا ہے کہ بتاؤ تو تم ہماری کون کون سی نعمت و قدرت سے انکار کر سکتے ہو۔

ترجمہ آیات ۴۶-۷۸:- اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے لئے دو باغ ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں باغوں میں بہت سی شاخیں ہوں گی۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں دو چشمے جاری ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں ہر قسم کے میووں کی دو دو قسمیں ہوں گی۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہ ایسے بچھونوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے جن کے بستر مخمل کے ہوں گے۔ اور ان باغوں کے پھل نیچے کو جھکے ہوئے ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہوں گی جن کو ان سے پہلے کسی انسان اور کسی جن نے چھوا تک نہ ہوگا۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ گویا کہ وہ (عورتیں) یاقوت اور مرجان ہیں۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اور نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہے؟ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اور ان دونوں کے علاوہ دو باغ اور ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ یہ دونوں باغ نہایت سبز ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان باغوں میں پانی کے دو چشمے ابل رہے ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں کئی قسم کے میوے، کھجور کے درخت اور انار ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان باغوں میں نیک سیرت اور خوبصورت عورتیں ہوں گی۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہ گوری گوری کشادہ چشم حوریں ہوں گی جو خیموں کے اندر پردہ نشیں ہوں گی۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان

سے پہلے ان کو کسی انسان یا جن نے چھوا تک نہ ہوگا۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ یہ لوگ سبز پھول دار قالینوں اور خوبصورت کپڑوں کے فرش پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ (اے پیغمبر!) آپ کے پروردگار کا نام بڑا بابرکت ہے اور وہ بڑی عظمت والا اور (اپنی مخلوق پر) احسان کرنے والا ہے۔

شرح:۔ حقیقت میں دین ایک اور صرف ایک چیز کا نام ہے اور وہ ہے خدا کا خوف اور اس بات کا خوف کہ تمہیں ایک روز اس رب العزت کی درگاہ عالی میں حاضر ہونا ہے اور اس بات کا جواب دینا ہے کہ اس مختصر سی دنیاوی زندگی کے دوران میں اس کو یاد رکھا یا نہیں۔ اور اگر یاد رکھا تو کون سی نیکی کی کس بدی سے بچا۔ اس کی راہ میں کون کون سی مشقتیں برداشت کیں۔ کیا عبادت کی کس طرح اس کے احکام پر عمل کیا۔ جس کے دل میں یہ ڈر ہو' اسی کو متقی کہتے ہیں۔ اور وہی ہے جس پر خدا کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور جس کے لئے فرشتے دعائیں مانگتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا ہر فعل ایک مستقل عبادت ہے۔ ان کا ہر کام مقبول ہے۔ نمازیں ہیں تو ان کی' روزے ہیں تو ان کے۔ حج ہے تو ان کا۔ یہ ہے مغز اور ظاہری صورتیں ہیں۔ اس کا پوست' یہ ہے روح اور ظاہری شکلیں ہیں جسم' جب مغز نہ ہو تو پوست کی کوئی قدر نہیں ہوتی اور اگر روح نہ ہو تو جسم مٹی سے بھی برا ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے فیضان قدسی سے یہی چیز لوگوں کو حاصل ہوتی ہے اور اس کو دین کی روح کہا گیا ہے۔ قرآن نے ابتداء ہی میں باآواز بلند پکار کر کہہ دیا تھا کہ میرا پیغام صرف انہی لوگوں کے لئے ہے جن کے دل میں خدا کا خوف ہو مگر افسوس اور تو اور آج کل کے مسلمان ہی کو یہ چیز کلی طور پر بھول گئی ہے وہ ظاہری شکل و صورت کا شیدا ہے اور مغز و روح سے بے خبر۔ وہ روز نماز پڑھتا ہے مگر فواحش و منکرات میں ایسا ہی لتھڑا رہتا ہے جیسا ایک بے نماز' وہ روزہ رکھتا ہے مگر برائیوں اور بدیوں میں اسی طرح جکڑا ہے جیسے ایک تارک صوم' وہ روز بلاناغہ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد عبدہ و رسولہ۔ مگر اس شہادت کے باوجود خدا سے اسی طرح بیگانہ ہے جیسے ایک بت پرست۔

اس رکوع میں بہشت بریں کا کسی قدر تفصیل سے خاکہ کھینچ کر دکھایا ہے۔ مفہوم

ترجمہ سے بالکل واضح ہے اور کسی انسان کی مجال نہیں کہ وہ ایک ان دیکھی حقیقت کو جس پر اس کو محض ایمان بالغیب ہے کسی شرح وبسط سے بیان کر سکے۔ بہر حال بڑی برکت ہے اس پروردگار عالم کے نام کی جس نے اپنے وفاداروں پر ایسے احسان و انعام فرمائے۔ غور کرو تو تمام نعمتوں میں اصلی خوبی اسی نام پاک کی برکت سے ہے۔ اور اسی کا نام لینے سے یہ نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ پھر سمجھ لو کہ جس کے اسم میں اس قدر برکت ہے مسمی میں کیا کچھ ہوگی۔ سو ہم اس خدا سے جو کرم و بخشش کرنے والا اور بڑی بزرگی اور عزت والا ہے یہی سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اہلِ جنت میں سے کرے۔ آمین۔

(۹۸) سورۃ الدھر (۷۶)

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں اکتیس ۳۱ آیاتِ مبارکہ اور دو رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۱-۲۲:- بیشک انسان پر زمانے میں ایک (ایسا) وقت بھی آچکا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ بلاشبہ ہم نے انسان کو ایک مرکب نطفے سے پیدا کیا (غرض یہ تھی) کہ اس کو آزمائیں۔ اسی لئے اس کو ہم نے کانوں اور آنکھوں والا بنایا (کہ سنے اور دیکھے) بلاشبہ ہم نے اس کو سیدھی راہ دکھا دی (اب) یا تو وہ شکر گزار ہو یا ناشکر گزار۔ ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور دھکتی ہوئی آگ تیار رکھی ہے۔ بیشک نیکو کار لوگ ایسی شراب کے جام پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ وہ ایک چشمہ ہوگا جس کا پانی اللہ کے بندے پئیں گے اور اس میں سے (چھوٹی چھوٹی) نہریں بہا لے جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی مصیبت ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی اور مسکینوں یتیموں اور قیدیوں کو اس کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو محض اللہ کی رضا کے لئے تمہیں کھلاتے ہیں نہ تم سے بدلے کے خواہاں ہیں اور نہ شکر گزاری کے۔ ہم کو اپنے پروردگار سے اس دن کا ڈر ہے۔ جو چہروں کو کریہہ منظر کر دے گا اور جو تلخ ہوگا۔ سو ان لوگوں کو اللہ نے اس دن کی مصیبت سے بچالیا اور ان کو تازگی اور مسرت عطا کی اور ان کے صبر و استقلال کے صلے میں ان کو بہشت

(رہنے کے لئے) اور ریشمی لباس (پہننے کے لئے) عنایت کیا وہ بہشت میں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ وہاں نہ آفتاب کی تپش ہوگی اور نہ جاڑے کی سختی اور درختوں کے سائے ان پر جھک جھک پڑیں گے اور ان کے پھل بھی جھکے ہوئے ہوں گے اور ان پر چاندی کے باسنوں اور آبخوروں کا دور چل رہا ہوگا۔ جو شیشے کی طرح (صاف و شفاف) ہوں گے۔ شیشے کی طرح (صاف و شفاف مگر) چاندی کے بنے ہوئے ہوں گے (اور کارکنان قضاو قدر نے) ان کو ایک مقررہ اندازے کا بنایا ہوگا۔ اور وہاں ان کو ایسے جام پلائے جائیں گے جن میں سونٹھ (کے پانی) کی آمیزش ہوگی۔ وہ (بھی) جنت میں ایک چشمہ ہوگا۔ جس کا نام سلسبیل ہے اور ان کے پاس چھوٹے چھوٹے بچے آئیں گے؟ جو ہمیشہ اسی حالت میں رہیں گے جب تم ان کو دیکھو تو انہیں بکھرے ہوئے موتی خیال کرو اور جب تم نگاہ اٹھا کر دیکھو گے تو وہاں بیش بہا نعمت اور بہت بڑی سلطنت دیکھو گے۔ ان کے اوپر باریک اور گاڑھے سبز ریشمی کپڑے ہوں گے اور ان کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا رب ان کو نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا۔ اور کہا جائے گا کہ سنو یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری کوشش (آج) مقبول ہوگئی ہے۔

شرح:۔ اس سورت میں انسان کی توجہ صرف اس امر کی طرف مبذول کرائی ہے کہ وہ کوئی چیز نہ تھا' محض خدا کی قدرت سے اس کی پیدائش ہوئی اور وہ بھی ایک ایسی چیز سے جو بڑی ہی حقیر ہے۔ فرمایا اس کے بعد ہم نے انسان کو دو راہیں دکھا دیں۔ ایک شکر گزاری کی اور دوسری ناشکر گزاری کی۔ ناشکر گزاروں کے لئے دوزخ کو تیار کر دیا اور شکر گزاروں کے لئے جنت کو اور اختیار دیا کہ جس کی جو مرضی آئے وہی راہ اختیار کرے ارشاد ہوتا ہے کہ کیا انسان کو یاد ہے کہ ایک دن وہ تھا جب دنیا میں اس کا نام تک نہ تھا پھر ہم نے اس کو ایک مرکب نطفے سے پیدا کر کے کان اور آنکھیں دیں تاکہ کانوں سے ہماری بات کو سنے اور آنکھوں سے ہماری قدرت کے نشانات کو دیکھے۔ علاوہ ازیں اس کو عقل اور سمجھ عطا کی اور سیدھی اور الٹی راہ کا فرق بتا دیا اور کہہ دیا کہ اب تیرا جو جی چاہے وہی کر۔ اگر ناشکروں کی راہ اختیار کرے گا تو زنجیروں میں جکڑا اور دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ اور شکر گزاروں کا طریقہ اختیار کرے گا۔ تو آخرت کی زندگی جنت میں مزے سے گزارے گا اس کے بعد بتایا ہے کہ شکر گزاروں کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ وہ جو منت مان لیں اور جو عہد زبان سے کر لیں

اس میں کوئی فرق نہیں آنے دیتے اور اس دن کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں جس کی سختی سے بمشکل کوئی بچ سکے گا۔ پھر رحم دل فراخ حوصلہ اور ہمدردئ نوع اتنے کہ خدا کی محبت میں مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے اور ان پر رحم کرتے ہیں اور زبان حال و قال سے ہمیشہ یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں کسی دنیاوی غرض کے پیش نظر نہیں۔ ہماری غرض تو صرف اس قدر ہے کہ خدا کی خوشنودی حاصل ہو جائے ہمیں اگر ڈر ہے تو صرف اس دن سے جب اکثر لوگوں پر سختی اور اداسی کا سماں چھا جائے گا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کو ہم اس دن کی سختی سے یقیناً بچالیں گے اور ان کو تازگی اور فرحت و سرور عطا کریں گے اور دنیا میں جو تکالیف انہوں نے ہمارے احکام پر عمل کرنے کی غرض سے برداشت کی تھیں ان کے بدلہ میں ہم ان کو جنت عطا کریں گے۔ جہاں وہ تمام سامان آرائش و زیبائش جو تم دنیا میں برتتے ہو میسر آئے گا۔ اور ایسی زندگی ہوگی کہ کسی طرح کا دکھ درد اور تکلیف نہ ہوگی۔ نہ موسم ایسا ہوگا کہ سردی گرمی کی وجہ سے انسان مصائب و آلام کا شکار ہوتا ہے۔ نہ جاڑے کی سردی اور نہ کڑاکے کی دھوپ ہر طرف دل لبھانے والا سایہ ہوگا۔ میووں کے گچھے قریب قریب جھکے ہوں گے تاکہ جس کا جی چاہے توڑ کھائے۔ الغرض ایک عجیب سماں ہوگا۔ ہر انسان خوشی سے پھولا نہ سمائے گا۔ دنیا کی وہ نعمتیں جن کو اس نے بوجہ بعض نقائص کے یا اللہ کی فرمانبرداری کے طور پر چھوڑ دی تھیں جنت میں بتمام و کمال حاصل ہوں گی۔ جنت کے عجائبات میں سے ایک چشمہ بھی ہوگا جس کا نام سلسبیل ہے۔ جنتیوں کو اسی سے پانی پلایا جائے گا علاوہ اور چیزوں کے جو جنتیوں کے دل لبھانے کے لئے مہیا کی جائیں گی چھوٹے چھوٹے معصوم بچے بھی ہوں گے جو بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح ادھر ادھر بھاگتے پھریں گے اور اہل جنت کا دل لبھائیں گے۔

چھوٹے چھوٹے بچے انسان کے لئے کتنی خوشی اور روحانی ظرافت کا باعث ہوتے ہیں۔ اس کا اندازہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اہل دل اور اہل نظر ہوں اور ایک دو خوبصورت، نیک خصال اور ہشیار بچے رکھتے ہوں۔ جن کی اولاد ہی نہیں یا جو سنگدل اور بے رحم واقع ہوئے ہیں وہ اس نعمت کا کماحقہ اندازہ نہیں لگا سکتے۔ مگر چونکہ اہل جنت میں سے کوئی سنگدل اور بے رحم نہ ہوگا اور ان کی تمام کدورتوں اور آلائشوں کو اللہ تعالیٰ آپ صاف کردے گا۔ لہٰذا تمام اہل جنت اس نعمت کا پورا پورا فائدہ اٹھا سکیں گے۔

ترجمہ آیات ۲۳-۳۱:- بلاشبہ ہم نے ہی آپ پر تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن نازل کیا ہے۔ سو آپ اپنے رب کے حکم کا صبر سے انتظار کریں اور ان میں کسی گنہگار اور ناشکر گزار کا کہنا مانیں اور اپنے رب کے نام کا صبح و شام ذکر کرتے رہا کریں اور رات کے وقت اس کی عبادت کریں اور رات کا زیادہ حصہ اس کی تسبیح و تقدیس میں گزاریں (سنو) یہ لوگ دنیائے عاجل کو پسند کرتے ہیں اور اس دن کو جو بڑا سخت ہے پس پشت ڈال رکھا ہے۔ بلاشبہ ہم نے ان کو پیدا کیا اور ان کے جوڑ بند مضبوط کئے اور ہم جب چاہیں ان جیسے لوگ اور لا بسائیں۔ یہ قرآن (کیا ہے سر تا سر) ایک نصیحت ہے۔ پس جو چاہے اپنے رب کی طرف (پہنچنے کا) راستہ اختیار کرلے اور تم کوئی بات نہیں چاہ سکتے مگر وہی جو خدا کو منظور ہو بلاشبہ اللہ (سب کچھ) جاننے والا حکمت والا ہے۔ جس کسی کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور ظالموں کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

شرح:- ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے اسی غرض سے قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے کہ لوگوں کو اپنی ہستی کی سمجھ آجائے اور وہ راہ کفر و رشد کو سمجھنے لگیں اور بہشت و دوزخ کی حقیقت کو سمجھیں۔ ارشاد ہوتا ہے اے پیغمبر! آپ لوگوں کی مخالفت کی کچھ پرواہ نہ کریں اور کسی گنہگار اور بدکار کا کہنا مانیں۔ بلکہ صبح و شام اپنے رب کی یاد کرتے رہیں رات کو نماز پڑھیں اور عبادت کریں اور دیر تک تسبیح و تحمید میں لگے رہیں۔

یہ احکام صرف حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہی کے لئے نہیں بلکہ تمام امت کے نام آپ کی وساطت سے جاری کئے گئے ہیں اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ان پر عمل پیرا ہو۔ فرمایا تم دنیا کے دھندوں ہی میں ہر وقت نہ لگے رہو اور پیٹ ہی کی فکر میں تمام وقت نہ گزارا کرو۔ ارشاد ہوتا ہے کہ انسان طبعاً "بڑا جلد باز اور عجلت پسند واقع ہوا ہے وہ دنیاوی مفاد کے پیچھے اس واسطے پڑا رہتا ہے کہ اس کا نتیجہ جلد ظاہر ہو جاتا ہے۔ مگر اسی کش مکش اور مصروفیت میں وہ قیامت کے دن کو جو بڑا سخت ہو گا بھلائے دیتا ہے اس کو یاد نہیں کہ جس طرح ہم نے اس کو پیدا کیا اور جوڑ جاڑ کر اس طرح بنا کھڑا کیا پھر ہمارے لئے کیا مشکل ہے کہ ہم دوبارہ اس کو بنا کھڑا کریں اور جزا یا سزا جس چیز کا وہ مستحق ہے دیدیں۔

سو یہ قرآن تمام اقوام عالم کے نام ایک یادداشت ہے جو کوئی چاہے اس سے فائدہ اٹھائے جبر و اکراہ سے ہم کام نہیں لیتے۔ مگر ہماری رحمت میں وہی داخل ہو گا جو اس قرآن

پر عمل پیرا ہو گا اور جو ظالم اس سے روگردانی کرتے یا اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے ان کو درد ناک عذاب بھگتنا ہو گا۔

سورۃ الطلاق

(۹۹) (۶۵)

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں بارہ آیات مبارکہ اور دو رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۷:۔ اے نبی! (لوگوں سے کہہ دیجئے کہ) جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کو عدت کے شروع میں طلاق دو اور عدت کو یاد رکھو اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے۔ ان کو اپنے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود بخود نکلیں مگر جو ظاہرہ بے حیائی کے کسی کام کا ارتکاب کر بیٹھی ہوں اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو کوئی اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا وہ اپنے آپ پر ظلم کرے گا۔ تم نہیں جانتے کہ شاید اللہ اس کے بعد کوئی سبیل پیدا کر دے۔ پھر جب وہ اپنی میعاد کو پہنچنے کو ہوں۔ تو یا ان کو خوش اسلوبی سے زوجیت میں رہنے دو۔ یا خوش اسلوبی سے علیحدہ کر دو اور اپنے میں سے دو معتبر شخصوں کو گواہ بنالو اور گواہی ٹھیک اللہ ہی کے لئے دو۔ ان باتوں سے ان کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لئے مخلصی کی کوئی صورت پیدا کر دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو گی اور جو کوئی اللہ پر توکل کرے گا تو وہ اس کو کفایت کرے گا بیشک اللہ اپنے کام کو پورا کر کے رہتا ہے۔ اس نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقررہ کر رکھا ہے۔ اور تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے ناامید ہو چکیں اگر تم کو شک ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہے اور (علیٰ ہذا القیاس) جن کو حیض آتا ہی نہیں۔ اور وہ جن کے پیٹ میں بچہ اور ان کی عدت بچہ جننے تک ہے اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا۔ خدا اس کے کام میں آسانی پیدا کر دے گا۔ یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری جانب نازل کیا ہے اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کی خطاؤں کو معاف کر دے گا اور اس کو بڑا اجر دے گا۔ مطلقہ عورتوں کو اپنے مقدور کے موافق رہنے کو گھر دو۔ جہاں تم آپ رہتے ہو اور ان کو تنگ کرنے کے لئے تکلیف نہ

پہنچاؤ۔ اور اگر ان کے پیٹ میں بچہ ہو تو ان کو نان نفقہ دو یہاں تک کہ وہ بچہ جن لیں پھر اگر وہ تمہاری خاطر دودھ (بھی) پلائیں۔ تو انہیں اجرت دو اور ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرو اور اگر تم آپس میں ضد کرو گے تو اس کو کوئی اور عورت دودھ پلا دے گی۔ صاحب مقدور کو اپنی مقدور کے مطابق خرچ کرنا چاہئے اور جو تنگدست ہے۔ وہ اسی میں سے خرچ کرے جو (تھوڑا بہت) اس کو اللہ نے دے رکھا ہے۔ اللہ کسی شخص کو تکلیف نہیں دیتا۔ مگر اسی قدر جتنا اسے اس نے دے رکھا ہے اللہ تنگی کے بعد عنقریب کشائش عطا کرے گا۔

شرح:- اس سورت میں طلاق کے ضروری مسائل بتائے گئے ہیں اور مسلمانوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اسلامی شریعت کے قوانین کا احترام کریں اور پوری پابندی کو ملحوظ رکھیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اے مسلمانو! جب کسی شخص کو بہ امر مجبوری اپنی بیوی کو طلاق دینے کی نوبت آ جائے تو عدت میں طلاق دو۔ عدت کی تعیین اس سے قبل سورہ بقرہ میں بیان ہو چکی ہیں اور وہ تین حیض یا تین طہر ہے۔ شروع طریقہ جس پر علمائے کرام کا عمل ہے وہ یہ کہ طہر میں طلاق دی جائے اور حدیث شریف میں یہ قید بھی موجود ہے کہ اس طہر میں وطی نہ کی ہو فرمایا مرد اور عورت دونوں کو چاہئے کہ وہ عدت کا پورا پورا حساب رکھیں اور کسی کی حق تلفی اور دل آزاری سے خدا کا خوف کریں جو تم سب کا پروردگار ہے۔ فرمایا اے مردو! تم نے ایک دفعہ جو ان کو اپنی زوجیت میں قبول کر لیا ہے تو ہر ممکن کوشش سے ان کے ساتھ نباہ کرو اور اے عورتو! تم کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔ مگر جو عورتیں بدکاری یا چوری کی مرتکب ہوں یا بقول بعض علماء زبان درازیاں کریں اور ہر وقت کا رنج و تکرار رکھتی ہوں تو ان کو طلاق دے دینا بھی جائز و درست ہے اور اگر وہ خود بخود نکلیں گی تو یہ صراحتاً "بے حیائی کا کام ہو گا۔

فرمایا اے مسلمانو! یہ اللہ کا قانون ہے اور اس کے حدود ہیں جو کوئی ان حدود پر قائم نہ رہے گا وہ اپنے اوپر بڑا ظلم کرے گا۔ سنو طلاق کے معاملے میں ایسا قانون اس لئے نافذ کیا گیا ہے کہ ممکن ہے غصہ اتر جانے کے بعد تم پھر صلح و صفائی سے گزر اوقات کرنا چاہو اور رجوع کر لو اور اگر غصے ہی کی حالت میں تم نے پکا فیصلہ کر لیا تو مصالحت کا معاملہ مشکل

ہو جائے گا الغرض جب عدت پوری ہونے کو آئے تو سوچ لو کہ اگر رجوع کرنا ہے اور صلح صفائی ہو سکتی ہے تو صلح کرکے رجوع کرلو اور اگر الگ کر دینا مقصود ہو تو بھی بہترین طریق پر الگ کرو۔ کسی صورت میں حق و انصاف اور مکارم اخلاق کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ اس صورت میں دو معتبر شخصوں کو گواہ بنالو فرمایا ہم نے یہ حکم ان لوگوں کے لئے نافذ کیا ہے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لا چکے ہیں دوسروں کو ایسی نعمتیں کہاں میسر؟ فرمایا تم دو فریقوں میں سے جو کوئی اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کی مشکلات کو خود بخود حل کر دے گا اور اس طرح اس کے لئے کوئی سامان پیدا کر دے گا کہ اس کو خبر بھی نہ ہوگی۔ سنو اس حقیقت باہرہ کو سمجھ لو کہ جو کوئی خدا پر بھروسہ رکھ کر کام کرتا ہے خدا اس کے لئے کافی ہے۔ دیکھو طلاق کے معاملے میں انتہائی احتیاط برتو۔ جاہلیت کے رسم و رواج اور اس زمانے کے مظالم جو تم عورتوں پر روا رکھا کرتے تھے ان کو یک قلم فراموش کردو اور حق و انصاف اور خوف خدا کو کام میں لاؤ اس سے خدا تمہاری خطائیں بھی معاف کر دے گا اور تمہیں بڑا اجر دے گا۔

سنو عورت کے معاملے میں تنگ دلی اور خست کو نہ برتو جہاں خود رہتے ہو وہاں ان کو رکھو اور جیسے خود رہتے ہو ویسا ہی ان کو رکھو! اپنی استطاعت کے اندر اندر ان سے حسن سلوک کرو اور انہیں تنگ نہ کرو۔ اگر وہ حمل کی حالت میں ہوں اور تم ان کو طلاق دینا چاہو تو جب تک وہ بچہ نہ جن لیں ان کو نان نفقہ دو اور حسن سلوک سے پیش آؤ۔ اگر بچہ جننے کے بعد ان سے دودھ پلوانا بھی مقصود ہو تو دودھ پلوائی کی اجرت دو اور نہایت حق و انصاف کے ساتھ آپس میں نیکی کا برتاؤ کرو۔ دیکھو خواہ مخواہ کسی کو تنگ نہ کرو اگر مرد اس سے دودھ نہ پلوانا چاہئے گا تو بہر حال وہ کسی دوسری عورت کو اجرت دے کر دودھ پلوائے گا۔ اس کو وہاں بھی اجرت دینی ہے اور اس کو بھی۔ پھر اس کو کیوں نہ دیدے اور اگر عورت دودھ پلانے سے انکار کر دے گی تو اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ اور بہتیری عورتیں دودھ پلانے والی میسر آ سکتی ہیں۔ اس کو اتنا گھمنڈ نہیں کرنا چاہئے۔ بہرحال جس قدر کسی کی وسعت ہو اس کے مطابق خرچ کرنے میں کبھی دریغ نہ کرنا چاہئے اور استطاعت سے زیادہ خدا کسی کو تکلیف نہیں دیتا اور اگر کسی پر تنگی آ بھی پڑے تو اللہ اس کو آسان کر دے گا۔

ترجمہ آیات ۸ – ۱۲:– اور کتنی ہی بستیاں تھیں جنہوں نے اپنے رب اور اس کے

رسولوں کے حکم سے سرتابی کی۔ سو ہم نے سختی سے ان کے اعمال کا جائزہ لیا اور ان کو ہم نے بڑی بھاری سزا دی۔ سو ان بستیوں نے اپنی بد عملی کی سزا چکھ لی اور ان کا انجام خسارہ پر منتج ہوا۔ اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ سو اے عقلمندو! اللہ سے ڈرو اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ نے تم کو آگاہ کرنے کے لئے تمہاری طرف ایک ایسے رسول کو بھیجا ہے جو تمہیں اللہ کے روشن احکام پڑھ کر سناتا ہے تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اندھیروں سے نکل کر نور کی روشنی میں لائے اور جو کوئی اللہ پر ایمان لاتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے اللہ اس کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اور وہاں ہمیشہ رہیں گے۔ بلاشبہ اللہ نے انہیں عمدہ روزی بخشی۔ اللہ وہ ذات اقدس ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہیں کی طرح زمین بھی۔ ان میں خدا کا حکم نازل ہوتا رہتا ہے تاکہ تم جان لو اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ نے از روئے علم ہر چیز کو گھیر رکھا ہے۔

شرح:۔ فرمایا اے مسلمانو یاد رکھو کہ تم بھولے سے بھی ہمارے احکام کی خلاف ورزی نہ کرنا۔ کیونکہ کتنی ہی بستیاں ایسی گزر چکی ہیں جن کے رہنے والوں نے نافرمانی کی اور ہمارے احکام پر عمل نہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان کو ہلاک کر کے رکھ دیا اور آخرت میں جو سزا دی جائے گی وہ کہیں زیادہ ہوگی۔

اے عقلمندو! اللہ سے ڈرو تمہاری رہنمائی کے لئے اللہ نے قرآن کو نازل کیا ہے اور اپنا رسول بھیجا ہے جو تم کو اس میں سے ہمارے واضح اور کھلے احکام پڑھ پڑھ کر سناتا ہے تاکہ ایمان و عمل والے لوگوں کو کفر و جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر رشد و ہدایت کے اجالے میں لے آئے۔ سنو' جو کوئی اللہ پر ایمان لاتا اور نیک عمل کرتا ہے اللہ اس کو بہشت بریں میں داخل کرے گا۔ جس کے نیچے نہریں رواں ہیں۔

اگر تم کو جنت کے حصول میں کچھ شبہ ہو تو سوچ لو کہ جنت دینے والا وہ اللہ ہے جس نے سات آسمان اور سات زمینیں پیدا کی ہیں جو اس تمام کائنات کا انتظام کر رہا ہے وہ ہر بات پر قدرت رکھتا ہے اور ہر چیز اس کے علم میں ہے پھر اس کے لئے کیا مشکل ہے کہ تم کو موت کے بعد کسی دوسرے جہان میں لے جا کر دوبارہ زندہ کر دے اور یہ بہشت بریں جس کا ذکر کیا گیا ہے تم کو عطا کرے۔

ویسے تو قرآن پاک کے ایک ایک حرف اور ایک ایک کلمے میں کئی کئی نکات پنہاں ہیں مگر یہاں ایک ایسا نکتہ بیان فرمایا ہے جو بالکل صاف اور اپنے اندر ہزاروں حقائق کو پنہاں رکھتا ہے۔ فرمایا فاتقوا اللہ یا اولی الالباب۔ الالباب کہتے ہیں انتہائی درجے کے عقلمند، روشن ضمیر اور سمجھ دار لوگوں کو اور اتقاء کہتے ہیں خداوند کریم کی نافرمانی کے نتائج و عواقب سے ڈرنے کو تو گویا اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے اس مقام پر صرف ان لوگوں کو اپنی نافرمانی کے نتائج و عواقب سے بچنے کے لئے متنبہ کیا ہے جو عقلمند ہیں۔ کیونکہ بے سمجھ اور بے عقل لوگ اتنے دور اندیش اور بلند خیال نہیں ہو سکتے کہ وہ اپنے حقیقی نفع نقصان اور کچھ دیر کے بعد وقوع پذیر ہونے والے واقعات کی جھلک کو دیکھ سکیں۔ اس مضمون کی تائید حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے کہ فاتر العقل لوگوں پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔ گویا کہ اعمال بد اور عصیان کی سزا ہوشمندوں اور سمجھداروں ہی کو ملنے والی ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ایمان و عمل کی نعمت بے بہا کو حاصل کر سکتے ہیں۔

(۹۸) سورۃ البیّنۃ (۱۰۰)

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں آٹھ آیات مبارکہ اور ایک رکوع ہے جس کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

منظوم ترجمہ:-

نہ تھے وہ کافر اہل کتاب اور اہل شرک ایسے
کہ اپنے کاروبار کفر سے وہ باز آ جاتے
نہ جب تک اک بڑی روشن نشانی ان کو مل جاتی
"بہ ایں صورت" کہ مولائے جہاں کا ایک پیغمبر
سناتا ان کو پاکیزہ صحیفے حق کے پڑھ پڑھ کر
وہ جس میں "ابتدا سے انتہا تک" سچے مضمون ہیں
ہوئے بھی مختلف تو کب ہوئے اہل کتاب "آخر"

وہ جبکہ پا چکے تھے اک دلیل روشن و ظاہر

یہی احکام پہنچے تھے انہیں "اگلے صحیفوں میں"

کہ خاص اللہ کی ہی بندگی وہ سب بجا لائیں

کریں ہر حال میں قائم نماز "داور اعلیٰ"

زکوٰۃ مال بھی دیں "جو کہ ہے چالیسواں حصہ"

یہ ہے وہ دین' گلدستہ ہے جو سچے مضامین کا

یقیناً" کافر اہل کتاب اور مشرکین سارے

ہمیشہ کے لئے نار سقر میں ڈالے جائیں گے

یہی وہ ہیں کہ مخلوقات میں جو سب سے بدتر ہیں

یقیناً" وہ تمام افراد جو ایمان لائے ہیں

"علاوہ اس کے" اچھے کام بھی جو کرتے رہتے ہیں

یہی وہ ہیں کہ مخلوقات میں جو سب سے بہتر ہیں

صلہ ان کے لئے نزدیک ان کے پاک مولا کے

ہیں ایسے باغ جن کے زیر دامن ہیں رواں چشمے

رہیں گے جاوداں ان خلد زاروں میں مکیں وہ سب

خدا خوش ان سے اور راضی خدا سے "بالیقیں" وہ سب

یہ سب انعام و اکرام اس "سعادت مند" پر ہوگا

کہ جس نے خوف رکھا ہوگا اپنے "پاک" مولا کا

شرح:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے تمام ادیان عالم کے پیروکار بگڑ چکے تھے اور اپنے اپنے دین کی اصلیت کو بھول کر جہالت و ظلمت روحانی کا شکار ہو رہے تھے۔ اس وقت دو طرح کے لوگ تھے ایک تو وہ جو کسی نہ کسی کتاب آسمانی کے ماننے والے تھے اور دوسرے وہ جو کسی کتاب کو نہ مانتے تھے اور شرک و بت پرستی میں مبتلا تھے کیا اہل کتاب اور کیا بت پرست انسانیت کے تمام اعلیٰ اوصاف کھو بیٹھے اور اپنے خالق کو بھول چکے تھے اس کی عبادت سے روگرداں ہو چکے تھے اور مذہب کی روح سے محض نا آشنا تھے اور ممکن نہ تھا کہ وہ کسی مصلح اعظم کی اصلاح و درستی کے بغیر اپنے عیوب کو دور کر سکتے اور سیدھی راہ پا لیتے۔ پس ارشاد ہوتا

ہے کہ اہل کتاب اور مشرکین کو کوئی چیز ان لغویات سے باز نہ رکھ سکی تھی اگر ایک ایسا رسول مبعوث نہ کیا جاتا جو اس کتاب مقدس یعنی قرآن پاک کو پڑھ کر انہیں سناتا۔ فرمایا یہ قرآن وہ کتاب عزیز ہے جس کے علوم و مضامین نہایت بلند پایہ اور بے حد مفید ہیں ارشاد ہوتا ہے کہ اہل کتاب کی شیخی اسی وقت کرکری ہوئی ہے اور تبھی ان میں ہلچل پڑی ہے جب ان کے سامنے حق نمودار ہوا۔ فرمایا سن لو اس دین فطرت کی یہی تعلیم ہے کہ نہایت اخلاص و محبت کے ساتھ خدا کی عبادت کرو اور شرک و بت پرستی سے ایسا ہی اجتناب کرو جیسا ابراہیم خلیل اللہ نے کیا تھا علاوہ ازیں نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔ اور یقین رکھو کہ یہی راہ دین فطرت کی راہ ہے۔ فرمایا یہ لوگ یعنی اہل کتاب اور مشرکین جو اپنے خدا سے دور جا پڑے ہیں۔ جہنم کی آتش سوزاں کے حوالہ کئے جائیں گے کیونکہ یہ انتہائی درجے کی بری مخلوق ہیں۔ مگر اس کے برعکس وہ لوگ جو ہمارے اس نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد دین اسلام کے بتائے ہوئے نیک اعمال کے اکتساب سے غفلت نہیں برتتے وہ بہترین مخلوق اور بہشت بریں میں مزے کی زندگی گزاریں گے خدا ان سے خوش ہوگا اور وہ خدا سے خوش ہوں گے۔

فرمایا ہماری یہ خوشنودی محض انہی لوگوں کو حاصل ہو سکتی ہے جو دنیاوی زندگی کے دوران میں عبادات و معاملات دونوں میں مشیت الٰہی کو پیش نظر رکھیں اور ریا کاری اور سنگدلی سے بچے رہیں۔

(۱۰۱) سورۃ الحشر (۵۹)

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں چوبیس آیات مبارکہ اور تین رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۱۰:- جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔ وہ وہی ہے جس نے اہل کتاب کے ان افراد کو جو (اسلام کے) منکر ہیں پہلے ہی اجتماع پر ان کے شہروں سے نکال دیا۔ تمہیں گمان بھی نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ خیال کرتے تھے کہ ان کے قلعے ان کو اللہ سے بچا لیں گے

سو جہاں سے انہیں وہم و گمان بھی نہ تھا اللہ (کے عذاب نے) ان کو آلیا اور ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈال دیا کہ اپنے گھروں کو خود اپنے اور مسلمانوں کے ہاتھوں اجاڑنے لگے۔ سو اے نظر والو! تم (اس سے) نصیحت اور عبرت حاصل کرو اور اگر اللہ نے ان کے حق میں جلا وطنی نہ لکھ دی ہوتی تو ان کو دنیا میں بڑی ہی سزا دیتا اور آخرت میں ان کے لئے دوزخ کا عذاب ہے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ (اور اس کے رسول) کی مخالفت کرتا ہے تو سن رکھو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ تم نے (ان کے) کھجور کے درخت جو کاٹ ڈالے یا اپنی جڑوں پر قائم رہنے دیئے تو یہ سب اللہ کی اجازت سے تھا اور اس لئے تھا کہ (اللہ) بدکاروں کو رسوا کرے اور اللہ نے اپنے رسول کو جو کچھ ان سے دلوا دیا تو اس کے لئے تم نے کچھ دوڑ دھوپ نہیں کی نہ گھوڑوں سے نہ اونٹوں سے لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس کسی پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور ان دیہات والوں سے اللہ نے اپنے پیغمبر کو جو دلوایا ہے تو وہ اللہ اور رسول اور (آپ کے) قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ تم میں سے جو دولت مند ہیں یہ انہیں میں نہ گھومتا رہے اور جو کچھ رسول تمہیں دیدیں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے وہ تمہیں روکیں اس سے رک جایا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو وہ بلاشبہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ (یہ مال) ان گھربار چھوڑنے والے مفلس مسلمانوں کے لئے (بھی) ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے ہیں اور وہ اللہ تعالٰی کے فضل و رضامندی کے طالب ہیں اور اللہ (کے دین) اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی لوگ سچے (مسلمان) ہیں۔ نیز (یہ مال) ان لوگوں کے لئے (بھی ہے) جو ان سے پہلے ایمان لا چکے اور مدینہ کو گھر بنائے بیٹھے ہیں (اور) جو شخص ان کے پاس ہجرت کر کے آ جاتا ہے اس سے محبت کرتے ہیں اور اپنے دلوں میں اس چیز کی وجہ سے تنگی نہیں پاتے جو (مہاجرین) کو دی گئی اور ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں خواہ وہ خود فاقہ کش ہی کیوں نہ ہوں اور جو کوئی اپنے نفس کے بخل سے بچایا جائے تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں اور (یہ مال) ان لوگوں کے لئے (بھی) ہے جو ان کے بعد یہ کہتے ہوئے آئے ہیں کہ اے ہمارے رب! تو ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو جنہوں نے ایمان لانے میں ہم سے سبقت کی بخش دے اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لئے جو ہمارے

رب پر ایمان لائے ہیں کوئی کینہ نہ رہنے دے بیشک تو بڑی شفقت والا مہربان ہے۔

شرح:- بنی نضیر یہود کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ منورہ سے چند میل کے فاصلے پر مشرقی جانب میں رہا کرتا تھا۔ یہ لوگ بڑے دولت مند اور بڑے ساز و سامان والے تھے۔ ان کی جمعیت بھی بڑی مضبوط تھی۔ انہوں نے چند بڑے بڑے مضبوط قلعے بنا رکھے تھے۔ جن پر ان کو بڑا ناز تھا۔ ابتداء میں جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آئے تو انہوں نے آپ سے ایک معاہدہ کیا کہ ہم نہ آپ کے ساتھ لڑیں گے اور نہ آپ کے دشمنوں کو آپ کے خلاف مدد دیں گے۔ مگر تھوڑے ہی عرصے کے بعد انہوں نے آپ کے خلاف قریش کے ساتھ نامہ و پیام شروع کر دیا اور ان کے سردار کعب بن اشرف نے مکہ پہنچ کر بیت اللہ کے سامنے مسلمانوں کے خلاف قریش سے معاہدہ کیا اور ادھر مدینہ آکر طرح طرح کی شرارتیں شروع کر دیں جن کی تفصیل کتب تاریخ میں دیکھنی چاہیے۔ آخر آپ نے صحابہ کو جمع کر کے مشورہ کیا کہ ان کے ساتھ لڑائی کرنی چاہیے اتنا طے پایا تھا کہ مسلمانوں نے نہایت ہمت و مستعدی کے ساتھ ان کے مکانوں اور قلعوں کا محاصرہ کر لیا اور وہ بغیر لڑائی لڑے خوف زدہ اور مرعوب ہو کر بھاگ نکلے اور بعد میں صلح کی التجا کی۔ رحمتہ للعالمین نے فیصلہ کیا کہ وہ مدینہ خالی کر دیں اور جو مال اٹھا کر لے جا سکتے ہیں لے جائیں اور کسی اور جگہ جا بسیں۔ ان کے مکانات' زمین اور باغات پر مسلمانوں کو قبضہ دیدیا گیا۔ یہ زمین مال غنیمت کی طرح تقسیم نہ کی گئی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے اختیارات سے اسے مہاجرین پر تقسیم کر دیا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! جو چیز زمین و آسمان میں ہے وہ اللہ ہی کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے۔ اللہ وہ ہے جو بڑے غلبے اور حکمت والا ہے۔ اس کے غلبہ اور حکمت کی ایک مثال تم نے دیکھ لی ہے کہ اس نے بنی نضیر کو تمہارے شہروں سے اس طرح نکالا کہ گویا وہ حشر کے میدان میں جمع ہونے کو نکلے ہیں۔ حالانکہ تم ان کی شان و شوکت اور ان کے قلعے وغیرہ دیکھ کر کہا کرتے تھے کہ یہ کبھی نہیں نکلنے والے مگر ان کے نکالنے کے اللہ نے وہ سامان پیدا کر دیئے جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہ تھے ان کے دلوں میں اس نے تمہارا ایسا رعب ڈالا کہ وہ اپنے ہاتھوں اپنے گھروں کو برباد کرنے لگے۔ یہ واقعہ دانشمندں کے لئے اپنے اندر سامان عبرت رکھتا ہے چاہیے کہ وہ اس سے سبق سیکھیں۔ فرمایا اگر ہم نے

ان کے حق میں جلا وطنی پہلے سے نہ لکھ دی ہوتی اور یہ تمہارا مقابلہ کرتے تو ان کو وہ سزا دی جاتی کہ ہمیشہ یاد کرتے فرمایا جو تم نے ان کی ہر چیز پر تسلط حاصل کر لیا ہے تو در حقیقت یہ اللہ کا تسلط ہے۔ اس نے تم پر اتنی مہربانی کی کہ تمہیں ہمت دی اور ان کو بزدل بنایا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اس واقعہ سے جو کچھ تمہیں ملا وہ بطور غنیمت اس لئے تمام شریک ہونے والوں میں تقسیم نہیں کیا گیا کہ روپیہ پیسہ مالداروں ہی میں چکر نہ کھاتا رہے۔ جو غریب اور نادار ہیں وہ بھی دولت مند اور غنی ہو جائیں لہٰذا ہمارے رسول جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جو چیز وہ تمہیں نہ دیں۔ اس سے رکے رہو اور خدا کے عذاب سے ہر وقت ڈرتے رہو فرمایا اگرچہ عام مسلمان اس مال سے استفادہ کا حق رکھتے ہیں مگر وہ بچارے مہاجروں کو ان کے گھروں اور جائیداوں سے محض اس لئے محروم کر دیا گیا ہے کہ وہ اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلبگار ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے دین کی مدد کرتے ہیں اس کے زیادہ مستحق ہیں کیونکہ حقیقتاً" یہی سب سے زیادہ سچے مسلمان ہیں ان کے بعد حق ہے ان نیک خصال' ایثار پیشہ انصار کا جنہوں نے ان مہاجرین کو اپنے گھر پیش کر دیئے اور اپنی جائیدادوں میں ان کو حصہ دیا اور باوجود خود تنگدست ہونے کے انہوں نے دل کی تنگی نہیں دکھائی۔ فرمایا جو شخص دل کی تنگی کو دور کر دیتا اور ایثار و قربانی سے کام لے کر دوسرے مسلمان بھائیوں کی مدد کرتا ہے اس سے بڑھ کر کون زیادہ نیک بخت اور کامیاب ہو سکتا ہے۔ ان دونوں قسم کے لوگوں کے بعد ان کا حق ہے جو ان کے بعد اسلام لائے اور یہ کہتے ہوئے آئے کہ خدایا! ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی خطاؤں کو معاف کر دے جو ایمان لانے میں ہم سے گوئے سبقت لے گئے ہیں۔ خدایا! جو لوگ ایمان لے آئے ہیں ان کی طرف سے ہمارے دلوں میں کوئی بیر نہ پیدا ہونے دے۔ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ آیات ۱۱-۱۷:- کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو منافق ہیں وہ اپنے ان بھائیوں کو جو اہل کتاب میں سے کافر ہیں کہتے ہیں کہ اگر تم کو (مدینہ سے) نکال دیا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوں گے اور تمہارے معاملے میں کسی کا کہنا مانیں گے اور اگر تم سے لڑائی ہوئی تو ہم تم کو مدد دیں گے (سنو!) اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ اگر ان کو نکالا گیا تو وہ (قطعا") ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر ان سے

لڑائی ہوئی تو بھی وہ ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر انہوں نے ان کی مدد کی تو پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر ان کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ ان کے دلوں میں اللہ کی ہیبت سے تمہاری ہیبت زیادہ ہے یہ محض اس لئے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھ نہیں رکھتے۔ وہ سب مل کر تم سے نہیں لڑ سکیں گے مگر محفوظ بستیوں میں رہ کر یا دیواروں کی آڑ میں ان میں باہم شدید لڑائی ہے۔ تم ان کو متحد خیال کرتے ہو حالانکہ ان کے دل جدا جدا ہیں یہ اس لئے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے ان لوگوں کی جو ان سے پہلے قریب ہی کے زمانے میں ہو چکے ہیں انہوں نے اپنے افعال کی سزا چکھ لی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (یا) ان کی مثال شیطان کی سی ہے جبکہ اس نے انسان سے کہا کہ منکر ہو جا۔ مگر جب وہ منکر ہو گیا تو کہہ دیا کہ مجھے تجھ سے کوئی سروکار نہیں میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں جو تمام جہان کا پروردگار ہے۔ سو ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ وہ دونوں آتش دوزخ کی نذر ہوئے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہی ہے سزا ظالموں کی۔

شرح:۔ اس رکوع میں منافقوں کا ایک جھوٹ ظاہر کیا گیا ہے۔ فرمایا یہود کے قبیلہ بنی نضیر سے جو اے مسلمانو! تمہارے دشمن تھے منافقوں نے یہ سازباز کر رکھی تھی کہ ہم ہر حال میں تمہارے ساتھ ہیں اور ہر طرح تمہاری مدد کریں گے اور تمہارے معاملے میں مسلمانوں کی کوئی پیش نہ جانے دیں گے اول تو مسلمان تم سے لڑائی کرتے نہیں اور اگر انہوں نے کی بھی تو ہم ان کے خلاف تمہاری مدد کریں گے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ان منافقوں نے کفار کو یقین دلا رکھا تھا کہ اگر چار و ناچار تم کو مسلمانوں نے یہاں سے نکال ہی دیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ ہی نکل جائیں گے اور تمہارے معاملے میں کسی کی بات سننے کو تیار نہ ہوں گے۔ فرمایا کہ یہ محض جھوٹے ہیں۔ مزا تو جب ہے کہ جب یہود کو یہاں سے نکال دیا گیا تھا تو یہ بھی ان کے ساتھ نکل جاتے اور جب ان کے ساتھ لڑائی ہوتی تھی ان کی مدد کرتے۔ مگر ان کو اتنی جرأت کہاں؟ اور اگر وہ جرأت کر کے میدان میں آ بھی جاتے تو بہت جلد پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلتے۔ کیونکہ منافق شخص کبھی دلیر اور بہادر نہیں ہو سکتا۔ منافقت اسی میں ہوتی ہے جو بزدل ہو۔ فرمایا۔ اس حقیقت کو یاد رکھو کہ منافقوں کے دلوں میں اتنا ہمارا ڈر نہیں جتنا تمہارا ڈر ہے۔

مسلمانوں کی بہادری ان کی تلوار اور ان کی تیر اندازی کو ایک دنیا جانتی ہے۔

یورپ نے مسلمان جرنیلوں سے جو منہ توڑ شکستیں کھائی ہیں اور جس طرح ان کے سامنے مولی گاجر کی طرح کٹے ہیں وہ واقعات آج تک تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں اور کون کہہ سکتا ہے کہ توپ و تفنگ گولہ بارود وغیرہ جو جدید آلات حرب ایجاد ہوئے ہیں مسلمانوں کی تلوار سے بچنے کے لئے بزدلانہ اور شاطرانہ چالیں نہیں۔ یہ یقینی بات ہے کہ آج اگر جدید اسلحہ جات جنگ کو چھوڑ کر صرف تلوار کے ذریعے قوت آزمائی کرنے کا خیال قوموں کے دلوں میں پیدا ہو جائے تو باوجود صدیوں سے تلوار کا استعمال چھوڑنے کے مسلمان آج بھی اقوام عالم کے چھکے چھڑا دیں۔

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے غیر مبہم الفاظ میں بتایا ہے کہ حقیقی اتحاد و سلوک محض ایمان و اسلام سے حاصل ہوتا ہے اور غیروں کا اتحاد ظاہرداری کی ایک چیز ہے مگر ان کے دل پارہ پارہ ہیں۔ فرمایا ان لوگوں کو ابتداء میں جرات تو ہو جاتی ہے مگر انتہا تک پہنچانے کی ہمت نہیں ہوتی کیونکہ ان پر شیطانی قوت مسلط ہوتی ہے جو اکثر اوقات بے وفائی کر جاتی ہے۔

ترجمہ آیات ۱۸ ۔ ۲۴:۔ اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرو اور چاہئے کہ ہر شخص دیکھ لے کہ وہ کل کے لئے کیا کچھ آگے بھیجتا ہے اور تم اللہ سے ڈرو۔ بلاشبہ اللہ تمہارے اعمال سے جو تم کرتے ہو باخبر ہے اور ان لوگوں کی مانند نہ ہو جاؤ جنہوں نے خدا کو بھلا دیا پھر اس نے ان کو اپنے آپ سے بے خبر کر دیا۔ یہی لوگ بدکار ہیں۔ دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں ہو سکتے (سن لو کہ) جنت والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔ اگر اس قرآن کو ہم کسی پہاڑ پر اتارتے تو تم اس کو دیکھتے کہ وہ (اللہ کے ڈر سے) دب کر پھٹ جاتا اور یہ مثالیں ہیں جو ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر سے کام لیں۔ اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی ڈھکی چھپی چیزوں سے واقف ہے اور وہی کھلی اور ظاہر سے۔ وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی حاجت روا نہیں وہ شہنشاہ پاک ہے۔ ہر عیب سے محفوظ ہے۔ امن دینے والا ہے' نگہبانی کرنے والا ہے اور غالب' زبردست (اور) صاحب عظمت ہے' ان کے ہر قسم کے شرک سے پاک۔ وہی اللہ ہے بنانے والا ایجاد و اختراع کرنے والا' مصور ہے' اسی کے لئے اچھے اچھے نام ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اس کی تسبیح بیان کرتا ہے اور وہ زبردست

حکمت والا ہے۔

شرح:۔ فرمایا اے مسلمانو! تم دنیا کے دھندوں ہی میں نہ پھنسے رہو کہ دولت کمانے بڑھانے اور خرچ کرنے ہی میں لگے رہو اور خدا کو یاد ہی نہ کرو۔ سنو ایمان لانے کے بعد تقویٰ کا حصول ضروری اور لازمی چیز ہے اور اس بات کو بھی دیکھنا چاہئے کہ مرنے کے بعد آخرت کے لئے کیا جمع کیا ہے جو کام آئے وہاں دنیاوی اور مادی اشیاء کام نہ آئیں گی۔ کام آئے گا تقویٰ اور نیک اعمال۔ سوڈرو اور نیک کام کرو اور اس بات کو یاد رکھو کہ خدا تمہارے نیک و بد تمام اعمال سے واقف ہے اور ان لوگوں کے نقش قدم پر نہ چلو جنہوں نے خدا کی یاد بالکل فراموش کردی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے ان کو فراموش کردیا۔ فرمایا اہل جنت اور اہل دوزخ برابر نہیں ہوسکتے فائز المرامی اہل جنت کے نصیب میں لکھی گئی ہے۔ خبردار ہو کر سنو کہ یہ قرآن جو تمہاری ہدایت اور رہنمائی کے لئے نازل کیا گیا ہے اتنا جلیل القدر اور پر اثر کلام ہے کہ انسان تو انسان اگر پتھر بھی اس کو سن پائیں تو مارے خوف کے ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ تمہارے دل اتنے سخت نہ ہونے چاہئیں کہ ان پر قرآن کا اثر ہی نہ ہو دیکھو یہ مثالیں اس لئے بیان کی جاتی ہیں کہ تم غور و فکر کرسکو۔ دیکھو اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے اور وہی ظاہر کو اور وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں جو تمہاری حاجات اور ضروریات کو پورا کرسکے وہی بادشاہ حقیقی ہے۔ وہ تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے۔ اس کے ہاں سلامتی ہے وہی امان دینے والا ہے وہی پناہ دینے والا زبردست اور صاحب عزت و عظمت ہے۔ تمام صفات حسنہ اور اسمائے حسنہ کا وہی مصداق ہے۔ لہٰذا اسی کی تسبیح بیان کرو۔ اور یاد رکھو کہ وہ بڑا غالب و حکمت والا ہے۔

(۲۴) سورۃ النور (۱۰۲)

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں چونسٹھ آیات مبارکہ اور نو رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۱۰:- یہ ایک سورۃ ہے جسے ہم نے نازل کیا اور (اس کے احکام کو تم پر) فرض قرار دیا اور اس میں صاف صاف احکام نازل کئے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد (دونوں میں سے) ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو اور اللہ کے دین کے معاملہ میں تمہیں ہرگز رحم نہ آئے۔ اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو موجود رہنا چاہیے۔ زانی مرد بجز زانیہ یا مشرکہ عورت کے کسی سے شادی نہیں کر سکتا اور زانیہ عورت سے بھی سوا زانی یا مشرک مرد کے اور کوئی نکاح نہیں کر سکتا اور یہ مسلمانوں کے لئے حرام قرار دیا گیا ہے اور ان لوگوں کو جو پاکباز عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار شاہد پیش نہ کر سکیں تو ان کو اسی اسی کوڑے لگاؤ اور (اس کے بعد) کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو اور یہی لوگ بدکردار ہیں۔ ہاں وہ لوگ جو اس کے بعد توبہ کریں اور اپنے اعمال کی اصلاح کر لیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کا عیب لگائیں اور ان کا خود ان کے سوا کوئی گواہ نہ ہو تو ہر ایک کی شہادت یہ ہے کہ پہلے وہ چار بار خدا کی قسم کھائے کہ بلاشک و شبہ وہ اپنے دعوئ میں سچا ہے اور پانچویں دفعہ یوں (کہے) کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت اور یہ بات عورت سے سزا ٹال دے گی کہ وہ پہلے چار بار خدا کی قسم کھا کر بیان کرے کہ یہ شخص سراسر جھوٹا ہے اور پانچویں بار یوں (کہے) کہ اگر وہ سچا ہو تو اس (یعنی مجھ) پر اللہ کا غضب نازل ہو۔

شرح:- گزشتہ سورۃ میں ایمانداروں کی صفات کا ذکر تھا اور اس سلسلہ میں منکروں کو بھی تہدید کر دی گئی تھی اس سورۃ میں مسلمان مجرموں کی سزا یا حدود کا ذکر ہے افسوس کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے حکومت جانے کے ساتھ ہی ان حدود پر عمل کرنا بھی ناممکن ہو گیا اور اسلام کا ایک بڑا جزو معطل کر کے رکھ دیا ہے۔ قوم کی پستی اور تباہی میں اس چیز کا بڑا حصہ ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس سورۃ کے مطالب کو بغور ذہن نشین کرنے کے بعد متفقہ طور پر کوئی ایسی تجویز سوچیں جس سے ان حدود پر عمل کرنا ممکن ہو جائے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے مسلمانو! ہم نے اس سورۃ میں جو احکام نازل کئے ہیں وہ ایسے واضح ہیں کہ کسی تاویل کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا تمہیں چاہیے کہ اس کا مضمون کبھی ذہن سے نہ اترنے دو فرمایا۔ زنا ایک ایسا فعل قبیح ہے کہ اس کے جراثیم قوم کے جسم کو کھوکھلا

کرکے رکھ دیتے ہیں۔ اس سے بے حیائی اور بے شرمی کے مہلک امراض پیدا ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس کی سزا بھی ویسی ہی عبرت ناک اور سخت ہونی چاہیے۔ تاکہ کوئی شخص اس کے ارتکاب کی جرات ہی نہ کرے۔ ارشاد ہوا کہ زانیہ عورت اور زانی مرد کی سزا یہ ہے کہ ان کو سو سو کوڑے لگائے جائیں اور اس معاملہ میں مجرموں کی اعلیٰ نسبی اور عہدہ کا مطلق خیال نہ رکھا جائے۔ کیونکہ یہ دین کا معاملہ ہے بس جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ اس معاملہ میں کوتاہی نہ کرے۔ مسلمانو! زانی مرد و عورت کی یہ سزا منظر عام پر دینی چاہیے کہ تمام اہالیان شہر اپنی آنکھوں سے اسے دیکھ کر سبق عبرت سیکھ لیں اور اس فعل قبیح کے ارتکاب کی جرات نہ کریں۔ فرمایا کہ ہم جنس اپنے ہم جنس کی طرف ہمیشہ پرواز کرتا ہے۔ چنانچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ زانی مرد صرف زانیہ عورت کو پسند کرتا ہے۔ اسی طرح زانیہ عورت بھی زانی مرد کو پسند کرتی ہے۔ اے مسلمانو! تم پر یہ بات حرام قرار دی گئی ہے۔ تم ہرگز ایسا نہ کرنا۔ نیز اس بات کو یاد رکھو کہ عداوت و دشمنی سے کسی پر زنا کا الزام نہ لگاؤ۔ اگر کوئی شخص کسی پر تہمت لگائے۔ تو وہ چار عینی شاہد اپنے ساتھ لائے۔ وگرنہ تہمت لگانے والے کو ۸۰ کوڑے لگائے جائیں اور اس کے بعد کبھی تا بعمر اس کی شہادت قبول نہ کی جائے اور ایسے لوگوں کو فاسق کے نام سے پکارا جائے۔ ہاں جو لوگ توبہ کرلیں اور اس کے بعد محتاط ہو جائیں ان کو تنگ نہ کیا جائے اگر کوئی خاوند اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور اس کے پاس شاہد نہ ہوں تو وہ چار دفعہ خدا کی قسم کھائے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں قسم یہ کھائے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو مگر عورت اس کے مقابلہ میں آکر چار دفعہ خدا کی قسم کھائے کہ اس کا خاوند جھوٹا ہے۔ اور پانچویں قسم یہ کھائے کہ اگر وہ سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب نازل ہو تو وہ بھی حد زنا سے بچ جائے گی اس صورت میں خاوند پر بھی کوئی حد نہیں لگے گی۔ مگر میاں بیوی کے درمیان طلاق واقع ہو جائے گی اس قسم کی طلاق کو لعان کہتے ہیں۔ فرماتا ہے کہ یہ حکم سراسر فضل و رحمت کا نشان ہے اور ہمارے تواب و حکیم ہونے کا ثبوت ہے۔ اس سے مطلق کوتاہی نہ ہو۔

ترجمہ آیات ۱۱-۲۱:- اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو تمہارے امور خانہ داری میں فسادات برپا ہو گئے ہوتے) اور خدا توبہ قبول کرنے والا

حکیم ہے۔ بیشک وہ لوگ جنھوں نے (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر) تہمت لگائی وہ بھی تم ہی میں کا ایک گروہ ہے اسے تم اپنے لئے برا نہ سمجھو۔ بلکہ یہ تمہارے لئے اچھا ہی ہے ان میں سے ہر شخص کو جس قدر اس نے حصہ لیا گناہ ہوا اور ان میں سے جس نے سب سے بڑھ کر حصہ لیا اس کو عذاب ہوگا۔ جب تم نے اسے سنا تھا تو مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے دلوں میں کیوں نیک گمان نہ کیا اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو صریح تہمت ہے۔ وہ کیوں چار شاہد اپنی بات کی تصدیق کے لئے نہ لائے۔ تو جب یہ گواہ نہیں لاسکے تو اللہ کے نزدیک یہی جھوٹے ہیں۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور دنیا و آخرت میں اس کی رحمت نہ ہوتی تو جو کچھ تم کر گزرے ہو اس پر تمہیں سخت عذاب ہوتا۔ جس وقت تم اس بات کا اپنی زبانوں پر چرچا کرنے لگے اور اپنے منہ سے ایسی باتیں کہنے لگے جن کا تمہیں کوئی علم ہی نہ تھا اور تم اسے معمولی بات سمجھتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بھاری بات تھی۔ جب تم نے یہ سنا تھا کیوں نہ کہہ دیا ہمیں زیبا نہیں کہ ہم ایسی بات زبان سے نکالیں۔ سبحان اللہ! یہ تو بہتان عظیم ہے (سنو!) خدا تم کو نصیحت کرتا ہے اگر مومن ہو تو دوبارہ ایسی حرکت نہ کرنا اور اللہ اپنے احکام تم کو کھول کھول کر سنا رہا ہے اور اللہ ہر بات کا علم رکھنے والا اور دانا ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ کو ہر بات کا علم ہے اور تم نہیں جانتے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تمہیں سخت ترین سزا دی جاتی اور یہ کہ خدا نہایت مہربان اور رحیم ہے۔

شرح:- اس رکوع میں ایک مشہور واقعہ کا ذکر ہے جسے افک کے نام سے پکارتے ہیں۔ افک کہتے ہیں تہمت لگانے کو۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ سے باہر کسی سفر پر جایا کرتے تھے تو اپنی بیویوں میں سے کسی ایک کو ساتھ لے جایا کرتے تھے ایک دفعہ قرعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام نکلا۔ پردے کا حکم اس وقت نازل ہو چکا تھا۔ جب سفر سے قافلہ واپس آیا تو مدینہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر رات کو مقام کیا۔ صبح سے کچھ پہلے آپ قضائے حاجت کو گئیں۔ واپس آئیں تو قافلہ کوچ کر چکا تھا۔ آپ حیران ہوئیں کہ اب کیا کیا جائے۔ چنانچہ آپ نے یہ سوچا کہ جب حضور علیہ الصلوۃ

والسلام کو معلوم ہو گا کہ میں ہودہ میں نہیں ہوں تو وہ تلاش میں یہیں واپس آئیں گے۔ لہٰذا آپ وہیں بیٹھ گئیں اتنے میں جو شخص جسے اس مطلب کے لئے پیچھے چھوڑا گیا تھا کہ صبح کے وقت گری پڑی اشیاء اور بھولے بھٹکے ساتھیوں کو ساتھ لے کر آئے وہاں آ پہنچا اور یہ سمجھ کر کہ آپ کون ہیں سخت افسوس کے عالم میں آپ کو اونٹ پر بٹھالیا۔ نہ آپ نے اس سے کوئی بات کی نہ اس نے آپ سے۔ سیدھے مدینہ منورہ پہنچے یہاں آکر معاملہ عبداللہ بن ابی منافق کو معلوم ہوا تو اس نے اور اس تہمت کو ہوا دینی شروع کی۔

حاصل کلام ایک ماہ تک نہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے التفات کیا نہ تسکین کی کوئی اور صورت پیدا ہوئی حتیٰ کہ ان آیات شریفہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اس بہتان کو دور کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسّل سابق حضرت عائشہؓ کی طرف توجہ دینے لگے۔ فرمایا جن لوگوں نے تہمت لگائی ہے وہ بھی تمہاری جماعت میں شامل ہیں۔ اس واقعہ کو تم اپنے لئے برا خیال نہ کرو۔ کیونکہ اس سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا نہ پہنچے گا۔ یہ تو سراسر بہتری کا سبب بن گیا ہے کیونکہ اس سے ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ تم میں سے کون شخص غیر ذمہ دارانہ اور منافقانہ رویہ اختیار کئے ہوئے ہے۔ چنانچہ جس شخص نے اس کی ابتداء کی ہے اس کو سخت عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ ا کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ کسی دوسرے مسلمان بھائی سے بدظنی نہ کریں اور بری بات سنانے والوں کو منہ پر کہہ دیں کہ تم نے بہتان باندھا ہے ہم تمہاری بات سننے کو تیار نہیں۔

ترجمہ آیات ۲۲-۲۷:- مومنو! شیطان کے نقش قدم پر نہ چلنا اور جو شیطان کے نقش قدم پر چلے گا تو وہ تو بے حیائی اور برے کام ہی کرنے کو کہے گا اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے ایک بھی (اس گناہ سے) پاک نہ ہوتا۔ لیکن خدا جسے چاہتا ہے (اس کی توبہ قبول کر کے) پاک کر دیتا ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے اور تم میں سے وہ لوگ جو صاحب فضل و کشائش ہیں وہ کہیں رشتہ داروں، مسکینوں ور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہ دینے کی قسم نہ کھالیں۔ چاہئے کہ وہ ان کو معاف کر دیں اور درگزر سے کام لیں کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ خدا تمہیں بخش دے اور (یاد رکھو) اللہ بخشنے والا مہربان ہے وہ لوگ جو پاکباز بھولی بھالی بے خبر اور

ایماندار عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت دونوں میں لعنت ہوگی اور انہیں سخت عذاب ہوگا۔ جس دن ان کی زبانیں ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے خلاف ان کے اعمال کی شہادت دیں گے اس دن اللہ ان کو پورا پورا اور ٹھیک بدلہ دے گا اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ واقعی سچا ہے اور ہر بات کو ظاہر کر دینے والا ہے۔ گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لئے ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہیں یہ لوگ ان (شریروں) کی باتوں سے بالکل بری ہیں۔ ان کے لئے خدا کی بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

شرح:۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتنہ و فساد سے نکالنے کے لئے یہاں جو زریں قاعدہ بیان فرمایا ہے اگر مسلمان اس پر عمل شروع کر دیں تو آج ہی محبت و یک جہتی کی رو ملک میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیل جائے اور مسلمان سیاسی اور مذہبی طور پر اس قدر مضبوط ہو جائیں کہ اقوام عالم پھر آج ان سے ڈرنے لگیں۔ مگر مسلمان جب سے قرآن کو چھوڑ چکا ہے وہ اس بات کو بھی بھول گیا ہے کہ اپنے مسلمان بھائی پر تہمت و بہتان باندھنا خدا کے نزدیک ایک سخت گناہ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ قوم کا کوئی فرد دوسرے سے بے خوف نہیں۔ بھائی بھائی کا دشمن ہے۔ کیونکہ اگر ایک کوتاہ اندیش غیر ذمہ دار اور بد طینت انسان نے کسی نیک بھائی سے متعلق کوئی بے پر کی اڑا دی تو دوسرا جذبہ انتقام سے متاثر ہو کر اسی طرز پر جواب دے گا۔ غیر اسلامی حکومت جس کا منشاء یہی ہے کہ مسلمانوں میں پھوٹ روز بروز ترقی پر ہو کبھی ان کو نہ روکیں گے اور یہ آگ دونوں جانب سے ایسی مشتعل ہوگی کہ پھر کسی کے بجھائے بجھے گی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر مسلمانوں کو جو تنبیہہ کی ہے اسے اپنے فضل عظیم سے تعبیر کیا ہے اور صاف طور پر فرما دیا ہے کہ اگر تم نے فائدہ نہ اٹھایا تو تمہیں سخت نقصان پہنچے گا۔ فرمایا کہ جب تم کوئی جھوٹی اور غیر ذمہ دارانہ بات اپنے منہ سے نکالتے ہو تو تم سمجھتے ہو کہ یہ بڑی ہی معمولی بات ہے حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی بات ہے۔ تمہیں چاہئے کہ کسی سے متعلق بری بات سننے کے ساتھ ہی اسے بہتان عظیم سے تعبیر کرو۔ یاد رکھو کہ جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانا چاہتے ہیں ان کے لئے دنیا و آخرت دونوں جگہوں میں رسوائی و ذلت کا سامنا ہوگا۔ فرمایا بے حیائی اور غیر پسندیدہ باتوں کو رواج دینا اور ان کی

اشاعت کرنا شیطانی خصائل میں سے ہے۔ مسلمانو! تم ان سے پرہیز کرو مگر پاکباز' عفت شعار عورتوں پر تہمت لگانا دونوں جہان میں لعنت مول لینے کے مترادف ہے۔ سنو قیامت کے روز انسان کی زبان اس کے ہاتھ' اس کے پاؤں اور اس کے دیگر جوارح تمام گواہی دیں گے کہ وہ دنیا میں یہ کچھ کرتے چلے آئے ہیں اور اس شہادت کے بعد ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا سنو! برے مرد اور بری عورتیں ایک دوسرے سے محبت و پیار رکھتے ہیں۔ اسی طرح نیک عورتیں اور نیک مرد ایک دوسرے کی رفاقت کو پسند کرتے ہیں۔ مسلمانو! تمہیں چاہئے کہ تم بروں سے قطعی پرہیز کرو۔

ترجمہ آیات ۲۸-۳۴:- اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو۔ جب تک کہ اجازت نہ لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو۔ یہ بات تمہارے لئے بہت اچھی ہے (یہ حکم تمہیں اس لئے دیا گیا) تاکہ تم اسے یاد رکھو۔ اگر تم گھر میں کسی کو نہ پاؤ۔ تو پھر بھی جب تک اجازت نہ ملے اس کے اندر نہ جاؤ اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جایئے تو واپس چلے جاؤ۔ تمہارے لئے یہی بات بہتر ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے۔ اس بات میں تمہیں کوئی گناہ نہیں کہ جن گھروں میں کوئی بستا نہ ہو اور تمہارا مال و اسباب ان کے اندر ہو تم ان کے اندر چلے جاؤ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کھلے بندوں کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے ہو۔ مومن مردوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظروں کو نیچا رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہی بات ان کے لئے سب سے بہتر ہے (یاد رکھو کہ) جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے واقف ہے۔ اور مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نظروں کو نیچا رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت و آرائش ظاہر نہ ہونے دیں مگر جو کسی طرح چھپ نہ سکے اور اپنے سینوں پر اوڑھنی اوڑھے رہیں اور سوا اپنے خاوند یا باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا اپنے خاوند کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا بہنوں کے بیٹوں یا اپنی رشتہ دار عورتوں یا ان لونڈیوں کے جو ان کے قبضے میں ہوں یا ان خدام کے جو خواہشات سے معریٰ ہوں یا ان بچوں کے جو ہنوز عورتوں کے پردوں کی باتوں سے آگاہ نہیں۔ اپنی زینت و آرائش کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں اور نہ (چلتے وقت) اپنے پاؤں زور سے زمین پر ماریں کہ ان کے پوشیدہ زیوروں کی آواز سنائی دینے لگے اور اے ایمان والو!

تم سب اللہ کے آگے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ اور تم میں جو بیوہ عورتیں ہیں ان کے نکاح کر دیا کرو اور اپنے نیک غلاموں کے بھی اور لونڈیوں کے بھی اگر وہ مفلس ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا اور اللہ وسعت والا علم رکھنے والا ہے اور جو لوگ نکاح کی طاقت نہیں رکھتے چاہئے کہ وہ ضبط کریں یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے اور جو غلام تم سے مکاتبت کرنا چاہیں اگر تمہیں ان میں نیکی اور صلاحیت معلوم ہو تو ان سے مکاتبت کر لو اور جو مال اللہ نے تم کو بخشا ہے اس میں سے ان کو بھی کچھ دو اور اپنی لونڈیوں کو دنیاوی زندگی کے فوائد کے حصول کے لئے زنا کاری پر مجبور نہ کرو۔ جب کہ وہ پاکباز رہنا چاہتی ہیں کہ تم دنیاوی آرام کو طلب کرنے لگو اور جو ان کو مجبور کرے گا تو ان کی بے بسی کے بعد اللہ یقیناً" انہیں بخشنے والا اور مہربان ہے اور ہم نے تمہاری طرف واضح احکام نازل کئے ہیں اور ان لوگوں کی مثالیں بیان کی ہیں جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ڈرنے والوں کے لئے نصیحت ہیں۔

شرح :- اس سورۃ کے پہلے رکوع میں زنا کی سزا کا ذکر تھا۔ دوسرے اور تیسرے رکوع میں افک کے واقعہ کو بیان فرمایا اور اس سے جو چند در چند مسائل نکلے ان کی اہمیت کو جتایا۔ اس رکوع میں تہذیب و تمدن کے چند قواعد بیان فرمائے ہیں۔ افسوس مسلمانوں نے ایک ایک کر کے ان سب قاعدوں سے منہ پھیر رکھا ہے اور پھر بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ اے مسلمانو! جب کسی کے گھر جاؤ تو جب تک اندر اطلاع نہ کر دو مکان کے اندر داخل نہ ہو اگر اندر سے آواز نہ آئے تو ہرگز اندر نہ جاؤ اور اگر آواز آئے کہ جس سے آپ کو ملنا ہے وہ یہاں نہیں ہیں تو چاہئے کہ تم الٹے پاؤں واپس آ جاؤ۔ ہاں ایسے مکانوں میں بلا اطلاع داخل ہونا منع نہیں جس میں تمہارا مال و متاع ہو۔ اس حکم کے دینے سے مقصد صرف یہ ہے کہ تم عورتوں کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو تاکہ نیک چلن اور پارسا رہ سکو اسی طرح مومن عورتوں کو بھی چاہئے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور عفت و پاکدامنی کا خیال رکھیں۔ اپنی زیب و زینت اور ہار سنگار کو ظاہر نہ کریں۔ کیونکہ تمام خرابیوں کا باعث صرف یہی ایک امر ہے عورت اپنی زیب و زینت صرف اپنے خاوند' اپنے باپ' اپنے سسر' اپنی اولاد' اپنے بھائی' اپنے بھتیجے اور اپنی ملازمہ کو دکھا سکتی ہے۔

برصغیر میں پردے کے سلسلے نے آج کل بہت خرابی پیدا کر رکھی ہے ان آیات
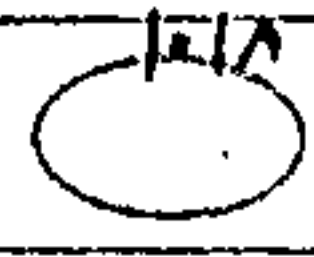
کریمہ میں پردے کی تفصیلات کا تو ہرگز ذکر نہیں صرف اصولی باتیں بتا دی گئی ہیں تفاصیل میں جانا ہمارا کام ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے میں لوگ اشارہ پاتے ہی متنبہ ہو جایا کرتے تھے اور پوری احتیاط برت لیا کرتے تھے چنانچہ اس مختصر سے حکم کے بعد صحابہ میں پردہ کا اہتمام ہو گیا کہ کسی خرابی کا اندیشہ باقی نہ رہا اور نہ اس زمانے کے کوائف ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی اور بدچلنی کے امراض پائے جاتے تھے مگر جب مسلمان ہندوستان میں آئے تو یہاں حالات دگرگوں تھے ہندوؤں میں مل جل کر رہنا تھا وہ انتہائی درجے کے بے غیرت بے شرم واقع ہوئے ہیں پس غیرت مند مسلمانوں نے عورتوں کو قرآن پاک کے اس حکم کے ماتحت ذرا زیادہ سختی سے پردہ میں رکھنا چاہا تاکہ ہندو عورتوں کی دیکھا دیکھی ان میں وہ مسموم جراثیم اثر نہ کر جائیں ایک عرصہ تک ہندوستان میں مسلمان عورت نہایت اطمینان اور خوشی سے پردہ کی چار دیواری میں وقت گزارتی رہی مگر اب ہندو عورت کے ساتھ انگریز عورت نے مل کر مسلمان عورت کی ذہنیت کو بھی تبدیل کر دیا انگریزی تعلیم کے اثر، مذہب سے ناواقفیت، دولت مندی کا نشہ اور مغرب کی اندھی تقلید نے یکبارگی حملہ کر کے مسلمان عورت و مرد کی عقل پر پردہ ڈال دیا وہ بھی اب بے حجابانہ اور آزادانہ زندگی گزارنے کی متمنی ہیں نتیجہ ظاہر ہے جو خرابیاں ہندوؤں اور انگریزوں میں تھیں وہ مسلمانوں میں بھی پیدا ہو رہی ہیں للذا حساس مسلمانوں کو میدان میں آنا چاہئے اور ایسے ذرائع اختیار کرنے چاہئیں جس سے مسلمان عورت پردے سے باہر نہ آئے اور مرد اوباش اور بے حیا نہ ہونے پائیں فرمایا کہ عورتوں کو چاہئے کہ وہ پردے کے معاملہ میں یہاں تک احتیاط برتیں کہ اگر انہوں نے زیور پہن رکھا ہے تو اس کی آواز نہ پیدا ہونے دیں فرمایا مسلمانو! ہر وقت اپنے پیش نظر مقاصد عالیہ کو رکھو اور مجھ سے ڈرتے رہو تاکہ دونوں جہانوں میں نجات پاؤ اور اس بات کا ضرور خیال رکھو کہ تم میں سے جو مرد مجرد ہیں اور شادی کے قابل ہیں ان کی شادی کر دو شادی کے لئے روپے پیسے کا خیال مت کرو اگر تم غریب ہو اور ڈرتے ہو کہ عیالداری کے اخراجات پورے نہ کر سکو گے تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ رزاق اللہ ہے سب کا روزی رساں ہے جو تمہیں کھانے کو دیتا ہے وہ تمہاری بیوی اور بال بچوں کو بھی دے گا۔ ہاں جن کو رشتہ میسر نہ آئے انہیں چاہئے کہ پاکدامنی سے زندگی گزاریں اور کسی خرابی میں نہ پڑیں تا آنکہ انہیں رشتہ مل

جائے۔ اگر تمہارے پاس غلام ہوں اور وہ آزاد ہونا چاہیں تو تم ان کے حالات کو دیکھ کر اگر سمجھو کہ وہ نیک اور پارسا زندگی گزار سکیں گے تو مکاتبت کر کے آزاد کر دو اور لونڈیوں کو حرامکاری کے لئے مجبور نہ کرو اگر کوئی شخص عورت کو ایسے حالات کے لئے مجبور کرے۔ تو وہ اس امر کی سزا بھگتے گا۔

ترجمہ آیات ۳۵-۴۰:- اللہ آسمانوں کا اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک طاق ہے۔ جس میں ایک چراغ ہے اور چراغ ایک شیشہ میں ہے شیشہ ایسا ہے کہ گویا ایک روشن ستارہ ہے۔ اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے یعنی زیتون جو نہ شرقی جانب ہے اور نہ غربی جانب۔ اس کا تیل خود بخود جل اٹھنے کو ہے خواہ اسے آگ نہ بھی چھوئے روشنی پر روشنی ہو رہی ہے۔ اللہ اپنے اس نور تک جس کی چاہتا ہے رہنمائی کرتا ہے اور لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ کو ہر بات کا علم ہے ان گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ بلند کئے جائیں اور ان میں اس کا ذکر کیا جائے جن میں صبح و شام لوگ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں ایسے لوگ جن کو اللہ کے ذکر سے نہ تجارت غافل کرتی ہے اور نہ خرید و فروخت اور نہ نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے (کوئی چیز ان کو روکتی ہے) اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی تاکہ انہوں نے جو کچھ کیا ہے اس کا بہترین بدلہ اللہ ان کو دے اور اپنے فضل سے کچھ زیادہ بھی عنایت کرے اور اللہ جسے چاہتا ہے بیشمار روزی دیتا ہے اور وہ لوگ جنہوں نے وطیرۂ کفر اختیار کیا ان کے اعمال اس سراب کی مانند ہوں گے جو کسی چٹیل میدان میں ہو۔ پیاسا آدمی اسے پانی خیال کرتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے تو اس کو کچھ بھی نہیں پاتا قضا الٰہی کو اپنے پاس دیکھتا ہے سو خدا اس کی عمر کے حساب کو برابر سرابر چکا دیتا ہے اور اللہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے یا ایسے جیسا کہ دریائے عمیق میں اندھیرے ہوں جس پر لہر چھا رہی ہو اور اس کے اوپر ایک اور لہر چلی آ رہی ہو اور اس کے اوپر بادل ہو گویا اوپر تلے اندھیرے ہی اندھیرے ہیں اگر انسان اپنا ہاتھ نکالے تو اسے دیکھ نہ سکے اور جس کو خدا روشنی نہ عطا کرے اس کے لئے کوئی روشنی نہیں۔

شرح:- اس رکوع کا مضمون بیحد مہتم بالشان ہے علمائے دین اور طالبان قرآن مختلف

معنی کرتے چلے آئے ہیں۔ اکثر صوفیائے کرام نے اسے اپنے رنگ میں رنگا ہے یہاں سمجھ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک عام فہم مثال کے ذریعے انسان کو سمجھایا ہے کہ خداوند تعالیٰ سراسر نور ہے اگر انسان اس نور کی طرف آنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ خدائے تعالیٰ کے احکام و علم کے سامنے سرنگون ہو جائے اور اپنی بے بسی' بے کسی اور بے مائیگی کا اعتراف کرتے ہوئے پوری طرح فرمانبردار بن کر رہے اور تکبر و غرور کو اپنے پاس تک نہ پھٹکنے دے فرمایا میرے نور کی مثال ایسے چراغ کی ہے جو شیشہ میں رکھا ہو اور شیشہ کسی طاق میں ہو اور چراغ زیتون کے تیل سے روشن کیا گیا ہو اور ایسا صاف ہو کہ آگ دیکھتے ہی جل اٹھے اور زیتون بھی ایسا کہ نہ شرقی ہو کہ صبح ہی کے وقت اس پر آفتاب کی شعاع پڑیں پچھلے وقت سورج کی کرنیں اس تک نہ پہنچ سکیں اور نہ غربی ہو کہ شام کے وقت ہی اس پر دھوپ پڑتی ہو کیونکہ ایسا درخت کچا ہوتا ہے اس کا تیل بھی عمدہ نہیں ہوتا بخلاف اس کے کہ اگر درخت کسی میدان میں یا بلندی پر ہو تو وہ خوب تناور اور پختہ ہوتا ہے اس کا تیل بھی عمدہ ہوتا ہے مقصود اس سے صرف یہ ہے کہ ایسا چراغ سب چراغوں سے زیادہ روشن ہوگا اور اپنے تمام ماحول کو منور و روشن کر دے گا فرماتا ہے کہ میں اپنا یہ نور صرف اسی کو دکھاتا ہوں جو اس کا مستحق ہوتا ہے اور یہ مثالیں اس واسطے بیان کرتا ہوں کہ تم ان مسائل کو باسانی سمجھ لو سنو میرا نور ایسے گھروں میں اجالا کرتا ہے جن میں صبح و شام میرا نام لیا جائے اور میری عبادت کی جائے اور ایسے لوگوں کے دل اس سے منور ہوتے ہیں۔ جن کو میری عبادت سے دنیا کی کوئی چیز روک نہیں سکتی وہ تجارت کی مصروفیتوں میں پھنس کر میری عبادت نہیں چھوڑتے' نماز قائم کرتے' زکوٰۃ ادا کرتے اور اس دن سے خوف کھاتے ہیں جب دہشت کے مارے دل پھڑک اٹھیں گے اور آنکھیں پتھرا جائیں گی یہ لوگ محض اس خیال سے نیک عمل کو اپنا طریق کار بناتے ہیں کہ میں ان سے خوش ہو جاؤں اور اپنے فضل سے ان کے اعمال کا بدلہ دوں اور انعامات سے ان کو سرفراز کروں ارشاد ہوتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں وہ لوگ جو مجھے ماننے سے انکار کرتے ہیں ان کی تمام مساعی اور تمام تگ و دو رائیگاں جاتی ہے وہ فریب سراب میں زندگیاں بسر کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ مفید اور نیک کام کرتے ہیں حالانکہ ان کے افعال بالکل بے نتیجہ ہوتے ہیں وہ جہالت کے اندھیروں میں اس طرح پھنسے ہوئے ہیں جس طرح دریا کی لہریں گھرے

سمندروں میں ہوتی ہیں خصوصاً" اس وقت جبکہ اوپر سیاہ بادل چھائے ہوئے ہوں تو گویا اندھیروں پر اندھیرا چھایا ہوتا ہے ان اندھیروں میں وہ اپنی حرکات و سکنات کو بھی معلوم نہیں کرسکتے۔ پس ایسے حالات میں اگر اللہ اپنی علم کی روشنی سے ان کے دلوں کو منور نہ کرے تو راہ ہدایت پانے کی اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔

ترجمہ آیات ۴۱-۵۰:- کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین پر ہے سب اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور پر کھولے ہوئے پرندے بھی ہر ایک اپنی اپنی دعا اور تسبیح کو جانتا ہے اور اللہ کو ان کے سب اعمال معلوم ہیں اور آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی بادل کو چلاتا ہے پھر اس کو آپس میں ملا دیتا ہے پھر اس کو تہ بہ تہ رکھتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ اس سے پانی نکل کر برس رہا ہے اور بادلوں کے بڑے بڑے حصوں سے اولے برساتا ہے جس پر چاہتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ہٹا رکھتا ہے۔ بادل کی بجلی کی چمک ہے کہ گویا آنکھوں کو اچکے لئے جاتی ہے۔ اللہ ہی رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے اس بات میں سوجھ بوجھ رکھنے والوں کے لئے بیشک بڑی عبرت ہے اللہ نے ہر (چلنے پھرنے والے) جانور کو پانی سے پیدا کیا ہے سو ان میں سے بعض ایسے ہیں جو پیٹ کے بل رینگتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو دو پاؤں پر چلتے ہیں اور کچھ ان میں سے چار پیروں پر چلتے ہیں اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے بیشک اللہ ہر بات پر قادر ہے۔ یقیناً" ہم نے کھلے کھلے احکام نازل کئے ہیں اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھا رستہ دکھا دیتا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم نے اطاعت کرلی پھر اس کے بعد ان میں سے ایک گروہ منہ پھیر لیتا ہے اور یہ لوگ (سرے سے) ایمان لانے والے ہی نہیں اور جب ان کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو ان میں سے ایک فریق فوراً" روگردانی اختیار کرلیتا ہے اور اگر ان کو کچھ حق پہنچتا ہو تو آپ کی طرف مطیع ہو کر چلے آتے ہیں کیا ان کے دلوں میں مرض ہے یا شک میں پڑے ہیں یا اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں اللہ اور اس کا رسول ان پر ظلم نہ کرے نہیں بلکہ وہ خود ظالم ہیں۔

شرح:- گزشتہ رکوع میں اللہ تعالیٰ نے نور اور ظلمت کا ذکر فرمایا یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے کہ زمین و آسمان اور کل کائنات کی تخلیق میری قدرت کی رہین منت ہے اور یہی وجہ ہے کہ کائنات عالم کی تمام اشیاء میری تسبیح و تحمید میں مشغول رہتی ہیں بادلوں کو دیکھو کہ کس طرح ہم انہیں بناتے اور پھر کس طرح ان سے مینہ برساتے ہیں بادلوں سے اولوں کا گرنا پانی کا برسنا بجلی کا چمکنا اور رعد کا کڑکنا یہ سب ایسی باتیں ہیں جن پر اگر تم غور کرو تو میرے علم اور میری قدرت کے قائل ہو جاؤ اور فرمانبرداری کی زندگی گزارنے لگو پھر دیکھو رات اور دن کا ایک مقررہ انداز کے مطابق آنا اور ان میں تمہارے لئے صد ہزاراں فائدوں کا ہونا کوئی معمولی نشان حق نہیں ہے مگر ان نشانات پر صرف وہی لوگ غور کرتے ہیں جن کے دل و دماغ روشن ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا ایک اور تماشا دکھاتا ہے فرمایا کہ میں نے ہر ایک چلنے والے جانور کو پانی سے پیدا کیا ہے سو دیکھو کہ بعض جانور پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض دو پاؤں پر۔ میں نے اپنی قدرت سے جس چیز کو جس طرح چاہا اسی طرح پیدا کیا ہے اور میں ہر بات پر قادر ہوں پھر ایسی کھلی کھلی نشانیاں پیدا کر دی ہیں کہ انسان کو اس چیز کے سمجھنے میں کوئی دقت نہ ہو مگر سیدھی راہ اسی کو میسر آتی ہے جو میرے نزدیک اس کا مستحق ہوتا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ ان تمام باتوں کے بعد انسان دو گروہوں میں منقسم ہے ایک وہ جو مجھے اور میرے رسولوں کو مانتے ہیں اور میری فرمانبرداری کرتے ہیں ان کو مومن کہا جاتا ہے اور ایک وہ ہیں کہ جب انہیں ایمان لانے کے لئے دعوت دی جاتی ہے تو وہ انکار کر دیتے ہیں ان کو کافر کہتے ہیں ہاں ان لوگوں کو اگر کوئی فائدہ پہنچتا ہو تو گردن جھکائے ہوئے آتے ہیں اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ کیا ان کے دلوں میں کوئی مرض ہے یا شک میں مبتلا ہیں یا اللہ اور اس کے رسول کو نعوذ باللہ ظالم سمجھتے ہوئے ان کے فیصلہ سے گریز کرتے ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ لوگ محض ظالم ہیں اور اپنے ظلم سے راہ حق کو بھولے ہوئے ہیں۔

ترجمہ آیات ۵۱-۵۷:- جب مومنوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے کہ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو انہیں صرف یہی کہنا چاہئے کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا اور اسی قسم کے لوگ فلاح پانے والے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اور اللہ سے ڈرے گا اور خوف کھائے گا تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہوں گے اور انہوں نے خدا کی سخت قسمیں کھائیں کہ اگر آپ انہیں حکم دیں تو وہ ضرور (جہاد

کے لئے گھروں سے) نکل کھڑے ہوں گے ان سے کہہ دیجئے قسمیں مت کھاؤ فرمانبرداری تو خود ہی ظاہر ہو جاتی ہے جو کچھ تم کرتے ہو اللہ سب سے واقف ہے کہہ دیجئے کہ لوگو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر منہ پھیرلو گے تو ان کے ذمے تو (تبلیغ کا) بوجھ ہے اور تم اپنے بوجھ کے ذمہ دار ہو اور اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول کے ذمہ تو صرف واضح طور پر پیغام حق کو پہنچا دینا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ انہیں اسی طرح دنیا کی خلافت عطا کرے گا جس طرح اس نے لوگوں کو خلافت عطا کی تھی جو ان سے پہلے تھے اور جس دین کو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے اسے ان کے لئے پائیدار کردے گا اور خوف و ہراس کے بعد ان کو امن و راحت سے تبدیل کردیگا وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد وطیرۂ کفر اختیار کرے تو ایسے لوگ نافرمان ہیں اور (اے مسلمانو!) نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ یہ نہ سمجھو کہ کافر (ہمیں) زمین میں مغلوب کردیں گے اور (یاد رکھو کہ) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری بازگشت ہے۔

شرح:- اس رکوع کا مضمون نہایت شاندار اور مسلمانوں کے لئے بڑا امید افزا ہے۔ اس میں سچے مسلمانوں کے اوصاف بیان فرمائے ہیں اور ان سے وعدہ کیا ہے کہ اگر تمہارے اندر یہ اوصاف پیدا ہو گئے تو دنیا میں بادشاہی اور آخرت میں راحت کی زندگی تمہیں عطا کی جائے گی۔

فرماتا ہے سنو کہ ایک مسلمان اور مومن کی یہ شان ہے کہ جب اس کو اللہ اور رسول کا حکم سنایا جائے حکم مانے اور اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرے فرمایا یہی وہ لوگ ہوں گے جو دنیا و آخرت میں ہمارے مقبول ہوں گے پھر بطور تاکید اسی مضمون کو دہراتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ اور اس کی نافرمانی سے ڈرے وہی فائز المرام ہوگا اور وہ لوگ جو بہانے تلاش کرتے ہیں ان کو یہ چالبازی کوئی فائدہ نہیں دے سکتی کیونکہ جو کچھ وہ کرتے ہیں مجھ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا اس کے بعد حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو ارشاد ہوتا ہے کہ تمام اقوام عالم کو کہہ دیجئے کہ وہ میرے احکام مانیں اور آپ کی فرمانبرداری کریں پھر بھی اگر انہوں نے روگردانی کی تو

انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ نبی صرف اس حد تک ذمہ دار ہے جس حد تک تبلیغ احکام کا تعلق ہے لوگوں کا فرض ہے کہ وہ سننے کے بعد ان احکام پر عمل پیرا ہوں اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو اس کی ذمہ داری ان پر ہوگی اور اس کے برے نتائج کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا اگر انہوں نے مان لیا تو پھر وہ سیدھی راہ پالیں گے اور ہلاکت سے بچ جائیں گے انسان کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے رسول کا فرض اسی قدر ہے کہ لوگوں کو پوری طرح ہمارے احکام سے مطلع کر دے اس کے سوا اس پر کوئی ذمہ داری نہیں عائد ہوتی پھر جو لوگ میرے احکام پر عمل پیرا ہو جائیں ان سے میرا وعدہ ہے کہ دنیا کی حکومت و بادشاہی سے ان کو سرفراز کیا جائے گا نیز ان کے دلوں سے خوف و ہراس کو نکال کر ان کو اطمینان و امن کی نعمت سے مالا مال کیا جائے گا۔ اس اطمینان و امن کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ لوگ صرف میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے اور اگر کبھی ایسا ہو گیا کہ اس جماعت میں بھی خرابیاں پیدا ہونے لگیں اور کفر و شرک سے ملوث ہونے لگے تو ان لوگوں کو فاسق قرار دیا جائے گا سو تمہیں چاہئے کہ نماز باقاعدگی سے پڑھو، زکوۃ ادا کرو اور رسول کی پوری پوری فرمانبرداری کرو تاکہ ہمیشہ تم پر نظر ترحم رہے ساتھ تمہیں اس بات پر بھی نظر رکھنی چاہئے کہ منکرین و مشرکین تمہیں ہرگز ہرا نہیں سکیں گے وہ اس دنیا میں بھی ذلیل ہو کر رہیں گے اور آخرت میں بھی آتش دوزخ کا ایندھن بنیں گے جو بدترین ٹھکانا ہے۔

ترجمہ آیات ۵۸-۶۱:- اے لوگو! جو ایمان لائے ہو چاہئے کہ تمہارے لونڈی، غلام (اور نوکر چاکر) جو تمہارے قبضہ میں ہیں نیز وہ جو تم میں ابھی سن بلوغت کو نہیں پہنچے تمہارے پاس آنے سے پہلے تین اوقات میں اجازت طلب کر لیا کریں۔ نماز فجر سے پہلے اور دوپہر کے وقت جبکہ تم اپنے کپڑے اتار کر آرام کیا کرتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد تمہارے لئے یہ تین وقت پردے کے ہیں ان اوقات کے سوا (ان کے بے اجازت آنے جانے میں) نہ تمہیں کچھ گناہ ہے نہ انہیں۔ کہ تم (کام کاج کے لئے) ایک دوسرے کے پاس آیا جایا کرتے ہو اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنے احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ علم والا اور حکمت والا ہے اور جب تمہارے لڑکے سن بلوغ کو پہنچ جائیں تو چاہئے کہ وہ بھی اسی طرح اجازت طلب کیا کریں جس طرح ان سے اگلے لوگ اجازت لیتے

آیتیں ہیں اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنے احکام وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہے اور اللہ علم والا اور حکمت والا ہے اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو نکاح کی آرزو نہیں رہی اگر اپنے (غیر ضروری) کپڑے نہ پہنے رہیں تو انہیں کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ وہ اپنی زینت کے مقامات کو ظاہر نہ کریں اور اگر اس سے بھی بچیں تو ان کے لئے بہت بہتر ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ نہ اندھے کے لئے کچھ مضائقہ ہے نہ لنگڑے لولے اور بیمار کے لئے (کوئی مضائقے کی بات ہے) نہ خود تمہیں (کوئی رکاوٹ ہے) کہ تم اپنے گھروں سے یا اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھروں سے کھانا کھاؤ یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا بہنوں کے گھروں سے (ماحضر تناول کرو) یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی چابیاں تمہارے قبضہ میں ہوں۔ یا اپنے دوستوں کے گھروں سے (کھانا کھالو) اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم سب مل کر کھاتے ہو یا جدا جدا اور جب گھروں میں جاؤ تو اپنے لوگوں پر سلام کرلیا کرو یہ اللہ کی طرف سے مبارک اور پاک تحفہ ہے۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنے احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

شرح:۔ اس رکوع میں سلسلہ بیان پھر انہیں قواعد کی طرف لوٹ کر گیا ہے جن سے سورۃ کا آغاز ہوا تھا ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ شرم و حیا سے اس قدر کام لیں کہ بلا اطلاع ان کے ملازم اور چھوٹے نابالغ بچے بھی ان کے پاس نہ آئیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ انسان اپنے گھر میں کپڑے وغیرہ کا خاص خیال رکھ کر نہ پڑا ہو فرمایا کہ بالخصوص تین اوقات میں یعنی قبل از فجر، بوقت دوپہر اور بعد از نماز عشاء کوئی شخص کسی کے پاس نہ جائے جب تک آواز دیکر اندر داخل ہونے کی اجازت حاصل نہ کر لے فرمایا اگر ان تین اوقات کے بعد ملازمین اور نابالغ بچے بلا اطلاع تمہارے پاس آجایا کریں تو کوئی حرج کی بات نہیں یاد رکھو کہ یہ احکام فوائد و حکمت سے خالی نہیں ہیں اور مجھے ہر بات کا علم اور ہر بات کی حکمت معلوم ہے اور جب یہ نابالغ بچے سن بلوغت کو پہنچ جائیں تو ان پر بھی فرض عائد ہو جائے گا کہ بلا اطلاع کبھی اندر داخل نہ ہوا کریں۔ ارشاد ہوا کہ ہم نے پردہ و تہذیب کے یہ احکام اس لئے نازل کئے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو کئی ایک خرابیوں میں پڑ جاؤ گے جو تمہاری حیات قومی اور اخلاقی زندگی کے لئے سم قاتل

کا حکم رکھیں گی یاد رکھو کہ ہمارا کوئی حکم حکمت و موعظمت سے خالی نہیں ہوتا یہاں بھی ارشاد فرمایا کہ وہ عورتیں جن کے خاوند فوت ہو گئے ہیں اور وہ دوسری شادی نہیں چاہتیں یا جنہوں نے شادی کا مطلق خیال ہی چھوڑ رکھا ہے اور گھروں میں بیٹھی ہیں انہیں چاہیے کہ وہ اس قسم کا لباس پہنیں جس سے ان کی زینت کا پتہ نہ چلے وہ خوبصورت بن کر نہ رہیں تاکہ انسانی جذبات کو انگیخت نہ ہو اور نفس کی سرکشی سے بچی رہیں اس کے بعد فرمایا کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ کھانے پینے کے معاملے میں غرباء اور مساکین اور اقربا کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں اور ایک جگہ مل کر کھانے پینے میں غربت و امارت کے امتیازات سے بالا تر ہو کر متحدہ قومیت اور اسلامی برادری کا ثبوت دیں۔

فرمایا خواہ ایک جگہ اکٹھے مل کر کھانا کھاؤ یا الگ الگ بیٹھ کر کھاؤ ہرج نہیں مگر باہمی محبت کا ثبوت جس طرح بن پڑے ضرور دینا چاہیے فرمایا اس بات کو معمولی مت خیال کرو اس میں تمہارے لئے کئی مفید باتیں ہیں ہم جانتے ہیں کہ تم اس حکم کی تہ تک پہنچو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ ارشاد ہوتا ہے کہ جب کسی کے گھر جاؤ یا کسی مسلمان بھائی سے ملو تو اسے السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کہو جس کے معنی یہ ہیں کہ اے بھائی یا بھائیو میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ تم سلامت رہو اور آفات سماوی وارضی سے محفوظ رہو تم پر خدا کی رحمتیں ہوں اور صد ہزار برکتیں۔ دیکھو یہ وہ طریق کار ہے جس سے مسلمان کو ہرگز گریز نہیں کرنا چاہیے ورنہ اس کی قومیت ختم ہو کر رہ جائے گی۔

ترجمہ آیات ۶۲ - ۶۴:- (سچے) مومن تو بس وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب ان کے پاس کسی ایسے موقعہ پر جمع ہوتے ہیں جو جمع ہونے کا ہے تو ان سے پوچھے بغیر نہیں جاتے (اے پیغمبر!) جو لوگ آپ سے اجازت طلب کر کے جاتے ہیں وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں سو جب وہ اپنے کسی کام کے لئے آپ سے اجازت طلب کریں تو ان میں سے جسے آپ چاہیں اجازت دیں اور اللہ سے ان کے لئے مغفرت کی دعا کیجئے بیشک اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ تم رسول کو بلانا یوں نہ سمجھو جس طرح تم اپنے میں سے کسی کو بلاتے ہو یقیناً اللہ ان لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں سے آنکھ بچا کر کھسک جاتے ہیں۔ تو وہ لوگ جو اس کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی مصیبت آنازل ہو یا ان پر

دردناک عذاب آجائے۔ خبردار! زمین اور آسمان کی تمام کائنات صرف اللہ ہی کے لئے ہے وہ خوب جانتا ہے کہ تمہاری روش کیا ہے اور جس دن لوٹ کر اس کے پاس جاؤ گے وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا کیا کرتے تھے اور اللہ کو ہر بات کا علم ہے۔

شرح:۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وہ آداب سکھائے ہیں جن کا نبی اور امتیوں کے درمیان ملحوظ رکھنا اشد ضروری ہے اور یہی ایک مرید کو اپنے مرشد اور طالب دین کو علماء کی مجلس میں ملحوظ رکھنے چاہئیں۔ فرمایا کہ جب تم نبی کے پاس کسی کام کے لئے حاضر ہو تو تمہیں چاہئے کہ جب تک اجازت حاصل نہ کر لو واپس نہ آؤ کیونکہ یہ ایک بڑی گستاخی ہے کہ صدر مجلس کی اجازت کے بغیر مجلس سے کوئی شخص اٹھ کر چلا آئے ادھر صدر مجلس کو ارشاد فرمایا کہ جب تم سے کوئی شخص اجازت طلب کرے تو چاہئے کہ تم اسے اجازت دیدو اور ان کے لئے دعا کرو کہ خدا ان کے گناہوں کو بخشے۔ فرمایا مسلمانو! جب تمہیں رسول خدا سے کچھ کام ہو تو آپ کو عام لوگوں کی طرح آوازیں دیکر نہ پکارا کرو بلکہ خاموش بیٹھ کر انتظار کرو۔ اور ادب کا پورا پورا لحاظ رکھو اگر تم سے کوئی ایسا فعل صادر ہوا جو آپ کی ناراضگی کا باعث ہو تو تمہارے عمل اکارت جائیں گے۔

تم میں سے جو لوگ چوری چھپے مجلس سے نکل جاتے ہیں وہ خواہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جائیں مگر خدا سے چھپ کر کہیں نہیں جاسکتے لہٰذا تمہیں چاہئے کہ خدا سے خوف کھاؤ کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس گستاخی کے عوض تم پر کوئی آسمانی عذاب آ نازل ہو۔ دیکھو خدا کی بادشاہی زمین و آسمان پر حاوی ہے وہ جانتا ہے کہ تم کیا کرتے ہو اور کیا نہیں تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تم خدا سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتے۔ جب اس حیات دنیا کے بعد خدا کے روبرو حاضر ہو گے تو وہ تمہیں تمہارے اعمال سے آگاہ کرے گا اور برائیوں کی سزا دے گا وہ ہر بات سے واقف ہے۔

١٠٣ سورۃ الحج ٢٢

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں اٹھتر آیات مبارکہ اور دس رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا

ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۱۰:۔ اے لوگو! اپنے رب (کی نافرمانی) سے ڈرو (یاد رکھو کہ) قیامت کا زلزلہ بلاشبہ ایک بڑی شے ہے۔ جس دن تم اسے دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی (ماں) اپنی اولاد کو بھول جائے گی جن کو اس نے (پیار سے) دودھ پلایا ہے اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈال دے گی اور تو لوگوں کو مدہوش دیکھے گا اور درحقیقت وہ مدہوش نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے اور بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے معاملے میں علم کے بغیر جھگڑتے اور ہر سرکش شیطان کی اطاعت کرتے ہیں۔ جس کے بارے میں لکھ دیا گیا ہے کہ جو اسے دوست رکھے گا وہ اسے ضرور گمراہ کرے گا اور دوزخ کے عذاب کی طرف اس کی رہنمائی کرے گا۔ اے لوگو! اگر تم کو دوبارہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہونے میں کوئی شک ہو تو یاد رکھو کہ ہم نے تم کو (ابتدا میں بھی تو) مٹی سے پیدا کیا تھا پھر نطفہ بنا کر پھر لوتھڑے سے پھر بوٹی سے کوئی پورا اور کوئی ناتمام تاکہ تم پر (اپنی قدرتوں کو) واضح کریں اور رحم میں جسے ہم چاہتے ہیں ایک مدت تک ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر تمہیں بچہ بنا کر نکالتے ہیں۔ پھر یہاں تک کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو اور کچھ تم میں سے (جوانی سے پہلے) مر جاتے ہیں اور کچھ تم میں سے بدترین عمر تک لوٹائے جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جاننے بوجھنے کے بعد بھی کچھ نہیں جانتے اور تو زمین کو دیکھتا ہے کہ خشک پڑی ہے پھر جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو وہ تر و تازہ ہو جاتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر طرح کی خوشنما چیزیں اگاتی ہے۔ یہ سب اس لئے ہے کہ خدا ہی برحق ہے اور یہ کہ وہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور یہ کہ وہ ہر بات پر قادر ہے اور یہ کہ قیامت (یقیناً) آنے والی ہے جس میں کچھ شک نہیں اور یہ کہ اللہ ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں زندہ کر کے اٹھا کھڑا کرے گا اور بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے معاملے میں بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر کتاب روشن کے جھگڑتے ہیں۔ تکبر سے گردن موڑے ہوئے تاکہ (لوگوں کو) اللہ کے رستے سے گمراہ کردیں ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور قیامت کے دن ہم انہیں عذاب آتش کا مزہ چکھائیں گے یہ ان اعمال کی سزا ہے جو تو نے آگے بھیجے تھے اور خدا اپنے بندوں پر ہرگز ظلم کرنے کا نہیں۔

شرح:۔ سورہ انبیا میں چند انبیائے کرام کا ذکر ہوا تھا اور بتایا گیا تھا کہ ان انبیائے

کرام اور ان کا اتباع کرنے والے لوگوں نے ہماری فرمانبرداری کر کے زندگی کا مقصد پایا اور آخرت میں بلند مقامات حاصل کئے۔ اس سورت میں قیامت کے دن کا عبرتناک نقشہ کھینچا ہے اور لوگوں کو بتایا گیا ہے کہ اگر تم بھی اس دن کی سختی سے بچنا چاہو تو دنیا میں اپنی زندگیاں ہمارے احکام کے مطابق بسر کرو فرمایا کہ لوگو! ہماری نافرمانی سے ڈرو۔ یاد رکھو کہ قیامت کا جھٹکا ایک ہولناک چیز ہے اس کی شدت کا یہ عالم ہے کہ دودھ پلانے والی عورت باوجود اپنی تمام محبت کے جو اسے اپنے عزیز بچوں سے ہوتی ہے اس دن اسے بھول جائے گی اور آپا دھاپی سی پڑ جائے گی دہشت کے مارے عورتوں کے حمل گر جائیں گے اور ہر شخص مدہوش سا نظر آئے گا۔ پس تمہیں چاہئے کہ اللہ کے عذاب سے ڈرو اور اس کے معاملہ میں بغیر علم کے لوگوں سے مباحثہ و مناظرہ نہ کرو اور اس معاملہ میں ہر ایک کی بات پر کان نہ دھر لیا کرو کیونکہ اس طرح انسان اکثر غلط روش پر چل کر گمراہ ہو جاتا ہے فرمایا کہ اے انسان! تو اپنی پیدائش پر غور کر اور دیکھ کہ تیری اصل مٹی سے ہے اور پھر کئی مدارج سے گزر کر تو کہیں پوری انسانی شکل اختیار کرتا ہے کبھی ماں کے رحم میں نشوونما پا رہا ہے اور کبھی طفولیت کی منزلیں طے کر رہا ہے کبھی جوانی کے نشہ میں سرشار ہے اور کبھی بڑھاپے کی مصیبتوں میں مبتلا ہے۔ زمین کو دیکھو کہ جب یہ بالکل خشک ہو جاتی ہے تو ہم اس پر مینہ برسا کر اسے ترو تازہ کر دیتے ہیں اور اس میں مختلف قسم کی خوشنما جڑی بوٹیاں اگاتے ہیں۔ پھر کیا یہ ممکن نہیں کہ تمہیں بھی مار دینے کے بعد ہم اسی طرح دوبارہ زندہ کر دیں؟ یاد رکھو کہ ہمیں ہر ایک چیز پر قدرت تامہ اور اختیار کامل حاصل ہے۔ لہٰذا جس طرح ہم نے دنیا کو پیدا کیا ہے اسی طرح ہم قیامت برپا کریں گے اور ضرور کریں گے اور ہر شخص کو قبر سے اٹھا کر حساب کتاب کے لئے ہمارے روبرو پیش کیا جائے گا۔ اب وہ لوگ جنہوں نے بدون علم محض ہٹ دھرمی کی بنا پر ہمارے احکام کو ماننے سے انکار کر دیا اور انہیں پس پشت ڈال دیا ہوگا اور اپنی طاقت کے نشہ و غرور میں اوروں کو بھی فرمانبرداری کی راہ چلنے سے منع کر دیا ہوگا وہ دنیا میں ذلیل اور رسوا ہونے کے علاوہ قیامت کے دن بھی جہنم کی آتش سوزاں کا عذاب سہیں گے ہم ہاں کسی پر ظلم نہ ہوگا۔

ترجمہ آیات ۱۱-۲۱:- اور لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو اللہ کی عبادت شک و تردد سے کرتے ہیں (ایسے آدمی کو) اگر فائدہ پہنچے تو وہ مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر کسی

آزمائش میں پڑ جائے تو منہ کے بل لوٹ جاتا ہے اس نے دنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی ضائع کی یہی تو صریح نقصان ہے۔ یہ اللہ کو چھوڑ کر اس کو پکارتا ہے جو نہ اسے نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے یہی تو انتہا درجہ کی گمراہی ہے۔ ایسے شخص کو پکارتا ہے جس کا نقصان اس کے نفع سے نزدیک تر ہے برا ہی آقا ہے اور برا ہی رفیق۔ بیشک خدا ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں بلاشبہ اللہ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔ جو یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ دنیا اور آخرت میں اپنے پیغمبر کی مدد نہیں کرے گا اسے چاہئے کہ آسمان تک ایک رسی کھینچ لے جائے پھر اس کو ادھر سے کاٹ ڈالے پھر دیکھے کہ آیا اس کی یہ تدبیر اس کے غصے کو دور کرتی ہے اور اسی طرح ہم نے قرآن کو کھلی اور واضح آیات کی شکل میں نازل کیا ہے اور جس کو خدا چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے جو لوگ مومن ہیں اور جو یہودی ہیں اور ستارہ پرست اور عیسائی اور آتش پرست اور مشرک خدا ان میں قیامت کے دن فیصلہ کرے گا۔ بے شک اللہ ہر چیز سے آگاہ ہے۔ کیا تو نہیں دیکھا کہ اللہ کے سامنے آسمان اور زمین کی کل کائنات اور سورج' چاند' ستارے' پہاڑ' درخت' چارپائے اور بہت سے انسان سجدہ بجا لاتے ہیں اور بہتوں پر عذاب کا آنا لازم ہو چکا ہے اور جس کو اللہ ذلیل کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں بلاشبہ اللہ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔ یہ دو مخالف فریق ہیں جو اپنے پروردگار کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں ان کے لئے جنہوں نے وطیرۂ کفر اختیار کیا ہے آگ کے کپڑے قطع کئے جائیں گے (اور) ان کے سروں کے اوپر سے کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا اس سے ان کی انتڑیاں اور کھال گل جائے گی اور ان کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے جب گھٹ کر وہاں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور (کہا جائے گا کہ) آتش سوزاں کا عذاب چکھو۔

شرح:۔ اسلام کی تعلیمات جب لوگوں کو معلوم ہوئیں تو بعض نے ابتدا میں شدت سے مخالفت کی ایسے لوگوں کو گزشتہ رکوع میں تنبیہہ کی گئی ہے۔ عذاب نافرمانی سے ڈرایا گیا ہے اور فرمانبرداری کے خوشگوار نتائج سے آگاہ کیا گیا ہے۔ اس رکوع میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو ایمان تو لے آئے مگر ان کے دلوں میں اسلام کی تعلیم نے اثر نہ کیا کہنے کو تو وہ مسلمان تھے مگر اپنا قبلہ حاجات اسلام کی تعلیمات کے مطابق خدا ہی کو نہ مانتے تھے بلکہ

بتوں اور کاہنوں سے سفارش کرانا بھی ضروری سمجھتے تھے۔ یعنی مسلمان بھی تھے اور بتوں کے استھانوں پر حاضر ہونا بھی ضروری خیال کرتے تھے۔ ایسے لوگوں کے متعلق اس رکوع میں فرمایا گیا کہ یہ لوگ خدا کی عبادت شک کے عالم میں کرتے ہیں اگر کبھی فائدہ پہنچے تو خوشیاں منانے لگتے ہیں اور اگر تکلیف پہنچے تو منہ پھیر لیتے اور سب ذمہ داری اسلام کے سر تھوپنے لگتے ہیں۔ فرمایا یہی بات ان کے لئے سب سے بڑے نقصان کا باعث ہوگی ارشاد ہوتا ہے کہ ان کی یہ حالت اس لئے ہے کہ یہ مخلصانہ طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت تو کرتے نہیں اور ان کے پیچھے پڑے رہتے ہیں جن سے نہ ان کو نفع پہنچ سکتا ہے نہ نقصان بلکہ ان کا نقصان نفع سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ یہی صریح گمراہی ہے جو ان کا ستیاناس کرکے رکھ دیتی ہے۔ فرمایا مسلمان ہونے سے چاہئے تھا کہ یہ خدائے احکم الحاکمین کو اپنا مالک بنا دیتے اور اسی سے مانگتے اور موحدین کے زمرے میں شامل ہوتے مگر انہوں نے اسے چھوڑ کر نہایت ہی برا رویہ اختیار کر رکھا ہے اگر یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا ان کی مدد نہیں کر سکتا ان کو اولاد نہیں دے سکتا ان کی حاجات کو پورا نہیں کر سکتا تو انہیں چاہئے کہ پھانسی پر لٹک جائیں۔ کیونکہ جب خدا جو خالق الکل ہے وہ حاجات انسانی کو پورا نہیں کر سکتا تو کون ہو سکتا ہے جو اس کی حاجات کو پورا کرے باقی رہا سابقہ امم کا طریق کار۔ سو اس کو تم حجت نہ پکڑو کیونکہ ان کے باہمی اختلافات کا فیصلہ قیامت ہی کو ہو سکتا ہے اب تم چاہئے کچھ بھی کہو ایک فریق مانے گا تو دوسرا انکار کر دے گا سو اس کا کیا فائدہ! تم اپنا کام کئے جاؤ اور دیکھو کہ سورج' چاند' ستارے' پہاڑ' درخت' پرندے' درندے اور اکثر انسان بھی ہمارے سامنے سربسجود رہتے ہیں۔ اور ہمارے قانون کو بہرحال تسلیم کرتے ہیں پس تم ان کی مثال پیش نظر رکھو ان کو نہ دیکھو جن کے حق میں ہمارا عذاب واجب ہو چکا ہے یہ ہمارے ہاں ذلیل ہو چکے ہیں۔ اب ان کو عزت بخشنے والا کون ہے۔ ارشاد ہوا کہ وہ لوگ جو ہماری تعلیمات کے معاملہ میں ایک دوسرے سے جھگڑتے رہتے ہیں ان میں سے مخالفت کرنے والے گروہ کو اخروی زندگی میں آتش سوزاں کا لباس پہنایا جائے گا اور ان کے سروں پر ابلتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جو ان کے جسموں اور انتڑیوں کو جھلس دے گا۔ اور پھر اوپر سے ان کو لوہے کے ہتھوڑوں سے کوٹا جائے گا اس حالت میں وہ ہزار چاہیں گے کہ کسی طرح یہاں سے نکل کھڑے ہوں مگر ہر بار ان کو اسی حالت میں پھر لوٹا دیا جائے

گا اور کہا جائے گا کہ اسی عذاب سے تمہیں ڈرایا جا رہا تھا اور تم پرواہ نہ کرتے تھے اب اس کا مزہ چکھو۔

ترجمہ آیات ۲۲-۲۵:- بیشک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور عمل نیک کر گئے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کا لباس ریشمی ہو گا اور کلام پاک کی ان کو ہدایت کی گئی اور خدائے حمید کی راہ بتائی گئی۔ بے شک وہ لوگ جنہوں نے وطیرۂ کفر اختیار کیا اور جو اللہ کی راہ اور مسجد حرام سے روکتے ہیں جس کو ہم نے سب لوگوں کے لئے یکساں (عبادت گاہ) بنایا ہے خواہ اس میں رہنے والے ہوں یا باہر سے آنے والے ہوں اور جو اس میں ظلم سے کجروی اختیار کرنا چاہے ہم اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

شرح:- مگر وہ فریق جو ہماری تعلیمات پر کاربند تھا اور دوسروں کو فرمانبرداری کی ترغیب دیتا تھا وہ عیش و عشرت اور راحت و آرام کی زندگی بسر کرے گا بہترین لباس پہننے کو اور بہترین خوراک کھانے کو انہیں میسر ہو گی۔ ان انعامات کا استحقاق صرف انہیں لوگوں کو پہنچے گا جو دنیا میں نیک کام کرتے رہے اور راہ ہدایت پر گامزن رہے مگر منکرین جنہوں نے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا اور ظلم و بے دینی کی راہوں پر چلے یقیناً دردناک عذاب کا مزہ چکھیں گے۔

ترجمہ آیات ۲۶-۳۳:- اور جب ہم نے ابراہیم کے لئے خانہ کعبہ کی جگہ مقرر کر دی (اور حکم دیا) کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کیلئے پاک رکھنا اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو کہ تمہارے پاس پا پیادہ اور پتلے دبلے اونٹوں پر سوار ہو کر دور دراز رستوں سے چلے آئیں گے۔ تاکہ وہ اپنے فوائد کے لئے آموجود ہوں اور مقررہ ایام میں (ذبح کے وقت) چوپایوں پر اللہ کے نام لیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دیئے ہیں پھر ان میں سے خود بھی کھاؤ اور مصیبت زدہ فقیر کو بھی کھلاؤ پھر چاہیئے کہ لوگ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اس خانہ قدیم کا طواف کریں یہ اور جو اللہ کے شعائر کا احترام کرے گا تو یہ اس کے حق میں اس کے رب کے نزدیک بہتر ہے اور تمہارے لئے مویشی

باطل کر دیئے گئے ہیں۔ سوا ان کے جو تم کو پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔ سو چاہیے کہ تم بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی باتوں سے احتراز کرو خالص اللہ کے ہو رہو (اور) اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے۔ گویا وہ ایسا ہے جیسے آسمان سے گر پڑا پھر اسے پرندے اچک لے جائیں یا ہوا نے اسے اٹھا کر دور دراز جگہ پھینکا۔ یہ اور جو اللہ کے شعائر کی عزت کرتا ہے تو یہ کام اس کے دل کی پرہیزگاری سے ہے۔ تمہارے لئے جانوروں میں ایک معین وقت تک منافع ہیں پھر ان کو خانہ قدیم تک پہنچنا ہے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں مکہ معظمہ جانے یعنی حج کرنے کا ذکر اشارۃً ہوا تھا یہاں اس اجمال کی تفصیل ہے۔ فرمایا کہ دنیا میں شرک و بت پرستی کے غبار چھا رہے تھے۔ اور انسان خدا کو بھول رہا تھا اس وقت ہم نے اپنے جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ لوگوں کی عبادت کے لیے مکہ کی سرزمین میں ایک گھر تیار کرو اور ہماری طرف رجوع کرنے والے عبادت گزاروں کے لئے اسے نہایت صاف ستھرا اور پاک و صاف کر کے رکھو اور اعلان کر دو کہ تمام عبادت گزار ہر سال اس گھر کی زیارت یعنی حج کعبہ کے لئے آئیں۔ جن کے پاس سواری کا انتظام ہو وہ سوار ہو کر آئیں جو پا پیادہ آسکتے ہوں وہ پا پیادہ آئیں اور حج کے فائدے بچشم خود دیکھیں نیز ہماری راہ میں جانوروں کی قربانی دیں اور قربانیوں کا گوشت خود بھی کھائیں اور تنگدست فقراء کو بھی کھلائیں پھر ان مناسک سے فارغ ہو کر نہائیں دھوئیں اور میل کچیل دور کریں صدقہ خیرات دیں اور پھر اس گھر کا طواف کریں۔ علاوہ ازیں ہماری تمام حرام کردہ اشیاء کو حرام سمجھیں اور ان کے قریب تک نہ پھٹکیں۔ مثلاً جن چیزوں کا کھانا حرام قرار دیا گیا ہے ان کو حرام سمجھیں اور بتوں کی نجاست اور جھوٹی باتوں کی ناپاکی سے بچیں۔ فرمایا جو شخص شرک کرتا ہے وہ اپنی شان کو اس طرح گرا دیتا ہے جیسے کوئی مقام بلند سے گر کر کسی وادی میں جا پڑے اور یہ چیز پست ذہنیت کا ایک مظہر ہے۔ برعکس اس کے جو لوگ اللہ کے شعائر کی عزت کرتے ہیں ان کے دل یقیناً پاک ہوتے ہیں اور وہ اس [illegible] کا بہت بڑا فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

ترجمہ آیات ۳۴-۳۸:۔ اور ہم نے ہر گروہ کے لئے اس لئے قربانی مقرر کر دی تاکہ اللہ نے ان کو چوپایوں کی قسم سے جو جانور عطا فرمائے ہیں ذبح کے وقت ان پر

اللہ کا نام لیں۔ تم سب کا خدا ایک ہی ہے تو ہمہ تن اس کی اطاعت کرو۔ اور اے پیغمبر! عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے یہ وہ لوگ ہیں جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں اور وہ لوگ جو ان مصیبتوں پر جو ان پر پڑتی ہیں صبر کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کے شعائر میں سے مقرر کیا ہے ان میں تمہارے لئے فائدے ہیں۔ سو کھڑا کر کے ذبح کے وقت ان پر اللہ کا نام لو پھر جب وہ کسی پہلو کے بل گر پڑیں تو ان میں سے خود بھی کھاؤ اور قناعت صفت غرباء اور مانگنے والے فقراء کو بھی کھلاؤ۔ یوں ہم نے ان کو تمہارے زیر فرمان کر دیا ہے تاکہ تم شکر بجالاؤ۔ اللہ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے' نہ خون بلکہ اس تک تمہاری پرہیز گاری پہنچتی ہے اس نے ان چیزوں کو تمہارے لئے اسی طرح مسخر کر دیا ہے تاکہ اس وجہ سے کہ اس نے تمہاری ہدایت کا اہتمام کیا ہے تم اس کی بزرگی بیان کرو اور اے پیغمبر! نیکو کاروں کو خوشخبری سنا دیجئے بیشک خدا مومنوں سے ان کے دشمنوں کو ہٹاتا رہتا ہے (اور) بلاشبہ وہ کسی دغاباز' ناشکر گزار کو محبوب نہیں رکھتا۔

شرح:۔ حج کی ادائیگی کے لئے گزشتہ رکوع میں حکم ہوا تھا اس جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے ہر قوم کے لئے قربانی ضروری قرار دے رکھی ہے پس اے لوگو! تمہیں چاہئے کہ اس میں کوتاہی نہ کرو تم سب کا معبود ایک معبود حقیقی ہے پس چاہئے کہ باوجود باہمی اختلافات کے تم ہماری عبادت کے معاملہ میں کوتاہی نہ کرو ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر ان لوگوں کو اخروی کامیابی کی بشارت سنا دیجئے جو ہمارے احکام کو سن کر کانپ اٹھتے ہیں اور مشکلات اور مصائب کو پا کر صبر کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ ہماری ہر چیز تمہارے لئے ایک نشان عبرت ہے۔ چنانچہ اونٹ ہی کو لو یہ بھی ہمارا ایک نشان ہے تمہیں چاہئے کہ حج کے موقع پر اپنی اس محبوب چیز کو ہماری راہ میں کھڑا کر کے ذبح کر دو اور اسے خود بھی کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ سنو! ان قربانیوں کا نہ گوشت ہمارے کسی کام کا ہے اور نہ چمڑا ہم تو تمہارے جذبے کو دیکھتے ہیں جو نیک ہو اور ہماری فرمانبرداری کرے ہم اسے دیکھتے اور اجر دیتے ہیں اور جو خیانت کرے اور نفس پرستی سے اپنے اعمال کو ملوث کرے وہ ہمیں

پسند نہیں ہے۔

ترجمہ آیات ۳۹-۴۸:- جن لوگوں سے منکرین لڑتے رہتے ہیں ان کو (بھی) ان سے لڑنے کی اجازت ہے کیونکہ ان پر ظلم ہو رہا ہے اور بیشک اللہ ان کی مدد پر قدرت رکھتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کو ان کے گھروں سے ناحق نکال دیا گیا' محض اس بات پر کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ نہ ہٹاتا رہتا تو راہبوں کے گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مسجدیں جن میں کثرت سے اللہ کا نام لیا جاتا ہے گرا دی جاتیں اور جو اللہ (کے دین) کی مدد کرتا ہے اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا بیشک اللہ توانا اور غالب ہے۔ اگر ہم ان لوگوں کے پاؤں زمین میں جما دیں تو یہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں نیک کام کرنے کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب چیزوں کا انجام خدا ہی کے اختیار میں ہے اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے قوم نوح اور عاد اور ثمود بھی تو جھٹلا چکے ہیں اور قوم ابراہیم اور قوم لوط بھی اور مدین کے رہنے والے بھی اور موسیٰ کو بھی جھٹلایا گیا تھا سو میں نے کافروں کو چند سے مہلت دی پھر ان کو پکڑا تو (تم نے دیکھا کہ) میرا عذاب کیسا تھا سو کتنی بستیاں ہیں کہ ہم نے ان کو ہلاک کر ڈالا اور وہ نافرمان تھیں۔ سو اب وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور کتنے کنویں بیکار اور کتنے اونچے اونچے محل (ویران) پڑے ہیں کیا یہ لوگ ملک میں پھرے نہیں (اگر چلتے پھرتے) تو ان کے ایسے دل ہوتے کہ ان سے سمجھتے اور ان کے ایسے کان ہوتے کہ ان سے سنتے حقیقت یہ ہے کہ کچھ آنکھیں ہی اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں اور یہ لوگ آپ سے عذاب کی تعمیل کا مطالبہ کر رہے ہیں اور خدا اپنے وعدہ کی کبھی خلاف ورزی نہیں کرے گا اور آپ کے رب کے نزدیک ایک روز تمہاری گنتی کے مطابق ایک ہزار برس کا ہوتا ہے اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ میں نے ان کو مہلت دی اور وہ نافرمان تھیں پھر میں نے ان کو پکڑا اور میری ہی طرف (سب کو) لوٹ کر آنا ہے۔

شرح:- سابقہ رکوع میں حج کرنے اور قربانی دینے کا ذکر تھا حج کے مہینے میں عربوں کے ہاں کسی کو ستانا یا جنگ و جدل کرنا قطعاً" ممنوع تھا۔ مگر جب اسلام کا ظہور ہوا تو ابتدا میں کافروں نے مسلمانوں کو بری طرح ستایا حتی کہ حرمت کے مہینوں میں بھی لڑائی کرتے اور

مسلمانوں کی ایذا دہی سے باز نہ آتے جب معاملہ حد سے بڑھ گیا تو مسلمانوں کو جہاد کی اجازت دی گئی اور دشمنوں کا مقابلہ ڈٹ کر کرنے کا حکم دیا گیا۔

فرمایا مسلمانو! تم میں سے جن پر ظلم کیا جائے ان کو حق حاصل ہے کہ وہ دلیرانہ اپنی مدافعت کریں اس صورت میں ہم ان کو یقیناً" مدد دیں گے چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ جب ان سچے مسلمانوں نے جہاد کے لئے تلوار کھینچی تو باطل کی دھجیاں اڑا کر رکھ دیں۔

فرمایا کہ اگر ہم مظلوموں کی دستگیری نہ کریں تو دنیا میں ایک اودھم مچ جائے لوگ ایک دوسرے کے عبادت خانے گرا دیں اور راحت و آرام کو رنج و غم میں تبدیل کر دیں اور اپنے اوپر خود ہی عرصہ حیات تنگ کر لیں۔ پس جو ہمارے دین کی مدد کرتا ہے اور اس کا احترام ملحوظ رکھتا ہے ہم بھی ہر طرح اس کی مدد کرتے ہیں اور اسے غلبہ و نصرت دیتے ہیں فرمایا ہم ان لوگوں کا تسلط زمین پر قائم کرتے ہیں جو غلبہ حاصل کرنے کے بعد بھی ہماری عبادت کریں۔ زکوٰۃ ادا کریں لوگوں کو برائیوں سے روکیں اور نیکیوں کی ترغیب دیں مگر جن کے دلوں میں اخلاص نہیں ہوتا اور جو محض جلب زر اور مظاہرہ قوت کی خاطر غلبہ چاہیں ان کو یہ چیز مرحمت نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ اے پیغمبر! اگر کوئی شخص اس بات کو نہ مانے تو تجھے غم نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس سے پہلے بھی تو قوم نوح عاد اور ثمود کی طرف جو پیغمبر بھیجے گئے ان کو جھٹلایا گیا تھا۔ اس پر بھی ہم نے ان لوگوں کو لمبی مہلت دی۔ مگر جب انہوں نے نافرمانی و انکار پر اصرار کیا تو ہم نے مواخذہ کیا اور سخت عذاب میں ان کو گرفتار کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کل جو شہر شاداں و فرحاں نظر آتے تھے آج اجڑی بستیاں بن کر رہ گئے۔ کل جن محلات و قصور میں بادشاہوں کے دربار لگتے تھے آج وہاں الو بول رہے ہیں مگر اس کے باوجود لوگوں کی آنکھیں اندھی ہیں اور دل غافل کہ برائیوں کو چھوڑ کر ہدایت کی طرف نہیں آتے بلکہ نڈر ہو کر ہمارا عذاب اپنے منہ سے آپ مانگتے ہیں۔ فرمایا! تمہیں یہ خوف نہیں ہونا چاہئے جن نافرمانیوں کے عذاب کا ہم نے تم سے وعدہ کر رکھا ہے۔ اسے محض دھمکی اور ڈراوا نہ سمجھو نافرمانی کا عذاب ضرور ملے گا۔ ہاں ہر کام کے لئے ایک وقت ہوتا ہے۔ جب عذاب کا وقت آ جائے گا تو اس میں مطلق ڈھیل نہ ہو گی۔

ترجمہ آیات ۴۹ - ۵۷:- کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تمہیں نافرمانی سے کھلم کھلا

ڈرانے والا ہوں تو وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور انہوں نے عمل نیک کئے ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی ہے اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں کے ساتھ ہرانی جتانی کرتے رہے وہ دوزخی ہیں اور ہم نے آپ سے پہلے نہ کوئی ایسا رسول بھیجا ہے اور نہ کوئی ایسا نبی کہ جب اس نے کوئی تمنا کی ہو تو شیطان نے اس کی تمنا میں وسوسہ نہ ڈالا ہو۔ مگر شیطان جو وسوسہ ڈالتا ہے اللہ اسے مٹا دیتا ہے اور اپنی آیتوں کو مضبوط کر دیتا ہے اور اللہ ہر بات کا جاننے والا اور حکمت والا ہے تاکہ شیطان کے القاء کو ان لوگوں کے لئے وجہ آزمائش ٹھہرائے جن کے دلوں میں مرض ہے اور ان کے لئے جن کے دل سخت ہیں اور بلاشبہ نافرمان لوگ پرلے درجے کی مخالفت میں پڑے ہیں اور تاکہ جن لوگوں کو علم عطا ہوا ہے ان کو بھی معلوم ہو جائے کہ یہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے سو وہ اس پر ایمان لے آئیں اور ان کے دل خدا کے آگے جھک جائیں اور اللہ بیشک اہل ایمان کو سیدھے رستے کی طرف ہدایت کرتا ہے اور جو لوگ منکر ہیں وہ تو قرآن کی طرف سے ہمیشہ شک ہی میں پڑے رہیں گے یہاں تک کہ قیامت یکایک ان پر آموجود ہو یا نامبارک دن کا عذاب ان پر نازل ہو۔ حکومت اس دن خدا ہی کی ہوگی وہ لوگوں میں (اختلاف کا) فیصلہ کر دے گا۔ سو وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے وہ نعمت کے باغوں میں ہوں گے اور وہ لوگ جو منکر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے رہے ان لوگوں کے لئے رسوا کن عذاب ہوگا۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں بتایا گیا تھا کہ اگر برے، بدکار اور ظالم لوگوں کو دنیا میں پھلنے پھولنے دیا جائے تو دنیا میں کسی متنفس کے لئے بھی رہنا آسان نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ وہ جن کے مقاصد نیک ہوتے ہیں ہم ان کو غلبہ دیتے ہیں اور دوسروں کو مٹا کر رکھ دیتے ہیں یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ رسول کا کام محض اس قدر ہے کہ وہ ہمارے احکام کو لوگوں تک پہنچا دے اس کے بعد جو لوگ ان احکام کو مان لیتے اور ان پر عمل کرتے ہیں وہ اس کا صلہ پاتے ہیں اور جو مخالفانہ سرگرمیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں وہ دوزخ کا ایندھن بنتے ہیں۔ باقی رہا نبیوں کے متعلق تو وہ بھی آخر انسان ہیں اگر ان سے کوئی خیال و فکر کی لغزش ہو جاتی ہے تو وہ فوراً سنبھل جاتے ہیں اور اللہ کی بروقت رہنمائی سے اس خیال کو دماغ کے ہر گوشہ سے نکال دیتے ہیں۔ منکرین کی عادت ہے کہ وہ لغزشوں کو پکڑ کر بیٹھ جاتے

ہیں اور بالکل الٹی راہ اختیار کرتے ہیں۔

نیک دل لوگ حق کو پہچانتے اور اس پر قائم رہتے ہیں مگر منکرین ہمیشہ شک و شبہ میں پڑے رہیں گے یہاں تک کہ عذاب ان کے سامنے آموجود ہو اس دن ان کو معلوم ہوگا کہ فی الواقع بادشاہی اللہ کی ہے اور سارے اختیارات اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں پس ہر شخص کے اعمال کا محاسبہ ہوگا اور نیک عمل کرنے والے مومنوں کو جنت میں اور ہماری آیتوں کو جھٹلانے والے منکروں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

ترجمہ آیات ۵۸ - ۶۴:- اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر قتل ہو گئے یا مر گئے تو اللہ ان کو (آخرت) میں ضرور عمدہ روزی دیگا اور (یاد رکھو کہ) اللہ بے شک بہترین رازق ہے وہ ان کو یقیناً" ایسے مقام میں داخل کرے گا جس کو وہ پسند کریں گے اور اللہ بے شک (سب کے حال سے) واقف اور بردبار ہے یہ اور جس کو ایذا پہنچے وہ اسی قدر پہنچائے جس قدر کہ اس کو پہنچائی گئی ہے پھر اس پر زیادتی ہو تو اللہ اس کی ضرور مدد کرے گا اللہ بیشک معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا رہتا ہے اور (نیز) اس لئے کہ اللہ سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے۔ یہ اس بنا پر ہے کہ اللہ ہی برحق ہے اور یہ کہ جن کو یہ خدا کے سوا (اپنی حاجت برآری کے لئے) پکارتے رہتے ہیں وہ غلط ہے اور اس لئے کہ اللہ بڑا اور برتر بزرگ ہے۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ آسمان سے مینہ برساتا ہے جس سے زمین سرسبز ہو جاتی ہے (یاد رکھو کہ) اللہ بیشک مہربان اور خبر رکھنے والا ہے۔ اور اس کے قبضہ و اختیار میں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بیشک وہ بے نیاز اور سزاوار حمد ہے۔

شرح:- اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ ان نیک کردار مومنوں کو جو نیکی کے پھیلانے اور ہماری تعلیمات کو رواج دینے میں اپنی زندگیاں کھو بیٹھتے ہیں ہم ان کو نقصان میں نہیں رہنے دیتے اگر کسی کی حیات دنیوی کا سلسلہ اپنے مولا کی خوشنودی حاصل کرتے کرتے منقطع ہو جائے تو اسے آنے والی زندگی میں دنیا کی نعمتوں سے بھی بہتر نعمتیں دی جاتی ہیں اور اگر کوئی مظلوم شخص بدلہ لینا چاہے اور اس پر مزید ظلم کیا جائے تو ہم ہر طرح اس کی مدد کرتے ہیں کیونکہ ہمیں ہر معاملہ پر قدرت تامہ حاصل ہے اور جو ہماری طرف رجوع

کرتا ہے ہم اس کی مساعی کو رائیگاں نہیں جانے دیتے کیونکہ یہاں حق و باطل کا مقابلہ ہوتا ہے لہذا حق کا سربلند ہونا ضروری ہے۔ فرماتا ہے کہ اگر انسان ہماری قدرتوں پر غور کرے تو اسے کوئی وجہ انکار نظر نہیں آ سکتی۔ مثلاً ہم مینہ برساتے ہیں تو خشک زمین گویا زندہ ہو جاتی ہے' ہر طرف شگفتگی اور شادابی نظر آتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کے ہر گوشہ کو باغ ارم بنادیا ہے۔

ترجمہ آیات ۶۵ - ۷۲:- کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے زمین کی (سب) چیزوں کو تمہارے زیر فرمان کردیا ہے اور کشتی کو بھی جو اس کے حکم سے دریا میں چلتی ہیں اور وہی آسمان کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ زمین پر نہ گر پڑے مگر اسی کے حکم سے بیشک اللہ لوگوں پر بہت زیادہ شفقت کرنے والا مہربان ہے اور وہ وہی ہے جس نے تم کو زندہ کیا پھر تم کو مارے گا پھر زندہ کرے گا۔ بیشک انسان بڑا ناشکرا ہے ہر امت کے لئے ہم نے (عبادت کے) طریق مقرر کر رکھے ہیں۔ جن پر وہ عمل پیرا تھے سو ان کو چاہئے کہ اس امر میں آپ سے نہ جھگڑیں اور آپ اپنے رب کی طرف بلاتے رہئے بلاشبہ آپ راہ راست پر ہیں اور اگر وہ آپ سے جھگڑا کریں تو ان کو کہہ دیجئے کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے۔ اللہ تمہارے درمیان ان باتوں میں جن میں تم اختلاف کرتے ہو قیامت کے دن فیصلہ کردے گا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ کے علم میں ہے یہ سب باتیں کتاب (لوح محفوظ) میں (مرقوم) ہیں بیشک یہ بات اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔ اور (یہ لوگ) خدا کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جن کے حق میں اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی اور نہ ان کو اس کا کوئی علم ہے اور ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں اور جب ان کو ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو تم ان منکروں کے چہرے پر ناخوشی (کے آثار) دیکھتے ہو (یہاں تک کہ) قریب ہوتے ہیں کہ ان لوگوں پر حملہ کر بیٹھیں جو ان کو ہماری آیتیں سناتے ہیں (اے پیغمبر) ان سے کہئے کہ کیا اس سے بھی بدتر تمہیں ایک بات بتاؤں (لو سنو وہ) دوزخ کی آگ ہے جس کا خدا نے منکروں سے وعدہ کر رکھا ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

شرح:- اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے پھر اپنی قدرت کاملہ کے چند نشانات کی طرف انسان کی توجہ مبذول کرائی ہے فرمایا کہ لوگو! دیکھو کہ زمین کی ہر چیز تمہارے قبضہ میں ہم

نے دی ہے اور تمہارے لئے اس میں فائدے رکھے ہیں اور سمندر میں سیر اور سفر کرنے کے لئے ہم نے تمہیں کشتی بنانے اور کھینچنے کا ڈھب بتایا ہے اور تمہارے سروں پر آسمان کا چھتر لگایا ہے جو ٹوٹ پھوٹ کر تمہاری سروں پر کبھی گرا ہے نہ گرے گا۔

اس کے علاوہ یہ بھی دیکھو کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر موت دی جائے گی اور پھر زندہ کیا جائے گا۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو ارشاد ہوتا ہے کہ اے نبی! تیری راہ بالکل صحیح اور درست راہ ہے۔ اسی پر چلو اور لوگوں کو اسی کی جانب بلاؤ اور اگر لوگ تمہارا مقابلہ کریں تو بھی تمہیں پرواہ نہیں کرنی چاہئے مخالفوں کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ کون حق پر ہے فرمایا کہ یہ معاملات پہلے ہی سے ہمارے علم میں ہیں اور تمہیں غلبہ دینا ہمارے لئے کوئی مشکل کام نہیں ارشاد کیا کہ ان لوگوں کو اس واسطے مغلوب و محکوم رکھا جائے گا کہ وہ خدائے واحد کو چھوڑ کر بت پرستی کے پیچھے پڑے ہیں حالانکہ اس کی ان کے پاس کوئی سند نہیں اور ہم ایسے ناانصافوں کی مدد نہیں کیا کرتے فرمایا کہ ان لوگوں کو جب توحید کی باتیں سنائی جاتی ہیں اور احکام واضح طور پر بیان کئے جاتے ہیں تو منہ بنانے لگتے ہیں گویا کہ ان پر ایک بوجھ لاد دیا گیا ہے فرمایا کہ ان کو معلوم نہیں کہ اس انکار کی وجہ سے ان کو کس قدر سخت عذاب جھیلنا ہے لہٰذا ان کو بتاؤ کہ تم سے دوزخ کی آتش سوزاں کا وعدہ ہے جو بڑی ہی بری جگہ ہے۔

ترجمہ آیات ۷۳-۷۸:- اے لوگو! تمہارے لئے ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے کان لگا کر سنو کہ بلاشبہ خدا کے سوا تم جن کو پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی تو نہیں بنا سکتے اگرچہ اس کے لئے وہ سب جمع ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو وہ اس سے اسے چھڑا نہیں سکتے طالب اور مطلوب دونوں عاجز ہیں انہوں نے اللہ کا مرتبہ جیسا کچھ پہچاننا چاہئے تھا نہیں پہچانا اللہ زبردست اور غالب ہے۔ اللہ فرشتوں میں سے بھی پیغام پہنچانے والے چن لیتا ہے اور انسانوں سے بھی بیشک وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے جو کچھ لوگوں کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اسے سب معلوم ہے اور تمام امور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے اے ایمان والو اس کے آگے جھکو اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور نیکی کے کام کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور اللہ کی راہ میں پوری تن دہی سے جہاد کرو اس نے تمہیں بزرگی اور عزت بخشی ہے اور دین کے

معاملہ میں تمہارے لئے کسی قسم کی تنگی روا نہیں رکھی تم اپنے باپ ابراہیم کے دین پر قائم رہو اسی نے اس سے پہلے تمہارا نام مسلمان رکھا تھا اور اس (کتاب) میں بھی (وہی نام ہے) تاکہ رسول تم پر گواہ رہیں اور تم لوگوں پر گواہ رہو سو نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ ہی کو مضبوط پکڑے رہو وہ تمہارا مالک ہے سو اچھا ہی مالک ہے اور اچھا ہی مددگار ہے۔

شرح:- اس رکوع میں بت پرستی کے خلاف دلائل پیش کئے ہیں ارشاد ہوا کہ لوگو! تم جن بتوں کی پوجا کرتے ہو ان کا یہ حال ہے کہ اگر ان سب کو بھی ایک جگہ جمع کر دو تو ایک مکھی تک پیدا نہیں کر سکتے بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے۔ غور تو کرو کہ اس سے زیادہ کوئی بودا پن ہو سکتا ہے؟ افسوس کہ اس تعلیم کے ہوتے ہوئے بھی آج کل مسلمانوں نے وہی بے راہ روی اختیار کرلی ہے جس کی یہاں مذمت کی گئی ہے وہ اگرچہ خدا کو اپنا کارساز اور مشکل کشا تصور کرتے ہیں مگر پھر بھی غیروں کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہوتے ہیں اور ان سے اپنی حاجت بر آری کے لئے دعائیں مانگتے ہیں کاش مسلمانوں کو قرآن کی تعلیمات کا علم ہوتا اور ان فانی اور ضعیف مورتیوں کی بجائے اس یکتا اور غالب خدا کو جو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اپنا معبود برحق سمجھتے اور قرآن کی بتائی ہوئی توحید کو اپنے سینوں میں نقش کر لیتے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! اس بت پرستی سے یکسر علیحدہ رہو۔ صرف میری عبادت کرو سجدہ کرو تو صرف مجھے۔ جھکو تو صرف میرے سامنے اور نیکی کے کام کرو تو محض میری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور اس راہ میں انتہائی سرگرمی سے کام لو کیونکہ تم مسلمان ہو اور مسلمان وہی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مذہب و ملت پر ہو اور اسی طرح ہماری راہ میں کوشاں رہے پس تم نمازیں پڑھو، زکوٰۃ دو اور میرے احکام پر سختی کے ساتھ عمل پیرا رہو۔ میں ہی تمہارا مالک حقیقی ہوں اور بہترین مالک و مولا اور بہترین ناصر و مددگار۔

(۱۰۴) سورۃ المنافقون

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں گیارہ آیات مبارکہ اور دو

رکوع ہیں جن کا ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۸:۔ جب آپ کے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ واقعی آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ بھی جانتا ہے کہ آپ واقعی اس کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہیں انہوں نے اپنی قسموں کو ایک طرح کی ڈھال بنا رکھا ہے سو وہ اللہ کی راہ سے (لوگوں کو) روکتے ہیں بلاشبہ ان کے یہ کام بہت برے ہیں۔ یہ اس لئے کہ یہ لوگ ایمان لائے پھر منکر ہو گئے پھر اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی (جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ) وہ (اب) کچھ نہیں سمجھتے۔ اور آپ جب ان کو دیکھتے ہیں تو ان کا قد و قامت آپ کو بہت پسند آتا ہے اور اگر وہ بات کریں تو آپ غور سے سنتے ہیں یہ ایسے ہیں جیسے وہ لکڑیاں جو دیوار کے ساتھ لگا دی گئی ہوں ہر آوازے کو یہی سمجھتے ہیں کہ انہیں پڑے گا۔ وہ دشمنان دین ہیں ان سے بچو اللہ ان کو غارت کرے کدھر کو بھکے چلے جا رہے ہیں اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لئے مغفرت طلب کریں تو وہ اپنے سر پھیر لیتے ہیں اور آپ ان کو دیکھتے ہیں کہ وہ پہلو تہی کرتے ہیں اور تکبر و غرور میں پڑ جاتے ہیں ان کیلئے برابر ہے کہ آپ ان کے لئے مغفرت طلب کریں یا نہ کریں۔ اللہ تو ان کو قطعاً" معاف نہیں کرے گا۔ بلاشبہ اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا یہی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس رہتے ہیں ان پر کچھ خرچ نہ کرو یہاں تک کہ وہ بھاگ جائیں حالانکہ زمین اور آسمان کے تمام خزانوں کا اللہ ہی مالک ہے مگر منافق ہیں کہ وہ نہیں سمجھتے۔ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ واپس گئے تو ہم میں سے جو زور اور عزت والا ہے کمزور اور ذلیل کو وہاں سے نکال دے گا حالانکہ زور اور عزت اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کیلئے ہے لیکن منافق یہ نہیں جانتے۔

شرح:۔ ہم اس سے قبل بتا چکے ہیں کہ بعض لوگ محض بزدلی اور خبث باطنی کی وجہ سے نہ پورے طور پر مسلمانوں کے ساتھ شامل ہوتے تھے اور نہ علانیہ طور پر کفر و انکار پر قائم رہتے وہ زبانوں سے ایمان و اسلام کا دعویٰ کرتے اور دل سے دن رات اس کی بیخ کنی کے درپے رہتے۔ اس سورت میں انہی کے چند خصائل و حالات بیان کیے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو قسمیں کھا کھا کر اپنا ایمان جتلاتے ہیں مگر ہم بھی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ وہ محض جھوٹے اور

دروغ گو ہیں۔ ان لوگوں نے ایمان کی آڑ میں کفر و انکار کو رائج کرنے کی کوشش کی ہے لہٰذا ان کی اس شرارت کی پاداش میں ان کے دلوں پر ایسی مہر کردی گئی ہے کہ وہ کچھ نہ سمجھیں ان کی ظاہری شکل و شباہت نہایت فریب آفریں اور زہد و تقویٰ کا نشان ہے اور ان کی باتیں بڑی چکنی چپڑی اور خوش آئند ہوتی ہیں مگر ان کے دل اس خشک اور بیکار لکڑی کی مانند ہیں جو دیوار کے سہارے پڑی رہے اور اپنے اندر کوئی اثر و تاثیر نہ رکھتی ہو اگر کچھ کام آسکے تو جلانے کے۔ ان کے دلوں کا بھی یہی حال ہے اگر چاہو کہ ان سے کوئی دینی یا دنیاوی فائدہ حاصل ہو جائے تو بالکل غلط۔ یہ تو دوزخ کا ایندھن بننے کے کام ہی آ سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان کے دلوں کی یہ کیفیت ہے کہ ہر دم ان کو کھٹکا لگا رہتا ہے کہیں کوئی پتا ہلا اور یہاں دل دھڑکا اور انہیں خوف محسوس ہونے لگا۔ دیکھنا یہ دشمنان دین ہیں۔ ان سے بچو ان کے قریب تک نہ پھٹکو ان پر خدا کی لعنت ہے اور یہ اوندھے منہ چلے جا رہے ہیں اگر تم میں سے کوئی ان حرکات ناشائستہ اور ان کی سیہ کاریوں سے واقف ہو جائے اور کہے کہ چھوڑ دو ان خباثتوں کو دل پاک کر کے آؤ اور ہم حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے التجا کرتے ہیں کہ وہ تمہارے واسطے دعائے مغفرت کریں تو تم ان کو دیکھتے ہو کہ سر مٹکاتے اور گردن ہلاتے چلے جاتے ہیں اور بعض تو کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں معافی منگوانے کی ضرورت ہی نہیں سو ان کے لئے رسول خدا معافی طلب کریں یا نہ کریں برابر ہے یہ نہ راہ راست پر آئیں گے اور نہ ان کے گناہ ہی بخشے جائیں گے۔

روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کسی سفر میں ایک مہاجر اور ایک انصاری آپس میں لڑ پڑے۔ بات اتنی بڑھی کہ دونوں نے اپنی اپنی جماعت کو مدد کے لئے پکارا اور ایک اچھا خاصہ ہنگامہ برپا ہو گیا۔ مشہور منافق عبداللہ ابن ابی بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے کہا کہ اے انصار! تم نے ہی ان ذلیل اور بے قدر لوگوں کو اپنے شہر میں جگہ دی اور روپے پیسے سے ان کی مدد کر کے ان کو سر چڑھا رکھا ہے۔ ابھی مالی مدد کرنا چھوڑ دو اور یہ بھوکے مرتے خود بخود تمہارے شہر کو چھوڑ جائیں گے۔ حضرت زید بن ارقم مشہور انصاری اس مکالمہ کو سن رہے تھے انہوں نے آکر من و عن حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے یہ معاملہ کہہ دیا۔ آپ نے عبداللہ ابن ابی منافق کو بلایا وہ صاف مکر گیا اور کہا زید محض عداوت اور دشمنی سے ایسا کہتے ہیں۔ اس پر عام لوگوں نے بچارے زید پر آوازے کسنے شروع کر دیئے اور

وہ شرمسار ہو کر بیٹھ گئے۔ اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں اور حضرت زید بن ارقم کی بریت ہوئی۔ عبداللہ ابن ابی کے لڑکے عبداللہ کو جو پکے مسلمان تھے یہ ماجرا معلوم ہوا تو تلوار میان سے نکالی کہ اب تو اس معاملہ کی تمام حقیقت کھل گئی ہے لہٰذا یا تو میرے سامنے اس بات کا اقرار کر لو کہ تو ذلیل ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مسلمان عزت والے ہیں یا میں تیرا سر قلم کرتا ہوں۔ اس پر باپ کو بیٹے سے جان بچانے کیلئے منہ سے باواز بلند یہ کہنا پڑا کہ ہاں میں واقعی ذلیل ہوں اور حضور رسالتماب اور آپ کے ساتھی عزت والے ہیں۔ یہ تھا خیر القرون کے مسلمانوں کا ایمان رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

ترجمہ آیات ۹-۱۱:- اے ایمان والو! تمہارے مال اور تماری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائے اور جو کوئی ایسا کرے گا (وہ کسی کا کچھ نہیں بگاڑتا) ایسے لوگ خود ہی خسارہ اٹھانے والے ہوتے ہیں اور ہم نے تم کو جو کچھ دیا۔ قبل اس کے کہ تم میں سے کسی پر موت آئے اسے ہماری راہ میں خرچ کر دو۔ ورنہ وہ کہے گا کہ اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی مدت تک ڈھیل کیوں نہ دی تو میں خیرات کرتا اور نیک بندوں میں سے ہوتا اور جب کسی کی موت آجائے تو اللہ اسے قطعاً" کوئی ڈھیل نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح واقف ہے۔

شرح:- اس رکوع میں مسلمانوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ دنیا میں تمہارے کئی دشمن ہیں مثلاً" سب سے بڑا دشمن شیطان جو ہر وقت تمہارے پیچھے لگا ہے اس کے بعد منکران حق پھر منافقین لہٰذا شیطان کی زد سے بچنے کیلئے ہماری عبادت میں مشغول رہو اور اگر عبادت اور ذکر کو چھوڑ دو گے تو شیطان تمہاری عاقبت بگاڑ دے گا اور کافروں اور منافقوں کے حملوں سے بچنے کیلئے مال و دولت دو تاکہ قبل اس کے وہ تمہیں کوئی نقصان پہنچا سکیں تم اپنے آپ کو مضبوط و مستحکم بنا لو۔

(۵۸) سورۃ المجادلہ (۱۰۵)

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں بائیس آیات مبارکہ اور تین

رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۱-۶:- (اے پیغمبر!) اللہ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو آپ سے اپنے شوہر کے معاملہ میں جھگڑتی اور اللہ سے فریاد کرتی تھی اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا بیشک اللہ سننے اور دیکھنے والا ہے وہ لوگ جو تم میں سے اپنی عورتوں کو ماں کہہ بیٹھیں وہ ان کی مائیں نہیں ہو جاتیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جنھوں نے ان کو جنا۔ بیشک وہ ایک بیہودہ اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور اللہ بیشک معاف کرنے والا بخشنے والا ہے اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں کو ماں کہہ بیٹھیں پھر اس بات سے جو کہہ چکے ہیں رجوع کرنا چاہیں تو آپس میں ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے (مرد) ایک غلام آزاد کرے۔ تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی سب خبر ہے۔ پھر جس کو غلام میسر نہ آئے وہ ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے لگاتار دو ماہ کے روزے رکھے جس کو اس کی بھی طاقت نہ ہو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر پورا پورا ایمان لے آؤ اور یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں اور نہ ماننے والوں کے لئے دردناک عذاب ہوگا اور وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ایسے ہی خوار ہوں گے جیسا کہ وہ لوگ خوار ہوئے جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہم نے صاف صاف آیتیں اتاری ہیں اور منکروں کے واسطے رسوا کن عذاب ہوگا جس دن ان سب کو اللہ (دوبارہ) اٹھائے گا ان کو بتا دیگا کہ وہ کیا کرتے رہے ہیں اللہ نے ان کے اعمال کو ضبط کر رکھا ہے مگر انھوں نے خود ان کو بھلا دیا اور اللہ ہر ایک چیز کا نگران ہے۔

شرح:- اسلام سے پہلے اگر کوئی شخص اپنی عورت کو کہہ دیتا کہ تو میری ماں ہے تو پھر اس کے بعد تمام عمر اس کو اپنے لئے حرام سمجھتے تھے اور اپنی زوجیت میں نہ رکھتے تھے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے میں ایک دفعہ ایسا ہوا کہ اوس بن صامت ایک صحابی نے اپنی اہلیہ خولہ بنت ثعلبہ کو یہی الفاظ کہہ دیئے خولہ نہایت پریشان ہوئیں اس نے سوچا کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اگر ان کو اپنے پاس رکھتی ہوں تو بھوک کے مرجائیں گے اور اگر اس کو دیتی ہوں تو کسمپرسی کے عالم میں ضائع ہو جائیں گے۔ الغرض اس نے اس پریشانی میں خدا کے سامنے رونا اور فریاد کرنا شروع کر دیا۔ اور کہا کہ خدایا تو اپنے پیغمبر کی

زبانی میری اس مشکل کو حل کر ادھر آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتیں اور کہتیں کہ میرے خاوند نے طلاق کے ارادہ سے یہ الفاظ نہیں کہے تھے غصے کی حالت میں اس کے منہ سے ایسا کلمہ نکل گیا ہے۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور صاف طور پر بتا دیا گیا کہ اگر اس طرح کوئی شخص اپنی اہلیہ کو ماں کہہ دے تو محض اس کے کہنے سے وہ اس کی ماں نہیں ہو جاتی فرمایا تمہاری مائیں وہی ہیں جنہوں نے تم کو جنا اور اپنی بیویوں کو مائیں کہنا بڑی بری اور سر تا سر جھوٹی بات ہے لہٰذا اس کی سزا یہ ہے کہ جو کوئی ایسی بات کرے وہ عورت کے پاس جانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرے۔ جس کے پاس غلام نہ ہو وہ پورے دو ماہ تک روزے رکھے۔ فرمایا یہ تعزیر اس لئے لگائی گئی ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے راستے پر چلو اور حدود کو نہ توڑو اور اگر کوئی شخص شریعت کے احکام نہ مانے تو اس کے لئے دردناک عذاب ہوگا فرمایا جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ اسی طرح ذلیل و خوار ہوں گے جس طرح تم سے پہلے وہ لوگ ذلیل و خوار ہو چکے ہیں جنہوں نے شریعت کا احترام نہ کیا اور ہمارے ہاں یہ قاعدہ ہے کہ جو کوئی احکام شریعت سے انکار کر دیتا ہے اس پر ہم ذلیل و خوار کرنے والا عذاب مسلط کر دیا کرتے ہیں جس دن اللہ سب کو دوبارہ زندہ کرے گا اس دن تم کو بتا دے گا کہ آیا تم خلوص دل سے اس کی عبادت اور فرمانبرداری کرتے رہے ہو یا منافقانہ چالیں چلتے رہے۔ اللہ تمہارے اعمال کو لکھ رہا ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو اس کو بھلا دیتے ہو علاوہ ازیں تمہاری کوئی بات نہیں جو اللہ سنتا اور تمہارا کوئی فعل نہیں جو وہ نہیں دیکھتا۔

ترجمہ آیات ۷ - ۱۳:- کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو ہر اس چیز کا علم ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے (کہیں) تین آدمیوں کی سرگوشی نہیں ہوتی جس میں چوتھا وہ نہ ہو اور نہ پانچ آدمیوں کی جس میں چھٹا وہ نہ ہو اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں بھی وہ ہوں پھر وہ ان کو قیامت کے دن بتلائے گا کہ وہ کیا کرتے رہے ہیں۔ بلاشبہ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جن کو سرگوشیاں کرنے سے منع کیا گیا تھا (مگر) پھر بھی وہی کرتے ہیں جس سے ان کو منع کیا گیا تھا گناہ زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں باہم کرتے ہیں اور جب آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ کو ایسے لفظوں سے سلام کہتے ہیں جن سے اللہ نے آپ کو

سلام نہیں کہا۔ اور اپنے جی میں کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں اس کی پاداش میں کیوں اللہ ہم کو سزا نہیں دیتا ان کے لئے دوزخ کی سزا کافی ہے وہ اس میں داخل ہوں گے سو وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ اے ایمان والو! جب تم ایک دوسرے کے کان میں باتیں کرو تو گناہ و زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی باتیں نہ کرو۔ ہاں نیکی اور تقویٰ کی باتیں کرو اور اللہ سے ڈرو جس کے سامنے تم جمع کئے جاؤ گے ایسی سرگوشی شیطانی حرکت ہے تاکہ وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں (اس کی وجہ سے) دل گیر ہوں حالانکہ ان کو کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ بدوں اللہ کے حکم کے۔ اور ایمان والے اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کھلے ہو کر بیٹھو تو کھل کر بیٹھا کرو خدا تمہیں کشادگی عطا کرے گا اور جب تم سے کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو تم میں سے جو لوگ ایمان والے ہیں نیز جو اہل علم ہیں اللہ ان کے درجے بلند کرے گا اور اللہ تمہارے اعمال سے جو تم کرتے ہو باخبر ہے۔ اے ایمان والو! جب تم رسول سے کوئی خفیہ بات کہنا چاہو تو بات کہنے سے پہلے کچھ خیرات دیدیا کرو۔ یہ چیز تمہاری بہتری اور پاکیزگی کا باعث ہوگی۔ پھر اگر تم (خیرات دینے کو) کچھ نہ پاؤ تو (کچھ مضائقہ نہیں اللہ) بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ کیا تم یہ حکم سن کر ڈر گئے کہ رسول سے مخفیہ بات چیت کرنے سے پہلے کچھ خیرات دیا کرو سو جب تم نے (اس کی) تعمیل نہ کی اور اللہ نے معاف کر دیا تو اب نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور (یاد رکھو کہ) تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

شرح:- قرآن پاک کی تلاوت کرنے' تراویح میں سننے درس میں بیٹھ کر سیکھنے' وعظ کی مجالس میں شامل ہو کر اس کے رموز و اسرار معلوم کرنے سے تبھی کچھ فائدہ ہو سکتا ہے جب اس کے احکام پر عمل کیا جائے اس کے اسرار و رموز کو دل و دماغ میں جگہ دی جائے اور اپنے اخلاق کو اسی کے سانچے میں ڈھالا جائے اور اگر ایسا نہیں تو پھر نہ روزانہ تلاوت کا کوئی فائدہ ہے۔ نہ درس میں بیٹھ کر سر دھننے سے کچھ حاصل یہ ظاہرداری ہوگی اور ریاکاری جس کی سزا خدا کے ہاں عذاب الیم ہے اس کی مثال یوں سمجھو کہ ایک شخص کو حاکم وقت کا پروانہ ملتا ہے اور وہ ایسی زبان میں ہوتا ہے جس کے ابجد سے بھی وہ بیچارا محض ناآشنا ہے مگر ہمارا روز مرہ کا معمول کیا ہے؟ کیا ہم اس پروانہ کو جوں کا توں اٹھا کر طاق یا

الماری میں ادب سے رکھ دیا کرتے ہیں؟ یا اس کے برعکس اس کے ملتے ہی ہم اس زبان کے جاننے والے کی تلاش کرتے اور اس کا ایک ایک حرف پڑھا کر سمجھتے اور اس پر عمل پیرا ہوا کرتے ہیں؟ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ ہم نے پروانے کو چوم چاٹ کر رکھ دیا ہو۔ اس کے اندر جو حکم تھا اس کی تعمیل نہ کی ہو اور جب عدالت نے ہمیں بلا کر پوچھا ہو کہ کہو تم نے کیوں ہمارے حکم پر جسے ہم نے ایک پروانے کی شکل میں تمہارے پاس بھیجا تھا عمل نہیں کیا تو تم نے یہ جواب دیا ہو کہ حضور! پروانہ تو ضرور آیا تھا مگر ایسی زبان میں جو مجھے نہ آتی تھی میں اسے سمجھا نہیں یا کسی سے جا سمجھنے کی فرصت نہیں ملی یا یہ کہ میں نے اسے پڑھا تو ضرور اور سمجھا بھی مگر اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے میرے پاس وقت نہ تھا کیا کبھی تم نے عدالت کو ایسا جواب دیا ہے؟ اور اگر دیا بھی ہو تو کیا عدالت تمہیں چھوڑ دیا کرتی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً" نہیں تو بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس احکم الحاکمین اور رب العالمین کا پروانہ جب قرآن کی شکل میں تمہارے پاس آتا ہے تو تم اسے طاق نسیاں پر رکھ دیتے ہو اور جب تم سے کہا جاتا ہے کہ کیا کبھی اسے پڑھا بھی ہے؟ تو تم جواب دیتے ہو کہ بھائی دنیا کے دھندے تھوڑے ہیں ہمارے پاس وقت کہاں کہ قرآن پڑھتے پڑھاتے پھریں پیٹ ہی کا دھندا پورا نہیں ہوتا خدا کیسے سوجھے؟ پھر تم ہی بتاؤ کہ آج تو یہ جواب دیکر تم نے چھٹکارا پا لیا مگر خدا کو کیا یہی جواب دو گے؟ اور کیا وہ تمہیں چھوڑ دے گا؟

ارشاد ہوتا ہے کہ تمہارے اعمال ہی پر کیا منحصر ہے کہ اللہ تو آسمانوں کی اور زمین کی ہر ایک چیز کو دیکھتا ہے کوئی مجلس کوئی سرگوشی اور کوئی خفیہ سے خفیہ مشورہ نہیں ہوتا جہاں اللہ اپنے علم محیط کے ساتھ موجود نہ ہو جہاں تین آدمی چھپ کر مشورہ کر رہے ہوں۔ یہ نہ سمجھیں کہ وہاں کوئی چوتھا نہیں سن رہا اور پانچ کی کمیٹی خیال نہ کرے کہ کوئی چھٹا سننے والا نہیں۔ خوب سمجھ لو کہ تین ہو یا پانچ یا اس سے کم و بیش کہیں ہوں کسی حالت میں ہوں اللہ ہر جگہ ان کے ساتھ ہے کسی وقت ان سے جدا نہیں۔

تقویٰ کا سب سے بڑا اور یہی اصول ہے جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اللہ اس کے ہر ایک فعل کو دیکھتا اور ہر بات کو سنتا اور ہر دلی ارادہ سے واقف ہے اس سے نہ حقوق اللہ میں کوتاہی ہو سکتی ہے نہ حقوق العباد میں کوئی تساہل و غفلت بس خدا کے حاضر ناظر ہونے کے خیال کو ذہن سے نکال کر دیکھیں کہ انسان ظلم و عصیان کا پتلا بن کر رہ جائے گا۔

دوسرا اصول پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کا ادب و احترام ہے آپ کی شان میں گستاخی کرنے سے ہر طرح محترز رہو مدینہ منورہ کے بعض یہود اور منافقین جب حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم کی خدمت میں آتے تو بجائے السلام وعلیک کے السام علیک کہتے سام کہتے ہیں موت کو گویا وہ کہتے کہ تجھے موت آئے اس پر اللہ تعالیٰ کا عتاب نازل ہوا کہ تم جو کہتے ہو کہ ہماری گستاخی پر ہمیں اللہ عذاب نازل نہیں کرتا تو جلدی نہ کرو تمہاری سزا کیلئے دوزخ ہی کفایت کرے گی جس میں تم داخل ہو گے اور وہ بدترین جگہ ہے تیسری بات یہ بتائی کہ اے مسلمانو! جب تم کسی مجلس میں بیٹھو تو کبھی سرگوشیاں نہ کرو کیونکہ یہ منافقوں کی خو ہے مشورے کرنے ہوں تو گناہ و سرکشی اور اللہ و رسول کی نافرمانی کیلئے نہیں بلکہ نیکی اور تقویٰ اور معقول باتوں کی اشاعت کے لئے کرو۔

چوتھی بات یہ ہے کہ مجالس میں بیٹھو تو اس طور سے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جگہ مل سکے اگر تم فراخدلی دکھاؤ گے۔ تو اللہ تمہارے دلوں کی تنگی دور کر دے گا ممکن ہے کہ بادی النظر میں یہ بات معمولی دکھائی دے مگر غور کرنے والے جانتے ہیں کہ انسانی فطرت کا کتنا بڑا راز ان الفاظ کے ذریعے افشا کر دیا گیا ہے جو شخص دل کا تنگ ہو اس کے ہر فعل سے تنگدلی کا اظہار ہوتا ہے اور کتنی ہی معمولی اور بے ضرر بات ہے کہ مجلس میں بیٹھتے وقت ایسے انداز سے بیٹھا جائے کہ اوروں کو بھی جگہ مل سکے مگر تنگدل انسان سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا۔ اس حکم کے ذریعے مسلمانوں کو صرف اس قدر بتانا مقصود ہے کہ وہ کسی معاملے میں تنگدلی کو نہ آنے دیں اس کے بعد حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے ملاقات کرنے کے آداب سکھائے ہیں۔

ترجمہ آیات ۱۴ - ۲۲:- کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے ایک ایسی قوم کو دوست بنا رکھا ہے جن پر اللہ نے غضب نازل کیا ہے وہ (منافق) نہ تم میں سے ہیں اور نہ ان (یہودیوں) میں سے اور جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور وہ جانتے ہیں (کہ ہم جھوٹی قسمیں کھا رہے ہیں) اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بیشک وہ جو کام کرتے ہیں بہت برے ہیں انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا ہے پھر (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں سو ان کے لئے رسوا کن عذاب ہوگا۔ ان کی اولاد اور ان کے مال اللہ سے ان کو نہیں بچا سکیں گے یہ لوگ اہل دوزخ ہیں۔ یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے جس

ان اللہ ان سب کو (دوبارہ) اٹھا کھڑا کرے گا تو یہ اس کے سامنے بھی قسمیں کھائیں گے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور سمجھیں گے کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں ٹھیک ہے۔ سنو! یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ شیطان نے ان پر قابو پالیا ہے سو ان کو اللہ کی یاد بھلا دی ہے یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں سن لو کہ شیطان کا گروہ خسارے میں پڑنے والا ہے۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل ترین لوگوں میں سے ہیں۔ اللہ لکھ چکا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے (سن رکھو کہ) اللہ بڑا طاقتور اور غالب ہے۔ سو آپ ان اشخاص کو جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہوں ایسا نہ پائیں گے کہ وہ ان لوگوں کو دوست رکھیں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں خواہ وہ ان کے باپ' بیٹے یا بھائی یا قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔ ان لوگوں کے دلوں میں اس نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنے فیض سے ان کی مدد کی ہے اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔ یہ لوگ اللہ کی جماعت ہیں۔ سن لو کہ اللہ کی جماعت ہی فلاح پانے والی ہے۔

شرح:- اس رکوع میں منافقوں کے بعض حالات اور ان کے خصائص بیان ہوئے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ منافقوں کو دیکھو جنہوں نے یہود سے جو خدا کے نزدیک بہد برے ہیں یارانہ و دوستانہ گانٹھ رکھا ہے۔ نہ تو یہ در حقیقت مسلمانو! تمہارے ساتھ ہیں کیونکہ دل سے کافر ہیں اور نہ یہود کے ساتھ کیونکہ بظاہر تمہارے ساتھ شامل ہیں اور یہ جو قسمیں کھاتے ہیں تو ان کی یہ قسمیں محض جھوٹی ہیں اور ان کو اس حقیقت کا علم بھی نہیں کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں ان کے لئے بڑا سخت عذاب ہے۔ ان کے پاس مال و دولت اور اولاد کی کثرت ہے۔ مگر محاسبہ کے وقت کوئی چیز ان کے کام نہ آئے گی سنو یہ لوگ قطعی طور پر دوزخی ہیں اور ہمیشہ وہاں پڑے گلتے سڑتے رہیں گے۔ فرمایا ان لوگوں کے رگ و پے میں جھوٹ اس طرح سرایت کر گیا ہے کہ جب قیامت کے روز ان کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو اس وقت بھی اس طرح جھوٹی قسمیں کھانی شروع کر دیں گے۔ کیونکہ سمجھیں گے کہ ہم صداقت پر ہیں خبردار ہو کر سن لو کہ یہ کسی صداقت پر نہیں اور ہم ان کے جھوٹ سے بیخبر نہیں ان پر شیطان نے اپنا پورا تسلط جما لیا ہے اور خدا کا خوف ان

کے دل سے نکال دیا ہے یہ ایک شیطانی گروہ ہے اور یہ گروہ خسارے میں رہیگا۔

فرمایا وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں ہماری نگاہ میں بیحد رسوا ہیں نیز یہ کہ ہم نے غلبہ و نصرت ان لوگوں کے حق میں لکھ دیا ہے جو میرے احکام پر عمل پیرا ہوں اور میرے رسول کا اتباع کریں فرمایا مومن مخلص کی نشانی یہ ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول اور روز آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کبھی ان لوگوں سے دوستانہ نہیں رکھتا جو اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہوں خواہ یہ لوگ ان کے سگے باپ، بیٹے، بھائی اور قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ وہ لوگ جو احترام شریعت اور محبت اسلام کا ایسا جذبہ رکھتے ہیں فی الحقیقت ایمان انہی کے دلوں کو منور کرتا ہے اور انہی کو ہماری تائید حاصل ہوتی ہے۔ ان لوگوں کو خدا بہشت بریں میں داخل کریگا یہی وہ لوگ ہیں جن سے اللہ خوش ہے کیونکہ یہ بھی اللہ ہی پر خوش تھے ان کو ہماری جماعت سمجھو اور ہماری جماعت ہی اپنے مقاصد عالیہ میں کامیابی کا حق رکھتی ہے۔

(۱۰۶) سورۃ الحجرات (۴۹)

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں اٹھارہ آیات مبارکہ اور دو رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۱-۵:- اے ایمان لانے والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو یاد رکھو اللہ سب کچھ سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ اے ایمان لانے والو! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ان سے پکار کر بات کیا کرو جیسا کہ تم ایک دوسرے کو پکارا کرتے ہو کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ چلے جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو بلاشبہ وہ لوگ جو رسول کے سامنے اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں حقیقتاً وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کیلئے آزما لیا ہے ان کے لئے بخشش اور بڑا بدلہ ہوگا۔ وہ لوگ جو آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے کثر بے وقوف ہیں۔ اور اگر وہ صبر سے کام لیتے حتیٰ کہ آپ خود ان کے پاس آجاتے تو یہ

ان کیلئے بہتر تھا اور اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ اے ایمان والو! اگر کوئی بدکار شخص تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو پہلے تحقیق کر لیا کرو کہ کہیں نادانی سے کسی قوم پر نہ جا پڑو۔ پھر جو کچھ کر چکے اس پر نادم ہونا پڑے اور جان لو کہ تم میں رسول اللہ موجود ہیں اگر وہ اکثر باتوں میں تمہارا کہنا مانیں تو تم بڑی مشکل میں پڑ جاؤ لیکن اللہ نے تمہارے دل میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے اور اس کو تمہارے دلوں میں پسندیدہ بنا دیا اور کفر و انکار اور بدکاری اور نافرمانی سے تمہیں متنفر کر دیا ہے یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں (یہ) اللہ کے فضل اور اس کی عنایت کی وجہ سے ہے اور اللہ ہر بات سے واقف اور حکمت والا ہے اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑیں جھگڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو اگر ان میں سے ایک دوسری پر زیادتی کرے تو جو جماعت زیادتی کرے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ خدا کے فیصلہ کی طرف رجوع کر لے۔ پھر اگر وہ رجوع کر لے تو دونوں کے درمیان عدل و انصاف سے صلح کرا دو اور (پورا) انصاف کرو۔ یاد رکھو کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ بیشک ایمان والے سب بھائی بھائی ہیں سو تم اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

شرح:- یہ سورۃ بھی مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اور ایسے حکموں پر مشتمل ہے جو اسلامی تہذیب کے اصول ہیں۔ افسوس وہ قوم جس کے پاس ایسے زریں اصول ہوں اسے دعویٰ بھی ہو کہ اس کے چھوٹے بڑے تمام افراد مرد اور عورتیں امیر و غریب لازمی طور پر قرآن پاک کے ذریعے سے ان اصولوں کی روزانہ تلاوت کرتے ہیں وہ آج اس قدر غیر مہذب' اتنی ناشائستہ اور اس قدر غیر منظم ہو جتنے ہم لوگ نظر آتے ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم نے ان تعلیمات کے اخلاقی پہلو کو عملاً "ترک کر دیا ہے اور صرف ظاہری صورت کو اور وہ بھی کچھ کچھ قائم رکھا ہے اگر ہم تعلیمات قرآنیہ کے اخلاقی پہلو پر عمل پیرا ہوتے تو ممکن تھا کہ صدر اول کے مسلمانوں کی تمام وہ برکات ہم کو بھی حاصل ہوتیں جن کی بدولت وہ تمام دنیا پر چھا گئے تھے پہلا حکم یہ ہے کہ اے مسلمانو! اللہ کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو اس حکم کے ذریعے مسلمانوں کو اولاً" رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا سبق پڑھایا اور اس کے بعد قیامت تک آپ کے جانشینوں کی اطاعت' ان کا ادب و احترام اور ان سے وفاداری کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ

دیکھو رسول کے سامنے گستاخی کرنا اللہ کے سامنے گستاخی کرنے کے برابر ہے اور رسول کی تعظیم فی الحقیقت اللہ کی تعظیم ہے۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے جانشینوں کی تعظیم و تکریم کو بھی ضروری قرار دیا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے جانشین وہی علماء ہیں جو حاملان شریعت یعنی حاملان قرآن و حدیث ہوں۔ صدر اول کے مسلمانوں نے اس حکم کو مانا اور اس سے فائدہ اٹھایا۔

آج کا مسلمان اس حکم ربانی سے اتنا نا آشنا ہے کہ وہ اور تو اور اس کی تعظیم و تکریم بھی کرنا نہیں جانتا جو اسے قرآن پڑھائے' سکھائے اور اس پر عمل پیرا ہونے کا سبق دے۔ **اللھم اھد قومی فانہم لا یعلمون**

دوسرا حکم یہ ہے کہ نبی کی آواز سے اپنی آواز کو پست رکھو ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی تھے آپ کی آواز قدرتی طور پر بلند اور کرخت تھی اس آیت کو سننے کے بعد وہ کواڑ بند کر کے گھر میں بیٹھ رہے۔ کئی دن کے بعد حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو جب معلوم ہوا کہ ثابتؓ نظر نہیں آتا تو آپ اس کے گھر پہنچے اور اسے وہاں پا کر پوچھا کہ کیا ماجرا ہے اس نے عرض کیا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام میں ہمیشہ آپ کے ساتھ بلند کلامی اور کرختگی کے ساتھ بات کرتا رہا۔ میرے تمام اعمال ضبط ہو گئے ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا یہ بات نہیں! تیرے اعمال ضبط نہیں ہوئے۔ تو جنتی ہے۔ تو نے کبھی درشت کلامی اور کرختگی و گستاخی کے ساتھ میرے سامنے استعمال نہیں کیا جو چیز تیرے بس کی نہیں اللہ اس پر مواخذہ نہیں کرتا۔

تیسرا حکم یہ ہے کہ نبی کو اس طرح نہ پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ نبی کے ساتھ بات کرو تو خاص عزت و احترام کے الفاظ استعمال کرو۔

چوتھا حکم یہ دیا کہ اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی ایسی خبر لائے جس سے دو یا دو سے زیادہ مسلمانوں کے اندر فتنہ و فساد کی آگ پیدا ہو جائے یا پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو پہلے جب تک درایت اور روایت کے اصولوں کے مطابق اس کو جانچ نہ لو قطعاً" اس کو نہ مانو۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ انسان کی ہلاکت کیلئے اتنا ہی جھوٹ کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اسے بلا تحقیق دوسروں سے کہہ دیا کرے آج مسلمانوں کی یہ کیفیت ہے کہ اگر ان کے پاس مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی اگر کوئی خبر لے آئے تو وہ اسے سر آنکھوں پر رکھ کر

فوراً" شائع کر دینے کو تیار ہو جاتے ہیں خواہ وہ سر تا سر لغو اور جھوٹ ہی کیوں نہ ہو اور اس سے مسلمانوں کو کتنا ہی نقصان کیوں نہ پہنچ جائے۔

پانچواں حکم یہ ہے کہ اگر دو مسلمانوں میں کوئی لڑائی ہو جائے تو تم ان میں صلح کرا دو خواہ وہ جماعتیں ہوں اور خواہ افراد امام بخاری نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام عبداللہ ابن ابی مشہور منافق کو کچھ سمجھانے کی غرض سے اس کے ہاں گئے تو اس نے آپ سے کہا کہ آپ دور رہیں۔ آپ کے گدھے کی بو سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ اس پر ایک صحابی کو جوش آگیا۔ ادھر عبداللہ کے ہمراہی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور مار پیٹ تک نوبت پہنچی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے طرفین میں صلح کرا دی اور پھر جس مقصد کے لئے تشریف لے گئے تھے اسے واضح کیا۔ اس طرح کے سینکڑوں واقعات حدیث اور تاریخ میں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد بار لوگوں میں صلح کرائی صحابہ کرام کا بھی یہی دستور العمل تھا مگر آج ہمارے زمانے کی بات یہ ہے کہ جب دو شخصوں میں بدقسمتی سے کوئی ناچاقی ہو جاتی ہے تو وہ لوگ جن کو مصالحت کرانی چاہئے تھی وہی لگائی بجھائی کر کے دونوں طرف سے یا کم از کم ایک طرف سے اپنا مقصد پورا کرنے لگتے ہیں۔ اس حکم کی ایک شق یہ ہے کہ اگر صلح صفائی کراتے وقت معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص یا فلاں گروہ کی زیادتی ہے اور وہ صلح کی طرف بھی رجوع نہیں ہوتا تو اس صورت میں تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ ظالم کو چھوڑ کر مظلوم کا ساتھ دیں۔

ترجمہ آیات ۱۱-۱۸:- اے ایمان والو! کوئی جماعت کسی دوسری جماعت سے ہنسی نہ کرے۔ ممکن ہے کہ وہ اس سے بہتر ہو۔ اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ہنسی کریں۔ ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور تم آپس میں طعنہ زنی کرو اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو ایمان لانے کے بعد (دوسروں کو) برے ناموں سے یاد کرنا بہت برا ہے اور جو کوئی توبہ نہ کرے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہوتے ہیں۔ اے ایمان والو! اکثر بدظنیوں سے بچتے رہا کرو کیونکہ بعض بدظنیاں گناہ ہیں اور کسی کا بھید نہ ٹٹولو اور تم میں سے کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرے۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے (بیشک) تم کو اس بات سے نفرت آتی ہے۔ بس اللہ سے ڈرو بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اے لوگو! ہم نے تم کو ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے

اور تمہارے خاندان اور قبیلے بنائے ہیں تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کر سکو یاد رکھو کہ تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے بیشک وہ علم و خبر والا ہے۔ گنوار کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ان سے کہہ دیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے لیکن تم کہو کہ ہم نے سردست اطاعت اختیار کرلی ہے اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری اختیار کرو تو تمہارے اعمال میں سے وہ کچھ کمی نہ کریگا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ بیشک مومن وہی ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں پھر شک نہیں کرتے اور اپنی دولت اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں یہی لوگ سچے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جتانا چاہتے ہو حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ اور اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔ آپ پر احسان رکھتے ہیں کہ ہم اسلام لے آئے۔ کہہ دیجئے کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ رکھو۔ بلکہ اللہ نے تم پر احسان کیا ہے کہ اس نے ایمان کی طرف تمہاری رہنمائی کی۔ اگر تم سچے ہو بیشک اللہ کو آسمانوں کے اور زمین کے مخفی راز معلوم ہیں اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

شرح:۔ چھٹا حکم یہ دیا کہ کوئی شخص دوسرے شخص سے اور کوئی جماعت دوسری جماعت کے ساتھ ہنسی ٹھٹھا نہ کرے۔ کیونکہ ہنسی ٹھٹھا ہی فتنہ و فساد کی جڑ ہوا کرتا ہے فرمایا ممکن ہو سکتا ہے کہ جن کا تم تمسخر اڑاتے ہو وہ تم سے بہتر ہوں۔

ساتواں حکم یہ دیا کہ کوئی کسی کو طعنہ نہ دے۔

آٹھواں حکم دیا کہ لوگوں کو چڑانے والے ناموں سے نہ پکارو فرمایا کہ ایمان لانے کے بعد پھر ایسے برے کام کرنے زیبا نہیں ہیں۔

نواں حکم یہ ہے کہ ایک دوسرے کے متعلق بدگمانی کرنے سے بچو کیونکہ بعض بدگمانیاں انسان کو گناہ کے درجہ میں پھنسا دیتی ہیں اور بعض برے برے نتائج ظاہر کرتی ہیں۔

دسواں حکم یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کی عیب جوئی نہ کرے بلکہ اگر اسے کوئی بات علوم ہو جائے یا شک ہو تو پردہ پوشی کرے۔

گیارہواں حکم یہ ہے کہ کوئی کسی کی چغلی نہ کھائے چغلی کھانا ایسا ہی ہے جیسے اپنے

مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہاں جو کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کر سکتا ہے وہ چغلی بھی کھالے۔

بارھواں حکم یہ ہے کہ کوئی شخص نسب پر فخر نہ کرے فرمایا تم سب کا باپ اور سب کی ماں ایک ہی ہے تم کو قبیلے قبیلے اور گروہ گروہ اس لئے بنایا گیا ہے کہ ایک دوسرے کی آسانی سے پہچان ہو سکے فرمایا عزت کی رو سے اسی کو فضیلت ہے جس کے اندر سب سے زیادہ اللہ کا ڈر ہے خدا کے ہاں اس شخص سے بڑھ کر کوئی قابل عزت نہیں جو تقویٰ و طہارت کا مالک ہے۔

چونکہ بارھویں حکم میں بر سبیل تذکرہ تقویٰ کا ذکر آگیا تھا اب فرمایا ہے کہ اصلی اور مصنوعی تقویٰ کیا چیز ہے۔ فرمایا محض زبان سے ایمان کا اقرار کر لینے سے نہ ایمان حاصل ہوتا ہے نہ تقویٰ۔ یہ ظاہری صورت ہے باطنی صورت جس کو تقویٰ کہا گیا ہے وہ زبانی اقرار کے بعد چند منازل طے کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا وہ منازل یہ ہیں کہ جب انسان کے دل میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔ وہ اپنی جان اور اپنے مال کو اللہ کی راہ میں لٹا دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے تو اس وقت کہا جا سکتا ہے کہ اس کے دل میں تقویٰ ہے اور جب تک یہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی تقویٰ کا تصور محض وہم ہے۔ وہ لوگ جو نئے نئے اسلام میں داخل ہوتے ہیں ان کی اکثر عادات ہوا کرتی ہیں کہ وہ لوگوں کو یہ جتلاتے ہیں کہ ہم اسلام کے دائرہ کے اندر آگئے ہیں ہم کو یہ دو وہ دو ہم سے فلاں رعایت کرو ارشاد ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کو سنا دیجئے کہ تم اسلام لائے ہو تو احسان کس کے سر پر تم شکر نہیں کرتے کہ خدا نے تمہیں ایمان کی توفیق دی۔ اب لوگوں کو جتاتے پھرتے ہو تمہارا مقصد کیا ہے جاؤ خدا کا شکر بجالاؤ کماؤ اور کھاؤ اور اس کی راہ میں اپنی کمائی سے کچھ خرچ کرو اور اگر مانگنا ہے تو اس سے مانگو جو زمین و آسمان کے غیب کو جاننے والا ہے۔

(۶۶) سورۃ التحریم (۱۰۷)

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں بارہ آیات مبارکہ اور دو رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۷:- اے نبی! جو چیز اللہ نے آپ کے لئے حلال قرار دی ہے آپ اس کو حرام کیوں ٹھہراتے ہیں؟ اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہو؟ اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ اللہ نے تمہارے لئے قسموں کا کفارہ مقرر کر دیا ہے اور اللہ تمہارا مالک ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے اور جب نبی نے اپنی ایک بیوی سے بھید کی ایک بات کہی پھر جب اس نے وہ بات (دوسروں کو) بتادی اور اس چیز کو اللہ نے نبی پر ظاہر کر دیا تو آپ نے کچھ تو جتادی اور کچھ نہ جتائی تو جب آپ نے وہ بات جتائی تو اس نے پوچھا کہ آپ کو کس نے بتایا۔ پیغمبر نے جواب دیا کہ مجھے اس جاننے والے، خبر رکھنے والے خدا نے بتایا ہے۔ اگر تم دونوں توبہ کر لو (تو تمہارے لئے بہتر ہے) کیونکہ تمہارے دل کج روی اختیار کر چکے ہیں اور اگر تم اس کے خلاف سازشیں کرو گی تو یاد رکھو کہ اللہ پیغمبر کا مددگار ہے اور جبریل اور ایمان والے نیک مرد اور ان کے علاوہ فرشتے ان کے مددگار ہیں۔ اگر وہ تم کو طلاق دیدیں تو کچھ عجب نہیں کہ ان کا رب ان کو اور بیویاں دیدے جو تم سے بھی زیادہ بہتر ہوں مسلمان ایماندار ہوں، فرمانبردار ہوں توبہ کرنے والیاں، عبادت گذار، روزہ رکھنے والیاں، بیوہ اور کنواریاں۔ اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ اس پر ایسے فرشتے متعین ہیں جو سخت مزاج (اور) زبردست ہیں اللہ نے ان کو جو حکم دیا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کام کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جائے۔ اے منکرو! آج تم بہانے نہ بناؤ تم کو صرف انہیں اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کرتے رہے ہو۔

شرح:- تحریم کہتے ہیں کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینے کو۔ اس سورۃ میں ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی عادت تھی کہ آپ عصر کے بعد تمام ازواج مطہرات کے گھر خبر گیری کے لئے جایا کرتے تھے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ازواج مطہرات کو آپ سے جس قدر محبت اور شفقت تھی اس کا تقاضا بھی تھا کہ ہر ایک یہی چاہتی کہ آپ میرے پاس زیادہ وقت تک ٹھہریں ایک واقعہ کا ذکر ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے شہد منگوایا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو شہد بہت پسند خاطر ہوتا تھا آپ جب جاتے حضرت زینبؓ آپ کو شہد لا دیتیں اس کے کھاتے کھاتے کچھ وقت گزر جاتا حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جب یہ معلوم ہوا کہ

آپ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں زیادہ دیر تک رہتے ہیں تو انہوں نے ایک تدبیر سے آپ سے شہد چھڑوانا چاہا۔ چنانچہ ایک دن حضور علیہ الصلوۃ والسلام جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے تو وہاں کچھ ایسی گفتگو ہوئی کہ آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وعدہ کرلیا کہ آئندہ میں شہد نہیں کھاؤں گا مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ اس بات کو کسی پر ظاہر نہ کیا جائے کیونکہ ممکن ہے اس سے زینب دل گیر ہو۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ تمام واقعات من و عن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہہ دیئے اور ساتھ ہی یہ بھی درخواست کی کہ راز افشاء نہ ہو۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور مطلع فرما دیا گیا کہ آپ کی بعض ازواج مطہرات اس قسم کے مشورہ کرتی ہیں نیز شہد کو جو ایک حلال چیز ہے ترک کر دینے پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو متنبہ فرمایا کہ ایسی بھی خوش اخلاقی کیا معنی کہ حلال اشیاء کو دوسروں کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ترک کر دیا جائے چنانچہ ارشاد ہوا کہ اے نبی! جو چیز آپ پر حلال ہے آپ اسے اپنی بیویوں کی مرضی حاصل کرنے کیلئے کیوں حرام قرار دیتے ہیں۔ گو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے شہد کو حرام قرار نہیں دیا تھا مگر یہاں ترک محض سے مراد حرام لیا گیا ہے کیونکہ اگر آپ کے ترک کرنے سے رہتی دنیا تک مسلمان شہد کو کبھی استعمال نہ کرتے تو وہ حرام کے حکم میں ہو جاتا۔

فرمایا اگر قسم کھا بیٹھے ہو تو کفارہ دیکر اس کو کھول لو اور آئندہ احتیاط رکھو۔

جب یہ آیات نازل ہوئیں تو آپ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے کہہ سنایا کہ وہ کیا تدبیریں کرتی رہی ہیں وہ ڈریں کہ شائد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے راز افشاء کر دیا ہے لہٰذا پوچھا کہ آپ کو یہ ماجرا کیسے معلوم ہوا۔ آپ نے فرمایا مجھے خدائے علیم و خبیر نے اطلاع دی ہے اس میں اس طرف بھی اشارہ تھا کہ گو تم نے چھپ کر بات کی مگر اس خدا سے جو علیم و خبیر ہے کیا چیز چھپ سکتی ہے۔ بہرحال اگر تم دونوں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا توبہ کرتی ہو تو بہتر ورنہ میرا اللہ کارساز ہے وہ جو میرے تمام معاملات کو خود سدھارتا ہے اگر تم کو طلاق دیدی گئی تو تم سے زیادہ بہتر عورتیں اس کے فضل و کرم سے مجھے میسر آ سکیں گی۔ یہاں ایک اور اشارہ بھی ہے کہ مسلمان عورتوں میں یہ صفات ہونی چاہئیں۔

(۱) مسلمان ہوں یعنی ارکان خمسہ اسلام پر عامل ہوں۔

(۲) مومن ہوں یعنی ایمان کی تمام شرائط سے نہ صرف واقف بلکہ ان پر یقین کامل رکھتی ہوں۔

(۳) قانتات یعنی فرمانبردار ہوں۔

(۴) تائبات ہوں کوئی غلطی یا قصور ہو جائے تو فوراً خدا کی طرف رجوع کرنے والی ہوں۔

(۵) عابدات ہوں یعنی تمام فرضی اور نفلی عبادتوں کو بجالانے والی ہوں۔

(۶) صائمات ہوں یعنی روزہ رکھنے والی ہوں خواہ بیوہ ہوں خواہ کنواریاں مگر مندرجہ بالا چھ صفتیں ان میں ہونی ضروری ہیں۔

فرمایا' اے مسلمانو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ اور وہ اسی طرح بچا سکتے ہو کہ خدا کی نافرمانی سے دنیا میں بچے رہو اور احکام اللہ کے مطابق زندگی بسر کرو یاد رکھو کہ جو لوگ یہاں کوتاہی کریں گے اور کفر و انکار پر جمے رہیں گے ان کا کوئی عذر اس دن قابل قبول نہ ہو گا۔

ترجمہ آیات ۸ - ۱۲:- اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے صاف دل سے توبہ کرو عجب نہیں کہ تمہارا رب تمہاری خطائیں معاف کر دے اور تم کو ایک ایسے باغ میں داخل کر دے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ اس دن اللہ اس نبی کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا۔ ان کے ایمان کی روشنی ان کے آگے اور ان کے داہنی طرف دوڑتی جائے گی وہ کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہمارا نور مکمل کر دے اور ہم کو بخش دے بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اے نبی! کافروں اور منافقوں کے خلاف جہاد کرو اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔ اللہ نے ایک مثال منکروں کے واسطے نوح کی عورت اور لوط کی بیان کی ہے یہ دونوں ہمارے دو نیک بندوں کے گھر میں تھیں۔ مگر انہوں نے ان کی خیانت کی پھر اللہ کے مقابلے میں کوئی چیز بھی ان کے کچھ کام نہ آ سکی اور کہا گیا کہ اور داخل ہونے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی آگ میں داخل ہو جاؤ اور ایک مثال مسلمانوں کے واسطے اللہ نے فرعون کی بیوی کی بیان کی ہے۔ جبکہ اس نے کہا کہ اے میرے رب! تو جنت میں اپنے پاس میرے لئے ایک گھر

بنادے اور فرعون اور اس کے اعمال سے نیز ظالموں کی قوم سے مجھے بچالے اور مریم بیٹی عمران کی، جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا۔ سو اس میں ہم نے اپنی روح پھونک دی اور اس نے اپنے رب کے کلام اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھیں۔

شرح:۔ غلطی کا ہو جانا بشریت کا تقاضا ہے انبیائے کرام کے سوا کون ہے جو معصوم ہو پھر اگر غلطی کی معافی ممکن نہ ہوتی تو کون تھا جس کو رہائی کی توقع ہو سکتی۔ اس واسطے قرآن کریم نے کہہ دیا کہ اگر غلطی ہو جائے تو فکر کی بات نہیں پاک دل سے توبہ کر لو خدا معاف کر دیگا توبہ یہ ہے کہ جو غلطی ہو گئی ہے اس کے معلوم ہوتے ہی انسان اس پر صدق دل سے پشیمان ہو اور عہد کرلے کہ دوبارہ اس غلطی کا ارتکاب نہ کرے گا۔ فرمایا' اگر ایسی توبہ کر لو تو پھر خدا تمہارے تمام گناہ معاف کر دے گا اور کوئی مواخذہ نہ کرے گا فرمایا اے نبی اور اے مسلمانو! تم کفر و منافقت کے خلاف انتہائی شد و مد کے ساتھ جہاد کرو اگر تم نے ایسا نہ کیا اور کفر و منافقت کی بیخ کنی نہ کی تو یہ چیز تم پر بھی مسلط ہو جائے گی لہٰذا سب سے پہلے اپنے گھروں کی خبر لو اور انتہائی کوشش کر کے اپنی بیویوں اور اپنے بچوں کو رشد و ہدایت اور اسلام و ایمان کی راہ پر لے آؤ اگر تمہاری تمام کوششیں بے سود ثابت ہوں تو بھی تمہیں دل گیر نہیں ہونا چاہئے کیونکہ تمہاری طرف سے اتمام حجت ہو گیا۔ اب جو کوئی جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔ دیکھو حضرت نوح اور حضرت لوط علیہ السلام علیہم کی بیویاں باوجودیکہ ہمارے جلیل القدر پیغمبروں کے گھروں میں تھیں۔ خیانت و بددیانتی کی وجہ سے آتش دوزخ کی نذر ہوئیں۔ محض نبی کے گھر میں ہونا نجات کے لئے کافی ثابت نہ ہوا کیونکہ ہر شخص کی نجات خواہ وہ مرد ہو یا عورت اس کے اپنے ایمان و عمل پر منحصر ہے۔

اسی طرح گو فرعون کا کفر اور اس کی سرکشی زمانے بھر میں مشہور ہے مگر اس کی عورت مسلمان اور بڑی ایمان والی تھی۔ اور اگرچہ فرعون نے اس کو طرح طرح کی سزائیں دیں مگر اس نے نعمت ایمان کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ اسی طرح مریم بنت عمران باوجود عورت ذات ہونے کے بڑی بڑی مشکلات سے بچی رہی اور پورے طور پر ہماری فرمانبرداری کرتی رہی۔

(۱۰۸) سورۃ التغابن

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں اٹھارہ آیات مبارکہ اور دو رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱ - ۱۰:۔ ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے اس کی بادشاہی ہے اور اسی کے لئے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر بعض تم میں سے کافر ہیں اور بعض مومن اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو دیکھنے والا ہے۔ اسی نے آسمانوں کو اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں اور نہایت ہی خوبصورت بنائیں اور (بالآخر) اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ وہ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور جانتا ہے کہ جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو اور اللہ سینے کی باتوں کو بھی جانتا ہے۔ کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبریں نہیں آئیں جنہوں نے تم سے پہلے راہ کفر اختیار کی۔ سو انہوں نے اپنے افعال کی سزا چکھ لی اور ان کیلئے (آخرت میں بھی) دردناک عذاب ہے یہ اس لئے کہ ان کی طرف جو رسول بھیجے گئے وہ ان کے پاس جب کھلی نشانیاں اور واضح احکام لائے تو یہ کہتے کہ کیا کوئی بشر ہمارا رہنما ہو سکتا ہے سو انہوں نے (ان کو نہ) مانا اور منہ موڑ لیا اور اللہ نے بھی ان کی پرواہ نہ کی اور اللہ تو بڑا بے نیاز اور حمیدہ صفات ہے۔ کافروں نے یقین کر لیا کہ ہرگز ان کو (دوبارہ) نہ اٹھایا جائے گا۔ کہہ دیجئے میرے رب کی قسم! کیوں نہیں تم کو ضرور اٹھایا جائے گا پھر تم کو بتایا جائے گا جو تم کرتے رہے اور یہ بات اللہ کے لئے بہت آسان ہے سو اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جس کو ہم نے نازل کیا ہے ایمان لاؤ اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔ جس دن وہ تم کو جمع کرے گا (یعنی) حشر کے روز۔ وہی ہار جیت کا دن ہوگا اور جو کوئی اللہ پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا اس کی خطائیں اس سے دور کر دے گا اور ایسے باغوں میں اسے داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی انہیں باغوں میں وہ ہمیشہ

رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے اور وہ لوگ کہ جنہوں نے نہ مانا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہ لوگ دوزخ والے ہیں اسی میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ بڑی ہی بری جگہ ہے۔

شرح:- تغابن کہتے ہیں ہار جیت کو گویا اس سورت میں بتایا گیا ہے کہ جو لوگ اللہ کی دی ہوئی قوتوں کو بے موقع و محل خرچ کرکے راس المال کھو بیٹھے ہیں۔ وہ ہار گئے اور دوزخی قرار پائے اور جن لوگوں نے اللہ کی دی ہوئی قوتوں کو موقع محل پر خرچ کیا۔ وہ ایک ایک کے بدلے ہزار نیکیاں پائیں گے اور اس طرح کامیاب و کامران ہو کر جیتیں گے اور جنتی قرار پائیں گے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ یہ جو آسمان و زمین تم دیکھتے ہو ان میں بسنے والی تمام مخلوق اللہ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتی ہے اور جو کچھ تمہیں نظر آتا ہے سب اسی کی ملکیت ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ فرمایا اے لوگو! تم میں سے وہ بھی ہیں جو خدا کی بادشاہی میں باغیوں کی سی زندگی بسر کرتے اور امن وچین سے نہیں رہتے اور وہ بھی ہیں جو بڑے مطیع و منقاد اور امن پسند ہیں۔ تمہیں چاہئے کہ تم زمین و آسمان کو دیکھو اور اپنی پیدائش پر غور کرو اور اس بات کو خوب سمجھ لو کہ پھر پھرا کر تمہیں پھر اسی کے پاس جانا ہے زمین و آسمان کی کوئی بات اس سے پوشیدہ نہیں حتی کہ وہ تمہارے سینوں کے رازوں سے بھی اچھی طرح واقف ہے۔ سنو اس سے پہلے بھی ہم نے متعدد رسول دنیا میں بھیجے مگر لوگوں نے ان کو جھٹلایا' تو ہم نے ان کو وہ سزا دی کہ آج ان کا ایک فرد بھی تمہیں کہیں نظر نہیں آتا وہ بھی یہی کہا کرتے تھے کہ کیا ہماری رہنمائی کیلئے کوئی بشر آسکتا ہے؟ حالانکہ انسان کی راہنمائی انسان ہی کے ذریعے ہو سکتی ہے۔

فرمایا' وہ یہ بھی خیال کیا کرتے تھے کہ مر کر کون زندہ ہوگا اور تم لوگ بھی ایسا ہی خیال کرتے ہو مگر یقین جانو کہ مرنے کے بعد تم کو ضرور زندہ ہونا ہے۔ اس وقت تم کو بتایا جائے گا کہ تمہارے اعمال نیک تھے یا بد۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ تم کافروں کی تقلید چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول اور اس قرآن پر ایمان لے آؤ جو اللہ نے تمہاری رہنمائی کیلئے نازل کیا ہے کیونکہ ایک دن آنے والا ہے جب دیکھا جائے گا کہ کون جیتا ہے اور کون ہارا۔ یہ تمہاری دنیوی زندگی ایک امتحان گاہ ہے۔ یہاں جو کچھ کرو گے اس کا نتیجہ اگلی زندگی میں پاؤ گے۔ اگر ایمان لے آئے اور نیک کام کرتے رہے تو چھوٹی موٹی لغزشیں بھی

معاف ہو جائیں گی۔ اور بہشت بریں میں داخل ہو جاؤ گے اگر کفر و انکار کا طریقہ اختیار کرو گے تو دوزخ کی آتش سوزاں کی نذر کئے جاؤ گے۔

ترجمہ آیات ۱۱-۱۸:- کوئی مصیبت یا تکلیف بدوں اللہ کے حکم کے نہیں پہنچتی اور جو کوئی اللہ پر ایمان رکھتا ہے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے اور اللہ کو ہر چیز کا علم ہے اور تم اللہ کی اور (اس کے) رسول کی اطاعت کرو پھر اگر تم روگردانی کرو (تو تمہارا ہی نقصان ہے) ہمارے رسول کے ذمے تو صرف کھول کر پہنچا دینا ہے۔ سنو اللہ کے سوا کوئی حاجت روا نہیں اور اللہ ہی کے اوپر مومن لوگ توکل کیا کرتے ہیں۔ اے ایمان والو! تمہاری بیویوں میں سے اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں تم ان سے محتاط رہو اور اگر تم (ان کو) معاف کر دو اور درگزر کرو اور ان کو بخش دو تو یاد رکھو کہ اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ تمہارے مال اور تمہاری اولاد محض آزمائش ہے اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔ سو جہاں تک تم سے ہو سکے تم اللہ سے ڈرو اور سنو اور اطاعت کرو اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو یہ باتیں تمہارے لئے بہتر ہوں گی اور جو کوئی نفس کے بخل سے محفوظ رہے (وہی اچھا ہے اور) یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اگر تم اللہ کی راہ میں خوشدلی سے خرچ کرو تو وہ تم کو دگنا (اجر) دے گا اور (تمہاری خطائیں) تمہیں معاف کر دے گا اور اللہ بڑا قدردان تحمل والا ہے وہ پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والا بڑا زبردست اور حکمت والا ہے۔

شرح:- ارشاد ہوتا ہے کہ اے مسلمانو! اگر دنیا میں رہ کر مصائب سے بچنا چاہو تو یہ ممکن نہیں مصیبت ہر ایک کو آتی ہے اور اللہ کی طرف سے آتی ہے اور اس لئے آتی ہے کہ تم سے غلطیاں سرزد ہوتی ہیں لیکن اگر تمہارے دلوں کے اندر ایمان کامل سرایت کر جائے اور تمہارے دل منور ہو جائیں تو یاد رکھو جس کا دل منور ہو جائے اس سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہوتی۔ ایمان کامل کے حصول کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول ہی کی پیروی کرو اور ادھر ادھر نہ بھٹکو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو اس میں تمہارا اپنا بھلا ہے اور اگر تم نے نہ مانا تو بات کہہ دینا اور راہ بتلا دینا تو ہمارے رسول کا فرض ہے اس پر چلنا نہ چلنا تمہارا کام ہے۔ دیکھو مشکل کے وقت تمہارے کام صرف خدا ہی آسکتا ہے۔ اس واسطے ایک مومن کامل محض اسی پر بھروسہ رکھتا ہے اور تمہاری بیویاں اور تمہاری

اولاد جن سے تم کو اتنا پیار و محبت ہے اور جن کے واسطے تم ذکر الٰہی کو بھلا دیتے اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی برتتے ہو وہ اکثر تمہارے دشمن ہوا کرتے ہیں تم ان سے بچو! ایسا نہ ہو کہ ان کی محبت میں خدا بھی ناراض ہو جائے اور وہ بھی تمہارے کسی کام نہ آئیں۔ اور فرض کیا کہ وہ دنیا میں تمہارے کسی کام آئے بھی اور آخرت میں دشمن ثابت ہوئے تو پھر کیا فائدہ؟ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر نادان بیویوں یا بے سمجھ بچوں سے کوئی ایسا قصور ہو جائے جسے تم تقویٰ و طہارت کے منافی سمجھتے ہو تو ان پر حد سے زیادہ سختی کرنے لگو۔ چاہیے کہ ان کے قصور معاف کر کے ان سے درگزر کرو اور اپنے اور ان کے لئے معافی کے طلبگار رہو اور ان کو ایسی تعلیم دو کہ وہ خود بخود ایمان و ایقان اور تقویٰ و طہارت کی طرف کھچے چلے آئیں۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر بخشش و رحم کی صفت پیدا کرے۔ کیونکہ خدا بڑا بخشنے والا اور رحیم ہے۔ اور انسان بھی اس صورت میں انسان کامل بن سکتا ہے جب وہ بہترین اخلاق سے اپنے آپ کو متصف کرے اور اس حقیقت باہرہ کو بھی فراموش نہ کرو کہ یہ مال و دولت اور یہ آل و اولاد تمہارا امتحان کرنے کو تمہیں دی جاتی ہے ان کے معاملے میں افراط و تفریط دونوں تباہی کا موجب ہوں گے۔ اگر مال سے اتنی محبت کرنے لگو کہ اس کو سوائے خواہشات نفسانی کے اور کسی جگہ خرچ ہی نہ کرو اس کے جمع کرنے یا خدا کے بتائے ہوئے مصارف کی بجائے اور جگہوں میں خرچ کرنے میں لگے رہو تو یہ بھی بری بات ہے اور اگر مال و دولت سے ایسی نفرت کرو کہ اس کے حصول کیلئے کوئی کوشش ہی نہ کرو تو یہ بھی کچھ کم برائی نہیں روپیہ نہ ہوگا تو جہاد فی سبیل اللہ کے اخراجات کہاں سے آئیں گے اور تمہاری تنگی اور بیماری کے دن کیسے کٹیں گے۔ اسی طرح اگر اولاد کی محبت میں اس قدر منہمک ہو جاؤ کہ خدا کو بھی بھلا دو اور حرام و حلال کی تمیز نہ رکھو تو جہاں یہ چیز سخت بری ہے وہاں یہ بھی برا ہے کہ اولاد کی تعلیم و تربیت اور ان کی پرورش و پرداخت میں کما حقہ حصہ نہ لو لہٰذا یہ ایک امتحان ہے اور بڑا کڑا امتحان۔ سنو! اس امتحان میں کامیاب ہونے کا صرف ایک طریقہ ہے اور وہ یہ کہ جہاں تک ہو سکے تقویٰ پیدا کرو خدا کے احکام سنو اور ان پر عمل کرو اور اپنا مال و دولت اور اپنی قوت و طاقت اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ یہی بات تمہارے لئے بہتر ہے۔ تقویٰ تمہارے دلوں کو فراخ کر دے گا اور تنگی دور کر دیگا اور جس کے دل کی تنگی دور ہو گئی سمجھو کہ وہ فلاح پا گیا۔

(۱۰۹) سورۃ الصّف (۶۱)

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں چودہ آیات مبارکہ اور دو رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۱-۹:- جو مخلوق آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں سب اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے اور وہ بڑا زبردست اور حکمت والا ہے۔ اے ایمان والو! تم ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جن پر تمہارا عمل نہیں اللہ کو یہ بات بڑی ناگوار ہے کہ تم ایسی باتیں کہو جن پر تمہارا عمل نہ ہو بلاشبہ اللہ ان لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف باندھ کر لڑتے ہیں کہ گویا وہ دیوار ہیں سیسہ پلائی ہوئی اور (یاد کرو) کہ جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! تم مجھے کیوں ستاتے ہو حالانکہ تم اس بات کو معلوم کر چکے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں جو تمہارے پاس آیا ہوں مگر جب انہوں نے کج روی اختیار کی تو اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا اور اللہ نافرمان اور بدکار لوگوں کو راہ ہدایت نہیں دکھایا کرتا۔ نیز یاد کرو کہ جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں اللہ کا ایک رسول ہوں جو تمہاری طرف آیا ہوں میں اس کتاب تورات کی جو مجھ سے پہلے نازل ہو چکی ہے تصدیق کرتا ہوں اور ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور ان کا نام احمد ہوگا مگر جب وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لیکر آیا تو انہوں نے کہہ دیا کہ یہ تو کھلا جادو ہے اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جا رہا ہو اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافروں کو ناگوار ہی گزرے۔ وہ وہی ہے جس نے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے باقی تمام دینوں پر غالب کر دے خواہ مشرکوں کو برا ہی معلوم ہو۔

شرح:- مدینہ پاک کا ذکر ہے کہ ایک جگہ مسلمان جمع تھے کہنے لگے کہ اگر ہم کو معلوم ہو جائے کہ کون سا کام اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے تو ہم وہی اختیار کریں اس پر یہ

آیتیں نازل ہوئیں۔ فرمایا کہ منہ سے کیوں ایسی باتیں نکالتے ہو جو تم نہ کر سکتے ہو نہ کرتے ہو۔ بندہ کو لاف زنی اور دعویٰ کی بات سے ڈرنا چاہئے زبان سے کسی بات کا کہہ دینا تو آسان ہے لیکن اس کا نباہنا آسان نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص سے سخت بیزار ہوتا ہے جو زبان سے باتیں تو بہت کرے مگر عملاً" کچھ نہ کرے ان آیات کو نازل کرکے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ سمجھایا ہے کہ جو بات کہو سنبھل کر کہو اگر تم یہ پوچھتے ہو کہ اللہ کو کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے تو آؤ سنو اللہ کو وہ لوگ بڑے ہی محبوب اور پسند ہیں جو اس کی راہ میں دشمنوں کے مقابلہ پر ایک سکے کی دیوار بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں جس کا وصف یہ ہے کہ گولیاں یا پتھر کھا کھا کر چھلنی ہو جائے تو ہو جائے مگر ممکن نہیں کہ اپنی جگہ سے انچ بھر پیچھے ہٹ جائے گویا وہ لوگ جو دشمن کے مقابلے پر ایسی دیوار بن کر لڑتے ہیں اور کبھی اپنا قدم پیچھے نہیں ہٹاتے وہ لوگ فی الحقیقت خدا کے محبوب ہیں۔ دیکھ لو حضرت موسیٰ کے متبعین بھی ایسی ہی باتیں کیا کرتے مگر جب موقع آیا تو وہ امتحان میں کامیاب نہ اترے باتیں دھری کی دھری ہی رہ گئیں۔ اسی طرح عیسیٰ ابن مریم کے متبعین بھی بڑی لاف زنی کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اس رسول کی فرمانبرداری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ رکھیں گے جس کی بشارت آپ سنا رہے ہیں۔ مگر اب جبکہ موقع آیا ہے دیکھو وہ کس طرح انکار کئے چلے جا رہے ہیں فرمایا تم لوگ باتیں بنانے میں لگے ہو۔ اور منکران حق جو تمہارے مخالف ہیں وہ اس تگ و دو میں ہیں کہ جس طرح بن پڑے اس دین کو جو اللہ کا ایک نور ہے مٹا دیں۔ حالانکہ خدا اس دین کو مکمل کرکے چھوڑے گا۔ سنو اس رسول کو جو ہم نے بھیجا ہے تو دین حق دے کر بھیجا ہے تاکہ تمام ادیان سابقہ پر ان کو مکمل غلبہ عطا فرمائے۔

ترجمہ آیات ۱۰-۱۴:- اے ایمان والو! کیا میں تم کو ایک ایسی تجارت بتاؤں جو تم کو (آخرت کے) دردناک عذاب سے بچالے (سنو وہ یہ ہے کہ) خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرو۔ اگر تم کو علم ہو تو یہ بات تمہارے لئے بڑی ہی مفید ہے۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو ایسے باغات میں داخل کر دے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور ایسے عمدہ عمدہ مکانات میں جو ہمیشہ رہنے والے باغوں میں ہوں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور چیز بھی جس کو تم محبوب رکھتے

ہو (تمہیں عنایت ہوگی وہ یہ کہ) اللہ کی طرف سے تم کو مدد ملے گی اور ایک قریبی فتح عطا ہوگی اور ایمان والوں کو خوشخبری سنا دیجئے اے ایمان والو! تم اللہ کے (دین کے) مددگار ہو جاؤ جس طرح عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کہ کون ہے جو اللہ کی راہ میں میری مدد کرے تو حواریوں نے کہا تھا کہ ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔ پھر بنی اسرائیل کی ایک جماعت تو ایمان لے آئی اور ایک نے انکار کر دیا۔ سو ہم نے ان لوگوں کی جو ایمان لے آئے تھے۔ ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ (آخر کار) وہ غالب رہے۔

شرح:۔ اس رکوع میں جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت بیان کر کے مسلمانوں کو ترغیب دی ہے کہ وہ اپنی جانیں اللہ کی راہ میں خرچ کر کے دنیا میں حکومت اور آخرت میں خدا کا قرب حاصل کریں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے مسلمانو! آؤ تم کو ایک ایسی سوداگری بتائی جائے جس میں نہ کبھی راس المال کم ہو اور نہ نقصان کا خطرہ لاحق ہو بلکہ اس کا نفع یقینی اور عظیم الشان ہے دیکھو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لا چکے ہو تم اپنی جانوں اور مالوں کو بطور راس المال اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دو وہ ان کے بدلے تمہاری تمام خطائیں بخش دے گا اور ایسے باغات میں تمہیں داخل کرے گا جو تمہارے لئے انتہائی درجے کی خوشی کا باعث ہوں اور اس سے بڑھ کر اور کون سی کامیابی ہے جسے انسان حاصل کر سکتا ہے علاوہ ازیں دنیا میں بھی ہماری مدد و اعانت تمہارے شامل حال ہوگی اور فتح و حکومت بہت جلد تمہارے قدم چومے گی۔

فرمایا اے مسلمانو! تم ہمارے دین، اور پیغمبر کی اسی طرح مدد کرو جس طرح یاران مسیح نے عیسیٰ ابن مریم کی مدد کی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ کہنا تھا کہ کون ہے جو اللہ کے دین کی مدد کرے تو حواریوں نے جھٹ کہہ دیا تھا کہ ہم اللہ کے دین کی مدد کرنے کو تیار ہیں بعد ازاں بنی اسرائیل کی ایک جماعت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مان لیا تھا۔ ہم نے ان کو مخالفوں پر غلبہ دے دیا سو وہ برسر حکومت ہو گئے۔

مقصد یہ ہے کہ اگر مسلمانوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کی اور آپ کے دامن اطاعت کو ہاتھ سے نہ دیا تو ان کی کامیابی بھی ان لوگوں کی طرح یقینی ہے ورنہ خسران و عذاب کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

۱۱۰ سورۃ الجمعہ

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں گیارہ آیات مبارکہ اور دو رکوع ہیں جن کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

منظوم ترجمہ آیات ۱–۸ :-

"بہ ہر لحظہ" بیاں کرتی ہیں تسبیح خداوندی
وہ سب اشیاء جو ہیں افلاک میں اور بر سر گیتی
وہ سب کا بادشاہ ہے سارے عیبوں سے مبرا ہے
حکیم "بے بدل" ہے اور بڑا ہی غلبے والا ہے
وہی ہے جس نے بھیجا امیوں میں خود انہیں میں سے
وہ پیغمبرؐ سناتے ہیں جو ان لوگوں کو پڑھ پڑھ کے
وہ سب آیات جو نازل شدہ اس کی طرف سے ہیں
وہ مرسلؐ تزکیہ بھی "ان کے جسم و جاں" کا کرتے ہیں
سکھاتے ہیں وہ ان سب کو کتاب اور عقل کی باتیں
اور اس کے پیشتر وہ لوگ تھے بین ضلالت میں
اور ان ما بعد والوں کے بھی ہیں وہؐ ہادی کامل
جو ہم مسلک ہیں ان کے اور انہیں ان میں ابھی شامل
کہ وہ تو غلبے والا بھی ہے اور دانائے حکمت بھی
یہ مذکورہ ہدایت فضلؔ مولائے جہاں کا ہے
کہ وہ یہ فضل جس کو چاہتا ہے اس کو دیتا ہے
بڑا ہی فضل کرنے والا ہے وہ داور ہستی
مثال "ازبس" ہے ان توریت پانے والوں کی ایسی
جنہوں نے "اس کو پاکر بھی" نہیں کی پیروی اس کی

کہ جیسے اک گدھا لادے ہے پشتارہ کتابوں کا
بڑی ہی نا سزا حالت ہے اس قوم "ستمگر" کی
کہ جس نے "سرنچہ سر" تکذیب کی آیات داور کی
"ان ایسے" ظالموں کو راہ پر لاتا نہیں مولا۔
یہ کہئے اے یہودیو یہ خوش فہمی ہے گر تم کو
کہ تم اللہ کے بے شرکت غیرے مقرب ہو
تو اپنے منہ سے مرنے کی تمنا کرکے دکھلا دو
اگر "اس اپنے مفروضے میں" تم سب حق بجانب ہو
کبھی وہ اپنے مرنے کی تمنا کر نہیں سکتے
بہ باعث ان گناہوں کے، رہے ہیں مرتکب جن کے
خدائے پاک تو ان ظالموں سے خوب واقف ہے
یہ فرما دیجئے وہ موت جس سے تم گریزاں ہو
تو سن رکھو کہ "اک دن" آ دبوچے گی وہ تم سب کو
پھر اس اللہ کی پیشی میں تم لے جائے جاؤ گے
کہ جو آگاہ ہے مخفی و ظاہر ساری باتوں سے
وہ پھر تم کو تمہارے نیک و بد سارے جتائے گا

شرح:۔ اس سورت میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور قرآن مجید کی تعریف اور علمائے ربانی اور علمائے سوء کا فرق بتایا گیا ہے فرمایا کہ تم تسبیح و تقدیس کرو اس مالک الملک کی جو زمین و آسمان کا مالک ہے اور بڑی عزت و حکمت والا ہے اس کی قدرت دیکھو اور حکمت کہ اس نے بلاد عرب میں جہاں کوئی لکھا پڑھا اور شائستہ و مہذب انسان نہ رہتا تھا اپنا ایک ایسا رسول بھیجا جو انہی کی طرح ان پڑھ تھا مگر اس نے علوم و معارف کے وہ چشمے ان کے درمیان بہائے کہ تمام دنیا ان سے سیراب ہو رہی ہے ان کے دلوں کو ایسا پاک کیا ہے کہ وہ سراپا نور بن گئے۔ وہ جو پتھر دل تھے موم کی مانند نرم ہو گئے وہ جن کا دن رات کا شیوہ ظلم و عصیان تھا۔ مجسم فرمانبردار بن گئے اس ان پڑھ نے ان پڑھوں کو کتاب سکھائی اور حکمت و دانش کے خزانے دیئے اور گو وہ اس رسول کی بعثت سے پہلے محض نا آشنا اور

جاہل تھے مگر اس کے بعد وہ دنیا کے معلم اعلیٰ درجے کے متقی اور پرلے درجے کے عالم بن گئے۔ نہ صرف اس رسول امی کے اپنے زمانے ہی کے لوگوں کو یہ فیض حاصل ہوا بلکہ ان کے علاوہ رہتی دنیا تک جو لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوں گے وہ بھی ان فیوض سے اسی طرح متمتع ہوں گے اور پاک دلی و پاک دامنی کے ساتھ ساتھ ان کو علم و عرفان کی نعمت بھی حاصل ہوگی فرمایا یہود و نصاریٰ کی بات نہ کرو جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی اور علم و حکمت عطا کیا گیا تھا انہوں نے علوم کو پڑھا کتابوں کو جمع کیا اور اس طرح اٹھائے پھرتے رہے جیسے کوئی گدھا بوجھ اٹھائے پھرتا ہے ان کی طبائع پر ان علوم و فنون نے رتی بھر اثر نہ کیا۔ نہ ان کے دل پاک ہوئے نہ ان کی عقلیں صیقل ہوئیں فرمایا گو وہ لوگ علوم ظاہری سے آراستہ و پیراستہ تھے مگر علوم باطنی سے کورے اور اندھے۔ باتیں بڑی جانتے تھے مگر عمل ندارد اور یہی عمل کا فقدان تکذیب آیات کا مترادف تھا جس کی وجہ سے وہ ظالم قرار دیئے گئے اور ظالموں کو کبھی راہ ہدایت نہیں مل سکتی۔ فرمایا ہدایت ان کو کیا ملے گی وہ تو دنیا اور اس کے اسباب پر اتنے لٹو ہیں کہ موت کا خیال ہی ان کے اوسان خطا کر دیتا ہے۔ تجربہ کرنا چاہو تو یہود سے کہہ دیکھو کہ تم جو کہتے ہو کہ ہم خدا کے محبوب ہیں تو پھر موت کی تمنا کرو کہ اس دنیا سے چھٹکارا پا کر خدا کا قرب حاصل کر لو تم دیکھو گے کہ وہ حیران و ششدر ہو کر رہ جائیں گے اور کبھی موت کا نام زبان پر نہ لائیں گے۔

فرمایا' لوگو! جس موت کے خوف سے تم بھاگتے ہو اور چھپ چھپ کر جس سے جانیں بچانا چاہتے ہو وہ ایک نہ ایک دن تم پر ضرور آ کر رہے گی اس سے کسی کو چارہ کار نہیں پھر تم کو پکڑ کر اس کے سامنے پیش کیا جائے گا جو خدا انسان کے ظاہر و باطن تمام حالات سے واقف ہے۔ وہ تم کو بتائے گا کہ تم جو کچھ کرتے رہے ہو وہ کیا تھا۔

منظوم ترجمہ آیات ۹-۱۱:-

نماز جمعہ کی جس دم اذاں ہو اے مسلمانو
تو بیوپاروں کو تج کر ذکر مولا کی طرف چل دو
تمہارے واسطے یہ بات بہتر ہے اگر سمجھو
ادا ہو جائے جب پوری نماز "جمعہ اے لوگو"
تو "مسجد سے نکل کر" اپنی اپنی راہ لگ جاؤ

اور "اس کے بعد" لگ جاؤ تلاش فضل رب میں بھی
بہ کثرت یاد بھی کرتے رہو تم لوگ مولا کی
عجب کیا ہے کہ ہم آغوش ہو تم کامرانی سے
وہ جب بیوپار یا کہ شغل کوئی دیکھ پاتے ہیں
تو اس کی سمت "فوراً" بے تحاشا" دوڑ جاتے ہیں
اور "از بس" آپ کو تنہا کھڑا ہی چھوڑ جاتے ہیں
یہ کہہ دیجئے خدا کے پاس ہیں موجود جو اشیاء
وہ ہیں اس شغل اور بیوپار سے بہتر کہیں زیادہ
کہ سب روزی رسانوں میں خدا ہی سب سے بہتر ہے

شرح:۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے مسلمانو! تم عبادت و عمل کی طرف پوری توجہ کرو سنو جب نماز جمعہ کی اذان ہو جائے تو تم تمام کاروبار چھوڑ کر اللہ کی عبادت کیلئے حاضر ہو جاؤ اور نماز کے لئے پورے اہتمام اور بڑی شان سے آؤ اگر تم کو حقیقت حال معلوم ہو جائے تو تم جانو کہ یہی بات تمہارے لئے بہتر ہے۔ پھر جب نماز ہو جائے تو تم اپنے اپنے کاروبار میں لگ جاؤ اور خدا کے فضل و کرم کی تلاش میں مشغول ہو جاؤ۔ مگر یہ کبھی نہ ہو کہ نماز چھوڑ کر یا خطبہ نماز کو ترک کر کے تم کاروبار تجارت میں لگے رہو۔ دیکھو ہمارے نزدیک یہ بات بے حد بری ہے کہ تم تجارت کی خواہش یا تماشہ دیکھنے کے شوق سے نماز کو ترک کر دو اور اپنے (معزز) امام کو کھڑے کا کھڑا ہی چھوڑ دو۔ سن لو کہ تم جو کچھ تلاش کرتے ہو اس سے کہیں زیادہ بہتر رزق خدا کے پاس ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور وہ بہترین رازق ہے۔

(۱۱۱) سورۃ الفتح (۴۸)

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں انتیس آیات مبارکہ اور چار رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱۔۱۰:۔ (اے نبی!) بیشک ہم نے تمہیں فتح دی اور فتح بھی صاف و صریح تا کہ اللہ تمہاری اگلی اور پچھلی ہر کوتاہی سے درگزر فرمائے اور تم پر اپنی نعمتوں کی تکمیل کرے اور تمہیں سیدھی راہ کی ہدایت دے اور اللہ تمہاری ایسی مدد کرے جو بڑی زبردست ہو۔ وہ وہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں کو تسکین دی تاکہ ان کے ایمان میں اور زیادہ یقین پیدا ہو جائے اور زمین و آسمان کے سب لشکر اللہ ہی کے ہیں اور اللہ کو ہر بات کا علم ہے اور اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں (اور) تاکہ مومن مرد اور مومن عورتوں کو ایسے باغوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کے گناہوں کو دور کر دے اور اللہ کے نزدیک (ان کے لئے) یہ بڑی کامیابی ہے اور منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو خدا سے متعلق بدگمانیاں کرتے ہیں سزا دے یہ گردش بد اور مصیبت کے چکر میں آگئے ہیں اور ان پر اللہ کا غضب ضرور ہوگا اور لعنت ہوگی (علاوہ ازیں) اس نے ان کیلئے جہنم کا (عذاب) تیار کر رکھا ہے جو بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ اور زمین و آسمان کے سب لشکر اللہ ہی کے ہیں اور اللہ بڑا زبردست ہے اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں (اے نبی!) ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری دینے اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کے دین کو تقویت پہنچاؤ اور اس کی تعظیم کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح و تقدیس بیان کرو۔ بیشک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ پھر جو کوئی بد عہدی کرے گا تو اس کی بد عہدی کی سزا اسی کو ملے گی اور جو کوئی اس عہد کو جو اس نے اللہ سے باندھا پورا کرے گا۔ اللہ اس کو عنقریب بہت بڑا اجر دے گا۔

شرح:۔ سن چھ ہجری کی بات ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام بقصد عمرہ مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے مکہ معظمہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر مشرق کی جانب ایک مقام تھا جو حدیبیہ کے نام سے مشہور تھا۔ آج کل اس جگہ کو شمسی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ آپ کے ہمراہ ڈیڑھ پونے دو ہزار صحابہ کرام موجود تھے۔ اہل مکہ نے سمجھا کہ آپ بغرض جنگ آئے ہیں اس لئے انہوں نے لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو پتہ چلا تو آپ نے اسی مقام پر ڈیرہ جما دیا اور حضرت عثمان بن

عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفیر بنا کر سرداران قریش سے بات چیت کرنے کو بھیجا کہ ہم بغرض عمرہ آئے ہیں۔ لڑائی لڑنا ہمارا مقصود نہیں ہے۔ قریش نے جمع ہو کر کہا کہ یہ ممکن نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی تو ہم لوگوں کے دشمن ہوں اور ہم سے لڑائیاں لڑیں اور ہم ان کو مکہ میں داخل ہونے دیں یا عمرہ کی اجازت دیں جو مکہ' بدر اور احد کی لڑائیوں میں منہ کی کھا چکے تھے اور بالخصوص بدر میں اپنے کئی ناموروں کا ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت اٹھا چکے تھے۔ لہٰذا انہوں نے جہالت اور ضد میں آکر عمرہ سے آپ کو روکنے کی ٹھان لی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کر لیا۔ یہ خبر اڑتی اڑتی حدیبیہ پہنچی کہ قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیا ہے۔ اس پر صحابہ کرام میں بڑا جوش پھیل گیا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے صحابہ کرام سے بیعت لینی شروع کر دی۔ ایک ایک شخص آتا اور آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اقرار کرتا کہ میں اللہ کی راہ میں منکران دین سے لڑوں گا۔ بھاگوں گا نہیں۔ مختصر یہ کہ قریش نے بھی اپنا ایک وفد تیار کر کے سہیل بن عمر نامی ایک سردار قریش کی قیادت میں آپ کے پاس روانہ کیا جس نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ یہ معاہدہ کیا کہ

(۱) مسلمان امسال نہ عمرہ کریں نہ حج بلکہ مدینہ واپس چلے جائیں اور اگلے سال عمرہ کیلئے آئیں مگر اس طرح کہ نہ ان کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہو' نہ ہتھیار لگائے ہوں۔

(۲) دس سال تک مسلمان اگر حج یا عمرہ کو آئیں تو مندرجہ بالا طور پر اور اس دوران میں ذیل کی باتوں پر کاربند رہیں۔

(الف) اگر مسلمانوں کا کوئی آدمی مکے والوں کے پاس آگیا تو وہ ان کو مسلمانوں کے پاس واپس نہیں کریں گے۔

(ب) اگر مکے والوں کا کوئی آدمی مسلمانوں کے پاس چلا گیا تو وہ اسے مکے والوں کے قبضہ میں دیدیں گے۔

(ج) جو قبائل جس کے حلیف ہوں گے وہ بھی انہیں میں شامل ہوں۔

یہ معاہدہ بظاہر ایسا تھا کہ مسلمانوں کی کمزوری کا بین ثبوت تھا جس میں بعض پرجوش بڑے رنجیدہ خاطر ہوئے۔ مگر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی دقیقہ رس نگاہ اس

معاہدہ کی خامیوں کو فوراً" تاڑ گئی اور مستقبل قریب میں اس سے جو فوائد حاصل ہونے والے تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر روز روشن کی طرح ظاہر ہو گئے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو تسلی دی اور وہیں سے واپسی کی ٹھان لی راستہ میں یہ سورۃ نازل ہوئی اور مسلمانوں کو اطمینان قلب ہوا۔

اس سورۃ کے ابتدا میں صلح حدیبیہ میں شامل ہونے والوں سے خطاب کیا گیا ہے کہ گو یہ معاہدہ مسلمانوں کی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے مگر درحقیقت یہ پیش خیمہ ہے اس بات کا کہ مکہ معظمہ عنقریب فتح ہو جائے گا نیز صحابہ کرام کی اس مخلص جماعت کو ان کے جوش ایمانی اور بیعت رضوان کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے صلے میں بشارت دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم سب کی ایمان لانے سے پہلے اور ایمان لانے کے بعد سے آج تک کی خطائیں اور لغزشیں معاف فرما دی ہیں اور بتایا کہ ان شرائط پر صلح اس لئے کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی نعمتیں عطا فرمائے تم سب کو راہ راست کی ہدایت کرتا رہے اور اپنے وعدے کے مطابق ہر طریق سے تمہاری مدد کرے پھر ارشاد ہوتا ہے کہ زمین آسمان کے لشکر یعنی کل کائنات اللہ ہی کی ملکیت ہے اور اس کو ہر بات کا علم ہے کہ کس کام کو کس طرح انجام دے اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔

دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے صرف اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بہشت بریں میں جگہ دے اور ان کافروں، مشرکوں اور منافقوں کو جو شکوک شبہات میں پڑے ہیں دردناک سزا دے۔ آخر میں فرمایا ہے کہ جو لوگ آپ سے شریعت اسلام کی پابندی کرنے اور خداوند تعالیٰ کی راہ میں کٹ مرنے کا عہد کرتے ہیں وہ دراصل اللہ تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں پس اگر وہ اس عہد پر قائم رہیں گے تو ان کو عظیم الشان کامیابی اور اجر عظیم عطا کیا جائے گا اور اگر بد عہدی کریں گے تو اس کا خمیازہ بھگتیں گے۔

ترجمہ آیات ۱۱ ـ ۱۷:- جو دیہاتی لوگ آپ کے پیچھے رہ گئے تھے کہیں گے کہ "ہم کو ہمارے مال اور اہل و عیال نے مشغول کر رکھا (اور ہم شریک جہاد نہ ہو سکے) آپ ہماری خطا ہمیں بخشوا دیجئے" یہ لوگ اپنی زبانوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں پوچھئے کہ وہ کون ہے جو اللہ سے تمہارے حق میں کچھ کرا سکے اگر وہ تم کو کچھ

نقصان پہنچانا چاہے یا تمہیں فائدہ دینا چاہے (نہیں، کوئی کچھ نہیں کر سکتا) بلکہ اللہ اچھی طرح تمہارے اعمال سے واقف ہے۔ تم نے تو خیال کیا تھا کہ یہ رسول اور (جہاد میں شریک ہونے والے) مسلمان اپنے گھروں کو کبھی واپس نہ آئیں گے اور یہ بات تمہارے دلوں کو نہایت بھلی معلوم ہوتی تھی۔ تم نے بدگمانی کی اور خود برباد ہوئے اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے (وہ بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا کیونکہ) ہم نے ایمان نہ لانے والوں کے لئے دوزخ کی آگ تیار کر رکھی ہے اور آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے اور وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ جب تم مال غنیمت لینے چلو گے تو پیچھے رہ جانے والے (جو شریک جہاد نہیں ہوئے تھے) عنقریب کہیں گے کہ ہمیں بھی ساتھ چلنے دو۔ یہ چاہتے ہیں کہ فرمودۂ خدا کو بدل ڈالیں کہہ دیجئے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں جا سکتے۔ خدا نے پہلے ہی سے ایسا فرما دیا تھا پھر وہ کہیں گے کہ (خدا نے تو ایسا نہیں کہا ہوگا) تم ہم سے حسد کرتے ہو (حالانکہ ان سے کوئی حسد نہیں کرتا) بلکہ یہ لوگ بہت کم عقل رکھتے ہیں۔ پیچھے رہ جانے والے دیہاتیوں سے کہہ دیجئے کہ عنقریب تم کو ایک جنگجو قوم کی طرف بلایا جائے گا تاکہ ان سے لڑو۔ یا وہ مسلمان ہو جائیں سو اگر تم نے حکم مان لیا تو خدا تمہیں اچھا اجر دے گا اور اگر تم نے منہ موڑ لیا جیسا کہ پہلے موڑ لیا تھا تو اللہ تمہیں دردناک سزا دیگا۔ اندھے پر کوئی گناہ نہیں اور نہ لنگڑے اور بیمار پر کوئی گناہ ہے (اگر وہ شریک جہاد نہ ہوں) اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ اس کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور جو کوئی روگردانی کرے گا اللہ اس کو دردناک عذاب دے گا۔

شرح:۔ اس رکوع میں منافقوں کے حیلے بہانے اور ان کی منافقانہ چالوں کا پول کھول کر رکھ دیا گیا ہے فرمایا یہ لوگ زر کے بندے ہیں ان کو دین سے کچھ غرض نہیں چنانچہ اب جبکہ آپ مکہ سے کامیاب واپس جا رہے ہیں اور آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچا تو وہ منافق لوگ جو اس سفر میں آپ کے ہمرکاب نہ تھے آ کر کہنے لگیں گے کہ ہماری بدقسمتی ہم اس مبارک سفر میں آپ کے ساتھ شامل ہو کر سعادت دارین حاصل نہ کر سکے کیونکہ نہ کاروبار کی نگرانی کرنے والا کوئی تھا نہ بال بچوں کی حفاظت کا کوئی انتظام ہو سکا ورنہ ہم

آپ کے ساتھ جاتے! ارشاد ہوتا ہے کہ یہ ان لوگوں کی چکنی چپڑی باتیں ہیں ان کے دلوں میں کھوٹ بھرا پڑا ہے ان سے بھلا پوچھیں تو سہی کہ اگر تمہارے مال و منال یا تمہاری اولاد کو اللہ کوئی نقصان پہنچانا چاہتا تو کیا تمہاری موجودگی اس نقصان کو ٹال سکتی یا اگر وہ تمہیں کوئی نفع دینا چاہتا تو کیا تمہاری عدم موجودگی خدا کے ارادے میں مانع آ سکتی تھی حقیقت یہ ہے کہ تمہارا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ۔ تمہارا خیال تھا کہ مسلمانوں کو اس مہم میں کامیابی نہیں ہوگی اس واسطے تم شامل نہ ہوئے مگر اب تمہارے اندر اتنی جرأت نہیں کہ حق کا اظہار کر سکو۔ لہٰذا ایسی باتیں بے فائدہ بنا رہے ہو۔ تم خیال کرتے تھے کہ مسلمان ہلاک ہو جائیں گے مگر دیکھنا یہ ہے کہ اب ہلاکت تمہارے اوپر آتی ہے یا مسلمانوں پر۔ فرمایا یہ لوگ دولت دنیا کے اتنے بھوکے ہیں کہ اگر تم کسی ایسی جگہ جاؤ جہاں ان کو خیال ہو کہ تم ضرور ہی کامیاب ہو گے اور مال غنیمت تمہارے ہاتھ لگے گا تو فوراً" آپ سے درخواست کریں گے کہ ہم کو بھی ساتھ لے چلئے اور اگر آپ نے انکار کر دیا تو پھر وہ سو طرح کی باتیں بنانے لگیں گے۔ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ فکر نہ کرو ایک وقت آنے والا ہے جب مسلمانوں کا مقابلہ ایک بڑی جنگجو قوم سے ہو گا۔ اس وقت تمہارے خلوص اور تمہاری صداقت کا امتحان ہو جائے گا اگر تم نے اللہ کے رسول کا کہا مان لیا تو تمہیں اجر عظیم ملے گا اور اگر تم نے پہلے کی طرح پیٹھ پھیرلی اور جنگ سے گریز کیا تو تمہیں بڑی سخت سزا دی جائے گی۔ فرمایا جہاد میں حصہ لینا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ یہاں امیر غریب کا سوال نہیں۔ جہاد کے حکم سے اگر مستثنیٰ ہے تو اندھا لنگڑا اور بیمار یعنی صرف وہ جو میدان جنگ میں کھڑے ہو کر دوش بدوش لڑنے کی طاقت رکھتا ہو۔ باقی جس کسی کو میدان جنگ کی طرف بلایا جائے اور جس کام پر لگایا جائے اسے آنا پڑے گا۔

ترجمہ آیات ۱۸-۲۶:- بلاشبہ اللہ مسلمانوں سے خوش ہوا جبکہ وہ درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے۔ پس اس کو معلوم تھا کہ ان کے دلوں میں کیا ہے پھر اسی نے ان کو تسکین دی۔ اور (ان کی جرأت ایمانی کے بدلے ان کے لئے ایک قریبی فتح کا سامان پیدا کر دیا اور بہت سا مال غنیمت جو ان کو حاصل ہو گا اور اللہ سب سے زبردست ہے اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا جو تم کو حاصل ہوں گی پس سب سے پہلے یہی تم کو دی اور لوگوں کے ہاتھ تم پر اٹھنے نہ

دیئے۔ اور ایک مقصد یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کے واسطے یہ بھی ایک نشان حق ہو اور وہ
تمہیں سیدھی راہ کی طرف لے چلے اور بھی کئی فتوحات (تمہیں حاصل) ہوں گی۔ جو
ابھی تک تمہارے قبضہ میں نہیں آئیں مگر اللہ کے بس میں ہیں اور اللہ ہر بات پر قدرت
رکھتا ہے اور اگر کفار تم سے جنگ کرتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگتے پھر وہ کوئی حامی و مددگار نہ
پاتے یہ اللہ کا دستور ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے اور آپ اللہ کے دستور کو کبھی بدلتا ہوا نہ
پائیں گے اور اسی نے مکہ میں تم کو غلبہ عطا کرنے کے بعد ان کے ہاتھ تم سے اور
تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے تھے اور تم جو کچھ کر رہے تھے اللہ اس کو دیکھ رہا تھا یہ
مکہ والے وہی ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تم کو مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانوروں کو
روکے رکھا کہ وہ اپنی جگہ تک نہ پہنچ جائیں اور اگر یہ خدشہ نہ ہوتا کہ کئی مومن مرد اور
مومن عورتوں کو تم بے خبری میں پاؤں تلے روند ڈالوگے جس کی وجہ سے (بعد ازاں)
تمہیں رنج پہنچے گا (تو تمہیں ابھی فتح دیدی جاتی) نیز یہ بھی مقصود تھا کہ اللہ جس کو چاہے
اپنی رحمت میں داخل کرے۔ اگر وہ ایک طرف ہو جاتے تو ان میں سے کفر و انکار کرنے
والوں کو ہم دردناک سزا دیتے۔ جب کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلیت کے زمانے کی سی
ضد کا تہیہ کر لیا تو اللہ نے اپنے رسول اور مومنوں کو تحمل و برداشت کی قوت عطا کی (اور
ان کو ادب و تہذیب اور) پرہیزگاری کی بات پر قائم رکھا اور وہی سب سے زیادہ اس چیز
کے حقدار اور اہل بھی تھے اور اللہ کو ہر بات کا پورا پورا علم ہے۔

شرح:۔ اس رکوع میں اسی بیعت رضوان کا ذکر ہے جس کو سورۃ کے ابتدا میں بیان کیا
جا چکا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ یہ بیعت جو مسلمانوں نے نبی کے ہاتھ پر ایک درخت کے نیچے
کی اللہ کو بہت پسند آئی کیونکہ اس طرح مسلمانوں نے عام آشکارہ کر دکھایا کہ وہ کس طرح
اسلام اور اللہ کے نام پر مر مٹنے کیلئے تیار ہیں۔ بیعت کے لفظی و لغوی معنی فروخت کر
دینے یا بیچ ڈالنے کے ہیں اور اصطلاح قرآن یا اصطلاح شریعت میں کسی شخص کا اپنی ذاتی
خواہشات کو حصول رضائے الٰہی اور اطاعت رسول کی خاطر ترک کر دینا اور کسی ایسے
بزرگ کے سامنے یا اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ترک خواہشات کرنا اطاعت رسول اور
اطاعت خدا کا اقرار کرنا ہے جس مرد کامل کا سینہ مسلمہ طور پر مشکوۃ نبوت سے منور ہو جو
قرآن پاک کا حامل اور اس کا منبع ہو جو زہد و تقویٰ کا مجسمہ اور حقیقی معنوں میں بندۂ مومن

ہو۔

بیعت کا سلسلہ ابتدائے اسلام سے جاری ہے صحابہ کرام میں سے کوئی ایسی شخصیت نہیں جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اسلام لانے کے وقت بیعت نہ کی ہو اس کے علاوہ مختلف اوقات میں جہاد و دیگر ضروری امور کے لئے بھی بیعت لی جاتی تھی چنانچہ انصار میں سے سب سے پہلے چند لوگوں نے عقبیٰ اولیٰ کے مقام پر حضور رسالت مآب کے ہاتھ پر بیعت کی اور اقرار کیا کہ وہ خدائے تعالیٰ کے احکام کی تکمیل میں اپنی جان اور مال تک قربان کر دیں گے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد ان بزرگان دین کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے بیعت کر چکے تھے اور عین آپ کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ یہ بزرگ اپنے شاگردوں میں سے کامل ترین افراد کو خلیفہ مقرر کرتے تھے۔ یہ سلسلے آج تک رائج ہیں اور بیعت کا کوئی سلسلہ اس وقت تک قابل تسلیم نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ متواتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچتا ہو۔

فرمایا جس مال غنیمت کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا وہ بہت جلد پورا کیا جائیگا اس واسطے اس معاملہ کو جلدی نے ختم کر دیا ہے اور مکہ والوں کو تم پر حملہ نہیں کرنے دیا اور صلح کرا دی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر اس وقت تم پر منکران حق حملہ آور ہوتے بھی تو وہ تم پر غلبہ نہیں پا سکتے تھے گو تم تعداد میں بہت تھوڑے تھے مگر بات یہ ہے کہ ہم نے اصول مقرر کر رکھا ہے کہ جس کے دل میں ایمان ہو اس پر منکران حق غلبہ نہ پا سکیں فرمایا کہ یہ تمہارے لئے مقام شکر ہے کہ بغیر کشت و خون ہوئے تم کو ان سے اور ان کو تم سے بچا لیا اس میں کئی حکمتیں پنہاں تھیں۔ ایک یہ کہ مکہ معظمہ میں اس وقت کئی عورتیں اور مرد ایسے تھے جو اسلام لا چکے تھے مگر کفار کے ڈر سے ظاہر ہو کر نہیں رہ سکتے تھے اگر تمہاری لڑائی ہوتی تو ان میں سے کئی بیگناہ بھی مارے جاتے پھر جب تم کو یہ حقیقت معلوم ہوتی تو تمہیں بہت افسوس ہوتا۔

سن چھ ہجری میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے خواب دیکھا کہ آپ چودہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ بیت اللہ میں بقصد عمرہ تشریف لے گئے ہیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اس خواب کو امر الٰہی کے مترادف سمجھا اور چودہ سو صحابہ کی

معیت میں فوراً" مکہ کا قصد کیا۔ اہل مکہ اپنے اکثر اعزا و اقارب کو جنگ بدر میں خاک و خون میں غلطاں دیکھنے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن ہو چکے تھے اس لئے انہوں نے تہیہ کرلیا کہ وہ مسلمانوں کو مکہ معظمہ میں بقصد عمرہ داخل نہیں ہونے دیں گے بلکہ موقع لگا تو ان کو تہ تیغ کردیں گے۔ بالآخر بڑی بحث و تمحیص کے بعد اہل مکہ اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے مابین ایسی شرائط پر صلح ہوئی جو بظاہر مسلمانوں کے حق میں بڑی گری ہوئی تھیں مگر حقیقت میں مسلمانوں کیلئے وہ شرائط بے حد مفید ثابت ہونے والی تھیں لہٰذا حضور رسالت مآب نے ان کو تسلی دی کہ صبر و حوصلہ سے کام لو جو کچھ ہوا ہے خداوند کریم کی مشیت سے ہوا ہے چنانچہ جب ملال خوردہ مسلمانوں کا یہ قافلہ مدینہ منورہ کو واپس لوٹ رہا تھا تو یہ سورۃ نازل ہوئی اور ان آیات کے ذریعہ بتایا گیا کہ یہ صلح دراصل تمہاری شکست نہیں بلکہ فتح اور فتح کا پیش خیمہ ہے فرمایا حدیبیہ کے مقام پر تمہارے مخالف نے جو رویہ اختیار کر رکھا تھا وہ سراسر جہالت اور ضد پر مبنی تھا اور وہ جو باتیں کر رہے تھے سراسر حماقت اور نادانی کی باتیں تھیں تم ہمارا شکر کرو کہ تم کو تقویٰ پر قائم رکھا اور تمہارے منہ سے کوئی ایسی بات نہ نکلنے دی جو تقویٰ کے خلاف ہوتی اور حقیقت یہ ہے کہ جو ایمان والے ہیں ان سے کوئی ایسی بات سرزد ہی نہیں ہوتی جو مومن کی شان کے خلاف ہو۔

ترجمہ آیات ۲۷-۲۹:- بیشک اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھلایا کہ اللہ نے چاہا تو تم مسجد حرام میں اطمینان کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ سر منڈاؤ گے اور بال کتراؤ گے تمہیں کوئی خطرہ نہ ہوگا۔ جو کچھ تمہیں معلوم نہیں وہ اس کو معلوم ہے پھر اس نے اس سے پہلے تمہیں سردست ہی ایک اور فتح دیدی۔ وہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا ہے تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب ٹھہرائے اور (یاد رکھو کہ حق کے اظہار کو) اللہ ہی کافی ہے۔ (سنو!) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں تم انہیں رکوع کرتے، سجدہ میں جاتے اور اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے دیکھتے ہو۔ ان کی نشانیاں ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے نمودار ہیں ان کے یہ اوصاف تورات میں مذکور ہیں اور یہی انجیل میں ہیں۔ جیسی کھیتی اپنا پٹھا نکال کر اسے

مضبوط کرتی ہے پھر موٹی ہوتی ہے پھر اپنے تنے پر کھڑی ہو جاتی ہے اور کاشتکار کو اچھی لگتی ہے (یہی حال مسلمانوں کا ہے) تاکہ ان سے کافروں کا دل جلائے اور اللہ نے ان جو ایمان لائے اور نیک کام کیے گئے بخشش اور بڑے اجر کا وعدہ کر رکھا ہے۔

شرح:۔ جس سال کا یہ واقعہ ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک خواب دیکھا کہ آپ اور آپ کے ہمراہی مناسک حج ادا کر رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں سے یہ بات کہہ دی منافقوں نے بھی سنا۔ اب جبکہ آپ حدیبیہ کی صلح کے بعد واپس آئے تو منافق لگے باتیں بنانے اور کہنے کہ دیکھو وہ حج کر کے آ رہے ہیں۔ یہ طنزیہ کلام حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو بہت ناگوار گزرا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے منافقوں کا منہ بند کر دیا فرمایا اللہ نے اپنے رسول کو جو خواب میں دکھایا تھا وہ بالکل سچا خواب ہے وہ وقت دور نہیں کہ مسلمان واقعی حرم میں داخل ہوں گے اور بے خوف ہو کر مناسک حج ادا کریں گے۔ لوگوں کو ان شرائط معاہدہ کے پیش نظر جو حدیبیہ میں قرار پائیں کوئی صورت نظر نہیں آتی مگر جو باتیں تمہارے محدود علم میں نہیں آسکتیں اللہ کو ان کا پورا پورا علم ہے وہ جانتا ہے کہ مکہ بہت جلد فتح ہونے والا ہے فرمایا ہم نے جو رسول بھیجا ہے وہ بھی اور اس کے ذریعے سے جو دین اہل عالم کی رہنمائی کے لئے ہم نے مقرر کیا ہے وہ بھی سچا ہے اور ہم نے اس رسول کو اور اس دین کو اس واسطے بھیجا ہے کہ دنیا کے تمام دینوں پر اسے فوقیت دی جائے اور تمام مذاہب کو منسوخ کر کے سب کی جگہ اسی کو رائج کیا جائے۔ ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کی یہ شان خصوصی ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر بے حد رحیم و مہربان ہیں مگر مخالفین دین کے سامنے پتھر سے بھی زیادہ سخت۔ میدان میں مرد مجاہد اور مسجدوں میں عبادت گزار ہیں۔ ان کے یہ اوصاف جمیلہ تمام سابقہ کتابوں میں مذکور ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کی روز افزوں ترقی کاشتکار کی کھیتی کی طرح دشمنان دین کی آنکھوں میں کھٹکتی ہے۔ وہ ہزار اس ترقی کو روکنا چاہیں یہ رک نہیں سکتی۔ کیونکہ ہم نے وعدہ کر رکھا ہے کہ جو ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا اس کے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا اور ایمان و عمل کے بدلے بے بہا اجر دیا جائے گا۔

۱۱۴ سورۃ المائدہ ۵

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو بیس آیات مبارکہ اور سولہ رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

ترجمہ آیات ۱-۵:- اے ایمان والو! اپنے اقراروں کو پورا کرو۔ تمہارے لئے مویشی جانور حلال کر دیئے گئے ہیں مگر وہ جن سے متعلق تمہیں حکم سنایا جائے گا۔ لیکن جب احرام کی حالت میں ہو تو شکار کرنا حلال نہ سمجھ لینا۔ بے شک اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ اے مسلمانو! اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ حرمت والے مہینوں کی اور نہ قربانی کی اور نہ نذر و نیاز کے جانوروں کی جن کی گردنوں میں پٹے ڈال دیتے ہیں اور نہ بیت الحرام کا قصد کرنے والوں کی جو اپنے پروردگار کا فضل اور اس کی خوشنودی ڈھونڈتے ہیں اور جب تم احرام کی حالت سے باہر آؤ تو پھر شکار کر لیا کرو اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس واسطے کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان پر زیادتی کرنے لگو اور نیکی اور پرہیزگاری کی بات میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور ظلم کی بات میں تعاون نہ کرو اور خدا سے ڈرو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ (مسلمانو!) تم پر حرام کر دیا گیا ہے مردار اور خون' اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو خدا کے سوا کسی اور کے لئے نامزد کر دیا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مر گیا ہو اور جو چوٹ سے مرا ہو وہ جو اوپر سے گر کر مر جائے اور جو کسی جانور کے سینگ مارنے سے مر جائے اور وہ جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو مگر وہ جسے تم ذبح کر لو اور وہ جانور جو کسی تھان پر (چڑھا کر) ذبح کیا جائے اور یہ بات بھی کہ تم تیروں کے پاسوں سے (بطور جوئے کے) تقسیم کرو۔ یہ گناہ کی بات ہے' آج تمہارے دین کی طرف سے کافر مایوس ہو چکے ہیں پس تم ان سے ہرگز نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے ''اسلام'' کو دین پسند کیا پھر جو بھوک سے بےقرار ہو جائے (اور) گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو (اور حرام چیز کھا لے) تو اللہ بخشنے والا اور

رحم کرنے والا ہے۔ (اے پیغمبر اسلام!) لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا کیا چیزیں ان کے لئے حلال ہیں کہہ دیجئے پاکیزہ چیزیں تمہارے لئے حلال ہیں اور شکاری جانور جن کو تم نے سدھا رکھا ہو اور ان کو شکار کیلئے دوڑاتے ہو جیسا کچھ اللہ نے تم کو سکھا دیا ہے ویسا ہی انہیں سکھا دو پس وہ جو کچھ تمہارے لئے پکڑ رکھیں (وہ حلال ہے) اسے کھاؤ اور اس پر اللہ کا نام لے لیا کرو اور اللہ سے ڈرو یاد رکھو اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ آج تمام پاکیزہ چیزیں تم پر حلال کر دی گئی ہیں اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کیلئے حلال ہے' اور پاکباز مسلمان عورتیں اور ان لوگوں میں سے پاکباز عورتیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی جا چکی ہے (تمہارے لئے حلال ہیں) جب کہ تم ان کے مہران کے حوالے کر دو' اور تمہارا ارادہ انہیں نکاح میں لانے کا ہو نہ کھلم کھلا بدکاری کرنے کا اور نہ چوری چھپے آشنائی کا اور جو ایمان (کی ان باتوں سے) انکار کرے تو بیشک اس کا کیا دھرا اکارت گیا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

شرح:- سورۃ النساء میں حقوق العباد کی تشریح تھی اور اس سلسلہ میں ان تمام اخلاقی' روحانی اور دیگر ضروری اوصاف کے پیدا کرنے کی تعلیم و ترغیب تھی جو حقوق العباد کے بجا لانے کیلئے لازم و ملزوم کا حکم رکھتے ہیں۔ اس ضمن میں جہاد کا حکم آ گیا تھا کیونکہ جب تک ظالموں کو روکا نہ جائے وہ مسکین طبیعت اور مرنجان مرنج صفت لوگوں کو جینے نہیں دیتے آخر میں اسلامی قانون سے انکار کرنے والوں کو تنبیہہ کی گئی اور اس سلسلے میں یہود' نصاریٰ اور مشرکین عرب اور منافق لوگوں کی گمراہ کن چالوں سے مسلمانوں کو باخبر کیا گیا تھا سورۂ مائدہ کو مسلمانوں کی عملی زندگی کا دستور العمل کہا جائے تو نامناسب نہ ہوگا۔ اس سورت میں اکثر مسلمانوں سے خطاب ہے اور جہاں کہیں کسی اور قوم مثلاً "نصاریٰ کا ذکر بھی آیا ہے تو صرف بطور تمثیل ہے۔ مسلمانوں سے کہا گیا ہے کہ تم جو معاہدے کرو چاہئے کہ انہیں پورا کرو۔ خواہ تمہارا معاہدہ خدا سے ہو خواہ رسول سے اور خواہ دیگر ابنائے جنس سے۔ بہرحال معاہدہ جو بھی ہو اور جس کسی سے بھی ہو اس کو پورا کرنا ہر مسلمان کا فرض اولین ہے۔ خدا کے عہد کا پورا کرنا یہ ہے کہ احکام الٰہی کی اطاعت کی جائے۔ جن باتوں سے روکا گیا ہے ان سے رک جاؤ اور جن باتوں پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا گیا ہے ان پر عمل کرو دوسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ چارپایوں کا گوشت بالعموم حلال ہے اور جن

کا گوشت کھانا منع ہے وہ تمہیں علیحدہ بتا دیئے گئے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ حج و عمرہ کیلئے جب احرام باندھ لیا تو اس حالت میں شکار کرنا جائز نہیں۔ چوتھے' خدا پرستی کے جو رسوم و آداب بتائے جا چکے ہیں ان کی بے حرمتی نہ کرو۔ مثلاً" حرمت کے مہینوں یعنی ذیقعدہ' ذوالحجہ' محرم اور رجب ان چار مہینوں میں جنگ نہ کرو۔ کیونکہ اس طرح حاجیوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ پھر قربانی اور نیاز کے جانوروں سے بھی تعرض نہ کیا جائے نیز حاجیوں کو یا ان لوگوں کو جو بغرض تجارت مکہ المعظمہ کا رخ کریں کسی طرح کا نقصان خواہ وہ مالی ہو یا جسمانی پہنچانا خانہ کعبہ کی توہین کرنا ہے۔

اس کے بعد یہ زریں اصول بتایا ہے کہ نیکی کی باتوں میں تعاون کرو اس میں دوست اور دشمن کی تمیز نہیں۔ برائی سے نفرت اور نیکی سے محبت مسلمان کا شیوہ ہے۔ مثال کے طور پر فرمایا کہ دیکھو اہل مکہ اور مشرکین عرب نے تمہیں حج کعبہ سے بار بار روکا تھا اب جبکہ تم سے وہ خائف ہیں اور تمہیں ان پر قوت بھی حاصل ہے یہ نہ ہونا چاہئے کہ تم اس قوم یا قبیلہ یا گاؤں کے لوگوں کو انتقام کے طور پر حج کرنے سے روکو۔ یاد رکھو کہ حج کرنا ایک نیکی کا کام ہے۔ اس لئے اس میں ہر طرح ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہئے۔ خواہ دشمن قوم کے افراد بھی اس نیکی کے کام میں تمہارے ساتھ شامل کیوں نہ ہوں۔ اس آیت کریمہ سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ اگر برائی کرنے والا مسلمان بھی ہو اور کسی کا اپنا رشتہ دار یا عزیز بھی تو بھی برائی کے کام میں کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کی مدد کرے۔ ہاں اگر نیکی کا کام ہو تو چاہے دشمن اور غیر مسلم بھی اس کی ابتدا کرے' اس میں اس کی مدد کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اس کے بعد کھانے پینے کی چیزوں کی حلت و حرمت کا ذکر ہے اور ایک اصولی بات بتا دی گئی ہے کہ تمام پاکیزہ مفید اور صاف ستھرے جانور حلال ہیں اور وہ جن کے کھانے سے جسم و روح میں نقصان کا احتمال ہو' حرام ہیں۔ اس کے بعد کفار کی مایوسی کا اعلان اور تکمیل دین کی بشارت ہے اس اعلان کے الفاظ نہایت پر اثر ہیں اور ایک فرمانبردار مسلم کے لئے اس میں اطمینان قلب کا کافی سامان ہے۔ فرمایا ہے مسلمانو! آج کفار تمہارے دین کے بارے میں بالکل مایوس ہیں وہ سمجھ چکے ہیں کہ اس دین کے ہوتے ہوئے کوئی اور دین یا کوئی اور دستور العمل کسی طرح نہ انہیں دنیا میں سرفراز کر سکتا ہے اور نہ اخروی زندگی کی خوشیوں کا ذمہ دار ہو سکتا ہے۔

پس اے مسلمانو تم پر لازم ہے کہ غیر مسلموں سے ہرگز نہ ڈرو تمہارے دلوں میں اگر میرا ڈر موجود ہے تو تمام دنیا تم سے مرعوب رہے گی۔ تمہارے دین کو ہم نے ہر طرح مکمل کر دیا ہے اور ہر طرح کی آسانیاں' تمام طرح طرح کے انعامات اور سب طرح کی نعمتیں تمہیں بخش دی ہیں۔ میں خوش ہوں کہ تمہارے لئے میں نے دین اسلام کو منتخب کیا ہے جو تمہیں تمام امور میں میرا فرمانبردار اور عبادت گزار بناتا ہے۔ پس تمہیں چاہئے کہ فرمانبرداری اور عبادت گزاری کو اپنا شعار بنالو۔

پھر اسی حلت و حرمت کے سلسلہ بیان کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ قرآن اور پیغمبر اسلام کے ذریعے سے تمہیں حلال و حرام تو معلوم ہو گیا مگر تم پر کوئی ناقابل برداشت پابندی عائد نہیں۔ اگر بھوک اور پیاس کے مارے تمہاری جان جانے کا اندیشہ ہو تو تمہیں اجازت ہے کہ حرام چیز اس قدر کھالو کہ زندگی بچ جائے خدا تمہارے حال کو دیکھتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی ایسی تکلیف ڈالی جائے جو تمہاری طاقت سے باہر ہو۔

جب یہ آیات نازل ہوئیں تو مسلمان اور خصوصاً" جو یہود و نصاریٰ میں سے اسلام لائے تھے سخت متعجب ہوئے کہ اس قدر آزادی چنانچہ انہوں نے حضور رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ ہمیں ان چیزوں کے نام لے کر بتائیں جو حلال ہیں۔ حکم ہوا کہ مسلمانو! تم پر گزشتہ امم کی سی سختیاں اور پابندیاں نہیں۔ تم پر ہر وہ چیز حلال ہے جو تمہارے لئے نفع رساں ہے۔ صرف وہی چیزیں حرام ٹھہرائی گئی ہیں جو مضر ہیں۔ یا طبائع سلیمہ جن سے متنفر ہیں۔ فرمایا اگر تمہیں شکاری کتوں کے ذریعے شکار کا شوق ہو تو انہیں سدھالو کہ وہ شکار پکڑیں تو اسے خود نہ کھائیں بلکہ پکڑ کر تمہارے پاس لے آئیں۔ نیز اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے روا اور جائز ہے۔ تمدن و معاشرت اور مرد و عورت کے باہمی تعلقات کی نسبت پوچھو تو تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ نکاح صرف پاکباز عورتوں سے کرنا چاہئے' چاہے وہ مسلمان ہوں اور چاہے اہل کتاب بدکار اور وہ عورتیں جو پاکبازی کی زندگی بسر نہ کریں گھریلو زندگی کیلئے موزوں نہیں۔

ترجمہ آیات ۶-۱۱:- اے مسلمانو! تم جب نماز کو اٹھو تو اپنے منہ دھو لیا کرو' اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ' اور سر کا مسح کرلو' اور اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھو لیا کرو اور

اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو (نہا دھو کر) اچھی طرح پاک و صاف ہو جاؤ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی جائے ضرور سے (ہو کر) آیا ہو یا تم نے عورت سے صحبت کی ہو اور تم کو پانی میسر نہ آئے تو پاک و صاف مٹی کا قصد کرو پھر اس سے اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کر لو اللہ تم پر کسی طرح کی تنگی کرنی نہیں چاہتا لیکن وہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک و صاف رکھے اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کرے تاکہ تم اس کا شکر کرو اور اللہ نے تم پر جو احسان کئے ہیں انہیں یاد کرو اور اس عہد و پیمان کو بھی (یاد کرو) جو اس نے تم سے لیا جب تم نے کہا تھا کہ خدایا دعوت اسلام کو ہم نے سنا اور قبول کیا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ دل کی باتوں کو بھی جانتا ہے۔ اے مسلمانو! خدا کے حقوق کو قائم رکھنے والے اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے رہو اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ عدل نہ کرو بلکہ انصاف کرو کیونکہ یہی بات تقویٰ کے زیادہ نزدیک ہے اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تمہارے تمام اعمال سے آگاہ ہے۔ اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کر رکھا ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل (بھی) کئے کہ ان کیلئے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے اور وہ لوگ جنہوں نے (ان باتوں کے ماننے سے) انکار کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہ لوگ دوزخی ہیں۔ اے مسلمانو! اللہ نے تم پر جو احسان کیا ہے اسے یاد کرو کہ جب کچھ لوگوں نے تم پر دست درازی کرنے کا ارادہ کیا تو ان کے ہاتھ تم پر سے اس نے روک دیئے اور اللہ سے ڈرو اور مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں۔

شرح:۔ اس رکوع میں بدنی صفائی، قلبی طہارت اور قیام حق و عدل کی تعلیم ہے۔ فرمایا کہ تمہارے دلوں کی پاکیزگی کیلئے تمہیں نماز کا حکم دیا جا چکا ہے۔ مگر اس کے لئے یہ لازمی ہے کہ اپنا جسم بھی صاف ستھرا رکھو۔ نماز پڑھنے لگو۔ تو پہلے وضو کرو اگر غسل لازمی ہو تو پہلے غسل کر کے پوری طرح پاک و صاف ہو جاؤ۔

ہاں اگر بیماری کی حالت میں پانی تمہارے لئے مضر ہو اور تم وضو کرنے سے قاصر ہو تو پاک و صاف مٹی سے تیمم کر لو۔ یا سفر کی حالت میں پانی میسر نہ آئے تو بھی تیمم کر کے نماز ادا کر سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم ان آسانیوں سے خود سمجھ گئے ہو گے کہ ہمارا مقصد تمہیں آزمائش میں ڈالنا نہیں ہے ہم تو صرف اس قدر چاہتے ہیں کہ تم ظاہر و باطن اور جس قدر قلب کی طہارت حاصل کر کے ہماری نعمتیں پا سکو اور ہمارا شکریہ

ادا کر سکو۔ فرماتا ہے کہ مسلمانو! تمہاری آنے والی نسلیں اور تم اس عہد و پیمان کو یاد رکھو جو تم نے پیغمبر اسلام کے ساتھ بیعت کے وقت باندھا تھا تمہیں یاد رہے کہ تم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سن کر یہ کہا تھا کہ اے پیغمبر! ہم نے سب باتیں سن لیں اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ حرف بحرف ان باتوں پر قائم رہیں گے۔" دیکھو اللہ دل کی پوشیدہ باتوں سے آگاہ ہے۔ اس سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں اب حق و انصاف پر قائم رہو جو تم نے برضا رغبت قبول کرلی تھیں۔ اب خواہ کوئی سبب ہو تم انصاف کا رشتہ ہاتھ سے نہ دو نہ کسی کی دشمنی میں خدا کے کسی فرمان کی خلاف ورزی کرو اور نہ دوستی میں۔ اگر تم ان باتوں پر قائم رہے تو مومن ہو اور تمارے اعمال صالح ہیں تمہارے لئے کرم و بخشش اور اجر و ثواب ہوگا اور اگر تم نے ان احکام کے ماننے سے انکار کردیا تو دوزخ میں جاؤ گے۔ مسلمانو! تم اور تمہاری نسلیں یہ بات یاد رکھیں کہ اگر اسلام کے ابتدائی دور میں لوگوں کے ہاتھ تم پر اٹھنے سے ہم روک نہ دیتے تو آج کہیں تمہارا نام و نشان نہ ہوتا۔ یہ بھی ہماری عنایت تھی جب تم قلیل تعداد میں تھے اور تمام دنیا تمہاری مخالف اور جانی دشمن تھی تو ہم نے تمہیں غلبہ عطا کیا اور ہر طرح کی فراوانی بخشی۔ پس ان احسانات کو یاد کرو مجھ سے ڈرو اور مجھ پر ہی توکل کرو۔

ترجمہ آیات ۱۲-۱۹:- اور بیشک اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ان میں ہم نے بارہ سردار مقرر کئے اور اللہ نے کہا کہ (اے بنی اسرائیل!) میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نے نماز قائم رکھی' زکوٰۃ ادا کرتے رہے' میرے تمام رسولوں پر ایمان لائے اور ان کی مدد کرتے رہے اور اللہ کی راہ میں خوشدلی سے خرچ کرتے رہے تو ہم یقیناً" تمہارے گناہ تم پر سے دور کردیں گے اور یقیناً" تمہیں ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں' پھر اس کے بعد بھی تم میں سے جس نے راہ کفر اختیار کی بیشک وہ راہ راست سے بھٹک گیا۔ پس ان کے عہد توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کردی اور ان کے دلوں کو سخت کردیا (چنانچہ) یہ لوگ کلمات کو اپنی (اصلی) جگہ سے پھیر دیتے ہیں اور انہیں جو نصیحتیں کی گئی تھیں ان میں سے وہ ایک بڑا حصہ بھول گئے اور آپ کو ان میں سے چند لوگوں کے سوا کسی نہ کسی کی خیانت کی اطلاع ہوتی ہی رہے گی پس ان کو معاف کیجئے اور ان سے درگزر کیجئے۔ اللہ نیک کام کرنے والوں کو یقیناً" محبوب رکھتا ہے

اور وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان سے بھی عہد لیا تھا پس وہ بھی ان نصیحتوں کا بڑا حصہ بھول گئے جو انہیں کی گئی تھیں۔ تو ہم نے قیامت تک عداوت و بغض کو ان کے درمیان ڈال دیا اور عنقریب اللہ ان کو بتا دے گا جو کچھ کہ وہ کیا کرتے تھے۔ اے اہل کتاب! یقیناً" تمہارے پاس ہمارا رسول آ چکا ہے۔ کتاب میں سے جو کچھ تم چھپاتے ہو اس کا اکثر حصہ وہ صاف صاف بیان کر دیتا ہے اور بہت سی باتوں سے درگزر کر جاتا ہے۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کا نور اور ایک واضح کتاب آ چکی ہے۔ جس کے ذریعے اللہ ان لوگوں کو سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے جو اس کی خوشنودی کے طالب ہیں اور اپنے حکم سے انہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ بے شک وہ لوگ کافر ہیں جنہوں نے کہا کہ یقیناً" خدا وہی مسیح ابن مریم ہے۔ کہہ دیجئے تو پھر کسی کا کیا اختیار ہے جو اللہ کو ذرا بھی روک سکے' اگر وہ مسیح ابن مریم اور ان کی ماں اور ان سب کو جو زمین میں ہیں ہلاک کر دینا چاہے اور اللہ ہی کی بادشاہت ہے آسمانوں کی اور زمین کی اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے سب کی۔ وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر بات پر قادر ہے اور یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں۔ کہہ دیجئے اگر ایسا ہی ہے تو وہ تمہیں تمہاری بد عملیوں کی وجہ سے کیوں سزا دیتا ہے بلکہ اللہ نے جو اور بشر پیدا کئے ہیں انہیں میں سے تم بھی ہو جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سزا دیتا ہے اور اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے اس کی اور اسی کی طرف بالآخر لوٹ کر جانا ہے۔ اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے جو (خدا کے احکام) تم سے صاف صاف بیان کر رہا ہے' ایسے وقت میں جبکہ رسولوں کا آنا بند ہو چکا تھا تاکہ تم (کبھی) یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس تو نہ بشارت دینے والا آیا اور نہ ڈرانے والا۔ پس تمہارے پاس ایک بشارت دینے والا اور ڈرانے والا آ چکا اور اللہ ہر بات پر قدرت رکھتا ہے۔

شرح:۔ اس رکوع میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کے سامنے یہود کی مثال پیش کی ہے کہ جس طرح ہم نے آج تمہیں اپنی تمام نعمتیں دے رکھی ہیں ایک زمانہ تھا کہ اسی طرح ہماری تمام نعمتیں یہود کو حاصل تھیں۔ انہیں بھی کم و بیش یہی احکامات دیئے گئے

تھے جو آج تمہیں دیئے جا رہے ہیں۔ مگر انہوں نے متعدد نافرمانیاں کیں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ آج مقہور و مغضوب ہیں۔ اور ان کی بجائے تمہیں مخاطب کیا ہے۔ اگر تم نے بھی ان کی طرح نافرمانیاں کیں قرآن کے احکام نہ مانے رسول کی پیروی نہ کی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے زریں اصولوں پر کاربند نہ رہے اور تفرقہ بازی میں پڑ کر ایک دوسرے کی مخالفت میں زور شور دکھایا تو یاد رکھو کہ تم بھی یہود ہی کی طرح مقہور و مغضوب قرار پاؤ گے ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ ہمارے فرمانبردار اور اطاعت گذار بن کر رہیں گے پھر ہم نے انہیں ایک منظم جماعت بنایا اور انہیں یقین دلایا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں تم ہمیشہ غالب رہو گے مگر ہاں تمہیں ان شرائط کا پابند رہنا پڑے گا ایک یہ کہ تم کبھی نماز نہ چھوڑو گے دوسرے زکوٰۃ ادا کرتے رہو گے تیسرے ہمارے رسولوں کی پیروی کرو گے اور اشاعت حق میں ہمیشہ ان کی امداد کرتے رہو گے چوتھے دین حق کے پھیلانے اور بے بس اور نادار لوگوں کی امداد کرنے کے واسطے اپنا روپیہ پیسہ خرچ کرتے رہو گے۔ ہمارا وعدہ تھا کہ اگر وہ ان باتوں پر قائم رہے تو ان کی لغزشوں سے درگذر کیا جائے گا اور دونوں جہانوں میں انہیں راحت و آرام کی زندگیاں عطا کی جائیں گی مگر انہوں نے اپنے عہد کو توڑا اور کسی ایک بات پر بھی قائم نہ رہے بالآخر ایک مدت مدید تک ان کی نافرمانیاں دیکھنے کے بعد ہم نے ان کو ملعون ٹھہرایا اور ان کے دلوں کو واقعی پتھر بنا دیا کہ وہ کوئی بات سمجھ ہی نہ سکیں۔ چنانچہ ان بدبختوں کو دیکھو کہ کلام الٰہی میں تحریف کرنے سے باز نہیں آتے۔ اصل میں وہ مواعظ حسنہ بالکل بھول گئے ہیں جن پر ان کے دین کی بنیاد تھی اور وہ کچھ اس قسم کے دور از عقل کام کر رہے ہیں کہ ہر شخص ان کی حماقت سے باسانی مطلع ہو رہا ہے فرماتا ہے یہی حالت ہو بہو نصاریٰ کی ہے انہوں نے بھی اپنے عہد و اقرار کو توڑا اور مواعظ حسنہ کو بھول گئے اور آپس میں ایک دوسرے سے اس طرح لڑنے جھگڑنے لگے کہ قیامت تک یہ لڑائی فساد جانے والا نہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ اہل کتاب کو سنا دو کہ اب بھی موقع ہے چاہیے کہ جلد از جلد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں جن کی زبان سے وہ اپنے دین میں پیدا کردہ افراط و تفریط سے واقف ہو چکے ہیں۔ فرمایا! لوگو ہم اس شخص کو سیدھی اور سلامتی کی راہ دکھاتے ہیں جو اللہ کی مرضی پر چلے اور اس کے احکام مانے ایسے لوگوں کو جہالت و ظلمت

کی شقاوتوں سے نکال کر علم و بصیرت کی روشنی عطا کی جاتی ہے اور ہمیشہ سیدھی راہ دکھائی جاتی ہے لیکن جو لوگ عیسائیوں کی طرح مسیح ابن مریم ہی کو خدا ماننے لگیں ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مسیح ابن مریم ان کی ماں یا دنیا میں کوئی اور ہستی خواہ وہ کس قدر جلیل القدر ہو اگر ہم اسے ہلاک کرنا چاہیں تو پھر کون ہے جو ہمارے ارادوں میں مزاحم ہو سکے۔ اور اس کو بچا سکے؟ فرماتا ہے ہم نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہم سب کے مالک ہیں اور ہمیں ہر بات پر قدرت تامہ حاصل ہے ہم جس کو چاہیں ہلاک کر دیں جسے چاہیں زندہ رکھیں۔ پھر اے مسلمانو! یہود و نصاریٰ کی سب سے بڑی شقاوت یہ تھی کہ ان میں سے ہر ایک نے اپنے آپ کو خدا کی محبوب ترین جماعت سمجھا' اور فرض کر لیا کہ ہم ہر طرح کے عذاب سے بچے رہیں گے' یہودیوں نے کہا کہ یہودیت کو قبول کر لینا جنت کی اجارہ داری ہے اور عیسائیوں نے کہا عیسائیت کا قبول کرنا یہ معنی رکھتا ہے کہ سب گناہ معاف ہو گئے۔ مسلمانو! تم اس شقاوت سے بچو۔ کل کلاں کو یہ نہ سمجھ لینا کہ زبان سے اسلام کو قبول کر لینا جنت کا ٹھیکہ دار ہو جانا ہے۔ نہیں جنت صرف انہیں لوگوں کی جگہ ہے جو ایمان لانے کے بعد نیک عمل بھی کریں اپنی کتاب کے پورے پابند ہوں۔ رسول کی پیروی کرنے والے ہوں اور ان میں وہ تمام اوصاف حمیدہ ہوں جو ایک فرمانبردار مسلمان میں ہونے چاہئیں۔ فرماتا ہے کہ لوگو! میں نے اب کی مرتبہ ایک ایسا رسول دنیا میں بھیجا ہے جو تمام دنیا کو میری نافرمانی سے ڈرائے اور انعامات کی خوشخبری دے اب آنے والی نسلیں یہ کبھی نہ کہہ سکیں گی کہ ہمارے پاس کوئی بشیر یا نذیر نہیں آیا۔ ہم اس پیغمبر کی تعلیمات کو اس قدر عام کر دیں گے کہ ہر شخص کم از کم آپ کے نام سے ضرور واقف ہو جائے گا۔ پھر کسی شخص کیلئے کوئی عذر قابل سماعت نہ رہے گا۔

ترجمہ آیات ۲۰-۲۶:- اور (وہ واقعہ یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم! اللہ کے ان احسانات کو یاد کرو جب اس نے تم میں سے پیغمبر پیدا کئے اور تم کو بادشاہ (بھی) بنایا اور تمہیں وہ کچھ دیا جو دنیا جہان میں کسی کو نہیں دیا اے قوم! اس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ۔ جو خدا نے تمہارے لئے لکھ دی ہے اور پیٹھ پھیر کر نہ بھاگ جانا ورنہ نقصان اٹھانے والے بن کر لوٹو گے۔ وہ کہنے لگے اے موسیٰ! وہاں تو بڑے زبردست لوگ ہیں اور ہم تو وہاں ہرگز داخل نہ ہوں گے جب تک کہ وہ وہاں سے نہ نکل

جائیں' ہاں اگر وہ اس میں سے نکل جائیں تو ہم ضرور داخل ہوں گے (اس پر) اہل تقویٰ میں سے دو آدمیوں نے کہا جن پر اللہ نے مہربانی کی تھی کہ دروازے میں سے ان پر داخل ہو جاؤ۔ پھر جب تم داخل ہو جاؤ گے تو بلاشبہ تم ہی غالب ہو اور اللہ ہی پر بھروسہ رکھو اگر تم مومن ہو۔ وہ کہنے لگے کہ اے موسیٰ! ہم تو وہاں کبھی نہ جائیں گے جب تک کہ وہ وہاں موجود ہیں۔ ہاں' آپ خود جایئے' اور آپ کا خدا جائے' دونوں جنگ کیجئے۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ (موسیٰ نے) کہا اے میرے رب! اپنے سوا اور اپنے بھائی کے سوا کسی پر مجھے اختیار نہیں پس ہم کو ان نافرمانوں سے جدا کر دے۔ اللہ نے فرمایا تو وہ زمین ان پر چالیس سال تک کیلئے حرام ہے۔ یہ اسی جگہ سرگردان رہیں گے۔ پس آپ ان نافرمانوں پر افسوس نہ کیجئے۔

شرح:۔ اس رکوع میں اللہ عزوجل نے بنی اسرائیل کا ایک تفصیلی واقعہ بیان کر کے مسلمانوں کیلئے صد ہزاراں نشان عبرت و موعظت کو جمع کر دیا ہے واقعہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل ایک مدت دراز تک مصر میں غلامانہ زندگی بسر کرتے رہے۔ وہاں کے حکام کی دشمنی و عداوت سے وہ کچھ اس قدر ذلیل سمجھے جا رہے تھے کہ حیوانوں سے بھی زیادہ بدتر سلوک ان سے روا رکھا جاتا تھا۔ اس پر غیرت الٰہی حرکت میں آئی اور موسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے جب قوم کی رہنمائی شروع کی تو ان کو بتایا کہ تم بزدلی کو دور کر دو اور رسوم و عادات قبیحہ کو ترک کر دو۔ خدا کے فرمانبردار بندے بن جاؤ اگر اس طرح کی زندگی گزارنا تم نے اپنا مقصد بنا لیا تو یقیناً" تمہارے لئے کامیابی ہے۔

جناب موسیٰؑ بنی اسرائیل کو آخر کار مصر سے نکال لائے اور دشت فاران میں تربیت کیلئے چھوڑ دیا اور پھر ان کو جرات دلائی کہ تم معزز قوم ہو' تم میں بڑے بڑے انبیاء پیدا ہوں گے تم دنیا کے وارث ٹھہرو گے۔ اس لئے تم بلا خوف و خطر ارض فلسطین میں داخل ہو جاؤ۔ اس میں تمہاری بھلائی ہے۔

آپ کی قوم نے جواب دیا کہ اے موسیٰ! وہاں بڑے بڑے بہادر لوگ بستے ہیں۔ ہم ان کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتے نہ ہمارے پاس سامان ہے نہ آلات حرب ہیں۔ صدہا برس کی غلامانہ زندگی نے انہیں اس قدر پست ہمت کر دیا تھا کہ کہنے لگے ہم تو کہیں نہیں جاتے اور اگر بیت المقدس میں جانا ضرور ہو تو وہاں کے بسنے والوں کو کہو کہ شہر

چھوڑ کر کہیں نکل جائیں اگر وہ نکل گئے تو ہم پھر داخل ہو جائیں گے اگرچہ حضرت موسیٰ نے بہت سمجھایا بجھایا مگران کی آواز بالکل بے اثر رہی نہ کسی نے سنا نہ کسی نے مانا بلکہ الٹے طیش میں آکر کہنے لگے کہ اے موسیٰ! ہمیں مت ستا۔ ہم ہرگز نہیں جائیں گے اگر تجھے اتنا ہی شوق ہے تو تو اور تیرا رب دونوں جا کر لڑتے پھرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا کے خوف کے مارے کانپ رہے تھے۔ گڑگڑا کر عرض کرنے لگے کہ بار خدایا! مجھے ان لوگوں پر قبضہ حاصل نہیں ہے نہ میں ان کا ذمہ دار ہو سکتا ہوں البتہ میں اور میرا بھائی تیرے ہر حکم کی فرمانبرداری کو حاضر ہیں۔ ہمیں نافرمانوں کی اس قوم سے نجات دلا۔ درگاہ رب العزت سے حکم ہوا کہ اے موسیٰ! گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ صدہا برس کی غلامانہ زندگی نے ان لوگوں کی ہمتیں ایسی پست کر دی ہیں کہ اب ان سے آزادی و اقتدار کے لئے جدوجہد کی کوئی امید نہیں کی جا سکتی۔ ان کے لئے سزا یہ ہے کہ اسی جنگل میں چالیس سال تک بھٹکتے رہیں۔

ترجمہ آیات ۲۷-۳۴:- اور (اے پیغمبر!) لوگوں کو آدم کے دونوں بیٹوں کا سچا واقعہ سنا دیجئے جب ان دونوں نے ایک نیاز پیش کی تو ان میں سے ایک کی نیاز قبول کرلی گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی (اس پر) دوسرا کہنے لگا کہ میں تجھے ضرور قتل کر دوں گا۔ اس نے جواب میں کہا کہ بیشک خدا تو پاکبازوں ہی کی نیاز قبول کرتا ہے۔ تو اگر میری جانب اس نیت سے ہاتھ اٹھائے کہ مجھے قتل کر ڈالے تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھانے کا میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو تمام کائنات کا رب ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ زیادتی میری طرف سے نہ ہو تو ہی میرے اور اپنے گناہ کو اپنے ذمہ لے۔ پھر تو دوزخیوں میں سے ہو جائے اور ظالموں کی یہی سزا ہے تو اس کے نفس نے اسے اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کیا سو اس نے اسے مار ڈالا پس وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گیا پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا اور وہ زمین کریدنے لگا تاکہ اس کو دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو کیونکر چھپائے (چنانچہ) کہنے لگا اے افسوس! کیا میں اس سے بھی گیا گزرا ہوں کہ اس کوے کی مانند ہوتا تو اپنے بھائی کی لاش کو تو چھپا دیتا۔ پس وہ ندامت اٹھانے والوں میں سے ہو گیا۔ اسی بنا پر ہم نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ جو کسی شخص کو بغیر قصاص کے اور بغیر زمین میں فساد پھیلانے کے مار ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو مار ڈالا اور جو کسی شخص کو بچا لے اس

نے گویا تمام انسانوں کو بچالیا اور یقیناً" ہمارے رسول ان کے پاس واضح احکام لیکر آئے۔ پھر اس کے بعد بھی ان میں بہت سے آدمی ہیں جو ملک میں زیادتی کرنے والے ہیں۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں ان کی سزا بلاشبہ یہی ہے کہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں آڑے ترچھے کاٹ دیئے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے۔ یہ تو ان کی رسوائی دنیا میں ہوگی اور آخرت میں بھی ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ مگر ہاں' وہ لوگ جو اس سے پہلے کہ تم ان پر قابو پاؤ۔ توبہ کرلیں (انہیں چھوڑ دو) جان لو کہ اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

شرح:۔۔ اس رکوع میں حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں' ہابیل اور قابیل کا قصہ بیان ہوا ہے اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ انسانی قتل کی کبھی جرات نہ کریں۔ اس سلسلے میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کو بھی اسی طرح قتل انسان سے روک دیا گیا تھا۔ مگر وہ باز نہ آئے اب تم دیکھو کہ کہیں نافرمانوں کے نقش قدم پر نہ چلنے لگو۔ فرمایا حضرت آدم علیہ السلام کا ایک بیٹا متقی' عبادت گزار اور فرمانبردار تھا۔ دوسرا حاسد اور نافرمان۔ ایک دفعہ دونوں نے منت مانی اور قربانیاں دیں۔ خدا کا کرنا یہ ہوا کہ اس دستور کے مطابق ایک کی قربانی تو قبول ہو گئی اور دوسرے کی نہ ہوئی پھر جس کی قربانی قبول نہ ہوئی تھی اس نے طیش میں آکر دوسرے بھائی کو قتل کر دیا۔ اس بیچارے نے ہزار کہا کہ بھائی آخر میرا کوئی قصور بھی تو بتاؤ اور اگر بلا سبب میری جان لوگے تو سمجھ لینا کہ ظالموں میں تمہارا شمار ہوگا اور دوزخیوں میں ٹھکانا اس نے ایک نہ مانی اور حق و انصاف کا خون اپنے سر لیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمنے ظلم و ستم کی اس خون ریزی کو روکنے کی خاطر حکم دیا کہ جو کسی انسان کو قتل کرے گا وہ مجرم ہے' اسے بہت عذاب ہوگا۔ گویا اس نے عام بنی نوع انسان کو قتل کر دیا ہے اور جو کسی شخص کو ہلاکت سے بچالے گا وہ بہت زیادہ ثواب کا مستحق ہے۔ گویا اس نے نوع انسان کو ہلاکت سے بچالیا۔

اس کے بعد یہ ارشاد ہے کہ مسلمانو! تمہارے لئے بھی یہ قانون ہے نیز یاد رکھو کہ اگر کوئی ڈاکو' رہزن یا فتنہ پرداز انسان ملک کے امن و امان میں خلل اندازی کرے اور اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی نافرمانی پر لوگوں کو ابھارے تو ایسے لوگوں کو یا تو جلا

وطن کر دینا چاہیے یا قتل کر دیا جائے' یا سولی پر چڑھائے جائیں یا آڑے ترچھے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں۔ فرماتا ہے کہ یہ تو ان لوگوں کے دنیا میں ذلت و رسوائی کا سامان ہوا۔ آخرت کی بے شمار اور سخت سزائیں اس کے علاوہ ہیں۔ ارشاد ہوا کہ مسلمانو! اگر ایسے لوگ قبضہ میں آنے سے پہلے تائب ہو جائیں اور تمہارے سامنے صدق دل سے اعتراف کر لیں کہ آئندہ کبھی ایسی حرکات نہ کریں گے تو ان کو معاف کر دو اور مطلق مزاحمت نہ کرو۔

ترجمہ آیات ۳۵-۴۴:- اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف پہنچنے کا ذریعہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جان لڑا دو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ جن لوگوں نے راہ کفر اختیار کی اگر ان کے پاس تمام چیزیں ہوں جو زمین میں ہیں اور اسی قدر اور بھی ہوں تاکہ وہ یہ مال دے کر قیامت کے دن عذاب سے جان چھڑائیں تو بھی قبول نہیں کیا جائے گا اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔ وہ چاہیں گے کہ آگ سے نکل جائیں اور وہ وہاں سے نکلنے والے نہیں اور ان کیلئے دائمی عذاب ہے اور چور مرد ہو تو' عورت ہو تو' دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو ان کے اس فعل کے بدلے میں یہ اللہ کی طرف سے بطور سزا کے ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے پھر جو اپنے (اس) ظلم کے بعد توبہ کر لے اور اپنی حالت سنوار لے تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کیلئے ہے وہ جسے چاہے عذاب دے اور جسے چاہے بخش دے اور اللہ ہر بات پر قادر ہے۔ اے رسول جو لوگ کفر پر لپکتے ہیں وہ آپ کو غمگین نہ کر دیں (چاہیے) ان لوگوں میں سے (ہوں) جو منہ سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اور ان کے دل بالکل ایمان نہیں لائے (چاہیے) ان لوگوں میں سے جو یہودی ہیں (یہ لوگ) جھوٹ پر کان لگانے والے ہیں اور جھوٹ پر کان لگاتے تو ہیں دوسروں کیلئے جو تمہارے پاس نہیں آئے' کلمات کو اس کا صحیح محل مقرر ہو جانے کے بعد بدل دیتے ہیں کہتے ہیں اگر تمہیں یہی حکم دیا جائے تو لے لو' اور اگر یہ نہ دیا جائے تو اس سے بچو اور جس کو اللہ فتنے میں ڈالنا چاہے تو اس کیلئے خدا پر آپ کا کوئی زور نہیں چل سکتا یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ بھی نہیں چاہتا کہ ان کے دلوں کو پاک و صاف کرے ان کیلئے دنیا میں ذلت و رسوائی ہے اور ان کیلئے آخرت میں بڑا (سخت) عذاب ہے۔ یہ لوگ جھوٹ کی ٹوہ لگانے

والے (اور) بڑے حرام کھانے والے ہیں اگر یہ آپ کے پاس آئیں تو (آپ کو اختیار ہے کہ) ان کے درمیان فیصلہ کردیں یا کنارہ کش ہو جائیں اور اگر ان سے کنارہ کشی کرلیں تو وہ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اگر آپ فیصلہ کردیں تو ان کے درمیان حق و انصاف سے فیصلہ کریں۔ بیشک اللہ حق و انصاف والوں کو محبوب رکھتا ہے اور وہ آپ کو کیونکر حاکم مان لیں گے۔ حالانکہ ان کے پاس تورات ہے اس میں اللہ کا حکم موجود ہے پھر اس کے بعد بھی وہ روگردانی کرتے ہیں اور یہ لوگ بالکل اعتقاد نہیں رکھتے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں رہزنوں' ڈاکوؤں اور باغیوں کی سزا کا حکم تھا اس رکوع میں فرمایا ہے کہ مسلمانو! برائیوں کے انسداد' اور مجرموں کو سزا دینے کے معاملہ میں خدا سے ڈرتے رہو کہ کہیں کوئی بیچارہ بلاقصور نہ مارا جائے اور کسی پر ناحق زیادتی نہ ہونے پائے۔ تقویٰ و طہارت اختیار کرو کہ اللہ کی طرف پہنچنے اور اس کا تقرب حاصل کرنے کا یہی ایک ذریعہ ہے مگر اس تمام نرم دلی اور قیام حق و عدل کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کی طرف سے بے پروانہ ہونا کیونکہ اس کے بغیر انصاف کا قائم کرنا اور ملک میں امن و امان کا رواج دینا محض ناممکن ہے۔ مسلمانو! اس بات کو یاد رکھو کہ ایمان و اسلام ایک بڑی چیز ہے جس کی تمہیں قدر کرنی چاہئے اور خدا کا شکر بجالانا چاہئے کہ اس نے تمہیں یہ نعمت عطا فرمائی ورنہ منکروں کی زبوں حالی کا کچھ نہ پوچھو یہ لوگ اگر زمین و آسمان کے خزانوں سے دگنے خزانے اور ان کی نعمتوں سے دگنی نعمتیں بھی بطور فدیہ دے کر اس عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہیں گے تو نہ ان کا عوضانہ قبول کیا جائے گا اور نہ عذاب سے چھٹکارا حاصل ہوگا۔ یہ لوگ ہزار چاہیں گے کہ کسی نہ کسی طرح عذاب دوزخ سے نکل جائیں مگر ان کو ہمیشہ قائم رہنے والے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا کہ جہاں سے نکلنا محض ناممکن ہے اسی واسطے اے مسلمانو! تمہیں چاہئے کہ ہر ممکن طریقے سے منکروں کو ایمان و اسلام کی دعوت دو اور جہاں تک تمہارا بس چلے نہ کسی کو ملحدانہ زندگی بسر کرنے دو نہ کسی کو ملک میں بدامنی اور فساد پھیلانے دو۔ باغیوں' ڈاکوؤں' رہزنوں' اور فتنہ و فساد پھیلانے والوں کی سزاؤں کا ذکر ہو چکا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی چوری کرے تو خواہ وہ مرد ہو یا عورت اس کا ہاتھ کاٹ دو کہ اپنے کئے کی سزا پائے اور لوگوں کیلئے نشان عبرت بن کر رہے۔ مسلمانو! تم اس زمانے کے یہودیوں اور منافقوں کی عیارانہ چالوں سے مت گھبراؤ ان کے دل

ایمان سے خالی ہیں اور یہ چغل خوری اور غیبت کے عادی ہیں۔ یہ لوگ پہلے ہی دلوں میں ٹھان لیتے ہیں کہ اگر رسول یا نائبان رسولؐ نے ان کے حسب منشاء بات کہی تو قبول کر لی جائے گی ورنہ صاف جواب دے دیا جائے گا۔ فرماتا ہے کہ یہ لوگ اس قدر سیاہ دل اور گناہ آلود واقع ہوئے ہیں کہ اب اللہ بھی ان کے دلوں کو پاک کرنا نہیں چاہتا اور جس کے دل کو اللہ پاک نہ کرے اس سے نیکی کا کوئی کام کس طرح سرزد ہو سکتا ہے۔

فرماتا ہے کہ منکروں اور منافقوں کی یہ بڑی نشانی ہے کہ وہ جھوٹی باتیں بڑے غور اور بڑے مزے سے سنتے ہیں اور حرام کھانے میں بڑے بے باک ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ اگر تمہارے پاس کوئی مقدمہ لیکر آئیں اور انصاف چاہیں تو اگر مناسب سمجھو تو فیصلہ کرو اور اگر نہ سمجھو تو جواب دے دو۔ شرعاً تم پر کوئی پابندی عائد نہیں ہوتی کہ ایسے لوگوں کے درمیان ضروری فیصلہ کیا جائے گا۔ مگر ہاں جب فیصلہ کرو تو حق و انصاف کے ساتھ کرو۔ کیونکہ ظلم و ناانصافی اور بیجا طرف داری کسی حال میں بھی خدا کو پسند نہیں۔

یہود کی عادت تھی کہ جب ان میں سے کوئی دولت مند یا ذی وجاہت شخص کوئی ایسا گناہ کر بیٹھتا جس کی شرعی سزا بہت سخت ہوتی تو علماء یہود ادھر ادھر کی تاویلیں حیلے بہانے اور ہزاروں طرح کے ایسے سامان تلاش کر لیتے جن کے ذریعے انہیں سزا سے چھڑا لیا جاتا مثلاً "تورات میں زانی کی سزا سنگساری اور قاتل کی سزا قتل ہے۔ یہود ذی وجاہت لوگوں سے مرعوب ہو کر یا ان سے کوئی رشوت وغیرہ کھا کر اکثر انہیں سزا سے چھڑا لیا کرتے تھے۔ اگرچہ وہ خود اپنے میں کے حق پرستوں میں بھی بدنام ہو چکے تھے اور ان کی اس بے ایمانی کا پول عوام پر بھی کھل چکا تھا اور ہر شخص انہیں نگاہ حقارت سے دیکھتا تھا مگر چونکہ قوم کی قوم بگڑی ہوئی تھی عوام بھی علماء کی اس بے ایمانی پر بڑے خوش تھے کہ انہیں نفس پرستی کا موقعہ ملتا تھا لہٰذا یہ مرض روز بروز عام ہوتا چلا گیا حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسی قسم کا ایک واقعہ پیش آگیا۔ علماء یہود نے کہا چلو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلتے ہیں انہیں تورات کے احکام کی کیا خبر وہ جو فیصلہ کریں گے اس سے ایک تو مجرم سزا بھگتنے سے بچ جائے گا دوسرے ہم بھی بدنام نہ ہوں گے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے مقدمہ پیش ہوا۔ آپ نے پہلے تو نہایت حکمت عملی سے ان سے تورات کے حکم کا اقرار کرا لیا پھر اسی کے مطابق فیصلہ کر دیا۔ اسی پر یہ آیت

مبارکہ نازل ہوئی وکیف یحکمونک وعندھم التوراۃ فیھا حکم اللہ یعنی آپ کو یہ لوگ جو حکم بنا رہے ہیں تو آخر کیوں؟ ان کے پاس بھی تو تورات موجود ہے اور اس میں سب احکام لکھے ہوئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ تورات سے تو روگردان ہیں اور ان کے دلوں میں ایمان نہیں یہاں آئے ہیں کہ دھوکہ دے کر اپنی مطلب برآری کرلیں۔

اشارہ ہے کہ مسلمانو! دیکھو کہیں تم بھی دیکھا دیکھی انہیں کی تقلید شروع نہ کر دینا کہ لگو احکام پر پردہ ڈالنے اور امیروں اور دولت مندوں اور رشوت دینے والوں کے عیب چھپانے اگر تم نے ایسا کیا تو بھی انہی میں شمار ہو گے۔

ترجمہ آیات ۴۴-۵۰:- بیشک ہم نے تورات نازل کی اس میں ہدایت اور نور ہے اللہ کے نبی جو اس کے فرمانبردار (بندے) تھے یہودیوں کو اسی کتاب کے مطابق حکم دیتے رہے اور پرستاران خدا و علماء بھی کیونکہ ان کی حفاظت میں اللہ کی کتاب دی گئی تھی اور وہ اس کی حفاظت کرتے رہے پس (اے یہودیو!) تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کو حقیر داموں پر نہ بیچو اور جو اللہ کی نازل کردہ کتاب کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو یہی لوگ کافر ہیں اور ہم نے اس میں یہودیوں پر لازمی قرار دیا تھا کہ جان کے بدلے جان ہے اور آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک ہے اور کان کے بدلے کان دانت کے بدلے دانت ہے اور زخموں کا بدلہ ویسے ہی زخم ہیں۔ پھر جو معاف کر دے تو وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا اور جو اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو یہی لوگ ظالم ہیں۔ اور ان کے بعد انہیں کے نقش قدم پر ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا جو اس کتاب کی تصدیق کرتے تھے جو ان سے پہلے تھی یعنی تورات، اور ہم نے ان کو انجیل دی جس میں ہدایت اور روشنی ہے اور تصدیق کرنے والی ہے تورات کی جو اس سے پہلے تھی اور پرہیزگاروں کیلئے ہدایت و نصیحت تھی اور چاہئے (تھا) کہ اہل انجیل اس چیز کے مطابق فیصلہ کرتے جو اللہ نے انجیل میں نازل کی ہے اور جو اللہ کی نازل کردہ تعلیمات کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے ہی لوگ نافرمان ہیں اور (اے پیغمبر) ہم نے آپ کی طرف سچائی کے ساتھ کتاب بھیجی کہ ان کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو پہلے سے تھیں اور ان کی محافظ بھی ہے۔ پس آپ تو اس چیز کے مطابق ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کیجئے جو اللہ نے نازل کی ہے اور اس سچائی کو چھوڑ کر جو کہ آپ کے پاس پہنچ چکی ہے ان لوگوں کی خواہشوں پر

نہ چلیں۔ تم میں سے ہر ایک (گروہ) کیلئے ہم نے وقتاً" فوقتاً" ایک شرع ٹھہرائی اور ایک طریق اور اگر خدا چاہتا تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن اسے یہ منظور تھا کہ جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے اس میں تمہیں آزمائے پس نیکیوں کی طرف سبقت چاہو آخر کار تم سب کو اللہ کی طرف لوٹنا ہے۔ پھر وہ تمہیں (اس چیز کی حقیقت) بتائے گا جس میں تم باہم اختلاف کرتے تھے اور ہم نے کہا کہ اسی (کتاب) کے مطابق ان میں فیصلہ کیجئے جو اللہ نے نازل کی ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کیجئے اور ان کی طرف سے محتاط رہئے کہ کہیں آپ کو کسی حکم سے جو اللہ نے آپ کی طرف نازل کیا ہے بہکا نہ دیں پھر اگر یہ اعراض کریں تو جان لیجئے کہ اللہ چاہتا ہے کہ ان کے بعض گناہوں کی وجہ سے ان کو سزا دے اور اس میں شک نہیں کہ لوگوں میں بہت سے البتہ نافرمان ہیں۔ تو کیا یہ لوگ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں اور ان لوگوں کیلئے جو یقین رکھنے والے ہیں اللہ سے بہتر فیصلہ کے لحاظ سے کون ہو سکتا ہے؟

شرح:۔ گزشتہ رکوعوں میں قیام حق و عدل اور قیام امن و امان کے سلسلے میں احکام صادر ہوئے ہیں اس رکوع میں اسی سلسلہ بیان کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا ہے کہ مسلمانو! عدل و انصاف قائم کرنے اور امن و امان پھیلانے کے لئے جو احکام تم پر نازل کئے گئے ہیں ہو بہو یہ حکم تورات میں بنی اسرائیل پر نازل ہوئے تھے اگرچہ وہ آج تورات میں اپنی اصلی شکل میں موجود نہیں۔ منحرف ہو چکے ہیں۔ یہ یہود کی تیرہ بختیوں کا نتیجہ ہے سنو! ہم نے تورات کو نازل کیا اور اس میں سراسر روشنی و ہدایت بھر دی۔ ہمارے نبی یعنی دین حق کی پیروی میں جانیں نثار کر دینے والے بزرگ ہمیشہ تورات ہی کے احکام پر چلتے رہے پھر بنی اسرائیل کے مشائخ اور ان کے خدا پرست علماء بھی اس کتاب کے مطابق چلتے رہے اور جہاں تک ان لوگوں کا بس چلا انہوں نے تورات کو تحریف سے بچایا پس اے مسلمانو! تم بھی ان ہی قابل قدر ہستیوں کی تقلید کرو تم بھی اسی طرح خدا کی نازل کردہ کتاب قرآن پر عمل کرو اور لوگوں کو عمل کی ترغیب دو تمہارے مشائخ اور تمہارے علماء بھی قرآن کو دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچائیں اور کسی آیت کا معنی یا مفہوم بگڑنے نہ دیں۔ مسلمانو! کافر کون ہوتے ہیں؟ یاد رکھو کافر انہیں لوگوں کو کہا جاتا ہے جو احکام خداوندی پر نہ خود چلیں اور نہ اوروں کو چلنے کی ترغیب دیں مسلمانو! دیکھو! ہم نے تورات میں حکم دیا تھا کہ جو کسی

کو مارے یا نقصان پہنچائے یا زیادتی کرے تو وہ ادلے کا بدلہ پائے اور اس کو ایسا ہی نقصان پہنچایا جائے اور کہہ دیا تھا کہ جو اس حکم پر نہ چلے گا اس کا نام کافروں میں لکھ دیا جائے گا پھر دیکھو! عیسیٰ ابن مریم کو بھی اس حکمت کے ماتحت چلایا اس کو انجیل دی اس میں بھی یہ سب باتیں مذکور تھیں۔ مسیح نے اعلان کیا کہ میں تورات سے لفظ بلفظ متفق ہوں اور ہماری تعلیمات میں کوئی فرق نہیں۔ اگر دونوں کی تعلیم میں فرق تھا تو اس واسطے کہ تورات میں تحریف ہو چکی تھی اور یہی وجہ تھی کہ انجیل نازل فرمائی گئی۔ انجیل والوں کو بھی حکم دیا گیا تھا کہ دیکھو جو کچھ تمہاری کتاب میں لکھا ہے اسی کے مطابق حکم دو اور اگر ایسا نہ کرو گے تو بدکردار کافروں میں تمہارا شمار ہو گا اور اے مسلمانو! تم پر آج یہ قرآن نازل کیا جا رہا ہے اس واسطے کہ تورات و انجیل میں حد سے زیادہ خورد برد اور قطع و برید ہو چکی ہے قرآن کا دعویٰ ہے کہ میری تعلیمات وہی ہیں جو تورات و انجیل کی تعلیمات تھیں پس اے مسلمانو! تم کسی کی ہوس پرستی اور ہوا کاری کا شکار نہ بنو۔ قرآن کے مطابق ہر بات کا حکم دو۔ جاہ طلبی یا رشوت خوری تمہیں حق بات کہنے سے نہ روکے۔ لوگوں کا خوف دل سے نکال دو اس کی جگہ میرا خوف دل میں پیدا کرو۔ فرماتا ہے کہیں تمہارے دل میں یہ بات نہ آئے کہ اگر قرآن اور دیگر کتب کی تعلیمات ایک تھیں تو پھر ان کے طور طریقوں اور رسوم و عبادات میں کیوں فرق ہوا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ "دین" جو خدا پرستی اور نیک عملی کا قانون ہے وہ تو سب کے نزدیک ایک ہی ہے ہاں دینی زندگی بسر کرنے کے لئے جو طور طریقے اور دستور العمل ہیں وہ مختلف ضرور ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کبھی کوئی کتاب نازل ہوئی اس زمانے کے مقتضیات اور حالات کے پیش نظر دستور العمل ٹھہرا دیئے۔ اس طرح مقتضیات زمانہ اور حالات ہمیشہ بدلتے رہے اور شرع و منہاج بھی ہمیشہ بدلتی رہی مگر ہاں دین کبھی نہیں بدلا۔ عبادت الٰہی کا ہمیشہ حکم دیا جاتا رہا اگرچہ عبادت کے طریقے مختلف ہوتے تھے۔ جہاد کا حکم ہمیشہ دیا جاتا رہا اگرچہ اس کے طریقے اور شرائط مختلف ہوتے اسی طرح قیام امن اور قیام حق و معدلت کا حکم ہمیشہ سے چلا آ رہا ہے۔ الحاصل "دین" کبھی نہیں بدلا۔ دستور العمل اور منہاج و شریعت ضرور بدلے ہیں اور لوگوں نے انہی شرائع کے اختلاف کی بنا پر گروہ بندیاں قائم کر لی ہیں اور لڑنے جھگڑنے لگے ہیں۔ اگر نگاہ حق سے دیکھیں تو انہیں معلوم ہو کہ دین سب کا ایک ہے۔ عقائد سب کے یکساں ہیں اور طریقہ

وہی مستحسن ہے جو مقتضیات وقت کے پیش نظر جب خدا نے چاہا ہے مقرر کر دیا ہے۔ پس اے مسلمانو! اگر لوگ اب بھی تمام طریقے چھوڑ کر تمہارا طریقہ اختیار نہ کریں تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ وہ خود اس کی سزا بھگتیں گے تم ان سے مزاحم نہ ہو۔ ہاں اگر وہ جہالت پھیلائیں خدا کے احکام سے لوگوں کو روگردان کرنا چاہیں تو پھر کسی سے مت ڈرو۔ اور خدا کے نافرمانوں سے اچھی طرح نبٹ لو۔ یاد رکھو خدا کا حکم ہی سب سے اچھا حکم ہے اور اسی کا بول بالا ہونا چاہئے۔

ترجمہ آیات ۵۱ - ۵۶:- اے مسلمانو! تم یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو ان کو دوست بنائے گا تو وہ یقیناً" انہیں میں سے ہے۔ یقین کرو اللہ ان لوگوں کو کبھی ہدایت کی توفیق نہیں دیتا جو ظالم ہیں۔ پھر (اے پیغمبر!) جن لوگوں کے دلوں میں روگ ہے آپ دیکھیں گے کہ وہ انہیں لوگوں میں تیزی سے گھسے جا رہے ہیں۔ کہتے ہیں "ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں کسی مصیبت کے پھیر میں نہ آ جائیں" سو قریب ہے (وہ وقت) کہ اللہ فتح کا سامان کر دے یا اپنی طرف سے کسی اور بات کا پھر یہ لوگ ان باتوں پر نادم ہوں جو انہوں نے اپنے دلوں میں چھپا رکھی تھیں اور ایمان والے کہیں گے کہ کیا یہی لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی مضبوط قسمیں کھائی تھیں کہ وہ یقیناً" تمہارے ساتھ ہیں ان لوگوں کے (تمام) اعمال اکارت گئے اور بالآخر وہ خائب و خاسر ہو کر رہ گئے مسلمانو! تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ عنقریب ایسے لوگ لا موجود کرے گا جن کو وہ چاہتا ہو اور وہ اسے چاہتے ہوں۔ جو مسلمانوں کے لئے مہربان ہوں گے اور کافروں کیلئے سخت' اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے دے اور اللہ بڑی وسعت اور بڑے علم والا ہے۔ (مسلمانو!) تمہارا رفیق تو صرف اللہ اور اس کا رسول ہے اور وہ مومن ہیں جو نماز قائم رکھتے' زکوٰۃ دیتے اور (خدا کے حضور) جھکنے والے ہیں اور جو اللہ کو' اور اس کے رسول کو ایمان والوں کو دوست رکھے گا تو یاد رکھو کہ (یہ اللہ کا گروہ ہے اور) اللہ کا گروہ ہی غالب رہنے والا ہے۔

شرح:- گزشتہ رکوع میں شرع و منہاج اور دین کا فرق بتلایا گیا تھا اور امر پر زور دیا گیا تھا کہ دین سب امتوں کا ایک ہی رہا ہے ہاں "شرع و منہاج" بدلتے رہے ہیں اور یہ کہ

جب حالات زمانہ کے "مطابق" "منہاج" کو بدلنا ضروری ہوتا تھا۔ بدل دیا جاتا رہا اب دیندار وہی لوگ ہیں جو منہاج کی ان تبدیلیوں کو تسلیم کرکے رسول کی آواز پر لبیک کہہ اٹھیں۔ اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانو! یہود و نصاریٰ سے مطلق توقع نہ رکھو۔ وہ تمہارے یار و مددگار نہیں ہوسکتے۔ وہ باوجود اس قدر باہمی دشمنی کے تمہارے مقابلہ پر اکٹھے ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ دشمنان دین ہیں اگر تم ان کے ساتھ دوستانے قائم کروگے تو تمہارا نام بھی انہیں میں لکھ دیا جائے گا وہ ظالم و کفار لوگ ہیں اور خدا ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ ارشاد ہوتا ہے مسلمانو! نہ تو کافروں سے میل جول رکھو نہ دل میں منافقت رکھو بلکہ تمہیں چاہئے کہ پورے اخلاص کے ساتھ دین مبین پر قائم رہو۔ دیکھو خدا کو نفاق پسند نہیں ہے۔ اگر تم خدا سے محبت کروگے تو خدا تم سے محبت کرے گا ورنہ تمہارے نیک عمل بھی ضائع اور اکارت جائیں گے۔

فرماتا ہے مسلمانو! تمہاری شان یہ نہیں ہے کہ "نیمے دروں نیمے بروں" رہو بلکہ تمہاری شان یہ ہے کہ تم خالص و مخلص مسلمان بن کر رہو۔ تمہیں چاہئے کہ مسلمانوں کے ساتھ کمال ہمدردی' کمال ملاطفت اور بھائی بھائی بن جاؤ اور منکرین دین کے ساتھ سخت گیر' قہرمان اور غالب ہو کر رہو۔ خدا کے دین کی خاطر جہاد کرو اور ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈرو' ڈرو اس خدائے قدوس سے جو برائی کی سزا دینے اور نیکی کا اجر عطا کرنے والا ہے۔ دیکھو مسلمانو! یہ تم پر بڑا ہی فضل ہے کہ تمہیں ایک غازی اور نڈر قوم بننے کا حکم دیا گیا ہے دیکھو! تمہارا دوست اللہ ہے اللہ کا رسول ہے اور وہ مسلمان ہیں جو نماز پڑھتے' زکوٰۃ ادا کرتے' اور خدا کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ یاد رکھو' جو اللہ کو' اللہ کے رسول کو اور ایسے مسلمانوں کو دوست بنالے تو وہ اللہ کے گروہ میں سے ہو گیا۔ جو کبھی مغلوب ہونے والا نہیں مسلمان اس آیت مبارکہ پر توجہ کریں اور دیکھ لیں کہ وہ تب ہی مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں جب شریعت اسلامی کے تمام ارکان کا احترام کریں۔ نماز پڑھیں روزے رکھیں' زکوٰۃ دیں' حج کریں جہاد کے لئے تیار ہوں۔ اپنے فیصلے شریعت اسلامی کے مطابق کریں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پابند ہوں۔ اگر یہ باتیں نہیں تو اسلامی نام رکھ لینے یا مسلمان گھرانے میں پیدا ہو جانے سے کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا مسلمانو! تمہاری قوم اسی وقت تک زندہ رہ سکتی ہے جب تک تم آپس میں رحمدل رہو گے اور ایک

دوسرے کو فائدہ پہنچاؤ گے۔ منکرین حق کے مقابلہ میں نرم و ملائم گفتگو بالکل موزوں نہیں ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ تم اپنی جمعیت بناؤ اور منکران دین کی جمعیتوں کو منتشر کر دو۔ اگر یہ نہیں تو پھر ایک دن آئے گا جب تمہارا نام و نشان مٹ جائے گا۔

ترجمہ آیات ۵۷-۶۶:- اے ایمان والو! ان لوگوں میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی جا چکی اور کافروں میں سے جن لوگوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا رکھا ہے انہیں اپنا رفیق نہ بناؤ اور اللہ ہی سے ڈرو۔ اگر (فی الحقیقت) مومن ہو۔ اور جب تم نماز کے لئے پکارتے ہو تو یہ لوگ اسے ہنسی اور کھیل سمجھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ بالکل عقل نہیں رکھتے کہہ دیجئے اے اہل کتاب! تم ہم میں اس کے سوا کون سی بات معیوب سمجھتے ہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس کتاب پر جو ہماری طرف نازل کی گئی اور ان پر جو پہلے نازل کی گئیں اور یہ کہ تم میں سے اکثر نافرمان ہیں۔ (اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کیا میں تمہیں ان لوگوں کے متعلق بتاؤں جو اللہ کی نظر میں جزا کے لحاظ سے کہیں برے ہیں۔ وہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر غضب نازل کیا اور ان میں بعض کو بندر اور سور بنا دیا اور جو شیطان کو پوجنے لگے یہی لوگ درجے کے لحاظ سے بدترین ہیں اور سیدھی راہ سے بھی بہت بھٹکے ہوئے ہیں اور جب یہ لوگ آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں حالانکہ وہ کفر ہی لے کر آئے تھے اور اسی کو ساتھ لے کر چلے گئے اور جو کچھ وہ (دلوں میں) چھپاتے ہیں اللہ اسے خوب جانتا ہے اور آپ ان سے بہتوں کو دیکھیں گے کہ وہ گناہ' سرکشی اور حرام مال کھانے میں بہت جلدی کرتے ہیں یقیناً" ان کے یہ کام برے ہیں ان کے مشائخ اور علماء انہیں گناہ کی باتیں کرنے اور حرام مال کھانے سے کیوں نہیں منع کرتے واقعی ان کے یہ افعال برے ہیں اور یہود کہتے ہیں کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے (یعنی اللہ بخیل ہے) انہیں کے ہاتھ بندھے رہیں اور یہ کہنے پر وہ ملعون ٹھہرائے گئے ہیں' بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے اور ان میں سے بہتوں کو وہ (کتاب) جو آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کی گئی ہے سرکشی اور انکار میں بڑھا دے گی اور ہم نے ان کے درمیان قیامت تک کے لئے عداوت و بغض ڈال رکھا ہے۔ جب کبھی وہ جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے اور ملک میں فساد کیلئے دوڑے پھرتے ہیں اور اللہ فساد کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتا اور

اگر اہل کتاب ایمان لے آتے اور خدا سے ڈرتے تو ہم یقیناً" ان کے گناہ معاف کر دیتے اور انہیں نعمتوں والے باغوں میں داخل کرتے اور اگر یہ تورات' انجیل اور جو ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے نازل ہوا اسے قائم رکھتے تو البتہ وہ اپنے اوپر سے بھی کھاتے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے بھی (یعنی انہیں بڑی فراخی حاصل ہوتی) ان میں ایک گروہ میانہ رو بھی ہے اور ان میں سے اکثر تو جو کر رہے ہیں برا کر رہے ہیں۔

شرح:۔ اس رکوع میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ شریعت کا احترام کریں اور دوسروں کو اس پر مجبور کریں اور اگر وہ دیکھیں کہ ان کے سامنے شریعت کی بے حرمتی ہو رہی ہے اور ان کا ان پر بس نہیں چل سکتا تو چاہئے کہ وہ جگہ کو چھوڑ جائیں اس سلسلے میں یہود و نصاریٰ کی شقاوتوں کا ذکر بھی آ گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے مسلمانو! جو لوگ تمہارے دین کی کسی بات پر ہنسی اڑائیں خواہ وہ یہودی ہوں یا عیسائی یا کسی اور مشرکانہ گروہ سے متعلق ہوں تمہارا فرض ہے کہ تم ان کے ساتھ میل جول نہ رکھو نہ ان کو رفیق مددگار بناؤ۔ تمہیں خدا سے ڈرنا چاہئے اور ایسے لوگوں کی باتیں سننے کے لئے بے حس نہ ہو جانا چاہئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا نام مومنوں میں لکھا جائے تو پھر تمہیں دینی جمعیت کا ثبوت دینا پڑے گا دیکھو بعض دفعہ ایسا ہو گا کہ بعض لوگ محض اس واسطے تمہارے ساتھ عداوت روا رکھیں گے کہ تم مسلمان ہو حالانکہ وہ خود بڑے ہی فاسق اور بدکار ہیں۔ اے مسلمانو! ایسے بدکار اور نافرمان لوگوں کو سنا دو کہ اس سے پہلے بھی دنیا میں بعض لوگ اس طرح کے گزر چکے ہیں انہوں نے بھی اپنی شریعتوں کے احکام کی پیروی نہیں کی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے ان پر لعنت کر دی اور بعض کو بندر اور بعض کو سور بنا دیا اور بعض شیطانی قوتوں کے پجاری بن گئے یہی وجہ ہے کہ آج ان لوگوں کے نقش قدم پر چلنے والے بھی اسی طرح شریر النفس ہو گئے ہیں۔ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ ہم دل و جان سے مسلمان ہو گئے ہیں۔ حالانکہ دل میں کفر پوشیدہ ہے دوسری طرف مسلمانوں کے مخالفوں سے ساز باز کرتے ہیں فرماتا ہے مسلمانو! تم ان کی پروانہ کرو اگر تم شریعت کا احترام کرتے رہے تو بہت جلد ان لوگوں کے منہ بند ہو جائیں گے پھر فرماتا ہے مسلمانو! یہود کی شقاوت دیکھو کہ وہ تورات کے حکموں کو توڑ رہے ہیں۔ ملک میں بدامنی پھیلاتے' گنہ گاری کو رائج کرتے اور حرام کھانے میں بے باکی کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر ان کے مشائخ و

علماء کو دیکھو کہ خاموش بیٹھے ہیں اور انہیں منع تک نہیں کرتے یہ ہیں وہ شقاوتیں جن کی بنا پر قوموں کو سزا ملا کرتی ہے۔ دیکھنا کہیں تم بھی ایسے نہ ہو جانا۔ پھر یہود کی دیدہ دلیری اور بد بختی تو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق کس قدر گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاتھ بستہ ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ گستاخی، سرکشی اور کفر کے کلمات ہیں۔ ان لوگوں میں حمیت دینی باقی نہیں رہی اسی واسطے ایسی ایسی واہی تباہی باتیں قرآن کی مخالفت کے سلسلے میں کہہ جاتے ہیں۔ اس کی سزا ان کو یہ مل رہی ہے کہ خود ان کے اندر پھوٹ پڑ گئی ہے۔ جو قیامت تک جانے والی نہیں اور اے مسلمانو! اگر تم مسلمان رہے تو یہ لوگ فتنہ و فساد کی جو آگ بھڑکائیں گے ہم اسے بجھادیں گے اور انہیں ان کے ارادوں میں ناکام رکھیں گے۔ مسلمانو! یہودی احکام تورات کی مخالفت کرکے دنیا میں فساد پھیلا رہے ہیں تم ایسا نہ کرنا۔ ہمیں فتنہ و فساد پھیلانے والے لوگ پسند نہیں۔ مسلمانو! اگر اہل کتاب ایمان لے آتے اور خدا سے ڈرتے۔ تو ہم ان کے گناہ معاف کر دیتے اور باغات جنت میں داخل کرتے۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اگر وہ تورات اور انجیل پر چلتے اور اگر وہ ان احکام پر عمل کرتے جو انہیں دیئے گئے تھے تو انہیں کوئی تکلیف نہ ہوتی۔ انہیں تمام آسائشیں عطا کردی جاتیں اوپر سے ان پر برکات سماوی نازل ہوتیں اور ان کے پاؤں کے نیچے سے زمین خزانے اگل اگل کر ان کے سامنے رکھ دیتی۔ مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔ مسلمانو! یاد رکھو اگر تم بھی قرآن پر نہ چلو گے اور ان احکام پر عمل نہ کرو گے جو تمہیں دیئے گئے ہیں تو مسکنت و افلاس اور ذلت و ادبار کی مار تم پر پڑے گی اور اگر فرمانبردار رہو گے تو زمین و آسمان کی اس قدر نعمتیں تمہیں میسر آئیں گی کہ تم سمٹ نہ سکو گے۔ دیکھو مسلمانو! اگر یہود کو ان کی نافرمانی کی وجہ سے سزا دی گئی تو یہ نہ سمجھو کہ ان میں کوئی بھی حق و عدل پر قائم نہیں اور سب کے سب جادۂ مستقیم سے دور ہیں۔ نہیں نیک لوگ بھی ہیں مگر اکثریت بروں کی ہے۔

ترجمہ آیات ۶۷-۷۷:- اے رسول آپ کے رب کی جانب سے آپ پر جو کچھ نازل ہوا ہے اسے لوگوں تک پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو (یاد رہے کہ) آپ نے خدا کا (کوئی) پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ آپ کو لوگوں سے حفاظت میں رکھے گا یقین جانو کہ اللہ راہ کفر اختیار کرنے والوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ کہہ دیجئے اے اہل کتاب! تمہارا

کوئی دین نہیں جب تک تم توریت' انجیل اور ان (کتابوں) کو قائم نہ کرو جو تم پر تمہارے رب کی جانب سے نازل ہوئیں۔ اور ان میں سے بہتوں کو جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ یقیناً" سرکشی اور انکار میں بڑھادے گا پس ان لوگوں پر جو کافر ہیں افسوس نہ کیجئے بلاشبہ مسلمانوں' یہودیوں' صابیوں اور عیسائیوں میں سے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائے' اور نیک عمل کرے تو ایسے لوگوں پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اس میں شک نہیں کہ ہم بنی اسرائیل سے عہد لے چکے ہیں اور ہم نے ان کی طرف کئی رسول بھیجے جب کبھی ان کے پاس رسول ایسے احکام لے کر آئے جن کو ان کے دل نہ چاہتے تھے تو انہوں نے بعض کو جھٹلایا اور بعض کو قتل کر ڈالتے تھے اور انہوں نے سمجھا کہ اس کی سزا کچھ نہ ہوگی اس لئے اندھے اور بہرے ہو گئے' پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کرلی پھر (دوبارہ) ان میں سے بہت سے اندھے اور بہرے ہو گئے اور اللہ ان کے اعمال کو خوب دیکھتا ہے ان لوگوں نے یقیناً" کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا حالانکہ مسیح نے خود کہا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ کی عبادت کرو جو تمہارا بھی رب ہے اور میرا بھی رب ہے یقین جانو کہ جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اللہ اس پر جنت قطعی حرام کرچکا ہے اور اس کا ٹھکانا (دوزخ کی) آگ ہے۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ یقیناً" ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں سے تیسرا ہے۔ حالانکہ ایک معبود کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اگر اس سے باز نہ آئے تو ان میں سے کافروں کو یقیناً" دردناک عذاب ہوگا۔ تو کیا وہ اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتے اور اس سے بخشش نہیں مانگتے؟ حالانکہ اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ مریم کے بیٹے مسیح صرف اللہ کے ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں اور ان کی ماں بھی بہت راست باز تھی دونو (دوسرے آدمیوں کی طرح) کھانا کھاتے تھے' دیکھئے کھول کھول کر ہم ان کیلئے دلیلیں بیان کرتے ہیں پھر دیکھئے وہ کدھر الٹے بہکے جا رہے ہیں۔ (اے پیغمبر ان سے) کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہو جن کے اختیار میں تمہارا نفع نقصان بالکل نہیں۔ اللہ ہی سب کی سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔ کہہ دیجئے' اہل کتاب! تم اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور نہ ایسے لوگوں کی (نفسانی) خواہشوں پر چلو۔ جو پہلے گمراہ ہو چکے ہیں۔ اور بہتوں کو گمراہ کر چکے ہیں اور سیدھی راہ سے بھٹک گئے ہیں۔

شرح :۔ اس رکوع میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وساطت سے مسلمانوں کو فریضہ تبلیغ کے کماحقہ' ادا کرنے کا حکم ہے اور تبلیغ کا طریقہ بتایا گیا ہے اور اس بات کا یقین دلایا گیا ہے کہ جو شخص محض دین الٰہی کی تبلیغ اخلاص سے کرے۔ اس کو اللہ عزوجل تمام قسم کے خدشات سے محفوظ و مصئون رکھے گا ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر اسلام! جو احکام آپ کو دیئے گئے ہیں یہ تمام احکام دنیا کے لوگوں کو سنا دیجئے اور کسی سے خوف نہ کھایئے کوئی آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اور اگر آپ ظاہری مشکلات سے گھبرا کر ان احکام کو پوری طرح بیان نہ کریں گے تو گویا اپنے فرائض تبلیغ سے آپ عہدہ برآء نہ ہوں گے۔ مثلاً" یہود و نصاریٰ کو بلاخوف کہہ دیجئے کہ جب تک وہ اپنی اپنی کتابوں کے احکام کو اور قرآن کو نہیں مانتے انہیں نہ یہودی بننے کا فائدہ ہے نہ عیسائی بننے کا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگرچہ یہ بات انہیں بہت ناگوار گزرے گی' اور وہ اور بھی سرکش و نافرمان ہو جائیں گے۔ مگر ہوتے ہیں تو ہونے دیجئے ان لوگوں کے حال پر افسوس نہ کیجئے اور سچی بات اور خدا کے حکم ان کے کانوں تک پہنچاتے رہیے پھر اے پیغمبر اسلام! یہ بات بھی دنیا کو پہنچا دیجئے کہ مختلف قسم کے نام رکھ لینے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا کامیاب و کامران وہ ہے جو اللہ کو مانے اور روز آخرت پر ایمان رکھے اور نیک عمل کرے۔ محض اچھے اچھے نام رکھ لینا نجات کے لئے کافی نہیں۔ اے پیغمبر اسلام! ہم نے بنی اسرائیل سے ایک عہد لیا تھا جس کی رو سے ان کا فرض تھا کہ وہ ان تمام رسولوں کی تعلیمات کو قبول کرتے اور ان کی ہر ممکن مدد کرتے جو ان کی طرف بھیجے جاتے مگر انہوں نے اس عہد کی خلاف ورزی کی۔ اور جب کبھی ہم نے کوئی رسول بھیجا تو انہوں نے اس کو جان ہی سے مار ڈالا یا پھر اس کی تکذیب میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ وہ یہ سمجھتے رہے کہ شائد یہی صحیح طریق کار ہے اب دنیا کو اس فعل مذموم سے اچھی طرح واقف کر دو کہ وہ احکام خداوندی کی تبلیغ کرنے والوں کے ساتھ ایسا سلوک نہ کریں۔ ورنہ وہ بھی یہود کی مانند ہوں گے۔ اے پیغمبر اسلام! ان لوگوں کے کفریہ عقیدہ کو درست کر دیجئے جو یہ کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم ہی خدا ہے ان کو بتایئے کہ اگر مسیح خدا ہوتا تو لوگوں کو یہ نہ کہتا کہ خدا کی عبادت کرو۔ جو تمہارا ہمارا سب کا رب ہے بلکہ وہ کہتا میری عبادت کرو۔ ان لوگوں کو کہو کہ وہ خدا کو تین میں کا ایک ماننے سے باز آ جائیں اور خدا سے گناہوں کی بخشش چاہیں اے لوگو! مسیح ابن مریم رسولوں میں سے ایک رسول تھے خدا نہ

تھے اور ان کی ماں ایک عفت شعار عورت تھی اگر وہ خدا ہوتے تو تمہاری طرح دنیاوی چیزیں نہ کھاتے پیتے مگر یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ وہ تمہاری طرح کھاتے تھے تمہاری طرح پیتے تھے اور تمام انسانی ضرورتوں سے متصف تھے۔ پھر خدا کیوں کر ہوئے خدا تو صرف وہی ہو سکتا ہے جو ان نقائص سے بالکل پاک ہو نہ کھانے کا محتاج ہو نہ پینے کا نہ مال کی احتیاج رکھتا ہو نہ بیٹے کی۔ دیکھو یہ بالکل سیدھی سیدھی باتیں ہیں۔ پھر تم الٹے راستے پر کیوں جا رہے ہو؟ ارشاد ہوتا ہے کہ عبادت کے لائق صرف وہی ہستی ہے جو کسی کو نفع پہنچا سکے یا نقصان دے سکے اور سوائے خدا کے کسی کے قبضہ قدرت میں یہ چیز نہیں حقیقی اختیار اسی کے ہاتھ میں ہے جو سب کا پیدا کرنے والا ہے اور یہ بات کسی کے شایان شان نہیں کہ حقیقی اختیارات رکھنے والے کو چھوڑ کر مجازی اختیار والے کی عبادت کرے اور اسی کو قبلہ حاجات تصور کرلے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ غلو کی باتیں ہیں تم ہرگز ہرگز کسی شخصیت کی عبادت نہ کرو کیونکہ کوئی تمہارے نفع و نقصان پر قادر نہیں۔ عبادت کے لائق خدا ہی کی ذات یگانہ ہے۔ باقی باطل پرستی ہے من مانی باتیں نہ کرو اور حرص و ہوا کے پیچھے نہ پڑو۔ سچا علم وہی ہے جو خدا کی مرضی کے موافق ہو فرمایا اہل کتاب کو یہی مرض لاحق ہوا تھا کہ وہ حرص و ہوا کے تابع تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خود گمراہ ہوئے۔ اور دوسروں کی گمراہی کا سبب بنے۔

ترجمہ آیات ۷۸-۸۶:- بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے راہ کفر اختیار کی ان کو داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے ملعون قرار دیا گیا یہ اس لئے (کہ) وہ نافرمانی کرتے تھے' اور حد سے زیادہ بڑھ چلے تھے۔ وہ جو برے کام کر بیٹھتے تھے ان سے ایک دوسرے کو نہ روکتے تھے' واقعی ان کا یہ فعل بہت برا تھا۔ ان میں سے آپ اکثر کو دیکھیں گے کہ وہ کافروں کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں۔ یقیناً" وہ چیز جو انہوں نے اپنے لئے آگے بھیجی ہے بہت بری ہے' یہ کہ ان پر خدا کا غضب ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔ اور اگر وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہوتے اور نبی پر اور جو کچھ ان کی طرف نازل کیا گیا اس پر تو وہ کافروں کو دوست نہ بناتے' لیکن ان میں سے اکثر نافرمان ہیں (اے پیغمبر!) ایمان والوں کے ساتھ عداوت رکھنے میں سب سے زیادہ آپ یہودیوں اور مشرکوں کو پائیں گے اور ایمان والوں کے ساتھ دوستی رکھنے میں سب سے زیادہ قریب ان کو پائیں گے جو کہتے ہیں

کہ ہم نصاریٰ ہیں' اس لئے کہ ان میں عالم اور گوشہ نشین ہیں اور اس لئے کہ یہ لوگ تکبر نہیں کرتے اور جب وہ (کلام پاک) سنتے ہیں جو اللہ کے رسول کی طرف بھیجا گیا ہے تو آپ ان کی آنکھوں کو دیکھتے ہیں کہ ان سے آنسو بہ رہے ہیں اس واسطے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا۔ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم (اس کلام پر) ایمان لے آئے پس ہمیں بھی (حق کی) گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے اور ہمارے پاس کیا عذر ہے کہ ہم اللہ اور اس صداقت پر جو ہمارے پاس آئی ہے ایمان نہ لائیں اور امید رکھیں کہ ہمارا رب ہمیں نیک لوگوں کی معیت میں داخل کرے گا۔ تو اللہ نے ان کو ان کے اس کے کہنے کے صلے میں جنتیں عطا فرمائیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور نیک کرداروں کا یہی بدلہ ہے۔ اور جن لوگوں نے راہ کفر اختیار کی اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا' یہی لوگ دوزخی ہیں۔

شرح:۔ گزشتہ چند رکوعات میں یہود اور نصاریٰ کا مسلمانوں کے مقابلے پر متحد ہو جانا بتلایا گیا تھا دونوں کے وہ عقائد باطلہ بیان کئے گئے تھے۔ جو تعلیم ربانی کے بالکل منافی ہیں۔ یہاں بتایا گیا ہے کہ یہود نے صدیوں تک اپنی باطل نوازی اور سرکشی اور گنہگاری پر اصرار کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ داؤد علیہ السلام نے بھی انہیں ملعون ٹھہرایا۔ یہی وجہ ہے کہ یہود کی گھٹی میں یہ چیز رچ گئی ہے کہ وہ راہ کفر اختیار کرنے والوں کو اپنا دوست بنائیں اور اس طرح عذاب دائمی کے مستحق ہوں۔ فرماتا ہے یہود اور نصاریٰ میں سے نصاریٰ اسلام کے زیادہ قریب ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ نصاریٰ میں جو لوگ تارک دنیا' اور زاہد اور عالم ہیں ان میں نخوت و کبر نہیں اور جہاں نخوت و کبر نہ ہو وہاں سچائی جلد کامیاب ہو سکتی ہے۔

مکہ معظمہ میں جب کفار اور مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان چند مسلمانوں کو جو ابتدا میں اسلام لائے تھے سخت تنگ کرنا شروع کیا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے مسلمانوں کو اجازت دے دی کہ جو مخالفین کی ایذا رسانیوں کو برداشت نہ کر سکے وہ بیشک مکہ چھوڑ کر نجاشی بادشاہ حبشہ کی عملداری میں چلا جائے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہؓ' ان کے شوہر عثمانؓ بن عفان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی جعفر طیارؓ بن ابی طالب کی معیت میں اور بھی بہت سے مرد

عورتیں اور بچے ان میں آ شامل ہوئے۔ دشمن وہاں بھی پہنچے اور بادشاہ اور اس کے درباریوں کو ان مسلمان مہاجروں کے خلاف بھڑکانا شروع کیا۔ نیک نہاد بادشاہ نے شورش وفساد سے خائف ہو کر مسلمانوں کو دربار میں طلب کیا اور پوچھا کہ کیوں تم مکہ چھوڑ کر یہاں کیوں آئے ہو اور تمہارا مذہب کیا ہے؟ اس پر حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب نے سب کی وکالت کرتے ہوئے سورۂ مریم پڑھ کر اپنے عقائد سے نجاشی کو واقف کیا۔

ترجمہ آیات ۸۷-۹۳:- اے ایمان والو! تم ان پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ ٹھہراؤ جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کر دی ہیں اور حد سے نہ بڑھو یاد رکھو کہ اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور اللہ نے تمہیں جو روزی دی ہے اس میں سے حلال ستھری چیزیں کھاؤ اور اس خدا سے ڈرتے رہو جس پر تمہارا ایمان ہے۔ تمہاری لایعنی قسموں پر اللہ تم سے کوئی مواخذہ نہیں کرے گا لیکن جن قسموں کو تم نے پختہ کر لیا (اور توڑ دیا) ان پر تم سے مواخذہ کرے گا' سو اس (قسم توڑنے) کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اوسط درجہ کا کھانا' جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان ہی کو کپڑے پہنا دینا یا ایک غلام آزاد کرنا۔ پھر جس کو یہ میسر نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جبکہ تم قسم کھالو (اور اسے پورا نہ کرو) اور اپنی قسموں کی نگہداشت کرو اللہ اس طرح تم سے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔ اے ایمان لانے والو! شراب پینا' جوا کھیلنا' بت پوجنا اور پانسے پھینکنا بلاشبہ ناپاک شیطانی کام ہیں سو ان سے تم اجتناب کرو۔ تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض ڈلوا دے اور اللہ کے ذکر اور نماز سے تمہیں روکے۔ تو کیا اب بھی تم (ان برائیوں سے) باز نہیں آتے تو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور محتاط رہو اس پر بھی اگر تم نے روگردانی کی تو جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمہ تو صرف پیغام کو واضح طور پر پہنچا دینا ہے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے ان پر ان چیزوں کے بارے میں کوئی گناہ نہیں جو وہ کھا چکے جب کہ وہ پرہیزگار رہے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے پھر پرہیزگار رہے اور ایمان لائے پھر پرہیز کرے' اور نیکو کار رہے اور اللہ نیکو کاروں کو پسند کرتا ہے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں یہود کے ملعون ٹھہرنے اور ان کے نافرمان ہونے کا ذکر تھا اور بتایا گیا تھا کہ اگر یہود و نصاریٰ کا باہمی مقابلہ کیا جائے تو ان میں سے نصاریٰ زیادہ منکسر المزاج اور نرم دل ہیں اور مسلمانوں سے زیادہ قریب ہیں یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! جن باتوں کی نافرمانی کی وجہ سے یہود ملعون ٹھہرے تم ان سے بچو نیز عیسائیوں میں جو خرابیاں ہیں ان سے بھی اجتناب کرو کہ ایمان کی نعمتوں سے مالا مال ہو جاؤ۔ فرمایا اے مسلمانو! تمہیں چاہئے کہ نہ عیسائیوں کی طرح تارک دنیا ہو کر لذائز دنیاوی کو اپنے اوپر حرام کرو اور نہ یہودیوں کی طرح حد سے آگے بڑھو۔ یاد رکھو کہ حد اعتدال سے سرمو تجاوز کرنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔ تم نہ عیسائیوں کی طرح تارک دنیا ہو جاؤ اور نہ یہود کی طرح بالکل بے باک اور نافرمان بلکہ تمہیں چاہئے کہ جو حلال چیزیں ہیں ان سے پوری طرح فائدہ اٹھاؤ۔ انہیں کھاؤ اور پیو اور اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہو۔ یاد رکھو تمہیں اپنے قول و قرار اور عہد و میثاق میں بے حد پختہ ہونا چاہئے اس سلسلے میں تم جو قسمیں کھاؤ ان کا ہمیشہ پاس رکھو مگر لغو قسموں کا اعتبار نہیں جو عادتاً" تم بات بات کے ساتھ کھاتے ہو۔ ہاں پختہ قسم جو قول و اقرار کو نباہنے کے لئے ایک قسم کا اعلان ہوتا ہے۔ وہ سند ہے اگر توڑنے کی ضرورت پیش آ جائے تو تمہیں کفارہ دینا ہوگا' اور کفارہ یہ ہے کہ جس قسم کا کھانا تم کھاتے ہو۔ تقریباً" ویسا ہی کھانا دس مسکینوں کو کھلا دو یا جیسے کپڑے تم خود پہنتے ہو ویسے ہی کپڑے انہیں پہنا دو یا کم از کم ایک غلام آزاد کرو اگر ان میں سے کسی بات کی استطاعت نہ ہو تو پھر تمہیں تین روزے رکھنے ہوں گے۔ لوگو! یہ سزائیں اس واسطے مقرر کر دی گئی ہیں کہ تم قسمیں کھانے کی اہمیت محسوس کرو اگر قسم کھالو تو اس کا احترام کرو اور عدم احترام کی حالت میں اس کی سزا بھگتو مسلمانو! تمہیں چاہئے کہ پاک و صاف زندگی بسر کرو اور کسی حالت میں برائیوں میں نہ پھنسو سنو! شراب پینا' جوا کھیلنا' بت پرستی کرنا اور پانسے سے فال لینا' سب ناپاک' گندے اور شیطانی کام ہیں جو ہمیں سخت ناپسند ہیں۔ تم ان سے اجتناب کرو کہ تمہیں فلاح نصیب ہو شراب اور جوا وہ کام ہیں کہ ان کے ذریعہ سے شیطان لوگوں میں عداوت و بغض کا بیج بوتا اور خلق خدا کو نماز و ذکر سے روکتا ہے۔ کوئی شرابی پختہ نمازی نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی قمار باز شعائر اسلامی کا پابند رہ سکتا ہے۔ پس اگر یہ باتیں معلوم ہونے کے بعد بھی تم ان سے نہ رکے تو پھر تم بھی اسی

طرح ہمارے عذاب کے منتظر رہو جس طرح یہود و نصاریٰ تھے اور ہیں۔ مسلمانو! تم یہاں تک نوبت نہ پہنچنے دو اور اللہ کی اور اللہ کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔ اور عذاب آخرت سے ڈرو دیکھو تمہیں وہ باتیں بتادی گئی ہیں جن سے اگر ایک طرف تمہیں دنیاوی فائدے حاصل ہوں گے تو دوسری طرف آخرت میں ہم بھی تم پر خوش ہوں گے۔ مسلمانو! اگر تم نے اب بھی برائیوں کو نہ چھوڑا تو اتنا یاد رہے کہ ہم نے اور ہمارے رسول نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ مسلمانو! اگر یہ حکم پہنچنے سے پہلے تم سے نافرمانیاں صادر ہو چکی ہیں تو تم آج ہی توبہ کرلو اور آج کے بعد کبھی یہ کام نہ کرو۔ اس صورت میں ہم تمہارے گناہ اور تمہارا کھایا پیا سب معاف کر دیں گے۔ پس آئندہ کیلئے اللہ سے ڈرو اس پر ایمان کامل رکھو اور نیک کام کرو۔

اس کے بعد اگر تمہیں کسی کام سے روکا جائے تو اس سے رک جاؤ نیک کام کرو اور اس بات کو ہمیشہ یاد رکھو کہ اللہ نیکو کاروں کو پسند کرتا ہے۔

ترجمہ آیات ۹۴ - ۱۰۰:- اے مسلمانو! اللہ تم کو قدرے اس شکار سے ضرور آزمائے گا جن تک تمہارے ہاتھ اور نیزے پہنچ سکیں تاکہ اللہ جان لے کہ کون اس سے بن دیکھے ڈرتا ہے پھر جو اس (حکم) کے بعد بھی زیادتی کرے، تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اے مسلمانو! تم شکار نہ مارو۔ درانحالیکہ تم نے احرام باندھ رکھا ہو اور جو شخص تم میں سے جان بوجھ کر شکار مارے گا تو اس کی سزا یہ ہے کہ جیسے جانور کو قتل کیا ہے۔ اس کے معاوضے میں چارپایوں میں سے اس سے ملتا ہوا جانور جس کے متعلق تم میں سے دو منصف فیصلہ کردیں دے۔ یہ نیاز ہو جو کعبہ تک پہنچے یا اس کے بدلے چند مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے یا ان کے برابر روزے رکھ لئے جائیں۔ (یہ اس لئے ہے) تاکہ وہ اپنے کئے کی سزا چکھے جو ہو چکا خدا نے اس سے درگزر کیا لیکن جو پھر کریگا تو خدا اس سے (نافرمانی کا) بدلہ لیگا اور اللہ (سب) پر غالب ہے (اور) سزا دینے والا ہے۔ تمہارے لئے دریا کا شکار اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے کہ تم کو اور مسافروں کو فائدہ پہنچے اور جب تک تم حالت احرام میں رہو تم پر خشکی کا شکار حرام ہے اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف تمہیں جمع کر کے لایا جائے گا۔ اللہ نے کعبہ کو جو کہ عزت و احترام کا گھر ہے لوگوں کے قائم رکھنے کا سبب قرار دیا۔ نیز حرمت والے مہینوں کو بھی اور (حج کی) قربانی کو اور (قربانی

کے) ان جانوروں کو بھی جن کے گلوں میں پٹے باندھے ہوں یہ اس لئے کہ تمہیں معلوم ہو کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ (سب) کو جانتا ہے اور یہ کہ اللہ ہر بات کا علم رکھنے والا ہے۔ (لوگو!) جان لو کہ اللہ (پاداش عمل میں) سخت سزا دینے والا بھی ہے اور یہ کہ اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحمت والا بھی ہے۔ رسول کے ذمہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ (حکم) پہنچا دے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور کچھ تم چھپاتے ہو (اے پیغمبر اسلام!) کہہ دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں اگرچہ ناپاک کی بہتات تمہیں بھلی معلوم ہو تو اے عقلمندو! اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں یہود و نصاریٰ کے مقابلے پر مسلمانوں کو حلت و حرمت کے چند مسائل بتائے گئے تھے اس رکوع میں بھی وہی سلسلہ بیان جاری ہے۔ فرمایا کہ مسلمانو! اگر تم حج یا عمرہ کیلئے احرام باندھ لو۔ تو خواہ حدود حرم کے اندر ہو یا باہر شکار مت کرو۔ چاہے وہ شکار خود بخود تمہارے قبضہ میں کیوں نہ آجائے۔ اگر جھانعت کے بعد بھی تم نے شکار مارا تو تمہیں اس کی سزا بھگتنی ہوگی اور وہ یہ ہے کہ تم میں سے دو انصاف پسند آدمی اس بات کا فیصلہ کریں کہ وہ جانور قدر و قیمت کے لحاظ سے کس جانور سے ملتا جلتا ہے۔ جس قسم کا شکار کردہ جانور معلوم ہو۔ چاہئے کہ شکار مارنے والا اسی قسم کا ایک چار پایہ خانہ کعبہ تک پہنچائے اور وہاں اسے قربان کیا جائے یا اتنی مالیت کا کھانا مسکینوں کو کھلایا جائے۔ یا جتنے مسکینوں کو کھانا کھلایا جا سکتا ہے اتنے ہی روزے رکھے فرماتا ہے یہ اس لئے ہے کہ وہ اللہ کی نافرمانی کا مزہ چکھ لے اور آئندہ محتاط رہے فرماتا ہے لوگو! اس حکم کے پہنچنے سے پہلے اگر تم سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہو تو اس پر مواخذہ نہ ہوگا۔ ہاں دریا اور سمندر کا شکار تمہارے لئے احرام کی حالت میں بھی جائز ہے۔ حرام ہے تو صرف خشکی کا شکار۔ جب احرام سے باہر آؤ تو بیشک اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤ۔ مسلمانو! خدا کی نافرمانی سے ڈرو اور بالیقین جان رکھو کہ تمہیں ایک روز اللہ کے حضور میں پیش ہو کر ہر بات کا جواب دینا ہوگا۔ مسلمانو! یہ بھی یاد رکھو کہ ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے ٹھہرنے کیلئے امن و امان کی جگہ بنایا ہے پس حدود حرم کے اندر کسی طرح کا فتنہ و فساد نہ کیا جائے اور نہ کسی کو دکھ پہنچایا جائے پھر حرمت کے مہینے یعنی رجب' ذی قعد' ذوالحجہ اور محرم بھی متبرک مہینے ہیں۔ ان میں بھی لڑائی جھگڑے وغیرہ کی بات نہ کرو پھر قربانی کے جانوروں کو یا

جن کی گردنوں میں علامت کے طور پر پٹے ڈال دیئے جائیں ان کو نہ روکو تاکہ لوگ بلا خوف اپنی اپنی قربانی خانہ کعبہ تک پہنچا سکیں۔ یاد رکھو کہ اگر تم ظاہر و باطن میں یکساں نہ ہوئے تو پھر اس بات کو سمجھ رکھو کہ اللہ سے نہ آسمانوں کی کوئی بات پوشیدہ ہے نہ زمین کی اللہ نافرمانوں کو سخت سزائیں دینے والا ہے اور فرمانبرداروں کو بخشش دینے اور رحم کرنے والا ہے۔ لوگو! تمہیں تمام احکام پہنچا دیئے گئے ہیں اور ہر بات واضح کر دی گئی ہے تم پر حجت پوری ہو چکی ہے اگر راہ راست اختیار نہ کرو گے تو تکلیف اٹھاؤ گے۔

ترجمہ آیات ۱۰۱-۱۰۸:- اے ایمان والو! ایسی باتوں کے متعلق سوال نہ کرو جو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار معلوم ہوں اور اگر تم نے ایسے وقت میں کہ قرآن نازل ہو رہا ہے ان کے متعلق پوچھا تو وہ (باتیں) تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اللہ نے ان سوالات سے درگزر کیا اور اللہ بخشنے والا (اور) بردبار ہے۔ بیشک ایک قوم نے تم سے پہلے بھی ایسے ہی باتیں دریافت کی تھیں پھر وہ (عمل نہ کر سکے اور) ان سے انکار کر بیٹھے۔ اللہ نے نہ تو بحیرہ کو مقرر کیا ہے اور نہ سائبہ کو نہ وصیلہ کو اور نہ حامی کو لیکن وہ لوگ جنہوں نے راہ کفر اختیار کی وہ اللہ پر جھوٹے بہتان باندھتے ہیں اور ان میں سے اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے تاکہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس کی طرف اور رسول کی طرف آؤ تو کہتے ہیں کہ جس (طریقے) پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا وہی ہمارے لئے کفایت کرتا ہے کیا (وہی طریق انہیں کفایت کرے گا) اگرچہ ان کے بڑے کچھ بھی نہ جانتے ہوں اور نہ راہ ہدایت پر رہے ہوں۔ اے ایمان والو! تم پر تو تمہاری اپنی ہی ذمہ داری ہے اگر تم ہدایت پر ہو تو گمراہوں کی گمراہی تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اللہ ہی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے پس وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم کیا کرتے رہے تھے۔ اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کے سامنے موت آ کھڑی ہو تو وصیت کے وقت آپس کی گواہی کیلئے تم میں سے دو حق و انصاف والے شخص گواہ ہونے چاہئیں (یا) اگر تم حالت سفر میں ہو اور موت کی مصیبت درپیش آ جائے تو دو غیر مسلم ہی سہی۔ اگر تمہیں ان (کی صداقت) میں شبہ ہو تو نماز کے بعد انہیں روک لو۔ پھر وہ دونو اللہ کی قسمیں کھائیں کہ "ہم اپنی قسم کے معاوضے میں نفع نہیں لینا چاہتے اگرچہ وہ قریبی ہو اور نہ ہم اللہ کی شہادت (بھی) چھپائیں گے۔ اگر ایسا کریں تو یقیناً" ہم گنہ گاروں میں سے ہوں

گے۔ پھر اگر پتہ چل جائے کہ وہ دونوں گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں تو ان دونوں کی جگہ سب سے زیادہ قرب رکھنے والے دوسرے گواہ ان لوگوں میں سے کھڑے ہو جائیں جن کا حق دبا ہے۔ پھر وہ اللہ کی قسم کھائیں کہ یقیناً" ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے (زیادہ) درست ہے اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی' ایسا کیا ہو تو ہم بلاشک ظالموں میں سے ہوں گے۔ یہ بات قریب کی راہ ہے کہ (اس طرح) وہ ٹھیک ٹھیک گواہی دیں یا ڈریں کہ کہیں ہماری قسمیں ان کی قسموں کے بعد رد نہ کر دی جائیں اور اللہ سے ڈرو اور (اس کا حکم) سن رکھو' اور اللہ نافرمان لوگوں کی راہ نمائی نہیں کرتا۔

شرح :۔ گزشتہ رکوع میں حلال و حرام کا ذکر ہو چکا یہاں لوگوں کی توہم پرستی اور تعمق فی الدین کا ذکر ہے۔ مثلاً" عربوں کی توہم پرستی یہ تھی کہ وہ بعض جانوروں کو متبرک سمجھ کر ان سے کوئی خدمت نہیں لیتے تھے اور انہیں قابل احترام سمجھتے تھے چنانچہ وہ اونٹنی جس سے پانچ بچے پیدا ہو جاتے تھے اس کے کان چیر دیتے اور اسے کسی بت کی نیاز میں چھوڑ دیتے تھے اس کا نام انہوں نے "بحیرہ" رکھا ہوا تھا۔ پھر وہ اونٹنی جو دیوتاؤں کے نام پر چھوڑ دی جائے اس پر نہ کوئی سوار ہو سکتا تھا نہ اس کے بال کاٹ سکتا تھا نہ دودھ کو اپنے استعمال میں لا سکتا تھا اسے وہ "سائبہ" کہتے تھے وہ بکری جو اوپر تلے دو مادہ بچے دے دیتی اسے متبرک سمجھ کر چھوڑ دیا جاتا تھا اسے "وصیلہ" کہا کرتے تھے وہ اونٹ جس کی پشت سے دس بچے پیدا ہو جائیں اسے ذبح کرنا' یا اسے کسی دوسرے مصرف میں لانا ان کے ہاں جائز نہیں تھا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! تم اس قسم کی توہم پرستی میں ہرگز نہ پڑو۔ بحیرہ' سائبہ' وصیلہ اور حامی کو ماننے سے کوئی فائدہ نہیں اور اس قسم کی نذر و نیاز میں کچھ نہیں دھرا ہے۔ نذر جب مانو تو اللہ کیلئے مانو۔ مقدس ہے تو اللہ کی ذات ہے جانوروں میں کیا تقدس رکھا ہے یہ منکرین حق کی افترا پردازیاں ہیں جن سے تمہیں کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے جن دنوں میں قرآن نازل ہوا۔ مشرکین عرب میں یہ چیز عام تھی مسلمانوں کو منع کر دیا گیا کہ وہ ان خرافات میں نہ پڑیں۔

نزول وحی کے زمانہ میں جب دنیا کو بالعموم اور مسلمانوں کو بالخصوص احکام خداوندی سے آگاہ کیا جا رہا تھا تو بعض لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طرح کے سوال پوچھتے۔ یہود کی بھی یہی عادت تھی کہ جب ان کے پیغمبر کوئی حکم سنایا کرتے تھے یا علماء کسی

حکم خداوندی سے لوگوں کو آگاہ کرتے تو وہ بال کی کھال نکالنے لگتے اور بیشمار سوال کرتے۔ اس کو تعمق فی الدین کہا جاتا ہے اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو اس سے روک دیا کہ اس طرح پوچھ پوچھ کر اپنے اوپر پابندیاں لگا لوگے اور جب دائرہ آزادی محدود ہو جائے گا تو دین آسان نہیں رہے گا مشکل ہو جائے گا اور تمہارے لئے اس پر عمل کرنا دشوار ہو گا اور اگر عمل نہ کر سکو گے تو اللہ کا عتاب تم پر نازل ہو گا اور اس کے نافرمان ٹھہرو گے۔ لہٰذا تمہیں چاہئے کہ جو کچھ تمہیں بتا دیا جائے اس پر عمل کرو اور اس سے زائد کچھ نہ پوچھو اور اگر تم نے اب جبکہ قرآن نازل ہو رہا ہے کوئی سوال پوچھ لیا تو یقیناً" تمہیں اس کا جواب ملے گا اور ممکن ہے کہ وہ جواب تمہارے لئے دقت و دشواری کا باعث ہو۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جب ان کو ان خرافات سے روکا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ باتیں چھوڑ دو ان میں سراسر نقصان ہی نقصان ہے اس کی جگہ اللہ اور اللہ کے رسول کی بتائی ہوئی باتوں پر چلو تو کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں وہی راستہ صحیح معلوم ہوتا ہے جس پر ہمارے بڑے چلتے آئے ہیں۔ ہمیں باپ دادا کی رسوم ہی کافی ہیں۔ مسلمانو! ان لوگوں سے پوچھو کہ عقل کے اندھو! اگر تمہارے باپ دادا صحیح راستہ پر نہ ہوں تو بھی تم انہیں کے پیچھے لگے رہو گے؟ اگر کوئی شخص ایسا کرے تو یقیناً" بڑا ہی بے سمجھ ہو گا۔ کیونکہ مقصود اللہ کی فرمانبرداری ہونی چاہئے بڑوں کی یا بتوں کی یا کسی گمراہ شخص کی اندھی تقلید اللہ اور اس کے رسول سے صریح بغاوت ہے۔

اے مسلمانو! اگر تم دیکھو کہ اکثر لوگ گمراہ ہو رہے ہیں تو ان کی گمراہی سے تمہیں متاثر نہیں ہونا چاہئے اور یہ نہ کہنا چاہئے کہ اکثریت ہمارے مخالفوں کی ہے۔ اگر ہم ہدایت پر رہے تو بھی تن تنہا کیا کریں گے یاد رکھو ہر شخص صرف اپنی ذات کا ذمہ دار ہے۔ دوسروں کی ذمہ داری اس پر عائد نہیں ہوتی۔ اگر ساری دنیا راہ راست کو چھوڑ دے جب بھی تمہیں حق و صداقت اور دین مبین کو نہ چھوڑنا چاہئے۔ مسلمانو! تم دیکھتے ہو کہ اکثر لوگ بالخصوص یہودی، نصرانی اور مشرکین خلق خدا کے ساتھ وراثت و شہادت کے معاملے میں سخت ناانصافی برتتے ہیں وہ لوگ جن کے دل میں اللہ کا ڈر نہیں ان میں اکثر یہ بات پائی جاتی ہے کہ وہ نہ مخلوق خدا کا حق پہچانتے ہیں نہ خود خدا کا بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ جس کو مانتے ہیں وہ ان کی بخشش و کامرانی کا ذمہ دار ہے۔ مگر حقیقت یہ نہیں۔ سنو اگر تم کسی کے

حق میں وصیت کرنا چاہو تو اگر دو مسلمان گواہ میسر نہ آئیں تو دو غیر مسلموں کو بھی گواہ بنالیا جاسکتا ہے تاکہ بعد میں کوئی جھگڑا یا اختلاف پیدا نہ ہو اگر وصیت کی تعمیل کے وقت کسی فریق کو یہ خیال ہو کہ ان کی حق تلفی ہو رہی ہے اور وصیت کے تمام احکام یا کسی ایک حکم کی خلاف ورزی عمل میں آرہی ہے تو مسلمان حاکم وقت یا قاضی وقت کو چاہئے کہ ان دونوں گواہوں کو جو وصیت کے وقت حاضر تھے طلب کرے اور نماز کے بعد مسجد میں ان سے اس مضمون کی قسم لیکر ان کے بیانات کو قلمبند کرے کہ "ہم نے اپنی قسم کسی معاوضہ میں فروخت نہیں کی اور ہمیں اس بات کا مطلق خیال نہیں کہ ہمارے طرز عمل سے ہمارے کسی عزیز کو فائدہ پہنچے اور دوسروں کو نقصان۔ ہم جو کچھ کہیں گے سچ سچ کہیں گے خواہ اس سے ہماری ذات ہی کو نقصان پہنچے اور خواہ ہمارے دشمن کو اس سے فائدہ پہنچے۔ اگر ہم صداقت کو ہاتھ سے چھوڑیں تو ہم پر خدا کا عذاب نازل ہو" اس مضمون کی قسم لے لینے کے بعد ان کے بیانات لئے جائیں اگر بیانات سے یہ مترشح ہو کہ انہوں نے آداب قسم کو ملحوظ نہیں رکھا اور حق گوئی سے کام نہیں لیا بلکہ کوئی چیز خلاف واقع بیان کر گئے ہیں تو اس فریق کو جس کا نقصان ان کی غلط بیانی سے ہو رہا ہے بلایا جائے گا اور ان کے قریبیوں میں سے دو گواہ طلب کرکے ان سے اس قسم کی حلف لیکر شہادت قلمبند کی جائے گی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اس طریق کار سے عین ممکن ہے کہ لوگ جھوٹ بولنے پر جرات نہ کریں۔ بہر حال اے مسلمانو! تم خدا سے ڈرو اور احکام خداوندی کو سنو اور ان پر عمل کرو اور اس بات کو یاد رکھو کہ نافرمان لوگوں کو اللہ راہ ہدایت نہیں دکھاتا۔

<u>ترجمہ آیات ۱۰۹-۱۱۵</u>:- وہ دن (یاد کیجئے) جب اللہ تمام رسولوں کو جمع کرے گا پھر پوچھے گا کہ تمہیں (لوگوں کی طرف سے دعوت حق کا) کیا جواب ملا تھا وہ کہیں گے کہ ہمیں کچھ علم نہیں یقیناً "غیب کی باتیں تو ہی جاننے والا ہے۔ جبکہ اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! میں نے تم پر اور تمہاری ماں پر جو احسانات کئے ہیں انہیں یاد کرو جب میں نے تمہاری روح القدس (یعنی جبریل) سے مدد کی تم جھولے میں اور بڑھاپے میں (یکساں) لوگوں کے ساتھ باتیں کرتے تھے اور جب میں نے تمہیں کتاب و حکمت اور تورات و انجیل کی تعلیم دی اور جب تم میرے حکم سے مٹی کے پرندے کی طرح ایک شکل بناتے تھے پھر اس میں پھونک مارتے تو وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا اور میرے حکم سے مادر زاد

اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دیتے اور جب میرے حکم سے تم مردوں کو قبر سے نکال کھڑا کرتے، جبکہ میں نے بنی اسرائیل کو تم پر (زیادتی کرنے) سے روک دیا تھا جس وقت کہ تم روشن دلیلیں ان کے پاس لائے تھے تو ان میں سے جن لوگوں نے راہ کفر اختیار کی انہوں نے کہا کہ یہ سوا کھلے جادو کے اور کچھ بھی نہیں اور (یاد کرو) جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈالا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تو انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور (خدایا) تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ (یاد کرو) جب حواریوں نے کہا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تمہارا رب ایسا کر سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے (کھانے کا) ایک خوان اتارے (عیسیٰ علیہ السلام نے) فرمایا اللہ سے ڈرو اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس میں سے کھائیں اور ہمارے دلوں کو اطمینان حاصل ہو اور ہم جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ کہا اور ہم اس (بات) پر گواہ رہیں۔ عیسیٰ ابن مریم نے دعا کی کہ اے خدا! ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے ایک (کھانے کا) خوان بھیج دے جو ہمارے موجودہ اور بعد میں آنے والوں کیلئے خوشی کا دن ہو اور تیری طرف سے ایک نشانی بھی اور ہمیں روزی دے تو بہترین روزی دینے والا ہے۔ اللہ نے کہا کہ بیشک میں تم پر وہ (خوان) نازل کروں گا پھر جو تم میں سے اس کے بعد بھی ناشکری کرے گا تو میں اسے وہ سزا دوں گا کہ میں نے جہان بھر میں کسی کو بھی وہ سزا نہ دی ہوگی۔

شرح:۔ اس رکوع میں اس مشہور واقعہ کا ذکر ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کو پیش آیا جب انہوں نے حواریوں کے سامنے اپنی تعلیمات پیش کی تھیں۔ حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی تھی کہ ہم پر کھانے کا ایک خوان آسمان سے آنا چاہئے کہ ہم اسے کھائیں۔ یہ ایک ایسا اہم واقعہ ہے کہ اس میں تذکیر و موعظت کے اس قدر پہلو ہیں کہ اس سورہ کا نام اسی واقعہ کے نام پر رکھا گیا ہے۔

پچھلے رکوع میں شہادت لینے کا طریقہ بتایا گیا تھا اور اس سے پہلے چند رکوعوں میں اور بہت سے قوانین شریعت بیان ہوئے تھے یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو! صرف یہی نہیں کہ ہم اپنے رسولوں اور اپنی کتابوں کے ذریعہ تمہیں حکم پہنچا دیتے ہیں اور بس۔ یہ نہ سمجھو کہ اس کے بعد کوئی کارروائی ہونے والی نہیں۔ یاد رکھو ایک دن آنے والا ہے جب ہم تمام رسولوں کو اکٹھا کریں گے اور ان سے پوچھا جائے گا کہ جن لوگوں کے سامنے تم نے

ہماری تعلیمات پیش کی تھیں انہوں نے تمہیں کیا جواب دیا تھا اس دن کوئی بات پردہ اخفا میں نہیں رہے گی۔ وہ کہیں گے بار خدایا! ہم سے کیا پوچھتا ہے تو خود عالم الغیب ہے اور ہر بات کو اچھی طرح جانتا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا جائے گا تو اس طرح خطاب کیا جائے گا کہ اے عیسیٰ! کیا تمہیں میری عنایات یاد ہیں کیا تمہیں یاد ہے کہ میں نے تم پر اور تمہاری ماں پر بیشمار مہربانیاں کی تھیں تمہاری روح القدس کے ساتھ تائید کی تھی تمہیں بچپنے اور بڑھاپے میں یکساں عقل و شعور اور یکساں گویائی عطا کی تھی۔ سوجھ بوجھ دی اور تورات و انجیل کے علوم سے تمہیں مالا مال کیا۔ تمہیں اور یہ معجزہ دیا کہ مٹی کے کھلونے بنا کر میرے حکم سے ان میں پھونک مارتے تو وہ کھلونا پرندہ بن کر اڑنے لگتا اندھوں کو میرے حکم سے بینائی اور کوڑھیوں کو میرے حکم سے تندرست کر دیتے تھے حتیٰ کہ مردوں کو زندہ کرنے کی طاقت بھی، تمہیں وہ وقت بھی یاد ہوگا جب یہودی تمہاری جان کے پیچھے پڑے تھے اور تمہیں ہلاک کر دینا چاہتے تھے تو ہم نے تمہیں بچا لیا پھر تم اس واقعہ کو کبھی بھی نہیں بھولو گے جب تم نے حواریوں کو ایمان لانے کی ترغیب دی تھی وہ ایمان تو لے آئے مگر انہوں نے تم سے کہا تھا۔ اے عیسیٰ! بھلا اپنے رب سے یہ تو درخواست کرو کہ ہم پر آسمانوں سے ایک مائدہ یعنی خوان نعمت نازل ہو۔ ہم اس میں سے کھائیں ہمارے دلوں کو اطمینان ہو اور ہم بھی سمجھیں کہ تم واقعی سچے پیغمبر ہو، اس پر اے عیسیٰ! تمہیں یاد ہوگا کہ تم نے ہم سے بدیں الفاظ دعا کی تھی کہ بارے خدایا! آسمان سے ہم پر ایک خوان نازل فرما جو ہمارے لئے جو اس وقت موجود ہیں اور ان کے لئے جو بعد میں آنے والے ہیں سب کے لئے یکساں طور پر خوشی کا باعث ہو اور تیری جانب سے ایک نشانی کا کام دے۔ بارے خدایا! ہمیں ضرور یہ چیز عطا فرما تیرے پاس کوئی کمی نہیں۔ اے عیسیٰ! ہم نے تمہاری درخواست قبول کر لی اور آسمان سے ویسا ہی خوان نازل کر دیا جیسا کہ تم نے مانگا تھا۔ مگر ساتھ ہی سنا دیا تھا کہ آج کے بعد بھی اگر ہم پر کوئی شخص ایمان نہ لائے گا تو اس پر وہ عذاب نازل ہوگا کہ دنیا جہان والوں پر ایسا عذاب نہیں نازل ہوگا۔

ترجمہ آیات ۱۱۶-۱۲۰:- اور (یاد کرو) جب اللہ کہے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کو چھوڑ کر مجھ کو اور میری ماں کو خدا قرار دے لو (عیسیٰ) عرض کریں گے کہ (اللہ) تو پاک ہے یہ میرے لئے روا نہیں کہ ایسی بات کہوں جس کے

کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں اگر میں نے ایسا کیا ہوگا تو تجھے یقیناً معلوم ہوگا تجھ کو تو میرے دل کی بات بھی معلوم ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ کہ تیرے دل میں ہے۔ بلاشبہ تو ہی غیب کی باتیں جاننے والا ہے میں نے تو ان سے کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی بات جس کے کہنے کا تو نے مجھے حکم دیا کہ تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا (یکساں) رب ہے اور جب تک میں ان میں رہا۔ ان کا نگران حال رہا۔ پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو ان کا نگہبان تھا' اور تو ہر چیز کی خبر رکھتا ہے۔ اگر انہیں سزا دینا چاہے تو وہ تیرے بندے ہیں (تو سزا دے سکتا ہے) اور اگر انہیں بخش دے تو بیشک تو (سب پر) غالب اور (ہر کام میں) حکمت والا ہے۔ اللہ فرمائے گا یہ وہ دن ہے کہ سچ بولنے والوں کو ان کی سچائی کام آئے گی۔ ان کیلئے باغ ہوں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش۔ یہ ہے بہت بڑی کامیابی۔ اللہ ہی کیلئے ہے بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے سب کی اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

شرح:۔ اے عیسیٰ! یہ تو تھے میرے احسانات اب تم بتاؤ کہ تمہارے متبعین جو تم کو اور تمہاری ماں کو خدا سمجھتے رہے کیا تم نے ان کو کہا تھا کہ وہ ایسا کریں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض پرداز ہوں گے کہ اے سب کے مالک! بھلا مجھے کیا حق تھا کہ ایسی باتیں کرتا۔ بالفرض اگر میں نے کہا ہوگا تو تجھے بھی معلوم ہوگا۔ تو وہ ہے کہ ہمارے دل کی باتوں سے بھی واقف ہے۔ گو مجھے معلوم نہیں کہ تیرے دل میں کیا ہے اے مالک الملک تجھے ہر بات کا علم ہے۔ میں تو صرف اسی قدر کہنے کا حق رکھتا تھا جس قدر تو نے حکم دیا تھا اور وہ یہ کہ اے لوگو! خدا کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔ جب تک میں ان میں رہا میں نے ان کی نگرانی کی مگر جب میں ان میں موجود نہ تھا تو کیا معلوم وہ کیا کرتے رہے تو ہی ان کا نگہبان تھا۔ خدایا اگر وہ تیری نافرمانی کرتے رہے ہیں اور تو انہیں عذاب دینا چاہتا ہے تو تجھے اختیار ہے کون ہے جو تجھے روک سکے۔ مگر بالآخر وہ تیرے بندے ہیں اگر تو انہیں بخش دے تو تو بخش سکتا ہے۔ ارشاد ہوگا کہ آج حق و صداقت کا ساتھ دینے والوں کو ان کا صدق و صفا نفع دیگا جن لوگوں نے تعلیم ربانی کو سچ مانا۔ پیغمبروں کو تسلیم کیا اور صداقت پر عمل پیرا رہے ان کے لئے شادمانی کی زندگی ہوگی اور رہنے کیلئے ایسے باغات ہوں گے جن کے نیچے ہمیشہ نہریں جاری رہتی ہوں اور ان کی وجہ سے وہ ہمیشہ سرسبز و شاداب اور خوشنما دکھائی

رہیں گے ان باغات میں ان لوگوں کو ہمیشہ رکھا جائے گا اور وہ ایسی زندگی ہوگی اس سے کبھی نہ اکتائیں گے۔ اللہ کی رضامندی' خوشنودی اور عنایات ان کے شامل حال ہوں گی اور وہ اللہ پر حد درجہ خوش ہوں گے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! جس کو موت کے بعد ایسی زندگی نصیب ہو جائے اسے فی الحقیقت بڑی ہی کامیابی حاصل ہوگی۔ مسلمانو! یہ بات یاد رکھو کہ اگر کوئی مستحق ہو تو ہم اس کو سب کچھ دینے کو تیار ہیں اور ہمارے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں زمین و آسمان کی تمام بادشاہتیں ہمارے قبضے میں ہیں۔ ہم جس کو چاہیں اپنی عنایتوں سے نوازدیں۔ استحقاق شرط ہے۔

(۱۱۳) سورۃ التوبۃ (۹)

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو انتیس آیات مبارکہ اور سولہ رکوع ہیں جن کا سلیس اردو ترجمہ مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ آیات ۱-۶:۔ (اے مومنو!) جن مشرکوں سے تم نے عہد و پیمان کر رکھا تھا۔ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان کو (اب) صاف جواب ہے سو (اے مشرکو!) تم چار ماہ تک ملک میں چل پھر لو اور جان لو کہ تم (کسی طرح بھی) خدا کو عاجز نہیں کر سکتے اور یہ کہ اللہ کافروں کو (ضرور) رسوا کرے گا۔ اور اللہ اور رسول کی طرف سے لوگوں میں حج اکبر کے روز اعلان کر دیں کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بری الذمہ ہیں۔ پس اگر تم (کفر و شرک سے) توبہ کر لو۔ تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے ار اگر نہ مانو تو جان لو کہ تم (کسی طرح بھی) اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ مگر جن مشرکوں نے تم سے معاہدہ کیا پھر انہوں نے ایفائے عہد میں کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کو مدد دی ان کا معاہدہ ان کے مقررہ وقت تک پورا کرو۔ یقیناً" اللہ پرہیزگاروں کو محبوب رکھتا ہے۔ پس جب حرمت و امن کے مہینے گزر جائیں تو جہاں کہیں مشرکوں کو پاؤ ان کو مارو' انہیں گرفتار کرو' ان کو گھیر لو اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو پھر اگر وہ رجوع کر لیں اور (پابندی سے) نماز ادا کریں اور زکوۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ بیشک

اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر مشرکوں میں سے کوئی شخص آپ سے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دیجئے۔ حتی کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اس کو اس کے امن و امان کی جگہ میں پہنچا دیجئے۔ یہ (رعایت) اس واسطے ہے کہ ان لوگوں کو (احکام الٰہی کا) کچھ علم ہی نہیں۔

شرح:- یہاں سے سورۂ براۃ یا جیسا کہ مشہور ہے سورۂ توبہ شروع ہوتی ہے اگر سورۂ انفال کو مضمون جہاد کی تمہید سمجھا جائے تو سورۂ براۃ نفس مضمون ہے اسی وجہ سے ان دونوں سورتوں میں اس قدر گہرا تعلق ہے کہ ایک کو دوسرے سے جدا کرنا مشکل ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ مدینہ پاک میں پہلے سورۂ انفال نازل ہوئی اور اس کے بعد سورۂ براۃ چونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ نہیں بتایا کہ یہ ایک سورت ہے یا دو سورتیں ہیں اس لئے دونوں کو الگ الگ تو لکھا مگر درمیان میں بسم اللہ نہیں لکھی الحاصل سورۂ انفال میں مسلمانوں کو اتحاد و یگانگت کی تعلیم دی اور خدائے قدوس کے احکام پر سر جھکائے اور امیر قوم کی فرمانبردار رعیت بننے کی ترغیب دی گئی جب وہ مقصد حاصل ہو چکا تو اصل کام کی طرف توجہ کی گئی اور مسلمانوں کو سیاسی حکومت قائم کرنے اور توحید و عبادت کی تبلیغ کرنے کا عام حکم دیا گیا۔ دنیا کی تمام مادی اشیاء کیلئے قدرت نے یہ قانون مقرر کر رکھا ہے کہ ایک قسم کی اشیاء کا ایک مرکز ہو جس کے ساتھ وہ سب وابستہ و مربوط ہوں اگر ان کی وابستگی ٹوٹ گئی یا مرکز کو توڑ دیا گیا تو ان اشیاء کا نام صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا درختوں کو دیکھو کونپلیں' پتے' ٹہنیاں اور تنہ سب جڑوں کے ساتھ مربوط ہیں اور قائم! تم جڑوں کو اکھاڑ پھینکو نہ کونپلیں رہیں گی نہ پتے نہ ٹہنیاں نظر آئیں گی نہ تنہ' سورۂ انفال میں بتایا گیا تھا کہ اگر تم شجر اسلام کو ہمیشہ ترو تازہ دیکھنے کے متمنی ہو تو اپنے آپ کو جو بمنزلہ جڑوں کے ہو خوب مضبوط رکھو اگر تم خود ہی کٹ مرے تو تمہاری قومیت جو بمنزلہ درخت کے ہے کب باقی رہے گی یا تمہیں ضعیف و کمزور سمجھ کر اگر دوسروں نے ہی جگہ سے اکھاڑ دیا تو تمہارا نام و نشان صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جائے گا۔

اے مسلمانو! اگر تم دشمن کے گروہ سے مقابلہ کرو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو یاد رکھو تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں نہ جھگڑو۔ ورنہ تمہارا رعب داب جاتا رہے گا اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر و

استقامت اختیار کرو۔ یاد رکھو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

خدا واحد ہے وہ وحدت ہی کو پسند کرتا ہے دوئی سے اسے سخت تنفر ہے پس جو وحدت قائم کرتا ہے اور ملت کی شیرازہ بندی میں مصروف رہتا ہے خدا کا ایک گونہ مقرب ہے اور محبوب ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی جب اس پیغام ربانی کو سنا' سوچا اور سمجھا اور اس پر عمل کیا تو وہ پوری طرح کامیاب ہوئے اب انہیں حکم دیا گیا کہ دیکھو جو لوگ تمہاری وحدت اور تمہارے اجتماع کے مخالف ہوں وہ کافر ہیں۔ تم دنیا کو پیغام وحدت سناؤ۔ تم لوگوں کو خدائے یگانہ کی عبادت کا حکم دو۔ تم بنی نوع انسان کو نیکی اور پسندیدگی کے کام کرنے کو کہو اور برائی سے منع کرو۔ تم میں سے ایک گروہ ایسے لوگوں کا ہونا چاہئے جو نیکی کے کام کرنے کو کہے اور برائی سے منع کرے' پس جو کوئی نہ مانے وہ کافر ہے اور ایسے کافروں کو آج سنا دو کہ اگر وہ اپنے مذموم اور مخالف اسلام طریقوں سے باز نہ آئیں تو جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔ سابقہ معاہدے ان کی اپنی شرارت کی وجہ سے کالعدم ہیں۔ انہیں مہلت دی جاتی ہے کہ وہ سوچ لیں کہ آیا انہیں بھی دائرہ اسلام کے اندر شامل ہو کر مشترکہ قومیت پیدا کرنا اور خدائے قدوس کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنا ہے یا راہ کفر اختیار کر کے اپنی نفسانی خواہشات اور شیطانی انگیختوں پر چلنا ہے اگر اول الذکر بات کو اختیار کریں گے تو دنیا میں معزز اور آخرت میں کامیاب ہوں گے اور اگر موخر الذکر صورت حالات پر وہ قانع ہیں تو مقابلہ کے لئے وہ تیار ہو جائیں اور حرمت کے مہینہ گزرنے پر قوت آزمائی بھی کر کے دیکھ لیں اگرچہ ان کی کثرت ہے اور تم قلیل التعداد ہو مگر یاد رکھو کہ ارباب ایمان کا مقابلہ کوئی آسان کام نہیں۔

ترجمہ آیات ۷-۱۶:- اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک مشرکین کا عہد کیونکر معتبر ہو سکتا ہے (جبکہ انہوں نے خود اس کو توڑا) مگر جن لوگوں کے ساتھ تم نے مسجد حرام کے پاس معاہدہ کیا پس جب تک وہ تمہارے لئے اپنے اقرار پر قائم رہیں تم بھی ان کے لئے اپنے اقرار پر قائم رہو بلاشبہ اللہ پرہیزگاروں کو محبوب رکھتا ہے۔ (ان کا عہد) کیونکر (معتبر ہو' ان کا حال تو یہ ہے) کہ اگر وہ تم پر غلبہ پا جائیں تو تمہارے ساتھ نہ رشتہ داری کا لحاظ رکھیں نہ عہد و پیمان کا۔ وہ زبانی باتوں سے ہی تمہیں راضی کرنا چاہتے ہیں حالانکہ ان کے

دل نہیں مانتے اور ان میں سے اکثر بد عہد ہیں انہوں نے آیات الٰہی کو حقیر سی قیمت کے عوض فروخت کر دیا ہے۔ پس وہ اس کی راہ سے روکتے ہیں۔ بیشک وہ بہت ہی برا کام کرتے ہیں۔ کسی مومن کے بارے میں نہ رشتہ داری کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ عہد و پیمان کا اور وہ بہت ہی سرکش ہیں۔ پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور (پابندی کے ساتھ) نماز ادا کریں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور جاننے والے لوگوں کے لئے ہم (اپنے) احکام تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ اور اگر معاہدہ کے بعد وہ اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین پر طعنہ زنی کریں تو کفر کے سرغنوں کے ساتھ لڑائی کرو۔ ان کی قسمیں کوئی قسمیں نہیں۔ تاکہ وہ (اپنی شرارتوں سے) باز آجائیں۔ کیا تم اس قوم کے ساتھ نہیں لڑو گے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور رسول کو جلاوطن کر دینے کا ارادہ کیا اور انہوں نے ہی تم سے ابتدا کی ہے۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ تو (سنو) اللہ کا زیادہ حق ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ ان سے (بیشک) لڑو اللہ تمہارے ہاتھوں ان کو سزا دیگا اور رسوا کرے گا اور تمہیں ان پر فتح دے گا اور بہت سے مومنوں کے سینوں کو ٹھنڈا کریگا اور ان کے دلوں کے غیظ و غضب کو دور کردے گا اور جس پر چاہے گا مہربان ہوگا اور اللہ (ہر بات کا) علم رکھنے والا اور حکمت والا ہے۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ تم چھوڑ دیئے جاؤ گے حالانکہ اللہ نے ابھی دیکھا ہی نہیں کہ تم میں سے کون جہاد کرتا ہے اور کون اللہ، رسول اور مومنوں کو چھوڑ کر کسی غیر کو رازدار بناتا ہے اور اللہ کو تمہارے اعمال کی اچھی طرح خبر ہے۔

شرح:- گزشتہ رکوع میں اعلان جہاد ہو چکا اور مخالفوں کو سنا دیا گیا کہ اب انہیں یا اسلام قبول کرنا ہوگا یا مسلمانوں کے زیر حمایت رہنا ہوگا یا ان سے جنگ کرنا ہوگی۔ اس رکوع میں اعلان جہاد کے اسباب و وجوہات بیان فرمائے ہیں تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ مسلمان بلاوجہ دنیا سے برسرپیکار ہیں فرمایا کہ مشرک بت پرست اور یہودیت اور نصرانیت کے شیدائی کچھ اس درجہ شریر واقع ہوئے ہیں کہ وہ ہر وقت اس ٹوہ میں رہتے ہیں کہ جونہی انہیں موقع ملے اور وہ مسلمانوں پر غلبہ حاصل کر سکیں تو نہ ان کی قرابت داری کا لحاظ کریں اور نہ اپنی معاہدانہ ذمہ داریوں کو محسوس کریں بلکہ ایک دم مسلمانوں کا قتل عام ہی شروع کر دیں اگرچہ بظاہر یہ لوگ خوش آئند باتیں کرتے اور اپنی لسانی اور چرب زبانی سے مسلمانوں کو ہمیشہ دھوکا دیتے ہیں کیونکہ مسلمان سمجھ لیتے ہیں کہ ایسی باتیں کرنے اور اس قدر اظہار

ہمدردی کرنے والے لوگ یقیناً" بے ضرر ہیں۔ مگر چونکہ وہ دل سے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہوتے ہیں ان سے کبھی بھلائی کی توقع نہیں۔ فرمایا کہ ہاں جو اپنے عہد و پیمان پر قائم رہے مسلمانو! تم بھی اس کو دھوکا نہ دو کیونکہ اتقا و پرہیزگاری اس چیز کا نام ہے کہ نہ کسی چیز کی خیانت کی جائے خواہ مالی ہو یا اخلاقی اور نہ امن عامہ کو خطرے میں ڈالا جائے مگر جب فریق ثانی باز نہ آئے تو محض امانت و دیانت اور امن عامہ کا تقدس قائم رکھنے کی خاطر مسلمانوں کو جان بکف ہونے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ ان لوگوں نے دنیا کے دوں کو ترجیح دے رکھی ہے اور اللہ کی امانت کو اور اس کے احکام کو چھوڑ رکھا ہے۔ ان کے سامنے دنیا کی لذتیں ہیں یہ آخرت و عقبیٰ کو فراموش کر چکے ہیں ان کا مقصد وقتی فائدہ اٹھانا ہے جو کہ ایک نہایت ہی ذلیل اور مکروہ ترین فعل ہے اور نہایت ہی ادنیٰ معاوضہ جسے یہ لوگ آیات الٰہی کے عوض حاصل کرتے ہیں۔ اگر نگاہ حق بین سے دیکھو تو یہ لوگ بڑی زیادتی کرتے ہیں۔

مسلمانو! ایک دفعہ جہاد شروع کر دو تو پھر ایسا قتل عام نہ ہو کہ جو شخص زد میں آئے مار ڈالو بلکہ جو اپنے گزشتہ رویہ پر تمہارے سامنے ندامت و پشیمانی کا اظہار کرلے نماز پنج گانہ پڑھنا شروع کر دے۔ قانون زکوٰۃ کی تعمیل کرے وہ تمہارا دینی بھائی ہو چکا اس پر تمہارا ہاتھ نہ اٹھے دیکھو ہر بات تمہیں تفصیل و تشریح کے ساتھ بتا دی گئی ہے اسے یاد رکھو اور کہیں نہ چوکو البتہ ایسے لوگوں کو اگر کبھی مسلمان پر آوازے کستے اور اس طرح کی ہنسی اڑاتے اور عہد و پیمان کی دفعات و شرائط کو توڑتے ہوئے دیکھ لو تو پھر ان میں کے بڑوں بڑوں کو چن چن کر فنا کے گھاٹ اتار دو کہ ان کے حوصلے ہمیشہ کے لئے پست ہو جائیں۔

سنو! سر غنے سرکردگان قوم اور نمائندگان شر آسانی سے تمہارے قبضے میں آنے والے نہیں۔ ان کو پکڑنے اور عبرت ناک سزا دینے کی خاطر تمام قوم سے تمہیں لڑنے اور مرنے مارنے کی ضرورت پیش آئے گی تو اس لئے گھبرانا نہیں۔

اس سے آگے مسلمانوں کو جوش دلایا گیا ہے کہ کیوں نہ تم جہاد کو اپنے اوپر فرض قرار دے لو جبکہ تم دیکھ چکے ہو کہ گزشتہ واقعات میں یہ منکر قومیں ایک بار نہیں بلکہ متعدد دفعہ تمہارے معاہدات کو توڑ چکی ہیں اور تم سے دغا کر چکی ہیں اور بت پرست و مشرک

لوگوں نے تمہارے رسول کو مکہ معظمہ سے نکال دیا تھا نیز جب کبھی چھیڑ خانی ہوئی ہے تو انہیں لوگوں کی طرف سے ہوئی ہے پھر از روئے غیرت و حمیت کیا تمہیں ان کی شرارتوں کو برداشت ہی کرتے چلے جانا چاہیے۔ سنو! ان لوگوں سے جہاد کرو اور اس بات کا یقین رکھو کہ یہ تمام اقوام تمہارے ہاتھوں ذلیل و رسوا ہوں گی سخت سزائیں پائیں گی تم فتح و نصرت حاصل کرو گے اور تمہارے دلوں کو ٹھنڈک حاصل ہوگی۔ امن و چین پاؤ گے اور تمہارے دلوں کا کانٹا نکل جائے گا۔ یاد رکھو یہ حکم تمہیں تمہارا علیم و حکیم خدا دے رہا ہے۔ پس اس کے حرف حرف پر ایمان لاؤ اور لفظ لفظ پر عمل کرو یہ پیغام عین علم و حکمت ہے۔

اس کے بعد جہاد کی اہمیت جتائی گئی ہے اگرچہ اس کے لئے ایک ہی جملہ استعمال کیا گیا ہے مگر جو قوت اور زور اس ایک جملہ میں ہے۔ کتابوں کی کتابیں لکھی جائیں تو بھی ان میں یہ زور پیدا نہ ہوسکے۔ فرمایا اے مسلمانو! کیا تم سمجھے بیٹھے ہو کہ محض مسلمان کہلانے اور اسلامی نام رکھ لینے سے تم چھوڑ دیئے جاؤ گے اور دنیا میں کامیاب اور آخرت میں نجات حاصل کرلو گے۔ نہیں نہیں تمہارا خیال غلط ہے اور وہم پرستی پر مبنی ہے تم اس وقت تک نہ دنیا میں کامیاب ہوسکتے ہو نہ آخرت میں فلاح و نجات حاصل کرسکتے ہو جب تک تم راہ خدا میں حق کے منکروں باطل پرستوں اور رسول اللہ کے دشمنوں کے خلاف جہاد نہ کرو اور اس بات کا بھی عملی ثبوت نہ دو کہ تم اللہ اور اس کے رسول اور اپنے مسلمان بھائیوں کے ماسوا کسی کو نہ اپنا راز دان بناتے ہو نہ کسی کی دوستی پر اعتماد کرتے ہو۔ تمہیں ایک طرف اپنی جماعت سے اتحاد و یک جہتی پیدا کرنی ہوگی دوسری طرف جان ہتھیلی پر رکھ کر دنیا کی افواج قاہرہ سے اگر وہ غیر مسلم ہیں اور کفر و نفاق پر مصر ہیں تو جنگ کرنی ہوگی۔ تمہیں عملاً ''اپنی ہر ایک چیز اپنی دولت اپنی راحت و آسائش اپنی بیوی اپنے بال بچے حتی کہ اپنی جان تک خدا کی راہ میں صرف کردینی ہوگی تب کہیں جا کر تم مسلمان کہلانے اور دنیا اور آخرت میں فلاح و کامیابی کی توقع رکھنے کے حقدار ہوسکتے ہو مسلمانو! غور کرو۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے　　لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

ترجمہ آیات ۱۷-۲۴:- مشرکوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کفر کا اقرار کرتے

ہوئے اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں۔ ان لوگوں کے سب اعمال اکارت گئے اور آگ میں انہیں ہمیشہ رہنا ہے۔ اللہ کی مسجدوں کو صرف وہی لوگ آباد کرسکتے ہیں جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھیں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوۃ دیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں۔ سو قریب ہے کہ وہ لوگ ہدایت پانے والوں میں سے ہوں گے۔ کیا تم نے حاجیوں کے پانی پلانے کو اور مسجد حرام کے آباد کرنے کو اس شخص کے (عمل کے) برابر قرار دے رکھا ہے جو کہ اللہ اور روز آخرت پر ایمان لایا ہو اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہو اللہ کے نزدیک یہ لوگ برابر نہیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دکھاتا۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اپنے مال و دولت اور اپنی جانوں کے ساتھ اس کی راہ میں جہاد کیا' اللہ کے نزدیک وہ درجے میں بہت بڑھ کر ہیں اور وہی لوگ فائز المرام ہیں۔ اس کا رب ان کو اپنی رحمت کی' خوشنودی کی' اور ان باغات کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کیلئے ہمیشہ کی نعمتیں ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے (بلاشبہ) اللہ کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔ اے ایمان والو! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بھائی ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کریں تو ان کو بھی رفیق نہ بناؤ اور جو تم میں سے ان کو دوست رکھے گا تو وہی لوگ ظالم ہیں۔ (اے پیغمبر!) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے' تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں' تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں۔ وہ تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو تمہیں خدا سے' خدا کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو حتی کہ اللہ اپنا حکم بھیج دے اور (یاد رکھو کہ) اللہ نافرمان لوگوں کو راہ ہدایت نہیں دکھاتا۔

شرح:۔ گزشتہ دو تین رکوعوں میں جہاد کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی اس کی ضرورت و اہمیت پر بحث کی گئی اور مسلمانوں کو اس کے لئے آمادہ کیا گیا یہاں ایک مشکل کو حل کیا گیا ہے ارکان و اعمال دین کے سلسلے میں بعض اعمال کو افضل بعض کو افضل تر اور بعض کو افضل ترین کہا گیا ہے اور اکثر مقامات پر کئی مختلف اعمال کو افضل ترین کہا گیا ہے دور نہ جاؤ نماز کے بارے میں متعدد احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ وہ افضل ترین عمل ہے۔ پھر جہاد کو بھی افضل ترین عمل کہا گیا ہے۔ اس طرح لا الہ الا اللہ کا ذکر کرنا بھی افضل ترین عبادت کے نام سے پکارا گیا ہے تو سوال یہ پیدا ہوا کہ اس قسم کے اعمال میں

بھی آخر کوئی افضل، کوئی افضل تر اور کوئی افضل ترین ہو گا یا سب کے سب یکساں برابر ہوں گے۔ یہاں اس مشکل کا حل ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ ایک دفعہ حرم کعبہ کے اندر طلحہ بن عثمان حضرت عباسؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مابین گفتگو ہوئی تو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں خانہ کعبہ کا کنجی بردار ہوں اور اس کی خدمت گزاری کی وجہ سے مجھے حق پہنچتا ہے کہ اگر میں خانہ کعبہ کے اندر سونا بھی چاہوں تو سو جاؤں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے حاجیوں کو پانی پلانے کی معزز خدمت میرے سپرد ہے مجھے بھی حق ہے کہ خانہ کعبہ میں سونے کا شرف حاصل کروں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمانے لگے میں یہ باتیں تو جانتا نہیں میری تمام زندگی تو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے گزری ہے ایک اور دفعہ کا ذکر ہے کہ کچھ صحابہ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے اور افضل ترین اعمال کا ذکر کر رہے تھے۔ ایک نے کہا کہ اسلام لانے کے بعد حاجیوں کو پانی پلانا سب سے بہترین عمل ہے۔ دوسرے نے کہا کہ مسجد حرام کی آبادی سب سے زیادہ ضروری ہے تیسرے نے کہا کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو جہاد ان سب سے بہتر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے فرمانے لگے بھائی مباحثہ نہ کرو جمعہ کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتؐ میں حاضر ہو کر سب کچھ دریافت کریں گے۔ چنانچہ آپ سے پوچھا گیا اس پر یہ آیت مبارک نازل ہوئی کہ کسی غیر مسلم کو مساجد و عبادت گاہیں بنانے کا اور ان کو آباد کرنے کا حق نہیں پہنچتا جب تک کہ وہ ایمان و اسلام سے مشرف نہ ہو۔ خواہ اس کے اعمال کیسے ہی اچھے کیوں نہ ہوں۔ دوسرے یہ کہ خواہ حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد کرنا فی نفسہٖ بہت عظیم الشان کام ہو۔ مگر جہاد و قتال کے مقابلہ میں اس کی کوئی وقعت نہیں۔ یاد رکھو کہ اعمال کبھی یکساں نہیں ہو سکتے جو لوگ ان اعمال کو یکساں خیال کرتے ہیں وہ ظالم و بے انصاف ہیں اور کبھی سیدھی راہ کو یعنی صراط مستقیم کو نہیں پا سکتے۔ مسلمانو! قرآن کریم پر غور در خوض کرو اور ہر ایک عمل کو اس کی جگہ پر رکھو بیشک نماز کا پڑھنا اور روزے رکھنا بڑے ہی افضل کام ہیں مگر انہیں شخصی اعمال کی حیثیت حاصل ہے ان اعمال پر پابند ہونے سے ہر ایک شخص انفرادی طور پر فائدہ اٹھا سکتا اور اجر و ثواب حاصل کر سکتا ہے اور ان کے ترک سے صرف ان افراد کو نقصان پہنچے گا مگر جہاں قوم کی موت و زندگی کا سوال ہو وہاں جہاد افضل ترین عبادت ہے۔

اس وقت جو شخص نماز میں مشغول رہنے اللہ کا ذکر کرنے یا درس و تدریس کے ذریعے ابتدائی مسائل و قواعد کے پڑھنے پڑھانے ہی میں مشغول رہنا پسند کرے اور قوم کی زندگی کے مسائل سے بالکل بے نیاز ہو جائے' مظالم کو دیکھے راست روی اور ایثار نفسی سے کام نہ لے اور کہے کہ نماز و روزے کی پابندی بڑی فضیلت ہے اسی طرح جو شخص ناپ تول میں کمی۔ اشیائے خوردنی میں ملاوٹ' ناجائز منافع خوری' ذخیرہ اندوزی' رشوت خوری' خیانت' دھوکہ دہی کرتا' حلال حرام' جائز ناجائز میں تمیز نہیں کرتا مگر نماز اور حج بھی ادا کر لیتا ہے تو معاشرے اور بنی نوع انسان کے اجتماعی نقصان پر اس کے ذاتی نفع کی ترجیح کوئی معنی نہیں رکھتی اور وہ شخص یقیناً" ظالم و بے انصاف ہے اور صراط مستقیم سے کوسوں دور ہے۔ اسلام اس بے حمیتی کو برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کے فرزند غیر مسلموں کے مظالم کا شکار بنیں۔ دین الٰہی کی بیخ کنی کی کوششیں ہو رہی ہوں۔ شعار دین کی بے حرمتی ہو رہی ہے۔ پرستاران توحید کو یہودی و نصرانی بنانے کی مساعی جاری ہو اور مسلمان اور ان کے رہنما یا علماء شخصی فوائد کے حاصل کرنے یا نماز روزہ میں مشغول رہنے ہی کو ذریعہ نجات سمجھے بیٹھے رہیں۔

سنو! قومی وقار قائم رکھنے اور بحیثیت قوم زندہ رہنے کیلئے ضروری ہے کہ تم اپنے وطن عزیز کو خیرباد کہہ کر ممالک غیر میں جا کر لڑنے مرنے اور تبلیغ و اشاعت کا کام کرنے کے لئے تیار رہو اور اپنا مال و منال اور اپنی جان عزیز جہاد و قتال کیلئے وقف کر دو دشمن کے مقابلہ میں سیسہ کی دیواریں بن کر لڑو۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤ مگر اپنی جگہ کو نہ چھوڑو اگر کوئی شخص ایسا کر سکتا ہے تو وہ مسلمان ہے اور اسی کو دنیا میں کامیابی حاصل ہوگی اور وہی خدا کے ان انعامات کا اور باغوں کا حقدار ہو سکتا ہے جو فرمانبرداران خدا کیلئے مخصوص ہیں۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے اگر تمہارے ماں باپ اور بہن بھائی بھی کفار کے ساتھ ہوں تو ان کے خلاف بھی جنگ کرنی ہوگی اور کسی قسم کی رو رعایت جائز قرار نہ دی جائے گی۔ اگر کسی شخص نے اپنے عزیز و اقارب کے مفاد کو اسلام کے مفاد پر ترجیح دی تو وہ سمجھ لے کہ خدا اسے برباد کر دے گا جو شخص جہاد و قتال کے مقابلہ پر شخصی مفاد اور ذاتی تعلقات کو ترجیح دیتا ہے وہ ظالم و بے انصاف ہے اور ممکن نہیں کہ ایسے نافرمان لوگ صراط مستقیم کو پالیں۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار**

ترجمہ آیات ۲۵-۲۹:- اللہ بیشک تمہیں بہت سے مقامات پر مدد دے چکا ہے اور حنین کے روز بھی جب تم اپنی کثرت پر نازاں تھے وہ تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی اور زمین باوجود اپنی فراخی کے تم پر تنگ ہو گئی۔ پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ پھر اللہ نے اپنے رسول پر اور مومنوں (کے دلوں) پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور ایسے لشکر نازل کیئے جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں پر عذاب بھیجا اور منکروں کی یہی سزا ہے۔ پھر اس کے بعد اللہ جس پر چاہتا ہے مہربان ہو جاتا ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ اے ایمان والو! مشرک لوگ بلاشبہ پلید ہیں۔ سو اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب تک نہ آنے پائیں اور اگر تمہیں افلاس کا ڈر ہو تو اللہ نے اگر چاہا تو وہ جلد تمہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا بیشک اللہ بڑا علم رکھنے والا بڑا حکمت والا ہے۔ اہل کتاب میں سے ان لوگوں کے ساتھ لڑائی کرو جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں نہ ان اشیاء کو حرام خیال کرتے ہیں جو خدا اور اس کے رسول نے حرام قرار دی ہیں اور دین حق کو قبول کرتے ہیں حتیٰ کہ وہ اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں اور ذلیل و خوار ہوں۔

شرح:- جہاد کی ضرورت و اہمیت پر بحث ہو چکی۔ ذاتی اغراض و مقاصد اور دیگر حیلے بہانے تراشنے والوں کی بھی تہدید کر دی گئی۔ یہاں مصلحت وقت اور قلت تعداد کے مسئلہ سوال کو حل کیا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! تم اس بات کا کبھی خیال ہی نہ کرو کہ تمہاری تعداد قلیل ہے اور دشمن زیادہ ہیں۔ تم بے سرو سامان ہو اور وہ آلات حرب و سلاح جنگ سے مالا مال تم غریب و مفلس ہو اور وہ غنی و تونگر۔ تمہیں کس طرح دشمن پر غلبہ حاصل ہوگا۔ سنو! اس سے پہلے تمہیں یہود کے حالات میں بتایا جا چکا ہے کہ اکثر قلیل التعداد جماعتوں کو بڑی بڑی عظیم الشان جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غلبہ حاصل ہو چکا ہے اور اللہ صبر و استقامت پر قائم رہنے والوں کی مدد کیا کرتا ہے تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جو کوئی اللہ پر اعتماد و توکل رکھے وہ سب سے بے نیاز ہو جاتا ہے پس تمہیں چاہئے کہ نہ تو قلت و تعداد کو دیکھو نہ افلاس و بے بضاعتی کو ہاں یقین محکم پیدا کرو پائے ثبات میں لغزش نہ آنے دو اپنی تنظیم کو قائم رکھو اور دل میں ہراس نہ پیدا ہونے دو پھر دیکھو کہ تم کامیاب و کامران ہوتے ہو یا نہیں۔ مسلمانو! مثال کے طور پر یہ دیکھو کہ فتح مکہ کے بعد جب تم نے طائف پر چڑھائی کی اور بنو ہوازن اور ثقیف کے قبائل کو زیر کرنا چاہا

تو تم سمجھے تھے کہ ہم تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور آلات حرب سے بھی پوری طرح مسلح ہیں اس لئے ناممکن ہے کہ دشمن پر قابو نہ پائیں۔ مگر ہوا کیا تمہاری کثرت تعداد نے تمہارے بڑھے ہوئے حوصلوں نے تمہارے سلاح جنگ نے تمہیں کوئی فائدہ نہیں دیا؟ نہیں نہیں تم نے وہ زک اٹھائی کہ زمین باوجود اپنی فراخی کے تمہیں تنگ و تاریک نظر آنے لگی پھر ہم نے تمہیں طمانیت قلب عطا کی اور ایسے غیبی لشکر تمہاری امداد کو بھیجے جو تمہیں نظر نہ آتے تھے تب کہیں جا کر تمہیں غلبہ حاصل ہوا اور دشمن کیفر کردار کو پہنچا اس کے بعد ان میں سے جو دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اس پر بھی ہم نے اپنی عنایات کو جاری رکھا اس طرح اس سے قبل کے واقعات کو سمجھ لو۔ جب تم بڑے ہی قلیل التعداد تھے دشمن کی کثرت تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکی مسلمانو! یاد رکھو مشرک و بت پرست لوگ ناپاک ہیں ان کی عادات ناپاک' ان کے اعتقادات ناپاک ان کے افعال ناپاک' یہ جہاں کہیں بھی ہوں گے ناپاک و پلیدی پھیلائیں گے۔ تم ان کے قریب تک نہ پھٹکو ان کو اپنے ملک میں نہ رہنے دو۔ اگر تم اس بات سے ڈرو کہ ان کے چلے جانے سے تمہاری تجارت بند ہو جائے گی کاروبار رک جائے گا اور انتظامات ملک کا سنبھالنا مشکل ہو جائے گا تو اس قسم کا خیال ہرگز نہ کرو۔ خدائے علیم و حکیم جو مردوں کو زندہ کر دینے پر قادر ہے وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ تمہیں تجارت کرنا سکھا دے۔ انتظامات ملک کے سنبھالنے والے پیدا کر دے اور تمہارے کارخانے بھی چلا دے۔ ہاں اگر یہ مشرک و بت پرست یا یہود و نصاریٰ تمہارے ملک میں رہنا چاہیں تو تمہارے زیر نگیں رہیں اور حفاظت کا ٹیکس ادا کریں اور تم اس بات کے نگران رہو کہ یہ کوئی فتنہ و فساد تو کھڑا نہیں کرتے۔

ترجمہ آیات ۳۰-۳۷:- اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں ان سے پہلے کافروں نے جو کچھ کہا تھا یہ اس کی نقل کرتے ہیں۔ اللہ ان کو تباہ کرے وہ کدھر کو بہکے چلے جا رہے ہیں۔ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں کو اور مشائخ کو اپنا رب بنا رکھا ہے اور مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ ان کو صرف اسی قدر حکم تھا کہ وہ صرف ایک خدا کی عبادت کریں اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پاک ہے وہ ان چیزوں سے جنہیں یہ لوگ اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ (کی پھونکوں) سے اللہ کا نور بجھا دیں اور اللہ نہیں

چاہتا مگر یہ کہ وہ اپنے نور کو مکمل کرے اگرچہ منکران حق اس بات کو ناپسند ہی کریں۔ (لوگو! اللہ) وہی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو (سامان) ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کرے۔ اگرچہ مشرکوں کو یہ بات ناپسند ہی کیوں نہ ہو۔ اے ایمان والو! بہت سے علماء اور مشائخ اہل کتاب لوگوں کا مال ناجائز طریق سے کھاتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (اے نبیؐ) ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ جس روز ان (خزانوں) کو جہنم کی آگ میں رکھ کر گرم کیا جائے گا پھر ان کے ماتھے، کروٹیں اور پیٹھیں ان سے داغ دی جائیں گی (اور کہا جائے گا کہ) یہ ہے جو کچھ کہ تم نے اپنے لئے جمع کر رکھا تھا سو جو کچھ جمع کیا کرتے تھے اس کا مزہ چکھو۔ بلاشبہ اللہ کی کتاب میں اس دن سے کہ جب اس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا تھا مہینوں کی گنتی اس کے ہاں بارہ مہینے (چلی آتی) ہے ان میں چار مہینے ادب و حرمت کے ہیں یہی پختہ دین ہے۔ سو ان مہینوں میں اپنے اوپر ظلم نہ کرنا اور سب مل کر مشرکوں سے لڑو۔ جس طرح کہ وہ سب تم سے لڑتے ہیں اور خوب جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ بیشک (کفار کا) مہینوں کو آگے پیچھے کرنا (اپنے) کفر میں (اور) اضافہ کرنا ہے کفار اس کی وجہ سے گمراہ ہوتے رہتے ہیں وہ کسی سال اس مہینے کو حلال سمجھ لیتے ہیں اور کسی سال حرام قرار دے لیتے ہیں تاکہ ان مہینوں کی گنتی پوری کرلیں جو اللہ نے حرام قرار دے رکھے ہیں پھر اس مہینے کو حلال سمجھ لیتے ہیں جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے ان کی بدکرداریاں انہیں بھلی معلوم ہوتی ہیں اور اللہ کافروں کو راہ ہدایت نہیں دکھاتا۔

شرح:۔ اس رکوع میں یہود و نصاریٰ کے غلط اعتقادات اور مکروہ افعال کا ذکر ہے۔ جس سے وہ مورد عتاب ٹھہرے اور انہیں عرب سے نکال دیئے جانے کے احکام صادر کئے گئے۔ فرمایا کہ دیکھو یہود کے پاس بھی الہامی کتاب ہے اور نصاریٰ کے پاس بھی وہ جانتے ہیں کہ خدا کا نہ کوئی بیٹا ہے نہ اس کی بیوی ہے مگر اس کے باوجود یہودی کہتے ہیں کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور نصاریٰ ان کے مقابلہ میں کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں باہمی ضد نے ان کو اس درجہ شرک میں مبتلا کر دیا ہے کہ ان کے سب اعتقادات باطل و بیہودہ ہو گئے ہیں۔ ان سے پہلے بھی گمراہ قومیں ایسی ہی لغو باتیں کیا کرتی تھیں۔ یہ

لوگ محض ان کی ریس کرتے ہیں اسی وجہ سے تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ یہ تو ہیں ان کے اعتقادات اب لو ان کے ایمان۔ دیکھو کہ ان کے عوام خود تعلیمات مذہبی سے محض کورے ہوتے ہیں اور جو کچھ ان کے علماء اور صوفیا کہہ دیں اس کو حکم الٰہی سمجھ کر ماننے لگتے ہیں۔ انہوں نے گویا علماء اور حضرت عیسیٰ کو خدا بنا رکھا ہے حالانکہ صاف لفظوں میں ان کو حکم دیا گیا تھا کہ سوائے خدائے یگانہ کے کسی کی عبادت نہ کرو۔ وہی معبود حقیقی ہے اور ہر قسم کے شرک سے پاک ہے۔ علماء کی تکریم و تعظیم بیشک ان لوگوں پر ضروری تھی مگر محض اس وقت تک جب تک وہ احکام الٰہی کو صحیح صحیح طور پر ان تک پہنچاتے اب جبکہ انہوں نے اپنے منصب کا غلط استعمال شروع کر دیا اور فرعونیت اختیار کر لی تو عوام کو چاہئے تھا کہ ان کی مطلق پرواہ نہ کرتے مگر انہوں نے ان علماء کی آواز پر آمنا و صدقنا کہا اور ان کی ایسی ہی تعظیم کی جیسی خدا کے احکام یا اس کے پیغمبروں کی کرنی چاہئے تھی پس عوام بھی تباہ و برباد ہو گئے۔

ہمارے سلف صالحین میں سے سفیان بن عینیہ کہتے ہیں کہ ہمارے علماء میں سے جو کوئی بگڑ گیا وہ یہودی علماء کی مانند ہو گیا۔ اور ہمارے صوفیوں میں سے جو بگڑا تو عیسائی علماء کی مانند ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ علماء اپنے قابل نفرت طریقوں اور کاموں سے عوام کو روکتے ہیں اور در حقیقت چاہتے ہیں کہ خدائی تعلیمات کو نور ایمان کو اور حق پرستی کو سرے سے مٹا ہی دیں مگر میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گا ہاں یہ لوگ جس قدر زور لگانا چاہیں لگا لیں۔ اس واسطے اپنے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے کہ وہ دنیا کو از سرنو توحید کا سبق پڑھائیں۔ اور دین حق کو ادیان سابقہ پر غالب کریں۔ مسلمانو! یاد رکھو کہ یہود و نصاریٰ کے علماء میں اکثر مختلف طریقوں سے لوگوں کا روپیہ پیسہ سمیٹنے کی فکر میں رہتے اور خزانے جمع کرتے ہیں۔ انہیں اپنے عزیز و اقارب کی امداد، جہاد فی سبیل اللہ اور رفاہ عام کے کاموں میں نہیں صرف کرتے بلکہ زمین میں گاڑتے اور خزانے جمع کرتے ہیں۔ یاد رکھو ان لوگوں کو سخت عذاب دیا جانے والا ہے اگر تم یا تمہارے علماء بھی ان کے نقش قدم پر چلنے لگے تو یقیناً" وہ بھی اسی سلوک کے مستحق سمجھے جائیں گے مسلمانو! دیکھو جہاد کا حکم ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ہی رہے گا۔ ذیقعدہ، ذی الحج، محرم اور رجب کے مہینے حرم کے ہیں ان مہینوں میں لڑائی نہ ہونی چاہئے۔ ہاں اگر مشرک و بت

پرست ابتدا کریں تو پھر جیسے وہ تم سے لڑتے ہیں تم بھی ان سے لڑو اور ہرگز کوئی رعایت نہ کرو۔ دیکھو اگرچہ مشرکین عرب بھی ان مہینوں کی حرمت کے قائل ہیں مگر اپنی خواہشات کے مطابق جب چاہتے ہیں ان کو آگے پیچھے کر لیتے ہیں۔ اس طرح وہ خدا کی حرام چیز کو حلال اور حلال کو حرام قرار دیتے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی برائی نہیں۔ تم اس قسم کے حیلے بہانوں میں اور موشگافیوں میں ہرگز نہ پڑنا تم اپنے اعمال کی جانچ کے لئے قرآن کریم کے احکام کو کسوٹی بناؤ ورنہ یوں تو ہر شخص اپنے اعمال کو سونے کی طرح خالص ہی سمجھتا ہے وقعت صرف انہیں اعمال کی ہے جو خدا کے ہاں مقبول ہوں۔

ترجمہ آیات ۳۸-۴۲:- اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں کوچ کرو تو تم زمین پر گرے جاتے ہو کیا تم آخرت کے مقابلے میں دنیوی زندگی پر خوش ہو گئے ہو۔ (یاد رکھو) کہ دنیوی زندگی مال و متاع آخرت کے مقابلہ میں بہت ہی حقیر ہے۔ اگر تم کوچ نہ کرو گے تو اللہ تمہیں دردناک سزا دے گا اور تمہاری جگہ کسی دوسری قوم کو لے آئے گا اور تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ ہر بات پر قدرت رکھتا ہے۔ اگر تم نے رسول اللہ کی مدد نہ کی تو (یاد رکھو کہ) اللہ آپ کی اس وقت مدد کر چکا ہے جب کافروں نے آپ کو (وطن سے) نکال باہر کیا تھا (اس حالت میں کہ) دو میں سے ایک آپ تھے جبکہ وہ دونوں غار میں تھے اور آپ اپنے رفیق سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو۔ یقیناً" اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ سو اللہ نے اپنی طرف سے آپ پر تسکین (قلب کی نعمت) نازل فرمائی اور ایسے لشکروں سے آپ کی مدد کی جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کی بات کو نیچا کر دیا اور (درحقیقت) اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ خواہ تم بے ہتھیار ہو خواہ مسلح (ہر حال میں لڑائی کیلئے) کوچ کرو اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ اگر تمہیں (جہاد کی خوبیوں کا) علم ہو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر باسانی میسر آ جانے والی غنیمت ہوتی یا آسان سفر ہوتا تو (اے پیغمبر اسلام!) یہ لوگ یقیناً" آپ کے ساتھ ہو لیتے۔ لیکن انہوں نے تو مسافت ہی کو دور خیال کیا اور ابھی اللہ کی قسمیں کھانے لگیں گے کہ اگر ہم سے بن پڑتا تو ضرور تمہارے ساتھ جاتے سنو اس طرح یہ لوگ خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ وہ یقیناً" جھوٹے ہیں۔

شرح:- اس رکوع میں بتایا ہے کہ جہاد سے کوئی شخص مستثنیٰ نہیں ہے اور ان آیات مبارکہ کا ایک خاص واقعہ سے تعلق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ فتح کر چکے تھے مشرکوں کا زور ختم ہو چکا تھا۔ یہود و نصاریٰ کو ملک عرب سے نکالا جا رہا تھا کہ روم کے عیسائیوں کو مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی قوت خوف زدہ کرنے لگی اور انہوں نے قیصر کے حکم سے چالیس ہزار نبرد آزما رومی سپاہ کا لشکر جرار جمع کیا اور مسلمانوں کے مرکز یعنی مدینہ پاک پر حملہ کرنے اور مسلمانوں کی جمعیت کو منتشر کرنے کی کوشش ہونے لگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر کی خبر پہنچی آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ تم نے شجر اسلام کو اپنے خون سے سینچا ہے اسے قیصر روم جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہتا ہے۔ دیکھو اپنی قومی اجتماع کو منتشر نہ ہونے دو اور دشمن کو موقع نہ دو کہ یہاں تک آئے تم خود ارض روم کی طرف چڑھائی کر دو اور وہیں دشمن کا مقابلہ کرو۔

ایک دنیا قیصر کے نام سے لرزاں تھی کسی کو اسکے مقابلہ کی تاب نہ تھی مسلمان بھی گھبرائے اور بعض نے جہاد کی مشکلات سے بچ جانے کے لئے حیلے بہانے تراشنے شروع کئے۔ کسی نے ضعف اور بڑھاپے کا عذر پیش کیا کوئی گرمی کی شدت سے ڈرنے لگا۔ کسی نے کہا میرے پاس سامان حرب نہیں۔ الحاصل بعض لوگوں نے چاہا کہ جس طرح بھی ہو وہاں جانے سے بچ جائیں کیونکہ قیصر کا مقابلہ کوئی آسان کام نہیں اس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور کہا گیا کہ مسلمانو! تمہیں کیا ہو گیا ہے لڑائی کا نام سن کر زمین کے ساتھ پیوند کیوں ہوئے جاتے ہو۔ تمہیں اپنے عزیز و اقارب اپنا مال و منال اور اپنی جانیں جہاد فی سبیل اللہ سے کیوں محبوب تر ہیں۔ یاد رکھو! آخرت کے انعامات اور احکام خداوندی کی فرمانبرداری کے مقابلہ میں یہ چیزیں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ اگر تم نے تلوار کو چھوڑ دیا دشمن کے مقابلہ سے گریز کیا۔ جہاد کرنے سے جی چرایا تو یاد رکھو تم مٹ جاؤ گے اور کوئی دوسری قوم جو لڑائی سے نہیں گھبرائے گی تمہاری جگہ لا کھڑی کر دی جائے گی۔ جو اس کے دین کی خدمت کرے گی اور جہاد کے لئے آمادہ رہے گی اگر تم نے اسلام کی مدد کرنے اور رسول کا حکم ماننے سے انکار کیا تو یہ نہ سمجھو کہ اسلام مٹ جائے گا اور رسول اپنے فرائض کی ادائیگی میں ناکام رہے گا۔ نہیں نہیں اسلام مٹ نہیں سکتا رسول خدا ناکام نہیں رہ سکتے۔ ہاں تم لوگوں کو جنہوں نے اسلام کی خاطر جانیں ہتھیلی پر نہیں

انہیں۔ تم کو جنہوں نے اپنی جان کو عزیز سمجھا تم کو جنہوں نے دنیاوی مصلحتوں اور ذاتی
تعلقات کو اسلام کے مفاد پر ترجیح دی ذلیل و رسوا کردیا جائے گا۔ دنیا اور آخرت دونوں
میں سخت ترین سزا دی جائے گی۔ مسلمانو! غور کرو قلت تعداد سے کیوں گھبراتے ہو۔
غریبی و ناداری سے کیوں خائف ہو۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جب تمام عرب ہمارے
رسول کا دشمن ہو گیا تھا اور اس کے قتل کے درپے تھا تو وہ صرف ایک مرد مومن ابوبکر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمراہی میں مکہ سے چل کر ایک غار میں جا چھپا دشمن وہاں آپہنچا اور
قریب تھا کہ گرفتار کرلئے جائیں۔ اس منظر کو دیکھ کر ابوبکر گھبرائے۔ مگر ہم نے ان کو تسلی
دی۔ رسول کا حوصلہ بڑھایا اس نے کہا ابوبکر ڈرتے کیوں ہو۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔
چنانچہ ہم نے غیبی لشکروں سے اپنے رسول کی مدد کی اور دشمن کی تمام کوششوں پر پانی پھر
گیا۔ خدا کا نام بلند ہو کر رہا۔ مسلمانو! اب بھی اسی طرح تمہاری مدد کو غیبی لشکر آئیں
گے۔ اور تمہیں وہی کامیابی حاصل ہوگی۔ بشرطیکہ تم لڑنے مرنے اور جہاد کرنے کی خاطر
میدان جنگ میں نکل آؤ اور جب "الجہاد" "الجہاد" کا نعرہ لگے تو تم سب پرچم اسلام کے
نیچے آکھڑے ہو جاؤ خواہ تمہارے پاس سلاح جنگ ہو یا نہ ہو۔ جو کچھ مال و دولت ہو جہاد پر
قربان کرنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔ اس بات پر غور نہ کرو کہ سفر قریب کا ہے یا بعید کا۔ گھروں
سے نکل کھڑے ہو اور جدھر کو امیر قوم لے جائے چلے چلو۔ جو لوگ حیلے بہانے تلاش
کرتے ہیں وہ خود ہلاکت میں پڑتے اور قوم کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔

ترجمہ آیات ۴۳ - ۵۹ :- اللہ نے آپ کو معاف کردیا ہے آپ نے ان کو
اجازت ہی کیوں دی جب تک کہ آپ پر سچے لوگوں کی سچائی نہ کھل جاتی اور آپ
جھوٹوں کو معلوم نہ کرلیتے۔ جو لوگ اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ آپ سے
اپنے مال و جان سے جہاد کرنے کے بارے میں رخصت نہیں چاہتے (کہ انہیں خدمت
جہاد سے معاف رکھا جائے) اور اللہ پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے۔ رخصت تو وہی لوگ
طلب کرنے آتے ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں نہ روز آخرت پر اور ان کے دل شک و
شبہ میں پڑے ہیں سو وہ اپنے شک و شبہ میں پریشان ہیں۔ اور اگر وہ (میدان جنگ میں)
نکلنے کا ارادہ رکھتے تو اس کی کوئی تیاری بھی کرتے لیکن اللہ نے ان کا اٹھنا پسند نہ کیا اور
انہیں روک دیا اور ان سے کہہ دیا گیا کہ بیٹھے رہنے والوں کے ساتھ تم بھی بیٹھے رہو اگر

یہ تمہارے ساتھ میدان جنگ میں نکل کھڑے ہوتے تو تم میں اور زیادہ خرابی ہی پیدا کرتے اور تمہارے درمیان فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے اور (اب بھی) تمہاری جماعت میں ان کے جاسوس شامل ہیں اور اللہ ان سرکشوں سے خوب واقف ہے۔ وہ اس سے پہلے بھی فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں اور آپ کے لئے معاملات کو الٹ پلٹ کرتے رہے ہیں حتی کہ حق آپہنچا اور اللہ کا حکم نمایاں ہو گیا۔ حالانکہ وہ ناپسند ہی کرتے رہے اور ان میں سے کوئی آپ سے یوں کہتا ہے کہ آپ مجھے (پیچھے رہ جانے کی) اجازت دیجئے اور مجھے آزمائش میں نہ ڈالئے واضح رہے کہ آزمائش میں تو وہ پڑ ہی چکے ہیں اور بیشک جہنم نے کافروں کو گھیر رکھا ہے (اے پیغمبر اسلام!) اگر آپ کو خوشی و کامیابی نصیب ہو تو انہیں برا معلوم ہوتا ہے اور اگر آپ کو کوئی تکلیف پہنچے تو وہ کہتے ہیں کہ "ہم نے تو پہلے ہی اپنا بچاؤ کر لیا تھا" اور یہ کہہ کر وہ خوشی خوشی منہ پھیر کر چل دیتے ہیں (اے پیغمبر اسلام!) کہہ دیجئے کہ جو کچھ اللہ نے ہمارے لئے مقرر کر دیا ہے ہمیں وہی ملے گا وہ ہمارا کارساز ہے اور مومن اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ (اے پیغمبر اسلام!) ان (منافقوں) کو سنا دیجئے کہ تم ہمارے حق میں دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی (فتح یا شہادت) کے منتظر رہتے ہو اور ہم بھی تمہارے حق میں اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ تم پر اپنے ہاں سے کوئی عذاب بھیجے یا ہمارے ہاتھوں سے عذاب پہنچائے سو تم بھی انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ خواہ تم خوشی سے خرچ کرو خواہ ناخوشی سے۔ تم سے کسی طرح قبول نہیں کیا جائے گا تم بلاشبہ نافرمان لوگ ہو اور ان لوگوں کے صدقات جو قبول نہیں ہوتے تو محض اس لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں اور نماز کو آتے بھی ہیں تو محض سستی سے اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے بھی ہیں تو بڑی تنگدلی اور کراہت کیساتھ سو نہ تو آپ کے لئے ان کی دولت موجب تعجب ہو اور نہ اولاد۔ اللہ صرف یہی چاہتا ہے کہ ان کو انہی چیزوں کی وجہ سے دنیا کی زندگی میں گرفتار عذاب رکھے اور ان کی جان کفر ہی کی حالت میں نکلے۔ اور یوں تو یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ (اے مسلمانو!) ہم تم ہی میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ لوگ (ظاہر و باطن میں) فرق رکھنے والے ہیں۔ اگر وہ کوئی پناہ یا غار یا سر گھسانے کی جگہ پائے تو یہ بدک کر اس طرف بھاگتے اور ان لوگوں میں بعض ایسے بھی

ہیں جو آپ پر صدقات کے بارے میں الزام لگاتے ہیں پھر اگر انہیں اس میں سے کچھ دے دیا جائے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر انہیں اس میں سے کچھ نہ ملے تو وہ فوراً" ناراض ہو جاتے ہیں۔ (ان کے لئے بہتر تھا) اگر وہ اس چیز پر راضی ہو جاتے جو اللہ اور اس کے رسول نے دی تھی اور کہہ دیتے کہ ہم کو اللہ ہی کافی ہے اللہ اپنی مہربانی سے اور اس کا رسول ہمیں عنقریب بہت کچھ دیدیں گے ہم بلاشبہ اللہ کی طرف راغب ہیں۔

شرح:- تبوک سے مسلمان بخیر و خوبی واپس آئے۔ جنگ نہ ہوئی اگرچہ مسلمانوں کو سفر کی کلفت برداشت کرنی پڑی مگر مخالفین پر اسلام کی دھاک بندھ گئی۔ اب وہ لوگ جنہوں نے حیلے بہانے تراشے تھے اور جنگ میں شریک نہیں ہوئے تھے آئے اور اپنی مجبوریاں جتانے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمتہ للعلمین واقع ہوئے تھے۔ بڑی دریا دلی سے ان کی معذوریوں کو منظور فرما لیا درگذر کی اور کوئی مواخذہ نہ کیا۔ اس بات پر یہ آیات مبارکہ نازل ہوئیں کہ اے نبی! ان غداران قوم کو معاف کرنے کے کیا معنی؟ ان کو معاف کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ مجاہدین کو جہاد سے روکنا جب لوگ دیکھیں گے کہ جہاد نہ کرنے والے بھی انہی حقوق و مراعات کو پاتے ہیں جو مجاہدین کو حاصل ہیں تو پھر کون جہاد کی کلفتوں اور شدائد کو برداشت کرنے لگے گا۔ چاہیئے کہ جہاد سے کوئی شخص مستثنیٰ قرار نہ دیا جائے خواہ وہ نادار ہو خواہ امیر، ہر شخص صف جہاد میں مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو کر لڑے۔ آپ نے ان کو معاف کر دیا اچھا نہ کیا مگر آپ کو یہ دریا دلی معاف کی جاتی ہے۔ یاد رکھو کہ جن لوگوں کے دلوں میں اسلام کی تڑپ ہے جن کے دل نور ایمان سے معمور ہیں وہ تو نعرۂ جہاد سن کر سیدھے پرچم اسلام کے نیچے پہنچ جائیں گے۔ مگر جو مذبذب اور ضعیف الایمان ہوتے ہیں وہ آتے اور اجازتیں طلب کرتے ہیں کوئی کہتا ہے حضور میں بیمار ہوں بال بچے بھی بیمار پڑے ہیں کیا میں ایسی حالت میں خدمت جہاد سے معذور نہیں ہوں۔ یا کوئی یوں کہتا ہے کہ یا رسول اللہ میں میدان جنگ میں جانے کو سخت بیتاب ہوں مگر میرے پاس نہ سواری ہے نہ سلاح جنگ بتایئے کیا کروں پیادہ اور خالی ہاتھ نکلنا مصلحت کے خلاف ہے اور گویا مفت میں موت کا شکار بننا ہے اس لئے اجازت دیجئے کہ اب کے اس سعادت سے محروم ہی رہوں۔ یہ نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں نہ آخرت پر ارشاد ہوتا ہے کہ اے نبی یہ لوگ دلوں میں شکوک و شبہات رکھتے ہیں اور متردد و مذبذب

ہیں۔ اے مسلمانو! ان میں سے بعض لوگ منافق اور اغیار کے جاسوس بھی ہیں۔ جہاں تک ہو سکے ایسے مشکوک و مشتبہ لوگوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھو مبادا کہ وہ تمہاری جماعت میں شامل ہو کر افتراق و تشتت پیدا کر دیں اور بنا بنایا کھیل بگاڑ دیں۔ اے مسلمانو! ایسے لوگ ابتدائے کار ہی سے تمہارے دشمن چلے آئے ہیں اور ہم نے ہمیشہ تمہاری امداد کی اور ان لوگوں کو منہ کی کھانی پڑی۔ اے پیغمبر اسلام! تبوک کی تیاری کے وقت جن لوگوں نے کہا تھا کہ ہم نوجوان ہیں اور روم کی عورتیں حسین اور دلکش ہیں اگر ہم وہاں جہاد کے لئے گئے تو فتنے میں پڑ جائیں گے سنو! یہ لوگ پہلے ہی سے ضعف ایمان کے فتنے میں پڑے ہوئے ہیں۔ وہاں جا کر کسی اور فتنے میں کیا پڑیں گے۔ ان لوگوں کی یہ کیفیت ہے اگر کہیں تمہیں تکلیف پہنچے تو کہتے ہیں کہ یہ تو ظاہر ہی تھا کہ اس مہم کا انجام ٹھیک نہ ہو گا۔ ہم نے تو پہلے ہی احتیاط برتی تھی۔ منہ سے یہ باتیں کہتے ہیں اور دل میں تمہاری مصیبت پر خنداں و فرحاں ہوتے ہیں اور اگر تمہیں فتح و کامرانی حاصل ہو جائے تو ان کے ہاں سوگ پڑ جاتا ہے۔ مسلمانو! ایسے لوگوں کو سنا دو کہ ہمیں نہ فتح و شکست سے کوئی تعلق ہے نہ فرحت و الم سے ہم تو محض اس واسطے لڑتے ہیں کہ خدا کے دین کا بول بالا ہو دنیا میں امن قائم ہو نیکو کاری کا تسلط رہے ہر انسان دنیا میں خوش اور آخرت میں کامیاب ہو۔ فرماتا ہے جو لوگ اس اعتقاد و عمل کے ساتھ اٹھتے ہیں وہ ضرور کامیاب و کامران ہوتے ہیں اور غور سے دیکھو تو مومن کو سوائے اعتماد و توکل علی اللہ کے اور کسی کی ضرورت ہی نہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! ضعیف الایمان اور کمزور دل مسلمان اور منافق لوگ تو اس بات کے خیال میں بیٹھے رہتے ہیں کہ کہیں مسلمانوں کو قلت تعداد کی وجہ سے یا بے سرو سامانی کے سبب سے شکست و ناکامی ہوئی تو ان کے ساتھ ہم بھی پس جائیں گے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ نہ اپنی قوم کے منہ آئیں نہ اپنا نقصان کریں حالانکہ اے مسلمانو! جہاد و قتال سے تمہیں کسی صورت میں نقصان ہی نہیں اگر تم دشمن کا مقابلہ کرتے کرتے مارے جاؤ تو تم شہید ہوئے اور زندگی کا مقصد پا چکے۔ فرائض کی حفاظت میں مرنا ہی انسان کا نصب العین ہے جو اپنے نصب العین میں کامیاب ہو گیا وہ اس دنیا کے رنج و آلام سے چھوٹ کر آخرت کی طولانی نعمتوں اور ابدی راحت کا مستحق اور قرب الٰہی کا حقدار ہوا

اور اگر جہاد سے زندہ واپس آیا تو غازی ٹھہرا۔ پس اے مسلمانو! اگر جہاد و قتال میں تم کام آجاؤ تو بھی تمہیں کوئی نقصان نہیں چہ جائیکہ تم منصور و مظفر لوٹو اور اپنی بقیہ زندگیوں میں اسلام کے معزز سپاہیوں کے خطاب سے مخاطب کئے جاؤ۔ ہاں تم دیکھو کہ ان کم ہمت ضعیف الایمان' کمزور دل اور منافق لوگوں کے سر پر یا تو آسمانوں سے کوئی مصیبت نازل ہوگی یا خود تمہارے ہاتھوں سے ذلیل و رسوا ہوں گے۔ سنو' مسلمانو! اسلام جانی قربانی طلب کرتا ہے اللہ' اللہ کے رسول اور مومنین حق کو مال پیارا نہیں۔ اگر یہ لوگ جانی قربانی سے گریز کریں۔ عبادت میں تساہل کریں اور دلوں میں ایمان کی روشنی پیدا نہ ہونے دیں تو پھر مجبور ہو کر تمہیں یہ چندہ دیں یا خوش ہو کر ان کے چندے ہرگز قبول نہیں کئے جائیں گے۔ جو جان پیش کرتا ہے اس کا چندہ بھی مقبول ہے مگر جو شخص جان دینے سے گریز کرے وہ منافق ہے اس کا چندہ قبول نہیں۔ دیکھو یہ لوگ تمہیں کبھی چندہ نہ دیں مگر چونکہ ان میں سے اکثر مسلمانوں کے ہاں پیدا ہوئے ہیں۔ اسلامی نام رکھتے ہیں مسلمانوں ہی سے دن رات ان کو واسطہ ہے اس واسطے دنیاوی طعن و تشنیع سے بچنے کیلئے تھوڑا بہت چندہ دے دیتے ہیں اور دل میں کہتے ہیں چلو روپیہ تو گیا جان تو بچی۔ پس مسلمانو! تم ان کی قسموں پر نہ جاؤ اور ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ تم ان کی دولت و ثروت و کثرت اولاد کو دیکھ کر تعجب نہ کرو اگرچہ یہ چیزیں اچھی ہیں مگر ان لوگوں کے لئے وبال جان بن جایا کرتی ہیں۔ یہ انہی کے سبب دنیا میں ذلیل ہوئے اور آخرت کا عذاب الیم سہیں گے۔ تم ان کی قسموں پر نہ جاؤ یوں تو یہ لوگ ہر طرح تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ صاحب ہم بھی تو آخر مسلمان ہی ہیں۔ آپ کے بھائی بند ہیں ہم سے قوم کی غداری اور بدخواہی کیسے ہو سکتی ہے۔ یقین جانئے کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں بالکل ٹھیک کہتے ہیں آپ ہم سے کیوں بدظن ہیں۔ ہمارے خاندان نے اور خود ہم نے اسلام کی فلاں فلاں خدمت کی ہے اب بھی کر رہے ہیں۔ روپے پیسے کے بغیر کوئی کام نہیں چل سکتا سو وہ ہم سے لیجئے نیز دنیا کے مصالح کی واقفیت ابنائے زمان کی چالوں کے تجربے اور اسی قسم کی صدہا باتوں کی ضرورت ہوتی ہے جو آپ کو محض ہم سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ ہم آپ کی خدمت کیلئے ہر وقت تیار ہیں۔ تقسیم کار کے اصول پر چاہئے کہ آپ یہ کام ہمارے سپرد کر دیں۔ حالانکہ یہی کام سب سے زیادہ مشکل ہے۔ رہا میدان جنگ تو وہاں جانے کے لئے آپ کو ہزاروں آدمی میسر ہیں

جائیں گے۔ مسلمانو! یاد رکھو یہ ان کی زبانی باتیں ہیں۔ ان کے دلوں میں ردگ اور کھوٹ بھرا ہوا ہے ورنہ امیر قوم کے حکم سے یہ لوگ رتی بھر سرتابی نہ کرتے۔ گردو پیش کے حالات سے یہ اس قدر خائف ہیں کہ اگر زمین جگہ دے تو اس میں گھس جائیں۔ پھر دیکھو وہ لوگ بھی ہیں اور ہوں گے جو محض بندگان زر ہیں۔ اگر ان کو روپیہ پیسہ مل جائے تو پھر بڑے خوش اور اگر نہ ملے تو اسلام کے دشمن۔ سنو! آج رسول خدا جو کچھ کرتے ہیں وہ درست ہے تم ان کے فیصلے کو برضا و تسلیم قبول کرو۔ وہ بہتر جانتے ہیں کہ کس شخص کو امداد کی ضرورت ہے اور کسے نہیں۔ اسی طرح آئندہ وہ ہر شخص جو نبی کا نائب ہوگا جسے تم امیر قوم کہتے ہو سب معاملہ اس کے ہاتھ میں دیدو۔ وہ جو کچھ کرے بلا چون و چرا اسے قبول کرلو۔ اور ہمیشہ خدا ہی کی طرف دھیان رکھو دنیاوی روپے پیسے کا لالچ تم میں ہرگز پیدا نہ ہو۔ اگر تم اسلام کی خدمت جان و مال سے کروگے تو تمہاری معیشت کی ذمہ داری خدا اور امیر قوم پر ہوگی۔ یاد رکھو کہ نیکو کاروں کی محنتیں رائیگاں نہیں جاتیں۔

ترجمہ آیات ۶۰-۶۶:- درحقیقت مال زکوٰۃ صرف فقیروں' مسکینوں اور اسے اکٹھا کرنے والوں کا حق ہے اور ان لوگوں کا حق ہے جن کی دلجوئی منظور ہو۔ نیز غلاموں کے آزاد کرانے' قرضداروں کی مدد کرنے' اللہ کی راہ میں دینے اور مسافروں کی مدد کرنے میں خرچ کیا جا سکتا ہے یہ اللہ کی طرف سے حکم ہے اور اللہ ہر بات سے واقف ہے اور ہر کام میں حکمت رکھنے والا ہے اور ان میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو نبی کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شخص ہر کسی کی بات کو کان دھر کر سن لیتا ہے۔ کہہ دیجئے کہ اس کا سن لینا تمہارے حق میں بہتر ہے وہ اللہ کو مانتا اور مومنوں کی باتوں پر یقین کرلیتا ہے اور تم میں سے جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کیلئے رحمت ہے اور جو لوگ اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔ یہ لوگ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تمہیں خوش کرلیں حالانکہ اللہ اور اس کا رسول اس بات کا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ انہیں خوش کیا جائے (مگر ایسا تو تب کرتے) اگر مومن ہوتے۔ کیا یہ نہیں جانتے کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ یہ بڑی ہی رسوائی (کی بات) ہے منافق اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں مسلمانوں پر کوئی ایسی سورۃ نازل نہ ہو جائے جو ان کے دل کے بھیدوں کو ان پر عیاں

(اے پیغمبر اسلام!) ان سے کہہ دیجئے کہ تم ہنسی ٹھٹھا کیے جاؤ اللہ یقیناً" ان باتوں کو عیاں کرنے والا ہے جن سے تم خائف ہو۔ اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہہ دیں گے۔ ہم تو صرف مذاق اور دل لگی کر رہے تھے۔ ان سے پوچھئے کہ کیا اللہ' اس کے احکام اور اس کے رسول کے ساتھ ہی تمہیں مذاق کرنا تھا۔ (اب) بہانے نہ بناؤ تم نے مسلمان ہو کر کفر کا ارتکاب کیا ہے اگر ہم تم میں سے کسی گروہ کو معاف بھی کر دیں گے تو دوسرے گروہ کو ہم ضرور سزا دیں گے (کیونکہ) وہ مجرم تھے۔

شرح:- جہاد و قتال کا لازمی نتیجہ قوم کی اور بیت المال یا خزانہ شاہی کی دولت مندی ہے۔ اس خزانہ سے امداد حاصل کرنے کے مجاز و مستحق کون لوگ ہیں اور وہ کون سی مدات ہیں جن میں زکوٰۃ کو صرف کیا جا سکتا ہے اس مسئلہ پر روشنی ڈالنا بے حد ضروری تھا چنانچہ اس رکوع میں اسی بات کو صاف کیا ہے اور فرمایا ہے کہ قومی بیت المال میں سے ان سفید پوش شرفا کی مدد ہو سکتی ہے۔ جن کی غربت عوام پر ظاہر نہیں۔ مگر دراصل وہ تنگدست ہیں۔ اس کے بعد ان غرباء کا نمبر آتا ہے جو سب کے علم میں غریب مفلس اور قلاش ہوتے ہیں۔ اور نان شبینہ کے لئے بھی محتاج ہیں۔ پھر ان کارکنان کی باری آتی ہے جو صدقات و خیرات کا مال لوگوں سے وصول کرنے پر مامور ہیں ان کی تنخواہیں اسی میں سے نکلیں گی۔ بعد ازاں وہ نو مسلم آتے ہیں جو تازہ تازہ اسلام لائے ہیں اور اس طرح ان کی قوم نے انہیں باپ دادا کی جائیداد سے محروم کر دیا ہے ان کی تنگدستی بھی اسی خزانہ عامرہ سے دور کی جائے گی۔ غلامی کی رسم بد کو دنیا سے مٹانے کیلئے غلاموں کو آزاد کرانے میں بھی روپیہ یہیں سے خرچ ہوگا۔ اگر کسی بیچارے مسلمان پر کوئی آفت سماوی آ پڑی ہے تو اس کی اعانت بھی اسی فنڈ سے کریں گے۔ پھر سلاح جنگ' سامان جہاد اور ملک کے نظم و نسق پر بھی اسی خزانہ سے روپیہ خرچ ہوگا۔ نیز جو لوگ دور دراز ملکوں سے سفر کر کے دارالخلافہ میں کسی غرض سے وارد ہوئے ہیں ان کے سامان خورد و نوش اور دیگر ضروریات کو بھی بحکم امیر قوم اسی جگہ سے پورا کیا جائے گا۔ مسلمانو! یاد رکھو کہ اس معاملے میں تمہیں ہر بات امیر قوم کے سپرد کرنی ہوگی اور اس کے فیصلے کو بلا چون و چرا تسلیم کرنا ہوگا امیر قوم کو چاہئے کہ وہ اپنے فرائض کو محسوس کرے اور جان لو کہ خدا کی طرف سے یہی حکم ہے۔

مسلمانو! آج تم میں سے بعض لوگ نبی پر بے جا نکتہ چینی کرتے ہیں کل کو امیر قوم پر بے جا نکتہ چینی کرنے لگیں گے۔ یاد رکھو! نبی پر نکتہ چینی کرنا عذاب الیم کو دعوت دینا ہے یہ مت کہو کہ جو نبی کے کان بھرے وہ فائدہ اٹھالیتا ہے اور باقی نقصان میں رہتے ہیں نہیں نہیں نبی اور اسی طرح امیر قوم کا فرض ہے کہ جو شخص ان سے کوئی بات کہنا چاہے اس کو کہنے دیں اور وسعت قلبی کے ساتھ سنیں اس میں تمہارا فائدہ ہے تم اپنی خواہشات کو آزادی کے ساتھ بیان کر سکو گے اور پیغمبر سے تمہیں کوئی شکایت پیدا نہ ہوگی۔ مسلمانو! جب تم ایسے لوگوں کا منہ کھری کھری باتیں سنا کر بند کر دیتے ہو جو منافق ہیں تو یہ کہنے لگتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ کہا تھا کسی نکتہ چینی کے خیال سے نعوذباللہ نہیں کہا تھا بلکہ یونہی سرسری طور پر مزاحاً" کہہ دیا تھا ان لوگوں کو برملا سنا دو کہ کیا تمہیں شرم نہیں آتی جو اللہ اور اس کے رسول سے مزاح کرتے ہو یاد رکھو کہ اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرنے کی سزا دوزخ کی آگ ہے۔ جو بڑی سخت اور رسوا کن سزا ہے۔ جب منافقوں کی شرارتوں کا بھانڈا پھوڑا جا چکا اور رسول پر نکتہ چینی کے اسباب بیان ہو چکے نیز مال غنیمت اور مال زکوٰۃ و صدقات کا مصرف بیان ہو چکا تو منافقوں کو سخت فکر لاحق ہوئی انہوں نے سمجھا کہ ہمارا وار خالی گیا اور دل ہی دل میں ڈرنے لگے کہ جس طرح ہمارے دلی منصوبوں اور شرارتوں میں سے بعض کو یہاں کھولا گیا کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی سورۃ میں ایک ایک کر کے ہمارا تمام پول ہی کھول دیا جائے اس لئے انہوں نے یہ ٹھانی کہ اگر ہم سے کوئی پوچھے کہ کہو بھائی یہ کیا معاملہ ہے آپ ایسی باتیں کرنے والے تو منافق ہیں تو ہم جواب دیں گے کہ ہم تو سرسری طور پر محض غور و خوض کر رہے تھے اور دل لگی ہو رہی تھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ اور اس کے احکام کے ساتھ مزاح جائز نہیں یہ درست نہیں کہ تم رسول کو ہدف استہزا بنا لو۔ یاد رکھو تمہارے یہ بہانے یک قلم نامسموع ہیں تم نے صریحاً" کفر کا ارتکاب کیا ہے۔

ترجمہ آیات ۶۷-۷۲:- منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے میں سے ہیں۔ برے کام کرنے کی ترغیب دیتے ہیں اور نیک کاموں سے منع کرتے ہیں اور (نیکی کی راہ میں خرچ کرنے سے) اپنے ہاتھوں کو روکے رکھتے ہیں وہ اللہ کو بھول گئے ہیں سو اللہ نے بھی ان کو بھلا دیا (یاد رکھو کہ) منافق لوگ یقیناً" نافرمان ہیں۔ اللہ نے منافق مردوں

اور منافق عورتوں اور کافروں سے دوزخ کی آگ کا وعدہ کر رکھا ہے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ ان کو کافی ہے اور ان پر اللہ کی لعنت ہے اور ان کیلئے دائمی عذاب ہو گا ان لوگوں کی طرح جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں اور تم سے کہیں زیادہ زور آور تھے اور مال اور اولاد میں بھی تم سے زیادہ تھے۔ وہ اپنے حصے کا فائدہ اٹھا چکے تم بھی اپنے حصے کا فائدہ اٹھالو جس طرح کہ وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے اپنے حصے کا فائدہ اٹھا چکے ہیں اور تم نے بھی ویسی باتیں کیں جس طرح کہ انہوں نے کی تھیں۔ ان لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت میں اکارت گئے اور یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔ کیا ان کو ان سے پہلی قوموں کے حالات معلوم نہیں ہوئے یعنی قوم نوح اور قوم عاد' قوم ثمود اور قوم ابراہیم نیز مدین والے اور ان بستیوں والے جو الٹ دی گئیں۔ ان لوگوں کے پاس ان کے رسول روشن دلائل لیکر آئے۔ پس اللہ نہیں چاہتا تھا کہ ان پر کوئی ظلم کرے لیکن انہوں نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہوتے ہیں۔ یہ لوگ نیکی کے کاموں کی ترغیب دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں' نماز کو (پابندی کے ساتھ) ادا کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں ان لوگوں پر اللہ بہت جلد مہربان ہو گا۔ (یاد رکھو کہ) اللہ یقیناً "غالب اور حکمت والا ہے۔ اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسے باغات دینے کا وعدہ کر رکھا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے نیز ایسے پاکیزہ گھروں کا جو ہمیشہ رہنے والے باغات ہوں گے اور ان سب سے بڑھ کر اللہ کی خوشنودی ہو گی۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

شرح:۔ اب مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ انسان ایک ڈھب کا واقع نہیں ہوا۔ اگر سچے ایمانداروں اور وفاشعاروں کی جماعتیں دنیا کے اندر موجود ہیں اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتی اور مدد دیتی ہیں تو منافق بھی موجود ہیں جو دل سے منکران حق کے ساتھ ہیں اور محض زبان سے مومنوں سے بھی اپنی ہمدردی جتاتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ حتی الامکان ایک دوسرے کے دست و بازو بنے رہتے ہیں۔ اور جہاں تک ہوتا ہے لوگوں کو برے کاموں کی ترغیب دیتے اور اچھے کاموں سے باز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے دنیا میں خدا کو بھلا رکھا ہے کل خدا ان کو بھلا دے

گا۔

آہ! منافقوں کا جو نقشہ قرآن حکیم نے اس مقام پر کھینچا ہے وہ دور حاضر کے مسلمانوں پر حرف بحرف صادق آ رہا ہے۔ آج بڑے بڑے خان صاحبان اور بڑے بڑے شاہ صاحبان بڑے بڑے شیخ صاحبان اور بڑے بڑے میاں صاحبان آپس میں ایک دوسرے کی امداد' سینما بنانے' لڑکیوں کے ناچنے گانے کے لئے سکول کھولنے اور مذہب سے دور حاکمان وقت کی اسلام کش حکمت عملی کو تقویت دینے میں تو کرتے ہیں مگر نماز کے قریب تک نہیں جاتے اور اپنے طرز عمل سے آنے والی نسلوں کو نماز اور دیگر ارکان اسلام سے نفرت دلاتے ہیں۔ وہ قرآن پاک کی تعلیم سے یکسر روگردان ہیں اور اپنے طرز عمل سے اپنے دور غلامی کی عیسائی حکومت کے قانون کو قرآن کے قوانین پر عیسائی اوباشوں کے فلسفہ کو قرآن کے فلسفہ پر ملحد و بیدین مصنفین یورپ کے ناولوں اور افسانوں کو نعوذ باللہ کلام رسول یعنی حدیث نبوی پر ترجیح دیتے ہیں اور پھر بھی مسلمان کہلاتے ہیں اور بے حمیتی کا یہ عالم ہو گیا ہے کہ ان لوگوں کو نگاہ حقارت سے دیکھنے کو تنگدلی سے تعبیر کیا جاتا ہے آج ہمارے ذی اقتدار اصحاب علم کو جس قدر ملٹن' گوئٹے' نیٹشے' ولیم رڈزورتھ اور اس وضع و قماش کے فلاسفہ و شعراء کی تعلیمات کا علم ہے افسوس کہ اس کا عشر عشیر بھی انہیں قرآن کے متعلق معلوم نہیں۔ غالب کی شاعری' عمر خیام کی رباعیات اور شعراء ایران و عرب کے کلام کی شرحیں آج جس محنت و عرق ریزی اور جس تحقیق و تجسس سے لکھی جا رہی ہیں کاش کہ ہمارے نوجوانان وطن کم از کم اس رفتار سے قرآن پاک کا مطالعہ کرتے اور جس طرح وہ اپنے آپ کو غالب و خیام کے قالب میں ڈھالنے کی فکر میں ہیں اسی طرح تعلیمات اسلام کا نمونہ بننے کی کوشش کرتے تو آج یہ بدنصیب قوم بدنصیب نہ ہوتی اور در اغیار پر جا کر ماتھا نہ رگڑتی۔ بلکہ خود حاکم و حکمران ہوتی۔ دوسروں کے تمسخر کا نشانہ نہ بنتی۔ بلکہ اخلاق مجسم اور انسانیت کامل کا نمونہ بن کر اقوام عالم کی نگاہوں میں معزز ہوتی۔ اے کاش اگر مسلمانوں کے پاس اس قدر وقت نہیں کہ وہ قرآن پاک کے تیس پاروں کا مطالعہ کر سکیں تو وہ سورۃ انفال و توبہ ہی کے مضامین سے کماحقہ واقف ہوتے۔ کاش! کہ آج ہماری بدنصیب قوم کو مسلمان منافق اور کافر کی تعریف ہی معلوم ہوتی کاش کہ آج ہمارے نوجوان فضلاء ہمارے سیاسی رہنما اور ہمارے مذہبی علماء

قرآن کے منشاء و مقصود سے خود واقف ہوتے اور اپنے زیر اثر حلقہ کو اس سے باخبر کرتے۔ مگر افسوس کہ یہ سب کے سب خواب خرگوش میں پڑے سوتے ہیں۔ سنو! خدا فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں سے ہم نے وعدہ کر رکھا ہے کہ انہیں جہنم کی آتش سوزاں کے سپرد کیا جائے گا اور دائمی عذاب میں بھون بھون کر اس نافرمانی کا مزہ چکھایا جائے گا۔ فرماتا ہے کہ اگر کسی کے پاس دولت ہو تو اس کے نشے میں سرشار نہ ہو جائے اگر کسی کو کثرت اولاد کا گمان ہے تو وہ اس پر مغرور نہ ہو جائے یاد رکھو کہ اس دنیا میں بڑی بڑی دولت والے گذر چکے ہیں اور بڑے بڑے کنبوں والے ہو چکے ہیں ان کا جس قدر بس چلا سرکشی کر چکے اور بالآخر خائب و خاسر اور منکر و کافر ہو کر مرے۔ سنو! نوح علیہ السلام کی قوم وعاد ثمود اور دیگر اقوام کہن 'اسقدر تنومند اس قدر بہادر اور اس قدر دولت مند تھیں کہ دنیا ان کی نظیر پیدا نہیں کرے گی وہ اپنی نافرمانی کے باعث صفحہ عالم سے حرف غلط کی طرح مٹ چکی ہیں۔ تو تم کس شمار میں ہو۔ سنو! خدا کسی پر ظلم و ناانصافی روا نہیں رکھتا تم خود ایسے کام کرتے ہو جن کی سزا ضروری ہے۔ ورنہ اسے دوزخ کے پر کرنے کا شوق نہیں۔ سنو! ایمان والوں کا خاصہ ہے کہ وہ اپنے مومن بھائیوں کی ہر ممکن مدد کرتے ہیں۔ ہر کسی کو اخلاق فاضلہ اور اعمال نیک کی تعلیم دیتے ہیں اور دنیا کو ہر برائی سے باز رکھتے ہیں وہ ظاہر و باطن سے خدا کی عبادت کرتے اور اللہ اور رسول کے احکام پر چلتے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جو مقاصد حیات میں کامیاب سمجھے جائیں گے۔ اور حیات جاودانی حاصل کریں گے۔ خدا کا وعدہ ہے کہ یہ لوگ دنیا اور آخرت دونوں میں یکساں طور پر کامیاب و کامران رہیں گے۔ اور سب سے بڑا انعام جو ان پر ہو گا وہ یہ کہ خدا کی عنایت شامل حال ہو گی اور اس سے بڑھ کر کسی انسان کے لئے کوئی کامیابی نہیں۔

ترجمہ آیات ۷۳-۸۰:- اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجے اور (یاد رکھئے کہ) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے وہ بات نہیں کہی حالانکہ انہوں نے واقعی کفر کی بات کہی تھی اور (اس طرح) انہوں نے اسلام لانے کے بعد کفر اختیار کیا اور ان باتوں کا قصد کیا جن میں وہ کامیاب نہ ہو سکے اور انہوں نے محض اس واسطے انکار کیا کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنی مہربانی سے ان کو غنی بنا دیا تھا پس اگر وہ توبہ کر لیں تو ان کے لئے بہتر

ہوگا اور اگر نہ مانیں تو اللہ ان کو دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دے گا اور ان کے لئے روئے زمین پر نہ کوئی مددگار ہوگا اور نہ کارساز اور ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ نے ہم کو اپنے فضل سے (مال) عطا کیا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور خوب نیکوکار بن جائیں گے پھر جب اللہ نے اپنے فضل سے ان کو (سب کچھ) دے دیا تو اس میں کنجوسی کرنے لگے اور پلٹ گئے اور وہ اعراض کرنے والے ہی تھے۔ سو اللہ نے ان کو اس امر کی سزا میں کہ انہوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اس کی خلاف ورزی کی اور (ہمیشہ) جھوٹ بولتے رہے ان کے دلوں میں یوم ملاقات تک نفاق ڈال دیا۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ اللہ ان کے بھید اور ان کی سرگوشیوں سے بھی واقف ہے۔ اور یہ کہ اللہ ہر ایک پوشیدہ سے پوشیدہ بات کو بھی خوب جانتا ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ مسلمانوں میں سے جو لوگ صدقات میں خوشدلی سے حصہ لیتے ہیں ان پر طعنہ زنی کرتے ہیں اور ان لوگوں سے جن کو اپنی محنت کے سوا کچھ بھی میسر نہیں ہوتا ہنسی کرتے ہیں۔ اللہ ان کو ان کی ہنسی کی سزا دیگا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (اے نبی!) آپ ان کے لئے مغفرت طلب کریں یا نہ کریں اگر آپ ان کے لئے ستر بار بھی بخشش طلب کریں گے تو بھی اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ یہ اس واسطے ہے کہ انہوں نے اللہ کا اور اس کے رسول کا انکار کیا ہے اور اللہ نافرمان لوگوں کو راہ ہدایت نہیں دکھاتا۔

شرح:۔ یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جہاں ان منکران حق کے خلاف جہاد و قتال کرتے ہو جو علانیہ اسلام کے دشمن ہیں وہاں ان دشمنان اسلام کے خلاف بھی جو مار آستین ہیں۔ جہاد کرو یہ لوگ جنہیں تم منافق کے نام سے یاد کرتے ہو اسلام کی آڑ میں کفر کے جراثیم بوتے اور باطل کی امداد کرتے ہیں ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو دولت و ثروت کے نشہ میں مخمور اور کثرت اولاد پر نازاں ہیں۔ اور بعض تن آسانی اور عیش پرستی میں پڑے ہیں۔ اسلام انہیں مساوات سکھاتا اور مجاہد و غازی مرد بننے کی تعلیم دیتا ہے جو ان پر سخت گراں گزر رہی ہے۔ پس اگر یہ لوگ توبہ نہ کرلیں اور اس آیت کو سن لینے کے بعد اپنی اصلاح نہ کرلیں تو ان کے تمام راستے بند کردو اور ان پر اس قدر سختی کرو کہ سوائے جہاد میں جانے اور اس پر اپنا مال و منال خرچ کردینے کے ان کو کوئی چارہ کار نظر نہ آئے۔ یاد رکھو کہ اگر تم نے ان کی سرکوبی کیلئے قدم اٹھایا تو انہیں

ضرور ذلیل و رسوا ہونا پڑے گا۔ یہ لوگ چونکہ اسلام کے خلاف سازشیں کرنے کا موقع پاتے رہے ہیں اور چونکہ ان کو منع نہیں کیا گیا اس لئے نفاق نے ان کے دلوں میں جگہ پا لی ہے اور اب یہ نکلنے والا نہیں۔ لہٰذا ان پر بھی وہی سختی کی جائے جو منکران حق کیلئے روا رکھی گئی ہے۔ حتیٰ کہ کفر و نفاق دونوں کے دونوں تباہ و برباد ہو جائیں اور ہر جانب اسلام ہی اسلام نظر آئے۔ یہ لوگ اس بات سے محض ناآشنا ہیں کہ خدا ان کی سرگوشیوں اور اسلام دشمنی سے پوری طرح واقف ہے۔ پس اب ان کے راز فاش اور ان کے کئے دھرے پر پانی پھیرنا ہی بہتر ہے اے مسلمانو! وہ لوگ جنہوں نے تم میں سے اپنی زندگیاں منافقوں کی طرح گزاریں اور حقیقی معنوں میں مسلمان نہ بنے اور اسی حالت میں مر گئے۔ تم نہ ان کی نماز جنازہ پڑھو نہ ان کے لئے دعائے مغفرت کرو اور یاد رکھو خواہ تم کتنی ہی مرتبہ ان کے لئے دعا مانگو وہ قبول نہ ہوگی۔ کوئی شخص اسلامی نام رکھ لینے سے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ کوئی شخص محض مسلمانوں کے گھر پیدا ہونے سے مسلمان نہیں کہلا سکتا کوئی شخص محض چرب زبانی سے بڑی بڑی خوش آئند تقریریں کر لینے سے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اسلام نام ہے ایمان و عمل کا۔ مسلمان دل کا سچا اور کام کا پکا ہوتا ہے جو دل سے خدا اور رسول کو نہیں مانتا اور قرآن کو امام و ہادی تسلیم نہیں کرتا اور پھر اس کے بعد عملاً خدا اور رسول کے احکام پر مر نہیں مٹتا اور قرآن کی تعلیم کو اپنا قائد و رہنما نہیں بناتا وہ مسلمان نہیں۔ ایسے لوگ فاسق و بدکار ہیں اور راہ ہدایت سے کوسوں دور ہیں۔

ترجمہ آیات ۸۱-۸۹:- پیچھے بیٹھے رہنے والے رسول اللہ سے الگ ہو کر بیٹھے رہنے پر خوش ہیں اور انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا ہے کہ وہ اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور انہوں نے کہا کہ گرمی میں مت سفر کرو۔ کہہ دیجئے کہ جہنم کی آگ تو اس سے کہیں زیادہ گرم ہے کاش کہ وہ اس بات کو سمجھ سکتے۔ سو چاہئے کہ وہ بہت کم ہنسیں اور بہت زیادہ روئیں۔ یہ ان کے اپنے کئے کا بدلہ ہے۔ پھر اگر اللہ آپ کو ان میں سے کسی گروہ کی طرف واپس لائے تو وہ آپ سے میدان جنگ کی طرف نکلنے کی اجازت طلب کریں گے۔ تو کہہ دیجئے کہ تم ہمارے ساتھ ہرگز نہیں نکل سکتے اور ہماری ہمراہی میں ہرگز دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتے کیونکہ تم نے پہلی مرتبہ (گھروں میں) بیٹھنا پسند کیا تھا پس اب بھی پیچھے بیٹھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو اور (اے نبیؐ!) ان میں سے کوئی شخص

مر جائے تو آپ اس پر (نماز جنازہ) ہرگز نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔ بیشک
ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور ایسی حالت میں مرے ہیں کہ وہ نافرمان
تھے۔ ان کے مال و اولاد آپ کے لئے موجب تعجب نہ ہوں اللہ صرف یہ چاہتا ہے کہ ان
کو اسی کی وجہ سے دنیا میں گرفتار عذاب رکھے اور ان کا دم نکلے تو ایسی حالت میں
ہوں۔ اور جب کوئی سورت (اس مضمون کی) نازل ہوتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور
رسول کے ساتھ ہو کر جہاد کرو تو ان میں سے دولت مند آ کر آپ سے اجازت طلب کرتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو پیچھے بیٹھے رہنے والوں کے ساتھ چھوڑ دیجئے۔ یہ لوگ پیچھے بیٹھی
رہنے والی عورتوں کے ساتھ (بیٹھے رہنے پر) خوش ہیں اور ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی
ہے پس وہ سمجھتے ہی نہیں لیکن رسول نے اور ان لوگوں نے جو اس کے ساتھ ایمان لائے
اپنی جان و مال سے جہاد کیا اور یہی لوگ ہیں جن کے لئے سب قسم کی خوبیاں اور یہی لوگ
فلاح پانے والے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے
نہریں جاری ہیں انہی میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

شرح:۔ اس جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ باوجود دعوائے اسلام جہاد و قتال میں حصہ
نہیں لیتے اور عورتوں کی طرح گھروں میں بیٹھے رہنے کے متمنی ہوتے ہیں خواہ وہ اسلامی
نام رکھیں خواہ طوعاً" و کرہاً" مالی امداد کریں خواہ بڑے اونچے خاندان سے تعلق رکھتے
ہوں۔ وہ منافق سمجھے جائیں اور ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جس کا اس سے پہلے
ذکر آ چکا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ تبوک کی جنگ پر جانے سے بعض لوگوں نے گریز کیا اور
جہاد کے واسطے اپنی جانیں اور اپنی دولت کو صرف کرنا گوارا نہ کیا اور بہانہ تراشا کہ گرمی
سخت ہے اور مسافت بعید۔ نہ پانی میسر آئے گا نہ سایہ' فوج راستے ہی میں بھوکی پیاسی مر
جائے گی۔ لہٰذا اس شدت گرما میں دشمن کے مقابلے میں نکلنا سخت غلطی ہے۔ پس اگر
ہماری جماعت ہماری بات نہیں مانتی تو کم از کم ہم اپنے کو ہلاکت میں ڈالنے کو تیار نہیں۔
اے کاش کہ ان لوگوں کو معلوم ہوتا کہ دوزخ کی آگ اس گرمی سے کہیں زیادہ تیز ہے
مسلمانو! جب تم ان کو چھوڑ کر جنگ پر چلے گئے تو تمہارے بعد یہ لوگ خوب ہی ہنستے کہ
ہمارا داؤ چل گیا۔ مگر حقیقت حال سے واقف ہوتے تو زیادہ روتے اور کم ہنستے۔ کیونکہ
انہوں نے ایک ایسا فعل کیا تھا جس پر جس قدر بھی آنسو بہائے جائیں کم ہیں۔

مسلمانو! جنگ سے واپسی پر اگر یہ لوگ تمہارے پاس عذر و معذرت کرنے آئیں تو تم ان کی ایک نہ سنو اور اس کے بعد کسی جنگ میں ان کو ساتھ نہ لو یہ مرجائیں تو خواہ تمہارے رشتہ دار، یا دوست اور ہمسائے ہی کیوں نہ ہوں نہ ان کی نماز جنازہ پڑھو نہ ان کی قبر پر جاؤ دیکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی دولت مندی اور جتھہ بندی تمہیں خوف زدہ کر دے۔ ایسا نہ ہو کہ اگر ان میں سے کوئی غریب و نادار مرجائے تو اس کے ساتھ یہ سلوک روا رکھو۔ مگر دولت مند کے مرنے پر ڈھیلے پڑ جاؤ۔ ہرگز نہیں۔ یہ لوگ ہمیشہ دل سے کافر رہے ہیں اور کفر ہی کی حالت پر مرے ہیں۔ تو ان کے دولت مند حاضر ہوتے اور جہاد سے مستثنیٰ قرار دیئے جانے کی درخواست کرتے ہیں۔ دیکھو! یہ احمق لوگ مردوں کا ساتھ پسند نہیں کرتے مگر گھروں میں بیٹھے رہنے والی عورتوں سے مشابہت کے خواہاں ہیں حالانکہ ایک مومن صادق کی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی جان و مال خدا کی راہ میں جہاد پر قربان کر دینے کو ہر وقت و ہر لحظہ تیار ہوتا ہے اور حقیقتاً " یہی لوگ انعامات کے مستحق ہیں۔ اور یہی فلاح و کامرانی حاصل کرنے والے ہیں۔ تمام خوشیاں اور راحتیں صرف انہی لوگوں کی خاطر تیار کی گئی ہیں اور یہی لوگ ایسی عظیم الشان کامیابیاں حاصل کر سکیں گے۔

ترجمہ آیات ۹۰-۹۹:- اور دیہات والوں میں سے بعض بہانہ کرنے والے آئے ہیں تاکہ ان کو اجازت مل جائے اور جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا وہ بیٹھے رہے ان میں کے منکرین کو عنقریب دردناک عذاب ملے گا۔ ناتوانوں پر مریضوں پر اور ان لوگوں پر جن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ نہیں کوئی گناہ نہیں جبکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے خیر خواہ ہوں۔ ان نیکو کاروں پر کوئی الزام نہیں۔ اور اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور نہ ان لوگوں پر کوئی گناہ ہے جو آپ کے پاس آئے تاکہ آپ ان کے لئے سواری کا بندوبست کر دیں آپ نے فرما دیا کہ میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جس پر تمہیں سوار کروں۔ پس وہ اس حالت میں واپس لوٹے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اس غم کی وجہ سے کہ ان کے پاس (جہاد میں) خرچ کرنے کو کچھ نہیں۔ گناہ صرف انہی لوگوں پر ہے جو آپ سے باوجود غنی ہونے کے (پیچھے رہنے کی) اجازت چاہتے ہیں ان کو پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ رہنا پسند آیا اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے سو یہ (جہاد کی برکتوں کو) نہیں جانتے جب تم ان کے پاس لوٹ کر آؤ گے تو وہ تم

سے عذر معذرت کریں گے آپ کہہ دیجئے کہ عذر معذرت مت کرو۔ ہمیں تمہاری بات کا یقین نہیں اللہ نے ہمیں تمہاری آخری باتیں بتا دی ہیں اور عنقریب اللہ اور اس کا رسول تمہارے اعمال کو دیکھیں گے پھر تمہیں اس خدا کی طرف لوٹایا جائے گا جو تمام ڈھکے چھپے اور کھلے ظاہر امور کو جاننے والا ہے۔ پھر وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم (دنیا میں) کیا کرتے رہے۔ عنقریب ہی جب تم ان کے پاس (جہاد سے) واپس لوٹ کر جاؤ گے تو یہ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ ان سے درگذر کرو پس تم ان سے درگذر ہی کرو (کیونکہ) یہ بلاشبہ نجس و ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ ان کے اپنے اعمال کے بدلے میں تمہارے سامنے یہ اس لئے قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم ان سے رضامند ہو جاؤ اگر تم ان سے رضامند ہو بھی گئے تو (یاد رکھو کہ) اللہ تو نافرمان لوگوں سے ہرگز رضامند نہیں ہو گا۔ گنوار کفر و نفاق میں بڑے ہی سخت ہیں اور نادانی کی وجہ سے اسی لائق ہیں کہ اللہ نے اپنے رسول پر جو کچھ نازل کیا ہے اس کی حدود سے واقف نہ ہوں اور اللہ بڑے علم والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ بعض گنوار ایسے ہیں جو راہ خدا میں خرچ کرنے کو تاوان سمجھتے ہیں۔ اور تمہیں گردش میں جتلا دیکھنے کے منتظر ہیں (سنو!) گردش بد انہیں پر ہے اور اللہ سمیع و علیم ہے۔ اور بعض دیہات والے ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان لاتے ہیں اور جو کچھ (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہیں اسے تقرب الٰہی اور دعائے رسول کا ذریعہ خیال کرتے ہیں ہاں واقعی یہ ان کے لئے باعث تقرب ہے بہت جلد اللہ ان کو اپنی رحمت میں داخل کریگا (یاد رکھو کہ) اللہ بلاشبہ بخشنے والا مہربان ہے۔

شرح:- سنو! عذر لنگ تراشنے والوں کو تو جہاد سے مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا البتہ جو لوگ اس قدر ضعیف و ناتوان ہیں یا اتنے مریض و بیمار ہیں کہ اس کی طاقت نہیں رکھتے ان پر جہاد فرض نہیں۔ اسی طرح ان نادار و مفلس لوگوں کو جو سلاح جنگ خریدنے سے عاری اور چندہ دینے سے معذور ہوں مجبور نہیں کیا جائے گا۔ اور یہ بھی اس وقت تک کہ یہ لوگ دل سے اسلام کی شوکت کے خواہاں اور اس کے لئے مرمٹنے کو تیار ہوں اور اگر عمداً بیمار بن جائیں یا سلاح جنگ کے خریدنے اور چندہ نہ دینے کے لئے اپنی دولت کو عمداً کسی اور مصرف میں لے آئیں۔ تو پھر ان پر کوئی راہ کھلی نہیں۔ سنو! بعض لوگ اس قدر مخلص اور شوکت اسلام کے شیدائی ہوتے ہیں کہ اپنی معذوری اور ناقابلیت پر آٹھ

آٹھ آنسو روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کاش خدا ہمیں بھی توفیق دیتا کہ اس کی راہ میں مرنے کی سعادت حاصل کرسکتے اس کے برعکس اکثر دولت مند لوگ ایسے ہوتے ہیں جو گھروں میں پسماندہ عورتوں کا ساتھ ہی پسند کرتے ہیں قدرت نے ان کو مرد بنایا تھا وہ بھاگ بھاگ کر عورتوں کے زمرے میں شامل ہوتے ہیں۔ اور مرد کہلانے میں عار محسوس کرتے ہیں۔ سنو! ان کے دل مسخ ہو چکے ہیں یہ مرد و عورت کے امتیازات خصوصی سے محض ناواقف ہیں اور عورتیں بننا چاہتے ہیں پس تم یہ بات ان کے دلوں سے نہیں نکال سکتے۔

جنگ تبوک کو جاتے وقت چند ارباب دولت و اصحاب غرض نے مختلف بہانوں کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جیش اسلام کا ساتھ نہ دیا چونکہ ایسے مواقع پر اگرچہ قوم کے تمام افراد کی متفقہ امداد کی ضرورت ہوتی ہے مگر ارباب دولت کو اپنی فراخدلی اور ایثار کا سب سے نمایاں ثبوت دینا ہوتا ہے کیونکہ اس وقت قوم تقریباً انہیں کے رحم و کرم کی محتاج ہوتی ہے پس جو اس موقعہ پر غداری کرے اور جان و مال تک اسلام پر قربان نہ کردے وہ سخت مورد عتاب گردانا جاتا اور اجر و ثواب سے محروم رکھا جاتا ہے۔ اس رکوع میں ایسے ہی لوگوں کی حالت کا نقشہ کھینچا ہے اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو متنبہ کر دیا ہے کہ تم مسلمان جبھی ہو جب بلاحیل و حجت "**الجہاد الجہاد**" کی آواز پر بے تابانہ گھروں سے نکل کھڑے ہو اور پورے اخلاص کے ساتھ غازی کا خطاب پانے یا شہید کا لقب حاصل کرنے کیلئے جان لڑا دو اگر ایسا نہیں تو تمہارا اسلام تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا اور دنیا میں ذلت و آخرت میں دوزخ کا عذاب سہنا ہوگا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ اپنے نجس و ناپاک خیالات کے ماتحت شریک جہاد نہیں ہوتے وہ طرح طرح کے بہانے تراشتے ہیں۔ نہ پورے طور پر اسلام کے ساتھ ہوتے ہیں نہ اس سے الگ جگہ **مذبذبین بین ذلک لا الی ھولاء ولا الی ھولاء** کے مصداق ہوتے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ جو لوگ دیہات میں رہنے کی وجہ سے حصول علم سے محروم رہتے ہیں ان کی بے علمی انہیں شدید ترین کفر پر آمادہ کر دیتی ہے اور اگر وہ طاقت سے مرعوب ہو کر مسلمانوں کا ساتھ دے بھی دیں تو دل میں نفاق ہوتا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان پر خواہ وہ دیہات کا رہنے والا ہو یا شہر کا مکین۔ حصول علم شریعت کو یکساں طور پر فرض قرار

دیا ہے اور اس حقیقت کبریٰ کو غیر مبہم الفاظ میں ظاہر کر دیا ہے کہ جو اسلام کا دل سے خیر خواہ نہیں اور مالی و جانی قربانی پیش نہیں کرتا۔ صرف باتوں باتوں میں وقت ٹالتا ہے وہ دوسروں کا تو کیا بگاڑے گا خود اپنی ہی ہلاکت کا سامان پیدا کرے گا دنیا میں ذلیل و خوار اور آخرت میں عذاب دائمی کا مستوجب قرار دیا جائے گا۔

فرمایا مفاد اسلامی کی خاطر تم جو کام بھی کرو اس میں اخلاص و محبت کا ہونا ضروری ہے اگر تم اپنے جان و مال کو اللہ کی راہ میں اس واسطے خرچ کرتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے فداکاروں میں تمہارا نام لکھا جائے اور اللہ کے ہاں تمہیں مقرب سمجھا جائے تو یقیناً" تم اپنے نصب العین میں کامیاب ہو گے محبوب خدا بنو گے اور محبوب رسول! یاد رکھو کہ اگر تم عشق و محبت کا یہ درجہ پا لو پھر اگر تم سے کچھ لغزشیں بھی ہو جائیں تو خدا درگزر کرے گا۔

ترجمہ آیات ۱۰۰ تا ۱۱۰:- اور مہاجرین و انصار میں سے پیش قدمی کرنے والے پہلے لوگوں اور خلوص دل سے ان کی پیروی کرنے والوں سے اللہ خوش ہو گیا اور وہ اللہ سے خوش ہو گئے اور اس نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے (یاد رکھو کہ) یہ بڑی بھاری کامیابی ہے اور (اے مسلمانو!) کچھ تمہارے اردگرد جو گنوار ہیں وہ منافق ہیں اور کچھ اہل مدینہ میں سے ہیں جو نفاق کے خوگر ہو چکے ہیں تم ان کو نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں ہم ان کو بہت جلد دوہرا عذاب دیں گے پھر ان کو عذاب عظیم کی طرف لوٹایا جائے گا اور کچھ اور ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور ملے جلے عمل کئے کچھ اچھے اور کچھ برے۔ امید ہے کہ خدا ان پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائے گا (یاد رکھو کہ) اللہ بلاشبہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (اے پیغمبر اسلام) ان لوگوں کے مال و دولت میں سے صدقہ لے لیجئے اس کے ساتھ ان کے ظاہر و باطن کو پاک کیجئے اور ان کے لئے دعا کیجئے آپ کی دعا ان کے لئے باعث تسکین ہے اور (یاد رکھو کہ) اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے کیا لوگوں کو معلوم نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہی (ان سے) صدقات لیتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اور کہہ دیجئے کہ تم عمل کئے جاؤ عنقریب اللہ اس کا رسول اور مسلمان خود تمہارے عملوں کو دیکھ لیں گے اور تم کو اس (خدا) کی طرف لوٹایا جائے گا جو

تمام ڈھکی چھپی اور کھلی چیزوں کو جاننے والا ہے سو وہ تمہیں تمہارا سب کیا دھرا بتا دے گا اور کچھ اور لوگ ہیں کہ ان کا معاملہ خدا کا حکم آنے تک ملتوی ہے خواہ ان کو سزا دے یا ان پر نگاہ کرم کرے اور (یاد رکھو کہ) اللہ علیم و حکیم ہے۔ اور (مخالفین میں سے بعض وہ ہیں) جنہوں نے ضرر پہنچانے کیلئے کفر پھیلانے کیلئے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کیلئے اور ان لوگوں کو پناہ دینے کیلئے مسجد بنائی جو پہلے ہی سے اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہیں اور یہ قسمیں کھا جائیں گے کہ ہم نے بھلائی کے سوا اور کچھ ارادہ نہیں کیا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ یقیناً" جھوٹے ہیں۔ (اے پیغمبر اسلام) آپ اس میں کبھی کھڑے نہ ہوں البتہ وہ مسجد جس کی روز اول سے بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے اس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس میں نماز کیلئے کھڑے ہوں اس میں ایسے لوگ ہیں جو اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ پاک و صاف رہیں اور اللہ پاک و صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے تو کیا جو آدمی اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے ڈر اور اس کی خوشنودی پر قائم رکھے وہ زیادہ بہتر ہے یا وہ جو اپنی عمارت کی بنیاد ایک کھائی کے کنارے پر رکھے جو گرنے کے قریب ہو پھر اس کو دوزخ کی آگ میں لے گرے اور اللہ ظالموں کو توفیق ہدایت نہیں دیتا ان کی وہ عمارت جو انہوں نے بنائی تھی ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی مگر یہ کہ ان کے دل (مسجد کے گرا دینے سے) ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اللہ بڑے علم و حکمت والا ہے۔

شرح:۔ گزشتہ رکوع میں حصول قرب الٰہی کا طریق جہاد قرار دیا تھا یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ جو مہاجرین و انصار کا مسلک اختیار کرے اور ظاہر و باطن سے حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر احکام خداوندی کی تعمیل میں پوری طرح کوشاں رہے وہی خدا کا محبوب ہے اور ابدی راحتیں صرف اسی کا حصہ ہیں۔ نیز ایک لطیف پیرایہ میں اشارہ کر دیا گیا ہے کہ ہر ایک نیک کام کی ابتدا بے حد دشوار گزار اور وقت طلب ہوتی ہے مگر جس قدر کوئی کام زیادہ صعب و دشوار اور زیادہ وقت آفرین ہو گا۔ اسی قدر اس کی قدر و قیمت بھی زیادہ ہو گی۔ اسی واسطے یہاں ارشاد ہوا کہ وہ سعادت مند لوگ جنہوں نے ابتدائے اسلام ہی میں اسے قبول کیا اور پیغمبر اسلام کی صدا پر لبیک کہا وہی سب سے زیادہ اجر و ثواب کے حقدار ہیں۔ اور اس کے بعد جنہوں نے ان کی اقتداء میں دین اسلام قبول کیا اور اپنی زندگیاں اس کے لئے وقف کر دیں چاہیئے کہ آئندہ آنے

والے تمام مسلمان ان کی تقلید کریں اور ان جیسا شوق و اخلاص اور ان جیسی محبت و الفت اپنے دلوں میں پیدا کر کے اسلام کی خدمت کے لئے آمادہ ہوں تاکہ ہر سو اللہ کے دین کا ڈنکا بج جائے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ان شیفتگان اسلام کے علاوہ مسلمانوں میں دو جماعتیں اور بھی پائی جاتی ہیں مثلاً "ایک تو وہ لوگ ہیں جو کسی مصلحت دنیاوی یا سیاسی کے پیش نظر یا کسی خود غرضی کی بنا پر مسلمانوں میں شامل رہنا تو چاہتے ہیں مگر ان کو مقاصد اسلام سے قطعاً" کوئی ہمدردی نہیں اور نہ وہ اسلام کی خوبیوں کے دل سے معترف ہیں۔ ان کے تمام اعمال کا محور مصلحت وقت اور جلب زر ہی ہے وہ احکام خداوندی کی تعمیل پر ذاتی مفاد کو ترجیح دیتے ہیں اگر انہیں کسی کے سامنے غلط بیانی کرنے یا کسی کو دھوکہ اور فریب دینے سے کوئی فائدہ پہنچتا ہو تو ایسا کرنے میں انہیں مطلق کوئی تامل نہیں ہوتا الغرض ان کی ذہنیتیں تجارتی ذہنیتیں ہیں۔ جن کا مطمع نظر محض تحصیل زر اور حصول عیش و آرام ہے انہیں لوگوں کے متعلق فرمایا گیا تھا کہ نہ ان کی تجارت نے ان کو نفع دیا اور نہ انہوں نے راہ ہدایت پائی۔ **فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین** یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! تم ان کی خبیث باطنی سے واقف نہیں ہو سکتے ہم ان کی چالاکیوں کو خوب جانتے ہیں تم ان سے کوئی توقع نہ رکھو یہ اسی طرح موت کے منہ میں جائیں گے اور عالم آخرت کی سزا بھگتیں گے۔ پھر فرمایا بعض لوگ سادہ لوحی، کم علمی اور کوتاہ نظری کے باعث بعض دفعہ بڑی بڑی غلطیاں کر گزرتے ہیں جن سے شبہ ہوتا ہے کہ شاید یہ لوگ منافقوں کے ساتھ ہوں ان لوگوں کے بعض اعمال تو سچے مومنوں کی طرح ہوتے ہیں اور بعض دفعہ منافقوں اور منکروں کا رنگ ان پر غالب ہوتا ہے چونکہ ان لوگوں پر تم قطعی کوئی فیصلہ نہیں لگا سکتے اس واسطے تمہیں چاہئے کہ تم ان لوگوں سے ملے جلے رہو اور ان کی اصلاح کی کوشش کرو انہیں ایثار و قربانی کا سبق پڑھاؤ ان کی خوشی غمی میں حصہ لو اور اگر یہ لوگ مفاد اسلامی پر اپنا مال و دولت نچھاور کرنا چاہیں تو کرنے دو۔ فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو اپنے برے اعمال پر پچھتائیں اور آئندہ کیلئے برے کام سے باز آجائیں ان کی توبہ قبول کی جائے گی اور اسلامی مفاد کے سلسلے میں ان کی داد و دہش کو بھی شرف قبولیت عطا کیا جائے گا۔ باقی رہے پہلی قسم کے منافق جن کے دل سیاہ ہو چکے ہیں اور اخلاص کی طرف آنے کا نام نہیں لیتے ان کو چھوڑ دو ان کی زبوں حالی ذلت و رسوائی کے مناظر تم بھی دیکھ لو گے اور وہ

خود بھی دیکھ لیں گے پھر آنے والی زندگی میں وہی اس کی سزا بھی بھگتیں گے اس کے بعد ایک تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ کرکے سبق آموز تصدیق کا انکشاف کیا ہے۔ مدینہ طیبہ کے ایک مشہور قبیلہ بنی خزرج میں ایک شخص ابو عامر راہب تھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے عیسائی ہوگیا تھا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبوت کا اعلان کیا تو وہ آپ کے خلاف ہوگیا اور مسلمانوں کے خلاف کئی لڑائیوں میں حصہ لیا جنگ حنین کی فیصلہ کن لڑائی کے بعد وہ شام کی طرف بھاگ گیا اور خط و کتابت کے ذریعہ سے مدینہ کے چند مشہور منافقین کو اپنے ساتھ ملا لیا اور ان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ تم اپنا ایک مرکز بنا لو تاکہ اگر میں رومی سپاہ کے چند افراد کے ساتھ مدینہ کے محاذ جنگ وغیرہ کا مطالعہ کرنے آؤں تو وہاں ٹھہر سکوں اور تم لوگ بھی ہمیں مدد دے سکو اس پر ان لوگوں نے مسجد تیار کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ اس کا افتتاح کریں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تبوک کی جنگ پر جا رہے تھے فرمایا وہاں سے واپس آکر اس کا افتتاح کریں گے اس مسجد کے بنانے سے ان لوگوں کے پیش نظر ذیل کے مقاصد تھے۔

(۱) مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنا چاہتے تھے اور ان کے متفقہ مرکز سے جو قبا میں قائم ہو چکا تھا الگ ہو کر نیا مرکز بنا کر تنظیم کا شیرازہ بکھیر دینا چاہتے تھے تاکہ جب اس عظیم الشان جماعت کے اندر باہمی اختلاف کی رو چل نکلے تو وہ آسانی سے معاندانہ ضرب لگا سکیں۔

(۲) اپنے ہم خیال آزاد منش اور دشمنان اسلام منافقوں اور منکروں کی ریشہ دوانیوں کا اسے اڈہ بنا کر جماعت صحابہ کو داخلی طور پر کھوکھلا کرنا چاہتے تھے۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ مرکز کی اہمیت کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔

پس جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنگ تبوک سے واپس آئے تو ان کی دوبارہ درخواست پر آپ جانے پر آمادہ ہو گئے تھے کہ یہ آیات نازل ہوئیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ان کی تمام فریب کاری کھل گئی۔ چنانچہ آپ نے مسجد کو فوراً گرا کر زمین کے ساتھ ملا دینے کا حکم دیا جس کی معاً تعمیل کی گئی چونکہ اس مسجد کی تعمیر سے مسلمانوں کو، مسلمانوں کے مرکز کو مسلمانوں کی تنظیم کو اور خود اسلام کو سخت تکلیف پہنچنے کا اندیشہ تھا

اور تکلیف کو عربی میں ضرر کہتے ہیں۔ للذا یہ مسجد "مسجد ضرار" کے نام سے مشہور ہے۔ فرماتا ہے کہ وہ منافق جنہوں نے مسجد ضرار تعمیر کی ہے اگرچہ وہ قسمیں کھا کر تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ اس تعمیر سے ان کا مقصد محض خدمت اسلام ہے مگر تم یاد رکھو کہ یہ سفید جھوٹ بول رہے ہیں اگر ان کا کوئی مقصد تھا تو صرف اتنا کہ تمہیں اور تمہارے مفاد کو نقصان پہنچے اور دشمنان اسلام کی مقصد براری کیلئے ایک مرکز قائم ہو جائے اے پیغمبر اسلام! تم اس مسجد میں قدم نہ رکھو مسجد درحقیقت وہی مسجد ہے جس کی بنا روز اول ہی سے تقویٰ اور طہارت پر رکھی گئی ہے چنانچہ دیکھ لو کہ تمام شیدائی ہیں اور اللہ بھی ایسے ہی لوگوں کو محبوب رکھتا ہے اس کے آگے ارشاد فرمایا کہ سوچو تو بھلا جو کوئی تقویٰ و طہارت پر اپنے تمام افعال و اعمال کی بنیاد رکھے وہ اچھا ہے یا جو آگ کے گڑھوں کے کناروں پر ایسی عمارت کھڑی کرے کہ فوراً ہی اس میں گر کر راکھ ہو جائے۔ بہتر ہے فرمایا یاد رکھو کہ وہ لوگ جو حدود و شریعت سے تجاوز کریں خواہ وہ مسلمان ہی کہلاتے ہوں وہ ظالموں میں سے قرار دیئے جائیں گے اور ظالم لوگوں کو راہ ہدایت کبھی نصیب نہ ہو گی۔ فرمایا کہ ایسے لوگوں کے تمام اعمال کی بنیاد دلی شکوک و شبہات پر ہوتی ہے کیونکہ ان کو آخرت کے معاملات پر پورا پورا ایمان نہیں ہوتا للذا ان کے دل مسخ ہو چکے ہیں بس جب تک ان کے یہ خیالات موجود ہیں ان سے بھلائی کی توقع ہی نہ رکھو۔ ہاں اگر وہ صدق دل سے توبہ کر کے موجودہ دلوں کی جگہ نئے دل پیدا کر لیں یا غیض و غضب کے مارے سرے سے فنا ہی ہو جائیں تو دوسری بات ہے۔ لوگو! یاد رکھو کہ تمہارا خدا علیم و حکیم ہے اپنے ہم جنسوں کے ساتھ دھوکہ اور فریب سے پیش آؤ گے تو اس کی سزا ہمارے ہاں تمہیں ضرور ملے گی تم دنیا والوں کو دھوکہ دے سکتے ہو مگر جس نے تمہیں پیدا کیا اور دانش و بینش سے بہرہ ور کیا اسے ہرگز دھوکا نہیں دے سکتے۔

ترجمہ آیات ۱۱۱-۱۱۸:- بلاشبہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال و دولت کو اس عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی یہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں سو دشمنوں کو قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں۔ اللہ کا یہ وعدہ تورات' انجیل اور قرآن کی رو سے بالکل سچا ہے اور اللہ سے بڑھ کر اپنے قول کا پورا کرنے والا کون ہو سکتا ہے سو تم کو اپنے اس سودے پر جو تم نے اللہ سے کیا ہے خوشخبری ہو اور یہ بڑی کامیابی ہے (یہ لوگ)

توبہ کرنے والے' عبادت کرنے والے' حمد و ثنا کرنے والے' خدا کی راہ میں ضبط نفس کرنے والے رکوع و سجود کرنے والے' لوگوں کو نیکی کی ترغیب دینے والے' برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں اور (ایسے) مومنوں کو آپ خوشخبری سنا دیجئے۔ نبی کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ مشرکوں کے واسطے اس امر کے واضح ہو جانے کے بعد کہ وہ دوزخی ہیں دعائے استغفار کریں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں اور حضرت ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے بخشش طلب کرنا محض ایک وعدے کی بنا پر تھا جو ابراہیم نے اس سے کر رکھا تھا پھر جب انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گئے واقعی ابراہیم بڑے نرم مزاج اور حلیم الطبع تھے اور خدا کسی قوم کو گمراہ نہیں کرتا جبکہ انہیں ہدایت سے بہرہ ور کر چکا ہو حتی کہ ان کو وہ چیزیں صاف صاف نہ بتا دے کہ جن سے ان کو بچنا چاہئے۔ (بلاشبہ) اللہ کو ہر بات کا علم ہے۔ بیشک آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے وہی جلاتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور تمہارا اللہ کے سوا نہ کوئی دوست ہے نہ مددگار۔ بیشک اللہ نے (اپنے) پیغمبر پر نگاہ کرم کی اور مہاجرین اور انصار پر بھی جنہوں نے تنگدستی کے وقت میں پیغمبر کی پیروی کی جبکہ ان میں سے ایک فریق کے دل ڈگمگا چلے تھے پھر وہ ان پر مہربان ہوا (بلاشبہ) اللہ ان پر نہایت ہی شفیق اور مہربان ہے۔ اور ان تینوں پر بھی اس نے مہربانی کی جن کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا۔ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہو گئی وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ خدا (کے غضب سے) بچ کر نکل جانے کیلئے کوئی پناہ نہیں سوائے اس کے کہ اس کی طرف رجوع کیا جائے تب اللہ نے ان پر توجہ کی تاکہ وہ رجوع کریں (بلاشبہ) اللہ بہت توجہ فرمانے والا مہربان ہے۔

شرح:۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے اس سورۃ شریف میں تمام تر جہاد کی تعلیم ہے اور اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے اب سورت کا اختتام ہے یہاں جہاد کے اس شاندار نتیجہ کو اختصار سے بیان فرمایا ہے جو اس زندگی کے بعد مرتب ہونے والا ہے۔ میرا ایمان ہے کہ اگر یہ آیت آج کے گئے گزرے زمانہ میں بھی مسلمانوں کو یاد ہو جائے تو پھر دنیا کے ایک سرے سے دوسرے تک توحید کے پرچم لہرا سکتے ہیں مگر واحسرتا یہ دل کی امنگیں دل ہی میں رہتی نظر آتی ہیں۔ یاران وطن کو اس طرف مطلق خیال نہیں اللہ عزو

عمل ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے مسلمانوں سے یہ سودا کیا ہے کہ تمہیں جس قدر مال و دولت اور راحت و آرام عطا کیا گیا ہے اگر تم اسے ہماری راہ میں قربان کرو تو ہم اس کے عوض تم کو جنت عطا کریں گے واہ کیا ہی مفید سودا ہے۔ اس خیالی دنیا کے موہوم عیش لیں گے اس گذشتنی دنیا کے فانی اسباب اور اس مختصر سی ہنگامہ پرور زندگی کے عوض جاودانی راحتیں اور ابدی مسرتیں حاصل ہوں تو اس سے اچھا کیا سودا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اگر نگاہ حق بیں سے دیکھا جائے تو ہماری یہ زندگی ہماری یہ دولت' ہمارے یہ محل' ہماری یہ اولاد غرضیکہ ہماری ہر چیز دراصل خدائے واحد کی ملکیت ہے اگر ہم اس کی چیز اس کو برضا و رغبت واپس بھی کر دیں تو ہم نے کون سا بڑا کام کیا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس کا دیا ہوا بھی اس کو واپس کرتے اور کچھ زیادہ بھی دیتے مگر لاتے کہاں سے؟

جان دی' دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ادھر انسان کی حرص و طمع کا عالم دیکھو۔ ادھر خدائے رحمان کی شان رحیمی دیکھو کہ اپنی دی ہوئی چیز ہی واپس لینے پر بیشمار انعامات اور بے حد عنایات اپنے بندوں پر ارزانی فرماتا ہے۔

فرماتا ہے اے مومنو! اگر تم ان پرائی چیزوں کو جو ایک مختصر سے عرصہ کے بعد تم سے یقیناً" چھن جانے والی ہیں بخوشی اس کے سپرد کر کے قرض سے سبکدوش ہو جاؤ تو تمہاری اس ایمانداری کے صلہ میں تمہیں ایک غیر فانی عیش و طرب کی زندگی عطا کی جائے گی۔ یاد رکھو کہ جو وعدہ تمہارے ساتھ کیا جا رہا ہے اس میں شک و شبہ کی مطلق گنجائش نہیں اور ہر وہ انسان جو ان شرائط کو پورا کرے وہ لائق صد مبارکباد اور قابل ہزار تحسین ہے کیونکہ انسانی نصب العین میں اس سے بڑھ کر کوئی کامیابی ممکن ہی نہیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ جنت کی بشارت ان لوگوں کے لئے ہے جو گناہ پر اصرار نہیں کرتے بلکہ ندامت و پشیمانی کا اظہار کر کے اپنی اصلاح کر لیتے ہیں جو اپنی جان' اپنا مال اور اپنا وقت سب اللہ کی راہ میں وقف کرتے ہیں جو ہر چیز میں خدا کا جلوہ دیکھتے ہیں جو اپنے نفس پر قابو پا کر اسے رضائے الٰہی پر خوش رکھتے ہیں۔ جو اپنی خاکساری اور بے مائگی کے ثبوت میں خدا کی درگاہ میں ہر وقت جھکے رہتے ہیں جو اپنی زبان اور اپنے طرز عمل سے لوگوں کو برائی سے باز رکھتے اور نیکی کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور وہ جو حدود اور احکام خداوندی میں سردھڑ کی بازی لگا دیتے ہیں۔

اس کے بعد مسلمانوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنی ذاتی وصف "تراحم ما بین و شدت علی الغیر" کو کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور منکرین خدا کیلئے کبھی رحم کے خواہاں نہ ہوں اس معاملہ میں چاہئے کہ وہ کبھی اپنے وصف کو نہ بھولیں (محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم) ارشاد ہوتا ہے اے نبی! اور اے مومنو! تم مشرکوں کے لئے کبھی دعا استغفار نہ کرو خواہ وہ تمہارے قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ کسی قوم پر عتاب نازل نہیں کرتا' تا آنکہ اس کو ہر طرح اپنے احکام پہنچا دیتا ہے۔ عقل و شعور عطا کرتا ہے کہ سمجھ لیں' ضمیر عطا کرتا ہے کہ جانچ لیں' احکام نازل کرتا ہے کہ سن لیں وہ سب کچھ سنتے اور سمجھتے ہیں مگر پھر بھی اس طرف نہیں آتے بلکہ نہ آنے پر اصرار کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ ان کی فطرت مسخ ہو جاتی ہے پس تم ان مسخ فطرت والوں سے کوئی تعلق نہ رکھو ان کے ضمیر مردہ ہو چکے ہیں اور تم مردہ کو زندہ نہیں کر سکتے نہ کوئی اور کر سکتا ہے تم دعائے استغفار کرو تو ان لوگوں کے لئے ہی کرو جو پیغمبر اسلام کے تبع اور تمہارے ساتھی اور اسلام کے شیدائی ہیں کیونکہ تمہاری دعا ان لوگوں کے لئے ہی منظور ہوگی اس کے بعد جنگ تبوک کے ایک دلچسپ واقعہ کی طرف اشارہ ہے نو ہجری کا واقعہ ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ کو خبر پہنچی کہ رومی اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ ایک لشکر جرار اکٹھا کر کے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی قوت کو پاش پاش کر دیا جائے چنانچہ آپ نے مدافعت کی تیاریاں شروع کر دیں اور تیس ہزار جان نثاروں کی ایک خدائی فوج تیار کی اور فیصلہ کیا کہ سرحد پر جا کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے ان کو یہاں تک پہنچنے کا موقع ہی نہ ملے اس وقت افلاس اور غربت کی یہ حالت تھی کہ بسا اوقات دو دو مسلمان ایک ایک کھجور پر گزارہ کرتے تھے سفر پاپیادہ اور موسم سخت گرم اور سامان خورد و نوش قطعاً "ندارد"۔ مدینہ کے تمام مسلمانوں میں سے صرف تین حضرات اتفاقاً" لشکر اسلام کے ہمراہ نہ جا سکے اور سستی کے باعث لشکر مجاہدین کے ہمرکاب ہونے سے رہ گئے اور منافق تو تمام تر ہی نہیں گئے۔ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام جیش اسلام کے ساتھ وہاں سے واپس آئے تو منافقوں نے حیلے بہانے تراشے اور جھوٹ سچ بول کر معذرت خواہی کی آپ نے کمال حوصلگی اور خندہ پیشانی سے ان کو معاف کر دیا۔ ادھر یہ تین مسلمان بھی جو بد قسمتی سے پیچھے رہ گئے تھے اور جن کے نام کعب بن مالک ہلال ابن امیہ اور مرارہ بن ربیعہ ہیں۔ شرم و ندامت

محسوس کرنے لگے مگر چونکہ مسلمان تھے دل سے جھوٹ نہ بول سکتے تھے صاف صاف کہہ دیا کہ حضور ہم نے سستی کی اور آج کل پر ٹلتے ٹالتے وقت ہاتھ سے نکل دیا اور اس سعادت سے محروم رہے ہمیں معاف کیجئے ظاہر ہے کہ اگر حضور ان کو معاف کر دیتے تو پھر احکام اسلام بچوں کا کھیل بن کر رہ جاتے جب اسلام کو مسلمانوں کی ضرورت ہو تو پھر کوئی عذر مسموع اور قابل التفات نہیں ورنہ اس طرح تو ہر شخص اپنی طبعی کمزوریوں سے مجبور ہے کون خدمت بجالائے اور کون نہ لائے۔ لہٰذا خدمت اسلام ہر شخص کا فرض ہے اور کوئی غرض مسموع نہیں الا یہ کہ جس کا ذکر اس سے پہلے دسویں پارہ میں ہو چکا ہے۔ پس آپ نے ان کو فرمایا کہ تم اللہ کے حکم کا انتظار کرو میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ آیا تمہارا قصور معاف ہوتا ہے یا نہیں ادھر مسلمانوں کو حکم دے دیا کہ ان کا کلی مقاطعہ کرو ادھر ان کی بیویوں کو کہلا بھیجا کہ وہ بھی ان سے الگ ہو جائیں اور ان سے کوئی واسطہ نہ رکھیں۔ پس اب ان سے کوئی ملتا جلتا نہ کوئی بات چیت کرتا اور نہ کسی طرح کا کوئی معاملہ کرتا کعب نے اپنی ان دنوں کی جو تصویر کھینچی ہے اسے دیکھ کر اس پر رحم بھی آتا ہے اور شوکت اسلام بھی معلوم ہوتی ہے طوالت کے خوف سے ہم اسے یہاں چھوڑے دیتے ہیں۔ آخر پورے پچاس روز کی آہ و بکا اور عبادت و استغفار کے بعد حکم صادر ہوا اور ان کا قصور معاف ہوا حضرت کعب نے اس خوشی میں اپنے گھر کا تمام مال و منال لٹا دیا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ وہ تین آدمی جو تمہارے ساتھ نہیں گئے تھے اب جبکہ ان پر اللہ کی وسیع زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگ آگئی ہے۔ اللہ نے ان کی توبہ قبول کرلی ہے ان کو چاہئے کہ وہ پھر کبھی ایسا کام نہ کریں۔

ترجمہ آیات ۱۱۹ – ۱۲۲:– ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔ اہل مدینہ اور ان کے ارد گرد کے رہنے والے گنواروں کو زیبا نہ تھا کہ وہ رسول اللہ (کے ساتھ جانے) سے پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ کہ اپنی جان کو ان کی جان سے زیادہ پیاری سمجھیں یہ اس لئے کہ ان کو راہ خدا میں پیاس کی تکلیف پہنچتی ہے' کوئی رنج پہنچتا ہے' اور بھوک کی تکلیف ہوتی ہے تو' اور ایسے مقامات کو روندتے ہیں جہاں ان کا چلنا کفار کو ناگوار ہوتا ہے' اور دشمنوں سے کوئی چیز چھین لیتے ہیں تو' بہر صورت ان کیلئے ایک ایک نیک کام لکھا جاتا ہے واقعی اللہ نیکو کاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ اور یہ لوگ کوئی چیز خواہ چھوٹی

ہو خواہ بڑی خرچ نہیں کرتے اور نہ کسی منزل کو طے کرتے ہیں مگر ان کے یہ سب عمل لکھ لئے جاتے ہیں تاکہ اللہ ان کو ان کے اعمال کا بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ اور (یہ بات موزوں) نہیں کہ سب کے سب مسلمان (تحصیل علم کیلئے) نکل کھڑے ہوں سو ایسا کیوں نہ ہو کہ ہر ایک گروہ میں سے چند لوگ نکل کھڑے ہوں کہ وہ دین میں سمجھ پیدا کریں اور جب اپنی قوم کے پاس واپس لوٹ کر آئیں تو ان کو (اللہ کی نافرمانی سے) ڈرائیں تاکہ وہ (برے کاموں سے) بچ جائیں۔

شرح:۔ یہاں ان عاشقان رسول کے مراتب کا ذکر ہے جو ہروقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے اور اپنی جانیں خدا کی راہ میں قربان کرنے کیلئے کمربستہ رہتے ہیں۔ فرمایا یہ لوگ جس قدر محنت و مشقت اٹھاتے ہیں اس کے ذرہ ذرہ پر ان کو اجر و ثواب دیا جاتا ہے اور خدا کے ہاں ان کی قدر و منزلت بڑھتی ہے۔ فرمایا کہ ہر مسلمان کو میدان جہاد فی سبیل اللہ میں جانے کیلئے ہروقت تیار رہنا چاہئے مگر یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ ہر موقع پر ان سب کی خدمات کی ضرورت ہوگی بعض اشخاص کو شہر کی حفاظت اور کمزوروں بچوں اور عورتوں کی نگرانی کیلئے پیچھے چھوڑا جائے گا اور باری باری ہر شخص کو پیچھے رہنے کا موقع ملے گا۔ پس تم اپنی طرف سے تیار رہو تاکہ اگر بلایا جائے تو تم پیچھے نہ رہ جاؤ اور اگر نہ بلایا جائے تو شہر کی حفاظت کر سکو۔

ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! تم میں سے ایک جماعت تو کم از کم ایسی ہونی چاہئے جو تحصیل علم کی غرض سے ہروقت نبی کے ساتھ رہے تاکہ جب وہ تمام احکام سے واقف ہو جائیں تو اپنے اپنے گاؤں قبیلہ یا شہر میں جاکر لوگوں کو خدا کی نافرمانی سے ڈرا سکیں۔

سبحان اللہ! اس زمانہ کے مسلمانوں کی کیا شان تھی۔ انہوں نے اپنی جانیں خدا کی راہ میں لٹانے کیلئے فی الواقع ہتھیلی پر رکھی ہوئی تھیں۔ ان کے تحصیل علم کا شوق دیکھنا ہو تو اصحاب صفہؓ کے حالات مطالعہ کرو سخاوت و قربانی کا جذبہ دیکھنا چاہو تو خلفائے ثلاثہؓ کے حالات پڑھو۔ بہادری و سخاوت کے کارنامے دیکھنے ہوں تو حضرت علیؓ، حضرت خالدؓ، ابو عبیدہ رحمھم اللہ اجمعین اور دوسرے ناموروں کی طرف رجوع کرو۔ ان کے کارناموں کو دیکھ کر خدا نے ان کو دنیا میں سب اقوام پر غالب کیا۔ برعکس اس کے آج ہم سیاہ کاروں کو مردہ دل ہو جانے کی وجہ سے قعر ذلت میں ڈال رکھا ہے۔ **فعوذ باللہ من شرور انفسنا**

ترجمہ آیات ۱۲۳-۱۲۹:- اے ایمان والو! وہ کافر جو تمہارے آس پاس ہیں ان سے لڑو اور (ایسے لڑو) کہ وہ تمہارے اندر شدت محسوس کریں اور اس بات پر یقین رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ان میں سے بعض (منافق) کہتے ہیں کہ اس سورۃ نے تم میں سے کس کا ایمان بڑھایا ہے سو وہ لوگ جو ایماندار ہیں اس نے ان کے ایمان کو ترقی دی ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں اور وہ لوگ جن کے دلوں میں نفاق کا روگ ہے اس نے ان کی دلی گندگی میں ایک اور گندگی کا اضافہ کیا اور وہ کفر ہی کی حالت میں مر گئے۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ان کو ہر سال ایک یا دو مرتبہ آزمائش میں ڈالا جاتا اور پھر (بھی) نہ توبہ کرتے ہیں اور نہ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ اور جب کوئی سورۃ نازل کی جاتی ہے تو وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں کہ تم کو کوئی دیکھتا تو نہیں پھر چل دیتے ہیں اللہ نے ان کے دلوں کو پھیر دیا ہے کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں جو نہیں سمجھتے۔ لوگو! تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آئے ہیں جن پر تمہاری تکلیف شاق گذرتی ہے جو تمہاری بھلائی کے بڑے خواہاں ہیں اور ایمان والوں کے حق میں شفیق و مہربان ہیں۔ پھر اے پیغمبر! اگر یہ روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔

شرح:- اس رکوع پر سورہ براۃ ختم ہوتی ہے یہاں صرف ان اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے جو رہتی دنیا تک کبھی بھی کوئی مخالف جہاد جذبہ جہاد و تعلیم جہاد پر کر سکتا تھا ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! تم اپنے آس پاس کے کافروں کے ساتھ جہاد کرو اور سختی کے ساتھ ان کی شرارتوں کو روکو اور اس طرح ان میں قرآن کی حکومت جاری کرو تا آنکہ دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام پھیل جائے۔ یاد رکھو کہ اگر تم قرآن کی حکومت دنیا پر پھیلانے کے خیال سے یہ کام کرو گے تو تمہیں خدا کی جانب سے ہر قسم کی مدد و رعایت ملے گی سنو وہ لوگ جن کے دلوں میں ایمان ہے جو عقل و دانش سے بہرہ ور ہیں ان کو جب اس قسم کے احکام سنائے جاتے ہیں تو بیحد خوش ہوتے ہیں کیونکہ ان کو ایک گونہ روحانی خوشی نصیب ہوتی ہے۔ مگر وہ لوگ جن کے دلوں میں جہالت، کم فہمی سستی اور نفاق کا مرض ہوتا ہے وہ جہاد کی قسم کے احکام سے ناک منہ چڑھاتے ہیں اور منکروں کی طرح کڑھنے لگتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہر سال ایک دو واقعات ان کے اپنے ہی ملک

میں ایسے ہی پیش آجاتے ہیں جو کسی ایسی جماعت کے متقاضی ہوتے ہیں جو امن عامہ کو قائم رکھ سکے اور آئندہ کیلئے ظالموں اور زبردستوں کو مجبور کردے تاکہ وہ کسی کمزور کو نہ ستائیں۔ یہ لوگ ان حالات و شواہد کو دیکھتے ہیں مگر اس کے باوجود سوچ سمجھ سے کام نہیں لیتے کیونکہ غلامی اور محکومی ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکی ہے وہ اسی میں راحت دیکھتے ہیں خواہ ان کی عزت ان کی دولت اور ان کی اولاد ظالموں کے ہاتھوں سے تباہ و برباد ہو جائے۔ جہاد کے احکام سن کر یہ لوگ بنگاہ حیرت و استعجاب ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں کہ دیکھو کتنا بھاری اور مشکل حکم صادر ہو رہا ہے بھلا ہمارے لئے یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم حکام وقت کا مقابلہ کر سکیں وہ مسلح ہیں اور ہم نہتے وہ دولت مند ہیں ہم مفلس وہ طاقتور ہیں ہم کمزور الغرض سو سو طرح کے شکوک و شبہات اور دلائل لاطائل ان کی آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں ان کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ کسی طرح یا تو یہ حکم صادر نہ ہو اگر ہو چکا ہے تو منسوخ ہو جائے اور اگر یہ بھی نہیں تو کم از کم ہمیں اس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ مگر ایسا ہرگز نہیں ہوگا حکم صادر ہو چکا ہے اور پورے زور سے اپنی تمام جزئیات و کلیات کے ساتھ صادر ہوا ہے۔ اب منسوخ بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے بغیر شریعت و حکومت اسلامی کا وجود ہی قائم نہیں رہ سکتا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ بے بصیرتو! ذرا سوچو کہ جس پیغمبر کے ذریعہ تم پر یہ احکام صادر ہوتے ہیں وہ خود تمہاری طرح کا ایک انسان ہے جو تمہارے ہی قبیلہ کا ایک فرد ہے اور تمہارے اندر ہی رہ کر اتنا بڑا ہوا ہے تم جانتے ہو کہ تمہارا دلی خیرخواہ ہے جس بات سے تمہیں تکلیف ہو اس بات سے اسے صدمہ پہنچتا ہے۔ الغرض وہ تمہارے حق میں انتہائی درجہ کا رحیم و شفیق واقع ہوا ہے اگر جہاد کے احکام درحقیقت تمہارے لئے مفید نہ ہوتے بلکہ محض تکلیف کا باعث ہوتے تو ہرگز اس کے ذریعے تم پر نازل نہ کئے جاتے۔ اگر تم قلب سلیم رکھتے ہو تو تم جذبہ جہاد کو بالکل عقل کے مطابق پاؤ گے اور بنی نوع انسان کیلئے بیحد مفید اور اگر منحرف ہو جاؤ گے تو ہو جاؤ ہمارے نبی کا اعتماد کسی انسان پر نہیں اس کے لئے وہ اللہ کافی ہے جو عرش عظیم کا مالک ہے وہ ہر معاملہ میں اس کی مدد کرے گا اور تم نافرمانی کے عذاب میں مبتلا ہو گے۔

١١٤ سورة النصر ١/١٠

یہ سورت مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں تین آیات مبارکہ اور ایک رکوع ہے جن کا ترجمہ بصورت نظم مع شرح قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:-

منظوم ترجمہ:-

خدا کی نصرت و فتح "مبیں" جس وقت آ پہنچی
اور اس وقت آپ نے لوگوں کی کیفیت بھی یہ دیکھی
کہ داخل ہو رہے ہیں دین حق میں جوق جوق آ کر
لہٰذا اپنے رب کی "اے نبیؐ" پاکی بیاں کیجے
اور اس سے آپ استغفار "جرم عاصیاں" کیجے
کہ بیشک وہ تو ہر بندہ کی توبہ سننے والا ہے

شرح:- حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کا معیار اقوام عرب کے نزدیک مکہ معظمہ کی تسخیر تھی۔ چنانچہ جس وقت مکہ معظمہ شاندار طریقے سے فتح ہو گیا تو لوگ جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے اور ان کو یقین کامل ہو گیا کہ یہ دین سچا ہے اور اس کو مانے بغیر کوئی چارہ نہیں جب یہ حالات پیدا ہو گئے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو حکم ہوا کہ آپ پہلے سے بھی زیادہ تحمید و تقدیس میں مشغول ہو جائیں کیونکہ فریضہ تبلیغ ادا ہو چکا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حقانیت قرآن الحکیم
اور
علم الاعداد

سب تعریفیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے تمام کائنات کو چھ ایام میں تخلیق فرمایا اور انسان کی رشد و ہدایت کے لئے وقتاً فوقتاً اپنے رسول اور پیغمبر مبعوث فرمائے۔ الہامی کتابیں اور صحیفے اسی ضمن میں نازل فرمائے تاکہ ابنائے آدم ان پر عمل پیرا ہو کر دنیا اور آخرت میں فلاح پائیں اور آخری زمانہ (تا قیامت) میں فخر دو عالم نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت مبارکہ ہوئی اور قرآن حکیم نازل فرمایا جس کی صداقت اور سچائی میں ذرہ بھر بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں مگر حیف صد حیف کہ آج کل کے مسلمان زبان سے تو اس کی حقانیت و صداقت تسلیم کرتے ہیں مگر ان کے اکثر اعمال احکام خداوندی کے منافی ہیں۔

اللہ جل شانہ' قرآن مجید فرقان حمید کی سورت النجم آیت ۴۵ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ "وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى" اور یہ کہ اس نے نر اور مادہ کا جوڑا پیدا کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ انسان' جن' حیوان' چرند و پرند' شجر و حجر' حشرات الارض الغرض جملہ مخلوقات کا جوڑا بنایا۔ ایک مراد یہ بھی لی جاسکتی ہے کہ ہر چیز کے دو پہلو ہوتے ہیں مثلاً" حقوق اللہ اور حقوق العباد' ذکر اور فکر' ظاہر و باطن' دعا اور دوا' روحانیت و مادیت نیکی و بدی' ایمان اور شرک' انکساری اور تکبر' سچ اور جھوٹ' کامیابی اور ناکامی' دائیں اور بائیں وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کے لئے سخت تاکید فرمائی جو نہ صرف لازم و ملزوم ہیں بلکہ ایک ہی امر کے دو حصے ہیں۔ اس کی مثال ڈاکٹر یا طبیب کی سی ہے جو اپنے مریض کو دوا دیتا ہے اور ساتھ ہی پرہیز کی بھی تاکید کرتا ہے۔ اگر مریض ڈاکٹر یا طبیب کے کہنے کے مطابق عمل کرتا ہے تو صحت یاب ہو جاتا ہے اگر وہ دوا استعمال کر لیتا ہے مگر پرہیز نہیں کرتا تو وہ دوا غیر موثر ہو جاتی ہے اور وہ مریض پریشانی میں ہو جاتا ہے۔ بعینہ اگر انسان حقوق اللہ پر کاربند ہو جاتا ہے مگر حقوق العباد کو نظرانداز کر

دیتا ہے تو اس نمازی اور پرہیزگار کا حشر بھی وہی ہو گا جس نے دوائی تو استعمال کی مگر پرہیز کو قطعاً نظرانداز کر دیا۔ دراصل اللہ تبارک و تعالیٰ نے حقوق اللہ اسی واسطے نازل فرمائے تاکہ حقوق العباد دنیا میں رائج کئے جائیں۔ حقوق اللہ کی معافی تو ہو سکتی ہے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے توبہ کا دروازہ ہروقت کھلا رکھا ہے مگر حقوق العباد کی قطعاً" کوئی معافی نہیں۔ حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "ہر گناہ جو شہوت سے صادر ہو اس کی معافی کی امید ہے لیکن ہر وہ گناہ جو تکبر سے پیدا ہو اس کی معافی کی امید نہیں۔"

حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "انسان کو جتنی کاوش اور دل بستگی اور محبت دنیاوی امور اور حصول مال و جاہ سے ہے اگر اتنی ہی رزق اور دولت دینے والے سے ہو تو اس کا مقام فرشتوں سے بڑھ کر ہو سکتا ہے مگر ستم ظریفی ہے کہ آدمی خدا کے حضور بھی کاروباری ذہن رکھتا ہے۔ نمازیں پڑھے گا تو ساتھ اپنے آرام و آسائش اور عزو جاہ کے لئے طرح طرح کی تمنائیں اور مطالب رکھے گا۔ حج کرے گا زکوۃ دے گا تو اس میں بھی ریا اور دکھاوے کے پہلو کو کم ہی نظرانداز کرے گا۔ خلق میں مقبولیت حاصل کرنے کے لئے صدقہ و خیرات کا دکھاوا کرے گا۔ اگر یہی اعمال محض خداوند قدوس کی خوشنودی اور رضا کے لئے کئے جائیں تو سمجھئے کہ اس کی دنیا و آخرت سنور گئی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور اس کا مقام بندگی بلند و ارفع ہو گیا۔"

قرآن پاک کی صداقت بطور ایک کماحقہ سچی الہامی کتاب ہے جو شک و شبہہ سے مبرا ہے بلکہ پاک و منزہ۔ کچھ گمراہ لوگ اگر اس کی صداقت پر پس و پیش کرتے ہیں وہ محض ان کی خباثت کا لاحقہ ہے۔ چودہ سو سال میں غیر مسلم محققین نے بھی دلائل و براہین کی روشنی میں قرآن حکیم کو سچی الہامی کتاب اور ہدایت و رشد کا منبع و مصدر تسلیم کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ اس کی صداقت کا ایک اور زاویہ علم الاعداد کی روشنی میں بھی مضمر ہے۔

علم الاعداد کے مطابق نہ صرف قرآن پاک کے مفرد اعداد ۹ ہیں بلکہ انسان اور سجدہ کے اعداد بھی ۹ ہیں۔ جس کی وضاحت حسب ذیل ہے۔

قرآن

ق	ر	آ	ن	جملہ اعداد	بازگشت
۱۰۰ +	۲۰۰ +	۱ +	۵۰ =	۳۵۱ : ۳ + ۵ + ۱ =	۹

انسان

ا	ن	س	ا	ن	جملہ اعداد	بازگشت
۱ +	۵۰ +	۶۰ +	۱ +	۵۰ =	۱۱۲:	۱ + ۱ + ۲ = ۴

سجدہ

س	ج	د	ہ	جملہ اعداد	بازگشت
۶۰ +	۳ +	۴ +	۵ =	۷۲:	۷ + ۲ = ۹

عدد ۹ علم الاعداد کی دنیا میں سب سے بڑا عدد ہے جس کی ابتدا بھی ۹ اور انتہا بھی ۹ ہے اس میں سب سے زیادہ دلچسپ پہلو یہ ہے کہ اگر عدد ۹ کو ایک سے ۹ تک ضرب دیں تو حاصل ضرب ۹ ہی آئے گا مثلاً "۹ x ۳ = ۲۷ = ۹" ۹ x ۹ = ۸۱ = ۹ وغیرہ وغیرہ عدد ۹ ایک مخفی روشنی ہے خوش قسمت عدد ہے۔ تجربات سے حصول مقصد اپنی ذاتی قابلیت کی بنا پر عزت، قوت، دانشمندی، کامیابی اور مشکلات پر قابو پانے کا حامل ہے۔

قرآن پاک کے پورے متن میں ۶۲۳۶ آیات، ۸۶۴۳۰ کلمات اور ۳۳۰۷۸۱ حروف ہیں جن کی تفصیل کتاب ہذا کے تجزیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ ان سب کو مفرد کرنے سے ۹ کا ہندسہ بنتا ہے۔ جو اس بات کی بین دلیل ہے کہ قرآن مجید ایک الہامی اور سچی کتاب ہے جس کی ابتدا بھی ۹ ہے اور انتہا بھی ۹۔ مفرد تجزیہ حسب ذیل ہے۔

قرآن پاک کے جملہ

حروف مبارکہ	کلمات مبارکہ	آیات مبارکہ
۳۳۰۷۸۱	۸۶۴۳۰	۶۲۳۶
۷۳۷۶۹	۵۱۷۳	۸۵۹
۱۱۲۶ ۹	۶۸۱	۴۵
۲۵۱	۵۹	۹
۷۶	۵	
۴		
۴ +	۵ +	۹ = ۱۸

بازگشت : ۱۸ = ۱ + ۸ = ۹

اللہ تبارک وتعالیٰ اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اسمائے معظم و متبرک نودونہ یعنی ۹۹ اور ۹۹ ہیں اگر ان کو مفرد کر دیا جائے تو پھر عدد ۹ ہی بر آمد ہوتا ہے جو عین انسان کے عدد کی مطابقت رکھتا ہے گویا کہ ان اعداد میں بھی انسان ہی مخفی ہے۔

قرآن پاک کے جملہ حروف' کلمات اور آیات مبارکہ کے اعداد مفرد کرنے کے بعد عدد ۹ ہی بر آمد ہوتا ہے جو نوری عدد کی ابتدا بھی ہے اور اختتام بھی۔ جیسا کہ لفظ قرآن کے اعداد ۹ ہیں اور اس کے سارے متن کے بھی اعداد ۹ ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن الحکیم میں ۲۹ جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کے اسمائے گرامی اور ۲۹ حروف مقطعات کا تذکرہ کیا ہے' جو ۲۹ سُورہ مبارکہ کے آغاز میں بیان کئے گئے ہیں۔ اگر ان اعداد کو آگے پیچھے کر دیا جائے تو یہ اعداد ۹۲ کی صورت میں جلوہ گر ہوتے ہیں جو اعداد حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اسم مبارک کے ہیں۔ جس کا تجزیہ حسب ذیل پیش کیا جاتا ہے۔

فخر الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمدؐ	=	د	م	ح	م
۹۲	=	۴ +	۴۰ +	۸ +	۴۰

اگر ان دونوں اعداد کو جمع کیا جائے تو حاصل جمع ۱۱ ہوگا اور پھر ان کو جمع کیا جائے تو ۲ کا ہندسہ وجود میں آتا ہے جو کہ نہ صرف اس امر کو تقویت دیتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام ہے یعنی بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر! بلکہ اس امر کی بھی تصدیق کرتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کتنی محبت اور انس ہے۔

قارئین حضرات کے علم میں مزید اضافہ کے لئے بیان کیا جاتا ہے کہ جب سرور کائنات سید المرسلین رحمتہ للعالمین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ خاتم النبین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو اس وقت حسب ذیل نقش میں درج مذاہب عالم رائج تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعداد ایام قیام نبوی بعالم دنیوی

گھنٹے	دن
۶ ۹	۲۲۳۳۰

ولادت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ابراہیمی — عیسوی — تبلی جدید — عام الفیل — ایرانی — یکم بحی شمسی — سکندری — بخت نصری — کل یگ — جولین پیریڈ — عمرانی (یہودی) — طوفان

اپریل — ربیع الاول — نیسان — توت — اپریل — نیسن

ولادت مبارکہ

عیسائیوں کے ایسٹر سے ۲۲ ویں دن اور یہودیوں کی عید الفصح سے ۲۵ ویں دن ہوئی تھی اس میں یوم وفات بھی شامل

تعداد

ایام تبلیغ رسالت و نبوت

۸۱۵۶ دن

سنہ ۵۷۱ء میں ایسٹر کا تہوار ۱۶ صفر مطابق $\frac{۲۹}{۳۱}$ مارچ سنہ ۵۷۱ء کو تھا

۴۳۳۱ مطابق سنہ ۵۷۱ء میں یہود کی عید الفصح پنجشنبہ ۱۳ صفر مطابق $\frac{۲۶}{۱۸}$ مارچ کو تھی۔

---

۹ گھنٹے ۲۲۳۳۱ ویں دن کے ہیں۔

چاند کی منازل ۳۶۰ ہیں ان اعداد کو جمع کرنے سے ۹ کا ہندسہ برآمد ہوتا ہے۔ اس کا ذکر اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ یٰسین آیت ۳۹ میں لفظ "قَدَّرْنٰہُ" سے کیا ہے جس کا تجزیہ علم الاعداد کی روشنی میں حسب ذیل کیا جاتا ہے:۔

قَدَّرْنٰہُ

بازگشت	جملہ اعداد	ہ	ا	ن	ر	د	ق
۹=۶+۳	۳۶۰: =	۵ +	۱ +	۵۰ +	۲۰۰ +	۴ +	۱۰۰

ایک روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اکٹھا کیا اور خطبہ[1] دیا۔ اے لوگو! خدا نے مجھے تمام دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (۲۱:۱۰۷) دیکھو حوارین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح اختلاف نہ کرنا۔ جاؤ میری طرف سے پیغام حق ادا کرو۔ اس کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتمام حجت کے لئے اس زمانہ کے تمام بادشاہوں اور حکمرانوں کو دعوت اسلام کے لئے ۹۹ مکتوبات شریف[2] بذریعہ قاصدین روانہ کئے۔ یہاں یہ ذکر کر دینا بے جا نہ ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے حُسنیٰ بھی ۹۹ ہیں جنہیں جمع کرنے سے عدد ۹ برآمد ہوتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے اعداد بھی جمع کرنے سے ۹ ہی بنتے ہیں۔ تجزیہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام

آدمٌ =	م	د	آ
۹ = ۴۵ =	۴۰ +	۴ +	۱

ہندوستان کے جنوب مغربی ساحلی علاقہ مالابار کے بادشاہ چکرورتی فرماس نے جب آنحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا معجزہ شق القمر دیکھا تو وہ اپنے بیٹے کو جانشین مقرر کر کے عرب شریف روانہ ہو گیا اور وہاں جا کر آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوا اور آپ ﷺ کے حکم سے عازم سفر ہوا لیکن راستے میں یمن کی ایک بندرگاہ ظفار میں انتقال کر گیا۔ جہاں آج بھی اس ہندی نژاد حاکم کا مزار ہے جو مرجع خاص وعام ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی مخلوق کی رشد وہدایت کے لئے اپنے انبیاء علیہم السلام اور رسول مبعوث فرمائے تاکہ ان کی دنیاوی و اخروی زندگی بھی سنور جائے۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت مبارک کے بعد سلسلہ انبیاء علیہم السلام منقطع ہو گیا جس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے علمائے ربّانی بنی اسرائیل کے نبیوں کے مانند ہوں گے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں بیشتر مشہور و معروف اولیاء کرام اس خطہ میں باہر سے وارد ہوئے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کے مشن کو جاری و ساری رکھا۔ اسی مشن کو مولف کے پیر و مرشد کامل و اکمل تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت عبدالنبی شامی نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہندوستان میں سنہ ۱۷۳۳ء تک جاری و ساری رکھا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت امام ربّانی مجدد الف ثانی غوث صمدانی حضرت شیخ احمد فاروقی المعروف بہ سرہندی قدس سرہٗ العزیز کی دعا سے ایک بہل خاندان کے فرد دیوان لالہ بوڑامل بہل کھتری کے ہاں ۲۹ رمضان المبارک سنہ ۱۰۲۸ ہجری بمطابق ۳۰ اگست سنہ ۱۶۱۹ عیسوی کو قصبہ شام چوراسی ضلع ہوشیارپور (مشرقی پنجاب۔ بھارت) میں بحالت صائم ہوئی جہاں آپ رضی اللہ عنہ کا روضۂ مبارک مرجع خلائق خاص و عام ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی لالہ بھوپت رائے رکھا گیا تھا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ رضی اللہ عنہ کا اِسم مبارک عبدالنبی رکھا۔ یہاں یہ ذکر کر دینا بے جا نہ ہو گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شام چوراسی تشریف لے گئے۔ بحوالہ مجموعۃ الاسرار (مکتوب شریف نمبر ۱۰۱ صفحات نمبر ۶۸۲ تا ۶۸۸)۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو نہ صرف اسلام کی دولت سے سرفراز کیا بلکہ علم لدُنّی بھی عطا فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے مولف کو سنہ ۱۹۸۳ء میں فضیلت مآب عالیجناب الشیخ حضرت عبدالغفور عرشی، قادری، فاضل، چشتی مدظلہ العالی کی وساطت سے اپنا خلیفہ مجاز مقرر کیا۔ جس کے بعد کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ جاری و ساری ہوا اور زیر نظر کتاب بھی آپ رضی اللہ عنہ ہی کے تصرف کا ثمرہ ہے حالانکہ مولف کی تعلیم صرف میٹرک ہے۔

صاحبزادہ محمد سلیم شامی بہل اویسی نقشبندی
عفی عنہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تجزیہ جملہ آیات، کلمات، حروف و رکوعات مبارکہ قرآن پاک اور محل نزول

ترتیب نزول		ترتیب مصحفی							
نمبر شمار	سورۃ	پارہ نمبر	سورۃ نمبر	جملہ آیات	جملہ کلمات	جملہ حروف	جملہ رکوع	محل نزول	صفحہ نمبر
۱	العلق	۳۰	۹۶	۱۹	۷۲	۲۹۰	۱	مکی	۳۸
۲	القلم	۲۹	۶۸	۵۲	۳۰۶	۱۲۹۵	۲	مکی	۴۰
۳	المزمل	۲۹	۷۳	۲۰	۲۰۰	۸۶۴	۲	مکی	۴۶
۴	المدثر	۲۹	۷۴	۵۶	۲۵۶	۱۱۴۵	۲	مکی	۵۰
۵	الفاتحہ	۱	۱	۷	۲۵	۱۲۶	۱	مکی	۵۳
۶	اللھب	۳۰	۱۱۱	۵	۲۴	۸۱	۱	مکی	۵۵
۷	التکویر	۳۰	۸۱	۲۹	۱۰۴	۴۳۶	۱	مکی	۵۶
۸	الاعلیٰ	۳۰	۸۷	۱۹	۷۲	۲۹۹	۱	مکی	۵۸
۹	اللیل	۳۰	۹۲	۲۱	۷۱	۳۱۴	۱	مکی	۶۰
۱۰	الفجر	۳۰	۸۹	۳۰	۱۳۷	۵۸۵	۱	مکی	۶۱
۱۱	الضحیٰ	۳۰	۹۳	۱۱	۴۰	۱۶۶	۱	مکی	۶۴
۱۲	الانشراح	۳۰	۹۴	۸	۲۷	۱۰۳	۱	مکی	۶۶
۱۳	العصر	۳۰	۱۰۳	۳	۱۴	۷۴	۱	مکی	۶۷
۱۴	العدیت	۳۰	۱۰۰	۱۱	۴۰	۷۰	۱	مکی	۶۸
۱۵	الکوثر	۳۰	۱۰۸	۳	۱۰	۳۷	۱	مکی	۶۹
۱۶	التکاثر	۳۰	۱۰۲	۸	۲۸	۱۲۳	۱	مکی	۷۰
۱۷	الماعون	۳۰	۱۰۷	۷	۲۵	۱۱۵	۱	مکی	۷۱
۱۸	الکافرون	۳۰	۱۰۹	۶	۲۶	۹۹	۱	مکی	۷۲
۱۹	الفیل	۳۰	۱۰۵	۵	۲۴	۹۴	۱	مکی	۷۳
۲۰	الفلق	۳۰	۱۱۳	۵	۲۳	۷۳	۱	مکی	۷۴
۲۱	الناس	۳۰	۱۱۴	۶	۲۰	۸۱	۱	مکی	۷۵
۲۲	الاخلاص	۳۰	۱۱۲	۴	۱۷	۴۹	۱	مکی	۷۶

نمبر شمار	سورۃ	پارہ نمبر	سورۃ نمبر	جملہ آیات	جملہ کلمات	جملہ حروف	جملہ رکوع	محل نزول	صفحہ نمبر
ترتیب نزول		ترتیب مصحفی							
۲۳	النجم	۲۷	۵۳	۶۲	۳۶۵	۱۴۵۰	۳	مکی	۷۷
۲۴	عبس	۳۰	۸۰	۴۲	۱۳۳	۵۵۳	۱	مکی	۸۳
۲۵	القدر	۳۰	۹۷	۵	۳۰	۱۱۵	۱	مکی	۸۵
۲۶	والشمس	۳	۹۱	۱۵	۵۶	۲۵۴	۱	مکی	۸۶
۲۷	البروج	۳۰	۸۵	۲۲	۱۰۹	۴۷۵	۱	مکی	۸۸
۲۸	التین	۳۰	۹۵	۸	۳۴	۱۶۵	۱	مکی	۹۰
۲۹	القریش	۳۰	۱۰۶	۴	۱۷	۷۹	۱	مکی	۹۲
۳۰	القارعۃ	۳۰	۱۰۱	۱۱	۳۵	۱۶۰	۱	مکی	۹۲
۳۱	القیامۃ	۲۹	۷۵	۴۰	۱۶۴	۶۸۲	۳	مکی	۹۳
۳۲	الھمزہ	۳۰	۱۰۴	۹	۳۳	۱۳۵	۱	مکی	۹۶
۳۳	المرسلات	۲۹	۷۷	۵۰	۱۸۱	۸۴۶	۲	مکی	۹۷
۳۴	قٓ	۲۶	۵۰	۴۵	۳۷۶	۱۵۲۵	۳	مکی	۱۰۱
۳۵	البلد	۳۰	۹۰	۲۰	۸۲	۳۴۷	۱	مکی	۱۰۶
۳۶	الطارق	۳۰	۸۶	۱۷	۶۱	۲۵۴	۱	مکی	۱۰۸
۳۷	القمر	۲۷	۵۴	۵۵	۳۴۸	۱۴۸۲	۳	مکی	۱۰۹
۳۸	صٓ	۲۳	۳۸	۸۸	۷۳۸	۳۱۰۷	۵	مکی	۱۱۴
۳۹	الاعراف	۸	۷	۲۰۶	۳۳۸۷	۱۴۶۳۵	۲۴	مکی	۱۲۴
۴۰	الجن	۲۹	۷۲	۲۸	۲۸۷	۱۱۲۶	۲	مکی	۱۷۲
۴۱	یٰسٓ	۲۲	۳۶	۸۳	۷۳۹	۳۰۹۰	۵	مکی	۱۷۶
۴۲	الفرقان	۱۸	۲۵	۷۷	۹۰۶	۳۹۱۹	۶	مکی	۱۸۶
۴۳	فاطر	۲۲	۳۵	۴۵	۷۹۲	۳۲۸۹	۵	مکی	۱۹۸
۴۴	مریمؑ	۱۶	۱۹	۹۸	۹۶۸	۳۹۸۶	۶	مکی	۲۰۸
۴۵	طٰہٰ	۱۶	۲۰	۱۳۵	۱۲۵۱	۵۲۶۶	۸	مکی	۲۱۹
۴۶	الواقعہ	۲۷	۵۶	۹۶	۳۸۴	۱۷۶۸	۳	مکی	۲۳۴

نمبر شمار	سورۃ	پارہ نمبر	سورۃ نمبر	جملہ آیات	جملہ کلمات	جملہ حروف	جملہ رکوع	محل نزول	صفحہ نمبر
ترتیب نزول		ترتیب مصحفی							
۴۷	الشعرا	۱۹	۲۶	۲۲۷	۱۳۴۷	۵۶۸۹	۱۱	مکی	۲۴۰
۴۸	النمل	۱۹	۲۷	۹۳	۱۱۶۷	۴۸۳۹	۷	مکی	۲۵۸
۴۹	القصص	۲۰	۲۸	۸۸	۱۴۵۴	۶۰۱۱	۹	مکی	۲۷۴
۵۰	بنی اسرائیل	۱۵	۱۷	۱۱۱	۱۵۸۲	۶۷۱۰	۱۲	مکی	۲۹۲
۵۱	یونسؑ	۱۱	۱۰	۱۰۹	۱۸۶۱	۷۷۳۳	۱۱	مکی	۳۱۵
۵۲	ھودؑ	۱۱	۱۱	۱۲۳	۱۹۳۶	۷۹۲۴	۱۰	مکی	۳۴۰
۵۳	یوسفؑ	۱۲	۱۲	۱۱۱	۱۸۰۸	۷۴۱۱	۱۲	مکی	۳۶۸
۵۴	الحجر	۱۳	۱۵	۹۹	۶۶۳	۲۹۰۷	۶	مکی	۳۹۱
۵۵	الانعام	۷	۶	۱۶۵	۳۱۰۰	۱۲۹۳۵	۲۰	مکی	۴۰۱
۵۶	الصفت	۲۳	۳۷	۱۸۲	۸۷۳	۳۹۵۱	۵	مکی	۴۴۴
۵۷	لقمانؑ	۲۱	۳۱	۳۴	۵۵۴	۲۲۱۷	۴	مکی و مدنی	۴۵۶
۵۸	سبا	۲۲	۳۴	۵۴	۸۹۶	۳۶۳۶	۶	مکی "	۴۶۵
۵۹	الزمر	۲۳	۳۹	۷۵	۱۱۸۴	۴۹۶۵	۸	مکی "	۴۷۶
۶۰	المومن	۲۴	۴۰	۸۵	۱۲۴۲	۵۲۱۳	۹	مکی "	۴۹۲
۶۱	حم السجدہ	۲۴	۴۱	۵۴	۸۰۹	۳۴۰۶	۶	مکی	۵۰۷
۶۲	الشوریٰ	۲۵	۴۲	۵۳	۸۶۹	۳۵۸۵	۵	مکی و مدنی	۵۱۸
۶۳	الزخرف	۲۵	۴۳	۸۹	۸۴۸	۳۶۵۶	۷	مکی "	۵۳۰
۶۴	الدخان	۲۵	۴۴	۵۹	۳۴۹	۱۴۹۵	۳	مکی "	۵۴۲
۶۵	الجاثیہ	۲۵	۴۵	۳۷	۴۹۲	۲۱۳۱	۴	مکی "	۵۴۷
۶۶	الاحقاف	۲۶	۴۶	۳۵	۷۵۰	۲۷۰۹	۴	مکی "	۵۵۴
۶۷	الذریت	۲۶	۵۱	۶۰	۳۶۰	۱۵۵۹	۳	مکی	۵۶۱
۶۸	الغاشیہ	۳۰	۸۸	۲۶	۹۳	۳۸۴	۱	مکی	۵۶۷
۶۹	الکھف	۱۵	۱۸	۱۱۰	۱۲۰۱	۶۶۲۰	۱۲	مکی	۵۶۹
۷۰	النحل	۱۴	۱۶	۱۲۸	۱۸۴۱	۷۹۷۴	۱۶	مکی و مدنی	۵۹۱

محمدؐ رسولؐ تہامیؐ الطیبؐ حامدؐ قاسمؐ فاتحؐ حاشرؐ ماحیؐ آبیؐ ۱۱۶۳ مشہودؐ حریصؐ علیکم نذیرؐ ہادیؐ صاحب تاجؐ نبیؐ

ترتیب نزول		ترتیب مصحفی							
نمبر شمار	سورة	پارہ نمبر	سورة نمبر	جملہ آیات	جملہ کلمات	جملہ حروف	جملہ رکوع	محل نزول	صفحہ نمبر
۷۱	نوحؑ	۲۹	۷۱	۲۸	۲۳۱	۹۷۴	۲	مکی	۶۱۷
۷۲	ابراہیمؑ	۱۳	۱۴	۵۲	۸۴۵	۳۶۰۱	۷	مکی و مدنی	۶۲۰
۷۳	الانبیاءؑ	۱۷	۲۱	۱۱۲	۱۱۸۷	۵۱۵۴	۷	مکی	۶۲۳
۷۴	المومنون	۱۸	۲۳	۱۱۸	۱۰۷۰	۴۵۳۸	۶	مکی	۶۲۸
۷۵	السجدة	۲۱	۳۲	۳۰	۲۷۴	۱۵۷۷	۳	مکی و مدنی	۶۶۱
۷۶	الطور	۲۷	۵۲	۴۹	۳۱۹	۱۳۳۴	۲	مکی	۶۶۶
۷۷	الملک	۲۹	۶۷	۳۰	۳۳۵	۱۳۵۹	۲	مکی	۶۷۰
۷۸	الحاقة	۲۹	۶۹	۵۲	۲۶۰	۱۱۳۴	۲	مکی	۶۷۵
۷۹	المعارج	۲۹	۷۰	۴۴	۲۶۰	۶۷۷	۲	مکی	۶۷۹
۸۰	النباء	۳۰	۷۸	۴۰	۱۷۴	۸۰۱	۲	مکی	۶۸۳
۸۱	النازعات	۳۰	۷۹	۴۶	۱۸۱	۷۹۱	۲	مکی	۶۸۶
۸۲	الانفطار	۳۰	۸۲	۱۹	۸۰	۳۳۴	۱	مکی	۶۸۹
۸۳	الانشقاق	۳۰	۸۴	۲۵	۱۰۸	۴۳۸	۱	مکی	۶۹۰
۸۴	الروم	۲۱	۳۰	۶۰	۸۲۷	۳۵۴۷	۶	مکی و مدنی	۶۹۲
۸۵	العنکبوت	۲	۲۹	۶۹	۹۹۰	۴۴۱۰	۷	مکی و مدنی	۷۰۴
۸۶	التطفیف	۳۰	۸۳	۳۶	۱۷۲	۷۵۸	۱	مکی	۷۱۸
۸۷	البقرة	۱	۲	۲۸۶	۶۲۱۲	۲۶۷۹۲	۴۰	مدنی	۷۲۱
۸۸	الانفال	۹	۸	۷۵	۱۲۵۳	۵۵۲۲	۱۰	مدنی	۸۱۰
۸۹	آل عمران	۳	۳	۲۰۰	۳۵۴۲	۱۵۳۲۶	۲۰	مدنی	۸۳۱
۹۰	الاحزاب	۲۱	۳۳	۷۳	۱۲۱۰	۵۹۰۹	۹	مدنی	۸۸۱
۹۱	الممتحنہ	۲۸	۶۰	۱۳	۳۷۰	۱۵۹۳	۲	مدنی	۹۰۱
۹۲	النساء	۴	۴	۱۷۶	۳۷۲۰	۱۶۶۶۷	۲۴	مدنی	۹۰۶
۹۳	الزلزال	۳۰	۹۹	۸	۳۷	۱۵۸	۱	مدنی	۹۵۷
۹۴	الحدید	۲۷	۵۷	۲۹	۵۸۶	۲۵۹۹	۴	مدنی	۹۵۹

احمدؐ رسول الملاحمؐ شہیدؐ شہیرؐ عادلؐ خاتمؐ جوادؐ مدعوؐ خلیلؐ تریبؐ مطہرؐ مذکرؐ مبشرؐ مکرمؐ محرمؐ منیرؐ سراجؐ سیدؐ خاتم الرسلؐ حکیمؐ کریمؐ یتیمؐ نبی الرحمۃ باطنؐ ظاہرؐ آخرؐ اولؐ رسولؐ الرحمۃ مطیعؐ مبینؐ حقؐ معلومؐ قویؐ رسول الرحمۃ

شکورؐ حسیبؐ صفی اللہ نبی اللہ امینؐ صادقؐ نبی التوبہ نقیؐ متقیؐ مجیبؐ قائم اذنؐ نجی اللہ کلیم اللہ عبد اللہ کاملؐ حافظؐ رؤفؐ رحیمؐ طٰہٰ مجتبیٰ طٰس مرتضیٰ حٰم مصطفیٰ یٰسین ادنیٰ مزملؐ ولیؐ مدثرؐ متینؐ مصدقؐ طیبؐ ناصرؐ منصورؐ مصباحؐ امرؐ

حجازیؐ نزاریؐ قریشیؐ مضریؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محمودؐ عاقبؐ شاہدؐ رشیدؐ بشیرؐ داعؐ شافؐ محمدؐ متبعؐ عزیزؐ

ترتیب نزول		ترتیب مصحفی							
نمبر شمار	سورۃ	پارہ نمبر	سورۃ نمبر	جملہ آیات	جملہ کلمات	جملہ حروف	جملہ رکوع	محل نزول	صفحہ نمبر
۹۵	محمدؐ	۲۶	۴۷	۳۸	۵۵۸	۲۴۷۵	۴	مدنی	۹۶۷
۹۶	الرعد	۱۳	۱۳	۴۳	۸۶۳	۳۶۱۴	۶	مدنی	۹۷۵
۹۷	الرحمٰن	۲۷	۵۵	۷۸	۳۵۱	۱۶۸۳	۳	مدنی	۹۸۸
۹۸	الدھر	۲۹	۷۶	۳۱	۲۴۶	۱۰۹۹	۲	مدنی	۹۹۳
۹۹	الطلاق	۲۸	۶۵	۱۲	۲۹۸	۱۲۳۷	۲	مدنی	۹۹۸
۱۰۰	البینتہ	۳۰	۹۸	۸	۹۵	۴۱۳	۱	مدنی	۱۰۰۲
۱۰۱	الحشر	۲۸	۵۹	۲۴	۴۵۵	۲۰۱۶	۳	مدنی	۱۰۰۴
۱۰۲	النور	۱۸	۲۴	۶۴	۱۴۲	۶۴۱	۹	مدنی	۱۰۱۰
۱۰۳	الحج	۱۷	۲۲	۷۸	۱۲۸۳	۵۴۳۲	۱۰	مدنی	۱۰۲۷
۱۰۴	المنفقون	۲۸	۶۳	۱۱	۱۸۳	۸۲۱	۲	مدنی	۱۰۴۱
۱۰۵	المجادلہ	۲۸	۵۸	۲۲	۴۷۹	۲۱۰۳	۳	مدنی	۱۰۴۴
۱۰۶	الحجرات	۲۶	۴۹	۱۸	۳۵۰	۱۵۷۳	۲	مدنی	۱۰۵۱
۱۰۷	التحریم	۲۸	۶۶	۱۲	۲۵۳	۱۱۲۴	۲	مدنی	۱۰۵۶
۱۰۸	التغابن	۲۸	۶۴	۱۸	۲۴۷	۱۱۲۲	۲	مدنی	۱۰۶۱
۱۰۹	الصف	۲۸	۶۱	۱۴	۲۲۳	۹۹۱	۲	مدنی	۱۰۶۵
۱۱۰	الجمعہ	۲۸	۶۲	۱۱	۱۷۶	۷۸۷	۲	مدنی	۱۰۶۸
۱۱۱	الفتح	۲۶	۴۸	۲۹	۵۶۸	۲۵۵۵	۴	مدنی	۱۰۷۱
۱۱۲	المائدہ	۶	۵	۱۲۰	۲۸۴۲	۱۳۴۶۴	۱۶	مدنی	۱۰۸۱
۱۱۳	التوبتہ	۱۰	۹	۱۲۹	۲۵۳۷	۱۱۳۶۰	۱۶	مدنی	۱۱۱۹
۱۱۴	النصر	۳۰	۱۱۰	۳	۱۹	۸۱	۱	مدنی	۱۱۶۳

جملہ رکوع مبارکہ = ۵۵۸

جملہ آیات مبارکہ = ۶۲۳۶

جملہ کلمات مبارکہ = ۸۶۴۳۰

جملہ حروف مبارکہ = ۴۳۰۷۸۱

الصَّبُورُ الرَّشِیدُ الوَارِثُ البَاقِی البَدِیعُ الہَادِی النُّورُ النَّافِعُ الضَّارُّ المُغنِی الجَامِعُ المُقسِطُ مَالِکُ المُلکِ الرَّؤُفُ العَفُوُّ المُنتَقِمُ التَّوَّابُ البَرُّ المُتَعَالِی الوَالِی البَاطِنُ الظَّاھِرُ الآخِرُ الاَوَّلُ المُؤَخِّرُ المُقَدِّمُ المُقتَدِرُ القَادِرُ الصَّمَدُ الوَاحِدُ ذُوالجَلَالِ المُحیِی المُمِیتُ المُبدِیُٔ

الوَھَّابُ الرَّزَّاقُ الفَتَّاحُ العَلِیمُ القَابِضُ البَاسِطُ الخَافِضُ الرَّافِعُ المُعِزُّ المُذِلُّ السَّمِیعُ البَصِیرُ الحَکَمُ العَدلُ اللَّطِیفُ الخَبِیرُ الحَلِیمُ العَظِیمُ الغَفُورُ الشَّکُورُ العَلِیُّ

المَاجِدُ ۔ الوَاجِدُ القَیُّومُ ۔ الحَیُّ الحَمِیدُ ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقشہ اسمائے باری تعالیٰ مع اعداد قمری و ترجمہ

ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ

۶۶ وہ اللہ ہے نہیں کوئی معبود مگر وہ ۲۹۸ بخشنے والا ۲۵۸ مہربان

مَلِکُ ۹۰ بادشاہ	قُدُّوْسُ ۱۷۰ پاک	سَلَامُ ۱۳۱ سلامتی دینے والا	مُؤْمِنُ ۱۳۶ امن دینے والا
مُھَیْمِنُ ۱۴۵ حفاظت کرنے والا	عَزِیْزُ ۹۴ غالب	جَبَّارُ ۲۰۶ بڑا زبردست	مُتَکَبِّرُ ۶۶۲ بڑائی والا
خَالِقُ ۷۳۱ پیدا کرنے والا	بَارِیُٔ ۲۱۳ عالم کا بنانے والا	مُصَوِّرُ ۳۳۶ صورت بنانے والا	غَفَّارُ ۱۲۸۱ بخشنے والا
قَہَّارُ ۳۰۶ زبردست	وَھَّابُ ۱۴ بخشنے والا	رَزَّاقُ ۳۰۸ رزق دینے والا	فَتَّاحُ ۴۸۹ کھولنے والا
عَلِیْمُ ۱۵۰ جاننے والا	قَابِضُ ۹۰۳ بند کرنے والا	بَاسِطُ ۷۲ فراخی دینے والا	خَافِضُ ۱۴۸۱ پست کرنے والا
رَافِعُ ۳۵۱ بلند کرنے والا	مُعِزُّ ۱۱۷ عزت دینے والا	مُذِلُّ ۷۷۰ خوار کرنے والا	سَمِیْعُ ۱۸۰ سننے والا
بَصِیْرُ ۳۰۲ دیکھنے والا	حَکَمُ ۶۸ حاکم	عَدْلُ ۱۰۴ عدل والا	لَطِیْفُ ۱۲۹ باریک بین

قیمت / معنی	قیمت / معنی	قیمت / معنی	قیمت / معنی
خبیر ۸۱۲ خبردار	حلیم ۸۸ حلم والا	عظیم ۱۰۲۰ بزرگ	غفور ۱۲۸۶ بخشنے والا
راشد ۵۰۵ جہاں کو رہنما	علی ۱۱۰ بلند	کبیر ۲۳۲ بڑا	حفیظ ۹۹۸ نگہبان
مقیت ۵۵۰ قوت دینے والا	حسیب ۸۰ کافی	جلیل ۷۳ بزرگ	کریم ۲۷۰ سخی
رقیب ۳۱۲ نگہبان	مجیب ۵۵ قبول کرنے والا	واسع ۱۳۷ پھیلنے والا	حکیم ۷۸ حکمت والا
ودود ۲۰ دوست بڑا	مجید ۵۷ بزرگ	باعث ۵۷۳ اٹھانے والا	شہید ۳۱۹ گواہ
حق ۱۰۸ سچا	وکیل ۶۶ کارساز	قوی ۱۱۶ طاقت والا	متین ۵۰۰ مضبوط
ولی ۴۶ دوست	حمید ۶۲ دوست	محصی ۱۴۸ گھیرنے والا	مبدی ۵۶ پہلے پیدا کرنے والا
معید ۱۲۴ دوبارہ پیدا کرنے والا	محیی ۶۸ زندہ کرنے والا	ممیت ۴۹۰ مارنے والا	حی ۱۸ زندہ
قیوم ۱۵۶ ہمیشہ رہنے والا	واجد ۱۴ پانے والا	ماجد ۴۸ بزرگی والا	واحد ۱۹ ایک

الصبور الرشید الوارث الباقی البدیع الہادی النور النافع الغنی المغنی الجامع المقسط مالک الملک الرؤف العفو المنتقم التواب البر المتعالی الوالی الباطن الظاہر الآخر الاول المؤخر المقدم المقتدر القادر الصمد الواحد جل جلالہ

الوہاب الرزاق الفتاح العلیم القابض الباسط الخافض الرافع المعز المذل السمیع البصیر الحکم العدل اللطیف الخبیر الحلیم العظیم الغفور الشکور العلی

الماجد ۔ الواجد القیوم ۔ الحی الممیت المحیی المعید المبدی المحصی الحمید الولی ۔ المتین القوی الوکیل الحق ۔ الشہید

احمد، رسول، الملاحم، شہید، شہیر، عادل، خاتم

جواد، مدعو، خلیل، قریب، مطہر، مذکر، مبشر، مکرم، محترم، منیر، سراج، سید، امام الرسل، حکیم، کریم، یتیم، نبی الرحمۃ، باطن، ظاہر، آخر، اول، رسول

الرحمۃ، مطیع، مبین، حق، معلوم، قوی، رسول الرحمۃ

شکور، حبیب، صفی اللہ، حبیب اللہ، امین، صادق، نبی التوبۃ

تقی، مقتصد، مجیب، قائم الانبیاء، نجی اللہ، کلیم اللہ، عبد اللہ، کامل، حافظ، رؤف، رحیم، طٰہٰ، مجتبیٰ، طس، مرتضیٰ، حم، مصطفیٰ، یٰسین، اولیٰ، مزمل، ولی

مدثر، متین، مقدن، طیب، ناصر، منصور، مصباح، حم، آمر

اَحَدُ ۱۳ اکیلا	صَمَدُ ۱۳۴ بے نیاز	قَادِرُ ۳۰۵ قدرت والا	مُقْتَدِرُ ۷۴۴ صاحب قدرت کا
مُقَدِّمُ ۱۸۴ پہلا	مُؤَخِّرُ ۸۴۶ پچھلا	اَوَّلُ ۳۷ اوّل	آخِرُ ۸۰۱ آخر
بَاطِنُ ۶۲ پوشیدہ	ظَاهِرُ ۱۱۰۶ آشکار	وَالِیُ ۴۷ وارث	مُتَعَالِیُ ۵۵۱ برتر
بَرُّ ۲۰۲ احسان کرنے والا	تَوَّابُ ۴۰۹ توبہ قبول کرنے والا	مُنْتَقِمُ ۶۳۰ بدلہ لینے والا	عَفُوٌّ ۱۵۶ معاف کرنے والا
رَؤُفُ ۲۸۶ بہت مہربان	مَالِكُ الْمُلْكِ ۲۱۱ مالک ملک کا	ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۷۹۸ صاحب بزرگی اور ۲۹۹ عظمت اور بخشش کا	
مُقْسِطُ ۲۰۹ عدل کرنے والا	جَامِعُ ۱۱۴ جمع کرنے والا	غَنِیُّ ۱۰۶۰ بے پرواہ	مُغْنِیُ ۱۱۰۰ دولتمند کرنے والا
مُعْطِیُ ۱۲۹ دینے والا	مَانِعُ ۱۶۱ منع کرنے والا	ضَارُّ ۱۰۰۱ ضرر دینے والا	نَافِعُ ۲۰۱ نفع دینے والا
نُوْرُ ۲۵۶ روشنی والا	هَادِیُ ۲۰ راہ دکھانے والا	بَدِیْعُ ۸۶ نیا پیدا کرنے والا	بَاقِیُ ۱۱۳ ہمیشہ رہنے والا
وَارِثُ ۷۰۷ مالک	رَشِیْدُ ۵۱۴ اچھی تدبیر والا	شَکُوْرُ ۵۲۶ شکر پسند	صَبُوْرُ ۲۹۸ بڑا تحمل والا
۱۴۸۶	۵۶۸۳	۹۵۵۸	۱۲۸۱۳

جملہ اعداد کو مفرد کرنے کے بعد

۳۴۵۱۲
۷۹۶۳
۷۶۹
۴۶
۱

جبار، براز، قریشی، مضری، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، محمود، عاقب، شاہد، رشید، بشیر، داع، شاب، مہدی، متبع، عزیز

الصبور الرشید الوارث الباقی البدیع الہادی النور النافع الغنی المغنی الجامع المقسط مالک الملک الرؤف العفو المنتقم التواب البر المتعالی الوالی الباطن الظاہر الآخر الاول المؤخر المقدم المقتدر القادر الصمد الواحد جل جلالہ

الوہاب الرزاق الفتاح العلیم القابض الباسط الخافض الرافع المعز المذل السمیع البصیر الحکم العدل اللطیف الخبیر الحلیم العظیم الغفور الشکور العلی الکبیر الحفیظ المقیت الحسیب الجلیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نقشہ اسمائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اعداد قمری و ترجمہ

مُحَمَّدٌ ۹۲ تعریف والا	اَحْمَدُ ۵۳ خوبیوں والا	حَامِدٌ ۵۳ سراہنے والا	مَحْمُوْدٌ ۹۸ سراہا گیا
قَاسِمٌ ۲۰۱ بانٹنے والا	عَاقِبٌ ۱۷۳ پیچھے آنے والا	فَاتِحٌ ۴۸۹ کھولنے والا	خَاتِمٌ ۱۰۴۱ ختم کرنے والا
حَاشِرٌ ۵۰۹ اُٹھنے والا	مَاحٍ ۴۹ محو کرنے والا	دَاعٍ ۷۵ بلانے والا	سِرَاجٌ ۲۶۴ چراغ
رَشِیْدٌ ۵۱۴ نیک	مُنِیْرٌ ۳۰۰ نور والا	بَشِیْرٌ ۵۱۲ خوشخبری دینے والا	نَذِیْرٌ ۲۶۷ ڈرانے والا
هَادٍ ۱۰ ہادی	مُهْدٍ ۴۹ ہدایت والا	رَسُوْلٌ ۲۹۶ رسول	نَبِیٌّ ۶۲ نبی
طٰهٰ ۱۴ طٰہٰ	یٰسٓ ۷۰ یٰس	مُزَّمِّلٌ ۱۱۷ جامہ اوڑھنے والا	مُدَّثِّرٌ ۷۴۴ چادر اوڑھنے والا
شَفِیْعٌ ۴۶۰ شفاعت والا	خَلِیْلٌ ۶۷۰ دوست جانی	کَلِیْمٌ ۱۰۰ کلام کرنے والا	حَبِیْبٌ ۲۲ دوست
مُصْطَفٰی ۲۲۰ پسندیدہ	مُرْتَضٰی ۱۴۵۰ برگزیدہ	مُجْتَبٰی ۴۵۵ چُنا ہوا	مُخْتَارٌ ۱۲۴۱ با اختیار
نَاصِرٌ ۳۴۱ مدد دینے والا	مَنْصُوْرٌ ۳۸۶ مدد دیا گیا	قَائِمٌ ۱۵۱ قائم	حَافِظٌ ۹۸۹ حافظ

الماجد۔ الواجد۔ القیوم۔ ...

شہیدٌ ۳۱۹ گواہ	عادلٌ ۱۰۵ عدل والا	حکیمٌ ۷۸ حکمت والا	نورٌ ۲۵۶ نور
حُجّۃٌ ۴۱۱ دلیل	بُرہانٌ ۲۵۸ حجت	اَبطحیٌ ۲۲ ابطح والا	مؤمنٌ ۱۳۶ امن والا
مُطیعٌ ۱۲۹ تابعدار	مُذکّرٌ ۲۶۷ نصیحت کرنیوالا	واعظٌ ۹۷۷ واعظ	اَمینٌ ۱۰۱ امانتدار
صادقٌ ۱۹۵ سچا	مُصدّقٌ ۲۳۴ سچ بولنے والا	ناطقٌ ۱۶۰ بولنے والا	صاحبٌ ۱۰۱ صاحب
مکّیٌ ۷۰ مکے والا	مدنیٌ ۱۰۴ مدینے والا	عربیٌ ۲۸۲ عرب والا	ہاشمیٌ ۳۵۶ ہاشمی
تہامیٌ ۴۵۶ تہامی	حجازیٌ ۲۹ حجاز والا	نزاریٌ ۶۱۸ نزار کی اولاد سے	قریشیٌ ۶۲۰ قریشی
مُضریٌ ۱۰۵۰ مضر والا	اُمّیٌ ۵۱ اَن پڑھ	عزیزٌ ۹۴ غالب	حریصٌ ۳۰۸ حرص والا
رؤفٌ ۲۸۶ نرم دل	رحیمٌ ۲۵۸ رحم والا	یتیمٌ ۶۰۰ یتیم	غنیٌ ۱۰۶۰ بے پرواہ
جوادٌ ۱۴ سخی	فتّاحٌ ۴۸۹ فتح کرنیوالا	عالمٌ ۱۴۱ جاننے والا	طیّبٌ ۲۱ پاک
طاہرٌ ۲۱۵ پاک	مطہرٌ ۲۵۴ پاک	خطیبٌ ۶۲۱ واعظ	فصیحٌ ۱۸۸ عمدہ بیان والا

سَیِّدٌ ۷۴ سردار	مُتَّقِیٌ ۵۵۰ پاک	اِمَامٌ ۸۲ پیشوا	بَارٌّ ۲۰۳ نیک
شَافٍ ۳۸۱ شفا دینے والا	مُتَوَسِّطٌ ۵۱۵ متوسط	سَابِقٌ ۱۶۳ آگے جانے والا	مُقْتَصِدٌ ۶۳۴ میانہ رو
مَهْدِیٌّ ۵۹ ہدایت والا	حَقٌّ ۱۰۸ سچا	مُبِیْنٌ ۱۰۲ ظاہر	اَوَّلٌ ۳۷ اوّل
اٰخِرٌ ۸۰۱ پچھلا	ظَاهِرٌ ۱۱۰۶ ظاہر	بَاطِنٌ ۶۲ چھپا ہوا	رَحْمَةٌ ۶۴۸ رحمت
مُحَلِّلٌ ۱۰۸ حلال کرنے والا	مُحَرِّمٌ ۲۸۸ حرام کرنے والا	اٰمِرٌ ۲۴۱ حکم دینے والا	نَاهٍ ۵۶ منع کرنے والا
شَکُوْرٌ ۵۲۶ شکر گزار	قَرِیْبٌ ۳۱۱ قریب	مُنِیْبٌ ۱۰۲ رجوع کرنے والا	مُبَلِّغٌ ۱۰۷۲ پہنچانے والا
طٰسٓ ۶۹ طس	حٰمٓ ۴۸ حم	حَسِیْبٌ ۸۰ حساب لینے والا	اَوْلٰی ۴۷ بہتر
۷۵۲۴	۸۱۷۶	۷۵۳۸	۱۰۵۷۱

جملہ اعداد کو مفرد کرنے کے بعد

۳۳۸۰۹
۹۲۸۹
۸۱۸
۹۹
۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حروف ابجد اور اُن کے اعداد

ابجد				ہوّز		
ا	ب/پ	ج/چ	د/ڈ	ہ	و	ز/ژ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷

حُطّی			کلِمَن			
ح	ط	ی/ے	ک/گ	ل	م	ن
۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰

سعَفص				قرشت			
س	ع	ف	ص	ق	ر/ڑ	ش	ت
۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰

ثخذ			ضظّغ		
ث	خ	ذ	ض	ظ	غ/ء
۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسماء الحسنیٰ باری تعالیٰ و حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور

علم الاعداد

سب تعریفیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہیں۔ سلام اس کے منتخب بندوں پر بالخصوص اس کے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ان کی آل اور ان کے اصحابہ پر۔

علم الاعداد کی روشنی میں اسماء الحسنیٰ باری تعالیٰ ہر انسان کے نام میں موجود ہیں جبکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا اسم مبارک دنیا اور آخرت کی ہر چیز' انسان' حیوانات' جمادات و نباتات میں ہی نہیں بلکہ لوح محفوظ' قرآن پاک' ارض و سما' سورج و چاند ستاروں وغیرہ میں بھی موجود ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اعداد کے بارے میں قرآن پاک کی متعدد سورتوں میں ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً"

1. سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۲ صفحہ ۲۹۴
2. سورۃ بقرہ آیات ۱۸۴' ۱۸۵' ۲۶۱۔ صفحات ۷۷۰ -۷۹۹
3. سورۃ نور آیات ۴' ۶' ۷' ۵۸ صفحات ۱۰۱۱ -۱۰۲۴
4. سورۃ المجادلہ آیات ۴' ۷ صفحات ۱۰۴۵ -۱۰۴۶

یہ علم اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کو سکھایا جن کے اسم مبارک کے اعداد ۹ بنتے ہیں (صفحہ ۱۱۶۹) جو قرآن پاک اور اس کے سارے متن سے مطابقت رکھتے ہیں۔ (تفصیل صفحات ۱۱۶۵' ۱۱۶۶ اور ۱۱۷۱ تا ۱۱۷۵ پر ملاحظہ فرمائیں) جبکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اسماء الحسنیٰ کے جملہ اعداد بھی ۹ بنتے ہیں۔ (تفصیل صفحات ۱۱۷۹ تا ۱۱۸۱ پر ملاحظہ فرمائیں) نیز حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی عمر مبارک ۶۳ سال ہوئی جس کی بازگشت سے بھی عدد ۹ برآمد ہوتا ہے۔ اب یہ حقیقت بالکل عیاں ہو گئی کہ سلسلہ نبوت جس کا آغاز نہ صرف عدد ۹ سے ہوا بلکہ اختتام بھی عدد ۹ پر ہی ہوا۔ عدد ۹ اپنی ذات میں ایک ایسا جامع ہندسہ

ہے جس کو کسی ایک ہندسہ سے ضرب دیں تو حاصل ضرب ۹ ہی آئے گا۔

اللہ جل شانہ قرآن پاک کی سورت اعراف کی آیت ۱۸۰ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ : اور اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں۔ سو اس کو انہیں ناموں سے پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں کی غلط تاویلیں کرتے ہیں انہیں بہت جلد ان کے اعمال کی سزا ملے گی۔ (تفصیل صفحات ۱۱۷۶ تا ۱۱۷۸ پر ملاحظہ فرمائیں)

اللہ تبارک و تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ دو قسم کے ہیں۔ جمالی ۱ دو جلالی۔ ان کا ورد باوضو ہو کر پہلے لفظ "یا" لگا کر مطلوبہ تعداد دگنی کر کے پڑھیں۔ بہتر ہے کہ نماز فجر کے بعد ورد کیا جائے اور بعد میں درود پاک کی ایک تسبیح ۳۵ دانوں والی پڑھیں۔ اگر نماز فجر کے بعد وقت نہ ملے تو نماز عصر کے بعد ورد کرلیں۔ قارئین حضرات کی سہولت کے لئے اسماء الحسنیٰ کے اعداد بالترتیب معہ جمالی اور جلالی کے ذیل میں تحریر کئے جاتے ہیں۔

۱۳ = جلالی	۹۰ = جمالی	۲۰۲ = جلالی	۵۲۶ = جمالی
۱۴ = جمالی	۹۴ = //	۲۰۶ = جلالی	۵۵۰ = جلالی
۱۴ = جلالی	۱۰۴ = جلالی	۲۰۹ = جلالی	۵۵۱ = //
۱۸ = //	۱۰۸ = //	۲۱۱ = //	۵۷۴ = جمالی
۱۹ = //	۱۱۰ = جلالی	۲۱۳ = جمالی	۶۳۰ = //
۲۰ = جمالی	۱۱۳ = //	۲۳۲ = جمالی	۶۶۲ = جلالی
۲۰ = جمالی	۱۱۴ = //	۲۵۶ = جمالی	۷۰۷ = جمالی
۳۷ = جلالی	۱۱۶ = جلالی	۲۵۸ = جمالی	۷۳۱ = جمالی
۴۶ = جمالی	۱۱۷ = جمالی	۲۷۰ = جمالی	۷۴۴ = جلالی
۴۷ = //	۱۲۴ = //	۲۸۶ = جلالی	۷۷۰ = جلالی
۴۸ = جلالی	۱۲۹ = جمالی	۲۹۸ = جمالی	۸۰۱ = جلالی
۵۵ = //	۱۲۹ = جمالی	۲۹۸ = جلالی	۸۱۲ = //
۵۶ = جلالی	۱۳۱ = جمالی	۳۰۲ = جمالی	۸۴۶ = جلالی

۵۷ = جمالی		۱۳۴ = جمالی		۳۰۵ = جلالی		۸۱۲ = جلالی
۵۸ = جلالی		۱۳۶ = جمالی		۳۰۶ = جلالی		۸۴۶ = ״
۶۲ = جمالی		۱۳۷ = جلالی		۳۰۸ = جمالی		۹۰۳ = جلالی
۶۳ = ״		۱۴۵ = جمالی		۳۱۲ = جمالی		۹۹۸ = جمالی
۶۶ = ذاتی		۱۴۸ = جلالی		۳۱۹ = جمالی		۱۰۰۱ = جلالی
۶۶ = جمالی		۱۵۰ = جمالی		۳۳۶ = جلالی		۱۰۲۰ = جمالی
۶۸ = جمالی		۱۵۶ = جلالی		۳۵۱ = ״		۱۰۶۰ = جلالی
۷۲ = جلالی		۱۵۶ = ״		۴۰۹ = جمالی		۱۰۹۴ = ״
۷۳ = جمالی		۱۶۱ = جلالی		۴۸۹ = جمالی		۱۱۰۰ = جمالی
۷۸ = جمالی		۱۷۰ = جمالی		۴۹۰ = جلالی		۱۱۰۶ = جلالی
۸۰ = ״		۱۸۰ = جلالی		۵۰۰ = جمالی		۱۲۸۱ = جمالی
۸۶ = جلالی		۱۸۴ = ״		۵۰۵ = ״		۱۲۸۶ = جمالی
۸۸ = جمالی		۲۰۱ = ״		۵۱۴ = جمالی		۱۴۸۱ = ״

اس ضمن میں اسماء الحسنیٰ کا ایک وظیفہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے۔ صدیوں سے اولیاء اللہ اور ان کے تابعین اسے پڑھتے آرہے ہیں۔ اسماء الحسنیٰ کا وظیفہ پڑھنے سے حالات حیرت انگیز طریقہ سے بدل جاتے ہیں۔ تفکرات اور پریشانیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ بیماریاں اور تکلیف دور ہو جاتی ہیں۔ ناکامیاں اور نامرادیاں کامیابیوں اور خوشیوں کی صورت اختیار کرلیتی ہیں۔ نحوست و بدبختی، خوش بختی و کامرانی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ بھلا ایسا کیوں نہ ہو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے برکت والے ناموں میں بے حد و بے حساب تاثیر ہے۔ اسی نام کی برکت سے طوفان بلاخیز میں حضرت نوح علیہ السلام کا بیڑہ تیرنے لگا تھا۔ اسی نام کی برکت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ گلزار ہوگئی تھی۔ اسی نام کی برکت سے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے رہائی ملی تھی اور اسی نام کی بدولت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سمندر کی تند و تیز موجوں نے راستہ دیا تھا۔ غرض دنیا میں جس کو جو بھی ملا اسی نام پاک کی بدولت ملا۔ جس کی جو بھی مشکل آسان ہوئی اسی نام کی برکت سے ہوئی۔

آپ کا اسم اعظم:

ہر انسان کا اسم اللہ تبارک و تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ میں مقید ہے جیسا کہ علم الاعداد کی روشنی سے ثابت ہوتا ہے۔ حروف ابجد کا نقشہ صفحہ نمبر ١٨٢ پر موجود ہے جہاں سے آپ اپنے پیدائشی نام کے مطابق اعداد حاصل کریں پھر ان اعداد کے مطابق صفحات نمبر ١٧٦ تا ١٧٨ سے اسماء الحسنیٰ میں سے کوئی ایسا ایک یا زائد اسمائے پاک اخذ کریں جن کے اعداد کا میزان آپ کے اعداد کے مطابق ہو۔ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ وہ اسماء الحسنیٰ جمالی ہوں کیونکہ جمالی اسمائے پاک پڑھنے سے فوائد جلد حاصل ہوتے ہیں۔

مثلاً" مولف کے پیر بھائی کا پیدائشی اسم گرامی ساجد جاوید اور خاندانی اسم گرامی اکبر ہے۔ اسم اعظم نکالنے کے لئے فقط پیدائشی اور ذاتی نام ہی کے اعداد اخذ کئے جاتے ہیں۔ حروف ابجد کے حساب سے اس نام کے اعداد یوں ہیں:

نقشہ بحساب ابجد

اسم	حروف مبسوطہ	جملہ اعداد
ساجد جاوید	س ا ج د ۔ ج ا و ی د	
	٦٠+ ١+ ٣+ ٤ ۔ ٣+ ١+ ٦+ ١٠+ ٤	
	٦٨ + ٢٤ =	٩٢

یہ اعداد (یعنی ٩٢) نہ صرف باری تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ میں مقید ہیں بلکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اسم مبارک سے بھی براہ راست مطابقت رکھتے ہیں اس ضمن میں ہمارے ایک واجب الاحترام و عالی مرتبت دوست حضرت لاشے فقیر میاں خادم حسین صوفی قادری، بلوی، عطائی مد ظلہ العالی (مصنف کنز العارفین من مرات العارضین اور سرالانسان) یوں فرماتے ہیں کہ ساجد کا معنی سجدہ کرنے والا اور سجدہ کے معنی کلی فنا کے ہیں تو ثابت ہوا کہ ساجد بوجہ سجدہ فنا فی اللہ کے مقام میں ہے اور جاوید کے معنی ہمیشہ یا باقی رہنے والے کے ہیں جیسے زندہ جاوید اور بقا ذات باری تعالیٰ کو ہی حاصل ہے اس لئے ساجد جاوید دونوں کا معنی بقا باللہ کے ہوا اور بقا باللہ کا مقام حقیقتاً" آنحضرت محمد صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم کو ہی حاصل ہے اور حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تحت ہر بقا باللہ فقیر کو بقا باللہ کا مقام آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بطور امانت یا نیابت حاصل ہے کیونکہ فرمان ہے۔ اَنَا مِنْ نُورِ اللّٰہِ وَ الْخَلْقُ کُلُّھُمْ مِنْ نُوْرِی یعنی میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے نور سے ہوں اور کل مخلوق میرے نور سے ہے۔ تو ثابت ہوا کہ ہر فنافی اللہ اور بقا باللہ فقیر کے لباس میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہی متلبس ہیں تو ساجد جاوید کے معنی اسم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہوئے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ ساجد جاوید کے اعداد ۹۲ ہیں اس سے یہ بات بالکل عیاں ہوئی کہ ان کے وجود مبارک میں اسم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم والی خصوصیات اور صلاحیتیں بکثرت اجاگر ہیں۔

جناب میاں صاحب اسم گرامی ساجد جاوید اکبر کے متعلق تشریح کرتے ہیں کہ ساجد کے اعداد ۶۸ اور جاوید کے اعداد ۲۴ اور اکبر کے اعداد ۲۲۳ ہیں جو یکجا کرنے سے ۳۱۵ بنتے بلکہ اسم باری تعالیٰ جامع کے اعداد ۱۱۴ اور اسم باری تعالیٰ نافع کے اعداد ۲۰۱ ہیں تو دونوں اسماء کے کل اعداد ۳۱۵ ہوئے۔ حروف ابجد کے حساب سے اسم گرامی کے اعداد اور اسماء الحسنیٰ باری تعالیٰ کے ناموں کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔

نقشہ بحساب ابجد

اسم	حروف مبسوطہ	جملہ اعداد
ساجد جاوید اکبر	س ا ج د — ج ا و ی د — ا ک ب ر ۶۰+ ۱+ ۳+ ۴+ ۳+ ۱+ ۶+ ۱۰+ ۴ ۱+ ۲۰+ ۲+ ۲۰۰	= ۳۱۵
جامع نافع	ج ا م ع — ن ا ف ع ۳+ ۱+ ۴۰+ ۷۰+ ۵۰+ ۱+ ۸۰+ ۷۰	= ۳۱۵

گویا علم الاعداد کی روشنی میں جناب ساجد جاوید اکبر کا اسم اعظم "یا جامع یا نافع" ہوا۔

کسی شاعر نے خوب کہا ہے کہ:

کیا شان احمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نور ہے

اس ضمن میں حضرت باوا گورونانک صاحب نے فرمایا کہ

(الف)

نام لو ہر بست کا کریو چوگن داؤ

(ب) (د) (س)

پنج ملا کے دس گن کیجیو بیس بھوگ لگاؤ

(ج) (ح)

جو بچے سو نو گن کیجیو دوا ہور رلاؤ

نانک ہر ایک بست سے محمدؐ نام بتاؤ

ترجمہ: کسی کے نام کے اعداد نکال کر ۴ سے ضرب دو پھر ۵ ملا کر ۱۰ سے ضرب دیکر ۲۰ سے تقسیم کردیں اور جو باقی بچے اس کو ۹ سے ضرب دیکر ۲ بڑھادیں تو اس طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اسم گرامی کے اعداد مبارک ظہور پذیر ہونگے۔

مندرجہ بالا رباعی کا تفصیلاً ذیل میں ان اعداد کی نسبت تجزیہ کیا جاتا ہے جن کے بارے میں باوا گورونانک صاحب نے ذکر کیا تھا:۔

(الف) عدد ۴ سے ضرب دینے کا مطلب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار بڑے صحابہ کرام ہیں جنہوں نے قرآن پاک کی اشاعت کی اور اس کو پھیلایا۔ یعنی

(۱) حضرت عبداللہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲) حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

(۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

ثنیا کے بعد قرآن پاک کا آغاز حروف مقطعات "الف۔لام۔میم" سے ہوتا ہے۔ ا
ے مراد "اللہ" لام سے مراد "قرآن پاک" کے ۳۰ سپارے اور میم سے مراد "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چالیس سالہ زندگی" کی طرف اشارہ ہے۔ جب سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن پاک کا نزول ہوا۔ لام اور میم کے اعداد یکجا کرنے سے ۷۰ بن جاتے ہیں جو لفظ "ع" میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ عدد ۷۰ صحابہ کرام کی طرف اشارہ کرتا ہے جن کے اسماء گرامی لفظ "ع" سے شروع ہوتے ہیں۔

(ب) عدد ۵ جمع کرنے کا مطلب یہ ہے یعنی۔

① آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
② حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔
③ خاتون جنت سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔
④ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
⑤ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(د) عدد ۱۰ سے ضرب دینے کا مطلب عشرہ مبشرہ ہے۔

① حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
② حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
③ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
④ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
⑤ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
⑥ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
⑦ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۸) حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۹) حضرت سعد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۰) حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(س) عدد ۲۰ سے بھوگ لگانے کا مطلب: یہ ہے یعنی۔

(۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

(۲) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۵) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۶) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۷) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۸) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۹) حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۰) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۱) حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۲) حضرت امام رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۳) حضرت امام تقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۴) حضرت امام نقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۵) حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۶) حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۷) حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۸) حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۹) حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۰) حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(ج) عدد ۹ سے ضرب دینے کا مطلب یہ ہے یعنی۔

(۱) اللہ جل شانہ عم نوالہ۔

(۲) رسول اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(۳) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۵) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۶) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۷) خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۸) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۹) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(ح) عدد ۲ ملانے کا مطلب

(۱) اللہ تبارک وتعالیٰ۔

(۲) سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔

فخر الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے اسم مبارک کے اعداد ۹۲ ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

نقشہ بحساب ابجد

اسم	حروف مبسوطہ	جملہ اعداد
محمدؐ	م ح م د ۴۰ + ۸ + ۴۰ + ۴	۹۲
عبدالنبی	ع ب د ا ل ن ب ی ۷۰ + ۲ + ۴ + ۳۰ ... ۵۰ + ۲ + ۱۰ = ۱۶۸ × ۴ = ۶۷۲ + ۵ = ۶۷۷ × ۱۰ = ۶۷۷۰ ÷ ۲۰ باقی ۱۰ × ۹ = ۹۰ + ۲ =	۹۲
قرآن پاک	ق ر ا ن پ ا ک ۱۰۰ + ۲۰۰ + ۱ + ۵۰ + ۲ + ۱ + ۲۰ = ۳۷۴ × ۴ = ۱۴۹۶ + ۵ = ۱۵۰۱ × ۱۰ = ۱۵۰۱۰ ÷ ۲۰ باقی ۱۰ × ۹ = ۹۰ + ۲ =	۹۲

صاحبزادہ محمد سلیم شامی بہل اویسی نقشبندی
عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝

فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝

قرآن حکیم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چالیس سال کی عمر میں (ٹکڑوں میں) نازل ہو کر ۲۲ سال ۲ مہینے اور ۲۲ دن میں مکمل ہوا۔

"اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا" (۵:۷۳)

(ہم عنقریب آپ ﷺ پر ایک بھاری فرمان نازل کرنے والے ہیں)

یہ وہ بھاری کلام ہے کہ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہو جاتا اور سخت سردی میں بھی پسینہ آ جاتا — کفار مطالبہ کرتے تھے کہ یکبارگی کیوں نازل نہیں ہو جاتا تو قرآن نے جواب دیا:

"وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا"

(۲۵:۳۲)

(اور کافر کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ پر قرآن ایک ہی دفعہ سارے کا سارا کیوں نہیں اتارا گیا۔ اس طرح (آہستہ آہستہ) اس لیے (اتارا گیا) تا کہ ہم اس سے آپ ﷺ کے دل کو قائم رکھیں اور (اسی لئے) ہم اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہیں)

قرآن حکیم جیسے نازل ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کاتبانِ وحی کو حکم دیتے اور وہ نازل شدہ آیات کو قلمبند کرتے اور آپ ﷺ ارشاد ربانی کے مطابق نئی آیت اُترنے کے بعد، اُن کا مقامِ کتابت کی بھی ہدایت دیتے۔ اللہ تعالیٰ

کے ارشاد کے مطابق قرآن حکیم جس ترتیب سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے مرتب کیا۔ وہی آج بھی اپنی اصل ترتیب میں اصل متن کے ساتھ محفوظ موجود ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آخری سال رسولِ خدا ﷺ اور جبریل علیہ السلام کو قرآن کا دور کرتے سُنا اور اپنا لکھا ہوا قرآن حضور ﷺ کو بھی سنایا۔

"بخاری شریف" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عہدِ نبوی میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ کے چچا ابوزید کے پاس قرآن موجود تھا۔

قرآن حکیم کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ تعالیٰ نے خود اٹھایا ہے:"

اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ○ (۷۵:۱۷)

(اس کا جمع کرنا اور اس کی تلاوت کروانا ہماری ذمہ داری ہے)

"نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○" (۱۵:۹)

(ہم نے ہی ذِکر نازل کیا ہے اور ہم یقیناً اس کے محافظ بھی ہیں)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ میں حفاظ صحابہ کی بڑی تعداد شہادت پا گئی۔ چنانچہ خطرہ پیدا ہوا کہ اگر یہ حفاظ کرام شہادت پاتے گئے تو مبادا قرآن تحریری طور پر ناپید ہو جائے۔ اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک کمیٹی مقرر کی گئی اور تحقیق و تدقیق کے بعد قرآن حکیم کو قلمبند کیا گیا۔ یہ نسخہ الگ الگ صحیفوں میں تھا۔ اس لیے اسے "صحف" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ صحف شریف پہلے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی تحویل رہا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حفاظت میں آیا بعد میں اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد ہوا۔

امام ابن حزم نے لکھا ہے کہ صدیقی عہد میں قرآن حکیم کے مکمل

نسخے تقریباً ایک لاکھ کی تعداد میں بلادِ اسلامیہ میں موجود تھے۔

آغاز نزولِ قرآن سے لے کر حضور ﷺ کے وصال تک عربوں کو اپنے اپنے لہجے میں قرآن کی تلاوت کی اجازت تھی اور سات لہجے بہت مشہور تھے۔ لہجے اور تلفظ کا مجموعی نام عربی میں "قرأت" کہلاتا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلامی سلطنت دُور دُور تک پھیل گئی اور غیر عرب اقوام بھی اسلام قبول کر رہی تھیں۔ چنانچہ جب اُن تک قرآن کے سات لہجے پہنچے تو وہ تذبذب کا شکار ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس والا مصحف شریف منگوایا جو قریش کے لہجے میں منضبط کیا گیا تھا اور اس کی مستند نقول تیار کروا کر ہر صوبائی دارالحکومت کو بھجوا دیں۔ ان نسخوں کو "مصاحف الائمہ" کہتے ہیں۔ اس کارنامہ کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو "جامع القرآن" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا جانے والا آخری آسمانی صحیفہ ہے۔

"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ
عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا o" (۵:۳)

(اور جس پر یہ نازل ہوا اُسے خاتم النبین کہا گیا ہے اور آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور قرآن کے بعد کوئی کتاب نہیں آئے گی)

قرآنِ حکیم حکمت اور علم کا خزانہ بھی ہے۔ انداز ایسا ہے کہ ہر قاری اس کی بنیادی تعلیمات تک آسانی سے رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

"وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ o" (۵۴:۱۷)

(اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے۔ تو کیا کوئی

ہے۔ جو سوچے سمجھے؟)

قرآن کی تلاوت اور سننا باعثِ رحمت ہے:۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

"وَاِذَا قُرِیَٔ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ٥

(۷:۲۰۴)

(اور جب قرآن پڑھا جائے تو اُسے کان لگا کر سنو اور خاموشی اختیار کرو تا کہ تم پر رحمت کی جائے)

"وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ٥ (اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرو)

(۷۳:۴)

نیز:۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاهُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ٥

(۱۷:۸۲)

(اور ہم جو کچھ قرآن میں سے نازل کرتے ہیں وہ مومنوں کے لیے شفاء اور رحمت ہے)

"الٓرٰ قف كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ٥" (۱۴:۱)

(یعنی یہ کتاب ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے تا کہ لوگوں کو آپ ﷺ اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائیں)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ گرامی ہے:۔

کہ میری اُمت کی فاضل ترین عبادت تلاوت قرآن شریف میں ہے۔ نیز فرمایا: کہ جس کو قرآنِ پاک جیسی نعمتِ عظمیٰ عطا ہوئی ہو اور وہ خیال کرے کہ کسی دوسرے شخص کو قرآن شریف سے بہتر چیز عطا کی گئی تو اس نے گویا قرآن الکریم کی تحقیر کی اور فرمایا کہ قیامت کے روز قرآن مجید سے زیادہ کوئی چیز شفیع نہ ہوگی نہ پیغمبر، نہ فرشتے اور نہ ہی کوئی اور شے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص دُعا مانگنے کی بجائے تلاوتِ قرآن شریف میں مشغول رہے تو میں

اُسے شکر گزار بندوں کا ثواب عطا کروں گا۔ فرمایا کہ دِلوں کو لوہے کی طرح زنگ لگ جاتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ پھر وہ کس طرح چھوٹتا ہے فرمایا: قرآن الحکیم کی تلاوت سے اور موت کو یاد کرنے سے۔

"اُنزِلَ الْقُرآنَ عَلٰی سَبعَ اِحراف فاقرُو اَمَّا تَیَسَّر مِنْہُ ٥"

(یعنی قرآن مجید سات حروف پر اتارا گیا ہے۔ تمہارے نزدیک جو طریقہ آسان ہو اس کے مطابق اس کی تلاوت کرو)

تلاوت کے لئے سات منزلیں ان کا نام "فمی بشوق" رکھا گیا ہے:۔

١. "ف" سے مراد سورۃ فاتحہ تا نساء جمعہ کے دن۔
٢. "م" سے مراد سورۃ مائدہ تا توبہ یا براُت بروز ہفتہ۔
٣. "ی" سے مراد سورۃ یونس سے نحل تک بروز اتوار۔
٤. "ب" سے مراد سورۃ بنی اسرائیل تا فرقان بروز پیر۔
٥. "ش" سے مراد سورۃ شعراء تا یاسین بروز منگل۔
٦. "و" سے مراد سورۃ والصّفّت تا حجرات بروز بدھ۔
٧. "ق" سے مراہ سورۃ قٓ سے والناس تک جمعرات۔

"سبع احراف" کے مطلب کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔ شاید حضور ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ ہر مسلمان کوشش کے باوجود اگر قرآت کا حق ادا نہ کر سکے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

قرآنِ الحکیم مکہ معظّمہ میں نازل ہونا شروع ہوا، اور اُن کو مکی سورتیں کہتے ہیں اور جو کلام ہجرت کے بعد نازل ہوا چاہے وہ مدینہ منورہ میں نازل ہوا یا کسی نواحی مقام پر انہیں مدنی سورتیں کہا جاتا ہے۔

مکی سورتیں عموماً مختصر ہیں۔ جن میں ایمان اور توحید و رسالت کا بیان ہے۔

مدنی سورتیں عموماً طویل ہیں۔ کیونکہ اسلامی ریاست کے قیام اور

اہلِ اسلام کی تعداد بڑھنے کے بعد اُن کے لئے قواعد وضوابط اور معاشرتی احکام کا بیان ضروری تھا۔

مدنی سورتوں کی تعداد اٹھائیس ہے۔ یہ آیات مجموعی طور پر قرآن مجید کا ایک تہائی حصہ ہیں۔

نازل ہونے کی ترتیب سے مکی سورتیں (جن کی تعداد چھیاسی ہے):-

اُلعَلَق، اُلقَلَم، اُلمُزَمِّل، اُلمُدَثِّر، الفَاتِحَه، اَلّهَب، اَلتَّكوِير، اَلاعلٰى، اَلّيلِ، الفَجرِ، الضُّحىٰ، الاِنشَرَاحِ، اَلعَصرِ، اَلعٰدِيتِ، اَلكوثَر، التَّكَاثُرِ، اَلمَاعُون، اَلكَافِرُونَ، اَلفِيل، اَلفَلَق، اَلنَّاس، الاخلَاص، النَّجمِ، عَبَس، اَلقَدرُ، الشَّمسِ، اَلبُرُوج، اَلتِّين، لَقُرَيش، اَلقَارِعَة، اَلقِيٰمَة، اَلهُمَزَه، اَلمُرسَلٰتِ، قٓ، اَلبَلَد، الطَّارِق، اَلقَمرَ، صٓ، اَلاَعرَاف، اَلجِنَّ، يٰسٓ، الفُرقَانَ، فَاطِر، مَريم، طٰهٰ، اَلوَاقِعَه، الشُّعَراء، النَّمل، اَلقَصِص، بَنِى اِسرَائيل، يُونُس، هُود، يُوسُف، الحِجرِ، الانعَامِ، الصّٰفّٰت، لَقمٰن، سَبَا، الزُّمَر، المُؤمِنُ، حٰمٓ السَّجده، الشُّورىٰ، اَلزُخرُف، الدُّخَانَ، الجَاثِيَه، اَلاَحقَاف، الذّٰرِيٰت، الغَاشِيَه، الكَهفُ، النَّحل، نُوح، اِبراهيمَ، اَلانبيَاء، المُؤمِنُونَ، السَّجده الطُّور، اَلمُلكُ، اَلحَاقَه، المَعَارِج، اَلنَّبا، النّٰزِعٰتِ، اِلانفِطَار، اَلانشِقَاق، الرُّوم، العَنكَبُوت، المُطَفِفِينَ۔

یہ اٹھائی سورتیں مدنی ہیں:-

البَقَره، الانفَالَ، آل عِمرَان، اَلاَحزَاب، المُمتَحِنَه، النَّساء، الزَّلزَال، اَلحَدِيد، مُحمّد ﷺ، الرَّعدِ، الرَّحمٰنَ، الدَّهر، الطَّلاق، البَيّنَه، الحَشر، النُّور، الحَجَ، المُنَافِقُونَ، المُجَادِله، اَلحُجرَات، التَّحرِيم، التَّغَابُنَ، الصَّف، الجُمُعَه، اَلفَتح، المَائده، التَّوبَه، النَّصر۔

قرآن کی سورتوں کی تقسیم وتعداد اس طریق پر ہے:-

(۱) الطوال: بڑی سورتیں تعداد میں سات ہیں۔

(۲) لمیئون یا المئین: جو سورتیں کم و بیش سو آیات پر مشتمل ہیں۔ ان کی تعداد چھبیس ہے۔

(۳) المثانی: سورۂ یٰسں سے قٓ تک۔ ان کی تعداد باختلاف پندرہ بتائی جاتی ہے۔ بعض کے نزدیک یاسین سے الحجرات تک جبکہ بعض کے نزدیک سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کو محیط ہیں۔

(۴) المفصّل: چھوٹی سورتیں، سورۃ قٓ سے آخر قرآن مجید تک کو محیط ہیں۔

المفصّل: میں بھی تین طرح کی سورتیں پائی جاتی ہیں:-

(۱) طوال: سورۃ قٓ سے المرسلت تک۔

(۲) اوساط: سورۃ النباء سے الضحیٰ تک۔

(۳) قصار: سورۃ الانشراح سے الناس تک۔

ایسے حروف جن کو مقطعات کہتے ہیں قرآن حکیم میں انتیس سورتوں کے آغاز میں آئے ہیں۔ یہ کل چودہ حروف تہجی ہیں:

'ا' 'ل' 'م'، 'ص' 'ر' 'ک' 'ہ' 'ی' 'ع' 'ط' 'س' 'ح' 'ق' اور 'ن'۔ قرآن مجید میں 'ک' اور 'ن' ایک ایک مرتبہ۔ 'ع' 'ہ' 'ی' 'ق' دو دو مرتبہ۔ 'ص' تین مرتبہ۔ 'ط' چار مرتبہ، 'س' پانچ مرتبہ۔ 'ر' چھ مرتبہ۔ 'ح' سات مرتبہ۔ 'ا'، 'ل' تیرہ تیرہ مرتب اور 'م' سترہ مرتبہ استعمال ہوئے ہیں۔

ان حروف کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔

حروف مقطعات یہ ہیں:-

الٓمّٓ، الٓمّٓصٓ، الٓرٰ، الٓمّٓرٰ، کٓھٰیٰعٓصٓ، طٰہٰ،

یٰسٓ، طٰسٓ، طٰسٓمّٓ، حٰمٓ، حٰمٓعٓسٓقٓ، قٓ، نٓ، صٓ۔

یہ کتاب ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ چار باتیں اس میں بڑی خصوصیت رکھتی ہیں:

(۱) جامعیت: ہر قوم، ہر نسل، ہر وطن کا انسان ہر زمانے میں فیض اٹھا سکتا ہے اس میں سابقہ آسمانی کتب اور صحائف کی ضروری تعلیمات کو جمع کر دیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ کتاب سابقہ کتب منزلہ کی میمن (پاسبان یا محافظ) ہے، اور غیر متبدل دستورِ زندگی ہے۔

۲ وحدت: یکجہتی، ہم آہنگی، موافقت، موزونیت اور اس میں کوئی کجی نہیں۔

(الف) قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ○"

(۲۸:۳۹)

(یعنی فصیح قرآن ہے جس میں کوئی کجی نہیں تا کہ لوگ متقی بن جائیں)

(ب) "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ○" (۱:۱۸)

(اللہ ہی تعریف کے قابل ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی)

(۳) محکمیت: قرآن عزیز کی آیات کو محکم بھی کہا گیا ہے۔

"كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ" (۱:۱۱) (یہ ایک کتاب ہے جس کی آیات محکم کر دی گئی ہیں)

"كِتٰبٌ حَكِيْمٌ اور الذِّكْرِ الْحَكِيْمِ" (حکیم سے مراد ہے حکمت و دانائی سے پُر۔ نیز محکم و مضبوط اور باطل سے محفوظ اور ہر طرح کے عیب، ضعف یا نقص سے پاک)

"وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ○ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ○

(۴۱:۴۱-۴۲)

(اور وہ ایک غالب (مضبوط) کتاب ہے۔ اس میں باطل نہ سامنے کی طرف سے داخل ہو سکتا ہے، اور نہ پیچھے سے۔ یہ اُتاری ہوئی ہے حمد والے حکیم کی طرف سے)

"فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ" (۹۸:۳) (اس میں پختہ احکامات ہیں)

"هُوَ الَّذِیٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ" (۳:۷)

(وہی خدا ہے جس نے آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی جس کی بعض آیات محکمات ہیں (اور) وہی اصل کتاب ہیں اور دوسری متشابہات ہیں)

(۴) تفصیل: ایک مفصل کتاب ہے۔

"هُوَ الَّذِیٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا" (۶:۱۱۵)

(وہ وہی ہے جس نے تمہاری طرف ایک کتاب نازل فرمائی جو واضح ہے)

"اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝" (۸۶:۱۲-۱۳)

(یعنی دوٹوک فیصلہ ہے اور کوئی مذاق نہیں)

"قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝" (۶:۱۲۶)

(ہم نے آیات کو (حق و باطل میں فرق ظاہر کرنے والی بنا کر) کھول کر رکھ دیا ہے۔ اس قوم کے لئے جو نصیحت پکڑے۔)

"وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ ۝" (۱۶:۸۹)

(اور (اے نبی ﷺ) آپ کی طرف کتاب نازل کی گئی جو ہر چیز کی وضاحت کرتی ہے۔)

اِس کا سخن دل پر اثر کرتا ہے۔ لیکن ذہن کی گرفت میں نہیں آ سکتا اس کو کماحقہ سمجھ لینے کا کوئی بھی دعویٰ نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ بے شمار تفاسیر لکھی جا چکی ہیں۔

قرآن حکیم ہر طرح کے عیب اور ضعف سے پاک ہے۔ اس کے

الفاظ میں جامعیت کے ساتھ ساتھ معنوں میں جو وسعتیں پائی جاتی ہیں اُن کا تصور تو کیا جا سکتا ہے لیکن اُن کو احاطہ ادراک میں نہیں لایا جا سکتا۔

قرآنِ حکیم کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ ہر ذہن کا آدمی اسے پڑھتا ہے اور اپنی استعداد کے مطابق اس سے فیض یاب ہوتا ہے۔ جو لوگ عربی نہیں جانتے وہ بھی اس کے گرویدہ اور دلدادہ ہیں یہ شائستگی اور پاکیزگی کا مرقع ہے، تکرار ایسی دلفریب کہ کانوں کو بھلی لگتی ہے اور دل پر اثر کرتی ہے۔

آیت قرآن کا مطلب ہے: نشانی، معجزہ۔ ایک فقرہ یا جملہ۔ آیات بڑی بھی ہیں۔ مثلاً آیت الکرسی اور چھوٹی بھی۔ مثلاً الٓمٓ، یٰسٓ۔ آیات کو نشانی یا معجزہ اس لحاظ سے بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی مثل و مثال نہیں لائی جا سکتی۔ قرآن کی ایک آیت یا اس سے بھی کم کا منکر کافروں میں شمار ہوتا ہے۔

امام ابن جریر طبری ﷫ کے مطابق چند اسماء یہ ہیں۔

(۱) القرآن (۲) الفرقان (۳) الکتاب (۴) الذکر۔

(۱) القرآن:- سب سے زیادہ پڑھی جانے والی محفوظ کتاب

"بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ o" (۸۵:۲۱-۲۲)

(۲) الفرقان: یعنی حق اور باطل میں تمیز قائم کرنے والا۔

" تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا o" (۲۵:۱)

(۳) الکتاب: تحریری شکل میں ہے اس لیے اسے الکتاب کہا گیا۔

"ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ج فِيْهِ" (۲:۲)

(۴) الذکر: یاد دہانی، نصیحت، بات چیت۔ قرآنِ کریم انسان کو بھولا ہوا راستہ یا سبق یاد دلاتا ہے نیز اُسے نصائح سے بھی نوازتا ہے۔ اس کی تلاوت کے ذریعے انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کو "الذکر" بھی کہا گیا ہے۔ "وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ

لَکَ وَلِقَوْمِکَ" (اے نبیؐ! یہ قرآن آپ ﷺ کے لیے بھی "ذکر" ہے اور آپ کی قوم کے لئے بھی) (۴۳:۴۴)

قرآن الحکیم کے بہت سے نام قرآن الحکیم میں ہی ملتے ہیں۔

سورۃ کے لغوی معنی ہیں۔ کسی پر چڑھ جانا۔ حملہ کرنا۔ بلندی، رفعت، شرف وفضیلت، بلندی و برتری۔

قرآنی سورۃ میں چونکہ اللہ کا کلام اور اس کے ارشادات محفوظ و مامون ہوتے ہیں۔ اس لئے انہیں سورۃ کہا جاتا ہے۔

رموزِ اوقاف: قرآن پاک میں علامات ○ ط م ؕ پر وقفہ لازمی ہے جبکہ ج یا ○ ج پر وقت اختیاری ہے۔ علامت قف پر تھوڑا ٹھہرنا چاہئے اور لا ز س ق ص وغیرہ پر وقفہ نہیں ہوتا۔

قرآنِ کریم کے الفاظ پر اعراب ۵۰ھ کے بعد لگائے گئے۔ یہ خدمت حضرت علی المرتضیٰ ؓ کے شاگرد ابو الاسود دُئلی ؒ اور اُن کے شاگردوں نصر بن عاصم اور یحییٰ بن اکثم نے انجام دی۔ اور اعراب کو آخری شکل عباسی عہد میں ایک عالم خلیل بن احمد ؒ نے دی جو آج تک قائم ہے۔

کاتبانِ وحی:

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت امیر معاویہ، حضرت ایان بن سعید، حضرت خالد بن ولید، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت، حضرت ثابت بن قیس، حضرت ارقم بن ابی ارقم، حضرت حنظلہ بن ربیع اور حضرت ابو رافعہ قبطی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

"قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ○" (۱۷:۸۸)

(اے نبی ﷺ! اعلان فرما دیجئے کہ اگر انسان اور جنات۔ قرآن جیسا کلام بنا لانے کے لئے اکٹھے ہو جائیں تو بھی وہ اس جیسا کلام نہیں لا سکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کی مدد بھی کر دیکھیں)

قرآن حکیم کے بے مثل اور لا جواب ہونے کے اعجاز نے دنیا کو لاجواب کر رکھا ہے۔ اس میں نہ تحریف ہو سکتی ہے، نہ اِسے مٹا سکتے ہیں اور نہ اس کی مثال ہے، کیونکہ اس کی محافظت کا ذمہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے لے رکھا

حقیر سگِ دربار دستگیرؒ
فقیر الحاج ساجد جاوید اکبر
نُوری، سروری، قادری، قلندری، چشتی
بی۔اے، ایل ایل۔بی، ایم۔اے (پنجاب)
ایم۔اے (امریکہ) آئی۔ایم۔ڈی۔پی (امریکہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیاحِ لامکاں

سید سلمان ندوی (سیرت النبی) لکھتے ہیں:

"انبیاء علیہم السلام کے روحانی حالات اور واقعات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اولوالعزم پیغمبروں کو آغازِ نبوت کے کسی خاص وقت اور مخصوص ساعت میں یہ منصب رفیع حاصل ہوتا ہے اور اس وقت شرائط رویئت کے تمام مادی پردے ان کی آنکھوں کے سامنے سے ہٹا دیئے جاتے ہیں۔ اسباب ساعت کے دنیاوی قوانین ان کے لئے منسوخ کر دیئے جاتے ہیں۔ قیود زمانی و مکانی کی تمام فرضی بیڑیاں ان کے پاؤں سے کاٹ ڈالی جاتی ہیں۔ آسمان و زمین کے مخفی مناظر بے حجابانہ ان کے سامنے آتے ہیں اور اس کے بعد نور کا حلۂ بہشتی پہن کر فرشتوں کے جلوس کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں اور اپنے اپنے رتبہ اور درجہ کے مناسب مقام پر کھڑے ہو کر فیض ربانی سے معمور اور غرق دریائے نور ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض مقربین خاص کو یہ درجہ عطا ہوتا ہے کہ حریم بارگاہ قدس میں باز یابی پا کر قاب قوسین (دو کمانوں کا فاصلہ) سے بھی نزدیک تر ہو جاتے ہیں اور پھر وہاں سے اپنے منصب کا فرمانِ خاص لے کر اسی کاشانہ آب و خاک میں واپس آجاتے ہیں۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ سرور انبیاء اور سید اولادِ حضرت آدم علیہ السلام تھے اس لئے اس حظیرۂ قدس اور بارگاہِ لامکان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں تک رسائی حاصل ہوئی جہاں تک کسی فرزندِ حضرت آدم علیہ السلام کا قدم اس سے پہلے نہیں پہنچا تھا اور وہ کچھ مشاہدہ کیا جو

اب تک دوسرے مقربان بارگاہ کی حد نظر سے باہر رہا تھا۔"

مدینہ منورہ : کچھ راستہ طے ہو گیا تو جبریل علیہ السلام نے براق سے اترنے کے لئے عرض کیا اور بتایا کہ یہ جگہ آپ ﷺ کا دار الہجرت ہے' یہاں نماز ادا کیجئے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے نماز ادا فرمائی۔ آگے چلے تو طور سینا پر رُکے اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش پر پہنچے۔ ان دونوں مقامات پر آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی۔ (معارج النبوۃ)

مسجد اقصیٰ : جب آپ ﷺ مسجد اقصیٰ کے قریب پہنچے تو فرشتوں کی جماعت نے آپ ﷺ کا استقبال کیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے بزرگی اور کرامت کی خوشخبری دی اور کہا:

"اَسَّلَامُ عَلَیکَ یَا اَوَّلُ یَا آخِرُ یَا حَاشِرُہ"

(آپ ﷺ پر سلامتی ہو۔ اے سب سے اوّل اور سب سے آخر اور سب سے پہلے اٹھنے والے)

حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ آپ ﷺ اول شافع اور مشفع ہیں۔ آخر الزماں نبی ہیں اور حشر آپ ﷺ کے قدموں میں ہو گا۔ پھر آپ ﷺ مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے' تمام انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا:

تَقَدَّمْ وَ صَلِّ رَکعَتَینِ باخَوَانِكَ مِنَ الْمُرْسَلِینَ.

(یارسول اللہ ﷺ آگے بڑھ کر اپنے پیغمبر بھائیوں کو دو رکعات نماز پڑھایئے)

نماز سے فارغ ہوئے تو پیغمبروں علیہم السلام نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے احسانات کا تذکرہ شروع کر دیا۔ حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے فرمایا کہ ہر تعریف

مستحق وہی اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔ جس نے مجھے رحمت للعالمین بنایا۔ قیامت تک کے لئے جن و انس کے لئے بشیر و نذیر اور سراج منیر بنا کر بھیجا۔ قرآن کریم سے نوازا اور روئے زمین کو میرے لئے مسجد بنایا۔ تیمّم سے پاکیزگی جائز کی گویا مٹی کو پانی کے حکم میں کر دیا۔ حوض کوثر سے نوازا وغیرہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا:

" هٰذَا افْضَلکُمْ مُحَمَّده "

(ان وجوہات کی بناء پر محمد ﷺ تم پر فضیلت رکھتے ہیں)

پھر تمام انبیاء علیہم السلام، حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے حق میں اللہ سے حتی الوسیع تخفیف کا سوال کرنا۔ واللہ المصیر۔ (معارج النبوۃ)

بیت المقدس تا سدرۃ المنتہیٰ: یہاں سے براق پر سوار ہو کر ایک نورانی سیڑھی جو فرشتوں کی گزر گاہ تھی کے ذریعے آسمان پر پہنچے۔ سیڑھی کے آخری سرے پر ایک بزرگ فرشتہ بیٹھا تھا جس نے ہاتھ کھول رکھے تھے اور ساتوں آسمانوں کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ رکھا تھا انہوں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو سلام کیا اور خوش آمدید کہتے ہوئے بتایا کہ میری ڈیوٹی اس سیڑھی پر تخلیق آدم علیہ السلام سے پچیس ہزار سال قبل لگی تھی۔ تب سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر درود و سلام بھیجنا میرا وظیفہ ہے اور آج کے دن کا منتظر رہا ہوں۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ یہ سعادت آج نصیب ہوئی۔

پھر آپ ﷺ آگے بڑھ گئے اور ایک دریائے بسیط دیکھا جس کا نام " قاسیہ " ہے اور ہوا میں معلق ہونے کے باوجود پانی کا قطرہ تک اِدھر اُدھر نہیں گر تا بلکہ پوری روانی سے بہہ رہا ہے۔ اس کے پانی کا رنگ شفاف ہونے کی وجہ سے نیلا ہے۔ کہتے ہیں کہ آسمان کی نیلاہٹ اسی دریا کے نیلے پانی کے عکس کے باعث ہے۔

پھر آپ ﷺ ہوا کے خزانے پر پہنچے جسے ستر ہزار زنجیروں میں باندھ رکھا

ہے اور ہر زنجیر پر ستر ہزار فرشتے متعین ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ہوا پر قدم رنجہ فرمایا اور فلک پر پہنچے۔ وہ فلک ایک دریا ہے جسے آسمان پر رکھا ہے جس کا دامن سراپردہ دہر کی طرح زمین تک پہنچا ہوا ہے۔ آسمان کا بھی ایک ایسا ہی فلک ہے کہ اس دریائے فلک پر ستارے شناوروں کی طرح تیرتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں آیا ہے:

"وكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ" (۳۶:۴۰)

(اور تمام اجرام فلکی اپنے اپنے مدار میں تیرتے ہیں)۔

اس فلک نے اپنی گردش روک دی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور آداب بجالایا۔ آپ ﷺ نے اس پر قدم رکھا اور آگے نکل گئے جتی کہ پہلے آسمان پر پہنچے۔

عجائبات آسمان اوّل: جبریل علیہ السلام نے آسمان اوّل پر پہنچتے ہی دروازہ کھٹکھٹایا جس کا نام "الحفظ" ہے۔ جو یاقوت کا بنا ہوا ہے۔ اس پر مروارید کا قفل ہے۔ اس پر مقرر دربان یا موکل کا نام "اسمٰعیل" ہے۔ دستک سن کر اسمٰعیل نے کہا:

"مَنْ ذَالَّذِيْ نَادَالكَ"

(کون پکار رہا ہے؟)

حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنا نام بتایا۔ پھر پوچھا: "آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد ﷺ ہیں"۔ پوچھا: "کیا وہ ﷺ پیدا ہو چکے ہیں"؟ کہا "ہاں"۔ پھر پوچھا: "کیا ان ﷺ کو بلایا گیا ہے"۔ کہا "ہاں"۔ تب اسمٰعیل نے کہا: "مرحبا آپ ﷺ کو خوشی کشائش اور جمعیت حاصل ہو"۔ اور دروازہ کھول دیا۔ ان کے تابع سات لاکھ فرشتے ہیں۔ ان کی تسبیح جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سماعت فرمائی:

"سُبْحَانَ الْمَلِكِ الاَعْلٰى سُبْحَانَ مَنْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْئٌ"

(ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات جلّ جلالہٗ ملک اعلیٰ ہے۔ ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات جلّ جلالہ جس کی مثل کوئی شے نہیں)

پس آپ ﷺ اس آسمان پر تشریف لے گئے اور بہت عجائب ملاحظہ فرمائے بعض کا تذکرہ اس طرح ہے:

فرشتے بحالت قیام: فرشتوں کی ایک جماعت ہر وقت قیام میں ہے۔ ان کی تسبیح تھی:

"سُبُوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوْحِ"۔

(اس ذات جلّ جلالہ کی بہت زیادہ تسبیح بیان کی جاتی ہے اور بہت زیادہ تقدس بیان کیجاتی ہے وہ ہمارا پروردگار اور تمام فرشتوں اور حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کا پروردگار ہے)۔

جب حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ فرشتے آسمانوں کی پیدائش کے وقت سے بحالت قیام مصروف عبادت ہیں۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے درخواست کیجئے کہ آپ ﷺ کی امت کو اس کا ثواب عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے درخواست کی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔ پس امت مسلمہ کے لئے نماز میں قیام کی فرضیت کا تحفہ عطا ہوا۔

ملاقات حضرت آدم علیہ السلام: یہاں حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کو سفید مروارید کے تخت پر نوری لباس میں دیکھا جن کے دائیں اور بائیں لوگ دیکھے۔ دائیں طرف دیکھ کر وہ خوش ہوتے اور بائیں جانب دیکھتے تو رنجیدہ ہوتے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ دائیں جانب والے اہل جنت ہیں اور بائیں طرف کے لوگ اہل دوزخ ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر حضرت ابوالبشر کو سلام کہا۔ جواب میں آدم علیہ السلام نے فرمایا:

"مرحبا یا ابن الصالح و نبی الصالح الحمد للہ الذی اکرمک و جعلک من نسلی"

(صالح بیٹے ﷺ اور صالح نبی ﷺ کو خوش آمدید۔ تمام تعریفیں اس اللہ جل جلالہ کے لئے ہیں جس نے آپ ﷺ کو عزت بخشی اور اس نے آپ ﷺ کو میری آل سے پیدا فرمایا)

حضرت آدم علیہ السلام کی تسبیح تھی۔

" سُبْحَانَ الْجَلِیْلَ اَلاَ جَلِ سُبْحَانَ الْوَسِعُ الْغَنِی سُبْحَانَ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللہِ الْعَلِی الْعَظِیْمَ وَ بِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُاللہ".

(ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات جلّ جلالہٗ جو جلیل ہے اور اجل ہے۔ عیب سے پاک ہے وہ جلّ جلالہٗ جو وسعت والا ہے اور تمام جہان سے بے پرواہ ہے عیب سے پاک ہے اللہ تبارک وتعالی اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں۔ میں اللہ تبارک وتعالی سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔)

آپ ﷺ کے دائیں جانب جنت کا در تھا اور بائیں جانب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوزخ کو دیکھا۔

دوسرا آسمان : "بحر الحیوان" سے آگے بڑھے جسکے بارے میں بتایا گیا کہ قیامت کے دن اس دریا کے پانی کی بارش کی جائے گی جس سے بوسیدہ انسانی ہڈیاں زندگی پائیں گی لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور آپ ﷺ دوسرے آسمان پر پہنچے۔ اس کا نام "قیدوم" ہے۔ پہلے آسمان پر پہنچنے کے تمام مراحل یہاں بھی طے کئے تو دربان نے دروازہ کھولا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوش آمدید کہا۔ دربان کا نام "اسرافیل" تھا۔ اس کی تسبیح تھی

"سُبْحَانَ اللہِ کُلَّ ما یُسبح اللہ مُسبح وَالْحَمْدُللہِ کُلَّ اَحمد اللہ حامدٌ وَ لاَ اِلٰہَ اِلاَ اللہ کُلَّمَا ھَلَّلَ اللہَ وَ اللہُ اَکبَرُ کُلَّمَا کَبَّرَ اللہ مُکبرہ".

(تمام پاکیزگی اللہ جلّ جلالہٗ کیلئے۔ جو تسبیح کرنے والا اس کی تسبیح کرتا ہے

تمام تعریفیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہیں۔ جب حمد کرنے والا اسکی حمد کرتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں۔ جب کوئی اس کا نام بلند کرتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور جب بڑائی بیان کرنے والا اس کی بڑائی بیان کرتا ہے۔

<u>رکوع گزار فرشتے</u>: یہاں ایک جماعت فرشتوں کی دیکھی کہ صف بستہ رکوع میں جھکی ہے۔ ان کی تسبیح تھی۔

"سُبْحَانَ الْوَارِثِ الْوَسِعِ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا یُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ سُبْحَانَ الْعَظِیْمِ الْعَلِیْمِ"

(تمام پاکیزگی اس ذات جَلَّ جَلَالُہٗ کیلئے ہے جو وارث اور وسعت والا ہے تمام پاکیزگی اس اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے۔ کہ آنکھیں اسکا ادراک نہیں کر سکتیں تمام پاکیزگی اس ذات جَلَّ جَلَالُہٗ کے لئے جو عظیم اور علیم ہے)

حضرت جبریل علیہ السلام کے ایماء پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عبادت سے اپنی امت کا حصہ چاہا۔ پس مسلمانوں پر رکوع فرض ہوا۔ حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہم السلام سے بھی اسی آسمان پر ملاقات ہوئی۔ سلام کے جواب میں انہوں نے کہا:

"مَرْحَبًا یَا اَخِ الصَّالِحِ وَ النَّبِیِّ الصَّالِحِ"

(خوش آمدید میرے صالح بھائی اور صالح نبی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مصافحہ کیا اور آپ ﷺ کی عظمت اور کرامت اور تفوق جو آپ ﷺ کو دوسرے انبیاء پر حاصل ہے اس کا ذکر کیا اور خوش خبری دی۔ حضرت عیسیٰؑ کی تسبیح تھی۔

"سُبْحَانَ الْحَنَّانِ الْمَنَّانِ سُبْحَانَ الْاَبَدِ الْاَبَدِ سُبْحَانَ الْمُبْدِیِ الْمُعِیْدِ"

(تمام پاکیزگی اس جَلَّ جَلَالُہٗ کے لئے ہے جو بخشنے اور احسان کرنے والا ہے تمام پاکیزگی اس ذات جَلَّ جَلَالُہٗ کیلئے ہے جو ہمیشہ ہمیشہ ہے۔ تمام پاکیزگی اس ذات جل

جلالہٗ کے لئے جو آغاز کرنے والی اور لوٹانے والی ہے۔

یہاں پر ایک فرشتے سے ملاقات ہوئی جس کے ستر سر تھے اور ہر سر میں جدا جدا لغت کی زبانیں تھیں۔ یہ رزق کا فرشتہ "قاسم" تھا۔ اس کی تسبیح تھی۔

" سُبْحَانَ الْخَالِقِ الْعَظِیْمِ سُبْحَانَ الْعَظِیْمِ الْاَعْظِیْمِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ اللّٰہ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْخَالِقِ الْعَظِیْمِ وَ بِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ"۔

(تمام پاکیزگی اس ذات جَلّ جلالہٗ کیلئے جو خالق اور عظیم ہے۔ تمام پاکیزگی اس ذات جَلّ جلالہٗ کیلئے جو عظیم اور اعظم ہے۔ اللہ جَلّ جلالہٗ پاک ہے اور تمام تعریفیں اس کے لئے ہیں۔ تمام پاکیزگی اس ذات جَلّ جلالہٗ کے لئے جو خالق اور عظیم ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں۔ میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں)۔

یہ رزق تقسیم کرتا ہے۔

تیسرا آسمان : پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیسرے آسمان پر پہنچے اور حسب سابق سوال و جواب ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دروازہ کھلا۔ یہاں کے فرشتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام اور خوش آمدید کہا۔ اس آسمان کا نام "زیلون" ہے۔ دربان فرشتے کی تسبیح یہ تھی۔

" سُبْحَانَ الْمُعْطِیِّ الْوَھَّابِ سُبْحَانَ الْفَتَّاحِ الْعَلِیْمِ سُبْحَانَ الْمُجِیْبِ لِمَنْ دَعَا"۔

(تمام پاکیزگی ہے اس ذات جَلّ جلالہٗ کے لئے جو عطا کرنے والا اور وہاب ہے۔ تمام پاکیزگی اس ذات جَلّ جلالہٗ کیلئے جو فتاح اور عظیم ہے۔ تمام پاکیزگی اس ذات کے جَلّ جلالہٗ لئے جو پکارنے والے کی پکار سنتا ہے)

سربسجود فرشتے : اس آسمان پر فرشتوں کی ایک جماعت سربسجود دیکھی۔ حضور علیہ

الصلوۃ والسلام نے سلام کیا تو فرشتوں نے سلام کا جواب دیا اور پھر سجدہ ریز ہو گئے۔ حضرت جبریل علیہ السلام کے ایماء پر آپ ﷺ نے اس عبادت سے اپنے اور اپنی امت کیلئے حصہ چاہا۔ پس نماز میں سجدے کی فرضیت ہوئی اور ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہوئے کیونکہ فرشتوں نے سجدہ سے سر اٹھاکر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سلام کا جواب دیا تھا اور پھر سر بسجود ہو گئے تھے۔

یہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے معانقہ فرمایا۔ آپ علیہ السلام کی تسبیح تھی۔

"سُبْحَانَ الْکَرِیْمِ الْاَکْرَمِ سُبْحَانَ الْجَلِیْلِ الْاَجَلِّ سُبْحَانَ الْفَرْدِ الْوِتْرِ سُبْحَانَ الْاَبَدِ الْاَبَدِ".

(پاکیزگی ہے اس ذات جَلَّ جَلَالُہٗ کے لئے جو کریم اور اکرم ہے۔ پاکیزگی ہے اس ذات جَلَّ جَلَالُہٗ کے لئے جو جلیل اور اجل ہے۔ پاکیزگی ہے اس ذات جَلَّ جَلَالُہٗ کے لئے جو فرد اور وتر ہے۔ پاکیزگی ہے اس ذات جَلَّ جَلَالُہٗ کیلئے جو ہمیشہ ہمیشہ ہے)

اسی آسمان پر حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے آپ ﷺ کی بزرگی کی بشارت دی اور یاد دہانی کے طور پر کہا کہ آج کی رات اپنی امت کی شفاعت میں کمی نہ کیجئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح کرتے تھے۔

"سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْمُلُوْکِ سُبْحَانَ الْقَاھِرِ الْجَبَّارِ تَصِیْرُ اِلَیْہِ الْاُمُوْرُ".

(پاکی ہے اس ذات جَلَّ جَلَالُہٗ کے لئے جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ پاکیزگی ہے اس ذات جَلَّ جَلَالُہٗ کے لئے جو قاہر اور جبار ہے۔ تمام امور اسی کی طرف لوٹتے ہیں)

آگے بڑھے تو ایسے فرشتوں کو دیکھا جو "سرحائیل" نامی فرشتہ کے تحت تھے۔ سرحائیل کی تسبیح تھی۔

"سُبْحَانَ مَنْ هُوَ فَوْقَ الْجَبَّارِيْنِ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ فَوْقَ الْمُسَلِّطِيْنَ مِمَّنْ عَصَا".

(پاکیزگی ہے اس ذات جَلّ جَلالُہٗ کے لئے جو تمام جباروں سے بالا ہے۔
پاکیزگی ہے اس ذات جَلّ جَلالُہٗ کے لئے جو تمام تسلط رکھنے والوں سے اس شخص پر بالا ہے جو اسکی نافرمانی کرے)

یہاں پر ہی "بحر النقم" ایک دریا دیکھا جس کی توصیف اللہ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ یہ دریا دنیا سے سات گنا بڑا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ اس دریا کا تھوڑا سا پانی بھیجا تھا تو طوفان نوح ظہور میں آیا اور آبی عذاب کا تعلق اس بحر سے ہوتا ہے۔

چوتھا آسمان : یہ آسمان خام چاندی یا (دوسری روایت کے مطابق) سفید مروارید کا ہے۔ حسب سابق سوال وجواب ہوئے اور دروازہ کھولا گیا جو نور کا ہے اور اس پر نور کا ہی قفل تھا۔ اس پر لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ لکھا تھا۔ چوتھے آسمان کا نام "زیون" ہے۔ ساتوں زمینیں اور تینوں آسمان کے اس احاطہ کے اندر ایک حلقہ کی مانند دکھائی دیتے تھے۔ اس کے داروغہ کا نام "موضیائیل یا مومیائیل" تھا اور اس کے تحت لاکھوں فرشتے تھے۔ ان کی تسبیح تھی :

"سُبْحَانَ الْخَالِقِ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرِ سُبْحَانَ خَالِقِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ الْمُنِيْرِ سُبْحَانَ الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى".

(تمام پاکیزگی اس ذات جَلّ جَلالُہٗ کے لئے جو تاریکیوں اور نور کا خالق ہے۔
تمام پاکیزگی اس ذات جَلّ جَلالُہٗ کے لئے ہے جو سورج اور چاند کا خالق ہے۔ تمام پاکیزگی اس ذات جَلّ جَلالُہٗ کے لئے جو رفیق اعلیٰ ہے)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات فرمائی جبکہ ایک روایت میں ہے کہ یہ ملاقات چھٹے آسمان پر ہوئی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ و

السلام نے سلام کہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بغل گیر ہوئے اور آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا :

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَجْهَكَ".

(سب تعریف اللہ تبارک و تعالیٰ کیلئے ہے چہرے پر قربان)

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپ ﷺ کو بشارت دی کہ آج کی رات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ ناز میں آپ ﷺ کی خاص مجلس ہو گی جس کا تصور بھی ناممکن ہے۔ **آپ ﷺ اس لطف و کرم کی پُر عظمت مجلس میں ضعفائے امت کو نہ بھولنا اور حتی** الامکان فرائض و اعمال میں تخفیف کی درخواست ضرور کرنا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تسبیح تھی :

"سُبْحَانَ هَادِیُ مَنْ یَّشَاءُ وَ مُضِلُّ مَنْ یَّشَاءُ سُبْحَانَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمِ".

(پاکیزگی ہے اس ذات جَلَّ جَلَالَہٗ کیلئے جو جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے۔ پاکی ہے اس اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے جو غفور اور رحیم ہے)۔

اس آسمان پر فرشتوں کی ایک جماعت دیکھی جو دوزانو بیٹھے یہ تسبیح پڑھتے تھے :

"سُبْحَانَ الرَّؤُفُ الرَّحِیْمَ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ سُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ".

(تمام پاکی اس اللہ تبارک و تعالیٰ کیلئے جو رؤف اور رحیم ہے۔ تمام پاکی ہے اس اللہ تبارک و تعالیٰ کیلئے جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ تمام پاکی ہے اس اللہ تبارک و تعالیٰ کیلئے جو رب العالمین ہے)۔

حضرت جبریل علیہ السلام کے ایما پر آپ ﷺ نے اپنی امت کے لئے اس

عبادت سے حصہ چاہا۔ دوسرا قعدہ نماز میں فرض ہوا۔

اسی آسمان پر حضرت مریم علیہا اسلام والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا۔ انہوں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا استقبال کیا۔

اسی آسمان پر حضرت عزرائیل علیہ السلام کو دیکھا۔ جن کے چہرے سے خوف آتا تھا اور ان کے دائیں بائیں رحمت اور عذاب کے فرشتے موجود دیکھے جو روح قبض کرنے کے لئے اللہ کی رضا کے مطابق بھیجے جاتے ہیں۔

"بحر الثلج" بھی چوتھے آسمان پر ہے۔ یہ برف کا دریا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اگر اس دریا سے برف کی ذرا سی مقدار بھی زمین یا آسمان پر گرے تو تخ بستگی اور برودت سے اہل سموات والارض فوت ہو جائیں۔

اسی آسمان پر سورج کو دیکھا۔ ایک روایت کے مطابق یہ زمین سے ایک سو ساٹھ گنا بڑا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق سورج کے میدان کی مسافت اسی ہزار سالہ راہ کے برابر ہے۔

پانچواں آسمان: یہاں سے آپ ﷺ آگے بڑھے تو آسمان پنجم میں حسب دستور مراحل طے کر کے داخل ہوئے۔ اس آسمان کا نام "البیالیقون" ہے اور اس قدر بڑا ہے کہ نچلے چاروں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک حلقہ کی مانند اس کے احاطہ میں نظر آتی تھیں۔ اس آسمان کے دربان فرشتے کا نام "اوسقطائیل" ہے اور لاکھوں فرشتے اس کے ماتحت ہیں۔ اس کی تسبیح تھی:

"قُدُّوسٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْاَرْبَابِ سُبْحَانَ رَبِّنَا عَلَى الْاَعْظَمِ قُدُّوسٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ الرُّوحِ"۔

(وہ اللہ تبارک و تعالیٰ قدوس ہے رب الارباب ہے۔ اعلیٰ درجے پر تمام پاکی

ہمارے پروردگار کیلئے ہے وہ اللہ تبارک و تعالیٰ قدوس ہے۔ فرشتوں اور حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کا پروردگار ہے)

یہاں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ملاقات حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق، حضرت لوط، اور حضرت یعقوب علیہم السلام سے ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپ ﷺ سے مصافحہ کیا اور آپ ﷺ سے کہا کہ آج کی رات بارگاہ رب العزت میں حاضری کے وقت اپنی امت کے اعمال میں تخفیف طلب کیجئے۔ آپ کی تسبیح تھی:

"سُبْحَانَ مَنْ لاَ یَصِفُ الْوَاصِفُوْنَ عَظْمَہٗ مُنْتَھِیہٖ سُبْحَانَ مَنْ خَفَقَتْ لَہُ الرِّقَابُ وَ ذَلَّتْ لَہ الصِّحَابُ".

(پاکیزگی ہے اس اللہ تبارک و تعالیٰ کیلئے کہ وصف بیان کرنیوالے اس کا وصف بیان کرنے سے عاجز ہیں۔ پاکیزگی ہے اس ذات جَلَّ جَلَالُہٗ کیلئے جس کیلئے گردنیں پست ہو گئیں اور مشکلات اس کیلئے ذلیل و حقیر ہو گئیں)

یہاں آپ ﷺ نے فرشتوں کی جماعت دیکھی جو حالت قیام میں تھی اور ان کی نگاہ قدموں پر تھی۔ ان کی تسبیح تھی:

"سُبْحَانَ الْقَاضِیْ اْلاَکبر سُبْحَانَ الْعَدلَ الّذِی لاَ یَجورُ".

(پاکیزگی ہے اس خالق جَلَّ جَلَالُہٗ کیلئے جو سب سے بڑا فیصلہ کرنیوالا ہے۔ پاکیزگی ہے اس ذات جَلَّ جَلَالُہٗ کیلئے جو سراپا عدل ہے اور وہ ظلم نہیں کرتا)

ان کی عبادت نماز میں خضوع و خشوع سے عبادت تھی۔ حضرت جبریل علیہ السلام کے کہنے پر آپ ﷺ نے اس عبادت سے حصہ طلب فرمایا چنانچہ وہ عطا ہوا جو نماز میں خشوع و خضوع ہے۔

<u>چھٹا آسمان</u>: "بحر الصعق" آگے بڑھے تو آپ ﷺ کے سامنے چھٹا آسمان تھا۔ اس کا نام "عاروس" ہے۔ اس کا دربان "روعائیل" ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سلام

کے جواب میں اس نے کہا :

" بَارَكَ اللهُ فِيْ حُسنَاتِكَ وَزَادَفِيْ كَرَمَاتِكَ وَ بُورِكَ فِيكَ ".

(اللہ تبارک و تعالیٰ آپ ﷺ کی نیکیوں میں برکت ڈالے اور آپ ﷺ کی بزرگی میں اضافہ فرمائے)

جواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "امین"! کہا۔ لاکھوں فرشتے روعائیل کے ماتحت ہیں۔ان کی تسبیح تھی :

"سُبْحَانَ اللهِ الكَرِيمِ سُبْحَانَ النُّورِ الْمُبِيْنِ سُبْحَانَه مَنْ الٰهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالٰهُ مَنْ فِيْ الاَرْضِ".

(پاکیزگی ہے اس اللہ تبارک و تعالیٰ کیلئے جو کریم ہے۔ پاکیزگی ہے اس واضح نور کیلئے جو معبود ہے آسمان والوں اور زمین والوں کا)

یہاں فرشتوں کی ایک جماعت "بحالت قومہ" مصروفِ عبادت تھی۔ ان سے آگے آپ ﷺ نے "باب الامان" کا مشاہدہ فرمایا۔ یہ دروازہ جو دوزخ اور کائنات کے درمیان بنایا گیا ہے کہ دوزخ کی تپش سے کائنات جل نہ جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دروازہ کو (جو ہمیشہ بند رہتا ہے) کھلوا کر دور سے دوزخ کا مشاہدہ فرمایا اور کہا کہ مجھے دوزخ کا دھواں اور شعلے نظر آتے تھے۔ دوزخ کے اندر نظر کی تو دوزخ کے داروغہ کو دیکھا جس کا نام "مالک" ہے۔ وہ اتنا ہیبت ناک ہے کہ آپ ﷺ کو خوف محسوس ہوا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے مالک کو بتایا کہ محمد ﷺ تشریف لائے ہیں۔ تو وہ اٹھا' سلام کیا اور عرض کرنے لگا :

"یارسول اللہ ﷺ ! بشارت ہو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی خوشنودی کے لئے آپ ﷺ کے گوشت پوست پر آتش دوزخ کو حرام فرما دیا ہے اور جو کوئی آپ ﷺ کا اتباع کرے گا اور آپ ﷺ کی برکت سے۔ اس پر بھی دوزخ حرام ہو گی۔ مجھے

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں آپ ﷺ کی امت کے گنہگاروں پر رحم کروں اور آپ ﷺ کے منکروں سے انتقام لوں"۔

چھٹے آسمان پر حضرت نوح اور حضرت ادریس علیہم السلام سے . آپ ﷺ کی ملاقات ہوئی۔ (ایک روایت کے مطابق حضرت ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر دیکھا اور دوسری روایت کے مطابق بہشت میں دیکھا۔) حضرت ادریس علیہ السلام کی تسبیح تھی :

"سُبْحَانَ الْمُجِیْبُ السَّائِلِیْن سُبْحَانَ الْقَابِضِ الحالرہ سُبْحَانَ الَّذِی عَلٰی فَلَا تَعْلُوْہ اَحَدٌ."

(پاکیزگی ہے اس اللہ جلّ جلالہٗ کیلئے جو سوال کرنیوالوں کی پکار سننے والا ہے۔ پاکیزگی ہے اس اللہ تبارک و تعالیٰ کیلئے جو زبردست گرفت کرنیوالا ہے۔ پاکیزگی ہے اس اللہ تبارک و تعالیٰ کیلئے جو سب سے بلند ہے اور اس جلّ جلالہٗ سے کوئی بلند نہیں۔

اور نوح علیہ السلام تسبیح پڑھتے تھے)

"سُبْحَانَ الْحَیِّ الْحَلِیْم سُبْحَانَ اَفْرَدِ الْکَرِیْمِ سُبْحَانَ الْعَزِیْزَ الرَّحِیْم".

(پاکیزگی ہے اس اللہ جلّ جلالہٗ کیلئے جو ہمیشہ زندہ رہنے والا اور حلیم ہے۔ پاکیزگی ہے اس اللہ تبارک و تعالیٰ کیلئے جو اکیلا اور بزرگی والا ہے۔ پاکیزگی ہے اس باری تعالیٰ کیلئے جو غالب اور نہایت رحمت کرنیوالا ہے)

آپ ﷺ کی ملاقات حضرت میکائل علیہ السلام سے ہوئی۔ وہ تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے اور دعا دی :

"زَادَكَ اللّٰہ تعالیٰ کَرَامَۃً و فَرْحًا".

(اللہ تبارک و تعالیٰ آپ ﷺ کی بزرگی اور خوشی میں اضافہ فرمائے)

ان کے ماتحت لاکھوں فرشتے مشاہدہ فرمائے۔ حضرت میکائیل علیہ السلام

نے بتایا: "ہم سب آپ ﷺ کے خدمت گزار ہیں اور پچیس ہزار سال قبل از پیدائش حضرت آدم علیہ السلام سے آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجتے آ رہے ہیں"۔

حضرت میکائیل علیہ السلام کی تسبیح تھی۔

"سُبْحَانَ رَبُّ كُلْ مُوْمِنٍ وَ كَافِرٍ سُبْحَانَ مَنْ تَصنعُ مِنْ هَيْئَةٍ مَافِي بُطُوْنِهَا الْحَوَامِلُ"۔

(پاکیزگی ہے اس اللہ جلّ جلالہٗ کیلئے جو مومن اور کافر کا پروردگار ہے۔ پاکیزگی ہے اس اللہ تبارک و تعالیٰ کیلئے جو حاملہ عورتوں کے پیٹ میں ایک خاص شکل پر بچے کو پیدا فرماتا ہے)

پھر آپ ﷺ "بحر اخضر" پر پہنچے جو سبز اور نورانی رنگ کا ہے۔ اس پر مامور فرشتوں کی تسبیح تھی۔

"سُبْحَانَ الْقَادِرِ الْمُقْتَدِرِ كَرِيْمِ الْاَكْرَمِ سُبْحَانَ الْجَلِيْلِ الْاَعْظَمِ"۔

(پاکیزگی ہے اس اللہ تبارک و تعالیٰ کیلئے جو قادر اور مقتدر ہے۔ کریم اور اکرم ہے اس اللہ جلّ جلالہٗ کیلئے جو جلیل ہے اور سب سے بڑا ہے)

یہ دریا تمام سبزیات کا سرچشمہ ہے گویا ہر فصل اور باغ اسی کے فیض سے ہے۔ اس سے آگے "بحر اسود" کا مشاہدہ فرمایا۔

ساتواں آسمان: بعد ازاں آپ ﷺ کو ساتویں آسمان پر لے جایا گیا۔ حسبِ سابق سوال و جواب ہوئے اور پھر اس کے خازن "روحائیل" نے دروازہ کھولا اور استقبال کیا۔ آسمان ہفتم کا نام "قائیل" ہے اور جوہر سفید اور نور تاباں کا بنا ہوا ہے۔ روحائیل کے تحت لاکھوں فرشتے ہیں۔ ان سب کی تسبیح یہ تھی:

"سُبْحَانَ الَّذِیْ بَسَطَ السَّمٰوٰتِ فَرَفَعَهَا ۔سُبْحَانَ الَّذِیْ سَطَعَ الْاَرهسين فَضَرَشَهَا سُبْحَانَ الَّذِیْ اَطْلَعَ الْكَوَاكِبَ وَاَزْهَرَ هَا سُبْحَانَ الَّذِیْ

اَرسٰی الجِبَالُ فِيهَاهَا"۔

(پاکیزگی ہے اس اللہ تبارک و تعالی کیلئے جس نے آسمانوں کو کشادہ کیا پس ان کو بلند کیا۔ پاکیزگی ہے اللہ جلّ جلالہٗ کیلئے جس نے زمینوں کو پھیلایا پس انکو فرش بنایا۔ پاکیزگی ہے اس اللہ تبارک و تعالی کیلئے جس نے ستاروں کو روشن کیا اور انکو خوب جگمگایا)۔

اس آسمان پر آپ ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات فرمائی۔ انہوں نے استقبال میں فرمایا:

"مَرْحَبًا بابن الصَّالِح وَ النَّبِی الصَّالِحِ"۔

(صالح بیٹے ﷺ اور صالح نبی ﷺ خوش آمدید)۔

نیز فرمایا: "یارسول اللہ اپنی امت سے کہیئے کہ بہشت میں بہت سے درخت اگائے و اس طرح کہ:

"لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ"

(نہ تو حرکت ہے نہ قوت ہے مگر اللہ تبارک و تعالی جو بلند اور عظیم ہے کہ مشیت سے)۔

زیادہ سے زیادہ پڑھا کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ کلمات تھے:

"سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّااللهُ وَ اللهُ اَكْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم" (معارج النبوۃ)

(پاکیزگی ہے اللہ تبارک و تعالی کیلئے اور تمام تعریفیں اللہ تبارک و تعالی کیلئے ہیں اور اللہ تبارک و تعالی کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں وہ جلّ جلالہٗ سب سے بڑا اور نہ حرکت ہے اور نہ قوت ہے مگر اللہ تبارک و تعالی جو بلند اور عظیم ہے کی مشیت سے)

بیت المعمور: ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی کمر بیت المعمور کے ساتھ لگائے بیٹھے تھے۔ بیت المعمور کعبۃ اللہ کے عین اوپر ساتویں آسمان

عبادت خانہ ہے۔ جس میں یومیہ ستر ہزار فرشتے عبادت کے لئے داخل ہوتے ہیں اور ان کا نمبر دوبارہ نہیں آتا اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ یہ جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا مکان ہے۔ یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کو دیکھا کہ وہ دو حصوں میں بٹ گئی۔ ایک جماعت سفید کاغذ جیسی پوشاک والی اور دوسری میلے کچیلے کپڑوں میں ملبوس تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المعمور میں گئے۔ سفید پوش جماعت بھی ساتھ گئی مگر دوسری کو روک دیا گیا اگرچہ وہ بھی خیر پر تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سفید پوش امتیوں کے ساتھ وہاں نماز ادا فرمائی۔ (خصائص کبری)

پھر "سدرۃ المنتہی" میں "سلسبیل" نامی چشمہ دیکھا جس سے دو نہریں پھوٹ رہی تھیں۔ ایک نہر رحمت اور دوسری نہر کوثر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہر رحمت میں غسل فرمایا۔

نہر کوثر: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساتویں آسمان پر مجھے اس کی پشت کی طرف لے جایا گیا۔ وہاں ایک نہر دیکھی جس پر یاقوت، موتیوں اور زمرد کے خیمے تھے اور سبز پرندے نہایت خوبصورت تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ نہر کوثر جو اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہے اس کا پانی دودھ سے سفید تر تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن لے کر اس کا پانی پیا جو شہد سے شیریں تر اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ (ابی ابن حاکم یزید بن ابی مالک و حضرت انس بن مالک نیز خصائص کبری)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں جنت میں گھوم رہا تھا کہ ایک نہر پر پہنچا جس کے دونوں کناروں پر مجوف موتیوں کے قبے نصب تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ نہر کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی ہے اور جس کی مٹی خالص کستوری ہے۔ (بخاری شریف)

<u>عرش پر کلمہ شریف</u> : ابن سعد حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں جب مجھے حضرت جبریل علیہ السلام آسمانوں پر لے گئے تو میں نے ''سموات علی'' میں ایسی تسبیح سنی جس سے میرا دل دہل گیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! بلا خوف آگے تشریف لے جائیے۔ آپ ﷺ کا اسم مبارک عرش پر اس طرح مکتوب ہے۔

لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰه. (خصائص کبریٰ)

<u>تحفہ معراج</u> : حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق معراج میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تین خصوصی چیزیں عطا کی گئیں :

(۱) : پانچ نمازیں

(۲) : سورہ بقرہ کی آخری آیات

(۳) : آپ ﷺ کی امت کا ہر غیر مشرک کبائر کا گنہگار کہ اس کی مغفرت کا وعدہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (خصائص کبریٰ)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے معراج کی رات موتیوں کا ایک محل دکھایا گیا جس کا فرش سونے کا تھا اور وہ نور سے چمک رہا تھا۔ وہاں مجھے تین چیزیں عطا ہوئیں کہ آپ ﷺ ''سید المرسلین'' ''امام المتقین'' اور ''قائد الغر المحجلین'' ہیں۔

<u>رجال الغیب سے ملاقات</u> : آپ ﷺ کو ایسی قوم کے پاس پہنچایا گیا جس کی تعریف قرآن کریم میں اس طرح وارد ہے۔

'' وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ. (۷ :۱۵۹)

(اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے ایک گروہ ہے جو حق کے ساتھ راہ بتاتا ہے

اور حق کے ساتھ عدل کرتا ہے)۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے ان کا تعارف کرایا۔ جب اس قوم کو پتہ چلا کہ یہ آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہیں تو وہ بہت خوش ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی جس کو انہوں نے قبول کر لیا اور آپ ﷺ کی نبوت اور رسالت کی گواہی دی۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کی بعثت کی خبر دی اور حکم دیا تھا کہ آپ ﷺ کا اتباع کریں۔ لہٰذا ہم مدت دراز سے آپ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ الحمد للہ کہ آج اللہ تعالیٰ نے کرم نوازی فرمائی اور آپ ﷺ کی زیارت و تعلیم کی دولت ملی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں نے اس قوم میں چند باتیں مشاہدہ کیں کہ ان میں کچھ لوگ سلیم الطبع اور زرد رو تھے اور ان کے لباس ادنیٰ تھے۔ اس سب کے گھروں کی دیواریں برابر تھیں اور مکانوں کے دروازے نہ تھے۔ ان کی سرائیں قبرستانوں کے نزدیک اور مسجدوں سے دور تھیں۔ وہ مسجدوں میں معتکف تھے۔ وہ اپنے تو مولود کو دیکھتے تو روتے اور کسی کے فوت ہونے پر خوشی مناتے۔ وہ خدا اس کے رسولوں، نبیوں، فرشتوں اور آسمانی کتابوں اور صحیفوں پر ایمان رکھتے تھے۔ فرائض ادا کرتے تھے، صلہ رحمی کرتے، راضی بر قضا اور صابر و شاکر تھے۔ دشمنی، غیبت چوری اور دیگر برائیوں سے پاک تھے۔ دن کو روزہ اور رات کو عبادت ان کا شیوہ تھا۔ دنیا میں فقر کو ترجیح دیتے تھے اور آخرت کی نعمتوں کے امیدوار تھے۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے سچے اور مخلص پیرو کار تھے۔ آپ ﷺ کے استفسار پر ان لوگوں نے بتایا کہ ہمارے چہرے خوف خدا کی وجہ سے زرد ہیں اور عام مساوات کی وجہ سے سب کے گھر برابر ہیں اور ان کے دروازے اس لئے نہیں کہ ہم میں کوئی چور اور خائن نہیں ہے۔ ہماری دوکانوں کے دروازے بھی نہیں کیونکہ ہر کوئی ایمانداری کے ساتھ دوکان سے جو چیز

بھی لیتا ہے پہلے اس کی قیمت وہاں رکھ دیتا ہے۔ گھر مسجدوں سے دور اس لئے ہیں کہ وہاں تک جانے کا ثواب قدموں کی گنتی کے لحاظ سے زیادہ ملے اور قبرستان گھروں کے نزدیک ہے تاکہ آتے جاتے موت کی یاد تازہ ہوتی رہے۔ نومولود کو دیکھ کر روتے ہیں کیونکہ وہ دنیا کے قید خانہ میں آتا ہے اور مرنے پر خوشی اس لئے مناتے ہیں کہ اس قید سے اسے رہائی ملتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے کوئی شخص بیمار نہیں ہوتا کیونکہ بیماری گناہوں کا کفارہ ہے اور وہ گناہ بھولے سے بھی نہیں کرتے لیکن اگر گناہ سرزد ہو جائے تو رعد کی آواز گنہگار کو اس کے گھر سمیت جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پھر ان لوگوں نے مجھ سے درخواست کی کہ ہمیں اسلام کی تعلیم عطا فرمائیں۔ پس میں نے ان کے حسبِ حال ان کو تعلیم دی اور نصیحتیں کیں یعنی یہ کہ سختیوں پر توفیق صبر مانگو اور صبر کرو۔ اللہ سے ڈرو، فخر و غرور سے اجتناب کرو، اللہ کی رحمت پر بھروسہ رکھو۔ اگر موسیٰ علیہ السلام اور میری ملاقات کے مشتاق ہو تو ہمیشہ خوفِ خدا اور اس کے در سے امید رکھتے ہوئے زندگی بسر کرو۔ پھر میں نے ان کو الوداعی سلام کہا۔ انہوں نے عرض کی کہ ہمارے حق میں دو دعائیں کیجئے۔

پہلی یہ کہ ہم ہر سال حج اور مکہ معظمہ زیارت کا شرف چاہتے ہیں۔ ہمارے واسطے زمین کو لپیٹ دیا جائے تاکہ ہم یہ شرف ہر سال حاصل کر سکیں کیونکہ ہماری سرزمین ساتویں زمین کے بھی پیچھے ہے۔ جب تک اسے لپیٹا نہ جائے گا ہم ہر سال یہ سعادت حاصل نہ کر سکیں گے۔

دوسری یہ کہ ہمیں لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کر دیا جائے تاکہ لوگ ہماری وجہ سے فتنہ میں نہ پڑیں چنانچہ آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور ہر دو امور ان کے لئے قبول کر لئے گئے۔ پس وہ لوگ ہر سال پوشیدہ طور پر حج کے لئے آتے ہیں اور کوئی شخص ان کے حال سے واقف نہیں ہوتا۔ (معارج النبوۃ)

سات زمینوں کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔وہ کہاں ہیں؟ ہماری عقلیں رسائی سے قاصر ہیں

"وَ فَوقَ کُلِ ذِیْ عِلمٍ عَلِیمٌ"۔ (۱۲:۷۶)

(اور ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے)

جنات سے ملاقات: اس کے بعد آپ ﷺ کا گزر جنات پر ہوا۔ وہ سب آپ ﷺ کے گرد جمع ہو گئے اور آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے کہا اَشْھَدُ اَنْ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً اعَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ پھر انہوں نے درخواست کی کہ ہمارے سامنے اپنا دین پیش کیجئے۔ میں (ﷺ) نے کہا کہ مجھے ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔

التحیات کا تحفہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کی تعریف اس طرح کی:

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ جواب میں نے یہ دیا: اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔

جب ملکوت کے فرشتوں نے یہ مقام مشاہدہ کیا تو ان میں سے ہر ایک نے یک زبان ہو کر ملکوت و جبروت میں غلغلہ انداز ہوتے ہوئے کہا:

اَشْھَدُ اَنْ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ رب العزت میں تین فضیلتیں تحیات صلوات اور طیبات پیش کیں اور اللہ تعالیٰ نے چار چیزیں سلام، نبوت، رحمت اور برکتیں

عطا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے سلام قبول کرتے ہوئے صلحائے امت کو یاد فرمایا:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔"

آواز آئی: یا محمد ﷺ! ہم جبریل کو بھی اپنی بارگاہ خاص میں داخل نہیں ہونے دیتے مگر آپ ﷺ نے اپنی امت کو اپنے ساتھ شریک کر لیا ورنہ یہ "علینا" کیا ہے؟ عرض کی: اے اللہ میری امت اگرچہ جسمانی لحاظ سے میرے ساتھ نہیں ہے مگر روحانی لحاظ سے میرا ہر امتی جان کے ساتھ پیوستہ ہے اور میری نظرِ عنایت ہر غائب و حاضر کے ساتھ ہے اور تیری عنایتوں میں سے اپنی امت کو اس کا حصہ عطا کروں گا۔ (معارج النبوۃ)

مقصودِ حقیقی: فرمایا: یا مُحَمَّد (ﷺ) "اَنَاوَاَنْتَ وَ مَاسِوٰی ذَالِكَ خَلَقْتُهَا لِاَجْلِكَ۔"

(اے محمد ﷺ میں اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ ہوں اور آپ ﷺ ہیں اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ میں اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ نے آپ ﷺ ہی کیلئے پیدا کیا ہے)

حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا کا استفسار: حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ! معراج کی رات اللہ تعالی نے آپ ﷺ سے کیا فرمایا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی نے کہا کہ "میں نے تمہاری امت کے گناہوں کو دیکھا تو میں نے ہر ایک پر عفو و درگزر کی ہی نظر ڈالی"۔

فرمایا گیا: "اے محمد (ﷺ)! میرے لئے کیا لائے ہو؟" عرض کیا: "یا اللہ دو ہاتھ لایا ہوں۔ ایک ہاتھ میں تقصیر طاعت اور دوسرے میں جفاو معصیت"۔ (یعنی ایک ہاتھ میں تیری نامکمل سی بندگی ہے اور دوسرے میں امت کے گناہوں کا پلندہ)

فرمایا گیا: "آپ علیہ السلام کی امت کی تقصیر طاعت کو اپنی رحمت سے معاف کیا اور جفا و معصیت کو آپ علیہ السلام کی شفاعت کے وسیلہ سے بخش دیا۔"

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے "فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی" (پس اس اللہ جلّ جلالہٗ نے اپنے بندے خاص حضرت محمد مصطفی علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی جو اسی اللہ جلّ جلالہٗ نے وحی فرمائی تھی) کے اسرار میں سے ایک کلمہ بتانے کی درخواست کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ "اگر مجھے تمہاری امت سے بات کرنا پسند نہ ہوتی تو میں تمہاری امت کو بلا حساب و کتاب بخش دیتا"۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایسی ہی درخواست پر فرمایا کہ "حق سبحانہ و تعالیٰ نے میری امت کی شکایت کی کہ وہ خلوت میں گناہ کرتی ہے اور جلوت میں اظہار اطاعت کرتی ہے اور میں اس کے باطن پر نظر کر کے اپنی شانِ کریمی سے اس کی پردہ پوشی کرتا ہوں"۔

یہی درخواست حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کی تو فرمایا کہ: "اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا کہ اگلی امتیں جب گناہ کرتیں تو ان پر عذاب بھیجا جاتا اور ان کو فوراً سزا دی جاتی لیکن تمہاری امت کے گناہوں کو نیکیوں کے صدقے میں حسنات میں بدل دیتا ہوں اور اس پر اپنی رحمت برساتا ہوں"۔

یہی سوال خاتونِ جنت حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ: "اللہ تعالیٰ نے میری امت کی شکایت کی کہ تمہاری (علیہ السلام) امت مجھے رزاق جانتے ہوئے بھی رزق کے معاملے میں مجھ پر بھروسہ نہیں کرتی اور نارسیدہ غم کو اپنے اوپر مسلط کر کے تصویر غم بن جاتی ہے"۔ نیز: "میں نے بہشت کو تمہاری (علیہ السلام) امت کے لئے پیدا کیا ہے مگر اعمالِ خیر کے ذریعے بہشت

سے رغبت کی خواہاں نہیں جب کہ دوزخ جو کہ منکروں کے لئے پیدا کی گئی ہے تمہاری امت ءاس کی طرف بھاگتی ہے اور میری نافرمانی کرتی ہے۔" نیز" تمہارے امتی' لوگوں کی ملامت سے ڈر کر' چھپ کر گناہ کرتے ہیں اور مجھے حاظر و ناظر جانتے ہوئے بھی مجھ سے شرم نہیں کرتے۔ میں ان سے "آج" کی عبادت و اطاعت کا تقاضا کرتا ہوں۔ جب کہ وہ مجھ سے ہفتوں' مہینوں اور سالوں کی روزی مانگتے ہیں۔ میں ہر ایک کی روزی اسی کو دیتا ہوں مگر وہ میری عبادت میں دوسروں کو شریک کر لیتے ہیں۔ وہ میری بجائے غیروں سے اُمیدیں وابستہ کر لیتے ہیں اور غیروں سے ڈرتے ہیں۔ نیز نعمتیں میں عطا کرتا ہوں مگر تمہارے امتی انہیں غیروں کا عطیہ سمجھتے ہیں اور ان کا شکر بجا لاتے ہیں۔ میں ان کے اعمال بد سے واقف ہو کر بھی فرشتوں کے سامنے ان کی شکایت نہیں کرتا مگر وہ ذرا سی معصیت آ جائے تو دنیا جہان کے سامنے دہائی دینے لگتے ہیں اور ناشکری کرتے ہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "اللہ نے مجھے بتایا کہ میرے اور آپ ﷺ کی امت کے درمیان نو شرطیں ہیں جو آپ ﷺ کے لئے دلی سکون کا سبب بن سکتی ہیں۔

① بندے کی اطاعت اس کی طاقت کے مطابق قبول کرتا ہوں لیکن جزا دیتے وقت اپنی بلند شان کے مطابق اسے زیادہ سے زیادہ نوازوں گا۔

② تائب کی توبہ قبول کروں گا اور اسے گناہوں سے یوں پاک کر دوں گا جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ تھا۔

③ میں بندے کے ساتوں اعضاء پر نظر ڈالتا ہوں اگر ایک عضو بھی طاعت میں ہوگا تو باقی چھ کی معصیت اسی ایک کے صدقے میں نابود کر کے دوزخ کے ساتوں درجوں سے اسے نجات دوں گا اور جنت کے آٹھوں درجات کا مستحق بنا دوں گا۔

④ گناہوں پر نادم بندوں کو بخش دوں گا۔

⑤ گناہوں پر پشیمان ہو کر آئندہ کے لئے تائب ہونے والوں پر میں اپنی

مصیبت بھیجتا ہوں تاکہ ان کے گناہوں کا کفارہ ادا ہو جائے۔

⑥ میں سال میں دو مرتبہ دوزخ کے دروازے کھولتا ہوں۔ موسم گرما میں آگ والا حصہ اور سرما میں تپش والا حصہ تاکہ آپ ﷺ کی امت آخرت میں اس سے محفوظ رہے۔

⑦ میں تمہاری امت کا حساب اپنے فضل عمیم سے لوں گا' عدل سے نہیں۔ اطاعت کا بدلہ کئی گنا دوں گا اور گناہ ان ظالموں کے ذمے لگا دوں گا جن کے ظلم کے زیر اثر وہ کیے گئے ہوں گے۔

⑧ جن ایام اور شعائر کو میں نے فضیلت دی ہے ان کی نیکیوں کا بدلہ کئی گنا دوں گا تاکہ آپ ﷺ کی امت کی نیکیوں کا پلڑا غالب رہے اور برائیاں مغلوب ہوں۔

⑨ میں آپ ﷺ کی امت کا حساب بروز قیامت اپنے کرم سے لوں گا اور اپنے فضل سے اس کے گناہ معاف کر دوں گا اور اپنی رحمت سے اسے جنت میں داخل فرماؤں گا۔

اللہ جلّ جلالہٗ کے چھ پیغامات: اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد ﷺ اپنی امت کو میرے چھ پیغام پہنچا دیجئے:

① اگر تم احسان کی وجہ سے کسی کو دوست رکھتے ہو تو مجھے اپنا دوست بنایئے کیونکہ جس قدر احسانات میں نے کیے ہیں اور کسی نے تم پر نہیں کیے۔

② اگر کسی کا ڈر رکھتے ہو تو سب سے زیادہ مجھ سے ڈرو کیونکہ ارض و سماء پر میری قدرت اور بادشاہت کا سکہ رواں ہے۔

③ امید رکھنا چاہو تو مجھ ہی سے رکھو کیونکہ میں تمہیں سب سے بڑھ کر دوست رکھتا ہوں۔

④ اگر کسی پر جان و مال کی قربانی کرنا چاہو تو میری راہ میں ہی کرو کیونکہ میں تمہارا معبود ہوں۔

⑤ اگر کسی پر ظلم کرنے سے شرماتے ہو تو سب سے زیادہ شرم مجھ پر ظلم

کرتے وقت کھاؤ کیونکہ تمہارے ہمہ جہت ظلم کے مقابلہ میں' میں ہمیشہ وفا اور عدل ہی کرتا ہوں۔

⑥ اگر کسی کو وعدہ کا سچا جانتے ہوئے اس کی تصدیق کرنا چاہتے ہو تو میری تصدیق بطریق اولیٰ کرو کیونکہ میں جھوٹ اور وعدہ خلافی سے پاک و منزہ ہوں اور ہر طرح کے حرص و ہوس سے بالاتر ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا: "اے محمد ﷺ! مانگیے" عرض کیا: اے رب العزت تو نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور عظیم ملک عطا فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام کو ہمکلامی کا شرف بخشا' داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم کیا۔ پہاڑوں کو مسخر کیا اور عظیم سلطنت دی۔ سلیمان علیہ السلام کو عظیم الشان سلطنت عطا فرمائی اور جنات و شیاطین' انسانوں اور ہواؤں کو ان کے لئے مسخر کیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو تورات سکھائی اور انجیل عطا کی۔ مادرزاد اندھے کو بینا کرنے اور کوڑھی کو اچھا کرنے کا معجزہ دیا۔ مردوں کو زندہ کرنے کی قدرت سے نوازا۔ شیطان سے ان کے اور ان کی والدہ کی مکمل حفاظت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میں نے تجھے خلیل و حبیب بنایا۔ تورات میں تمہارا نام حبیب الرحمان لکھا اور قیامت تک جن و انس کی طرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور آپ ﷺ کا سینہ کشادہ کیا۔ بوجھ ہلکا کر دیا اور ذکر تمہار بلند کیا۔ تمہاری امت کو بہترین امت بنایا جو لوگوں کے نفع کے کام کرے گی۔ اسے عادلہ بنایا' اسے اول بھی بنایا اور آخر بھی بنایا۔ اگر آپ ﷺ کی امت میری الوہیت اور تمہاری عبدیت و رسالت کی گواہی دے تو اسے ہر طرح کی مغفرت حاصل ہوگی۔ آپ ﷺ کے امتیوں کے قلوب کو ان کی اناجیل بنایا اور آپ ﷺ کو تمام انبیاء سے پہلے پیدا فرمایا اور آخر میں مبعوث کیا۔ اور سب انبیاء علیہم السلام سے پہلے آپ ﷺ کے حق میں فیصلہ کیا جائے گا۔ آپ ﷺ ہی کو سبع مثانی سے نوازا گیا ہے۔ ازیں پیشتر یہ کسی کو نہ دی گئی اور اپنے خزانہ خاص سے آپ ﷺ کو سورہ بقرہ کی آخری آیات عطا کیں جو کہ عرش کے نیچے ہے۔ آپ ﷺ کو

کوثر عطا کی اور میں نے آپ ﷺ کو آٹھ حصے یعنی اسلام، ہجرت، جہاد، نماز، صدقہ، صوم رمضان، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عطا کئے اور آپ ﷺ کو فاتح اور خاتم بنایا"۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمۃ للعالمین بنایا۔ تمام لوگوں کی طرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا، میرے دشمن کے دل میں ایک مہینہ کی مسافت سے میرا رعب ڈالا۔ میرے لئے غنیمت کو حلال فرمایا جو پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھی۔ تمام زمین کو میرے لئے مسجد بنایا اور پاکیزہ کیا اور مجھے مفاتح الکلم، جوامع الکلم، خواتم الکلم عطا کئے اور میری امت کو میرے سامنے پیش کیا اور تابع اور متبوع مجھ سے مخفی نہ رہا اور میری امت کو پیش آنے والے حالات سے مجھے آگاہی بخشی گئی۔ پھر حکم ہوا کہ آپ ﷺ اپنی امت میں تشریف لے جایئے اور لوگوں کو حق و باطل سے آگاہ کیجئے اور جنت و دوزخ کی حقیقت واضح کر کے تبشیر و تنذیر کا فریضہ انجام دیجئے اور جب ہماری ملاقات درکار ہو تو نماز کی نیت باندھ لیجئے۔ ہم حجابات اٹھا دیں گے۔

انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی معراج: دیگر انبیاء علیہم السلام کو معراج سے سرفراز فرمایا گیا لیکن یہ "تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ" (۲:۲۵۳) (یہ رسول ﷺ ہیں جن میں سے بعض کو ہم اللہ جلّ جلالہٗ نے بعض پر فضلیت دی) کے مطابق درجہ بدرجہ ہوئی۔ اولیاء اللہ کو بھی معراج سے نوازا جاتا ہے جو ان کے موافق حال ہوتی ہے۔ ان کو شریعت، طریقت، حقیقت و معرفت کے مقامات سے گزارا جاتا ہے اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیض سے عالمِ حقیقت تک پہنچایا جاتا ہے۔ اولیاء اللہ کی معراج کو آنحضرت ﷺ کی معراج کا عکس گردانا گیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو وصال و قرب سے نوازنا چاہتا ہے تو پہلے اسے تکالیف و مصائب کے ذریعے آزماتا ہے۔ اگر ثابت قدم رہے اور عبادات و طاعات اور سنن و فرائض کی پابندی سے انحراف نہ کرے بلکہ ان میں مزید خشوع و

خضوع کے ساتھ اضافہ کرے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو گواہ بنا کر اس کا نام شکر گزاروں میں لکھ دیتا ہے اور آزمائش کی ساتھ ساتھ یہ سلسلہ عنایات زندگی بھر جاری رہتا ہے حتٰی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ھٰذَا عَبْدٌ یَتعرَّضُ بِالْمَذِیْدِ" (یعنی یہ بندہ مزید دولت و عنایات کا طالب ہے) پھر ایک وقت آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نور کے پردوں پر بٹھا کر عالم معنیٰ کی فضا میں اڑاتا ہے اور عوالم و جبروت کا مشاہدہ کرواتا ہے۔ جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام آسمانوں کے طبقات میں ہر ایک مقام میں ان کے شایان شان مشاہدات سے نوازا گیا اسی طرح قلوب سالکین کو ان کے مرتبہ کے مطابق حجابات میں ٹھہراتے ہیں اور مشاہدات سے نوازا جاتا ہے۔ جس طرح ساتوں آسمانوں پر مختلف انبیاء علیہم السلام تشریف فرما ہیں۔ اسی طرح ہر آسمان پر متمکن نبی سے متعلق ولایت سے اولیاء کرام کو حسب مرتبہ فیض سے نوازا جاتا ہے۔ اسی لئے بعض فیوض کو ولایت موسوی کہا جاتا ہے بعض کو ولایت عیسوی بعض کو ولایت ابراہیمی لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ لیکن جو خاص الخاص اولیاء ولایت محمدی ﷺ سے حصہ پاتے ہیں وہ ساتوں حجابات سے گزر جاتے ہیں اور قاب قوسین اونیٰ کا فیض پاتے ہیں۔

مسلمانوں کی معراج: فرمایا ﷺ:

"وَجعلتْ قُرَّۃُ عَیْنِی فِی الصَّلوٰۃِ"

(میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے)۔

امام فخرالدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ معراج سے واپس ہوئے تو ان مشاہدات بے نظیر کا خیال کر کے فرمایا: "مِنْ اَیْنَ نَصِیْبُ اُمّتِی مِنْ ھٰذَا اَشْرفِہٖ" (اس شرف معراجیہ میں سے میری امت کی قسمت میں کہاں؟) فرمایا گیا: "مِعْرَاجُ اُمَّتِکَ الْجَمَاعَۃُ" (آپ ﷺ کی امت کی معراج باجماعت نماز ادا کرنے میں ہے) چنانچہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فرمایا: "الصّلوٰۃ معراج

المُؤْمِنِیْن"۔

امام رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز روحانی اور جسمانی معراج کی جامع ہے کیونکہ افعال بدن سے اور اذکار دل سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں وضو اور طہارت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شق الصدر اور تخیل کے قائم مقام ہے۔ پھر تکبیر تحریمہ دنیا سے تعلقات کی قاطع بنتی ہے اور بندہ حمد و ثناء کرنے لگتا ہے گویا یہ بارگاہ خداوندی میں پہلا مرحلہ ہے پھر تعوذ و تسمیہ اور الحمد شریف پڑھتا ہے جو قرآنی تعلیمات کی جامع ہے۔ اب دنیا سے رابطہ منقطع ہو چکا ہے اور بندہ بارگاہ رب العزت میں ہر آلائش اور دوئی کو بھلا کر حاضر ہے۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنَ کہہ کر براہ راست ہمکلامی کا شرف پاتا جو والا الضالین تک جاری رہتا ہے۔ پھر قرآن پاک سے کچھ تلاوت کرتا ہے۔ یہ قیام گویا بعض فرشتوں کے دوامی قیام مقبول کی اتباع میں اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ مقبول عطیہ ہے۔ اہل معرفت کہتے ہیں کہ نمازی معراج ثناء سے آسمان پر قدم رکھتا ہے۔ پھر دل کے ساتوں مراحل جو ساتوں آسمانوں کی مثل ہیں کو وساوس شیطانی سے پاک رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور تعوذ کی راہ سے گزرتا ہے تو آگے بہشت کے مکاشفہ میں وارد ہوتا ہے۔ اسے بہشت کے آٹھ دروازے نظر آتے ہیں۔ پہلے دروازے کی چابی "ایمان" ہے' یہ دروازہ "باب المعرفت" کہلاتا ہے۔ دوسرا دروازہ "باب الذکر" ہے جو بسم اللہ الرحمٰن کی چابی سے کھلتا ہے۔ تیسرا دروازہ الحمد للہ رب العالمین کی کلید سے کھلتا ہے۔ چوتھا کلید "الرحمٰن الرحیم" سے پانچواں "مالک یوم الدین" کی چابی سے چھٹا کلمہ اخلاص سے یعنی "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنَ" کی کلید سے ساتواں طلب ہدایت "اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" کے ذریعے اور آٹھواں در بہشت جو "باب الاقتدار" ہے "صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ" کی چابی سے کھلتا ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: "جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّھُمُ

الْاَبْوَابُ"۔ (۳۸ : ۵۰) (ہمیشہ رہنے کے باغات جن کے دروازے ان کیلئے کھلے ہو نگے) سے یہی مراد ہے۔ پھر نمازی کی روح "فَاقْرَئُوا مَاتَیَسَّرَ مِنَ الْقُرآن" (پس قرآن مجید سے پڑھو جتنا تمہیں آسان ہو۔) کے فرمانِ الٰہی سے رسول اللہ ﷺ کے اتباع میں قرآنی سورتوں کی تلاوت کے ذریعے قرآنی باغات کی سیر کرتی ہے۔

اب اللہ کی تجلیات اور کرم نوازیوں کو دیکھ کر نمازی سرِ خم تسلیم کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ "مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ" (جو اللہ تبارک و تعالیٰ کیلئے انکساری کرتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اسے بلند کر دیتا ہے) کے مصداق اسے سربلند کر دیتا ہے اور وہ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہٗ" کہتا ہوا کھڑا ہو جاتا ہے اور "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کہتا ہے تو اللہ کے نور کی بارش ہوتی ہے اور نمازی سجدہ شکر کے لئے اس کی بارگاہ میں گر جاتا ہے۔ سجدہ اللہ تعالیٰ کے قریب بہترین ذریعہ ہے۔

پھر دوسری رکعت میں قعدہ کا مرحلہ ہے یہ بارگاہ رسالت کا امتزاجی مرحلہ ہے۔ نمازی یہاں پہلے "اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ" کہہ کر اللہ کی بارگاہ میں عقیدت میں موتی نچھاور کرتا ہے۔ پھر سامنے اسی بارگاہ میں "وَرَفَعْنَالَكَ ذِکْرَكَ" کے موصوف کو جلوہ فرما دیکھتا ہے کیونکہ اسی قدموں کی برکت سے اللہ کی بارگاہ تک رسائی نصیب ہوئی اس لئے بے اختیار پکار اٹھتا ہے۔

"اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَاالنَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ"

اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جواب میں خود ان کے ساتھ شریک ہو کر ان کے ساتھ شریک کے اتباع میں کہتا ہے

"اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ"۔

اتنے میں اللہ اور نبی اکرم ﷺ کی طرف دھیان جاتا ہے تو وہ کہتا ہے

"اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً اعَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ"۔

اور ہدیہ درود پیش کر کے دعاؤں کے ساتھ "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ" کہ کر سفر معراج سے واپس اپنی دنیا میں آجاتا ہے۔

(معارج النبوۃ)

تحقیق و تلخیص :

فقیر حقیر سگِ دربارِ دستگیرؒ

مست لَست فقیر الحاج ساجد جاوید اکبر

نوری ؒ سروری ٗ قادری ٗ قلندری ٗ چشتی

بی-اے ٗ ایل-ایل-بی ٗ ایم-اے (پنجاب)

ایم-اے (امریکہ) ٗ آئی-ایم-ڈی-پی (امریکہ)

۲۵ اکتوبر ٗ ۲۰۰۰ء

بمطابق

۲۶ رجب ٗ ۱۴۲۱ھ

اَلتَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ

"قرآنِ عظیم" مترجم از اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد احمد رضا خان بریلوی مع تفسیر از صدر الافاضل مولا سید محمد نعیم الدین مُراد آبادی میں سورۃ البقرۃ کی آیت کی تفسیر یوں مندرج ہے:

"وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَى وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ط إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝" (۲:۲۴۸)

(اور اُنکے نبی نے اُن سے کہا کہ دیکھو کہ طالوت کی حکمرانی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آ جائے گا جس میں تمہارے رَب کی جانب سے دِلجمعی کا سامان ہوگا اور وہ بقیہ اشیاء جو آلِ موسیٰ اور آلِ ہارون چھوڑ گئے تھے۔ اُس کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ یقیناً تمہارے لئے اس ایک بات میں نشانی ہے اگر تمہیں اللہ پر ایمان ہو)

تفسیر:- یہ تابوت شمشاد کی لکڑی کا ایک زر اندود صندوق تھا جس کا طول تین ہاتھ کا اور عرض دو ہاتھ کا تھا۔ اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام پر نازل فرمایا تھا۔ اس میں تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی تصویریں تھیں۔ اُن کے مساکن و مکانات کی تصویریں تھیں اور آخر میں حضور سیّد الانبیاء ﷺ کی اور حضور کی دولت سرائے اقدس کی تصویر ایک یاقوت سُرخ میں تھی کہ حضور بحالت نماز قیام میں ہیں اور گرد آپ ﷺ کے اصحاب حضرت آدم علیہ السّلام نے تمام تصویروں کو دیکھا۔ یہ صندوق وراثۃً منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السّلام تک پہنچا۔ آپ علیہ السّلام اس میں توریت رکھتے تھے اور اپنا مخصوص سامان بھی چنانچہ اس تابوت میں الواحِ توریت کے ٹکڑے بھی تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور آپ علیہ السلام کے کپڑے اور نعلین شریفین اور حضرت ہارون

علیہ السلام کا عمامہ اور اُن کا عصا اور تھوڑا سا مَن جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگ کے موقعوں پر اِس صندوق کو آگے رکھتے تھے۔ اِن سے بنی اسرائیل کے دِلوں کو تسکین رہتی تھی۔ آپ علیہ السلام کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں متوارث ہوتا چلا آیا۔ جب اُنہیں کوئی مشکل درپیش ہوئی وہ اِس تابوت کو سامنے رکھ کر دُعائیں کرتے اور کامیاب ہوتے۔ دشمنوں کے مقابلہ میں اُس کی برکت سے فتح پاتے جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور ان کی بدعملی بہت بڑھ گئی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن پر عمالقہ کو مسلط کیا تو وہ اُن سے تابوت چھین کر لے گئے اور اُس کو نجس اور گندے مقامات میں رکھا اور اُس کی بے حُرمتی کی اور اِن گستاخیوں کی وجہ سے وہ طرح طرح کے امراض و مصائب میں مُبتلا ہوئے۔ اُن کی پانچ بستیاں ہلاک ہوئیں اور اُنہیں یقین ہوا کہ تابوت کی اہانت اُن کی بربادی کا باعث ہے تو اُنہوں نے تابوت کو ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو چھوڑ دیا اور فرشتے اُس کو بنی اسرائیل کے سامنے طالوت کے پاس لائے اور اِس تابوت کا آنا بنی اسرائیل کے لئے طالوت کی بادشاہی کی نشانی قرار دیا گیا تھا۔ بنی اسرائیل یہ دیکھ کر اُس کی بادشاہی کے مقر ہوئے اور بے درنگ جہاد کے لئے آمادہ ہو گئے۔ کیونکہ تابوت پا کر اُنہیں اپنی فتح کا یقین ہوگیا۔ طالوت نے بنی اسرائیل میں سے ستر ہزار (۷۰۰۰۰) جوان مُنتخب کئے جن میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تھے۔ (جلالین وجمل وخازن ومدراک وغیرہ)

فائدہ:- ① اِس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرّکات کا اعزاز واحترام لازم ہے۔ اُن کی برکت سے دُعائیں قبول ہوتی اور حاجتیں روا ہوتی ہیں اور تبرّکات کی بے حُرمتی گمراہوں کا طریقہ ہے اور بربادی کا سبب ہے۔
② تابوت میں انبیاء علیہم السلام کی جو تصویریں تھیں وہ کسی آدمی کی بنائی ہوئی نہ تھیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے آئی تھیں۔

حقیر سگِ دربارِ دستگیر رضی اللہ عنہ
فقیر الحاج ساجد جاوید اکبر
نوری، سروری، قادری، قلندری و چشتی

غ

ف

ق

م

ن

و

ہ

ی

فہرست سورتہائے قرآن پاک (از ترتیب نزول) صفحات ۱۱۷۱ تا ۱۱۷۵ ملاحظہ فرمائیں۔

ضروری التماس

(۱) قارئین حضرات کی خدمت میں عرضداشت ہے کہ اگر دوران مطالعہ کوئی غلطی معلوم ہو جائے تو برائے مہربانی اس کی نشان دہی مؤلف کو کریں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کا ازالہ کر دیا جائے۔ شکریہ!

(۲) بسلسلۂ اشاعت عام عطیات بشکریہ قبول کئے جائیں گے۔

ماخذ و منابع

"کنزالقبلی" کی تکمیل کے سلسلے میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا:

1. مطالب القرآن۔ جناب مولانا الحاج سید محمد شاہ صاحب۔ ایم۔ اے (عربی) ترجمہ و شرح
2. سحر البیان۔ جناب اثر زبیری لکھنوی
3. کنزالایمان۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکتہ مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ تعالے عنہ
4. متوسط قرآن شریف۔ رئیس الفقہاء المحدثین حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی رضی اللہ تعالے عنہ
5. احکام القرآن۔ جناب چوہدری نذر محمد صاحب
6. مضامین قرآن حکیم۔ جناب زاہد ملک صاحب
7. مصباح القرآن۔ جناب محمد نصیب بیرسٹر ایٹ لا
8. موضوعات قرآن اور انسانی زندگی۔ جناب خواجہ عبدالوحید صاحب
9. مجموعہ احکام الٰہی۔ جناب چوہدری امانت اللہ صاحب
10. بصیرت۔ جناب شیخ عبدالرؤف صاحب
11. اعداد القرآن۔ جناب چوہدری محمد شریف صاحب
12. مجموعۃ الاسرار۔ تاج العارفین خطب الاقطاب حضرت عبدالنبی شامی نقشبندی رضی اللہ تعالےٰ عنہ
13. سرالانسان۔ جناب فقیر میاں خادم حسین صوفی قادری جلوی عطائی صاحب
14. نقوش رسول نمبر جلد دوم۔ مدیر جناب محمد طفیل صاحب
15. مذاہب عالم۔ جناب چوہدری غلام رسول صاحب۔ ایم۔ اے